انقلاب محسود
ساوتھ وزیرستان
فرنگی راج سے امریکی سامراج تک
تاریخ بھی سبق بھی تجزیہ بھی
تاریخ ایک مُعَلِّمْ ہے سابقہ غلطیوں سے سبق سیکھا کر مستقبل میں رہنمائی کرتی ہے
مصنف
ابو منصور عاصم مفتی نورولی محسود
شعبہ نشرواشاعہ الشہاب جنوبی وزیرستان حلقہ محسود

نام-- انقلاب محسود ساؤتھ وزیرستان

مؤلف--مفتی ابو منصور عاصم محسود

باھتمام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خالد محسود نائب امیر تحریک طالبان پاکستان

اشاعت اول--- 2017ء/30نومبر

تعداد صفحات---688

قیمت--

کمپوزینگ.۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماسید کمپیوٹر سنٹر برمل پکتیکا افغانستان

ناشر--- شعبہ نشرواشاعہ الشہاب

ضروری گزارش

اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اگرچہ اُردو خوان طبقہ کو کتاب میں اردو ادب کی چاشنی تو نہیں ملے گی مگر دلائل ضرور نظر آئیں گے، اگر اس کے باوجود کہیں گرائمر یا کتابتی اغلاط نظر آئیں تو نشاندہی فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں انکی تصحیح کی جاسکے۔فجزا ھم اللہ احسن الجزاءفی الدارین

از مصنف ابو منصور عاصم

بسم للہ الرحمن الرحیم

انتساب

راقم اپنی اس کتاب کو فدائین اسلام اور دوسرے شہدائے کرام اور ان بہادر جانباز اور دلیر اور شیر دل مجاہدین اور اسراءجو ظلم واستبداد کے زنجیروں میں جھکڑے ہوئے ہیں، کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جنہوں نے 2001 سے 2017اج30 دسمبر تک اور آئندہ بھی امریکہ اور نیٹو اور نام نہاد مسلم ممالک جیسے پاکستان کے افواج کاڈٹ کر مقابلہ کیااور کررہے ہیں۔اور اپنے سے لاکھوں گناہ زیادہ فوج اور اسلحے سے لیس دشمن کو لوہے کے چنے چبوائے اور شکست سے دوچار کیا۔اور اس سترہ سالہ جنگ میں دشمن کے ہزاروں فوجی واصل جہنم ہوئے۔اور سینکڑوں بکتر بند گاڑیاں اور دوسرے فوجی گاڑیاں اور ٹینک اور دیگر بے شمار اسلحہ تباہ کرکے رکھدیا۔اورانکے علاوہ سامان پر قبضہ کرکے جومال غنیمت میں حاصل کیاوہ الگ ہے جبکہ یہ ساری کہانی میڈیا کے سامنے ہے کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔جبکہ خود بہت سارے مجاہدین اسلام نے بھی اپنی جانیں توجان آفریں کے سپرد کردیں۔مگر زبان حال سے یہ کہتے ہوئے کسی محاذ پر اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے کہ

جفاکی تیغ سے گردن وفاشعاروں کی

کٹی ہے برسرمیدان مگر جھکی تو نہیں

لہذا جو مجاہدین زندہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دشمن کو نیست ونابود کرنے کی مزید توفیق بخشے اور جو شہید ہوچکے ہیں اللہ تعالی انکو جنت الفردوس میں بلند مقام عطاء فرمائیں۔{آمین}

مفتی نورولی محسود عرف ابومنصور عاصم

جنوبی وزیرستان تحصیل تیارزہ گورگورے ظفرخیل

عرض مؤلف

انقلابِ محسود لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تو اسکا جواب شاید مقدمہ اور اہمیت تاریخ کے عنوانات میں لکھا جاچکا ہے اگر قاری اس کو تدبر سے پڑھے،(2)انقلابِ محسود لکھنے کی ضرورت اسلئے پیش آئی تا کہ پاکستانی قوم اصل حقیقت سے باخبر ہو جائے(3)تا کہ محسود قوم اس صدی میں بھی زندہ تابندہ رہے کیونکہ تاریخ سے قومیں زندہ رہتی ہے(4)تا کہ آئندہ انقلاب برپا کرنے والے اس سے سبق سکھیں(5) تا کہ مجاہدین یعنی طالبان کے بدنامی کرنے والے مؤرخین و محققین اور تجزیہ نگاروں کی بے بنیاد باتوں کا جواب ہو سکے(6)تا کہ پاکستانی حکومت اور سیکیورٹی اداروں بالخصوص فوج اور خفیہ اداروں کا اصل چہرہ دُنیا پر واضح ہو جائے(7)تا کہ طالبان دوبارہ اپنے غلطیوں کو نہ دھرائے(8)تا کہ ہماری اپنی سرگذشت اور حقیقت ہمارے ہاتھوں سے لکھی جائے کیونکہ ہم اپنے سے دوسرے کی بنسبت زیادہ باخبر ہیں (9)تا کہ آئندہ کوئی دغاباز ہمارے ساتھ خیانت نہ کر سکے کیونکہ مسلّم قاعدہ ہے کہ **حقائق الاشیاء ثابتۃ**،چیزوں کے حقائق ثابت شدہ ہے کیونکہ حقائق حقائق ہوتے ہیں(10) تا کہ اصل حقیقت دُنیا کے سامنے پیش کروں جسکا اعتراف مُنصفین چاہئے موافقین ہو یا مخالفین خود کرے۔ جیسا کہ عربی کا مشہور محاورہ ہے **والحق ماشهدت به الا عدآء** یعنی سچائی تو وہ ہے جسکی گواہی دشمن بھی دے(11)اس سرگزشت کی اصل حقیقت ضبط کرنا میں اپنی تنظیم کے مسئولین کا فرض سمجھتا تھا اور بندہ ناچیز کو بھی جانے پہچانے لوگ ایک مسئول کی نظر سے دیکھتے ہیں تا کہ فرض ذمے سے ساقط ہو۔

اور اخر میں اپنے امراء حضرات کا(کہ انہوں نے مجھے اس مشکل کام کیلئے فارغ کر دیا ورنہ دیگر تنظیمی ذمہ داریوں کے ساتھ یہ کام سالوں میں مکمل کرنا مشکل تھا لیکن انکی شفقت سے مئی 2016سے 30 دسمبر 2017تک عرصہ میں مکمل ہوا۔)اوران تمام حضرات کا تہہ دل سے شکریہ اداء کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے تیار کرنے میں میرے ساتھ تعاون کیا،اور بالخصوص مفتی ابوہشام صاحب، قاضی محمد امیر صاحب اور مولانا محمد عرفان صاحب جنہوں نے اپنا قیمتی وقت فارغ کر کے میری معاونت کی اور محمد موسیٰ صاحب کا جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزینگ کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **من لم يشكرالناس لم يشكرالله (آمين يا رب العالمين وصلى الله عليه وسلمه على نبيه الكريم)**

قبائل اور قبائلی نظام سے متعلق کچھ تفصیل لکھنا تھا جس میں مفتی ابوہشام نے خصوصی تعاون کیا اور اس سے متعلق آپ صاحب کی چند اور مضامین بھی آپکی اجازت سے کتاب میں شامل کئیں ہیں جس پر میں مفتی صاحب کا تہے دل سے شکر گزار ہوں ۔

ابو منصور عاصم مفتی نور ولی محسود جنوبی وزیرستان تحصیل تیارزہ گور گورے ظفر خیل

تصحیح کنندہ گان

تقریظ قاضی محمد امیر صاحب

مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن محریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔**فارس نطحۃاو نطحتان ثم یفتحھا اللہ ولکن الروم ذوالقرون کلماھلک قرن قام قرن اُخر** (فارس)تمہاری ایک ٹکر ہو گی یا دو پھر فارس کو اللہ فتح کریگا مگر روم کے کئی سینگ ہونگے اسکا ایک سینگ تباہ وہلاک ہو گا تو ایک نیا سینگ نکل آئیگا۔روم جو کہ احادیث کے اندر مذکور ہے۔در اصل اسی عالم جبر اور اسی ملت شرک کا تسلسل ہے جسے آج جدید دور میں ہم مغرب کہتے ہیں ،اسی قوم کیلئے بنی الاصفر کا لفظ بھی احادیث میں کثرت سے آیا ہے۔عیسائیت دنیا کے بیشمار علاقوں میں پائی جاتی ہے دنیا کا کوئی ایسا براعظم نہیں ہے جہاں عیسائی مذہب کے پرستار موجود نہ ہوں یہاں تک کہ آپ سیاہ فام براعظم افریقہ جائیں تو وہاں آپ کو کئی ممالک عیسائی مذہب کے لوگوں کے ملیں گے اسکے باجود آپ دیکھتے ہیں کہ گوری اقوام ،جنکو احادیث میں روم یا بنی الاصفر کہا گیا ہے ،کے ساتھ عیسائیت کو ایک خاص تاریخی حوالہ اور ایک خاص نسبت رہی ہے جس کو میں طوالت کی وجہ سے ترک کرنے پر مجبور ہوں اسی لیے حضور ﷺ نے امت کو خبردار کیا کہ مغربی اقوام کے ساتھ مسلمانوں کا کش مکش طویل زمانہ تک رہیگا حضور ﷺ نے قولاًوعملاً اس پر بہت زور دیا آقائے نامدارؐ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس مغربی محاذ کی خاص تاکید کی اور اپنی بیماری کے باجود جیش اسامہ کی تاخیر پر ناراض ہوے،قصہ مختصر مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کے کئی صلیبی جنگیں ہو چکی ہے یہی تسلسل تھا کہ گیارہ ستمبر کے بعد مغربی اقوام کا صلیبی جنگ کا آغاز ہوا اور مسلمانوں نے دفاعاً مقدس جہاد کا از سر نو میدان کارزار گرم کیا۔ صلیب کے پجاری امارت اسلامی افغانستان پر چڑھ دوڑے۔پاکستان کے دین دار طبقہ بالخصوص قبائل کے غیور مسلمانوں نے اپنے دینی فریضہ کو بجالاتے ہوئے امارت اسلامی کا ساتھ دیا اور جرات کے وہ داستان رقم کروائے کہ ادوار سابقہ کے کئی دھایاں اسکی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں شوئے قسمت سے پاکستان کی مقتدر قوتیں اس صلیبی جنگ میں صف اول کے اتحادی بن بیٹھے جسکا یہ لوگ خود کئی دفعہ اعتراف کر چکے ہیں چنانچہ پنجاب کے مقتدر قوتیں کیل کانٹے سے لیس لاؤلشکر سمیت قبائل پر لشکر کشی کرنے آئے۔قبائل بھی جراءت وبہادری سے دشمن کو پیچھے دھکیلتے رہے چنانچہ فروری 2005 میں محسود قوم کے قبائل اور حکومت وقت کے مابین ایک معاہدہ طے پا گیا کئی دفعہ ادارے اسکے نقض عہد کے مرتکب ہوئے لیکن محسود قبائل نے ہر بار معاہدے کی پاسداری کی ۔یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ قبائل کو پاکستان کے ساتھ جتنا محبت ہے وہ دوسرے پاکستانیوں کو کم ہی ہو گا لیکن اسکو رہنے دیجئے ،کیونکہ پاکستان میں یہ قانون ہے کہ اسلام اور ملک کے لیے جو کوئی جتنا بھی قربانی دیدیں اسکا برا نجام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑا جاتا ہے ،جسکا زندہ ثبوت ڈاکٹر عبد القدیر صاحب ہے چونکہ قبائل نے جہاد اور امارت اسلامی افغانستان کے کامیابی کیلئے تن من دَن کی بازی لگائی اور جہاد زندگی کا اڑھنا بچھونا بنایا اس لیے مقتدر قوتوں نے امریکہ کے ڈومور کو مدنظر رکھتے ہوئے 2009 میں پھر حملہ آور ہوے اور تمام قبائل کو اپنی ہی ملک میں مہاجرت پر مجبور کیا تاکہ غیور قبائل این جی اوز کے سائے تلے پلے بڑے اپنے اسلامی اور قومی ثقافت سے عاری ہو جائیں اور مغربی طور طریقے سکھیں ۔جو کہ عبارت ہے بے حیائی عریانی مادر پدر آزادی جاہلیت اخری سے لیکن انشاء اللہ یہ انکی خوش فہمی ہے کیونکہ قبائل اور دیگر مجاہدین کا اسلامی غیرت بام غروج پر ہے اور دین اسلام کی محبت ہمارے رگ وپا میں رچ بسی ہے۔ بہر حال چونکہ ادارے امریکہ کے فرنٹ لائن کے سپاہی تھے اس لیے تمام ذرائع ابلاغ نے انکا خوب ساتھ دیا اور روس کے خلاف لڑنے والے کل کے مجاہدین کو آج جرائم پیشہ افراد کی صورت

میں پیش کیا۔ خطرہ تھا کہ مستقبل میں دین دار حلقے بھی اسلام اور اپنے دفاع کی خاطر لڑنے والے پیاروں کے بارے میں تردد کا شکار نہ ہو جائیں اسلئے ضرورت محسوس کی گئی کہ کوئی باہمت بندہ خدا اس حقیقی صورت حال کو ثبت کرے، چنانچہ جناب مفتی نورولی صاحب بھی اِنہی رجال کار لوگوں میں سے ہیں اس لئے یہ نیک فال بھی انکے نام نکلااور محدود وسائل وماحول کے اندر اسکو سرانجام دینے میں کامیاب ہوگئے مفتی صاحب کو انکی کامیاب کوشش پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتاہوں دعاگوں ہوں کہ مخلصین تک انکی صدا پہنچے اور یہ صدا خدا کرے کہ صدا باصحراء ثابت نہ ہو۔ اخوکم فی اللہ ابوجواد۔

تصحیح کنندہ گان

(1)امیر محترم خالد محسود نائب امیر تحریک طالبان پاکستان(2)حضرت مولانا عظیم صاحب عرف مولانا خاطر نائب امیر حلقہ محسود(3) حضرت مولانا مفتی ابوہشام مسئول دار القضاء حلقہ محسود(4)حضرت مولانا قاضی محمد امیر صاحب رکن دار القضاء حلقہ محسود (5) حضرت مولانا عظمت اللہ صاحب(6)حضرت مولانا عرفان اللہ صاحب رکن دار القضاء حلقہ محسود (7)حضرت مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب رکن دار القضاء حلقہ محسود(8)استاد نور خاں صاحب سرائیکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جابسیں .... اتنی جگہ کہاں ہے دِل داغ دار میں

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔

ابن خلدونؒ فرماتے ہیں تاریخ ان واقعات کا مجموعہ ہے جن میں ہر طرح کی باتیں ہر قسم کی امثال و حکایات بیان ہوتی ہیں اور جب لوگ مجلس بھر کر بیٹھتے ہیں۔ تو اس فن کے ذکر و افکار کو رغبت سے سنتے اور پسند کرتے ہیں تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالَم کی حالت وقتاً فوقتاً کس طرح بدلتی رہی اور کس طرح اقوام میں مختلف سلطنتوں کا آغاز اور ان کا کمال ہوا، کس طرح وہ پہلے زمین میں پھیلیں اور اس کو آباد کیا یہاں تک کہ ان کے اقبال کا وقت آخر ہوا، اور زوال نے ان کو صفحۂ ہستی سے حرف علت کی طرح مٹا دیا، اگر غور سے کام لیجئے تو یہی تاریخ حکمت کا سبق پڑھاتی ہے، کائنات اور اس کے مبادی کی علتیں بتاتی ہے، زمانے کے واقعات اور ان کے اسباب سے آگاہ کرتی ہے، اسی لئے فنون حکمت میں اس کا بڑا مرتبہ ہے تاریخ کے غرض و غایت نہایت عمدہ ہیں یہ سلف کے حالات، اگلی امتوں کے اخلاق، انبیاء کی سیرتیں سلاطین کی سیاست اور ان کی سلطنت کے طریقے ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، تاکہ اگر کوئی دینی و دنیوی معاملات میں ان میں سے کسی فریق کی پیروی کرنا چاہے تو کر سکے، (آگے فرماتے ہیں) اگر نقل و روایات پر ہی اعتبار کیا جائے اور اصولِ عادت، قواعد سیاست، طبیعت و تمدن، انسان کی اجتماعی حالت کو حَکَم نہ بنایا جائے اور غائب کو حاضر اور حال کو ماضی پر قیاس نہ کیا جائے تو لغزش و غلطی اور شاہراہ صدق و ثواب سے دور ہو جانے کا قوی احتمال ہے، (مزید فرماتے ہیں)"نااہلوں نے اس فن کو اپنی اندازی بیہودہ روایات سے خلط ملط کیا، اور اِدھر اُدھر سے لے کر اور خود وضع کر کے لغو قصے کہانیاں بھر دیں اور پھر مزید بر آں آنے والی نسلوں نے ان کے آثار و اخبار کی پیروی کی اور جیسا سنا سلسلہ ہم تک پہنچا دیا نہ واقعات کے اسباب کی جانچ پڑتال کی اور نہ ان بیہودہ روایات کو ترک کیا اور نہ ان کی تردید کی،،

علامہ ابن خلدونؒ کے بیان سے معلوم ہوا کہ تاریخ نہایت ہی اہم چیز ہے ماضی کی تاریخ یاد رکھے بغیر کوئی قوم مستقبل میں ترقی کر ہی نہیں سکتی ہے، جیسے دانشمند فرماتے ہیں کہ "حال ماضی کا فصل کاٹنے اور مستقبل کیلئے بیج بونے کا زمانہ ہوتا ہے،، تو جس قوم کو ماضی کا فصل یاد ہی نہ ہو تو وہ کاٹے گی کیا؟ اور پھر ماضی کی روشنی میں مستقبل کے لئے بوئے گی کیا؟ قرآن کریم جگہ بہ جگہ امر و نہی بیان کرنے سے پہلے سابقہ تاریخ کا ذکر کرتا ہے۔ اور لحہ بہ لحہ سابقہ اقوام کا انجام دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل مغرب کی یہ کاوش ہے کہ امت مسلمہ کو اس کی اصل روشن اور سنہری تاریخ سے کاٹ دیا جائے غافل رکھا جائے اور اسلامی تاریخ کا ایک بے ربط اور مسخ شدہ صورت ان کے سامنے لایا جائے تاکہ وہ تاریخ کی روشنی میں اپنا قبلہ درست نہ رکھ سکیں اور اسلامی تاریخ سے ہٹ کر اپنا مغربی تاریخ ان کے سامنے منظم انداز سے سامنے لایا جائے تاکہ مسلمان مرغوب ہو کر اس کا اتباع کریں اور تقریباً دشمن اس کاوش میں ایک حد تک کامیاب ہو چکا ہے کہ آج کا تعلیم یافتہ طبقہ اسلام سے زیادہ مغربی تاریخ سے جڑا ہوا ہے۔ اور اس سے متاثر اور مرغوب ہو کر اسلام کو ناقابل عمل تصور کرنے لگے ہیں اور اسلام بطور نظام ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ سیکولر جمہوریت کو تاریخ کے ساتھ مربوط کر کے اس میں مسائل کا حل ثابت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ پاکستان ہی کو ہم لیجئے کہ علماء ہند کے صد سالہ قربانیوں پر پانی بہا کر کس طرح لا دین اور جدّت پسند طبقوں کو آزادی ھند اور حصول پاکستان کے ہیرو پیش کئے گئے۔ حالانکہ تاریخ کے ادنیٰ طالب سے بھی یہ بات مخفی نہیں ہے کہ آزادی ہند کے اصل ہیرو

علمائے ہند ہی ہیں، مطالعہ پاکستان (Pak-Study) میں پاکستان کے حصول کا مقصد ہی بگاڑ دیا۔ نئی نسل کو یہ باور کرایا گیا کہ پاکستان لادین اور جدّت پسند طبقوں کی محنت سے سیکولر جمہوریت کیلئے آزاد ہوا ہے، حالانکہ اس بات کا دور سے بھی واسطہ نہیں ہے، اسی طرح قبائل نے پوری ایک صدی سکھ مغل اور برطانیہ کے خلاف جہاد کیا اور پھر پاکستان کے استحکام کی خاطر ایسی قربانیاں پیش کیں، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے مگر قابل التفات طریقے سے اس کا ذکر کہیں پہ بھی نہیں ملے گا، اگر کہیں اس تاریخ کو اُجاگر بھی کیا گیا ہے وہ قبائلی مؤرخین نے کیا ہے پاکستان کے تاریخی نصاب میں اس کا ذکر تک نہیں ہے، پاکستان کی نئی نسل آزادی ھند سے لے کر 1947ء کو قیام پاکستان تک کی اصل تاریخ سے یکسر ناواقف رکھا ہے۔ قربانیاں کسی اور نے پیش کیں، طغمہ جرات ستارہء ہلال وغیرہ کے نشان کسی اور کے کندھوں پر لٹکائے گئے، خون کسی اور نے پیش کیا عوض میں ہیرو کوئی اور بنا۔ زمینی حقائق کچھ اور ہیں تاریخی حقائق کچھ اور ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ جن کا مال جان عزت وآبرو اسلام اور ملک کے دفاع پر قربان ہوا، وہی آج بین الاقوامی دہشت گردی کے لسٹ میں سر فہرست ہیں اور مستقبل کی تاریخ میں ملک وملت کے ماتھے پر بد نما داغ کی حیثیت سے پیش کئے جائیں۔ اور جن لوگوں نے اسلام، ملک ملّت کے دشمن کو گود میں پالا اور مسلمانوں کے قتل عام میں دشمن کی راہنمائی کی اور ان کے ساتھ اس قتل میں برابر کا شریک رہا وہ مستقبل میں تاریخ کے ہیرو ہوں گے دفاع ملک کے سر تاج ہوں گے۔

ان حقائق کو سامنے رکھ کر مصنف دامت برکاتہم العالی نے یہ کوشش کی ہے کہ کم از کم اپنی تاریخ لوگوں کے سامنے اصلی صورت میں پیش کیا جائے تاکہ دھشت گردی کے نام پر شروع جنگ میں اپنی اصلی حیثیت وصورت ہماری نسلوں کے سامنے واضح ہو۔

اس سے پہلے 1849ء سے لے کر 1947ء تک قبائل نے برطانیہ کی صورت میں انگریز سے جہاد کیا، تقریباً اس 97 سالہ جہاد کا نتیجہ یہ نکلا کہ نیوں ورلڈ آرڈر (N.W.O) کا بے دینی بے حیائی اور فحاشی پر مبنی نظام جہاں پوری دینا میں عام ہوا وہاں قبائل نے اس نظام کو شکست دی، جہاں برطانیہ نے غلامی کی زنجیروں میں پوری دُنیا کو جکڑ دیا، وہاں قبائل نے غلامی کے ان زنجیروں کو توڑ کر برطانیہ کے کندھے پر ڈال کر واپس چلتا کر دیا، جہاں ایک طرف قبائل کا یہ کارنامہ پوری دُنیا پر عیاں ہے اور مشاہدے میں موجود ہے وہاں انگریز مؤرخین نے قبائل کو بد معاش، ڈاکو، لیٹرے کے القاب سے تعبیر کر کے ان کی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے، مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائیں ہمارے قبائلی مؤرخین اور محققین حضرات کو کہ جنہوں نے قبائل کی تاریخ کی اصل صورت دُنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ اور اس جہاد کے اغراض ومقاصد کو خوب اُجاگر کیا گیا ہے اور اس وقت کے قائدین ملا پاوندہؒ فقیر ایپیؒ اور حاجی ترنگ زئی صاحب اور ان کے علاوہ کو ہیرو کے طور پر دُنیا کے سامنے پیش کئے ہیں، جس کی برکت سے آج بھی قبائل کی نسل میں اسی طرح جان باز پیدا ہوتے رہتے ہیں، جو اپنے آباواجداد سے قربانی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں

اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد نواز محسود ''مصنف فرنگی راج اور غیرت مند مسلمان'' کا بہت شکر گذار ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کیساتھ اور بہت مستند طریقے سے برطانیہ کے خلاف قبائل کا جہاد اور اس جہاد سے ان کے مقاصد کو واضح کیا ہے، اللہ تعالیٰ تمام محققین حضرات کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائیں

قیام پاکستان کے تقریباً 70 سال بعد ایک مرتبہ پھر (N.W.O) کے حاملین امریکہ اور اس کے اتحادی کی صورت میں پھر افغانستان اور قبائل میں سر گرم ہوئے ہیں۔ افغانستان میں میر جعفر اور میر صادق کی بجائے کرزائی اشرف غنی جیسے دوست انہیں مل گئے اور دوسری طرف قبائل کو کچلنے کیلئے پاکستان جیسا دوست مل گیا، جہاں نام نہاد پاکستانی مسلمان جرنیلوں اور حکمرانوں نے جی بھر کر دشمن کی خدمت کی

جو کام برطانیہ سے نہ ہو سکا، وہ کام پاکستان نے بخوبی سر انجام دیا۔ اور ایک بار پھر ملا پاوندہؒ حاجی ترنگ زئی اور فقیر ایپیؒ کے غیور سپوتوں نے دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پرانی تاریخ تازہ کرنا شروع کیا۔ اور اسلام کے نام اور اپنی آزادی کی خاطر دشمن کو نا کو چنے چبوائے ہاں جس طرح سابقہ تاریخ میں بدمعاش، ڈاکو، لیٹرے جیسے ناموں اور القابوں کا تصفیہ ضروری تھا جسکا قبائلی محققین حضرات نے کما حقہ حق ادا کر لیا اسی طرح آج دہشت گرد انتہا پسند، قوم وملک کے دشمن جیسے نت نئے ناموں اور القاب کا تصفیہ بھی ضروری تھا جن کا موجد برطانیہ کی جگہ امریکہ اور اس کا فرنٹ لائن اتحادی پاکستان ہے اور اس کے علاوہ مجاہدین کے مابین بھی تنازعات ہوئے، اور آس پاس کے قبائل میں سے بعض اقوام کے ساتھ حالات کشیدہ رہے لہٰذا ان تمام باتوں کی وضاحت حد درجے ضروری تھی

"**انقلاب محسود**" میں مجاہدین کے آپس کے تنازعات کو اور خاص کر محسود مجاہدین کے مابین کا معاملہ اور اس میں تحریک کا کردار خوب مفصل اور مدلل طریقے سے بیان کیا ہے۔ چونکہ بہت سارے لوگ جو حقیقت حال سے ناواقف ہیں اس معاملے کو ظلم اور جہالت پر مبنی گردانتے ہیں اور مفتی صاحب نے اس معاملے کی 'الف' سے لے کر 'ی' تک ساری روئیداد مع مستند دستاویزات کے مفصل بیان کیا ہے جو سمجھنے والوں کے لئے کافی ہے اور اسی طرح بعض قبیلے جیسے وانہ کے وزیر اور ترکستان بیٹھنی کے ساتھ پر تشدد واقعات کا بھی صحیح صورت حال واضح کیا ہے، اسی طرح تحریک کی ابتداء کی تفصیل مستند حوالوں سے بیان کیا ہے اسی طرح تحریک سے خروج اور پھر تحریک میں دوبارہ شمولیت کا تفصیلی جائزہ لیا، اہم کمانڈروں کے سوانح حیات فدائین اسلام کی تفصیلات مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مدد کے واقعات شہداء کے کرامات اور پاکستانی فوج کے مظالم کھل کر بیان کئے ہیں، غرض یہ کہ تحریک کے ابتداء سے لے کر انتہاء تک رونما ہونے والے تقریباً تمام حالات، واقعات اور حادثات کا تفصیلی احاطہ کیا ہے۔ جو کہ نہایت ہی مستند ہے اور تاکید کیلئے بعض کاروائیوں کے مناظر بھی تصویری شکل میں پیش کئے ہیں۔

مفتی صاحب نے جس محنت اور لگن کے ساتھ اس کتاب "انقلابِ محسود" پر کام شروع کیا وہ سب کچھ میرے سامنے تھا ایک دو مواقع پر تو تحقیق کے وقت میں خود بھی اس مجلس میں شریک رہا ہوں، مفتی صاحب ایک ایک حلقے کے پاس خود تشریف لے جاتے پھر وہاں حلقے کے تمام ساتھیوں کو اکٹھا کر کے ان سے تمام واقعات کی تحقیق کرتے تھے اور وہ ساتھ آنکھوں دیکھا حال سنا کر مفتی صاحب اُس کو تحریر فرماتے جس میں ایک حلقے کی تحقیق کے دوران گھنٹوں لگ جاتے بحر حال "انقلابِ محسود' مشاہدات پر مبنی ایک مستند کتاب ہے

ابن خلدونؒ کے بیان کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تاریخ ایک مُعَلِّمْ ہے، سابقہ غلطیوں سے سبق سیکھا کر مستقبل میں راہنمائی کرتی ہے، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے مفتی صاحب نے انقلابِ محسود، میں اس کی کوشش کی ہے، کہ جہاں جہاں مجاہدین سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہاں وہاں نشاندہی بھی کرائی ہے تاکہ آئندہ کیلئے انقلاب کے دوران ان غلطیوں سے بچا جا سکے، اگرچہ آج تک انقلابات کے دوران دُنیا کا رَوِشْ یہی رہا ہے کہ سابقہ تاریخ دیکھنے کی بجائے اپنی صوابدید ہی پر چلتے ہے ہوش آتے آتے تیر کمان سے نکل چکا ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ مفتی صاحب کی یہ کاوش ماضی کے شبہات کو دور کرنے اور مستقبل کیلئے راہنماء بن جائے اور ہماری طرف سے مفتی صاحب کو اس عظیم کاوش پر بہتر سے بہتر بدلہ عطاء فرمائیں۔ {آمین} اور میری اس حقیر کوشش کو اللہ تعالیٰ میری مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ از مفتی طارق محمود (عرف ابوہشام)

اہمیت تاریخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد، مذہب اسلام کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے، کیونکہ مذہب اسلام کے تمام تر پہلوں کا مرجع ومنبع قرآن کریم اور آحادیث نبویہ ہے، اس پر دلائل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ مسلمان کے عقیدے کا ایک لازمی حصہ ہے، تحریف سے مبرا ہے

جیسا کہ قرآن کریم کی حفاظت کے لئے اسکا حفظ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کیلیئے اتنا آسان کیا ہے کہ بہت سارے مسلمانوں نے اسکو ایک ماہ یا اس سے بھی کم عرصے میں حفظ کیا ہے، اسی طرح احادیث کی حفاظت کیلیئے محدثین اور فقہاء کو پیدا کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سلف کے حالات اگلی امتوں کے اخلاق واطوار، انبیاء کرام کی سیرتیں، سلاطین کی سیاست کو محفوظ کرنے کیلیئے امت میں مؤرخین پیدا کئے تاکہ آئندہ نسلیں اسے پڑھ کر اس سے سبق سیکھے اور اپنے مستقبل کا لائحہ عمل اسکے نتیجے میں تیار کرے

تاریخ کی اہمیت قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے خود روز روشن کی طرح واضح ہے، قرآن کریم میں صرف سورۃ یوسف پر اگر غور کیا جائے تو اہمیت تاریخ ذہن میں آجائے گی، خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (2) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن فصیح تاکہ تم (اسے) سمجھو (2) ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس وحی سے بھیجا ہے تو ہم ہی اس کے ذریعے سے آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں۔ اسکی تفسیر میں علامہ ابن ماجد دریا آبادی لکھتے ہیں قصہ سے بہترین اخلاقی سبقوں کا نکلنا تو ظاہر ہی ہے مفسرین نے اسکی مختلف توجیہیں کی ہیں، عجب نہیں جو بڑی وجہ یہ ہو کہ جو متعدد اور مختلف بصیرتیں مختلف قصوں سے مقصود تھیں وہ سب اس میں یکجا کر دی گئی ہوں الخ ص517 اسکی تفسیر میں علامہ عثمانی فرماتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے، کہ کتب تاریخ اور بائبل میں پہلے سے یہ واقعہ مذکور تھا، مگر محض ایک افسانہ کی صورت میں تھا قرآن کریم نے اسکے ضروری اور مفید اجزاء کو ایسی عجیب ترتیب اور بلیغ ومؤثر انداز میں بیان فرمایا جس نے نہ صرف پہلے تذکرہ نویسوں کی کوتاہیوں پر مطلع کیا بلکہ موقع بہ موقع نہایت ہی اعلیٰ نتائج کی طرف رہنمائی کی اور قصہ کے ضمن میں علوم وہدایات کے ابواب مفتوح کر دئے۔ معالم العرفان میں اسکی تفسیر میں ہے کہ اس واقعہ کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس میں بہت سے حقائق اور عجائبات موجود ہیں۔ ج10ص586 کتب احادیث تو ایسے قصوں سے بھرے پڑے ہیں خود اس سورت کی شان نزول میں مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود نے بواسطہ مشرکین رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہے تو یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرے کہ بنی اسرائیل کی اولاد کا مصر کیسے آنا ہوا کیونکہ آپ (ﷺ) جو عاد وثمود کے قصے بیان کرتے ہیں وہ تو بہت ہی مشہور ومعروف ہیں، کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مؤرخین وغیرہ کے سوا کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا چونکہ آپ ﷺ امی تھے لہذا اس وقت اللہ تعالی نے سورۃ یوسف نازل فرمائی، دوسرے روایات میں ہے کہ صحابہ نے رسول للہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمیں عبرت آموز قصہ سنائیں۔ تفسیر عثمانی صفحہ 944 / تفسیر حقانی جلد 4 صفحہ 327

قرآن کریم اور احادیث میں جتنے قصے ذکر کئے گئے ہیں اس کا مقصد اللہ تعالیٰ نے خود بیان کیا ہے، یعنی تاریخ کی غرض وغایہ خود اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے، گذرے ہوئے انسانوں اور زمانے کے احوال سے وعظ اور درس وعبرت حاصل کرے تاکہ اس سے دُنیا وآخرت کی

سعادت نصیب ہو ، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ (37)) {سورۃ ق} ترجمہ اس میں اس شخص کیلئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس دل ہو یا وہ (کماز کم دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (111) (یوسف)

ترجمہ ان (انبیاء وامم سابقین) کے قصے میں سمجھدار لوگوں کیلئے (بڑی) عبرت ہے (تفسیر) اس سے عبرت حاصل کرتے ہے کہ اطاعت کا یہ انجام ہے اور معصیت کا یہ انجام ہے۔ یہ قرآن (جس میں قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے ہی نہیں (کہ اس سے عبرت نہ ہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہو چکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لیے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے (تفسیر) پس ایسی کتاب میں جو مضامین عبرت کے ہوں ان سے عبرت حاصل کرنا لازمی ہے۔ بیان القرآن ص520

وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ (120){سورۃ ھود} ترجمہ اور پیغمبروں کے قصوں میں ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں ایک فائدہ تو ان قصوں کے بیان کا تو یہ ہوا جس کا حاصل آپ کو تسلی دینا ہے اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایک ایسا مضموں پہنچا ہے جو خود ہی راست (اور واقعی) ہے اور مسلمانوں کیلئے نصیحت اور یاد دہانی ہے

تاریخ کا لغوی معنیٰ جہانگیر اردو لغت میں ہے

تاریخ، ی۔ امت، ع۔ جنتری کی رو سے کسی دن کا عدد شمار، روئداد، سرگزشت، کسی چیز یا واقعے کے ظہور کا وقت، گزشتہ زمانوں کے حالات کی تحقیق و تالیف کا علم، (قانون) عدالت میں پیشی کا دن، قواعد جمل کے مطابق حروف و الفاظ کو جوڑ کر کسی واقعے کا سال متعین کرنا۔ صفحہ322

تاریخ کا اصلاحی معنیٰ: عِلْمٌ يتضمن ذِكْرُ الوقائع یعنی تاریخ وہ علم ہے جو وقوع پذیر امور کے ذکر پر متضمن ہو۔

تاریخ کا موضوع: انسان اور زمانہ اور ان دونوں کے احوال ضبط کرتا ہے۔

تاریخ کا فائدہ: معرفۃالامور علی وجھھا یعنی امور کا اپنی شکل میں پہچاننا۔

تاریخ کے دُنیاوی فائدے: بہت ہیں جن میں سے چند یہ ہیں (1) کہ تاریخ کے ذریعے بعد میں آنے والے متقدمین کے ہم عصر ہو جاتے ہیں اور اس کے ذریعے استفادہ ہوتا ہے، بجلب المنافع ودفع المضرات یعنی منافع کا حصول اور مضرات کا دفع کرنا اور اسکے ذریعے درست رائے کی پہچان اور تجربہ ہو جاتا ہے او حوادثات کے عواقب میں حسن اور قبح کی تمیز کی پہچان ہوتی ہے اور اس سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ تاریخ اصل میں ایک معلم ہے جو سبق سیکھاتی ہے۔ جس کے ذریعے بندہ مجالس اور محفلوں میں باوقار بن جاتا ہے تاریخ سلف کے حالات اگلی امتوں کے اخلاق، انبیاء کی سیرتیں، سلاطین کی سیاست اور انکی سلطنت کے طریقے ہمارے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ اگر کوئی دینی یا دنیاوی معاملات میں ان میں سے کسی کی پیروی کرنا چاہے تو کر سکے۔

تاریخ کا اخروی فائدہ یہ ہے کہ عقل مند بندہ جب دُنیا اور اہل دُنیا کے نشیب و فراز میں غور وفکر کرتا ہے تو اس سے انسان میں زھد پیداء ہوتا ہے اور دُنیا سے اعراض کی صفت اس میں پیدا ہوتی ہے اور فکر آخرت میں لگ جاتا ہے اسی حکمت کی بناء پر۔ ولهذه الحكمة وردت القصص فی القرآن الکریم یعنی اسی حکمت کی بناء پر قرآن کریم میں بہت سارے قصے وارد ہوئے ہیں،(انَّ فِيْ ذَلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَه قلب او القى السمع وهو شهيد) ترجمہ اس میں اس شخص کیلئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس دل ہو یا وہ(کم از کم دل سے)متوجہ ہو کر(بات کی طرف)کان ہی لگا دیتا ہو۔

تاریخ کا حکم: تاریخ کا حکم کسی ایک کے ساتھ منحصر نہیں بلکہ کبھی واجب ہوتا ہے جیسے سیرت نبوی کا محفوظ کرنا(2) کبھی حرام ہوتا ہے، جیسے فضول خرافات اور واہیات اور اسرائیلیات میں مشغول ہونا اور فساق وفجار سلاطین کا ذکر کرنا،(3) کبھی مکروہ ہوتا ہے جیسے چھوٹے امور جس کے ذکر کرنے سے اعراض بہتر اور اولیٰ ہوتا ہے اور اسکا نہ لکھنا بہتر ہوتا ہے، جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان جنگوں اور اختلافات میں پڑنا شامل ہیں اور کبھی کبھار تاریخ ضبط کرنا مباح ہوتا ہے جسمیں نہ دُنیاوی نفع ہو اور نہ اخروی جیسے اشعار اور قصیدوں باد شاہوں اور وزیروں اور ملکوں کے تاریخ جسکی تصریح امام غزالی نے احیاء العلوم میں کی ہے۔

وعده العلامة العزالی الكنانی الحنبلی من فروض الكفاية **امام غزالیؒ نے تاریخ کو فروض کفایۃ میں شمار کیا ہے آگے لکھتے ہے۔** كماهويقول،لاشک فی جلالة علم التاريخ وعظم موقعه من الدين وشدة الحاجة الشرعيه اِليه، لان الا حكام الاعتقاديه والمسائل الفقهية مأخوذة من كلام الهادی من الضلالة والمبصر من العمى والجهالة،والنقلة لذلک هم الواسطةبيننا فوجب البحث عنهم والفحص عن احوالهم وهذاأمر مجمع عليه ،والعلم بذلک هو علم التاريخ ولهذا قيل اِنه من فروض الكفاية۔التاريخ الاسلام **صفحہ 1 سے 10 تک**

کتاب کے رواۃ کی تفصیل

محسود مجاہدین کی امریکی راج کے وقت پاکستان اور افغانستان میں 2001 سے لیکر 22 نومبر 2017 تک کے تمام تر کاروائیوں اور حملوں کی تفصیلات فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر کاروائیوں کے شرکاء یا عینی شاہدین سے سن کر لکھی گئی ہے۔ جبکہ بعض حضرات نے ان کاروائیوں کے تفصیلات تحریراً مجھے حوالے کی۔ علاقہ محسود تقریباً 23 حلقوں پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حلقے کا الگ ذمہ دار ہے۔ ہر حلقے کے چیدہ چیدہ مجاہدین اور اسکے امراء کو جمع کرکے ان سے اجتماعی شکل میں کاروائیوں کی تفصیلات سنی گئی اور انہی مجالس میں سب تفصیلات تحریر بھی کی گئی جن حضرات سے کاروائیوں کی تفصیلات روایت کی گئی ہے انکی تفصیل درجہ ذیل ہے۔ جبکہ ان تمام حالات وواقعات میں اکثریت کا بندہ خود بھی چشم دید گواہ ہے۔

(۱) سب سے پہلے علاقہ محسود میں 2001 کے بعد کے واقعات اور حادثات کی تفصیلات حضرت مولانا قاضی محمد امیر صاحب حضرت مولانا عظمت اللہ شابی خیل امیر حلقہ بروند حضرت مولانا نورسید چیر گلائی درکئی حلقہ جاٹرائے سابق نائب امیر جنوبی وزیرستان علاقہ محسوداور حضر مولانا محمد عظیم عرف خاطر نائب امیر حلقہ محسود سے روایت کی گئی۔ جبکہ خود راقم اثیم بھی ان واقعات وحادثات کا چشم دید گواہ ہے۔ اور حلقہ محسود دمیں جہادی تنظیم کے ابتدائی ایام کے تفصیلات مولانا رفیع الدین درامن خیل حلقہ بروند انور شاہ ملک شائی حلقہ مکین فرید عرف خادم حلقہ مکین سے روایت کی گئی۔ جبکہ خود راقم اثیم بھی ان واقعات وحادثات کا چشم دید گواہ ہے۔

(۱) حلقہ بروند میں جو کاروائیاں ہوئی ہیں انکو درجہ ذیل افراد سے روایت کی گئی ہیں مولانا عظمت اللہ صاحب شابی خیل امیر حلقہ بروند مولانا رفیع الدین صاحب درامن خیل، سید بادشاہ عرف یوسف، عبدالرحمن عرف عامر، مومن، محمد علی عرف احمد، عابد عرف شمشیر

(۲) حلقہ چگملائی اور حلقہ سرکائی ماسکائی کے متعلق کاروائیوں کی تفصیلات مخلص سرکائی ماسکائی، سفیر، جہانگیر عرف جانگے، عثمان وغیرہ سے روایت کی گئی۔

(۳) حلقہ سپنکئی رغزائی کے متعلق تفصیلات مولانا خواجہ محمد شہید، محمد، مفتی عبدالرحمن، مفتی نعمت اللہ، مفتی محمد صدیق، گلاپ خان، محمد آمین ، فضل وغیرہ سے معلوم کی گئی۔

(۴) حلقہ سراروغہ میں کاروائیوں کی تفصیلات اور حلقہ محسود کے متعلق مولانا عرفان اللہ عرف ابوذکوان، مولانا ثاقب، مولانا خیر اللہ خیر خواہ، لالے، وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

(۵) حلقہ وچہ خوڑہ کے متعلق تفصیلات یا اس محاذ کے متعلق کاروائیوں کی تفصیلات مولوی نصر اللہ عرف منصور، مولوی اکرام اللہ عرف صابر، مولوی نوراللہ، حضرت عرف سیف اللہ، ملنگ، دادا، شہباز، شیر وغیرہ سے سن کر تحریر کی گئی۔ جبکہ کرم ایجنسی کے شیعہ جنگوں کی تفصیلات مولوی منصور اور عاجزبی بی زائی نے تحریراً لکھ کر حوالے کی۔

(۶) حلقہ ڈیلے کے متعلق تمامتر تفصیلات، ابویاسر امیر حلقہ ڈیلے، حمزہ، کلام الدین عرف ابویحیٰ وغیرہ کے زبانی تحریر کی گئی۔

(۷) حلقہ جنتہ کے متعلق کاروائیوں کی تفصیلات تقریباً 10 مجاہدین سے زیادہ سے سن کر لکھی گئی جن میں چند کے نام یہ ہے، قاضی محمد امیر صاحب، طوفان، خالد حاجی، عبداللہ، حافظ سید ایوب، سیف اللہ، خطاب وغیرہ۔

(۸) حلقہ زانگاڑہ کے متعلق تفصیلات محمد قادر خان، بختہ حسین عرف مخلص یار (۳) ولید عثمان کے زبانی تحریر کی گئی۔

(۹)حلقہ شکتوئی کے متعلق تمام تر واقعات وحادثات کے متعلق تفصیلات آنس، چامتو، ملنگ، شاھین، اصغر وغیرہ کے زبانی تحریر کی گئی۔
(۱۰)حلقہ دواتوئی کے متعلق تفصیلات بادشاہ، اسد امیر حلقہ دواتوئی، گلاانور، کبریٰ، محمد شفیع کاکا، حاجی زاہد وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔
(۱۱)حلقہ مکین سے تعلق تماتر واقعات وحادثات اور جنگی کاروائیوں کی تفصیل حافظ حقنواز عرف فداء محمد، محمد انور شاہ، مولوی مسرور، محمود ماما، مجنون، خادم، اختوجان کے زبانی تحریر کی گئی۔
(۱۲)منڈی مکین (حلقہ سپین کمر) کے متعلق تمام تر تفصیلات نور باقی جان عرف مسلم امیر حلقہ سپین کمر، نیک بات عرف البتار، موسیٰ، نصیب اللہ، پائے محمد، جمال خان عرف جمالائی، عبد الحمید کے زبانی تحریر کی گئی۔
(۱۳)حلقہ قلندر کے متعلق تفصیلات نشتر، جنان، عراقی مولوی محمد اللہ، مولوی شیر عالم عرف زعفران، قاری گل محمد، قاری محسود، چوھدری ،سیلاب کے زبانی تحریر کی گئی۔
(۱۴)حلقہ تونده دره کے متعلق تفصیلات نور محمد صادق امیر حلقہ تونده دره نے تحریراً جمع کرادی۔
(۱۵)حلقہ مشتہ کے متعلق تفصیلات امیر حلقہ مشتہ ذوالقرنین نے ساتھیوں سے جمع کر کے تحریراً جمع کرادی۔
(۱۶)حلقہ سام کے متعلق تفصیلات ممتاز عرف عثمانی، مولوی عمران، فہیم، شاہ محمود امیر حلقہ سام، عمر خالد سے حاصل کی گئی عمر خالد نے بعض واقعات کی تفصیل تحریراًدی۔
(۱۷)حلقہ خیسورہ کے متعلق تفصیلات، مولوی محمد حسین، عمری، نور حسن بابا، ہمت، نذیر وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔
(۱۸)حلقہ تنگئی کے متعلق تفصیلات شیر عالم قریشی سے تحریر کی گئی۔
(۱۹)حلقہ بدر سے متعلق تفصیلات عدنان امیر حلقہ بدر، اخلاص یار، حبیب اللہ، مولانا ابدالی، اباسین وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔(۲۰)حلقہ وچ وام سے متعلق تفصیلات عاجز بی بی زئی امیر حلقہ وچ وام نے تحریراً جمع کرادی۔
حلقہ مومی کڑم کے متعلق تفصیلات مولانا دفتر محمد عرف رہبر ملا، مولوی بہادری، مولوی سندانی، حافظ عبد الوھاب، اور نگزیب کاکا، وغیرہ کے زبانی تحریر کی گئی۔(۲۱)حلقہ جاٹرائے سے متعلق تمام تر حادثات وواقعات کی تفصیلات بندہ مفتی عاصم نے خود تحریر کی ہے جبکہ عبد الرحمن عرف سلمان، حضرت علی عرف زاہد وغیرہ سے بھی معلومات حاصل کی گئی۔
(۲۲)حلقہ شوال لواڑہ کے متعلق تمام تر واقعات وحادثات کی تفصیلات نور حسن امیر حلقہ لواڑہ، سرباز، سراج، عادل، جمال، اسلم، ذاکر، فیض اللہ عرف ماما، حبیب اللہ عرف ننگیالائی، لال میر عرف پیر غر گل وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔(۲۳)حلقہ لدھا کے متعلق تفصیلات ماسٹر ریاض الدین عرف تبسم، ترابی، طیب شہید، سلیمان، ماما، خادم، نسیم، سید الرحمن لالا، حافظ، وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔(24) مجموعہ ڈاکٹر فقیر کے متعلق معلومات خود ڈاکٹر فقیر داوڑ کی زبانی تحریر کی گئی۔ حلقہ محسود چونکہ پانچ محاذوں پر تقسیم کیا گیاہے اسلیے ان محاذوں پر ہونے والی جنگوں کی تفصیلات انکے چیف کمانڈروں کے زبانی تحریر کی گئی۔جنکے نام یہ ہیں، مولوی حقیار، مولوی منصور، شیر اعظم آقا عرف فاتح، خان سعید عرف سجنا حال امیر حلقہ محسود، راقم اثیم مفتی نورولی ترابی، جبکہ ان محاذوں پر ذیلی سطح کے کمانڈروں سے بھی تفصیلات حاصل کی گئی۔ جن کے نام یہ ہے۔ ذبیح اللہ، اخلاص یار، سیلاب وغیرہ۔
افغانستان کے متعلق تفصیلات امیر محترم خان سعید عرف سجنا المعروف خالد محسود حال امیر حلقہ محسود، شیر اعظم آقا، مولوی اخلاص یار، مولوی حقیار، ذبیح اللہ، سیلاب، مخلص، البتار، راقم اثیم مفتی نورولی ترابی عرف ابو منصور عاصم، ابراہیم برکی، وغیرہ سے حاصل کی گئی ہیں ۔

جنوبی وزیرستان علاقہ محسود میں غیر منضبط عملیات کی تفصیل کے بارے میں انتباہ

جنوبی وزیرستان میں دو ثلث علاقے پر محسود قبیلے کا تسلط ہے یعنی جنوبی وزیرستان میں آباد اقوام میں دو ثلث آبادی محسود قبیلے کی ہے جبکہ ایک ثلث آبادی احمد زائی وزیر وانا اور سلیمان خیل اور دوتانی قوموں کی ہے۔ جب فرنگی سامراج نے قبائل کی آزادی چیلنج کی تو تاریخ نے یہ بات ضبط کی کہ تمام قبائل میں محسود قبیلہ انکے لیے تکلیف دہ ثابت ہوا۔

یوں امریکہ نے اکتوبر 2001 میں جب افغانستان پر حملہ کیا تو دوسرے قبائل کے بنسبت محسود قبیلہ افغان حکومت اور اتحادی افواج کیلیے مہلک ثابت ہوا۔ لیکن جب مارچ 2004 میں پاکستانی فوج نے وانا میں غیر ملکیوں کے نام آپریشن کا آغاز کیا اور ساتھ ہی 9 ستمبر 2004 کو پاکستانی فوج نے معاہدہ سپنکئی راغزائی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے علاقہ محسود پر حملہ کیا۔ تو فروری 2005 تک فریقین میں شدید مقابلہ ہوتا رہا۔ لیکن 4 فروری کو جب معاہدہ سراروغہ ہوا تو حکومت پاکستان کی جانب سے اسکی پاسداری یقینی نہیں بنائی گئی۔ جسکی وجہ سے بیت اللہ محسود نے جنگ کی بجائے اس بات پر توجہ دی کہ دوسرے قبائل کو پاکستان کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا جائے تاکہ پاکستان کی دفاعی قوت تقسیم ہوں۔ اس سلسلہ میں قبائل کے علاوہ دیگر جہادی تنظیموں اور قوتوں کو یکجا کرنے کی کوشش انہوں نے شروع کی۔ یوں پورے پاکستان میں تحریک طالبان کی صورت میں ایک منظم جہادی قوت ابھر آئی۔ جسکی بدولت پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ یوں محسود قبیلے کے سرفروشوں کی محنت سے پاکستان میں منظم اور غیر منظم تنظیموں کا ایک جال پھیلایا گیا۔ اس نسبت سے اگر دیکھا جائے تو پورے پاکستان میں آباد اقوام کی بنسبت محسود قبیلہ پاکستان کیلئے تکلیف دہ اور مہلک ثابت ہوا پاکستانی فوج اور سیکورٹی اداروں کے تمام مظالم کا بدلہ چکادیا چنانچہ یہی سلسلہ اگست 2007 میں داخل ہوا۔ بدعہدی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس قبیلے کی نصرت کی 325 افراد پر مشتمل فوجی کانوائی جو ہر لحاظ سے مادی وسائل اور اسلحہ سے لیس تھا بمقام موی کڑم سب کو گرفتار کیا۔ بعد ازاں معاہدہ تیارزہ ہوا لیکن دوبارہ بدعہدی کے نتیجے میں ماسٹر محمد رائیس خان عرف اعظم طارق شہید ڈیرہ اسماعیل خان سے گرفتار کیا گیا۔ یوں تیسری بار دسمبر 2007 میں جنگ کا آغاز ہوا اور مارچ 2008 تک جنگ چلتا رہا چوتھی بار پھر معاہدہ ہوا جو ایک سال تک حکومتی بدعہدیوں کے باجود برقرار رہا۔ لیکن پانچوی بار جب مئی 2009 میں امریکی حکم پر پاکستانی فوج نے راہ نجات کے نام سے محسود قبیلہ کے خلاف فیصلہ کن جنگ کا آغاز کیا جس میں تمام محسود قبیلہ کو اپنے علاقے سے جلاوطنی پر مجبور کیا اس جنگ کے نتیجے میں پورے علاقہ محسود کی آبادی کو جو لاکھوں مکانات (کوٹ) پر مشتمل تھی بلڈوز کر دیا گیا اور جلاکر ملیامیٹ کر دیا گیا۔ جس سے محسود قبیلہ پر یہ واضح کرنا تھا کہ یہ پاکستانی ریاست سے لڑنے کی سزاء ہے۔ جبکہ اس سے قبل جواباً اعظم طارق شہید نے حکومت پاکستان کو ان الفاظ سے متنبہ کیا تھا کہ وزیرستان کو خالہ جی کا گھر نہ سمجھے۔ چنانچہ مسلسل 19 مئی 2009 سے 25 اکتوبر 2009 تک پاکستانی ٹڈی دل فوج سے چار محاذوں پر لڑائی لڑی گئی محاذ برووند، سپنکئی رغزائی، محاذ مکین، محاذ خیسورہ بدر۔ جب 15 اکتوبر 2009 کو سپنکئی رغزائی مکین اور خیسورہ کی جانب سے فوج نے گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور جیٹ طیاروں اور توپ خانے اور ٹینکوں کی مدد سے ایڈوانس شروع کی تو اس موقع پر 25 اکتوبر تک شدید مقابلہ طالبان نے کیا۔ اس موقع پر محسود قبیلہ کے امیر مولوی ولی الرحمن شہید نے حالات کو بھانپتے ہوئے زیرکی سے فیصلہ کرکے تمام مجاہدین کو حکم دیا کہ وہ محاذوں کو خالی کرکے فوج کو داخل ہونے دے چنانچہ ایسا ہی ہوا 25 اکتوبر کے بعد کے چند دنوں میں بمقام پڑتیگے اجلاس ہوا۔ جس میں مولوی ولی الرحمن شہید (۲) حکیم اللہ محسود شہید (۳) مفتی نورولی عاصم (۴) اور اعظم طارق محسود شہید (5) مولانا عظمت اللہ اور چند دیگر اہم کمانڈروں نے شرکت کی اس اجلاس میں درجہ ذیل فیصلے ہوئے ۔

(۱) آئندہ کیلئے گوریلہ جنگ پاکستانی فوج کے خلاف لڑی جائیگی۔(۲)علاقہ محسود کے تمام حلقوں کو 4 یا 5 افراد پر مشتمل دستوں کی واپسی کی جائے گی جو فوج کے نقل وحمل پر نظر رکھے اور بعد ازاں گوریلہ کاروائیوں کے لیے پلان بنائے۔

(۳)علاقہ محسود کو پانچ حصوں میں تقسیم کرکے ان میں سے ہر ایک کیلئے الگ الگ کمانڈر مقرر ہوئے۔یوں علاقہ محسود میں اپریل 2010 سے منظم طریقے سے گوریلہ جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ستمبر 2004 سے دسمبر 2016 تک تمام تر کاروائیوں کا یکجا کرنا ناممکن تھا البتہ محسود قبیلہ کے 23 حلقوں میں سے ہر حلقے کے چند افراد کو اجتماعی شکل میں بیٹھا کر ان سے مشہور ومعروف کاروائیوں کے تفصیلات لکھے گئے البتہ روزہ مرہ کے سنائپر کاروائیاں اور دوسرے دیگر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کے حملے جو سیکورٹی فورسز کے پوسٹوں پر ہوتے رہے اسکا احاطہ کرنا ناممکن ہوا۔اس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں حملے ایسے کئے گئے ہیں جنکی تفصیلات ہمیں معلوم نہیں کیونکہ آٹھ سال سے زیادہ عرصہ سے ہم یہ گوریلہ کاروائیاں کرتے رہتے ہیں۔صرف معروف کاروائیاں جو ہمیں یاد ہے یا جن میں مجاہدین شہید یا زخمی ہوئے ہیں اسکے تواریخ کی وجہ سے ہمیں یاد ہیں وہ لکھی گئی ہیں۔یوں اگر علاقہ محسود میں محسود، ازبک، عرب پنجابی، ترکمن، اور دیگر قبائلی مجاہدین کے حملے کل ملائے جائیں تو تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے جسکا احاطہ ناممکن ہے چنانچہ پورے پاکستان کے سطح پر اور بالخصوص علاقہ محسود کے سطح پر صرف مشہور ومعروف کاروائیوں پر انحصار کیا گیا۔اگرچہ اس میں سرکار کے جانی ومالی نقصانات کے بارے میں معلومات ناکافی ہے کیونکہ سرکاری رپورٹ حاصل کرنا بھی ناممکن ہوا صرف مجاہدین کے انکھوں دیکھے احوال یا میڈیا پر جاری حکومتی رپورٹ پر انحصار کیا گیا۔امریکی راج کے بعد سے محسود قبیلہ کے جنگی تاریخ کے بارے میں جن لوگوں سے کاروائیوں کی تفصیلات روایت کی گئی ہیں تو انہیں پہلے یہ بات میں نے سمجھادی کہ جو بھی معلومات ہر حملے کے بارے میں میرے ساتھ شریک کرنا ہے اور جو کچھ بتانا ہے حلفیہ بتانا ہوگا۔ جسکی وجہ سے وہ حضرات بیان میں بڑے محتاط انداز سے کام لے رہے تھے ۔دوسری بات یہ ہے کہ ہر حلقے کے کئی افراد پر مشتمل مجلس تحقیقات کے لیے مقرر ہوتی تھی تاکہ تمام تر تاریخ جھوٹ اور دغابازی سے مبرا ہو۔

محسود قبیلہ کا شجرہ نسب بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان

محسود محمود کا بیٹا خدرے کا پوتا اور وزیر کا پڑپوتا ہے۔محسود کے دو بیٹے تھے ایک علی تھا جسکی اولاد علی زئی کہلاتی ہے،
دوسرا بہلول جسکی اولاد بہلول زئی کہلاتی ہے۔ علی کے دو بیٹے تھے ایک فتح جسکی اولاد فتح خیل مگر کچھ لوگ انہیں پوتیہ خیل کہتے ہیں دوسرا شاون جسکی اولاد شمن خیل کہلاتی ہے۔

فتح کے دو بیٹے تھے۔ایک کا نام شہاب تھا، جسکی اولاد شابی خیل کہلاتی ہے۔شہاب کے 6 بیٹے تھے۔اور یہ 6 پھر شاخ در شاخ تقسیم ہیں۔فتح کے دوسرے بیٹے کا نام منزئی ہے۔اور منزئی کے تین بیٹے تھے جو شاخ در شاخ تقسیم ہے۔(محمد انور ہاشمی نے لکھا ہے کہ منزئی قبیلہ اپنے اپکو پشتونوں کے درانی قبیلے کا حصہ سمجھتے ہیں۔اور اپنے مورث اعلیٰ کا نام براق بتاتے ہیں۔براق کے متعلق ان لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ایک درویش انسان تھا اور اللہ تعالی کا ولی تھا جسکی کرامات کا داستان تفصیل طلب ہے۔ مختصراً یہ کہ براق افغانستان سے آیا تھا۔براق کا ایک بیٹا آمان تھا۔ آمان کے چار بیٹے تھے۔ایک کا نام ملک دین تھا جسکی اولاد ملک دینائی کہلاتی ہے۔دوسرے کا نام گیدائی تھا اسکی اولاد گیدی خیل کہلاتی ہے۔
تیسرے کا نام پالائی تھا جسکی اولاد پالی خیل کہلاتی ہے۔اور چوتھے کا نام شمیرائی تھا۔ جسکی اولاد شمیرائی کہلاتی ہے۔) شاون کے چار بیٹے تھے۔علی، جبار، گلیش، اور بادین کے نام تو اپنے اصلی شکل میں باقی ہیں۔لیکن علی اور جبار کے نام بگاڑ دیئے گئے ہیں۔کئی بار بلکہ عموماً ایسا ہو

جاتا ہے کہ کچھ لوگوں کے نام بگاڑ دیئے جاتے ہیں۔ ان ناموں کے بگاڑنے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ مثلاً پیار سے والدین یا رشتہ دار کسی کے نام بگاڑ دیتے ہیں اسلیے علی سے لوگوں نے خالی بنادیا اور جبار بگاڑ کر چپار بنادیا گیا ہو گا۔ بہر صورت علی کی اولاد عوام میں خالی خیل اور جبار کی اولاد چار یا چپار خیل کے نام سے مشہور ہوئی۔ گلیش کی اولاد کو گلیشائی اور بادین کی اولاد کو بودین زئی کہتے ہیں۔

محسود کا دوسرا بیٹا بہلول تھا جسکے چار بیٹے تھے ۔پہلے کا نام اشنگ، دوسرے کا نام بندی، تیسرے کا نام ایمل اور چوتھے کا نام نانو تھا۔ اشنگ کی اولاد اشنگی کہلاتی ہے، بندی کی اولاد بند خیل، ایمل کی اولاد ایمل خیل اور نانو کی اولاد کو نانو خیل کہتے ہیں اشنگی دو بڑے شاخوں میں تقسیم ہیں۔ ملدئی اور محمدی ۔بند خیل پانچ شاخوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ نسری خیل، ایکم خیل، طوطیہ خیل، عثمان خیل اور دینور خیل۔ ایمل خیل بھی پانچ بڑے اور کئی چھوٹی شاخوں میں تقسیم ہے۔ پانچ بڑی شاخیں یہ ہیں ملکشائی، نظر خیل، عبدلائی، آبا خیل، اور مر سنزئی۔ نانو خیل 7 بڑی اور ایک چھوٹی شاخ کو ملا کر 8 حصوں میں منقسم ہے۔ عبد الرحمن خیل، جلال خیل، کیکاڑائی، عمر خیل، ہیبت خیل، گیگا خیل، نیکزان خیل ،اورارمڑ خیل۔ ماخذ وزیرستان آپریشن ص28و29

محسود قبیلہ کا شجرہ نسب مختصر یہ ہے جو ڈاکٹر محمد نواز محسود نے اپنی کتاب فرنگی راج اور غیرت مند مسلمان میں نقل کیا ہے اور وزیرستان آپریشن فرنگی راج سے امریکی راج تک نامی کتاب میں بھی ہے۔

علی اور بہلول جو محسود کے بیٹے تھے۔ لہذا علی زئی و بہلول زئی بن محسود بن محمود بن خدری بن وزیر بن سلیمان بن کلی بن کرلان بن قیس عبد الرشید بطان (پٹھان) اس سے اگے ایک اور جگہ حضرت قیس کا شجرہ نسب طالوت تک یوں نقل کیا ہے۔ قیس بن عیض بن سلول بن عتبہ بن نعیم بن مرہ بن جندر بن سکندر بن رمان بن حنین بن بہلو ل بن شلم بن صلاح بن قارود بن عقیم بن فہلول بن کرم بن تحل بن حذیفہ بن منہال بن قیس بن علیم بن شمویل بن رون بن قمرود بن ابی بن صلیب بن طلل بن لوئی بن عامیل بن تارج بن ارزند بن مندول بن سلم بن ارمیا بن ساول ملقب بہ طالوت

زیادہ تفصیل ڈاکٹر محمد نواز محسود کی کتاب فرنگی راج اور غیرت مسلمان میں اور شیر محمد کی کتاب تاریخ پشتون میں دیکھیے۔

وزیرستان کی وجہ تسمیہ بحوالہ وزیرستان آپریشن

وزیرستان کا معنی وزیروں کا دیس ہے لیکن یہ معنی غیر تاریخی اور یک طرفہ ہے، غیر تاریخی اس لئے ہے کہ جن علاقوں کو آج ہم وزیروں کا دیس کہتے ہیں، تیرھویں چودھویں صدی میں ان علاقوں میں خٹک، بنوچی، داوڑ، مروت، غلجی، بیٹنی، اُرمڑ اور سید وغیرہ قبیلے آباد تھے، وزیران دنوں میں برمل کے گردونواح میں نقل مکانی کرتے تھے، یک طرفہ اس لئے کہ وزیرستان میں وزیروں کے علاوہ ،داوڑ، اُرمڑ، غلجی (سلیمان خیل اور دوتانی) اور سید وغیرہ قبیلے ابھی تک آباد ہیں اور اس نام سے وزیرستان میں آباد مذکورہ قبائل کے وجود کی نفی ہوتی ہے۔ مزید بر آں ارتقاع کے نتیجے میں وزیر کا نام صرف درویش خیل قبیلے تک محدود ہو کر رہ گیا جو موسیٰ درویش کی اولاد یعنی اتمانزئی اور احمد زئی وزیر پر مشتمل ہیں حالانکہ محسود قبیلہ بھی خدرے بن وزیر بن سلیمان کی اولاد میں سے ہے جو آج کل ایک الگ قبیلے کی حیثیت سے معروف ہے اور وزیرستان کی جدید تاریخ محسود قبیلے کے گرد گھومتی ہے۔

خدرے

موسیٰ	محمود	مبارک
اتمان اور احمد	محسود	گرباز

موسیٰ درویش کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام اتمان تھا اس کی اولاد اتمان زئی کہلاتی ہے، دوسرے کا نام احمد تھا جس کی اولاد احمد زئی کہلاتی ہے مگر بحیثیت مجموعی دونوں بھائیوں کی اولاد درویش خیل کے نام سے مشہور ہے۔ صرف موسیٰ کی اولاد وزیر سے مشہور ہوئی

خدرے کے دوسرے بیٹے کا نام محمود تھا، اس کا محسود نامی ایک ہی بیٹا تھا۔ جسکی اولاد محسود قبیلہ سے مشہور ہوئی۔

خدرے کے تیسرے بیٹے کا نام مبارک تھا یہ بھی بڑا بزرگ تھا، اس کا مزار بھی وزیروں میں بڑا محترم سمجھا جاتا ہے، مبارک ایک بیٹا تھا جس کا نام گرباز یا گربز تھا، اس کی اولاد بھی گرباز یا گربز ہی کہلاتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وزیرستان کا نام کیوں رکھا گیا، اس سلسلے میں دو ہی مفروضے ممکن ہیں اول یہ کہ ابتداء میں صرف برمل، شوال اور کوہ پریغل کے آرپار کے علاقوں کے نام وزیرستان ہو گا، وزیر قبیلے کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ دریائے کرم اور دریائے گومل کے درمیانی علاقوں کا نام وزیرستان پڑ گیا ہو گا دوسرا یہ کہ جیسے کولمبس جب پہلے پہل امریکہ کے ساحل پر اترا تو اس نے امریکہ کو ہندوستان سمجھ کر وہاں کے باشندوں کو سرخ ہندوستانی (Red Indians) کہا۔ وزیرستان کے نام کیساتھ شائد یہی حادثہ ہوا۔ پہلے پہل انگریز منتظمین کا وزیرستان کے جن باشندوں سے واسطہ پڑا، وہ اتفاقاً وزیر نکلے، لہٰذا انگریزوں نے اس علاقے کو وزیرستان کا نام دے دیا، انگریزوں کے پاس شاید ناموں کی اس قدر کمی تھی کہ انہوں نے 1881ء میں جب دو علیحدہ انتظامی یونٹ وزیر علاقے کے اندر قائم کئے تو رزمک ایجنسی کو شمالی وزیرستان کا نام دے دیا گیا جہاں وزیروں کی اکثریت ہے اور وانا ایجنسی کو جنوبی وزیرستان کا نام دیا گیا، جہاں محسود قبیلے کی تین چوتھائی اکثریت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ انگریزوں نے وانا ایجنسی کا نام جنوبی وزیرستان کیوں رکھا باجود یہ کہ اکثریت محسود قبیلے کی ہے

انگریزوں کا خیال یہ تھا کہ محسود قبیلہ وزیر قبیلے کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ لہٰذا اس علاقے کو وزیر کے نام کے ساتھ منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں، دوئم یہ کہ محسود قبیلہ اس وقت اتنا معروف نہ تھا جتنا بعد میں مشہور ہوا چنانچہ انگریزوں نے ایک غیر معروف قبیلے کے نام سے اس علاقے کو منسوب کرنا مناسب نہ سمجھا، اس لئے انہوں نے اس علاقے کو وزیرستان کا نام دیا، سوئم یہ کہ وزیرستان کا نام رکھنے سے پہلے وزیر اور محسود تقریباً متحد تھے اور بیرونی دشمن کے مقابلے میں ایک تھے، اس لئے انگریزوں نے ابتداء میں وہ فرق محسوس نہ کیا جو وزیر اور محسود قبیلے کا طرہ امتیاز ہے اور جس کے باعث محسود ایک جدا قبیلے کی حیثیت سے ابھرا، چنانچہ انہوں نے دونوں ایجنسیوں کو وزیرستان کے نام سے منسوب کیا۔ یہ تحقیق انور ہاشمی کی ہے۔ (جنوبی وزیرستان اور شمالی وزیرستان کی ایجنسیاں 1896 میں قائم ہوئیں ہیں جبکہ اس سے پہلے سکھوں اور انگریزوں کے ساتھ محسود قبیلے کی جنگوں کی ایک لامتناہی داستان رقم ہوئی تھی۔ انگریز انتظامیہ نے فروری 1896 میں اپنی ایک خفیہ رپورٹ میں تحریر کیا کہ ملا پیوندہ محسود قبائل کا سب سے بڑا مولوی ہے اور انگریزوں کیلئے مسائل پیدا کرتا ہے۔ اس کی سازشیں سرحد کے جنوبی حصے میں انگریزوں کو پریشان کر رہی ہے لارڈ کرزن نے ملا پیوندہ کو ایک نمبر کا بدمعاش کہا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ انگریزوں کا خیال یہ تھا کہ محسود قبیلہ وزیر قبیلے کی ایک ذیلی شاخ ہے یا یہ کہ محسود قبیلہ اس وقت اتنا معروف نہ تھا جتنا بعد میں مشہور ہوا چنانچہ انگریزوں نے ایک غیر معروف قبیلے کے نام سے اس علاقے کو منسوب کرنا مناسب نہ سمجھا۔ یا یہ کہ وزیرستان کا نام رکھنے سے پہلے وزیر اور محسود تقریباً متحد تھے اور بیرونی دشمن کے مقابلے میں ایک تھے۔ یہ تینوں باتیں لکھنا غیر مناسب ہے کیونکہ اس زمانے میں بھی محسود قبیلہ بیرونی دشمنوں سے لڑائیوں اور جنگوں کی وجہ سے اتنا مشہور تھا جیسا کہ آج مشہور ہے۔ 1855 اور 1857 کے دوران دو دفعہ محسود قبائل پر فوج کشی کی سفارش تھی لیکن غیر تسلی بخش صورت حال کے باعث لارنس کی تجویز پر عمل درآمد نہیں کیا جاسکا۔ 16 اپریل 1860 کو پہلی بار فوج کشی کا اعلامیہ جاری ہوا اور اور 17 اپریل کو ٹانک سے فوج روانہ ہوئی۔ محسود قبیلہ کو جب پتہ چلا تو 24 اپریل کو بمقام پلوسین ترائی کیمپ پر حملہ کیا

جس میں 229 سپاہی قتل کئے اور 120 غازی بھی شہید ہوئے۔2 نومبر 1894 کی رات وانا کیمپ پر حملہ کیا اس جیسے دوسرے بڑے حملے ہو چکے تھے۔ لہذا یہ لکھنا کہ انگریز کو اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ یہ الگ قبیلہ نہیں ہے بے جا ہے اور یہ لکھنا کہ محسود قبیلہ اس وقت غیر معروف تھا تاریخی پس منظر کے نتیجے میں یہ بھی غلط ہے اور یہ لکھنا کہ اس زمانے میں وزیر اور محسود تقریباً متحد تھے بے جا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں بھی محسود قبیلہ تین محاذوں پر لڑ تا تھا ان میں ایک محاذ وانہ احمد زئی وزیر قبیلے سے لڑائی کی جاری تھی۔ ہاں یہ لکھنا بے جا نہ ہوگا کہ انگریز انکو اپنے کئے کی سزا دینے کیلئے اور انہیں نیچا دیکھانے کیلئے اس کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کیلئے یہ طریقہ کار اختیار کر گئے کہ جنوبی حصے کو بھی وزیرستان سے موسوم کیا۔ جبکہ اسکی تین ثلث آبادی محسود قبیلے پر مشتمل ہے۔ عاصم) بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان

جنوبی وزیرستان میں وزیر اور محسود قبائل بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان

وزیر قبیلہ:۔ روایات کے مطابق اس طائفے کے مورث اعلیٰ کا نام " وزیر" تھا جو سلیمان کا بیٹا کرلانی کا پوتا اور قیس کا پڑپوتا تھا، وزیر کے دو بیٹے تھے ایک خدرے اور دوسرے کو لالے کہتے تھے پہلے پہل یہ لوگ خوست، افغانستان کے پہاڑوں میں رہتے تھے جو چودھویں صدی کے آخر میں مشرق کی طرف پھیل گئے اور ٹوچی کے شمال اور بنوں، کوہاٹ کے سرحدی پہاڑوں میں جابسے، آہستہ آہستہ درہ کرم سے گومل تک بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا اور وہاں باقاعدہ بودوباش اختیار کر لی، ان کی رہائش کی وجہ سے یہ سارا علاقہ وزیرستان کہلانے لگا۔ پورے وزیرستان کا رقبہ تقریباً 11 ہزار 326 کلومیٹر ہے، اس علاقے میں وزیر قبائل کی دو شاخیں آباد تھیں ایک درویش خیل، دوسرے محسود، شجرہ کے مطابق خدرے کے تین بیٹے تھے، ایک کا نام موسیٰ تھا جو درویش کہلاتا تھا کیونکہ وہ بہت نیک اور پرہیز گار آدمی تھا اور اب تک وزیروں میں ولی اللہ سمجھا جاتا ہے، موسیٰ درویش کا مزار برمل کے علاقے میں ڈیورنڈ لائن کے قریب پاکستانی علاقے میں واقع ہے، موسیٰ درویش کا مزار وزیروں کی نظر میں بہت اہم ہے، مشکل حالات میں وزیر اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

موسیٰ درویش کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام اتمان تھا اس کی اولاد اتمان زئی کہلاتی ہے، دوسرے نام احمد تھا جس کی اولاد احمد زئی کہلاتی ہے مگر بحیثیت مجموعی دونوں بھائیوں کی اولاد درویش خیل کے نام سے مشہور ہے، خدرے کے دوسرے بیٹے کا نام محمود تھا، اس کا محسود نامی ایک ہی بیٹا تھا خدرے کے تیسرے بیٹے کا نام مبارک تھا یہ بھی بڑا بزرگ تھا، اس کا مزار بھی وزیروں میں بڑا محترم سمجھا جاتا ہے، مبارک کا ایک بیٹا تھا جس کا نام گرباز یا گربز تھا، اس کی اولاد بھی گرباز یا گربز ہی کہلاتی ہے۔

گربز قبیلہ:۔ کہتے ہیں کہ یہ لوگ پہلے وزیروں کے ساتھ ایک جگہ رہتے تھے ان کے اور بیٹوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے علاقے سے نکلنے پر مجبور ہو گئے، اب ان کا علاقہ وزیروں کے شمال مغرب اور خوست کے جنوب مشرق میں داوڑوں کے ساتھ ملا ہوا پہاڑوں کے درمیان میں واقع ہے۔ یہ لوگ افغانستان کی حکومت میں شامل رہے۔ ان کے پہاڑ دو مہینے بالکل برف پوش رہتے ہیں یہ لوگ زیادہ تر زراعت پیشہ ہیں اور بھیڑ بکریاں بھی پالتے ہیں۔

لالی وزیر قبیلہ:۔ جیسا کہ شجرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ لالی خدرے کا بھائی تھا، یہ لوگ بھی پہلے کوہ شوال میں شیتکوں کے ساتھ رہ رہے تھے لیکن انہوں نے شیتکوں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے علاقے کو چھوڑ کر خوگیانیوں کے علاقے میں چلے گئے، آج بھی سفید کوہ کے قرب وجوار میں اسی نام سے آباد ہیں۔

محسود قبیلہ:۔ محسود محمود کا بیٹا خدرے کا پوتا اور وزیر کا پڑپوتا ہے، محسود کے دو بیٹے تھے ایک علی تھا جس کی اولاد علی زئی کہلاتی ہے، دوسرا بہلول تھا جس کی اولاد بہلول زئی کہلاتی ہے۔ علی کے دو بیٹے تھے، ایک فتح جس کی اولاد فتح خیل مگر کچھ لوگ انہیں پوتیہ خیل کہتے ہیں۔

دوسرا شاؤن جس کی اولاد شمن خیل کہلاتی ہے۔شہاب کے 6 بیٹے تھے اور یہ شاخ در شاخ تقسیم ہیں۔ فتح کے دوسرے بیٹے کا نام شجرہ نوسیوں کے مطابق منزئی ہے لیکن منزئی قبیلہ اپنے آپ کو پشتونوں کے درانی قبیلے کا حصہ سمجھتے ہیں اور اپنے مورث اعلیٰ کا نام براق بتاتے ہیں۔ براق کے متعلق ان لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ایک درویش انسان تھا اور اللہ کا ولی تھا جس کی کرامت کی داستان تفصیل طلب ہے۔ مختصراً یہ کہ براق افغانستان سے آیا تھا۔ براق کا ایک بیٹا امان تھا۔ امان کے چار بیٹے تھے ، ایک کا نام ملک دین تھا جسکی اولاد ملک دینائی کہلاتی ہے۔ دوسرے کا نام گیدائی تھا اس کی اولاد گیدی خیل کہلاتی ہے۔ تیسرے کا نام پالائی تھا جسکی اولاد پالی خیل کہلاتی ہے ۔اور چوتھے کا نام شمیر تھا جس کی اولاد شمیرائی کہلاتی ہے۔

شاؤن کے چار بیٹے تھے ۔ علی ، جبار ، گلیش اور بادین ، گلیش اور بادین کے نام تو اپنے اصل شکل میں باقی ہیں لیکن علی اور جبار کے نام بگاڑ دیئے گئے ہیں۔ کئی بار بلکہ عموماً ایسا ہو جاتا ہے کہ کچھ لوگوں کے نام بگاڑ دیئے جاتے ہیں ان ناموں کے بگاڑنے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں ،مثلاً پیار سے والدین یار شتہ دار کسی کا نام بگاڑ دیتے ہیں، اسی لئے علی سے لوگوں نے خالی بنادیا ہوگا اور جبار سے بگاڑ کر چپار بنادیا گیا ہوگا بہر صورت علی کی اولاد عوام میں خالی خیل اور جبار کی اولاد چار خیل یا چپار خیل کے نام سے مشہور ہوئی گلیش کی اولاد کو گلیشائی اور بادین کی اولاد کو بودین زئی کہتے ہیں، محسود کا دوسرا بیٹا بہلول تھا جس کے چار بیٹے تھے پہلے کا نام اشنگ ،دوسرے کا نام بندی، تیسرے کا نام ایمل اور چوتھے کا نانو کہتے تھے اشنگ کی اولاد اشنگی کہلای ہے، بندی کی اولاد بند خیل، ایمل کی اولاد ایمل خیل اور نانو کی اولاد کو نانو خیل کہتے تھے ،اشنگئ 2 بڑے شاخوں میں تقسیم ہیں، ملدئی اور محمدی ، بند خیل 5 شاخوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ نسری خیل ،ایکم خیل۔ طوطیہ خیل،، عثمان خیل، اور دینور خیل۔ ایمل خیل بھی 5 بڑی اور کئی چھوٹی شاخوں میں تقسیم ہے 5 بڑی شاخیں یہ ہیں، ملکشئ، نظر خیل، عبدلائی، آبا خیل، اور مر سنزئی ۔نانو خیل 7 بڑی اور ایک چھوٹی شاخ کو ملا کر 8 حصوں میں منقسم ہے۔ عبد الرحمان خیل، جلال خیل، کیکاڑائی، عمر خیل، ہیبت خیل، گیگا خیل، نیک زان خیل اور اُرمڑ خیل۔

وزیر اور محسود قبائل کا آپس میں تعلق بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان

وزیر اور محسود دراصل ایک ہیں لیکن محسود اپنے الگ نام سے خوش ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے ہی نام سے عوام و خواص میں پہچانے جائیں ۔ محسود اگرچہ تعداد میں (ٹوٹل ،عاصم) وزیروں سے کم ہیں مگر شجاعت و بسالت میں وزیروں سے زیادہ ہیں۔ وزیروں اور محسودوں کی زبان دوسرے پشتونوں کے مقابلے میں بہت مشکل ہے ۔یہ لوگ اکثر فوجی ملازمت میں ہیں، (آجکل بہت کم ہے۔ عاصم) دوسرے قبیلوں کے مقابلے میں یہ لوگ آپس میں زیادہ متحد رہتے ہیں، اس لئے ان کی اہمیت زیادہ ہے ،(لیکن ساتھ ساتھ احمد زائی وزیر قبیلہ اور محسود قبیلہ کے درمیان اکثر و بیشتر جنگیں بھی رہتی ہیں) ان کے بعض رسم ورواج مخصوص ہیں ان میں انفرادی رائے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ تاریخ کے کسی دور میں بھی ان کے علاقے پر کسی قوم نے کبھی قبضہ نہیں کیا۔ برٹش بھی اپنے دور میں انہیں زیر کرنے کیلئے سارے جتن کر کے دیکھ چکے تھے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک روایت کے مطابق محسود کے دو بیٹے تھے ایک علی جس کی اولاد علی زئی کہلاتی ہے دوسرا بہلول جس کی اولاد بہلول زئی کہلاتی ہے علی کے دو بیٹے تھے ایک فتح جس کی اولاد فتح خیل کہلاتی ہے ،دوسرا شاؤن تھا جس کی اولاد شمن زئی کہلاتی ہے۔ شجرے کے مطابق محسود کے دو بیٹے تھے لیکن موجودہ محسود تین بڑی شاخوں میں تقسیم ہیں ایک منزئی دوسرا شمن خیل اور تیسرا بہلول زئی، وہ اس طرح کہ وزیر اور محسود پہلے پہل خوست میں رہتے تھے لیکن جوں جوں ان کی آبادی بڑھتی گئی خوست کی زمین ان پر تنگ ہوتی گئی اور چودھویں صدی آخر میں یہ لوگ خوست سے مشرق کی طرف پھیلتے گئے خوست کے اسی مغربی علاقے میں پشتونوں کے شتک اور بیٹنی قبیلے

آباد تھے جو آسانی سے اپنا علاقہ چھوڑنے والے نہیں تھے وزیر اور محسود جب اپنے علاقے سے نکلے تو شیتکوں اور بٹنیوں سے لڑ جھگڑ کر ان کے علاقے پر قابض ہوتے گئے اور انہیں مزید مشرق کی طرف دھکیلتے گئے غرضیکہ کچھ اپنی مرضی سے، کچھ قیمتاً اور چند علاقے بزور شمشیر قبضہ کرلئے گئے اس زمانے میں شمن خیل مالدار بھی تھے اور اچھے شمشیر زن بھی، چنانچہ تیسرا حصہ تاوان ادا کرنے اور زیادہ علاقے قبضہ کرنے کی وجہ سے محسود قوم میں شمن خیل تیسرا بھائی مانا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسی سے شمن خیل نے علیحدہ نام پیدا کرلیا اور محسود تین شاخوں میں تقسیم ہوگئے لیکن چونکہ تعداد کے لحاظ سے محسودوں میں شمن خیل قبیلہ کم تھا، اسی کمی کو برابری میں تبدیل کرنے کیلئے اُرمڑوں کو شمن خیل کا حصہ دار بنادیا گیا جس سے شمن خیل کی افرادی کمی کافی حد تک پوری ہوگئی، اس طرح اب محسود کا نفع یا نقصان جو بھی ہو 3/1 کے حساب سے تقسیم ہوتا ہے ایک برٹش افسر "جانس" کی مردم شماری کے مطابق کل محسود 18 ہزار شمار ہوئے ہیں جن میں 6 ہزار منزئی، 6 ہزار شمن خیل، اُڑمروں کے بغیر اور 6 ہزار بہلول زئی 898 شمار ہوئے ہیں لیکن مقامی روایات کے مطابق منزائی 9 ہزار، بہلول زئی 6 ہزار، شمن خیل 3 ہزار اور اُرمڑ ایک ہزار حساب کئے گئے ہیں۔

جنوبی وزیرستان کی جغرافیائی صورتحال

جنوبی وزیرستان کے شمال میں شمالی وزیرستان ایجنسی کا صدر مقام میرانشاہ واقع ہے اور اس کے مغرب میں افغانستان کی سرحدی لائن ہے۔ مشرق میں دو بڑے شہر ٹانک اور ڈیرہ اسماعیل خان آباد ہیں جبکہ جنوب میں ژوب واقع ہے۔ ایجنسی کے باہر جو قومیں آباد ہیں، ان میں قابل ذکر یہ ہیں ایجنسی کے مشرق میں بیٹنی اور مروت آباد ہیں۔ بیٹنی بیٹن بابا کی اولاد میں سے ہیں جو ایک درویش اور پہنچے ہوئے بزرگ تھے ۔ بیٹن بابا کی اولاد 3 بڑی شاخوں میں اور 25 چھوٹی شاخوں میں منقسم ہے۔ مروت متوازی قبائل میں سے ہیں شمال اور مغرب میں وزیر قبیلہ آباد ہیں جن کے ساتھ قوم محسود کا شجرہ چوتھی پشت میں ملتا ہے یعنی محسود اور وزیر سلیمان کی اولاد ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے جنوبی وزیرستان ایک انتہائی مشکل علاقہ ہونے کے باعث برٹش دور میں بھی ان لوگوں کے خلاف جنگ میں فوج کیلئے مشکل پیش آتی تھی۔ اب نائن الیون کے بعد بھی اس علاقے میں القاعدہ کے خلاف آپریشن میں سکیورٹی فورسز کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ جنوبی وزیرستان آزاد قبائل کا ایک خشک پہاڑی علاقہ ہے جس کا رقبہ 6620 ہزار مربع کلومیٹر ہے جو دشوار گزار پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے، سب سے اونچا پہاڑ پریغل (پرے غل) ہے، جس کی بلندی سطح سمندر سے 11 ہزار 532 فٹ ہے جسکی چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ (دسرے نمبر کنڈے غر ہے جس کی اونچائی سطح سمندر سے 9 ہزار فٹ ہے۔ عاصم) علاقے کے اندرونی حصے پہاڑوں سے اس طرح ڈھکے ہوئے ہیں جن کے اندر جانا کافی مشکل ہے، علاقے کی ڈھلوان جنوب مشرق کی جانب ہے۔ دریائے شکتوئی تقریباً 70 ڈگری پر بہتا ہے۔ دریائے سیڑہ تقریباً 90 ڈگری پر بہتا ہے۔ دریائے شہور اور دریائے ٹانک زام تقریباً 135 ڈگری پر بہتے ہیں جبکہ دریائے گومل وانا کے علاقے میں 180 ڈگری پر بہتا ہوا آگے اتر کر اپنا رخ تبدیل کرتے ہوئے تقریباً 90 ڈگری پر آجاتا ہے۔ تنگ نالوں کے ہر دو طرف اکثر اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے گھاٹیاں پیدا ہوگئی ہیں اور دشمن کی پیش قدمی کو روکتے ہیں۔ مذکورہ دریا سال بھر بہتے رہتے ہیں لیکن بارش کے دنوں ان میں طغیانی آجاتی ہے اور یہ دریا خطرناک بن جاتے ہیں۔ جنوبی وزیرستان کی ایک قدرتی شاہراہ گومل ہے۔ دریائے گومل وانا کے جنوب مشرق میں بہتا ہوا ڈیرہ اور ژوب کو ملاتا ہے۔ یہاں سے افغانستان کے علاقے غزنی کو بھی راستہ جاتا ہے۔ (لیکن دور حاضر میں ڈی آئی خان ٹانک سے ہوتا ہوا براستہ گومل گڑ دوائی گومل زام کے کنارے وانہ انگور آڈہ سے افغانستان ایک پختہ سڑک جاتی ہے۔ عاصم)

وزیرستان کی آبادی 1983 کی مردم شماری کے مطابق جنوبی وزیرستان کا کل رقبہ 6620 مربع کلو میٹر اور آبادی 308000 نفوس پر مشتمل ہے اور 98-1997 کی مردم شماری کے مطابق جنوبی وزیرستان ایجنسی 413892 نفوس پر مشتمل ہے۔ جبکہ 2017 کی رپورٹ تا حال منظر عام نہیں آئی ہے۔ اگر آ بھی جائی تو وہ ناقص ہو گا کیونکہ جنوبی وزیرستان کی تین ثلث آبادی پاکستانی فوج کی آپریشن راہ نجات کی وجہ سے علاقے سے بے دخل ہے۔ محسود قبیلہ کے لوگ پاکستان افغانستان میں ہجرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

باشندے

جنوبی وزیرستان میں اکثریت محسود قبائل کی ہے، یہ وہ قبائل ہیں جو نائن الیون کے بعد اس علاقے میں القاعدہ اور طالبان کو پناہ دینے اور سکیورٹی فورسز کے خلاف جنگ لڑنے کی وجہ سے بھی مشہور ہوئے ہیں۔ وانا اور شکئی کے علاقے میں وزیر قوم آباد ہے جبکہ مشرقی دامن میں بیٹنی قوم جو زیادہ تر ایف آر جنڈولہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ضلع ٹانک میں آباد ہے۔ حکومت پاکستان کے بارے یہ قومیں کافی حد تک امن پسند خیال کی جاتی ہیں، لیکن آپس کی دشمنیوں میں مشہور ہیں۔ جبکہ محسود اور وزیر ابتداء سے ہی جنگجو چلے آرہے ہیں، وزیر اور محسود پشتونو کی 5 بڑی شاخوں میں سے کرلانی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں وزیر اور محسود چونکہ اصل میں ایک ہے لیکن وزیر کا نام اب محسود پر حادی نہیں ہوتا ۔وزیر اور محسودوں کا اصل وطن خوست (افغانستان کا علاقہ) تھا جہاں سے یہ لوگ برمل میں آئے اور آہستہ آہستہ پاؤں پھیلاتے ہوئے موجودہ علاقے پر قابض ہوگئے جس کی وجہ سے یہ تمام علاقہ وزیرستان کہلایا۔ ان کی آمد سے پہلے رزمک کے علاقے میں پہلے نیازی پھر مروت آباد تھے جو اب میانوالی اور لکی مروت میں آباد ہیں۔

محسود جنوبی وزیرستان کے مرکز میں سخت دشوار گزار پہاڑوں میں آباد ہیں۔ محسودوں کی تین بڑی شاخیں ہیں وزیرستان میں محسودوں کی تین بڑی شاخیں علاقے میں اس طرح آباد ہیں کہ ان کی حدود کو جدا کرنا مشکل ہے، اس میل جول کے سبب ان کی آپس میں دشمنیاں بہت کم ہیں لہٰذا محسودوں کا حکومت سے جب کوئی معاملہ پڑتا ہے تو سب شاخوں کا اتفاق قابل دید ہوتا ہے۔ وزیرستان کے قدرتی ذرائع معاش اتنے نہیں جو محسودوں اور وزیروں کی ضروریات کو پورا کر سکیں لہٰذا ماضی میں یہ اپنے ہمسایوں میں وارداتیں کر کے اپنی روزی پوری کرتے تھے لیکن فی زمانہ وزیرستان میں دولت کی ریل پیل ہے جس کا سب سے بڑا ذریعہ بیرونی ملک سے افرادی قوت کے بدلے وصول ہوتا ہے، اس کے علاوہ فوج، تجارت اور ٹرانسپورٹ اہم ذرائع آمدنی ہیں جس کے پاس کافی اسلحہ اور ایمونیشن موجود ہے۔ ماضی میں بھی یہ لوگ انگریزوں پر واضح کر چکے ہیں کہ وہ اپنے علاقے کا دفاع کر سکتے ہیں۔ دشمن خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ تھا، پھر بھی وہ ان کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے نہیں دیکھ سکا اگرچہ انگریز کبھی یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ وزیرستان کی دو بڑی قومیں وزیر اور محسود میں کون لڑائی میں زیادہ سخت ہے مگر افریدی بھی ان کے ہم پلہ سمجھے جاتے تاہم محسود (جو ڈیورنڈ لائن پر حکومت پاکستان کی سرحد کی بلا تنخواہ اور بلا اجرت حفاظت کرتے ہیں) تمام قبائل میں سب سے زیادہ برٹش حکومت کیلئے تکلیف دہ ثابت ہوئے ہیں۔ (تاریخ کی کئی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ وزیرستان کے قدرتی وسائل اور ذرائع کم ہیں انکی زندگی کا کافی سہارا نہیں بن سکتے لہذا وہ اپنے پر امن ہمسائیوں پر واردتیں کر کے اپنی روزی پوری کرتے رہے ہیں ۔میرے خیال میں ان لوگوں سے تاریخی زیادتی ہوئی ہے۔ اور یہ انگریز کی پیروی لگتی ہے، کیونکہ اس نے جو لکھا بس ہر مؤرخ لکیر کا فقیر بن کے اس فقرے کو نقل کرتا رہا ہے ورنہ اقوام عالم میں وہ کونسا قوم ہے۔ جس میں ایسے لوگ نہ ہو جو اپنی ضروریات واردتیں کر کے پوری نہ کرتا ہو، ہر کسی کو اپنے علاقے اور قوم کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہے، مفتی عاصم) ہر دور میں بنی الاصفر (انگریز) نے اپنے مسلمان مخالفین کو

بد معاش، لٹیرے، ڈاکو، اور آج کل شدت پسند، دہشت گرد، کہتے چلے آئے ہیں۔ تا کہ وہ اقوام عالم میں بدنام رہیں۔ بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان

محسود قبائل کی معیشت اور طرز زندگی بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان

محسود قبائل کی معیشت کا انحصار ماحول پر ہے یعنی مختلف مراحل وماحول کے مطابق طرز زندگی مختلف مراحل میں ہوتی ہے محسودوں کے وہ علاقے جو شہروں اور سڑکوں سے دور واقع ہیں، ان کا زیادہ تر معاشی انحصار گلہ بانی پر ہوتا ہے حالانکہ یہاں کے پہاڑ سخت چٹانی اور اونچے ہیں اور درختوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جانوروں کے رزق کا بندوبست انہی پہاڑوں میں کیا ہوا ہے۔ اہم جانوروں میں بھیڑیں، بکریاں، گائے، بیل، گدھے اور اونٹ قابل ذکر ہیں، اونٹ خیمہ بستیوں کی نقل وحرکت میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اس سے سامان اُٹھانے کا کام لیا جاتا ہے۔ بستیوں میں بھیڑوں بکریوں اور گائیوں سے حاصل شدہ دودھ گھر کی ضروریات کو پورا کرنے کے کام آتا ہے۔ بیل زمینوں میں ہل چلانے کے کام آتے ہیں۔ بعض بستیوں میں گدھوں سے بھی ہل چلانے کا کام لیا جاتا ہے۔ حلال جانور زیادہ تر بستیوں کیلئے گوشت کی ضروریات کو پورا کرنے کے کام آتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھار انہیں منڈیوں تک بھی پہنچا دیا جاتا ہے اور کسی حد تک آمدنی ہوتی ہے۔ (لیکن آج کل صورت حال بدلا ہوا ہے پورے علاقہ محسود میں اب صرف سینکڑوں سے بھی کم تعداد میں ایسے گھرانے موجود ہے جنکا معاشی انحصار گلہ بانی پر ہو، البتہ عمومی لحاظ سے ہر چھوٹا بڑا گھرانہ گھریلو ضروریات کیلئے چند بھیڑیں یا بکریاں اور گائے رکھتے ہیں۔ لیکن آج کل محسود قبائل کی اکثریت افرادی قوت کی شکل میں بیرونی ممالک میں بھی مزدوری اور تجارت کرتے ہیں جس سے پاکستان کو زرمبادلہ کی صورت میں بہت آمدنی ہوتی ہے، اور اندرون پاکستان تجارت وغیرہ کیلئے پاکستان کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مفتی عاصم) بھیڑ بکریوں کو چرانے والے ان کی عمر کے مطابق ہوتے ہیں۔ بڑی عمر والے جانوروں کو نوجوان چرواہے لے جاتے ہیں جبکہ دنبوں اور بکریوں کو عورتیں اور بچے لے جاتے ہیں۔ (یہ سلسلہ ابھی تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ بالخصوص عورتوں کا گھر سے نکلنا اب عیب سمجھا جاتا ہے۔ البتہ بڑی عمر کے خواتین گھر سے باہر کام کاج کرتی ہے۔ عاصم) زراعت محسود قبائل کی معیشت کا دوسرا جزو ہے۔ (لیکن آج کل یہ سلسلہ نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ کاشت کی زمینیں سیلابی ریلوں کی نذر ہوئیں ہیں۔ عاصم)

محسود قبیلوں میں زرعی زمینوں کی ملکیت کا حق ہر شخص کو حاصل ہے۔ مختلف پیشوں کے علاوہ محسود قبائل کا ایک پیشہ کاشتکاری ہے۔ یہ لوگ زمینوں پر اناج کاشت کرتے ہیں اور اناجوں میں اولیت گندم کو حاصل ہے۔ اکثر رہائشی علاقوں میں لوگ زراعت کیلئے پہاڑی چشموں اور نالوں پر انحصار کرتے ہیں، زیادہ تر زمینیں آبپاشی کے ذریعے سیراب ہوتی ہیں اور باقی تھوڑی بہت بنجر رہنے والی زمینوں کی زرخیزی کا دارومدار بارشوں پر ہوتا ہے۔ زرعی معاملات میں مردوں اور عورتوں کے درمیان تقسیم محنت کا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہل چلانے اور بیج بونے کا کام مرد کرتے ہیں جبکہ کھیتوں سے اناج اور گھاس بھوسہ نکالنے کے کام میں بڑی عمر کے عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ افرادی محنت محسود قبائل میں ففٹی ففٹی کا درجہ رکھتی ہے جیسے مقامی زبان میں شریکی (Partnership) کہتے ہیں۔ جو لوگ اپنی زمینیں نہیں رکھتے وہ افراد محنت کی شراکت سے نصف اناج پر دوسروں کی زمینوں کو کاشت کرلیتے ہیں۔ عورتیں عموماً پانی اور جلانے والی لکڑیوں کا ذخیرہ کرتی ہیں۔ کچھ علاقوں میں چھوٹے قد والا کھجور ہوتا ہے جسے مقامی زبان میں مازری کہتے ہیں جو ایک مفید خام مال کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے چپل، چٹائی، خیمے، رسے، چارپائی، کابان وغیرہ بنائے جاتے ہیں اور اسکے پھل کو پاٹوے کہا جاتا ہے۔ شہد اور جنگلی پھل مثلاً گنڈولے، زفتے، شمدی، پامنی، کرکیچو، اور جنگلی پیاز قیمتی اشیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ (آج کل ان جنگلی سبزیوں میں سے صرف پامنائی اور کرکیچو قیمتی شمار

کیا جاتا ہے۔عاصم) چراگاہوں کی تلاش میں مالدار لوگ (مال مویشی والے لوگ۔عاصم) ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتے رہتے ہیں، جہاں سبزہ اور پانی زیادہ مقدار میں میسر ہو وہاں پر یہ لوگ عارضی طور پر سکونت اختیار کر لیتے ہیں۔گھاس پھوس اور جنگلی کھجوروں سے خیمے بنا لیتے ہیں جنہیں چھپر اور خینے کہتے ہیں جو بارش اور گرمی سردی سے بچنے کا کام دیتے ہیں تیسرا اہم ذریعہ معاش فوجی ملازمت ہے۔ محسود قبائل کے بہت سے جوان پاک آرمی، ملیشیاء فورس، پولیس اور رینجرز میں اپنے وطن کے دفاع اور حفاظت کے فرائض انجام دے رہے ہیں ۔(اوسطاً ہزار میں سے پانچ سے دس تک بندے تقریباً سرکاری ملازم ہوں گے۔عاصم) اس کے علاوہ افرادی قوت کی شکل میں بیرونی ممالک میں بھی کام کرتے ہیں جس سے پاکستان کو زرمبادلہ کی صورت میں بہت آمدنی ہوتی ہے۔

محسود قوم تاریخ کے آئینے میں

محسود قوم بھی پشتون قوم کا ایک حصہ ہے۔

جو کہ قیس عبدالرشید بطان کے چوتھے بیٹے کرلان والد ککی والد سلمان والد خدری والد محمود والد محسود والد علی زائی و بہلوزائی، الخ، یعنی، علی زائی و بہلوزائی دونوں محسود بن محمود کے بیٹے تھے۔ لہٰذا علی زائی و بہلوزائی بن محسود بن محمود بن خدری بن وزیر بن سیلمان بن ککی بن کرلان بن قیس عبدالرشید بطان کی نسل سے ہیں۔ برطانوی راج کے خلاف آزادی کے حصول میں سب سے زیادہ قربانی مسلمانان برصغیر نے دی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران صرف 17 ہزار سے زیادہ علماء کرام نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ یوں مسلمانوں میں بھی پشتون قوم کی قربانی لازوال ہے۔ پشتون قوم میں سرحدی قبائل نے آزادی کے حصول کی خاطر جو کردار اداء کیا ہے۔ وہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد پورے برصغیر میں فرنگی راج کے خلاف مسلح تصادم کی غیر معمولی مثال نہیں ملتی۔ یہ سرحدی قبائل ہی تھے۔ جنہوں نے پورے ایک سو سال تک انگریزوں کو ناکوں چنے چبوائے اور انکی طاقت کو پاش پاش کر دیا۔ تاہم قبائل میں بھی وزیرستان کے قبائل سامراج کے لیے بڑی ٹیڑھی لکیر ثابت ہوئے۔ اور بالخصوص محسود قبیلہ کے سرفروش بڑی بے جگری سے لڑکر انگریزوں کو پوری ایک صدی تک مسلسل گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ اس دوران انہوں نے سینکڑوں کی تعداد میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اوران کے گھر مسمار ہوئے، جنگلات تباہ ہوئے، کھیت اور چراگاہیں برباد ہوئیں۔ لیکن اسلام اور اپنی روایتی آزادی پر آنچ نہیں آنے دی۔ جسکی سب سے بڑی وجہ یہ تھی، کہ اس سرزمین نے ملا پوندہؒ اور فقیر اپیؒ کی صورت میں ایسی بے مثال قیادت فراہم کی جسکی نظیر آزادی کی تحریکوں کے حوالے سے کم ملتی ہے۔ ڈاکٹر محمد نواز خان اپنی کتاب فرنگی راج اور غیرت مند مسلمان میں کیرو کے حوالے یوں لکھتے ہیں۔ کیرو نے وزیر کو چیتا اور محسود کو بھیڑیا سے تعبیر کیا ہے۔ چیتا زیادہ مکار، پھرتیلا اور زیادہ شاندار ہوتا ہے لیکن بھیڑیوں کا غول دھن کا پکا، زیادہ متحد اور خطرناک ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے عہد کی تصنیفات میں وزیر محسود قبائل کا تذکرہ ۱۷۸۰ء میں تیمور شاہ درانی کے عہد میں ملتا ہے وہ لکھتا ہے۔ وزیر افغان ایک بڑا طاقتور قبیلہ ہے۔ جو تقریباً ایک لاکھ خاندانوں پر مشتمل ہے۔ وہ جانوروں سے بہتر نہیں ہیں، کیونکہ کھانے پینے، اپنے پہاڑی علاقے میں گھومنے پھرنے کے راستوں پر اپنا شکار تلاش کرنے اور مرجانے کے سوا انہیں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ قبیلہ بلکل آزاد ہے اور کسی کو اپنا حاکم تسلیم نہیں کرتے، وہ کسی ایک خاندان یا سردار کو اپنا راہنماء بھی تسلیم نہیں کرتے البتہ قبیلے میں تھوڑے اختیارات کے متعدد ملک ہیں۔ لیکن جب کوئی جنگی مہم درپیش ہو، تو پھر ایک قائد چن لیا جاتا ہے۔ جس کی اطاعت سب پر لازم ہوتی ہے۔ یہ بات بھی یقینی ہے، کہ انہیں اپنی طاقت کا احساس ہے، اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ صفحہ 102

۱۹۳۵ء کی ملٹری رپورٹ

ملٹری رپورٹ آف وزیرستان ۱۹۳۵ء کے تحت وزیرستان کی غیر یقینی کی صورت حال اور کثرت سے قانون شکنی کے واقعات کے باعث وزیر اور بلخصوص محسود علاقہ سرکاری ملازم کے لیے فوج کے بغیر سفر کے لیے ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ فرنگی راج صفحہ ۹۷

کیپٹن فریڈی گیٹ کا تبصرہ

کیپٹن فریڈی گیٹ لکھتا ہے

ہمیں حکم ملا کہ نشانہ بازی میں خوب مشق کریں، کیونکہ آپ دنیا کے اول درجے کی جنگجو نسل کے خلاف لڑنے جارہے ہیں۔

ہمارا مقابلہ وزیر اور محسود قبائل کے ساتھ تھا، جن کے پاس سب سے خطرناک اسلحہ چھری موجود تھا۔ ہم نے بہت سارے سپاہیوں کے جسموں پر چھری کے نشانات دیکھے تھے۔ اس لیے ہر ایک کے دل میں اس اسلحہ کا خوف موجود تھا۔

جنرل سٹاف برانچ رپورٹ

جنرل سٹاپ برانچ کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۱۹ء میں تیسری افغان جنگ کے دوران وزیرستان کے علاقے سے تمام افواج واپس ہٹائی گئیں، مگر پھر بھی یہاں کے قبائل نے انگریز کالموں پر حملے جاری رکھے۔ مئی سے نومبر ۱۹۱۹ء تک صرف چھ مہینوں میں انگریز کالموں پر واناوزیر نے ۳۲ توچی وزیر نے ۵۶ جبکہ محسود قبیلہ نے ۱۰۰ حملے کئے۔ عمومی طور پر حالات اتنے گھمبیر ہو گئے تھے کہ انگریز کو بامر مجبوری ان کے مشکل اور پیچیدہ علاقے میں اتنی فوج بھیجنا پڑی کہ سرحد کی تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ملتی وزیرستان کے قبائل نے تواتر سے دہشت گردی پھیلا رکھی تھی۔ انہیں گرفت میں لانے کے لیے صرف تعزیزی مہمات واحد ذریعہ نہیں تھیں۔ کئی بارناکہ بندی کے ذریعے انہیں فاقہ کشی پر مجبور کیا گیا۔ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۲ء تک مسلسل دوسال محسود قبیلہ کی مکمل ناکہ بندی کی گئی، مگر پھر بھی انگریزان کا جزبہ آزادی دبانے میں ناکام رہے محسود بلاشبہ بہت ہی سرکش اور باغی قبیلہ ہے۔ اور خاص بات یہ کہ اپنے علاقے میں لڑنے کے فن سے واقف ہیں۔ ۱۹۳۵ء کی ملٹری رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ ایک زخمی وزیر یا محسود کے قریب جانے سے پہلے یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ یہ زندگی کے اخری سانس تک دشمن پر بھرپور وار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

کیرو، پٹھان کے صفحہ ۵۵۲ اور صفحہ ۵۴۶ میں لکھتا ہے۔ شمال مغربی سرحد کے طول و عرض میں تمام قبائل میں محسود بلاخوف و تردسب سے زیادہ ضد کے پکے ثابت ہوئے، الی قولہ محسود کے ساتھ میدان جنگ کی طرح دوسرے میدانوں میں نپٹنا (نمٹنا) مشکل ہے وہی شخص جس نے سارادن محسود کے دلائل سنے ہوں اندازہ لگا سکتا ہے کہ محسود کی درخواست نامنظور کرنے کی کوشش سے کتنی تھکن ہو جاتی ہے اور اسکی باتوں کا معقول جواب دینے کے لے کتنی جدوجہد درکار ہوتی ہے۔

ھاول، میرش، میں لکھتے ہیں

سرحدی علاقہ کی ایجنسی ایک ایسی ذمہ داری ہے جو اس علاقے میں متعین آفیسروں پر ذہنی اور جسمانی دباو کے ساتھ اخلاقی دباو بھی ڈالتی ہے۔ بہترین فوجی دستہ کا بھی ہر آفیسر اپنے مزاج کے اعتبار سے اس قابل نہیں ہو تایا اس میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے آپ کو حالات کے ترنگ میں ڈال کر یہ ذمہ داری پوری کر سکے۔ جو محدود آفیسر اس علاقے میں متعین ہیں اور ان میں سے بھی کچھ ایسے ہیں جو یہ بوجھ طویل عرصہ تک برداشت کرسکتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ محسود قبائل کی تاریخ حکومت کی پالیسی میں اتنا تلون ظاہر کرتی ہے۔

عمر آفریدی،، محسود مونو گراف کے تعارف میں لکھتا ہے

آزادی کے حصول میں تمام قبائل میں محسوود قبیلہ نے جو ناقابل فراموش کردار اداء کیا ہے اسے کوئی نظر انداز نہیں کرسکتا، سخت نامساعد حالات کے باجود ان کے موروثی امتیازی وصف،، مردانگی،، نے تاریخ پر ایسے گہرے نقوش مرتب کئے ہیں۔ جسکی مثال نہیں ملتی،، ماخذ فرنگی راج اور غیرت مند مسلمان صفحہ 103

عبدالحمید ترین ملتانی اپنی کتاب فقیر ایپی بحوالہ

ARMYOPERATIOS,1919'20 لکھتا ہے

اگرچہ انگریز یہ کبھی فیصلہ نہیں کرسکے کہ وزیرستان کی دو بڑی قوموں وزیر اور محسود میں کون لڑائی میں زیادہ سخت ہے۔

مگر آفریدی بھی ان کے ہم پلہ نہیں سمجھے جاتے تاہم محسود تمام آزاد قبائل میں سب سے زیادہ انگریز حکومت کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوئے ہیں۔ قبیلوں کی آپس کی دشمنی سے ہر جگہ انگریزوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا ہے۔

عبدالحمید ترین فقیر ایپی صفحہ ۴۸ میں لکھتا ہے۔

انگریزون نے ۲۰۔۱۹۱۹ء کے وزیرستان میں فوجی آپریشنز کے دوران گورکھا فوج کو زیادہ استعمال کیا۔ جیسا کہ حال ہی میں ۱۹۸۲ء فاک لینڈ کی لڑائی میں ان کو پہاڑی مقامات پر لڑایا گیا۔

بقول خان بہادر محمد نواز خان جو ان آپریشنز میں بحیثیت تحصیلدار شریک رہے تھے

حکومت نے ریاست نیپال سے بھی گورکھا فوج منگوائی جن کے ساتھ ایک ان کے گورکھا جرنیل تھے۔ اسکو اپنے گورکھوں پر بہت ناز تھا، اور خان بہادر صاحب سے ملاقات کے دوران کہا کہ وزیر اور محسود جب ہمارے گورکھا کے ساتھ لڑیں گے تو ان کو پتہ لگے گا انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو مغربی سرحد پر محسودوں سے زیادہ اچھے لڑنے والے اور کوئی لوگ نہیں دیکھے۔ آپ خود اندازہ کرلیں گے۔ چناچہ کچھ عرصہ بعد گورکھا جرنیل نیپال واپس جانے لگے، تو خان بہادر صاحب کو مبارک باد دی کہ وزیر محسود واقعی بڑی دلیر قوم ہے، اور لڑائی کی اعلی مہارت رکھتی ہے (صفحہ ۳۹)

عبدالحمید ترین لکھتے ہیں۔ کشمیر محاذ پر سب سے زیادہ محسود جنوبی وزیرستان سے شریک ہوئے، جن میں سے تقریباً ۲۰۰ سے زائد آدمی شہید ہوئے تھے (صفحہ ۹۳)

انوار ہاشمی اپنی کتاب وزیرستان آپریشن برطانوی راج سے امریکی راج تک میں (صفحہ ۳۳۔۳۲) میں لکھتا ہے

جنوبی وزیرستان میں اکثریت محسود قبائل کی ہے یہ وہ قبائل ہیں جو نائن الیون کے بعد اس علاقے میں القاعدہ اور طالبان کو پناہ دینے اور سیکورٹی فورسز کے خلاف جنگ لڑنے کی وجہ سے بھی مشہور ہوئے ہیں۔ جیسا کہ محسود اور وزیر ابتداء سے ہی جنگجو چلے آرہے ہیں، اور وزیر اور محسود پشتونوں کی ۵ بڑی شاخوں میں سے کرلانی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔

وزیر اور محسود چونکہ اصل میں ایک ہیں۔ لیکن وزیر کا نام اب محسود پر حاوی نہیں ہوسکتا، اگرچہ انگریز کبھی یہ فیصلہ نہ کرسکے کہ وزیرستان کی دو بڑی قومیں وزیر اور محسود میں کون لڑائی میں زیادہ سخت ہے، مگر آفریدی بھی ان کے ہم پلہ نہیں(عاصم) سمجھے جاتے تاہم محسود (جو ڈیورنڈ لائن پر حکومت پاکستان کی سرحد کی بلا تنخواہ بلا اجرت حفاظت کرتے ہیں) تمام قبائل میں سب سے زیادہ برٹش حکومت کیلئے تکلف دہ ثابت ہوئے ہیں۔ انوار ہاشمی ایک دوسری جگہ لکھتے ہے،، وزیر اور محسود دراصل ایک ہیں، لیکن محسود اپنے الگ نام سے خوش ہیں اور یہ چاہتے ہیں

کہ ہم اپنے ہی نام سے عوام وخواص میں پہنچانے جائیں۔ محسود اگرچہ تعداد میں وزیروں سے کم ہیں مگر شجاعت وبسالت میں وزیروں سے زیادہ ہیں۔ جبکہ جدید تاریخ بھی انکے گرد گھومتی ہے۔ بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان وفقیر اپی

سکھوں اور محسود قبائل کے درمیان لڑائیاں

پاکستان کے موجودہ صوبہ سرحد (NWFP) کا موجودہ ڈویژن ڈیرہ اسماعیل خان اور اس سے ملحقہ قبائلی علاقوں میں سکھوں کا عمل دخل تقریباً 12 سال تک رہا، اس عرصے میں سکھ حکومت کی زیادہ دلچسپی ان علاقون سے ٹیکس وصول کرنے تک محدود تھی، وہ ٹیکسوں کی وصولی کیلئے ٹانک، بنوں اور ان کے قریبی قبائلی علاقوں پر فوج کشی کرتے تھے جس کی وجہ سے تصادم کی صورتحال بھی پیدا ہوجاتی تھی جنوبی وزیرستان ایجنسی کے محسود اور وزیر قبائل سکھوں کے حملے اور اس کے اثرات سے محفوظ رہے ہیں، جب 1893ء میں بکرمی کنول نونہال سنگھ ڈیرہ اسماعیل خان آیا اور اس نے ڈیرہ اسماعیل خان کو خالصہ قرار دے کر سکھ ریاست میں شامل کر دیا، سکھ حکومت نے دیوان لکھی مل کو علاقہ دامان کا ایڈمنسٹر مقرر کر دیا، اس موقع پر دیوان لکھی مل اور نواب اللہ داد خان میں اختلاف پیدا ہوگئے، دیوان لکھی مل کی سفارش پر کنول نونہال سنگھ نے 16 ہزار سواروں اور بڑی تعداد میں پیدل فوج کی مدد سے ٹانک پر حملہ کیا، سکھوں کے اس حملے سے نواب اللہ داد شکست کھا کر جنوبی وزیرستان کے مرکزی شہر کانی گرم میں بھاگ کر آگیا، بعد ازاں وہاں سے افغانستان کے علاقے خوست چلا گیا اور افغان حکمران امیر دوست محمد خان سے فوجی امداد طلب کی، واضح رہے کہ ٹانک کا سابقہ نواب سرور خان سکھوں اور افغان حکومت دونوں کو ٹیکس ادا کرتا تھا۔ افغان حکمران امیر دوست محمد خان نے نواب اللہ داد خان کی مدد کرنے سے معذرت کرلی جس پر نواب اللہ داد دوبارہ اپنے علاقے میں واپس آگیا، واپس آکر اللہ داد خان نے محسود قبیلے سے مدد طلب کی، اگرچہ اللہ داد خان کے والد نواب سرور خان نے ایک لڑائی میں محسود قبیلے کے سینکڑوں افراد کو قتل کر دیا تھا لیکن محسود قبیلے نے اپنی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ داد خان کی مدد کرنے کی حامی بھر لی، ان دنوں محسود قبیلے کے سردار جنگی خان سلیمی خیل، نصرتی، ایمل خیل، سید خان ایمل خیل، سید شاہ لنگر خیل محمد حسن خان شابی خیل دلا سہ خان اشنگئی تھے۔ محسود قبیلے نے جنگی خان سلیمی خیل کی قیادت میں ٹانک شہر میں مقیم سکھ فوجیوں پر حملہ کیا، اس حملے میں محسود قبائل کے سینکڑوں افراد جاں بحق ہوگئے جن میں میرولی خان ایمل خیل اور مروت خان اشنگئی قابل ذکر ہیں، اس حملے میں محسود ٹانک شہر کو فتح نہ کرسکے اور اپنے علاقے میں واپس آگئے، کچھ عرصہ بعد محسود قبیلے نے ایک بڑا لشکر تیار کرکے دوبارہ ٹانک پر حملہ کیا، اس حملے میں 700 کے قریب سکھ فوجی مارے گئے اور محسود قبائل کے سینکڑوں افراد بھی شہید ہوگئے، اس دوران سکھ فوجوں نے نواب آف ٹانک کے قلعہ میں پناہ لے لی، چندماہ بعد محسود قبیلے نے تیسری مرتبہ ٹانک شہر پر حملہ کیا اور ٹانک شہر کو جلا دیا لیکن سکھ اس قلعہ میں موجود رہے، کچھ عرصہ بعد محسود قبائل نے چوتھی بار ٹانک شہر پر حملہ اور لوٹ مار کرکے وہاں سے غلہ اور دیگر سامان لوٹ کر اپنے علاقے میں واپس آگئے، محسود قبائل نے پانچویں مرتبہ بھی ٹانک پر حملہ کیا لیکن سکھ مقابلے کیلئے نہیں آئے، چھٹی بار محسود اور بیٹنی قبائل نے مشترکہ طور پر ٹانک شہر پر قبضہ کرلیا لیکن نونہال سکھ کی آمد کی وجہ سے وہ واپس چلے گئے۔ تاریخی روایات کے مطابق درہ گومل کی حفاظت کے سلسلے میں سکھ افواج جنوبی وزیرستان کے علاقے سپین تک گئی تھی لیکن وزیروں کے ساتھ جنگ کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے، علاوہ ازیں شمالی وزیرستان ایجنسی کے احمدزئی وزیروں نے ایک بار سکھوں کے کچھ سپاہی قتل کر دیئے جس پر مشتغل ہوکر سکھوں نے وزیر قبائل پر حملہ کر دیا اس حملے میں سکھوں نے وزیر قبائل کے کئی افراد کو قتل شہید (عاصم) کر دیا، بعد ازاں سکھوں اور مقامی قبائل کے درمیان مزید کوئی لڑائی ریکارڈ پر موجود نہیں ہے۔ بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان وفقیر اپی

جنوبی وزیرستان میں برٹش حکومت کے خلاف جنگیں

امریکہ میں سانحہ 11 ستمبر کے بعد افغانستان پر حملے کے نتیجہ میں طالبان اور القاعدہ کے ارکان نے بڑی تعداد میں پاکستان کے جن علاقوں کی طرف ہجرت کر کے آئے ان میں جنوبی وزیرستان کا علاقہ قابل ذکر ہے۔ اگرچہ یہ علاقہ بہت پسماندہ ہے تاہم ہر دور میں اس کی ترقی کیلئے کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہاہے۔ دہشت گردی کے خلاف عالمی آپریشن کے دوران سب سے زیادہ ملٹری آپریشن اس علاقہ میں کئے گئے، اس حوالے سے حکومت پاکستان نے جنوبی وزیرستان کی تعمیر وترقی کیلئے بھی خصوصی اقدامات کئے۔ امریکہ نے بھی القاعدہ کے ارکان کو پناہ نہ دینے کے نتیجے میں اس علاقے کو ترقیاتی فنڈز فراہم کرنے کی پیشکش کی اور اس حوالے سے فنڈز فراہم بھی کئے گئے۔ جنوبی وزیرستان میں سڑکوں کی کل لمبائی 743 کلومیٹر ہے جن میں 384 کلومیٹر پختہ اور 359 کلومیٹر بجری سے تعمیر شدہ سڑکیں ہیں۔ اس علاقے میں 2 کالج 22ہائی سکول، 51 مڈل سکول 338 پرائمری ومسجد سکول قائم کئے گئے ہیں، مقامی قبائل کے علاوہ یہاں غلجی قبیلے کی شاخ دوتانی اور سلیمان خیل بھی رہائش پذیر ہیں۔ درہ گومل اس کا مشہور درہ ہے جبکہ گومل زام ڈیم یہیں تعمیر ہورہاہے۔ یہ 1960ء کا منصوبہ ہے تاہم فنڈز کی عدم دستیابی اور حکومتوں کی عدم دلچسپی اور دوسری متعدد وجوہات کی بناء پر اس پر کام تسلسل سے جاری نہ رہ سکا۔ اب موجودہ حکومت نے دوبارہ اس پر تیزی سے کام شروع کر دیاہے۔ جنوبی وزیرستان میں رہائش پذیر محسود قبائل کا شمار حریت پسندوں میں ہوتاہے اور انہوں نے ہی انگریزوں سے اپنے سربراہ "ملاپاوندہ" کی زیر قیادت بے شمار جنگیں لڑیں۔ اپریل 1914ء میں انگریز میجر مسٹر ڈوڈ کو 2 دوسرے انگریز افسران کے ہمراہ ٹانک میں ان کے محسود اردلی نے قتل کر دیا۔ 05-1904ء میں دوانگریز افسروں کو ایک محسود حاضر سروس سپاہی نے جبکہ ایک تیسرے افسر کو ایک ریٹائرڈ سپاہی نے قتل کر دیا۔ 1922ء میں انگریز افواج نے پہلی بار عبدالہٰی جلال خیل اور عبدالرحمٰن خیل قبائل پر جہازوں سے بمباری کی۔ 1929ء میں برٹس فوج کے ایک لیفٹینٹ سٹیفن سن کو انہی محسود قبائل نے قتل کیا۔ 1873ء تک نواب آف ٹانک انگریزوں اور محسود کے درمیان مڈل مین کے طور پر کام کر تارہا تاہم بعد ازاں نواب آف ٹانک سے بدظن ہونے کے بعد انگریزوں نے ان قبائل سے براہ راست رابطہ رکھا، محسود قبیلے کی تین بڑی شاخیں بہلول زئی، علی زئی اور شمن خیل ہیں۔ 17-1915ء کے درمیان محسود قومی لشکر نے انگریزوں کی سرویکی پوسٹ پر حملہ کر کے ایک برٹس کمانڈر، 2ہندو فوجی افسران اور 33 سپاہی قتل کر دیئے، 1919ء میں محسود لشکر نے پھر حملہ کیا، اس دوران تیسری افغان جنگ چھڑ گئی جس پر انگریزوں نے ملیشیاء پوسٹ خالی کر دی۔ محسود قبائل نے اس دوران جنڈولہ پر حملہ کر دیا اور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں کئی پولیس پوسٹوں پر حملے کئے۔ 22-1921ء میں انگریزوں کی عملداری والے شہر ٹانک پر بھرپور حملہ کیا گیا- 1922ء میں جواباً انگریزوں نے عبدالہٰی جلال خیل اور عبدالرحمٰن خیل پر فضائی حملہ کیا۔ 25-1924ء میں عبدالرحمٰن خیل قبیلے نے انگریزوں پر حملے جاری رکھے جس کے جواب میں انگریزوں نے بھی ہوائی حملے کئے۔ 14جون 1929ء کو خاصہ داروں کے ایک حوالدار بوستان خان نے تودہ چینہ میں لیفٹینٹ سٹیفن کی فوجی گاڑی پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ اس دوران محسود قبائل نے ایک انگریز اسسٹنٹ میڈیکل سرجن Cabran کو بھی ہلاک کر دیا، سول نافرمانی کے دوران انڈین کانگریس کے سیاسی کارکن محسود قبائل کی حمایت میں کانی گرم تک آگئے جس کے دوران محسود قبائل نے اعلان کیا کہ اگر ان سیاسی کارکنوں کے متعلق کسی نے حکومت کو مخبری کی یا اس کے حوالے کیا تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا، اس دوران 2ہندو سیاسی کارکن وہاں پہنچے مگر انگریزوں نے انہیں گرفتار کر لیا جس پر محسود قبائل نے مسلسل جدوجہد کی اور جنوبی وزیرستان میں 1849ء سے 1947 تک انگریزوں کے خلاف یہ جنگ جاری رکھی، جنوبی وزیرستان میں ملاپاوندہ، شمالی وزیرستان میں فقیر اپی اور خیبر میں مولانا سید اکبر مسلح قبائلی لشکروں کی قیادت کرتے رہے۔ انڈین کانگریس

کے سیاسی کارکن جو محسود قبائل سے ملنے آپہنچے تھے،ان کے خلاف قبائیلیوں کی ذیلی شاخ گراگری قبائیلیوں نے محسودوں کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی اور ان کے خلاف مخبری کی جس پر انگریزوں نے انہیں گرفتار کرلیااور محسود لشکر نے گراگری گاؤں کا محاصرہ کرکے 13 مئی 1930ء کو مسمار کیا،جواباً انگریزوں نے یہاں بھی ہوائی حملہ کیا،جنوبی وزیرستان میں محسودوں کا تحریک آزادی میں بھی نمایاں کردار رہاہے۔وزیر قبائل درویش خیل اور کالوخیل پر مشتمل تھے،انہیں عمرزئی سرکی خیل اور ہاتھی خیل کے تین سب ڈویژنوں میں تقسیم کیاگیا،نصب سرکی خیل وزیروانا کے قریب رہائش پذیر ہیں۔ہاتھی خیل سب ڈویژن میں،ایدی خیل قبیلے کے لوگ بھی وانا اور شکئی کے علاقوں میں رہتے ہیں جبکہ کالوخیل قبیلے سرکیاور ناصرالدین خیل میں قیام پذیر ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ تیسری افغان جنگ میں انہوں نے انگریز چوکیوں پر حملہ کیا،جہاں انگریزی فوج موجود تھی۔انگریزی راج کے دوران ایک اردلی نے اپنے کرنل ہرمس کو قتل کیااور جب اسے پھانسی دی گئی تو اس نے اپنی خواہش کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنے فعل پر شرمندگی نہیں،مجھے سفید کپڑے پہنائے جائیں،آنکھوں میں سرمہ لگایاجائے کیونکہ جنت میں حوریں میری منتظر ہیں،انگریزوں کے ساتھ ان کا پہلا تصادم 1860ء میں ہوا تھاجب محسودوں نے ٹانک پر حملہ کیا تھا،بعد ازاں انگریزوں نے اگست 1877ء سے مارچ 1878ء تک اپنی مہمات بھیجیں اور انکی ناکہ بندی کرکے ان کی رسد بند کردی جس کی وجہ سے محسود قبائل نے تنگ آکر صلح کرلی۔ جنوری 1879ء میں تین دفعہ محسود لشکر نے ٹانک پر حملہ کیا۔1881ء میں دوسری فوجی مہم بھیج کر ان کی ناکہ بندی کی مگر بالآخر تنگ آکر 1890ء میں ان قبائل کا وظیفہ جسے مقامی زبان میں "ماجب" کہتے ہیں،مقرر کرکے درہ گومل کی سڑک کی حفاظت ان کے ذمہ کردی کیونکہ یہ انگریزوں کی سپلائی لائن تھی اور محسود اکثروبیشتر اس سڑک کو کاٹ دیاکرتے تھے۔1893ء میں جب انگریز ڈیورنڈ لائن کاکام کررہے تھے تو محسود قبائل نے ان پر حملہ کیا جس میں کئی برٹس فوجی ہلاک کردیئے۔1894ء میں انگریزوں نے وانا پر قبضہ کرلیا مگر اس دوران محسودوں نے 3 دیگر فوجی افسران کو قتل کردیا،تمام قبائلی علاقوں میں سب سے زیادہ انگریز افسریا انگریز شہری قتل ہوئے۔ جہاں بھی برطانوی فوجی کو دیکھا جاتا تو قتل کردیاجاتا،محسود قبائل نے انگریزوں سے مغل بادشاہوں کے دور میں ان کے خلاف اپنی آزادی وخودمختاری برقرار رکھنے کیلئے جدوجہد کی تھی اور اسے مشہور مذہبی وسیاسی رہنماء پیشوا پیر افغان کی قیادت میں آزادی کی جنگیں لڑیں۔ پیر افغان امرتسر میں پیدا ہوئے تھے مگر ان کا تعلق بنیادی طور پر اُرمڑ قبیلے سے تھا جو کہ جنوبی وزیرستان کے علاقہ کانی گرم میں واقع ہے۔اکبر اعظم کو پیر افغان کی سرگرمیوں پر شک ہوا کہ کہیں وہ شیر شاہ ثوری ثابت نہ بن جائے،اس لئے اس کے خلاف فوجی مہمات بھیجتارہا پیر افغان اور اس کی اولاد بادشاہ شاہجہان کے دور تک جنگ وجدل میں مصروف رہی ،انہوں نے جلال آباد پر حملہ کرکے وہاں کے بعض علاقوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ بعد ازاں مردان چلے گئے اور وہیں فوت ہوگئے واضح رہے کہ اس کے بیٹے جلالہ اور کمالہ بہت مشہور ہوئے۔ مردان میں جلالہ کے نام سے ایک مشہور ندی بھی بہہ رہی ہے، جس پر شاعروں نے کئی رومانی غزلیں بھی تحریر کی ہیں۔ بحوالہ وزیرستان آپریشن اور غیرت مند مسلمان و فقیر ایپی

وزیرستان کے فرنگی دور کے جہادی شخصیات تاریخ کے آئینے میں

فطرت کی مقاصد کی کرتاہے نگہبانی۔ یابندہ ئے صحرائی یامرد کہستانی

یقیناً علامہ اقبال نے انسانی تاریخ کا گہرہ مطالعہ کرکے بالکل سچ کہاہے کہ مقاصد فطرت کی رکھوالی ونگہبانی یاصحرانشین حجازیوں کی وطیرہ ودستور رہاہے جنھوں نے اپنی مردانگی وشجاعت کے بل بوتے پر تاریخ حریت میں اپنا منفرد مقام پیدا کیایا پھر پشتون قوم کامسکن اعظم کہستانی خطہ زمین ہے جہاں کی مردم خیزی عدیم المثال ہے اور تاریخ حریت وعزیمت میں جلی حروف کے ساتھ محفوظ ہے۔ مردانِ کہستانی کے

بارے میں تاریخ شاہد ہے کہ ریاست افغانستان کے ساتھ ملحقہ پشتون قبائلی علاقہ جات کے غیورو جسور جانبازوں نے مذہبی جوش وجذبے وقومی غیرت سے سرشار ہو کر ہر دور کے بیرونی طاغوتی حملہ آور کاڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ یہاں علاقہ قبائلستان جو بھی طاغوت بُری نیت سے آیا خواہ چنگیز ہو یا انگریز میدانِ کارزار میں مردانِ قبائل کے حرب وضرب سے زخم خوردہ ریچھ کی طرح واپس اپنی غار کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوا۔ یہ بھی ثابت ہے کہ سربازانِ قبائل نے ہر یلغاری قوت سے اپنی حریت وانفرادیت کا دفاع کیا ہے بلکہ اپنی روایتی آزادی واسلامی اقدار کو ناقابلِ تسخیر بنایا۔ انگریز سامراج کو دیکھئے۔ جس نے اپنی مکاری وفنکاری سے سارے ہندوستان کو قابو میں کر لیا مگر اپنی تمام ترکوشش کے باجود قبائل کو قابو میں نہ لاسکے۔ یہی تو قبائل کا خاصہ ہے جس نے اپنے آپ کو ہر حال میں آزاد ونا قابلِ تسخیر بنار کھا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ نہ اِس میں گھاس اُگتی ہے نہ اِس میں پھول کھلتے ہیں ۔ مگر اس سرزمین سے آسمان بھی جھک کر ملتے ہیں ۔ اب زرہ دیکھئے تاریخ اپنے آپ کو کیسے دہرا رہی ہے جسطرح ماضی میں پشتون قبائل انگریز سامراج کے ظلم واستبداد کے تختہ مشق بنے رہے آج بھی اکیسویں صدی میں پرُانے آقا کے غلام اسلام دشمن خون خوار بھڑیئے ناپاک پاکستانی فوج قبائلی مسلمان ومجاہدین کے خونِ مقدس کو چوسنے اور گوشت پوست کو بارودی آگ میں کباب بنانے سے لُطف اندوز ہو رہے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ کہ یہ گھناونی کھیل ایک نئی رنگ ولباس میں قبائل کے خلاف ڈالر بٹورنے کے لئے کھیلا جارہا ہے اِس بہیمانہ کھیل میں حکمران طبقہ وناپاک فوج مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے امریکہ سے درآمد شدہ الفاظ واصطلاحات جیسے دہشت گرد۔ قدامت پسند کے نام وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ اِن ہی نام نہاد اصطلاحات نے مسلمان عوام کو دھوکے میں ڈالا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کل بھی دہریت ونصرانیت کے پیروکار یہاں خطہ سرزمین قبائل سے شکست خوردہ ونامراد لوٹے تھے اور آج بھی بفضل تعالیٰ لادینیت کے وفادار ونصرانیت کے کرایہ دار پاکستانی فوج کو قبائلی مجاہدین کے ہاتھوں بری طرح شکست وریخت کا سامنا ہے کوئی مانے یا نہ مانے مگر یہ روزِ روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ قبائلی مجاہدین کسی حادثے یا ایک واقعہ کے پیداوار نہیں جسطرح نام نہاد مغربی مفکرین کا خیال ہے بلکہ قبائلی مجاہدین اپنے قابلِ صد ستائش اکابرین جہاد کے انقلابی نظریاتی وتاریخی پس منظر کے حاصلِ تحریکات اِسلامی کا ایک منظم ومربوط تسلسل ہے جس کو آج محسود طالبان یا قبائلی مجاہدین سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

ملا پیوندہ

آیئے اِس تاریخی پس منظر کو ثابت کرنے کے لئے مناسب ہے کہ قبائلی علاقہ جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھنے والے کاروانِ حریت وعزیمت کے درخشندہ ستاروں میں سے بمانندہ آفتاب وصاہتاب سالارِ مجاہدین ملاّپاوندہ محسود اور دیگر اکابرین جہاد کا مختصر ساذکر کیا جائے۔ جنھوں نے فرنگی سامراج کے خلاف بغاوت کر کے جنوبی وشمالی وزیرستان میں علم جہاد کو بلند کیا تھا، مسلسل بیس سال انگریز سامراج کے خلاف مسلح جہاد میں برسرِپیکار رہے۔ ملا پاوندہ 1863ء کو جنوبی وزیرستان کے ایک خوبصورت وادی مکین کے ایک چھوٹے گاؤں مروبی میں ایک صبح سعید کو پیدا ہوئے آپ کا نام محی الدین رکھا گیا۔ جنوبی وزیرستان قوم محسود کے ایک ذیلی شاخ شابی خیل سے تعلق رکھتے تھے، یہ فرزند ارجمند عرف ملا پاوندہ محسود ایک دیندار وباوقار گھرانے میں پیدا ہوئے آپ جوان ہو کر انگریز سرکار کے خلاف مسلح جہاد اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے چار دانگ عالم میں مشہور ہوئے آپ ہمیشہ کے لئے پشتون روایتی ڈیلا ڈھالہ لباس زیب تن رکھتے تھے، اِس لئے لوگ اپ کو ملا پاوندہ کے نام سے پکارتے تھے آپ بچپن میں دینی تعلیم کے حصول کیلئے اپنے آبائی علاقے سے کوچ کر کے بنوں تشریف لے گئے بنوں میں بڑی انہماک کے ساتھ حصول تعلیم میں مشغول ہوئے آپ چونکہ بچپن ہی سے ذہین وفتین اور انگریز سرکار کے خلاف مسلح جہاد کے شوقین تھے لہذا حصول تعلیم کے دوران بھی آپ اپنے چند مخصوص ساتھیوں کے ساتھ انگریز سرکار کے خلاف خُفیہ جہادی کاروئیوں میں بڑھ چڑ

ھ کر حصہ لیتے تھے۔ راتوں کو انگریز کے خلاف کامیاب عملیات کرتے اور دن کو اپنے دینی مدرسے میں حصول تعلیم میں مگن رہتے تھے اس دوران آپ اپنی جہادی سرگرمیوں کو انتہائی راز میں رکھتے تھے۔ بدقسمتی سے ایک واقعہ میں آپ کے دو ہمراز ساتھی انگریز سامراج کے ہاتھوں گرفتار ہوئے، آپ اپنے ساتھیوں کے انتقام لینے کے لئے بڑے بے چین و مضطرب تھے جس جیل میں آپ کے ساتھی قید تھے اُس جیل کے داروغہ کو آپ نے اس کے گھر میں جاکر قتل کیا اس مقدس واردات کے بعد ملا پاوندہ نے بنوں چھوڑ کر علاقہ کربوغہ کے ایک روحانی شخصیت مولوی انور شاہ صاحب کے ہاں چلے گئے اُس زمانے میں کربوغہ دینی تعلیم کا مرکز تھا، لہٰذا آپ نے اپنی تعلیم و تربیت کا سلسلہ یہاں پر جاری رکھا آپ چونکہ بیرون سے آئے قابض انگریز سامراج سے بہت متنفر تھے اور ان کے خلاف مسلح جہاد میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ ایک دن آپ کے استادِ محترم مولوی انور شاہ صاحب کو خبر ملی کہ دوابہ کے پہاڑی چوٹی پر انگریز سرکار نے پیکٹ بنائی ہے جو کے پورے علاقے کے لئے خفت و بے پردگی کا باعث ہے مولوی انور شاہ صاحب انگریز کے اس کاروائی پر بہت برہم ہوئے اور اپنے شاگرد رشید ملا پاوندہ کو انگریز کے مذکورہ تعمیر شدہ پیکٹ کے خلاف راست اقدام کرنے کی ہدایت کی ملا پاوندہ کو جب اپنے استاد و مرشد کیطرف سے اجازت ملی تو بہت خوش ہوئے اور فیصلہ کن کاروائی کی ٹھان لی۔ دوسرے دن اس پہاڑی پیکٹ پر انگریز سپاہیوں سے پہلے پہنچ کر مورچہ زن ہوئے جب انگریز سپاہی پیکٹ کے بالکل قریب آئے تو ان کے شکار کے لئے بیٹھے ہوئے ملا پاوندہ نے حملہ کر کے دونوں سپاہیوں کو ہلاک کر دیا اور ان سے بندوقیں اُٹھا کر اپنے استاد محترم کے پاس لے آئے۔ استاد محترم انور شاہ اپنے شاگرد کے اس کامیاب و بہادرانہ کاروائی پر خوش ہو کر پر تپاک مبارک باد دے دی۔ مال غنیمت کے دونوں بندوقیں اپنے بہادر و مجاہد شاگرد کو دے کر استاد محترم نے ارشاد فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو ملا پاوندہ کے منہ سے غیر ارادی طور پر یہ الفاظ نکلے کہ بادشاہی۔ حالانکہ طالب علمی کا زمانہ تھا بادشاہی یا سرداری کا ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ،، مگر استاد محترم کے استفسار پر غیر ارادی و اچانک ان کے زبان پر یہ الفاظ آئے۔ آپ اپنے مرشد استاد کے ہدایت کے مطابق شمالی وزیرستان علاقہ عیدک میں تشریف لے آئے۔ یہاں شمالی وزیرستان میں داوڑ قوم نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا آپ کے رہائش کے لئے گھر کا انتظام کیا یہاں عیدک میں آپ ایک بڑے عالم دین بزرگ شخصیت مولوی گلاپ دین کے مرید ہوئے ،مولوی گلاپ دین بڑے زیرک (عقلمند) اور مردم شناس انسان تھے اُس نے اپنے مرید ملا پاوندہ میں چھپے ہوئے روحانی اقدار قوت و صلاحیت کا ادراک کیا لہٰذا آپ کو مستقل طور پر علاقہ عیدک میں ٹھہرانے کے لئے ایک باوقار و معزز شخصیت ملک گل حیدر کی بہن کے ساتھ نکاح کروایا۔ یوں ملا پاوندہ مستقل طور پر علاقہ عیدک میں رہائش پذیر ہوئے اس علاقہ عیدک سے ملا پاوندہ نے انگریز سامراج کے خلاف عوام میں وعظ و نصیحت کا آغاز کیا اور لوگوں کو فرنگی قابض سرکار کے خلاف مسلح جہاد کرنے پر تیار کرنا شروع کیا۔ حسن اتفاق۔ ذرہ دیکھئے تاریخ اپنے آپ کو یہاں پر ایک بار پھر دہرا رہی ہے جس طرح ملا پاوندہ نے اپنے جہادی سرگرمیوں کا آغاز انگریز سرکار کے خلاف یہاں قوم داوڑ کے علاقہ عیدک سے کیا تھا۔ جو بعد میں پورے شمالی و جنوبی وزیرستان پر چھا گیا تھا اسی طرح بیت اللہ محسود شہید نے بھی طاغوت کے خلاف اپنی جہادی سرگرمیوں کا آغاز علاقہ عیدک شمالی وزیرستان سے کیا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ دونوں ادوار میں مسلح جہادی تحریکوں کے قائدین کا تعلق علاقہ جنوبی وزیرستان قوم محسود کے ذیلی شاخ شابی خیل سے ہے دونوں قائدین کے باضابطہ جہادی سرگرمیوں کا آغاز شمالی وزیرستان قوم داوڑ کے علاقہ عیدک سے ہوتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کے دورِ حاضر کے مجاہدین محسود اپنے اسلاف کے قربانیوں کا تسلسل ہے نظریاتی طور پر اپنے آکابرینِ جہاد سے جاملتے ہیں۔ اب ملا پاوندہ کو تاریخ کے اوراق میں مزید تلاش کرتے ہیں، انگریز سامراج کے خلاف مسلح جہاد کی دعوت و تبلیغ نے آپ کو بہت شہرت دی لہٰذا لوگ مسلح ہو کر آپ کے گرد جمع ہونے لگے، آپ نے انگریز کے خلاف باقاعدہ اعلانِ جہاد کیا

آپ نے قبائلی معاشرے کے منتشر اقوام میں زبردست اتحاد پیدا کیا شمالی وجنوبی وزیرستان کے عوام میں ملاپاوندہ کی مقبولیت واثرپزیری کو دیکھتے ہوئے انگریز سامراج سخت پریشان ہوئے۔ لہذا سرکار نے ملاپاوندہ کے خلاف ایک خاص سازشی نیٹ ورک تیار کیا عوام اور خاصکر مذہبی طبقوں میں اِس بات کو بڑھا چڑھاکر پیش کیا کہ مذہب اسلام کی روسے مسلح جہاد کا حکم صرف اور صرف وقت کا بادشاہ یا حاکم ہی دے سکتا ہے ملاپاوندہ جہاد کا حکم جاری کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اِس پروپیگنڈہ مہم کو کامیاب بنانے کے لئے جابجا اشتہار بھی کیا گیا،(یعنی اعلانات اور اشتہاروں کے ذریعے عوام کو مطلع کیا، عاصم) اس نازک اور شرعی مسلے کو حل کرنے کیلئے شمالی وزیرستان مامئے رغزائی پر ایک بہت بڑے عوامی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ میں انگریز سرکار کے حامی علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وقت کا بادشاہ یا امام ہی اعلان جہاد کر سکتا ہے۔ کوئی فرد واحد اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ وہ جہاد کا اعلامیہ جاری کریں، لہذا شریعت اس بارے میں حاکمِ وقت کو مجاز ٹھہراتا ہے مگر ہو تا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے چونکہ جلسے میں ہزاروں لوگ شمالی وجنوبی وزیرستان کے جمع تھے۔ اس اہم موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم موسیٰ خان محسود نے اُٹھ کر جلسہ گاہ میں باآواز بلند کہا کہ وزیرستان کے غیور اسلام پسند عوام محی الدین عرف ملاپاوندہ محسود کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے جلسہ گاہ میں آئے ہوئے تمام فرزندانِ وزیرستان سے اپیل ہے کہ آپ لوگ بھی باآواز بلند ہاتھ اُٹھاکر اپنے رائے کا کھلم کھلا اظہار کریں اس اہم موقع پر جلسہ گاہ میں موجود شمالی وجنوبی وزیرستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے ہزاروں لوگوں نے محترم موسیٰ خان محسود کی قرارداد کی تائید کرتے ہوئے ملاپاوندہ محسود کو تاحیات اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ انگریز سرکار کا پھیلایا ہوا پر پیگنڈہ بری طرح ناکام ہوا ملاپاوندہ کے لئے جہادی سرگرمیاں جاری رکھنے اور لنگر خانوں کیلئے سالانہ دو روپے فی گھرانا خرچ مقرر کیا۔ اس طرح لنگر خانوں سے سال بھر مہمانوں کو کھانا ملتا رہا، آپ موسم گرمہ میں جنوبی وزیرستان کے بلند وبالا مقامات پر جایا کرتے اور موسم سرمہ میں شمالی وزیرستان عیدک چلے آتے۔ لوگوں میں جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لینے کے لئے برابر دعوت وتبلیغ کرتے رہے جب انگریز سرکار نے علاقہ گومل سے ژوب بلوچستان تک سڑک کی تعمیر اور افغانستان کے ساتھ باؤنڈری لائن متعین کرنے پر کام شروع کیا تو ملاپاوندہ محسود نے علاقہ جنوبی وزیرستان میں تشریف لے آئے۔ آپ نے اس موقع پر جنوبی وزیرستان کے مختلف علاقوں میں تحریک جہاد کے منظم سرگرمیوں کے لئے خفیہ ٹھکانے بنائے، اِن میں سے دو مقامات علاقہ مکین میں آپ کا آبائی گاؤں مروبی اور علاقہ شکائی خاص شہرت کے حامل رہے ان مقامات کو انگریز سرکار کے خلاف جہادی کاروئیوں کو منظم کرنے اور پوری تحریک کو چلانے میں مرکزی حیثیت حاصل تھی، اس دوران ملاپاوندہ نے جنوبی وزیرستان کے دور افتادہ علاقوں سے روابط قائم رکھنے اور جہادی مقاصد کے لئے لوگوں سے چندہ اکھٹا کرنے پر خاص توجہ دی اس مقصد کے لئے دور دراز علاقوں میں جن وفود کو بھیجے جاتے تھے اُنہیں طالبان کہتے تھے۔ اس لئے تاریخ کے بعض کتابوں میں ملاپاوندہ محسود کو طالبان بادشاہ بھی کہتے ہیں۔ اب یہاں پر بھی تاریخی مماثلت ایک بار پھر دیکھنے کے قابل ہے، ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ امیر محترم بیت اللہ شہید علاقہ مکین کو پوری تحریکی مرکز کے طور پر استعمال کرتے تھے خود بھی بیشتر اوقات علاقہ مکین میں گزارتے تھے اور پوری قبائلی تحریک طالبان کو علاقہ مکین سے چلاتے تھے۔ تحریک طالبان کے وفود ملک کے اطراف واکناف سے پہلے مکین آیا کرتے پھر یہاں سے رہنمائی حاصل کرکے امیر محترم بیت اللہ شہید سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے تھے دوسری طرف کمانڈر نیک محمد شہید کے دور میں علاقہ شکائی جہادی سرگرمیوں اور مجاہدین کے انصاریت کا اہم مرکز رہا ہے اکثر وبیشتر جہادی تنظیموں کا علاقہ شکائی میں آنا جانا تھا۔ جہادی موضوعات کے سلسلے میں مکین اور شکائی کے مابین گہرا تعلق پایا جاتا رہا۔ اگرچہ آج کل شکائی کے عوام مکمل پاکستانی فوج کی حمایت یافتہ اور وفادار ہے حسن اتفاق یہی ہے کہ ماضی میں ملاپاوندہ کے دور میں جن علاقوں کو جہادی مقاصد کے لئے استعمال کا شرف حاصل تھا امیر محترم بیت اللہ محسود کے دور میں

بھی انہی علاقوں میں جہاد کو پزیرائی حاصل ہورہی تھی۔ ملاپاوندہ کے دور میں بھی محسود قوم کا پورا علاقہ انگریز سرکار کے ہاتھوں بمبار اور مسمار ہوچکا تھا اکثر علاقوں کو جلاڈالا گیا تھا مجاہدین اور معصوم عوام کو قید کر رکھا تھا لوگوں پر بھاری بھاری جرُمانے عائد کئے جاتے تھے انگریز سرکار کو اطلاعات پہنچانے کے لئے جاسوسی کا پورا نظام بحال وفعال تھا، ملا، مسجد، مدرسہ انگریز کے عتاب میں تھے ۔بس آج بھی پرُانے آقا انگریزی اقتدار کے باقیات ناپاک فوج کے ہاتھوں محسود قوم کا پورا علاقہ مسجد ومدرسہ سمیت بمبار و مسمار ہوچکا ہے۔ انگریز کا اقتداء کرتے ہوئے بیشتر علاقوں کو جلایا گیا ہے مجاہدین وعوام کو بے دریغ شہید کیا جاتا ہے لوگوں پر بھاری بھاری جرُمانے عائد کئے جاتے ہیں ۔ماضی میں ملاپاوندہ کو طالبان بادشاہ کہا جاتا تھا اور دورِ حاضر میں محترم بیت اللہ محسود کو طالبان بادشاہ یا آمیر کہا جاتا ہے۔ تو قبائلی سطح پر تحریکات اسلامی کے ماضی اور حال کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حالیہ جہادی سرگرمیاں ماضی کے اسلامی جہادی تحریکات کے سلسلوں کا مربوط تسلسل ہے، جو کہ غیر شرعی وغیر فطری نظام کی تبدیلی تک یہ جہد وجہد جاری وساری رہے گا۔ اب ہم پھر ملاپاوندہ کی طرف آتے ہیں جو اپنے عہد کا ایک تاریخ ساز شخصیت تھے۔ آپ 1893ء سے 1913ء تک مسلسل 20 بیس سال تک برطانوی قابض فوج کے خلاف مسلح جہاد میں بر سرِ پیکار رہے اس عرصے میں آپ نے متعدد گوریلہ کاروئیوں کے علاوہ کئی ایک نامور لڑائیاں بھی لڑی ہیں ۔ جس میں انگریز سرکار کو بھاری جانی ومالی نقصان اُٹھانا پڑی ،ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی جنوبی وزیرستان وانا میں انگریز سرکار فوجی کیمپ پر ملاپاوندہ کے لشکرِ مجاہدین کا حملہ آور ہونا ہے ملاپاوندہ کے اس مشہور ومقدس تعارض کارود داد کچھ اس طرح ہے۔ کہ ملاپاوندہ سرزمین وزیرستان پر فرنگی سامراج کے اقتدار و پیش قدمی کو قطعاً برداشت نہیں کرسکتے تھے وہ حکومت وقت کے ہر حرف کو تنقیدی نظر سے دیکھتے تھے جب انگریز نے افغانستان کے ساتھ باؤنڈری لائن کا معاملہ حل کرنے اور محسود قوم کو رام کرنے کے غرض سے وانا میں ایک بڑا فوجی کیمپ بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ تو ملاپاوندہ نے انگریز ذمہ دار مسٹر بروس کو نصیحت آموز خط لکھا۔ اور سرزمین وزیرستان میں اِن فوجی تنصیبات پر گہری تشویش کا اظہار کیا ملاپاوندہ نے اپنے خط میں مسٹر بروس کو صاف صاف لکھا۔ کہ (1) وزیرستان پر قبضہ کرنے اور اپنے توسیع پسندانہ پالیسی کو ترک کردو (2) اُن پانچ محسود قیدیوں کو رہا کردو جن کو ملکوں نے سرکار کے حوالہ کیا ہے۔ (3) نیز یہ یقین دہانی کراؤ کہ افغانستان کے ساتھ باؤنڈری لائن متعین کرنے کے بعد وزیرستان سے برطانوی فوج کے مکمل انخلاء عمل میں لایا جائیگا۔ اور آخر میں یہ بھی لکھا کہ اگر جان ومال کی حفاظت عزیز ہے تو مندرجہ بالا شرائط کے ماننے میں تاخیر یا کوتاہی نہ کریں۔ مسٹر بروس کو چونکہ اقتدار کا نشہ چڑھا ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے ملاپاوندہ کے خط کا کوئی خاطر خواہ جواب دینے کی زحمت نہیں کی بلکہ صرف یہ کہہ دیا کہ ملاپاوندہ مجھ سے محسود ملکان کے توسط سے بات کرسکتے ہیں۔ ملاپاوندہ کو مسٹر بروس کا یہ رویہ ہتک امیز محسوس ہوا آپ حکومت اور ملکان کے ملی بھگت سے خوب واقف تھے۔ اس لیے آپ نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی مہم کا ارادہ کرلیا، آپ نے اپنے جنگی کمانڈروں سے صلاح ومشورہ کرنے کے بعد بمقام کانیگرم ایک بڑا لشکر تیار کرنے کے لیے قوم محسود کا گرینڈ جرگہ بلایا۔ یہاں اس جرگہ میں علاقے کی صورت حال ،انگریز سرکار کے ارادوں اور سرزمین وزیرستان میں سامراج کی بے جا مداخلت وقبضہ جمانے کی پالیسی پر خوب غور وفکر ہوا۔ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے محسود قبائل اور جنگی کمانڈرں نے انگریز سرکار کو ایک فیصلہ کن ضرب دینے کا مشورہ دیا تاکہ فرنگی سامراج کو محسود قوم کے مذاق ومذاج اور ملاپاوندہ کے خط کا وزن وقوت معلوم ہوجائے۔ اس اجلاس میں وانا کیمپ پر ناگہانی حملہ کرنے کا فیصلہ ہوا۔ ملاحمزواللہ اور جنگڑ خان کی قیادت میں حملہ آور لشکر کو ترتیب دیا گیا۔ اڑہائی ہزار کا ترتیب شدہ لشکرِ جرار /2 نومبر 1894ء کو اپنی منزل مقصود وانا کے قریب پہنچ گیا۔ ہر طرف سے کیمپ کا جائزہ لیا گیا اور مشورہ یہ طے پا گیا کہ حملہ رات کی تاریکی میں کیا جائیگا۔

ملاپاوندہ بذات خود اس کاروائی میں برابر شریک رہے تاکہ عملیات کی کسی بھی ترتیب میں کوئی خامی نہ رہے۔6نومبر 1894ء کورات کے آخری حصے میں ڈھول کی تاپ اور نعرہ تکبیر کے زبردست گونج میں ملاپاوندہ کے مجاہدین کے لشکر جرار نے کیمپ پر ہلہ بول دیا۔انگریز فوج کو اس ناگہانی یلغار سے سنبھلنے کا موقع نہ ملا۔لشکر دیکھتے ہی دیکھتے ڈھولوں کی تاپ کے ساتھ اندر کیمپ میں داخل ہوا۔انگریز سپاہی انتشار کی حالت میں بے ہنگم بھاگتے رہے۔مجاہدین نے بھاگتوں کا پیچھا کیا اور دست بدست لڑائی شروع کی بندوق اورروایتی چھری و تلوار کا خوب استعمال کیا گیا،انگریز سپاہیوں کے سرہاتھ بازوں اور لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔بہت سارے افیسرز کو تہ تیغ کیا گیا۔ملاپاوندہ بذات خود دشمن کے صف میں اندر گھس گئے تھے۔کیمپ میں موجود اسلحہ مال مویشی اور نقدی سب کچھ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔پورے کیمپ کو باوجود سخت حفاظتی انتظامات وتدابیر کے اسطرح تباہ وبرباد کیا گیا کہ انگریز سرکار کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا ایک مدت تک وانا کیمپ عبرت کا نشان بنارہا ۔ملاپاوندہ نے ایک ہی رات میں محسود قوم کے 270/ شہداء کا نذرانہ دے کر حکومت برطانیہ پرواضح کیا۔کہ محسود قبائل برسرِ میدان تلواراں کی چھنگاری میں اور بندوقوں کی چٹخار میں اپنی تاریخ حریت رقمطراز کرسکتی ہے۔ مگر سامراج کی غلامی میں ایک دن کی زندگی بھی نہیں گزارسکتی۔وانا کیمپ پر کامیاب عملیات کے بعد ملاپاوندہ اپنے لشکر کے ہمراہ واپس محسود علاقہ میں تشریف لیے آئے۔تومقام کانیگرم سے ایک بار پھر مسٹر بروس کو خط لکھا کہ ایسانہ سمجھیں کہ یہ آخری ضرب تھا،بلکہ ملاپاوندہ تب تک انگریز کے خلاف اپنا جہاد جاری رکھے گا جب تک انگریز سرکار درجہ ذیل شرائط پر دستخط نہ کردیں۔(1) یہ کہ انگریز سرکار محسود قوم کے اُن پانچ افراد کو باعزت طریقہ سے رہا کردیں جن کو حکومت نے پشاور میں قید ہوئے ہیں۔(2) یہ کہ حکومت تحریری ضمانت دے دیں کہ انگریز محسود علاقہ پر پیش قدمی یا قبضہ نہیں کرے گا۔(3) یہ کہ کرم سے وادی گومل تک مسلمانوں کا علاقہ ہے اس میں غیر ملکیوں کے لئے داخلے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اِن شرائط کو حکومت تک کئی ذرائع سے پہنچائے گئے۔ بحرحال دونوں اطراف سے دھمکی امیز پیغامات کا سلسلہ شروع ہوا۔مسٹر بروس اپنی پیغامات وزیر ،محسود،دوتانی،اور سلمان خیل اقوام کے ملکوں کے ذریعے پہنچایا کرتے تھے ملاپاوندہ وزیرستان کے دور دراز علاقوں کو اپنے پیغامات پہنچانے کے لئے اپنے پیروکار طالبان کو استعمال کرتے تھے۔بروس نے محسود ملکوں کا جرگہ طلب کیا اور ان سے کہا کہ۔(1) وانا کیمپ پر حملے میں مجاہدین نے جو نقدی مال مویشی اور اسلحہ لے گئے ہیں وہ محسود ملکوں کے توسط سے واپس کیا جائے۔(2) جب تک افغانستان کے ساتھ حدبندی کا فیصلہ نہ ہوجاوے اس وقت تک ملاپاوندہ کو علاقہ بدر کیا جائے۔۔(3) وانا کیمپ پر شب خون مارنے کے جرم میں لشکر کے 19 انیس افراد کو حکومت کے حوالے کریں۔جو کہ سرغنہ تھے۔ حکومت نے اس مقصد کے حصول اور محسود قوم پر دباؤ بڑھانے کے لئے مسٹر بروس کے ذاتی ایجنٹ عظیم خان کنڈی اوردوسرے قبائلی ملکان مثلاًوزیر،دوتانی، سلیمان خیل وغیرہ کو جرگہ میں شامل کرکے خوب استعمال کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن حکومت کی طرف سے تشکیل شدہ تمام جرگے یکے بعد دیگر ناکام ہوا۔کیونکہ ملاپاوندہ خوب جانتے تھے کہ حکومت کے وظیفہ خوار ومراعات یافتہ لوگ حکومت ہی کے وفادار ہوسکتے ہیں۔لہٰذا حکومتی ایجنٹوں اور ملکوں پر وہ کبھی بھی اعتماد نہیں کرتے تھے ۔سرکار کے شرائط کو ماننا تو درکنار آپ تو سرکار کو مذید سبق سیکھانے کے درپے تھے۔کیونکہ ملاپاوندہ انگریز سرکار کے اصل عزائم کو خوب جانتے تھے۔ اس لئے آپ نے عوامی رابطوں میں اضافہ کیا،اوروقتاً فوقتاً اپنے جنگی کمانڈرں کے ساتھ گوریلہ کاروئیوں کے بارے میں صلاح ومشورہ کرتے رہے۔محسود،وزیر،داوڑ،حتیٰ کے ارگین تک مختلف قبائلی قوموں سے قابض برطانوی فوج کے خلاف مدد حاصل کرتے رہے ۔دور دراز علاقوں تک دعوت جہاد کے تبلیغی دورے شروع کئے۔ آپ اپنے موقف کے بڑے پکے اور قائدانہ صلاحیتوں سے متصف تھے ۔مذہبی وپرہیز گار انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مدبر سیاستدان بھی تھے سرکار کے ہر حرکت پر تنقیدی نگاہ رکھتے تھے آپ عبقری

شخصیت کے مالک تھے۔ فرنگی سامراج کے خلاف قبائلی نظام ومزاج کے منتشر اقوام کو آپ نے معجزانہ طور پر متفق ومتحد رکھا۔ حکومت کے ہر حربے ومکاری کا منہ توڑ جواب دیتے تھے۔ وانا کیمپ پر شب خون مارتے وقت محسود جوانوں میں دشمن کے خلاف جوش جذبہ ولولہ پیدا کرنے کے لئے آپ نے پہلی بار ڈھولوں کے سحر انگیز تاپ کو بطورے ہتھیار استعمال کیا، جس نے انگریز فوجی کمان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ آپ دشمن کو زیر کرنے کے لئے نت نئے طریقے دریافت کرتے تھے۔ جس کا ذکر گوریلہ کاروئیوں میں آئیگا انشاء اللہ۔ وانا کیمپ پر ملاپاوندہ کے انوکھی وتاریخی شب خون کے بارے مسٹر بروس نے اپنی یادداشت میں لکھاہے کہ میں نے اپنے تجربہ کار فوجی افیسرز سے اس واقعہ کے متعلق سے استفسار کیاہے توسب نے جواب دیا کہ ہمیں اس سے پہلے کبھی بھی ایسے سخت ہیبت ناک اور تلخ تجربہ کا سامنا نہیں ہوا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دشمن بذات خود اپنی یاداشتوں میں محسود قوم کے ہاتھوں شکست کا اعتراف کرتے آیاہے۔ دشمن اسلام فرنگی سامراج کو یہ اعترافِ شکست صرف محسود قوم سے نہیں بلکہ دوسرے پشتون قبائل کے ہاتھوں سے کرناپڑاہے۔ جو اپنی اپنی باری قارئین کے خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ جس مردم خیز خطہ زمین نے ملاپاوندہ جیسے عظیم مجاہد وعبقری شخصیت کو اپنی آغوش میں پالا تھا اُس سرزمین کہستان نے ایسے سینکڑوں تاریخ ساز مردِ میدان شخصیتِ جنم دیئے ہیں جن کے کارناموں سے دنیا کو روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

شہزادہ فضل الدین

ملاپیوندہ کی وفات کی بعد محسود قبیلے کا ایک بڑا جلسہ کانی گرم کے مقام پر منعقد ہوا جس کی صدارت ملا ہمزولہ عرف سرکائی آبانے کی جس میں ملاپیوندہ کا الوداعی خط پڑھ کر سنایا گیا خط میں ملاپیوندہ نے محسود قبیلے کو کچھ نصیحتیں کی تھیں اور خط کے آخر میں اس نے اپنے 14 سالہ بیٹے فضل الدین کو اپنا جانیشین مقرر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ ملاپیوندہ کی بے لوث خدمت ناقابل فراموش قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے محسود قبیلے نے بلا جھجک اس کی جانشینی کی خواہش کا احترام کیا اور فضل الدین کو متفقہ طور پر وزیرستان کا بادشاہ منتخب کیا اور شہزادہ فضل الدین کے لقب سے ملا پیوندہ کے تمام اختیارات اس کو منتقل ہوئے اس پر ملاپیوندہ کا بیٹا صاحب دین کافی برہم ہوا، صاحب دین کو شک تھا کہ شہزاد فضل الدین کے انتخاب میں مولوی عبدالحکیم کا ہاتھ تھا لہٰذا موقع پاتے ہی صاحب دین نے رات کے اندھیرے میں مولوی عبدالحکیم پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن وہ بال بال بچ گئے صاحب دین جن ناپاک عزائم کے تحت انگریزوں سے مل گیا تھا اور مقامی لوگوں کے مطابق جس مقصد کیلئے ملاپیوندہ کی ہلاکت میں درپردہ حصہ لیا تھا اس کے وہ مقاصد پورے نہ ہوئے اور وہ وزیرستان کا بادشاہ نہ بن سکا۔ واضح رہے کہ ملاپیوندہ کی جانشینی کے انتخاب میں تمام سرکاری ملکوں نے حصہ لیا تھا جو اس کا بین ثبوت ہے کہ انگریز بااثر ملکوں کے ذریعے صاحب دین کو لانا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں وریشمین لنگر خیل کو پولیٹیکل ایجنٹ نے باقاعدہ ہدایت کی تھی کہ ملاپیوندہ کا جانشین مقرر ہونا چاہیے اور کئی دوسرے ملکوں کو حکم دیا گیا تھا کہ اگر ممکن ہو تو صاحب دین کو ملاپیوندہ کا جانشین مقرر کرو لیکن ملا ہمزولہ عرف سرکائی آباد اور مولوی عبدالحکیم کی کوششوں سے انگریز اپنے عزائم میں ناکام ہوئے شہزادہ فضل الدین کئی لحاظ سے ملاپیوندہ سے زیادہ خوش قسمت تھا پہلا یہ کہ وہ بڑے باپ کا بیٹا تھا اور وزیرستان کے ایک منتخب بادشاہ کے گھر میں پیدا ہوا تھا، اس لئے ان کیلئے اپنے آپ کو بادشاہ منوانا بالکل مشکل نہیں تھا دوسرا یہ کہ وہ ملاپیوندہ کا نسبتاً چھوٹا بیٹا تھا اور ملاپیوندہ کا بڑے بیٹوں کو نظر انداز کرکے اپنے قبیلے سے شہزادہ فضل الدین کے حق میں درخواست کرنا اس کی خوش قسمتی کی دلیل ہے، جب شہزادہ فضل الدین نے سیاست کے میدان میں قدم رکھا تو اس وقت انگریز جرمنی کے ساتھ جنگ عظیم میں پھنس چکے تھے لہٰذا فضل الدین کے مقابلے میں بڑی فوج میدان میں نہیں لاسکتے تھے اس لئے ابتدائی دنوں میں جنگی

محاذوں پر فضل الدین کا پلہ بھاری رہا جس سے ان کو کافی شہرت مل گئی۔ فضل الدین کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تھی کہ ان کے ابتدائی دنوں میں امان اللہ خان افغانستان کا بادشاہ تھا انگریزوں کا تو وہ جانی دشمن تھا لہٰذا انگریزوں کے مخالفین کو گلے سے لگاتا تھا وہ فضل الدین پر بے حد مہربان تھا کابل میں شہزادہ فضل الدین کی پہلے آمد پر ان کا جس انداز میں استقبال کیا گیا اس سے شہزادہ فضل الدین کی شہرت میں کافی اضافہ ہوا، علاوہ ازیں امان اللہ خان نے ان کی بھرپور مدد کی اور مزید مدد کا وعدہ کیا۔

تیسری افغان جنگ بھی شہزاد فضل الدین کی شہرت کیلئے نیک فال ثابت ہوئی۔ امان اللہ خان والئی کابل کی اپیل پر وزیرستان کی پٹھان ملیشیاء نے بغاوت کی اور شہزاد فضل الدین کے ساتھ مل گئی، محسود قبیلہ بھی متفقہ طور پر شہزادہ فضل الدین کے جھنڈے تلے جمع ہو گیا انہوں نے انگریزوں کی فوج کو تباہی سے ہمکنار کیا اور انگریز افواج کو ڈیرہ کی سرحدات تک دھکیل دیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انگریز ایک بار پھر بند سرحد کی پالیسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں، شہزادہ فضل الدین اس لحاظ سے بھی خوش قسمت تھا کہ جب وہ ملا پیوندہ کا جانشین مقرر ہوا تو محسود قبیلے کے تعلقات مجموعی طور پر انگریزوں سے منقطع تھے۔ سرکاری ملکوں میں پہلی بار زبردست نفاق سامنے آیا، ملکوں کی ایک اچھی خاصی تعداد شہزادہ فضل الدین کے ساتھ کابل گئی ہوئی تھی، جب پنڈی کا معاہدہ ہوا اور تیسری افغان جنگ ختم ہوئی تو یہ ملک فضل الدین کے ساتھ رہ گئے، کابل جانے والے ملکوں نے رقابت میں آکر فضل الدین کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ انگریزوں کے ساتھ تب تک لڑیں گے، جب تک انگریز انتظامیہ میں اپنے وفادار ملکوں کو وزیرستان واپس نہیں دھکیلیں گے اور ان کے مراعات ختم نہیں کریں گے، مقامی روایات کے مطابق شہزادہ فضل الدین کی ایک اور بڑی خوش قسمتی یہ تھی کہ جب محسود قبیلہ لڑتے لڑتے تھک گیا اور شہزادہ فضل الدین بھی تھک کر ہمت ہارنے والا تھا اور انگریز وزیرستان پر اس قدر غالب آگئے تھے کہ ان کے سپاہی اور آفیسر تن تنہا موٹر سائیکلوں پر وزیرستان میں گھومتے پھرتے اور وزیرستان کے ندی نالوں میں ننگے نہاتے تھے تو ایسے موقع پر شہزادہ فضل الدین کو ایک مرد مجاہد مسیحا ملا جس نے مردہ قبیلے میں زندگی کی ایک نئی روح پھونکی، یہ مرد مجاہد فقیر اپی تھا، فقیر اپی جب انگریزوں کے خلاف جہاد کے سلسلے میں مشورے کیلئے فضل الدین کے سامنے آیا تو فضل الدین بہت خوش ہوا اور فقیر اپی کو وہ گھوڑا بطور تحفہ پیش کیا جس پر سوار ہو کر شہزادہ نے محسود قبیلے سے اپنے تین سال کا ٹیکس وصول کیا اور جو پورے محسود قبیلے میں جانا پہنچانا گھوڑا تھا۔ فقیر اپی بہت خوش ہوا اور اس گھوڑے پر سوار ہو کر اس نے محسود قبیلے کا دورہ کیا اور جگہ جگہ جلسے اور جلوس کا اہتمام کیا، رخصت کرتے وقت شہزادہ فضل الدین نے فقیر اپی پر واضح کیا کہ میرا قبیلہ تھک چکا ہے، میں نے بادشاہوں اور شہزادوں کے محلات میں وقت گزارا ہے اور افغانستان میں بھی میرا داخلہ بند ہے، میں نسبتاً تن آسان ہو گیا ہوں اور انگریزوں اور محسود ملکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا، انگریزوں ساتھ لڑنے کیلئے ایک سخت جان مجاہد کی ضرورت ہے اور یہ کام میں آپ کو سونپ دیتا ہوں اس کے بعد کافی مالی مدد دے کر فقیر اپی کو رخصت کیا نیز فقیر اپی پر یہ بھی واضح کیا کہ اب شمالی وزیرستان کا نمبر ہے۔ جانشینی کے وقت بااثر محسود ملکوں نے انگریز انتظامیہ کو تاثر دیا تھا کہ فضل الدین چھوٹا بچہ ہے وہ ہمارے ہاتھ میں ایک کھلونا ہوگا اور مولوی عبدالحکیم کو مراعات کا جھانسہ دو لہٰذا شہزادہ فضل الدین کو عبدالحکیم کی حمایت اور تجربے سے محروم کرنے کیلئے پولیٹیکل ایجنٹ نے تحصیلدار قلی خان کی وساطت سے عبدالحکیم کو فضل الدین کی حمایت سے ہاتھ کھینچنے کے صلے میں ایک خانی، ایک صوبیداری اور 6 خاصہ داریوں کی پیشکش کی، اپنے بھائی عبدالغفور سے مشورہ کے بعد مولوی عبدالحکیم نے تحصیلدار قلی خان کو جواب دیا کہ ہم ملا پیوندہ کی قربانیوں اور شہرت کا اتنا سستا سودا نہیں کرتے۔ اپنے خاندانی اور گھریلوں اختلافات سے فراغت پاتے ہی شہزادہ فضل الدین نے کابل کا دورہ کیا۔ کابل میں اس کا پورجوش استقبال کیا گیا اور امیر آمان اللہ خان والئی کابل نے ان کے وفد کو 21 ہزار 500 روپے دیئے، کابل میں ملا ہمزولہ

عرف سرکائی آبا بھی ان سے ملا اور دونوں نے فیصلہ کیا کہ انگریزوں کے خلاف متحدہ کاروائی کریں گے، شہزادہ فضل الدین کی غیر موجودگی میں بچے کھچے ملکوں نے ٹانک میں کمشنر سے ملاقات کی اور ان سے درخواست کی کہ ان کی مراعات اورالاؤنس ان کو ادا کی جائیں۔ کابل سے واپسی پر شہزادہ فضل الدین نے محسود قبیلے کا ایک بڑا جلسہ منعقد کیا جس میں حکومت کو 14 دن کا نوٹس دیا کہ بلوچ رجمنٹ کے قید شدہ محسود سپاہیوں کو رہا کر دو اور محسود قبیلے کے الاؤنس اور مراعات بحال کر دو الٹی میٹم کی میعاد ختم ہوئی، فضل الدین کے لشکر نے کھجوری کچھ پر حملہ کیا 10 سپاہی قتل ہوئے، 3 زخمی ہوئے اور 13 بندوقیں محسود لشکر لے گئے، اس کے بعد فضل الدین نے محسود قبیلے کو حکم دیا کہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر انگریزوں کی فوجی تنصیبات اور قافلے پر حملے کرو، اس دوران محسود قبیلے کے حملے اس قدر بڑھ گئے کہ وائسرائے ہند نے اعلان کیا کہ محسود قبیلے کے جرائم کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے اور ان سے حساب چکانے کا دن صرف اتنا دور ہے کہ ہم باہر سے فارغ ہو جائیں، چونکہ انگریز جرمنی کے ساتھ جنگ عظیم اول میں برسرپیکار تھے اور وہ شہزادہ فضل الدین کے مقابلے میں کوئی ٹھوس قدم اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں تھے لہٰذا وہ پس وپیش کر رہے تھے، شہزادہ فضل الدین پر بھی بخوبی واضح تھا کہ اب نہایت مناسب وقت ہے کہ انگریزوں کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں لیکن تمام مشکلات کے باجود انگریز انتظامیہ اس نتیجے پر پہنچ گئی کہ وزیرستان کے حالات فوری ایکشن کے متقاضی ہیں لیکن ایکشن کیلئے انگریزوں کو مناسب سڑک کی ضرورت تھی تاکہ اسے فوجوں کی مطلوبہ نقل وحمل اور رسد کی سپلائی کیلئے استعمال کیا جاسکے اس مقصد کیلئے وہ مرتضےٰ سے سرویکائی تک براستہ گومل اور توری گئی کے غاروں کے راستے سڑک بنانا چاہتے تھے، اب تک انگریزوں کا جنوبی وزیرستان کے اندر کسی قسم کی سڑک نہیں تھی لہٰذا انگریزوں نے سڑک بنانے کا کام شروع کیا محسود قبیلے نے انگریزوں پر واضح کیا کہ گومل کے وزیرستان والے کنارے پر محسود کسی قسم کی سڑک انگریزوں کو نہیں دیں گے لیکن انگریزوں نے محسود قبیلے کی دھمکی کا کوئی نوٹس نہیں لیا فروری 1917ء کو ملا ہمزولہ اور شہزادہ فضل الدین نے ایک بڑا لشکر سرویکائی پر حملہ کیلئے تیار کیا اور قلعے پر حملے کیلئے سرویکائی کے قریب رات گزارنے کیلئے پڑاؤ ڈالا، رات کے اندھیرے میں انگریز فوج اور ملیشیاء نے سرویکائی کے اردگرد تمام پہاڑوں پر مورچے سنبھالیے اور لشکر کا گھیراؤ کیا، جب صبح ہوئی تو چاروں طرف سے لشکر پر فائرنگ شروع ہو گئی لشکر بدحواسی کے عالم میں بھاگنے والا تھا لشکر میں موجود ایک خاندان کے دو آدمیوں مسمی گڈ اور ماجکے نے اپنے محدود پارٹی کے ہمراہ گڑیزی سر کے خطرناک مورچے پر حملہ کر دیا یہ سب سے بڑا اور مضبوط مورچہ تھا اس مورچے میں 100 سپاہی تھے جس کی قیادت ایک انگریز میجر کر رہا تھا، آنکھ جھپکنے میں گڈ اور ماجکے کی پارٹی گڑیزی سر کے مورچے میں داخل ہوئی، انگریز میجر اور 2 ہندوستانی آفیسرز مارے گئے اور 18 سپاہی قتل ہوئے 10 زخمی ہوئے اور 11 زندہ گرفتار کر لئے گئے، باقی ماندہ سپاہی جان کے خوف سے سرویکائی کی طرف بھاگ گئے گڑیزی سر کے مورچے کا انجام دیکھ کر باقی مورچے والے سپاہی اور آفیسرز گھبرا گئے، لشکر والوں نے جب دیکھا کہ گڈ اور ماجکے نے گڑیزی سر کا مورچہ فتح کیا تو وہ بھی باقی مورچے پر حملہ کرنے کے لئے بھاگے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے انگریز فوج سرویکائی کی قلعے کی طرف بھاگی اور قلعے میں محصور ہو گئی، ٹانک سے تازہ دم کمک پہنچنے اور لشکر کے ساتھ رسد ختم ہونے پر سرویکائی کا محاصرہ ہٹایا گیا اور لشکر واپس گھروں کو چلا گیا 9 اپریل 1917ء کھجوری کچ اور نیلی کچ کے درمیان محسود قبیلے کے ایک جنگی گروہ نے دو پیکٹوں کا صفایا کیا، 24 سپاہی قتل ہوئے، 15 زخمی ہوئے، 2 زندہ گرفتار کر لے گئے اور 26 بندوقیں لے گئے۔ امن وامان کو قائم رکھنے کیلئے انگریزوں نے تنائی پر ایک بڑا فوجی دستہ متعین کیا تاکہ بوقت ضرورت سرویکائی کی مدد کر سکیں لیکن سپلائی بڑی مشکل تھی کیونکہ ان دنوں وزیرستان میں سڑکیں نہیں تھیں اور سپلائی اونٹوں اور خچروں سے کی جاتی تھی۔ 5 مئی 1917ء کو ایک محسود لشکر نے 100 اونٹوں کے ایک قافلے پر نیلی کچ اور کھجوری کچ کے درمیان حملہ کیا، 2 انگریز آفیسرز، 2 ہندوستانی

آفیسر ز اور 51 سپاہی قتل ہوئے 53 زخمی ہوئے اور محسود لشکر 24 بندوقیں لے گئے، اس کاروائی میں صرف ایک محسود شہید ہوا اور ایک زخمی ہوا، اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد زارے خون اور خسان نے ایک بڑا لشکر ترتیب دیا تاکہ گومل کے کنارے شادی گئے کے قلعے کو فتح کریں، چونکہ قلعہ کھلے میدان میں تھا لہٰذا لشکر نے لکڑی کا ٹینک بنایا جس کے اوپر پتھر کا مورچہ ترتیب دیا، یہ ایک قسم کا ٹھیلہ تھا جس کے ٹائر بھی لکڑی کے بنائے گئے تھے، ٹھیلے پر آگے کی طرف پتھروں کا مورچہ تھا جس میں 3 آدمی بیٹھائے گئے تھے، جب یہ ٹینک قلعے کے قریب پہنچا تو سپاہیوں نے خبر دار کیا کہ آگے نہ بڑھو لیکن وزیرستانی ٹینک جسے پیچھے سے آدمی دھکیل رہے تھے، برابر قلعے کی طرف بڑھ رہا تھا، قلعے سے سپاہیوں نے فائر کھولا، ٹینک کے لکڑی کے پہیے ٹوٹ گئے اور ٹینک میں بیٹھے ہوئے آدمی اور ٹینک کو دھکا دینے والے واپس بھاگ گئے اور وزیرستان کا یہ ٹینک قلعہ کے سامنے کھلے میدان میں رہ گیا، لشکر نے قلعے کا محاصرہ جاری رکھا، قلعے کے انچارج نے انگریز انتظامیہ کو پیغام بھیجا کہ قلعہ محسود لشکر کے محاصرے میں ہے اور وہ ہم سے ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کر رہے ہیں واضح رہے کہ یہ قلعہ میرانی قبیلے کے ملیشیاء کے چارج میں تھا، قلعے کے انچارج کو پیغام ملا کہ آپ ڈٹے رہو ہم خواژمہ سر کے قریب لشکر کا راستہ روکے ہوئے ہیں، قلعے کا انچارج جو کہ مسلمان پٹھان تھا اس نے لشکر کو مطلع کیا کہ ہم مسلمان اور پٹھان بھی ہیں، اگر آپ لوگ جہاد کرنا چاہتے ہو یا مال غنیمت بٹورنا چاہتے ہو تو خواژمہ سر کے قریب گورکھا فوج اور انگریز آفیسر ز آپ کا انتظار کر رہے ہیں، وہاں آپ لوگوں کو کافی بندوقیں ملیں گی اور جہاد کا شوق بھی پورا ہو گا، لشکر فوراً واپس ہوا اور خواژمہ سر کے قریب دشمن پر ٹوٹ پڑا، خونریز جنگ ہوئی جسمیں 2 برطانوی آفیسر ز اور 36 سپاہی مارے گئے اور 63 زخمی ہوئے اور 70 سپاہی لاپتہ ہوئے، اس لڑائی میں 70 محسود شہید ہوئے محسود لشکر کو 123 بندوقیں اور کافی کارتوس ہاتھ لگے، زارے خون اس جنگ میں شہید ہوا، اس جنگ کا مختصر حال وزیرستان کی رزمیہ شاعری میں کسی نامعلوم شاعر نے پیش کیا ہے جس کے اشعار کا ترجمہ ہے کہ زارے خون اور خسان نے جنگی پارٹی ترتیب دی اور گڑیعنی وزیرستان ٹینک بھی تورماندی کے قلعے کی طرف ساتھ لے گئے،،۔ اس قلعے میں میرانی قبیلے کے سپاہی تھے جو بڑے بہادر تھے لہٰذا ان پر اللہ کی رحمت ہوئی، زارے خون کی موت کی خبر علاقہ تنگا نڑائی میں گونج اٹھی، 16 مئی کو ایک محسود جنگی پارٹی نے نیلی کچ کے قریب ایک گشتی دستہ پر حملہ کیا، 8 سپاہی قتل ہوئے، 9 زخمی ہوئے اور ایک انگریز آفیسر مارا گیا اور لشکر والے 25 بندوقیں ساتھ لے گئے، 31 مئی کو موسیٰ خان عبدلائی نے شمالی وزیرستان میں تیت نارائی کا قلعہ ایک دلچسپ چال سے فتح کیا، موسیٰ خان عبدلائی نے ایک بڑا لشکر تیت نارائے کے قلعہ کے آس پاس چھپایا اور چند لشکر والے 2 آدمیوں کے ہمراہ عورتوں کے بھیس میں قلعے کے گیٹ کے سنتری کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ عورتیں ہیں اور ہم بھوکے ہیں ہمیں قلعے کے اندر دکاندار سے کچھ کھانے کی چیزیں خرید کر لادو، سنتری کو باتوں باتوں میں خیال ہی نہ رہا کہ ایک آدمی نے سنتری پر حملہ کیا، باقی نے بھی عورتوں والے گاکرے دور پھینکے اور قلعے کا دروازہ کھولا، ارد گرد سے لشکر نے حملہ کیا اور قلعے میں داخل ہو گئے، اس جھڑپ میں صرف 6 سپاہی قتل ہوئے اور 8 زخمی ہوئے باقی نے ہتھیار ڈال دیئے، لشکر 59 بندوقیں اور 8 ہزار کارتوس لے گئے آخر مجبور ہو کر انگریزوں نے جنوبی وزیرستان پر فوج کشی کی جس کو محسود علاقے میں کم مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ فوج کو ہوائی جہازوں کی حمایت بھی حاصل تھی ،فوجوں کی واپسی کے فوراً بعد محسود قبیلے اور انگریزوں کے درمیان مندرجہ ذیل شرائط پر فیصلہ ہوا۔ (1) محسود قبیلے کے الاؤنس بحال کئے (2) تمام قیدی رہا کئے گئے (3) انگریزوں نے اقرار کیا کہ وہ جنوبی وزیرستان میں سڑکیں نہیں بنائیں گے (4) محسود لوٹی ہوئے بندوقوں میں سے 290 بندوقیں واپس کریں گے۔ امن کو بمشکل ایک سال گزرا ہو گا کہ 6 مئی 1919ء کو تیسری افغان جنگ شروع ہوئی جس میں ایک بار پھر پورا محسود قبیلہ انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ غیرت مند مسلمان

ملا شیر علی خان المعروف جنگی ملا

مولانا شیر علی المعروف جنگی ملا کی فرنگی کے خلاف عملی جدوجہد جذبوں کو تازگی و جوش عطاء کرتی ہے، اس بطل حریت کا تعلق محسود قبیلہ کے ذیلی کے شاخ نانو خیل اور مڑ خیل سے تھا والد کا نام طور خان تھا، آپ بہت بہادر اور مسحور کن شخصیت کے مالک تھے، جب فقیر اپی نے انگریز کے خلاف باقاعدہ اعلان جہاد کیا آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے محسود قبیلہ کی جانب سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا آپ قریب قریب فقیر اپی کے ساتھ ہر محاذ پر دشمنوں کے خلاف شانہ بشانہ لڑتے رہے، مگر تیارزہ قلعہ اور شراونگی کے معرکوں میں آپ نے شجاعت اور جوانمردی کے جوہر دکھائے ان پر محسود قبیلہ آج بھی فخر کرتا ہے۔

تیارزہ پوسٹ کا محاصرہ کرنا

13 اپریل 1938ء کو پولیٹیکل محرر مقیم تیارزہ نے رپورٹ دی کہ ملا شیر علی عمر خیل گاؤں آپہنچا ہے، موصوف چندماہ کا پیش امام رہ چکا تھا اس لئے آج انہوں نے گاؤں کے لوگوں کو بتایا کہ،، میں اب فقیر ہوں اور اپنے گاؤں عمر خیل میں لنگر جاری کرنا چاہتا ہوں، اور اپنے رہنے سہنے کیلئے ایک غار کھودوں گا،،۔(کرامت علی، داستان پارینہ) ان کی ان باتوں سے نانو خیل کے ملک بر آنگیختہ ہوئے اور جواب دیا کہ ان کے قبیلے کی حکومت سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔14 اپریل کو یہ اطلاع پہنچی کہ فقیر شیر علی خان کے پیروکاروں نے 33فٹ لمبا13 فٹ چوڑا اور 6 فٹ گہرا خلوت بنالیا ہے، ان دنوں میں بہت سے لوگ ملا شیر علی سے ملے، بعض معتبر ملکوں نے اسے انہیں بازرکھنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے ملکوں کو بتایا کہ وہ حکومت کے خلاف کسی قسم کا پروپیگنڈہ کرنے کا خیال نہیں رکھتا، لیکن درپردہ انہوں 300 پیروکاروں کا ایک مضبوط جھتہ تیار کرر کھا تھا، دریں اثناء نانو خیل اور مچی خیل ملکوں نے حکومت کو ایک تجویز پیش کی کہ کچھ عرصہ تک گشت نہیں کرنا چاہیے، لیکن حکومت نے ان کی درخواست کو نہایت ہی شائستگی کے ساتھ مسترد کر دیا۔15 اپریل کو فقیر اپی سے بہت سارے قبائل ملے اور خیسورہ کے قبائل تو اعلانیہ طور پر بر آنگیختہ تھے، ساڑھے پانچ بجے نائیک پائندہ خان نے قلعہ کو اطلاع دی کہ آئندہ رات شب جمعہ کو گولی چلنے اور حملے کا خدشہ ہے، رات کو پولیٹیکل محرر نہایت گھبراہٹ کے عالم میں ملک گلٹ اور بلوچ کے حوالے سے یہ رپورٹ لیکر پہنچا کہ ایک ہزار قبائلوں پر مشتمل ایک لشکر فقیر کے لنگر سے نکل آیا ہے، اسی اثناء میں پائندہ خان نے دوبارہ اطلاع دی کہ لشکر نے کیمپ کے اوپر پہاڑوں پر پوزیشن لی ہے، جائزہ لینے پر دیکھا گیا کہ دونوں طرف یعنی وانا اور لدھا کا ٹیلی فون سلسلہ منقطع ہے۔12 اپریل کو ہوائی جہازوں کے ذریعے متعلقہ علاقہ پر بمباری سے فصلوں اور دیہاتوں کو غیر معمولی نقصان پہنچا، لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، 18 کو فریقین نے ایک دوسرے پر بھرپور حملے کئے، دشمن نے موقعہ پاکر خائستہ پکٹ کو راشن اور پانی بھیج دیا، لیکن اس کے علاوہ دیگر ہر قسم کی نقل و حرکت پر بدستور پابندی تھی، ہوائی جہازوں کے ذریعے ان پر بمبار جاری تھی، جس سے عمر خیل گاؤں میں آگ بھڑک اٹھی لیکن فقیر کا کوٹ دن بھر محفوظ رہا، غازیوں نے دریں اثناء 12 کھمبے گرائے اور تار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔20 اپریل کو پولیٹیکل ایجنٹ ے خیسورہ کے قبائل کا جرگہ طلب کیا جس کی وجہ سے فائرنگ اور جہازوں سے بمبار روک دی گئی، رپورٹ کے مطابق گاوں کو بہت سارا نقصان پہنچا، وقتی طور پر جنگ بندی عمل میں لائی گئی، لیکن دشمنوں کے خلاف ملا شیر علی کی جدوجہد جاری رہی۔

آسمان منزہ معرکہ

ملا شیر علی خان نے 13 جولائی کو آسمان منزہ پکٹ پر رات کے ساڑھے تین بجے شب خون مارا، پکٹ میں کل 17 سپاہی تھے اور پکٹ کے اردگرد خاردار تاروں اور پتھروں سے مضبوط دیوار بنائی گئی تھی، غازیوں نے دیوار کو توڑ کر دستی بموں سے پکٹ پر بھرپور حملہ کیا، پکٹ سے بھی غازیوں پر دستی بموں کی بوچھاڑ کردی گئی لیکن غازی پکٹ کے اندر گھسنے میں کامیاب ہوگئے، خنجر اور سنگینوں کے ذریعے دست بدست لڑائی کے نتیجے میں 2 سپاہی موقع پر ہلاک، 2 قریب المرگ اور چار شدید زخمی ہوگئے، ہلاک ہونے والے میں ایک سگنلر بھی شامل تھا، ایک سپاہی بھاگ کر نکلنے میں کامیاب ہوگیا، غازیوں کے ہاتھ پندرہ بندوقیں، ایک عدد مشن گن، 48 دستی بم اور پندرہ سو کارتوس آگئے، بعد میں حکومت نے اسلحہ کی بازیابی کی خاطر اشنگئی محسود کے تاڑوں، کوڈون اور بوئی خیل دیہاتوں کا محاصرہ کیا لیکن کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا البتہ 17 افراد کو یرغمال بنالیا، چاردن بعد حکومت نے قریب کے علاقوں کے ملکان کا جرگہ بلوالیا اور کہا،، چونکہ حکومت کے موجودہ مالی جانی نقصان میں کانیگرم اور مردار الگڈ کے لوگوں کا ہاتھ تھا اس لئے ان کو آخری نوٹس دیا جاتا ہے، کہ وہ حملہ آوروں کی شناخت کریں اور 20 اگست تک لوٹا ہوا اسلحہ بھی واپس کردیں"۔ بیس دن بعد حکومت کو پتہ چلا کہ سب بندوقیں ملا شیر علی کے پاس ہیں اور وہ لوگوں میں فروخت کررہے ہیں، فرنگی نے بہت کوششیں کیئں مگر کامیاب نہ ہوسکے انہوں نے ملا شیر علی کی قوم پر بارہ عدد بندوق اور چھ سو روپے جرمانہ عائد کیا۔(لائق شاہ وزیرستان) وادی خیسورہ میں پے درپے شکستوں کا سامنا کرنے کے بعد انگریز نے وزیرستان پر وحشیانہ بمباری کا سلسلہ شروع کیا جس پر ہر طرف سے سخت تنقید کی گئی، مگر حکومت ہند نے جنرل کولرج کی تجویز پر اندھا دھند ہوائی حملے جاری رکھے، وزیرستان کے ریزیڈنٹ کی ایماء پر فوج کو اجارت مل گئی کہ ملک خونیے خیل محسود ملا شیر علی خان محسود، دین فقیر بیٹنی اور بذات خود فقیر اپی،، جس گاؤں میں ٹھہرے پہلے ان علاقوں پر سرخ نوٹس پھینکے اور پھر بھرپور ہوائی حملے شروع کریں، اس دوران حکومت نے ملک حضرات کے ذریعے ملک خونیے خیل اور ملا علی خان کو کئی بار پیغامات بھیجے کہ فقیر اپی کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات قائم کرنے سے باز آجائیں ورنہ سنگین نتائج بھگتنے پڑیں گے مگر انہوں نے ملکوں اور حکومت کو صاف جواب دیا کہ وہ اپنی قسمت فقیر اپی کے ساتھ وابستہ کرچکے ہیں لہٰذا وہ حکومت کو کسی قسم کی ضمانت یا تسلی نہیں دے سکتے۔

ملا شیر علی خان کا اعزاز

دسمبر 9 193ء کے آخری ایام میں جب ملا شیر علی خان مانڑے کلی سے واپسی کا پروگرام بنا رہے تھے فقیر اپی نے انہیں غازیوں کے خلیفہ کے اعزاز سے نوازا، انہوں نے بدر میں لسوند کے مقام پر سکونت اختیار کرکے لنگر جاری کیا یہاں انہوں نے 500 غازیوں پر مشتمل ایک لشکر تیار کیا اور چھ ستمبر کو ایک سو غازیوں نے ڈیرہ اسمعیل خان میں چودھواں دیہات پر ہلہ بول دیا اور ایک ہندو قتل اور دو شدید زخمی ہو گئے، پتہ چلتے پر فرنگی نے ہر طرف ٹیلی فون کے ذریعے اطلاع دے کر علاقہ کی ناکہ بندی کی اور سخت پابندی کے باجود کچھ بھی ہاتھ نہ آیا انتقام کے جوش میں فرنگی نے وزیرستان پر وحشیانہ بمبار شروع کی، فقیر اپی اور ان کے مذکورہ ساتھی جس علاقے میں جاتے انگریزان علاقوں پر ہوائی جہازوں کے ذریعے حملے کرکے وہاں کے لوگوں کو وحشت اور بربریت سے خوفزدہ کردیتے، تو فقیر اپی اپنے دیرینہ ساتھیوں اور بالخصوص ملا شیر علی کے ہمراہ جس گاؤں میں جاتے وہاں کے مرد و مستورات قرآن پاک سر پر رکھ کر درخواست کرتے کہ ان کے ہاں قیام نہ کریں، محسود دوشیزائیں شیر علی خان سے اپیل کرنے لگیں، ترجمہ،، شیر علی خان خدا کے لئے انگریز سے صلح کرلو کیونکہ نوجوان دوشیزائین یرغمال بیٹھی ہیں، (عارف محسود کرم سے گومل تک)

ملک خونیاخیل اور ملاشیر علی نے محسود علاقہ میں انگریز کے خلاف جو سرگرمیاں شروع کررکھی تھی ان سے فرنگی خاصہ پریشان تھے،10 اور 11 جولائی 1938ء کو ریذیڈنٹ نے دونوں کو حکومت کے خلاف مخالفانہ سرگرمیاں بند کرنے کی سخت تاکید کی اور ساتھ ملک موسیٰ خان محسود جو 1913ء سے 1923 تک فرنگی کے خلاف ہر محاذ پر مردانگی سے لڑتے رہے اور جس کے نتیجے میں افغان حکومت کا اعزازی نائب سالار بھی رہے ان کے بارے میں ریزیڈنٹ نے جرگہ کو بتایا کہ یہ صحیح ہے کہ وہ اب بذات خود انگریز کے خلاف واردات نہیں کرتے مگر افغانستان کی طرف سے جو غازی آتے ہیں ان کی مہمان نوازی ضرور کرتے ہیں، محسود قبیلہ کے نمائندہ ملکان نے ریزیڈنٹ کے ساتھ اتفاق کیا جس کے نتیجہ میں ریزیڈنٹ نے تینوں شخصیات کے پیچھے وفد بھیجے اور ملک موسیٰ خان ملک خونیاخیل اور ملاشیر علی کو فرنگی کے خلاف مخالفانہ سرگرمیوں سے بازرکھنے کی کوششیں کی جاتی رہی۔7 اور 8 دسمبر کو خلیفہ شیر علی کی قیادت میں غازیوں نے بدر الگڈ اور توروام کے علاقہ میں خاصہ دار پکٹوں پر حملہ کیا اور دوخاصہ دار کو ہلاک کیا، انہوں نے مزید شراونگی، تاڑے ژاور اور شولام شکئی پوسٹوں پر بھی بھرپور حملے کئے اور دشمنوں کو ہر حملے میں خاصہ پریشان کیا، ملاشیر علی نے مولوی نجیب اللہ کی مدد سے لسوندی میں جو مراکز قائم کئے تھے حکومت اس سے سخت تنگ آچکی تھی اس لئے فرنگی نے 9 اور 10 ستمبر کو لسوندی پر سخت بمباری کی، جب اس سے مطلوب مقاصد حاصل نہ ہوسکے تو انہوں نے بدر پر فوج کشی کے ذریعے خوب طاقت آزمائی کی اور بے شمار مکانات مسمار کئے اور ملاشیر علی خان کے کھیت میں کھڑی سبز فصل کو تباہ کردیا۔

روحانی اثر

ملاشیر علی خان کا لوگوں کے دلوں پر روحانی اثر کا یہ عالم تھا کہ انہیں پختہ یقین تھا کہ فرنگی شیر علی خان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خلیفہ لطیف کا کہنا ہے کہ 1943ء میں ہم نے دتہ خیل قلعے کا محاصرہ کرر کھا تھا، ہمارے پاس راشن کا جو ذخیرہ تھا وہ ختم ہوگیا اور تیسرے دن بھوک سے سخت نڈھال ہوئے تو محاصرہ توڑنے کا فیصلہ کیا۔ دریں اثناء ملاشیر علی خان آپہنچے انہوں نے سب غازیوں کو جمع کرکے فرمایا کہ شام تک صبر کرو انشاء اللہ راشن پہنچ جائے گا، غازیوں کو یقین نہیں آرہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ بنوں کی طرف سے ساتھ عدد اونٹ راشن سے لدھے پہنچ گئے۔ سب غازی بہت متاثر ہوئے اور شیر علی خان کی کرامت کے چرچے ہونے لگے تحریک آزادی کے آخری ایام میں آپ نے گورویک میں مستقبل سکونت اختیار کرلی، یہاں ان کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ گورویک میں غازیوں کے لئے عام لنگر کے علاوہ انہوں نے ذاتی لنگر جاری کرر کھا تھا، جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ مقروض ہوگئے، فقیر اپی کو جب آپ کے مقروض ہونے کا علم ہوا تو آپ نے ملاشیر علی کا قرضہ اتارنے کے لئے چندہ کرنے کیلئے مشورہ دیا، مگر شیر علی خان نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کردیا۔1952ء میں غلام سرور پولیٹیکل ایجنٹ جنوبی وزیرستان نے ملک زارجان کے ذریعے ملاشیر علی خان کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ حکومت کے خلاف مخالفانہ سرگرمیوں سے اجتناب کریں تو حکومت انہیں اس کا معقول معاوضہ اور جاگیر عطاء کرے گی اور اگر وہ ایسا نہیں کرسکتے تو کم از کم وہ (غلام سرور) جب تک پولیٹیکل ایجنٹ ہے تب تک وہ مخالفت سے باز آجائیں، تو انہیں تین ہزار روپے ماہانہ ملیں گے، مگر آپ نے صاف جواب دیا تھا کہ ہم نے افغانستان میں قرآن شریف پر حلف اٹھایا ہے کہ حکومت جب تک ہمارے تمام جائز مطالبات تسلیم نہیں کرتی تب تک ہم حکومت کی طرف سے کسی بھی قسم کی سہولت حاصل نہیں کریں گے، یہ جنگجو ملا 27 مارچ 1987ء کو انتقال کرگئے، جب تک زندہ رہے لوگ انہیں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہے اور برابر شکرانہ ادا کرتے رہے لیکن زیادہ سخاوت کی وجہ سے اکثر مقروض رہے۔ غیرت مند مسلمان

مولوی گلاب الدین

مولوی گلاب الدین عرف ملا صاحب سر کی خیل وزیر تھا اور ان کا دادا اپنے خیل سے ہجرت کر کے داؤد شاہ آیا تھا، وہاں سے کوچ کر کے ممند خیل وزیر میں آباد ہو گیا وزیرستان کی تاریخ میں یہ پہلا شخص تھا جس نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کی ایک منظم تحریک شروع کی، وزیر، محسود، داوڑ، بنوچی اور خٹک اس کے گرد جمع ہو گئے، کافی عرصہ تک داؤد شاہ ممند خیل میں انگریزوں کا مقابلہ کرتا رہا لیکن جب داؤد شاہ اور ممند خیل میں انگریزوں کا غلبہ ہو گیا تو مولوی صاحب داوڑ کے علاقے کھجوری چلے گئے اور کجوری کے مقام پر اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا، جب تک وہ زندہ رہے انگریز شمالی وزیرستان میں گھسنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مولوی صاحب نے سپین وام، گڑیوام اور دو سلی کے مقامات پر قلعے تعمیر کئے مولوی صاحب کے ساتھ ہر وقت آٹھ دس ہزار کا لشکر ہوا کرتا تھا، انہوں نے کجوری کے مقام پر ایک اسلحہ ساز فیکٹری بنائی جس میں کارتوس، بندوقیں، اور توپیں بنتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ مولوی گلاب دین کی ایک توپ ابھی بھی وزیر خاندان کے پاس محفوظ ہے وفات کے بعد انہیں کھجوری میں دفن کیا گیا، ممند خیل اس کے دفنانے پر ناراض تھے لہٰذا اس کی قبر پر ہر وقت مسلح داوڑ چوکیدار موجود رہتے۔ ڈیڑھ سال بعد ممند خیلوں نے موقع پاتے ہی ان کو قبر سے نکالا، دوبارہ غسل دے کر اس کی لاش کو ممند خیل میں دفن کیا گیا ۔ مولوی گلاب دین کا وزیرستان پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے ملا پیوندہ، جیسے نامور مجاہد کو پیدا کیا۔ غیرت مند مسلمان

فقیر اپی

پاکستان کے موجودہ قبائلی علاقوں کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو برٹش حکومت کے خلاف مزاحمت کرنے والوں میں ملا پاوندہ کے علاوہ دوسرا نمایاں نام فقیر اپی کا ہے اس کا اصل نام حاجی میرزا علی خان اور وہ مارچ 1897ء میں شمالی وزیرستان کے ایک گاؤں کم شام میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام ارسلان خان اور والدہ کا نام رضوانہ تھا، وہ وزیرستان کے علاقے میں حاجی کے نام سے مشہور تھا جبکہ وزیرستان سے باہر اسے فقیر اپی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا والد ارسلان خان دو بیٹوں کے ہمراہ 1931ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد میں شریک ہوا تھا اس جہاد میں ارسلان خان کے دونوں بیٹے جاں بحق ہو گئے تھے جبکہ فقیر اپی اس وقت جلال آباد کے علاقہ میں موجود تھا جس وقت فقیر اپی کو اپنے بھائیوں کے مرنے کی خبر موصول ہوئی تو وہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کیلئے اپنے علاقے میں واپس آ گئے فقیر اپی کا تعلق وزیر قبائل کی ذیلی شاخ طوری خیل قبیلے سے تھا، روایت ہے کہ فقیر اپی کی زیر قیادت برطانوی فوج کے خلاف مزاحمت اس قدر شدید تھی کہ صوبہ سرحد کے گورنر نے اعلان کیا کہ اگر کوئی شخص فقیر اپی اور انگریز انتظامیہ کے درمیان صلح کرا دے تو حکومت اس کو بڑا انعام دے گی ، برطانوی حکومت نے فقیر اپی کو یہ بھی پیشکش کی کہ اگر وہ دوستی کا ہاتھ بڑھائے تو وہ وزیرستان کو سوات جیسی بہترین ریاست بنا دیں گے ، فقیر اپی نے 1947ء تک برطانوی حکومت کے خلاف جدوجہد جاری رکھی، جنگ کے ساتھ ساتھ فقیر اپی نے مقامی مدرسے میں پڑھانے اور جہاد کی تعلیم دینے کا سلسلہ بھی جاری رکھا، اس نے انگریز فوج کے خلاف ، خیسورہ، ارسل کوٹ، سپلا توئی جیسے مقامات پر اہم جنگیں لڑیں ، پاکستان بننے کے بعد حکومت پاکستان کا فقیر اپی سے رابطہ قائم نہ ہو سکا کیونکہ صوبہ سرحد پر ابھی تک انگریز گورنر مقرر تھا جنوبی وزیرستان میں بھی انگریز پولیٹیکل ایجنٹ اپنے فرائض سرانجام دے رہا تھا، پاکستان کا پہلا قبائلی ریزیڈنٹ میجر کاکس کو مقرر کیا گیا جبکہ سرحد کا گورنر بھی برٹش مسٹر ڈانڈاس تھا، آغاز میں ڈنڈاس نے بھی برطانوی ہند کے مخالفین کو پاکستان کا مخالف سمجھا اور فقیر اپی کو نظر انداز کیا، جب برطانوی آفیسرز کی جگہ پاکستان کے مسلمان آفیسرز صوبہ سرحد میں تعینات ہوئے تو انہوں نے بھی برطانوی پالیسی اختیار کی۔ 1947ء

کے آخر میں شمالی وزیرستان کے پولیٹیکل ایجنٹ عطاء اللہ خان نے فقیر اپی کے جلسے پر جہازوں سے مشین گنوں کے ذریعے فائرنگ کی جس کے بعد جلسہ منتشر ہوگیا، قبائلی علاقے میں پشتونستان گروپ تشکیل دینے میں پہلا کردار فقیر اپی کا ہے کیونکہ وہ انگریزوں کی پالیسی اپنانے پر حکومت پاکستان سے ناخوش تھا فقیر اپی نے کالے جھنڈے جنوبی وزیرستان میں تقسیم کئے اور آزاد پشتونستان کے جھنڈے ہر گھر پر لہرادیئے۔ 1951ء میں شہزادہ فضل دین کے مشورے سے پشتونستان کے سرخ جھنڈے محسود قبیلے کو دیئے گئے اور آزاد پشتونستان کے نعرے لگائے جانے لگے فقیر اپی کی تحریک سے وابسطہ پشتونستان کی تحریک 1960ء تک وزیرستان میں جاری رہی، فقیر اپی نے شمالی وزیرستان ایجنسیوں پر مشتمل ایک آزاد اور خودمختار ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا تھا جس کی خارجہ پالیسی بیرونی دفاع اور کرنسی پاکستانی کے تابع ہوگی اور اس ریاست میں اسلامی نظام اور وزیرستان کے رسم ورواج کے مطابق آئین قائم کیا جائے گا، چونکہ اس منصوبے پر محسود قبیلے کے کئی رہنماء راضی نہیں تھے لہٰذ فقیر اپی اور حکومت پاکستان کے درمیان کوئی فیصلہ نہ ہوسکا آخری عمر میں فقیر اپی چلنے پھرنے سے معذور ہوگیا تھا قبائلی شہری اس کو اپنا بزرگ ماننے لگے اور اس سے دعاء کرانے کیلئے آتے تھے بیماری کی حالت میں فقیر اپی 16 اپریل 1960ء کو انتقال کرگئے فقیر اپی کا سالانہ عرس آج تک منایا جاتا ہے۔ غیرت مند مسلمان

روس کے خلاف جہاد کے دوران محسود قبیلہ کا کردار

افغانستان پر جب روس نے حملہ کیا تو عرب وعجم نے دل کھول کر اپنے جان مال سے ہر ممکن قربانی پیش کی جسکا حصہ محسود قبائل بھی رہے لیکن فرنگی راج اور امریکی سامراج کے دورانیے کی طرح قومی اور قبیلے کی سطح پر عمومی لحاظ سے اس میں شرکت نہیں کی۔

طالبان کے دور حکومت میں محسود قبیلہ کا کردار

افغانستان سے روس کی واپسی کے بعد افغان جہادی گروپس کابل پر اقتدار کے لیے ایک دوسرے سے نبردآزما ہوئے اور کئی سالوں تک ایک دوسرے سے لڑتے رہے، اس دوران افغانستان میں بدآمنی، لوٹ مار، حتیٰ کہ کسی کی جان ومال عزت وآبرو محفوظ نہ تھی۔ اس دوران قندہار اور ملحقہ علاقوں میں دینی مدارس کے طلباء نے امیر المؤمنین ملا محمد عمرؒ کی آواز پر لبیک کہا اور ان مجرمین کے خلاف مسلح جہاد شروع کیا۔ جس میں افغانستان وپاکستان کے طالبان نے انکا ساتھ دیا۔ اور بالاخر کابل بھی فتح کرلیا اور افغانستان کے دو ثلث سے زیادہ علاقے پر قبضہ کرکے اسلامی احکامات کا اجراء کیا۔ دیگر قبائل کی طرح محسود قبیلہ کے نوجوانوں نے خصوصاً دینی مدارس کے طالبان نے بھی بھرپور حصہ لیا، شائد کہ اس وقت کے دینی مدارس میں پڑھنے والوں میں سے کوئی محسود طالب علم ایسا ملے جنہوں نے شمالی اتحاد کے خلاف طالبان کا ساتھ نہ دیا ہو۔ عوام میں بھی بہت سے نوجوانوں نے حصہ لیا۔ جن میں عبد اللہ محسود، عبداللہ صادق محسود، شیر اعظم آقا، فخر عالم وغیرہ سرفہرست رہے۔ امارت اسلامی کی طرف سے شمالی اتحاد یا دیگر مفسدین کے خلاف لڑنے والوں میں جن حضرات نے جام شہادت نوش فرمایا ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ (۱) محمد شفیع ولد عبد الغفار ملک دینائی عبد الودانی کڑمہ (۲) جمال الدین ولد مقرب خان ملک دینائی عبد الودانی ۱۹۹۹ میں شہید ہوا، (۳) محمد عمر ولد تاج علی لالڑئے کوکٹ خیل حلقہ جاڑائی، (۴) ریاض الدین ولد سراج الدین قریشی حلقہ تنگئی۔ جن لوگوں تک رسائی نہ ہوسکی وہ انکے علاوہ ہے۔

طالبان پر حملہ سے امریکہ اوراسکے اتحادیوں کے اصل مقاصد

وسطی ایشیاء میں موجود تیل اور گیس کے وسیع ذخائر کیساتھ معدنیات کے خزانے پر قبضہ کرنے اور امریکی مفادات کو یقینی بنانے کیلئے اور گرم پانیوں سے سوویت یونین کو دور رکھنے کی غرض سے افغانستان کی زمین پر پاکستان کی غیر علانیہ سرپرستی میں جس جنگ کا آغاز ہوا تھا اس نے بے شمار عسکری تنظیموں کو جنم دیا تھاجسکا بالاخر نتیجہ افغانستان پر امارت اسلامی کی حکومت کی شکل میں منظر عام پر آیا۔اب چونکہ وسطی ایشیاء میں موجود تیل گیس وغیرہ کی ترسیل میں اور اس پر قبضہ کرنے کی راہ میں ایک نا ایک روز امارت اسلامی رکاوٹ ثابت ہوسکتی تھی ۔اسلیے امریکہ اوراسکے اتحادیوں کو جب خطرہ محسوس ہونے لگا تو انہوں نے اصل مقصد کی حفاظت کی خاطر افغانستان میں اسلامی حکومت گرانے اور اس کی جگہ میر جعفر اور میر صادق جیسے اپنے پٹھو گدا نشین کرنے کیلئے منصبوں کو عملی جامہ پہنانے کی ٹھان لی کیونکہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی پکے سچے مسلمانوں کے ہاتھوں حکومت آئی ہے توانہوں نے کفار کے خلاف علم جہاد بلند کیاہے اور جہاد ہی کے ذریعے اپنے ملکوں کی سرحدات کو وسیع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تمام عالم کفر کو جہاد ہی سے نفرت ہے کیونکہ اس سے مسلمانوں کے ہاتھ قوت آتی ہے اور کفر کمزور ہوجاتی ہے ورنہ زمانہ حال میں امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں کروڑوں کے حساب سے مسلمان رہتے ہیں ان سے کفار تعرض نہیں کرتے ہاں البتہ جہاں جہاں بھی روئے زمین پر مسلمان جہاد کانعرہ بلند کرتے ہیں اگرچہ وہ اپنی آزادی کی جنگ لڑتے ہیں انہیں دہشت گرد شدت پسند کے ناموں سے موسوم کرکے بے دردی سے کچلتے ہیں -اسکی ایک واضح مثال کتاب وزیرستان آپریشن برطانوی راج سے امریکی راج تک میں یوں ہے۔پاکستانی قبائلی علاقوں میں خصوصاًوزیرستان کے علاقے سے آنے والی خبروں نے سب کوپریشان کردیا یہ محسوس ہونے لگا کہ وہاں پر قانون اور ریاستی انتظام کی اہمیت ختم ہوگئی ہے اور مقامی طالبان کی شکل میں نئے مسلح گروپوں نے کنٹرول سنبھال لیاہے اسی کتاب میں صفحہ نمبر199 پر مصنف رقمطراز) ہے کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں پر مشتمل پشتون اقوام کا یہ علاقہ اب باقاعدہ ایک طالبان سٹیٹ کی شکل اختیار کرنے لگاہے اس علاقے میں اتحادی افواج کی اطلاعاتی مدد کیساتھ پاکستانی فورسز کاا پریشن شدت پسندی کے خاتمے کیلئے کیاجارہاہے ۔لیکن اسکے برعکس بالکل ویسی ہی سٹیٹ وجود میں آناشروع ہوگئی ہے جیسا کہ نائن الیون سے قبل افغانستان میں طالبان کی ایک مکمل اسلامی ریاست کے طور پر موجود تھی۔مارچ 2006ء میں اس خبرنے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا کہ قبائلی علاقے خصوصاًاسکے مرکزی مقام جنوبی وزیرستان میں طالبان کے دفاتر کھلنے اور طالبان کے قوانین نافذ ہونے کی اطلاعات آناشروع ہوگئی،اس سے معلوم ہوا کہ کفار اورنام نہاد مسلمانوں کواسلامی قوانین کا نفاذ منظور نہیں ،چاہے افغانستان میں ہو یاوزیرستان یامصر میں یاجہاں کہیں بھی اسلامی حکومت نافذ ہونے کی بات کسی نے کی اُن کو بے دردی سے کچل ڈالا۔ مصر میں اسلامی سوچ رکھنے والی پارٹی اخوان المسلمین انتخابات ہی کے ذریعے اقتدار میں آئی لیکن وہاں کی نام نہاد مسلم فوج نے انہیں حکومت سے بے دخل کیا،اورانہیں بے دردی سے کچل ڈالا،امریکی صدر ابامہ اور دوسرے وزراء بارباراعلان کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور مسلمانوں کے مخالف نہیں ہم دہشت گردوں کے خلاف ہیں۔مسلمانوں کے ذہنوں کوان پراپیگنڈوں کے ذریعے مسخ کرتے ہیں اور اس میں کامیاب بھی ہوتے ہیں لیکن مسلمانوں نے یہ غور کبھی نہیں کیا کہ آیا بغیر جہاد کے ہمارادین مکمل ہے یانہیں۔کیونکہ جہاد بھی دین اسلام کا ایک حصہ ہے،اوراس سے مسلمانوں کو دنیا میں غلبہ حاصل ہوتی ہے ۔ورنہ ہماری زندگی جہاد کے بغیر محکومیت اور غلامی میں رہے گی۔اس لیئے کفار کا اصل ہدف مسلمانوں کے دل ودماغ سے فلسفہ جہاد نکالنااورا س سے متنفر کرناہے ،اگر مسلمان جہاد کے ذریعے حکومت حاصل کرے تووہ ساری دنیا کو ناقابل قبول ہے،اور فرنگی سامراج اور روس وامریکہ جنگ وجدل اور لاکھوں انسانوں کے خون بہانے کے نتیجے میں اگرکسی ملک پر قبضہ کرے تووہ عام کفار کو قابل قبول ہوتاہے یہ عجیب

فلسفہ ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ افغانستان اوراس سے ملحقہ پشتون علاقے بین الاقوامی سیاسی اوراقتصادی ضروریات کا حصہ بن چکے ہیں اور یہاں مختلف ملکوں کے مفادات کا ٹکراؤ بھی موجود ہے۔ خصوصاً ایران، روس، چین، امریکہ، کی کم یازیادہ اِن علاقوں میں دلچسپی واضح ہے، انہی علاقوں سے وہ راستے بھی ہو کر گذرتے ہیں۔

افغانستان پر امریکی جارحیت کے وقت محسود قبیلہ کا کردار

افغانستان سے طالبان حکومت کے خاتمے کیلئے امریکہ نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو بہانا کر حملہ کیا رد عمل میں اسلامی فریضہ جہاد کو بجالانے کی غرض سے محسود قبیلہ نے جو کردار اداء کیا اسکو تین حصوں میں تقسیم کیا گیاہے۔(1) افغانستان پر امریکی جارحیت کے ابتدائی ایام میں محسود قبیلہ کا کردار (2)افغانستان میں نیٹو اور افغان فورسز پر حملوں کی تفصیل (3)افغانستان میں فدائی حملوں کی تفصیل

(1) افغانستان پر امریکی جارحیت کے ابتدائی ایام میں محسود قبیلہ کا کردار

11 ستمبر 2001ء کو جب القاعدہ نے امریکہ میں مبارک حملے کئیں تو امریکہ نے اسکے رد عمل میں افغان طالبان سے جو اس وقت افغانستان کے حکمران تھے اسامہ بن لادن حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، اور ساتھ دھمکی دی کہ اگر اسامہ کو حوالے نہ کیا تو سخت جنگ کا سامنا کروگے، اس سلسلہ میں طالبان نے افغان علماء سے استفسار کیا، توانہوں نے جواب دیا، کہ شریعت مطہرہ کی روءسے اسامہ بن لادن کی امریکہ کو حوالگی جائز نہیں اور نہ افغان روایات کے مطابق یہ ممکن ہے کہ ہم کسی مہمان (ہمسایہ) کو کسی کے حوالے کرے۔ چنانچہ اسکے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر (رحمہ اللہ نے) واضح الفاظ میں کہا، کہ ہم کسی بھی قیمت پر اسامہ بن لادن کو حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ چاہے ہماری اسلامی حکومت اس وجہ سے ختم کیوں نہ ہو جائے۔ اس بارے میں اسلامی ممالک کے وفود امیر المؤمنین سے ملے خصوصًا پاکستانی علماء کا وفد بھی ملا لیکن کسی کے کہنے پر آپ نے اسامہ کے حوالگی کو منظور نہ کیا، اور ہر ایک کو یہ جواب دیتے رہے، کہ میرا دین مجھے کسی مسلمان کو کفار کے حوالے کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی حکومت مسلمانوں کی عزت وناموس اور جان ومال کی تحفظ کیلئے ہوتاہی ہیں۔ اگر اسامہ کی وجہ سے ہماری حکومت ختم ہو جائے۔ تو ہمیں اس پر افسوس نہیں ان وفود میں پاکستانی علماء کے وفد کے سربراہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مد ظلہ علماء وطلباء کے مجالس میں کہا کرتے تھے کہ جب ملا عمر سے ہماری ملاقات ہوئی، تو ہمیں بھی وہ جواب دیا، جو دوسروں کو دیا کرتا تھا۔ اس دوران مجھے ان کے چہرے سے نور ایمانی ٹپکتا نظر آرہا تھا، اور انکی باتوں سے مجھے محسوس ہوا کہ کامل الایمان بندہ ہے۔ لہذا جب چارسو امریکہ اور دیگر کفری لابی مایوس ہوئی تو 8 اکتوبر 2001ء کو افغانستان پر امریکہ نے پاکستان اور نیٹو کی مدد سے حملہ کیا یوں ایک صلیبی جنگ کا آغاز ہوا ،اور خود بش نے اسکا اعلان کیا۔ چنانچہ عالم اسلام میں اس وجہ سے تشویش پیدا ہوئی، جسکی وجہ سے امارت اسلامی افغانستان سے دفاع کیلئے عالم اسلام کے کونے کونے سے لوگ جوق درجوق آنے شروع ہوئے، خصوصًا پاکستان کے قبائلی علاقاجات سے ہزاروں کی تعداد میں قبائل نے افغانستان کا رخ کیا۔ اس سلسلہ میں جنوبی وزیرستان کے محسود قبیلہ کے غیور قبائل نے افغانستان کے مسلمانوں اور طالبان کیلئے امدادی سامان کے کئی ٹرک جسمیں تمام تر ضروریات زندگی کے وسائل شامل تھے۔ اور ساتھ ساتھ لاکھوں کی صورت میں نقدی رقم اور زیورات بھی افغانستان پہنچائے اور ملا حسن کے ہاتھ وہ سب کچھ حوالے کئے، اسی ہی رقم میں سے ملا حسن وغیرہ طالبان رہنماوں نے کچھ رقم محسود مجاہدین کے لیے مختص کی اور اسی وفد کو واپس دی کہ وہ اس سے اپنی ضروریات پوری کرو۔ جبکہ ساتھ ہی علاقہ محسود سے سینکڑوں افراد پر مشتمل لشکر حضرت مولانا معراج الدین قریشی (شہید) کی سربراہی میں افغانستان میں امریکی جارحیت کے خلاف لڑنے کیلئے داخل ہوا۔

پہلے پہل یہ لشکر خوست کے قریب ژورنامی علاقے میں قیام کر گیا۔ کچھ دنوں بعد 100 افراد پر مشتمل دستہ مولانا معراج الدین اور اسکے نائب مفتی شاہی خان کی سرپرستی میں کابل پہچا، اور 50 کے لگ بگ افراد کا دستہ مفتی شاہی کے زیر قیادت بگرام محاذ پر پہچا، اور وہاں پر مصروف جنگ ہوئے۔ یوں طالبان کی مزاحمت کا یہ سلسلہ 40 دن تک جاری رہا، 40 دن تک طالبان نے ہر محاذ پر شدید مقابلہ کیا۔ اس موقعہ پر کئی محسود مجاہدین نے جام شہادت نوش کی اور بیسیوں کی تعداد میں سقوط کے وقت گرفتار بھی ہوئے اور گرفتار شدہ گان میں عبداللہ محسود سرفہرست تھا جسکو کیوبا بھی منتقل کیا گیا۔ دوسال بعد 2004ء کے ابتداء میں انہیں رہا کیا گیا۔ جن مجاہدین کی شہادت اس موقعہ پر واقع ہوئی۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہے۔

(۱) جلال الدین عرف جلال خان ولد شیر افضل شمن خیل حلقہ سراروغہ

(۲) سلطان بادشاہ ولد غم خون شمن خیل حلقہ دواتوئی

(۳) محمد یسین ولد وارث خان کئی خیل حلقہ ڈیلے

(۴) محمد نواز ولد عبدالغفار ملک دینائی حلقہ ڈیلے

(۵) شیر مان اللہ ولد میرث خون توران خیل حلقہ مکین

(6) میر زواللہ ولد پولیس خان (عرف پیلس خان) عبدلائی گنا خیل حلقہ مکین

(7) پیر ملاجان ولد شاہ زوالدین عبدلائی گنا خیل حلقہ مکین

امارت اسلامی کے سقوط کے بعد مجاہدین بہت مشکلات کو سہ کر واپس پاکستان پہنچے جن میں سے بعض کو بونڈری لائن پر گرفتار بھی کیا۔ جبکہ اکثر نفری خیر وعافیت سے اپنے گھروں کو پہنچی 2003ء کی عید الاضحیٰ تک محسود قوم میں مجاہدین نے خاموش زندگی گزاری البتہ افغانستان سے آنے والے غیر ملکیوں کی ہر ایک خفیہ اپنی مدد آپ کے تحت نصرت کرتے رہے۔ لیکن 2003ء کی عید الاضحیٰ کے بعد جب علاقہ محسود میں بیت اللہ محسود کی قیادت میں مجاہدین محسود کی تنظیم وجود میں آئی تو پھر علاقہ محسود میں مہاجر مجاہدین کی نصرت ایک منظم انداز میں شروع ہوئی، اور ساتھ ساتھ افغانستان میں مقامی اور غیر ملکی افواج پر حملوں پر بھی توجہ دی گئی۔ جن میں مشہ کانڈاو پر حملہ، ڈاب گئی کیمپ پر تعارض، شنکئی کیمپ پر تعارض، میر چپر کیمپ پر تعارض، بندر قلعہ پر تعارض، بوبرک تھانہ پر تعارض متواتر ہوئے جبکہ بعد ازاں بندر قلعہ پکتیکا سے لیکر باجوڑ تک ڈیورنڈ لائن پر واقع تمام اتحادی اور مقامی افغان افواج کے کیمپوں اور کانوائیوں پر حملے محسود مجاہدین کے کھاتے میں آتے ہیں۔ جسکی تفصیلات افغانستان تشکیلات کے نام سے الگ باب میں دیکھے جاسکتے ہے۔ افغانستان میں امریکی اور نیٹو اور افغان افواج کے خلاف لڑائی میں جو مثالی کردار محسود قوم کے نوجوانوں نے پیش کی شاید اس جیسی چھوٹی قوم نے ماضی قریب اور حال میں نہ پیش کی ہو، تمام قبائل میں محسود قبیلہ دونوں ممالک میں سیکورٹی اداروں اور افواج کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوا، اور دونوں ممالک میں فدائی حملوں (خودکش حملوں) کی بھر مار کرلی۔ اور دونوں ممالک میں احیائے جہاد کیلے محسود قبیلہ پیش خیمہ ثابت ہوا۔

افغانستان میں نیٹو اور افغان فورسز پر حملوں کی تفصیل

11 ستمبر 2001 کو امریکہ میں حملوں کے ردعمل میں امریکہ نے امارت اسلامی افغانستان سے اسامہ بن لادن کی حوالگی کا مطالبہ کیا، جس سے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد شہید رحمہ اللہ نے کھلم کھلا انکار کیا، بالاخر امریکہ اور نیٹو نے شمالی اتحاد سے گھٹ جوڑ کر کے اکتوبر 2001 میں افغانستان پر حملہ کیا اس دوران محسود قبیلہ نے جو کردار ادا کیا وہ مندرجہ بالا سطور میں گذرا ہے سقوط امارت اسلامی کے بعد جب مہاجرین قبائل آئے تو دوسرے قبائل کی طرح انکی نصرت کما حقہ محسود قبیلہ نے بھی کی۔ (جسکا اقرار القاعدہ سے منسلک ڈاکٹر ابو خالد شہید ان الفاظ میں کرتے ہے۔ مگر وہ اس قابل ضرور ہیں کہ انکی اگر تربیت ہو جائے تو یہ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر جہاد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان میں اَن پڑھ مجاہدین کی تعداد بھی موجود ہے۔ مگر جہاد اور جہاد کی نصرت میں سب سے افضل ہیں۔) انھی مہاجرین کی نصرت کی پاداش میں پاکستانی فوج سے مارچ 2004 سے تاحال 22 نومبر 2017 تک یعنی 13 سالوں پر محیط جنگ لڑی جو جاری وساری ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ 2003 کے اواخر سے محسود قبیلہ کے مجاہدین نے افغانستان میں امریکیوں اور انکے اتحادیوں کے خلاف بیت اللہ محسود کی سرکردگی میں جہاد کیلئے تنظیم بنالی، جس نے مہاجرین کی نصرت کیساتھ ساتھ جہاد افغانستان میں جو کردار ادا کیا اسکی تفصیل مختصراً کچھ یوں ہے

محمد انور شاہ مکین والے کا کہنا ہے کہ پہلی عملیات جو ہم نے کی، وہ ترخوبی حملہ تھا۔ جبکہ مولوی رفیع الدین کے بقول پہلا تعرض سٹے کانڈاو میں ہوا۔ اس تعرض میں محسود مجاہدین کے ساتھ دوسرے مجاہدین نے بھی شرکت کی۔ تعرض شروع ہوتے ہی پہلے پہل مورچوں میں ولی بر کی اور گل آمین داخل ہوئے۔ تعرض کامیاب رہا۔ مجاہدین کو فتح نصیب ہوا، اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ جس میں تین کلاشن کوف تھے۔ وغیرہ مجاہدین صحیح سلامت واپس ہوئے۔ اس کاروائی کے منصوبہ ساز ملا بیت اللہ، ملا سنگین اور ابوناصر (جو عرب مجاہد) تھے۔ جبکہ فرید عرف خادم کا کہنا ہے کہ پہلا حملہ مشہ کانڈاو پر ہم نے کیا، جو ناکام رہا۔ کیونکہ دشمن کو ہمارے آنے کا پہلے سے علم تھا۔ جب ہم قریب ہوئے تو دشمن نے ہم پر فائرنگ شروع کی۔ تحقیق دقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ترخوبی اور مشے کانڈو ایک ہی جگہ کا نام ہے۔ اور یہی قول مظبوط ہے۔ یوں 3۲۰۰ء میں علاقہ محسود میں ۱۹۰۴ء کے ملا پاوندہؒ اور ملا شیر علی خان محسودؒ کی طرح ایک اور ملا بیت اللہ محسود شابی خیل نوجوانان محسود کی حمایت سے انگریزوں اور امریکیوں کے خلاف میدان جہاد میں کود پڑے۔

ڈابگائی پر تعارض۔۔۔۔ مفتی عاصم کی قلم سے

2003 موسم گرمہ کے تشکیلات میں بمقام ڈابگائی جو ڈیورنڈ لائن کے قریب پڑتا ہے۔ ڈابگائی پر افغان سیکورٹی فورسز کا کیمپ تھا، اس کیمپ پر حملے کیلئے مختلف گروپوں کے مجاہدین پر مشتمل دستہ تشکیل ہوا، لیکن اس دستے میں محسود مجاہدین کی اکثریت تھی۔ کیمپ کے ارد گرد پہاڑیوں کے حفاظتی مورچوں پر تعارض کی کمانڈینگ ملا سنگین کر رہے تھے۔ جبکہ کیمپ پر تعارض اور حملے کے کمانڈر بیت اللہ امیر صاحب خود تھے۔ اور دفاع پر بلال مامور تھے، جو خلیفہ سراج الدین کے کمانڈر تھے، وہ کمانڈینگ کر رہے تھے۔ جب حملہ شروع ہوا۔ تو ۱۵ سے ۲۰ منٹ کے وقفے سے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو فتح سے نوازا۔ جبکہ اس حملے میں کئی فوجی مارے گئے، جبکہ کچھ عسکر مورچے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مجاہدین صحیح سلامت مال غنیمت لیکر واپس مراکز پہنچے۔ مال غنیمت میں ثقیلہ اور کلاشن کوف وغیرہ شامل تھے، جبکہ باقی ساز وسامان جلا ڈالا۔

شنکئی کیمپ پر تعارض ۔۔۔۔۔ مفتی عاصم کی قلم سے

2003 موسم خزاں کے ایام میں شنکئی کیمپ بھی جو ڈیورنڈ لائن کے قریب پڑتا ہے۔ اس پر تعارض اور حملے کا پروگرام بنایا گیا۔ اور اس کیلئے تقریباً ۸۰ سے ۱۰۰ تک افراد پر مشتمل دستہ تشکیل ہوا۔ اس کاروائی کے منصوبہ ساز ملا بیت اللہ محسود، ملا سنگین اور عرب مجاہد ابولیث تھے۔ منصوبہ یوں تیار ہوا کہ مجاہدین کے تین گروپ تیار کئے گئے۔ ایک گروہ دفاع پر مامور ہوا۔ جبکہ دوسرا گروہ پہاڑی پر واقع مورچوں پر تعارض کیلئے مقرر ہوا، جبکہ تیسرا گروہ کیمپ پر شبخون مارنے کیلئے مقرر ہوا۔ میرانشاہ سے تشکیل روانہ ہوئی، کئی گھنٹے سفر کر کے جب عین مورچوں کے قریب پہنچے تو اس وقت ملا سنگین نے بیت اللہ امیر صاحب سے رابطہ کرنا چاہا لیکن رابطہ نہ ہوا۔ بہت دیر ہوئی، آخر کار ملا سنگین نے عبداللہ صادق اور دیگر ساتھیوں سے مشورہ کیا اور تعارض کا پروگرام کینسل کیا۔ کیونکہ دن دہاڑے وہاں سے مجاہدین کا نکلنا مشکل تھا، لہٰذا واپسی شروع کی۔ ہم راستے پر جارہے تھے کہ اچانک سامنے کچھ بندے نظر آئے ملا سنگین اور دیگر مجاہدین نے ان کو آوازیں دی۔ لیکن انہوں نے جواب نہ دیا، اسی اثناء میں اچانک فائرنگ شروع ہوئی۔ ہر ایک فریق نے دوسرے کو دشمن سمجھ کر فائرنگ شروع کی، یہ سلسلہ چند منٹ جاری رہا، آخر کار معلوم ہوا کہ دونوں فریقین مجاہدین ہی ہیں۔ فائر بند ہوا، بعد میں پتہ چلا کہ عبداللہ صادق محسود حلقہ ڈیلے اور عبدالغفار ملک دینائی حلقہ ڈیلے شہید ہو چکے ہیں۔ جبکہ طالب علم شیر محمد عرف ضرار حلقہ سام زخمی ہو چکے تھے۔ ہم نے جائے وقوعہ سے شہداء اور زخمی کو اٹھا کر روانہ ہوئے۔ راستے میں شیخ ابولیث سے ملاقات ہوئی، اور ہم نے ان سے گاڑی کا مطالبہ کیا تاکہ شہداء اور زخمی کو جلد میرانشاہ منتقل کیا جائے۔ موقع پر موجود مجاہدین کا کہنا تھا، کہ ایک عرب مجاہد عبداللہ صادق کی لاش کو مخاطب ہو کر کہنے لگا، کہ یا تو اپنی کرامت ہمیں دکھادے ورنہ تمہیں یہاں چھوڑ کر ہم نے جانا ہے۔ جائے وقوعہ میں موجود مجاہدین کا کہنا ہے کہ اس وقت عبداللہ صادق شہید نے ہاتھ اٹھا کر اس عرب مجاہد سے مصافحہ کیا۔ بعد ازاں ان شہداء کو وہاں سے میرانشاہ منتقل کیا گیا۔ پھر وہاں سے براستہ رزمک ٹو مکین اپنے آبائی گاؤں ڈیلے جنوبی وزیرستان پہنچائے گئے۔ مکین میں انکا بڑا ہی استقبال ہوا۔ صبح کو جنازے میں شرکت کے لئے لوگ جوق در جوق چاروں طرف سے ہزاروں کی تعداد میں آئے۔ یہ جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے جہادی تنظیم کے پہلے شہداء تھے۔ اگرچہ اس سے قبل بھی حلقہ محسود میں شہداء کی داستان تھی لیکن وہ دوسرے جہادی تنظیموں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو چکے تھے۔ اس وقت حلقہ محسود میں جہادی تنظیم کا وجود نہ تھا۔ جبکہ اس سفر میں بیت اللہ امیر صاحب کی گاڑی الٹ گئی جس میں وہ زخمی ہوئے۔ اور اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ شہداء کی تدفین کے بعد زخمیوں کو ڈیرہ اسماعیل خان علاج کے لئے منتقل کئے گئے۔ بعد ازاں کراچی منتقل کیا گیا، اور وہاں پر ان کا علاج کیا گیا۔

ہلمند افغانستان میں اکبر علی کی شہادت

بقول مولانا مدنی۔۔ اکبر علی ولد سید ولی گرڑائی 2003ء میں کراچی سے جہاد کی نیت سے ہلمند گیا تھا، وہاں پر افغان طالبان کے ہمراہ نیٹو فورسز کے خلاف لڑتے رہے۔ جس میں وہ وہاں پر شہادت سے سرفراز ہوئے۔ جبکہ مدنی نے کہا کہ ایک قول مجھے یہ بھی پہنچا ہے کہ وہ گاڑی ڈرائیور تھے۔ پاکستان سے ٹریلہ گاڑی میں سامان لاد کر وہاں گئے۔ اور پھر جزبہ جہاد سے سرشار ہو کر وہاں طالبان سے جاملے۔

نیٹو اور افغان نیشنل آرمی سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

مچہ داد کوٹ پر میزائل حملے

2003 موسم گرما کے تشکیلات کے دوران کئی بار زیوبہ غر سے مچہ داد کوٹ پر بی، ایم مزائل داغے گئے۔ اور اس سلسلے میں کئی بار ہاون (مارٹر) گولے بھی مچہ داد کوٹ پر داغتے گئے۔ لیکن دشمن کے جانی ومالی نقصان کے بارے میں ہمیں کوئی پتہ نہ چلا۔

خالد محسود اور ملا اخلاص یار کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

افغانستان میر چپر کے کیمپ پر حملہ

2004موسم بہار میں میر چپر کیمپ جو افغان سرحد پر واقع ہے۔اس علاقے کے لوگ تانڑی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔اس کیمپ پر تعارض کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ منصوبہ ساز ملا سنگین، مفتی عاصم محسود اور کمانڈر شیر آعظم آقا تھے۔جب ہم نے ریکی مکمل کی اور بیت اللہ امیر صاحب کے سامنے تفصیلات رکھ دیئے تو اس وقت مولانا بختہ جان مرحوم بھی ساتھ تھے۔انہوں نے مشورہ دیا کہ اس حملے میں ایسا نہ ہو کہ مجاہدین کا نقصان ہو جائے۔کیونکہ کیمپ کے آس پاس آباد لوگ تانڑی قوم سے ہے۔وہ ہمیشہ حکومت کے حامی رہ چکے ہیں، ایسا نہ ہو کہ وہ ساتھ دے اور مجاہدین کا نقصان ہو جائے۔ لیکن امیر صاحب مصر رہے کہ اس پر تعارض کرنا ہے۔بالآخر اس تعارض کرنے کا فیصلہ ہوا۔ پہاڑی پر واقع مورچوں کی ریکی ملا سنگین، مفتی عاصم اور کمانڈر فاتح نے کی تھی۔جبکہ کیمپ کی ریکی محمد اسلم داوڑ اور ملا سنگین نے اس حیلے سے کی کہ محمد اسلم نے اپنے بھتیجے کو ساتھ لیکر ملا سنگین کو بھی ساتھ لیکر دیگان سے روانہ ہوئے جب گیٹ پر پہنچے تو وہاں پر مامور سیکورٹی فورسز سے کہا کہ ہم نے بچے کو دم تعویز کے لئے آگے لے جانا ہے جبکہ ملا سنگین کو اپنا دوست ظاہر کرکے کہ یہ میرا رہبر ہے۔گیٹ والوں نے اجازت دی اور آگے جاکر تمام ریکی خوب آرام سے مکمل کرلی اور عصر کو بخیر خیریت واپس لوٹے۔ دوسرے یا تیسرے دن کو یہ دستہ جو ساٹھ سے ستر افراد پر مشتمل تھا میر انشاہ سے روانہ ہوا۔یہ دستہ دو گروپ پر تقسیم ہوا۔ایک گروہ ملا سنگین کے حوالے ہوا۔جس میں مولانا خواجہ محمد صاحب سپنکئی رغزائی اور مولانا محمد حسین سرفہرست تھے۔اس گروہ کو کیمپ پر حملے کی ذمہ داری سونپی گئی۔جبکہ دوسرا گروہ کمانڈر شیر اعظم کو دیا گیا جس میں مفتی عاصم صاحب، حلیم شہید اور محمد یعقوب شہید وغیرہ سرفہرست تھے۔ عصر کے بعد دونوں گروہ اپنے منزل کی طرف روانہ ہوئے ۔جب ہم نے مغرب کے بعد سرحد عبور کیا تو ہم سے راستہ گم ہوا، حتی کہ ہم سے دشمن کی سمت بھی خطا ہوئی کہ دشمن کس طرف ہے۔میں [مفتی عاصم]اور کماندر شیر آعظم آقا نے فیصلہ کیا کہ ساتھیوں کو یہاں ہی بٹھا دیتے ہیں اور خود جاکر کسی حیلے سے دشمن کے مورچوں کا پتہ معلوم کرتے ہیں۔کافی دیر تک پہاڑی پر اِدھر اُدھر بھاگتے رہے لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔آخر کار ملا سنگین سے رابطہ کیا اور انہیں یہ کارگزاری سنائی۔انہوں نے ہمیں بہت ڈانٹا اور کہا کہ سیدھا پہاڑی پر جاو دشمن ملے گا۔ہم اسی فکر میں تھے کہ پہاڑی کے دوسرے سلسلے میں لائٹ روشن ہوا جبکہ یہ سحری کا وقت تھا۔رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ اسی اثناء میں پہرے دار نے آوازیں لگائی، جس سے ہمیں اندازہ ہوا کہ یہی دشمن کے مورچے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے ساتھیوں کو دشمن کی طرف پیشقدمی کا حکم دیا۔ساتھ ہی ساتھیوں کو احتیاط سے آگے جانے کا کہا گیا۔جب ہم دشمن کے قریب ہوئے، توکچھ ساتھی دفاع کے لئے بٹھائے گئے۔جبکہ مورچوں پر تعارض کے لئے خود کمانڈر شیر اعظم، مفتی عاصم صاحب، کمانڈر حلیم اور یعقوب بمع دوسرے ساتھیوں کے آگے بڑھے۔جب ہم بلکل مورچوں کے قریب پہنچے تو پہلے کمانڈر کے حکم سے مورچے پر آر،پی،جی سے فائر کیا تاکہ دشمن پر رعب پڑ جائے۔بعد ازاں دوسرے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ شروع کیا، جو کئی منٹوں تک جاری رہا۔جبکہ دشمن نے جوابی کاروائی کی بجائے راہ فرار اختیار کیا۔جب ہم مورچوں کے قریب پہنچے تو مورچوں میں ہینڈ گرنیڈ ڈالے بعد ازاں ہم مورچوں میں داخل ہوئے۔وہاں پر موجود مال غنیمت جمع کیا جس میں تین عدد کلاشن کوف اور ایک عدد ثقیلہ (گرینوف)ہاتھ آیا۔بعد میں مورچوں کو آگ لگادی۔میں مفتی عاصم مورچہ کی دیوار پر کھڑا تھا کہ اچانک دشمن کی طرف سے راکٹ کا گولا آیا اور میرے ساتھ ہی پھٹا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے خراش تک بھی نہ آیا، جبکہ کیمپ پر حملہ جاری تھا۔ چند منٹ بعد ہم نے مورچوں کو خالی کیا اور ساتھیوں کو واپسی کا حکم دیا۔جب ہم راستے پر جارہے تھے تو کیمپ سے راکٹ کے گولے بھی آرہے تھے۔تو ہمیں پریشانی ہوئی کہ آیا کیمپ پر حملہ آور گروہ کے ساتھی تمام کہ تمام شہید ہوئے یا کیا وجہ ہے کہ اب تک ہم پر کیمپ سے گولے داغے جاتے ہیں

۔جب ہم ذرہ سرحد کے قریب ہوئے اور اشراق کا وقت بھی ہو چکا تھا، کہ ملا سنگین کا رابطہ ہوا۔انہوں نے بتایا کہ ہمارے ساتھی زخمی ہے کیمپ فتح نہیں ہوا۔کیونکہ ہم نے کیمپ کے بجائے دوسرے پہاڑی پر حملہ کیا جس کی وجہ سے دشمن نے ہمارے اوپر خوب فائر کھولا، جس سے ساتھی زخمی ہوئے۔زخمیوں میں مولوی خواجہ صاحب عرف مدنی، مولوی محمد حسین عرف چنڑئے ملا اور جہانزیب وزیر وغیرہ شامل تھے ،جب کہ جہانزیب نے راستے ہی میں زخموں کی تاب نہ لاکر قضاء حق کو لبیک کہا اور شہید ہوئے۔اسی اثناء میں ہم ڈیورنڈ لائن پہنچے تو وہاں پر ساتھی آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔لیکن وہاں پر بھی دشمن کے مارٹر گولے زیادہ آرہے تھے جسکی وجہ سے بندہ مفتی عاصم اور کمانڈر فاتح نے فیصلہ کیا کہ دس یا پندرہ ساتھی اپنے ساتھ یہاں پر چھوڑ دیتے ہیں، باقی تمام ساتھی واپس کردیتے ہیں۔اور ایسے ہی کیا، چند ہی منٹ گزرے تھے، کہ ہم نے نیچے وادی پر کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جنازہ اٹھار کھاہے ملا سنگین سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔ اس وقت بندہ عاصم بہت بیمار تھالہذا قضائے حاجت کے لئے گیا۔جب قضائے حاجت سے واپس ہوا تو سب ساتھی غائب تھے۔اِدھر اُدھر بھاگا لیکن ساتھی نہ ملے آخر کار دوسرے پہاڑی پر قاری محمد نواز (شہید) اور ایک دوسرا داوڑ مجاہد ملا اس سے پتہ کیا انہوں نے بتایا کہ ساتھی نیچے وادی سے زخمیوں کو لانے کے لئے گئے ہیں۔یادرہے کہ یہ وہ زخمی تھے جو کیمپ پر حملے کے وقت زخمی ہو چکے تھے۔ قاری صاحب نے بتایا کہ ہمیں یہاں پر بیٹھنے کا کہا گیا ہے۔یہ باتیں ہو رہی تھی کہ ہم سے نیچے پہاڑی پر چند بندے باتیں کرتے ہوئے ظاہر ہوئے۔پتہ چلا کہ یہ تو دشمن کے لوگ ہیں ہم نے اپنے لئے الگ الگ آڑ بنا کر ان پر فائر کھول دیا۔تاکہ نیچے وادی میں آنے والے مجاہدین زخمیوں کو باآسانی ڈیورنڈ لائن تک پہنچادے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک یہ معرکہ آرائی جاری رہی۔جب دیکھا کہ قاری صاحب اور داوڑ ساتھی نے اپنی جگہ خالی کرر کھی ہے اور پسپائی کی ہے وجہ معلوم نہ ہو سکی۔جب دشمن پر اس طرف سے فائرنگ بند ہوئی تو دشمن نے موقعہ سے فائدہ اٹھاکر اس پہاڑی پر قبضہ کیا ۔جسکی وجہ سے میں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی اور دوسرے قریبی پہاڑی پر مورچہ سنبھالا۔وہاں سے دفاع شروع کیا، جو آدھے گھنٹے سے زیادہ جاری رہا۔لیکن دشمن کے تین بندے اس پہاڑی کے دوسری جانب سے میرے اوپر حملہ آور ہوئے۔اور میرے اوپر فائرنگ شروع کی، اور میں دشمن کے گھیرے میں آیا تو میں نے کھلے میدان وہاں سے پسپائی اختیار کی۔اللہ تعالیٰ نے مجھے دشمن کے نظروں سے اجل کر دیا، اور بحفاظت انکے گھیرے سے نکل گیا۔میں کوشش کرتا رہا کہ زخمی ساتھیوں کے کاروان سے جاملو لیکن راستہ معلوم نہ تھا۔جب دو یا تین سو میٹر کے فاصلے پر دور ہوا۔تو دشمن کے لوگوں نے مجھے دیکھ لیا حالانکہ میرے اردگرد درختیں اور جھاڑیاں بھی تھے۔دشمن نے میرے اوپر فائر کھول دیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بحفاظت نکلا۔لیکن وہ راستہ مجھ سے خطاء ہوا جسکی تلاش میں تھا اور میں وہاں پاکستانی حدود میں ایک گاوں پہنچا جسکے باشندے مداخیل قوم سے تعلق رکھتے تھے۔میں نے ایک کھیت کے دیوار کو پھلانگ کر وہاں بیٹھ گیا۔یہ ظہر کا وقت تھا نماز کے بعد لیٹ گیا بستر زمین تھی اور سرہانہ ہ پتھر۔گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ آرام کرکے اٹھا، چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔اس سے راستے کے بارے میں پتہ کیا انہوں نے بتایا کہ سیدھا نالے پر جاو۔یہی راستہ ہے۔ جب کچھ دور چلا عصر کا وقت داخل ہوا۔تھکن اور بیماری کی وجہ سے چلنا مشکل تھا۔چلتے میں نیند کی غلبے کی وجہ سے ٹھوکریں کھاتا رہا۔ اسی اثناء میں سامنے سے ایک گاڑی نمودار ہوئی، جب گاڑی قریب آئی تو روک گئی ۔دیکھتا ہوں کہ اس میں امیر صاحب بھی بیٹھے نظر آئے، جبکہ وہ بہت پریشان لگ رہے تھے۔میرے ساتھ مصافحہ کیا اور گاڑی میں بیٹھنے کا کہا ۔جب میں گاڑی میں بیٹھا تو بیت اللہ امیر صاحب نے جنگ کے بارے میں مجھ سے معلومات جاننا چاہی، میں نے انکو ساری کارگزاری سنائی اور مجھے بہت شاباش دی۔لیکن ساتھ مجھے جھڑ کا بھی کہ تم نے ساتھیوں کو اتنی جلدی میں کیوں واپسی کا حکم کیا، حالانکہ ابھی کیمپ والا گرو دشمن کے علاقے سے نہیں نکلا تھا۔میں نے جواب دیا کہ امیر صاحب مارٹر کے گولے بہت آرہے تھے۔اس وجہ سے ساتھیوں کو واپسی کا حکم کیا تاکہ

بلاضرورت ساتھی زخمی نہ ہو جائے۔ ہم ۱۰ سے ۱۵ تک ساتھی بمع فاتح کے وہاں دفاع کے لئے بیٹھ گئے اس وقت میں قضائے حاجت کے لئے گیا جب واپس آیا تو سب ساتھی چلے گئے تھے۔ اِدھر اُدھر بھاگا چیخا۔ لیکن کوئی نہیں ملا۔ صرف دو ساتھی ملے۔ ایک قاری محمد نواز اور ایک داوڑ ساتھی، اور اس وقت جو مجھ پر گزری تھی وہ ساری کہانی سنائی اور کیمپ کے بارے میں انہیں آگاہ کیا کہ حملہ خطاء ہوا ہے۔ جس میں موقع پر کئی زخمی بھی ہوئے۔ جبکہ ان میں سے جہانزیب بھی تھا۔ اس گروہ کے ساتھیوں کا کہنا تھا کہ جب دشمن ہمارے قریب پہنچا تو ہم نے جہانزیب کو لیٹا دیا اور انہیں ہینڈ گرنیڈ دیا، کہ دشمن زندہ ہی تجھے گرفتار نہ کرے۔ لیکن دشمن نے دور سے ان پر فائر کیا اور انہیں شہید کر دیا۔ جبکہ محمد انور محسود تا تار کو اوپر پہاڑی پر اس دستے سے سامنا ہوا جس سے میری کئی گھنٹے لڑائی ہوئی تھی۔، اور وہ لڑتا ہوا شہید ہوا۔ انکی قبر میر چپر کے علاقے سڑک کے کنارے واقع ہے اور لوگ ان کو شہید کہہ کر انکی زیارت کرتے ہیں۔ اس کاروائی کی تفصیل جب بعد میں ہم نے معلوم کی تو پتہ چلا کہ دشمن کا ایک سپاہی زخمی ہوا تھا جسکی ران ٹوٹ گئی تھی۔ جبکہ دو مجاہد ساتھیوں نے اس میں جام شہادت نوش کیا۔ مسمیٰ محمد انور محسود حلقہ سراروعہ اور محمد جہانزیب وزیر۔ اور کئی مجاہدین اس میں زخمی بھی ہوئے۔ جن میں مولوی خواجہ محمد، مولوی محمد حسین اور شافیصل عرف القاعدہ شامل تھے۔ جبکہ مال غنیمت میں ایک ثقیلہ اور تین عدد کلاشن کوف ملے۔

افغانستان بندر قلعہ پر پہلا تعارض

2004 موسم گرمہ میں جنوری یا فروری میں 30 مجاہدین پر مشتمل دستہ جن میں 17 محسود مجاہدین تھے جبکہ 13 مجاہدین کمانڈر زنجیر کے ساتھی تھے یہ دستہ جب بندر قلعہ پر تعارض کے ارادے سے وہاں پہنچا۔ کمانڈر حقیار نے کہا کہ جب ہم نے تعارض شروع کیا تو پہرے پر مامور ایک سپاہی نے صرف ایک فائر کیا اور بھاگ گیا، جبکہ ہم قلعہ کی طرف بھاگنے لگے اور اس میں داخل ہوئے۔ 28 عسکر زندہ گرفتار ہوئے۔ اور مال غنیمت میں 24 برطانوی کلاشنکوف وغیرہ سامان ملا، کاروائی مکمل کرنے کے بعد گرفتار 24 فوجی معاف کر دیئے، تاکہ دوسرے افغان فوجی آئندہ کیلئے مزاحمت سے باز آجائیں۔

اولسوالی برمل اوزبرائگی میں کمین حملہ

2004 موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران ہم محسود مجاہدین اور وزیر مجاہدین نے کمانڈر مولانا کلام صاحب (شہید) کے زیر قیادت برمل کے علاقے اوزبرائگی میں نیٹو فورسز کے 7 گاڑیوں پر مشتمل قافلے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسمیں 2 گاڑی نذر آتش ہوئے اور باقی کو جزوی نقصان پہنچا اسی دوران ایک وزیر مجاہد کے کلاشنکوف کا بیرل ٹوٹا وہ ایک بڑے پتھر کے پاس آڑ لیکر بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں ایک نیٹو فوجی سامنے سے آتا ہوا دیکھا، جب وہ انکے قریب پہنچا تو مجاہد نے اس ٹوٹے ہوئے بندوق کو اس پر تان کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے حملہ کیا نعرہ تکبیر سنتے ہی فوجی گر گیا، مجاہد نے پھرتی سے اسی کا بندوق اٹھا کر اسکو اسکے بندوق سے ہی جہنم رسید کیا اس واقعے کی تفصیل کمانڈر شاہ محمود عرف کوچ حاجی برکی کی زبانی تحریر کی گئی۔

افغانستان بندر قلعہ پر دوسرا تعارض

مارچ 2005ء موسم سرمہ میں جبکہ برف پڑی تھی، بندر قلعہ پر تعارض کیلئے 26 یا 30 افراد پر مشتمل دستے کی تشکیل ہوئی ڈیورڈ لائن سے 6 گھنٹے کا سفر گاڑی میں طے کیا جب قلعہ کے قریب پہنچے۔ اور تعارض شروع کیا تو تھوڑی سی لڑائی کے نتیجہ میں قلعہ باآسانی فتح ہوا۔ اور فوجی

بھاگ نکلے جبکہ ایک فوجی بھاگتا ہوا مارا گیا، اس لڑائی میں مجاہدین کا نقصان نہ ہوا۔ مال غنیمت میں 6 یا 7 برطانوی کلاشنکوف، اور دیگر سامان ملا ۔ یہ تمام کاروائی کمانڈر خان سعید عرف سجنا کے سربراہی میں ہوئی، تفصیل انہی کی زبانی لکھی گئی۔

رخہ میں نیٹو قافلہ پر حملہ

2005ء موسم گرما میں ہماری تشکیل بیت اللہ امیر صاحب نے شوال کیا۔ اور وہاں سے مختلف گروپ برمل ولسوالی میں نیٹو اور افغان فورسز کے خلاف کاروائیوں کے لئے داخل ہوتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہم رخہ پہنچے۔ اور وہاں گھات لگائے انتظار کر رہے تھے۔ کہ اچانک نور اللہ شہید نے اطلاع دی کہ قافلہ آرہا ہے۔ ہم مستعد ہوئے۔ جب قافلہ قریب پہنچا تو ہم نے راکٹ، ثقیلہ اور کلاشن کوف وغیرہ سے حملہ کیا جو کئی منٹوں تک جاری رہا۔ مجاہدین سلامت رہے۔ لیکن فوج کے بارے میں علم نہ ہو سکا کہ ان کا کتنا جانی نقصان ہوا۔

برمل کے علاقہ رخہ میں کمین

2005ء موسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران ہمارا مرکز شوال میں قائم تھا۔ ہم چار ساتھی نیو آڈہ کیمپ کے ریکی (تر اصد) کے لیے آئے تھے واپسی میں ہم لامنحہَ رخہ میں موجود تھے کہ اچانک انگریزوں کے آنے کی اطلاع ملی، ہم نے وہاں پر 2 مجاہد ساتھیوں سے اسلحہ مانگا اور ہم 6 افراد گھات لگائے بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ جب قافلہ آ پہنچا تو موٹر سائیکل پر سواروں کو آگے جانے دیا جب دو ٹرک گاڑی اور 3 بکتر بند ہمارے سیدھ میں آپہنچے تو اس پر فائر کھول دیا، کچھ وقت ان پر فائرنگ جاری رکھی لیکن موٹر سائیکل پر سوار فوجیوں نے ہمارے اوپر فائر شروع کی جسکی وجہ سے زیادہ دیر تک ہم وہاں نہ ٹھر سکے اور وہاں سے ہم نکلے۔ دشمن کے نقصان کا پتہ ہمیں نہ چلا۔ حملے کی داستان خود اسکے ذمہ دار شیر اعظم آقاء عرف فاتح سے روایت کی گئی ہے۔

رخہ میں کمین

2005ء موسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران ہم علاقہ رخہ خڑہ تکہ کے قریب گھات لگائے بیٹھے تھے کافی انتظار کے بعد ہم سب مجاہدین پر نیند کا غلبہ ہوا، اور سو گئے کہ اچانک گاڑیوں کی آواز سنی گئی۔ اس دوران سجنا نے بھی مخابرہ میں ہمیں اطلاع دی کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں کانوائی تمہارے سروں پر آپہنچی ہے، چنانچہ ہم جلدی بیدار ہوئے، جو ساتھی ہم سے آگے بیٹھے تھے وہ ہماری عفلت کی وجہ سے بھاگ گئے تھے صرف وہاں پر ایک مجاہد وفادار موجود تھا انہوں نے کانوائے پر فائرنگ شروع کی اس دوران ہم بھی پہنچ گئے۔ اور دشمن پر جنگ شروع کی جس میں 2 گاڑی جل کر تباہ ہوئی باقی دشمن کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا بمباری بہت زیادہ ہوئی لیکن ہم سب مجاہدین اللہ تعالی کی نصرت سے بحفاظت وہاں سے مراکز منتقل ہوئے، اسی ہی علاقے میں ایک کاروائی کے دوران مقامی لوگوں کے تعاون سے گاوں والوں کو محاصرہ کیا اور ان سے ایک ٹریکٹر ایک جرنیٹر وغیرہ سامان قبضے میں لے لیا، جو انگریزوں نے انہیں دیا تھا۔ کیونکہ امریکیوں کا اس سے مقصد اہل علاقہ کو اپنے حمایت میں لینا تھا اور اس وجہ سے عوام کا رابطہ امریکیوں سے بڑھتا تھا، اسلیے یہ سامان ان سے قبضہ میں لیا تاکہ لوگ انکی طرف راغب نہ ہوں۔ واقعے کی کارگذاری آقا عرف فاتح اور خالد امیر سے روایت کی گئی ہے۔

منگڑیتے میں کمین

2005ء موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران ہم تور ژاور کیمپ پر تعارض کے سلسلہ میں منگڑیتے پہنچے کہ اچانک اطلاع ملی کہ انگریزوں کی کانوائے منگڑیتے آیا ہے (یاد رہے کہ افغانستان میں غیر ملکی فوجیوں کے کانوایوں کو انگریزوں کی کانوائی کہا جاتا تھا) ہم پندرہ مجاہدین تھے جن

میں میرے (سجنا) کے ساتھ شاہ فیصل عرف لاوانگ (شہید) آیاخان شہید، بلال ملک شائی (مرحوم) بھی تھے، اسکے علاوہ چند عرب اورافغانی مجاہدین بھی ساتھ تھے، جب ہم وہاں پر پہنچے تو 6 گاڑیاں واضح نظر آرہے تھے، اسکے سوا نظر نہیں آرہے تھے۔ عسکر بھی درختوں کے سائے تلے بے خبر بیٹھے تھے، موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہم نے ان پر فائر کھول دیا، جس کے نتیجہ میں 3 گاڑی واضح تباہ ہوئیں، باقی جانی ومالی نقصان کے بارے میں معلومات ہاتھ نہ آئی، اور ہم سب مجاہدین باسلامت واپس مرکز پہنچے،، واقعے کی تفصیل خان سعید عرف خالد محسود سے روایت کی گئی،

مرغہ برمل ولسوالی میں نیٹو فوج کے قافلے پر حملہ

مولوی خیر خواہ نے کہا کہ ہم ستمبر 2005ء میں مدرسے سے چھٹیوں پر آئے تھے۔ اور افغانستان میں طالبان کے شانہ بشانہ لڑنے کی غرض اور جذبے سے شوال آئے۔ وہاں پر چند دن انتظار کے بعد راہبروں نے اطلاع دی۔ اور ہم علاقہ مرغہ (برمل ولسوالی) پہنچے۔ مرغہ لگاڈ قبرستان کے قریب ہم مجاہدین محسود نے کنیڈئن فوج کے قافلے پر رات دس بجے حملہ کیا۔ جس میں دو گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔ جبکہ اہل علاقہ کے بقول 13 سے 18 تک فوجی بھی مارے گئے۔ اور قافلے میں شریک دیگر گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا۔ جبکہ مجاہدین جیٹ طیاروں، ڈرون طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے زیر سایہ محفوظ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری خصوصی حفاظت کی۔ جو عقل کی رو سے ناممکن تھی۔

افغانستان سرخ سرپکتیکا میں تعارض

2005 موسم خزان میں مجاہدین محسود نے دیگر مجاہدین کے ہمراہ سرسَر (سرخ سَر) کیمپ پر تعارض کیا جسمیں فریقین کے درمیان شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ اس فائرنگ کے تبادلہ میں بختہ جان ولد درے خان بنگش خیل شہید ہوئے یوں یہ تعارض ناکام ہوا۔

لواڑہ پیپالائی کیمپ پر تعارض

کمانڈر شیر اعظم آقاء عرف فاتح کے بقول، کہ اس تعارض کے منصوبہ ساز ملا سنگین تھے اور میں کماندان تھا۔ علاقہ پکتیکا میں سب سے بڑا کیمپ یہی تھا اس پر کئی بار زور آزمائی ہوئی تھی۔ لیکن 2005ء کے موسم خزان میں جب محسود مجاہدین نے اس پر حملے کی تیاری اور منصوبہ ملا سنگین اور بیت اللہ محسود کے سربراہی میں تیاری کیا جو اس طرح سرانجام ہوئی۔ 6 دسمبر 2005ء کو موسم سرمہ میں اس کیمپ کے حفاظتی مورچوں (چیک پوسٹوں) پر 6 کمانڈروں مسمی کمانڈر بادشاہ گل شہید، کمانڈر سیلاب، کی ذمہ داری ایک مورچے پر لگائی گئی۔ جبکہ کمانڈر عبدالحلیم شہید اور کمانڈر امجد یار، کمانڈر تاج گل کمانڈر نیاز خان، ان سب کمانڈروں کی الگ الگ مورچوں پر حملہ کرنے کی ذمہ داری لگائی گئی۔ رات گئے ان مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے مورچوں پر تعارض شروع کیا صرف 7 یا 8 منٹ کے وقفے میں یہ تعارض کامیاب ہوا اور سب مورچے فتح ہوئے۔ موقعہ پر دشمن کی لاشیں نظر نہیں آئی سب بھاگ گئے لیکن اہلِ علاقہ کے بقول اس میں سیکورٹی اہلکاروں کا کافی نقصان ہوا۔ لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ جبکہ کیمپ پر کمانڈر حلیم وغیرہ نے راکٹ کے گولے داغے جسکی وجہ سے کیمپ میں آگ لگی۔ یہ حملہ کریسمس (انگریزوں کے عید کے دن ہوا) اس لڑائی میں چند وزیر اور افغانی مجاہدین بھی شریک تھے۔ جن میں سے ایک وزیر مجاہد زخمی بھی ہوا جو بعد میں راستہ میں شہید ہوا۔ یادرہے کہ یہ شہید اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا شہادت کے بعد انکی لاش سے خوشبوں، مہک رہی تھی۔ مجاہدین نے جب حملہ مکمل کر کے واپسی کی تو راستہ میں ان پر امریکی گن شب ہیلی کاپٹروں سے پاکستانی حدود میں بمباری ہوئی جن میں 6 مجاہدین شہید ہوئے جبکہ 2 دو زخمی ہوئے۔ شہداء میں

(1)عمران ولد۔۔۔۔۔ کچرہ فریدائی حلقہ ڈیلے۔

(2)نور سادات ولد رائیس خان، ہیبت خیل حلقہ شوال لواڑہ۔

(3)فیض اللہ ولد ڈاکٹر یوسف، ایمار خیل حلقہ مکین۔

(4)خلیل ولد خاندان، درامن خیل حلقہ بدر،

(5)عطااللہ ولد گل تار خان، شوبی خیل حلقہ زنگاڑہ۔۔

(6)۔نورزالی ولد بوستان کیکاڑائی حلقہ شکتوئی۔

کمانڈر سیلاب محسود نے کہا کہ مالِ غنیمت میں وہ مجھے یاد ہے جو میں نے اور بادشاہ گل شہید نے حاصل کیا باقی کا علم نہیں۔ان میں 75 آرآر ،ایک عدد سنائپر گن ، مگزین، اور 2 عدد بڑے مخابرے ۔اس واقعے کی تفصیل آقاء عرف فاتح، سید بادشاہ عرف خطاب، سیلاب وغیرہ سے روایت کی گئی۔

شکین ولسوالی کیمپ پر تعارض

اکتوبر2005ء رمضان المبارک میں مجاہدین محسود اور حاجی عمر(شہید) اور زنجیر (شہید) کے ساتھیوں نے مشترکہ عملیات کرنے کے لیے شکین ولسوالی پر تعارض کا پروگرام بنایا جبکہ منصوبہ یوں تیار ہوا کہ 12 نفر مورچوں پر تعارض کریں گے 22 افراد کیمپ پر تعارض کے لیے منتخب ہوئے جبکہ 20 افراد دفاع پر مامور ہوئے، لیکن مجاہدین کے آنے کی اطلاع پہلے ہی دشمن کو ہوئی تھی جب مجاہدین بازار میں داخل ہوئے تو دشمن کی طرف سے ہم پر فائر شروع ہوا جسکی وجہ سے ہم نے دفاعی جنگ شروع کی تاکہ مجاہدین جن اہداف پر پہنچے ہیں وہ واپس جائے اس لڑائی میں آیاخان ، ہیبت خیل حلقہ سراروغہ مورچے کے قریب شہید ہوا۔اور عقل زادین وزیر اور ترابی ایک اور وزیر مجاہد یہ تینوں زخمی ہوئے ان میں عقل زادین شدید زخمی تھا، دشمن کے نقصان کے بارے میں حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ جانی نقصان نہیں ہوا، یوں یہ تعارض ناکامی سے دوچار ہوا۔ اس واقعے کی تفصیل ملاحقیار اور خالد محسود سے روایت کی گئی ہے۔

لواڑہ سُر،سَر پر تعارض

2005ءموسم سرمہ دسمبر یا جنوری 2006ء بقول نیک بات مارچ میں محسود اور کچھ پڑوسی اقوام کے مجاہدین کے بشمول ،لواڑہ سُر سَر پر ملاسنگین کے سربراہی میں تعارض کا پروگرام بنایا گیا،اس تعارض میں تقریباً78 مجاہدین نے حصہ لیا،جب تعارض شروع ہوا تو ایک مورچے پر مجاہدین چڑھ دوڑے جبکہ دوسرے مورچوں پر مجاہدین خطا ہوئے۔کمانڈر سیلاب نے کہا کہ جس وقت ہم خاردار تاروں کو کاٹ رہے تھے، تو اس اثناء میں ہمارے اُوپر دشمن نے فائر شروع کیا جس کی وجہ سے ،سید راعظم زخمی ہوا۔ہم نے وہ جگہ چھوڑی اور مورچے کے مین دروازے پر پہنچے اور دشمن کا راستہ روکا، یوں یہ لڑائی پونا گھنٹہ جاری رہی، بظاہر مورچے فتح نہ ہوئے اور 2 مجاہدین نے بھی جام شہادت نوش کی (1) رحمن اللہ محسود ولد زکیم خان ملک شائی حلقہ مکین (2) ناوریز خان عرف نصیب اللہ ولد رباز خان ہیبت خیل حلقہ شوال لواڑہ۔لیکن صبح ہوتے ہی افغان نیشنل آرمی نے بسترے گول کرکے اس جگہ کو خالی کر دیا اور شہداء کے لاشوں کو بھی ساتھ لے گئے۔اہل علاقے کے بقول یہ شہداء تلاوت کرتے رہتے تھے، جبکہ اس پارٹی کے آفسر نے سپاہیوں سے کہا کہ اس کو گہرے کھائی میں پھینک دو جب سپاہی ہاتھ لگاتے تو شہداء ان کو پکڑ لیتے ۔بالاخر اس ملعون افسر نے اُنہیں طعنہ دیا اور خود کوشش کی لیکن وہ بھی اس مشاہدے کا آمنا سامنا کر گئے۔آخرکار 18 دن بعد شہداء کے لاشیں مجاہدین کو بذریعہ اہل علاقہ واپس کئے گئے،اور انہیں اپنے آبائی علاقہ مکین میں سپرد خاک کئے گئے۔جبکہ 18 دن بعد انکی

لاشیں صحیح وسالم اور تروتازہ تھے۔اسی دن زمبیلہ پر تعارض ہوا جو ناکام ہوا،،واقعے کی تفصیل کمانڈر سیلاب اور مولوی خاطر صاحب سے روایت کی گئی ہے۔

جولائی2006ءمیں خوست کے قریب شنکئی میں کماندان کا قتل

شیر زادہ عرف لالے نے کہا کہ بیت اللہ امیر صاحب نے جولائی2007ءمیں میر انشاہ سے ہماری 21افراد پر مشتمل دستے کی تشکیل خوست شنکئی نامی علاقے کی۔وہاں پر افغان نیشنل آرمی کے ایک کماندان (کمانڈر) کے قتل کے بارے میں لالے نے کہا کہ جب ہم وہاں پہنچے اور ریکی کی گئی تو معلوم ہوا۔ کہ گھات لگا کر انکے قتل میں ہمیں نقصان زیادہ ہو گا۔کیونکہ آس پاس نیٹو فورسز کے دو کیمپ موجود تھے۔لہذا ہم نے فیصلہ کیا کہ ریموٹ کنٹرول بم سے انکو نشانہ بنائینگے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم نے ریموٹ کنٹرول بم سڑک میں نصب کیا۔جب انکی گاڑی موقعہ پر آپہنچی تو ان پر دھما کہ کیا جس میں کماندان اپنے باڈی گارڈ سمیت ہلاک ہوا۔اور انکی گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔

افغانستان پکتیکا درہ میں نیٹو کانوائی پر حملہ

جولائی2006 میں مجاہدین محسود اور مجاہدین افغانستان نے پکتیکا درہ میں نیٹو کانوائی پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے محمد اللہ عرف دولا کے زیر قیادت حملہ کیا جسمیں 7 گاڑی تباہ ہوئے اسکو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے لے گئے لیکن اس میں دشمن کے نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔واقعے کی تفصیل نور سید عرف تاج کی زبانی تحریر کی گئی۔

برمل اوزبراگئی میں کمین حملہ

جون2006 میں کمانڈر ابراہیم عرف حنفی کے بقول ہم 17 مجاہدین نے اولسوالی برمل کے علاقے اوزبراگئی میں نیٹو فورسز کے 12 گاڑیوں پر مشتمل کانوائی پر 5 سے 10 میٹر کے فاصلے پر حملہ کیا جسمیں 4 گاڑیاں نذر آتش ہوئے اور میں نے اپنے ہاتھوں 4انگریز فوجی اہلکار موت کے گھاٹ اتار دیئے اسکے علاوہ جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔

برمل رخہ میں مجاہدین کا محاصرہ

2006 میں موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران کمانڈر شاہ محمود عرف کوچ حاجی برکی کے بقول ہم اولسوالی برمل کے علاقے رخہ میں نیٹو فوسز پر حملے کے انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے کہ اچانک چاروں طرف سے نیٹو اور افغان فورسز نے ہمیں محاصرے میں لیا،وہاں سے نکلنے کا امکان نہ تھا چنانچہ میں نے اپنے مجاہدین کو وظائف پڑھنے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کو کہا اس دوران کمانڈر شیر اعظم آقا نے حکم دیا کہ جنگ شروع کرو،میں نے انکار کر کے اسے جواب دیا،کہ بے جا مجاہدین کی قوت ضائع کرنا ہے،جنگ میں فائدہ نہیں۔اس اثناء میں دشمن نے فائرنگ شروع کی تا کہ مجاہدین جوابی فائرنگ کر کے اسکا ٹھکانہ معلوم کیا جائے،لیکن میں نے مجاہدین کو منع کیا کہ یہ دشمن کی جنگی چال ہے جوابی کاروائی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے آنکھوں سے ہمیں غائب کرر کھا ہے چنانچہ وظائف مکمل کرنے کے بعد میں نے مجاہدین کو محاصرے سے نکل جانے کا کہا جب ہم چل پڑے تو نیٹو فوجیوں کے پاس سے 5 میٹر کے فاصلے پر گذرتے تھے،وہ ہمیں دیکھتے ہی دیکھتے بیٹھے رہ گئے اس دوران خیر اللہ خیر خواہ (شہید) حلقہ بدروالے نے کہا کہ اس پر فائر کرتا ہوں یا اسکا گلہ گھونٹتا ہوں لیکن میں نے اسے منع کیا یوں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم بحفاظت نکلے۔

افغانستان ولایت پکتیکا درہ میں بمبار

جون 2006ء میں ملاسنگین اور کمانڈر خان سعید عرف سجناحال امیر حلقہ محسود المعروف خالد محسود کے زیر کمان 72 افراد پر مشتمل دستہ جس میں اکثریت محسود مجاہدین کی تھی جبکہ اس میں گنڈاپور ،وزیر، داوڑ، اورافغانی مجاہدین بھی شامل تھے ،مجاہدین کا یہ دستہ جب 2006 /6/ 14 کوپکتیکا درہ کنڈاو پہنچا تو ان پر ڈرون، جیٹ طیاروں، اور گن شب ہیلی کاپٹروں سے بمبار شروع ہوا جسکے نتیجہ میں 42 مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ اور باقی بچے ہوئے مجاہدین میں بھی اکثر زخمی ہوئے۔ جن میں ملاسنگین کمانڈر خالد محسود اور کمانڈر حقیار محسود بھی شامل تھے، ان شہداء کو وہاں ہی پر اہل علاقہ نے سپرد خاک کیا۔ اب اس کنڈاؤ کا نام بھی شہداء کنڈاؤر کھا گیا ہے، اس بمبار میں شہید ہونے والے محسود مجاہدین کے نام یہ ہے۔

کمانڈر بادشاہ گل ولد سید کمال نصری خیل حلقہ مکین

(2) کمانڈر عبدالحلیم ولد مولوی میر قدم خان گناخیل حلقہ مکین

(3) اکبر خان ولد شیر خان شمن خیل حلقہ سراروغہ

(4) حامد ولد سید ولی شمیرائی حلقہ سراروغہ

(5) بیت اللہ ولد قادر خان شمن خیل حلقہ سراروغہ

(6) رحمت اللہ ولد گلستان، لاخیل حلقہ مکین

(7) عبدالشکور ولد شیر غنی گوڑی خیل حلقہ سپنکئی رغزائی

(8) آمیر خان ولد شیر داد خان نظر خیل حلقہ سپنکئی رغزائی

(9) فرید خان ولد منظور خان اشنگئی منڈانہ حلقہ سپنکئی رغزائی

(10) عبدالرزاق ولد لوئی خان اشنگئی کیتوڑی سپنکئی رغزائی

(11) نصیب اللہ ولد لاپے خان اشنگئی کوٹکئی سپنکئی رغزائی

(12) شیر بادشاہ ولد رحم دین جلال خیل حلقہ چگملائی

(13) شیر پاؤ ولد جنگ بادشاہ سلیمی خیل حلقہ خیسور

(14) خیر والی ولد متازار خان درامن خیل سپنکئی حلقہ بروند

(15) محمد اسحاق ولد شیر زمان شابی خیل سپنکئی حلقہ بروند

(16) شاہ حسین ولد سلطان اکبر مچی خیل لنڈائی رغزائی حلقہ بروند

(17) خلیل الرحمن ولد شاپیر خان گیگاخیل سرویکئی حلقہ بروند

(18) فیض اللہ ولد راستے خان ہیبت خیل حلقہ قلندر

(19) ندیم خان ولد نظام الدین لنگر خیل حلقہ لدھا

(20) خورشید ولد جنان شابی خُل حلقہ دواتوئی

(21) ناصر خان ولد حاجی محمد کیکاڑائی حلقہ خیسور

پکتیکا اولسوالی برمل رخہ میں کمین

جون 2006 میں کماندان ابراہیم عرف حنفی کے مطابق ہم 18 مجاہدین نے برمل کے علاقے رخہ میں نیٹو فوج کے 4 گاڑیوں اور اسکے پاس کھڑی فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا چند منٹ کے فائرنگ کے بعد ہم بمبار سے بچتے ہوئے نکلے جسکی وجہ سے دشمن کی ہلاکتوں کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہوسکا۔ اس لڑائی کی تفصیل کمانڈر حنفی کے زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ برمل انگور آڈہ پچپی کوٹ

2006 موسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران برمل پچپی کوٹ پر مجاہدین محسود اور احمد زائی وزر مجاہدین نے مشترکہ تعارض کیا اس تعارض کی کمانڈینگ شیر اعظم آقا عرف فاتح کررہے تھے، اہل علاقہ کے بقول اتنی سخت جنگ اس سے قبل کبھی بھی نہیں ہوئی۔ مجاہدین کا یہ دستہ 150 افراد پر مشتمل تھا اس لڑائی میں 5 مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا جبکہ 3 مجاہدین زخمی بھی ہوئے۔ جن میں کمانڈر شیر اعظم آقا اور اسکا دوسرا ساتھی شامل ہے۔ اور شہداء میں خاندان محسود ولد مزمل خان شمن خیل حلقہ لدھا، (2) سیف الدین ولد نیوز خان، وزیر گئی حلقہ ڈیلے (3) عبدالرشید کاکا ولد میثل خان برکی حلقہ سام، جبکہ 2 مجاہدین وزیر تھے جو جام شہادت نوش کرگئے، جبکہ باقی مجاہدین بمع شہداء بحفاظت واپس آگئے، لیکن تعارض شدید لڑائی کے باوجود بھی ناکامی سے دوچار ہوا تفصیل شیر اعظم آقا اور ابویاسر اور ملاحقیار کی زبانی تحریر کی گئی ہے،

(محمد شعبان ولد پاتے خان (فاتح خان) وزیر گائی کی شہادت)

2006ء موسم گرمہ کی تشکیلات میں مجاہد محمد شعبان افغانستان کے علاقے گردیز میں اتحادی فوج سے لڑتا ہوا شہید ہوا اس سے زیادہ تفصیلات ہاتھ نہ آئے

محمد عمران کی شہادت

2006 موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران محمد عمران ولد خیر محمد درامن خیل اپنے بھائی کی تلاش میں افغانستان گئے کیونکہ اس کا بھائی جہاد کیلئے افغان طالبان سے جاملا تھا عمران بھائی کی تلاش میں میدان شہر پہنچے وہاں طالبان سے ملے۔ اسی اثناء میں طالبان تعارض کے لیے تیاری کر رہے تھے، چنانچہ محمد عمران بھی جذبہ جہاد سے سرشار ہوئے اور طالبان کے ساتھ تعارض میں شریک ہوئے، اور لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرماگئے۔

بوبرک تھانہ پر تعارض

2006ء رمضان المبارک میں مجاہدین محسود اور چند دوسرے مجاہدین نے بوبرک تھانہ پر تعارض کیا جس میں سب مورچے فتح ہوئے صرف ایک مورچہ باقی رہ گیا۔ اس کاروائی میں ایک عسکر زندہ گرفتار کیا گیا، جبکہ چار کی لاشیں وہاں پڑی نظر آئی باقی اسکے علاوہ جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہوسکی۔ اس لڑائی میں 3 مجاہدین مسمیٰ شاہ فیصل برکی حلقہ سام۔ (2) عبدالآمین ولد نواز خان شمن خیل گور گورہ حلقہ برونڈ، (3) بیت اللہ ولد لالائی نسری خیل، نے جام شہادت نوش کیا، اور تین یا چار مجاہدین زخمی بھی ہوئے۔ مجاہدین کو مال غنیمت میں 4 عدد کلاشنکوف، 3 عدد پستول، ایک عدد سکیلہ (گرینوف) جبکہ 5 لاکھ نقدی روپیہ ہاتھ آئے، اسکے علاوہ بھاری ہتھیاروں گاڑیوں اور مورچوں وغیرہ کو آگ لگادی اور بارودی مواد سے تباہ کیا۔ اس واقعے کی تفصیل یار محمد عرف یارو اور ذبیح اللہ ملنگ سے روایت کی گئی ہے

قلعہ بندر افغانستان پر تیسرا تعارض

2006ء موسم سرمہ میں قلعہ بندر پر اس حال میں 70 افراد پر مشتمل دستہ نے تعارض کیا، کہ برف پڑی تھی۔ معمولی مذاحمت کے بعد قلعہ فتح ہوا، اس میں چند مجاہدین زخمی ہوئے، جبکہ شہادتیں نہیں ہوئی، اور بہت سارا سامان مال غنیمت میں ملا۔ جن میں 2 عدد سکیلہ (گرینوف) 6 عدد کلاشنکوف برطانوی ساخت والے، 3 سٹلائٹ وغیرہ سامان شامل تھا، جبکہ 2 فوجی بھی زندہ گرفتار ہوئے، مال غنیمت میں 3 لاکھ روپیہ نقد مجاہدین محسود کو ملے، اور بقایا مال غنیمت کمانڈر زنجیر کے ساتھیوں کو بخش دیا، جبکہ وہ سامان جیسے گاڑیاں اور بھاری ہتھیار اور قلعہ کی عمارت اسکو نذر آتش کیا۔ یادرہے کہ اس میں مراہوا عسکر ہمیں نظر نہ آیا، کاروائی کی تفصیل کمانڈر آقا عرف فاتح اور ابو یاسر کی زبانی تحریر کی گئی۔

حافظ الیاس کی شہادت

2006ء میں نور عالم محسود نے بیت اللہ محسود کے پوچھے بغیر مجاہدین کا ایک گروہ افغانستان میں جنگ کرنے کے لیے لے گیا تھا جب یہ گروہ منگڑیتے پہنچا تورات کے تاریکی میں عرب مجاہدین کے ساتھ آمنا سامنا ہوا، دونوں نے ایک دوسرے کو دشمن سمجھ کر ایک دوسرے پر فائرینگ شروع کی جسکے نتیجہ میں حافظ الیاس ولد ارجال لنگر خیل حلقہ سام اور حافظ ولد اکرام اشنگی حلقہ سام شہید ہوئے، جبکہ اس حادثے میں دوسرے نقصانات کا علم نہ ہوسکا۔ ہاں مجھے اتنا معلوم ہے کہ اس حادثے میں کچھ عرب بھی شہید ہوئیں۔

لواڑہ کیمپ پر میزائل حملہ

جنوری یا فروری 2007 میں لواڑہ کیمپ پر سکر بیس (6 فٹ لمبے) میزائل فائر کئے یہ رات کے وقت داغے گئے، اس میں نقصان کا پتہ نہ چلا۔

پکتیکا سپیرہ ولسوالی پر حملہ

2007ء موسم بہار میں سپیرہ ولسوالی پر تعارض کیلئے 36 افراد پر مشتمل دستہ کمانڈر خان سعید عرف سجنا (المعروف خالد محسود) جو اس وقت جنگی کمانڈر (کماندان تھے) کی سربراہی میں تشکیل ہوئی کمانڈر سجنا خالد محسود نے کہا کہ اس ولسوالی پر پہلے بھی کئی حملے ہوئے تھے۔ لیکن ناکام ہوئے کیونکہ مقامی آبادی والے فوج کا ساتھ دے رہے تھے (جسکو پشتو زبان میں چیغہ کہتے ہیں) اس بار ہم نے جنگی چال چلائی صرف تعارض کے لیئے 16 مجاہدین کا انتخاب کیا جبکہ باقی 20 مجاہدین کو آس پاس کے علاقے میں بیٹھایا، اورانہیں تنبیہ کی گئی کہ جب ہم تعارض کرینگے تو آپ لوگ چاروں طرف سے نعرہ تکبیر بلند کرتے رہیں تاکہ اہل علاقہ پر رعب پڑے کہ مجاہدین اس بار زیادہ قوت لیکر آئے ہیں،

اور فوج کا ساتھ نہ دے (چیغہ نہ کریں) چنانچہ جب ہم نے نعرہ اللہ اکبر سے ولسوالی کے کیمپ پر تعارض شروع کیا تو بہت کم وقت کی لڑائی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح نصیب کی ایک فوجی (عسکر) کو زندہ گرفتار کیا۔ باقی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے، جبکہ وہاں کھڑی گاڑیاں وغیرہ کو نذر آتش کئے اور مال غنیمت میں 3 عدد کلاشنکوف اور 700 سو کارتوس سکیلہ کے ملے، کیمپ کی بلڈینگ وغیرہ کو نذر آتش کیا، اور آس پاس بیٹھے مجاہدین کے نعرہ تکبیر کے صداوں سے قوم پر رعب پڑا اور وہ، مقابلے کیلئے نہیں نکلے چیغہ پارٹی ناکام ہوئی، صبح کو امریکی فوج آپہنچی اور قوم کو جنجوڑا کہ آپ لوگوں نے مقابلہ کیوں نہ کیا، انہوں نے عذر پیش کی کہ طالبان نے چاروں طرف سے ہمیں محاصرہ کیا ہوا تھا، ہم گھروں سے بھی نہیں نکل سکتے تھے، چنانچہ بہت ہی معمولی افرادی تعداد اور کم لڑائی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ولسولی فتح ہوا اور ہم سلامت غانمین لوٹے۔ اس واقع کی تفصیل خالد محسود سے روایت کی گئی ہے۔

لوگر میں حملہ: بقول یار محمد عرف یارو بیت اللہ امیر صاحب نے ہماری تشکیل بشیر افغانی کے ہمراہ افغانستان کے علاقے لوگر کی۔ وہاں پر ڈیڑھ ماہ تک انتظار کے باجود بشیر افغانی نے کوئی ترتیب نہیں بنادی، بالاخر ہم تنگ ہوگئے اور وہاں پر بہرام جان کوچی سے رابطہ کیا اور ان سے

ملے اور پھر وہاں پر ہم 10 مجاہدین محسود اور بہرام جان کے آٹھ ساتھیوں نے ملی اردو کے ایک کیمپ پر 13 جولائی 2007 کو حملہ کیا جو بحمد اللہ فتح ہوا اور کیمپ کو آگ لگادی اور اس میں موجود ایک گاڑی بھی نذر آتش کی گئی مقامی لوگوں کے بقول اس تعارض میں کمانڈر سمیت 13 اہلکار مارے گئے تھے جبکہ مال غنیمت میں 3 یا 4 عدد کلاشنکوف ایک عدد آر پی جی وغیرہ سامان شامل تھا، جبکہ مجاہدین میں سے صرف گلبدین محسود (شہید) زخمی ہوئے۔

ورگین کیمپ پر بی ایم میزائل سے حملہ: جولائی 2007ء میں ہم نے 14 عدد میزائل ورگین کیمپ پر فائر کئے لیکن اس کے بارے میں معلومات نہ ہو سکا کہ دشمن کا کتنا نقصان ہوا۔ اسی تشکیل میں درہ پکتیکا میں ایک جاسوس بھی موت کے گھاٹ اتار دیا، ان میزائل حملوں کی تفصیلات صورت خان عرف متقی کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

زیڑک کیمپ پر pm میزائل سے حملہ جولائی 2007ء میں زیڑک کیمپ پر 10 عدد بی ایم میزائل فائر کئے جن میں 3 میزائل عین ہدف پر جالگے۔ لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔

میدان وردگ جلیز میں تعارض

کمانڈر یار محمد عرف یارو کے بقول ہم 10 مجاہدین محسود اور بہرام جان کوچی کے ساتھیوں نے میدان وردگ کے علاقے جلیز میں شہیدان مورچہ پر تعارض کیا جس میں تین مجاہدین محسود کی شہادت واقع ہوئی اور انہیں وہاں پر دفن کیا، یہ تعارض بھی 2007 کے موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران ہوا۔

افغانستان پکتیکا باڑہ قلعہ پر تعارض

2007 موسم گرمہ کے ایام میں مجاہدین محسود وغیرہ نے افغانستان باڑہ قلعہ پر تعارض کیا لیکن یہ تعارض ناکام ہوا اور دشمن کی جوابی فائرنگ سے (۱) عظیم خان ولد شیر محمد ملک دینائی شنکئی حلقہ ڈیلے (۲) اور امیر اللہ ولد مرحاجان عرف سنگڈین بنگش خیل نے جام شہادت نوش کی۔ تفصیل آنس وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

لوگر میں پولیس گاڑی پر حملہ

بقول کمانڈر یار محمد عرف یارو لوگر کے علاقے میں کمانڈر بہرام جان کوچی کے حکم سے ہم نے ایک پولیس گاڑی پر جولائی 2007 میں حملہ کیا جسمیں سوار 6 افراد ہلاک کئے۔ جبکہ یہ حملہ بلکل صاف میدان میں 2 کیمپوں کے درمیان ہم نے کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم بحفاظت واپس ہوئے۔

پکتیکا منز کائی میں کمین۔

جولائی 2007ء میں نیٹو فوج کی 16 گاڑیوں پر مشتمل کانوائی زیڑک سے ورگین جارہا تھا جس پر بمقام **منز کائی** (پکتیکا) رات 10 بجے کے وقت میں مجاہدین محسود نے کمانڈر صورت خان عرف متقی کی سربراہی میں حملہ کیا کمانڈر متقی کے بقول دشمن دو گاڑی کو فرار ہونے میں کامیاب ہوا جبکہ 14 گاڑی مجاہدین نے فائرنگ سے روکے رکھے جن میں بعض گاڑی کئی دن تک وہی پر کھڑی تھی۔ اہل علاقہ کے بقول اس میں دشمن کا جانی نقصان زیادہ ہوا۔ البتہ صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ مجاہدین کا 13 نفوس پر مشتمل دستہ بحفاظت مرکز پہنچا۔
کاروائی کی تفصیل خود اسکے فاعل کی زبانی تحریر کی گئی۔۔

رخہ میں کمین

50افراد پر مشتمل مجاہدین کا دستہ جس میں 10 محسود مجاہدین تھے جبکہ 30وزیر مجاہدین اور 10 داوڑ مجاہدین تھے جسکا تعلق بھی بیت اللہ محسود سے تھا جولائی 2007ء میں نیو آڈہ سے 14 گاڑیوں پر مشتمل نیٹو فوج کا قافلہ علاقہ رخہ میں داخل ہوا۔ جس پر مجاہدین کے اس دستہ نے حملہ کیا جس میں آگے جانے والی 2 گاڑی ڈرائیور فرار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ باقی گاڑی مجاہدین کے نشانہ پر جا لگے جسے جزوی نقصان پہنچا ۔البتہ اس میں دشمن کے جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔ مجاہدین میں سے اس کاروائی کی تفصیل بتانے والے مجاہد نصیب اللہ کا کان زخمی ہوا۔ آج بتاریخ 8اگست 2016ء کو اسکے کان کا معائنہ کیا لیکن وہ اس کان سے سُن نہیں سکتا، بلکہ بہرا ہوا ہے کاروائی کی تفصیل انہی کی زبانی لکھا ہے۔

گل بوبرائی گھر پر تعارض

2007ء موسم گرمہ کی تشکیلات میں (میں سجنا) وہاں پر ذمہ دار تھا گل بوبرائی نامی شخص بڑا اسلام دشمن اور امریکیوں کا وفادار تھا اس نے 2 عرب مجاہدین اور ایک وزیر مجاہد کو شہید کیا تھا ہمارے اسی 2007ء گرمی کے تشکیلات میں گل بوبرائی کے چند عسکر فوجی گاڑی میں سوار بارودی سرنگ سے ٹکرا کر ہلاک ہوئے جسکی تعداد 8 نفر (نفوس) تھی۔ گل بوبرائی نے قسم اُٹھائی تھی کہ اس کو اُس وقت تک دفن نہیں کرونگا جب تک ان کا انتقام نہ لیا ہو۔ چنانچہ اسی دوران اسی علاقے میں گھات لگائے مجاہدین پر انہوں نے حملہ کیا جس میں ایک افغانی مجاہد شہید ہوا۔ اس واقعہ کی اطلاع جب ہمیں ملی میں نے (سجنانے) مجاہدین کو جمع کیا تا کہ ہم بھی ان سے بدلہ لے لے۔ لیکن مقامی مجاہدین نے انکار کیا اس پر مجھے غصہ آیا اور قسم اُٹھائی کہ جب تک اس سے بدلہ نہ لو افغانستان میں امریکیوں پر گولی نہیں چلاؤنگا، چنانچہ یہ اطلاع ملا سنگین کو دی وہ میرانشاہ سے آیا، مقامی مجاہدین سے بات کی کہ پہلے پہل مقامی دشمنوں کو ٹھکانے لگایا جائے۔ لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے جب ان سے چار سو مایوس ہوئے تو مجھے (سجنا) سے کہا کہ آپ مقامی مجاہدین کی رعایت کر لینا، میں نے کہا کہ یا تو پہلے منافقین کی صفائی ہو گی یا ہم نے افغانستان سے جانا ہے۔ بالا خر ملا سنگین نے کہا کہ آپ لوگوں کا افغانستان سے جانا مجھے گوارہ نہیں۔ چلو منافقین سے نرمی کی پالیسی کو ہم چھوڑ دیتے ہیں، چنانچہ اس کے بعد ہم نے پہلے پہل گل بوبرائی نامی منافق کے گھر پر تعارض کیا۔ انکے ساتھ انکے دوسرے اعزاء کے گھروں اور پوستہ پر بھی تعارض کیا، جسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی۔ اور وہ بھاگ کر فرار ہوئے جبکہ اس کا ایک بھائی مارا گیا اور انکے گھروں کو جلایا۔ اس سال کئی دوسرے منافقین بھی ہلاک کئے جن میں صالح (2) تراب (3) نسیم وغیرہ شامل تھے جب اس کا بھائی رحمت شاہ خود مرا اس نے ایک افغانی مجاہد کو بعد از شہادت قبر سے نکالا تھا اور امریکیوں کو باور کرایا تھا کہ میں نے اصل جہادی شخصیت کو قتل کیا ہے، اس لیئے جب وہ فوت ہوئے تو ہمیں یہ اطلاع ملی۔ چنانچہ ہم بھی جزباتی ہوئے زجراً اسکی لاش کو قبر سے نکالا اور تین دن تک سولی پر لٹکایا تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں، کہ مجاہدین سے ناروا سلوک کرنے والے کبھی بھی معاف نہیں کئے جاتے۔ شرعی مسلہ کا ہمیں علم نہیں تھا البتہ سیاسًا یہ عمل ان سے کیا۔ منافقین کے خلاف اس سرچ اپریشن کے بعد یہ پورا علاقے آج 26 جولائی 2016 تک مجاہدین کا مرکز رہا۔ اس واقعے کی تفصیل کمانڈر حقیار اور خالد محسود صاحب سے روایت کی ہے۔

منځکئ (منزکائی) نکہ میں کمین: 2007ء مئی یا جون گرمی کے تشکیلات میں ہم نے منځکئ (منزکائی) علاقہ نکہ پکتیکا میں سڑک پر 2 ریموٹ بم نصب کئے اور ساتھ ہی 27 افراد وہاں گھات لگائے بیٹھے رہے جب فوجی قافلہ وہاں سے گزرنے لگا تو پہلے 2 دو گاڑیوں کو ریموٹ

بموں سے تباہ کیا اور ساتھ ہی دوسرے قافلہ میں شریک گاڑیوں پر بھی حملہ شروع کیا۔ کل 9 گاڑی تھے اس میں دشمن کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکی۔ لیکن مجاہدین دشمن کے تمام تر قوت استعمال کرنے کے باوجود وہاں سے سلامت نکلے اور بحفاظت مراکز پہنچے، اسی ہی تشکیل میں ایک اور حملہ اسی سڑک پر 12 گاڑیوں پر مشتمل قافلہ پر ہوا اس دوران ہمارے اُوپر سخت بمبار ہوا لیکن ہم 30 افراد پر مشتمل دستہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کی شر سے محفوظ رہے، جبکہ فوج کے نقصان کے بارے میں ہمیں معلومات ہاتھ نہ آئیں۔ یاد رہے کہ گھات لگائے حملوں میں دشمن کے جانی نقصان کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ یہ حملے کچھ فاصلے سے دشمن کے کانوایوں پر ہوتے رہتے ہیں جیسے افغانی مجاہدین کمین کہتے ہیں۔ اس واقعے کی تفصیل کمانڈر سیلاب محسود سے روایت کی گئی ہے۔

پکتیکا سرے میدان اور زیڑک کے درمیان جنگل میں انگریزوں پر حملہ

جون یا جولائی 2007ء میں سرے میدان اور زیڑک کے درمیان جنگل میں گھات لگائے مجاہدین انتظار کر رہے تھے 6 دن تک سڑک کے کنارے انتظار کیا اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ بڑے انتظار کے بعد 8 گاڑیاں انگریزوں کے کمین گاہ آپہنچے۔ جن میں 4 گاڑی پر ہم نے حملہ کیا جس میں دشمن کی طرف سے فائر نہیں ہوا، زیڑک کے باشندے مسرور کے بقول اس حملے میں 300 نفری کے مسؤل کیپسن یا گیبسن نامی انگریز ہلاک ہوا، جبکہ 7 سے 10 تک سپاہی بھی مارے گئے۔ مولوی مخلص کی زبانی یہ واقعہ تحریر کیا ہے آپ صاحب خود مجاہدین کے اس دستے کے ذمہ دار تھے جو 15 یا 17 افراد پر مشتمل تھا۔

پکتیکا منز کائی میں حملہ

2007ء موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران منځکائی (منز کائی) نامی علاقے میں مین سڑک پر گھات لگائے بیٹھے تھے کہ اس دوران غالباً 13 تیرہ گاڑی کمین گاہ پر پہنچے پہلے پہل ریموٹ بم سے حملہ کرنا چاہا لیکن وہ جیمر کی وجہ سے ناکارہ ہوا، بعد ازاں آر پی جی، سکیلہ اور کلاشنکوف وغیرہ سے قافلے پر حملہ کیا جس میں بقول گل بو برائی ملی اردو کماندان کے چچازاد بھائی کے اس حملے میں ایک انگریز خاتون ہلاک ہوئی۔ جبکہ باقی جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔

پکتیکا سرے میدان اور زیڑک کے درمیان حملہ

2007ء کے تشکیلات کے دوران پکتیکا سرے میدان اور زیڑک کے درمیان نکہ ولسوالی کے ولسوال کے بیٹے پر کمین مارا جس میں ولسوال کا بیٹا اور اسکا باڈی گارڈ بھی فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ ولسوال کے بیٹے کی کلاشنکوف جو میں نے اُن سے چھین لیا وہ ملاسنگین نے مجھے دیا، گاڑی بیت اللہ آمیر صاحب نے ملاسنگین کے حوالئے کی۔

پکتیکا زیڑک کیمپ پر حملہ

اگست 2007ء میں کمانڈر صوفی عرف نافذ کے سربراہی میں مجاہدین نے زیڑک کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا لیکن دشمن کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات ہاتھ نہ آئی، البتہ دشمن کے مارٹر گولہ سے مجاہد نصیب اللہ ولد رابوز خان شہید ہوا۔ تفصیلات نور باقی جان امیر حلقہ سپین کمر کی زبانی تحریر کی ہے۔

سہ روزہ میں کمین

6 ستمبر 2007ء کو انگریز نیٹو فوج کی 12 گاڑیوں پر مشتمل کانوائی ور گین سے شیر تنّہ جارہا تھا مجاہدین محسود نے (بمع چند افغانی اور داوڑ مجاہدین کے) بمقام سہ روزہ کمانڈر صوفی عرف نافذ اور نیک بات عرف البتار کے سربراہی میں اس قافلے پر حملہ کیا۔ جس میں 3 گاڑی آر پی جی سے نشانہ بنا کر تباہ کی۔ جبکہ 2 گاڑی کو بھگا کر کمین گاہ سے نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور باقی 7 گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا، لیکن اس کاروائی میں دشمن کے جانی نقصان کے تعداد کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی، کاروائی کے بعد سب کے سب 53 مجاہدین پر مشتمل دستہ سلامت واپس ہوا، کاروائی میں دو کمانڈروں نے حصہ لیا تھا۔ اس لیے واپسی میں صوفی عرف نافذ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مرکز کی طرف چل پڑے۔ جبکہ کمانڈر نیک بات عرف البتار اپنے 18 ساتھیوں کو لیکر مرکز کی طرف رواں دواں تھے، انکا کہنا ہے کہ اچانک رات کے 9 بجے امریکی گن شب ہیلی کا پٹروں سے ہم پر شیلنگ شروع ہوئی۔ جسکے نتیجہ میں 10 افراد شہید ہوئے اور 5 زخمی ہوئے صرف 3 ساتھی ہی سلامت رہے، شہداء کے نام مندرجہ ذیل ہے۔

(1) خان زادین ولد مومین، آبا خیل حلقہ سپین کمر

(2) فیض الدین ولد پایو خان شمک خیل حلقہ سپین کمر

(3) گل مانور ولد زاوداد خان ملک شائی حلقہ سپین کمر

(4) عمر زادہ ولد راپ شاہ جان، گلیشائی حلقہ دواتوئی

(5) عبد القیوم ولد پیر فدا خان شابی خیل حلقہ دواتوئی

(6) خنظلہ ولد۔۔۔۔۔۔۔ حلقہ بدر (7) ندیم صوبہ پنجاب پاکستان

(8) روحانی زادران افغانستان

(9) شیر محمد زادران افغانستان

(10) شمالی وزیرستان قوم داوڑ کا مجاہد تھا جسکا نام یاد نہیں

اس کاروائی کو کمانڈر البتار کے زبانی تحریر کی گئی جو بنفس نفیس اس میں شریک تھا۔

بوبرک تھانہ افغانستان پر تعارض

نومبر 2006ء میں عید الاضحیٰ سے قبل 150 افراد پر مشتمل دستہ بوبرک تھانہ پر تعارض کیلئے تشکیل ہوا یہ دستہ مختلف اقوام کے مجاہدین پر مشتمل تھا لیکن کمانڈنگ اور سربراہی محسود مجاہدین کی تھی، جب یہ دستہ وہاں پہنچا اور تھانے پر تعارض شروع کیا جس میں فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال کیا تو نتیجہ میں۔ کمانڈر نوراللہ عرف تورلوانگین شہید ہوا جبکہ بہرام جان زخمی ہوا جسکی وجہ سے مجاہدین کے حوصلے پست ہوئے اور یوں یہ تعارض ناکامی سے دوچار ہوا۔ اس واقعے کی تفصیل اخلاص یار سے روایت کی گئی ہے۔

سٹے کانڈاؤ میں حملہ :جون یا جولائی 2008ء میں سٹے کانڈاؤ گردیز سڑک پر ہم مجاہدین گھات لگائے انتظار میں تھے کہ 2 فوجی ٹینگ آپہنچے اس پر ہم نے حملہ کیا لیکن گولی اس پر اثر نہ کر رہی تھی ٹینگ بھگا کر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے نقصان کا علم نہ ہو سگا۔ اس واقعے کی تفصیل اخلاص یار سے روایت کی گئی ہے۔

سٹے کانڈاؤکے سڑک پر کمین

2008ء کے موسم گرمہ میں سٹے کانڈاو میں سڑک پر 2 کنٹینرز گاڑی اور ایک اسکی حفاظت پر مامور پولیس گاڑی جسکانام مرگ تہ انتظار (موت کا انتظار) جواپنے بہادری کے بل پوتے پر کنٹینرز کولے جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم موت کے انتظار میں ہیں اور موت سے نہیں ڈرتے ان پر گھات لگاکر حملہ کیا جسکے نتیجہ میں بہادر پولیس جو موت کے انتظار میں تھے اپنی گاڑی ایسا بھگاکر فرار ہوئے کہ دیکھا بھی نہیں ۔جبکہ کنٹینرز رُک گئے اور ایک کو آگ لگی لیکن اس کے عملے کے بارے معلومات نہ ہوسکے کہ وہ ہلاک ہوئے یا نہیں۔۔

سٹے کانڈاؤولسوالی کیمپ پر حملہ

2008ء کی موسم گرمہ کے تشکیلات میں کمانڈر تاج گل عرف میوند نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سٹے کانڈاو گڑدے چیڑے کیمپ ولسوالی پر تعارض کیا جسمیں تھوڑی ہی مزاحمت کے بعد ولسوالی فتح ہوئی جبکہ ایک مجاہد ابوناصر زخمی ہوا اور مال غنیمت میں 2عدد سکیلہ (گرینوف) اور دیگر سامان ملا، اسی ہی علاقے میں کمانڈر عمر عرف منتظر نے بھی گھات لگاکر حملہ کیا تھا لیکن اس کے بارے میں زیادہ تفصیلات معلوم نہیں ہوسکے۔اور اس حملہ میں فوج کے جانی ومالی نقصان کے بارے میں تفصیل معلوم نہ ہوسکا اس واقعے کی تفصیل اخلاص یار سے روایت کی ہے۔

سہ روزہ کوٹنڑے کمین

جون یا جولائی 2008ء میں سڑک پر 100 سے زائد گاڑیوں کا قافلہ جارہا تھا جس پر 50 مجاہدین نے

گھات لگاکر حملہ کیا اس حملے میں مجاہدین نے آرپی جی وغیرہ اسلحہ استعمال کیا جس میں سول گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا، جبکہ افغان فوج وغیرہ کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہیں ہوسکی البتہ اتنا ضرور ہے کہ اسکا نقصان بہت ہوا ہوگا۔کمانڈر سجنا (المعروف خالد محسود) اور کمانڈر حقیار نے کہا کہ امریکی جیٹ طیارے زمین سے اتنے قریب پرواز کرکے بمبار کررہے تھے گویا کہ سڑک پر اسکو اُتار رہے ہیں۔

اس واقعے کی تفصیل کمانڈر حقیار و خالد محسود آمیر صاحب سے روایت کی ہے

سہ روزہ شووئی کمر میں کمین

خالد محسود کے بقول جون یا جولائی 2008ء میں سہ روزہ شووئی کمر سڑک پر 12 بکتربند گاڑیوں کا قافلہ جارہا تھا اس پر گھات لگاکر حملہ کیا لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہوسکے کہ اس میں جانی ومالی کتنا نقصان ہوا جبکہ بظاہر گاڑیوں پر کوئی بڑا گولہ نہ لگا۔۔

سٹے کانڈاؤمیں کمین

2008ء موسم گرمہ کی تشکیلات میں مولانا عزیز اللہ عرف خڑاگائی ماسید شہید کی تشکیل افغانستان سٹے کانڈاو ہوئی تھی انہوں نے وہاں پر ایک جاسوس قتل کیا جس کی تعزیت کیلئے اتحادی افواج کا پانچ گاڑیوں پر مشتمل قافلہ آیا اس پر مولانا (شہید) کی سربراہی میں حملہ ہوا لیکن اس میں فوجی نقصان کے بارے میں مجھے علم نہ ہوسکا البتہ اسکی ویڈیوں فلم موجود ہے اس واقعے کی تفصیل اخلاص یار سے روایت کی گئی ہے۔

سہ روزہ شوئی کمر کوترنڑے میں کمین

2008ء موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران ہم سہ روزہ شوئی کمر میں سڑک پر گھات لگائے انتظار کررہے تھے کل 85 مجاہدین تھے کہ اچانک 13 عدد غواگئے (کرولاکار) اور 9 عدد صرف جیپ گاڑیاں 7عدد ٹویٹا گاڑی جس میں افغان نیشنل آرمی اہلکار سوار تھے جبکہ راشن بھرے ٹرک اور ڈیزل ٹینکر وغیرہ پر مشتمل قافلہ (کانوائے) جو شرنہ سے ورگین جارہا تھا جب یہ قافلہ کمین گاہ پہنچا تو ہم نے اس پر حملہ کیا

جس کے نتیجہ میں اکثر گاڑیوں کو آگ لگی اور جل کر نذر آتش ہوئے لیکن جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی، جبکہ ایک مجاہد امجد یار، اپنے دوسرے ساتھی کے گولی سے زخمی ہوا، اور یہ مین سڑک صبح اٹھ بجے سے ظہر دو بجے تک بند رہی۔

سپیرہ ولسوالی کیمپ پر تعارض

2008ء موسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران ہم نے (ملاحقیار) سپیرہ ولسوالی کیمپ پر تعارض کا پروگرام بنایا۔ مورچوں پر حملے کی ذمہ داری کمانڈر ملاحقیار اور منیب افغانی کی تھی جبکہ کیمپ پر حملے کی ذمہ دار قاری جلال اور ملا سنگین کے بھائی وارث خان کی تھی۔ جب تعارض شروع ہوا تو کچھ مذحمت کے بعد مورچے فتح ہوئے اور کیمپ فتح نہ ہو سکا، مورچوں میں 2 عسکر مارے گئے جبکہ باقی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور اسکے علاوہ دشمن کے جانی ومالی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔ اور مال غنیمت میں 2 عدد سکیلہ، ایک عدد آر پی جی بمع 12 عدد گولے، 3 عدد کلاشنکوف ملے۔ لڑائی کے دوران مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن وہاں سے واپسی پر راستہ میں گن شپ ہیلی کاپٹرز کے بمبار میں 7 مجاہدین شہید ہوئے، جن میں 2 محسود اور باقی 5 افغانی تھے (1) نثار احمد بر کی محسود حلقہ سام، (2) اویس بر کی حلقہ سام۔ واقعے کی تفصیل کمانڈر حقیار سے روایت کی گئی۔

افغانستان بندر قلعہ کے قریب مجاہدین پر بمبار

جولائی 2008ء میں مجاہدین محسود مولوی ابو جندل کے سربراہی میں غزنی سے تعارض کر کے واپس آرہے تھے جب قلعہ بندر کے قریب پہنچے تو مجاہدین کے قافلہ پر بمبار شروع ہوا۔ جس میں کئی شہداء ہوئے انکے نام یہ ہیں۔

(1) ولی اللہ ولد بوستان کیکاڑائی حلقہ بدر

(2) ربنواز ولد خیگئی خان کیکاڑائی حلقہ بدر

(3) احمد جان ولد خانہ جان نیکزان خیل حلقہ بدر

(4) عبد الرحمن ولد جمعہ گل ملک دینائی ایڑے کا چکائی۔

جس مقصد کے لیے اُس پر حملہ ہوا وہ پورا نہ ہوا جبکہ اس جاسوس کے رشتہ دار گرفتار ہوئے، ان گرفتار شدہ گان کے رشتہ دار افغان نیشنل آرمی میں بھرتی تھے۔ ان کو اس شرط پر رہا کر دیئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو افغان نیشنل آرمی کے نوکری سے بے دخل کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہم نے گرفتار افراد کو رہا کیا۔ واقعہ کی تفصیل عمری کے زبانی تحریر کی گئی۔

افغانستان مذدک میں حملہ

اگست یا ستمبر 2008ء موسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران مجاہدین محسود نے کمانڈر رفیق حافظ کے سربراہی میں افغانستان مذدک پہاڑی کے ڈھلوانوں میں مرکز کھولا تھا۔ تاکہ اس مرکز سے جواسیس کے ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ جاری رکھا جائے، چنانچہ اس تشکیل کے دوران تین جاسوس جن میں ہمیش گل تانڑائی مشہور تھاموت کے گھاٹ اتار دیئے۔ وہاں قومی مورچہ پر حملہ کر کے اسکو فتح کیا۔

نیک محمد ولد میرات خان محسود ہیبت خیل کی شہادت

اپریل 2010 میں نیک محمد ولد سیرات خان محسود ہیبت خیل کمانڈر اسحاق وزیر کے مجاہدین کے ہمراہ افغانستان گیا تھا وہاں دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہ تفصیل سرباز اور دوسرے مجاہدین لواڑہ کے زبانی تحری کی گئی۔

زار خان ولد صوبیدار اکرم خان شابی خیل زانگاڑہ کی شہادت

2011 کے موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران زار خان ولد صوبیدار اکرام خان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ افغان طالبان کے ہمراہ لوگر افغانستان گیا تھا۔ اور وہاں پر افغان افواج اور اتحادی افواج کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ تفصیل محمد قادر خان کی زبانی تحریر کی گئی۔

بادشاہ خان ولد سین گل محسود باند خیل کی شہادت

2011 کے موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران بادشاہ خان ولد سین گل باند خیل حلقہ لواڑہ شوال وزیر مجاہدین کے بہادر جان گروپ کیساتھ افغانستان پکتیکا سروبی گیا تھا، وہاں فوجی کانوائی پر حملہ کر کے تین گاڑیوں کو تباہ کرنے کے بعد واپسی میں تھے کہ اچانک ان پر بمبار ہوا جسمیں بادشاہ خان اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت شہید ہوا۔ تفصیل اپکے بیٹے کی زبانی لکھی ہے۔

پکتیکا سپد ورنرائی پر حملہ

جون 2012ء سپد ورنرائی کیمپ پر حملے میں محسود وزیر اور افغانی طالبان میں کانٹے کا مقابلہ ہوا۔ کمانڈر ذبیح اللہ عرف ملنگ کی سربراہی میں اس پر حملہ کیا گیا۔ جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال ہوا بالاخر محسود مجاہدین نے کیمپ فتح کیا۔ اور اسے آگ لگادی جس میں موجود گاڑیوں کو بھی آگ لگادی اور نذر آتش کئے جس میں واضح طور پر تین عسکر (فوجی) مارے گئے، جبکہ تین کو زندہ گرفتار کر کے ساتھ لے گئے ۔ جبکہ دوسرے مجاہدین کے مورچے فتح نہ ہوسکے، اس لڑائی میں ایک محسود مجاہد دوست محمد ولد نیوز خان گلیشائی حلقہ سرکائی منزکائی شہید ہوا ،واضح رہے کہ دوست محمد مدرسہ کا طالب علم تھا رمضان المبارک میں چھٹیوں پر آیا تھا جب تعارض کے بارے میں اُنکو پتہ چلا تو گھر بھی نہیں گیا سیدھا تعارض میں شامل ہوا اور جام شہادت نوش کی ۔ اس تعارض میں مجاہدین کو 17 کلاشنکوف ،ایک عدد آر پی جی،2عدد سکیلہ (گرینوف)،7عدد مگزین، اور دیگر سامان غنیمت میں ملا،

سرّے میدان پکتیکا میں حملہ

جولائی 2012ء موسم گرمہ میں سرّے میدان کیمپ پر محسود وزیر اور افغانی مجاہدین نے مشترکہ تعارض کیا جس میں ہلکے اور بھاری اسلحے کا استعمال ہوا، لیکن فتح نہ ہوسکا 2 مجاہدین نے کیمپ کے عین گیٹ کے سامنے جام شہادت نوش کی، جس میں ایک افغانی مجاہد اور دوسرا محسود مسمٰی محمد رحمن عرف توریالائی ولد دلیل خان حلقہ لواڑہ شوال شامل تھے اور 7 مجاہدین معمولی زخمی ہوئے۔

سہ روزہ گاوں مرزک کیمپ پر حملہ

5 اکتوبر 2012ء کو مجاہدین محسود اور داوڑ وزیر اور افغانی طالبان کے بشمول سہ روزہ گاوں مرزک کیمپ (جو اسکول میں بنایا تھا) اور مورچوں پر تعارض کا پروگرام بنایا گیا، اسکول پر شب خون کے نتیجہ میں وہ فتح ہوا، اور اس میں 7 عسکر (فوجی) مارے گئے جبکہ 7 زندہ گرفتار کئے گئے ۔اس لڑائی میں مورچے فتح نہ ہوئے، اسکول پر حملہ آور محسود طالبان میں سے کمانڈر کلام شاہ کاکا، اور فضل حق موقع پر ہی دشمن کے جوابی فائر سے شہید ہوئے، جبکہ عبد الغفور ماما، اور نقیب زخمی ہوئے تھے یہ دونوں واپسی میں راستہ ہی میں شہید ہوئے۔ جنگ کے بعد واپسی میں مجاہدین پر جیٹ طیاروں، ڈرون، اور گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بمبار شروع ہوا جس میں 6 گرفتار شدہ عسکر (فوجی) بھی مارے گئے جبکہ اس کے سواء بشمول سابقہ چار شہداء کے ٹوٹل 34 مجاہدین نے جام شہادت نوش کی، اور 4 زخمی ہوئے۔ ان میں بعض راستہ میں گھات لگائے نیٹو اور افغان فوج سے لڑائی میں شہید ہوئے لیکن اس لڑائی میں دشمن کے جانی نقصان کا اندازہ نہ لگایا جاسکا، ان شہداء میں 24 کا تعلق حلقہ محسود

سے تھا کیونکہ اکثریت اس دستہ میں محسود مجاہدین کی تھی ۔ جبکہ 4 شہداء کا تعلق وزیر قوم سے تھا اور 3 شہداء کا تعلق داوڑ سے تھا اسی طرح 3 شہداء کا تعلق افغانی مجاہدین سے تھا۔ ان کے ناموں کو معلوم کرنا مشکل پڑ گیا، جبکہ محسود شہداء کے نام مندرجہ ذیل ہے۔

(1) کمانڈر کلام شاہ کاکا ولد ملل خان سلیم کائی حلقہ مکین،

(2) کمانڈر عبدالغفور ماما ولد مولوی میر قدیم خان، گنا خیل حلقہ مکین،

(3) فضل حق ولد دار خان آبا خیل حلقہ مکین

(4) محسن ولد شاہ ولی بند خیل حلقہ مکین

(5) زرماخون ولد نعمت خان غوزیکائی

(6) کمانڈر نور محمد عرف صادق ولد خدردین لنگر خیل حلقہ سراروغہ

(7) مولانا نور بادشاہ عرف حقانی ولد نیاز بادشاہ ہیبت خیل حلقہ سپنکئی رغزائی

(8) فاروق عرف فولا دیار ولد خالات خان فریدائی حلقہ سام کانیگرم

(9) عمر فاروق ولد میر کلام شابی خیل حلقہ زانگاڑہ

(10) فرمان عرف فانی ولد بیل گئی شابی خیل حلقہ زانگاڑہ

(11) کمانڈر انور رحیم عرف زنگڑوال ولد نور گل شابی خیل حلقہ زانگاڑہ

(12) خنظلہ ولد علی بادشاہ شابی خیل حلقہ زانگاڑہ

(13) فاروق ولد میر داعلی شابی خیل حلقہ زانگاڑہ

(14) ضیاء اللہ ولد ناٹو، شابی خیل حلقہ زانگاڑہ

(15) حافظ شاہدین ولد نور زالی خان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ،

(16) حضرت علی ولد سر داعلی شابی خیل حلقہ دواتوئی

(17) عبدالرحمن ولد لاٹو گلیشائی حلقہ دواتوئی

(18) مقبول ولد قادر خان نسری خیل حلقہ دواتوئی

(19) نقیب اللہ ولد خیروز خان شابی خیل حلقہ شکتوئی

(20) خیر اللہ ولد ریڑا خان کراچ خیل حلقہ شکتوئی

(21) حضرت عثمان ولد خلیل الرحمن، کیکاڑائی حلقہ شکتوئی

(22) شیر حیات ولد معین الدین داوڑ مجموعہ ڈاکٹر فقیر داوڑ

(23) نعیم اللہ ولد پیر احمد داوڑ مجموعہ ڈاکٹر فقیر داوڑ

تفصیل کمانڈر ذبیح اللہ ملنگ کی زبانی تحریر کی گئی۔

افغانستان پکتیکا گیان ولسوالی والے واس پر حملہ

4اپریل 2013ء کو ولےؔ واس کیمپ پر کمانڈر ذبیح اللہ کے سربراہی میں تعارض ہوا جس میں شیر فان اللہ عرف خدمتی نے اپنے محسود مجاہدین اور چند وزیر مجاہدین کے وساطت سے اپنا پوستہ (بڑا مورچہ) فتح کیا جبکہ باقی مورچے فتح نہ ہو سکے اس لڑائی میں 4 عسکر (فوجی) مارے گئے جبکہ 2 فوجی اہلکاروں کے سر کاٹ کر مجاہدین ساتھ لیے گئے۔ مال غنیمت میں 2 عدد کلاشنکوف، ایک عدد آر پی جی، اور ایک عدد ثقیلہ (گرینوف) 2 عدد مخابرے (وائرلیس سیٹ) شامل تھے۔ تمام مجاہدین صحیح سلامت واپس لوٹے۔ اس واقعے کی تفصیل ملنگ سے روایت کی گئی ہے

گل بوبرائی پوستہ (کیمپ) پر حملہ

یکم جون 2013ء کو کمانڈر ذبیح اللہ محسود عرف ملنگ کے قیادت میں افغانستان پکتیکا گل بوبرائی کیمپ اور مورچوں پر جیسے ہی تعارض شروع کیا تو فوراً اسی دوران گن شپ ہیلی کاپٹرز آ پہنچے اور شدید بمبار شروع کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کو پیشگی اطلاع تھی، اس کے باوجود کمانڈر سیلاب نے اپنا مورچہ فتح کیا جبکہ باقی مورچے فتح نہ ہو سکی اس لڑائی اور بمبار میں کل 23 افراد شہیداء ہوئے جن میں 7 شہداء کا تعلق حلقہ محسود سے تھا۔

جن میں (1) بختہ نار ولد سرمان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ،

(2) حافظ ریاض ولد امیر حمزہ، ہیبت خیل حلقہ شوال لواڑہ

(3) قاری حضرت اللہ ولد میر صاحب خان درامن خیل حلقہ بدر۔

(4) نواز خان ولد جنگی خان کیکاڑائی حلقہ بدر،

(5) توکل خان عرف عاجز ولد گل ضرار، حلقہ زانگاڑہ،

(6) صاحب دین ولد محمد ہاشم حلقہ زنگاڑہ

(7) محمد صادق ولد گل داراز خان خدر خیل حلقہ زانگاڑہ۔ اس کاروائی کی تفصیل ذبیح اللہ ملنگ سے روایت کی گئی ۔

سپدورنرائی افغانستان پکتیکا کیمپ پر حملہ

24 اگست 2013ء کو محسود وزیر اور افغانی مجاہدین نے مشترکہ تعارض سپدورنرائی کیمپ اور مورچوں پر شروع کیا لیکن مورچے فتح نہ ہوئے کیونکہ مجاہدین مورچوں پر خطا ہوئے جسکی وجہ سے ناکامی کا سامنا ہوا۔ اس تعارض میں 2 مجاہدین شہید ہوئے، جن میں جنت اللہ ولد شیر والی ،لنگر خیل حلقہ وچہ خوڑہ، (2) ایک وزیر مجاہد شامل تھے، جبکہ تین مجاہدین زخمی ہوئے، شہداء میرانشاہ میں سپرد خاک کئے گئے، شہید جنت اللہ کی تدفین خٹے کلی قبرستان میں ہوئی۔ اس کاروائی کی کمان کمانڈر ذبیح اللہ عرف ملنگ کر رہے تھے اور اسکی تفصیل آپ اور طوفان روایت کی گئی۔

افغانستان زیڑک کیمپ پر حملہ

اگست 2016 میں پکتیکا کے علاقے زیڑک کیمپ پر مجاہدین پکتیکا وغیرہ کے ہمراہ محسود مجاہدین نے بھی کمانڈر خالد ملکشی وزیر کے زیر قیادت شمولیت اختیار کی، یاد رہے کہ کمانڈر خالد محسود مجاہدین کے تنظیم میں بیعت شدہ ہے سب سے مضبوط اور خطرناک مورچے کو خالد نے سنبھالنے کی ذمہ داری لی، دوسرے افغان اور وزیر مجاہدین میں ولی پکتیکا حافظ بلال نے مورچے تقسیم کئیں۔ یہ سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا افغان حکومت کو بھی پتہ چلا علاقے میں تازہ دم فوجی دستے تعینات کئے گئے، بالاخر 11 اگست 2016 کو رات عشاء کے بعد صرف محسود مجاہدین اور کمانڈر خالد کے ساتھیوں نے بغیر راہبر کے تعارض شروع کیا تھا ان سے راہبر بھی غائب ہوا تھا لیکن تمام تر مشکلات کے باوجود

بھی اپنے مورچے کے دیواروں تک پہنچے۔ کمانڈنان کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے دوسرے مورچوں اور کیمپ پر مجاہدین نے حملہ نہیں کیا وجہ معلوم نہ ہوسکی شائد انکے درمیان ناچاکی حملہ نہ کرنے کی سبب تھی، اسلیے ہر طرف سے دشمن نے ان حملہ آور گروہ پر فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں اس دستے کے کمانڈان تاج عرف شمشیر محسود مورچے کی دیوار پھلانگتے ہوئے شہید ہوئے جسکی وجہ اس دستہ نے بھی پسپائی اختیار کی، تاج عرف شمشیر ولد متاب خان نیکزان خیل کا تعلق حلقہ خیسورہ سے تھا اپنے ساتھیوں نے آپکی لاش گولیوں کی بوچھاڑ میں وہاں سے نکالی اور اسے بمقام اوزبرا گئی برمل میں محسود قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل نذیر احمد کی زبانی لکھی گئی۔

واجد محسود کی شہادت

4 اکتوبر 2016 کو کمانڈر انعام بیٹنی عرف یعقوب اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ پکتیکا کے علاقے برمل تورتنگئی میں گاڑی میں سفر کر رہے تھے جب برمل کے علاقے تورتنگئی پہنچے تو گاڑی میں سوار مجاہدین گاڑی سے اترے کیونکہ اس علاقے میں کئی بار افغان سیکورٹی فورسز نے گھات لگا کر مجاہدین کو شہید کیا، ان مجاہدین نے دشمن کے کسی ممکنہ حملے کی خوف سے وہاں سے پیدل سفر طے کرنے کو پسند کیا، لیکن وہاں پر گھات لگائے سیکورٹی اہلکاروں سے آمنا سامنا ہوا اور فریقین میں فائرنگ کا تبادلہ ہوا اس کاروائی کے شرکاء میں ایک فرد کا یہ بیان ہے کہ جب ہم نے سیکورٹی اہلکاروں کو دیکھا تو واجد محسود نے پہلے پہل ان پر حملہ کیا یوں لڑائی شروع ہوئی، اس لڑائی میں واجد محسود شمن خیل حلقہ بروند شہید ہوئے جبکہ 2 اور محسود مجاہدین زخمی ہوئے زخمی مجاہدین بھی دشمن کے ہاتھ نہ لگے۔ اس موقع پر مجاہدین کی تعداد پانچ تھی جن میں 2 صحیح سالم مجاہدین زخمیوں کو دشمن کے عین وسط سے باہر نکالنے میں کامیاب ہوئے، واجد کی لاش مقامی آبادی کے لوگوں کے توسط سے وصول کر کے برمل کے علاقے اوزبرا گئی میں واقع محسود قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا اس لڑائی میں دشمن کے جانی نقصان کے بارے معلومات نہ ہوئے۔

(3) افغانستان میں فدائی حملوں کی تفصیل

2005 کے اواخر میں جب بیت اللہ محسود نے فدائین کی دعوت و ترغیب محسود قبیلہ میں شروع کی تو پہلے پہل کئی لوگ فدائی حملوں کے لئے تیار ہوئے مولوی محمد حسین عرف چنڑے ملا کے بقول جب مفتی جہانگیر کے وساطت سے ملا اختر عثمانی اور انکے واسطے سے ملا داداللہ سے تعارف ہوا تو فدائین کی پہلی کیپ جس میں (۱) فیض اللہ حلقہ بروند (۲) ہارون حلقہ بروند، غنم زار کاکا، حلقہ جاٹرائی گور گورے، شیرپاو حلقہ خیسورہ، مدو مروت شامل تھے۔ فدائین کی پہلی کیپ ملاداداللہ کے حوالے کی بعد ازاں افغانستان میں فدائی حملوں کا رجحان زیادہ ہوا۔ اور محسود فدائین افغانستان کے مختلف شہروں میں فدائی حملے کرتے رہے جو افغانستان اور پاکستانی طالبان کے لیے ایک نمونہ بنے جسکی وجہ سے دونوں ممالک میں سینکڑوں مجاہدین فدائی حملوں کے لیے تیار ہوئے۔

قندھار میں امریکیوں پر استشہادی حملہ

(۱) سب سے پہلے افغانستان میں فدائی حملہ محسود قبیلہ میں سے حاجی مشکلام اور حافظ اللہ ولد نور خان کیا۔ فدائی حافظ اللہ ولد نور خان گور گورہ شمن خیل حلقہ بروند نے قندھار میں امریکیوں پر فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ جس میں 2 امریکی گاڑیاں تباہ اور 12 امریکی بھی ہلاک ہوئے۔

قندھار میں امریکیوں پر حملہ(۲)ہارون ولد بورائی (شہید) کا تعلق حلقہ برونڈ سے تھا اسکول میں پڑ تا تھا۔ لیکن جب بیت اللہ محسود نے محسود قبیلہ میں فدائین کی دعوت و ترغیب شروع کی تو پہلی کیپ کیلئے آپ بھی تیار ہوئے۔ یوں آپ نے افغانستان کے شہر قندھار میں امریکیوں پر حملہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ جسمیں 17 امریکی ہلاک ہوئے۔

قندوز میں استشہادی حملہ(۳)2006 میں فدائی محمد حنیف ولد شاور نگ گل مچی خیل حلقہ تنگئی نے افغانستان کے شہر قندوز میں امریکیوں پر فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی اسکے تفصیلات ہاتھ نہ آئے۔

کابل میں استشہادی حملہ (۴) مئی 2007ء میں فدائی عبد الرزاق ولد خان ولی مچی خیل نے کابل میں امریکیوں پر فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی لیکن دشمن کے جانی ومالی نقصان کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہوسکے فدائی عبد الرزاق کا تعلق برونڈ لنڈائی رغزائی سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے۔

لوگر میں اتحادی افواج پر حملہ (۵)اپریل 2007ء میں فدائی مستقیم ولد محمد آمین مچی خیل نے افغانستان کے شہر لوگر میں اتحادی افواج پر فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی اس حملے میں بھی دشمن کے بارے میں معلومات ہاتھ نہ آئی۔ فدائی مستقیم کا تعلق حلقہ برونڈ لنڈی رغزائی سے تھا اور عظمت اللہ لالا کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے۔

خوست میں اتحای افواج پر استشہادی حملہ(۶)2007ء میں فدائی احمد شاہ ولد عمران سپلاتوئی نے افغانستان کے شہر خوست میں اتحادی افواج پر فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ دشمن کے نقصانات کا علم نہ ہوسکا۔ فدائی احمد شاہ ولد عمران درامن خیل سپلاتوئی کا تعلق حلقہ برونڈ سے تھا اور عظمت اللہ لالا کے تربیت یافتہ فدائین میں سے تھے۔

خوست میں اتحادی افواج پر حملہ(۸)2007ء میں فرید اللہ ولد محمد آمین گیگا خیل حلقہ برونڈ والے نے افغانستان کے شہر خوست میں اتحادی افواج پر حملہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ مولوی عظمت اللہ لالا کے مرکز سے وابستہ تھے۔

خوست میں استشہادی حملے(۹) 2007ء میں محمد قاسم ولد محمد صدیق قوم ملک دینائی حلقہ برونڈ سرویکی(۱۰)اور عزیز الرحمن ولد زارولی خان سپلاتوئی نے افغانستان کے شہر خوست میں دو الگ موقع میں اتحادی افواج پر فدائی حملے کر کے جام شہادت نوش کی لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے دشمن کے نقصانات کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ دونوں کا تعلق حلقہ برونڈ سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے۔

خوست میں تعارضی فدایان کے حملے(۱۱)2007ء میں فدائی عمران ولد خیر محمد درامن خیل حلقہ برونڈ اور (۱۲)فدائی لعل محمد ولد بازوخان حلقہ برونڈ نے افغانستان کے شہر خوست میں دشمن پر تعارض کر کے حملے کئے جس میں دشمن کو گراتے گراتے آپ دونوں نے بھی جام شہادت نوش کی۔ یاد رہے کہ دونوں فدایان نے حملے الگ موقعوں پر کئے۔ لیکن اس میں دشمن کے نقصانات کے بارے میں تفصیلات ہاتھ نہ آئی۔ دونوں کا تعلق لالا مرکز سے تھا۔

کابل اتحادی افواج پر استشہادی حملہ(۱۳)مئی یا جون 2007 میں حبیب ولد توقیر خان کا تعلق حلقہ بدر سے تھا اور فدایان حلقہ برونڈ کے مرکز سے تربیت یافتہ تھے۔ آپ نے افغانستان کے شہر کابل میں مئی یا جون 2007 میں اتحادی افواج کے کانوائی پر بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے حملہ کر کے جام شہادت نوش کی بس میں سوار تربیتی افسران کو ہلاک کیا۔

خوست میں استشہادی حملہ (۱۴)فضل الرحمن ولد ایزدی خان شہید کا تعلق حلقہ مکین سے تھا ہے انہوں نے خوست میں دشمن کے کانوائی پر فدائی حملہ کر کے کئی گاڑیوں کو تباہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ فدائی حلقہ برونڈ سے وابستہ تھے۔

خوست سوباری میں استشہادی حملہ (۱۶) فدائی سید الرحمن ولد دارم خان شابی خیل کا تعلق حلقہ خیسورہ سے تھا آپ نے افغانستان کے علاقے خوست سوباری میں 2007ء میں گردیز روڈ پر اپنی بارود بھری گاڑی کو اتحادی افواج کے کانوائی سے ٹکرا کر جام شہادت نوش کی۔

خوست میں استشہادی حملے (۱۷)عمر جان کیکاڑائی کا تعلق حلقہ خیسورہ سے تھا فدایان حلقہ برونڈ سے وابستہ تھے۔ اسکول میں پڑھتا تھا کم سنی میں ہی انہوں نے اپنے اپکو فدائی حملے کے لیے پیش کیا۔ چنانچہ انہوں نے افغانستان کے علاقے خوست میں دشمنان اسلام پر حملہ کر کے ان پر کاری ضرب لگادی۔ (۱۸) ایک دوسرے حملے میں دہشت خان ولد سکاو خان درامن خیل نے افغانستان کے شہر خوست مین دشمن پر فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ (۱۹) ایک تیسرے میں انضام ولد صدیق اللہ شمن خیل حلقہ سراروغہ نے بھی افغانستان کے شہر خوست میں فدائی حملہ کیا انضام حلقہ سراروغہ کا پہلا فدائی حملہ آور تھا جس نے اپنے علاقے کیلئے ایک نمونہ قائم کر کے دوسروں کے لیے راہ آسان کر دی۔

نوٹ۔ یاد رہے کہ افغانستان میں جن محسود فدائین نے فدائی حملے کر کے جام شہادت نوش کی ہے اسکے بارے میں تفصیلی معلومات خصوصاً تاریخ شہادت مقام شہادت اور انکے حملے میں دشمن کے نقصانات کے بارے معلومات جمع کرنا بہت مشکل تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ناممکن تھا تو بے جانہ ہو گا۔ کیونکہ جن لوگوں نے فدائین استعمال کئے ان لوگوں تک رسائی ممکن نہ ہو سکی۔ لہٰذا صرف ان پر اکتفاء کیا جاتا ہے جنکے کوائف مجھے میسر آئے ہیں۔

(۲۰) محمد شعیب ولد مولوی عبد الرشید شابی خیل تورم خیسورہ نے افغانستان کے علاقے برمل آنگور آڈہ میں امریکی کانوائی سے بارود سے بھری گاڑی ٹکرائی جسمیں آپ نے جام شہادت نوش کی۔ (۲۱) حواجم الدین ولد گلادات خان میر خونائی حلقہ شکتوئی کا تعلق حلقہ برونڈ مرکز سے وابستہ تھا افغانستان میں خودکش حملہ کیا۔

(۲۵) محمد حسین ولد علی محمد لنگر خیل حلقہ سراروغہ نے 2007ء میں قندھار ائیر بیس پر فدائی حملہ کیا۔

(۲۶) جمشید ولد آزاد خان ہیبت خیل حلقہ سراروغہ نے افغانستان میں 2007ء میں فدائی حملہ کیا۔

(۲۷) رفیع اللہ لنگر خیل حلقہ سروغہ نے 2008ء میں بمقام خوست فدائی حملہ کیا۔ (۲۸) ظہور الدین لنگر خیل ٹیٹ سرویک حلقہ سراروغہ نے افغانستان میں فدائی حملہ کیا

(۲۹) **غزنی میں نیٹو کانوائی استشہادی حملہ** اپریل 2008ء میں فدائی عبد الطیف نے افغانستان کے شہر غزنی میں نیٹو قافلے پر جیکٹ کے ذریعے فدائی حملہ کیا۔ مقامی راہبر کے بقول اس حملے میں 35 غیر ملکی فوجی ہلاک ہوئے۔ فدائی عبد الطیف کا لدھا کچہ لنگر خیل سے تھا اور فدایان حلقہ لدھا مرکز کے تربیت یافتہ تھے۔

بگرام میں غیر ملکیوں پر استشہادی حملہ۔

(۳۱) فدائی محمد الیاس ولد روح اللہ آبا خیل حلقہ لدھا نے جون 2010ء میں افغانستان کے شہر بگرام میں غیر ملکی افواج پر فدائی حملہ کر کے 7 کو ہلاک اور کئی کو زخمی کیا۔

(۳۳)(۳۴)فدائی عزت اللہ ولد عزیز خان شمرائی لدھا اور حافظ اللہ ولد بشیر خان شمیرائی لدھا ان دونوں نے افغانستان میں فدائی حملوں کی صورت میں جام شہادت نوش کی۔

افغانستان سپین بولدک میں استشہادی حملہ

(۳۶)فدائی عبدالسلام شہید نے جولائی 2008ء میں افغانستان کے ڈیورنڈ لائن کے قریبی علاقے سپین بولدک میں افغان سیکورٹی فورسز پر فدائی حملہ کیا جس میں کئی اہلکار ہلاک ہوئے۔ محترم غالب کے بقول یہ حملہ قاری یوسف کوئٹہ والے کی تعاون سے سرانجام ہوا۔ فدائی عبدالسلام گوڑی خیل ایماء رعزائی کا تعلق حلقہ ڈیلے سے تھا اور مرکز فدایان حلقہ ڈیلے سے منسلک تھے۔

(۳۷)اور فدائی شاجیم ولد بادشاہی خان نظر خیل کا تعلق حلقہ بدر سے تھا آپ نے افغانستان میں قاری یوسف کے تعاون سے فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی فدایان مرکز حلقہ ڈیلے سے منسلک تھے۔

(۳۸)فدائی محمد زبیر (شہید) فروری 2012ء حافظ محمد بدرالدین شہید کی وساطت سے ورگین میں حملے کیلئے پہنچا لیکن وہاں پر کسی نے جاسوسی کی اور اتحادی افواج کیساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے فدائی محمد زبیر کا تعلق روس سے تھا ابو محاذ فرانسی کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے بالاخر محسود فدایان میں شامل ہوئے

قندھار میں استشہادی حملہ

(۳۹) فدائی محمد غازی خان بیت اللہ محسود کے حکم سے قندھار میں اتحادی افواج پر حملے کے لیے روانہ ہوئے چنانچہ مئی 2008 میں قندھار میں اتحادی افواج پر فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی یہ حملہ آپ نے موٹر بم کے ذریعے کیا جسمیں دشمن کا کافی نقصان ہوا لیکن تفصیلات ہاتھ نہ آئی فدائی غازی کا تعلق کرم ایجنسی کے علاقے چار خیل سے تھا اور آپ صاحب ایک پاؤں سے معزور بھی فدایان حلقہ ڈیلے کے مرکز سے وابستہ تھے۔

(۴۰)فدائی شیخ زاہد جو ایک کم عمر نوجوان تھا انہوں نے کم سنی میں فدایان اسلام میں شمولیت اختیار کی اور 2007ء میں افغانستان جاکر رات کے وقت موٹر بم سے اتحادی افوج کے کانوائی پر فدائی حملہ کیا رپورٹ کے مطابق اس میں 3 امریکی کمانڈوز ہلاک ہوئے واضح تفصیلات ہاتھ نہ آئے فدائی شیخ زاہد کا تعلق قوم کنجرائی سکنہ سرویکئی حلقہ بروند سے تھا۔

(۴۲)فدائی محمد اقبال کا تعلق اورکزائی ایجنسی سے تھا فدایان محسود سے وابستہ تھا بیت اللہ امیر کے حکم پر افغانستان جاکر مئی 2008ء میں افغان سیکورٹی فورسز پر فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی

(۴۳)فدائی محمد امجد سواتی نے اگست 2009ء میں افغانستان میں انڈیاء کے کونسل خانے پر فدائی حملہ کرکے اسکو تباہ کیا رپورٹ کے مطابق کونسل خانے کے عاملہ میں سے 9 افراد ہلاک ہوئے اس حملے میں لشکر جھنگوی والوں نے معاونت کی حلقہ سراروغہ نے 2008ء میں افغانستان میں فدائی حملہ کیا۔(۴۶)فدائی صدام ولد شیر نواز شمیرائی حلقہ سراروغہ نے 2008ء میں افغانستان میں فدائی حملہ کیا(۴۸)گل رائیس ولد سنات خان گلیشائی حلقہ دواتوئی نے دسمبر 2008ء میں عید الاضحیٰ سے چند دن پہلے خوست میں فدائی حملہ کیا آپ صاحب مرکز فدایان ڈیلے والے سے وابستہ تھے۔

(۴۹)نور حسین ولد محمد حسین گلیشائی حلقہ دواتوئی نے 2010ء میں مزار شریف میں فدائی حملہ کیا ڈیلے مرکز سے وابستہ تھے

(۵۰)اختر اللہ ولد سید انور بند خیل حلقہ دواتوئی نے جون 2010 میں جلال آباد میں فدائی حملہ کیا آپکا تعلق مرکز فدایان ڈیلے سے تھا

(۵۱)حاجی مشکلام ولد بحتہ خان کئی خیل حلقہ ڈیلے جو ایک معمر شخص تھا انہوں نے افغانستان ہلمند میں فدائی حملہ کیا حلقہ محسود کا سب سے پہلا فدائی حملہ یہ تھا۔

(۵۳)الطاف ولد سراج الدین برومی خیل حلقہ ڈیلے نے افغانستان خوست میں 2008ء میں فدائی حملہ کیا

(۵۴)مزمل ولد اکبر دین برومی خیل حلقہ ڈیلے نے افغانستان خوست میں 2007ء میں فدائی حملہ کیا

(۵۵)منصف ولد ماشات خان وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو افغانستان میں 2008ء میں ایک جاسوس نے شہید کیا جبکہ بعد میں اس جاسوس کو بھی کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

(۵۶)نعمان ولد رائی خان وزیر گائی حلقہ ڈیلے نے افغانستان کے صوبے لغمان میں 2007ء میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی

(۵۷)سکندر عرف شیر پاؤ ولد ربنواز وزیر گائی حلقہ ڈیلے نے افغانستان میں جنوری 2008 میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی (۵۸) عرفان اللہ فریدائی حلقہ ڈیلے نے افغانستان میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔

(۵۹)خان لالا گوڑی خیل حلقہ ڈیلے نے 2008ء میں افغانستان میں فدائی حملہ کرکے شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

(۶۰)نجیب اللہ ولد احمد شاہ برومی خیل حلقہ ڈیلے نے افغانستان میں فدائی حملے کی صورت میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

(۶۱)منیر خان ولد آدم خان مارے سائی حلقہ ڈیلے نے افغانستان میں فدائی حملے کی صورت میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

(۶۲)شمید اللہ ولد ترکستان بٹے کائی حلقہ ڈیلے نے ستمبر 2007 میں چار آسیا کابل میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔

(۶۳)فرید اللہ ولد محمد آمین گیگا خیل حلقہ بروند نے 2007ء میں افغانستان کے شہر خوست میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔

(۶۴)جاوید ولد فیض اللہ نے افغانستان میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی (۶۵) فدائی محمد ایوب درکئی نے افغانستان میں فدائی حملہ کرکے جام شہات نوش کی۔

(۶۶)آمیر احمد ولد بازار خان شمن خیل نے 2007ء میں افغانستان میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔

(۶۷)تاج الدین ولد شبیر خان برکی حلقہ سام نے افغانستان میں 2008ء میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔

(۶۹)نورالدین حلقہ سام والے نے خوست میں 2010ء میں فدائی حملہ کرکے شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

(۷۰)شیر ولی ولد شمن گل گلیشائی حلقہ جنتہ نے افغانستان میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی آپ مرکز بروند سے وابستہ تھے (۷۱) حیات اللہ ولد عبد اللہ گلیشائی حلقہ جنتہ نے افغانستان میں فدائی حملہ کرکے اپنی جوانی اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا کی (۷۳) شیر محمد ولد پیر محمد ملک شائی نے یکم اپریل 2012 کو افغانستان میں فدائی حملہ کرکے قافلہ شہداء میں جاملے (۷۴) عبد الرزاق ولد لوئی خان اشنگی حلقہ مشتہ نے افغانستان میں 18 جون 2007 کو فدائی حملہ کرکے جام شہات نوش کی (۷۵) نعمت اللہ ولد گل کرام ملک شائی حلقہ مکین (۷۶) عبد اللہ ولد میر عالم آبا خیل حلقہ مکین (۷۷) صدیق اللہ ولد آت خان ملک شائی حلقہ مکین (۷۸) اسد اللہ ولد آت خان ملک شائی حلقہ مکین (۷۹) مداواس خان ولد زاکے خان ایمار خیل حلقہ مکین (۸۰) سمیع اللہ ولد کوچی ایمار خیل مکین وغیرہ فدائین حلقہ مکین نے افغانستان میں احیائے خلافت کے لیے اپنے خون سے شجرہ جہادی کی آبیاری کردی

(۸۴)مولوی محمد الیاس ولد غوث علی گرڑائی وچہ خوڑہ نے 17 مئی 2007 کو ہلمند میں فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی (۸۵) رحیم اللہ ولد لعل محمد اشنگی ورزہ وچہ خوڑہ نے 15 جولائی 2007 پکتیا اولسوالی برمل کے علاقے مرغہ میں بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے فدائی حملہ کر کے رتبہ شہادت حاصل کی (۸۶) نوراللہ حلقہ وچہ خوڑہ نے خوست میں فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی (۸۸) خیال گل دیڑ ولد محمد اقبال حلقہ جاٹر ائے نے 2011 میں اور (۸۹) محمد یعقوب ولد گل شاہ عالم درکئی نے 2009 میں افغانستان میں فدائی حملے کر کے رتبہ شہادت حاصل کی (۹۰) شاہ نور خان ولد منو خان عباس خیل حلقہ قلندر اور (۹۱) عدنان ولد محمد ایوب بودر خیل عبدلائی حلقہ قلندر نے جولائی 2014 میں افغانستان میں فدائی حملے کر کے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے (۹۳) عظیم اللہ ولد گلاپ خان تورنگ خیل حلقہ سپین کمر نے 2007ء میں قندھار میں فدائی حملہ کر کے قافلہ شہداء میں شامل ہوئے (۹۵) رفیع اللہ محسود (۹۶) اور شفیع اللہ ولد فرید خان گوڑی خیل حلقہ سپینکئی رغزائی نے خوست میں (۹۷) اور تلاوت خان ولد واورے خان گوڑی خیل نے افغانستان میں (۹۸) اور اکبر سعید ولد میر دالی گرڑائی نے افغانستان میں (۹۹) اور نیک بادشاہ ولد گل شاہ والی نظر خیل حلقہ سپینکئی رغزائی نے افغانستان میں 2007ء میں (۱۰۰) اور عطاءاللہ ولد دفتر خان ہیبت خیل نے افغانستان میں فدائی حملے کر کے اپنے خون سے شجرہ امارت اسلامی کی آبیاری کی (۱۰۱) یونس ولد آزاد خان گلیشائی حلقہ شکتوئی نے افغانستان میں بوبرک تھانہ پر 2007ء میں فدائی حملہ کیا

(۱۰۴) اور محمد حسن ولد صوبیدار خان گیگا خیل بدر نے گردیز میں فدائی حملے کر کے اپنے خون سے شجرہ جہاد کی آبیاری کی

(۱۰۵) اسلم ولد شریف خان ہیبت خیل حلقہ لواڑہ نے برمل نیو آڈہ میں 2008ء میں وزیر مجاہدین کے ساتھ ہو کر فدائی حملہ کیا (۱۰۶) جنت اللہ ولد شریف خان ہیبت خیل حلقہ حلقہ لواڑہ نے افغانستان میں فدائی حملہ کیا (۱۰۷) فاروق خان ولد حکمران جلال خیل لواڑہ نے 2010 میں افغانستان میں گنڈاپور طالبان کے ہمراہ ہو کر فدائی حملہ کیا (۱۰۸) شیر بہادر ولد نیوزمان بنر خیل حلقہ لواڑہ نے ملک شائی حافظ عرف تور حافظ کے ساتھ ہو کر افغانستان میں فدائی حملہ کیا (۱۰۹) اشرف الدین ولد جانان خان طولب خیل حلقہ لواڑہ نے وزیر طالبان کے ہمراہ ہو کر افغانستان میں فدائی حملہ کیا

(۱۱۰) سلمان ولد عین اللہ شابی خیل حلقہ زانگاڑہ نے افغانستان میں 2007ء میں فدائی حملہ کر کے شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے۔

ولایت خوست میں تین محسود فدائین کی شہادت

اگست 2010ء میں حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب سے خلیفہ سراج الدین حقانی صاحب نے چند فدائین کا مطالبہ کیا۔ جو بازاروں میں ٹارگٹ کلینگ کے ماہر ہو تو مولانا صاحب نے نقیب اللہ، کلیم اللہ، اور احسان اللہ کو تعمیل حکم کے سلسلہ میں خوست بھیجا، وہاں پر ان تینوں فدائین نے کئی جواسیس کو بھرے بازاروں میں موت کے گھاٹ اتار دیے، اسی سلسلہ میں ستمبر یا اکتوبر 2010 میں انکے ٹھکانے کی معلومات امریکیوں کو ہوئی اور ان تینوں پر کمانڈو ایکشن کر کے حملہ کیا۔ لیکن سخت لڑائی کے بعد انہوں نے چھاپہ توڑ کر ایک پہاڑی میں پناہ لی جسکو بعد میں ڈرون حملے کے ذریعے شہید کروا گئے، شہدا کے نام یہ ہے

(111) نقیب اللہ ولد کل شاہ عالم، اشنگئی حلقہ سپنکئی رغزائی (112) احسان اللہ ولد فیض اللہ، عبدلائی حلقہ مکین (113) کلیم اللہ ولد ابراہیم، ایمار خیل حلقہ مکین۔

عبداللہ محسود کی ہلمند تشکیل

2004 میں عبداللہ محسود گوننامو بے جیل سے رہاہوئے اور اپنے آبائی علاقے نانو جنوبی وزیرستان آپہنچے کچھ عرصہ تک آپکی مہمانوازی ہورہی تھی اسی اثناء میں شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان کے مجاہدین اور علماء وغیرہ بھی انکی خیریت معلوم کرنے اور مبارک باد دینے کیلئے جوق درجوق آتے رہے توڑے ہی عرصہ بعد انہوں اپنے گاؤں میں مجاہدین کا مرکز کھولا اور وہاں تربیتی سنٹر بھی کھولا آپکے پاس مجاہدین آتے رہے تقریباًیہ تعداد 50 سے 80 تک پہنچی ہوگی جسمیں سرکردہ افراد یہ تھے (1) کمانڈر شاہین بیٹھنی (2) کمانڈر شہریار محسود زانگاڑہ (3) کمانڈر اللہ نور کئی خیل (4) کمانڈر معراج پڑے خیل توندہ پائی (5) کمانڈر فاروق کڑمہ درکئی (6) کمانڈر عابد اکیپ خیل برونند لنڈائے رغزائی چینی جبکہ ازبک مجاہدین نے بھی ان سے روابط مضبوط کئے اس متوازی نظم کی وجہ سے مجاہدین محسود 2 دو گروپوں میں تقسیم ہوئے اور اختلافات بڑھتے گئے بالاخر 2006 میں امارت اسلامی کے مشران نے بیت اللہ محسود اور عبداللہ محسود کے درمیان صلح کرائی اور عبداللہ محسود اس بات کا پابند کیا کہ وہ تمام تروسائل اور افراد بیت اللہ محسود کے حوالے کرینگے چنانچہ ایساہی ہوا لیکن عبداللہ محسود کے مذکورہ بالا کمانڈروں نے یہ فیصلہ نہ مانا ان میں سے کمانڈر اللہ نور اور معراج وفاروق نے جہاد چھوڑ کر گھر بیٹھے رہے باقی تین کمانڈروں نے مخالفت شروع کی شاہین بیٹھنی جنڈولہ پہنچا شہریار نے زانگاڑہ میں مرکز کھولا جبکہ عابد چونکہ پہلے سے لشکر جنگوی سے مربوط تھے وہ واپس لشکر جنگوی سے مربوط ہوئے، یہ تفصیل اس موقعہ کا نہیں اپنی جگہ پر آئے گی، جب یہ معاہدہ عبداللہ محسود اور بیت اللہ محسود میں ہوا توکچھ ہی عرصہ بعد آپکی تشکیل افغانستان کے صوبہ ہلمند کی گئی اور اپکے ساتھ بیت اللہ محسود کے اہم ساتھیوں اور کمانڈروں کی بھی تشکیل ہوئی جسمیں حلقہ مکین کے (1) امیر ثناء اللہ شہید (2) حلقہ لدھا کے امیر کمانڈر شمیم اللہ عرف ذاکر شہید (3) حلقہ خیسورہ کے امیر مولوی نصرالدین عرف درلیش شہید (4) حکیم اللہ محسود شہید وغیرہ شریک تھے ان کے علاوہ بیسیوں مجاہدین محسوداور فدائین محسود پر مشتمل دستہ آپ کے ساتھ تھا، یہ تشکیل شدہ دستہ 2006 کے آخری چند مہینوں میں افغانستان ہلمند پہنچا اور جولائی 2007 تک وہاں پر افغان فورسز اور نیٹو افواج سے لڑتا رہا اور ان پر فدائی عملیات کرتے رہے ان کاروائیوں کی تفصیلات اور معلومات توہاتھ نہ آسکیں لیکن وہاں پر جن مجاہدین کی شہادتیں ہوئی ہے انکی فہرست ملی وہ صرف قارئین کے خدمت میں پیش کی جاتی ہے، (1) آختر خان ولد نمدر خان ہیبت خیل حلقہ سراروغہ ہلمند میں 2006 میں فضائی بمبار میں شہید ہوا (2) عاشق اللہ ولد یعقوب محسود نرسری خیل عبدلائی حلقہ دواتوئی 10 مئی 2007 کو شہید ہوا (3) افتخار برکی کانیگرم حلقہ سام جنوری 2007 میں شہید ہوا (4) خانزادہ ولد میرزاجان جلال خیل حلقہ چگملائی نے 15 یا 12 جون 2006 کو ہلمند میں فدائی حملہ کیا (5) عظیم اللہ ولد سلیم خان شمیرائی جون 2007 میں افغانستان ہلمند گیا تھا وہاں طالبان سے جاملا اور نیٹو فورسز سے لڑتا ہوا 4 جولائی 2007 کو شہید ہوا (6) حضرت مولانا محمد الیاس ولد غوث علی گرڑائی حلقہ وچہ خوڑہ نے 17 مئی 2007 کو ہلمند میں فدائی حملہ کرکے شہید ہوئے (7) ضیاء الدین ولد جاوید لا لیڑئے کوکٹ خیل جاٹرائے 2007 موسم گرمہ میں ہلمند میں شہید ہوئے (8) نجیب خان ولد اجمل خان لالیڑئے کوکٹ خیل حلقہ جاٹرائے موسم گرمہ 2007 میں ہلمند میں شہید ہوئے (9) دہشت خان ولد سکاوخان درامن خیل حلقہ بدر 2006 کے اواخر میں ہلمند میں فدائی حملہ کرکے شہید ہوئے (10) گل زمان ولد زیباخان درامن خیل نے بھی 2006 یا 2007 میں ہلمند میں فدائی حملہ کرکے شہید ہوئے (11) دیار خان ولد رامون خان ہیبت خیل حلقہ سراروغہ 2007 میں افغانستان ہلمند میں فضائی بمبار میں شہید ہوئے (12) توکل خان ولد

محمد اکرم برومی خیل حلقہ ڈیلے 2006 میں افغانستان ہلمند میں فضائی بمبار میں شہید ہوئے(13)رسول محمد شمن خیل حلقہ بروند 6 اکتوبر 2007 کو ہلمند میں شہید ہوئے۔ (14) جبکہ نورزمان ولد رضاء خان شمن خیل سراروغہ بھی عبداللہ محسود کے ساتھ تشکیل پر افغانستان گیا تھا۔ وہاں بمبار میں شہید ہوا۔

قبائلی علاقوں کی طرف غیر ملکی مجاہدین کی آمد اور قبائل کی نصرت

یہ حقیقت پوری دنیا کو معلوم ہے کہ افغانستان کی سویت یونین کے خلاف جنگ کے دوران دنیا بھر سے خصوصاً مسلم ممالک سے مجایدین، اور ان کی سرکردہ تنظیموں کو افغانستان میں داخل کیا گیا تھا جو سویت فوجوں کے خلاف برسرپیکار رہیں۔ جب سوویت یونین نے شکست کھائی، تو افغانستان سے غیر ملکی مجاہدین اپنی خانہ جنگی کی وجہ سے اپنے ممالک واپس لوٹے البتہ ایک خاص تعداد وہاں بھی باقی رہی اور انہوں نے اس خانہ جنگی میں حصہ نہیں لیا۔ لیکن جب افغانستان میں سابقہ روس کے خلاف لڑنے والی مقامی تنظیموں نے ایک دوسرے کے خلاف جنگ شروع کی اور افغانستان میں بدامنی کا عام رواج ہوا، اور یہی لوگ بدنام زمانہ بدمعاش ثابت ہوئے۔ تو ردعمل میں تحریک طالبان افغانستان کے نام سے دینی مدارس کی طالبان کی قوت ابھری اور بالاخر افغانستان کے اکثر حصے پر قبضہ کیا اور شریعت اسلامی کا نفاذ کیا۔ اسی دوران ان غیر ملکی مجاہدین نے بھی طالبان کا ساتھ دیا۔ خصوصاً القاعدہ اور حرکت اسلامی ازبکستان وغیرہ نے پوری توانائی وہاں پر صرف کی۔ لیکن جب نائن الیون کے مبارک حملے امریکہ میں ہوئے۔ تو ردعمل میں 18 اکتوبر 2001ء کو امریکہ نے پاکستان اور نیٹو کی مدد سے افغانستان پر حملہ کیا۔ ۴۰ روز تک طالبان نے سخت مقابلہ کیا بعد میں امیر المومنین نے گوریلہ جنگ کا اعلان کیا، اور تمام محاذوں کو خالی کر کے مجاہدین محفوظ پناہ گاہوں کی طرف نکل گئے چناچہ افغانستان میں موجود تمام غیر ملکی مجاہدین نے پاکستان کے قبائلی علاقاجات کا رخ کیا۔ کیونکہ ان مجاہدین کا پہلے سے قبائلی کمانڈروں اور مجاہدین سے جان پہچان بھی تھی۔ اور اس کے سوا انکے پاس دوسرا کوئی راستہ بھی نہ تھا۔ اگر پاکستان ان مہاجرین کو غیر ملکی سمجھتے اور پاکستان کی سلامتی کو ان سے خطرہ ہوتا تو انہیں پہلے ڈیورنڈلائن پر کیوں نہیں روکا گیا۔ معلوم ہوا کہ اسکی آمد سے پاکستان کے مفادات جوڑے ہوئے تھے جو دنیاوالوں پر روز روشن کی واضح ہے۔ جب قبائلی پٹی آئے اور تمام قبائلی علاقوں میں منتشر ہوئے۔ تو قبائل نے ان غیر ملکی مجاہدین کا وہاں آنا اور رہنا انتاہی خفیہ رکھا۔ کہ قریبی پڑوسیوں کو بھی پتہ نہ چلا کیونکہ یہ انکا شرعی اور روائتی فریضہ تھا۔ جسکی وجہ سے وہ مجبور تھے، کہ غیر ملکیوں کو پناہ دے جبکہ ان غیر ملکیوں کے پاس بھی اور راستہ نہ تھا۔ جسکی وجہ سے انہوں نے قبائلی علاقوں کو زیر استعمال لایا۔ اور وہاں رہنے کو ترجیح دی۔ ان غیر ملکیوں میں القاعدہ حرکت اسلامی ازبکستان پنجابی طالبان اور دیگر چھوٹی تنظیمیں قبائلی علاقوں میں روپوش ہوئیں۔ 2002ء میں تقریباً تمام مجاہدین نے ہر قسم کی کاروائیوں کو معطل کئے رکھا 2003ء میں افغانستان میں مجاہدین نے باقاعدہ مقامی طور پر جنگ شروع کی کچھ عرصہ بعد اب دوبارہ غیر ملکی مجاہدین نے بھی مقامی طالبان کے ہمراہ افغانستان میں کاروائیوں کا سلسلہ شروع کیا لیکن پاکستان میں انہوں نے کوئی کاروائی نہیں کی کیونکہ پاکستان انکا ہدف نہ تھا۔

جہاد افغانستان کا رخ پاکستان کی طرف کیسے موڑا

محسود قبیلہ کے مجاہدین کا اصل مقصد امارت اسلامی سے دفاع تھا اس سلسلہ میں افغانستان پر امریکی حملے کے بعد محسود قبیلہ کے مجاہدین نے جہاد افغانستان پر مکمل توجہ مرکوز رکھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اپنی جانوں کی قربانیاں دیتے رہیں اسی جہد مسلسل کے نتیجے میں میرے ناقص معلومات کے مطابق تقریباً سات سو سے آٹھ سو تک مجاہدین نے فدائی اور دیگر گوریلہ عملیات کے نتیجے میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، لیکن امریکہ کی فرنٹ لائن کی اتحادی پاکستان نے امریکی ایما ءپر قبائل میں غیر ملکیوں کے نام سے مجاہدین کے خلاف پاکستانی سرزمین پر پرائی جنگ شروع کی، کمانڈر نیک محمد اور بیت اللہ محسود نے مختلف ذرائع سے پاکستانی

حکومت اور اسٹیبلیشمنٹ کو متنبہ کرتے رہیں کہ جہاد افغانستان کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے اور اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ جس پر عبد الحیٰ کاکڑ نمائندہ بی بی سی گواہ ہے لیکن ہمیشہ ہی پاکستانی حکومت اور اسٹیبلیشمنٹ نے جواب میں انہیں یہ دعوت دی کہ جہاد افغانستان ہماری پالیسی کے تحت کرنا ہم ہر قسم کے اکمالات کرینگے ، جبکہ اس آفر کو کمانڈر نیک محمد اور بیت اللہ محسود وغیرہ نے اس دلیل سے رد کیا کہ آئی ایس آئی کے تحت جہاد پر نتیجہ مرتب نہیں ہوتا، مثلاً روس کے خلاف جہاد کرنے والے کمانڈروں پر آئی ایس آئی کا اثر ورسوخ تھا فتح کے بعد انہیں آپس کی خانہ جنگیوں میں مشغول رکھا تاکہ اصل مقصد نفاذ شریعت تک وہ نہ پہنچ پائے، نتیجۃً ایسا ہی ہوا۔ یوں ہی نتیجہ جہاد کشمیر کا سب کے سامنے ہے۔ لہذا یہی نتیجہ جہاد افغانستان کا پھر ہوگا۔ چنانچہ جب پاکستانی حکومت اور اسٹیبلیشمنٹ اس نتیجے پر پہنچے کہ کمانڈر نیک محمد اور بیت اللہ محسود ہاتھ نہیں آتے تو انہوں نے وزیرستان میں غیر ملکیوں کے نام سے آپریشن کا آغاز کیا۔ جس سے چار مقاصد حاصل کرنے تھے (1) امریکی دباؤ ٹالنا (2) ڈالر کا حصول (3) قبائلی مجاہدین کا زیر اثر لانا (4) قبائلی نظام کو کفری جمہوری نظام سے تبدیل کرنا۔ لہذا بامر مجبوری دفاعاً کمانڈر نیک محمد اور بیت اللہ محسود نے پاکستان کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا جس کے کئی وجوہات تھے (1) قبائل میں موجود مہاجرین سے دفاع (2) اپنی جان مال سے دفاع (3) اپنی آزادی سے دفاع ۔ بالاخر یوں ہی جہاد افغانستان کا رخ پاکستان کی طرف موڑا۔ اس عنوان کے تحت مندرجہ ذیل امور کی تفصیل ہے۔

(1) ابتداء یا قیام تنظیم المجاہدین طالبان حلقہ محسود جنوبی وزیرستان (2) قبائل میں پاکستانی فوج کی در اندازی (3) جنوبی وزیرستان میں مہاجرین اور انصار میں اتفاق (4) بیت اللہ محسود کی پاکستانی فوج کے خلاف جہاد سے مقاصد، (5) پاکستان میں مجاہدین کے مقاصد کیا ہونے چاہیے؟ (6) محسود مجاہدین کا منشور و موقف (7) کسی بھی تحریک بننے کے بعد اسے پہلے کیا کرنا چاہیے، (8) زوال کے اثرات

(1) ابتداء یا قیام تنظیم المجاہدین طالبان حلقہ محسود جنوبی وزیرستان:

2001ء میں جب امارت اسلامی افغانستان پر امریکہ بمع اتحادیوں کے حملہ آور ہوا، تو چالیس دن تک طالبان نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بعد ازاں امیر المومنین ملا محمد عمر صاحبؒ نے محاذوں سے طالبان کو سقوط کرنے کا حکم صادر کیا۔ اور غاصب صلیبیوں کے خلاف گوریلہ جنگ لڑنے کا فرمان جاری کیا۔ اس کے بعد طالبان نے محفوظ پناگاہوں کا رخ کیا۔ خصوصاً عرب مہاجرین تورہ بورہ چلے گئے۔ اور ازبک مہاجرین نے شاہی کوٹ کا رخ کیا، جبکہ شاہی کوٹ اور تورہ بورہ میں انگریزوں اور ان کے اتحادیوں سے شدید جنگیں ہوئی خلاصہ یہ کہ افغانستان میں مجاہدین کے لئے زندگی اجیرن ہوگئی۔ اس لئے انہوں نے افغان سرحد سے لگی ہوئی قبائلی پٹی کا رخ کیا۔ قبائل نے بھی انصار مدینہ کی طرح انکی بھرپور نصرت کی۔ ان کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ اور یہاں تک کہ انہیں رشتے بھی دیئے۔ اسی سلسلے میں مہاجر مجاہدین کا جنوبی وزیرستان بھی آنا ہوا ، وہاں آباد وزیر اور محسود قبیلہ کے مجاہدین، عوام، علماء اور طلباء نے انکی نصرت شروع کی، جس میں کمانڈر نیک محمد شہید اور محسود قبیلہ کے عبد اللہ صادق شہید اور انکے دیگر ساتھیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مہاجرین کی نصرت کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ اچانک امریکہ کی فرنٹ لائن کی اتحادی پاکستانی فوج نے باغڑ انگور آڈہ میں چینی نژاد ابو محمد ترکستانی اور عبد الرحمن کنیڈی کو شہید کیا۔ اس وقت وانا میں مقامی مجاہدین کے کئی گروپ سرگرم عمل تھے۔ جن میں کمانڈر نیک محمدؒ، کمانڈر مولوی عباس اور کمانڈر ملا نزیرؒ وغیرہ مشہور تھے۔ مہاجرین کی ہر ممکن نصرت و دفاع کرتے رہے۔ جبکہ علاقہ محسود میں اس وقت مجاہدین کا کوئی نمائندہ تنظیم موجود نہ تھا۔ ہر ایک انفرادی طور پر مہاجرین کی نصرت کرتے رہے۔ جن میں عبد اللہ صادق شہیدؒ، سراج شہیدؒ، حضرت مولانا ولی الرحمن شہیدؒ، ولی برکی شہیدؒ، مکین کے مولانا خورشید، خیسورہ میں مولانا محمد حسین صاحب، علاقہ بروند میں مولانا رفیع الدین صاحب، مولانا عظمت اللہ صاحب، عجم گل صاحب، نور علی نانا اور سپین کائی رغزائی میں مولانا خواجہ محمد عرف مدنی اور مولوی فرہاد احمد جنتہ میں مولانا محمد اور مالانا محمد آمیر صاحب وغیرہ مہاجرین کی خفیہ نصرت کرتے رہتے تھے۔ اس وقت حلقہ محسود کے چند مجاہدین نے سوچا کہ اس طرح انفرادی طور سے جہاد افغانستان اور مہاجرین کی خفیہ نصرت وخدمت ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی۔ باہمی اتفاق و اتحاد اور وحدت کی ضروری ہے۔ اس لئے حلقہ محسود کی سطح پر ایک جہادی تنظیم تشکیل کرنے کا سوچا

۔اسی فکر کو عمل میں لانے والے حضرات کے نام یہ ہے۔ مولوی ولی الرحمن صاحب، مولوی رفیع الدین صاحب، مولوی بلال صاحب اور عبداللہ صادق شہیدؒ۔ان حضرات نے اس بارے میں حضرت مولانا معراج الدین صاحب سے مشورہ کیا اور تنظیم کی سربراہی کی بھی انہیں دعوت دی۔ کیونکہ سقوط امارت اسلامی سے قبل حلقہ محسود کے مجاہدین کی سربراہی انہوں نے کی تھی۔ لیکن مولانا معراج الدین صاحب شہیدؒ نے امارت قبول کرنے سے انکار کیا، البتہ حلقہ محسود کی سطح پر جہادی تنظیم بنانے کا مشورہ دیا۔ بعد ازاں اس سلسلے کو آگے بڑھانے کیلئے مولوی رفیع الدین اور مولوی بلال کمانڈر نیک محمد شہیدؒ اور کمانڈر ملانزیر شہیدؒ سے ملے، ان سے مشورہ شریک کیا، اور علاقہ بروند میں اجلاس مقرر ہوا۔ یہ اجلاس عید الاضحیٰ سے قبل تھا۔ اجلاس کے شرکاء مندرجہ ذیل تھے۔ (1) کمانڈر نیک محمد شہیدؒ (2) کمانڈر ملانزیر شہیدؒ (3) کمانڈر عبداللہ صادق شہیدؒ (4) کمانڈر شیر اعظم آقا عرف فاتح (5) مولوی بلال صاحب (6) مولانا عظمت اللہ صاحب (7) مولانا رفیع الدین صاحب (8) مولانا ولی الرحمٰن شہیدؒ (9) ولی برکی شہیدؒ (10) کمانڈر فخر عالم شہیدؒ (11) عجم گل (12) نور علی نانا (13) مولوی غلام رسول صاحب۔ اجلاس کی صدارت مولانا عظمت اللہ صاحب کے ذمہ کی گئی، بعد ازاں باقاعدہ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد کمانڈر نیک محمد اور ملانزیر نے تنظیم بنانے اور علاقائی سطح پر جہادی تنظیم کے فوائد پر روشنی ڈالی اور مشورہ دیا کہ علاقہ محسود کی سطح پر ایک جہادی تنظیم کا ہونا اشد ضروری ہے۔ جب تنظیم کے امیر کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو اس اجلاس میں امیر کے منتخب ہونے پر اتفاق نہ ہوا۔ اجلاس ختم ہوا، سب ساتھی ناامید واپس لوٹے۔ اور مولوی رفیع الدین کا کہنا ہے کہ چند دن بعد میں نے اور مولوی بلال نے دوبارہ تہیہ کیا، اور اس بارے میں پھر مولانا معراج الدین صاحب سے ملاقات کی اور مولانا معراج الدین صاحب نے ہمیں حوصلہ دیا اور کہا کہ آپ لوگ ہمت کریں اور ساتھ یہ مشورہ بھی دیا کہ تنظیم کے لئے اگر امیر ان دو افراد میں سے کوئی ایک مقرر کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ جبکہ دونوں میں سے خصوصی تاکید ملا بیت اللہ محسود کی ہمیں کی گئی۔ جبکہ دوسرا بندہ جو انہوں نے بتایا وہ مولانا صبغت اللہ شکتوئی والا تھا۔ جبکہ ملا بیت اللہ اس وقت جمعیت طلباء اسلام جنوبی وشمال وزیرستان کے جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ مولوی رفیع الدین عرف ابو حمزہ کا کہنا ہے، کہ اس کے بعد ہم نے سپینکئی رغزائی میں اجلاس مقرر کیا۔ اس اجلاس میں صرف چار افراد نے شرکت کی۔ حضرت مولانا ولی الرحمٰن صاحب، ولی برکی، مولوی بلال اور بندہ مولوی رفیع الدین۔ اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ایک تشکیل ملا بیت اللہ اور مولوی صبغت اللہ کی تلاش میں کی جائے گی تاکہ ان کو سابقہ کارگزاری سنا دیا جائے، اور آئندہ کے لائحہ عمل سے بھی ان کو آگا کیا جائے۔ (2) آئندہ اجلاس علاقہ بروند میں ولی برکی کے گھر مقرر ہوا۔ جبکہ بیس ذی الحجہ یعنی عید الاضحیٰ کے دسویں دن مقرر ہوا۔ ابو حمزہ کا کہنا ہے کہ ولی برکی اور مولوی بلال کی تشکیل میر انشاہ کی گئی، تاکہ وہ ملا بیت اللہ اور مولوی صبغت اللہ کو دعوت دے۔ دونوں وہاں پر پہنچے اور دونوں حضرات سے ملاقات ہوئی۔ اس ساری محنت سے انہیں آگاہ کیا گیا۔ دونوں حضرات نے ان کی بات پسند کی اور آئندہ بروند کے اجلاس میں حاضری کا یقین دلایا۔ جبکہ اس سفر کا خرچہ ولی برکی نے برداشت کیا۔ ابو حمزہ کا کہنا ہے کہ اس اجلاس میں سابقہ اجلاسوں کے شرکاء کو بھی دعوت دی اور دیگر مجاہدین کو بھی دعوت دی گئی۔ 20 ذوالحجہ کو سب حضرات بروند اجلاس حاضر ہوئے۔ اور اجلاس کو کامیاب بنایا۔ اجلاس کے شرکاء یہ تھے۔ (1) مولانا عظمت اللہ صاحب شابی خیل (2) مولانا ولی الرحمٰن صاحب مال خیل (3) مولانا رفیع الدین صاحب درامن خیل (4) مولانا صبغت للہ صاحب شکتوئی کیکاڑائی (5) ملا بیت اللہ صاحب شابی خیل (6) مولوی بلال صاحب کئی خیل (7) حافظ عبداللہ صادق صاحب کئی خیل (8) شیر اعظم آقا عرف فاتح کئی خیل (9) کمانڈر فخر عالم کئی خیل (10) ولی برکی بروند (11) مولوی غلام رسول بروند (12) عجم گل گیگا خیل بروند (13) نور علی درامن خیل بروند (14) معراج برکی کانی گرم (15) محمد یعقوب وزیر گائی مزارے (16) انور شاہ (17) شیر محمد فریدائی۔ اس

اجلاس کی صدارت مولوی رفیع الدین صاحب کے ذمہ کی گئی۔بعد ازاں اجلاس کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے ہوا۔حضرت مولانا عظمت اللہ صاحب نے علاقائی سطح پر جہادی تنظیم بنانے پر زور دیا موضوع جہاد مختصر بیان فرمایا۔اس کے بعد اجلاس میں مندرجہ ذیل فیصلے ہوئے۔(1)حلقہ محسود کی سطح پر جہادی تنظیم پر سب حاضرین متفق ہوئے اور اس کے لیے امیر ملا بیت اللہ مقرر ہوا۔

(2) تنظیم کے لئے نائب امیر کمانڈر عبد اللہ صادق مقرر ہوا۔

(3)خزانچی مولوی ولی الرحمٰن صاحب مقرر ہوا۔

(4)اور یہ فیصلہ ہوا کہ تنظیم امارت اسلامی افغانستان سے منسلک ہو گا۔

(5)آئندہ اجلاس عید الاضحیٰ کے پچیسویں دن یعنی پانچ محرم الحرام کو علاقہ مکین میں مقرر ہوا۔تمام ساتھیوں کو تاکید کی گئی کہ وہ مجاہدین کو اس اجلاس سے مطلع کریں، تاکہ اس اجلاس سے باقاعدہ علاقہ محسود میں دعوت جہاد کا فریضہ شروع ہو جائے۔

(6)اس اجلاس میں مولوی صبغت اللہ نے عدم اطمینان کا اظہار کیا لیکن آخر کار انہیں مطمئن کیا گیا۔ اجلاس کے بعد تمام شرکاء نے علاقہ محسود میں بھرپور دعوت چلائی، تاکہ آئندہ اجلاس کامیاب ہو جائے۔جب پانچ محرم الحرام کا دن آیا تو بہت سارے مجاہدین کا وہاں آنا ہوا۔اس اجلاس میں تقریباً ۴۷ افراد نے شرکت کی۔اجلاس سے قبل چند نئے آنے والے افراد نے اعتراض کیا کہ امیر کا انتخاب اس اجلاس میں ہونا چاہئے تھا۔لیکن ان کو اجلاس سے قبل ہی مطمئن کیا گیا،اور ان کے خدشات دور کئے ،بعد ازاں باقاعدہ اجلاس شروع ہوا۔اجلاس کی صدارت امیر صاحب بیت اللہ نے مولوی رفیع الدین کے ذمہ لگادی،اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا،بعد از تلاوت کلام اللہ حضرت مولانا عظمت اللہ صاحب نے جہاد کے موضوع پر مفصل تقریر کی۔اس کے بعد اجلاس میں مندرجہ ذیل فیصلے ہوئے

(۱) تنظیم کے لئے ملا بیت اللہ صاحب کو امیر بر قرار رکھا گیا۔

(۲)نائب امیر عبد اللہ صادق کو بھی بر قرار رکھا گیا۔

(۳)خزانچی مولوی ولی الرحمٰن کو بر قرار رکھا گیا۔

(۴)سفیر برائے چندہ مولانا عزیز اللہ شابی خیل برووند کا انتخاب ہوا۔

(۵) ۲۰ یا ۲۲ افراد پر مشتمل شوریٰ تشکیل دیا گیا۔

(۶)اور یہ فیصلہ ہوا کہ ہماری تنظیم امارت اسلامی سے منسلک ہو گی۔

(۷)رجسٹر کشمیری تنظیموں سے روابط پر پابندی ہو گی۔

(۸)سیاسی مذہبی پارٹیوں سے ہمدردی رکھیں گے،اور ان کے حصہ نہیں بنیں گے۔

(۹)اس اجلاس سے ہی پہلی تشکیل افغانستان روانہ کی گئی۔

محمد انور شاہ مکین والے کا کہنا ہے کہ سب سے پہلا حملہ جو ہم نے کیا،وہ ترخوبی حملہ تھا۔جبکہ مولوی رفیع الدین کے بقول پہلا تعرض سٹے کانڈاو میں ہوا۔اس تعرض میں محسود مجاہدین کے ساتھ دوسرے مجاہدین نے بھی شرکت کی۔تعرض شروع ہوتے ہی پہلے پہل مورچوں میں ولی برکی اور گل آمین داخل ہوئے۔تعرض کامیاب رہا۔مجاہدین کو فتح نصیب ہوا،اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔جس میں تین کلاشن کوف وغیرہ تھے۔وغیرہ مجاہدین صحیح سلامت واپس ہوئے۔اس کاروائی کے منصوبہ ساز ملا بیت اللہ،ملا سنگین اور ابو ناصر(جو ایک عرب مجاہد تھے)تھے۔یوں 2003ء میں علاقہ محسود میں ۱۹۰۴ء کے ملا پاوندہؒ اور ملا شیر علی خان محسودؒ کی طرح ایک اور ملا بیت اللہ محسود شابی خیل نوجوانان محسود کی

حمایت سے انگریزوں اور امریکیوں کے خلاف میدان جہاد میں کود پڑے۔ اور جہاد افغانستان و پاکستان کے حوالے ایسی لازوال تاریخ رقم کی کہ ماضی قریب میں محسود جیسی چوتھی قوم کی اسلام کی خاطر قربانیوں کی مثال ملنا مشکل ہے۔ تفصیل اپنی جگھوں دیکھ سکتے ہے۔

یہ تفصیلات مولوی رفیع الدین، محترم محمد انور شاہ اور محترم فرید عرف خادم سے روایت کی گئی، جبکہ مصنف بھی پہلے دو ابتدائی اجلاسوں کے علاوہ اس میں شروع سے تاحال نومبر 2017 تک شریک سفر ہے تقریباً تمام بڑے واقعات اور حادثات کا چشم دید گواہ ہے۔

قبائل میں پاکستانی فوج کی دراندازی

افغانستان میں موجود امریکی فورسز کی طرف سے پاکستان پر یہ الزامات آنا شروع ہوئے کہ یہاں سے طالبان مکمل تیاری کے ساتھ افغانستان میں داخل ہو کر اتحادی افواج پر حملے کرتے ہیں تو حکومت پاکستان کو ایک اور موقع غنیمت ہاتھ آیا ڈالر کمانے اور قبائلی نظام اور قبائل کی آزاد حیثیت کو ختم کرنے غرض سے امریکہ کیساتھ کئی خفیہ معاہدے کیں جن میں ڈرون حملے اور آپریشنوں کے ذریعے قبائلی عوام علاقہ بدر کرنے اور دوسرے معاشروں ضم کرنے تاکہ وہ اسلامی غیرت وحمیت اور جزبہ آزادی اوصاف سے عاری ہو جائے۔ جس کی طرف پرویز مشرف نے پہلے ہی اشارہ کیا تھا آگے انکی بیان آرہی ہے اس میں دیکھ سکتے ہے۔ لہٰذا قبائلی علاقوں میں غیر ملکیوں کے نام آپریشن کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے جنوبی وزیرستان کے علاقے انگور آڈہ باغڑ میں 12 اکتوبر 2003ء کو عبدالرحمن کنیڈی اور ابو محمد کے نام سے دو غیر ملکی مجاہدین شہید کئے۔ حکومت پاکستان نے اسکو حسن نام سے پیش کیا اور اسکا تعلق چین کے صوبہ جیانگ زانگ سے بتایا۔ دسمبر 2003ء میں صوبہ سرحد کے گورنر اور اعلی حکام نے اس علاقے کے دورے شروع کئے۔ مقامی اور بین الاقوامی میڈیا میں یہ علاقہ القاعدہ ٹاون کے نام سے پکارا جانے لگا۔ دسمبر 2003ء میں گورنر سرحد لیفٹیننٹ جنرل (ر) سید افتخار حسین شاہ نے پہلی بار اس علاقے کا دورہ کیا اور اس علاقے کو القاعدہ کے ارکان سے خالی کرانے اور اسلحہ سے پاک کرنے کیلئے مقامی قبائلی سرداروں سے مذاکرات کئے۔ گورنر سرحد نے وہاں پر جرگے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت سرحدی علاقوں میں جو اقدامات کر رہی ہے۔ وہ ملکی دفاع اور سلامتی کیلئے نہایت ضروری ہے۔ انہوں نے قبائلی سرداروں کو پیشکش کی کہ اگر اس علاقے میں چھپے ہوئے غیر ملکی دہشت گرد ہتھیار ڈال دیں تو انہیں کسی ملک کے حوالے نہیں کئے جائیں گے بلکہ پرامن طور پر یہاں پر رہنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ گورنر سرحد کا یہ دورہ اس لحاظ سے ناکام رہا کہ مقامی قبائل نے ان کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کیا یوں مارچ 2004ء میں حکومت پاکستان نے ان غیر ملکی جنگجوؤں اور انکے حمائتی مقامی قبائلیوں کے خلاف آپریشن کا آغاز جنوبی وزیرستان کے علاقے وانا سے مغرب میں واقع کالوشہ اور اسکے آس پاس علاقوں سے کیا، فوج نے کاژہ پنگہ میں واقع ازبک مجاہدین کے ایک گھر پر حملہ کیا، فریقین میں شدید مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی میں ایک ازبک مجاہد شہید ہوا، اور ایک زخمی ہوا۔ جبکہ فوج کے 9 سے 12 تک فوجی جوان بھی اس میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بقایا مجاہدین نے فوج کی حصار توڑ دی اور وہاں سے محفوظ مقام منتقل ہوئے۔ اسی رات کو صبح ہوتے ہی فوج اور نیم فوجی دستے (ملیشیا) اور مقامی خاصہ دار فورسز نے کالوشہ پر چھاپہ مارا۔ جانبین میں مختصر جنگ ہوئی۔ جبکہ اس میں فریقین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ فوج دن کے بارہ بجے واپس کیمپ چلی گئی۔ یوں فوج اور غیر ملکی مہاجر مجاہدین میں جنگ کا آغاز ہوا، مقامی مجاہدین بھی مذہبی زمہ داری اور اپنی آزادی اور قبائلی روایات سے مجبور ہو کر اپنے مہمانوں کا دفاع کرنے پر میدان میں اتر آئے۔ یہ سلسلہ جنگ روز بروز بڑھتا گیا، جسکی تفصیل اپنے موقعہ پر لکھی جائے گی۔

جنوبی وزیرستان میں مہاجرین اور انصار میں اتفاق

پاکستانی فوج کے اس آپریشن میں مظالم نے مہاجر مجاہدین اور مقامی مجاہدین کو یک جان اور یک زبان متحد کیا۔ کیونکہ اس آپریشن میں مقامی قبائلی لوگوں کا فوج کے ہاتھوں جانی ومالی نقصان ہوا۔ چنانچہ اس موقعہ پر محسود قبیلے کے کمانڈر بیت اللہ محسود شکئی پہنچے اور وہاں پر قاری طاہر جان امیر حرکت اسلامی ازبکستان اور احمد زئی وزیر قوم کے طالبان کو جمع کیا، اور ان سب کے درمیان متفقہ یہ معاہدہ طے ہوا۔

(۱) مہاجرین اور انصار کا تحفظ مشترکہ کریں گے۔

(۲) اگر پاکستانی حکومت جہاد افغانستان میں رکاوٹ بنے تو ان سے مشترکہ جنگ کریں گے۔

(۳) اگر ہمارے علاقے میں فوج مداخلت کریں تو بھی مشترکہ جنگ کریں گے۔

(۴) قیدیوں کو رہا نہ کیا یا کسی دوسرے کو گرفتار کیا تو بھی مشترکہ جنگ لڑیں گے۔

یوں جب فوج نے وانا میں باقاعدہ آپریشن شروع کیا تو اس معاہدے کے مطابق مقامی اور غیر ملکی مجاہدین نے شدید مزاحمت جاری رکھی، جسمیں محسود مجاہدین نے جسکی سربراہی بیت اللہ محسود کر رہے تھے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اپنے علاقے میں سیکورٹی فورسز کے قافلوں اور پوسٹوں پر کئی بڑے حملے کئیں جسمیں سرویکی وڑہ اور مکین بازئے جیسے حملے فوج کے لیے مہلک ثابت ہوئے۔ یوں یہ سلسلہ جنگ پورے فاٹا میں منتقل ہوا، بالاخر ان مجاہدین نے پورے پاکستان میں جنگ کو طول بخشی جو تا حال 20 نومبر 2017ء تک جاری وساری ہے۔

مارچ 2004 میں جب پاکستانی فوج نے جنوبی وزیرستان وانا میں امریکی ایماء پر آپریشن شروع کیا۔ تو حکومت پاکستان کی اس عمل کے رد عمل میں مجاہدین جنوبی وزیرستان، چاہے احمد زئی وزیر قبیلے کے مجاہدین ہوں، یا علاقہ محسود کے مجاہدین ہو، دونوں نے حکومت کے خلاف جوابی کاروائیوں کا آغاز کر دیا۔ اور کمانڈر نیک محمد نے باقاعدہ بیت اللہ محسود سے مدد کی درخواست کی تو بیت اللہ محسود اپنے ساتھیوں سمیت حکومت کے خلاف میدان میں کود گئے علاقہ محسود میں چند ہی دنوں میں فوج کے خلاف اور دوسرے سیکورٹی اداروں کے خلاف ایسے حملے کئے، جس سے حکومت پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا۔

عباس خیل تنگہ میں پہلی کاروائی

سب سے پہلی کاروائی کا حال مفتی عاصم صاحب کی قلم سے یوں ہے۔

ہم نے کئی روز تک وانہ جنڈولہ سڑک پر حملے کی منصوبہ بندی کی، لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی۔ جبکہ اس زمانے میں فوجی قافلے کی آمدورفت رات کے وقت بھی ہوتی تھی۔ مارچ 2004 کی ایک رات کو عشاء سے ذرہ پہلے ہم نے کمین گاہ خالی کی۔ جبکہ کئی ساتھی اس وقت بھی کمین گاہ میں بیٹھے تھے۔ کہ اچانک سرویکئی قلعہ سے قافلہ روانہ ہوا۔ جب قافلہ وڑہ کے قریب پہنچا، تو ان چند ساتھیوں نے ان پر حملہ کیا۔ لیکن یہ حملہ ایک قسم کا ناکام حملہ تھا۔ کیونکہ منصوبہ بندی کے بغیر حملہ ہوا۔ اور فوج کا ظاہراً کوئی نقصان نہیں ہوا۔ سب ساتھی علاقہ بروند باحفاظت پہنچے۔ صبح تمام مجاہدین کو علاقہ اوسپاس ڈاب کے قدرتی محفوظ نالوں کو منتقل کر دیئے۔ جبکہ پہرے پر چند ساتھی مقرر کئے۔ دوپہر کو پہرا دار نے اطلاع دی کہ سڑک پر ایک ایف سی گاڑی آرہی ہے۔ لہذا اس وقت ہمارے ساتھ بھی ایک بائی فور گاڑی موقع پر موجود تھی۔ میں نے (مفتی عاصم) اور شیر اعظم آقا نے مشورہ کر کے چند ساتھیوں کو ساتھ لیکر اپنے گاڑی کے ذریعے اس گاڑی کا پیچھا کیا۔ حتیٰ کہ علاقہ تنگہ عباس خیل کے دوکانوں پر جب سرکاری گاڑی پہنچی، تو ہم بھی قریب پہنچے۔ اور اس پر فائرنگ شروع کی۔ اس کاروائی میں ایک تحصیل دار اور 3 خاصہ دار فورس جو ان سوار تھے جو فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ جس کو اہل علاقہ نے خفیہ پناہ دی تھی۔ کیونکہ ہم نے پہلا فائر ہوائی کیا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وہاں دوکانوں پر مقامی لوگ موجود تھے۔ تاکہ وہ جائے وقوعہ سے بھاگ جائیں۔ لیکن اس کے بھاگنے سے پہلے تحصیل دار

صاحب اور اس کا حفاظتی دستہ خاصہ دار بھاگ نکلی۔ جب ہم گاڑی کے قریب پہنچے تو گاڑی کو نذر آتش کیا۔ اور ہم نے وہاں سے جلدی واپسی کی۔

وڑہ تحصیل سرویکئی کا خونی معرکہ

اس واقعے کے تقریباً دو دن بعد مارچ 2004 میں وڑہ تحصیل سرویکئی کا خونی معرکہ ہوا۔ جس نے 1960 میں پلوسین، اور 2 نومبر 1894ء وانا کیمپ پر حملے اور مئی 1897 میں میز رو غیرہ مقامات پر حملوں کی یاد تازہ کی۔ اس کی داستان مفتی عاصم کی قلم یوں ہے اگرچہ بنفس نفیس میں اس معرکہ کے شرکاء میں سے نہ تھا۔ لیکن اسی علاقے میں موجود تھا، اور اس کاروائی کے مجاہدین کو میں نے سنبھالا۔ چونکہ اس وقت میں حلقہ محسود کا نائب امیر بھی تھا۔ تمام کاروائی کا حال معلوم کرتا تھا۔ لیکن میں بھی اس کاروائی کا سند دین محمد عرف ابویاسر تک لے جاتا ہوں۔ خاص انکی زبانی لکھتا ہوں، جو اس معرکہ کے شرکاء میں سے تھے۔ اور اس جنگ میں بنفس نفیس شریک تھے۔ ابویاسر نے کہا، ظہر کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ فوجی قافلہ وانا کی طرف جھنڈولہ سے رواں دواں ہے۔ اطلاع ملتے ہی مجاہدین کا دستہ فوجی قافلے کے پہنچنے سے پہلے وڑہ چیک پوسٹ پہنچا۔ اور خاصہ دار فورس کو یرغمال کرکے اولڈ سرویکی کی جانب بھگایا۔ کیونکہ وہ سب اس علاقے کے باشندے تھے۔ کچھ شور تو خاصہ دار فورس نے کیا، لیکن جب انہیں گولی مارنے کی دھمکی دی گئی، تو وہ بیچارے بھاگے بھاگے چلے گئے۔ ہم نے کیفیت ایسی بنائی کہ گویا ہم خاصہ دار فورس کے اہلکار ہے۔ جب قافلہ بالکل قریب پہنچا تو ہمارے کمانڈر فاروق نے انہیں آگے آنے کا اشارہ کیا۔ فوجی قافلے کے شرکاء ہمیں خاصہ دار فورس والے سمجھے۔ جب تمام گاڑی نشانے پر پہنچے، تو یک دم سے ان پر فائرنگ شروع کی۔ جس سے فوج کو جوابی کاروائی کا موقع نہ ملا۔ ایک ایک فوجی کو ہم آرام سے موت کے گھاٹ اتارتے رہے۔ اس کاروائی میں مجاہدین نے آر، پی، جی، کلاشن کوف، زڑ کئی (ثقیلہ) اور ہینڈ گرنیڈ کا استعمال کیا۔ اور یوں یہ کاروائی چند منٹوں میں انجام پا گئی۔ اس کاروائی میں 8 فوجی زندہ گرفتار کئے گئے۔ ان کو بھی ذرہ دور لے جاکر قتل کرڈالا۔ کیونکہ اس موقع پر گن شپ ہیلی کاپٹر پہنچے۔ مجاہدین اس سے چھپنے کے لئے اِدھر اُدھر منتشر ہوئے، تو ان فوجیوں کو سنبھالنا مشکل تھا۔ اس لئے انہیں علاقہ گڑیزائی میں ہی کیفر کردار تک پہنچایا۔ مقامی ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق اس کاروائی میں 45 فوجی مارے گئے، اور قافلے میں شریک گاڑی بھی نذر آتش کئے گئے۔ جبکہ کمانڈر فاروق بھی زخمی ہوا۔ ایک گولی انکو سینے میں لگی تھی۔ لیکن چند ہی دنوں میں وہ شفاء پا گئے۔ اس حملے نے اہل علاقہ اور حکومت دونوں کو جھنجوڑ کے رکھ دیا۔ تمام مجاہدین رات عشاء تک بحفاظت برونڈ پہنچے اور وہاں سے پیدل انکو مارچ دی، اور شمکئی گور گورے میں پناہ لی۔ چند ساتھی پہرے پر مقرر کئے تاکہ وہ برونڈ علاقے کے صورت حال پر نظر رکھے۔ تاکہ کسی بھی ناخوشگوار واقعے کی صورت میں ہمیں اطلاع کرے اور ہم جوابی کاروائی کے لئے موقع پر پہنچے۔ صبح کو مقامی سطح پر امن لشکر بنا۔ جس نے وڑہ پر چند گھروں کو جزوی نقصان پہنچایا۔ اور برونڈ آکر ولی برکی کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اور ان کے دو بھائی اور ایک مہمان کو گرفتار کرکے حکومت کے حوالے کئے۔ یاد رہے کہ اس جنگ میں محسود مجاہدین کے ساتھ چند ازبک مجاہدین نے بھی حصہ لیا مجاہدین کو بطورِ غنیمت 13 عدد جے، تری بندوق، (پاکستانی ساخت کے) اور 3 عدد نائن ایم ایم فوجی پستول اور 45000 ہزار نقدی اور گھڑیاں وغیرہ ملیں

،

لدھا حفاظتی پوسٹ پر حملہ: اس جنگ کی تفصیل محمد فرید عرف خادم کی زبانی یوں ہے۔ محترم خادم نے کہا، کہ مارچ 2004 میں سرویکئی وڑہ پر جب حملہ ہوا۔ تو اس کے دو دن بعد تحصیل لدھا میں واقع فرنگی دور کے ایف، سی قلعے کے مرکزی پوسٹ اور مورچوں پر ہم نے

تعارض کیا۔ اس تعارض میں دو مورچوں کو فتح کیا۔ جبکہ سات ایف، سی اہلکار بھی قتل کئے۔ اور اس کاروائی میں دو مجاہدین مسمیٰ نندر خان ولد سمال خان بند خیل مکین اور ایک ازبک مجاہد نے جام شہادت نوش فرمائی۔ جبکہ محمد داود زخمی ہوا۔

علاقہ مکین بازئے میں فوجی قافلے پر حملہ

محمد انور شاہ ولد محمد شفیق کی قلم سے اس حملے کی تفصیل یوں ہے۔ کہ جب وانہ میں مہاجرین کے خلاف آپریشن شروع ہوا، تو کمانڈر نیک محمد کی اپیل پر وانہ جانے والی فوجی قافلوں کا راستہ روکنے کے لئے بیت اللہ امیر صاحب نے حکم دیا کہ تمام محسود مجاہدین ہر ممکن طریقے سے فوجی قافلوں کے راستے روکنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مارچ 2004 میں 150 گاڑیوں پر مشتمل ایک فوجی قافلہ رزمک سے وانہ جارہا تھا۔ جب یہ قافلہ مکین بازئے کے مقام پر پہنچا، تو اس پر چھ مسلح مجاہدین نے مغرب کے وقت حملہ کیا۔ اس حملے کے نتیجے میں 24 فوجی مارے گئے۔ جبکہ مجاہدین بحفاظت وہاں سے محفوظ نکلے۔ جبکہ ایک مجاہد وہاں سویا ہوا رہ گیا تھا، صبح کو وہ بھی وہاں سے صحیح سلامت نکلا۔

تحصیل تیارزہ خیسورہ کے توروام پل پر حملہ

توروام پل خیسورہ کی شمال مغرب شکئی وزیر کے ساتھ بونڈری پر واقع ہے۔ اس حملے کی تفصیل، احمد بدر والے کی زبانی جب وانہ میں مارچ 2004 میں آپریشن شروع ہوا۔ تو مجاہدین محسود اور مجاہدین وزیر اور مجاہدین حرکت اسلامی ازبکستان نے توروام پل پر واقع ملیشیا نیم فوجی دستوں کے کیمپ اور چیک پوسٹ پر شکئی کی جانب سے حملہ کیا۔ ایک گھنٹہ تک لڑائی جاری رہی، جبکہ اس کو فتح کیا گیا۔ لیکن اس کیمپ سے ذرہ فاصلے پر رہائشی مکانات میں مقیم فوج اور ملیشیا نے مجاہدین پر فائرنگ شروع کی۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں تین ازبک مجاہدین جام شہادت نوش کر گئے۔ جن میں دو کے نام یہ ہے۔ عبد الرزق اور ابو دجانہ۔ جبکہ کئی ایف، سی اہلکار بھی اس جنگ میں لقمہ اجل بنے۔

رزمک کیمپ پر میزائل حملہ مارچ 2004ء کی جنگ میں ہم نے دو دفعہ رزمک کیمپ پر میزائل حملے کئے۔ لیکن اس میں فوج کی جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔

شکئی بوش غر پر تعارض

جب وانہ میں فوج نے آپریشن شروع کیا تو یہ سلسلہ شکئی تک جا پہنچا۔ چنانچہ مجاہدین محسود نے بھی نیک محمد کے ساتھ شانہ بشانہ فوج کے خلاف ہر ممکن کوشش کی۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک تعارض مشترکہ شکئی بوش غر پر کیا گیا جس میں مورچے فتح ہوئے۔ مجاہدین نے مال غنیمت بھی حاصل کیا۔ جبکہ تین فوجی واضح طور پر مردے پڑے نظر آئے۔ اس سے زیادہ کا علم نہ ہو سکا۔ جبکہ ایک محسود مجاہد نور ولی جان آف مکین زخمی ہوا۔

شکئی میں مجاہدین کی مدد

فروری یا مارچ 2004ء کا قصہ ہے عمر خالد کے بقول، کہ معراج برکی شہید نے ہمیں شکئی جنگ میں اللہ تعالیٰ کے مجاہدین کیساتھ نصرت کا ایک واقعہ سنایا۔ کہ خونی خیل سرائے کے قریب مجاہدین نے فوج سے شدید لڑائی لڑی۔ لڑائی کے بعد جب ہم نے وہاں سے واپسی کی، تو ذرہ دور جا کر ایک درخت کے نیچے آرام کے لئے بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں پرندوں کا غول آیا۔ درخت پر بیٹھ کر بہت شور کیا۔ اور چلے گئے۔ پھر واپس آئے، درخت پر بیٹھ کر شور شرابہ کر کے چلے۔ یوں یہ سلسلہ کئی دفعہ آتے جاتے جاری رہا۔ عمر خالد کے بقول کمانڈر معراج نے کہا، کہ میں

نے مجاہدین ساتھیوں کو کہا، بھائیوں! یہاں سے اٹھو، اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی راز ہے۔ کمانڈر معراج نے کہا کہ جب ہم وہاں سے اٹھے۔ اور منتشر ہوئے تو ایک توپ کا گولہ آیا، اور سید ھا درخت پر جا لگا۔

بیت اللہ محسود کی پاکستانی فوج کے خلاف جہاد سے مقاصد

یہ بات مسلمہ ہے کہ جو بھی تحریک کسی ملک یا کسی علاقے میں منظر عام پر آتا ہے وہ آہستہ آہستہ معاشرے میں اپنے حامی اور کارکنان پیدا کرتا ہے اور اسکے ضرور بضرور کچھ مقاصد ہوتے ہیں یا وہ مجبوراً کسی عمل کے رد عمل میں سامنے آتا ہے۔ محترم ڈاکٹر ابو خالد شہیدؒ جسکا تعلق القاعدہ برصغیر سے تھا اور بڑے ہی قابل تجزیہ نگار اور تاریخ سے باخبر انسان تھے آپ نے پاکستانی مجاہدین کو اپنی کتابوں میں بہت ہی جنجھوڑا اور انکو اپنی غلطیوں کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے، اگرچہ آپ صاحب جہادی صف کے شہسوار تھے لیکن پھر بھی بعض مواقع میں آپ سے لغزشیں صادر ہوئی ہیں وہ اس بناء پر کہ آپکا تعلق القاعدہ سے جو 18 اور 19 اگست 1988 سے منظر عام پر آرہا ہے اور پہلے سے منظم انداز میں اسکی ابتداء ہوئی اور اس تنظیم کے لئے اغراض و مقاصد اور اہداف طے ہوئے، دوسری طرف پاکستانی مجاہدین ہے اور ان میں بالخصوص وزیرستان اور ان میں محسود مجاہدین ہے جنکا تعلق امارت اسلامی افغانستان سے ہے۔ اور انکے الگ اغراض و مقاصد نہ تھے لیکن جب سقوط امارت اسلامی کے بعد مہاجرین افغانستان سے وزیرستان آئے اور انکے خلاف امریکہ کے صف اول کے اتحادی پاکستان کے مسلح افواج نے آپریشنز شروع کئے۔ تو اسکے رد عمل میں بغیر کسی منصوبے کے مقامی قبائل نے مہاجرین کا ساتھ دیا اور پاکستانی فوج کے خلاف میدان میں کھود پڑے۔ کیونکہ جب کوئی تحریک معاشرے میں ابھر آتا ہے تو وہ کچھ مقاصد لیکر منظر عام پر آکر معاشرے میں اپنے حامی پیدا کرتا ہے۔ یا کسی عمل کے رد عمل میں تحریکات سامنے آتے ہیں۔

لہٰذا شروع دن سے پاکستان کے سطح پر ان قبائل کے اغراض و مقاصد یہ رہے ہیں۔ کہ پاکستانی فوج اور حکومت سے ہمارا جہاد دفاعی ہے، انہوں نے ہم پر تعارض کیا ہے، ہمارے دین اور روایات میں مداخلت کی ہے اور ہماری آزادی چیلنج کی ہے، لہٰذا اب ہم پر ان کے خلاف لڑنا فرض ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب کا تجزیہ کہ پاکستان میں جہاد کے عدم توازن کی ایک اور بنیادی وجہ مجاہدین کے ذہنوں میں پاکستان میں جہاد کے مقاصد کا تعین نہ ہونا اور اسکا عالمی جہاد کے ساتھ تعلق کی وضاحت نہ ہونا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ تجزیہ پاکستان کے عمومی جہادی تنظیموں کے حق میں تو صحیح ہے لیکن مجاہدین شمالی و جنوبی وزیرستان کے بارے میں ایک حد تک غلط ہے کیونکہ یہ مجاہدین امارت اسلامی کے تحت افغانستان میں اور عالمی جہاد لڑنے کے قائل ہیں پاکستان میں جہاد اپنا دفاعی جہاد سمجھ کر لڑتے ہیں کوئی اقدام نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب میں ایک اور جگہ میں لکھتے ہیں۔ قبائلی مجاہدین کی پہلی قوت جو پاکستان میں جہاد کے لئے تیار ہوئی وہ محسود قبائل پر مشتمل ہیں، ان میں سے اکثر دیوبندی مکتب فکر اور مدارس سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ہیں، اور ان میں عصری تعلیم سے تعلق رکھنے والے کم ہیں مگر وہ اس قابل ضرور ہیں کہ ان کی اگر تربیت ہو جائے تو یہ مقامی، قومی، اور عالمی سطح پر جہاد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان میں ان پڑھ مجاہدین کی تعداد بھی موجود ہیں مگر جہاد اور جہاد کی نصرت میں سب سے افضل ہیں یہ ایک معاشرتی قوت بھی ہے افرادی قوت کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہیں مگر پاکستان میں کام کے لحاظ سے کسی منظم سوچ کے ساتھ داخل نہیں ہوئے ہیں۔ پاکستان میں امر واقع اور ان کی کاروائیوں میں ایک بڑا خلاء موجود ہے، اس خلاء کو پر کرنے کی ضرورت ہے، یہ قبائلی قوت عالمی جہاد میں بھی اپنا کردار اداء کرنا چاہتی ہے، مگر اس کے لئے ان کے پاس اسکی تربیت کا انتظام نہیں ہے، ان میں مغرب کو سمجھنے میں کافی کمزوری ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے پہلے اور اس تجزیے میں صرف الفاظ کا فرق ہے، دونوں کا جواب تقریباً ایک ہے جو پہلے لکھ چکا ہے۔

یادرہے کہ ڈاکٹر ابوخالد صاحب کی تحریر اور تقریر اور ان سے جن لوگوں کی چند لمحات کے لئے ملاقاتیں ہوئی ہیں ان سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب محسود قبیلہ کے بڑے ہی شیدائی تھے اور اپنے کو محسود قبیلہ کا ایک فرد سمجھتے تھے اور محسود مجاہدین سے قریبی تعلق تھا۔ لیکن آپ صاحب کا یہ شغل تھا کہ وہ مجاہدین کو انکی غلطیوں کی نشاندہی کرتے تھے، جسکی وجہ سے آپ صاحب سے بعض مقامات میں خطاء واقع ہوئی ہے، لیکن یہ ایکی اجتہادی غلطی ہے کیونکہ پاکستان میں بیسیوں جہادی تنظیمیں ہیں، ہر ایک الگ الگ نظرئے اور مقاصد کے لئے لڑتا ہے جسکی وجہ سے قبائل میں بھی بعض جہادی گروپوں کے بارے میں بھی آپ صاحب خلفشار کے شکار ہوئے۔ ورنہ بیت اللہ محسود شہیدؒ نے جب محسود قبیلہ میں جہادی تنظیم بنالی تو اس سے مقصد محسود قبیلہ میں افغانستان میں قابض امریکی اور اتحادی افواج کے خلاف مجاہدین تیار کرنا تھا اور اسی مقصد کے لئے 2004 تک افغانستان میں لڑتے رہے لیکن جب مہاجرین کے خلاف پاکستانی فوج نے اقدام کیا تو آپ صاحب نے علماء پاکستان کے فتوی کے مطابق افغانستان میں اتحادیوں کیساتھ ساتھ پاکستانی فوج سے لڑنا بھی شروع کیا، کیونکہ وہ براہ راست امریکہ کا اتحادی بنا اور قبائل پر یلغار کیا تاکہ ان سے اپنی اور اپنے مہاجرین بھائیوں اور اپنی آزادی کا دفاع کر سکیں۔ اس مقصد کیلئے دوسرے قبائلی ایجنسیوں کے مجاہدین کو بھی اور دیگر پاکستانی جہادی مجموعات کو ایک پلیٹ فارم تحریک طالبان کے نام سے جمع کیا۔

محسود مجاہدین کا منشور و مؤقف

ہماری تنظیم اس مسلسل جدوجہد کا حصہ ہے جو کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال سے شروع ہوا جس وقت علماء ہند نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے دیا اور مسلمانوں میں ہندوستان کو دارالحرب سے دارالاسلام بنانے کی جدوجہد شروع ہوئی ہندوستان میں مسلمانوں کی جدوجہد کی راہیں اس وقت جدا ہوئی جس وقت سر سید احمد خان اور ان کے ساتھیوں نے مسلمانوں کو جہاد کی راہ چھوڑ کر جدید تعلیم حاصل کرنے اور انگریزوں کی ملازمت اختیار کرنے کی رائے پیش کی کہ ان کے نزدیک یہی مسلمانوں کے زوال کے اسباب تھے، دوسری طرف شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، سید احمد شہیدؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، اور شیخ الہندؒ کے فکر کے حامی لوگ تھے جنکا نظریہ تھا کہ انگریز کا قبضہ ہندوستان پر اتنا مضبوط ہے کہ پوری امت مسلمہ کیلئے خطرہ بنا ہوا ہے لہٰذا پہلے ہندوستان کو دارالحرب سے دارالاسلام میں تبدیل کرو تاکہ انگریز نہ صرف امت مسلمہ کیلئے خطرہ نہ بنے بلکہ ہندوستان میں مسلمانوں کا اقتدار بحال ہو جائے اسی کشمکش کی صورت میں ایک طرف انگریز جمہوریت ،وطنیت، اور سرمایہ دارانہ نظام مسلمانوں میں پھیلا رہا تھا، دوسری طرف پہلی جنگ عظیم میں خلافت عثمانیہ ختم ہوئی اور پوری امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر گیا تیسری طرف روس کا سوشلزم مسلمانوں میں نئے نظریات پھیلا رہا تھا۔ بیسوی صدی کے پہلے پچاس سالوں میں مسلمان کئی گروہوں میں بٹ گئے، کوئی مغربی نظام میں مسائل کا حل تلاش کرنے لگے کوئی سوشلزم میں مسئلے کا حل سمجھنے لگے کوئی جدید نظریوں کی روشنی میں اسلامی اصولوں کا حل تلاش کرنے لگے اسی دوران بھی ایک گروہ اپنے اسلاف کے اصولوں کیساتھ چمٹا رہا اور اپنے مسائل کا حل اپنے اکابرین کی راہنمائی میں قرآن وحدیث کے اندر تلاش کرتا تھا۔ تقسیم ہند کے بعد مسلمان جعرفیائی طور پر تین حصوں میں تقسیم ہوگئے، ایک مشرق یعنی بنگلادیش، دوسرا پاکستان تیسرا موجودہ ہندوستان، مگر ان کی فکری تقسیم وہی رہی۔ پاکستان بننے کے بعد وہی سوال دوبارہ سامنے آیا کہ انگریزوں کے خلاف جو جدوجہد ہم نے کی تھی جس مقصد کی خاطر ہم نے قربانیاں پیش کی تھی، کیا نفاذ شریعت کی صورت میں ہمیں اس کا حصہ مل گیا؟ یہاں پھر ایک سیاسی کشمکش کا آغاز ہوا ہر طبقہ آزادی پاکستان پر اپنا حق ثابت کرتا رہا اور پاکستان کو اپنے اپنے نظریے کے ڈھانچے میں ڈالنے کی جدوجہد کرتا رہا لادین طبقہ پاکستان کو مغربی جمہوریت اور سوشلزم کی طرف کھینچتا رہا اور اسلامی جدت پسند طبقہ اس کو اسلامی جمہوریہ کی طرف کھینچتا رہا علماء حق پاکستان کو قرآن وسنت اور اسلامی تشریحات کی طرف کھینچتا رہا، اور مسلمانوں کو یہ

احساس دلاتا رہا کہ ہمارے اسلاف نے ہندوستان میں اسلام اور توحید کی شمع روشن کیا تھا اس ملک پر خالص مسلمانوں کا حق ہے مسلمانوں کا زوال جدید تعلیم کے ترک کی وجہ سے نہیں بلکہ عقیدہ توحید الولاء والبراء کے عقیدے کی کمزوری کی وجہ سے ہوا، اب دوبارہ مسلمانوں کا عروج جدید تعلیم کے حصول میں نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کے نفاذ اور خلافت کے قیام میں ہے اسی فکری کشمکش کے صورت حال میں پاکستان فکری، معاشی، دفاعی، اور انتظامی بحرانوں کا شکار ہو کر ٹوٹنے کے قریب تر ہو گیا تھا۔ حکمرانوں، فوجی جرنیل، سیاست دان ہاتھی کے کان میں سوئے عوام کو اسلام کا دلاسہ دیتے رہے کہ اتنے میں نائن الیون کا واقعہ ہوا اس میں امریکہ کا امارت اسلامی پر حملے اور پاکستان کا امریکہ کا ساتھ دینے نے پاکستان کے دینی طبقوں کو یہ یقین دلایا کہ پاکستان کے حکمران، سیاست دان، اور جرنیل شریعت نافذ نہیں کرنا چاہتے، بلکہ نفاذ شریعت کی راہ میں ایک مضبوط رکاوٹ ہے اب صورتحال یہ بنی کہ ایک طرف مغرب میں افغانستان میں امریکہ کا یلغار تھا دوسری طرف پاکستان امریکہ کے حواری جو ایک طرف امریکہ کو سامان رسد پہنچا رہے تھے تو دوسری طرف پاکستان علماء کو شہید کر رہے تھے مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کر رہے تھے۔ اسی صورت حال میں پاکستان کے مختلف مکاتب فکر کے جہادی لوگ وزیرستان میں جمع ہو گئے اب جہادی صورت حال یہ بنی کہ تمام مجاہدین چاہے وہ قبائل سے تعلق رکھتے تھے یا بندوبستی علاقے سے پیچھے سے ان کا تعلق ہندوستان میں دوسوسالہ جدوجہد کے ساتھ تھا دوسری طرف علماء حق کہ پاکستان میں نفاذ شریعت کی تحریک کے ساتھ وابسطہ تھے تیسرے طرف عالمی جہاد کا میدان امیر المؤمنینؒ اور شیخ اسامہؒ کی قیادت میں گرم ہو چکا تھا ان حضرات کی دعوت تھی کہ طاغوت اعظم امریکہ کو ختم کیا جائے تو چھوٹے طاغوت خود بخود دم توڑ دینگے اِن حضرات کی یہ دعوت حضرت شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبد العزیزؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، سید احمد شہیدؒ اور شیخ الہندؒ کے دعوت کے عین مطابق تھی کہ اگر جاٹ مرہٹ اور انگریزوں کو شکست ہو جائے تو مسلمانوں کی قوت، مرکزیت اور خلافت قائم رہ سکتی ہے۔ چوتھی طرف پاکستان امریکہ کا صف اول کا اتحادی بن کر قبائل میں آپریشن کا سلسلہ شروع کیا تو اس صورت حال میں مجاہدین کے جہادی سرگرمیاں منقسم ہوئی بعضوں نے پاکستان کو اپنا ہدف بنایا کہ پہلے یہاں پاکستان میں شریعت کا نفاذ کیا جائے پھر باقی دنیا میں انہوں نے شریعت یا شہادت کا نعرہ بلند کیا بعضوں نے پاکستان سے صرف نظر کر کے افغانستان ہی کو اپنا ہدف متعین کیا ہماری تنظیم نے امارت اسلامی کی قیادت میں طاغوت اعظم امریکہ کے خلاف افغانستان میں بھی جہاد جاری رکھا اور پاکستان کا قبائلی علاقوں میں آپریشن کی صورت میں پاکستان کے خلاف بھی اپنا دفاعی جہاد جاری رکھا۔ اب اسی صورت حال میں ہمارے سامنے تقریباً/۳ محاذ کھل گئے ان میں سے ہر ایک محاذ کے متعلق ہمارے جہادی اغراض ومقاصد مختلف ہیں جسکو ہم ذیل میں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

افغانستان کے اعتبار سے ہمارے جہادی اغراض ومقاصد

تینوں افغان جنگوں میں انگریز کا شکست کھانے کے بعد روس کے سوشلزم کا افغانستان میں ناکامی سے دوچار ہونے کے بعد افغانستان میں امارت اسلامی کا قیام ہوا تھا نائن الیون کے بعد طاغوت اعظم امریکہ نے اپنے اتحادیوں سمیت امارت اسلامی پر یلغار کر کے ختم کر دیا اور اب اپنا ناپاک جمہوری نظام یہاں نافذ کر دیا ہے۔ اب امارت اسلامی کی قیادت میں اس طاغوت اعظم کے اس نیو ورلڈ آرڈر کو شکست دینا ہے اور افغانستان میں دوبارہ شریعت کا نظام نافذ کرنا ہے اور افغانستان کو مسلمانوں کیلئے اتحاد کا مرکز بنا کر اتنا مضبوط کرنا ہے کہ پوری دنیا میں خلافت کا قیام یہاں سے ممکن ہو سکے۔

قبائل کے اعتبار سے ہمارے اغراض ومقاصد

(1) جس طرح ملا پاوٗندہ، شہزاد فضل دینؒ، فقیر اپیؒ، حاجی صاحب ترنگزئی نے انگریزوں کو قبائلی سرزمیں سے نکال کر قبائلی وطن قبائلی نظام کا دفاع کیا اور قبائلی سرزمین پر نفاذ شریعت کی کوشش کی تھی آج ہم بھی امریکہ کی سربراہی میں حملہ آور دشمن حکومت پاکستان سے اپنے وطن، اپنی آزادی اور قبائلی نظام کی دفاع کرتے ہیں۔

(۲) قبائلی نظام میں غیر شرعی اُمور کی اصلاح کرکے اس فطری نظام کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۳) حکومت کا یہ پروگرام کہ قبائل کو غیر مسلح کرکے قبائلی نظام قبائلی کلچر ان کی آزادی کو ان سے چھین کر اس کے متبادل جمہوری، تھانہ کچہری اور غلامی کا نظام دینا ہے حکومت کے اس پروگرام کو اور اس منصوبے کو ناکام کرنا ہے قبائل کو سابقہ کالا قانوم ایف، سی، آر سے نجات دلانا ہے۔

(۴) قبائلی عوام کیلئے بہترین نظام تعلیم، نظام صحت، نظام معیشت کے مواقع فراہم کرنے ہیں اور شریعت کے دائرے کے اندر ترقی کے ممکن ذرائع مہیا کرنے ہیں۔

(۵) قبائل کے وہ حقوق جس پر برسوں سے ظالم حکمرانوں نے قبضہ جمار کھاہے وہ سارے حقوق قبائل کو دلوانے ہیں۔

پاکستان اور عمومی طور پر ہمارے اغراض ومقاصد

(۱) پاکستان میں دفاعی جہاد لڑنا اور پوری دنیا میں امارت اسلامی کی قیادت میں نظام خلافت قائم کرنا۔

(۲) عقائد کے بارے میں حنفیت، دیوبندیت پر غیر متزل یقین رکھنا اور دوسرے مکاتب فکر کا احترام کرنا۔

(۳) صف جہاد میں مسلکی اختلافات اُبھارنے یا پرچار کرنے سے گریز کرنا۔

(۴) دوسرے جہادی تنظیموں کا احترام کرنا کسی حلقے یا نظم کے خلاف متوازی نظم بنانے کو جرم تصوّر کرنا۔

(۵) جہادی مقاصد کے حصول کیلئے اہداف کا تعین فقہ حنفی کے روشنی میں کرنا سیکورٹی ادارے یا ان کے معاوٗنین یا وہ آلہ کار جو مجاہدین کے خلاف برسرپیکار ہیں یا ضرررسان ہیں ان کو ہدف بنانا۔

(٦) مساجد، مدارس، دینی مراکز، خانقاہیں، مذہبی شخصیات، اسلامی شعائر، جنازے، علماء کرام، عوامی مقامات، اور ان کے املاک کو اہداف بنانے سے قطعاً پرہیز کرنا بلکہ ان تمام چیزوں کا تحفظ کرنا۔

(۷) قبائلی تنازغات کو ابھارنے اور مختلف جہادی قوتوں کے مابین ٹکراوٗ کے پالیسی کو یکسر مسترد کرنا۔

(۸) تمام معاملات کو قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں نمٹانا ہاں دوسرے مکاتب فکر ومذاہب کا احترام کرنا۔

(۹) فقہ حنفی کی روشنی میں ذرائع آمدنی کی چھان بین کرنا۔

(۱۰) حکومت یا حکومتی ایجنسیوں کے ساتھ تعلقات سے احتراز کرنا ہاں کسی مخصوص جہادی مقصد کے حصول کی خاطر ان سے بقدر ضرورت تعلقات امیر محترم کے صوابدیدی اِختیارات پر منحصر رکھنا۔

(۱۱) امارت اسلامی کی قیادت پر مکمل اعتماد رکھنا ان کے دوست اور دشمن کو اپنا دوست اور دشمن تصوّر کرنا۔

(۱۲) قرآن وحدیث کی روشنی میں نظام حیات کے تمام شعبوں سیاسی، مذہبی، اقتصادی، معاشی، معاملات میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنا۔

(۱۳) مذہبی اور غیر مذہبی سیاسی پارٹیوں کیساتھ افہام وتفہیم اور احترام کی فضاء قائم کرنا غیر مذہبی پارٹیوں اور گروپوں کے حال اور ماضی کے کردار کو مدنظر رکھ کر اسکے متعلق اسی کے مطابق پالیسی مرتب کرنا۔

جہاد پاکستان سے مجاہدین کے مقاصد یہ ہونے چاہیے؟

پاکستان میں ابھرنے والی تمام جہادی تحریکیں دراصل تجدید واحیاء دین کی تحریکیں ہیں۔ جن کے مقاصد واضح ہیں۔ جہاد کی یہ تحریکیں کوئی نئی تحریک نہیں بلکہ صدیوں سے چلنے والی احیاء دین کی تحریکوں کا تسلسل ہے۔ اس لحاظ سے مجاہدین، پاکستان میں دفاعی جہاد لڑ رہے ہیں، اور امارت اسلامی کی قیادت میں شریعت کی روشنی میں شریعت کے نفاذ کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ یوں مجاہدین اس جھنڈے تلے پاکستان میں بھی شریعت کا نفاذ اور اصلاح معاشرہ کے خواہاں ہیں۔ تاکہ عالمی سطح پر خلافت علی منہاج النبوہ قائم ہو جائے۔ یوں یہ ہماری جہاد کے عظیم مقصد اعلاء کلمتہ اللہ کی عملی شکل ہے۔

کسی بھی تحریک بننے کے بعد اسے پہلے کیا کرنا چاہیے

تاریخی طور پر تجدید واحیائے دین کی تحریکوں کا طریقہ کار اصلاح معاشرہ، شرک اور بدعت کے خاتمے کی تحریک سے ہوتا ہے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ماضی قریب میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمعیل شہیدؒ کی تحریک کا ابتداء شاہ عبدالعزیزؒ نے اس طرز پر کیا انہوں نے معاشرے کی برائیاں اور بدعات پر رد کر کے اپنے ہمنواء پہلے پہل پیدا کئے، جب انہیں ایک خاصی تعداد میسر ہوئی تو اسکے بعد انہوں نے تشکیلات شروع کیں۔ تو اس سلسلہ میں معاشرے میں تحریک کی قیادت علماء کے ہاتھ میں ہونی لازمی ہے، کیونکہ اصلاح معاشرہ علماء حق کے بغیر ممکن نہیں جب عوام اور مجاہدین کی اکثریت علماء کی قیادت میں اُٹھتے ہیں، تو پھر یہ تحریک ایک منظم تحریک کی شکل اختیار کرتی ہے۔ تو اب اس میں پہلے پہل سیاسی، عسکری، اور معاشرتی قیادت منظم ہونا ضروری ہوتا ہے، لہٰذا مروجہ باطل نظاموں کی بجائے مدرسہ، مسجد اور دارالافتاء سے جڑنا لازمی ہے۔ اس لائحہ عمل کو پوار کرنے کیلئے عسکری قوت (مجاہدین) اور علاقے کے علماء اور بااثر طبقے میں فکری ہم آہنگی پیدا کرنا ضروری ہے، اور ساتھ ساتھ مجاہدین کی روحانی اور عسکری تربیت لازمی امر ہوتا ہے، اور ساتھ ساتھ مجاہدین میں وحدت فکر بھی ایک لازمی امر ہوتا ہے، یوں یہ تحریک تین محاذوں پر کام کرے گی۔

(1) ایک جز معاشرے میں کام کرے گا (2) دوسرا جز عسکری عملیات کرے گا (3) تیسرا گروہ سیاسی میدان میں کام کرے گا۔ یوں معاشرے میں کام کرنے سے اور سیاسی میدان میں کام کرنے سے ہر قسم کی افرادی اور مالی قوت اس تحریک کو ملے گی، اور اس سے گہرے اثرات اس پر مرتب ہوں گے۔ جبکہ عسکری عملیات کی بناء پر دشمن کی طاقت کمزور ہوتی جائے گی، نتیجۃً اس علاقے پر اس تحریک کی مضبوط حکومت قائم ہو جائے گی، جبکہ ساتھ ساتھ دشمن پر نظر رکھنا بھی لازمی امر ہے اس میں سب سے پہلے دشمن کی قوت کا اندازہ لگانا (2) اور دشمن کی کمزوریوں کو اچھی طرح سمجھ لینا (3) اور دشمن کے مقاصد سے باخبر رہنا، **ایک اور لازمی امر کی نشاندہی**

(1) اپنی کمزوریوں کو اچھی طرح معلوم کرنا (2) اور انکو دور کرنے کی منصوبہ بندی کرنا اور اپنے خطرات کو صحیح پہچاننا اور ان سے بچنے کی کوشش کرنا۔

زوال کے اثرات

جب کسی قوم یا تحریک یا جماعت پر زوال کے اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں، تو پہلے پہل (1) اسکی قیادت میں اپنی قوم اور تحریک وجماعت کو متحد رکھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے (2) اپنی سلامتی کی ان میں صلاحیت ختم جاتی ہے (3) معیشت کے خسارے کو کم کرنے کی بھی صلاحیت ان میں ختم ہو جاتی ہے۔ (4) جب کسی جماعت میں اندرونی نظم وضبط انتشار کا شکار ہو جائے اور اس کے اندر اختلافات موجود ہو تو وہ دوسروں کا

مقابلہ نہیں کر سکتی جس وجہ سے اللہ تعالی نے سب سے پہلے جماعتی نظم پر زور دیاہے وا صلحو ذات بینکم (انفال ایت نمبر 1) میں اسی کا حکم اللہ تعالی نے دیاہے۔ معالم العرفان ج9ص32

نتیجہ

جب صورت حال اس حد تک پہنچ جاتاہے(1) تواس قوم کیلئے معاشرے میں ایک قوم کی حیثیت سے اپنا مقام بر قرار رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے (2) یہ قوم وتحریک وجماعت آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ جاتا ہے اور انکے درمیان مفاد کی بناء پر خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔ یوں اس خانہ جنگی کے نتیجے میں یاتوان میں سے ایک مضبوط گروہ کامیاب ہو کر اس پر غالب آجاتا ہے، یاکوئی دوسرا قاہر قوت ان پر حملہ کر کے انہیں غلام بنالیتاہے۔

لہٰذا مسلمانان عالم اور بالخصوص مجاہدین ان سے پرہیز کرے اور اگر کسی کے خلاف عملیات کرنا ہے توانکی جانچ پڑتال اس زاوئے پر تولے اور اسکے مطابق منصوبہ کرے کیونکہ جب دشمن میں انتشار کی کیفیت پیدا ہو جائے تواس کے مطابق ترجیحات بنائیں۔

دنیامیں بدامنی کاضامن، امن اور دہشت گردی کاخودساختہ معیار ہے

یہ ایک مسلّم بات ہے کہ دنیامیں حضرت انسان کی بقااور ارتقاء امن وامان پر موقوف ہے اللہ تعالی نے سورۃ قریش میں امن کو بطورِ نعمت کے ذکر کیاہے و آمنھم من خوف،، علماء کرام نے لکھاہے کہ اچھی زندگی کی بنیاد بدن کی تندرستی، اپنے خاندان اپنی جان اوراپنے گروہ کے ساتھ مطمئن رہنے پر ہے۔ اوربُری آزمائیش ہے اُس گروہ پر جس کو کفایت کے بقدر روزی اور امن دونوں سے محروم کر دیا گیا ہو ۔حضرت یوسف علیہ سلام نے ماں باپ اور بھائیوں سے مصر میں داخلے کے وقت فرمایا،،سب مصر میں چلے اور خدا کو منظور ہے تو وہاں امن چین سے رہے، علماء فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ خوف سے امن وہ پہلی چیز ہے جس کو انسان اپنے لیئے تلاش کرتا ہے ،اس لئے خلیفۃ المسلمین کے اہم ذمہ داریوں میں سے کہ وہ اسلامی ملک میں امن واستقرار کوعام اور مستحکم کریں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جس ملک میں امن نہیں ہوتاہے وہاں کاروبار، زراعت، صنعت، وحرفت ہر چیز معطل ہو جاتی ہے، جسکی وجہ سے ضروریات زندگی بھی تعطل کا شکار ہو جاتی ہے نتیجتاً انسانی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے، مختصر یہ کہ انسان کی جان ،مال، عزت وآبرو، دین، مہذب وہ چیزیں ہیں جن میں سے آگر ایک چیز بھی خطرہ میں پڑھ جائے توانسانی زندگی دھاؤ پر لگ جاتی ہے۔ اجتماعی زندگی میں ہر انسان کا دوسرے کے اُوپر حق بنتاہے کہ یہ چیزیں دوسرے کے تعدی سے محفوظ ہوں، اسی حکمت کی خاطر اسلام نے حقوق وفرائض کا نظام مرتب کیاہے، ایک انسان کے حقوق کے تحفظ کو دوسرے کیلئے فرض کے مرتبے میں رکھاہے، میاں بیوی، باپ بیٹا، بہن بھائی، رشتہ دار، پڑوسی ہم وطن، ہم ملک ، حتی کہ پوری انسانیت کے حقوق کے تحفظ کاایسامعیار مقرر کیاہے کہ قیامت تک اس میں خودساختہ نظاموں کی طرح ترمیم کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اوراسلام کے مقرر کر دہ معیار پر چل کر نہ ہی کوئی کسی کا حق مار سکے گا، اور کوئی سلیم الطبع آدمی حقوق کے تحفظ امن وامان کے بحالی کے اس معیار کو رد بھی نہیں کر سکے گا۔ اس معیار سے ہٹ کر مشاہدہ یہ ہے کہ دنیامیں جو لوگ امن قائم کرنے میں جتنے پیش پیش ہیں، جتنا امن کارٹ لگائے پھرتے ہے وہ لوگ اتناہی زیادہ بدامنی پھلانے میں مصروف ہیں۔

امن کی خاطر جتنا اسلحہ بارود انہوں نے تیار کرر کھاہے، آج وہ ساراکاسارابارود یہ امن کے ٹھیکیدار حضرات بدامنی ہی میں استعمال کرتے ہیں پوری دنیامیں کسی کی جان مال، عزت وآبرو محفوظ نہیں ہیں۔ یہ اسلیئے کہ امن کے ٹھیکیداروں نے امن کا معیار ہی بدل دیاہے، چونکہ معیار

Stander ایک متفق علیہ چیز ہی بن سکتی ہے تاکہ ہر قول وفعل کو اسی کے اوپر پرکھا جائے، اور پھر یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ یہ خیر ہے یا شر، امن ہے یا دہشت گردی، اگر طبعیت کے مطابق ہے وہ امن کی چیز ہے اور جو طبعیت کے مخالف ہے وہ دہشت گردی ہے بس اس کو ختم کرو، تو یقیناً قیامت تک امن کا بہار دنیا کے اوپر نہیں آیئگا۔

آج دنیا میں بدامنی کی وجہ یہی ہے کہ مغرب والوں نے سیکولر جمہوریت یا New World Order کو امن کا معیار مقرر کیا ہے، اور دعویٰ کرتے ہیں the last history and the last man کہ بس اسی نظام پر تاریخی ارتقاء کا خاتمہ ہوگا، اس سے بہتر کوئی نظام انسانی ضروریات کے حق میں نہیں ہوسکتا۔ اور مشاہدہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں جہاں مغربی جمہوریت کا منکر نظر آتا ہے کوئی ملک ہو، فرد ہو یا جماعت ہو بس اس قابل ہے کہ صفحہ ہستی سے اس کا صفایا کیا جائے، اس مجرم پر اقتصادی پابندی لگائی جائے، اس کے خلاف جمہوریت پسند طبقہ تیار کیا جائے اور پھر اس کے حمایت میں اپنا سارا زور صرف کیا جائے، جو حضرات اس جمہور نواز طبقے کی مخالفت کرے پھر یہ امن کی مخالفت ہوگی یہ دہشت گرد شمار ہوں گے، اب ان پر بم برسانہ، میزائل کا نشانہ بنانا، ان کے بیوی بچوں کا قیمہ بنانا سب کچھ جائز ہے۔ اب معصومین بشکل مجرمین ھیومن رائٹس (انسانی حقوق) کے دائرے سے نکل چکے ہیں، کہ مغربی آقا کے مقرر کردہ امن کے معیار کے دائرے سے یہ نکل چکے ہیں۔ اور دہشت گردی میں قدم رکھ چکے ہیں، آج new world order کے تحفظ اور تکمیل کی خاطر پوری دنیا آگ کی بھٹی بنی ہوئی ہے، ساری انسانیت اس میں جھلس رہی ہیں۔

یہ سب کچھ یہ ظالم امن کے علم بردار اپنے خودساختہ امن کے معیار پر پرکھ رہے ہیں، اور اس کو امن سمجھ رہے ہیں۔ دانشور اور مدبرین حضرات سے ہماری گذارش ہے جو امن امن کرتے تھکتے نہیں ہیں کہ کیا یہ ظلم جبر، تکبر، غرور کی انتہاء نہیں ہے، کہ مغرب N.W.O کے اجراء اور دفاع کی خاطر پوری دنیا کو آگ کی بھٹی بنائے تو یہ امن ہے اس میں انسانیت کی خیرخواہی ہے۔ اور ان کے ظلم کی تاب نہ لاکر یا اپنے مذہب اور عقیدے کی حفاظت کی خاطر کوئی اپنا مظلوم ہاتھ اُٹھائے یا صرف ظلم کی شکایت کریں تو یہ دہشت گردی ہے؟ کیا یہ انصاف ہے؟ اس رویے سے دہشت گردی ختم ہوجائیگی؟ ہرگز نہیں

خیر مغرب سے شکوہ کرنا تو شائد مناسب بھی نہ ہو کہ سارا مغرب یہود کے ہاتھ میں کھیل رہا ہے اور یہود عظیم تر اسرائیل کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ کہ پوری دنیا پر ہم حکومت کریں گے۔ ہمارا مسیحا آیئگا وہ پوری دنیا میں صرف اتنے انسان چھوڑے گا جتنے ہماری خدمت کے لیے کافی ہو، باقی لوگوں کا صفایا کرے گا۔ تو اگر مسیحا صاحب کے آنے سے پہلے یہ حضرات خود ہی امن کے نام پر لوگوں کا صفایا کریں تو کیا قباحت ہے۔

تعجب تو مجھے رحمن بونیری، بریگیڈیئر سعد صاحبان اور ان جیسے اور نام نہاد مسلمان دانشوروں اور مدبروں اور امن پسندوں پر ہے، کہ وہ مغرب کے مقرر کردہ معیار امن پر کیسے مطمّن ہوچکے ہیں۔ جس بندے کے کانوں نے پیدائش کے وقت آذان اور اقامت کی آواز سنی ہو جو اپنی زبان پر اللہ کا پاک نام لیتا ہو وہ اسلامی تفکرات کو کیسے دہشت گردی سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ بونیری صاحب اور ڈیوا ریڈیو کا پورا عاملہ اور سعد صاحب اور ان جیسے دوسرے دانشور حضرات کا مکالمہ ہی یہی ہوتا ہے ہیلو، وی، او، اے پروگرام کی منشاء ہی یہی ہے کہ کیسے پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں جمہوریت کو فروغ دیا جائے۔ کیسے غیر اسلامی قوانین کو تحفظ دلایا جائے اور اسلامی تفکرات کو دہشت گردی کے نام سے بدنام کیا جائے۔ اور ملک کی ساری عسکری مشنری ان کے خلاف بروئے کار لایا جائے۔ لاہور میں بیگمات حضرات مطالبہ کریں اسمبلی میں بل پیش کریں کہ ہم مظلومیت کی انتہا تک پہنچ چکی ہیں خاوند حضرات ہماری خدمت سے عاجز آچکے ہیں۔ کپڑے استری کرنے اور جوتا پالش کرنے سے غفلت بھرت رہے ہیں، بوائے فرینڈ بھی آزادی کیساتھ گھر میں نہیں آسکتا ہے، مختصر یہ کہ ہمیں شتر بے مہار چھوڑ دیا جائے۔ تمام

بندھنوں سے چاہے اسلامی ہو یا غیر اسلامی ہمیں آزاد کیا جائے۔ جناب یہ مطالبات ہندو، عیسائی عورتوں کے نہیں ہیں مسلمان عورتوں کے مطالبات ہیں۔ البتہ ان کو مغرب کے عشق میں دیوانوں سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا، ان مطالبات کے رد عمل میں بونیری اور سعد صاحبان کا بلڈ پریشر اپنی اصل پر رہتا ہے بلکہ حمایت میں روشن خیالی کا لقب دے کر اور بھی ان کی حوصلہ آفزائی کرتے ہیں اور خوب کَوَرِیج دے دیتے ہیں۔ مگر جیسے ہی علماء حضرات اپنا فرض منصبی پورا کرنے کی کوشش کرلیتے ہیں، کہ بیگم صاحبہ یہ آزادی نہیں تمھاری ناسمجھی ہے ، یہ تمھارے دین مذہب شان اور وقار کے خلاف ہے، بوائے فرینڈ کے ہاتھ سے اس کا ہاتھ نکال کر اس کے خاوند کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں کہ یہ ہے تمھارا اصل مقام، یہ ہے تیری عزت کی جگہ، تو گھر کی ملکہ ہے نہ کہ دجاجۃ المخلات ،، تو دُرِ مستور ہے، نہ کہ چڑیا گھر کی بندر، تو فوراً بونیری اور سعد صاحبان کا خون جوش میں آجاتا ہے۔ کہ ریاست میں دہشت گرد ذہنیت کے حامل عناصر موجود ہیں، لہٰذا ملک میں امن ناممکن ہے اس لئے کہ یہ اسلامی سوچ جمہوریت کے خلاف ہے اور سیکولر جمہوریت ہی امن کا معیار ہے ان حضرات کو یہ عقل نہیں کہ جس طرح یہ خود اُس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانے کی کوشش کرتے ہیں جو ذمہ داری مغربی آقاؤں نے انہیں سپرد کر رکھی ہے۔ یہاں تک کہ اس بے دینی بے حیائی پر مبنی بحثوں میں اپنے دین اور عقیدے کا بھی خیال نہیں رکھتے ہیں، تو یہ علماء حضرات جن کو مسلمانوں نے تحفظ اسلام کے خاطر انتخابات میں چن رکھے ہیں، اور یہ مساجد، مدارس اور دینی انجمن نے دینی شخصیات ان کی بھی اپنے رب کی طرف سے اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ذمہ داری ہے مسؤلیت ہے، کہ پاکستان میں غیر اسلامی قوانین اور ملک میں رائج شدہ بے حیائی وغیرہ پر گرفت کریں، اس کے خلاف آواز اٹھائیں، اب اس میں دہشت گرد ذہنیت کی کیا بات ہے، اس میں جل مرنے کی کونسی بات ہے۔ بریگیڈئر صاحب کے ذہن کے اندر یہ بات ہے کہ جس ذہن کے اندر اسلامی شعور ہو، بس یہ دہشت گرد ذہنیت ہے۔ ان کے نزدیک امن یہ ہے کہ ملک میں چاہے اسلام و مذہب کا ستیاناس ہو رہا ہو، ہر قسم کی فحاشی کی پرورش ہو رہی ہو کوئی بھی اس کے خلاف منہ نہ کھلے، یہ امن ہے۔ ان چیزوں پر جرح دہشت گردی ہے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ دہشت گردی کے خلاف آپریشن میں بھی بڑا امتیازی فرق ہے بعض دہشت گرد آہنی ہوتے ہیں اور اس کے آس پاس درخت، پھتر، پھول پھل، گھر بازار سب کچھ دہشت گرد ہوتے ہیں ان کے کچے پکے خستہ حال مدارس اور مساجد دہشت گردی کے اڈے ہوتے ہیں۔ لہذا بھاری توپ خانے، جیٹ، ڈرون، ہیلی کاپٹر کے بغیر ان کا خاتمہ ناممکن ہے۔ لہذا انڈیا کے نام پر تیار کیا ہوا، اسلحہ اب یہاں استعمال کیا جائے۔ کہ قبائل کے معصوم بچے انڈیا سے بھی زیادہ خطرناک دہشت گرد ہیں۔ پنجاب میں جس دہشت گرد کا انکشاف ہوا، اس کا جسم اتنا لطیف ہے کہ پہچان مشکل پڑ چکا ہے کہ یہ دہشت گرد ہے یا جن پری۔ مگر عیسائیوں کے گلے چھرا پھرنے کے بعد کچھ نہ کچھ علم ہو گیا، کہ دہشت گرد ہے مگر بہت لطیف کہم ہمت ہیں، صرف انکھیں دکھانے سے کام ہو جائیگا۔ رائفل کی گولی چلانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، کہ یہاں بہت سارے مقدس مقامات ہیں، مختلف تھیٹر، جان فروشی کے اڈے، انٹرنیٹ کیفے ، تفریحی مقامات اور اس کے علاوہ سلمان تاثیر، شیخ رشید، نواز شریف، اور ان جیسے دیگر بزرگ ہستیوں کے گھر بار، جائیداد وغیرہ بھی موجود ہیں۔ تو ایسا نہ ہو کہ ان کو جزوی طور پر کوئی نقصان پہنچ جائے۔ یہاں کے بچے، بوڑوں نے اگر رائفل کی آواز سنی، تو ھیومن رائٹس کی خلاف ورزی ہوگی، اور توپوں کی گونج گرج میں، قبائلی بچوں کی چیخ و پکار تو حصول امن کا لازمی جز ہے اس کے بغیر دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی ۔ پنجاب میں آپریشن کے دوران بد قسمت بھی افغان اور پٹھان دہشت گرد نکلے۔ جو بیچارے برسوں سے وہاں مقیم تھے، کچھ مزدور تھے، مختصر یہ ہے کہ عجیب امن اور دہشت گردی کا معیار ہے، اور عجیب ہی دہشت گردی سے نمٹنے کا طریقہ ہے۔ اور ان تمام باتوں اور عجائبات سے بڑھ کر ان دانشوروں، مدبروں، اور امن پسندوں کے دِل و دماغ اور عقل پر جہالت یا بزدلی کے عجیب پردے ہیں۔

پاکستانی فوج کے قبائلی علاقوں میں آپریشن سے مقاصد

پاکستان سے پہلے رائل انڈین آرمی کی تاریخ پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو پتہ چلے گا کہ اس فوج کی بنیاد ہی اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر قائم ہے خلافتِ عثمانیہ کے سقوط میں بنیادی کردار اسی فوج نے ادا کیا اور اس کے بعد جب سے یہ فوج پاک آرمی بن گیا تب سے یہ ملکی سیاست، اقتصاد اور پالیسیوں پر ملکی سالمیت اور دفاع کے بہانے سے مکمل قابض ہوا۔ ۱۹۴۷ سے آج تک آدھے سے زیادہ عرصے ملکی اقتدار ان کے ہاتھ میں رہا ہے سیاسی جوڑ توڑ سے لیکر سیاسی پارٹیوں کی تشکیل تک اس فوج نے ہر شعبے میں اپنے حدود سے نکل کر سرگرمی دیکھائی ہے اور اس ملک کو اپنی جاگیر سمجھتے ہوے جس کو بھی اپنی پالیسی کے خلاف پایا اُسے سامنے سے ہٹایا جب بنگلادیش کی علیحدگی کی بات ہوئی تو اس درندہ صفت فوج نے پاکستان کی سالمیت کے نام پر بنگالیوں پر قیامت ڈھائی اور انسانیت، اخلاق اور ہر قسم کے قوانین سے آزاد اس فوج نے بنگالیوں کا قتل عام کیا عورتوں پر جنسی زیادتی کی جس کی مثال دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ نعرہ لگایا کہ ہمیں بنگال کا عوام نہیں بلکہ اس کی مٹی چاہیئے اور ان کے بداعمالیوں میں ان کی مدد پر آج بھی بنگال میں مختلف عناصر پھانسی پر چڑھائے جارہے ہیں حال ہی میں جب بلوچی عوام نے تنگ آکر علیحدگی کی بات کی تو ان ظالموں نے انہیں بھی ہر قسم کے تشدد کا نشانہ بنایا ہزاروں افراد زندہ غائب کئے ہزاروں کو قتل کر کے ان کی لاشیں ویرانوں میں پھینکی اور یہی اقدام انہوں نے ملکی دفاع اور سالمیت کے نام پر ہمیشہ اپنایا ہے کیونکہ یہ فوج خود کو اس ملک کا واحد مالک سمجھتے ہیں جس طرح بھارت کے ساتھ اس ملک کی سرحد واضح نہیں ہے اسی طرح افغانستان کے ساتھ بھی اس ملک کی سرحد معلوم اور متعین نہیں ہے اس لئے ان دونوں سرحدوں پر پاکستان کی رِٹ قائم کرنے کی ذمہ داری بھی اس فوج کی ہے جس بنا پر سمجھ میں نہ آنے والی دغلی پالیسیاں ابتداہی سے ان کا شیوہ رہاہے افغانستان کے ساتھ سرحد پر آباد پشتون قبائل صدیوں سے آزاد رہے ہیں اور ان قبائل پر کسی بھی ملک کی عملداری یا قوانین آج تک نافذ نہ ہو سکی مغل سے لیکر انگریزوں تک ہر کسی نے ان علاقوں پر قابض ہونے کی کوشش کی مگر آج تک نامراد رہے ہیں افغانستان کے امیر عبدالرحمٰن نے انگریزوں کے ساتھ عارضی معاہدہ کیا جس کا مقصد دونوں ممالک کے درمیان ایک حد قائم کرنا تھا تاکہ انگریز کو افغانستان کے حدود میں اندر آنے سے روک سکے اس معاہدے پر قبائل بالکل راضی نہیں تھے اور ۴۰ سالوں تک قبائل اس معاہدے کے خلاف انگریز کے ساتھ لڑتے رہے ہیں کیونکہ اس معاہدے یا حدبندی نے قبائل کو دوحصوں میں تقسیم کر دیا تھا آدھا حصہ افغانستان اور آدھا حصہ پاکستان کے ساتھ ہوا اور اس معاہدے میں قبائل کی آزادی کو بھی تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ قبائل دونوں ممالک کے کنٹرول میں نہیں ہونگے اور یہ دونوں ممالک میں بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے جاسکیں گے اسی لئے یہ سرحد آج تک کھلا رہا ہے یہاں پر آباد قبائل تعلیم، روزگار اور دیگر ضروریات دونوں ممالک میں پورے کر سکیں گے اس دوران قبائل میں موجود حکومتوں کے خصوصاً انگریز کے بنائے ہوے ایجنٹ مَلک حضرات نے قبائل کو انگریز کا تابع بنانے کے لئے دن رات محنت کی اور کسی حد تک یہ لوگ کامیاب بھی ہوے حالانکہ ہر دور میں ان کے خلاف تحریکیں اُٹھیں ان کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں اور ان کے خلاف لوگ ان کے پالیسیوں کا شکار ہوے جیسا کہ پاکستان بھارت کے اندر کشمیر کا دعوےٰ کرتا ہے اسی طرح افغانستان پاکستان کے اندر اٹک تک دعوےٰ رکھتا ہے اور یوں ان ممالک کے درمیان ابتداء سے تنازعہ رہا ہے پاکستان نے قبائلی علاقوں کو اپنانے کے مختلف حربے استعمال کئے جمہوریت کے لئے کام کرنے والے ادارے ہمیشہ سے اس فکر میں رہے کہ کس طرح قبائل تک اسکا دائرہ بڑھایا جائے مگر اکثر ان تمام پالیسیوں کے راستے میں رُکاوٹ قبائلی روایات، قبائل میں خودداری، آزادی کا تصور اور سب سے بڑھکر اسلحہ رکاوٹ بنا ہے قبائل کو قومی دھارے میں شامل کرنے کا پروگرام

حکومت پاکستان کا ایک ایجنڈ رہا ہے بھٹو کے دور میں جب افغانستان کے ساتھ تنازعہ شدت اختیار کر گیا تو بھٹو نے ایف سی فورسز قبائل میں بھیجے اور ساتھ ہی سرکاری املاک، سڑک، بجلی، اور سکول اور ہسپتال کے عمارتیں قبائل میں بنائے جس میں قبائل کو صحت اور تعلیم کی سہولت کا مقصود نہیں تھا بلکہ یہ ثابت کرنا تھا کہ یہ علاقہ پاکستان کا ہے اور یہاں پر پاکستان کی سرکاری نشانیاں موجود ہیں دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی حکومت نے کئی منافع بخش کاروبار کھلے پہلے مرحلے میں آپریشنوں کے نام پر ڈالر حاصل کرتے رہے ہیں دوسرے مرحلے میں آپریشن کے دوران علاقہ بدر عوام کو متاثرین کے نام سنبھالنا اور آخری مرحلے میں دوبارہ آبادکاری ڈالر کے حصول کے بہترین ذریعہ رہے ہیں جبکہ آپریشن کے مقاصد میں بنیادی مقصد دہشتگردی یا طالبان بالکل نہیں تھے بلکہ ڈیورنڈ لائن تک پاکستان کارٹ قائم کرنا تھا اسی لئے سب کچھ بلڈوز کیا جاتا رہا طالبان کے علاوہ تمام لوگوں کے گھر، کاروبار، باغات اور جنگلات یہاں تک کہ مویشی بھی اس آپریشن میں اس فوج نے معاف نہیں کئے اس لئے کہ یہ فوج طالبان کے پیچھے نہیں آئی تھی جبکہ کئی دھائیوں سے ان کی پالیسی رہی ہے کہ کس طرح ڈیورنڈ لائن تک اپنی سرحد کو پہنچائیں اور تکمیلِ پاکستان کا یہ مرحلہ طے ہو اور جب ان کے اندازے کے مطابق کسی حد تک قبائلی علاقے پر قبضہ پورا ہو گیا تو ان کا اگلا کام اس لائن سے آگے پاکستان ثابت کرنے کے لئے افغانستان کے ساتھ سرحد پر کشیدگی بڑھانا، سرحد بند کرنا، جس کا صدیوں سے بند کرنا ان کے اختیار میں نہیں تھا طورخم سے لیکر چمن تک ایک فضاء بنائی دونوں جانب قبائل حکومتِ پاکستان کے ہمارے اندرونی ایجنٹوں کے رحم و کرم پر خود کو چھوڑ کر بے بس نظر آنے لگے اور اس موقع کو غنیمت جان کر پاکستان نے افغانستان سے آنے والے یا یہ کہ سرحد کے اُس پار قبائل کو اپنے روزمرہ کے کاموں کے لئے ویزے اور پاسپورٹ کے ساتھ آنے کو کہا چیک پوسٹ اور گیٹ بنانے پر کام شروع کیا مقصد صرف وہی کہ تکمیلِ پاکستان کا یہ مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے اس دوران قبائل پر کیا گزرا اُن کے ساتھ کیا سلوک ہوا کوئی اس کا پوچھنے والا نہیں اور نہ ہی میڈیا کو یہ سب کچھ معلوم کرنے کی اجازت دی صحافی حقیقی صورت حال کو منظر عام پر لانے کی بنا پر قتل کئے گئے سارا مرحلہ اندھیرے میں طے کرتے ہوئے قبائل کو غفلت کی ایک ایسی نیند سلایا جا رہا ہے جس کو وہ اپنے اندر وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی سمجھ کر مکمل طور اپنا رہا ہے روشن خیالی، آزادیِ رائے، انسانی حقوق کے علمبردار اور سیکولر بنانا قبائلی عوام کا مستقبل ہے قبائل کے ساتھ سب کچھ کرنے کے بعد بھی اُن کو درس دی جا رہی ہے کہ قبائلی عوام کے ذہنوں سے قبائلی روایات، اقدار اور قبائلی طرز زندگی کو نکال کر اسلام سے دور کیا جائے، مزاحمت و غیرت سے خالی، آزاد خیال معاشرہ تشکیل دینے کے لئے صدیوں سے قائم قبائلی نظام کو گرایا گیا اور قبائل کو بے حس کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے قبائل میں اپنی آزادی کے تصور کو ختم کرنا اور اُن کو رنجیت سنگھ کے پنجاب کا غلام بنانا ہی پاکستان کے مقاصد میں شامل ہے اسی پالیسی کے تحت قبائل سے اُن کے کچھ ایجنٹ میڈیا پر لائے جاتے رہے ہیں جو یہ کہتے ہوئے شرم بھی محسوس نہیں کرتے کہ ہم قبائل پاکستان کے وفادار محب وطن، اور سچے پاکستانی ہیں اور ہم نے آج تک اس غلام ملک کا بغیر تنخواہ کے سرحد پر دفاع کیا ہے حالانکہ قبائل ایک آزاد خطہ ہے اور آج تک ان قبائل نے اپنی آزادی، اپنی قبائلی مٹی کا دفاع کیا ہے نہ کہ کسی اور کا جس کا مخصوص طبقہ کریڈٹ لیتا رہا ہے اور اب تکمیلِ پاکستان کے اس آخری مرحلے میں یہ حربہ استعمال ہونا شروع ہوا ہے کہ ایف سی آر کالا قانون ہے اس میں انسانی حقوق کا خیال بالکل نہیں رکھا گیا جبکہ یہ تمام لوگ جو آج ایف سی آر کے خلاف کچھ نہ کچھ کرنے پہ تلے ہوئے ہیں پہلے بھی یہی پر موجود تھے ایف سی آر پہلے بھی کالا قانون تھا صرف قبائلی علاقہ نہیں بلوچستان کے کئی علاقوں میں یہ آج بھی لاگو ہے جس پر بات کرنے یا اُس کو چھیڑنے کی فی الحال ضرورت محسوس نہیں ہو رہی آج ان کی کوشش ہے کہ قبائل میں ایف سی آر میں ترمیم کیا جائے، اس کو تبدیل کیا جائے اور اس علاقے میں کچہری اور سپریم کورٹ کے قوانین نافذ کئے جائے حالانکہ ان قبائلی علاقوں کو یہ پاکستانی آج تک علاقہ غیر کہتے تھے صدیوں کی تاریخ پر

اگر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ جتنے بھی قومیں اپنے حقوق سے محروم ہوئی کسی کے تسلط، غلبے یا غلامی کا شکار ہوئی سب اپنے اندر کے ایجنٹوں، زر خرید غلاموں اور اپنے معاشرے سے باغی افراد کی وجہ سے ہوئی ہے اور آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ قبائلی علاقے کو صوبے میں ضم کرنے یا اس کو الگ صوبہ بنانے کی آواز اندر سے آرہی ہے اور معصوم قبائل آج بھی معصوم بنے ہوے ہیں مختصر یہ کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ، تمام قبائلی علاقوں میں آپریشن، ڈیورنڈ لائن پر کشید گی، ایف سی آر اور قبائلی علاقے کو صوبے میں ضم کرنا سب تکمیل پاکستان کے لئے ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ قبائل پر فوج کے ایک مشن کے زیرِ نظر ہو رہا ہے تاکہ ان لوگوں میں مخالفت، بغاوت اور مزاحمت کی گنجائش باقی نہ رہے اور قبائلی علاقے پاکستان بن جائے اور یہی دہشت گردی کے خلاف جنگ کے مقاصد ہیں۔

صدر پرویز مشرف کا فاٹا آپریشن کے بارے موقف

صدر جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ قبائلی علاقوں میں غیر ملکی دہشت گردوں کو ہرگز پاکستانی سرزمین مذموم مقاصد کیلئے استعمال نہیں کرنے دی جائے گی، فاٹا کے محبّ وطن عوام ایسے عناصر کو مسترد کر چکے ہیں جو کہ علاقے کی سماجی و اقتصادی ترقی کے دشمن ہیں، صدر نے کہا کہ حکومت نے قبائلی علاقوں کے عوام کی سماجی و اقتصادی ترقی کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور اس کیلئے ہم فاٹا کے نوجوانوں کو اقتصادی مواقع فراہم کر رہے ہیں، صدر نے قبائلی علاقوں میں گرینڈ جرگہ کی تشکیل پر اطمینان ظاہر کیا اور کہا کہ وہ اس جرگہ کے حق میں ہیں اور مذاکراتی عمل کو تمام مسائل کے حل پر ترجیح دیجائے گی، جنوبی اور شمالی وزیرستان کے تمام مسائل حل کئے جائیں گئے انہوں نے کہا کہ غیر ملکی دہشت گرد عناصر کو کسی طور پاکستانی سرزمین مذموم مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیجائے گی، ایسے عناصر کو یا تو سرنڈر کرنا ہو گا یا پھر علاقہ چھوڑنا ہو گا، فاٹا کو دہشت گردی، انتہاء پسندی سے پاک کیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ فاٹا میں سیاسی اور انتظامی نظام کو مستحکم کیا جائے گا تاکہ قبائلی علاقوں میں بہتر گورننس آئے، صدر نے فاٹا کے مختلف علاقوں میں ہسپتالوں، سڑکوں اور سکولوں کا نیٹ ورک بچھانے کا بھی اعلان کیا اور کہا کہ ان مقاصد کیلئے اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں تاکہ فاٹا کو بھی دیگر ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جاسکے، ارکان پارلمنٹ نے صدر مشرف کی قبائلی علاقوں کے حوالے سے پالیسیوں کی حمایت کی اور مطالبہ کیا کہ فاٹا میں ایف سی آر کے نظام پر نظر ثانی کی جائے، اس موقع پر وزیر ثقافت جی جی جمال، وزیر سیاسی امو امیر مقام، گورنر سرحد علی جان اور کزئی، سیکرٹری جنرل مسلم لیگ مشاہد حسین سید بھی موجود تھے صدر نے کہا کہ شمالی اور جنوبی وزیرستان کے مسائل مذاکرات کے ذریعے حل کئے جائیں گے، (صدر جنرل پرویز مشرف کی فاٹا کے اراکین اسمبلی سے ملاقات۔ اشاعت 20 اگست 2006ء پرویز مشرف کا یہ بیان اس وقت سامنے آیا جب افغانستان میں موجود امریکی فورسز کی طرف سے پاکستان پر یہ الزامات آنا شروع ہوئے کہ یہاں سے طالبان مکمل تیاری کے ساتھ افغانستان میں داخل ہو کر اتحادی افواج پر حملے کرتے ہیں تو حکومت پاکستان کو ایک اور موقع غنیمت ہاتھ آیا ڈالر کمانے اور قبائلی نظام اور قبائل کی آزاد حیثیت کو ختم کرنے کی غرض سے امریکہ کیساتھ کئی خفیہ معاہدے کئیں جن میں ڈرون حملے اور آپریشنوں کے ذریعے قبائلی عوام علاقہ بدر کرنے اور دوسرے معاشروں میں ضم کرنے جیسے معاہدے شامل تھے تاکہ وہ اسلامی غیرت وحمیت اور جزبہ آزادی جیسے اوصاف سے عاری ہو جائے۔ جس کی طرف پرویز مشرف نے پہلے ہی بیان میں اشارہ کیا تھا لہذا قبائلی علاقوں میں غیر ملکیوں کے نام آپریشن کا آغاز کیا۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ قبائلی نظام میں اصلاحات کا حق کس کو حاصل ہے عالم کفر اور اس کے ہمنوا کیوں اسکے پیچھے پڑے ہیں؟

قبائل میں اصلاحات قبائل ہی کا حق ہے

آج کل میڈیا پر قبائل میں اصلاحات کا موضوع بہت زور و شور سے جاری ہے، کوئی اس کو الگ صوبہ بنانے کا مطالبہ کرتا ہے، کوئی قبائل کو اپنی سابقہ آزاد حالت پر رکھنا چاہتا ہے اور کوئی قبائل کو خیبر پختون خواہ میں ضم کرنا چاہتا ہے، یہاں بھی وہی سیکولر جمہوری نظام لانا چاہتے ہیں۔ مگر ان میں سے شاید ہی کسی کو یہ علم ہو کہ یہ بات اگرچہ منظر عام پر آج آئی ہے مگر یہ پروگرام صدیوں سے چل رہا ہے، یہ اتنی آسان بات بھی نہیں ہے جتنا ہم اس کو سمجھ رہے ہیں اس کی جڑیں بہت گہری ہیں اگر یوں کہا جائے کہ 1789ء کے انقلاب فرانس کیساتھ اس کی جڑیں ملی ہوئی ہے تو یہ عین حقیقت ہو گی، کیوں کہ جب امت مسلمہ کا عمومی زوال ہو چکا تھا مغلیہ سلطنت ختم اور خلافت عثمانیہ زوال پذیر تھی، انقلاب فرانس کے لادین جمہوری افکار پوری دنیا پر غالب آرہے تھے اس وقت قبائل اور افغان نے برطانیہ کے خلاف لڑ کر اس کے جمہوری لادین افکار کو شکست دی، قبائل اور افغان نے اپنے معاشرے کو لادین جمہوری افکار سے بچایا، اور اپنے معاشرے کو غیر مسلح ہونے سے بھی بچایا، آج پھر 11/9 کے بعد برطانیہ کی جگہ امریکہ اور پاکستان یہ سمجھتے ہوئے کہ New World Order کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قبائلی معاشرہ ہے لہذا اس رکاوٹ کو ختم کرنے کیلئے اس معاشرے کو غیر مسلح کر کے اس لادین جمہوری نظام میں جکڑنا ضروری ہے، لہذا امریکہ اور پاکستان نے قبائل میں آپریشن کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا پہلے مرحلے میں مجاہدین اور عوام کو علاقے سے نکالنا دوسرے مرحلے میں اہم شاہراہوں چوٹیوں پر قبضہ کرنا اور تیسرے مرحلے میں فاٹا کو تدریجاً خیبر پختونخواہ میں ضم کرنا طے پایا، اس آخر مرحلے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے دشمن کو ایک بار پھر امت مسلمہ میں میر جعفر اور میر صادق جیسے غدار ملت اعجاز مہمند، شوکت، شاجی گل اور سیاسی پارٹیوں کی صورت میں مل گئے جو قبائل کے پاکدامن، باغیرت معاشرے کو جمہوری، فحاش، عریاں اور نیم برہنہ معاشرے میں تبدیل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ قوم کے باوقار مشران اور شیر دل نوجوانوں کو سیکولر افکار کے حامل مغربی تہذیب سے ایڈجسٹ (ملے ہوئے) قبائلی طرز معاشرت سے ناواقف پختون لیڈروں کے ہاتھوں بیچنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں قبائل کو غلامی کے زنجیروں میں جکڑنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ مگر قبائل کے غیور عوام؛ یہ سرزمین سیاسی پارٹیوں، اعجاز مہمند، شاجی گل اور شوکت صاحب کی نہیں ہے، شیروں کا مسکن یہ عظیم سرزمین، اس کا دعویدار اب تک اس دھرتی پر موجود ہیں اس دشمن کے مدفن زمین کو اپنی سابقہ آزاد حالت پر رکھنے کیلئے کسی نے اپنے باپ دادا سے بڑھ کر قربانیاں پیش کی ہیں، اس سرزمین کے پہاڑ اور جنگل کسی کے خون سے سیراب ہیں، لہذا اس سرزمین کو مغرب کے جمہوری نظام پاکستان کے سیکولر طبقے کے گرفت سے آزاد رکھنا ہماری اوّلین ترجیح ہے، ہاں قبائل کی مکمل آزادی کے بعد ہم سب قبائل ملکر قبائلی مسئلوں کا حل نکالیں گے، ان سیکولر سیٹل ایریا کے پختونوں کو قبائلی مسئلوں کو حل کرنے کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ہی سمجھ، ہاں قبائلوں کی پیشکش سے تعاون کی ضرورت پڑھ جائے تو بے شک کریں۔ بقلم ابو ہشام محسود۔

قبائلی نظام کا مختصر خاکہ اور

قبائل کا دشمن قبائل کے پیچھے کب اور کیوں پڑا ہے

قبائل میں جاری آپریشن کو سمجھنے سے پہلے قبائل میں برسرپیکار قوتوں کے مقاصد کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ جنگ کے دوران سب سے اہم چیز دشمن کے مقاصد کو سمجھنا ہوتا ہے لہذا پھر ان مقاصد تک پہنچنے کا دشمن کا لائحہ عمل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ضروری ہوتی ہے کہ دشمن کے خلاف برسرپیکار قوتوں کو دشمن کے مقاصد کے متعلق وحدت فکر پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ سارے گروہ اس بات پر متفق ہو جائیں کہ ہمارے دشمن کے مقاصد کیا ہیں اور پھر ان قوتوں کے مابین دشمن کے خلاف لائحہ عمل تیار کرنے میں بھی

وحدت فکر ہو یہ نہ ہو کہ ہر گروہ دشمن کو اپنی زاویہ نگاہ سے دیکھیں اور پھر اپنی مرضی ہی سے اس کے مطابق لائحہ عمل تیار کریں یہ پھر انتشار کی صورت ہو گی اور یہ مسلم بات ہے کہ اگر ایک قوت انتشار کا شکار ہو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس انتشار قوت کی قربانیوں پر کوئی اجتماعی نتیجہ مرتب ہو سکتا ہے۔ لڑائی کے دوران دشمن کے صرف پریشان کرنا مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ دشمن کو پریشان کرنے کے بعد دشمن کو سرگردان رکھتے وقت اپنا ایجنڈا سامنے کرنا ہوتا ہے۔ اب اگر دشمن کو خلاف برسرپیکار قوتوں میں وحدت فکر نہ ہو تو میدان میں اپنا مدعا اور ایجنڈا سامنے پیش کرتے وقت ہر گروہ الگ الگ ایجنڈا پیش کرے گا جو نہ تو دشمن کے لئے قابل قبول ہو گا کیونکہ اس کے بس میں نہیں ہو گا اور نہ ہی اپنے منتشر ایجنڈوں کے ذریعے عوام کو مطمئن کر سکیں گے۔ اور یہ سب کچھ دشمن کے مقاصد کو نہ سمجھنے اور اپنے موقف سے ناواقفیت کا نتیجہ ہو گا۔ میرے ذہن کے مطابق یہاں ہمیں اس بات کو سمجھنے کے لئے 3 تین سوال کرنے ہوں گے پہلا سوال یہ ہے کہ قبائل کا دشمن کب سے قبائل کے پیچھے پڑا ہے؟ دوسرا یہ کہ دشمن کیوں قبائل کے پیچھے پڑا ہے؟ تیسرا یہ کہ دشمن کی موجودہ حکمت عملی کیا ہے؟(1) پھر اس تحقیق کی روشنی میں اپنی طرف سے کوئی لائحہ پیش کرنا ہو گا(2) پہلے 2 دو سوالوں کو ہم اکٹھا لے کر چلتے ہیں کہ دشمن کب سے ہمارے پیچھے پڑا ہے اور کیوں؟ کیوں لحہ بہ لحہ ہمارے بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ کرتا ہے؟ کیوں موقع تلاش کرکے ہمارے گھروں کو آگ میں جھلس دیتا ہے؟ ان سوالات کے جوابات کے لئے ہمیں تاریخ کے اوراق گردانتے ہوں گے قبائل کے خلاف میدان کارزار میں اُترنے والوں کے الفاظ تلاش کرنے ہوں گے کہ وہ کیوں اس خونخوار علاقے میں اپنی موت کی سودا کرنے کیلئے آئے تھے۔

انقلاب فرانس 1789ء کو نیوں ورلڈ آرڈر(New World Order) کا آغاز اور اولڈ ورڈ آرڈ(Old World ORED) اور اسلام کا زوال کہا جاتا ہے جس کی سادہ تشریح یہ ہے کہ مغربی دُنیا نے طویل جدوجہد کے بعد اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے عقیدے کو شکست دے کر انسان کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کیا اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انسان کی روحانی ضروریات ان کے طبعی ضروریات سے جدا ہیں یعنی انسان کی دنیاوی زندگی میں دین کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ دُنیاوی زندگی جیسے گذارنا اور سنوارنا چاہے سنوار سکتا ہے اس میں حرام حلال کی کوئی قید نہیں جائز ناجائز کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ دین انسان کا ذاتی معاملہ ہے عبادت کریں نہ کریں اس میں کسی کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ عبادت روح کی تسکین کا ایک ذریعہ ہے تو جو بندہ اپنا مضطرب دِل اور روح کو جیسے بھی مطمئن کر سکتا ہے اس کو اجازت ہے چاہے عبادت سے ہو یا کسی اور عیاشی کے راستے سے ہو، مگر دُنیا کا نظام مذہب اور شریعت کی روشنی میں پرکھنا ہرگز قابل قبول نہیں ہو گا اور مذہب سے یہ آزادی مغربی دُنیا نے تقریباً سو سال کی لڑائی جھگڑے کے بعد حاصل کی تھی، اور دُنیاوی زندگی کے مقاصد کو عقل کی بنیاد پر حل کرنا اور پرکھنا شروع کیا اب اس نئے نظام نے آزادی کے نام پر عورتوں کو گھروں سے نکالا، بچوں کو تربیت کے نام پر والدین کی شفقت اور ان کی خدمت سے محروم کیا ،معاشرے کو غیر مسلح کرکے فوج اور پولیس کو اس پر مسلط کیا اور اس طرح معاشرے کو حقیقتاً مذہب سے دور اور سرمایہ دار طبقے کا غلام بنایا گیا۔ مسلمان دُنیا میں فرسودہ کفر اور شرک بے حیائی اور عریانی پر مبنی نظام ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال اور خلافت عثمانیہ کے زوال کے بعد داخل ہوا مسلمانوں میں ترقی کی خاطر جدید تعلیم کے حصول نے انہیں جمہوریت اور سرمایہ دارانہ نظام دی، مسلمانوں میں مغرب زدہ مفکرین مدبرین اور روشن خیال حضرات نے اس نظام کو قبول کیا مسلمان معاشرے جمہوریت کی دوڑ میں اپنے دین اور مذہب سے لاپرواہ ہو کر اپنی منزل سے بہت دور جا چکے جس کی بدولت مسلمانوں کی قیادت سے قاصر ہو چکے

دوسری طرف عین اسی وقت جب مسلمان معاشرے مغرب کے اس لادین نظام کو قبول کر رہے تھے اسی وقت افغانستان اور پاکستان کی سرحدات پر واقع قبائل اسی نظام کے خلاف سینہ سُپر ہو گئے، قبائل میں تقریباً 97 سالہ جہاد اور افغانستان میں تین 3 جنگوں کے نتیجے میں جو

برطانیہ کے خلاف لڑی گئیں یہ نظام ہندوستان اور افغانستان کے سرحد پر شکست کھا گیا یہ لادین افکار نیم برہنہ تہذیب اور جمہوری نظام افغانستان اور قبائل میں داخل نہ ہو سکا جیسا کہ صاف ستھرا نتیجہ یہ نکلا کہ قبائلی معاشرہ برطانیہ کے اس غلامی والے نظام سے بچ گیا جسکو برطانیہ نے باقی ہندستان اور تقریباً پوری دُنیا میں نافذ کر رکھا تھا اور نہ ہی قبائل نے اپنے کو غیر مسلح ہونے دیا کہ مستقبل میں دشمن کسی وقت بھی اس کو تر نوالہ سمجھ کر نگل جائے جس کی برکت سے آج تک یہ علاقہ کفر کی غلامی سے مستثنیٰ آزاد حیثیت کا مالک ہے اور یہاں کے باسیوں کی عزت آبرو ایمان سب کچھ محفوظ ہیں

مگر بد قسمتی سے آج ایک بار پھر یہی نظام انہیں مقاصد کے ساتھ امریکہ اور نیٹو کی شکل میں افغانستان اور پاکستانی فوج کے آپریشن کی شکل میں پاکستان کے قبائلی علاقوں میں وارد ہوا ہے اور ایک بار پھر مجاہدین اسلام اس کے خلاف سینہ سپر ہیں اس مختصر بیان سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا دشمن برسوں سے ہمارے پیچھے پڑا ہے، اور صرف ملا پاوندہؒ سے لے کر حاجی میرزا علی خان (فقیر اپیؒ) کے دور تک کا مطالعہ کر کے بندہ ششدر رہ جاتا ہے کہ اس ظالم دُشمن نے اس فرسودہ نظام کے اجراء کی خاطر قبائل خاص کر شمالی و جنوبی وزیرستان کو کیسے زمین بوس کیا کتنے سرباز نوجوانوں کو دھرتی تلے دبا دیا، لہٰذا قبائل کے سر پر برسنے والے بم آج کے نہیں برسوں پُرانے ہیں قبائل کو آزادی کی چادر بڑی سخت قربانیوں کے عوض ملی ہے مگر آج وہ چادر پاکستانی فوج برطانیہ کے بجائے امریکہ اور نیٹو کی سربراہی میں چھیننے کی کوشش کر رہی ہے اب اس حیاء اور آزادی کی چادر کی تحفظ کی ذمہ داری موجودہ قبائلی نوجوانوں کی ہے، افغانستان میں تو کرزئی اور اشرف غنی صاحبان کی قیادت میں اس نظام کو گلے کا ہار بنایا گیا اور اپنا اساسی قانون بنایا گیا حالانکہ ان حضرات کے باپ دادا نے تین افغان جنگوں میں اپنا خون پیش کر کے اسی نظام کو شکست دی تھی جس دشمن کو ان کے باپ دادا نے مار مار کر گھر سے بھگایا تھا آج اِن حضرات نے اسی دشمن کو اپنے گھر کا واک اختیار سپرد کیا ہے اگرچہ دشمن اس غیرت مند سرزمین کے سپوتوں کو زیر نہیں کر سکیں گے انشاء اللہ و تعالیٰ آج کا امریکہ کل کے برطانیہ کی طرح مُنہ کی کھا کر یہاں سے بھاگے گا اور دوسری طرف پاکستانی فوج نا قابل تسخیر قبائل کو بے دریغ مظالم کے ذریعے مسخر کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہے قبائل کا وہ آزاد نظام جسکو برطانیہ ختم کرنے میں ناکام ثابت ہوا اس نظام کو آج امریکہ کی ایماء پر پاکستان ختم کرنے میں مصروف ہے اور قبائل میں انگریز کا فرسودہ تھانہ کچہری والا نظام لانا چاہتا ہے اور اس جدوجہد میں انہوں نے روشن خیال جمہوریت پسند پشتون اور کچھ قبائل کو بھی ساتھ ملایا ہے جو ان شاء اللہ کامیاب نہیں ہو سکیں گے

لہٰذا مجاہدین کو بالخصوص اور قبائلی عوام کو بالعموم معلوم ہونا چاہئے کہ برسوں سے یہ جاری جنگ دہشت گردی نہیں بلکہ ایک نظریاتی جنگ ہے جس جنگ کے ذریعے سے یہود و نصاریٰ جمہوریت کو پوری دُنیا میں عام کرنا چاہتے ہیں اور قبائل ان کے اس دیرینہ خواہش میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اسی نظام کی راہ میں حائل قبائلی رکاوٹ کو یہ لوگ مختلف حربوں سے دور کرنا چاہتے ہیں جن میں سے ایک حربہ قبائلی اصلاحات ہیں۔

آج کے اس جنگ کے متعلق ان کے اپنے اقوال ملاحظہ ہوں، نیٹو کا سابق فوجی کمانڈر جنرل کلارک

جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم 11 / 9 کا بدلہ لینے کے لئے نکلے ہیں تو انہیں یہ غلط فہمی دور کر دینی چاہئے اصل مسئلہ اسلام ہے اور اس کی تشریح ہے ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی مسئلے کو حل کرنے کیلئے نکلے ہیں سوال یہ ہے کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں یا یہ وہ مذہب ہے جو لوگوں کو جہاد کے ذریعے تشدد پر اُبھارتا ہے مسئلہ یہ ہے کہ دُنیا میں مسلمان ایک ارب سے زیادہ ہیں اور ان پر

انکے مذہب کا اثر ہے وہ دُنیا کو امن بھی دے سکتے ہیں اور دُنیا کا امن خراب بھی کر سکتے ہیں اس لئے ہم مسلمانوں کو آزاد نہیں چھوڑ سکتے ہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ اسلام کیا کہتا ہے اور کیا نہیں کہتا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگ کے پس پردہ معاشی سیاسی اور فوجی ایجنڈا ہے لیکن سب سے اہم انسانیت کا دائرہ کار ہے جسے وہ روز اول سے مسلمانوں کے لئے نافذ کرنے کی کوشش میں ہے۔

سابق صدر امریکہ جارج بش کا قول!

نیو ورلڈ آرڈر (New World Order) ایک بڑا تصور ہے جس میں مختصر اقوام مشترکہ مقصد کے لئے جمع ہیں صرف امریکہ ہی ایسا ملک ہے جو اخلاقی اور وسائل کی بنیاد پر پشت پناہی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ایک اور تقریر میں کہا!

اپنے لئے اور اپنی اگلی نسلوں کے لئے ہمارے پاس نیو ورلڈ آرڈر تخلیق کرنے کے بے شمار فائدے ہیں جب ہم یہ نظام قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے اور یقیناً ہم کامیاب ہوں گے جس میں قانون کی حکمرانی ہو گی نہ کہ جنگل کا قانون جس میں قومیں اپنے طرز عمل کا تعین کر سکیں گے ہمارے پاس N.W.O تخلیق کرنے کا حقیقی موقع ہے اس نظام میں بااعتماد اقوام متحدہ اپنا امن کا کردار ادا کر کے اپنے تخلیق کاروں کے وعدے اور مشن کی تکمیل کر سکتا ہے۔

صدر بارک اوبامہ کے الفاظ!

ہمیں ان کی نیوں ورلڈ آرڈ تخلیق کرنے میں مدد کرنی ہے جسے ہم سب دیکھنے کی خواہش کریں گے۔

جاں پاپ پال دوم کا یہ بیان 2005 میں CNN پر شائع ہوا'

اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی نظام (N.W.O) کا احترام کیا جائے جو کہ اقوام متحدہ کے اہداف کے مطابق ہے۔

جیمز وار برگ امریکی یہودی بینکاری عالمی حکومت کا حامی

امریکی سینیٹ میں کونسل آن فارن ریلیشن کمیٹی 1950 میں جیمز وارک برگ نے تاریخی جملے کہے تھے۔

ہم عالمی حکومت بنا کر رہیں گے چاہے ہم اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں سوال صرف یہ ہے کہ کیا عالمی حکومت رضامندی سے حاصل ہوتی ہے یا پھر اسے فتح کرنا پڑے گا۔

اس بیان سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ یہودی و نصاریٰ اس نظام کو پوری دنیا میں عام کرنا چاہتے ہیں جس نے 1789 میں باقی نظاموں کو شکست دیا تھا جسکو N.W.O کو کہا جاتا ہے جس کو آج جمہوریت سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ اس کے پیچھے یہود کی ایک بہت بڑی سازش کار فرما ہے جسکی تفصیل کا یہاں پر موقع نہیں ہے بحر حال آج اس بین الاقوامی جنگ کے تناظر میں قبائل اس جمہوی نظام کے لئے بڑا تاریخی خطرہ ہے قبائل اور افغانستان میں اس نظام کی جڑیں قبائل ہی نے مضبوط نہیں ہونے دئے ہیں۔

قبائل کی اس جرأت اور بہادری میں قبائلی نظام وطن اور مذہب سے لگاؤ کا بڑا عمل دخل ہے جس کا اقرار دشمن خود کر چکا ہے "فرنگی راج اور غیرت مند مسلمان،، میں ڈاکٹر محمد نواز محسود لکھتے ہیں، اپنی مٹی سے وفا اور مذہب سے لگاؤ ایسے پہلو تھے جن کی وجہ سے انگریز کو ان لوگوں

پر کنٹرول کرنے میں ناکامی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ایک اور جگہ "کیرو" کے الفاظ نقل کرتے ہیں ان کی مسلسل آزادی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ آزادی کی خاطر جان کی بازی لگانے کو تیار رہتے ہیں۔

مصنف صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں ان کا (انگریز کا) خیال تھا کہ جب تک یہاں کی طرز زندگی میں تبدیلی نہیں لائی جاتی تب تک ان پر حکمرانی نہیں کی جاسکتی۔

یہ تھا وہ مختصر صورت حال جسکی وجہ سے قبائل کا دشمن قبائل کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور یہ تھی وہ مختصر تاریخ کہ جب یہ مکار دشمن ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے

آیئے اب تھوڑا سا قبائلی طرز زندگی کا جائزہ لیتے ہیں اور بہترین معاشرے کے ساتھ اس کا موازنہ کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ کیوں دشمن عسکری اور سیاسی طریقے پر اسی طرز زندگی کے خاتمے کے درپے ہوا ہے۔

قبائلی معاشرے کا مختصر جائزہ

سب سے پہلے ہم اسلامی نظام کے ضروری قواعد ذکر کرتے ہیں موجودہ اصطلاح کے مطابق معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق ذکر کرتے ہیں جسکو آج کے اصطلاح میں (Human Rights) کہتے ہیں اور پھر قبائلی آئین میں اس کو دیکھتے ہیں کہ کیا قبائلی آئین یا دستور ان بنیادی چیزوں سے عاری ہے یا نہیں بلکہ ان تمام چیزوں کا حامل ہے۔

معاشرے میں اسلامی نظام کے قواعد

(1) حاکمیت اعلی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت کیلئے ہے (2) دوسرا قاعدہ شوریٰ (3) تیسرا قاعدہ آزادی (4) چوتھا قاعدہ معارضہ اور مخالفت (5) پانچواں قاعدہ عدالت (6) چھٹا قاعدہ مساوات

معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق (Human rights)

آزادی، مساوات، انصاف، جان، مال اور آبرو کا تقدس۔

قبائلی معاشرے کے بنیادی اصول

(1) پہلا اصول دین (2) دوسرا اصول جرگہ اور ملک

ان اصولوں کی مختصر تشریح

پہلا اصل دین :۔ قبائل دین پسند لوگ ہیں، حاکمیت اعلی کا تصور انکے ہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے لئے ناممکن ہے یہاں کے باسی دینداری کی وجہ سے علماء کی بات مانتے ہیں اور اس کا اثر قبول کرتے ہیں قبائل میں علماء کا کردار ایک استاد ایک دینی اور سیاسی راہنماء کا ہے۔ قبائل میں تقریباً تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو عالم نہیں ہیں مگر نیک لوگ ہیں جیسے تبلیغی یا کسی پیر خاندان سے تعلق رکھنے والے۔ دوسرے قسم کے وہ لوگ جو مساجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں ان میں سے ہر کوئی تو بڑے عالم کے برابر نہیں ہوتا بلکہ ان کی علمی سطح کم ہوتی ہے مگر اپنے حلقے کے لوگوں پر ان کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ تیسرا وہ طبقہ جس میں ذی استعداد علماء شامل ہیں جو کہ علم کے اعتبار سے بھی بڑے ہوتے ہیں سیادت اور قیادت کے اعتبار سے بھی بڑے ہوتے ہیں کچھ ان میں پارلیمنٹ کے ممبر بھی بنتے ہیں اور قبائلی جرگوں کی قیادت بھی کرتے ہیں ان حضرات کا معاشرے پر بہت گہرے اثرات ہوتے ہیں یہ قبائل کی دینی راہنمائی کرتے ہیں سابقہ ادوار میں انگریز کے

خلاف جہاد میں باثر علماء کا بڑا کردار رہا ہے، جیسے ملا پاوندہؒ، حاجی صاحب آف ترنگزئیؒ، حاجی مرزا علیٰ خان (فقیر اپیؒ) ملامستانہ نے جنگ آزادی میں برطانیہ کو ناکوچنے چبوائے ان حضرات نے جنگ آزادی میں قبائلی عوام کی راہنمائی کی ہیں۔

دوسرا اصل پشتونولی:۔ پشتونولی کے کئی جزئیات ہیں ان میں سے پہلا جز یہ ہے بدل (انتقام) مقتول کے ورثا کا قاتل سے یا جسکی ہتک بے عزتی کی گئی ہو اسکا ہتک کرنے والے سے بدلہ اور انتقام لینا، اب حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں قصاص یا اگر اسلامی امارت نہ ہو تو انتقام کے بغیر امن وامان کا قیام ایک ناگزیر امر ہے،، اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں،، ولکم فی القصاص حیاۃ،، کہ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے، یعنی ایک کی موت سے سینکڑوں کی جانیں بچ جاتی ہیں قبائل جیسے آزاد اور خود مختار علاقے میں اگر انتقام کا خوف نہ ہو تو قتل وغارت کی شرح بہت زیادہ ہوتا تو اصل کے اعتبار سے بدل (انتقام) معاشرے کی اصلاح اور معاشرے میں امن وامان کے قیام کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور نہ ہی اس میں کوئی شرعی قباحت ہے البتہ قاتل کے بجائے کسی اور بے گناہ فرد جسکا تعلق صرف اسی خاندان یا قبیلے سے ہو جو اس قتل سے بری ہو کو قتل کرنا جیسا کہ آجکل قبائل میں رواج بنا ہوا ہے یہ غلط ہے مختصر یہ کہ انتقام کی خمیر کو شریعت کے سانچے میں ڈالنے کی ضرورت ہے نہ کہ جمہوری سانچے میں کہ اس خمیر میں بے دینی نہیں دینداری ہے۔

(2) پشتونولی کا دوسرا جز میلستیا (مہمانوازی ہے) مہمانوازی میں مہمان کی خاطر مدارت اور اس کا تحفظ ہے اب مہمانوازی نہ تو شریعت کے مخالف ہے اور نہ ہی اس میں معاشرہ شکنی ہے کیونکہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کی دِن پر بس اس کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جب کسی کو آپ نے اپنا مہمان بنایا تو آپ نے اس کو امان دیا اب اس کا تحفظ بھی تمہارے ذمے ہے۔ اور سیاستاً بھی اگر معاشرے میں ایک دوسرے کا احترام اور اکرام ہو تو لوگوں کے مابین محبت میں اضافہ ہو گا اور ایک دوسرے کی جان کے تحفظ کی صورت میں آپس کا اعتماد بڑھے گا جو ایک صالح اور پُرامن معاشرے کے لئے ناگزیر امر ہے اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے استحکام کی خاطر حقوق وفرائض کا تعین کیا ہے، اور ایک دوسرے کے عزت آبرو جان ومال کا تحفظ معاشرے کے استحکام ہی کی خاطر لازم قرار دیا ہے تاکہ حضرت انسان ان امور سے بے خوف ہو کر میری عبادت میں مصروف رہیں۔

قبائلی معاشرے میں جہاں رات آئے وہاں جان مال کے تحفظ کے ساتھ پیٹ بھر کر کھاؤ اور سو جاؤ اس کے برعکس جمہوری معاشرے میں جاؤ تمہیں پہلے تو ہوٹل میں جانا ہو گا وہاں پر پیسے ہو کھانے سونے کا انتظام ہو سکے گا ورنہ کسی فٹ پاتھ یا کسی پارک وغیرہ میں نشائیوں کے پہلو میں رات گذارنی پڑے گی اور قبائل کے اس اصل نے معاشرے کو چار چاند لگائی ہے۔

تیسرا جز نواتے (غلطی کا اعتراف)

اگر کوئی فرد کسی دوسرے کے خلاف ایسی حرکت کرے جس کی وجہ سے وہ انتقام کا نشانہ بن سکتا ہو (اور اس کے خاندان والے اتنے کمزور ہوں کہ اس کے نتائج کا سامنا نہ کرسکتے ہوں) تو وہ اپنے دشمن کے پاس جاکر اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے، اور اپنے آپ کو دشمن کے رحم وکرم پر چھوڑتا ہے، یہ نواتے کبھی کبھار کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ مطلقاً غلطی کا اعتراف بھی ہوتا ہے۔

اب دشمن کیساتھ صلح صفائی اور جھگڑے فساد کا خاتمہ یا غلطی کی صورت میں غلطی کا اعتراف کرکے معاشرے میں فساد رُوکنا عقلاً شرعاً کوئی قبیح کام نہیں ہے بلکہ مطلوب اور محمود امر ہے، ہاں طریقہ کار میں کچھ تفصیل ہے کہ علماء کرام دبنہ ساتھ لے جاکر ذبح کرنے پر جرح کرتے ہیں یعنی غیر شرعی لوازمات کو ھٹا کر باثر طبقہ جاکر متاثرہ خاندان کے سامنے جرم یا غلطی کا اعتراف کرکے صلح صفائی کرالیں نہ یہ کہ تھانہ کچہری کا چکر کاٹ کاٹ کر اپنی صفائی سے آدمی عاجز آجائے اور صفائی بھی نہ ہوسکے پیسوں کا بھی صفایہ ہو جائے

(چوتھا جُز ہمسائیگی)

ایک کمزور شخص جو کسی طاقت ور شخص خاندان یاشاخ سے خوفزدہ ہو کر جان کا خطرہ محسوس کرے تو اس صورت میں وہ مضبوط شخص یاخاندان یاشاخ کاننواتے کرتا ہے فرد یاخاندان سے تحفظ کی صورت میں ان کے گھر کے دروازے پر دنبہ ذبح کرتا ہے جبکہ شاخ سے تحفظ کی صورت میں گاؤں کی مسجد کے دروازے پر دنبہ ذبح کیا جاتا ہے جو کبھی نامنظور نہیں کیاجاتا ہے لہٰذا ہمسائیگی ایک کمزور شخص کیلئے ایک مضبوط شخص خاندان کا غیر مشروط اور مضبوط تحفظ ہو تا ہے اسے ضرر پہنچانے کی صورت میں تحفظ فراہم کرنے والے پر بدل کا فرض عائد ہو تا ہے تاہم وہ دوسرے گاؤں میں بے گھر اور بے جائیداد ہو تا ہے۔

اب یہ امان کی صورت ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کافر بھی آپ مسلمان سے امان طلب کریں اور مسلمان اس کو امان دیدیں تو اس مسلمان پر امان کی ذمہ داری لاحق ہوجاتی ہے اب اس کافر کو کوئی مسلمان اس وقت تک ضرر نہیں پہنچاسکتا ہے جب تک یہ اس مسلمان کی امن میں رہے اب اگر معاشرے میں مظلوم کے لئے کوئی پناہ گاہ نہ رہے تو معاشرے میں استحکام کہاں سے آئے گاہاں اگر پناں لینے والے اگر ظالم ہو تو اس کو حق بات تسلیم کرنے کی ترغیب دی جائے اور ظلم سے روکنے کی کوشش کی جائے۔

پانچواں اصل "برآمتہ" ہے

اس کا بہترین ترجمہ ہے،، ادلے کا بدلہ،، یہ اس آدمی کو جس کا کوئی جانور وغیرہ چوری ہوا ہو اختیار دیتا ہے کہ وہ چور یا اس کے خاندان سے کسی بھی طریقے سے اسی قسم کی چیز ہتھیالے (وصول کریں) گویا چوری برآمد کرلی گئی پھر اس کا تبادلہ کردیا جاتا ہے اگر مجروح فریق ایسا نہیں کرسکتا تو وہ قابض کو اس چیز کی قیمت کا تہائی حصہ "بنگا" (فدیہ) دے کر چھوڑا جاسکتا ہے۔

(فریقین سے جو رقم بطور ضمانت لیاجاتا ہے تاکہ فریقین فیصلے پر پابند رہے اس کو برآمتہ کہتے ہیں۔عاصم)

چھٹا جُز ژاغ:۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک آدمی جو ایک خاص لڑکی کو اپنی شادی کے لئے پسند کرتا ہے اور اسے اس بات کا خوف ہو تا ہے کہ وہ اس اہلیت پر پورا نہیں اترتا جو لڑکی کے والدین کو مطلوب ہے تو رات کی تاریکی میں لڑکی کے گھر والوں کو تین[3] دفعہ پکارتا ہے کہ اس فلا ن لڑکی پر ژاغ (دعویٰ) ہے پشتونولی کا یہ جز یقیناً عقلاً شرعاً دونوں طرح میں ناپسندیدہ ہے اور شرعاً ناجائز ہے اس سے معاشرے میں فساد اور انتشار پیدا ہو تا ہے اور ژاغ کو طالبان نے ممنوع قرار دیکر اسے ختم کیا تھا۔

ساتواں جُز تور:۔ تور کا معنیٰ کالا ہے یہ قصور اور بدنامی کی ایک حالت ہوتی ہے یہاں عورت کی حساس حیثیت کے پیش نظر تور کا معمولی سا الزام قتل کا سبب بن سکتا ہے مثلاً اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ایک عورت عام آدمی کے ساتھ ناجائز ملوث رہی ہے تو اس کو تور قرار دے کر دونوں کا قتل کرنا پشتو یعنی غیرت کا تقاضا قرار دیا جاتا ہے۔اب یہاں اگر بغور دیکھا جائے تو معاشرے میں فحاشی عریانی اور زنا کے خاتمے کا بہترین اصل ہے کہ اگر معاشرے میں مرد عورت کو شتر بے مہار چھوڑ دیا جائے جیسے جمہوری معاشرے میں ہے تو پھر بڑے بڑے شہروں یا جمہوری ترقی یافتہ معاشروں کا نمونہ ہمارے سامنے ہے اس پر بحث کی چنداں ضرورت نہیں ہے ہاں تور کے اس رسم میں اسی بات کا لحاظ رکھا جائے کہ بے گناہ کسی پر تور کا الزام نہ لگایا جائے یا جرم کی نوعیت کی تحقیق کی جائے اس کے مطابق سزا دی جائے۔ (جب جرم ثابت ہو جائے تو اسکا قتل کرنا عین شریعت ہے عاصم)

آٹھواں جُز تربور والی:۔ بدل کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اہم بات تربوروالی ہے،، تربور بہ چہ وائی،، (تربور کیا کہے گا) جس نے بدل کے تقاضوں کو پورا کیا اس نے تربوروالی نبھائی جس نے ان تقاضوں کو پورا نہیں کیا اُس نے گویا تربو والی کو چھوڑ دیا اور تربور والی کو چھوڑنا برادری چھوڑنے کے مترادف ہے۔

اب یہاں اگر گہرائی سے دیکھا جائے کہ جب قوانین بنتے ہیں معاشرے کی اصلاح کی خاطر تو ان قوانین اور اصول کی اجراء کے لئے پولیس تھانہ کچہری کی ضرورت ہوتی ہے یہاں "تربوروالی" فوج بھی ہے پولیس بھی اس لئے کہ جس نے قبائل معاشرے میں باعزت طریقے سے رہنا ہے اس نے بدل کے تقاضوں کو پورا کرنا ہو گا جسے تربوروالی کہتے ہیں لہٰذا تربوروالی معاشرے کے اصول کی پاسداری کیلئے بہترین جُز ہے، ہاں بدل کے غیر شرعی تقاضوں کو پورا کرنے پر پابندی عائد ہونی چاہئے مثلاً کسی معمولی سی شک کی بنا پر عورت پر تور لگا کر اس کے قتل کو لازمی قرار دینا وغیرہ۔

قبائلی معاشرے کا تیسرا اصل نکات:

پشتون ولی کے بعد دوسرا اہم نظام جس نے قبائلی معاشرے کو جوڑ کر رکھا ہے وہ ہے نکات، نکات کا معنی ہیں" دادا کی میراث" مگر نکات صدیوں سے وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے ایک طرف تو یہ دادا کی زمین کو اس کی اگلی نسلوں میں منتقل کرنے کا طریقہ بھی واضح کرتا ہے دوسری طرف یہ خیلوں اور قبیلوں میں مشترکہ نفع اور نقصان میں شراکت داری کا معیار بھی فراہم کرتا ہے اگر کسی قبیلے کو حکومت کی طرف سے یا قومی جنگلات سے کوئی مراعات یا فائدہ ہوا ہے تو اس کا نفع اور مراعات کو نکات کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے اسی طرح اجتماعی نقصان بھی نکات کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ نکات میں وارثت کا عنصر بھی شامل ہے اسمیں مشترکہ ذمہ داری کا عنصر بھی ہے اور اسمیں معاشرے کے استحکام کا عُنصر بھی ہے بنیادی طور پر نکات کا اصل دین اور معاشرے کے خلاف یا مضر نہیں ہے ہاں تفصیل میں اگر جُزئیات شریعت یا معاشرے کیلئے نقصان دہ ہو تو اس کی اصلاح کی جائے نکات کے ضمن میں جس شخص کو قبیلے یا خاندان کو جو حصہ ملتا ہیں اسی کو یہ لوگ عدل انصاف سمجھتے ہیں اور اسی پر یہ راضی ہوتے ہیں نکات کے خلاف تقسیم ان کے نزدیک ناانصافی ہے اور دھنگا فساد کا ذریعہ ہے۔

قبائلی معاشرے کا چوتھا اصل جرگہ اور ملک ہے

جرگہ اپنی سادہ ترین شکل میں ایک محدود اجتماع ہے(Limitd Assembly) عملاً سماجی کاروبار ہو یا نجی ہو یا اجتماعی اس کے دائرہ کار میں آتا ہے جرگہ انتظامی عدالتی اور قانون سازی کا کردار ادا کرتا ہے ایک جرگے میں ہر خیل یا قبیلے کی نمائندگی ضروری ہے جرگے میں ووٹنگ کا مسئلہ نہیں ہوتا۔

سیاسی نقطہ نظر سے جرگے کی اہم پہلو

جرگہ میں بیٹھنے کا ایک آدمی کا حق اس کے خیل یا قبیلے کی رضامندی اور آدمی کی اپنی دلیری اور قبائلی روایات سے واقفیت پر منحصر ہے وہ ایک خاندان شاخ یا خیل کے اندر کے ایک موقف یا قبیلے کے اپنے ملے جلے جرگے کا ایک حقیقی لحاظ سے نمائندگی ہوتا ہے جو اپنے گروہ کے خیالات اور نقطہ نظر پیش کرے گا جس کی نمائندگی کرتا ہے اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس کے بولنے سے پہلے اس نے اپنے گروہ کے خیالات کا تعین کیا ہے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کا گروہ اس سے لاتعلقی کا اظہار کر سکتا ہے جرگے کا خاص وظیفہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس امر

کا تعین کرے کہ جو کچھ کیا گیا ہے، کیا یہ صحیح کیا گیا ہے ؟ اگر درست نہیں کیا گیا ہے تو جس فریق کے خلاف حرکت کی ہے دوسرے کو کیا حق پہنچتا ہے تاکہ حساب بے باک ہو جائے تلافی کی عام طور ایک قبول مقدار بھی ہوتی ہے جو مجروح فریق باعزت طور پر قبول کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ ایسا پسند کرے بجائے اس کے کہ اسی نوع کا بدلہ لیا جائے

عام طور پر فیصلے بہت زیادہ گھنجلک نہیں بلکہ سادہ ہوتے ہیں گفتگو کے دوران جرگے میں ایک پر کشش دلفریب منظر ہوتا ہے جب ایک بولتا ہے تو دوسرے سنجیدگی، عزت ادب اور خاموشی سے سنتے ہیں اور اُس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں گفتگو کے دوران کسی بات کا کاٹنا یالا پرواہی برتنا اس شخص کی بہت بڑی توہین سمجھی جاتی ہے

شرعی اور سیاسی نقطہ نظر سے جرگے کی حیثیت آج کے جمہوری قوانین پر مبنی عدالتوں کے مقابلے میں بہت زیادہ قابل قبول ہے کیونکہ قبائلی جرگوں میں ایک مفلس ترین شخص کو گھر کے دہلیز پر اس کے مرضی کیمطابق اس کا حق تلف کئے بغیر صاف ستھرا انصاف مل سکتا ہے بخلاف جمہوری عدالتوں کے کہ ملزم تھانہ کچہری کے چکر کاٹ کاٹ کر اپنے رہے سہے پیسوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے آخر میں اپنے حق کے حصول کے بجائے اپنی جان چھڑانے میں عافیت تصور کرلیتا ہے لہٰذا قبائلی جرگہ معاشرے میں ناگزیر معاملات تنازعات اور دیگر نجی امور کے حل کا بہت سادہ آسان ذریعہ ہے

جرگے میں معاملات کے حل کیلئے دو طریقے استعمال کئے جاتے ہیں (1) صلح (2) قضاء، اب قضاء تو علماء حضرات کا کام ہوتا ہے وہ شریعت کے مطابق قضاء کرتے ہیں۔ہاں صلح قضاء سے بھی زیادہ محمود ہے مگر قبائل میں صلح رسم رواج کے مطابق ہوتا ہے جس میں بہت سے طریقے شریعت کے خلاف ہے تمام جزئیات کا مجھے علم نہیں ہے لہٰذا صلح کو بھی شریعت کے تابع کرنا ضروری ہے مختصر یہ کہ جرگہ سسٹم دین کا باغی سسٹم نہیں ہے جیسا کہ جمہوری عدالتیں جسکا جج رانا بگوان داس بھی بن سکتا ہے قبائلی جرگہ سسٹم میں معاشرے کو وہ استحکام حاصل ہے، جس کے حصول کی خاطر ترقی یافتہ ممالک بھی سرگردان ہیں

معاشرے کے استحکام اور اس میں امن وآمان کو برقرار رکھنے کیلئے جرگہ کے علاوہ چند نجی اصول بھی ہیں ان میں سے ایک چلویشتائی ہے اور دوسرا ٹینگہ ہے

(1) **چلویشتائی:۔** چالیس 40 افراد کے ٹولے کو چلویشتائی کہتے ہیں یہ مسلح ارکان پر مشتمل خالصتاً عارضی فورس ہوتی ہے لشکر کشی کے وقت خیلوں سے نکات کی بنیاد پر برادری کے اصول کے تحت اس کے ممبران کا انتخاب کیا جاتا ہے امن عامہ کی فضاء برقرار رکھنا، لوگوں کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانا متعین شدہ ٹینگوں کی پاسداری کرنا اور خلاف ورزی کی صورت میں بلا امتیاز (کونڑائی) جرمانہ وصول کرنا جیسی ذمہ داریاں اس کے دائرہ اختیار میں شامل ہیں چلویشتائی کے ممبران جرگہ اکابرین کے ماتحت بروقت مسلح اور متحرک رہتے ہیں گویاں یہ جرگے کا عسکری وینگ ہے چلویشتائی کا قیام امن میں بہت اہم رول ہوتا ہے

ٹینگہ:۔ قبائلی معاشرے میں قومی ٹینگہ کو ایک ذیلی اور موثر قانونی حیثیت حاصل ہے مختلف خیل یا قبیلے مشترکہ ملکیت اور جنگلات وغیرہ کی حفاظت اور مشترکہ دیکھ بھال کی خاطر باہمی صلاح مشورے سے ٹینگہ (بھاری جرمانہ) تعین کرتے ہیں شاخ، خیل یا قبیلے کا ہر فرد اور خاندان اس کا پاس رکھتا ہے ٹینگہ کی خلاف ورزی پورے خیل یا قبیلہ کے مفادات سے غداری کے مترادف سمجھی جاتی ہے خلاف ورزی کی صورت میں ملزم سے بلا امتیاز کونڑائی (جرمانہ) وصول کیا جاتا ہے

ملک:۔ بعض افراد کو گروہ کے سربراہ اور ترجمانی کے طور پر قبول کرلیاجاتاہے جو قابلیت اور تجربے کی بنیاد پر اپنے قبیلوں کی سرگرمیوں کو بہت محدود حد تک منظم رکھتے ہیں ایسے افراد کو ملک کہاجاتاہے ملک یہاں زیادہ سے زیادہ مساوی لوگوں میں پہلا آدمی ہے ملک دوطرح کے ہوتے ہیں حکومت کے بنائے ہوئے ملک حکومت سے مراعات وصول کرتے ہیں ان کی حیثیت ایک دلال کی سی ہوتی ہے انہوں نے قوم کی بجائے اپنے مفادات اور حکومت کے مقاصد کاخیال رکھاہے۔

قبائلی نظام، آئین یادستور کے مختصر جائزے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اسلامی نظام کے جو قواعد ہیں یا آج کے اصطلاح میں جو بنیادی انسانی حقوق ہیں(Fundamentle Humam Rights)ان تمام کو قبائلی آئین نے اپنے اندر سمور کھاہے

قبائلی معاشرہ اللہ رب العزت کی حاکمیت اعلی کی بجائے کسی اور کے حاکمیت کا ہرگز قائل نہیں ہے جیسا کہ جمہوریت سٹیٹ کو حاکمیت اعلیٰ کا درجہ دیتاہے، شوریٰ کے بالمقابل جرگہ سسٹم ہے جو کہ جمہوری نظام میں پارلیمنٹ ہے اور معاشرے کے باقی مسلم قواعد آزادی مساوات عدالت معارضہ اور مخالفت قبائلی آئین کے دفعات پشتون ولی نکات اور دیگر نجی اصول میں موجود ہیں خاص کر قبائلی معاشرے کے اقدار میں سے فرد کی انفرادی حیثیت کی ایک ایسا قدر ہے جس نے قبائل پر ہر فرد کو عدل مساوات، معارضہ اور مخالفت کاوہ حق بخشاہے جس حق کی تلاش میں جمہوری معاشرہ مارمارے پھرتاہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی بھی قبائلی فرد نے اپنے نظام سے نفرت کا اظہار نہیں کیاہے کسی نے بھی نظام کے ہاتھوں خودکشی نہیں کی ہے ہاں قبائل کو اگر پریشانی لاحق ہے وہ حکومتی نظام ایف سی آر سے لاحق ہوئی ہے لہٰذا قبائلی نظام کو ختم کرکے تھانہ کچہری والے نظام کولانے کی بجائے ایف سی آر کاکالا قانون ختم کردیاجائے۔

قبائلی نظام نہایت مہذب اور ترقی یافتہ ہے، عمران خان کا تبصرہ مضف(غیرت مند مسلمان)

جب میں نے "غیرت مند مسلمان" کے نام سے کتاب لکھنے کا فیصلہ کیاتواس کامطلب یہ نہیں تھاکہ میں اپنے آپ کو بڑاعالم اور مایہ نازادیب سمجھتا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ قبائلی علاقے کے اتفاقیہ دورے کے دوران مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ ایچی سن کالج اورآکسفورڈ کی تعلیم کے زیراثر میں جس چیز کونہایت قدیم اور فرسودہ سمجھ رہاتھاحقیقت میں وہ نہایت مہذب اور ترقی یافتہ ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت کامیابی کے ساتھ روبہ عمل رہے توہمیں قبائلی علاقوں میں رائج جرگہ سسٹم کامطالعہ کرنا چاہئے جرگے کاکوئی فیصلہ لوگوں کی خواہشات کوملحوظ رکھے بغیر نہیں کیاجاتاجمہوریت کی نمایاں خصوصیت ہی یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے معاملات چلانے میں اپنی شرکت کاپورا احساس ہوتاہے توآبادیاتی دور میں انگریزوں نے اپنے مفادات کے لئے وزیرستان کے بعض محسود ملکوں کو رشوت دی جوں ہی قبائلوں کو اس بات کاعلم ہواکہ ان کے ملک قبائلی مفادات سے غداری کررہے ہیں انہیں موت کی گھاٹ اتاردیاگیا، اب اس بات کاموازنہ آپ پاکستان میں نوٹوں کی جمہوریت سے کرکے دیکھیں یہاں کس بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے،(Hourse Trading)جہاں ارکان پارلیمنٹ اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کے جذبات کی ذراسی پرواکئے بغیر اپنے مالی مفاد کی خاطر وفاداریاں بدلتے ہیں، اس پر مستزادیہ کہ آبادی کی اکثریت یہ محسوس کرتی ہے کہ پارلیمنٹ میں کچھ ہوتاہے اس کاعوام کے مسائل کیساتھ سرے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس کے برعکس قبائلی جرگہ میں عوام کے ایسے معزز نمائندے شامل ہوتے ہیں جن کا معاشرے میں بہت احترام ہوتاہے جبکہ پاکستان میں پارلیمنٹ تک پہنچنے کے لئے صرف وافر مقدار میں پیسہ درکار ہوتاہے، جوعام طور سے ناجائز طریقے سے لوٹاگیاہوتاہے یاپھر انتظامیہ کے بل بوتے پرپالیمنٹ کارکن بن جاتاہے جرگہ میں صرف کمیونٹی کے مفادات کی بات ہوتی ہے جبکہ ہماری پارلیمنٹ کے ارکان

صرف اپنی ذات کا خیال رکھتے ہیں دلچسپ بات یہ ہے کہ قبائلی جرگہ میں بد عنوانی اس وقت داخل ہوتی ہے جب ہماری حکومت اپنے "مہذ بانہ" اثر رسوخ کو وہاں تک پہلانے کی کوشش کرتی ہے ڈاکٹر ترمذی نے ضلع دیر میں اقوام متحدہ کے لئے جو تحقیقاتی کام کیا ہے اس میں انہوں نے یہ دلچسپ انکشاف کیا ہے کہ قبائلی کا انتہائی متوازن جمہوری نظام اس وقت مادہ پرست اور بد عنوان ہونے لگا ہے جب سے حکومت پاکستان نے اپنے قوانین اس علاقے پر مسلط کئے ہیں مختلف حکومتوں نے ملکوں کی سیاسی حمایت حاصل کرنے کے لئے انہیں انتہائی منفعت بخش ٹھیکوں اور پرکشش مراعات سے نوازا

قبائلی علاقوں میں رائج زبردست جمہوری نظام کے نتیجے میں ہر شخص اپنے حقوق سے آگاہ ہے اور وہ اپنے حقوق کی قدر کرتا ہے اور ان کا تحفظ کرتا ہے، حقوق کی پامالی ہر گز برداشت نہیں کی جاتی یہ ان کا جذبہ حریت ہی تو ہے کہ جس طاقت نے بھی انہیں دبانا چاہا انہوں نے اس کی مزاحمت کی خواہ وہ طاقت مغلوں کی ہو سکھوں انگریزوں یا روسیوں کی ہو ان علاقوں میں آزادی کو تمام دوسرے مفادات پر ترجیح دی جاتی ہے اور دیہاتی بچوں کی تربیت اس نہج پر کی جاتی ہے کہ انہیں اپنے ان بہادر آباؤ اجداد کی داستانیں سنائی جاتی ہیں جنہوں نے اپنی آزادی کے تحفظ کی خاطر عظیم قربانیاں پیش کی تھیں پاکستان میں یہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے پاکستان اور قبائلی علاقے کے درمیان جس شعبے میں سب سے زیادہ تضاد پایا جاتا ہے وہ نظام عدل ہے پاکستان کے مقابلے میں قبائلی علاقے میں جرائم کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے ان دنوں جب ہم غلام تھے جرائم کی شرح پورے ہندوستان میں خاص کم تھی اس کے باوجود " اولف کیرو" کے مطابق جو 1930 کے عشرے میں صوبہ سرحد کا گورنر تھا تمام قبائلی علاقے میں سال بھر میں بھی اتنے جرائم نہ ہوتے ہوں گے، میں کئی سال سے بہت سے پاکستانی دانشوروں کے یہ خیالات پڑھ رہا ہوں جو پاکستان میں جرائم کی شرح میں اضافے کا الزام افغان جنگ اور اس سے جنم لینے والے کلاشن کوف کلچر کے سر منڈھتے ہیں اب یہ دانشور اس حقیقت کی کیا توجیہہ فرمائیں گے کہ قبائلی علاقے میں جہاں ہر شخص کے ہاتھ میں بندوق ہوتی ہے پھر بھی وہاں مکمل امن رہتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کا نظام غیر مرتکز ہونے کی وجہ سے ہر شخص کی رسائی میں ہے 24 گھنٹے کے اندر اندر جرگہ جائے واردات پر پہنچ جاتا ہے فریقین کا موقف سنتا ہے سزا سناتا ہے اور اس پر عملدر آمد کو یقینی بناتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ قبائلی علاقے کی پوری تاریخ میں عورت کے ساتھ زیاتی کے کسی واقعے کا ذکر نہیں ملتا (آج اگر کہیں پر یہ شنیع فعل سرزد ہوتا ہے وہ بھی شہروں میں موجود فحاش اور عریانی نظام کا نتیجہ ہے) راقم۔

سوات اور مالاکنڈ میں حال ہی میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں وہ پاکستان کے جدید نظام عدل ہی کے پیدا کردہ ہیں وہاں کے لوگوں کو بھی اُن سُہانے دِنوں کی یاد ستاتی ہے جب ریاست کا نظام عدل جرگہ کے تحت تھا انصاف سستا بھی تھا اور ہر ایک اسے حاصل بھی کر سکتا تھا جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو یہاں کے عوام نے انگریزوں کا وضع کردہ نظام دِل سے کبھی قبول نہیں کیا، پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا نفاذ انگریزی زبان کے ذریعے ہوتا ہے کسی کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ ایک غریب آدمی کو انصاف حاصل کرنے کے لئے کیسے کیسے ہفت خواں عبور کرنے پڑھتے ہیں نہ ہی کسی کو یہ معلوم کرنے کا خیال آتا ہے کہ قبائلی نظام جیسے حکمران فرسودہ خیال کرتے ہیں وہ تاریخی اور ثقافتی نظام سے کہیں زیادہ قریب ہے بہتر اور مؤثر ہے اور شہریوں کی زندگی کو آسان سے آسان تر بنانے کیلئے اس میں مسلسل اصلاحات بھی کی جاتی ہیں جبکہ پاکستان میں نظام مشکل اور پیچیدہ تر ہوتا چلا گیا ہے کیونکہ عدالتی طریقہ کار طویل اور بد عنوانی نے مستقل طرز زندگی کا روپ دھار لیا ہے، اب ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں کہ پوری قوم کا اعتماد اس نظام سے اُٹھ گیا ہے کیونکہ یہ اگر کسی حد تک کار آمد ہے بھی تو اونچے طبقے کے لئے ۔ قبائلی عمائدین نے انگریزی نظام تعلیم کو اس عذر کی بناء پر مسترد کر دیا تھا کہ ایک تو یہ ذہنی غلامی کا باعث بنے گا اور دوسرے اس نظام تعلیم

سے قبائلی سماجی ڈھانچہ بکھر کر رہ جائے گا چنانچہ انگریزوں کے نظام تعلیم نے ہمارے معاشرے میں جو فساد برپا کیا ہے اور ہمارے مغرب زدہ امراء میں تشخص کا بحران پیدا کیا ہے اس کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو آدمی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قبائلی سردار پاکستان کے ماہرین تعلیم سے کہیں زیادہ باشعور تھے، قبائلی علاقے میں زندگی کا ایسا پہلو ہے جو میرے لئے بہت زیادہ کشش رکھتا ہے جو مجھے بہت اچھا لگتا ہے وہ پہلو انسانی وقار عزت وشرافت کا ہے جو وہاں کا نظام ان لوگوں کو عطاء کرتا ہے قبائلی لوگ امیر ہو یا غریب طاقتور ہو یا کمزور انسانی عظمت کا تصور سب کے لئے یکساں ہے وہاں کا نظام فرد کے خداداد حقوق کو تحفظ دے کر سب کو عزت دیتا ہے اور ایسی معاشی مساوات کو یقینی بناتا ہے جو میں نے کسی اور ثقافت میں نہیں دیکھی۔

قبائلی علاقے کا ہر مرد عورت اپنی ناموس کی حفاظت میں کسی حد تک بھی جاسکتی ہے ان کے اس رویے کی وجہ سے باہر سے آنے والوں نے خواہ مغل ہوں یا سکھ، انگریز ہو یا روسی سب ہی نے قبائلیوں کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا ہے ابھی وہاں پر وسائل کی کمی سے پیدا ہونے والی غربت وافلاس کے باجود کوئی بھیکاری نظر نہیں آئے گا بعض مثالیں ایسی بھی ہیں کہ میں نے ایسے قبائیلوں کو جو انتہائی مفلس نظر آئے اور کئی دنوں کے بھوکے معلوم ہوئے کچھ پیسے دینا چاہے لیکن ہر دفعہ میری پیشکش کو حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا گیا یہ ہے ان کی عزت نفس کا عالم اصل میں غریب وہ ہوتا ہے جو امیروں سے حسد کرتا ہے۔

اب ذرہ پاکستان کی صورت حال کا جائزہ لیں جب حکومت کو بھیک مانگنے پر کچھ تھوڑا بہت غیر ملکی قرضہ یا امداد مل جاتا ہے تو ہمارے قومی ذرائع ابلاغ شرم کے مارے ڈوب مرنے کی بجائے شہ سرخیوں کے ساتھ اس "عظیم کامیابی" کا جشن مناتے ہیں، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ عام آدمی کو عزت نفس سے اس کے حقوق دے کر پھر بحال کیا جائے اور ریاستی جبر سے اسے تحفظ فراہم کیا جائے اسی وجہ سے ہمیں قبائلی علاقے پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے کیوں کہ وہاں صدیوں سے انسان کے حقوق کو ملکی اور غیر ملکی دباؤ سے تحفظ فراہم کیا جارہاہے، وہاں کے لوگ آج بھی اس چیز کے مالک ہیں اور اس پر انہیں فخر بھی ہے اور یہ چیز ہے غیرت! جیسے ہم ایک زمانہ ہوا کھو چکے ہیں قبائلی علاقے کو اردو میں آزاد علاقے کہتے ہیں کتنا موزوں نام ہے یہ اس علاقے کیلئے (بحوالہ روزنامہ جنگ 12 اکتوبر 1995ء)

عمران خان کے تبصرے سے معلوہوتا ہے کہ قبائلی نظام ایک رول ماڈل ہے اس رول ماڈل نظام کو اس نظام پر قربان کرنا کہ جو نظام لمحہ بہ لمحہ ناکامی کا سامنا کر رہاہے معاشرے کے تحفظ سے عاجز ہے کہاں کی خیر خواہی اور کہاں کی عقلمندی ہے چونکہ قبائل کو زیر کرنے مسخر کرنے کیلئے ان کی طرز زندگی کو تبدیل کرنا ضروری ہے جسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں لہٰذا ہمارا مشترکہ دشمن امریکہ اور پاکستان نے اس معمے کو حل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل حکمت عملی تیار کرر کھی ہے جس کو نہ تو قبائل سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی دشمن کے خلاف برسرپیکار مجاہدین حضرات۔

قبائل کے خلاف امریکہ اور پاکستان کی حکمت عملی (سٹریٹیجی)

امریکہ اور پاکستان نے قبائل کے خلاف دو[2] طرح کی حکمت عملی اختیار کی ہے۔

عسکری اور سیاسی۔ عسکری حکمت عملی یہ ہے کہ پاکستانی فوج کے آپریشن سے مجاہدین کو اپنے محفوظ علاقے سے نکالنا ہے اور ہر علاقے کے اہم مقامات پر قبضہ کرنا ہے تاکہ مجاہدین واپس نہ آسکے (یہ مرحلہ پوراہوچکاہے۔راقم)

امریکہ جاسوس طیاروں کی بمباری سے مجاہدین کا اہم قائدین جہاد کو شہید کرنا ہے (یہ مرحلہ بھی کچھ پوراہوچکااور کچھ باقی اور جاری ہے۔راقم)

اس آپریشن کے تین[3] دائرے بنتے ہیں

(1) پاکستان اور افغانستان کی طرف سے وزیرستان جانے والے راستوں کو بند کرنا یہ بیرونی دائرہ کہلاتا ہے

(2) پیادہ فوج اور توپ خانے کی مدد سے مجاہدین کے مضبوط گڑھوں کے گرد گھیر اڈالنا جسے وسطی یا درمیانی دائرہ کہا جاتا ہے

(3) جب مجاہدین ایک مخصوص علاقے میں محاصرے کی شکل میں آجائے پھر جیٹ ہیلی کاپٹر، ڈرون اور چھاپہ بردار کمانڈوز کے خصوصی آپریشن کے ذریعے مجاہدین کے مخصوص اہداف کو نشانہ بنانا یہ تیسرا دائرہ کہلاتا ہے۔

آج مجاہدین حضرات بظاہر پہلے دو مرحلوں سے گذر کر تیسرے مرحلے کا شکار ہیں جو کہ دشمن کا آخری مرحلہ ہے اور مجاہدین کے پاس اس کے خلاف کیا حکمت عملی ہے جواب لا عملی اور صبر کے علاوہ نہیں ہے

سیاسی حکمت عملی

اصلاحات کے نام سے تمام ایجنسیوں کو خیبر پختونخواہ میں تدریجاً ضم کرنا اور یہ پروگرام پہلے ان ایجنسیوں سے شروع ہو گا جن صوبوں میں اس کی اجرا قدرے آسان ہو عملی طریقہ کار یہ ہو گا کہ تمام ایجنسیوں سے قبائلی عمائدین صدر پاکستان سے ایک جرگہ میں فاٹا کو صوبہ سرحد میں ضم کرنے کا مطالبہ کریں گے (جیسا کہ فروری 2009ء میں ہوا) مقامی بلدیاتی انتخابات کا انعقاد کیا جائے گا۔ سیاسی جماعتوں کو سیاسی عمل کی اجازت دی جائے گی، حکومت اپنے اداروں کے لئے اپنی زمین حاصل کرے گا، ایف سی آر اس وقت تک نافذ رہیگا جب تک منصوبہ مکمل نہ ہو جائے اندازاً پانچ 5 سے سات 7 سال میں مختصر یہ کہ قبائل کو بندوبستی علاقے میں ضم کرنے سے تھانہ کچہری والا نظام لاگو ہو گا چھاونیاں بنے گی معاملاتی نظام کا قیام ہو گا معاشرے کو غیر مسلح کیا جائے گا قبائل کے تمام اہم مقامات پر فوج کا کنٹرول لازمی ہو گا سرکاری کالونیا بنیں گی سیاح کا آنا جانا ہو گا یعنی چھوٹے لندن کا ساماں ہو گا میں نے تقریباً دو سال پہلے بھی دشمن کے اس حکمت عملی کا اظہار کیا تھا مگر زمینی حقائق کچھ فاصلے پر تھے اس لئے یہ باتیں فہم سے بھی تھوڑی سی دور تھیں آج میرے خیال میں یہ باتیں ہو بہو ہمارے سامنے آئے آج پھر قبائلی عوام اور مجاہدین سے درخواست کرتا ہوں کہ قبائل کے متعلق دشمن کے عزائم بھانپ لیں ان کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

جمہوریت کے دلدادے حضرات!

ہوش کے ناخن لیجئے قبائل کی پٹائی اس لئے نہیں ہو رہی ہے کہ انہوں نے کسی کے زمین جائیداد پر قبضہ کیا ہے یا واقعی یہ دہشت گرد ہیں ان کی پٹائی ان کی خداداد صلاحیتوں ان کے ایمانی جذبے ان کے آزاد پسند ضمیر عزت وآبرو کی حفاظت پر مرمٹنے کے جذبے کی وجہ سے ہو رہی ہے اب قبائل کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ یا تو ایمان اعمال عزت آبرو کی حفاظت کی خاطر اپنی آزاد حیثیت کو برقرار رکھنے کے خاطر اس مکار دشمن کا مقابلہ کرنا ہو گا یہی پٹائی قبول کرنی ہو گی یا اپنی بیٹی کے ہاتھ میں بوائے فرینڈ (**Boy Friend**) کا ہاتھ برداشت کرنا ہو گا اپنی ماں بہن بیٹی کے ساتھ روشن خیال حضرات کے رابطے برداشت کرنے ہوں گے بیگم صاحبہ کو کھلے منہ شاپنگ (**Shopping**) کے لئے جانا برداشت کرنا ہو گا گئے رات تک اپنی مستورات صاحبان کا آنا جانا برداشت کرنا ہو گا فیصلہ قبائل حضرات خود ہی کیجئے

مجاہدین حضرات کا مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ان حقائق سے کیوں لاتعلقی اختیار کئے ہوئے ہیں دشمن نے ان کے عالمی جہاد کی ٹانگیں یہاں پر توڑ رکھی ہیں یہ کیوں نہیں سمجھ پا رہے ہیں۔

خلاصہ کلام

چونکہ انسانی معاشرے کیلئے ایک نظم اجتماعی کی ضرورت ہوتی ہے جن کے تحت لوگ دُنیاوی اور آخروی زندگی سنوار سکے قبائل کے تاریخی جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی زندگی کیلئے قبائلی نظام ناگریز ہے کیونکہ یہ نظام انبیاء کی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھا ہے یہ نظام فطری طور پر جمہوریت کا حریف اور اسلام کا حلیف ہے مگر اس نظام میں مغربی افکار نے اس وقت دراڑ ڈالا جب انقلاب فرانس کے نتیجے میں مغرب نے کلیساء سے جان چھڑالی اور پھرپوری دُنیا پر اس نظام کو حاوی کرنے کی کوشش کی مگر افغانستان اور پاکستان کے بارڈر پر موجود قبائل نے ان افکار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا97 سال کی خونریز جھڑپوں کے بعد انگریز قبائل کی آزاد حیثیت ماننے پر مجبور ہوا اور جاتے جاتے اپنی شکست کا ایف سی آر کی صورت میں کیا آج پھروہی پرانا دشمن اپنا پرانا مقصد لے کر قبائل میں جدید صورت میں داخل ہوا ہے دشمن نے ماضی، حال اور استقبال کی روشنی میں عسکری اور سیاسی حکمت عملی تیار کررکھی ہے جن کو دشمن آخری پڑاؤ میں داخل کرچکا ہے مگر بدقسمتی سے عوام اور مجاہدین دشمن کا منصوبہ سمجھنے سے قاصر رہیں دشمن نے اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے مطلقاً قبائل کو ماضی حال اور استقبال کے متعلق سوچنے نہیں دیا، عوام اور مجاہدین کو ایک دوسرے سے جدا کرکے سابقہ کی طرح ایک جہادی تحریک بننے نہیں دیا۔ قبائلی عوام بلا امتیاز اپنے علاقے اور نظام کی حفاظت کی خاطر کھڑا نہ ہوسکا کہ عوام موجودہ جنگ کو مجاہدین کا جنگ سمجھنے لگا اور خود ایک حد تک خدمت ہی پر اکتفا کرنے لگا۔

اس صورت حال میں مجاہدین کو کیا کرنا چاہئے تھا اور کیا کیا؟

مجاہدین حضرات کو قبائلی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہئے تھا اور مجاہدین کو دشمن کے مقاصد سمجھنے چاہئے تھے مجاہدین کو قبائل میں جہاد کو سابقہ تاریخ کی روشنی میں ایک تحریک کی شکل دینا چاہئے تھا تاکہ عوام اپنا تاریخی کردار ادا کرلیتے قبائلی عوام میں مہاجرین اور مقامی مجاہدین کے درمیان دشمن کے مقاصد کی روشنی میں ربط پیدا کرنا چاہئے تھا کہ دشمن کے مقاصد یہ ہیں اور اسکا توڑ یہ ہے قبائلی نظام کو ختم کرنے کی بجائے غیر شرعی پہلو کی اصلاح کی کوشش کرتے اور وہ بھی حاکم اور محکوم کی شکل میں نہیں بلکہ قبائلی عمائدین علماء حضرات کو بالخصوص اور عوام کو بالعموم ساتھ لے کر چلنا چاہیے تھا۔

مگر آفسوس صد آفسوس:۔ کہ مجاہدین حضرات ایسا نہ کرسکیں مجاہدین نے قبائلی نظام اور ان کی ذہنیت کا مطالعہ نہیں کیا قبائل کا سکھ مغل برطانیہ اور روس کے خلاف برسوں جہاد کا مطالعہ نہیں کیا مجاہدین حضرات نے برطانیہ کے خلاف قبائل کا تقریباً97 سالہ جہاد کے نتائج کا مطالعہ نہیں کیا۔ قبائل کا انگریز کے خلاف دست بدست لڑائیوں سے خود کو واقف نہیں کیا مجاہدین حضرات نے موجودہ پاکستان کے آپریشنز بین الاقوامی جنگوں کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش نہیں کی

مجاہدین حضرات نے امارت اسلامی کے تحت افغانستان میں جہاد شروع کیا مگر پاکستان میں اپنا جہادی موقف واضح نہ کرسکے ہر گروہ اپنا ایک مقصد لے کر کاروائی کرتا تھا الگ ان کا ایجنڈا ہوتا تھا کوئی پاکستان کے فرنٹ لائن اتحادی کی وجہ سے اس کے خلاف لڑتا کوئی پاکستان میں جمہوری نظام ختم کرکے اسلامی نظام نافذ کرنے کیلئے لڑتا کوئی لال مسجد کا انتقام لینے پر برسرپیکار تھا الغرض جتنی منہ اتنی باتیں، اُتنے اہداف جس کے نتیجے میں مجاہدین عوام کو اپنا موقف نہ سمجھا سکے اور مجاہدین قوم اور ملک کیلئے مسیحا بھی نہ بن سکیں، مجاہدین کے فکری انتشار کا نتیجہ تھا اور یہ انتشار صحیح تجزیے کے فقدان کی وجہ سے موقف میں انتشار کا نتیجہ تھا مجاہدین حضرات سابقہ نظام توڑ کر متقابل نظام لانے سے بھی عاجز تھے قوم کو افراتفری اور انتشار کا شکار کرکے دوبارہ ایک نظام پر مطمئن کرنے سے پہلے انتشار ہی کی حالت میں دشمن کے گود میں ڈال دیا جس کے نتیجے میں ہمارا نیا نسل ان کے پرورش میں پہل رہا ہے انجام خدا ہی بہتر جانتا ہے اور باقی عوام کے سامنے بھی حکومت نے اپنے کو مسیحا ثابت کرنے کی کوشش شروع کررکھی ہے جسکا اثر یہ ہوا کہ بہت سے لوگ قبائلی نظام کی بجائے جمہوری دائرے میں خود کو داخل کرنے

میں عافیت سمجھتے ہیں اور جو دشمن کی چال سے ابھی تک بچے ہوئے ہیں ان کو سہارا دینے والا کوئی نہیں ہے، آخر یہ بھی مجبور ہو کر شکست تسلیم کرلیں گے۔

اب کیا کرنا چاہئے

دراصل یہ سارا تجزیہ ہی پاکستان کے اندر دفاعی جنگ کے موقف پر منحصر ہے پاکستان میں دفاع کے متعلق جسکا جیسے بھی موقف ہو گا اور پھر اس جنگ کے تناظر میں قبائلی آپریشنز کے متعلق جس کا جیسے نظریہ ہو گا اس کے مطابق اس کے ذہن میں حکمت عملی بھی ہو گی۔

پاکستان میں جہاد کے متعلق متفق علیہ موقف تقریباً یہ ہے، کہ پاکستان میں ہمارا جہاد دفاعی نوعیت کی ہے مگر دفاعی کے تعین میں اختلاف ضرور ہے میں وہ خیالات ذکر کئے دیتا ہوں جسکا مجھے علم ہے ان میں سے بعض حضرات تو اس کے متعلق سوچ بچار کو بھی وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں ان کے خیال میں پاکستان میں بس دھماکے کرتے رہو عملیات پر توجہ دو باقی بعد میں پھر دیکھا جائے گا، یقیناً عملیات کے بغیر جنگ میں چار اکار نہیں ہوتا بلکہ دشمن جب ہی بات سننے پر آمادہ ہوتا ہے، جب وہ عملیات سے تنگ آجاتا ہے مگر ان حضرات سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ حضرت یہ کام ہم کب تک جاری رکھیں دفاع کے حدود ہمارے کیا ہیں جن کو ہم مد نظر رکھ کر عملیات کریں تاکہ ہمارے لئے فتح اور شکست کا معیار بھی تو واضح ہو اس صورت میں پھر ان بیچاروں کے پاس جواب نہیں ہوتا ہے اور غیر اختیاری طور پر دفاعی جہاد اقدامی جہاد کی صورت اختیار کرلیتا ہے، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ پاکستان پر مسلمانوں کی حکومت رہی ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ جہاں ایک دِن بھی مسلمانوں کی حکومت رہی ہو وہاں دوبارہ قبضہ کرنا اسلامی نظام نافذ کرنا ہماری ذمہ داری ہے تو اس معنی میں پاکستان میں ہمارا جہاد دفاعی ہے نہ کہ اقدامی ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ برطانیہ نے جب پنجاب پر اور سرحد پر قبضہ کی کوشش کی اس وقت پنجاب اور قبائل کے علاوہ آج جو سرحد ہے اس پر سکھ کا قبضہ تھا اور قبائل پر آج تک کسی نے بھی حکومت نہیں کی ہے، جب سے ان کی تاریخ ہے اس وقت سے یہ خود مختار ہے ان کا اپنا ایک نظام ہے جو صدیوں سے چلا آرہا ہے پاکستان پر اُس وقت بھی آج کی طرح اسلامی حکومت رہی ہے سوفیصد خلافت قائم ہوا اس کا مجھے علم نہیں ہے اور آج بھی پاکستان پر دارالکفر کا فتویٰ لگا کر دارالحرب قرار دینا ہمارے بس میں نہیں ہے، تاکہ ہم پاکستان کو دارالکفر سے پھر دارالاسلام میں تبدیل کرنے کا فتویٰ لگائے میری ناقص فہم کے مطابق اگر پاکستان میں نظام کے خلاف بندوق اُٹھائی ہو تو اس فعل کو ہم اقدام نہیں اور دفاع بھی نہیں بلکہ خروج کہہ سکتے ہیں اور خروج کی اپنی شرائط ہیں جو اس وقت میرے بحث کا موضوع نہیں ہے اور اگر بالفرض ہم مذکورہ دفاع کے معنی میں پاکستان میں جہاد دفاعی ہی لے لیں پھر بھی قبائل کے علاوہ پورے ہند پر مسلمانوں کی حکومت رہی ہے، لہٰذا پھر تو القاعدہ برصغیر کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے کہ ان کا موقف یہی ہے کیونکہ برصغیر کے لئے امیر کا انتخاب ہو چکا ہے لہٰذا متعدد امراء کی ضرورت نہیں ہے کہ پھر متعدد امراء کی صورت میں تفریق لازم آئیگا جو انتشار کا سبب بنے گا اور انتشار فتح کو متلازم نہیں ہو سکتا، یا پھر ہم یہ کہیں کہ پاکستان کی سرزمین کو خلافت کے قیام کیلئے بنیاد بنا کر پوری دُنیا میں ہم خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ امارت اسلامی کیساتھ ہمارا تعلق امیر اور مامُور کا نہیں بلکہ اتحاد کا ہے، حالانکہ میرے علم میں ہمارا تعلق امارت اسلامی کیساتھ امیر اور مامُور کا ہے، واللہ اعلم

یہ تو تھا اجتماعی تجزیہ اب میں اپنی رائے پیش کرتا ہوں ہم اگر موافقت کی وجہ سے نہ ہو تو مخالفت کی وجہ سے تو شاید ہم ایک متفق علیہ موقف اور لائحہ عمل پر پہنچ جائیں گے

ہماری رائے یہ ہے کہ

پاکستان میں ہمارا جہاد دفاعی ہے اور ہمارا یہ دفاع قبائل کی آزاد حیثیت سے ہے کہ یہ علاقہ ہمارے لئے پناہ گاہ تھی اس علاقے میں ہماری عزت آبرو، دینی اقدار ساری چیزیں محفوظ تھیں اور ہماری یہ آزاد حیثیت پوری دُنیا بشمول پاکستان نے قبول بھی کی ہے اور یہ آزادی ہمیں ایک سو سال لڑائی اور قربانیوں کے عوض ملی تھی جو آج مسلم ہے۔ہاں پوری دُنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں پوری دُنیا میں خلافت کا قیام ہماری ذمہ داری ہے اور ہمارے جہاد کا اصل ہدف ہے مگر اس کو سرانجام دینے کیلئے ہم نے امارت اسلامی کا پلیٹ فارم منتخب کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مہمانوں کے خلاف آپریشن ایک بہانہ تھا اصل میں آج کا آپریشن قبائل کے خلاف صدیوں سے اعلانیہ اور غیر اعلانیہ جاری جنگ کی کڑی ہے، کیونکہ جمہوری نظام کے اجراء میں قبائل صدیوں سے ایک رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، برطانیہ کیلئے افغانستان میں اپنے مذموم مقاصد کے اجراء کی راہ میں یہی قبائل رکاوٹ بنیں جو تقریباً97 سال شدید لڑائی اور لاتعداد مظالم کے خاتمے پر برطانیہ نامراد واپس جانے پر مجبور ہوا، آج تقریباً70 سال بعد امریکہ اس نقش قدم پر اپنے بغل میں وہی فرسودہ نظام لے کر افغانستان میں حاضر ہوا ہے اور آج پھر امریکہ کی راہ میں یہی قبائل رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور یہ قبائل اپنا دینی فرض سمجھ رہے ہیں جس کے نتیجے میں امریکہ نے پاکستان کی مدد سے قبائل کے خلاف آپریشنز کا سلسلہ شروع کیا ہے اور قبائل کی آزاد حیثیت کو ختم کر کے ان کو جمہوری دائرے میں داخل کرنے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ قبائل کی آزادی ہمیشہ کیلئے دب جائے، پہلے مرحلے میں دہشت گردی کے نام پر قبائل کا صفایا کیا، قبائل پر ایسے مظالم ڈھائے کہ ان بیچاروں سے جہاد اور دہشت گردی کے مابین فرق کرنے کی صلاحیت ہی سلب کر لی گئی، حکومت کے خلاف مزاحمت تو دور کی بات خود اپنی عزت وآبرو کا تحفظ ان مسکینوں سے ممکن نہ ہو سکا اور اس مشکل دور میں مجاہدین بھی اس ظالم دشمن سے قبائلی عوام کا تحفظ نہ کر سکیں بلکہ بعض علاقوں میں عوام حکومت اور مجاہدین دونوں کے نشانے پر رہا ہے، اس مرحلے میں عوام مجاہدین کے ہاتھ سے نکل کر حکومت کے گود میں آگیا، اور چونکہ مجاہدین نے عوام کی تربیت نہیں کی تھی ان کو دشمن کا مقصد سمجھایا نہیں تھا خود اپنی طرف سے عوام پر بے دست وپا حکومت کی تھی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت ساری عوام حکومت کے فتنے میں بہہ گیا، کیونکہ ہم نے عوام کو کسی نظام کے ذریعے مطمئن نہیں کیا تھا، تیسرے مرحلے میں قبائل میں اصلاحات کا ڈھونگ رچا کر عوام کے ذہن سے مجاہدین کا خاکہ محو کرنے کی کوشش کر رہی ہے، یہ حکومت کا آخری حربہ ہے اور کامیابی کا آخری مرحلہ ہے جو انشاءاللہ کامیاب نہیں ہو گا قبائلی اصلاحات کو عوام کے حق میں مصائب سے نجات دہندہ ثابت کرنا شروع کیا، تھانہ کچہری والا نظام ہی قبائل کی ترقی اور خوشحالی کا واحد ذریعہ قرار دیا کہ جس نظام نے پورے پاکستان میں آج تک کسی کو بھی ترقی اور خوشحالی سے نہیں نوازا کہ یہ سرمایہ داروں کے مفاد کا نظام ہے، ہاں اس نظام نے فحاشی اور عریانی کو خوب عام کیا، عوام کو بینکوں کا غلام بنا دیا اب یہی نظام بعض روشن خیال ناعاقبت اندیش پشتون اور قبائلی علاقے کیلئے اختیار کرنے پر تلے ہوئے ہیں، دوسری طرف مجاہدین حضرات خاموش تماشائی بیٹھے ہوئے ہیں حیقیقت تو یہ ہے کہ جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے، جہاں تک میری بات ہوئی ہے بہت سارے حضرات قبائل کی آزادی کی بات کو اپنے موقف اور موضوع سے انحراف سمجھتے ہیں جہاد کے نام پر پسنے والا مرمٹنے والا عوام کو سہارا دینا موقف اور موضوع سے انحراف سمجھتے ہیں، مجاہدین کی بناء پر اور مجاہدین کو پناہ دینے کی عوض ہماری ماؤں بہنوں کی عزتیں نیلام ہو رہی ہیں ہمارے اَمَرُ دتک کو معاف نہیں گیا اگر ان تمام چیزوں کا تحفظ ہمارے اصل موقف اور موضوع سے انحراف ہے یا یہ ضمنی چیز ہے؟ تو خدا راہ بتائیں کہ ہمارا اصل ہدف کیا ہے، کیا اپنی عزت آبرو پر مرنا جہاد نہیں ہے دین نہیں ہے پھر ہمارا دفاع کسی چیز سے ہے ہمارے پاس کون سا شرعی نظام تھا جس سے ہم دفاع کر رہے ہیں آخر پاکستان میں ہمارا ہدف ہے کیا؟ نفاذ شریعت کا خارج میں ہمارے پاس کون سا خاکہ ہے؟ یا پاکستان کے اندر جہاد کے نام پر شروع مظالم سے صرف نظر کر کے جہاد کے نام پر مرنے مٹنے والا عوام سے صرف نظر

کرکے دھماکے کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ حکمران اور جرنیل پاکستان کا سارا نظام ہماری جھولی میں پھینگ دیں کہ حضرات یہ لو پاکستان اس میں اپنا نظام نافذ فرمائیں۔ میرے نزدیک پاکستان میں جہاد کے اعتبار سے ہمارا موقف قبائل کی آزاد حیثیت کو برقرار رکھنا ہے یعنی ہم پاکستان میں آزادی کی جنگ لڑرہے ہیں کہ ہمارا اصل ہدف تو افغانستان میں امارت اسلامی کی قیادت میں امریکہ کو شکست دے کر خلافت کا قیام تھا مگر پاکستان نے ہم پر یلغار کرکے ہمیں اپنی پناہ گاہ سے محروم کردیا اور اصل ہدف سے مصروف رکھا، لہٰذا پاکستان میں ہم اپنی آزادی کی جنگ لڑرہے ہیں، ڈیورنڈلائن کے دونوں طرف کے قبائل، قبائل میں جمہوری نظام کے قائل نہیں ہے اگرچہ میڈیا پر ان کو دبایا جارہاہے اور روشن خیال لوگوں کو سامنے لایاہے، پٹی کے دونوں طرف کے قبائل کو رشتہ داری کاروبار اور دیگر ضروریات زندگی نے آپس میں ایسے جوڑ کرر کھاہے کہ ان کے درمیان تفریق کرنا مشکل ہے، لہٰذا موجودہ صورت حال حکومت کی بجائے ہمارے حق میں زیادہ موزوں ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آج تک ہم نے اس موضوع پر کام نہیں کیاہے۔

میں ساتھ یہ بھی عرض کرتاہوں کہ تاریخ میں حضور اکرام ﷺ سے لے کر تحریک آزادی ہند سے ہوتے ہوئے ہمارے قبائل کے آخری ہیرو حاجی میرزا علیٰ خان (فقیر اپیؒ) تک کسی نے بھی محفوظ پناہ گا اور مضبوط سہارا تلاش کئے بغیر جنگ نہیں لڑی ہے، بلکہ حضور اکرام ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے خود سلطانا نصیراً کی دعاء کی تلقین فرمائی (واجعلنی من لدنک سلطاناًنصیراً) اور اسی سپرپاور امریکہ نیٹو کے سہارے (بقول ان کے مُٹھی بھر دہشت گردوں کے خلاف لڑرہی ہے، پاکستان امریکہ کے سہارے لڑرہاہے اور تمام تر جہادی تنظیمیں کسی نہ کسی سے تعاون لے کر لڑرہی ہیں جو ذی ہوش حضرات سے مخفی نہیں ہے دنیاوی اسباب کے لحاظ سے بغیر اسباب اختیار کئے اتنے بڑے دشمن سے لڑنا شریعت اور سیاست شرعیہ سے ناوقفیت ہے تو لہٰذا ایسے وقت میں بغیر کسی مضبوط سہارے کے دشمن کو شکست دینا کہاں تک ممکن ہو سکتاہے، اگر کوئی کہے کہ ہم اللہ کے سہارے لڑرہے ہیں اور اس سے مضبوط سہارا کہیں بھی نہیں ہے، یہ جامع جواب ہے، مگر کیا اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سہارا حاصل نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کو سلطاناًنصیراً کی تلقین فرمائی؟ کیا ہمارے باقی حضرات اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تھے؟ یا دُنیا کے دارالاسباب ہونے کے ناطے یہ اہم چیز جنگ کے دوران فتح کے لئے ایک دینی اصول سمجھ کر اختیار کیا اگر سلطاناًنصیراً کا اختیار جرم ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود تلقین نہ فرماتے باقی اس موضوع پر مدلل مباحث موجود ہیں وہاں تشفی فرمائیں۔

ہاں اس دوران کچھ نقصانات برداشت کرنے ہوں گے کہ یہ نقصانات جہاد کے مکمل فلسفے کو ختم کرنے اور اپنی قربانیوں پر پانی پھرنے سے اہون ہے۔

لہٰذا آج کے اس صورت حال میں جس کا ہم شکار ہیں اگر ہم نے اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو اس بے حیاء دشمن سے چھڑاناہو ان کی عزت وآبرو کو تحفظ فراہم کرناہو اپنے ایمان اعمال عزت وآبرو اور اسلام کے تحفظ کی خاطر وہی آزاد مٹی دوبارہ آزاد حیثیت کیساتھ حاصل کرناہو! تو ان الفاظ کیساتھ افغان قبائل اور ایک ایسی قوت کے ساتھ بات کرنی چاہئے کہ "ہم اپنی سرزمین پر آزاد حیثیت کے مالک تھے ہماری یہ آزادی برطانیہ سے لے کر آج تک مسلسل چلی آرہی ہے اور آج پاکستان ہماری اس آزادی کو سلب کررہاہے، ہمارے اوپر ایک لادین جمہوری نظام کو مسلط کرکے ہماری عزت وآبرو کو داؤ پر لگا کر ہمیں پنجاب کا غلام بنارہاہے لہٰذا اس آزادی کی جنگ میں ہمارا تعاون فرمائیں اور ہمیں اپنے دشمنوں کو کم کرنا چاہیے بلکہ پاکستان کے سطح پر اپنا موقف اور آواز کو مؤثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ قبائل کے صدسالہ تاریخ پر پانی بہانے والوں کی سرکوبی کی جائے، قبائل میں جمہوری نظام لاگو کرنے والوں کو ٹارگٹ کیا جائے، اگر سیکورٹی کے بغیر پھرنے والے اعجاز مہمند جیسوں کو ٹارگٹ کرنا مشکل ہے تو پھر ہزار سیکیورٹی کے حصار میں قومی دشمن یا کسی اور ہدف کو حاصل کرنا کیسے ممکن ہو سکتاہے؟ اس ٹارگٹ

سے ہمارے موقف کو پذیرائی ملے گی اور ہماری آوازی مؤثر ہو جائیگی حکومت اور عوام کو معلوم ہو جائے گا کہ اس دھرتی کے دعوایدار ابھی زندہ ہیں۔

بعض حضرات کی جو رائے ہے کہ یہاں کے قبائل کا پاکستان میں مفادات ہیں لہٰذا وہ ہمارے ساتھ نہیں دے سکتے ہیں ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے اگر یہاں کے قبائل ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے ہیں اپنے مفاد کے خوف سے تو پھر پاکستان میں رہنے والے اقوام سندھی، بلوچی، پنجابی، اور پٹھان جو 'الف' سے لے کر 'ی' تک پاکستان کے نیچے دبے ہوئے ہیں ان کو کیسے ساتھ ملاوگے یا پھر یہ مطلب ہے کہ ہم مجاہدین ایک انوکھے مجسمے کے ساتھ دُنیا سے الگ تلگ رہ کر جہاد کریں اگر آپ یہاں کے قبائل کو اس نام پر اپنے ساتھ ملانا چاہوگے کہ آؤ پاکستان میں جمہوری نظام ہے اس کو ختم کرکے وہاں اسلامی نظام نافذ کرتے ہیں تو یقیناً یہ لوگ اس بات کے متحمل نہیں ہوسکتے ہیں ہاں اگر آزادی کے نام پر آواز لگائیں تو کافی لوگ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ ان کے مفاد قبائل کی آزاد حیثیت کے ساتھ مربوط ہیں، اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں سارے وہ قبائل بھی نہیں کہ جن کے پاکستان میں مفادات ہیں اور اگر بالفرض ظاہری نقشے سے پیدا ہونے والے توہمات کو ہم سامنے رکھ کر چلنا شروع کریں پھر جہاد ہی ناممکن ہے پھر تو کسی مدرسے یا تبلیغی مرکز میں اقامت اختیار کرکے دین کا کام کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ حالات کے رخ کے ساتھ حکمت عملی کی تبدیلی لازمی چیز ہے ہاں اپنے موقف سے روگردانی درست نہیں، دُنیا میں جمہوری ممالک سمیت جہادی تنظیموں کا حال ہمارے سامنے ہے، کہ یہ لوگ حالات کے ساتھ حکمت عملی کس طرح تبدیل کرتے ہیں، آج کا دشمن کل دوست اور کل کا دوست آج کا شمن ہاں ان تمام احتمالات اور توہمات کے بیچ میں کسی کے پاس ایک انوکھا حکمت عملی ہو تو امت کے حال پر رحم فرماکر میدان میں لائیں،،،، واللہ اعلم

قبائل کے متعلق تجاویز

قبائل کے معاشرتی نظام کے متعلق گفتگو ہوئی جس کے نتیجے میں ہم اس پر مطمئن ہیں کہ قبائلی نظام جمہوری نظام سے ہزار گناہ اچھا ہے قابل عمل ہے صدیوں کی جدوجہد سے حاصل ہونے والے نظام پر ہم راضی ہیں اس نظام سے قبائل تنگ نہیں ہیں ہاں اس نظام کو بہتر بنانے کیلئے اور ساتھ ساتھ تعلیم صحت اور معاش کے متعلق ہم چند تجاویز پیش کرتے ہیں، معاشرتی تجاویز معاشرتی نظام کے متعلق ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ چند ایسے علماء حضرات جو قبائلی معاشرے نظام اور شریعت سے خوب واقف ہوں اور ساتھ ہی ایسے سفید ریش قبائلی مشران جو قبائلی نظام سے خوب واقف ہوں دونوں قسم کے حضرات آپس میں بیٹھ کر تمام نظام کو شریعت کی روشنی میں تحریراً لکھ دیں، کہ اب قبائلی نظام لکھا ہوا نہیں ہے تاکہ آئندہ نسلوں کیلئے بھی ایک لکھاہوا اسلامی آئین کی شکل میں محفوظ ہو جائے اس قبائلی نظام میں سے غیر شرعی اور ظلم پر مبنی دفعات نکال دئے جائیں اور ضرورت کے تحت اسلام کی روشنی میں جن دفعات کے بڑھانے کی ضرورت ہو ان کا اضافہ کیا جائے تاکہ مکمل اسلامی نظام کا روپ دھارلیں۔

معاشی تجاویز؛ (1) ہر ایجنسی میں مناسب مقامات پر انڈسٹریاں قائم کی جائیں ان میں مقامی لوگوں کو سرمایہ کاری کا موقع دیا جائے اور نجی مزدور بھی مقامی لوگ ہونے چاہئے

(2) قابل زراعت علاقوں میں زراعت کے مواقع فراہم کئے جائیں

(3) قبائل کے نام جتنے فنڈز آتے ہیں ان کو ٹھیک طریقے سے قبائل تک پہنچائے جائیں اور ان کا محاسبہ کیا جائے

(4) حکومت کی طرف سے جتنے ترقیاتی منصوبے منظور ہوتے ہیں ان کی کڑی نگرانی کی جائے

(5)قبائل میں سڑک، پانی اور بجلی کا بہترین انتظام کیا جائے

(6)قبائل کے کسی فرد پر ملک کے کسی بھی حصے میں سرمایہ کاری اور کاروبار پر پابندی نہیں ہونی چاہئے

تعلیم کے متعلق تجاویز

(1)7 ایجنسیوں کے نام پر کسی بھی ایجنسی میں موضوع مقام پر ایک یونیورسٹی قائم کی جائے

(2)ہر ایجنسی میں ایک ڈگری اور پولی ٹیکنیک کالج کا قیام عمل میں لایا جائے اور ایجنسیوں میں موجودہ پرائمری مڈل اور ہائی اسکولوں کا معیار شہری سکولوں کے مطابق بہتر کیا جائے

(3)قبائلی طلبہ کیلئے وظائف کا انتظام کیا جائے

(4)قبائلی نوجوانوں کی تفریح کے لئے سپورٹس گراونڈ کا انتظام کیا جائے

(5)قبائلی نظام تعلیم میں شریعت سے تصادم نہ ہو

(6)قبائلی علماء سے درخواست ہے کہ قبائل میں ہر ایجنسی میں ایسے مدارس کا انتظا کیا جائے کہ قبائلی نوجوان دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے کہیں اور جانے پر مجبور نہ ہوں۔

(7)ہر ایجنسی میں شرعی پردے اور دیگر شرعی عوامل کا لحاظ رکھتے ہوئے دینی مدرسوں اور گرلز سکول اور کالج کا اہتمام کیا جائے

صحت کے متعلق تجاویز

(1)ہر ایجنسی کے آبادی کے لحاظ سے مردانہ اور زنانہ ہسپتالوں کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں مستند لیڈیز اور جنٹس ڈاکٹر حضرات 24 گھنٹے حاضر سروس رہیں

(2)جگہ جگہ ڈسپنسریاں قائم کی جائیں

(3)مستند ڈاکٹر حضرات پرائیویٹ کلینک کھول دیں ہاں غیر مستند ڈاکٹر حضرات کو کلینک کھولنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے ان تمام انتظا مات کو سیکورٹی فراہم کرنا قبائل پر اجتماعی ذمہ داری کے تحت لازمی ہو گی۔

ایف سی آر کا متبادل

قبائل میں قبائلی نظام کے علاوہ ایک اور حکومتی قانون بھی رائج ہے جسے ایف سی آر کہا جاتا ہے یہ قانون دراصل قبائلی رائج نظام کا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی اس قانون کا قبائلی معاشرے کو ضرورت ہے، بلکہ ایف سی آر کا قانون ایک طرف برطانیہ کی شکست کا اعتراف ہے تو دوسری طرف یہ قانون حکومت کی مفادات کے تحفظ کی خاطر بنایا گیا ہے دوسرے الفاظ میں یہ قانون آزاد پسند، غلامی سے متنفر لوگوں کے خلاف بنایا گیا ہے جس کے متعلق محترم ڈاکٹر محمد نواز نے "فرنگی راج" میں لکھا ہے" دراصل اس سارے ڈارے میں (ڈیوائڈ اینڈ رول) پالیسی کا بنیادی کردار رہا ہے جس کے ذریعے فرنگی ہمارے ہی لوگوں میں سے بعض کو زرخرید دوست بنالیتے ہیں جنہیں ملک خان سردار کے القاب سے نوازا جاتا ہے اس کے برعکس جن لوگوں نے فرنگی کی غلامی قبول کرنے کی بجائے وقار کے ساتھ زندہ رہنے اور عزت کی موت مرنے پر ترجیح دے کر جہاد کا راستہ اختیار کیا انہیں ڈاکو، چور، رہزن اور وحشی قرار دے کر ان پر ایف سی آر کے نام سے ناقابل تصور حد تک انسانیت سوز قانون لاگو کیا گیا اسی قانون کو جنگ کی حالت میں ایک تصور کے ساتھ نافذ کیا جاتا تھا یعنی آزادی کی خاطر ہتھیار اُٹھانے والوں کو آہنی

ہاتھ سے کچل دیا جاتا تھا جبکہ دشمن کی طرف داری کرنے والوں کو انعامات سے نواز دیا جاتا تھا میر جعفر اور میر صادق کو تاریخ نے ان کردار کی وجہ سے غدار کہا مگر وہی کردار والوں کو ہمارے ہاں معززین سمجھا جاتا ہے

آج اگر حکومت اور مجاہدین کے مابین صلح کی صورت بن گئی جس میں قبائل کی آزاد حیثیت کو برقرار رکھنا لازمی ہو گا تو اس صورت میں حکومتی مفادات کے دفاع کی خاطر ایف سی آر کی بجائے مقامی قبائلی علماء، ملکان اور مجاہدین کی ضمانت کافی ہو گی۔ معاہدے میں اس دفعات کا التزام کیا جائے جن کے تحت حکومت کو قبائل کی طرف سے درپیش خطرات کا دفعیہ ہو جائے لہٰذا ایف سی آر کی کوئی ضرورت نہیں رہیگی۔

قبائل کی ترقی کے متعلق ہر وہ نسخہ جو شریعت کی روشنی میں قبائلی طرز زندگی کے لئے نقصان دہ نہ ہو اس سے ہمیں انکار نہیں ہے،، واللہ اعلم

باقی یہ خیال کرنا کہ پشتون قوم کو تو پشتون سیاسی لیڈروں نے قبضے میں لیا ہے لہٰذا اس صورت میں ہماری آزادی کی تحریک کیسے چلے گی تو ان سیاسی لیڈروں میں کوئی بھی قبائل کی آزادی کی بات نہیں کرتا ہے نہ ان میں سے خود کوئی آزاد خیال لیڈر رہے سب جمہوریت کا پیداوار ہے انہوں نے پشتون قوم کو نواز شریف بلاول بھٹو، عمران خان اور دیگر لیڈروں کے ایجنڈوں پر تقسیم کیا ہے تو کوئی اس کو کمیونسٹ بنا رہا ہے، انہوں نے تو پشتون قوم کی صلاحیتوں کو بانٹ رکھا ہے جس کی وجہ سے پشتون قوم سرگردان ہے اور ایک مخلص قائد کی تلاش میں متفکر اور بے چین نظر آرہی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی نیا لیڈر آتا ہے یہ زخم خوردہ قوم اس کو اپنا مسیحا سمجھ کر ان کے گرد جمع ہو جاتی ہے کہ شاید اس نئے لیڈر کی نگرانی میں ہمارے زخموں کیلئے دوادارو کا انتظام ہو سکے مگر شومی قسمت سے آج تک اس شکستہ حال قوم کو کوئی مسیحا نہیں ملا یہی لیڈر حضرات قبائل کو بھی جمہوریت میں سبز باغ دیکھا کر ورغلا رہے ہیں جس نظام میں بے انصافی بے راہ روی اور کرپشن کے ہاتھوں خود روزانہ رو رہے ہیں لہٰذا اس صورت میں اگر قبائل اور پشتون قوم کو ایک مخلص لیڈر مل جائے تو یقیناً یہ سیاسی مفاد پرست لیڈر حضرات اپنے گرد کے مخلص مجمع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ الا وہ جو مفادات میں ان کے برابر کا شریک ہوں یہ تو ہوئی مطلقاً پشتون کی بات باقی قبائل کی آزادی جمہوری پشتون لیڈروں پر موقوف نہیں ہے، وہ اس کام میں ہماری مخالفت نہ کریں اضلاع میں اپنا سیاسی نظام بے شک گرم رکھیں

ایک اہم نکتہ

قبائلی اصلاحات میں دو[2] قسم کے نظریے کار فرما ہیں کہ وہ نظریہ یہ جو انقلاب فرانس کی پیداوار ہے اگرچہ آج کے روشن خیال حضرات انقلاب فرانس کی اصل حقیقت سے ناآشنا ہیں شریعت کی روشنی میں اس انقلاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے مگر 1789ء کے انقلاب نے دُنیا پر معاشرتی اور خاص کر تعلیمی لحاظ سے جو اثرات مرتب کئے آج کا تعلیم یافتہ طبقہ اس کی پیداوار ہے جس کا بنیادی نقطہ یہ ہے،، کہ اخروی زندگی سے قطع نظر کر کے دُنیاوی لحاظ سے ترقی کرنا ترقی میں مقابلہ کرنا ضروری ہے بس اقوام عالم کو دیکھ کر اس کے ساتھ ترقی میں دوڑ لگانی ہے اب یہ دوڑ چاہے جائز ہو یا ناجائز شرعی ہو یا غیر شرعی

دوسرے نظریے کے لوگ دُنیاوی زندگی دُنیاوی ترقی کو آخرت کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں ترقی کی ماہیت کو دیکھتے ہیں ترقی کے اجزائے ترکیبی اور ترقی کی خمیر کو چھانتے ہیں اگر ترقی کی خمیر اجزائے ترکیبی میں آخرت کے لئے مضر ذرات پائے گئے تو پھر ایسی ترقی کو یہ لوگ تنزل سے تعبیر کرتے ہیں ان حضرات کے نزدیک تمام ترقیات اور ایجادات کا محور اور معیار آخرت کی زندگی ہے یہ ایک طویل بحث ہے جس کو میں کسی اور جگہ تفصیل کیساتھ ذکر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس رائے کے علاوہ

آخری گذارش

یہ میر اذاتی تجزیہ ہے جو تاریخ ماضی، حال اور استقبال کی روشنی میں میں نے پیش کیا جو کہ قبائل کے لئے متبادل معاشرتی معاشی صحت اور تعلیم کے متعلق نظام پر مشتمل ہے اب اس رائے کا کوئی سو فیصد بھی مخالف ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کوئی موافق بھی ہو مگر اس بات میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں ہو گا کہ ہم اپنے دشمن سے سابقہ لٹائے ہوئے عزت وآبرو اور شہداء کا بھی انتقام لیں اور آئندہ کیلئے ان کے مذموم مقاصد کو شکست دے کر اپنے دین ایمان عزت وآبرو کا تحفظ بھی یقینی بنائیں اب یہ ماضی کا انتقام اور مستقبل کا پروگرام کیسے روبہ عمل لایا جائے میں نے طویل بحث کے بعد ایک خاکہ پیش کیا اگر یہی منظور ہے یا کچھ کمی بیشی کے ساتھ ساتھ آیئے،، بسم اللہ

میں نے ایک بڑے مفکر اور مدبر کی حیثیت سے نہیں بلکہ اسی کاروان کے ایک فرد کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھانے کی کوشش کی ہے کہ ہو سکتا ہے میری یہ حقیر کاوش کسی باصلاحیت ہستی کی بیداری کا ذریعہ بنے جسکا مطالعہ تجربہ مشاہدہ بہت گہرا اور وسیع ہو وہ کوئی ایسا قابل عمل قابل اتفاق خاکہ اور لائحہ عمل پیش کرے جو مجاہدین اور قوم کی قسمت کو اُجاگر کرنے کا ذریعہ بنے اور دشمن کی شکست کا سبب بن جائے

واللہ اعلم بالصواب

کونسا نظام ناکام اور فرسودہ ہے

قبائلی یا جمہوری؟

تعجب ہے کہ مغربی اور مغرب زدہ مفکرین، مدبرین اور فلاسفر حضرات قبائلی طرزِ زندگی کے درپے ہیں کوئی اس کو غیر مہذب بتاتا ہے۔ کوئی اس کو ناکام، عدل وانصاف سے بے بہرہ ثابت کرتا ہے ہر ایک قبائلی عوام کو احساس کمتری کا شکار کرنے میں لگا ہوا ہے اور یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ اگر قبائلی عوام ترقی کرنا چاہتے ہیں ان کو جمہوری طرز زندگی اپنانا ہو گا تھانہ اور کچہری کا سہارا لینا ہو گا اپنے آبائی زیور ہتیار کو خیر باد کہہ کر خود کو جمہوری نظام کے حوالے کرنا ہو گا آیئے ہم قبائلی طرزِ زندگی کا جمہوری طرزِ زندگی کے ساتھ تقابلی جائزہ کر کے دیکھتے ہیں کہ جس مقصد کے لئے معاشرہ وجود میں آتا ہے ان مقاصد سے کون سا معاشرہ قاصر ہے قبائلی یا جمہوری؟ سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرہ کیا چیز ہے؟ جن ضروریات کے تحت معاشرہ وجود میں آتا ہے وہ کیا ہیں؟ (Ground reality) زمینی حقائق کے تناظر میں تقابلی جائزہ کر تے ہیں

معاشرہ کیا ہے؟

انسان کی پیدائش سے لیکر موت تک کی زندگی چار ادوار سے گزرتا ہے یہ ادوار ۱۔ جنین ۲۔ بچپن ۳۔ جوانی اور ۴۔ بڑھاپے کے دور کہلاتے ہیں انفرادی حیثیت میں انسان مرد اور عورت کی جنس میں تقسیم ہے ان چاروں ادوار میں انسان کو زندہ رہنے کے لئے ایسی بنیادی ضروریات ضرورت ہوتی ہے جو وہ انفرادی حیثیت میں پورا نہیں کر سکتا ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انسانوں کا ایک اجتماعی نظم وجود میں آتا ہے جسے معاشرہ کہا جاتا ہے معاشرہ انسان کی سہولت کے لئے بنتا ہے۔

انسانی معاشرے کی ضروریاتِ زندگی

چونکہ معاشرہ انسان کی ضروریاتِ زندگی کے لئے وجود میں آتا ہے لہٰذا ان ضروریات کا جاننا ضروری ہے تو

ان ضروریات کی دو قسمیں ہیں ۔

(1) پہلی قسم: انسان کی دینی، روحانی اور اخلاقی ضروریات ہیں اور یہ وہ اہم ضروریات ہیں کہ اس کے بغیر انسانی معاشرہ ترقی کر نہیں سکتا بلکہ انتشار کا شکار ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔

(2) دوسری قسم: انسان کی وہ طبعی ضروریات ہیں جن کے بغیر انسانی زندگی قائم نہیں رہ سکتی جیسے روٹی، کپڑا، مکان، علاج، عزت جان ومال کی حفاظت ، آزادی، امن وامان کا قیام، عدل وانصاف کی فراہمی اب ہم معاشرے کے ان مقاصد کو قبائلی اور جمہوری نظام پر پیش کر کے دیکھتے ہیں کہ کون سا نظام ان مقاصد کے بجالانے میں ناکام ہے۔

پہلے ہم انسان کی پہلی ضروریات کو لے کر ان دو نظاموں کے تناظر میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

قبائلی معاشرہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس معاشرے میں جو خرابی پیدا ہوتی اس کی اصلاح کے خاطر انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے جب عرب معاشرے میں شرک وبدعت عام ہوئی تو اصلاح کی خاطر اور سب سے آخر خاتم الانبیاء سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تاجدارِ مدینہؐ نے معاشرے کی اصلاح فرمائی مگر اس کے بنیادی ڈھانچے کو برقرار رکھا۔

معاشرے میں انسان کی دینی، روحانی اور اخلاقی ضروریات کی اہمیت

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ معاشرہ انسان کی سہولت کے لئے وجود میں آیا ہے اس لئے افراد کو معاشرہ نے ایک دوسرے کا محتاج بنایا گیا تا کہ باہمی ارتباط ہو جس سے معاشرہ مستحکم رہیگا ۔ معاشرہ کی استحکام کے لئے دینی عقیدہ بنیادی عنصر ہے جو لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے ۔وہ تمام جرائم جو معاشرے کے انتشار کا ذریعہ بنتے ہوں جن جرائم کے ارتکاب سے انسانی حقوق(Human right) کی پامالی لازم آتی ہو مختصر یہ کہ جن جرائم سے مقاصدِ معاشرہ کا حصول ناممکن ہو ان تمام جرائم کا سدباب تھانہ، کچہری، پولیس کے بغیر عقیدے کے ذریعے ممکن ہو سکتا ہے خوفِ خدا، خوفِ آخرت عقیدے کے وہ بنیادی اجزاء ہیں جو کسی انسان کو ایک صالح معاشرے کے قیام پر اُبھارتا ہے اور معاشرے کو انتشار سے بچاتا ہے اچھے اخلاق انسان کے اندر وہ ھیئت اور حالت ہے جس کے تحت انسان سے افعال واقوال صادر ہوتے ہیں اب اگر اس ھیئت وحالت جسے اخلاق کہتے ہیں کی صحیح تہذیب ہوئی ہو تو اس سے صادر ہونے والے افعال واقوال ایک صالح معاشرے کے قیام کا ذریعہ بنیں گے اور اگر اخلاق کی تہذیب نہ ہوئی تو بُرے اخلاق معاشرے کا ایسا ستیاناس کریں گے جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں انسان چونکہ ایک روحانی مخلوق بھی ہے اگر انسان کا روح، بخل، حرص تکبر حب جاہ، حب مال کی گندی آلائشوں سے پاک ہو تو معاشرہ تمام تخریبی کا روائیوں سے پاک رہیگا اگر روح ان بیماریوں سے آلودہ ہو تو قوانین چاہے جیسے بھی بنائی جائیں بحر حال نافذ کرنے والا انسان ہی ہو گا تو نتیجہ یہ ہو گا جسکا ہم کھلے عام مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر کمزور طاقتور کے خواہشات کے سامنے اپنے حقوق سے بے بسی کے عالم میں دستبردار نظر آرہا ہے ہر چھوٹا بڑے کے ہاتھوں اپنے دینی اور دنیاوی مفادات کا جنازہ نکلتا ہوا دیکھ رہا ہے انتہائی اختصار کے ساتھ ہم نے عرض کیا کہ ایک صالح معاشرے کا قیام دینی، روحانی اور اخلاقی تربیت کے علاوہ ناممکن ہے جسکا انکار ایک سلیم الطبع انسان نہیں کر سکتا ہے۔ آیئے اب معاشرے کی اس اہم اور بنیادی ضروریات کو جمہوری اور قبائلی طرزِ معاشرت پر پیش کر کے دیکھتے ہیں کہ کون سا معاشرہ ان ضروریات کو پورا

کرنے کی اہلیت رکھتا ہے اور کون سا معاشرہ اس ذمہ داری کو نبھانے سے عاجز ہے۔ان بنیادی ضروریات کا تعلق چونکہ دینِ الٰہی سے ہے لہٰذا اس تناظر میں ہم جائزہ لیتے ہیں۔

قبائلی معاشرہ دین کا باغی نہیں ہے

قبائلی معاشرہ ان اہم اصول پر قائم ہے کہ جو اصول قبائل کے فرد کو دین کا فطری حلیف بنا دیتا ہے جیسے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور ان ہی اصول کی روشنی میں قبائلی معاشرے کی طبعی (دنیاوی) ضروریات کو بھی پرکھا جاتا ہے مرد عورت کا تعلق، خاندان برادری کا تعلق مشترکہ ذمہ داریوں کا احساس، جرم وسزا کے متعلق نظریات ان ہی اصول کے تحت پرکھے جاتے ہیں قبائلی معاشرے میں ایمان اعمال کے منکر کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی ہے خاندان برادری والے اس کا صفایا کر دیتے ہیں اس بنیادی نظریے نے قبائلی معاشرے کو ان فحاشیوں اور گندگیوں سے پاک رکھا ہے جن کو جمہوری معاشرے نے اپنے اندر جگہ دے رکھی ہے یہی وجہ ہے کہ قبائل اپنے اس عقیدے اور نظریے کے لئے جان تک دینے کے لئے تیار رہتے ہیں جن کا مشاہدہ ہر دور میں ہر حملہ آور دشمن نے کیا ہے۔ہاں یہ الگ بات ہے کہ قبائلی معاشرے میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں جو کہ دینی اصول کے خلاف ہیں مگر ان تمام خرابیوں کی اصلاح ممکن ہے اس لئے کہ یہ معاشرہ فطری طور پر دین کا باغی نہیں ہے لہٰذا جمہوریت کی بجائے قبائلی معاشرے کی تعلیماتِ الٰہی کی روشنی میں اصلاح کیا جائے۔

جمہوری معاشرہ دین کا باغی ہے

قبائلی معاشرے کے برعکس جدید جمہوری نظام دین کا باغی ہے یہ نظام اس اساس پر قائم ہے کہ انسان کی طبعی زندگی (معاشرتی) اس کی دینی زندگی سے بالکل جُدا ہے دین انسان کا ذاتی معاملہ ہے اس کا دنیاوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے یہاں سے ایک جمہوری فرد اللہ ،رسول، کتاب و سنت سے ہٹ کر عقل پیرو بن جاتا ہے دین، اخلاق اور روحانی ضروریات سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں رہتا جس کے باعث درندہ صفت بن کر معاشرے کے لئے ناسور بن جاتا ہے جمہوریت دین کا باغی کیسے ہے اس موضع پر باقاعدہ کتابیں موجود ہیں یہاں اختصار کے لئے صرف اس اصل کو ذکر کیا جس پر اس نظام کی بنیاد رکھی گئی ہے اب انصاف کیا جائے کہ معاشرے کی پہلی بنیادی اساس جس کے بغیر معاشرے کا وجود ہی ناممکن ہے مقاصد معاشرہ تک رسائی ہی ناممکن ہے کون سا معاشرہ ان ضروریات سے عاجز ہے قبائلی معاشرہ جن کا وجود ہی ان بنیادوں پر قائم ہے یا لادین جمہوری معاشرہ جس کی بنیاد اس کے برعکس پر رکھی گئی ہے اس مختصر بحث کے نتیجے میں یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ قبائل میں جمہوری نظام لانے کی بجائے قبائل کو اپنے بنیادی اساسوں پر چھوڑ کر تعلیماتِ الٰہی کی روشنی میں ان کی اصلاح کی جائے۔ اب معاشرتی ضروریات کی دوسری قسم ضروریات طبعی کی طرف آتے ہیں اور پھر دونوں طرز معاشرت میں اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ جمہوری حضرات اپنے مدعا میں سچے ہیں یا قبائلی طرز معاشرت کے حامل؟

انسان کی طبعی ضروریات میں سے چند بنیادی ضروریات لے کر ہم جائزہ لیتے ہیں۔

آزادی کا تصور قبائلی اور جمہوری معاشرے میں

قبائل اپنے تمام تر دینی اور دُنیاوی معاملات میں کسی بھی بیرونی مداخلت کو غلامی سے تعبیر کرتے ہیں جس کے خلاف اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں روس، برطانیہ اور حال میں امریکہ اور پاکستان کے گریبان میں قبائل کا ہاتھ اس بیّن مثال ہے۔ قبائل کا ایک فرد جب اپنا پھٹہ پُرانا چادر سرپر لپیٹ کر، اپنے باپ دادا کا بندوق گود میں رکھ کر اپنے ایک دو بیٹے سمیت جرگے کے روبرو بیٹھتا ہے تو مجال ہے کہ اس حال میں اس آزاد اور خود مختار شخصیت پر کوئی اثر انداز ہو سکے یا کوئی جری، دلیر اور باوقار شخصیت اس مرد میدان پر اپنا رعب واثر ڈال کر اس کو اپنے حق سے دستبردار ہونے پر مجبور کر سکے۔ دوست اور دشمن ان خستہ حال کی عقابی نگاہوں سے چھپ نہیں سکتا ہے کوئی بھی قبائلی فرد چاہے جتنا بھی شکستہ حال کیوں نہ ہو کسی بڑے سے بڑے جابر سرمایہ دار کے سامنے غلامی کے طور پر سر جھکانے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا ہے ہاں جہاں حالات اس کا گردن دبوچ لیتا ہے وہاں حالات کے شکنجے سے نکل کر پھر سے اس آزاد خیال پہاڑی درخت کی طرح اپنا آزاد سر اوپر اُٹھالیتا ہے کہ جو درخت آزادی میں چلتے چلتے ندی نالوں کی سیر کرتے کرتے اچانک کسی چٹان سے ٹکرا جاتا ہے مگر چٹان کے دائیں بائیں بغل میں اپنا سفر جاری رکھ کر جونہی چٹان کا کنارہ ختم ہو جاتا ہے پھر اپنا سر سیدھا آسمان کی طرف رکھ کر اپنے بالوں کو جھنجھوڑ تے ہوئے ہوا سے باتیں کرنے لگ جاتا ہے کوئی جمہوری قینچی اس کا سر نہیں کاٹ سکتا ہے مختصر یہ کہ ایک قبائلی فرد خدائی بندھن کے علاوہ باقی تمام بندھنوں سے آزاد رہتا ہے رب کائنات کی طرف سے لگائی ہوئی پابندیوں کے علاوہ مخلوق کی پابندیوں کو غلامی سے تعبیر کرتے ہیں جو ان کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔ اس کے برعکس جمہوریت میں آزادی کا تصور کسی بھی مذہب کی طرف سے حلال و حرام کی قیودات سے آزادی کا نام ہے بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کے اتباع سے اپنے نفس کو آزاد چھوڑنے کا نام جمہوری آزادی ہے مغربی فلسفیوں نے عیسائی مذہب سے نجات حاصل کرنے کے لئے اس فکر کو فروغ دیا تھا مگر بد قسمتی سے ان احمقوں نے عوام کو ایک اللہ کی قید سے نکال کر سینکڑوں چھوٹے چھوٹے خداوں کے ہاتھوں میں یرغمال بنادیا اور اس سے بڑھکر بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھی اس فرسودہ خیالات کا شکار ہو کر کفر کی غلامی پر راضی ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ جمہوری نظام میں صرف اور صرف مذہب سے آزادی ہے باقی ہر قول اور فعل کے اعتبار سے غلامی ہے جس کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں کہ اپنے قول وفعل میں آزاد آدمی کا اس جمہوری معاشرے میں گولی یا جیل مقدر ہوتا ہے آج کون بتا سکتا ہے کہ آج کے اس جمہوری نظام میں کون سا ادارہ آزاد ہے؟ آج لاپتہ افراد کی چھان بین اگر کی جائے تو یقیناً آزادی نے ان کو اولاد گھر بار کے دیدار سے محروم کر رکھا ہے اگر یہ حضرات غلامی پر راضی ہوتے تو یہ جمہوری آزادی کے علمبردار ان سے جینے کا حق نہ چھینتے اگر ان حقائق سے آنکھ چرانے کی ہمت کسی میں ہو تو بسم اللہ میدان میں آیئے اگر نہیں تو خدارا قبائل کو آزدی کی نعمت سے محروم کر کے جمہوریت کے غلامی کی زنجیروں میں نہ جکڑیں قبائل کو اپنے حال پر چھوڑ کر ان کے حقوق دلوائے جائیں۔

قبائلی اور جمہوری نظام میں فلاح وبہبود کا تصور

ایک معاشرے میں رہنے والوں کی بھلائی، سلامتی اور نجات کے لئے کام کرنے کو فلاح وبہبود کہا جاتا ہے جن اصول پر فلاح وبہبود قائم ہے وہ اللہ تعالٰی پر کامل ایمان، انسانی ھمدردی اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس ہے اب اس اصل کو ہم دونوں معاشروں میں تلاش کر کے دیکھتے ہیں کہ کون سا نظام اس اصل کے گرد گھومتا ہے

قبائل کا اللہ تعالٰی پر کامل ایمان ہونے میں کوئی شک نہیں کہ اس بنیادی نظریئے نے ہی تو ان کو آئی ڈی پیز ((متاثرین)) جیسے نت نئے ناموں سے آشنا کیا قبائلی علاقے میں ہمدردی کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی گاوں میں کوئی فوت گی ہو جاتی ہے تو گھر اور گاوں کے علاوہ آس پاس کا سارا علاقہ بھی سوگوار رہتا ہے قبائلی فرد پڑوسی کے بیوی بچوں کو بھوکا پیاسہ دیکھنا کبھی گوارا نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی پڑوسی کے حال بلکہ گاوں

کے حال سے بے خبر رہتا ہے اور اجتماعی ذمہ داری کے لئے باقاعدہ فنڈز مقرر کئے ہوتے ہیں غمی، خوشی اور قومی دفاع کے لئے باقاعدہ اجتماعی نظام ہوتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ قبائلی طرزِ معاشرت میں باہمی ھمدردی محبت اور ایک دوسرے کی شخصیت کے احترام کے باعث امیر اور غریب کے مابین امتیازنہ ہونے کے برابر ہوتا ہے جس کے باعث غریب کبھی احساس کمتری کا شکار ہو کر جینے سے تنگ نہیں آتا اس کی اصل وجہ اس معاشرے کا وہ بنیادی دینی، ایمانی اصل ہے جس پر یہ معاشرہ قائم ہے ہاں جو قبائل اپنے معاشرے کے باغی ہیں وہ ان حقائق سے ناآشنا ہیں وہ مغربی جمہوری نظام سے متاثر ہو کر قبائلی نظام سمجھنے کی صلاحیت کھو چکے ہیں اس کے برعکس جمہوریت میں فلاح کا تصور انفرادی سوچ، لالچ، حرص و طمع اور خود غرضی پر مبنی ہوتا ہے جمہوری نظام انفرادیت کا درس دیتا ہے انسان کو پروفیشنل بنانے کے چکر میں لگا رہتا ہے جس کے نتیجے میں ہر فرد دوسرے سے بے نیاز بن جاتا ہے کیونکہ جمہوریت میں فلاح ترقی اس اصول پر قائم ہے کہ انسان کے خواہشات لامحدود ہیں اور وسائل محدود ہیں تو اس اصول کے تحت محدود وسائل کے ہوتے ہوئے لامحدود خواہشات اس وقت تک پورے نہیں ہوسکتے ہیں جب تک دوسرے کا حق نہ مارا جائے اور محدود وسائل لامحدود خواہشات کے ضمن میں حرص، طمع، لالچ کا پیدا ہونا ایک لابدی امر ہے یہ تو پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ جمہوریت دینی عقائد سے فارغ نظریہ ہے آخرت کی فکر جمہوریت کے لئے موت کا پیغام ہے اور دوسری طرف لامحدود خواہشات کو کنٹرول کرنا صرف اور صرف آخرت پر ایمان لانے ہی میں مضمر ہے اب لامحدود خواہشات کے ضمن میں شخصی معیار زندگی کو سنوارنا حرص، طمع، لالچ سے خالی نہیں ہوسکتی ہے اور یہ غلیظ بیماریاں معاشرے کی فلاح، بہبود اور اجتماعی ترقی کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں ہے لہٰذا اس معاشرے میں امیر اور غریب میں امتیازی فرق نظر آتا ہے غریب احساس کمتری کا شکار ہو کر خودکشی پر مجبور ہو جاتا ہے اور اس احساس کمتری سے بچنے اور جمہوری طرز معاشرت کے مطابق معیارِ زندگی قائم کرنے کے لئے اپنا رہاسہا جائیداد بینک قرضوں میں اُڑا کر غریب اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے لہٰذا اس ہمدردی غمخواری، فلاح و بہبود پر مبنی قبائلی نظام کو جمہوری خودغرض، حرص اور لالچ پر مبنی نظام کے عوض بیچنا ہرگز عقلمندی نہیں ہے قبائل کے غمخوار قبائلی نظام کے اساسوں سے خود کو واقف کر کے اُن اساسوں پر قبائلی نظام کے اصلاح کی کوشش کیجیئے جو نظام برسوں سے جمہوری افکار کے حملوں سے ٹوٹنے کے قریب ہو چکا ہے اور اب تو باقاعدہ اس نظام کے خاتمے کا فیصلہ ہو چکا ہے

قبائلی اور جمہوری نظام میں مساوات کا تصور

زمینی حقائق (Ground Reality) کو دیکھ کر جمہوریت میں مساوات کا معنی یہ ہے کہ ہر میدان میں عورت کو مرد کے برابر لائی جائے عورت سے حیاء کا چادر اتار کر اس کو معاشرے کے سامنے لایا جائے جمہوری مساوات صرف عورت تک محدود ہے معاملات، معاشیات، معاشرت میں کہیں بھی مساوات کا تصور نہیں جمہوریت میں امیر کا امیر تر ہونا اور غریب کا غریب تر ہونا تو ایک ایسی حقیقت ہے جو کہ کسی سے بھی مخفی نہیں ہے سرمایہ داری جمہوریت کا لازمی جُز ہے تو مساوات میں اتنا تفاوت کیسے ممکن ہوسکتا ہے حقیقت میں جمہوری مساوات میں عورتوں کو صرف چاردیواری سے نکال کر اجنبی مرد کے بغل میں لاکھڑی کرنا ہے اور اس کے پیچھے مسلمان معاشرے کو بے حیائی میں دھکیلنے کا فلسفہ درکار ہے دوسری طرف قبائلی معاشرے میں مرد عورت کے اس مساوات کا کوئی تصور نہیں ہے قبائل میں مرد، عورت کے درمیان مساوات کا تصور یہ ہے کہ عورت گھر کی رانی اور مرد باہر کا بادشاہ ہوتا ہے مرد کمائے گا اور عورت گھر کا انتظام، بچوں کی پرورش کا کام کریگی اور

یہ وہ اسلامی تصور اور تقسیم ہے جو معاشرہ بنانے والے کی طرف سے آئی ہے اس کے علاوہ قبائل میں ایک آزاد خود مختار نظام ہے جو جہاں اور جیسے کام کرنا چاہے کوئی کسی کا حق نہیں مار سکتا ہے۔

جمہوری اور قبائلی نظام میں خاندانی نظام کا تصور

معاشرہ چونکہ انسانی مفاد کی خاطر وجود میں آیا ہے لہٰذا انسانوں کے درمیان جتنا مضبوط ربط ہو گا اور تعلق ہو گا اتنا ہی معاشرہ مستحکم ہو گا معاشرے کی استحکام کی صورت میں انسان آسانی کیساتھ مقصد حیات تک پہنچ جاتا ہے اور بالعکس انتشار کی صورت میں ہر انسان دینی اور دُنیاوی اعتبار سے انتشار کا شکار ہو جاتا ہے اور مقصدِ حیات تک رسائی ناممکن بن جاتی ہے معاشرے کے اس ضرورت کے تحت اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مابین ربط اور استحکام کی خاطر باپ، بیٹا، میاں، بیوی یعنی خاندانی، برادری، پڑوسی، علاقائی حتّٰی کہ تمام انسانوں کے مابین حقوق اور فرائض کا تعین کر کے تمام انسانیت کو ایک مضبوط رسی میں پرو دیا ایک انسان کا دوسرے سے جو جائز مطالبات ہو سکتے ہیں دوسرے کے لئے ان مطالبات کو فرض واجب اور مستحب کے درجے میں رکھا تاکہ مطالبات کے پورا کرنے میں تنگی محسوس نہ ہو اور معاشرہ مستحکم رہ کر مقصدِ حیات تک پہنچنے سے محروم نہ رہے لہٰذا ان مختلف مرحلوں میں انسان کا ایک دوسرے سے ربط معاشرے کی استحکام کے لئے ایک لابدی چیز ہے۔ تو قبائلی طرز زندگی میں خاندان، قبیلہ کا تصور اجزاء ترکیبی کی حیثیت رکھتا ہے اس کے بغیر قبائلی معاشرہ موجود ہی نہیں رہ سکتا قبائلی معاشرے میں خاندان کے افراد کے درمیان حقوق و فرائض کے قدرتی تقسیم پر سختی سے عمل درعمل ہوتا ہے جسکی وجہ سے خاندان، قبیلہ اور علاقہ ایک دوسرے کیساتھ مضبوطی کے ساتھ مربوط ہوتا ہے قبائلی معاشرے میں خود غرضی، انفردیت کا تصور نہیں ہوتا ہے جس سے انسان تنہائی اور احساس کمتری کا شکار ہو کر خودکشی پر مجبور نہیں ہو سکتا یہاں بوڑھے ماں باپ کی خدمت سعادت سمجھی جاتی ہے قبائلی معاشرے کی خمیر میں یہی کچھ پایا جاتا ہے ہاں مرورِ زمانہ نے اس میں چند خرابیاں پیدا کر رکھی ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے اس کے برعکس جمہوری معاشرہ خود غرضی اور انفرادیت پر یقین رکھتا ہے اس نظام میں آزادی اور مساوات کے نام پر معاشرے کے لئے ریڑھ کی ھڈی کی حیثیت رکھنے والے باہمی تعلقات، حقوق و فرائض کو ختم کر کے معاشرے کے اجزاءِ ترکیبی ہی کو ختم کر دیتی ہے جمہوری معاشرہ عورت کو گھر سے معاشی مساوات کے نام پر نکال کر بچوں کی تربیت اور گھر کے انتظام سے محروم کر دیتا ہے جمہوری معاشرہ مرد و زن کو پروفیشنل بنانے پر یقین رکھتا ہے جس کے نتیجے میں خاندان اور قبیلے کا ہر فرد دوسرے سے مستغنی ہو کر خاندان اور قبیلے کا شیرازہ بکھر جاتا ہے جمہوری معاشرہ بوڑھے والدین کو Old Home (بوڑھوں کے گھر) میں بھیج کر بچوں پر جنت کے دونوں دروازوں کو بند کر دیتے ہیں اس خود غرضی کے نتیجے میں خاندان اور قبیلے کے افراد کے درمیان بغض، عداوت پیدا ہو جاتی ہے جو انتشار کا ذریعہ بن جاتا ہے اور پھر یہی انتشار قوم، علاقہ اور آخر میں پورے معاشرے میں پھیل جاتا ہے جسکی وجہ سے انسان مقصدِ حیات سے محروم ہو جاتا ہے اور پوری دُنیا رفتہ رفتہ بدامنی کا شکار ہو جاتی ہے یہ سب کچھ اس لئے کہ جمہوری معاشرے کی خمیر میں اسلام سے بغاوت ہے لہٰذا قبائلی معاشرے پر جمہوری معاشرے کو ترجیح دینا معاشرے کے ساتھ سراسر ظلم ہے

قبائلی اور جمہوری طرزِ زندگی میں جرم و سزا کا تصور

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ جرائم جس نے معاشرے کا ستیاناس کر رکھا ہے جیسے انفرادی یا اجتماعی عصمت دری اور فحاشی کے نت نئے طریقے وغیرہ جس کا قبائلی معاشرے میں وجود ہی نہیں ہے اگر بالفرض جرائم کا ظہور ہو بھی جائے کہ کوئی معاشرہ بھی سو فیصد جرائم سے پاک نہیں ہوتا تو فرق یہ ہے کہ قبائلی معاشرے میں مظلوم محروم نہیں رہتا مظلوم انتقام کی آگ میں جل کر نہیں جیتا ایسا مجرم قبائلی معاشرے میں عنقا نہیں بن سکتا یہاں قبیلے کی طاقت مجرم کو ثریا سے زمین پر لا کھڑا کر دیتی ہے اور کوئی طاقت غیرت مند مظلوم کے انتقام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی ہے یہاں فیصلے رشوت خور ججوں کی بجائے خود مختار عمائدین کرتے ہیں اس معاشرے میں کمزور ترین شخص کو کوئی اپنے حق سے دست بردار نہیں کر سکتا زیادہ مجبور ہو کر علاقہ چھوڑ دیتا ہے مگر سو سال بعد بھی اپنے حق سے دست بردار نہیں ہوتا اور آخر کار اپنا حق لے لیتا ہے۔ بخلافِ جمہوری معاشرے کی کہ مظلوم تھانہ کچہری کے چکر کاٹ کاٹ کر تھک جاتا ہے افسروں اور ججوں کو رشوت دے دے کر اپنے باقی مانندہ جائیداد سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے عصمت دری اور زنا کے تو نت نئے ماڈرن طریقے ایجاد ہوتے رہتے ہیں آج کے جمہوری معاشرے نے اجتماعی زیادتی کا وہ طریقہ ایجاد کیا جو آج سے پہلے جانوروں میں متصور تھا اور پھر اس مظلوم بیچاری کی رہی سہی عزت وآبرو عورتوں کے حقوق کا ادارہ (Women rights) میڈیا کے سامنے لا کر داؤ پر لگا دیتی ہے اس ادارے کی دوستی ریچھ کی دوستی ہے لہٰذا مشاہدہ یہ ہے کہ جمہوری معاشرہ لوگوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کی بجائے ان کی عصمت دری کرتا ہے جرائم کا سدباب تو ان کے بس میں ہے نہیں الٹا میڈیا پر ان کے جرائم کو ہوا دے کر لوگوں کو ان خواہشات بھرے جرائم پر جری کر دیتا ہے بخلاف قبائلی معاشرہ کے ایسے لوگوں کو ایسی عبرت ناک اور شرمناک سزائیں دی جاتی ہیں کہ دوسروں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ایسے جرائم پیشہ افراد کے لواحقین شرم کے مارے فاتحہ خوانی کی ہمت نہیں کر پاتے ہیں اور ادھر جمہوریت کے علمبردار
وُومن رائٹس والے ناجائز تعلقات کو فروغ دینے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور زنا کو غیرت کے نام قتل کا نام دے کر مجرم کو سزا سے بری کرنے کی کوشش کرتے ہیں

مختصر یہ کہ قبائلی اور جمہوری طرز زندگی پہلو بہ پہلو ایک دوسرے سے مخالفت اور ٹکراؤ میں ہے جمہوری زندگی معاشرے کی ضروریات سے عاجز ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جمہوریت دین الٰہی سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے وجود میں آیا ہے اور جمہوریت معاشرے کی تشکیل انسانی ناقص عقل کی بنیاد پر کرتا ہے اور قبائلی معاشرہ اُس تشکیل پر یقین رکھتا ہے جو تشکیل معاشرہ کو وجود میں لانے والے نے کی ہے جو ہر اعتبار سے کامل ہے ہاں حالات نے قبائلی معاشرے میں تبدیلیاں لائی ہیں اصلاحی کوششوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اس معاشرے میں خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں جس کی اصلاح کی ضرورت ہے

نتیجتاً ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ معاشرہ جس مقصد کے لئے وجود میں آیا ہے اس مقصد کے بجالانے سے جمہوری معاشرہ اپنی ساخت اور ایجاد کی بناء پر قاصر ہے اور قبائلی معاشرہ ان مقاصد کے بجالانے سے قاصر نہیں ہے قبائلی معاشرے کی ساخت میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ معاشرے کے مقاصد بجالا سکتا ہے۔ (لہٰذا قبائل ہوش کے ناخن لے کیونکہ

بیوہ عورت کی طرح سر پٹنے سے تقدیریں نہیں بدلتی ہیں

یہ ایک مسلم بات ہے کہ قوموں کی تقدیر صرف بال نوچنے سر اور چہرہ پٹنے سے نہیں بدلتی ہیں جب تک تقدیر بدلنے کیلئے مناسب اقدامات اختیار نہ کئے جائیں، اس دنیا میں یہود سے بڑھ کر ذلیل زندگی کسی نے بھی نہیں گذاری ہو گی، کئی ہزار برس دربدر کی ٹھوکریں کھائیں عیسائی ان کو آبادیوں سے دور بند باڑوں میں رکھا کرتے تھے، معاشرہ ان کو مہذب انسان تصور کرنے سے منکر تھا۔ مگر ایک طویل جھد وجھد کے

بعد آج یہود پوری دنیا کے سانس کی نالی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف واویلا سے نہیں ہوا تفصیل کیلئے تاریخی کتب ملاحظہ ہوں، پہلی جنگ عظیم کے بعد اٹلی پوری طرح غلامی کے آغوش میں جا چکا تھا اس پر لگی پابندیوں اور ٹیکسوں سے جان چھڑانا آسان نہیں تھا مگر میسولینی اور ہٹلر نے انہیں بہترین قوم ہونے کا احساس دِلا کر اپنے دور کا نامور قوم ثابت کیا۔ ایک قوم کو اپنی تقدیر بدلنے کیلئے چند چیزوں کا معلوم ہونا ضروری ہے، ایک یہ کہ ان کو معاشرے میں اپنی حیثیت کا علم ہو یعنی اس کو اپنا تاریخی پس منظر معلوم ہو۔ دوسری بات یہ کہ ان کو اپنے ساتھ ہونے والے ظلم وزیادتی کا علم واحساس ہو۔ تیسری بات یہ کہ وہ دشمن اوران کے ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہو۔ آخری بات یہ کہ اس صورت حال کے تناظر میں ایک کامل اور مکمل کارآمد لائحہ عمل تیار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، اور پھر اس لائحہ کے رد عمل میں مصائب اور ناگواریوں کو برداشت کرنے کی ہمت اور جرات بھی رکھتی ہو تب جا کر یہ قوم جاہ ومنزل پر پڑاوڈال سکتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں اور جائزہ لیتے ہیں کہ پشتون قوم کے اندر وہ کونسی کمزوری ہے جو ایسی بے حیثیت قوموں کے ہاتھوں پٹ رہی ہے جو اپنا مخصوص شناخت رکھنے سے بھی قاصر ہیں۔ جنہوں نے اپنے دشمن کا تہذیبی، مذہبی، سیاسی، کسی بھی قسم کا حملہ سہا نہیں سکا ہے، جو ہر بہتے پانی کیساتھ بہہ چکے ہیں۔ اگر تاریخ کے اعتبار سے ہم پشتون قوم کو لے لیں تو تاریخ کے کسی بھی کوشے میں کوئی نقص نظر نہیں آیگا۔ باغیرت معاشرت ہو، مروت ورواداری ہو، مذہبی جنون ہو، یا پھر وطن کی پاسبانی ہو ہر جہت سے پشتون اپنی مثال آپ ہے، اور بضل اللہ پشتون قوم حال میں بھی ان تمام اوصاف کا حامل ہے اوراپنے اُس تاریخ سے بھی خوب واقف ہے۔ رہ گئی بات ظلم وزیادتی کی، سو اب تو ظلم اور زیادتی حقوق کی پامالی منطقی موشگافیوں سے نکل کر منظر عام پر آچکی ہے بچے سے لے کر بوڑھے تک مرداور عورت ایک ناقابل برداشت حالات کے روبرو ہیں۔ سیاسی اور غیر سیاسی عام اور خاص سب لوگ اپنے حقوق کے غاصبین کو اچھی طرح جانتے ہیں کاری ڈور کے مسئلے نے تو سب کچھ بے حجاب ہی کر دیا۔ کہ ظلم وزیادتی کرنے والے لوگ کون ہے سیاسی باریکیوں سے ہٹ کر مشاہداتی طور پر پوری قوم دوست اور دشمن کی پہچان کر چکی ہیں۔ اب ہمارا تجزیہ مشاہدات کی روشنی میں یہ ہے کہ پشتون قوم کا جو استحصال ہو رہا ہے جو پٹتی جارہی ہے وہ اس لیے نہیں کہ اپنی تاریخ سے نابلد ہے، یا دوست ودشمن کی ان کو پہچان نہیں ہے، یاساری قوم اتنی اُجڈ ہے کہ کوئی درست لائحہ عمل مرتب نہیں کر سکتی، یا لائحہ کے رد عمل کا ان میں برداشت نہیں ہے۔ نہیں ہر گز نہیں۔ پشتون قوم کواَن پڑھ ہونے کا طعنہ دینا اور یہی اس کے مفلوج مقدر کا منبع قرار دینا یقیناً اس غیور قوم کی حق تلفی ہے اور ناانصافی ہے۔ خبروں میں تعلیمی Ratio بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب میں ناخواندہ لوگوں کی اکثریت ہے پھر ناخواندگی کو مظلومیت کا معیار بنانا صرف پشتون قوم کی حق میں کہاں کا انصاف ہے۔ اور یہ بھی ہمارا تجربہ ہے کہ پنجاب کا پڑھا لکھا آدمی ، مروت، غیرت، دینداری اور باوقاری میں ایک اَن پڑھ پٹھان کے برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پشتون قوم میں دانشوروں، تعلیم یافتہ اور سیاست دانوں کی کمی نہیں ہے، جتنا قابل قیادت طبقہ پشتون قوم میں ہیں کسی اور میں نہیں، دلیل کیلئے قیادت کے اوصاف جا کر دیکھیں دوسری قوموں کی غلامی کرنے اور قیادت کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے قیادت اور غلامی دو متضاد چیزیں ہیں۔ لہٰذا ہمارا دشمن ہمارے لیڈر حضرات کو ساتھ لے کر پشتون قوم کو Discourage (مفلوج) کرنا چاہتا ہے۔ پشتون کے پٹنے کی اصل وجہ عدم تعلیم اوراس برہنہ تہذیب سے بے روخی نہیں ہے، بلکہ پشتون کے بربادی کا ذریعہ ان کے اپنے غیر متحد، مفادپرست لیڈر ورہنما حضرات ہیں ، پشتون قوم کی حصولِ حق کی طرف راہنمائی ہوئی بھی نہیں ہے، سیاسی لیڈروں نے قوم کو بانٹ رکھا ہے قوم کی قوت اور صلاحیت P.P.P/A.N.P/P.T.i ن لیگ اور دیگر سیاسی پارٹیوں کی مفاد میں صرف ہو رہی ہے قوم کا تعلیم یافتہ اور باشعور طبقہ یہی دانشور سیاست دان وغیرہ اپنے ساتھ ملا کر اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں، جب قومی مفاد کا مسئلہ آجاتا ہے جہاں ہمت جرأت اور سیاسی مفاد کو قربان

کرنے کی ضرورت پڑجاتی ہے توان دانشوروں اور سیاست دانوں پر موت کی سی طاری ہو جاتی ہے ۔ہمارے رہنما حضرات بالواسطہ یابےلاواسطہ اغیار کا الہ کار خود بن جاتے ہیں۔عدمِ جرأت وہمت کے باعث مقاصد تک نہیں پہنچ پاتے ہیں ،پھر عوام کو ساتھ ملا کر سر پٹنا شروع کر دیتے ہیں ۔کہ ہائے ہم لوٹ گئے ہمارے حقوق کی پامالی ہورہی ہے اور بالآخر اپنے کئے کا خمیازہ پشتون عوام کے سر ڈال دیتے ہیں کہ عوام بیچارہ ان پڑھ ہے ،جدید تعلیم سے نا آشنا ہے ،اس پر ایک واقعہ یاد آیا۔وہ یہ کہ پنجاب میں سڑک کے کنارے ایک کھلے ہوٹل کے سانے چارپایاں رکھی ہوئی تھیں لوگ آکر ،5 /10 روپے دے کر ان پر سوتے تھے ۔ایک دِن ایک پنجابی نے ایک پٹھان کو ہاتھ سے پکڑ کر نیچے پھنک دیا اور خود چارپائی پر سو گیا پٹھان نے سر پٹنا شروع کیا چیخا چلاّیا کہ میرے بھائیو اردو نہ جاننے کی وجہ سے مجھ سے چارپائی چھنی جارہی ہے ،پاس سوئے ہوئے دوسرے پٹھان نے سر اُٹھا کر کہا ارے بھائی چیخو مت اردو نہ جاننے کی وجہ سے پنجابی نے چارپائی نہیں چھنی ہے بلکہ تمارے بے غیرتی اور بے ہمتی کی وجہ سے اس نے چارپائی چھنی ہے ،یقیناً یہی حال ہمارے لیڈر اور رہنما حضرات کا ہے کہ اپنے عدمِ جرآت، عدم ہمت ،عدم اتحاد اور اپنے نظریاتی اختلافات کا خمیازہ عوام کے سر ڈال رہا ہے ،کہ عوام نے شلوار قمیص اور پگڑی پہنی ہے۔ مغربی برہنہ تہذیب سے نا آشنا ہے اس لئے ہم پشتون قوم مار کھارہے ہیں ،معلوم نہیں کہ ہم اب کس چیز سے ہچکچا کر مظلومیت پر راضی ہورہے ہیں۔کہ جان ،مال ،عزت ،وآبرو کا صفایا تو بھنس کا دود پینے والوں نے ہی کر دیا ہے ۔جتنا دشمن نے ہمیں اپنے مفاد کی خاطر مارا ،بے آبرو کیا اتنا اگر ہم اپنے دینی اور دنیاوی حقوق کی خاطر مرتے تو آج ہم اتنے مظلوم نہ ہوتے ،اب ان سیاسی لیڈروں ،دانشوروں ،اور تعلیم یافتہ طبقوں سے ہماری گذارش ہے کہ خدارا اپنے مفادات کو ترک کر کے قوم کے حقوق کیلئے جہد شروع کریں ،قوم کے دینی اور دنیاوی ضروریات کو سامنے رکھیں ۔قوم کو متحد رکھنے کی کوشش کریں ،مذہبی راہنماؤں سے ہماری گذارش ہے کہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اپنے نظریہ کو عام کرنے سے پہلے رب کریم سے ایک مضبوط ٹھکانے ایک قوت کی درخواست کی۔ آج آپ حضرات پوری دنیا میں نگاہ دوڑا کر دیکھیں تاریخی اعتبار سے بھی اور اپنے مشاہدے کے اعتبار سے بھی تمہارے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں ہے ۔اور یہ بھی مشاہدہ ہے کہ جس نے قوم کو ساتھ لے کر چلا ہے وہ کامیاب ہوچکے ہیں اور جس نے اپنی قوم کو تشدد کا نشانہ بنایا ہے اُس نے یہاں ہی سے منُہ کی کھائی ہے دورِ حاضر بھی ایک حد تک اس بات پر شاہد ہے ۔لہذا ہماری آخری گذارش یہ ہے کہ پشتون قوم کی سیاسی اور غیر سیاسی قوتیں عوام اور عسکری قوتیں متحد ہوں ،نظریاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ہمت اور جرآت کیساتھ حصولِ حقوق کی جنگ لڑیں ۔اپنے بکھرے ہوئے لاشوں کو ٹٹول کر ذرہ قاتل کو تلاش کریں ،اپنے کھنڈر بنے گھروں کیلئے کسی معمار کی تلاش کریں ،مرمٹنے کی ہمت ہے تو اُٹھو ویسے بھی مر تو رہے ہو اگر نہیں تو صبر کیجئے کہ بیوہ عورت کی طرح سر پٹنے سے تقدیریں نہیں بدلتی ہیں۔اور نہ ہی حقوق ملتے ہیں تیرا کالا بھائی تجھ سے زیادہ دانشور نہیں ہے حضرت کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے اس لیئے مست ہاتھی کی طرح سب کچھ ہڑپ کر رہا ہے۔ حالات اور مشاہدات کے تناظر میں یہی ہمارے نزدیک مسئلے کا حل ہے ۔واللہ اعلم۔ دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے تو کیا زخم بھرنے تک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا۔ از قلم مفتی ابوہشام محسود) قبائل کی حق تلفی پر تلے ہوئے دیگر پشتون ذرہ اپنی گریبانوں میں جانکے کیونکہ

ہر قبائل پشتون ہے مگر ہر پشتون قبائل نہیں

ایک دن ڈیوا ریڈیو ہیلووی ،او،اے پروگرام میں ایک شخص جس کے نام کیساتھ ''شیرانی'' کا لفظ تھا اس نے پروگرام کے میزبان غالباً رحمٰن بونیری صاحب سے گفتگو کے دوران کہا ،کہ ''ہر قبائل پشتون ہے مگر ہر پشتون قبائل نہیں ہے ''۔تو بونیری صاحب نے اس پر جرح کی کہ نہیں بلکہ ہر پشتون قبائل ہے ۔مگر شیرانی صاحب کو دوبارہ بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔لہٰذا معلوم نہ ہوسکا کہ ان صاحب کے پاس اپنی

بات کے متعلق کون سے دلائل ہونگے۔ مگر ہمیں شیرانی صاحب کی اس بات میں بڑی باریکی اور گہرائی نظر آئی اور مستقبل میں اس نسبت کے ساتھ قبائل کا مقدر جڑا ہوا نظر آیا۔ لہٰذہ ہم مختصراًاس بات پر تجزیہ کرتے ہیں کہ ”ہر قبائل پشتون ہے مگر ہر پشتون قبائل نہیں“۔

اس بات کو ہم ایک مسلّم مثال سے شروع کرتے ہیں کہ ”ہر انار کا درخت، درخت ہے مگر ہر درخت انار کا نہیں ہے“۔ کیونکہ انار کا درخت اس کا ایک خاص وصف، یعنی انار کا پھل دوسرے درختوں سے جدا کرتا ہے، کہ دوسرے درختوں کے اندر پیدائشی طور پر یہ خاصیت نہیں ہے کہ مثلاً سیب کا درخت انار کا پھل دے، ہاں اگر پیوند کاری کا ذریعہ استعمال بھی کیا جائے تب بھی وہ شاخ یا درخت انار کا ہی کہلایا جائیگا اور ساتھ اس کی اصلیت میں بھی نقص آجائیگا، اور یہ پیوند شدہ شاخ یا درخت اپنی سابقہ حیثیت کھو کر انار کی حیثیت اختیار کریگا۔ اسی طرح قبائل کی انوکھی منفرد تہذیب، کلچر، رسم ورواج اس کو غیر قبائل بشمول پشتون کے، جو ایک سیکولر جمہوری نظام کے تحت سیٹل اریا میں رہتے ہیں ، جدا کرتا ہے۔ جس طرح نفسِ درخت ہونے میں تو سارے درخت شامل ہیں مگر انار کے درخت کے خاص وصف یعنی انار کے پھل کی وجہ سے یہ درخت دوسروں سے ممتاز ہے۔ اسی طرح نفس پشتو زبان میں تو قبائل اور باقی پشتون سب شامل ہیں، مگر قبائل کے مخصوص کلچر ، تہذیب وتمدن کی وجہ سے قبائل باقی پشتون سے جدا ہیں۔ اس باریک اختلاف کا ثمرہ آگے جاکر قبائل کے مستقبل اور تقدیر پر اثرانداز ہوتا ہے، کہ اگر منڈی اور بازار میں انار کی مانگ ہو اور کوئی جہاندیدہ صاحب سیب یا کوئی اور پھل لیکر منڈی میں حاضر ہو کہ جناب یہ تو بھی درخت کا پھل ہے تو یقیناً یہ دانشور صاحب اپنے اس فلسفے کا برا نتیجہ بھگتے گا، اور یہ دانشور صاحب اپنے باغ کے مالک کا باوجود اخلاص کے اپنی حماقت سے ستیاناس ہی کر دیگا۔ اسی طرح قبائلی حیثیت کے متعلق گفت وشنید ہو، اس نظام کے نفع ونقصان کے متعلق مناقشہ ہو، اس کی اہمیت اور عدمِ اہمیت کے متعلق بحث مباحثہ ہو، تو اس صورت میں جس صاحب کو قبائلی طرزِ زندگی کی ہوا تک بھی نہ لگی ہو، جس پشتون صاحب کا قبائل کے متعلق علم صرف سنی سنائی باتوں اور کتابی نقوش تک محدود ہو، اور خود معاشرتی طور پر سرتاپا مغربی جمہوری طرز زندگی میں لت پت ہو ، اس کا تہذیب وتمدن، رسم ورواج شرم وحیاء، عزت وآبرو کا معیار سب کچھ مغرب کا مرہون منت ہو، وہ بیچارہ قبائل کی درست رہنمائی کیسے کرسکے گا۔ ہاں قبائل کے حق میں ایک مخلص مگر احمق دوست ثابت ہو گا۔

کیونکہ جہاں برقے میں مستور ہوکر گھر سے نکلنا حسن ہو، جہاں بوائے گرل فرینڈ کا تصور موت کو دعوت دینی ہو، جس معاشرے میں ماں ، بہن، بیوی کا الگ الگ تصور ہو، جہاں صنفِ نازک کو پروفیشنل بنانا بہت بڑا عیب سمجھا جاتا ہو، جہاں ڈاڑھی رکھ کر پگڑی پہن کر مسجد کا رخ اختیار کرنا بہت بڑی نیکی اور بہت شرف کی بات ہو، تو اس قسم کی معاشرے میں ایسے فرد کو تم کیسے سما سکتے ہو؟

اور کیسے ایک معنٰی سے تعبیر کرسکتے ہو؟ جس کے نزدیک کلین شیو کرکے انگریزی بال بنا کر اور اہلیہ محترمہ اور ساتھ ایک دو بیٹیوں کے، گلے میں رسی کی طرح باریک دوپٹہ ڈال کر ریفریش منٹ (تفریح) کیلئے کسی پارک میں صبح شام ٹہلنا، بہترین تہذیب ہو، جس کیلئے کسی فیشن ایبل مجلس میں بیٹھ کر اسلام کا ماڈرن طریقے سے ہلکا سا مزاق اڑانا فیشن ایبل اور جہاندیدہ ہونے کی علامت ہو، جس کی بیوی، بیوی ہونے کی حیثیت کھو کر حضرت کے مساوی آچکی ہو، جس کے نتیجے میں حضرت صاحب گلی کوچوں میں آزاد پھرنے والی مرغی کی طرح بیوی کے گلے میں شرم وحیاء اور پاک دامنی کی رسی ڈالنے سے قاصر ہوچکا ہو، کہ پھر یہ بیچارہ حقوق انسانی ونسوانی کی پامالی کی پاداش میں تھانیدار صاحب کی خدمت میں حاضری پر مجبور ہو جائے گا، کیونکہ بیگم صاحبہ نے تھانے میں رپورٹ درج کی ہے، کہ شوہر نے ظلم کرکے اس کی آزادی چھن رکھی ہے ۔ اور شوہر صاحب کیلئے بھی یہ ایک عار کی بات ہے کہ پھر یہ صاحب معاشرے اور سوسائٹی کا ایک غیر سنجیدہ، تاریک خیال اور غیر مہذب فرد تصور کیا جائے گا، جو حضرت کیلئے موت کے مترادف ہے۔ کیا ایسا پشتون فرد قبائل کے حق میں ایک مخلص مگر احمق دوست ثابت نہیں

ہو گا؟ کیا یہ دو مختلف تہذیبوں کے درمیان ٹکراؤ کی صورت نہیں ہے ؟۔ اگر چہ زبان کی اعتبار سے دونوں ایک ہے، مگر طور طریقوں کی اعتبار سے دو متضاد کلچر ہیں۔ لہٰذہ مادری طور پر پشتو بولنے والے کو پشتون تو کہہ سکتے ہو مگر قبائل نہیں کہہ سکتے، اور نہ ہی وہ قبائل ہو سکتا ہے۔ اس سے ایک بڑا نقصان یہ ہو گا، کہ اگر قبائل کی مستقبل کا فیصلہ ان کے ہاتھ میں دیا گیا، جس طرح آج کل قبائل کی حیثیت تبدیل کرنے کا بحث شروع ہے تو یقیناً یہ مغرب زدہ پشتون قبائل کیلئے سم قاتل ثابت ہونگے۔ تھانہ کچہری والے نظام میں قبائل کو جکڑ کر رکھ دیں گے۔ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ سیکولر جمہوری نظام کے دلدادے یہ کہہ رہے ہوں گے کہ قبائل فرسودہ زندگی سے تو یہ سوشل شہری زندگی بہتر ہے، مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ طرزِ زندگی انسان کے اصل فطرت کے مطابق ہے ہم اس قبائلی نظام میں سے چند خرابیوں کا ازالہ کر کے پوری دنیا کیلئے رول ماڈل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ جس کو اس نظام کے بہتر ہونے میں شک ہو تو ہم کمپریزم کیلئے تیار ہیں، آؤ بسم اللہ کریں۔ (بقلم ابوہشام محسود) بین الاقوامی سطح پر یہ بات مسلم ہے کہ آزادی انسان حق ہے تو قبائل کے پیچھے کیوں پڑے ہو

قبائل کو آزادی سے کوئی بھی محروم نہیں کر سکتا ان شاءاللہ

موجودہ پاکستان و افغانستان کے ڈیورنڈ لائن کے آرپار قبائل ہمیشہ ہی آزاد قبائل رہے ہیں۔ قبائل کو آزادی کی نعمت سے کوئی بھی محروم نہیں کر سکتا۔ چونکہ وہ آزادی کو ہر حال میں سب چیزوں سے مقدم سمجھتے ہیں۔ فرنگی سامراج نے ۱۸۹۰ء میں قبائلی علاقوں پر مضبوط گرفت کی خاطر لامحدود پیمانے پر فوجی مہمات بھیجے۔ لیکن قبائل نے ان پر ایسی ضربیں لگائی جو تاریخ کی زینت بنی رہے گی۔ ہر حملہ آور کی یہاں بیخ کنی کی گئی۔ مثلاً (۱) خیبر میں آخری مغل حکمران اورنگزیب کے دس ہزار سپاہیوں کو قتل اور بیس ہزار کو قیدی بنایا گیا۔ (2) ۱۸۶۰ء میں محسود قبیلہ کے مجاہدین نے جنڈولہ کے قریب جنوبی وزیرستان پلوسین (ترائی) کے مقام پر فوج کے کیمپ پر شب خون مارا۔ (3) یوں ۲۱ نومبر ۱۸۹۴ء کو محسود قبیلہ نے وانہ کیمپ پر شب خون مارا فوج کے ۴۵ افسران اور سپاہی مارے گئے۔ (4) ۱۸۶۳ء زمبیلہ معرکہ انگریز کو بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ (5) مئی ۱۸۹۷ء کو میزرکا المیہ جسمیں مداخیل وزیر قبیلے نے فرنگی فوج کو تہہ بالا کیا۔ (6) مئی ۱۸۶۰ء کو برڑائے تنگئی میں برٹش افواج پر حملہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۸ء کو ڈمڈیل کیمپ پر حملہ۔ (8) ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء کو شہور تنگئی میں کانوائے پر حملہ۔ (9) 1897ء میں قبائلیوں کی اجتماعی بغاوت جیسے معرکے نہ بھولنے والے اور قابل فخر ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۵ء تک قبائل پر آرمی آپریشنز کی سرکاری رپورٹوں میں عمومی صورتحال کا نقشہ یوں بتایا گیا ہے۔ اس اسکیم پر عمل سرحد کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس نے اس خواب کا دروازہ کھول دیا کہ وزیرستان پر امن اور تمدن کا علاقہ بن جائے گا۔ ۱۹۳۵ء تک بڑی ترقی ہوئی اور امن اس درجہ پر پہنچ چکا تھا کہ پرائیویٹ کاریں اپنی مرضی سے بڑی سڑکوں پر دوڑتی پھرتی تھیں۔ سڑکیں دن بھر کھلی رہتیں اور چند مقامات کے سوا، ان سب کی حفاظت خاصہ دار کرتے تھے اور فوج کے کالم آزادی سے گشت کرتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں رزمک بالائی کیمپ کو انگریز افسران کیلئے فیملی اسٹیشن بنانے کا ارادہ تھا۔ مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ 1935ء میں مسجد شہید گنج لاہور واقعہ اور بالخصوص ۱۹۳۶ء میں بنوں میں نو مسلم ہندو لڑکی اسلام بی بی کو ہندوؤں کو واپس کرنے پر فقیرؒ اپی نے ان انگریزوں کے خلاف مداخلت فی الدین کا الزام لگایا اور فرنگی کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ اور شعلہ جوالہ بن کر اٹھے اور ملک کے امن کو درہم برہم کر دیا۔ جس میں قبائل نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حتیٰ کہ انگریز ۱۹۴۷ء میں ہندستان سے خود رخصت ہونے پر مجبور ہوا، قبائل کا انگریز کے خلاف یہ جہاد سو سال پر محیط ہے۔ حالیہ دور میں امریکی سامراج اپنے اتحادیوں کے ہمراہ افغانستان اور قبائلی علاقوں میں مجاہدین اسلام کے خلاف زور آمائی کر رہا ہے۔ جبکہ پاکستان نے بھی نائن الیون کی امریکہ میں حملوں کے بعد براہ راست اس صلیبی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا ہے اور صف اول میں اتحادی

کی حیثیت سے منظرِ عام آیا اور ہزاروں کی تعداد میں مجاہدین کو شہید کیا ہے۔ خصوصاًجب پاکستانی افواج نے فاٹا اور جنوبی وزیرستان اور با لخصوص محسود ایریا میں اور لال مسجد جیسے آپریشنز کئیں تو پورے پاکستان میں جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوا،اس صلیبی جنگ میں امریکہ کے اتحادیوں میں صرف پاکستان وہ ملک ہے۔ جو براہ راست اس جنگ سے متاثر ہوا بلکہ ان کا صورتحال افغانستان و عراق سے بدتر ہوا۔ جس پر براہ راست امریکہ قابض ہے۔ پاکستانی فوج بشمول دیگر سیکیورٹی اداروں اور سول حکومت شروع دن سے قومی نیشنل پلان کے اعلان تک آئے روز دہشت گردوں کے کمر توڑنے اور دہشت گردوں کو پاکستانی سرزمین سے نکالنے کے بہانگ دھل دعوے کررہے ہیں۔ لیکن آئے روز پاکستان میں حملوں سے انکے دعوے جھوٹے ثابت ہورہیں۔ اکتوبر 2001ءسے 2016 تک تمام قبائل بشمول سوات ملاکنڈ اور دیگر اضلاع اس جنگ میں اپنے آباءواجداد کے نقش قدم پر قدم رکھ کر مہاجر مجاہدین سے دفاع اورآزادی کی جنگ لڑرہے ہیں۔ کوئی بھی دشمن یہ نہ سمجھے کہ اس صدی کے قبائل اپنے آباءواجداد کے پروکار نہیں ہیں۔ بلکہ اگریوں کہا جائے کہ اس صدی کے قبائل اپنے آباءواجداد کو بھی قربانی کے میدان میں پیچھے چھوڑے ہیں اور دشمن کو لوہے کے چنے چبوائے، تو بے جا نہ ہو گا پشاور ،راولپنڈی،اسلام آباد،لاہور ،کراچی،کوئٹہ،جیسے پاکستان کے اہم شہروں کو بغداد کا نمونہ بنایا۔ اگرچہ 2015ءاور2016ء میں حملوں میں کچھ کمی آئی ہے۔ مگر اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا،کیونکہ ۱۹۲۱ءسے ۱۹۳۵ءتک قبائلی علاقہ جات خصوصاًوزیرستان کو امن کا گھوارہ انگریز قرار دے رہاتھا،اور رزمک میں فیملی اسٹیشن کا ارادہ کرچکے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ آج بھی اگر ماضی کی بنسبت حملوں میں صرف کمی دیکھی جارہی ہے۔ تو اسکو امن نہ سمجھا جائے۔ قبائل ضد کے پکے ہیں برسوں بعد بھی انتقام کو نہیں بھولتے خصوصاًپنجاب کے مظالم نہیں بھولیں گے۔ قبائل کی آزاد حیثیت کو ختم کرنے کا جو پلان حکومتی مشینری نے بنایاہے اور چند بے وقوف پٹھانوں اور قبائلوں کی حمایت حاصل کرکے 2018ءتک اس پلان کو عملی کرنے کا اعلان کیاہے۔ قبائل کسی بھی قیمت پر اسکو قبول نہیں کریں گے،اور اپنی آزادی کو ہر قیمت پر برقرار رکھیں گے۔ فاٹا کو خیبر پشتون خواہ(صوبہ سرحد) میں ضم کرنے کا پروگرام حکومتی پروگرام ہے۔ عوامی اشتہاء پر عمل نہیں بلکہ قبائل کی صدیوں پر محیط آزادی کو ختم کرنا مقصود ہے۔ جسمیں انگریز ناکام ہوا،اب پنجابی لابی اس آزادی کو ختم کرنے کے درپے ہو چکے ہیں۔ پشتون قوم کے بے ضمیر سیاسی رہنما اور عوام کا ایک مختصر ٹولا بھی ساتھ دے رہاہے۔ حالانکہ یہ عمل اکثر قبائلی مسلمانوں کو ناقابل قبول ہے اسلیے آزادی کے لیے ہر ممکن اقدام سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

پاکستانی حکمران کیرو کی ان الفاظ پر غور کرے۔

انگریزوں کے ساتھ ایک سو سال سے زیادہ عرصہ کے قریبی ربط کے باجود پٹھان پوری دنیا اور خود اپنے لیے معمہ بنا ہوا ہے۔ معتبر تحریروں سے پتہ چلتاہے۔ کہ ان علاقوں نے تاریخ میں ایشیاء بلکہ پوری دنیا کے ہر ملک کے مقابلے میں زیادہ حملے دیکھے ہیں۔ ان کی مسلسل آزادی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ آزادی کی خاطر جان کی بازی لگانے کو تیار رہتے ہیں، وہ اپنے علاقے میں لڑنا خوب جانتے ہیں۔ لہذا پنجابی لابی انگریزوں سے سبق سیکھے کیونکہ انہوں نے بھی یہی گراو جلاو اور مار دھاڑ کی پالیسی اپنائی تھی جو آج پاکستانی فوج نے اپنائی ہے۔ مگر اپنی پالیسی میں انگریز کامیاب نہ ہوسکے اسی طرح پاکستانی فوج بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

آزادی کے دشمن اور قبائلی نظام کے شکست کا مطلب کیا ہے

انسان کی زندگی اصول پر قائم ہے کہ انسان کی انفرادی زندگی کسی نظم اجتماعی کے بغیر ممکن نہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور دنیا میں اسکو زندگی گزرانے کی تمام ضروریات زندگی فراہم کرنے کا طریقہ بتایا، انسان کی ضروریات بنیادی طور پر دو قسموں کی ہیں پہلی ضرورت روحانی یا دینی ضرورت کہلاتی ہے دوسری ضرورت طبعی کہلاتی ہے، انسان کی روحانی ضروریات کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام مبعوث فرمائے اور اپنی کتابیں نازل فرمائیں، انبیاء علیہ السلام نے انسانوں کو نہ صرف اسکی روحانی ضروریات زندگی میں راہنمائی فرمائی بلکہ طبعی ضروریات اسکے زندگی میں بھی انکی راہنمائی، انسانی کی روحانی ضروریات اسکے ایمانی، عبادات اخلاقی پہلوں سے تعلق رکتیں ہیں اور اسکی طبعی ضروریات ان معاملات کو کہتے ہیں جو اسکی خانگی زندگی سے لیکر معاشی، معاشرتی، قانونی غرض کہ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات سے معاشرہ انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی حفاظت کے لیے وجود میں آیا وہ قبائلی طرز کا ہی معاشرہ ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ قبائلی زندگی انسان کی روحانی اور طبعی ضرورریات زندگی پوار کرنے کے لیے ایک طریقہ یا آلہ ہے، جیسے علامہ ابن خلدونؒ نے نظم اجتماعی کہا ہے، انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق انسان کی روحانی اور طبعی ضروریات زندگی ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں، جدا جدا نہیں ہیں انسان کی روحانی تعلیم اور تربیت ہی ایسے اعلی اخلاقی اقدار کے معاشرے کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ انسان کی طبعی ضروریات پوری کرسکے اگر انسان کی روحانی ضروریات کو اسکی طبعی ضروریات سے علیحدہ کر دیا جائے تو انسان معاشرہ ایک ایسا حیوانی معاشرہ بن جاتا ہے جو کہ پہلے طبعی ضروریات کے نام پر اپنے جیسے انسانوں کا خون چوستا ہے پھر فساد اور خانہ جنگی کا شکار ہو کر برباد ہو جاتا ہے۔

مغرب سے اٹھنے والی جمہوری نظام میں حاکمیت اعلی سے منہ موڑا گیا اور انسان کی حاکمیت اعلیٰ کا عقیدہ اپنا لیا گیا ہے، اسکے نتیجے میں انسان کی طبعی ضروریات کو روحانی اور دینی سے علیحدہ قرار دیا گیا اب انسان کا مقصد اپنی طبعی ضروریات کو پورا کرنا تھا اور روحانی ضروریات زندگی اسکا ذاتی معاملہ ٹھہرا، ان اصولوں کو اپنانے کے نتیجے میں اہل مغرب نے اپنا پورا نظام زندگی تبدیل کر دیا اور اپنے عقل کے بل بوتے پر اپنی زندگی کے مقصد کو تبدیل کرنا شروع کیا ترقی کی خاطر اپنے خاندان اور قبائلی نظام کی بنیادوں کو کھوکھلا کر شروع کر دیا مغربی فلسفیوں اور مفکروں نے ترقی کیلئے نیے نیے نظریے پیش کرنے شروع کر دیئے انمیں نظریوں آزادی مساوات، ترقی مفادات کو حاصل کرنے کے نظریات شامل تھے جس سے جنگ اور امن کے اصول تبدیل ہوگئے یہاں تک کہ انسان کی تعریف بدل گئی اب انسان مخلوق سے خالق بن گیا ایک سال کی محنت سے مغرب میں نیا سیاسی نظام نیا معاشرتی نظام قائم ہو گیا جیسے آج جمہوری سرمایہ دارنہ نظام کہا جاتا ہے اور جہاں جہاں لاگوں ہے اسے جمہوری سرمایہ دارنہ رایاست کا نام دیا جاتا ہے اس نظام کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ انسان کو اسکی روحانی ضروریات سے آزاد کر کے اسکی طبعی ضروریات کے حصول کی طرف لگادیا، اس طبعی ضروریات کے حصول کے نام پر عورت کو گھر سے نکالا گیا بچوں کو اعلیٰ مستقبل کا خواب دیکھا کر اسے ماں باپ سے علیحدہ کیا گیا خاوند کو بیوی کا غلام بنادیا، معاشرہ کو امن کے نام پر غیر مسلح کر کے اس سے تمام اختیارات چھین کر لیے گئے یہ اختیارات معاشرے سے لیکر ریاست کو دیئے گئے فوج اور پولیس معاشرے پر مسلط کی گئی جس سے قبائلی نظام کمزور ہوا ، اور جمہوری نظام اور اس ریاست کے ادارے مضبوط ہوئے جس سے انسان اور معاشرہ انتہائی کمزور ہوا، اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ انسان اپنے دین سے دور ہوا اور سرمایہ دار طبقے کا غلام بنتا چلا گیا، مسلمان دنیا میں یہ نظام خلافت عثمانیہ کے زوال کے بعد داخل ہوا مسلمانوں میں جدید مغربی تعلیم کے ذریعے وطنیت اور جمہوریت اور سرمایہ دارنہ نظام متعارف کرایا گیا سب سے پہلے ان مسلمانوں مفکروں اور لیڈروں نے اس

نظام کو قبول کیا جو مغرب سے مرعوب تھے اور انہی افکار کی قید کی وجہ سے مسلمان معاشرہ اپنی منزل سے بہت دور جاچکے تھے جب یہ مسلمان معاشرہ مغرب کے نظام کو قبول کررہے تھے اسی وقت افغانستان اور پاکستان کی سرحد پر واقع قبائل اسی نظام کے خلاف سِنہ سپر ہوگئے قبائل میں ستانوے سالہ جہاد اور افغانستان میں برطانیہ کے خلاف تین جنگوں کے نتیجے میں اس نظام کا سیلاب ہندوستان اور افغانستان کی سرحد پر شکست کھا گیا

آج ایک بار پھر یہی نظام انہیں مقاصد کے ساتھ امریکی سامراج اور نیٹو کی شکل میں افغانستان میں اور پاکستانی فوج کے آپریشنوں کی شکل میں پاکستان کے قبائلی علاقوں میں وارد ہوا ہے اور بالاخر 2016 میں واشگاف الفاظ میں پاکستانی حکومت نے قبائلی نظام حیات کو یکسر مترد کرکے اسکے بدلے مغربی نظام زندگی لاگوں کرنے کا اعلان کیا اسکو عملی جامہ پہنانے کیلئے پاکستانی فوج نے پورے فاٹا میں قبائلی کو غیر مسلح کرنے کا عمل شروکررکھا ہے اور اس عمل میں قبائل کے علاوہ دوسرے پٹھان لیڈر اور عوام سرگرم عمل ہے جبکہ مغربی افکار سے مرعوب بعض قبائلی افراد بھی اسکا حصہ بن رہے ہے اسکے مقابلے میں یہ پاکیزہ قبائلی نظام جو چند اصولوں کے تحت قائم ہے، پہلا اصول دین، دوسراا اصول غیرت جیسے پشتون والی کہتے ہیں تیسراا اصول نکات، چوتھا اصول مشترکہ ذمہ داری اگرچہ کچھ شرعی قباحتیں اس میں موجود ہے جنکی اصلاح کی ضرورت ہے، رہی چالیس ایف سی آر تو وہ اس اندازہ میں بنایا گیا ہے کہ یہ پشتون والی نکات اور جرگے کے معاملات میں کوئی دخل نہیں دینا بلکہ یہ حکومت کے مفادات کی حفاظت کرتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ قبائلی نظام حیات ایک ایسا سیاسی نظام ہے جس میں سے کوئی بھی اکیلا اقتدار کا دعویٰ نہیں کرسکتا اگرچہ اس میں کئی ایک شرعی قباحتیں ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے مگر مجموعی طور پر یہ نظام مکمل طور پر آزاد اور خودمختار ہے اس میں فیصلے اور تنفیذ کی قوت معاشرے کے ہاتھ میں ہے یہ معاشرہ مجموعی طور پر دین پسند اور کفار کا دشمن ہے، صدیوں سے کسی بھی پولیس اور فوج سے بغیر غیرت عزت اور مشترکہ ذمہ داری کے وصول پر قائم ہے اس میں کوئی بحران اور فسادار اور افراتفری نہیں ہے اس نظام میں فرد کی معاشرے میں اپنی اپنی ذمہ داری ہیں، جبکہ دوسرے طرف مغرب نظام زندگی ہے اگر خدا نخواستہ قبائلی نظام حیات شکست کھاجائے تو نتیجہ یہ ہوگا

(۱) کہ قبائلی ذہن کی سرمایہ دار ذہن سے شکست (۲) قبائلی خاندان کی شکست جمہوری خاندان سے شکست (عورت کا باہر نکلنا۔اولاد کا ماں باپ سے باغی ہوجانا، فحاشی اور عریانی کا عام ہونا) (۳) قبائلی معاشرت کا جمہوری معاشرت سے تبدیل ہوجانا (غیرت اور عزت کی جگہ مادی مفادات کا آجانا) (۴) قبائلی معیشت کی سرمایہ دارنہ نظام سے شکست (زمینوں پر بینکوں اور کمپنیوں کا قبضہ) جسکی واضح مثال 2016 میں پہلے پہل یہ سامنے آئی کہ علاقہ محسود میں بڑے کوٹ اور اونچے برجوں پر فوج نے پابندی لگائی اور جو بڑے برج موجود تھے اسے گرانے کا حکم صادر کیا نمونہ کے طور یہ حکم پہلے پہل علاقہ شکتوئی میں آزمایا اور سابقہ بازاروں کو بحال کرنے سے عوام کو روکنا شامل ہیں (۵) قبائلی سیاسی نظام کی انگریزوں کے بنائے ہوئے لاء اینڈ آڈر سے شکست (یعنی اختیارات کا جرگوں کے بجائے تھانہ کچہری میں طے ہونا دفاع کا نظام قبائلی لشکروں سے فوج کے ہاتھ میں چلا جانا غیر مسلح ہوجانا) معلوم ہوا کہ قبائلی نظام حیات اور سرمایہ دارنہ جمہوری نظام ایک دوسرے کی ضد ہیں روئے زمین پر جتنی نظامیں گذری یا فی الحال موجود ہیں ان میں ہر ایک کے عاملین کی یہ محنت اور کوشش رہی ہے کہ وہ اسکو دنیا پر رائج کردے، چنانچہ پوری دنیا میں صرف اسلامی خلافت جو افغانستان میں قائم تھی اسکو کفار اپنے لیے خطرہ سمجھ کر اسکو سامنے سے ہٹانے کیلئے میدان میں بالاتفاق کھود پڑے جب اس مقصد میں کچھ حد تک کامیاب ہوئے تو اب پورے دنیا میں صرف ایک ہی خطہ جسے قبائلی پٹی کہا جاتا ہے جسکے باشندوں میں دین پسندی دین پر قربان ہونے کی صفت پائی جاتی ہے، جو صدیوں سے آزاد رہے ہے اور اپنی آزادی خون کے بدلے

برقرار رکھے ہوئے ہیں ساری دنیا اور بالخصوص پاکستانی حکومت اور اسکی فوج اور امریکی سامراج ان سے یہی آزادی اور انکی نظام حیات چھیننے کے درپے ہیں تاکہ اس کے بدلے وہی پرانا منصوبہ یعنی انگریزی نظام قائم کیا جائے اور روئے زمین پر صرف اس خطے میں جو توڑی بہت اسلام کی رونق اور دین پر غیرت کی جنکاری باقی ہے اسے بھی ختم کیا جائے، قبائلی کی آزادی کے دشمن یہ بات زیر غور رکھے کہ یہ فیصلہ دو فریقوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

(ا) قبائل کی عسکری قوت (مجاہدین) جسکی حیثیت ریڑ کی ہڈی کی مانند ہے کہ انہیں کونسا نظام چاہئے، ان دونوں فریقوں کو موقعہ دیئے بغیر کوئی بھی فیصلہ نہ مجاہدین کو قابل قبول ہے اور نہ قبائل کو قابل قبول ہے بالخصوص مجاہدین کو نظر اندازی کرنے صورت میں آزادی کی یہ جنگ فرنگی دور کے سو سال پر محیط جنگ آزادی کی کیفیت اختیار کرے گی، جسکا لازمی نتیجہ قبائل میں جنگ کی صورت میں بد آمنی اور غیر مستحکم پاکستان کی صورت میں سامنے آئے گا اگر فوج کی زور آزمائی اور آپریشنوں سے کوئی فائدہ پاکستان کو مارچ 2004 سے تاحال ہوا ہوں، تو پھر اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے کیونکہ جس روز سے پاکستانی فوج نے وزیرستان میں آپریشن شروع کی ہے اور وہاں کے نظام حیات دین پسندی اور پشتون والی پر ضرب لگائی ہے اس روز سے پاکستان غیر مستحکم اور ایک پرائے جنگ کا شکار ہوا ہے ورنہ قبائل کی روح افغانستان میں امریکی اور اتحادی افواج کی طرف تھی جو غلط پالیسی کے نتیجے میں اپنی طرف موڑ گئی، لہٰذا آزادی کے دشمن اس فیصلے کو قبائل ہی پر چھوڑ دے جسمیں پاکستان اور قبائل دونوں کا خیر ہے۔ (مفتی عاصم محسود)

محسود قوم اور ان کے طالبان

تفصیل مفتی عاصم، خادم اور انور شاہ وغیرہ کی زبانی یوں ہے۔

جب وانہ میں فوج نے آپریشن شروع کیا اور وہاں مسلمانوں پر وہ مظالم ڈھائے، جو ناقابل برداشت تھے، تو ردعمل میں مقامی اور مہاجر مجاہدین نے جنگ شروع کی۔ یہ سلسلہ بڑھتا گیا۔ چنانچہ کمانڈر نیک محمد وزیر نے بیت اللہ محسود سے مدد کی اپیل کی۔ اس لئے بیت اللہ محسود اور انکے مجاہدین نے بھی علاقہ محسود سے گزرنے والے فوجی قافلوں کو نشانہ بنایا۔ جس میں بیبیوں فوجی مارے گئے ۔ جبکہ مسعو د قوم نے اس کے رد عمل میں سروکئی، بروند سطح پر ایک امن لشکر بنایا، جنہوں نے سروکئی وڑہ پر چند بے گناہ افراد کے گھروں کو آجزوی نقصان پہنچایا۔ بعد ازاں بروند سرپر ولی برکی کے گھر پر چاپہ مارا، اسکے دو بھائیوں اور ایک مہمان کو گرفتار کر کے حکومت کے حوالے کیا۔ یوں یہ سلسلہ بڑھتا گیا ۔ جس میں بعض علماء اور بعض قومی ملکان نے مخالفت شروع کی، خصوصاً سپنکئی رغزائی کے مفتی ریحان اللہ، مولانا لطف اللہ شابی خیل اور ملک خاندان نے امن لشکر بنایا۔ مجاہدین کو تنگ کرنا شروع کیا۔ بیت اللہ امیر صاحب نے ایک مجاہد نور عالم کو اس کے پاس بھیجا۔ نور عالم خان نے وہاں تقریر کر کے امن لشکر کے اراکین کو سنگین نتائج کی دھمکی دی۔ جس کی وجہ سے یہ امن لشکر ختم ہوا۔ اس سلسلے میں علاقہ مکین میں احمد شاہ محسود کے سربراہی میں امن لشکر بنا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے مولوی عصام الدین صاحب کے سربراہی میں چھ رکنی وفد مکین گیا۔ اور وہاں امن لشکر سے بات ہوئی۔ چنانچہ اس کے بعد مکین میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مجاہدین کے خلاف کاروائیوں پر اتفاق ہوا۔ اور مولانا عصام الدین کو اس علاقے کا سربراہ مقرر کیا۔ چونکہ حکومت نے چھ رکنی وفد اس لئے مکین بھیجا تھا، کہ وہ وہاں امن لشکر کے وساطت سے وہاں پر موجود تیرا مشہور و معروف مجاہدین کو اور چالیس مشکوک افراد کو حکومت کے حوالے کریں۔ جب بیت اللہ محسود کو اس کا علم ہوا، تو وہ سیدھا مولانا عصام الدین کے مدرسے مکین پہنچا۔ وہاں پر مولانا سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران امیر صاحب نے مولانا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، کہ مولانا صاحب آپ علم کے باوجود کیسے سرعام مجاہدین کی مخالفت پر اتر آئے انہیں وعظ

ونصیحت کی۔ اور اس عمل کے خراب نتائج سے آگاہ کیا۔ چنانچہ مولانا عصام الدین نے معافی مانگی۔ اور امیر صاحب سے کہا، کہ مجھے ٹائم دے دینا، تاکہ میں اس عمل سے کنارہ کشی کے لئے تدبیر بناوں۔ چنانچہ انہوں نے علماء محسود سے رابطے کئے۔ انہیں مکین مدعوء کیا۔ علماء کے اجلاس سے قبل امیر صاحب نے مکین کے باشندوں اور مشران کو جمع کیا اور انہیں کہا، کہ میں تیرا مشہور اور چالیس مشکوک افراد کو حوالے کرنے کے لئے تیار ہوں، بلکہ پہلے انہیں قتل کرونگا، بعد میں تم حکومت کے حوالے کرو۔ لیکن آپ مکین کے قوم اور مشران مجھے یہ ضمانت دیدے، کہ حکومت علاقہ محسود کے خلاف جارحیت نہ کریں گے۔ قوم و مشران چونکہ اس ضمانت سے عاجز تھے۔ اس لئے انہوں نے جواب نفی میں دیا۔ بالآخر قوم نے فیصلہ کیا کہ ہم حکومت کا ساتھ نہیں دینگے۔ چنانچہ اسی دوران علماء محسود بھی مکین آپہنچے۔ اجلاس شروع ہوئی۔ امیر صاحب نے علماء پاکستان کے وہ فتاویٰ جات، جو اس جنگ کے بارے میں دیئے گئے تھے، وہ علماء کو پیش کئے۔ جس کی وجہ سے علماء لاجواب ہوئے۔ اور متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ ہم محسود قوم کا جلسہ سپین کائی رغزائی بلائیں گے۔ وہاں رسمی جواب دینگے۔ چنانچہ اس جلسہ سے قبل علماء محسود کے سربراہان سے شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ صاحب مرحوم اور شیخ الحدیث مولانا نصیب خان صاحب شہید کو بمقام اوسپاس بلایا۔ وہاں محسود علماء اور ان دو حضرات کے درمیان جہاد پاکستان پر بحث مباحثہ ہوا۔ جن میں محسود طالبان کے اہم رہنماء بشمول بیت اللہ محسود حاضر تھے۔ اس نشست میں بالآخر اتفاق اس پر ہوا، کہ اگر حکومت جارحیت شروع کریں، تو دفاعاً ان سے لڑنا مسلمانان علاقہ کا حق ہے۔ کیونکہ دفاع کا حق ہر کسی کو حاصل ہے۔ چنانچہ اس کے بعد متفقہ طور پر سپنکئی رغزائی میں محسود قوم کا جلسہ ہوا۔ اس جلسہ سے قبل حکومت سے محسود قوم نے معاہدہ کیا کہ نہ محسود ایریا سے حکومت کے خلاف کاروائی ہوگی۔ اور نہ حکومت محسود ایریا پر جارحیت کرے گی۔ چنانچہ سپنکئی رغزائی کے مقام پر ہزاروں کی تعداد پر مشتمل افراد نے جلسہ عام کیا۔ جس میں علماء و مشران و عوام نے شرکت کی۔ اس میں معاہدے کا اعلان ہوا کہ نہ محسود قوم کی طرف سے حکومت پر حملہ ہوگا۔ اور نہ حکومت کی طرف سے محسود ایریا پر جارحیت کی جائے گی۔ اگر حکومت نے ظلم کر کے حملہ کیا تو محسود قوم متفقہ طور پر اس کے خلاف دفاعی کاروائی کا مجاز ہوگی۔

2003 میں واقع ہونے والے واقعات اور حادثات

شیر احمد کی جنڈولہ پل پر شہادت

2003۔۔ مولانا مدنی کے بقول 2003ء میں طالب علم شیر احمد ولد محمود خان ملک شائی کے ساتھ عرب مجاہدین میں سے کسی مجاہد کا خاندان تھا۔ جو ٹانک لے جارہا تھا۔ جنڈولہ پل پر ایف، سی والوں نے اسے روکا۔ جب اس کے پکڑنے کی کوشش کی گئی، تو انہوں نے مزاحمت کرنی چاہی۔ جس پر انکو گولی ماری۔ اور انہیں شہید کیا جبکہ خواتین اور بچوں کو گرفتار کیا۔

بعض لوگوں کا کہنا تھا کہ جب فائرنگ شروع ہوئی تو وہ عرب خاندان والے وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

2003 وانہ میں دو آئی، ایس، آئی کے اہلکاروں کا قتل

جنوبی وزیرستان کے علاقہ وانہ میں پاکستانی خفیہ ادارے آئی، ایس آئی کے اہلکار مختلف روپوں میں پھرتے رہتے تھے۔ اور مجاہدین اور مہاجرین کے ٹھکانے معلوم کرتے تھے۔ اسی اثناء میں جب دوخٹک قوم کے افراد کے بارے میں معلومات ہوئی، تو بیت اللہ امیر صاحب شہید اور یعقوب شہید وغیرہ نے اس کا تعاقب کیا۔ اور انہیں موت کے گھاٹ اتارا۔ مولوی محمد حسین کی زبانی تحریر کی ہے۔

کاروان منزہ کے نام سے پہلی مشہور جنگ اور اسکی تفصیلات

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد جب غیر ملکی مہاجر مجاہدین نے قبائل رخ کا کیا تو کثیر تعداد میں غیر ملکی مجاہدین جنوبی وزیرستان بھی آگئے ،2003 میں جب مجاہدین کے بالخصوص شمالی اور جنوبی وزیرستان سے افغانستان میں اتحادی افواج پر حملے تیز ہوئے۔ تو امریکہ اور نیٹو نے پاکستان پر دباو ڈالا کہ پاکستان سے در اندازی بند کر دے اور ان غیر ملکیوں کے خلاف آپریشن کا پاکستان کو حکم دیا چنانچہ پاکستانی فوج نے مارچ 2004 میں باقاعدہ جنوبی وزیرستان میں آپریشن کا آغاز کیا جس کے رد عمل میں وزیر اور محسود قبائل نے غیر ملکی مہاجرین سے اپنی روایات اور مذہبی رواداری کی بنیاد پر دفاع شروع کیا۔ جس میں بیت اللہ محسود اور نیک محمد وزیر نے ان قبائل کی سربراہی کی، چنانچہ آرمی کے خلاف سخت جنگیں لڑی لیکن بالاخر 24 اپریل 2004 میں معاہدہ شکائی ہوا اور وزیرستان میں کچھ حد تک امن قائم ہوا اور ساتھ ہی آگست 2004 میں محسود قبیلہ اور حکومت پاکستان میں پہلا امن معاہدہ بمقام سپنکئی رغزائی ہوا۔

جس کے الفاظ یہ تھے کہ نہ علاقہ محسود سے فوج پر حملے ہونگے اور نہ فوج علاقہ محسود میں مداخلت کرے گی لیکن صرف ایک ماہ بعد 9 ستمبر 2004 کی صبح بروز جمعرات علاقہ ڈیلے بداوزہ میں ایک دینی مرکز پر ڈرون طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں سے بمبار ہوا جس میں 50 افراد شہید کئے گئیں۔ اور ساتھ ہی کانیگرم کی جانب سے فوج کشی کی گئی۔ جسکی تفصیل یہ ہے

بداوازہ پر بمباری، مولوی رفیع الدین کی زبانی

9 ستمبر 2004 کو جمعرات کی صبح پاکستانی اور امریکی ڈرون طیاروں نے بداوزہ میں واقع مقامی مجاہدین کے ایک تربیتی کیمپ پر حملہ کیا۔ جس میں تقریباً ۵۲ افراد شہید ہوئے، اور کئی زخمی بھی ہوئے۔ ان شہداء کی خیریت معلوم کرنے کے لئے آنے والے مقامی قبائل پر بھی راستے میں بمبار ہوا جس میں کئی افراد شہید ہوئے۔ ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ مولوی رفیع الدین جو کیمپ کے ذمہ دار تھے کا کہنا ہے کہ ہم نماز فجر کے بعد تلاوت کلام پاک میں مشغول تھے کہ حملہ ہوا۔ وہ اکثر ساتھی جو نماز باجماعت سے پیچھے رہ گئے تھے، بچ گئے۔ اس کیمپ میں وزیر محسود بیٹھنی وغیرہ اقوام کے افراد شہید ہوئے۔ پورا جنوبی وزیرستان آنسوں اور سسکیوں کے لپیٹ میں ڈوبا رہا، ہر کوئی اپنے پیاروں کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن ساتھ ہی پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر جنگ مسلط کر دی۔

اس تفصیل سے قبل بداوزہ کے شہداء کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

(1)حضرت مولانا محمد الیاس وانہ وزیر مسئول معسکر ہذا(2)معسکر ہذا کے استاذ امیر حمزہ عرف ہارون ولد دعوت خان زانگاڑہ(3)استاد عبد الصمد ولد عبد القیوم وزیر گائی مومی کڑم (4)حافظ حسین احمد ولد عبد اللہ خان نظر خیل سپین کائی رغزائی(5)احمد ولد برکت خان مال خیل رغزائی(6)عصمت اللہ(7) محمد ہاشم ولد میر ویس خان حلقہ قلندر(8)نور ولی خان ولد شدید خان گلا خیل حلقہ سپین کمر(9)نور عالم ولد ہاشم شمیر ائی سر اروغہ(10) علم دین ولد زرولی وزیر گائی ڈیلے(11)امیر اللہ ولد غلام نورانی ملک شائی سپین کائی رغزائی(12)عبد الوہاب بیٹنی (13) ہدایت اللہ بھٹنی (14) محمد ریاض ولد بادشاخان (15) اسلام الدین وانہ وزیر (16) شفیع اللہ وانا وزیر (17) فضل الرحمٰن ولد سید راعظم پڑے خیل حلقہ خیسورہ(18) حفیظ اللہ ولد سعید اللہ برکی حلقہ سام (19) حیات اللہ (20)فیاض ولد اول خان حلقہ سام (21) شیر الرحمٰن ولد عبد الستار حلقہ سام (22)حبیب اللہ ولد محمد شفیق کئی خیل ڈیلہ (23) عمران (24)رافید اللہ سپنکئی رعزائی (25)سید محمد ولد زارئے جان گور گورے عباس خیل جبکہ گاوں والوں میں مندرجہ ذیل شہید ہوئے ہے (25) محمد سراج ولد جانیز خان کئی خیل ڈیلہ (26) ارشاد ولد کرم علی خان کئی خیل ڈیلہ (27)غلام بہادر ولد محمد شفیق کئی خیل ڈیلہ (28)عبد الطیف ولد سلطان گوڑی خیل سپین کائی رغزائی(29)امیر اللہ(30)سید خان لنگر خیل سر اروغہ(31)رافد ولد رومال خان اشنگئی سپین کائی رغزائی(32)مجاہد ولد گلستان مکین۔

سید محمد شہیدؒ

بداوزہ پر بمبار کے ساتھ ہی پاکستانی درندہ صفت فوج کانیگرم کی طرف سے کاروان منزہ پر حملہ آور ہوئی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاقہ محسود پر یلغار امریکہ اور پاکستان کا مشترکہ منصوبہ تھا۔ لیکن جب اہل علاقہ کو پتہ چلا کہ فوج نے پیش قدمی شروع کی ہے ۔تو علاقے کے غیور نوجوانوں نے اپنے شہداء اور زخمیوں کو خون وخاک میں ہی چھوڑ کر فوج پر حملے کے لئے کاروان منزہ کارخ کیا۔ صبح نو بجے سے عصر تک شدید لڑائی لڑی۔ حالانکہ فوج ہزاروں کی تعداد میں تھی، پورے دن کی لڑائی میں مندرجہ ذیل مجاہدین نے جام شہادت نوش کی۔ جبکہ فوج کی کمک گن شپ ہیلی کاپٹر ز بھی موقع بموقع کرتے رہے۔ حضرت مولانا عصمت اللہ ملک دینائی تاغیکائی حلقہ جاٹرائی(2) نصر اللہ ولد کامل ملک دینائی شنکئی حلقہ ڈیلے، جسکی ایک ماہ قبل شادی ہوئی تھی، لیکن بیوی کی محبت انہیں محاذ جنگ سے نہ روک سکی(3) حاجی عبد الغفار ولد پیر خان ملک دینائی عبد الودانی۔ یہ ایک بوڑھا شخص تھا جسکے دو بیٹے امارت اسلامی کے دور میں شہید ہوئے تھے ۔(5) شہسوار ولد موسیٰ برومی خیل ڈیلہ (6)منہاج ولد فقیر برومی خیل ڈیلہ (7) ظفر خان ولد فیروز خان برونڈ گیگا خیل۔ ان شہداء میں سے مولوی عصمت اللہ اور ظفر خان کی قبریں تحصیل لدھا میں ایف سی قلعہ کے مشرق میں روڈ کے کنارے واقع ہیں۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان بارے میں آزاد ذرائع سے معلومات نہ ہوسکے۔ البتہ سام کانیگرم ہائی سکول کے ایک طالب علم کی زبانی کچھ تفصیل عمر خالد برکی نے بتادی، کہ ایک فوجی ٹرک گاڑی آرمی والوں کی لاشوں سے بھری تھی ہمارے سکول

کے احاطے میں داخل ہوئی۔ یوں 9 ستمبر 2004 میں جو جنگ حکومت پاکستان نے علاقہ محسود پر مسلط کی، یہ جنگ علاقہ محسود میں کاروان منزہ کی جنگ یا2004 کی جنگ سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس جنگ میں فوج نے کڑمہ سے شمال کی جانب کاروان منزہ نامی پہاڑی سلسلہ پر قبضہ کیا ،جبکہ ساتھ ساتھ اسی پہاڑی سلسلے کو قبضے میں لیتا رہا، یہاں تک کہ لالڑے اور علاقہ جلندر تک اسی پہاڑی سلسلے کو قبضے میں لیا۔ جبکہ ساتھ ہی تحصیل لدھا اور آسمان منزہ پر مضبوط کیمپ بھی بنائے جہاں سے وہ توپ خانے کے ذریعے فوج کی کمک کرتے رہے۔ جبکہ سپنکئی رغزائی اور مکین پر بھی پر قبضہ کیا۔ علاقہ محسود کے جنڈولہ ٹو سرویکئی وانہ سڑک پر بھی قبضہ کیا۔ اور ساتھ ساتھ تحصیل تیارزہ خیسورہ کی مشہور تیارزہ قلعہ اور شکئی سے دن رات توپ خانہ چلتا رہا۔ مجاہدین کے مراکز اس وقت علاقہ جلندر، لالڑے، ڈیلہ اور سپنکئی رغزائی میں تھے۔ یہی علاقے دن رات توپوں کی گن گرج سے گونجتے رہے۔ جنگ کا یہ سلسلہ تقریباً دو مہینوں سے کچھ زیادہ چلتا رہا، چنانچہ مجاہدین محسود نے بھرپور مقابلہ شروع کیا جس میں دوسرے مجاہدین نے بھی محسود مجاہدین کا ساتھ دیا یعنی عرب ،ازبک ،چیچن ، گنڈاپور، وغیرہ معاون رہے ۔ (9 ستمبر 2004 کو بداوزہ کیمپ پر پاکستان اور امریکہ کی مشترکہ حملے کے ساتھ ہی فوج نے کانیگرم سے کاروان منزہ کی طرف ایڈوانس کیا ۔کاروان منزہ پہنچتے ہی طالبان کے تابڑتوڑ حملوں کا انہیں سامنا ہوا جس میں کئی طالبان نے جام شہادت نوش کی تفصیل پہلے گزری ہے۔ جبکہ ایک عینی شاہد منصور اشنگی جو سام ہائی اسکول کا طالب علم تھا کے بقول کہ اس روز کاروان منزہ سے ایک مزدہ گاڑی فوج کی لاشوں سے بھری ہوئی سام اسکول پہنچی۔ یہ انکشاف عمر خالد کی قلم سے تحریر کی گئی ہے۔ اس دوران ہونے والے مشہور کاروائیوں کی تفصیل یہ ہے۔

مولے خان سرائے جھڑپ

13 ستمبر 2004 کو وانہ سے پاکستانی فوج کی کانوائی جنڈولہ جارہا تھا۔ جب عین مولے خان سرائے قافلہ پہنچا، تو پہلے پہل نعمت اللہ نامی مجاہد نے آر پی ،جی سے ایک فوجی گاڑی کو نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ ہوئی۔ یہ ایک بڑا فوجی ٹرک گاڑی تھا۔ اس جنگ میں چار فوجی مارے گئے ،اور ایک ڈرائیور زندہ گرفتار کیا گیا۔ جو شعبان کے نام سے جانا جاتا تھا۔ انکے والد کا نام رمضان تھا۔ جو بعد میں خیر سگالی کے طور پر امن جرگہ کے حوالے کیا۔ جبکہ اس جنگ میں نعمت اللہ ولد فیض اللہ ملک دینائی بھی رتبہ شہادت سے سرفراز ہوا۔

کاروان منزہ پر دوسرا بڑا حملہ

15 ستمبر 2004 کاروان منزہ کے مشرقی جانب مرغہ کئی سر پر تعارض ہوا۔ اس حملے میں فریقین نے ہلکے اور بھاری اسلحے کا استعمال کیا۔ اس حملے میں محسود مجاہدین اور ازبک مجاہدین نے حصہ لیا۔ مجاہدین نے چار یا پانچ مورچوں کو فتح کیا، جس میں سات یا آٹھ فوجی مارے گئے۔ مجاہدین نے ان میں سے چار کے سر کاٹ کر مورچوں کے دیواروں پر رکھ دیئے۔ تاکہ وہ دوسروں کے لئے نشانہ عبرت بنے۔ جبکہ اس حملے میں چار مجاہدین مقام شہادت پر فائز ہوئے۔ جس میں مفتی حسین احمد والمہ فریدائی (2) خیر محمد ولد اسماعیل چونڈ خیل، جو کہ مفتی نظام الدین شامزئیؒ کے محافظ رہ چکے تھے، اور مفتی صاحب کی شہادت کے بعد خیر محمد نے نوکری چھوڑی اور جنوبی وزیرستان آئے (3) خان اللہ ولد انگور چونڈ خیل (4) بادشادین ولد میرزالی مال خیل کڑمہ شامل تھے۔ مال غنیمت میں سے ایم جی ون، جے تری بندوقیں اور چھوٹا مارٹر وغیرہ شامل تھے۔ اسی روز سلے روغہ ہائی سکول (جس میں فوج نے رہائش اختیار کی تھی) پر بھی مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں فوج کے جانی نقصان کا پتہ نہیں چلا۔

کاروان منزہ پر تیسرا بڑا حملہ

ستمبر 2004 میں کاروان منزہ ، کڑمہ ٹو کانیگرم روڈ کے چیک پوسٹ کے مغرب کی جانب مورچوں اور آسمان منزہ پر بیک وقت مجاہدین حلقہ محسود اور مجاہدین حرکت اسلامی ازبکستان نے حملے کا منصوبہ بنایا۔ اس تعارض کے کمان دان خالد ازبک تھے۔

کاروان منزہ کے مورچے فتح ہوئے۔ جس میں کئی فوجی بھی مارے گئے۔ جبکہ مجاہدین میں نور حمٰن ولد اورنگ آباد عباس خیل تنگئی مچی خیل موقع پر شہید ہوئے۔ لڑائی صبح تک جاری رہی، صبح کے وقت حفیظ اللہ ولد عبد الرحمٰن عباس خیل تنگئی مچی خیل نے نورالرحمٰن شہید کی لاش کندھے پر اٹھاکر لے جارہے تھے کہ دوسرے پہاڑی پر قابض فوج نے ان پر فائر کھول دیا، جس سے حفیظ اللہ بھی شہید ہوا۔ فوج کی فائرنگ کی وجہ سے لاشیں وہاں رہ گئیں، جسکو بعد میں فوج نے قبضہ میں لیکر پلاسٹک لفافوں میں بند کیا تھا، اور تین دن دھوپ میں رکھنے کے بعد ورثاء کے حوالے کئے تاکہ لاشیں گل سڑ جائے۔ جبکہ دوسرے کیمیکل اور اسپرے بھی ان پر کئے تھے جس کی وجہ سے ان کے اعضاء گر رہے تھے۔ لاشوں سے یہ برا سلوک فوج اس لئے کر رہی تھی تاکہ لوگ مجاہدین سے نفرت کریں۔ لیکن فوج کا یہ فارمولہ خود انہیں کے خلاف کارآمد ثابت ہوا۔ کیونکہ فوج کا یہ عمل انسانی اخلاق وعادات کے بلکل خلاف تھا۔ دوسری بات مشاہدہ سے ثابت ہوئی کہ پاکستانی فوج سے مقابلے میں مارے جانے والے مجاہدین کی لاشیں سالوں بعد صحیح سالم لوگوں نے دیکھی ہیں۔ کئی روز بعد بھی نہ گلی سڑی ، جبکہ آسمان منزہ پر جو تعارض ہوا وہ ناکام ہوا۔ کیونکہ اس میں زخمی زیادہ ہوئے۔ اس لئے ساتھیوں کو واپسی کا حکم ہوا، جس میں نور علی نانا سمیت کئی مجاہدین زخمی ہوئے۔

کاروان منزہ پر چوتھا بڑا حملہ

کاروان منزہ ایک لمبا پہاڑی سلسلہ ہے یہ سلسلہ دواتوئی سے لیکر ملک میلہ، کڑمہ، تاغیکائی لاڑے جلندر، کنڈے میلہ سے ہوتا ہوا زیارت سر ، گڑدائی ڈکائی، تورہ تیژہ اور کنڈیوم تک پھیلا ہوا ہے۔ جس گاوں سے گزرتا ہے وہاں انکے اپنے نام ہوتے ہیں۔ لہذا مذکورہ حملہ 25 ستمبر 2004 کو کاروان منزہ کے پہاڑی سلسلہ کے ڈینگہ نامی چوٹی پر پاکستانی فوج کے کیمپ پر ہوا۔ اس چوٹی کو اہلیان کڑمہ نانا ہیرہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس حملے میں فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف ہلکے اور بھاری ہتھیار استعمال کئے۔ لیکن آخر کار مجاہدین فتح یاب ہوئے۔ اس جنگ میں کئی فوجی مارے گئے۔ جبکہ مجاہدین میں سے مولانا کلام الدین ولد حاجی خلیل کئی خیل نے جام شہادت نوش کی۔ ایک اور ازبک مجاہد شامل آقا بھی مقام شہادت پر فائز ہوا۔ شامل اپنے گروپ کے کماندان سمجھے جاتے تھے۔ مولانا کلام الدین بڑے بہادر نیک خصلت اور شریف النفس انسان تھے، ہمیشہ ساتھیوں کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، جس کی وجہ سے انہیں خدمتی کا لقب ملا۔ تعارض پر جانے سے پہلے ایک ساتھی کو وصیت کی تھی، کہ جب میں شہید ہو جاوں تو میرے جیب کا سامان اور گھڑی میرے فلان شاگرد کو دیدینا۔ مولوی کلام الدین صاحب نے جہاد پاکستان میں اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ جس کی وجہ سے عامہ امت کے لئے پاکستانی فوج سے لڑنا آسان کر دیا۔ کیونکہ اس سے قبل لوگ جھجک محسوس کر رہے تھے، کہ پاکستانی فوج مسلمان ہے ہم اس سے کیسے لڑیں؟ لیکن مولوی صاحب کی شہادت اور مفتی حسین احمد صاحب کی شہادتوں سے لوگوں کے ذہنوں سے یہ خدشہ نکل گیا۔

سنزلہ لوڑگئی درہ میں بم دھماکہ ستمبر 2004ء میں محسود اور ازبک مجاہدین نے کم کنڈ سرائی لوڑگی درہ میں خیسورہ ٹووانہ سڑک کے کنارے بم نصب کیا جسکے ذریعے ملیشیا ایف سی کی گاڑی کو نشانہ بنا کر تباہ کر دی گئی۔ جس میں صوبیدار سمیت 7 اہلکار ہلاک ہوئے ۔ اس واقعے کی تفصیل عمری، ملنگ وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

سلے روغہ کے قریب ملیشیا سکاوٹس پر حملہ

ستمبر 2004ء میں شیر زمان عرف مخلص کے بقول کہ ہم نے مکین ٹو وانہ سڑک پر بمقام سلے روغہ ملیشیا سکاوٹس کے قافلے پر حملہ کیا گاڑی کے ڈرائیور کو گولی لگی جسکی وجہ سے گاڑی ایک گہری کھائی میں جا گر اس حملے میں تیس فوجی ہلاک جبکہ اٹھ زحمی ہو گئے جسکے رد عمل میں فوج نے ایک مقامی قبائلی کے گھر پر دھاوا بھول دیا اور گھر میں توڑ پھوڑ کر کے گھر کے مالک کو گوفتار کیا اور میڈیا پر حکومتی ذرائع نے تین یا چار اہلکاروں کے ہلاک اور کئی کے زخمی ہونے کی تصدیق کی

مومی کڑم کے قریب حملہ

ستمبر 2004ء میں شیر زمان عرف مخلص کی زبانی کہ ہم نے مولانا شیر عالم کے اسلامی مدرسے کے قریب حلقہ مومی کڑم میں فوج اور ملیشیا کے مشترکہ قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جسمیں دس فوجیوں کو ہلاک کیا اور بہت سارے زخمی بھی ہوئے جبکہ قافلے میں شریک گاڑیوں کو جزوی نقصان ہوا۔

کانیگرم علاقہ باباسر میں کمین

9 ستمبر 2004 ء کی جنگ میں علاقہ کانیگرم باباسر میں ازبک اور محسود مجاہدین نے ملیشیا کانوائی پر مشترکہ حملہ کیا اور ساتھ چلغوزی موڑ پر پرو ٹیکشن للگائے ہوئے فوجیوں پر بھی حملہ کیا جس میں ایک فوجی گاڑی ایک کھائی میں جا گری لیکن اس حملے میں نقصانات کے متعلق معلوم نہ ہو سکا۔

اکتوبر 2004 میں لدھا قلعہ پر بی، ایم میزائل حملہ

شیر زادہ عرف لالے نے کہا کہ جب بداوزہ پر بمبار ہوا، تو ساتھ ہی فوج نے کاروان منزہ پر حملہ کیا، اور جنگ شروع ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ بیت اللہ امیر صاحب نے ہمیں بمقام ورزہ حلقہ وچہ خوڑہ مرکز کھولنے کا کہا۔ وہاں پر ہم نے ازبکوں کے ہمراہ مشترکہ مرکز کھولا۔ اور مختلف بھاری ہتھیاروں سے لدھا قلعہ پر حملے کرتے رہے۔ جبکہ اکثر، بی، ایم مزائلوں سے حملے کرتے تھے۔ جن میں بہت سارے میزائل عین قلعے کے وسط میں لگتے رہے۔ لیکن ان حملوں میں فوج کے جانی نقصان کی تصدیق آزاد ذرائع سے نہ ہو سکی۔

کڑمہ سوڑہ ژاور نامی پہاڑی پر فوج کا ایڈوانس

اکتوبر 2004 رمضان المبارک میں فوج نے علاقہ کڑمہ پر قبضہ کیا، اور سوڑہ ژاور نامی پہاڑی پر فوج اور مجاہدین حلقہ محسود کے درمیان جھڑپ ہوئی۔ جبکہ فوج کی تعداد سینکڑوں میں تھی، مجاہدین کی تعداد دس سے کم تھی جسکی کی کمانڈینگ غالب نامی مجاہد کر رہے تھے۔ صبح سے ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ البتہ صبح مجاہدین کو جب پتہ چلا تو بیت اللہ امیر صاحب نے ان کی کمک کے لئے خطاب نامی کمانڈر کو بمع ساتھیوں کے وہاں جانے کا حکم دیا۔ جو موقعہ پر پہنچ کر ظہر تک جنگ کو جاری رکھا، مجاہدین کی شدید مقابلے کی وجہ سے فوج نے پیش قدمی روک دی ۔اس جنگ میں آٹھ فوجی مارے گئے، جبکہ ایک مجاہد جمال الدین ولد گل سوپ خان جلال خیل چگملائی بھی شہید ہوا۔ عصر سے پہلے فوج شکست پر مجبور ہو کر کاروان منزہ واپسی کی۔ یاد رہے کہ سوڑہ ژاور کڑمہ کی اسلامی مدرسہ سے جنوب مشرق میں واقع پہاڑی کا نام ہے۔

خطاب کا کہنا تھا کہ جمال الدین کو مغرب کے بعد چارپائی پر رکھا تو انکی کرامت بعد از شہادت میں نے یہ دیکھی کہ جمال الدین نے چارپائی مضبوطی سے پکڑی۔ جمال الدین نے شہادت سے قبل کہا کہ " یہ میرا پہلا جنگ ہے اور یہ میرا آخری جنگ ہے۔ اور یوں ہی ہوا۔ خطاب نے

کہا کہ اس وقت مفتی نورولی نے کہا کہ میں نے فوج کو دیکھا کہ وہ ایک لاش کو سلوٹ کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ فوج کا ایک بڑا آفیسر اس جنگ میں مارا جاچکا ہے۔

آسمان منزہ فوجی کیمپ پر تعارض

اکتوبر 2004ء میں مجاہدین محسود گنڈاپور اور ازبک نے آسمان منزہ کیمپ اور مورچوں پر مشترکہ کارروائی کیلئے پروگرام بنایا ریکی ایک عالم دین کے ذریعے کی گئی جو کبھی کبھار فوجیوں کو چائے بسکٹ دیا کرتا تھا۔ بعد ازاں چاروں طرف سے کیمپ اور مورچوں پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا جس کے نتیجے میں مورچوں اور کیمپ کو فتح کر دیا۔ عینی شاہد اسکول کے باورچی خانازار بابا کے مطابق صبح کو سام ہائی اسکول ہیلی کاپٹر آ پہنچا جس میں 35 فوجی لاشیں ڈال کر پشاور منتقل کر دیئے گئے۔ یاد رہے آسمان منزہ کیمپ پر اسی جنگ میں کئی دفعہ میزائل حملے بھی ہوئے لیکن اس میں نقصانات کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں۔

بنگش والا میں دھماکہ

اکتوبر 2004 میں بمقام بنگش والا سڑک کے کنارے مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا تھا۔ جس کی تاریں اسکول کے بچوں کو نظر آئے تھے۔ انہوں نے اس کو چھیڑا جس کی وجہ سے وہ بم دھماکے سے پھٹ گیا۔ اور وہ بچے اس میں مارے گئے۔ ان بچوں کی تدفین ہو رہی تھی۔ (جبکہ اس وقت قوم شمن خیل مولے خان سرائے نے امن لشکر بنایا تھا) کہ وہاں پر ایک کھائی میں موجود مجاہدین وضوء کرنے کے لئے بنگش والا لگاڈ (ندی) میں اترے۔ امن لشکر کے رضاکاروں کی نظریں ان پر پڑی، اور انہیں دیکھ لیا۔ فوراًہی تمام لوگوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان پر فائرنگ شروع کی۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں عبدالروف نامی ایک ازبک مجاہد شہید ہوا۔ اور ایک دوسرا اکم عمر ازبک مجاہد انہوں نے گرفتار کیا۔ بعد میں حکومت کے حوالے کیا۔ جبکہ تیسرا توکل خان محسود فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ اس امن لشکر کا سربراہ ملک میر داعلی شمن خیل تھا۔ جس کو چند سال بعد جب وہ ٹانک سے مولے خان سرائے آرہے تھے، کہ اسکی اطلاع مجاہدین کو ہوئی، تو مجاہدین نے سپلاتوئی کے قریب شہور تنگی میں انہیں گاڑی کے اندر گولیوں سے نشانہ بنایا۔ جبکہ باقی سواریاں محفوظ رہیں۔ صرف گاڑی کے ڈرائیور کو معمولی چوٹ لگی تھی۔ ملک میر داعلی کو اپنے کئے کا خمیازہ چند سال بعد ملا اور وہ دار فانی سے دار بقاء کوچ کر گئے۔

چگملائی میں چائنہ مغویوں کی بازیابی

9 ستمبر 2004 کو جب حکومت نے علاقہ محسود پر امریکی ایماء پر جنگ مسلط کر دی، بداوزہ پر بمباری کی گئی، اور ساتھ ہی فوج کشی کی گئی۔ تو مجاہدین نے بھی اپنی کاروائیوں کو دوام بخشا۔ چنانچہ 10 اکتوبر 2004 کو ایک کاروائی کر کے گومل زام سے چائنہ کے 2 انجنیرز اغواء کئے گئے۔ مجاہدین نے ان مغویوں کو علاقہ چگملائی کے پہاڑوں تک پہنچایا۔ حکومت کو پتہ چلا، تو حکومت نے چگملائی امن لشکر کے ذریعے ان کا محاصرہ کیا۔ حتیٰ کے فوج اور کمانڈوز کے دستے وہاں پہنچے۔ اس واقعے کی ذمہ داری عبداللہ محسود نے قبول کی۔ غالباًیہ معاملہ پانچ دن تک جاری رہا۔ آخر کار مذاکرات ہوئے۔ مذاکرات میں مجاہدین کو امن دیا گیا، اور ان کے بدلے مغویوں کو رہا کرنے کا وعدہ ان سے لیا گیا۔ مغویوں کو حکومت کے حوالے کرنے اور مجاہد اغواکاروں کو مجاہدین کے حوالے کرنے کے لئے مقامی جلال خیل قوم کے مشران جائے وقوعہ پہنچے۔ جب یہ مشران اغواکاروں سے ملے، تو اس وقت حکومت نے موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ ان مجاہدین کو سنائپر گنوں کے ذریعے نشانہ بنایا۔ اور انہیں وہاں پر

شہید کرا کے چائنہ مغویوں میں سے ایک کو بازیاب کروایا۔ جبکہ ایک کو طالبان نے قتل کیا۔ **حکومت کی جانب سے یہ پہلی بد عہدی تھی** جو انہوں نے کرلی۔ اور اپنے آقاوں، یہود و نصاریٰ کی پیروی کی۔

کانیگرم سوے سر میں فوج سے مقابلہ اکتوبر 2004ء میں جب فوج نے کانیگرم سوے سر کی طرف پیش قدمی کی تو پہنچتے ہی وہاں چھپے دو مجاہدین سے ان کا سامنا ہوا امتاز برکی اور خالد برکی فریقین میں زبردست مقابلہ ہوا آمنے سامنے کی اس لڑائی میں فوج کو کافی نقصان پہنچا لیکن تفصیلات ہاتھ نہ آسکے۔ تفصیل عمر خالد کی قلم سے تحریر کی گئی ہے۔

خیسورہ شولام میں دھماکہ

اکتوبر 2004 میں علاقہ شولام تحصیل تیارزہ(سپین ٹاپی)خاصہ دار چیک پوسٹ کے قریب مجاہدین حلقہ محسود اور مجاہدین حرکت اسلامی ازبکستان نے سڑک کے کنارے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ جب فوجی قافلہ ریموٹ کنٹرول کے سیدھ میں آپہنچا تو ایک بڑے ٹرک گاڑی پر بم کو ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کیا، جسکے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔ اور اس میں سوار 32 فوجی موقع ہی پر دم توڑ گئے۔ مجاہدین خوشی سے چلانگیں لگاتے ہوئے وہاں سے اپنے محفوظ مراکز پہنچے۔ میڈیا رپوٹ کے مطابق اس دھماکے میں 15 فوجی مارے گئے تھے۔ یہ کارروائی نور محمد گیگا خیل اور زکریا ازبک نے سرانجام دی۔ تفصیل احمد بدر والے کی زبانی تحریر کی گئی۔

کانیگرم بادنزائی میں بم دھماکہ اکتوبر 2004 ءمیں بادنزائی کانیگرم میں ایک زوردار سڑک بم دھماکے میں ایک گاڑ ی کو تباہ کیا گیا جس میں دو فوجی اہلکار واصل جہنم ہوئے اور ایک شدید زخمی ہوا۔ تفصیلات مجاہدین حلقہ سام کی زبانی اور عمر خالد کی سے جمع کی گئی ہے۔

علاقہ شپیشتین تحصیل لدھا میں دھماکہ

اکتوبر 2004 میں علاقہ شپیشتین تحصیل لدھا میں نور عالم محسود کے گھر کے قریب سڑک کے کنارے مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ اس کاروائی میں ایک فوجی ٹینکر، جس میں پانی لدھا قلعہ لے جایا جاتا تھا، ہدف بنایا گیا۔ لیکن کاروائی ناقص رہی اور گاڑی کو جزوی نقصان پہنچا۔ اس کاروائی میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ جبکہ فوج نے انتقامی کاروائی کر کے نور عالم محسود کے گھر میں دھماکے کئے۔ جس سے وہ جزوی طور پر خراب ہوا، اور ناقابل استعمال ہوا۔ جبکہ اسی زمانے میں، تاریخ واضح یاد نہیں، 2004 کی جنگ میں ہم گاڑی میں مکین جارہے تھے جب مکین کے بڑے لگاڈ کے قریب پہنچے تو فوج کے گاڑی پر ریموٹ کنٹرول سے حملہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔ اور اس میں آٹھ سے زائد فوجی مارے گئے۔ اس کاروائی کی ویڈیو فلم حرکت اسلامی ازبکستان کے اسٹوڈیو پر موجود ہے۔ احمد بدر والے کی زبانی تفصیل تحریر کی گئی۔

مدیجان شین ورسک میں دھماکہ

2004ء کی جنگ شروع تھی غالباً اکتوبر کا مہینہ تھا، اسی سلسلہ میں علاقہ بروند میں بھی فوج کے خلاف کاروائیوں کا سلسلہ جاری تھا۔ کیونکہ جنڈولہ ٹووانہ روڈ فوج استعمال میں لاتی تھی۔ اسی سلسلہ میں علاقہ سری چودے مدیجان شین ورسک میں سڑک کنارے نصب شدہ ریموٹ کنٹرول بم کو ایک فوجی ٹرک پر بلاسٹ کیا گیا۔ جس میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی، اور گاڑی میں سوار تمام فوجی واصل جہنم ہوئے۔ مولوی رفیع الدین کی زبانی تفصیل لکھی گئی ہے۔

بازے مکین اکتوبر 2004ء میں جب بازے مکین کی طرف سے پیش قدمی شروع کی تو بازے موڑ دوہ سڑک کے درمیانی علاقے میں مجاہدین نے فوج پر حملہ کیا وہاں پر تین دن تک فوجی پیش قدمی کو روکے رکھا تیسرے دن قومی لشکر کی مدد سے فوج مکین میں داخل ہوئی کیونکہ مجاہدین قوم کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتے تھے اس جنگ میں دو ایف سی اہلکار ہلاک ہو گئے ۔ اور ایک مجاہد امجد نامی زخمی ہوا ۔ تفصیلات خادم، اختو جانا اور انور شاہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

سپنکئی رغزائی میں فوج کا داخلہ

9 ستمبر 2004 کو جب بداوزہ پر امریکا اور پاکستان کا مشترکہ حملہ ہوا، اور بعد ازاں علاقہ محسود پر فوج کشی کی گئی، تو علاقہ سپنکئی رغزائی پر کچھ عرصہ بعد 30 اکتوبر 2004ء کو رمضان المبارک کے مہینے میں جنڈولہ کی طرف سے پانچ پیکپ گاڑیوں میں سوار فوج نے سپنکئی رغزائی میں عین افطاری سے چند منٹ قبل داخل ہوئی، اور منڈانہ تک بڑے غرور سے گئی اور پھر واپسی کی۔ جب سپنکئی رغزائی میں گاڑی پہنچی تو وہاں پر موجود مجاہدین نے انہیں گھیر لیا، اور ان پر فائرنگ شروع کی، جس میں ایک گاڑی پر راکٹ کا گولہ لگا۔ اور باقی دو گاڑی بھی گولیوں سے چھلنی کر دیئے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اسکے ڈرائیور ان تین گاڑیوں کو اسی حالت میں بھگا کر نکلے ۔ جبکہ دو گاڑیوں کو محاصرے میں لے لیا، جس میں ایک کو آگ لگادی جبکہ دوسرے کو قبضے میں لیا۔ چند فوجی بھاگ کر وہاں پر قائم پرانے کارخانے میں گھس گئے۔ جنڈولہ سے سپنکئی رغزائی سڑک پر آنے والی بس پر فوج نے فائرنگ کی، جس میں ایک شخص شہید ہوا۔ اور ایک عام جوان مسمیٰ لوئی خان ولد صابر خان بی بی زائی بھی شہید ہوا، جو مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑا لوئی خان اپنے والدین کا اکلوتا تھا۔ پوری رات جنڈولہ سے توپ خانہ چلتا رہا۔ رات ہی فوج نے جنڈولہ سے پیش قدمی کر کے صبح کے وقت سپنکئی رغزائی بازار میں داخل ہوئی۔ جبکہ یکم نومبر کی رات کو اس فوج پر حکیم اللہ محسود جو اس وقت ایک عام چھوٹا کمانڈر تھا بمع چند دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ انہوں نے فوج پر حملہ کیا۔ لیکن تاریکی کے وجہ سے فوج کی جانی نقصان کا پتہ نہ چلا۔ اس لڑائی میں حلقہ محسود کے مشہور ڈاکو ممتاز اور سولے وزیر گائی نے بھی حصہ لیا۔ اور فوج کے خلاف مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑیں۔ اس دن علی الصبح چگملائی کی طرف سے بھی فوج نے پیش قدمی کر کے منڈانہ پر حملہ آور ہوا۔ جبکہ منڈانہ کے مقام پر طالبان نے فوج پر حملہ کیا اس لڑائی میں واضح دو فوجی مارے گئے۔ مشرقی جانب کلکلہ کی طرف سے بھی فوج نے پیش قدمی کی۔ وہاں بھی طالبان نے سخت مزاحمت کی۔ جس میں گل ریحان ولد لوئی خان ہیبت خیل شہید ہوا۔ جبکہ فوج کی جانی نقصان کا اندازہ نہ ہو سکا۔ فوج کی یہ پیش قدمی اور طالبان کی مزاحمت کئی روز جاری رہی اور وہاں پر فوج رک گئی۔ اس جنگ کے بعد بیت اللہ محسود نے مجاہدین کو علاقہ خالی کرنے کا حکم دیا ۔ کیونکہ پورے علاقہ محسود پر فوج نے ایڈوانس کیا۔

2004 کی جنگ میں تیسری بدعہدی

(1) اکتوبر 2004 کے ابتداء میں حکومت پاکستان کی جانب سے پہلی بار مذاکرات کی پیشکش سامنے آئی امن جرگہ نے کوششیں تیز کی اس میں زیادہ رول میجر اصغر سلیمی خیل کا تھا جو عبداللہ محسود کا بھائی تھا انہوں نے راہ ہموار کی یوں بیت اللہ محسود کی اجازت سے جنڈولہ ایف آر میں کور کمانڈر صفدر حسین سے عبداللہ محسود نے ملاقات کی جبکہ ان کے ساتھ بطور گارڈ طالبان ایک چابک دستہ بھی تھا وہاں فریقین میں مذاکرات ہوئے اور خیر سگالی کے طور پر شعبان ولد رمضان بھی بیت اللہ محسود نے رہا کیا اور دس دن کیلئے فریقین میں فائر بندی ہوئی لیکن چند دن بعد علاقہ کڑمہ پر فوج کشی کی گئی (2) اکتوبر 2004 میں جب گومل زام سے چائنہ اہلکار اغواہوئے تو جب جلال خیل چگملائی قوم نے انکا

راستہ روکا اور بالاخر چار دن کے بعد مذاکرات کے نام سے ملکان کیساتھ انکی روپ میں کمانڈوز وہاں پہنچے اور ان پر حملہ کیا جسکی وجہ سے اغواکاروں نے ایک چائنہ اہلکار کو گولی ماری یوں چائنہ اہلکار سمیت چار مجاہدین اس کمانڈو آپریشن میں لقمہ اجل بن گئے۔ جبکہ انہیں باقاعدہ امن دیا گیا تھا لیکن بدعہدی ان سے کی گئی۔

مکین تاودہ چنہ نڑمیرہ میں فوج پر حملہ مکین تاودہ چنہ نڑمیرہ میں محسود اور عرب مجاہدین نے فوجی مورچوں پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملہ کیا۔ مکین چلیرائی میں فوج کے مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاورں کا شدید حملہ مکین چلیرائی کے تحصیل اور قلعہ پر 9 عدد بی ایم میزائل داغے گئے جن میں چار صحیح ہدف پر لگے۔ ان حملوں میں فوج کے نقصان کا پتہ نہ چلا۔ 2004 کی اسی جنگ مکین چلیرائی قلعہ اور تحصیل پر تعارض ہوا جس میں بھاری اسلحے کا استعمال ہوا، لیکن قلعہ فتح نہ ہوسکا ان عملیات کی وجہ سے فوج نے راہ فرار اختیار کی اور قلعہ چھوڑ دیا فوج کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے تاہم دو مجاہدین مجاد ناصر اور محمد حنیف ولد محمد علی زخمی ہوئے جنکا تعلق علاقہ درہ مکین سے تھا تفصیلات خادم اور انور شاہ وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی

کانیگرم سام میں بم دھماکہ

نومبر 2004 میں مجاہدین محسود تین علماء مسمی مولوی ولی الرحمن مولوی مطیع الرحمن مولوی عمران اور ایک مجاہد مسمی جمشید نے کانیگرم کے علاقہ سام اسکول کے قریب مین سڑک کے کنارے ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح کو جب اس کے سیدھ میں فوجی گاڑی آگئی تو اس بم کو ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کیا جسکے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ اور سات تک فوجی اہلکاروں کو ہلاک کیا جس کے رد عمل میں فوجی درندوں نے عوام پر توپ اور مارٹر استعمال کئے جس سے قوم شمیرائی کے نوافراد زحمی ہوئے جبکہ ایک شخص قوم شمیرائی اور ایک برکی قوم میں سے شہید ہوئے۔ تفصیلات مجاہدین حلقہ سام کی زبانی اور عمر خالد سے جمع کی گئی ہے۔

مکین میں بم دھماکہ

دسمبر 2004 یا جنوری 2005ء میں مکین پار یا ٹائی الگڈ بانگڑ میلہ کے قریب ریموٹ کنٹرول بم نصب کی لدھا کی طرف جانے والی فوجی قافلے کی نفری سے لیس گاڑی جب اس کے سیدھ میں آئی جس پر دھماکہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں گاڑی کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ تفصیلات خادم اور انور شاہ وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

سپنکئی رغزائی ترائی پر عملیات

امین اللہ اشنگی عرف آمین کے بقول جب رمضان المبارک 2004 میں فوج نے ترائی پر قبصہ کیا تو رد عمل میں ان پر جوابی حملہ کیا گیا جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال ہوا جس کے نتیجے میں فوج کو منڈانہ تک پسپائی کرنا پڑی اس لڑائی میں جمشید عرف جمو کے بقول 13 فوجی اہلکار مارے گئے اور مجاہدین بفضل اللہ محفوظ رہے۔

کانیگرم سام ہائی اسکول میں قابض فوج پر حملہ

9 ستمبر 2004ء کو جب فوج علاقہ محسود پر حملہ کیا تو اس دوران فوج نے کانیگرم ہائی اسکول میں کیمپ لگایا، جس پر کمانڈر معراج برکی عرف خالد کی زیر قیادت میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا نقصانات کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکی۔ اسی اسکول پر دوبارہ مجاہدین محسود اور

ازبکوں نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے مشترکہ حملہ کیا لیکن نقصانات کے بارے پتہ نہ چلا۔ تفصیلات مجاہدین حلقہ سام کی زبانی اور عمر خالد سے جمع کی گئی ہے۔

شکئی ٹیپ سر کے ڈھلوان میں بم دھماکے

اکتوبر یا نومبر 2004ء میں بقول مولوی ابدالی ہم محسود اور ازبک مجاہدین نے علاقہ شکئی مندتہ میں فوجی کیمپ جانے والی سڑک میں آٹھ ریموٹ بم نصب کئے جب دوپہر کو ایک فوجی پانی ٹینکر وہاں گذرنے لگا تو ایک روسی ساخت والے بم کو ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کرکے گاڑی کو تباہ کیا۔ جبکہ دوسرے بموں سے پیدل فوج پر پے در پے دھماکے کئے باوثوق ذرائع کے مطابق اس میں پانچ فوجی ہلاک ہوئے۔ رد عمل میں فوج نے تیارزہ قلعہ سے توپ اور مارٹر شیلنگ شروع کی جس میں نہتے عوام کے املاک کو تباہ اور تین بچوں کو بھی شہید کردیا

ناناہیرہ میں طالبان پر فائرنگ

نومبر 2004 میں کمانڈر معراج برکی کے مطابق ہم چند مجاہدین جلندر سے کانیگرم جارہے تھے بمقام ناناہیرہ سر ہم پر فوج نے فائرنگ شروع کی موقعہ ہی پر ہم نے پوزیشن سنبھالی جب فائرنگ تھم گئی، تو ایک فوجی کو دیکھا جس پر ہم تینوں ساتھیوں نے یکدم فائر کھول دیا جس کے نتیجے میں وہ گر گیا اور ہم پھرتی سے چلانگیں لگا کر جنگل میں چھپ چھپا کے کانیگرم پہنچے۔ تفصیل عمر خالد کی قلم سے تحریر کی گئی ہے۔

گوریلہ جنگ کا فیصلہ

جب نومبر 2004 کے اواخر میں چاروں طرف سے فوج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا تو مجاہدین نے شکتوئی ہجرت کی۔ محسود مجاہدین علاقہ شکتوئی میں ہی تھے، کہ امیر صاحب نے گوریلہ جنگ کا فیصلہ کیا۔ اور وہاں سے مکین، کوٹکئی اور برووند تشکیلات بھیجے۔ محترم مولوی رفیع الدین صاحب کا کہنا ہے۔ کہ جب 2004ء میں رمضان المبارک کی آخری عشرہ میں فوج نے چاروں طرف سے پیش قدمی کی۔ تو بیت اللہ امیر صاحب نے تمام مجاہدین کو سقوط کرنے کا حکم دیا۔ اس دوران مجھے امیر صاحب نے ڈیرہ، ٹانک اور گومل میں کاروائیوں کی ذمہ داری سونپی تھی۔ اپنی ذمہ داری کو بجالانے کے لئے میں وہاں پر پہنچا، اور عملی اقدامات شروع کئے۔ اسی دوران ہم نے تین ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کئے۔ جبکہ ایک کاروائی ایف سی قلعہ ٹانک پر کی گئی۔

ٹانک میں فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول حملے پہلے پہل دو ریموٹ کنٹرول بم تو روزیر کے پمپ کے ساتھ نصب کئے۔ جسکو ٹی وی منس بھی کہتے ہیں۔ جو فوجی قافلہ پر چلائے۔ جس میں جانی نقصان کا حال معلوم نہ ہوسکا۔ جبکہ تین عدد بی، ایم میزائل ٹانک شہر میں واقع ایف، سی قلعہ پر داغے گئے۔ (مولانا ابوزکوان کے بقول اس بم دھماکے میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی تھی جگہ جگہ گوشت کے ٹکڑے ہمیں مل گئے)۔ جبکہ ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی دو ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کئے۔ جن میں ایک نہر کے ساتھ روڈ کے کنارے ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے فوجی قافلے پر حملہ تھا۔ جبکہ دوسرا ریموٹ کنٹرول حملہ قائد جمیعت مولانا فضل الرحمٰن کے مدرسے کے قریب سڑک کنارے نصب شدہ ریموٹ بم سے فوجی قافلے کو نشانہ بنایا۔ جبکہ ان کاروائیوں میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہوسکی۔

سپنکئی راغزائی میں مجاہدین کا محصور ہونا

کمانڈر آمین اشنگی عرف آمین (سیف اللہ) نے کہا کہ دسمبر 2004 میں جب منڈانہ اور مرعی بند میں ریموٹ بم فوجی قافلوں پر چلائے تو بعد ازاں ہم سپنکئی راغزائی کارخانہ میں موجود فوج پر میزائل داغنے کیلئے وہاں پہنچے۔ جبکہ سابقہ دھماکوں کی وجہ سے وہاں سرچ آپریشن شروع ہو چکی تھی جس کی وجہ سے ہم محصور ہوئے دو دن کے بعد جب ہمیں موقع ملا تو ہم نے مسلسل دو دن پیدل سفر کیا اور وہاں سے نکل گئے یہ سفر اتنا مشکل تھا کہ پاوں کے ناخن نکل گئے جس کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل ہوا۔

جنڈولہ قلعہ پر میزائل حملہ

9 ستمبر 2004ء میں بداوزہ پر بمباری کے بعد علاقہ محسود پر فوج کشی کی گئی جس کے رد عمل میں مجاہدین حلقہ سپنکئی رغزائی نے جنڈولہ قلعہ پر کئی بار بی ایم میزائل داغے۔ مولوی خواجہ محمد عرف مدنی کے بقول یہ میزائل مختلف جگہوں سے داغے گئے۔ ان کے علاوہ مارٹر عملیات بھی کئے۔ 2004 کی اس جنگ میں سپنکئی رغزائی کے قریب نمبر دو،، ایک جگہ کا نام ہے،، سے کئی میزائل سپنکئی رغزائی کے موڑ پر داغے گئے جو کہ عین ہدف پر جا لگے تاہم کسی جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے۔

مفتی عمر حلقہ جنتہ کی شہادت

9 ستمبر 2004 کو جب علاقہ محسود پر فوج کشی کی گئی یہ سلسلہ فروری 2005 تک چلتا رہا ان ہی دنوں ضلع ٹانک میں چند ریموٹ بم چلے اور ٹانک ایف سی قلعہ پر میزائل بھی داغے گئے۔ اسی اثنا میں مفتی عمر ضلع ٹانک سے لاپتہ ہو گئے جو تاحال 22 فروری 2017 تک لاپتہ ہے کچھ شواہد ایسے ملے جس سے معلوم ہوا کہ وہ خفیہ اداروں کے عقوبت خانوں میں وفات پا چکے ہیں۔ مفتی عمر ولد مولا داد حان کا تعلق حلقہ جنتہ شاخ گلیشائی سے تھا۔

2004 کی جنگ میں مولوی ولی الرحمٰن صاحب کی بہادری کی ایک انوکھی کہانی

علاقہ کوٹکئی میں انجیر (انزر) روڈ پر ایک فوجی آفیسر میجر رینک والا، سڑک کے کنارے ایک بڑے پتھر پر بڑے غرور سے بیٹھتا تھا۔ جبکہ سڑک کے دوسرے کنارے پر 40 فٹ کے فاصلے پر فوجی مورچہ بھی قائم تھا۔ اور ساتھ ایک خیمہ بھی لگا ہوا تھا۔ اس فوجی آفیسر کا غرور خاک میں ملانے کے لئے مولوی ولی الرحمٰن، مولوی شاہ عالم صاحب اور سیف اللہ نے تہیہ کیا، کہ اس پتھر کے نیچے بم نصب کرنا ہے، رات کے وقت انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح کو فوجی میجر اپنے جوانوں کے ہمراہ وہاں بیٹھا، مولوی صاحب نے بم چلانا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ بم مس ہوا۔ فوج کو پتہ چلا اور وہ ادھر اُدھر بھاگے۔ بم ڈسپوزل ٹیم کو بلایا گیا، لیکن وہ نہ آئے۔ کئی گھنٹے تک سڑک بلاک کیا گیا۔ یہ دن اسی طرح خوف و حراس میں ان پر گزر گیا۔ رات کو مولوی صاحبان نے پھر جاکر دوبارہ ناکارہ بم کو نکالا۔ اور ساتھ اپنے مرکز لائے۔ دوسرے دن کی صبح کو جب بم ڈسپوزل ٹیم جائے وقوعہ پر آ پہنچی علاقے کو چیک کیا تو انہیں کچھ نہیں ملا۔ جس پر مقامی مغرور آفیسر اور انکے عاملہ کو بہت ملامت کیا۔ اور اس نالائقی کی وجہ سے وہاں سے انکا تبادلہ کیا گیا۔ فوج کا نیا دستہ وہاں پر تعینات کیا گیا۔ یہ واقعہ مولوی نوراللہ سے روایت کیا گیا ہے

(اس واقعے سے مجاہدین کی جرات، جبکہ فوج کی بے حسی اور نالائقی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ عاصم)

پولیٹکل عصمت اللہ پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ

اسی سلسلہ میں انہی دنوں میں سراروغہ معاہدہ سے چند دن قبل جنوری 2005ء میں ضلع ٹانک کے حدود میں پولیٹکل عصمت اللہ پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا گیا۔ جس میں وہ بال بال بچ گئے۔ مولوی رفیع الدین صاحب کا کہنا ہے، سقوط کے بعد دسمبر 2004 میں ہم دوساتھیوں

کی تشکیل برووند کی گئی۔یعنی میں اور شیر بادشاہ شہید (جو افغانستان میں شہید ہوا)۔اور قاری حسین بمع ساتھیوں کے اسکی تشکیل کوٹکئی کی گئی ۔ہم نے ایک ریموٹ کنٹرول بم جنڈولہ وانہ سڑک پر چگملائی میں نصب کیا۔لیکن جب فوجی قافلہ عین بم کے سیدھ میں آپہنچاتو بم نہ پھٹا ۔دودن تک سڑک بند رہا۔آخر کار آر،پی،جی کے گولے سے انہیں نشانہ بنایا،اور بلاسٹ ہوا۔اس وقت پاکستانی فوج کا یہ حال تھا کہ وہ مس شدہ بم کو ناکارہ بنانے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی تھی۔ جبکہ علاقہ کوٹکئی میں قاری حسین صاحب شہید نے 2ریموٹ بم نصب کئے۔اس میں سے ایک ریموٹ بم کوٹکئی مرغی بند اور دوسرا منڈانہ سڑک میں نصب کیا۔دونوں بم چلائے گئے۔جس میں فوجی گاڑیاں نشانہ بنائی گئی ۔لیکن فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔کیونکہ فوج کسی کو قریب نہیں آنے دیتی۔ان بموں سے فوج پر کافی پریشر پڑا۔کیونکہ یہ دھماکے اس علاقے میں انوکھے سمجھے جاتے تھے۔جبکہ اسی اثناء میں جنوری یا فروری 2005ء میں مکین میں امن لشکر کے سربراہان پر حملوں تیاریاں شروع تھیں۔چنانچہ جنوری یا فروری 2005ء میں مکین میں ان ملک طبقہ کے خلاف بیت اللہ امیر صاحب نے کاروائیوں کا سلسلہ شروع کیا جو امن لشکر بنا چکے تھے۔اور مجاہدین کے خلاف فوج کے شانہ بشانہ لڑتے تھے۔اسی سلسلہ میں کمانڈر محمد حنیف ولد محمد علی ظریف خیل درہ مکین اور صلاح الدین ولد فضل جان شمک خیل ازدی خیل،ملک ابراہیم کے خلاف عثمان رغزائی میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کررہے تھے ،جو خود اچانک دھماکے سے پھٹ گیا۔اور اس سے دونوں مجاہدین شہید ہوئے۔شہداء کی لاشیں امن لشکر والوں نے اپنے قبضے میں لے لیے ۔اور حکومت کے حوالے کئے۔جن کو نامعلوم مقام پر منتقل کرگئے۔کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ انکی قبریں کوہاٹ میں ہیں اور بعض کا کہنا تھا کہ انکی قبریں پشاور میں ہیں۔چند ہی دن بعد دو مجاہدین عید الاضحیٰ کے دن ملک ابراہیم کے گھر گئے۔بعد نماز ظہر ملک ابراہیم نے عید الاضحیٰ کی لڑمین (گھی میں پکی ہوئی گوشت کی ایک وزیرستانی قسم) بھی کھلائی۔گپ شپ لگانے کے بعد ان دونوں مجاہدین نے رخصت ہونا چاہاتو وہ بھی انہیں رخصت کرنے کیلئے گھر سے باہر نکلے۔جب انہیں الگ پایاتو وہاں پر ہی انہیں گولیاں ماری گئی۔جبکہ اردگرد ہر طرف امن لشکر اور انکے رشتہ دار تھے۔توپندرویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی ایسی مدد کی جیسا کہ بدر احد وغیرہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی کی تھی۔وہ اس طرح کہ ابراہیم کو قتل کرنے کے بعد جب یہ مجاہدین جنگل کی طرف فرار ہوئے تو اچانک گردوغبار آیا،جسکی وجہ سے وہ لوگوں سے غائب ہوئے اور جنگل میں داخل ہوئے۔یوں حنیف اور صلاح الدین کا انتقام بھی لیا اور اللہ کے دین کا دشمن بھی ٹھکانے لگادیا ۔دسمبر 2004ء میں،بقول مولوی خواجہ محمد عرف مدنی (شہیدؒ) ہم بیت اللہ امیر صاحب کے امر سے گوریلہ کاروائی کے لئے شکتوئی سے علاقہ سپنکئی رغزائی کالکلہ پہنچے۔اور بھٹنی مجاہدین کو بلایا،جن میں حضرت علی،مولوی جمشید اور خیر اللہ شامل تھے۔جبکہ میرے ساتھ بھی غازی محسود عرف درغزی اور اصغر محسود گئے تھے۔ہم نے مشترکہ طور پر جنڈولہ قلعہ پر بی،ایم مزائل داغے۔کاروائی کے بعد ہم واپس شکتوئی پہنچے۔

سراروغہ میں جاسوس کے ہاتھوں کمانڈر یعقوب کی شہادت

جنوبی وزیرستان حلقہ محسود میں فروری 2005ء میں سراروغہ معاہدے کے بعد مجاہدین حلقہ محسود نے تمام تر توجہ افغانستان میں قابض صلیبیوں کے خلاف جنگ پر دی۔ اور ساتھ ساتھ کفار کے آلہ کار مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عمل شمالی وجنوبی وزیرستان میں شروع کیا۔چنانچہ اس سلسلہ میں علاقہ مکین کے ایک مشہور جاسوس جو کہ عالم دین بھی تھے،یعنی دینی علوم حاصل کی تھی۔انکی گرفتاری کی ذمہ داری بیت اللہ امیر صاحب نے کمانڈر یعقوب کے ذمہ لگائی تھی۔یہ جاسوس مکین سے ٹانک جارہا تھا کہ ان کو سراروغہ کے مقام پر مجاہدین نے

آڑے ہاتھ لیا۔ جاسوس کے پاس پستول تھا جس سے انہوں نے فائرنگ کی اور ایک گولی کمانڈر یعقوب کی ران میں لگی۔ جس سے وہ موقع ہی پر دم توڑ کر شہید ہوا۔

یعقوب شہید کی کرامت

شہادت سے قبل یعقوب ہر وقت یہ کہتا تھا، کہ مجھے اللہ تعالیٰ پاکستانی فوج یا دوسرے مسلمان جو کفار کے آلہ کار ہو، انکی گولی سے شہادت دے۔ کیونکہ مجاہدین انکی گولی سے شہادت سے کتراتے ہیں۔ تاکہ میری وجہ سے ان مجاہدین کا وہم ختم ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا بعینہ قبول کی۔ یعقوب کے ساتھ موجود مجاہدین نے جاسوس پر قابو پالیا۔ اور گرفتار کرکے وہاں سے لے جاکر علاقہ کڑمہ کے نزدیک ایک پہاڑی نالے میں سڑک کے کنارے قتل کیا۔ پورے علاقہ محسود کے عوام وخواص شہید اور جاسوس کے لاشوں کو دیکھتے تھے۔ اور یعقوب شہید کی حقانیت کی گواہی دیتے تھے۔

2005ء میں دیگر واقع ہونے والے واقعات اور حادثات

وزیرستان میں آپریشن کے بعد فوج شمالی وزیرستان اور باری باری فاٹا کے مختلف علاقوں میں غیر ملکیوں کے نام سے آپریشن کرتے رہے یوں جہاں کہیں بھی مجاہدین کے خلاف حکومت نے اقدام کیا، تو معاہدہ سراروغہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے بیت اللہ محسود بھی ہر مکان وزمان میں مجاہدین کی اعانت سے پیچھے نہیں ہٹے، چنانچہ اب اس کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

تحصیل لدھا علاقہ بازئے میں دھماکہ

اکتوبر 2005ء یکم رمضان المبارک میں سات ترکمن مہاجر مجاہدین جو ایک گاڑی میں کانی گرم کی طرف جارہے تھے۔ جب تحصیل لدھا قلعہ پر جا پہنچے تو انہیں وہاں گیٹ پر ملیشیا سکاوٹس نے روکا۔ مغرب تک انہیں جانے نہیں دیا۔ جب وہ مغرب کی نماز اداء کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو ان پر ملیشیا والوں نے اندھادھند فائری شروع کردی۔ جس کے نتیجے میں چھ مجاہدین شہید ہوئے۔ انکا وزیر ڈرئیور اور انکا امیر مسمیٰ بلغار گرفتار ہوئے۔ اس کاروائی سے بیت اللہ محسود اور دیگر محسود مجاہدین بڑے خفا ہوئے۔ اور انہیں بہت دکھ ہوا اور انتقام لینے کی ٹان لی۔ اس سلسلے میں محسود مجاہدین کو امیر صاحب نے حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے علاقہ بازئے حبیب لنگر خیل کے گھر کے قریب سڑک کنارے ریموٹ بم نصب کیا۔ جب اس کے سیدھ میں ملیشیا سکاوٹس کا بڑا ٹرک جس میں 40 سے 50 تک افراد سوار تھے آپہنچی تو بم کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بلاسٹ کیا۔ جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔ جبکہ کل اٹھارہ ملیشیا سکاوٹس کے اہلکار بمع افیسر ہلاک ہوئے۔ اسکے رد عمل میں ملیشیا فورسز نے لدھا طالبان دفتر پر حملے کی کوشش کی لیکن وہاں موجود چار طالبان نے انہیں روکا۔ اور وہ نامراد واپس لوٹے۔ ترکمن مہاجرین کے قاتل محسود صوبیدار اگست 2007ء میں چھٹی پر گھر جارہا تھا راستے میں مجاہدین نے گرفتار کرکے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کاروائی سے حکومت کو متنبہ کرنا تھا کہ وہ محسود ایریا میں ہوش کے ناخن لے۔ پتھر کا جواب گولی سے ملے گا۔ اگرچہ اس سال کے شروع میں سراروغہ معاہدہ ہوا تھا لیکن فوج نے شروع دن سے خلاف ورزی کا آغاز کیا تھا۔ لیکن بیت اللہ محسود نے بھی پالیسی تبدیل کی۔ عمومی جنگ کے بجائے حکومت کے ہر تپڑ کا صرف جواب دیتے رہے۔ اور ساتھ ساتھ جہادی دعوت پر توجہ دی گئی۔ اور پورے پاکستان تک اس دعوت کو پھیلا دیا۔

ضلع ٹانک میں فحش سی، ڈیز کیسٹوں کے دوکانوں پر دھماکے

2005ء میں سراروغہ معاہدہ کے بعد کچھ ہی عرصہ گزرا کہ ابراہیم عرف حنفی نے کہا کہ مجھے امیر صاحب نے اجازت دی ہے، کہ ضلع ٹانک میں فحش سی،ڈیز کیسٹوں کے دوکانوں کو دھماکوں سے تباہ کریں۔ لہذا ہم نے بھی ساتھ دیا اور کئی دوکانوں کو جزوی نقصان پہنچایا۔ جس کی وجہ سے ضلع ٹانک میں ایسے دوکان بند ہوئے۔ مخلص کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

کانیگرم میں خاصہ دار چیک پوسٹ کا انہدام

2005ء میں معاہدہ سراروغہ کے بعد جب فوج نے معاہدے کی پاسداری نہیں کی تو علاقہ محسود میں بھی غیر اعلانیہ طور پر خاصہ دار چیک پوسٹوں کو منہدم کرنا مجاہدین نے شروع کر دیا۔ جس میں کاروان منزہ پر واقع چیک پوسٹ بھی مجاہدین حلقہ سام نے مسمار کیا۔

2006 میں واقع ہونے والے واقعات اور حادثات

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن

جنوبی وزیرستان میں آپریشن کے بعد فوج شمالی وزیرستان اور باری باری فاٹا کے مختلف علاقوں میں غیر ملکیوں کے نام سے آپریشنز کرتے رہے یوں جہاں کہیں بھی مجاہدین کے خلاف حکومت نے اقدام کیا، تو معاہدہ سراروغہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے بیت اللہ محسود بھی ہر مکان وزمان میں مجاہدین کی اعانت سے پیچھے نہیں ہٹے۔ چنانچہ جب پاکستانی فوج نے شمالی وزیرستان میں آپریشن شروع کی تو رد عمل میں بیت اللہ محسود نے مقامی اور غیر ملکی مجاہدین کا ساتھ دیا اور سیکورٹی فورسز کے خلاف سخت جنگیں لڑی جس کی تفصیل یہ ہے

ابلین کئی دوسلی میں ملیشیا پوسٹ پر حملہ

مارچ 2006ء میں جب پاکستانی فوج نے شمالی وزیرستان میں آپریشن شروع کیا۔ تو مجاہدین محسود نے بیت اللہ محسود کے حکم پر اس جنگ میں بھرپور حصہ لیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ابلین کئی دوسلی ملیشیا پوسٹ پر مجاہدین محسود نے تعارض کیا۔ شدید لڑائی کے نتیجے میں مجاہدین نے کیمپ اور مورچے فتح کئے۔ اور مال غنیمت بھی حاصل کی۔ اس لڑائی میں نیک مالو دین ولد مادڑے شوبی خیل حلقہ شکتوئی نے جام شہادت نوش کی۔ تفصیل مجاہدین شکتوئی آنس وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

صفی اللہ ولد مولوی غنی سردار کی شہادت مارچ 2006ء میں پاکستانی فوج کی شمالی وزیرستان میں آپریشن کے رد عمل میں مجاہدین کی کاکردگی کے سلسلے میں صفی اللہ ولد مولوی غنی سردار ڈوگہ مچہ مداخیل میں ریموٹ کنٹرول نصب کر رہے تھے۔ کہ اچانک بم دھماکے سے پھٹ گیا۔ جس میں صفی اللہ کی شہادت واقع ہوئی۔ ان کا تعلق حلقہ شکتوئی سے تھا۔

بونڈہ کلئی (گاوں) شمالی وزیرستان حملہ

2006ء موسم گرما میں شمالی وزیرستان میں فوجی اپریشن کے رد عمل میں مجاہدین نے ہر ممکن محنت کی۔ جن میں محسود طالبان سب سے آگے آگے تھے۔ جو بیت اللہ محسود اور مولوی سنگین کی سربراہی میں فوج کے خلاف کاروائیاں کرتے رہے۔ اسی سلسلے میں بقول مولوی حقیار خٹے کلئی کے قریب بونڈا کلئی (گاوں) میں ہم ریکی کے لئے جا رہے تھے کہ اچانک وہاں سڑک پر پل کے نیچے سات فوجی نظر آئے جن پر ہم نے حملہ کیا اور ان کو گھیرے میں لیا۔ جن میں چار فوجی موقعہ ہی پر ہلاک ہوئے۔ جبکہ تین کو زندہ گرفتار کر کے بیت اللہ محسود کے حضور میں پیش کئے۔ بعد میں انکو جنوبی وزیرستان منتقل کیا گیا۔ مال غنیمت میں بڑا مخابرہ چار عدد جے، تری، بندوق ایک عدد ایم، جی، ون وغیرہ ہاتھ آئے۔ اس کاروائی میں حکیم اللہ محسود، لطیف محسود اور کچھ وزیر مجاہدین بھی ہمارے ساتھ شریک تھے۔

شادغالی کیمپ پر حملہ اور بعد میں طالبان کا نقصان

23جون2006ءموسم گرما میں شمالی وزیرستان میں حکومت پاکستان نے امریکی ایماء پر جنگ شروع کی تھی۔اسلئے مجاہدین محسود نے بھی اپنے مہاجر اور شمالی وزیرستان کے مجاہدین کی مدد کی۔بہت ساری جنگیں شمالی وزیرستان میں لڑی۔جن میں شادغالی کیمپ پر تعارض بھی شامل تھا۔ مجاہدین محسود نے شادغالی کیمپ پر ملاسنگین،کمانڈر بادشاگل اور کمانڈر حلیم کی سربراہی میں تعارض کیا۔کیمپ فتح کیا،اور بہت سارے فوجیوں کو قتل کرڈالا۔جبکہ کئی فوجیوں کے سرکاٹ کر اپنے ساتھ لے گئے۔ کیمپ فتح کرنے کے بعد مجاہدین نے جب واپسی کی،تو شوال واڑہ(چھوٹا) منڈی کے قریب سوائی ہوٹل پر مجاہدین کے قافلے پر فوج نے گھات لگا کر اچانک حملہ کیا۔جن میں آٹھ مجاہدین اور پانچ عام بندے شہید ہوئے۔جبکہ 13 یا14 کو زندہ گرفتار کیا۔کیونکہ اس سے پہلے تعرض میں اسلحہ کم پڑنے کی وجہ سے دفاع نہ کرسکے۔کیونکہ وہ چند ہی منٹوں میں ختم ہوا۔ جن شہداء نے جام شہادت نوش کیاانکے نام یہ ہیں۔

(1)محمدرحمٰن ولد باتین خان عبدلائی سپنکئی رغزائی(2)مجیب الرحمٰن ولد یعقوب خان گرڑائی حلقہ لدھا۔باقی شہداء کے نام معلوم نہ ہوسکے

ڈانگین سے ایف،سی ملیشیا کے اہلکار اغواء

2006ء میں جب حکومت نے شمالی وزیرستان میں آپریشن شروع کیا۔تو اسکے رد عمل میں مجاہدین نے بھی کاروائیاں تیز کردی۔اس سلسلے میں مجاہدین مسعود نے ڈانگین علاقہ شمالی وزیرستان سے چار ایف،سی اہلکاروں کو اغواء کرکے لے گئے۔یاد رہے کہ یہ ایف،سی اہلکار ڈیوٹی پورا کرکے رزمک سڑک پر گاڑی کا انتظار کررہے تھے۔کہ اچانک مجاہدین کے ہاتھوں لگے۔انکو اغواء کرنے کے بعد مکین منتقل کیا گیا۔جبکہ بعد میں انکو لدھا مجاہدین کے حوالے کرکے وہاں پر انہیں زیر حراست رکھا۔کچھ عرصہ بعد ان میں سے ایک خٹک سپاہی فرار ہوا۔جبکہ باقی تین کو رہا کیا گیا۔یہ کاروائی حلیم اور بادشاگل وغیرہ نے کی۔ تفصیل مولوی اسحاق مسرور کی زبانی تحریر کی گئی ۔(مسعود طالبان کی غفلت کی وجہ سے اس جیسے اور بہت سارے قیدی بھاگنے میں کامیاب ہوئے ہیں)

موسم گرما میں تیت نرائی کیمپ پر حملہ

شمالی وزیرستان میں فوجی کاروائی کے رد عمل میں مجاہدین محسود کے کاروائیوں میں ایک کاروائی تیت نرائی کیمپ کی ہے۔تعارض کا حال محمود ماما اور اور انور شا کی زبانی یوں ہے۔یہ دونوں بنفس نفیس اس تعارض میں شریک تھے۔ تیت نرائی میں دو جگہ مورچے تھے۔ایک جگہ اوپر چھوٹے مورچے تھے،جبکہ دوسرا سڑک کے قریب ایک بڑا مورچہ تھا۔دونوں جگھوں پر بیک وقت تعارض شروع ہوا۔جن میں اوپر کے مورچے بادشاگل اور حلیم نے چند منٹ میں فتح کئے۔جبکہ نیچے سڑک کے نزدیک گول مورچہ فتح نہ ہوسکا۔اس تعارض میں پانچ سے زیادہ ملیشیا فورسز کے اہلکار مارے گئے۔جبکہ باقی فرار ہوئے۔مجاہدین میں سے دو افراد زخمی ہوئے۔جن میں ایک کا تعلق وزیر قوم سے تھا،اور دوسرے کا تعلق محسود قوم سے تھا۔جن کا نام شان الدین تھا۔تفصیل انور شااور ماما کی زبانی تحریر کی گئی۔

ڈوگا شمالی وزیرستان میں قافلے پر حملہ 2006ءموسم گرما میں مجاہدین محسود،مجاہدین شمالی وزیرستان اور ملاسنگین کے ساتھیوں نے ڈوگا میں فوجی قافلے(چار گاڑی)پر گھات لگا کر حملہ کیا۔جن میں فوج کی تاریخی بیخ کنی کی گئی۔جن میں ایک فوجی بھی زندہ نہ بچ سکا۔یہ کاروائی محسود ،وزیر اور افغان مجاہدین نے کی۔جبکہ ایک فوجی توت کے درخت پر چڑا تھا۔اسکو بھی اتارا،اور ٹھکانے لگایا۔تفصیل ضیاء الحق کی زبانی لکھی گئی

فضل الرحمٰن گلیشائی کی شمالی وزیرستان سپلگہ میں شہادت

2006ء میں شمالی وزیرستان میں فوج کے خلاف فضل رحمٰن ولد عابد اللہ گلیشائی حلقہ جنتہ اپنے دوسرے مجاہدین ساتھیوں کے ہمراہ شمالی وزیرستان کے سپلگہ نامی گاوں کے قریب فوجی قافلے پر حملے کے بعد گن شپ ہیلی کاپٹر کے شیلنگ میں شہید ہوئے۔

کونڈ سیر ائے میں ایف، سی اہلکاروں کی گرفتاری

مولوی محمد حسین نے کہا کہ ایک روز ہم کمانڈر فخر عالم کے ساتھ وانہ جارہے تھے کہ تحصیل تیارزہ کے علاقے کونڈ سیر ائے میں تین فوجی اہلکار سڑک کنارے چلتے ہوئے ملے۔ ہم نے گاڑی رُکی، اور انہیں بندوق کے نوک گاڑی میں بیٹھایا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم خود بھی تیارزہ قلعہ سے بھاگے ہیں گھر جارہے ہیں۔ کیونکہ طالبان سے لڑنا دل نہیں چاہتا۔ چنانچہ ان تینوں سے جہاد پر بیعت لی۔ اور انہوں نے حلفیہ قسم اٹھائی کہ ہم آئندہ کے لئے حکومت پاکستان کی سیکورٹی اداروں میں نوکری نہیں کریں گے۔ بعد ازاں خرڑپل تیارزہ کے قریب انہیں رہا کیا۔

2006ء// شین سرخیسورہ میں ملیشیا سکاوٹس والے ایک گھر کی بے عزتی کرتے تھے۔ روز ہی ادھر سے گزرتے رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے خواتین گھر سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ مجاہدین کو اطلاع ملنے پر ان ملیشیا سکاوٹس کے اہلکاروں کو گرفتار کیا اور کئی ہفتوں تک جیل میں ڈالا۔ اور سخت سزا دینے کے بعد مدیجان میں انہیں چھوڑ دیا۔

جنوبی وزیرستان کانیگرم میں این،جی اوز کے خلاف عملیات

فروری 2005ء میں معاہدہ سراروغہ کے بعد این،جی اوز ،اداروں نے جنوبی وزیرستان علاقہ محسود کا رخ کیا۔ جن میں علاقہ کانیگرم بھی سرفہرست تھا۔ چنانچہ اس سلسہ میں مجاہدین اور علماء نے متفقہ فیصلہ کیا کہ علاقہ محسود میں این،جی اوز پر مکمل پابندی ہو گی۔ اس کے بعد بھی غیر اعلانیہ طور پر علاقہ محسود میں این،جی اوز ادارے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں علاقہ کانی گرم میں حاجی ملک قریب خان برکی کا این،جی اوز ہسپتال بلڈینگ بارودی مواد سے اڑادیا گیا۔ اور آئندہ کے لئے اسکی تعمیر پر طالبان نے پابندی لگادی۔ یہ واقعہ 2006ء موسم گرما کی ہے۔

مردور الگڈ اشنگئی میں این،جی،اوز ہسپتال پر حملہ

اسی ہی سال موسم گرما میں مردوڑ الگڈ میں واقع این،جی اوز ہسپتال بلڈینگ کو طالبان نے آر،پی جی کے گولوں سے نشانہ بنایا۔ اور اس کے بند ہونے کا حکم صادر کیا۔

آمے ژاور میں این،جی اوز ہسپتال پر حملہ

2006ء کے انہی دنوں میں آمے ژاور میں محمود اشنگی کے این،جی اوز ہسپتال طالبان نے بارودی مواد سے تباہ کیا۔ جبکہ یہ سلسلہ پورے علاقہ محسود میں چلتا رہا۔ کسی کو این،جی اوز اداروں سے معاونت کرنے کی اجازت نہ تھی۔

فائر بریگیڈ گاڑی اغواء کرنے کی کوشش ناکام

2006ء کے اواخر میں قاری حسین کے چند ساتھیوں نے ضلع ٹانک سے فائر بریگیڈ گاڑی کو اغواء کرنے کی کوشش کی۔ جس کو راستے میں ہی پولیس والوں نے گھیر لیا۔ اور ان پر فائرنگ کر کے تینوں مجاہدین کو شہید کیا۔ شہداء کے نام یہ ہیں۔

(1) محمد حسین اشنگی حلقہ سام (2) رفعت اللہ ولد نیاز خان اشنگی حلقہ سپنکئی رغزائی (3) نور حسن ولد پیر گل ترے فریدائی حلقہ ڈیلے۔

رزمک میں جاسوس پر حملہ اور اللہ نور کی شہادت

مئی 2006ء میں مجاہدین مکین میں کمانڈر عبدالحلیم اور دیگر مجاہدین نے رزمک میں ایک جاسوس پر حملہ کیا۔ جس میں جاسوس کی جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد اللہ نور ولد دلبر خان شابی خیل حلقہ دواتوئی شہید ہوئے۔ یاد رہے کہ اس جاسوس کے قتل کی ڈیوٹی امیر محترم بیت اللہ محسود نے ایک اور گروہ کے ذمہ لگائی تھی۔ جب کمانڈر حلیم کو اجازت نامے کا پتہ چلا تو بغیر پوچھے انہوں نے اس جاسوس پر حملہ کیا لیکن وہ بچ نکلے۔ اور ان پر جوابی فائرنگ کر کے ان میں سے اللہ نور کو شہید کر ڈالا۔ اس غلطی پر انہیں دو دن جیل کاٹنی پڑی۔ اور امیر صاحب کے امر کی خلاف ورزی پر وہ شرمندہ ہوئے۔

پیر ایس، ایچ، او ضلع ٹانک پر حملہ

2006ء موسم بہار کے دنوں ایک مروت ایس، ایچ، او، پولیس آفیسر، جو پیر ایس، ایچ، او کے نام سے مشہور تھا۔ وہ بقاعدہ چیلنج سے ضلع ٹانک میں طالبان کے خلاف اپریشن کے لئے آیا تھا۔ بیت اللہ امیر صاحب نے میری تشکیل چند دوسرے فدائین کے ہمراہ ٹانک کی۔ ہم مسلح ہو کر جھنڈولہ ٹانک مین سڑک سے ضلع ٹانک کے حدود میں داخل ہوئے، جب ضلع ٹانک کسٹم پولیس چیک پوسٹ پہنچے تو وہاں پر پولیس اہلکار نے ہمیں روکا۔ اور گاڑی سے اترنے کا کہا۔ ہم سب ساتھی گاڑی سے اتریں اور اِدھر اُدھر پولیس اہلکار کے شانہ بشانہ کھڑے ہوئے کہ خدا ناخواستہ پولیس والے اگر کوئی اقدام کریں تو ہم بھی جوابی کاروائی کے لئے تیار کھڑے رہے۔ مخلص امیر حلقہ سرکائی منخنکائی کے بقول پولیس والے نے میری تلاشی کرنا چاہی لیکن میں نے عذر کیا کہ مدرسے کا طالب علم ہوں۔ جبکہ میرے سامنے والے جیب میں گرنیڈ واضح معلوم ہو رہا تھا۔ کافی لمبے بحث مباحثہ کے بعد میں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور گرنیڈ پولیس والوں پر تان لی۔ چند پولیس اہلکاروں اور میرے ساتھیوں کی منت سماجت سے مسئلہ حل ہوا۔ پولیس والوں نے مطالبہ کیا کہ باقی سب افراد کو اجازت ہے صرف اس ایک طالب کو ہمارے حوالے کرو۔ لیکن بالاآخر ہمیں جانے دیا۔ وزیر آباد میں ایک دوست کے ساتھ اسلحہ جمع کیا۔ ریکی کرنے کے بعد پیر ایس، ایچ، او، بکتر بند گاڑی میں گشت کرتے ہوئے دیکھا۔ لیکن حملے کا چانس نہ ملا۔ ان ہی دنوں میں بیت اللہ امیر صاحب کا حکم آیا کہ تم لوگ یہ کاروائی نہ کرو، واپسی کرو۔ اسی اثناء قاری حسین کی طرف سے چند مجاہدین آئے ہم سے تعاون چاہا، ہم نے یقین دہانی کرائی۔ بالاخر اس پولیس آفیسر کے ایک دوست کے کہنے پر ہم نے ان سے صلح کی پیشکش قبول کی۔ انہوں نے ہم دونوں فریقین کو کھانے کی دعوت دی۔ ہم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راستے میں گھات لگائے بیٹھ گئے۔ جب مغرب کے وقت پولیس آفیسر کمین گاہ آپہنچے تو سب سے پہلے احسان نے آر، پی، جی کا فائر کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ راکٹ ہر بار گولی مس کرتا رہا بالاخر ہم نے کلاشن کوف وغیرہ سے اس کے بکتر بند گاڑی پر فائرنگ شروع کی، جس میں اس کا گارڈ زخمی ہوا۔ اور وہ گاڑی بھگا کر فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ سیدھا لکی مروت پہنچا۔ اور دوبارہ واپس ٹانک حاضری نہیں کی۔ کاروائی کے بعد جب میں امیر صاحب سے ملا اور کارگزاری سنائی، تو امیر صاحب نے مجھے بہت زیادہ جنجوڑا۔ کہ تم لوگوں کو منع کیا تھا پھر بھی آپ لوگ نہ مانے۔ کاروائی کی تفصیل کمانڈر مخلص سے روایت کی ہے۔ یاد رہے کہ اس کاروائی میں مجاہدین نے پولیس آفیسر کو بواسطہ ان کے دوست کے امن کا لالچ دیکر ایک جگہ بیٹھ کر صلح کرنے کی دعوت دی تھی۔ جسے عرف اور شریعت میں امن کہا جاتا ہے۔ یہ ایک معاہدہ ہے اور اس کاروائی میں بدعہدی ہوئی ہے، جو ایک ناروا عمل ہے۔

2006ء۔ عارف اللہ اشنگئی کی سپنکئی رغزائی میں ایکسیڈنٹ سے موت

امیر اللہ گرڑائی سپینکئی رغزائی میں گاڑی چلارہاتھا کہ اچانک سڑک پر عارف اللہ ولد نیاز خان اشنگئی گاڑی سے ٹکرا گیا۔ جس کی وجہ سے وہ زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا۔ امیر اللہ اور عارف اللہ دونوں مجاہد تھے۔ لیکن غلطی سے ایکسیڈنٹ ہوا۔

حدیث شریف کی روسے انہیں اخروی شہادت انشاءاللہ ملے ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں مجاہد کو چاہے موت دشمن کے علاوہ کسی آور طرح سے بھی آئے۔ تو بھی انہیں شہادت کا اجر ملے گا۔

احسان اللہ نظر خیل کی شہادت 2006ء موسم بہار کے ایام میں مجاہدین حلقہ مشتہ علاقہ گور گورے میں جنگی تربیت حاصل کررہے تھے۔ تربیت کے آخری رات امتحان لینے کے دوران ٹریننگ استاد کی غلطی سے فائر کی زد میں پندرہ سالہ احسان اللہ ولد سردار خان حلقہ مشتہ آیا۔ زخموں کی تاب نہ لاکر موقعہ ہی پر جام شہادت نوش کرکے شہادت کے اعلی رتبے پر فائز ہوئے۔ جبکہ ایک دوسرا مجاہد مولوی نورخاجان زخمی ہوا۔

احمد اللہ ولد نعمت اللہ قریشی کی شہادت

2006ء موسم گرما میں علاقہ نانو جنوبی وزیرستان میں عبد اللہ محسود کے مرکز میں ایک مجاہد سے غلطی سے کلاشن کوف چلا۔ جس میں سے ایک گولی احمد اللہ ولد نعمت اللہ قریشی مچی خیل حلقہ تنگئی کو لگی۔ جس کی وجہ سے وہ شہید ہوئے۔

شیر کی زبانی واقعے کی تفصیل لکھی گئی۔

فاٹا کے مختلف علاقوں تک مجاہدین محسود کی تشکیلات

حکومت پاکستان جو ایک فوجی ڈیکٹر کے زیر تسلط تھی اسی دوران امریکہ میں نائن الیون کے مبارک عملیات بھی ہوئے۔ امریکہ نے افغانستان پر جارحیت کرکے اسلامی ریاست کو ختم کرکے اسکی جگہ جمہوری حکومت وہاں قائم کرلی جسکی وجہ سے افغانستان سے مجاہدین نے قبائلی علاقوں کی طرف ہجرت کی یوں امریکی اشارے پر پاکستانی فوج نے مارچ 2004ء میں جنوبی وزیرستان میں غیر ملکیوں کے نام سے باقاعدہ آپریشن شروع کی۔ جبکہ اس سے قبل مقامی مجاہدین اور غیر ملکی مجاہدین افغانستان پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے تھے۔ لیکن جب پاکستانی فوج نے انکا راستہ روکا، اور انکے خلاف آپریشن شروع کیا، تو قبائل میں سب سے پہلے کمانڈر نیک محمد وزیر نے پاکستانی فوج سے لڑائی شروع کی ساتھ ہی اسی جنگ میں کمانڈر نیک محمد کی حمایت بیت اللہ محسود نے کی، وانہ کی طرف جانے والے قافلوں پر حملے شروع کئے۔ اگرچہ محسود قوم سے پاکستانی فوج کی جنگ نہ تھی، لیکن شرعی نقطہ نظر سے محسود مجاہدین نے اپنے اوپر یہ لازم سمجھا، کہ وانہ میں مجاہدین کے خلاف جو جنگ ہورہی تھی اس میں انکی حمائت شریعت اور قبائلی روایات کا تقاضہ تھا بعد ازاں جب مجاہدین محسود اور پاکستانی حکومت میں مولانا معراج الدین کی کوششوں سے بمقام سپنکئی رغزائی 8 اگست کو معاہدہ ہوا جنکے الفاظ یہ تھے کہ نہ فوج علاقہ محسود پر حملہ کرے گی اور نہ محسود قوم کے علاقہ سے فوج پر حملہ ہوگی۔ تو صرف ایک ماہ بعد 9 ستمبر 2004ء کو پاکستانی اور امریکی طیاروں نے علاقہ محسود میں بداوزہ ڈیلے پر بمبار کیا جسمیں 50 افراد شہید ہوئے۔ یوں ایک نئی جنگ پاکستانی فوج اور بیت اللہ محسود کے درمیان شروع ہوئی۔ پانچ ماہ تک یہ جنگ فریقین میں جاری رہی، بالاخر 7 فروری 2005ء کو بمقام سراروغہ فریقین میں امن معاہدہ ہوا، اس معاہدے میں طالبان کی طرف سب سے بڑی شرط یہ تھی کہ فوج علاقہ محسود سے انخلاء کرے گی۔ جو معاہدے میں پاکستانی حکومت اور اداروں نے تسلیم کی تھی لیکن معاہدہ پر کئی ماہ گذرنے کے بعد بھی، علاقہ محسود میں فوج موجود رہی، جس سے معاہدے کی خلاف ورزی کا حکومت پاکستان نے ابتداء کیا۔ بیت اللہ محسود نے بیسیوں

دفعہ 21رکنی کمیٹی کو اس سے مطلع کیا، لیکن حکومت پاکستان اس خلاف ورزی سے باز نہیں آرہی تھی۔ اب بیت اللہ محسود نے بھی نئی پالیسی اپنائی انہوں نے پاکستان میں موجود تنظیموں سے رابطے بحال کرنا شروع کئے۔ اور ساتھ ساتھ قبائلی ایجنسیوں کی طرف تشکیلات بھیجے۔ ان تشکیلات سے مقصد یہ تھا، کہ فاٹا میں مجاہدین پیدا کئے جائیں۔ اور جن علاقوں میں مجاہدین منتشر ہیں، انکو ایک علاقائی امیر پر متفق کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا عظمت اللہ شاہی خیل امیر حلقہ برونداور کمانڈر ابویاسر امیر حلقہ ڈیلے اور کمانڈر حکیم اللہ محسود کی تشکیل مہمند ایجنسی، اور کرزائی ایجنسی، کرم ایجنسی، خیبر ایجنسی، وغیرہ کی گئی، ان حضرات نے وہاں پر دعوت جہاد اور پاکستانی فوج کے مظالم سے مجاہدین میں ایک نئی روح پھونک دی اور انہیں آگاہ کیا۔ مہمند میں کمانڈر عبدالوالی کی تعیناتی ہوئی، خیبر میں کمانڈر نذیر کی تعیناتی ہوئی، کرم میں فضل سعید کی تعیناتی ہوئی، جبکہ کمانڈر حکیم اللہ محسود نے کرم ایجنسی، اور کرزائی ایجنسی کی کمان سنبھالی اوران سب کی نگرانی بھی شروع کی یوں یہ سلسلہ تحریک طالبان کے وجود میں آنے کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوا۔ بعد ازاں 2007 کے آواخر میں جہاد پاکستان کے ساتھ ان قبائل کی توجہ افغانستان کی طرف مبذول کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ چنانچہ قبائلی مجاہدین کو اپنے علاقوں میں غالب کرنے اور سر عام جہاد پاکستان اور جہادافغانستان میں حصہ لینے کیلئے جنگی کمانڈروں کی تشکیلات ان علاقوں کی طرف کی گئی۔ قریبی ایجنسیوں میں کمانڈر فخر عالم، کمانڈر حکیم اللہ، اور قاری حسین کے تشکیلات ہوئے۔ جبکہ کمانڈر تاج گل کی تشکیل باجوڑ ایجنسی کی گئی اسی تشکیل میں آپ کا ایک ساتھی محمد آیاز ولد گل جان باجوڑ کے مشہور شہر خار میں، سیکورٹی فورسز کیساتھ لڑائی میں شہید ہوا۔ باجوڑ کی طرف دوسری تشکیل 2008ء موسم گرمہ میں کمانڈر زرقاجان عرف زرقاوی کی ہوئی جسمیں آپکے ساتھ 30 تک جنگجوں مجاہدین بھی شامل تھے۔ باجوڑ سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو تربیت کے لیے جنوبی وزیرستان علاقہ محسود بھیجتے رہے اور اس گروہ نے وہاں سے کئی دفعہ افغانستان کی طرف تشکیلات بھی کئے۔ اپریل یامئی 2008ء میں کمانڈر شمیم اللہ عرف ذاکر کی خصوصی تشکیل مہمند ایجنسی اور باجوڑ ایجنسی کی گئی۔ کمانڈر شمیم اللہ عرف ذاکر امیر حلقہ لدھا کی تشکیل ان علاقوں میں سیکورٹی فورسز کے لیے مہلک ثابت ہوئی۔ مجاہدین حلقہ لدھا نے اپنی تمام ترصلاحیتوں کو بروکار لاکر دشمن پر قہربن کر ٹوٹ پڑے اس دستے کا سب سے پہلے خیبر ایجنسی میں خیبر چیک پوسٹ پر لویز فورسز سے آمنا سامنا ہوا۔

خیبر چیک پوسٹ پر حملہ

جب لویز نے مجاہدین کا راستہ روکا تو مجاہدین نے ایک وار سے ان پر حملہ کیا جسمیں تین پوسٹوں کو چند منٹوں میں فتح کیا۔ اس حملے میں صوبیدار سمیت 6 اہلکار گرفتار ہوئے، ایک لویز اہلکار ہلاک ہوا اور متعدد زخمی ہو کر فرار ہوئے۔ اور ان سے تمام تر اسلحہ بھی ضبط کیا گیا، اس حملے میں کمانڈر شمیم اللہ عرف ذاکر اور آپکے دوساتھی اپنے ساتھیوں کی غلط فائرینگ زخمی ہوئے۔ یہ خیبر چیک پوسٹ مہمند ایجنسی کے بونڈری لائن پر واقع ہیں، تفصیل مجاہدین لدھا، طیب شہید، لالا، وغیرہ کی زبانی روایت کی گئی۔

ناواگئی کیمپ پر شبخون

کمانڈر شمیم اللہ عرف ذاکر کے ساتھیوں نے انہی دنوں مہمند ایجنسی کے مشہور مقام نواگئی کیمپ پر بشمول مقامی مجاہدین کے تعارض کیا۔ فریقین میں شدید لڑائی ہوئی، لیکن بالآخر اللہ تعالی نے مجاہدین کی نصرت کی اور فتح یاب ہوئے۔ اس تعارض میں 4 ایف سی ملیشاء کے اہلکار زندہ گرفتار ہوئے، اور 8 اہلکار مارے گئے۔ 3. J بندوقیں، 4 عدد ایل ایم جی کافی تعداد میں میں راکٹ گولے اور مال غنیمت میں مجاہدین کو 18 عدد کارتوس ہاتھ آئے۔ جبکہ اس لڑائی میں مجاہدین کا بھی جانی نقصان ہوا، جنوبی وزیرستان کا ایک مجاہد ظفیر اللہ ولد شاہ بوت خان لنگر خیل

محسود شہید ہوا، اور 4 دیگر مجاہد زخی ہوئے۔ تفصیلات مجاہدین لدھا، خادم، طیب وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی، بعد ازاں باجوڑ میں بقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔ اور دشمن کی ممکنہ حملے کو روکنے کیلئے محاذ بنایا گیا چنانچہ اس سلسلہ میں بمقام لوئے سم تعارض ہوا۔

مہمند کے علاقے امبار میں فوج سے شدید لڑائی

مارچ 2009ء میں جب فوج نے مہمند ایجنسی کے علاقہ امبار پر تین اطراف سے حملہ کیا اور ساتھ فضائی بمبار بھی شروع کی، تو مجاہدین حلقہ لدھا نے مقامی مجاہدین کے ہمراہ اس فوج سے شدید لڑائی لڑی دشمن کا بھی کافی جانی نقصان ہوا۔ جبکہ فوج کی فائرنگ سے 3 تین محسود مجاہدین زخمی ہوئے جن میں سے دین محمد ولد پالم خان پانڈ خیل حلقہ لدھا کافی علاج معالجہ کے بعد زخموں کی تاب نہ لا کر مقام شہادت پر فائز ہوئے۔

جمرود کنٹینر زوں پر حملے

اپریل یا مئی 2008ء میں مجاہدین لدھا اور کمانڈر افتخار کے ساتھیوں نے جمرود میں نیٹو سپلائی کنٹینر زوں پر حملے کئے جسمیں 3 بیٹریاں، فوم، ٹینکوں کا سپر پارٹس تھا، سپر پارٹس کمانڈر افتخار کے پاس رہ گیا، D,C کنٹینر ز اغواء کر کے لے گئے اور بقایا سامان فوم اور بیٹریاں ۱۴ لاکھ روپیہ پر فروخت کئے۔

زرقاوی کی باجوڑ تشکیل

مئی یا جون میں کمانڈر زرقاجان عرف زرقاوی کی تشکیل بمع 30 اور جنگجوں مجاہدین کے باجوڑ ایجنسی امیر محترم بیت اللہ محسود نے کی، اس تشکیل کا اصل مقصد وہاں پر عوام سے جہاد کے لیے افرادی قوت میسر کرنا تھی چنانچہ 250 افراد وہاں سے جنگی اور روحانی تربیت کے حصول کے لیے علاقہ محسود بھیجے گئے، اور انہوں نے وہاں پر ہر قسم کی جنگی تربیت حاصل کی کمانڈر زرقاوی نے ان دنوں دو تشکیلات افغانستان بھی بھیجی

(۱) پہلی تشکیل میں چارمنگ نواگئی سے افغانستان کے سیکوڑٹی فورسز پر مارٹر کے گولے داغے جن میں 2 گولے پاکستانی چیک پوسٹ پر جا لگے جبکہ 15 سے 20 تک گولے افغان ملی اردو کے کیمپ پر جا لگے لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ تفصیل کبری کی زبانی روایت کی گئی۔

(۲) کنٹر توپچی کیمپ پر مزائل حملہ۔

جولائی 2008 میں دوسری تشکیل کنٹر توپچی کیمپ پر 8 میزائل داغنے کیلئے افغانستان گئی اس میں 8 میزائل کیمپ پر داغے گئے جن میں سے 3 میزائل کیمپ پر جا لگے جبکہ کچھ میزائل وہاں مقامی آبادی پر جا لگے جن میں کئی عورت اور بچے شہید ہوئے۔ اسی اثناء میں وہاں راستے پر ایک افغان فوجی گدھے پر آٹا لیکر جارہا تھا، اس نے جب مجاہدین کو دیکھا تو اس پر فائرنگ کی جسمیں ایک مجاہد زخمی ہوا۔ موقع پر موجود ریکی دستہ نے افغان فوجی پر فائرنگ کر کے اسکو وہاں پر ہلاک کیا اور اسکے گدھے کو بھی ہلاک کیا تفصیل کبری کی زبانی تحریر کی گئی۔

باجوڑ لوئے سمُ میں تعارض

ستمبر 2008ء رمضان المبارک میں بمقام لوئے سَم فوج نے وہاں ایک گھر پر قبضہ کیا تھا جس پر ہم مجاہدین لدھا اور مقامی مجاہدین نے تعارض کیا فریقین میں شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا، اگرچہ مجاہدین اس گاوں میں داخل ہوئے لیکن اس گھر پر مکمل فتح حاصل نہ ہوا، دشمن کے جوابی فائرنگ سے ایک محسود مجاہد حسین علی ولد موسم خان شمن خیل حلقہ لدھا شہید ہوا جبکہ دو اور مجاہدین معمولی زخمی ہوئے۔

لوئے سم پر فوج کی پیش قدمی

اکتوبر 2008ء میں لوئی سم رشہ کئی نامی گاوں پر فوج کشی کی گئی وہاں پرش پر ان سے طالبان کا شدید مقابلہ ہوا، طالبان فوج کے گھرے میں آ گئے جسکی سبب مقامی راہبروں کی گمشدگی تھی جس میں اقبال محسود زخمی ہوئے اور باقی مجاہدین محاصرہ توڑنے میں کامیاب ہوئے لیکن فوج کے نقصان کے بارے علم حاصل نہ ہو سکا۔

باجوڑ لوئی سم رشہ کئی کمین حملہ

اکتوبر 2008ء میں باجوڑ کے مشہور شہر خار سے ایک فوجی گاڑی لوئی سم آئی واپسی میں بمقام رشہ کئی مجاہدین لدھا اور ایک مقامی مجاہد پرویز وغیرہ نے گھات لگا کر واپسی پر اس فوجی گاڑی پر حملہ کیا جسمیں کئی فوجی زخمی ہوئے جسکو دوسرے کمانڈوز فورسز کے اہلکاروں نے جائے وقوعہ سے منتقل کر لیے جبکہ اس میں ہلاکتوں کا پتہ نہ چلا۔ گاڑی کو جلاء کر نذر آتش کی گئی اور مجاہدین کو بطور مال غنیمت ایک عدد ایم جی ون بمع تین بکسے کارتوس، کئی گلن تیل، 2 عدد بیگ بھی ہاتھ آئے۔

مہمند مچنی علاقہ کڑاپہ میں حملہ نومبر 2008ء میں مچنی علاقہ کڑاپہ کے پوسٹوں پر تعارض کیا جسمیں ایک پوسٹ فتح ہوا، دشمن کی جوابی فائرنگ سے کمانڈر امیر زادہ ولد دوست محمد محسود گرڑائی حلقہ لدھا شہید ہوا۔ جبکہ تین مجاہدین زخمی بھی ہوئے، جن میں سے رفیع الدین عرف انقلابی ولد حواثرالدین ہیبت خیل حلقہ شوال لواڑہ زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہوئے۔

باجوڑ چارمنگ طالبان اور امن لشکر کے درمیان میں لڑائی

نومبر 2008ء میں طالبان نے باجوڑ چارمنگ) گاوں والوں سے امن مذاکرات شروع کئے، کیونکہ یہ امن لشکر والے تھے، انہوں نے درخواست کی تھی کہ ہم امن لشکر کے نام سے حکومتی خدمات چھوڑتے ہیں۔ تاکہ اس بابت ہمارے اور آپ کے درمیان ملاقات ہو جائے چنانچہ اس موضوع پر جب طالبان اس گاوں میں پہنچے تو گاوں والوں نے دھوکہ دیکر طالبان پر حملہ کیا جسمیں صرف محمد نواز محسود زخمی ہوا۔ ردعمل میں طالبان نے ایک پورزور حملہ گاوں پر کیا جسکے نتیجے میں پورا چارمنگ 3 دن میں فتح ہوا۔ جبکہ امن لشکر والوں کو حکومتی توپ خانے اور گن شیپ ہلی کاپٹروں کی بھی مدد حاصل تھی جسکے نتیجے میں علاقے کے سربراہ اور (خان) شیر داد کو بذریعہ ہیلی کاپٹر طالبان کے محاصرے سے اٹھا کر چھوڑا یا تفصیل طیب اور لالا کی زبانی تحریر کی گئی۔

2007 کے واقعات اور حادثات

لدھا میں این جی او زہاسٹل مسمار 2007 کے موسم گرمہ کے دنوں میں مجاہدین لدھا نے لدھا ایف سی قلعہ کے قریب این جی او زہاسٹل مسمار کیا اور وہاں کالج وغیرہ سے کمپیوٹر وغیرہ سامان بھی ضبط کر کے لے گئے۔ جبکہ وہاں کالج کالونی اور تحصیل کے تین ٹرانسفارمر جو ایف سی ملیشیاء اور فوج کے زیر استعمال تھے وہ بھی طالبان نے ضبط کئے۔ تفصیل خادم کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

تربیت کے دوران ایک مجاہد کی غلطی سے فائرنگ

مارچ 2007ء میں حلقہ چگملائی میں مجاہدین کی جسمانی اور روحانی تربیت کا کلاس ہو رہا تھا کہ اس دوران ایک مجاہد سے کلاشنکوف غلطی سے چلی جسکی وجہ سے دوست محمد ولد خان آود جلال خیل اور طفیل احمد ولد سید خان جلال خیل موقعہ ہی پر شہید ہوئے لیکن یہ مجاہدین جہادی تربیت کے دوران غلطی سے شہید ہوئے، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اسے اخروی شہادت عطاء فرمائینگے، اس واقعے کی تفصیل سفیر اللہ عرف عثمانی اور جہانگیر کی زبانی تحریر کی گئی ہے

کمانڈر احسان اللہ بر کی کی شہادت

مارچ 2007 میں کمانڈر احسان اللہ عرف جرنیل ولد عبد الغفار کانیگرم جہادی دعوت کے سلسلہ میں ٹانک میں اسکول طلبہ کو جہادی دعوت دینے کی غرض سے وہاں گئے تھے، جب آپ اسکول سے باہر آئے تو موقعہ پر پولیس آفیسر حسن خان نے ناکہ بندی کی تھی، کمانڈر احسان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی لیکن انہوں نے گرفتاری نہ دی، بلکہ پستول نکال کر آفیسر حسن خان کو گولی مار کر ہلاک کیا، اوراسکے دوسرے ساتھی آنس خان نے گرنیڈ پھنگ دی جسکے نتیجہ میں 2 پولیس اہلکار مارے گئے، موقعہ پر موجود پولیس نفری نے جوابی کاروائی کرکے کمانڈر احسان کو شہید کیا اور اسکے دوسرے ساتھی کو گرفتار کیا جو بعد میں 300 فوجی اہلکاروں کے تبادلے میں رہا ہوا، واقعے کی تفصیل عمر خالد بر کی سے روایت کی گئی،

ضلع ٹانک کا محاصرہ

22-1921ء کی یاد پھر سے تازہ ہوئی 1922ء میں بھی برطانوی حکومت کے دور میں محسود قبیلہ نے ٹانک پر حملہ کیا تھا۔25مارچ 2007 کو کمانڈر احسان اللہ بر کی کے انتقام میں مجاہدین محسود نے ضلع ٹانک پر عشاء کے وقت دھاوا بول دیا اور پھرتی سے پورے بازار میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر قبضہ کیا، کسی کو اندر آنے اور باہر جانے کی اجازت نہیں تھی یوں سحری تک پورا شہر طالبان کے کنٹرول میں تھا۔ وہاں پر موجود فوج اور ملیشیاء ایف سی اور پولیس اور دیگر سیکورٹی ادارے اپنے بیرکوں سے باہر نہ نکلے اور خاموش تماشائی بنے رہے، جبکہ طالبان نے آٹھ بینکوں سے مال غنیمت اٹھایا اگرچہ زیادہ رقوم انکے ہاتھ نہ لگے، اور کئی پولیس اہلکاروں کو بھی ٹھکانے لگادیا، طلوع آفتاب سے پہلے سب مجاہدین بحفاظت وانہ جنڈولہ سڑک پر گاڑیوں میں واپس سپنکی رغزائی پہنچے، صرف ایک مجاہد بیت اللہ بر کی اپنے ہی راکٹ لانچر گولے سے زخمی ہوئے اوراسکا ہاتھ کٹ گیا،

حضرت اللہ گلیشائی کی شہادت

2007ء میں حضرت اللہ گلیشائی درہ آدم خیل طالبان سے جاملا تھا ان مجاہدین کیساتھ پاکستانی فوج سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔

علاقے محسود سے خاصہ دار چیک پوسٹوں کا صفایا

2005 میں جب معاہدہ سراروغہ ہوا تو شروع دن سے فوج نے معاہدے کی پاسداری نہیں کی، چنانچہ یہ سلسلہ 2007 میں داخل ہوا اسی دوران علاقہ سرویکئی میں واقع خاصہ دار چیک پوسٹوں کو طالبان نے مسمار کرکے اسکی اینٹیں اور چھتیں عوام کو فروخت کی گئی جسکی وجہ سے یہ سلسلہ پورے علاقہ محسود میں جاری رہا جہاں بھی کوئی چیک پوسٹ ملا اسے مسمار کیا گیا خصوصاً تحصیل تیارزہ قلعہ سے منسلک تحصیل بلڈینگ کے ساتھ ایک نیا بلڈینگ بنایا گیا تھا جسکو مجاہدین خیسورہ نے ناکارہ بنایا۔ اور لدھا میں بھی تمام نئی عمارتیں منہدم کئے گئے

ضلع ٹانک کے S H O پولیس آفیسر کی گاڑی اغواء

2007ء میں ضلع ٹانک سے ایک پولیس اہلکار بمع گاڑی کسی کے خفیہ اطلاع پر اغوا کر لیا گیا کچھ عرصہ بعد اس پولیس قیدی کے تبادلے میں مکین کا ایک مجاہد رہا ہوا۔ جبکہ گاڑی کو فدائی حملے میں استعمال کیا گیا۔

رحمن ولی بدر والے کی شہادت

یاد رہے کہ معاہدہ سراروغہ کے بعد جنوبی وزیرستان میں چوروں اور ڈاکوں نے ایسا ماحول بنایا کہ ہر شخص اپنے گاڑی مال مویشی اور بچوں پر ان لوگوں سے خوف زدہ رہتا تھا، آئے روز ڈکیتی کے واقعات ہوتے رہتے تھے، حتی الان بڑے لوگوں کو بھی اغواء کرنے کا رجحان بھی شروع ہوا ،عوام الناس کے عزت وناموس تک کو بھی معاف نہ کیا۔ علماء واعظین کے گھروں کو دھماکوں سے اڑادیتے رہے، بالاخر محسود مجاہدین نے بیت اللہ محسود کی سربراہی میں ان لوگوں کے خلاف قدم اٹھایا پہلے انہیں دعوت دی گئی جو نہ مانے ان کے خلاف کاروائیوں کا آغاز کیا۔ ان میں ایک کاروئی علاقہ مکین کے چندڈاکوں کے خلاف رزمک ڈانگین کے مقام پر ہوئی جس میں دونوں کو ٹھکانے لگایا، اسی فائرنگ کے دوران ایک مجاہد کی گولی خطاء ہو کر اپنے مجاہد ساتھی رحمن ولی کے سر میں لگی، جسکی وجہ سے کئی ماہ تک کراچی میں علاج کے بعد زخموں کی تاب نہ لا کر 2007/2/2 کو چل بسے۔ وہاں سے انکی لاش اپنے آبائی علاقے بدر لا کر آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا،

حیدرآباد سیون شریف میں مجاہدین کی شہادت

23دسمبر 2007 کو مجاہدین محسود حلقہ توندہ درہ کے کئی مجاہدین حیدرآباد سیون شریف میں کاروائی کیلئے جارہے تھے کہ اچانک راستے میں ایکسیڈنٹ کے شکار ہوئے، جس میں شاہ فیصل ولد حاجی سلیم خان ملک شائی توندہ درہ،(2) ارشاد خان ولد حاجی کرم علی ملک شائی۔(3) جمشید ولد حاجی شفیع اللہ ملک شائی جاں بحق ہوئے

عبداللہ محسود کی شہادت

عبداللہ محسود افغانستان ہلمند سے آرہے تھے جب آپ ژوب پہنچے وہاں حاجی ایوب کے پاس مہمان تھے کہ 24 جولائی 2007 سیکورٹی فورسز نے آپ پر چھاپہ مارا اس دوران زخمی بھی ہوئے اور آپ نے اپنے ہینڈ گرنیڈ سے دھماکہ کر کے فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کر گئے۔ اور آپکا دوسرا ساتھی محمد رحمن گرفتار ہوا، جو بعد میں 28 آگست 2007 کو گرفتار فوجی کانوائی کے بدلے رہا کرالیا گیا۔

لال مسجد پر حملہ

The siege of Red Mosque was one the serious breach in the conflict and escalated the conflict in the summer of 2007. On 3 July 2007, the militant supporters of Lal Masjid and the Pakistan police clashed in Islamabad after the students from the mosque attacked and stoned the nearby MoE secretariat. Their resultant faceoff with the military escalated, despite the intervention of then-ruling PML(Q)leaders Shuja'at Hussain and Ijaz-ul-Haq. The Pakistan police, aided by the Pakistan Army Rangers immediately put up a siege around the mosque complex which lasted until 11 July and resulted in 108 deaths. This represented the main catalyst for the conflict and eventual breakdown of the truce that existed between Pakistan and the Taliban groups. Already during the siege, there were several attacks in Waziristan in retaliation for the siege.

لال مسجد پر حملے کے رد عمل میں عملیات

As the siege in Islamabad ensued, several attacks on Pakistan army troops in Waziristan were reported. First attack was reported on 14 July 2007 when a suicide bomber attacked a Pakistan Army convoy killing 25 soldiers and wounding 54. Second attack was on 15 July 2007, two suicide bombers attacked another Pakistan Army convoy killing 16 soldiers and 5 civilians and wounding another 47 people. And in a separate incident, a fourth suicide bomber attacked a police headquarters killing 28 police officers and recruits and wounding 35 people.[81][82] The assault on the Red Mosque prompted Islamic militants along the border with Afghanistan to scrap the controversial Waziristan Accord with Musharraf.[83]

جنوبی وزیرستان میں 2007ء میں جنگ کے تفصیلات و وجوہات

جون 2007ء میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے پاکستانی حکومت کے ارادے حلقہ محسود میں آپریشن کے بارے میں بعض ذرائع سے بیت اللہ امیر صاحب کو معلوم ہوئے۔ چنانچہ ان دنوں لال مسجد کا قضیہ بھی زور و شور سے جاری تھا۔ بالا خر جولائی 2007 میں لال مسجد کا آفسوسناک واقعہ ہوا اور ساتھ ہی 24 جولائی 2007ء کو عبد اللہ محسود ژوب میں ایک کاروائی میں شہید کئے گئے جبکہ علاقہ محسود میں فوج کی موجودگی سراروغہ معاہدے کیخلاف ورزی کی وجہ سے بھی حالات کشیدہ تھے۔ لہذا ان تمام تر وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے بیت اللہ محسود نے بھی مجاہدین کو تیاری کا حکم دیا اور علاقہ محسود کے چاروں طرف اور اندرونِ خانہ زمین دوز بنکر زبنانے شروع کیں اور ساتھ ہی مجاہدین محسود نے چاروں طرف پہرہ دینا شروع کیا۔ آرمی نے پہل کرتے ہوئے مولے خان سرائے کے قریب بنگش والہ میں مجاہدین حلقہ بروند پر حملہ کیا، مجاہدین نے بنگش والہ پل کے نیچے پناہ لی اور انہیں کوئی گزند نہیں پہنچی مقامی ملکان نے مداخلت کر کے عارضی جنگ بندی کر لی مجاہدین فوج کے محاصرے سے نکل گئے۔ ان وجوہات کی بنا پر جنگ کا بقاعدہ آغاز علاقہ محسود میں ہوا، اسی دوران جنوبی وزیرستان کے علاقے بروند میں بھی کئی کاروائیاں فوج کے خلاف ہوئیں، جن میں سے ایک واقعہ مولے خان سرائے سڑے اُوبہ مسجد کے سامنے ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل محمد یسین اور مولانا رفیع الدین سے روایت کی گئی۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک فوجی کرنل نے دھمکی دی کہ میں جبری وانا جنڈولہ سڑک کھولتا ہو یوں 22 اگست کو وانہ سے کانوائی جنڈولہ کے لیے روانہ کی گئی، جب فوجی کانوائی مولے خان سرائے سڑے اُبہ مسجد کے قریب پہنچی، عصر کا وقت داخل ہو چکا تھا تو گھات میں بیٹھے مجاہدین یک دم اس پر ٹوٹ پڑے جس میں 13 فوجی واصل جہنم ہوئے۔ اور دو پیکپ گاڑی بھی مجاہدین نے اپنے قبضہ میں لے لیے۔ جبکہ وہ بہادر فوجی کرنل زخمی حالت میں درخت پر چڑا تھا جسکی وجہ سے مجاہدین کی نظروں سے او جھل رہا اور ایک بڑی فوجی ٹرک گاڑی کو مجاہدین نے تباہ کیا۔ بہت سارا مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھوں لگا۔ جن میں 2 ٹویٹا گاڑی، 8 عدد جیتری بندوق، 4 عدد ایل ایم جی، 2 عدد دوربین، ایک عدد چھوٹا مارٹر، ایک عدد جیمر، اور ایک عدد آر پی جی، ، 8 عدد نائٹ ویژن دوربین، وغیرہ سامان بھی شامل تھا، جبکہ مجاہدین کا الحمد اللہ اس جنگ میں کوئی نقصان نہیں ہوا، البتہ حکومتی اندھا دھند توپ خانے کی شیلنگ میں 2 افراد شہید ہوئے۔ جس کا تعلق بنوچی قوم سے تھا جو مولے خان سرائے میں گاڑیوں کے ورکشاپ میں مستری تھے۔ جسکی لاشیں مجاہدین نے آبائی علاقے پہنچانے کا بندوبست کیا،

خیسورہ میں فوج کے خلاف کاروائیاں

2007ء موسم گرمہ میں جب طالبان اور حکومت پاکستان کے درمیان حالات کشیدہ ہوئے اور جنگ چھیڑ گئی، تو اس اثناء میں علاقہ بروند اور مکین کی طرح خیسور میں فوجی کیمپوں پر مجاہدین نے حملے تیز کئے، جن میں توری تیژہ پر تعارض شامل ہے۔ سراروغہ معاہدہ میں چونکہ طالبان کی جانب سے یہ شرط تھی کہ محسود ایریا سے فوج کا انخلا ہو گا لیکن اسکے باجود مکین خیسور اور بروند وغیرہ علاقوں سے فوج نہیں نکالی گئی

،معاہدہ کی یہ خلاف ورزی، عبد اللہ محسود کی شہادت اور لال مسجد کا انہدام اس جنگ کا سبب بنا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں توری تیژہ کنڈیوم خیسورہ میں فوجی کیمپ پر مجاہدین محسود نے تعارض کیا یہ حملہ اوپر پہاڑ پر واقع مورچوں اور نیچے میدان میں کیمپ پر بیک وقت شروع ہوا، جس میں ہلکے اور بھاری اسلحے کا استعمال ہوا لیکن مجاہدین کیمپ اور مورچوں کو فتح کرنے میں ناکام ہوئے اور ایک مجاہد معمولی زخمی ہوا، جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہوسکی۔ جبکہ دوبارہ دوسرے دن تعارض کیلئے تیاری ہوئی کہ اس اثناء میں امیر صاحب نے حکم دیا کہ تعارض نہ کریں۔ 2007ء موسم گرمہ کی اس لڑائی میں غٹ سر پر تعارض بھی ہوا جس میں سخت مقابلہ ہوا، مجاہدین خاردار تاروں کو پار کرنے میں ناکام ہوئے جبکہ اس لڑائی میں 2 طالبان نے جام شہادت نوش کی۔ (1) محمد سلیم ولد شاہ گل نظر خیل حلقہ بدر (2) پیر بادشاہ ولد جانگڑ نانو خیل حلقہ خیسورہ جبکہ فوج کے نقصان کے بارے میں علم حاصل نہ ہوا

خیسورہ کنڈ سرائے میں ملیشیاء قافلہ گرفتار

جون 2007 سے علاقہ محسود میں فوج اور طالبان کے مابین حالات کشیدہ تھے اسی سلسلہ میں مجاہدین مختلف علاقوں میں کمین گاہوں میں ممکنہ فوج کے کسی حملے سے نمٹنے کیلئے انتظار کی گھڑیاں گذار رہے تھے۔ چنانچہ 24 جولائی 2007 کو مجاہدین خیسورہ کنڈ سرائے میں خیسورہ ٹووانہ سڑک پر گھات لگائے بیٹھے تھے۔ ان مجاہدین کا تیارزہ قلعہ ملیشیاء فورسز نے گھیراو کرلیا مجاہدین نے دوسرے مجاہدین خیسورہ کو واقعے کی اطلاع دی چنانچہ پورے علاقہ خیسورہ سے مجاہدین جوق در جوق ملیشیاء فورسز پر ٹوٹ پڑے اور انکا محاصرہ کیا، بالاخر ملیشیاء فورسز کے 82 افراد اور متعدد گاڑیاں گرفتار کئے بغیر کسی فائر کے یہ 82 افراد سرنڈر ہوئے۔ اسی اثناء میں عمری خیسورہ والے کے بقول بیت اللہ امیر صاحب کا حکم آیا کہ انکو رہا کردو، چنانچہ کچھ گھنٹوں کے بعد انہیں رہا کر دیا اسی روز بعد میں اطلاع آئی کہ عبد اللہ محسود کو حکومت پاکستان نے علاقہ ژوب میں شہید کیا جب یہ اطلاع مجاہدین اور بیت اللہ امیر کو پہنچی تو پھر امیر اور دیگر مجاہدین ملیشیاء اہلکاروں کی رہائی پر پچھتائے۔ اس واقعے کی تفصیل مولوی محمد حسین عرف چنڑے ملا، عمری، وملنگ کی زبانی تحریر کی گئی۔

لدھا میں مجاہدین کے سنائپر کاروائیاں

جون 2007 سے 19 جنوری 2008 تک کے درمیانی عرصہ میں بقول حافظ لدھا، خطاب ازبک اور میں نے اور کئی دوسرے مجاہدین نے لدھا قلعہ اور چیک پوسٹوں اور مورچوں پر تعینات سیکورٹی اہلکاروں میں سے 14 افراد کو سنائپر کاروائیوں میں موت کے گھاٹ اتار دئے ان کاروائیوں کی وجہ سے سیکورٹی اہلکار ایک مورچے سے دوسرے مورچے تک بھاگتے ہوئے جاتے تھے۔ یادرہے کہ خطاب ازبک جو بڑے سنائپر گن کے ماہر نشانہ باز تھے۔ وہ اسی 2008 کے جنگ کے دوران مکین محاذ پر فوج کے مارٹر گولہ سے شہید ہوئے۔ واقعے کی تفصیل حافظ اللہ عرف حافظ لدھا والے کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

لدھا قلعہ کا محاصرہ اور کرنل شاہد کیانی کی گرفتاری

جولائی 2007ء کا واقعہ ہے کہ لدھا قلعہ کا، پی ٹی سی ایل فون نمبر مجاہدین لدھا نے کسی ذریعے سے اپنے قبضے میں لیا تھا اور وہاں سے تمام تر راز ونیاز مجاہدین سنتے رہتے تھے، ایک روز وانہ سے بریگیڈیر نے لدھا قلعہ کے میجر رینگ آفیسر کو حکم کیا کہ کمانڈر شمیم عرف ذاکر جب گیٹ پر آئے تو انہیں گولی مارو، ان دنوں میں پاکستان میں لال مسجد کے انہدام کی وجہ سے پورے پاکستان میں مجاہدین نے جنگ جاری رکھی تھی اور یہی سلسلہ علاقے محسود میں بھی جاری تھا فوج نے کئی جگہوں پر سراروغہ معاہدے کی خلاف کرتے ہوئے روکاوٹیں کھڑی کررکھی تھی، چنانچہ

لدھا قلعہ کے کرنل شاہد کیانی نے طالبان امیر حلقہ لدھا شمیم کو دعوت بھیجی کہ اگر حلقہ لدھا کے سطح پر ہم اور آپ ایک خفیہ معاہدہ کرلے تو یہ آپ کے اور ہمارے درمیان نفع اور خیر پر منتج ہوگا۔ چنانچہ لدھا قلعہ میں دعوت کا کہا، ہم نے یہ دعوت اس شرط پر قبول کی کہ قلعہ میں دوران مذاکرات پہرے کی ذمہ داری مجاہدین کی ہوگی، کیونکہ پاکستانی سیکورٹی ادارے ہمیشہ ہی اپنے دشمنوں کو مذاکرات ہی کے نام پر دھوکہ دیتے رہتے ہے، لیکن انہوں نے یہ شرط قبول نہ کی کیونکہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نظر نہ آرہی تھی، مقصد بریگیڈیر کے حکم پر عمل کرنا تھا، یعنی کمانڈر شمیم کو گرفتار یا قتل کرنا تھا، اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ چلو لدھا قلعہ کے اُوپر پہاڑی منزہ پوسٹ (فرنگی دور کا ریکی کا مضبوط چوکی) میں مذاکرات کرتے ہیں اس میں بھی ہم نے وہی شرط لگائی کہ حفاظتی پہرہ داری ہمارے ذمہ ہوگی، لیکن انہوں نے یہ بھی نہ مانا کیونکہ ان صورتوں میں انکا مقصد حل نہ ہورہا تھا، کیونکہ اگر وہ اس شرط کو قبول کرتے اور کمانڈر شمیم کے خلاف کوئی اقدام کرتے تو انکی بھی ساری نفری بشمول ان کے صفحہ ہستی سے مٹنے کا سوفیصد امکان تھا۔ شمیم کو تو پہلے سے راز معلوم تھا کہ مذاکرات کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ اسکے قتل یا گرفتاری کا منصوبہ ہے، انہوں نے یہ شرط اسلئے رکھے تاکہ قلعہ میں یا بڑی چوکی میں طالبان منظم داخل ہوجائے تو اسکا ایسا حشر کریں کہ کرنل شاہد کیانی اور اسکی نفری کے نسلیں یاد رکھیں، کرنل کیانی کو معلوم نہ تھا کہ راز شمیم ذاکر کو معلوم ہوا ہے دونوں ایک دوسرے کیلئے حیلہ سازی میں مصروف تھے، بالاخر کرنل کیانی تحصیل لدھا کے طالبان دفتر آنے پر بمع سیکورٹی کے راضی ہوئے، شاید اسکا مقصد یہ ہو کہ میں انکے دفتر جاکر انہیں یعنی شمیم کو اعتماد میں لوں دوسرے موقعہ پر ٹھکانے لگادو لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ طالبان بھی میرے دھوکہ دہی سے باخبر ہے وہ بھی دھوکہ دہی کے تلاش میں ہے، چنانچہ ایک روز وہ اپنے گارڈ اور ایک خفیہ ادارے کے اہلکار اور پولیٹکل محرر کے ہمراہ مولوی شیر باز کے مدرسے میں واقع طالبان دفتر آپہنچے، مدرسے کے گیٹ سے داخل ہوتے ہی مجاہدین نے ان پر کلاشنکوف تھان لیے، اور انہیں سرنڈر ہونے کو کہا چنانچہ وہ سرنڈر ہوا اور مدرسے کے دوسرے گیٹ سے باہر نکالا، اور اسے گاڑی میں بیٹھنے کو کہا تو وہ انکار کرگیا چنانچہ کرنل کیانی اور کمانڈر شمیم کے درمیان ہاتھاپائی شروع ہوئی، دواور طالبان نے بھی کمانڈر شمیم سے مدد کرکے کرنل کیانی کو اندر گاڑی میں ڈالا جبکہ شمیم بھی انکے ساتھ گاڑی میں انہیں پکڑ کر گر گئے اور باقی اہلکار ماجرہ دیکھ رہے تھے، سب کو گاڑی میں بیٹھا کر محفوظ مقام کی طرف منتقل کرگئے، یوں لدھا قلعہ کے سیکورٹی اہلکار بے یارومددگار بغیر آفیسر کے رہ گئے، بعدازاں بیت اللہ محسود کو واقعے کی اطلاع دی گئی انہوں نے ہمیں شاباش کے الفاظ میں مبارکباد دی، یہ واقعہ 29 یا 30 جولائی 2007 کو پیش ہوا۔

لدھا قلعہ پانی ٹینکر روکے رکھنا جولائی یا اگست 2007 میں قلعہ میں موجود فوج اور فرینٹیر کور کے افسران طالبان نے اس بات کے پابند کررکھے تھے کہ اوپر منزہ ٹاپی اور مورچوں میں فوج کی تعیناتی پر پابندی ہوگی چنانچہ انہوں نے دھوکہ کرکے فوج کو سول کپڑوں میں وہاں بھیجا اس دوران پانی ٹینکر بھی پانی پہچانے کیلئے وہاں گیا۔ طالبان نے ٹینکر کا راستہ روکا جو کئی دنوں تک وہاں روکے رہا کافی لمبی بات چیت کے بعد اس شرط پر اسکا راستہ کھول دیا گیا کہ وہ فوج بمع سامان اسی راستے سے واپس قلعہ جائے گی جس راستے سے وہ خفیہ گرد دے چیڑے مورچوں کو گیا تھا۔ چنانچہ طالبان کی شرط فوج اور ملیشیاء والوں نے مانی اور فوج اسی راستہ سے واپس ہوگئی بعد ازاں ٹینکر کا راستہ کھولا گیا اور وہ قلعہ پہنچ گیا۔ واقعے کی تفصیل طیب، ترابی، تبسم کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

وڑہ چیک پوسٹ پر حملہ 23 اگست 2007ء کو وڑہ چیک پوسٹ پر سرویکئی گاوں کے مقامی مجاہدین نے تعارض کیا اس تعارض میں فریقین کے درمیان ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال ہوا بالاخر چیک پوسٹ پر مجاہدین نے قبضہ کیا اور ایف سی اہلکار اپنے 2 زخمی ساتھیوں کو

لیکر بھاگ گئے اور مجاہدین میں سے بھی ایک مجاہد نعمت اللہ عرف نعمت کی آنکھ اس جنگ میں ضائع ہوئی جبکہ یہ مجاہد چند سال بعد قاری زین الدین گروپ سے جاملا، اور بعد میں حلقہ بروند کے مجاہدین کے ہاتھ لگا اور کیفر کردار تک جاپہنچا۔

بنگش والا چیک پوسٹ پر حملہ 24 اگست 2007ء کو بنگش والا چیک پوسٹ پر تعارض حلقہ بروند کے مجاہدین نے کیا جس میں چیک پوسٹ فتح ہوا اور فوجی بھاگ نکلے فریقین کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ جبکہ اس چیک پوسٹ کے ساتھ والی پہاڑ پر واقع مورچے فتح نہ ہوئے

محمد نواز کوٹ مکین میں دھماکہ آگست 2007ء میں جب جنگ شروع ہوئی تو مجاہدین مکین نے محمد نواز کوٹ مکین میں نیم فوجی دستے کی ریکی چیک پوسٹ میں ریموٹ بم نصب کیا۔ جب ایف سی اہلکار اس میں داخل ہوئے تو اس پر دھماکہ کیا جس میں 4 اہلکار زخمی ہوئے۔ یہ واقعہ ثناء اللہ شہید کی شہادت سے قبل تھا۔

سرنزائی ملیشیاء کیمپ کا محاصرہ

20 جولائی 2007 سے 5 ستمبر 2007ء تک مجاہدین محسود نے کمانڈر سیلاب اور دیگر کمانڈروں کے زیر قیادت سرنزائی ملیشیاء کیمپ کا محاصرہ جاری تھا، صرف انہیں پانی کی سپلائی کی جاتی تھی، جب پینتالیسویں روز 5 ستمبر 2007 کی شام ان پر چاروں طرف سے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ شروع ہوا اور صبح 6 جولائی کے 12 بجے تک ان پر گولے برساتے رہے تو ایف سی (ملیشیاء) والون نے اعلان کیا اور کمانڈر سیلاب سے امن دینے کی درخواست کی سیلاب نے کہا کہ میں نے بیت اللہ امیر صاحب سے بات شریک کی اور ماجرے سے آگاہ کیا، بیت اللہ امیر صاحب کی اجازت سے میں ملیشیا کیمپ کے قریب گیا اور فائر بندی کی اور ان سے مذاکرات کئے۔ چنانچہ ہمارے اور انکے درمیان طے ہوا کہ صرف اس شرط کے ساتھ تمہیں جانے دیا جائیگا کہ اپنے ساتھ صرف J3 بندوق لے جانا ہو گا، کیونکہ سب پشتون تھے یہ نفری 102 سپاہیوں پر مشتمل تھی اسلیئے انکی عزت رکھتے ہوئے انہیں بندوق کیساتھ ہی جانے دیا گیا۔ اور باقی سامان سے بھرا ہوا کیمپ مجاہدین کے حوالے کیا۔ جس میں 4 ٹرک گاڑی، 2 ٹویٹا گاڑی، ایک ایمبولینس، جبکہ ٹرک راشن سے بھرے تھے یہ فوجی ٹرک گاڑی تھے جس میں یہ سفر بھی کرتے ہیں۔ ھاون 82 mm اور اسکے 500 گولے اور ہزاروں کی تعداد میں j3 اور کلاشنکوف کے کارتوس، وغیرہ شامل تھے۔ گاڑیوں میں سے ایک فوجی ٹرک گاڑی ایک مجاہد مسمی چوہدری نے مکین لے جانا چاہا جب گاڑی نواز چیک پوسٹ (مکین) پہنچی تو وہاں پر ملیشیاء والوں نے اس پر فائرینگ کی لیکن چوہدری ٹرک نکالنے میں کامیاب ہوئے، فائرینگ کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ثناء اللہ امیر حلقہ مکین وہاں پہنچے (کیونکہ ان کا ملیشیاوالوں سے خفیہ معاہدہ تھا جو بااجازت بیت اللہ امیر صاحب نہ تھا) جب وہ وہاں پہنچا تو ملیشیاوالوں نے ان سے خفیہ معاہدے کی پاس نہ رکھی ان پر فائر کھول دیا، آپ کو بمع دو اور ساتھیوں کے شہید کیا۔ یاد رہے کہ اس ملیشیا کیمپ کو بھی محاصرے میں رکھا گیا تھا لیکن ثناء اللہ بعض مفادات کی خاطر انہیں رات کے تاریکی میں سامان پہنچاتے رہے، لیکن اس حسن سلوک کا بدلہ ملیشیاء والوں نے یوں دیا جسکی تفصیل گذری، تین دن بعد فوج اور کمانڈوز نے شمالی وزیرستان کے حدود میں تیاری شروع کی اور قوت جمع کرتے رہے سابقہ کاروائی کے چھٹے دن فوج اور کمانڈوز نے چوری چپکے بغیر جنگ کے سابقہ ملیشیاء کیمپ پر قبضہ کیا، کمانڈر سیلاب نے کہا کہ مجھے بیت اللہ امیر صاحب نے کہا کہ فوج ہر قیمت پر اس کیمپ کو قبضہ کرنا چاہتا ہے لہذا مکمل تیاری کیساتھ ہوشیار رہنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، کیونکہ فوج نے امیر صاحب کو چیلنج دیا تھا کہ ہم نے کیمپ پر قبضہ کرنا ہے آپ زور آزمائی کرے۔ اس قابض فوج پر 15 ستمبر 2007ء یکم رمضان المبارک کی عصر کو مجاہدین محسود نے حملہ شروع کیا فریقین میں صبح 10 بجے تک سخت لڑائی ہوئی، جس میں ایک مجاہد زخمی ہوا جبکہ فوج کے نقصان کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔ اسی دوران

2007/ 9/ 16 بہرام شاہ کی سائڈ سے بھی آرمی اور کمانڈوز نے حملہ کیا مجاہدین محسود نے سر توڑ کوشش کی فوج اور کمانڈوز سے سخت لڑائی لڑی اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی نصرت فرمائی اور پاکستان کی آخری طاقت و قوت کمانڈوز کو بھی ٹھکانے لگایا، اس بہرام شاہ سائڈ کی لڑائی میں 20 کمانڈوز مارے گئے۔ اور مجاہدین نے ان کے سر کاٹے، جبکہ ان سے مال غنیمت میں 20 عدد پستول جسکی قیمت فی پستول اس وقت جب فروخت کیا 220000 روپیہ تھی۔ 3 عدد روسی آر پی جی (راکٹ لانچر)، 3 عدد ثقیلہ گرینوف چائنہ ساخت کے 15 عدد کلاشنکوف نائٹ ویژن دوربین، امریکی ساخت کے کئی عدد ٹارچ جو کمانڈوز کے پاس تھے وغیرہ ان سے لیے گئیں، فوج اور کمانڈوز کی لاشیں تین دن تک پڑی رہے اوران سے بدبو پھیل رہی تھی، تین دن کے بعد شمالی وزیرستان کا امن جرگہ غالباً مولانا دیندار کی سربراہی میں بیت اللہ امیر صاحب سے ملا اور مذاکرات کئے جسکی وساطت سے حکومت لاشیں اور زخمی وصول کرنے میں کامیاب ہوئی، مکمل زور آزمائی اور قوت کے باوجود ناچارگی کے حالت میں شرمندہ ہو کر واپسی کی، یوں یہ مقابلہ اللہ تعالیٰ کے نصرت سے مجاہدین محسود نے جیت لیا، اور انکے سر فخر سے بلند کئے، جبکہ ایک کمانڈوز زخمی حالت میں گرفتار کیا گیا جسکا پاؤں ٹوٹ چکا تھا، انہیں بھی رزمک کیمپ کے حوالے کیا۔ اس لڑائی میں ایک مجاہد خان بادشاہ ولد موصول خان، شابی خیل حلقہ زانگاڑہ شہید ہوئے

مکین میں امیر ثناء اللہ کی شہادت 5 ستمبر 2007ء کو سر نرائی سے چوہدری نامی مجاہد نے فوج کے اُس گاڑی کو روانہ کیا جو سر نرائی میں جنگ کے دوران نیم فوجی دستے ملیشیا سے قبضہ میں لیا گیا تھا، جب یہ گاڑی 6 ستمبر 2007ء کو صبح محمد نواز کوٹ مکین پہنچی، تو وہاں پر موجود ایف سی ملیشیا کیمپ کے اہلکاروں نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن ڈرائیور نے گاڑی نہ روکی جس کی وجہ سے ایف سی اہلکاروں نے اس پر فائرنگ شروع کی۔ لیکن ڈرئیور گاڑی بچ نکالنے میں کامیاب ہوا۔ جب ثناء اللہ امیر حلقہ مکین کو پتہ چلا تو وہ سیدھا محمد نواز کوٹ پہنچا، جس پر ایف سی اہلکاروں نے فائرینگ کی اور انہیں دو ساتھیوں سمیت شہید کیا۔ جبکہ دو مجاہد زخمی ہوئے شہداء میں ثناء اللہ ولد حبیب اللہ آباخیل (2) نصر اللہ عرف بھٹو ولد ڈیبہ خان، لالے خیل (3) علی محمد ولد حسین خان، ظریف خیل شامل تھے۔ 2007ء/ 9/ 6 کو جب ملیشیاء فورس نے ثناء اللہ امیر حلقہ مکین کو شہید کیا تو وہاں قریب طالبان نے مورچوں سے نواز کوٹ ملیشیاء کیمپ پر فائرینگ شروع کی، یوں فریقین کے درمیان فائرینگ شروع ہوئی اس دوران فورسز کی جانب سے ہونے والی فائرینگ سے محمد آیاز ولد اکرم خان بی بی زائی حلقہ وچ وام شوال بھی شہید ہوئے بعد ازاں موقعہ پر موجود امن جرگہ والوں نے انکی لاشیں اور زخمیوں کو وہاں سے اٹھا کر مجاہدین کے حوالے کیا۔ یاد رہے کہ بہادر ایف سی والے ڈر کے مارے شہداء کے قریب بھی نہ جاتے تھے کیونکہ اُنہیں خوف تھا کہ شاید کوئی زندہ ہو وہ نقصان پہنچائے گا جبکہ شہداء اور زخمی انکے ساتھ چند میٹر کے فاصلے پر پڑے تھے۔

محمد نواز کیمپ پر تعارض

چند دن بعد بیت اللہ امیر صاحب نے پورے علاقہ محسود سے چن چن کر مجاہدین کو جمع کیا اوراس کیمپ پر تعارض کا حکم جاری کیا۔ چاروں طرف سے کیمپ کو بھاری اسلحہ سے نشانہ بنانا شروع کیا۔ 10 ستمبر 2007ء کی رات، ملک نواز کوٹ اور ساتھ والے پہاڑی پر قائم ایف سی کیمپ پر مجاہدین محسود نے اتنا زوردار حملہ کیا کہ ایف سی اہلکار زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر سکے اور تھوڑی مزاحمت کے بعد بھاگ نکلے، یوں مجاہدین نے کیمپ اور نواز کوٹ فتح کیا۔ اس

تعارض میں حلقہ محسود کے اکثر مشہور جانبازوں نے حصہ لیا کیونکہ ثناء اللہ کی شہادت سے سب کے جذبات بھڑک اُٹھے تھے۔ یہ بات یاد رہے ، کہ پاکستانی فوج سے جنگ جاری تھی ہر جگہ پر فوج اور طالبان ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما تھے لیکن اس کیمپ کے اہلکاروں سے ثناء اللہ شہید کا خفیہ معاہدہ تھا، یہ طالبان محاصرہ میں تھا ثناء اللہ شہید رات کے وقت اُن تک خفیہ رسد پہنچاتے تھے۔ جسکے بارے میں اہل علاقہ کے طالبان کو بھی معلومات نہ تھے، صرف چندہی طالبان کو اسکا پتہ تھا۔ اِن تمام تر احسانات اور ایک معاہدے کے باوجود پاکستانی نیم فوجی دستے ملیشیا فورسز نے ان احسانات اور ایک عملی معاہدے کو فراموش کر کے اُنہیں انکے جزاء میں شہید کروایا۔ لیکن پاکستانی اداروں سے گلہ نہیں کیونکہ انہیں یہ وطیرہ وراثت میں ملاہے۔ ہمیشہ ہی پاکستانی اداروں نے اپنے دشمن کو پہلے اعتماد میں لیا ہے اور بعد میں انہیں قتل کیا ہے جب سے پاکستان بنا ہے اسوقت سے تاریخ اس پر شاہد ہے اُس وقت سے فوج کی تاریخ کو خصوصاً بلوچستان کے حوالے سے اور مختلف خوانین اور نوابوں کے حوالے سے اگر دیکھا جائے۔ توان سب کو اعتماد میں لئے جانے کے بعد انہیں منطقی انجام کو پہنچایا گیا ہے جو ایک نائشتہ عمل ہے ۔ یہ عمل نہ انسانی اخلاق میں سے ہے اور نہ شرعی لحاظ سے صحیح ہے اور نہ یہ عمل کسی بھی قوم کے ہاں محمود ہے۔ جب مجاہدین نے کیمپ فتح کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ صرف ایک مجاہد اکمال الدین ولد رضاء رقیب از دیخیل حلقہ مکین شہید ہوا واپسی میں مجاہدین پر ڈرون سے بمبار ہوا

جس میں تقریباً6 مجاہدین نے جام شہادت نوش کی جن کے نام یہ ہے، (1) محمد داود خان ولد گلستان، گلا خیل مکین ،(2) فضل نور ولد اسمعیل باند خیل مکین (3) بیت اللہ ولد شہباز شوبی خیل حلقہ دواتوئی (4) شرف الدین ولد خان قیمت خیل (5) نیک محمد ولد محمد خان شمک خیل (6) میواہ خان ولد زارولی ملک شائی۔ اس تعارض میں زخمی بھی ہوئے جن میں۔ فیاض بروند (2) مولوی رفیع الدین ڈیلے جو بعد میں علاقہ شکتوئی میں ڈرون حملے میں شہید ہوئے (3) اخلاص یار (4) صادق یار (5) نیاز خان (6) کمال جان وغیرہ شامل تھے مال غنیمت میں اس پورے یونٹ کا سامان ملا جن میں اسلحہ اور کئی ماہ کے لیے کافی راشن جس میں دودھ ، آٹا، گھی، چینی، وغیرہ شامل تھے۔ اس تعارض کے دوران پاکستانی فوج کے اندھا دھند توپ خانے کی شیلنگ کی جبکہ ایک گولہ ایک مقامی قبائلی ستار خان کے گھر پر لگا جس میں اسکا بیٹا طارق ولد ستار خان گنا خیل شہید ہوا۔

لدھا قلعہ کا محاصرہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے راشن پہنچانا

جنوبی وزیرستان تحصیل لدھا میں فرنگی دور کا مضبوط قلعہ جو پاکستان کے آزادی کے بعد فرینٹیر کور ملیشیاء کے زیر کنٹرول ہے طالبان کے خلاف پاکستانی فوج نے 2003 سے قبل یہ قلعہ زیر استعمال لایا پورے علاقہ محسود کو تیارزہ قلعہ اور شکی لدھا قلعہ رزمک کیمپ جنڈولہ قلعہ سرویکی قلعہ سے کنٹرول کرتے رہے لدھا قلعہ چونکہ عین علاقہ محسود کے وسط میں واقع ہے چنانچہ جون 2007 میں لال مسجد واقعہ کے بعد جب طالبان اور حکومت کے درمیان حالات خراب ہوئے تو لدھا قلعہ جولائی 2007 سے مارچ 2008 تک محاصرہ میں تھا وہاں پر فرینٹیر کور ملیشیاء نے چارج سنبھالا تھا جب انکی راشن وغیرہ کمزور ہوا، تو حکومت نے اکتوبر یا نومبر 2007 میں راشن بھرے سول ٹرک رزمک کی طرف سے روانہ کئے، خفیہ رپورٹ کمانڈر شمیم ذاکر کو ملی، جب یہ گاڑی لدھا پہنچے توان میں سے ایک گاڑی جو لکڑی لیکر اطلاع سے پہلے قلعہ پہنچی تھی باقی تین ٹرک جس میں آٹا چینی گھی دودھ کدّو (پٹا) 13 عدد بکری وغیرہ سامان لدھا ہوا تھا۔ جس کو طالبان نے قبضے میں لے لیا۔ یہ تمام راشن وغیرہ سامان مجاہدین میں تقسیم کیا گیا۔ اسی روز حافظ نامی ایک مجاہد نے دن دہاڑے قلعہ کے گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر گیٹ پر فائرنگ کی اور اوپر ریکی کرنے والے اہلکاروں پر فائرنگ کرتے رہے۔ جبکہ دشمن نے ان پر فائر نہیں کیا، اسکے دو وجوہات ہو سکتے ہیں

(۱)یا تو فوج اور ملیشیاء فورسز کو پہلے سے معلومات تھی کہ یہ مجاہد دماغی توازن کھو بیٹھا ہے یا کسی نے انہیں اسکی نشاندہی کی ہو گی وہ لدھا میں مشہور تھا(۲) یا سیکورٹی فورسز اس میں اپنی خیریت سمجھتی ہو گی کہ اسکو قتل نہ کیا جائے کیونکہ رد عمل میں طالبان کی طرف سے شدید حملے کا خطرہ وہ محسوس کر رہے تھے، یہی کش مکش جاری تھی کہ یہ سلسلہ 2007 سے 2008 میں داخل ہوا، انہی دنوں یعنی جنوری 2008 میں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ان پر راشن اور کمانڈو فورسز اتاری گئی یہ ہیلی کاپٹرز بہت نیچلی پرواز کرتے ہوئے وادیوں اور الگڈوں سے خفیہ براستہ دواتوئی لدھا پہنچے تھے جبکہ اسی اثناء میں گن شیپ ہیلی کاپٹرز بمبار کرتے رہے۔ واقعے کی تفصیلات ماما، تبسم امیر حلقہ لدھا، ترابی نائب امیر حلقہ لدھا، سیف اللہ خادم، حافظ اللہ وغیرہ کے زبانی تحریر کی گئی۔

سرنرائی کے قریب فوجی قافلہ پر حملہ 5 ستمبر 2007 کو جب مجاہدین محسود نے سرنرائی ملیشیاء کیمپ پر 40 روز محاصرے کے بعد حملے کا آغاز کیا اور ایک دن کی لڑائی کے بعد کیمپ سے سرنڈر ہونے کا اعلان ہوا ملیشیاء فورسز کے آفیسر سے مذاکرات ہوئے۔ انہوں نے اپیل کی کہ ہم سرنڈر ہوتے ہیں ہمیں بحفاظت صرف اپنی بندوقوں کے ساتھ جانے دیا جائے۔ چنانچہ انہیں اسی طرح جانے دیا اور وہ سب کے سب صرف اپنی اپنی بندوق لیکر چلے گئے باقی تمام تر اسلحہ اور گاڑیاں اور راشن وغیرہ چھوڑ گئے۔ اسی روز پاکستانی فوج کے 5 گاڑی انکی امداد کے لیے مانڑہ کیمپ سے آتے ہوئے دیکھے گئے جسکے روکنے کیلئے مجاہدین نے کمانڈر محمد اللہ عرف دولا کے سرپرستی میں گھات لگائی جب گاڑیاں 100 میٹر کے فاصلے پر پہنچے تو ان پر پھرتی سے شدید فائرنگ شروع کی کمانڈر عادل نے کہا کہ ملیشیاء اور فوجی جوان گولیوں کی بچھاڑ سے منہ اپنے ہاتھوں سے چھپاتے رہے لیکن کئی منٹوں کے بعد گن شیپ ہیلی کاپٹر آپہنچے اور فائرنگ شروع کی جسکی وجہ سے ان سے ہم غنیمت نہیں اٹھاسکے۔ اور نہ ہمیں فوج اور ملیشیاء کے جانی نقصان کا اندازہ ہوا۔ واقعے کی تفصیل کمانڈر عادل جلال خیل کے زبانی تحریر کی گئی۔

شوال لواڑہ میں کمین ستمبر 2007ء میں (S W A) خڑوازار کے علاقے میں کمانڈر فتح اللہ عرف دو اللہ کے سربراہی میں گھات لگا کر فوج پر حملہ کیا گیا جس میں کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے، جبکہ یہ کاروائی کل 7 مجاہدین نے کی اور بعد از کاروائی بحفاظت واپس مرکز پہنچے۔ نور محمد عرف صادق امیر حلقہ توندہ درہ کے مطابق زمانہ دراز گذرنے کی وجہ سے فوج کے ہلاک وزخمی ہونے والوں کی تعداد بھول گئی ہے،

لدھا گراونڈ (کھیل میدان) میں فوج پر میزائل حملہ اکتوبر 2007 میں مجاہدین حلقہ لدھا نے شمیرائی کلئی (گاوں) عظمت میلہ (گھر) سے 4 میزائیل لدھا گراونڈ میں موجود فوج پر داغے جو عین اسکے وسط میں جالگے لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہو سکے، فوج کے جوابی توپ اور مارٹر شیلنگ سے 2 مجاہدین لدھا زخمی ہوئے۔

کاٹی پنگے رزمک میں ایف سی ملیشیاء اہلکاروں کی گرفتاری

دسمبر 2007ء میں ماموسر پہاڑی سے 3 ملیشیا سکاوٹس اہلکار پیدل رزمک کیمپ جارہے تھے بمقام کاٹی پنگے رزمک میں انہیں گھیر لیا گیا، جن میں سے ایک فرار ہوا لیکن وہ مجاہدین کی فائرینگ سے زخمی ہوا۔ اسی حالت میں بھاگ کر رزمک کیمپ پہنچا، جبکہ 2 اہلکار گرفتار ہوئے، بالاخر دونوں کو مجاہدین رزمک کی اپیل پر رہا کیا کیونکہ حکومت ان کو پریشان کر رہے تھے،

شیر پاو ولد غلام محمد کی شہادت 2007 میں جب ملاداداللہ اخوند جنوبی وزیرستان علاقہ محسود آئے اور بہت عرصہ تک وہاں پر سکونت اختیار کر گئے تو مجاہدین محسود نے انکا ساتھ دیا آپ کی شہادت کے بعد داداللہ منصور نے جب ملاداداللہ کے جاسوسی کے جرم میں دین محمد اور اسکے دوسرے ساتھی کو قتل کیا، تو امارت اسلامی کے حکم سے بیت اللہ محسود نے انہیں علاقے سے بے دخل کیا، اس دوران شیر پاو ولد غلام محمد کئی

خیل حلقہ ڈیلے آپکے ساتھ بلوچستان گیا۔ وہاں پاکستانی سیکورٹی فورسز نے ان پر چھاپہ مارا جسمیں منصور داد اللہ گرفتار ہوئے اور شیر پاؤ محسود نے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے۔

بے نظیر بھٹو پر حملے

اس جنگ کے دوران پاکستان میں کئی بڑے حملے ہوئے جن میں سے اکتوبر 2007 میں عید الفطر کے چند دن بعد جب بے نظیر بھٹو کراچی پہنچی تو بمقام کارساز 2 فدائین محسن محسود، رحمت اللہ محسود نے انکے جلوس پر فدائی حملے کئے جسمیں 200 تک جلوس کے شرکاء ہلاک ہوئیں۔ 27 دسمبر 2007ء کو دوبارہ فدائی بلال شہید عرف سعید اور فدائی اکرام اللہ راولپنڈی میں حاضر تھے، جب بے نظیر بھٹو کا جلوس لیاقت باغ پہنچا، تو فدائی بلال عرف سعید نے پہلے پہل پستول کے گولی سے بے نظیر بھٹو کو نشانہ بنایا جبکہ پستول کی گولی اسکے گردن میں جالگی، بعد ازاں اس فدائی بمبار نے اپنے جسم سے باندی بارودی جیکٹ سے اتنازوردار دھماکہ کیا کہ جلوس میں شریک لوگوں کے پرخچے اُڑ گئے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اس حملے میں 24 افراد ہلاک ہوئے اور بیسیوں زخمی ہوئے اس دھماکہ سے پورا پاکستان ہل گیا۔ پر تشدد مظاہروں میں 139 ہلاکتیں ہوئیں جن میں چار پولیس آفیسر بھی شامل تھے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

سردی کی جنگ اور اسکے تفصیلات اور وجوہات

دسمبر 2007 میں حکومت پاکستان اور محسود طالبان میں جنگ کی جو فضاء پیدا ہوئی جس کی وجہ سے جنگ شروع ہوئی جو مارچ 2008 تک جاری رہی یہ جنگ محسود قبیلہ میں سردی کی جنگ سے یاد کیجاتی ہے اس سے صرف ایک ماہ پہلے نومبر میں معاہدہ تیارزہ ہوا تھا جس کے تحت اگست 2007 میں گرفتار 325 افراد پر مشتمل فوجی کانوائی طالبان قیدیوں کے بدلے رہا کی گئی لیکن دسمبر 2007 کے اواخر میں دوبارہ جنگ کی سی کیفیت پیدا ہوئی۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی وجوہات تھیں جسکی وجہ سے پھر فریقین میں جنگ شروع ہوئی؟ معاہدے کی خلاف ورزی کس فریق نے کی؟ یہ جنگ جو سردی کی جنگ سے مشہور ہے اس سے پہلے حکومت اور محسود قبیلہ اور اس کے طالبان میں کل چار معاہدے ہوئے پہلا معاہدہ اگست 2004 میں بمقام سپنکئی رغزائی ہوا جس کے الفاظ یہ تھے کہ نہ علاقہ محسود سے فوج پر حملے ہونگے اور نہ فوج علاقہ محسود میں مداخلت کرے گی لیکن صرف ایک ماہ بعد 9 ستمبر 2004 کی صبح بروز جمعرات علاقہ ڈیلے بداوزہ میں ایک دینی مرکز پر ڈرون طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں سے بمبار ہوا جس میں 50 افراد شہید ہوئے۔ 7 فروری 2005 کو معاہدہ سراروغہ ہوا جس کی اہم شق یہ تھی کہ علاقہ محسود سے فوج کا انخلاء ہوگا لیکن شروع دن سے اس شق کی خلاف ورزی حکومت کرتی رہی نومبر 2007 تک فوج علاقہ محسود سے نہ نکالی گئی البتہ معمول کی زندگی بحال تھی۔ (1) لیکن 24 جولائی 2007 کو بلوچستان کے ضلع ژوب میں عبد اللہ محسود کی شہادت کی وجہ سے فریقین میں حالات سہ بارہ گھمبیر ہوئے۔(2) اس واقعہ سے چند دن قبل 11 جولائی 2007 کو لال مسجد کا افسوس ناک واقعہ بھی پیش آیا تھا جس سے عام مسلمان اور بالخصوص مجاہدین آفسردہ تھے اور حکومت پاکستان کے خلاف دل کھول کر جہاد پاکستان کیلئے تیاری کررہے تھے۔(3) جولائی کے اواخر یا آگست 2007 کے ابتداء میں بمقام مولے خان سرائے بنگش والہ پہلے پہل فوج نے حلقہ بروند کے طالبان کمانڈر سید بادشاہ عرف سجنا اور ان کے ہمراہ چند ساتھیوں پر حملہ کیا جس میں سب مجاہدین بال بال بچ گئے اور بنگش والہ پل کے نیچے پناہ لی جو بالاخر مقامی جرگے کی وساطت سے وہاں سے منتقل کئے گئے۔ **فریقین چونکہ ایک دوسرے کے خلاف مورچہ زن ہوئے۔** لہذا ان وجوہات کی بناء پر تیسری بار فریقین میں جنگ شروع ہوئی اور فریقین کے درمیان شدید لڑائیاں واقع ہوئی لیکن سہ بارہ فریقین میں بمقام کانیگرم 26 اگست

2007 کو معاہدہ ہوا جس میں معاہدہ سراروغہ کو برقرار رکھا گیا اور فریقین نے ایک دوسرے کے قیدیوں کو رہا کیا۔ لیکن صرف ایک دن بعد 28 اگست 2007 کو شکئی کی جانب سے علی الصبح خیسورہ اور مومی کڑم پر فوج کشی کی گئی، اب اللہ تعالی کو کچھ اور منظور تھا مومی کڑم میں سڑک بند ہو جانے کی وجہ سے فوج کی پیش قدمی رک گئی اور طالبان کو پتہ چلا خیسورہ بدر سے لیکر لدھا تک طالبان ان پر ٹوٹ پڑے اور انکو گھیرے میں لیکر بالاخر 325 افراد پر مشتمل مسلح فوجی دستہ گرفتار ہوا اور ان سے گاڑیاں اور تمام تر بھاری اور ہلکے ہتھیار جمع کئے گئے۔ دوماہ تک یہ فوجی طالبان کے پاس قید تھے بالاخر امن جرگے کی وساطت سے نومبر 2007 میں معاہدہ تیارزہ کے تحت یہ گرفتار فوج طالبان قیدیوں کے بدلے رہا کی گئی اور معاہدہ سراروغہ برقرار رکھا گیا۔(1) لیکن پانچوی بار صرف ایک ماہ یا اس سے کچھ دن زیادہ ہوئے کہ ماسٹر محمد رائیس خان عرف اعظم طارق کو ڈیرہ اسماعیل خان سے گرفتار کیا گیا، یاد رہے کہ ماسٹر محمد رائیس خان معاہدہ ہونے کی بناء پر علاج کیلئے ڈی آئی خان گئے تھے۔ جسکی وجہ سے بیت اللہ محسود اور انکے شوری نے امن جرگہ طلب کیا اور اس خلاف ورزی پر حکومت کو سنگین نتائج مول لینے کی دھمکی دی۔ لیکن اس سے حکومت پر کچھ بھی اثر نہ پڑا(2) سرکئی سرپر (سپینکئی راغزائی) فوج کی موجودگی، فوج کا مدعا یہ تھا کہ یہ جگہ بیٹنی قوم کا ہے لہذا اس وجہ سے اس سے انخلاء نہیں کیا جاسکتا۔ محسود قبیلہ کا مدعا یہ تھا کہ یہ جگہ محسود قوم کا ہے، جس پر فوج کی موجودگی معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ اور ساتھ ہی بقول قاضی محمد امیر صاحب بادشاہ نور ولد صاحب دین گلیشائی حلقہ جنتہ کسی کام سے علاقے بروند گیا تھا وہاں سے واپسی پر جب سرکئی سر سپینکی رغزئی پہنچا تو وہاں پر قابض فوج نے ان کی گرفتاری کی کوشش کی جو اِن سے نہ ہوسکی، بالاخر اسے گولی مار کر شہید کر دیا، یہ واقعہ بھی 2007 ء کے اواخر میں جنگ کے اسباب میں سے ایک سبب بنا کیونکہ فوج معاہدے کے خلاف یہاں پر قابض تھی اور ایک مجاہد شہید کیا۔(3) ڈرون حملے اور اس میں پاکستان کی معاونت

جب بیت اللہ محسود چار سو مایوس ہوئے تو سرعام پورے پاکستان میں جنگ شروع کی۔ جس میں بے نظیر بھٹو بھی لقمہ اجل بنی

(4) اس جنگ کا اصل سبب بے نظیر کا قتل اور اس سے پیدا ہونے والی صورت حال سے عوام کی توجہ ہٹانا مقصود تھا

یوں جنوری 2008 میں فوج نے چاروں طرف سے علاقہ محسود کو گھیرے میں لیا اور ساتھ ساتھ بمبار بھی شروع کی جسکی وجہ سے سخت سردی میں محسود قبیلہ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا اور ساتھ ہی سپینکئی رغزائی اور مکین کی جانب سے فوج نے پیش قدمی شروع کی یوں فریقین میں دوماہ تک شدید جنگ ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے۔

چگملائی قلعہ پر تعارض

دسمبر 2007ء سے کچھ قبل حکومت کے ارادے ایسے معلوم ہورہے تھے کہ حلقہ محسود کے خلاف آپریشن کرنے والا ہے جسکی وجہ سے مجاہدین نے بھی تیاریاں شروع کیں، جب جنگ شروع ہوئی تو پہلے پہل چگملائی قلعہ پر تعارض کا پروگرام بنایا گیا، تین گروہ مجاہدین کے تشکیل ہوئے، ایک گروہ دفاع کیلئے مقرر ہوا جبکہ دوسرا گروہ شمال کی طرف اُوپر پہاڑی پر واقع چیک پوسٹ پر تعارض کیلئے مقرر ہوا، جبکہ تیسرا گروہ قلعہ پر تعارض کیلئے مقرر ہوا تھا۔ جب دفاع والوں نے قلعہ پر بھاری اسلحے سے حملہ شروع کیا اسی اثنا میں تعارضی مجاہدین قلعہ کے قریب پہنچے جنگ نے طول پکڑی اور دفاع والوں سے اسلحہ ختم ہوا جسکی وجہ سے تعارضی مجاہدین قلعہ تک پہنچنے سے پہلے ہی روکے گئے، جبکہ قلعے میں موجود اہلکاروں کو پہلے سے حملے کی اطلاع ہوئی تھی انہوں نے تعارض والے مجاہدین پر شدید فائرنگ شروع کی، چیک پوسٹ پر بھی حملہ ہوا۔ لیکن 2 وجوہات سے یہ جنگ ناکام ہوئی اور قلعہ فتح نہ ہوسکا(1) چونکہ سیکورٹی فورسز کو پہلے سے پتہ چلا اور مجاہدین پر فائرنگ شروع کی اور انہیں قریب نہ آنے دیا،(2) جب فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو جنگ طول پکڑ تا گیا اور مجاہدین کے پاس اسلحہ کم پڑھ گیا، یاد رہے کہ اس

تعارض سے قبل بھی شمالی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا تھا جس میں ایک ایف سی اہلکار مارا گیا تھا جبکہ دو زخمی ہوئے تھے، اس کاروئی کی تفصیل لالے ،خطاب، اور مولوی ثاقب کے زبانی تحریر کی ہے۔

جنوبی وزیرستان سپلاتوئی قلعہ کا فتح اور انہزام مفتی عاصم کی قلم سے

جنوری 2008ء کی اس لڑائی میں مجاہدین نے پورے علاقہ محسود میں جنگ شروع کی، چنانچہ اسی سلسلہ میں مجاہدین حلقہ جاٹرائے مجاہدین حلقہ برونداور مجاہدین حلقہ تنگئی جنگی ڈیوٹی بروند محاذ پر تھی، انہوں نے سپلاتوئی قلعہ کی ریکی (تراصد) کرنے کے لئے ایک ٹیم تشکیل دی، اس ٹیم میں مفتی عاصم، نور علی نانا، اور حاجی احمد حسین وغیرہ شامل تھے، جب ہم ریکی کے لئے سپلاتوئی پہنچے اور چاروں طرف سے جائزہ لیا اور فیصلہ کیا کہ آئندہ آنے والی رات کو تعارض کرینگے، تو اسکے بعد ہم نے تیاری شروع کی اور اسلحہ لانے کیلئے ساتھی ادھر اُدھر بھیجے لیکن اللہ تعالی کو کچھ اور منظور تھا۔ کہ اسی رات کسی مخبر نے ایف سی والوں کو اطلاع دی تھی کہ قلعے پر طالبان حملہ کرنے والے ہیں لہذا آپ لوگ ہوشیار رہیں ،چنانچہ ایف سی والوں کو طالبان کے خوفناک حملے تو معلوم تھے کہ وہ کیسے مضبوط حملے کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی خوف کی وجہ سے ایف سی والوں نے صبح سویرے ہی قلعہ خالی چھوڑ دیا تھا، اور بھاگ گئے تھے۔ جبکہ حاجی احمد حسین سپلاتوئی سے چگملائی جارہے تھے کہ سڑک کے کنارے کھڑے شخص پر شک ہوا کہ یہ تو ایف سی اہلکار ہے، جب ان کو گرفتار کیا تو اس ایف سی والے نے بتایا کہ ہم سب قلعہ خالی کر کے بھاگ گئے ہیں صرف ایک بندہ اُوپر پہاڑی کے مورچے میں رہ گیا ہے جو پاگل ہے۔ چنانچہ ان مجاہدین نے وہاں سے واپسی کی اور پہاڑی پر چڑھے اور اس دوسرے ایف سی والے کو بھی گرفتار کیا، اور مجاہدین کو اطلاع کی کہ قلعہ خالی ہے ایف سی والے بھاگ گئے ہیں۔ اطلاع ملتے ہی مجاہدین موقعہ پر حاضر ہوئے اور قلعے میں موجود تمام اسلحہ اور دیگر سامان کو منتقل کرنا شروع کیا ۔ یہ کاروائی صبح 10 بجے سے عصر تک جاری رہی ۔بالاخر عصر کی نماز سے کچھ دیر پہلے وانہ کی طرف سے 5 ہیلی کاپٹر زآتے ہوئے دیکھے گئے جس کی وجہ سے مجاہدین قلعہ سے باہر نکلے اور محفوظ مقامات تک پہنچے ، ہیلی کاپٹر زسیدھے سپلاتوئی قلعہ کے اُپر پہنچے اور اسکے اُپر پرواز کرتے رہے اور شیلنگ شروع کی ۔ جبکہ اس اثناء میں تین ہیلی کاپٹروں سے فوج اتاری گئی ،اور یوں دوبارہ قلعہ پر فوج نے قبضہ کیا، بدقسمتی سے طالبان کیساتھ جٹ طیاروں، ہیلی کاپٹروں اور ڈرون طیاروں کا توڑ نہیں تھا جسکی وجہ سے اکثر مفتوحہ علاقے برقرار نہیں رکھ سکتے۔

سراروغہ قلعہ کا معرکہ

18 جنوری 2008 کو سراروغہ قلعہ پر حملے اور اسکے نتیجہ میں قلعہ فتح ہونا۔ اسکی مکمل کارگذاری مولوی خاطر صاحب کی زبانی یوں ہے، مولوی خاطر نے کہا کہ بیت اللہ امیر صاحب نے میری اور مولوی ابوزکوان کی ذمہ داری لگائی کہ آپ لوگ سراروغہ قلعہ کے صوبیدار کو میری طرف سے کہدو کہ ہمارے اور حکومت کے درمیان جنگ شروع ہونی والی ہے ،بلکہ شروع ہوئی ہے لہذا وہ خوشی سے سراروغہ قلعہ خالی کردے ورنہ ہم نے اس پر بڑے حملے کی تیاری کی ہے۔ جبکہ دوسری بات امیر صاحب نے یہ بھی کی کہ ان سے یہ بھی کہدو کہ پنشن اور تنخواہوں کا رقم ہم دیں گے خوا مخواہمیں جنگ پر مجبور نہ کریں۔ ہم نے جاکر صوبیدار سے یہ ساری گفتگوں شریک کی اور انہیں کہا کہ یہ آخری وارنینگ ہے شاید اس سے پہلے بھی وارنینگ آپکو ملی ہو، اس آخری وارنینگ کو اسی کی مانند نہ سمجھنا۔ لہذا آپ صاحب باقی عاملہ سے بھی مشورہ کرلیں، صوبیدار نے ہم سے ٹائم مانگا کہ اب فی الحال سپاہی وغیرہ باہر ہیں تو ہم نے ظہر تک ٹائم دیا، ظہر سے قبل قلعے کی ساری گیٹیں انہوں نے بند کردی کسی کو باہر جانے کی اجازت نہ دے رہے تھے، لیکن ان تمام حفاظتی اقدامات کے باوجود بھی ایک سپاہی نے قلعے

کی دیوار پلانگ کر باہر آیا اور ہم سے ملا اور یہ رپورٹ ہمیں دی۔ کہ صوبیدار نے تمام عاملہ کو بریفنگ دی اوران سے کہا کہ قلعہ مضبوط ہے طالبان کا بس اس پر نہیں چلے گا اور نہ وہ اس پر کامیاب ہوسکتے ہیں، لہذا ہم نے کسی بھی صورت قلعہ کو نہیں چھوڑنا ہے۔ یاد رہے کہ یہ صوبیدار پہلے بھی ایک دفعہ طالبان قید سے بھاگ چکے تھے اور اس دفعہ جب وہ سمجھا کہ قلعہ طالبان کے ہاتھ لگا تو وہ خود چوری چھپکے نکلا اور فرار ہوا اور باقی عاملہ وہی چھوڑا، آخری دم تک مقابلہ نہ کیا۔ مولانا صاحب نے کہا کہ ہم نے یہ رپورٹ آمیر صاحب کو پیش کی اسکے نتیجے میں امیر صاحب نے مجاہدین کو تیاری کا حکم دیا۔ اس اثناء میں سراروغہ کے مجاہدین نے امیر صاحب سے مطالبہ کیا کہ اس قلعہ پر ہم ہی تعارض کرتے ہیں لیکن امیر صاحب نے انکا مطالبہ نہ مانا، بلکہ حلقہ محسود سے چیدہ لوگوں کو بلایا اور قلعہ پر تعارض کا پلان بنایا۔ تعارض سے چند دن قبل شیر اعظم آقا عرف فاتح میرے مدرسہ میں آیا اور مجھے کہا کہ آپ فلانا تاریخ کو 40 افراد کی روٹی کا بندوبست کرے لہذا میں نے مقررہ تاریخ کو روٹی کا بندوبست کیا، لیکن مہمان 40 کے بجائے 300 سو کے لگ بگ آئے، اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ ان سب کے لیئے وہی 40 افراد کا تیار کھانا کفایت کر گیا سب نے پیٹ بھر کھایا، بعد از اں سب مجاہدین سراروغہ پہنچے۔ اور وہاں پر تعارض کے تیار شدہ پلان کے مطابق تقسیم ہوئے۔ جبکہ میری ڈیوٹی دفاع میں لگی تھی، پہلے پہل مولوی جلیل عرف زاہد اور عبدالجبار عرف نصر اللہ نے بارود سے بھرے گلن (بم) مسجد کی طرف سے لے کر قلعے کی دیوار تک پہنچائے تاکہ انکے دھماکے سے قلعے کی دیوار گرے اور مجاہدین آسانی سے قلعے میں داخل ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ بم مس ہو گیا اور دونوں ساتھی واپس ہوئے اور امیر صاحب سے کہا کہ ہم نے دوبارہ وہاں جانا ہے تاکہ ریموٹ وغیرہ کی خرابی سیٹ کرے، لیکن سیکورٹی والوں نے ہمیں دیکھا ہے وہ ہمیں پہلے سے ہی گولی مارینگے لہذا ساتھی جنگ شروع کریں۔ اور ہم دورانِ جنگ بم تک پہنچیں گے اورانہیں سیٹ کر کے دھماکہ کریں گے، چنانچہ امیر صاحب نے جنگ کا حکم دیا۔ اور اسی اثنا میں دھماکے کیئے گئے جس کی وجہ سے قلعہ کی دیوار میں بڑا شگاف پڑھ گیا لیکن اس سے مجاہدین کا اندر داخل ہونا مشکل تھا، کچھ ازبک مجاہدین بھی اس تعارض میں شریک تھے ان کے پاس بڑا اینٹی ٹینک روسی مائن تھا انہوں نے اسکو شروع جنگ میں گیٹ تک پہنچایا اور گیٹ کو دھماکے سے اڑایا۔ جسکی وجہ سے مجاہدین کے لیے اندر داخلہ آسان ہوا، اور مجاہدین قلعہ میں داخل ہوئے۔ جب ایف سی اہلکاروں نے یہ ماجرہ دیکھا تو انہوں نے کمروں میں جاکر پناہ لی، اور وہاں سے اپنا دفاع شروع کیا چنانچہ یہ سلسلہ تین گھنٹے تک جاری رہا۔ بالاخر امیر صاحب نے دفاع پر مامور ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم بھی جاکر قلعے میں داخل ہو اور دوسرے مجاہدین کی کمک کرو، مولوی صاحب نے کہا کہ ہم دفاع والے بھاگے بھاگے قلعہ تک جا پہنچے، جبکہ میرے ساتھ مجاہد رسول غنی بھی تھا اور ہم قلعہ سے منسلک مدرسے کی طرف سے داخل ہوئے جنگ کا تجربہ بھی نہ تھا اسلیے سیدھا کمروں کا رخ کیا۔ یاد رہے کہ اس جنگ کے تعارض کا کماندان سید عرف خطاب تھا اور شیر اعظم آقا، مولانا ولی الرحمن صاحب اور بنفس نفیس امیر صاحب سب موقعہ پر موجود تھیں اور ساتھیوں کو حوصلہ دے رہے تھے۔ چنانچہ جب میں اور اعظم کمروں کی طرف بڑھے تو سامنے کے کمرے سے ہم پر فائر ہوا لیکن ہم سے خطا ہوا، کیونکہ فائر کرنے والے کو ہم نظر نہیں آرہے تھے صرف ہماری آمد کا انکو پتہ چلا جبکہ اس دوران ہم ان تک پہنچے تو ایک ایف سی اہلکار ہاتھ اٹھا کر تسلیم ہوا، اور کمرے کے باہر کی دیوار سے ہاتھ اٹھا کر کھڑا ہوا۔ جب ہم نے ان پر قابو پالیا اوران سے بندوق چھین لی تو وہ نائب صوبیدار نکلا۔ بعد ازاں ہم نے ان سے کہا کہ آپ دوسرے ساتھیوں سے کہدو کہ وہ بھی تسلیم ہو جائے، انہیں ہماری طرف سے امن ہے۔ لہذا ان کے کہنے پر 2 اور ایف سی اہلکار تسلیم ہوئے، ان تینوں کو ہم نے خطاب کے حوالے کیا اور ان سے کہا کہ اسکو ہم نے امن دیا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی اسکو قتل کریں۔ چنانچہ انہوں نے تسلی دی اور امیر صاحب کو اطلاع دی انہوں نے سب کو حکم دیا کہ سب کو میری طرف سے امن ہے کوئی ان پر تعرض نہ کرے، جو ابھی تک تسلیم نہیں ہوئے ہیں انہیں بھی میری طرف سے امن دیدے

۔اس دوران امیر صاحب مخابرے سیٹ پر انہیں امن دینے کا پیغام دے رہے تھے جسکی آڈیو بھی موجود ہے۔ مولوی خاطر صاحب نے کہا کہ میں نے اس وقت خطاب سے کہا کہ اس صوبیدار کو لیکر سب کمروں پر چکر لگاؤ ان کے ذریعے باقی سپاہیوں کو تسلیم کر دو۔ خطاب نے بہت غصہ کے لہجے میں مجھے کہا کہ آگے جاؤ جنگ کرو۔ لہذا میں اور مجاہد جمو شہید اور ایک کرم ایجنسی کا مجاہد محمد سلطان دوبارہ آگے گئے ،اور اس بار سامنے کمرے سے ہمارے اُپر فائر ہوا جس میں کرم ایجنسی کا مجاہد شہید ہوا۔ اس پورے تعارض میں یہ ایک مجاہد شہید ہوا۔ جبکہ ایک اور مجاہد زمین اللہ دفاع میں بیٹھا تھا جو توپ کے گولہ سے شہید ہوا۔ سلطان کی شہادت کے بعد 3 سپاہی اور تسلیم کر لیے اور امیر صاحب کے امر سے وہ نائب صوبیدار کے حوالے کئے ، دبارہ میں نے پھر خطاب سے کہا کہ بھائی ملیشیا والے کمروں میں پناہ لیے ہوئے ہے اور مجاہدین باہر آزادی سے پھر رہے ہیں، خوامخوہ مجاہدین کو ان سے شہید کرواتے ہو لہذا آپ صاحب صوبیدار کو لیکر تمام کمروں پر انہیں چکر دو اور انہیں کے کہنے پر ان سب کو تسلیم کرادو۔ چنانچہ اس بار خطاب نے میری بات مان لی اور صوبیدار کو لیکر تمام کمروں میں چھپے اہلکار ان کے ذریعے تسلیم کرا لیے (جنگ میں یہ ایک کامیاب فارمولہ ہے کہ دشمن کے بڑے کو گرفتار کرکے جس کی وجہ سے دوسرے اہلکاروں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں اور سرنڈر ہوتے ہے۔عاصم) بالاخر قلعہ فتح ہوا تین گھنٹے کی جنگ میں 5 ایف سی اہلکار ہلاک ہوئے ،اور 27 ایف سی اہلکار زندہ گرفتار ہوئے ،جن کو خود امیر تحریک طالبان پاکستان بیت اللہ محسود نے امن دیا تھا۔ جبکہ دو مجاہد محمد سلطان کرم ایجنسی والا (2) زمین اللہ ولد شاہی خان ،ہیبت خیل حلقہ سراروغہ شہید ہوئے اور کئی مجاہدین زخمی ہوئے جن میں (1) ابراہیم (2) گڈ آیا خان (3) خوژدل (4) ڈاکٹر لوئی خان (5) غنی (6) فانی زنگاڑہ شامل تھے صبح کو تمام مجاہدین نے واپسی کی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو ہیلی کاپٹرز آئے ، آمیر صاحب نے اعلان کیا کہ تمام ساتھی بیدار رہوں ایسا نہ ہو کہ فوج اتاریں، کیونکہ اس سے 2 دن قبل سپلاتوئی میں بھی یوں فوج اتارا گیا تھا۔ لہذا ہم سب نے تحصیل کی بلڈینگ کو آگ لگادی اور قلعے کے دروازوں کو بھی آگ لگادیا، جسکی وجہ سے ہیلی کاپٹروں سے فوج اتارنے کی جرآت نہ ہوئی اور واپس ہوئے ۔دوسرے دن قلعہ کو مسمار کرنے کا کام شروع ہوا یوں قلعہ بلکل زمین کے برابر ہموار کر دیا گیا، اور اس سے نکالے گئے لوہے کو فروخت کیا جس سے 40 لاکھ سے زئد رقم حاصل ہوئی۔ اور اسکے پتھر فی ٹریپ ایک ہزار میں فروخت کی گئی۔ جبکہ مال غنیمت میں اسکے سوا بہت سارا اسلحہ ہاتھ آیا، طیارہ شکن گن زقویک، ،مارٹر بمع گولے ، جیتری بندوقیں، اور اسکے بکس اور کافی سامان مال غنیمت میں ملا۔

لدھا پوسٹ پر شبخون

18 جنوری 2008ء کو تحصیل سراروغہ میں ایف سی قلعہ پر تعارض ہوا اور قلعہ فتح ہوا۔ چنانچہ تین یا چار دن بعد بیت اللہ امیر صاحب نے مولوی ابوز کو ان سے مجاہدین کو لدھا بھیجنے کا کہا، مولوی صاحب نے تقریباً 12 سے 15 مجاہدین کو لدھا بھیجا جن میں مولوی ثاقب ، شیر زادہ عرف لالے ، زمان اللہ ، فرمان للہ ، وغیرہ شامل تھے۔ مولوی ثاقب نے کہا کہ جب ہم لدھا پہنچے تو معلوم ہوا کہ لدھا قلعہ کے مین پوسٹ جو شرقی موڑ پر قائم تھا تعارض ہونے والا ہے ، چنانچہ مجاہدین کے دو گروپ بنائے گئے جو بیس بیس افراد پر مشتمل تھے ایک گروپ کالج کے طرف سے پوسٹ پر حملہ آور ہوا جس میں ہم سراروغہ کے مجاہدین اور کچھ عرب مجاہدین تھے ، جبکہ دوسرا گروپ سڑک کی طرف موڑ سے حملہ آور ہوا جبکہ ساتھ ہی چاروں طرف سے قلعہ پر بھاری اسلحہ کی بھرمار شروع ہوئی، بیس سے تیس منٹ کے درمیان ہم نے پوسٹ فتح کی اور دوسرے سائڈ والوں نے بھی چند مورچے فتح کئے لیکن انہیں مکمل ٹارگٹ فتح کرنا مشکل پڑا۔ جس میں کمانڈر کریم ولد آفسر خان شمن خیل شہید ہوا جبکہ فرمان اللہ سراروغہ اور حضرت اللہ عرف تورہ شپہ لدھا زخمی ہوئے کل 6 مجاہدین زخمی ہوئے ، اس حملے میں پوسٹ اور قلعے میں 8 کمانڈوز سمیت 43 ایف سی اہلکا ہلاک ہوئے ، اور 2 زخمی کمانڈوز سمیت 9 اہلکار گرفتار ہوئے ، 2 زخمی کمانڈوز میں مسمی نثار قتل کیا گیا اور دین

محمد بعد میں دوسرے اہلکاروں سمیت رہا ہوا۔ جبکہ باقی ایف سی اہلکاروں میں بھی ایک داوڑ قوم کا فرد تھا اسکو بھی قتل کیا گیا، اور بھاری تعداد میں اسلحہ اور دیگر سامان غنیمت میں ملا۔ اس واقعے کی تفصیل مولوی ثاقب اور شیر زادہ عرف لالے کی زبانی روایت کی گئی۔

تحصیل لدھا میں قلعہ پر مجاہدین کی کاروائیاں

لدھا چونکہ علاقہ محسود کے تقریباً عین وسط میں ہے، جبکہ لدھا کا مشہور فرنگی دور کا قلعہ ملیشیا نیم فوجی دستوں کے زیر کنٹرول تھا۔ تقریباً وہ ہمیشہ ہر جنگ میں محاصرے میں ہوتا تھا۔ اور اس پر شب و روز کاروائیاں ہوتے تھے۔ یہی سلسلہ جنوری 2008 میں بھی جاری رہا۔ اس پر حملوں کی رپورٹ حنظ اللہ اسٹوڈیو کے فلم سے اخذ کیا۔ 18 جنوری 2008 کو لدھا قلعہ پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے مجاہدین نے حملہ کیا جبکہ اس کاروائی کی کمان حضرت اللہ عرف تورہ شپہ کر رہے تھے اس کاروائی میں ایک گولہ عین مورچے میں جالگا۔ لیکن اس میں ایف سی کے جانی نقصان کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس پر اکثر بھاری اسلحہ استعمال کیا جاتا تھا۔ مجاہدین اس دوران فلم بنانے کے شوق نہیں رکھتے تھے جبکہ 2009ء کے شروع میں اسطرف توجہ ہوئی۔ اسلیے 2009 سے پہلے کی جنگیں جتنی ہوئی ہیں ان میں اکثر کی فلمیں نہیں بنائی ہیں۔ البتہ ازبک مجاہدین فلم بناتے تھے اور کچھ حد تک شمیم ذاکر لدھا بھی اس میں دلچسپی رکھتا تھا 2008/ 1/ 22 کو لدھا قلعہ پر جب مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ تو ایف سی پر شدید دباو کی وجہ سے انکی مدد جنگی ہیلی کاپٹرز سے کی گئی اور مجاہدین پر بہت زیادہ شیلنگ کیا لیکن اس سے مجاہدین کو کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ 2008/ 1/ 10 کو لدھا سب ڈاویژن کے فرنگی دور کے مضبوط قلعے کے شمال مشرق میں واقع پہاڑی پر مہم حفاظتی پوسٹ پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جبکہ گولے عین اسکے وسط میں لگتے رہے۔ اس کاروائی میں مجاہدین کو جانی نقصان نہیں ہوا جبکہ فوج کے نقصان کا بھی آزاد ذرائع سے معلومات نہ ہو سکیں۔ جبکہ فوج نے جوابی کاروائی میں عوام کے گھروں کو توپوں سے نشانہ بنایا۔ یہ سخت سردی کا زمانہ تھا آس پاس کی پہاڑوں نے برف کی سفید چادریں اڑی تھیں۔ اس جنگ میں یہ قلعہ کئی مہینوں تک طالبان محاصرے میں رہا اور اس پر روزانہ چاروں اطراف میں سے کسی طرف سے ضرور M.B میزائیلوں پچھتر آر آر یا ATRR82 جسے ہشتادو یا فصلاگت بھی کہتے ہیں۔ یا ایس پی جی نائن وغیرہ سے حملے ہوتے تھے یاد رہے کہ 2008 کی اس جنگ میں پاکستانی فضائیہ کی جیٹ طیاروں نے پہلے پہل فاٹا میں بمباری شروع کی، جس میں صرف تحصیل لدھا پر بمبار کیا گیا۔ اس کاروائی کی وڈیو فلم موجود ہے ان سے لی گئی ہے۔

خیسورہ نانو خیل علاقے میں لڑائی

جنوری 2008 میں فوج نے غٹ سر کم سر وغیرہ علاقوں پر شکئی کی طرف سے حملہ کیا اور اس پر قبضہ کیا چند ہی دن بعد نانو خیل قوم کے گاوں پر حملہ کیا۔ اس دوران جسمیں فوج کو طالبان کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا ہوا اور پورے دن لڑائی ہوتی رہی عمر خالد کی تحریر کے مطابق فوج کا جانی نقصان بہت ہوا لیکن تعداد معلوم نہیں ہو سکی جبکہ طالبان میں فضل کریم ولد نیک آواز لنگر خیل بھی رتبہ شہادت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے جسکی لاش سترہ دن بعد وہاں سے اٹھالی گئی ان کی جسم سے یوں محسوس ہو رہا تھا گویا کہ سویا ہوا ہے جسم کے تمام اعضاء ڈھیلے نرم ملائم تھے انہیں اپنے آبائی قبرستان ٹیرغائی میں سپرد خاک کیا گیا۔

غٹ سر کے نیچے نانو خیل کے پنج گئی کوٹ میں فوج کی درگت

جنوری 2008 کے شروع کے دنوں میں جب فوج نے شکئی کی جانب سے علاقہ محسود خیسورہ پر حملہ کیا تو پہلے پہل وزیر محسود بارڈر لائن پر محسود قوم کے گھروں کو جلانا شروع کیا فوج گھروں پر ایک قسم کی اسپرے کرتا تھا جسکی وجہ سے پورا گھر منٹوں میں آگ لپیٹ میں لے لیتا تھا

چنانچہ فوج اس گراؤ جلاؤ میں مصروف تھا کہ اس اثناء میں مجاہدین نے اس پر حملہ کیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ فوج میدان چھوڑ کر گھروں میں گھس گیا اسی دوران طالبان کے ایک ماہر راکٹی (آر پی جی فائر کرنے کا ماہر) عمر نواز برکی نے ایک گھر پر جو قوم نانوں خیل پنج گنی (پینئج گنے) کوٹ تھا راکٹ لانچر کا گولہ داغا جسکی وجہ سے گھر سے آگ کے شعلے اُٹھے اور اس میں چیخ وپکار شروع ہوئی اور طالبان سے امن چاہنے کی آوازیں اس سے اٹھنے لگیں اور تسلیم کے نعرے بلند ہوتے رہے (تسلیم پشتوزبان میں سرنڈر ہونے کو کہا جاتا ہے کہ دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالے) لیکن آگ کے شعلوں نے نہ طالبان کو گھر میں داخل ہونے دیا اور نہ وہاں سے لرزہ بر اندام فوجی جوانوں کو باہر بھاگنے دیا۔ یوں واضح معلومات کے مطابق اس گھر میں 60 تک فوجی جوان اس میں جھلس گئے یوں تین اور گھروں میں بھی فوج کو گھرے میں لیا لیکن بعد میں شکئی کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں فوج پہنچنے کی وجہ سے طالبان نے حکمت عملی کے تحت اپنی قوت بچانے کی غرض سے پسپائی اختیار کی۔ اس لڑائی میں نور محمد ولد تیلک خان حلقہ بدر گیگا خیل نے جام شہادت نوش کی۔

خیسورہ میں فوج اور طالبان میں سخت لڑائی

جنوری 2008 میں جب فوج خیسورہ میں داخل ہوئی تو محاذ کے امیر مولوی نور سید صاحب نے وہاں پر ذمہ دار کمانڈر ضرار اور مجاہدین کو طعنہ دیا کہ تم لوگ سورہے ہو آپکی ماؤں بہنوں کے قمیصیں اور کپڑے فوج لے گئی (یہ پشتو میں کسی کو عار دلانے کا مشہور مقولہ ہے)۔ چنانچہ کمانڈر ضرار بمع 30 مجاہدین کے فوج پر ایسے حملہ آور ہوئے کہ دست بدست گلی گلی جنگ لڑی اور فوج سے شدید مقابلہ کیا اس لڑائی مین عمر خالد کے تحریر کے مطابق 25 فوجی طالبان کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ جبکہ کئی سارے زخمی ہوئے۔ اور طالبان میں سے خود کمانڈر مولوی شیر محمد عرف ضرار (شہید) شدید زخمی ہوئے اور سکا پاؤں ٹوٹ گیا جسکی وجہ سے طالبان نے پسپائی کی اور ایک دوسرا مجاہد شیر عالم برکی بھی زخمی ہوا۔ اس لڑائی میں 2 مجاہدین نے جام شہادت نوش کی۔ (۱) تلاوت خان ولد نور محمد منظر خیل حلقہ مومی کڑم (۲) نور محمد ولد میر زمان کنز یرائی حلقہ مومی کڑم

لدھا میں 4 ملیشیاء اہلکاروں کی گرفتاری اور اسکے رد عمل میں عوام کی گرفتاری

جنوری 2008 میں مجاہدین لدھا نے 4 فرنٹیر کور کے اہلکاروں کو اس وقت گرفتار کیا جب وہ پانی لینے کیلئے ایداری نالے آئے تھے انکے پاس بندوق نہیں تھے۔ اسکے رد عمل میں نادرہ دفتر میں موجود عوام میں 13 عام شہریوں کو حکومت گرفتار کر لیے گئے جن میں ایک مسمی ناصر گرڑائی کو تشدد کر کے شہید کیا گیا۔ بعض اہل علاقہ کا کہنا تھا کہ وہ طالبان کے گولی لگنے سے شہید ہوئے ناصر کی لاش ایک ماہ بعد اسکے رشتہ داروں نے قبر سے نکالی جو صحیح سالم تھی اور اسکو اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

مکین پکہ لیٹہ نڑے رہ سر طالبان مورچے پر فوج کا حملہ

جنوری 2008 میں جب پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر یلغار کیا تو اس دوران سپنکئی راغزائی اور مکین پر خصوصی توجہ دی گئی اور ان دو اطراف سے پیش قدمی کی گئی چنانچہ اس دوران مکین نڑے رہ سر پر طالبان کا مورچہ تھا جس پر پہلے پہل فوج کی طرف سے شدید گولہ باری کی گئی لیکن طالبان ڈٹے رہے فوج نے محسوس کیا کہ گویا طالبان نے یہ مورچہ خالی کیا اور اس پر حملہ آور ہوئی۔ طالبان نے فوج کے ساتھ لڑائی شروع کی شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا چنانچہ پاکستانی فوج نے اپنی فوج کا دفاع کرتے ہوئے اس پر دوبارہ مارٹر اور توپ سے بمبار شروع کیا جس میں اپنے

توپ بمبار سے خود فوج کا بہت جانی نقصان ہوا؛ اسی اثناء میں ایک مجاہد بادشاہ حسین ولد زربادان ظریف خیل حلقہ مکین توپ بمبار میں شہید ہوا؛ اور تین مجاہدین یار محمد عرف یارو اور بیت اللہ وغیرہ زخمی ہوئے۔

ریاض خان ولد شیر غنی اور راز محمد ولد سردار خان کی شہادت

جنوری 2008 میں جب پاکستانی افواج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا تو سپنکئی رغزائی اور مکین محاذ پر فوج کو طالبان کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اسی سلسلہ میں علاقہ مکین کے شرکئی نامی جگہ پر فوج مارٹر شیلنگ سے ریاض محمد ولد شیر غنی ہیبت خیل اور راز محمد ولد سردار خان ہیبت خیل کی شہادت واقع ہوئی یہ دونوں مجاہدین عین فوج کے آمنے سامنے محاذ پر فوج کی کسی بھی ممکنہ کاروائی کو پسپا کرنے کی غرض سے اپنے دوسرے مجاہدین کے ہمراہ اپہرداری میں مصروف تھے۔

سپین کمر میں سردی سے اورنگزیب کی شہادت۔ جنوری 2008 میں جب افواج پاکستان علاقہ محسود پر حملہ آور ہوئی تو مجاہدین نے بھی پرزور طریقے سے مزاحمت شروع کی اسی سلسلہ میں مکین محاذ پر سپین کمر کے علاقے میں 7 جنوری 2008 کو پہرے پر ماموراورنگزیب ولد شیر بات خان لنگر خیل سخت سردی کے باعث شہید ہوا۔

اینگامال نارائی پر جھڑپ: جنوری 2008 میں جب فوج نے رزمک کیمپ سے اینگامال سر پر حملہ کر کے پیش قدمی شروع کی، تو یار محمد عرف یارو کے بقول میں نے اور مجاہدین حلقہ دواتوئی نے وہاں پر فوج سے سخت لڑائی لڑی جو صبح سے عصر تک جاری رہی جس میں کئی فوجی مارے گئے۔ بالآخر عصر کے وقت ایک مارٹر گولہ عین ہمارے قریب آ لگا جس میں ہم آٹھ ساتھی زخمی ہوئے، جبکہ میں خود بھی شدید زخمی ہوا، جسکی وجہ سے وہ مورچہ ہم نے چھوڑ دیا۔

مکین محمد نواز کوٹ پر فوج کشی

جنوری 2008 کے سخت سردی کے اس جنگ میں فوج نے محمد نواز کوٹ مکین پر رات کو حملہ کیا۔ اور اس پر قبضہ کیا۔ صبح کو مجاہدین نے اس پر تعارض شروع کیا۔ مجاہدین فوجی مورچوں کو یکے بعد دیگرے فتح کرتے رہے۔ اور بہادر فوج بھاگتی رہی 6 مورچوں کو فتح کر کے صرف ایک مورچہ باقی تھا کہ اچانک فوج کی جوابی فائرنگ سے کمانڈر انور شاہ زخمی ہوئے۔ جسکی وجہ سے مجاہدین نے پیش قدمی روک لی اور کمانڈر انور شاہ کو اٹھا کر واپسی کی انور شاہ کے بقول اس تعارض میں 15 سے 20 تک فوجی مارے گئے جبکہ مال غنیمت میں نائٹ ویژن دُربین ایک عدد J.3 بندوق حاصل کیا۔ اسی روز فوج کی پیش قدمی کے رد عمل میں نڑمے رہ نامی جگہ پر طالبان نے سخت مذاحمت کی جس میں بادشاہ حسین ولد زربادان شمک خیل حلقہ مکین شہید ہوا۔ جبکہ یار محمد عرف یارو اور بیت اللہ زخمی ہوئے۔ اسی ہی روز زیڑہ سرلاغڑ نرائی پر بھی مجاہدین نے فوج کا مقابلہ کیا۔ فوج کے توپ خانہ کی شیلینگ میں زاردات ولد روستی گل عباس خیل مکین اور ایک ازبک مجاہد توپ کے گولہ لگنے سے جام شہادت نوش کر گئے اسکے بعد فوج کی پیش قدمی روک گئی اور مسلسل 2 ماہ تک مجاہدین ہلکے بھاری ہتھیاروں سے فوجی کیمپوں اور مورچوں پر حملے کرتے رہے جنکا لکھنا مشکل ہے کیونکہ یہ روزمرہ کا معمول تھا اور اس میں فوج کے نقصاں کا بھی علم نہ ہو سکا۔ تفصیل حافظ فداء محمد انور شاہ محمود ماما کی زبانی تحریر کی گئی

B,M میزائیلوں کی رزمک کیمپ پر بارش

2007 کے آواخر میں علاقہ محسود پر حکومت پاکستان کے فوج نے امریکی اشارے سے حملہ کیا۔ جبکہ جنگ کا یہ سلسلہ 2008 میں داخل ہوا ۔سخت سردی کا زمانہ تھا برف پہاڑوں کی زینت بن چکی تھی لیکن مجاہدین نے تمام تر مشکلات کو سہہ کر جوانمردی سے فوج کا مقابلہ کیا۔اس جنگ کو سردی کی جنگ کہاجاتا ہے۔ خصوصًا امیر صاحب نے مجاہدین کو حکم دیا تھا کہ رزمک کیمپ سے فائر ہونے والے ہر توپ گولے کا جواب دیناضروری ہے چنانچہ علاقہ محسود کے وہ تمام جگہیں جسکی سرحدیں رزمک سے ملتی تھیں ان اطراف سے B-Mمیزائل جو درے پٹی میزائل سے مشہور ہے اور سکربیں میزائل جونہ پٹی میزائل سے مشہور ہے، شپیزپٹی میزائل مختلف اطراف سے ان تین قسم کے مزائیلوں سے رزمک فوجی کیمپ (جو مشہور ومعروف ہے) پر کئی ماہ تک حملے ہوتے رہے۔رزمک کیمپ سے ہر فائر ہونے والے توپ گولے کا جواب دیاجاتا تھا۔ طالبان کی اس سخت جوابی کاروائی کی بدولت رزمک کیمپ سے توپ خانہ بند ہوا۔اس جنگ میں رزمک کیڈٹ کالج بھی بند ہوا۔میزائل کے ان حملوں میں رزمک کیمپ میں ایک توپ خانہ تباہ ہوا؛اور میزائل حملوں کی وجہ سے تیل ڈبو میں آگ لگی جو جل کر خاکستر ہوگئی۔ اور اس کے علاوہ دیگر جانی ومالی نقصانات کی تصدیق نہ ہوسکی۔ لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رزمک کیمپ سے اقدامی کاروائی کا جواب بھی بند ہوا جس سے معلوم ہوا کہ پاکستان کی مغرور فوج نے طالبان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔600سے زائد میزائل رزمک کیمپ پر داغے گئے۔

تورہ ویڑے دوابہ قلعہ پر حملہ 2008موسم سرمہ میں تورہ ویڑے دوابہ قلعہ پر حملہ کے لیے ہم نے منصوبہ بنایا جب ہم نے قلعے کا محاصرہ کیا تو بغیر جنگ کے لویز فورسز سرنڈر ہوئی۔ جس میں 18 اہلکار گرفتار ہوئے۔ اور مجاہدین کو مال غنیمت میں 10عدد کلاشنکوف ایک عدد ثقیلہ (گرینوف) اور دیگر اسلحہ وسامان ملا۔ محمود ماما کی زبانی تحریر کی گئی

اورکزائی ایجنسی میں امن لشکر کے سربراہ کا قتل

2008 محمود ماما مکین والے کے بقول جب اورکزائی میں امن لشکر بنا، تو امن لشکر نے مجاہدین کے خلاف کاروائیاں شروع کی لہذا اورکزائی کے امیر حکیم اللہ محسود کے حکم پر فدائی شیر اعظم ولد اکرم محسود سپنکئی رغزائی نے امن لشکر کے سربراہ پر قاتلانہ حملہ کیا جس میں امن لشکر کا سربراہ قتل ہوا۔ جبکہ امن لشکر کے ایک رضاکار کے فائرینگ سے فدائی شیر اعظم نے بھی جام شہادت نوش کی۔ لشکر کے سربراہ کے قتل سے اورکزائی امن لشکر ناکامی سے دوچار ہوا جبکہ کچھ عرصہ بعد شیر اعظم کے قاتل کو بھی مجاہدین نے گولی مار کر ہلاک کیا۔

ہنگوں میں شیعوں پر حملہ۔2008موسم سرمہ میں مجاہدین محسود نے مجاہدین اورکزائی کے ہمراہ ہنگوں بازار میں شیعوں پر حملہ کیا، جبکہ ایف فورسز نے مجاہدین پر حملہ کیا۔ فریقین میں کافی دیر تک لڑائی جاری رہی اس لڑائی میں 6 مجاہدین زخمی ہوئے۔ جبکہ فریق مخالف کے جانی نقصان کی تصدیق نہ ہوئی۔ تفصیل محمود ماما کی زبانی

ہنگوں زرگری لویز فورسز کے چیک پوسٹوں پر حملہ

2008 / محمود ماما مکین کے اہم کمانڈر تھے ان کا کہنا تھا کہ ہم نے ہنگوں زرگری میں لویز فورسز کے چیک پوسٹوں پر حملے کی منصوبہ بندی کی جب ہم چیک پوسٹوں کے قریب پہنچے تو لویز اہلکار بغیر مزاحمت کے فرار ہوئے۔ اور ہم نے بغیر مزاحمت کے چیک پوسٹوں کو فتح کیا۔ اس فتح میں ہمیں بہت سارا اسلحہ اور دیگر سامان مال غنیمت میں ملا۔ یادرہے کہ محمود ماما مکین والے سے جتنی کاروائیوں کی تفصیل نقل کی گئی ہے وہ سب مارچ 2008 کے بعد میں کی گئی ہے۔

شیر افضل محسود کی فیروز خیل امن لشکر کے ہاتھوں شہادت

2008 میں فیروز اور کزائی امن لشکر نے شیر افضل ولد گلاپ خان مکین درہ کو شہید کیا۔ محمود ماما نے کہا کہ کچھ ہی عرصہ بعد ہم نے شیر افضل کے انتقام میں امن لشکر کے 6 ملکان کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

فروری 2008 میں کالکلہ سپنکئی رغزائی میں کمین

مولوی خواجہ عرف مدنی نے کہا کہ 2008 سردی کی جنگ میں سپنکئی رغزائی کے قریب بمقام کالکلہ اصغر شہید اور دوسرے مجاہدین نے پیش قدمی کرنے والی فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں 2 فوجی ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔

معاہدے کی خلاف ورزی کرنے پر سیکورٹی اہلکار کو ٹھکانے لگادیا۔

فروری کے اواخر، یا، مارچ کے ابتداء میں حکومت پاکستان اور محسود طالبان میں معاہدہ ہو رہا تھا تو ان دنوں میں لدھا میں فرنٹیر کور ملیشیاء اہلکار مورچہ بنا رہا تھا طالبان نے انہیں آواز دیکر منع کیا لیکن وہ نہ مانے جسکی وجہ سے طالبان نے ان پر فائر کر کے ٹھکانے لگایا۔ زخمی حالت میں اس سپاہی کو لدھا قلعہ میں منتقل کیا اسکے بعد اسکے بارے معلومات نہ ہوسکے کہ وہ ہلاک ہوا، یا، بچ گیا۔ حافظ اللہ لدھا والے کی زبانی واقعے کی تفصیل تحریر کی گئی۔

رزمک کیڈٹ کالج کے طلبہ اغوا

اسی جنگ کے دوران شمالی وزیرستان اور ایف آر بکا خیل کے وسط کے علاقے سے بنوں میر انشاہ سڑک پر رزمک کیڈٹ کالج کے طلبہ جارہے تھے۔ جن پر حملہ کیا۔ اور 60 سے زائدہ طلبہ کو مجاہدین محسود گرفتار کر کے لے گئے ان طلبہ کو مکین میں زیر حراست رکھا۔ خادم کا کہنا تھا کہ انکی ہم نے خوب مہمانوازی کی اور انکی خاطر داری کرتے رہے۔ جبکہ امیر صاحب نے انہیں بہت تحفے تحائف دیئے اور انہیں رہائی کے دوران خرچہ دیا۔ ان طلبہ میں سے ایک کو 500 یا 1000 کا نوٹ امیر صاحب نے دیا اس طالب علم نے کہا اس پر دستخط کرے امیر صاحب نے انکی دلجوئی کی خاطر اس نوٹ پر دستخط کر دیئے۔ بعد میں اس لڑکے سے اس نوٹ کو لاکھوں کی مالیت کے بدلے مانگا گیا لیکن انہوں نے فروخت کرنے سے انکار کیا۔ اس کاروائی سے حکومت پر پریشر ڈالنا تھا اور جنگ جیتنا تھا حکومت کی طرف سے آنے والے مختلف جرگوں کی منت سماجت اور عوام کی دل جیتنے کی خاطر بغیر کسی عوض اور بغیر کسی تکلیف دیئے انہیں رہا کیا گیا۔ جبکہ ان میں سرکاری آفیسروں کے بچے بھی تھے۔ لیکن انہیں کوئی زحمت نہ دی۔ جبکہ دوسری طرف حکومت کی جانب سے شب و روز محسود قوم کے اہل و عیال پر توپ خانے کی شیلنگ ہوتی رہی۔ یہ کاروائی حافظ فداء محمد، خادم، انور شاہ، ملنگ، حلقہ مکین وغیرہ سے نقل کی ہے

تاج محمد کی شہادت

2008 سپنکئی رغزائی پر سردی کے جنگ میں فوج نے سپنکئی رغزائی پر چڑھائی کی تو اس دوران علاقے پر شدید توپ خانے کی گولہ باری سے سپنکئی رغزائی کارخانہ میں توپ گولہ لگنے سے۔(۱) تاج محمد ولد شادالرحمن گلیشائی بختی خیل جنتہ شہید ہوا۔ جبکہ 2 مجاہدین مسمی دارو خان ولد محراب خان، عبداللہ ولد نورزالی خان زخمی ہوئے یہ واقعہ طوفان جنتہ کی زبانی لکھا گیا ہے۔ طوفان جنتہ کے بقول 2008 میں حکومت اور طالبان محسود کے درمیان جب معاہدہ ہوا۔ تو گل سوپ خان بابا کی سربراہی میں زرگری ہنگوں ہماری تشکیل ہوئی۔ وہاں پر مقامی مجاہدین کے

شانہ بشانہ ہم نے کئی ماہ تک لڑائی میں حصہ لیا جب وہاں پر معاہدہ ہوا تو ہم نے واپس اپنے علاقے کا رخ کیا۔ کچھ عرصہ بعد حلقہ محسود کے مجاہدین کی تشکیل مولوی ولی الرحمن کے ہمراہ کرم ایجنسی ہوئی جو اگست 2009 تک وہاں پر جہادی خدمات انجام دیتے رہے۔

ترا کئی سپین کئی رغزائی میں سنائپر گن سے ایک فوجی کا قتل

2008 کے اس جنگ میں بمقام ترا کئی فوجی مورچہ میں ایک سپاہی کو مولوی خواجہ محمد عرف مدنی نے سنائپر گن سے نشانہ بنا کر قتل کیا۔

شیخ زیارت کے مقام پر کمین

مولانا مدنی نے کہا کہ 2008 سردی کے جنگ میں بمقام شیخ زیارت علاقہ کوٹکئی میں شام کے وقت جمشید عرف جمو شہید کے ہمراہ مجاہدین نے گھات لگا کر فوجی گاڑی پر حملہ کیا جس میں گاڑی تباہ ہوئی لیکن فوج کے جانی نقصان کے بارے مین تصدیق نہ ہو سکی۔

سپنکئی رغزائی محاذ پر چند کاروائیاں

لہذا اس جنگ کے چند واقعات کی تفصیل مولانا خاطر صاحب کی زبانی یہ ہے۔ کلکلہ کی طرف سے فوج نے پیش قدمی کی، جبکہ اس طرف ذمہ داری ذبیح اللہ عرف ملنگ کی تھی فوج اور طالبان کے درمیان سخت مقابلہ ہوا؛ جسکے نتیجے میں ذبیح ملنگ زخمی ہوا۔

دوسری طرف جنگ سپینکئی رغزائی میں مولانا خواجہ محمد عرف مدنی (شہید) نے کیا؛ تیسری جنگ مرغی بند میں ہوئی، مولوی خاطر صاحب نے کہا۔ کہ جب مرغی بند پر فوج حملہ آور ہوئی۔ تو اس وقت شاہ فیصل (شہید) ہمارا کماندان تھا میں انکا معاون تھا ہم کل دس بندے وہاں ڈیوٹی دے رہے تھے ۔ لیکن اللہ تعالی کے فضل سے جب پاکستانی ٹڈی دَل فوج سے مقابلہ ہوا۔ تو ہم نے ان سے سخت جنگ لڑی جس میں فوج کے دوٹینک بھی تباہ کئے۔ اور فوج کو اس کے علاوہ بھی بہت جانی مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ مولوی خاطر صاحب نے کہا۔ کہ ہمارے اسی دستے کی ڈیوٹی یعنی پہرے کی ذمہ داری کفارلٹہ پر تھی۔ کہ فوج نے حملہ کیا۔ سخت مقابلہ ہوا۔ لیکن آخر کار فوج کو وہاں پر روکنا پڑا۔ آگے پیش قدمی روک لی۔ جبکہ اس میں ایک مجاہد زخمی ہوا۔ فوج کے نقصان کا ہمیں پتہ نہ چلا۔

سپنکئی رغزائی پر فوج کشی

حکومت پاکستان کی مسلسل بدعہدی کے نتیجے میں ایک بار پھر فوج نے سپنکئی رغزائی پر فوج کشی کی یہ فوج جنڈولہ کی طرف سے کئی کلومیٹر کے علاقے کو روندتی ہوئی۔ سپنکئی رغزائی کے علاقے میں داخل ہوئی جبکہ فوج کے پہنچنے سے پہلے علاقے کو توپ خانہ سے پھٹتا جارہا تھا تاکہ کوئی مزاحمت کیلئے نہ ٹھہر سکے۔ لیکن اسکے باجود مجاہدین محسود نے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جم کر سپنکئی رغزائی تمام اطراف میں زبردست لڑائی لڑی جن میں سر کئی سرُ پر لڑائی، جس میں فوج کی جوابی توپ خانے کی شیلنگ میں والدین کے اکلوتے بیٹے مسعود الرحمن ولد زبور خان ہیبت خیل اور فرید خان گوڑی خیل شہید ہوئے۔ کافی عرصہ تک لڑائی کے بعد توپ خانے کی شیلنگ سے مجاہدین مجبور ہوئے۔ اور ان مورچوں کو خالی کیا۔ اور فوج اس پر قابض ہوئی۔ جبکہ اسی روز جھنڈولہ ٹو سپنکئی رغزائی سے مشرق کی جانب پار علاقے میں پیش قدمی کے لیے کی گئی توپ خانے کی شیلنگ میں ابرار ولد سید عالم اشنگی سپنکئی رغزائی بھی شہید ہوا۔ تفصیل مولوی مدنی کی زبانی تحریر کی گئی

ارشاد ولد دلبر خان کی شہادت

مئی یا جون 2008 میں بیت اللہ محسود نے کمانڈر شمیم اللہ عرف ذاکر ساتھیوں سمیت باجوڑ مہمند تشکیل دی اسی اثناء میں وہاں پر عوام میں جزبہ جہاد کی دعوت اور لوگوں کو پاکستان افغانستان میں جہاد کے لیے تیار کرنا اور خود وہاں پر جنگی کاروائیاں کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی اسکی

تفصیل اپنے مقام پر آئے گی اسی تشکیل میں ایک ساتھی سے کلاشنکوف غلطی سے چلا جس میں ارشاد ولد دلبر خان شمن خیل کو بھی گولی لگی اور وہ شہید ہوئے۔ تبسم، لالا، ترابی وغیرہ کی زبانی یہ واقعہ تحریر کیا گیا ہے۔

ریشادین وغیرہ کی شہادت جولائی یا اگست 2008 میں ریشادین اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ پشاور میں اختطاف کے لیے گئے تھے۔ وہاں سے ایک سرکاری اہلکار کو اٹھا کر وزیرستان لانے کی کوشش میں تھے کہ اس اثناء میں پولیس نے انکا پیچھا کیا اور انکے گاڑی پر فائرنگ شروع کی جس میں ریشادین ولد علیم جان وزیر گائی اور رضوان اللہ ولد رفیق الدین لنگر خیل حلقہ لدھا شہید ہوئے

شیر افضل ولد گلاپ کی شہادت 2008 موسم گرمہ میں شیر افضل ولد گلاپ درہ آدم خیل کے مجاہدین کے ساتھ جہاد میں مصروف تھا کہ اچانک وہ امن لشکر کے ہاتھوں فائرینگ سے شہید ہوا۔

بنوں میں امن لشکر کے تین اہلکاروں کا قتل 2008 میں کمانڈر انور شاہ کی تشکیل بیت اللہ محسود نے بنوں کیا تھا۔ جس میں انہوں نے کئی کاروائیاں انجام دیئے۔ ان کاروائیوں میں انور شاہ کے بقول بنوں کے امن لشکر کے تین اہلکاروں کو گرفتار کر کے بعد میں انہیں سرعام قتل کر کے انکی لاشیں پھینک دی تاکہ وہ لوگوں کے لیے نشانہ عبرت بنے

بہرام خیل مروت میں حملہ 2008 موسم سرمہ بہرام خیل مروت علاقے میں ایف سی قلعہ پر ہم نے تعارض کیا اور یہ تعارض اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوا۔ جبکہ دشمن کو بہت زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ ہمارے معلومات کے مطابق اس میں واضح 5 ایف سی اہلکار مارے گئے جبکہ ان سے بطور مال غنیمت 5 عدد کلاشنکوف لیے گئے۔ جبکہ سیکورٹی فورسز کی جوابی کاروائی میں ایک سواتی مجاہد جو ہمارے ساتھ اس حملے میں شریک تھا وہ جام شہادت نوش کرلیا۔

علاقہ آوید بنوں ریموٹ بم دھماکہ 2008 کی موسم سرمہ میں آوید کے امن لشکر کے پہرے کی جگہ پر ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا جب امن لشکر کے 3 اہلکار وہاں پر پہرہ دینے کیلئے پہنچے تو ریموٹ سے بم کو بلاسٹ کر کے تینوں کو ہلاک کیا۔ دونوں واقعات کی تفصیل انور شاہ مکین والے کی زبانی تحریر کی گئی

زرگری گاؤں کے قریب حملہ 2008 میں اکتوبر کے بعد ہم مجاہدین محسود و اور کزائی نے زرگری گاؤں کے قریب ایف سی گاڑی پر حملہ کیا جو زرگری سے ہنگوں جا رہی تھی اس حملے میں 6 ایف سی اہلکار مارے گئے جبکہ مال غنیمت میں انکے اسلحہ کو بھی حاصل کیا۔ لیکن ایک اور کزائی مجاہد سیکوڑٹی فورسز کی فائرینگ سے شہید ہوا، تفصیل مولوی منصور کی زبانی تحریر کی گئی۔

تجوڑی خوارہ خیل مروت میں مجاہدین محسود کی شہادت

2008 موسم سرمہ میں بیت اللہ امیر صاحب نے تجوڑی قلعہ کے تراصد (ریکی) کے لیے 10 افراد پر مشتمل دستہ تشکیل دیا یہ دستہ جب اس علاقے کو پہنچا مولوی ثاقب کا کہنا تھا کہ میں بھی اس دستے میں شریک تھا۔ مولوی ثاقب نے کہا کہ جب ہم وہاں رات کو پہنچے رات گذرنے کے بعد صبح کو ہم نے تجوڑی قلعے کا تراصد (ریکی) مکمل کیا۔ بعد ازاں چونکہ اس دستے کے امیر مفتی شاہد نے کہا کہ ہم شومہ کے قلعے کا تراصد بھی کرتے ہیں مولوی صاحب نے کہا کہ ہم نے منع کیا مفتی شاہد نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے امیر صاحب نے اجازت دی ہے۔ اس لیے (۱) فدا ءمیر سراروغہ (۲) فرمان سراروغہ (۳) خوشدل (۴) رضاخان حلقہ دواتوئی (۵) مفتی شاہد وغیرہ ہم سے جدا ہوئے۔ ہم باقی ساتھی مولوی ثاقب گل جنت خان رحمن اللہ آیا خان گڈو واپس وزیرستان لوٹے۔ مفتی شاہد بمع ساتھیوں کے جب خوارہ خیل مروت گاوں پہنچے تو مروت قوم کے

امن لشکر نے پولیس فوج سے ملکر ان مجاہدین پر حملہ کیا فریقین میں 5 گھنٹے تک مقابلہ جاری رہا جس میں پانچوں مجاہدین شہید ہوئے جبکہ فوج کے نقصان کا علم نہ ہوسکا۔ اس کاروائی کے انتقام میں کچھ عرصہ بعد مروت قوم کے ٹورنمنٹ پر مولوی اشرف مروت کے تعاون سے فدائی حملہ ہوا جس میں 200 افراد مارے گئے۔ جس سے دیگر اقوام نے سبق سیکھا۔ تفصیل مولوی ثاقب کی زبانی تحریر کی گئی۔

2008 میں پیش ہونے والے دوسرے واقعات اور حادثات

خان محمد ولد یاغستان کی ہلاکت

آگست 2008 میں جنوبی وزیرستان علاقہ بدر فقیر سرائے میں جلسہ عام تھا کہ اچانک ایک بیجو کار گاڑی بڑی تیزی سے جلسہ گاہ کی طرف آئی لوگوں نے شور مچایا کہ خودکش بمبار ہے اس اثناء میں گاڑی پر فائرینگ کی گئی جسکے نتیجے میں خان محمد ولد یاغستان نظر خیل کی ہلاکت وقوع پذیر ہوئی۔ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ خان محمد دماغی توازن کو بیٹھا تھا۔

لدھا قلعہ کی مسماری

جون 2007 سے لدھا قلعہ طالبان کے محاصرے میں تھا اسلیے جب حکومت نے آپریشن راہ نجات کی ٹان لی تو چند ماہ قبل خود ہی حکومت نے لدھا قلعہ خالی کیا۔ قلعہ خالی ہوتے ہی طالبان نے اسے مسمار کرنا شروع کیا اسکی چھتیں پہلے پہل گرادی اور اس میں جتنا لوہا تھا وہ فروخت کیا یا وہاں پر مدرسے میں لگایا۔ جو سامان فروخت کیا وہ 33 لاکھ روپے کا تھا۔

علاقہ خیسورہ تورم الگڈ میں چلتی گاڑی میں دھماکہ

نومبر 2008 میں مجاہدین خیسورہ صرف گاڑی میں جارہے تھے جب یہ گاڑی تورم الگڈ میں پہنچی تو گاڑی میں اچانک دھماکہ ہوا جس سے گاڑی تباہ ہوئی، اور اس میں سوار (۱) باخان کیکاڑائی (۲) آمیر سلطان ولد سیلاخون نیکزان خیل (۳) کفایت اللہ ولد سیناخان شابی خیل شہید ہوئے۔ جبکہ 2 اور آدمی جن میں ایک افغانی تھا جو جاسوسی کے الزام میں گرفتار تھا اور ایک محسود آدمی جو کسی دوسرے غلطی کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا وہ بھی انکے ساتھ شہید ہوئے۔ اور اس میں انعام للہ بچ گیا لوگوں نے سمجھا کہ اس جاسوس کی گرفتاری کی وجہ سے اس گاڑی کو ڈرون طیارے سے نشانہ بنایا گیا لیکن بعد میں تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ اس گاڑی میں دھماکہ خیز مواد تھا جو خود دھماکے سے پھٹ گئے تھے جسکی وجہ سے یہ جانی نقصان ہوا۔ واقعے کی تفصیل عمری ملنگ اور داداءاللہ کی زبانی تحریر کی ہے

رضاءاللہ کا قتل

2008 موسم سرما میں رضاءاللہ اپنے چچازاز بھائی بلال کیساتھ زیڑ سر لالا زیارت کے مقام پر ایک ساتھ چل رہے جبکہ بلال اس وقت کم عمر بھی تھا بندوق کو چھیڑ رہا تھا جسکی وجہ سے کلاشنکوف چلا اور ایک گولی رضاءاللہ کو لگی جس کی وجہ سے وہ موقعہ ہی پر دم توڑ گئے یاد رہے دونوں چچازاد بھائی تھے اور دونوں مجاہد تھے۔ 2008 میں ہونے والے فدائی حملوں کی تفصیل فدائین کے کارناموں کے باب ملاحظہ کرسکتے ہیں البتہ بنوں کے آس پاس ہونے والے چند یہ تھیں بنوں میں ایس پی عابد پر خوکش حملہ بہرام پل بنوں پولیس چوکی پر فدائی حملہ خوارہ خیل مروت میں گاڑی دھماکہ ایف آر بکا خیل میں فوجی قافلے پر خوکش حملہ

مولے خان سرائے میں این جی اوز سکول کی مسماری

یادرہے کہ جنوبی وزیرستان کے علاقہ محسود میں علماء اور طالبان کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ این جی اوز اداروں کے فلاحی کاموں پر مکمل پابندی ہوگی اور اس پر طالبان عمل درآمد کرتے رہے، جہاں بھی این جی اوز کے نام سے کوئی سکول اور ہسپتال یا دستکاری سنٹر وغیرہ کی اطلاع ملی اسکے بند کرنے اور مسمار کرنے کے احکامات بیت اللہ محسود جاری فرماتے تھے، چنانچہ اس سلسلہ میں ایک اسکول بلڈنگ جنوبی وزیرستان مولے خان سرائے میں منظور ہوئی، بیت اللہ امیر صاحب کو کسی نے اطلاع کی کہ یہ اسکول این جی اوز کا ہے، تو امیر صاحب نے اسکے بند کرنے اور مسمار کرنے کی ہدایات جاری کئے جبکہ حاجی بنوت خان شمن خیل اسکا ٹھیکہ دار تھا انہوں نے اپیل کی کہ یہ حکومت پاکستان کے فنڈز سے چار اسکول منظور ہوئے ہیں ایک شکئی میں بن رہاہے ایک مولے خان سرائے، جبکہ دوسرے دو کے بارے میں معلوم نہیں، یہ این جی اوز کا سکول نہیں ہے، اس بارے میں جب معلومات سی این ڈبلیو اور ضلع ٹانک میں ترقیاتی کاموں کے دفاتر کے عملہ سے کئے گئے تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ لیکن امیر صاحب اس پر مصر تھے کہ نہیں یہ اسکول این جی اوز کا ہے اسکو منہدم کرنا ہے، لہذا مولوی عظمت اللہ صاحب کو حکم دیا کہ اسکو بند کرو اور اسکی عمارت منہدم کرو، چنانچہ انہوں نے اس کے مسماری پر کام شروع کیا اور ترقیاتی ادارے کے آفیسر احسان اللہ محسود کو بلا کر دروغ گوئی کے الزام میں چند دن کیلئے نظر بند کیا۔

فخر زمان کی شہادت

جنوری 2009 میں فخر زمان ٹانک جارہا تھا کہ جنڈولہ ٹانک سڑک پر بمقام خرگئی منزائی فوج نے تلاشی کے دوران انکے گاڑی کو روکنے کا اشارہ کیا لیکن وہ نہ روکا جسکی وجہ سے فوج نے ان پر فائرنگ کھول دی جسمیں فخر زمان ولد عبد الرحمن کیکاڑائی حلقہ بدر کی شہادت واقع ہوئی۔ واقعے کی تفصیل مجاہدین بدر کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

آپریشن راہ نجات اور اسکے اسباب

2009ء میں امیر المجاہدین بیت اللہ محسود اور القاعدہ کے ایک اہم رہنماء حافظ سلطان نے جنوبی وزیرستان اور شمالی وزیرستان کے مجاہدین کا ایک اتحاد بنانے کی محنت شروع کی جسکے بارے میں چند اہم اجلاس ہوئے، بالاخر دونوں حضرات کی محنت رنگ لائی اور اتحاد المجاہدین کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا، یہ اتحاد چند باتوں پر ہوا۔ (1) حکومت پاکستان سے متفقہ مطالبہ کیجائے گا کہ سابقہ معاہدات کو عملی جامہ پہنایا جائے، (2) اور فوج کا انخلاء کیا جائے (3) ڈرون حملے بند کئے جائے (4) اسی طرح تمام قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ جبکہ ساتھ یہ فیصلہ بھی ہوا کہ اگر یہ مطالبات حکومت نے نہ مانے تو ہم متفقہ جنگ شروع کریں گے، چنانچہ جنگ کی تیاری بھی ساتھ شروع کی گئی اور منظم جنگ کیلئے ایک عسکری شوریٰ تشکیل دیا گیا۔ اتحاد المجاہدین (1) القاعدہ (2) مجاہدین محسود جنوبی وزیرستان (3) شمالی وزیرستان سے حافظ گل بہادر بمع انکی شوریٰ (4) وانہ سے ملا نزیر بمع کمانڈانان (5) پنجابی مجموعات میں سے استاد احمد فاروق جسکا تعلق بھی القاعدہ سے تھا (6) مجموعہ الیاس کشمیری۔ ان تنظیموں پر مشتمل تھا۔ اتحاد المجاہدین میں مرکزیت تین مقامی حلقوں کو حاصل تھی کیونکہ ان مطالبات کا تعلق ان ہی سے تھا، بعد ازاں ان حلقوں کے امراء نے سابقہ امن کمیٹیاں بلا لیے اور انہیں یہ مطالبات دے کر ان سے کہا گیا کہ اسکا جواب حکومت سے لے آنا ان کمیٹیوں کے ارکان نے پہلے تو اپنے کمانڈروں سے بڑی منت سماجت کی کہ اس جنگ میں آپ لوگوں کا فائدہ نہیں۔ حکومت یہ مطالبات نہیں مانیں گے نتیجۃً آپکی اور علاقے کی بربادی ہے، لیکن اس وعظ و نصیحت سے ان کمانڈروں پر کچھ اثر نہیں ہوا، اور اپنے مطالبات پر ڈٹے رہے۔ بالاخر حکومت نے ان مطالبات کے جواب کی بجائے انہیں طول دیا اور ساتھ ساتھ اتحاد المجاہدین میں توڑ پیدا کرنے کی کوشش شروع کی

،اوراس میں کامیاب بھی ہوئی، جسکی تفصیل اتحادالمجاہدین کے قیام اورانہدام کے تحت تحریر کی گئی ہے۔ اور حکومت نے مطالبات ماننے سے انکار کیا ،جبکہ حکومت اور طالبان دونوں فریقین میں جنگی تیاریاں زوروشور پر تھی ،خصوصاً علاقے محسود پر حکومتی حملے کی دلچسپی زیادہ نظر آرہی تھی۔کیونکہ حلقہ محسود پورے پاکستانی مجاہدین کاہیڈ کوارٹر تھا،تحریک طالبان پاکستان ،القاعدہ،اوردوسرے تحریکات اور جہادی مجموعات کا کنٹرول روم کی حیثیت علاقہ محسود کو حاصل تھا،اس جنگ میں پہل حکومت پاکستان کی طرف سے یوں ہوا کہ 19 مئی 2009ء کوجنڈولہ سے توپوں اور ٹینکوں سے سپنکئی رغزائی اور کوٹ کائی تک علاقے پر گولہ باری کی گئی ، اس پہل کے بعداتحادالمجاہدین نے بھی کاروائیاں

شروع کی جن میں سے ایک کانوائی پر شمالی وزیرستان پیرکلے میں حملہ کیا جبکہ وانہ کے علاقے میچن باباکے قریب فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بموں سے حملہ ہوا۔فوج نے جوابی کاروائی میں اسکول کے بچوں کونشانہ بنایاجس میں کئی بچے شہید ہوگئے اور کئی زخمی ہوئے،اور ساتھ سپین کے علاقے میں ایوبی کے مرکزپر چھاپہ لگایاجس میں جھڑپ بھی ہوا۔

جنڈولہ میں فدائی حملہ

جبکہ بیت اللہ محسود کی جانب سے اس حملے کا دندان شکن جواب بمقام جھنڈولہ دیاگیا۔ جسکی تفصیل یہ ہے 19 مئی 2009ء کو حکومتی توپوں کامنہ توڑجواب۔جنڈولہ قلعہ پر فدائی حملہ آور ،فدائی ،فدا عرف رضوان داوڑ میر علی خسوخیل نے یوں دیا۔ جب 19 مئی 2009ء کو حکومت نے سپنکئی رغزائی پر گولہ باری شروع کی تواسی وقت جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے عوام نے بھی اپنے گھروں سے ہجرت شروع کی،لوگ نقل مکانی کررہے تھے۔انہی مہاجرین کے قافلوں میں 22 مئی 2009ء کو فدائی حملے کی(مزدہ گاڑی) سپینکئی رغزائی میں شامل کی گئی،اس مزدہ گاڑی کی شکل وصورت بالکل متاثرین کے گاڑیوں جیسابنائی گئی۔بارود کے اُپر گھریلوسامان چارپایاں اور صندوق وغیرہ رکھے گئے ،،تاکہ فوج اسکومہاجرین کی گاڑی سمجھے،جب گاڑی جنڈولہ بازارداخل ہوئی اور فدائی حملہ آورنے جب گاڑی قلعے کے قریب پہنچادی تو گاڑی کو قلعے کے کمروں والی سائڈسے ٹکراکر دھماکے سے اُڑادی۔دھماکے کی شدت کی وجہ سے اسکی آوازدور دور تک سنی گئی۔ اوردھماکے میں قلعے کاایک سائڈ مکمل تباہ ہوا،جبکہ باقی کوناقابل استعمال بنایا،

اس زمانے میں جنڈولہ میں فوجی کمک جمع کی گئی تھی اوراس میں روزبروز اضافہ ہورہاتھا۔جسکی وجہ سے اُمید ہے کہ اس حملے میں سینکڑوں کی تعداد میں فوجی مارے گئے ہوں گے ،لیکن آزاد ذرائع سے نقصان کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہوسکے جبکہ اس کاروائی کی ویڈیو فلم جنداللہ اسٹوڈیو پر موجود ہے۔پاکستانی فوج بھی محسود ایریا کو جنگی ماں کہتے ہیں چنانچہ وہ بھی اس کو کرش کرنے کیلئے 2007 کے شروع سے تیاری میں مصروف تھا۔میڈیاسے اخذ شدہ رپورٹ کیمطابق تیاری مکمل کرنے کے بعد باقاعدہ 16 جون 2009 کو آپریشن راہ نجات کا پلاننگ ہوا،19جون 2009 کو پہلے پہل آئرآپریشن شروع ہواجسکی تفصیل علاقہ محسود پر بمبار کے عنوان میں لکھاگیاہے۔(19جون سے 15 اکتوبر تک ہیلی کاپٹر جیٹ اور توپ بمبار کرتارہااس دوران علاقہ محسود کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کی گئی تھی جب 15 اکتوبر کوشگئی

جنڈولہ اور رزمک سے فوج نے پیش قدمی شروع کی تو اس کی ایک جلک خود انہی کی زبانی یہ ہے) اس دوران بچے کھچے ایک لاکھ مقامی محسود افراد نے نقل مکانی کی (جبکہ اکثریتی آبادی تو اس سے پہلے ہجرت کر چکی تھی) حکومتی رپورٹ کے مطابق بیت اللہ محسود کے پاس بیس ہزار تک جنگجو طالبان تھے ۔ ایک دوسری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 20 سے 30 ہزار پاکستانی فوج نے اپنی ہی سر زمین پر 6 سے 7 ہزار طالبان کیساتھ شدید جنگیں لڑی جس کو رپورٹ کے مطابق (مادر آف دا بٹیلر) جنگوں کی ماں کہا گیا۔ اس میں پاکستان کی خصوصی فوج نے بھی حصہ لیا جو امریکیوں کی ٹرین شدہ تھی۔ ایک اور رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ جنوبی وزیرستان میں خونریز جنگیں ہوئی جس میں جانبین کا درجنوں افراد کا جانی نقصان ہوا۔ ایک اور حکومتی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس آپریشن سے مقصد طالبان مشران کو ہلاک کرنا۔ علاقے پر حکومتی عمل داری قائم کرنا۔ اور کچھ بند علاقوں تک فوج کا پہنچنا تھا۔ (کئی ماہ تک شدید بمبار کے بعد علاقے پر ایک لاکھ پیدل فوج سے ایڈوانس کے بعد یہ اعلان کیا) 24 اکتوبر 2009 کو کوٹکئی پر اور 29 اکتوبر کو کانیگرم پر ہم نے شدید لڑائی کے بعد قبضہ کیا۔ آئی ایس آئی کے ایک اہلکار کے بقول ایک لاکھ فوج نے آپریشن راہ نجات میں حصہ لیا جس میں سے 60 ہزار فوج کو حکومت نے قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن طالبان نے حکمت عملی کر کے جنگ کو طول نہیں دی یک دم پالیسی تبدیل کر کے گوریلہ کاروائیوں پر توجہ دی۔

سپنکئی رغزائی سرکئی سر پر تعارض،

سپنکئی رغزائی میں 24 مئی 2009ء کو جنوب مشرق میں واقع پہاڑی سرکائی پر پاکستانی فوج کے کیمپ پر مجاہدین محسود نے چار یا پانچ کماندانوں کی کمان میں تعارض شروع کیا، جو 15 سے 20 منٹ تک جاری رہا، اس دوران میں مجاہدین مورچوں تک پہنچے اور دیواروں کو پھلانگتے ہوئے کیمپ اور مورچوں میں داخل ہوئے۔ اس تعارض میں کئی فوجی اہلکار مارے گئے، جن میں چند کے سر بھی کاٹ لیے گئے، جبکہ باقی فوجی بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مجاہدین نے انہیں کے اسلحہ سے ان بھاگنے والی فوج پر فائرنگ شروع کی۔ جبکہ پاکستان کی شیر دل فوج جنڈولہ سے توپ اور ٹینگ سے گولے برساتے رہے کمک کیلئے صرف 10 سے 15 منٹ کا راستہ بذریعہ گاڑی تھا لیکن وہ میدان میں نہ آئیں اور اس فوج کو صبح تک بے یارو مددگار چھوڑے رکھا، مال غنیمت میں بہت سارا سامان ملا، 2 عدد ایم جی ون، دو نائٹ ویژن دوربین ،کلاشنکوف اور اسی ہزار نقد رقم جبکہ ان میں دو عدد لیپ ٹاپ جن میں سے ایک ایچ پی لیپ ٹاپ میجر شاہد کے نام تھا، جس میں 50 جی بی ننگی

انڈیا کی فلمیں اور فحش گانے، جبکہ دوسرا لیپ ٹاپ کوم پیک فیض انجم کے نام تھا، جس میں فحش اور گندی فلموں کی بھرمار تھی۔ جبکہ دونوں لیپ ٹاپوں سے خفیہ دستاویزات اور فوجی نقشے بھی مجاہدین کے ہاتھ لگے، جو مستقبل میں کام آسکتے ہیں، تفصیل عمر اسٹوڈیو پر ویڈیو موجود ہے۔ جبکہ اس کاروائی کی کمان کمانڈر حکیم اللہ محسود اور کمانڈر شیر اعظم آقاء کر رہے تھے، (1) عقل خان ولد بخته خان، بند خیل حلقہ مکین (2) شیر حسن ولد شیر بادشاہ، اشنگئی حلقہ مانتوئی (3) نیاز علی ولد دلاور، شمیرائی حلقہ وچہ خوڑہ (4) جہانگزیب ولد آواز خان، حلقہ شکتوئی اس تعارض میں جام شہادت نوش کر کے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے

اس ویڈیو فلم میں کئی سنائپر کاروائیاں بھی میڈیا کو دیکھائی گئی ہے جس میں 2 فوجی اہلکار مارے گئے ہیں۔

جبکہ ایک دوسرے کاروائی میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے 2 فوجی اہلکاروں کو مجاہدین نے حصار میں لیکر ثقیلہ (زیڑکئی) سے ان پر فائر کھول دیا ہے جسکے نتیجے میں دونوں فوجی اہلکار جہنم رسید ہوئے،

اس فلم میں ایک بلوچ رجمنٹ سے تعلق رکھنے والا فوجی اہلکار جمعہ خان بلوچ کی ویڈیو بھی ہے، جسکو سابقہ جنوری 2008 کی جنگ میں سپینکی رغزائی میں تعیناتی کے دوران کچھ نقدی رقم جو بلوچ رجمنٹ کے کرنل ابراہیم سے جو پچاس ہزار وہ خود بتارہا ہے چوری کئے تھے، اس کو یہاں سپینکی رغزائی میں کسی گھر میں چھپائے تھے بعدازآپریشن اس رقم کو لینے کیلئے آیا تھا کہ اچانک مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہوا، اور اسکو کیفرکردار تک پہنچایا۔

مئی 2009ء میں پہلی بار برووند محاذ پر فوج کی یلغار تحصیل سرویکئی تک پیش قدمی، مفتی عاصم کی قلم سے

چونکہ برووند محاذ کا ہمیشہ سے ہی ہر جنگ میں مسوٴلیت میرے ذمہ لگائی جاتی تھی اور تاحال 15 فروری 2016 تک ہے چنانچہ جب مئی 2009 میں جنوبی وزیرستان علاقہ محسود کے خلاف راہ نجات کے نام سے آپریشن شروع ہوا، تو اس بار فوج نے ہر وہ قوت مجاہدین کے خلاف استعمال کی جو انہوں نے انڈیا کے نام سے چندے کر کے جمع کی تھی۔ چنانچہ مئی 2009 میں پہلی بار مدیجان (مدیجون) کی طرف سے فوج نے پیش قدمی شروع کی، غالباً دن کے 9 یا دس بجے کا ٹائم تھا، پہلے پہل مجاہدین کے مورچوں پر جٹ طیاروں سے بمبار شروع کی بعدازاں مارٹر گولوں سے مدیجان سر طالبان مورچوں کو ہدف بنا کر دم لیا، جبکہ گن شب ہیلی کاپٹروں کی مدد فوجی قافلے کو حاصل تھی اور بغیر کسی مزاحمت کے قافلہ سرویکئی قلعے کو پہنچا اور تمام رسد فوج کو پہنچائی۔

زاہد ولد حسین علی گرڑائی کی شہادت

جب مئی 2009 میں پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا تو بیت اللہ محسود نے علاقے کے چاروں طرف مضبوط دفاعی نظام بنایا، اور چاروں طرف سے دشمن کے ممکنہ حملے کو روکنے کیلئے محاذ بنائیں، چنانچہ اس سلسلہ میں مجاہدین حلقہ لدھا کی تعیناتی برونڈ محاذ پر کی گئی وہاں ڈیوٹی دیتے ہوئے جون 2009 میں زاہد ولد حسین علی گرڑائی فوج کے شدید توپ خانے کی شیلنگ سے شہید ہوئے،

سرکئی سر پر عملیات

19 مئی 2009 کو حکومت کی طرف سے حلقہ محسود کے خلاف آپریشن راہ نجات کا آغاز ہوا، جسکے رد عمل میں مجاہدین نے بھی عملیات فوج کے خلاف شروع کئے اور حلقہ محسود کے چاروں طرف محاذیں بنائیں، اسی سلسلہ میں سپنکئی رغزائی کے ایک مشہور پہاڑی سرکئی سر پر عرب مجاہدین نے گوریلہ عملیات سرانجام دیئے بعد از واپسی پر جب منڈانہ درہ کے قریب پہنچے تو وہاں پر توپ خانے کی شیلینگ سے ان مجاہدین کے ساتھ بطورے رہبر مجاہد علی محمد عرف چھوٹا مدنی ولد حاجی قاسم شاخہ خیل حلقہ سراروغہ ایک چھرا لگنے سے شہید ہوئے۔

جنڈولہ قلعہ پر 120 mm مارٹر سے شیلنگ

2009 کی جنگ میں منڈانہ میں بڑا مارٹر مجاہدین نے نصب کیا تھا جہاں سے جنڈولہ قلعہ پر گولے داغے جاتے تھے، جن میں اکثر گولے قلعہ پر لگتے تھے یہ کاروائی مفتی عبدالرحمن اور (مولوی حقانی شہید) سرانجام دے رہی تھی ۔

چگملائی وُرواند لڑائی

23 مئی 2009 کو جنڈولہ سے فوج نے ایڈوانس کر کے علاقہ چگملائی پر قبضہ کیا فوج کے اس پیش قدمی کے سلسلہ میں چگملائی بمقام وُرواند طالبان چگملائی نے فوج پر حملہ کیا یہ لڑائی پورے دن جاری رہی جس میں فوج کی گولہ باری سے ایک مقامی قبائلی خاتون زخمی ہوئی، اس میں طالبان کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہوسکی، اس لڑائی کے بعد طالبان نے چگملائی قلعہ اور دیگر مقامات مثلاً کالج اور کالج ہاسٹل اور دیگر فوجی مورچوں پر B.M میزائل اور مارٹر حملے جاری رکھے جبکہ پہلے پہل صرف چگملائی کالج ہاسٹل پر B.M70 میزائل داغے گئے مگر ان سب بھاریکاروائیوں کے نتیجے میں فوج کے جانی نقصان کی تصدیق آزاد ذرائع سے نہ ہوسکی۔ تفصیلات سفیر اللہ عرف عثمانی اور جہانگیر عرف جانگے کی زبانی تحریر کی ہے۔

زاہد ولد شاہ جم خان کی شہادت

زاہد ولد شاہ جم خان کراچی سے اپنے دوستوں کے ہمراہ سپین کئی رغزائی آئے تھے اور وہاں پر محاذ جنگ میں پاکستانی فوج سے نبرد آزمائی کرتے رہے بالاخر جون 2009 میں مارٹر گولہ لگنے سے شہید ہوئے، تفصیل مجاہدین لدھا کی زبانی۔

23 جون کو قاری زین الدین کا پراسرار قتل

2008ء میں حاجی بنوت خان شمن خیل، مولے خان سرائے شاہو روالے نے اپنے گھرانے والوں کے ہمراہ اپنے علاقے کو چھوڑ کر حکومت کے حامی بن گئے، جبکہ حاجی بنوت خان اور انکے بتیجوں کا پہلے ہی سے عبداللہ محسود کے ساتھ تعلقات تھے اور عبداللہ محسود کی شہادت کے بعد مولوی مسعود الرحمن سلیمی خیل جو عبداللہ محسود کا جانشین بنا اور بیت اللہ محسود اور انکے ساتھیوں کے مقابلے میں حلقہ محسود میں

نیاء جہادی گروپ تشکیل دیا، بیت اللہ محسود کے مخالفین نے انکی پشت پناہی شروع کی اور انکو بیت اللہ محسود کے اہم ساتھیوں کے قتل پر اکسایا ۔ کئی بار غلط اقدامات کر کے لیکن کامیاب نہ ہوا جسکی وجہ سے بیت اللہ محسود نے انہیں مجبوراً سامنے سے ہٹایا قبل اسکے بہت منایا سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھ سکا، حاجی بانوت خان قبیلہ کا بھی ان سے قریبی تعلق تھا جسکی وجہ سے انہوں نے علی الاعلان بیت اللہ محسود کے خلاف حکومت کا ساتھ دیا ڈیرہ، ٹانک، گومل، وانہ، میں بیت اللہ محسود کے حامیوں کا قتل عام شروع کیا اور ان سے اغواء برائے تاوان کے نام سے رقم بٹور تا رہا، اور انکا سربراہ قاری زین الدین جو حاجی بانوت کا بھتیجا تھا یہ اس گروپ کا سربراہ بنا، لہذا یہ لوگ بیت اللہ محسود کے ہیڈ لیسٹ پر آ گئے، لہذا بیت اللہ محسود نے اپنے ساتھیوں کو انکے گروپ میں داخل کر دیا، حتی کے گل بدین نامی مجاہد قاری زین الدین کا اخص الخواص بنا اور اسکا باڈی گارڈ متعین ہوا، جب 19 مئی 2009 کو پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر جنگ مسلط کی تو اس میں قاری زین الدین گروپ نے جو عبداللہ محسود گروپ سے مشہور تھا فوج کا بھرپور ساتھ دیا۔ لیکن قاری صاحب کو اپنے انجام کا پتہ نہ تھا بالاخر 23 جون 2009 کو اپنے باڈی گارڈ مجاہد گل بدین محسود نے ان پر فائر کر کے اسے ہلاک کیا۔ اور انکے ساتھ کمرے میں دوسرے باڈی گارڈ کو بھی گولیوں سے منطقی انجام تک پہنچایا ۔ جبکہ گل بدین اپنا کلاشنکوف اٹھا کر ڈیرہ اسماعیل خان سے فرار ہو کر بحفاظت جنوبی وزیرستان بیت اللہ محسود کے ہاں پہنچا، اس کاروائی کی وجہ سے گل بدین کو مجاہدین عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ انہوں نے ایک بہت بڑے ظالم جابر اور مجاہدین کے قاتل کو منطقی انجام تک پہنچایا تھا قاری زین الدین گروپ نے جزبہ انتقام کے تحت فوج کی سرپرستی میں کئی محسود افراد کو شک کی بنیاد پر قتل کیا، جبکہ اس کا جانشین مصباح الدین جو اسکا بھائی تھا وہ اس گروپ کا نیا سربراہ بنا، جنہوں نے حکومت کی زبردست نمک حلالی کی۔

علاقہ محسود میں پاکستانی ائرفورس کا نقصان

یکم جون 2009 کو مجاہدین نے سپنکئی رغزائی محاذ پر گن شیپ ہیلی کاپٹر زپر راکٹ لانچر اور دوشکہ (اینٹی ائر گرافٹ گن) سے فائرنگ شروع کی ، جبکہ ہیلی کاپٹرز کے جوابی شیلنگ سے تین مجاہدین زخمی ہوئے، یاد رہے کہ ہر روز ہیلی کاپٹرز سے مجاہدین کے مورچوں پر شیلینگ ہوتی تھی، جسکی وجہ سے مجاہدین بھی ہیلی کاپٹرز کو نشانہ بناتے رہے۔ اسی جنگ میں بقول مولانا نور سید صاحب کے بدر محاذ پر جب جیٹ طیاروں سے بمبار کرتے تھے تو قاری منیر مومی کڑم والے نے دوشکہ سے اس پر فائر کیا ہم سب نے اپنے انکھوں سے دیکھا کہ جیٹ طیارہ کلابازیاں کھاتا ہوا واپس ہوا، اس روز بی بی سی میڈیا رپورٹ کے مطابق پاکستانی ایئر فورس کا جیٹ طیارہ چارسدہ کے قریب گر کر تباہ ہوا، میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ وہی جیٹ طیارہ تھا جو منیر نے نشانہ بنایا تھا۔ جبکہ ایک دوسرا ہیلی کاپٹرز جسکو ایک محسود پائلٹ اُڑا رہا تھا وہ بھی وانہ سے واپسی پر پائلٹ نے گرا کر تباہ کیا، جس میں کئی بڑے افیسر ہلاک ہوئے الحمد اللہ، تفصیل رحمن ولی کی زبانی تحریر کی گئی

جنوبی وزیرستان خیسورہ پر فوج کشی اور طالبان

جون 2009 میں فوج نے پہلی بار شکئی کی طرف سے علاقے خیسورہ پر یلغار کیا اور گھروں کو جلانا شروع کیا فوج کی اس پیش قدمی کو روکنے کیلئے کمانڈر معراج برکی کانیگرم اور کمانڈر ڈاکٹر نصر اللہ اشنگی خیسورہ نے اپنے مجاہدین ساتھیوں کے ہمراہ میدان جنگ میں کود پڑے اور خیسورہ کے گلیوں کوچوں میں فوج سے دست بدست لڑائی لڑی اس دوران کمانڈر معراج نے مولوی نور سید امیر محاذ خیسور سے سنائپر گن کا مطالبہ کیا ، انکے مطالبے پر گولیوں کی بچاڑ میں سنائپر انہیں پہنچا دیا گیا جس سے آپ نے دشمن کے خلاف بڑا ہی کام لیا، صبح 8 بجے سے شام تک لڑائی جاری رہی اور فوج کے تازہ دم دستے شکئی سے پہنچتے رہے بالاخر اس اثناء میں ان دونوں کمانڈروں کی شہادت واقع ہوئی جبکہ دو اور مجاہدین بھی

اس لڑائی میں شہید ہوئے ، چنانچہ شام کو فوج نے سڑک کے کنارے علاقے پر قبضہ کیا، اور مجاہدین شہداء کی لاشیں قبضے میں لی اور انکو وانہ منتقل کر دیا، تین دن بعد لاشیں جرگے کو حوالے کیا۔ لیکن لاشوں کو پلاسٹک تھلیوں میں بند کر کے اس پر کیمیکل دوایاں اور اسپرے کی تھی جسکی وجہ سے ان سے پانی بہہ رہا تھا اور لاشیں گل سڑ گئے تھے ،اور چار مجاہدین اس لڑائی میں زخمی ہوئے تھے۔ شہداء کے نام یہ ہیں، ڈاکٹر نصراللہ ولد گلستان اشنگی نانو خیل خیسورہ (2) کمانڈر معراج الدین عرف خالد ولد میناخان حلقہ کانیگرم سام (3) مسلم ولد۔۔۔۔۔۔۔۔، بوسپہ حلقہ بدر (4) احمد عرف پہلوان ولد طارق عبد الودانی حلقہ ڈیلے۔ اس لڑائی میں شکئی سے خفیہ مصدقہ اطلاعات کے مطابق 25 فوجی اہلکار ہلاک ہونے کی اطلاع ملی ، نور حسن بابا کے بقول حکومت نے 12 فوجیوں کے ہلاکت کی تصدیق کی یہ لڑائی احمد گل کلئی میں لڑی گئی ،اور مولوی محمد حسین عرف عثمان چنڑے ملا کے بقول اس میں 8 فوجی ہلاک ہوئے۔

خیسورہ سے شکئی پر میزائل حملہ

7 جون 2009 کو جب افواج پاکستان نے خیسورہ پر ایڈوانس کر کے حملہ کیا، تو ان دنوں میں کئی روز تک وقفے وقفے سے مجاہدین بھی تاڑے ژوار سے شکئی فوجی کیمپ پر B.M میزائل فائر کرتے رہے جسمیں ایک توپ خانہ اور ایک گاڑی تباہ ہوئی جبکہ توپ چلانے والی پارٹی میں سے 7 اہلکار بھی اسمیں ہلاک ہوئے۔ میزائل کے ان حملوں میں سے ایک میزائل فوج کے پٹرول آئل ٹینکر پر جالگا جس سے ٹینکر گاڑی میں آگ لگی جسکے شعلے خیسورہ سے بھی نظر آرہے تھے ،واقعے کی یہ رپورٹ شکئی میں مقامی ذرائع سے موصول ہوئی، یہ تفصیلات ملنگ، عمری، اور داداللہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

سیف الرحمن ملک شائی کی شہادت

سپینکئی رغزائی محاذ پر پاکستانی فوج سے نبرد آزمائی کے دوران جون 2009 میں سیف الرحمن ولد عبد اللہ گل ملک شائی حلقہ بدر پاکستانی فوج کی مارٹر گولہ باری کے زد میں آکر شہادت کے اعلیٰ رتبہ پر فائز ہوئے۔

مکین میں تین فوجی اور 25 طالبان ہلاک

حکومت کی جانب سے میڈیا کو جاری ایک بیان میں لکھا گیا ہے کہ 10 جولائی کو مکین میں ایک لڑائی کے دوران 25 طالبان اور 3 فوجی ہلاک ہوئے۔(جو جھوٹ پر مبنی تھا عاصم) اس دوران روز ہی 20،15،10 کبھی 50،40 طالبان کی ہلاک ہونے کی دعوے کر تا رہا جو سراسر جھوٹ پر مبنی تھیں۔ میں حلفیہ لکھتا ہو کہ اس آپریشن کے دوران محسود قبیلہ کا جو بھی جانی نقصان ہوا وہ تفصیلاً لکھا ہے لھذا منصف حضرات اب خود ہی سچ اور جھوٹ کے درمیان تمیز کرے۔

سپلاتوئی قلعہ پر تعارض

19 مئی 2009ء سے جب راہ نجات کے نام سے حکومت نے حلقہ محسود کے خلاف جنگ شروع کی، تو مجاہدین نے بھی کافی زور لگایا اور فوج کے رسد کی تمام راستوں کو روکنے کیلئے ہر ممکن حربہ استعمال کیا، ان میں سے سپلاتوئی قلعہ پر تعارض کا منصوبہ تیار ہوا تا کہ وانہ جنڈولہ روڈ بلاک کیا جائے اسی سلسلہ میں 6 جولائی 2009 کو مجاہدین محسود علاقے بروند میں جمع ہوئے اور عصر سے پہلے ہر گروپ اپنے منزل کی طرف بھیجا گیا ، تقریباً اکثر گروپ اپنی اپنی جگہوں کو پہنچے لیکن شمال کی طرف سے آنے والے گروپ میں بعض وقت مقررہ پر نہ پہنچ سکے جسکی وجہ سے تاخیر ہوئی اور تعارض ناکام ہوا، امیر صاحب نے ساتھیوں کو واپسی کا حکم دیا۔

جبکہ 7 جولائی 2009 کو پھر بعد از ظہر امیر صاحب نے حکم صادر فرمایا کہ کل والے گروپ اپنے اپنے جگہوں تک ہر ممکن طور پر پہنچے، تاکہ تعارض دوبارہ تاخیر کی وجہ سے ناکامی سے دوچار نہ ہو جائے، چنانچہ تمام گروپ چل پڑے اور عشاء کے بعد تمام گروپز اپنی اپنی اہداف تک پہنچے، لیکن ساتھ دشمن کو بھی مجاہدین کی آمد اور ممکنہ حملے کی اطلاع ہوئی تھی اور وہ چوکنا تھے، اور مورچوں کو خالی کرکے دوسری جگہوں میں آڑ لیکر انتظار میں بیٹھے تھے جب مجاہدین نے منظم طریقے سے تین حفاظتی چیک پوسٹوں پر اور قلعے پر حملہ شروع کیا اور مجاہدین قلعے کی دیوار تک پہنچے اور چیک پوسٹوں تک بھی پہنچے تو فوج اور نیم فوجی دستوں نے بھی ان پر جوابی حملہ کیا، تو مجاہدین اس حملے سے پریشان ہوئے اور جوابی حملہ اتنا سخت تھا کہ اس حملے میں کئی مجاہدین شہید ہوئے۔ کیونکہ دشمن نے پیچھے سے ان پر حملہ کیا جسکی وجہ سے مجاہدین کیلئے قلعہ اور چیک پوسٹوں میں داخل ہونا مشکل ہوا۔ اور یوں لڑائی ایک گھنٹے سے زیادہ جاری رہی۔ جبکہ قلعے کے مغربی جانب چیک پوسٹ میں مجاہدین حاجی احمد حسین کی کمان میں داخل ہوئے تھے اور اندر ہی جنگ شروع کی تھی کہ اس اثناء میں بیت اللہ امیر صاحب نے مجاہدین کو واپسی کا حکم دیا کیونکہ اب جنگ جاری رکھنے میں مجاہدین کے جانی نقصان کا قوی امکان تھا۔ لہذا جزوی فتح شدہ قلعہ اور چیک پوسٹیں ویسے ہی چھوڑے گئے ،اس جنگ میں مجاہدین کا کافی جانی نقصان بھی ہوا جس میں (1) قاری حبیب الرحمن ولد عصمت اللہ مال

خیل وچہ خوڑہ (2) عبد اللہ ولد ناول خان لنگر خیل حلقہ وچہ خوڑہ (3) نورز اعالم ولد زاہد ولی شمیر ائی حلقہ وچہ خوڑہ (4) امجد علی ولد مؤمن شابی خیل حلقہ دواتوئی (5) محمد شعیب ولد بہادر خان وزیر گائی کڑمہ حلقہ ڈیلے (6) گل خان ولد ثواب خان عرف وفادار درامن خیل حلقہ بروند ان چھ مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمائی اور اس کے علاوہ کئی دوسرے مجاہدین زخمی بھی ہوئے جس میں شیر عالم عرف ناصر بہت زیادہ زخمی تھا لیکن وہ بچ گیا،

جنوبی وزیرستان تنائی اور گڑیبہ ویلہ جاڑنیے کے درمیانی علاقہ میں بم دھماکہ

جون یا جولائی 2009 میں مولوی خیر محمد ذاکر (شہید) حلقہ بدر محراب خان حلقہ خیسورہ جبکہ ایک اور محسود مجاہد اور ایک ترکمن مجاہد نے تنائی اور گڑیبہ ویلہ کے درمیان علاقے میں وانہ گومل مین سڑک میں ریموٹ بم نصب کیئے جب فوجی گاڑیاں اسکے سیدھ میں آئے تو ان پر دھماکہ کرکے ایک گاڑی کو تباہ کیا جبکہ دوسرا مائن مس ہوا لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا، واقعے کی تفصیلات علاوالدین عرف آبا سین کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

سلیمان کی شہادت

اگست یا ستمبر 2010 میں سلیمان ولد شیر جنگی شمیرائی حلقہ سام کمانڈر فخر عالم نے ریکی کے لیے علاقہ شکئی بھیجا تھا وہاں پر شکئی میں حکومت نواز امن کمیٹی میرادین گروپ نے انہیں دیکھا اور اسکو گھیرے میں لیکر شہید کیا۔

سپینکئی رغزائی میں چند کاروائیوں کی تفصیل

جبکہ جنگ کے اسی سلسلہ میں سپنکی رغزائی کے محاذ پر فریقین میں بہت زیادہ زور آزمائی ہوتی رہتی تھی، جسکی چند کلیپ جون 2009 کی جند اللہ اسٹوڈیو حرکت اسلامی ازبکستان سے لی ہے جسکا فلم وہاں موجود ہے، چنانچہ اس کلیپ میں سپینکی رغزائی میں ایک فوجی کیمپ پر مجاہدین کے ایک حملے کو دیکھایا گیا ہے جس میں فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف ہلکے اور بھاری اسلحے کا استعمال کیا ہے جس میں فوج کی جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد زخمی ہوا ہے جولائی 2009 کی ایک دوسرے کلیپ میں بمقام کاکلہ میں فوجی کیمپ پر محسود اور ازبک مجاہدین کی مشترکہ کاروائی

دیکھائی ہے جس میں مجاہدین نے کلکلہ میں فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا ہے اور ہشتادو (فصلاگت) سے فوجی مورچوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ جبکہ پاکستانی فوج نے جوابی کاروائی میں مارٹر اور توپوں اور ہیلی کاپٹرز استعمال کئے ہے۔ دوسری جانب سے مجاہدین طیارہ شکن ہتھیار دوشکہ (اینٹی ایئر گرافٹ گن) سے ہیلی کاپٹرز پر فائر کرتے ہیں تاکہ اپنے ساتھی مجاہدین کو ہیلی کاپٹرز کی شیلنگ سے بچائے۔ اس ویڈیو فلم میں کئی سنائپر کاروائیاں بھی دیکھائی گئی ہے جس میں کئی فوجی گرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اور مجاہدین کے ایک اُونٹ کو دیکھایا گیا ہے جس پر مجاہدین اسلحہ اور خوراکی سامان لاد کر مورچوں تک پہنچاتے تھے، فوج نے اس اُونٹ پر اتنی شدید گولہ باری کی گویا کہ دشمن کا ایک بڑا لشکر ان پر ٹوٹنے والا ہے، جس میں یہ اُونٹ زخمی حالت میں باوفاء ثابت ہو کر ادھر اُدھر نہ بدکھا بلکہ سیدھا اپنے مرکز آپہنچا، دیکھنے والے حیران ہوئے۔ اور اسی محاذ پر کئی فوجیوں کے سر قلم کئے گئے۔

خیسورہ پنج گنے کوٹ کے قریب بم دھماکہ

جولائی یا اگست 2009 میں وزیر قوم کے ساتھ بونڈری لائن پر پنج گنے کوٹ کے ساتھ سڑک میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے بارودی سرنگ نصب کی جس سے فوج کی ٹویٹا گاڑی ٹکرا کر دھماکے سے تباہ ہوئی، جس میں 5 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے واقعے کی تفصیلات نور حسن بابا اور ملنگ کی زبانی تحریر کی ہے۔

باب رزمک پر ملیشاء کا قتل

ماہ جولائی 2009 میں کمانڈر شمیم ذاکر امیر حلقہ لدھا نے M.4 امریکی بندوق سے رزمک گیٹ پر ڈیوٹی دینے والے سکاوٹس اہلکار کو نشانہ بنا کر ہلاک کیا یاد رہے کہ رزمک گیٹ وہ ہے جو محسود وزیر بونڈری پر بنا ہوا ہے۔ تفصیل خادم وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

میر گل حلقہ جنتہ کی سپینکئی رغزائی میں شہادت،

اگست 2009 میں چونکہ مجاہدین سپینکئی رغزائی پر پہرہ دے رہے تھے اور وہاں پر محاذ بنایا تھا تاکہ فوج کی پیش قدمی روک سکے جبکہ اس سلسلہ میں حلقہ جنتہ کے ایک مجاہد میر گل ولد شادی خان گلیشائی محاذ پر پہرہ دیتے ہوئے سانپ نے کاٹا جسکی وجہ سے وہ شہید ہوا۔

امیر محترم بیت اللہ محسود کی شہادت

امیر محترم بیت اللہ محسود جانے پہچانے شخصیت تھے عالمی دنیا کے اہم شخصیات میں آپکا شمار کیا جاتا ہے، افغانستان پر امریکی حملے کے بعد آپ

اس وقت مشہور ہوئے جب پاکستانی فوج نے قبائل بالخصوص جنوبی وزیرستان میں غیر ملکیوں کے نام آپریشن کا آغاز کیا۔ اس وقت آپ صاحب نے سیکورٹی فورسز کے خلاف شدید جنگیں لڑی اور پورے پاکستان میں مجاہدین کو ایک صف میں لا کھڑا کیا۔ اور ساتھ ساتھ افغانستان میں امریکی اور افغان فورسز کے خلاف بھی سینکڑوں تعارض اور کمین اور فدائی حملے کئے۔ جسکی وجہ سے آپ کو عالمی دہشت گردوں کے لشت میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ 2003 سے آگست 2009 تک یہ سلسلہ چلتا رہا مئی 2009 میں علاقہ محسود کے خلاف آپریشن راہ نجات شروع ہوا جس میں امریکی مدد ڈالروں اور ڈرون حملوں کی صورت میں پاکستان کو حاصل ہو رہی تھی چنانچہ 5 آگست 2009 کو آپ صاحب زانگاڑہ میں اپنے سسر حا

جی اکرام الدین کے ہاں ٹھہرے تھے کہ رات کو ڈرون حملہ ہوا۔ جس میں صرف آپ صاحب اپنی اہلیہ سمیت شہید ہوئے۔ یوں عالم اسلام ایک عظیم جہادی لیڈر سے محروم ہوگئے۔ میڈیا پر اس حملے میں بیت اللہ محسود اہلیہ سمیت کل 12 ہلاکتوں کی تصدیق کی گئی۔ دو ہفتے بعد امریکی بمشکل تصدیق کر گئے لیکن پاکستان اور امریکہ کی مراد پوری نہ ہوئی بلکہ مجاہدین کے حوصلے پست ہونے کے بجائے بلند ہی رہے۔ اور اسکے رد عمل میں پر تشدد کاروائیاں کیں۔ جسکی ایک جلک انہی کی قلم سے یہ ہے۔

بیت اللہ محسود کی شہادت کے رد عمل میں عملیات اور حکومتی رپورٹ

Death of Baitullah Mehsud and TTP counter-attacks

As early as August 2009, the TTP leader, Baitullah Mehsud, was killed in a drone attack. This was later confirmed by captured chief spokesman Maulvi Umar.[159] He was replaced by Hakimullah Mehsud.

In early October 2009, the TTP started a string of bomb attacks in cities across Pakistan. The goal of the attacks was to show that the TTP militants were still a united fighting force following the death of their leader and to disrupt a planned military offensive into South Waziristan. Places targeted include the U.N. World Food Program offices in Islamabad[160] a food store in Peshawar;[161] military headquarters in Rawalpindi; a market in Shangla;[162] the intelligence establishments in Lahore;[163][164] the police stations in Kohat and Peshawar; the Islamic center at the International Islamic University in Islamabad;[165] and Air Science Laboratories (ASL) Complex in Kamra. The month of November ended with a car bombing of Meena Bazaar, Peshawar killing 118 civilians.[166] Additionally, the month of November saw suicide bombings of the National Bank of Pakistan in Rawalpindi,[167] a market in Charsadda, and six bombings in Peshawar including the regional headquarters of the ISI and the Judicial Complex.[168][169][170] In 2013, the media reported that the mastermind of chain of attacks in 2009, Abdullah Umar, was brutalized and killed in a police encounter with Punjab Police in 2013.[171]Media authorities identified Abdullah Umar as a law student of the International Islamic University and a son of army colonel.[171]

خوست میں سی آئی اے کیمپ پر حملہ

30 دسمبر 2009 کو خوست میں سی آئی اے کیمپ پر ڈاکٹر ابو دجانہ نے فدائی حملہ کیا جس میں ڈرون کی پلاننگ ٹیم کے کئی آفیسر ہلاک ہوئے ڈاکٹر ابو دجانہ اپنی وڈیو پیغام میں اپنے فدائی حملے کو بیت اللہ محسود کا انتقامی حملہ قرار دے رہاہے۔

اسماعیل گلیشائی کی شہادت

اگست 2009 میں بیت اللہ محسود کی شہادت کے چند دن بعد سپین کئی رغزائی پر پہرہ دیتے ہوئے فوج کی شدید توپ گولہ باری کے دوران ایک توپ گولہ کمانڈر اسماعیل ولد ،،،، گلیشائی حلقہ سرکائی ماسکائی کے قریب لگا جسکا ایک برچہ اسماعیل پر لگا جسکی وجہ سے وہ زخمی ہوا اور زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوا۔ کمانڈر اسماعیل بیت اللہ محسود کی شہادت سے بڑے غمگین اور پریشان تھے لیکن 3 یا 4 دن بعد انہوں نے بھی دنیاء کے تمام غموم اور پریشانیوں سے نجات حاصل کی۔

مونڑے کوٹ اور لکئی میں عملیات

8 اگست 2009 کو بقول نشتر خان اور قاری گل محمد صاحب کے ہم کل 9 مجاہدین دو گروپوں میں تقسیم ہوئے ایک گروپ نے مونڑے کوٹ پر حملہ کیا جبکہ دوسرے 4 مجاہدین پر مشتمل گروہ نے لکئی فوج پر حملہ کیا، ان دنوں میں 2 فوجی مارے گئے جبکہ باقی فوجی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اسی روز مجاہد خاورے نے کلئی سر مورچہ پر B.M میزائل فائر کئے جن میں سے ایک میزائل عین مورچے میں جالگا اس حملے میں حکومت نے میڈیاء پر 8 فوجیوں کے ہلاکت کی تصدیق کی۔

محمد زومان کی شہادت

2009 آپریشن راہ نجات کے دوران حلقہ مشتہ کے مجاہدین خیسورہ محاذ پر ڈیوٹی دے رہے تھے چنانچہ اس سلسلہ میں محمد زومان ولد سردار خان اشنگئی حلقہ مشتہ نے خیسورہ محاذ پر اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کے بعد واپسی کی جب کانیگرم پہنچے تو سام دفتر میں مجاہدین کیساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک ایک ساتھی سے پستول چلی جس کی ایک گولی محمد زومان کو لگی جسکی وجہ وہ زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسے۔ ان للہ وان الیہ راجعون

رزمک کیمپ پرB.Mمیزائل حملے

19 مئی2009 کو جب علاقہ محسود پر پاکستانی فوج نے حملہ کیا تو اس دوران مجاہدین حلقہ سپین کمر نے 59 میزائل ایسے ماہرین کے حوالے کرکے رزمک کیمپ پر فائر کئے، جسکا تجربہ خوب تھا جن میں سے 14 میزائل مولوی علیم خان طوری خیل کے ایک ساتھی کے ہاتھوں کیمپ پر داغے گئے جو ہدف پر جالگے لیکن ان سب میں دشمن کے جانی نقصان کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔

اینگامال نڑمے رہ سر کے نیچے بم دھماکے

ستمبر2009 کے اواخر میں تین مجاہدین نے (ایک محسود دوسرا چامتو وزیر تیسرا کوئٹہ کا) انہوں رزمک اینگامال سڑک میں بمقام نڑمے رہ 2 وزن آنے سے پھٹنے والے بم (بارودی سرنگیں) نصب کئے، رزمک اینگامال جانے والی کانوائی میں سے ایک گاڑی ٹویٹا اس بم سے ٹکرائی جسکے نتیجے میں وہ دھماکے سے تباہ ہوئی، جبکہ دوسرے بم سے اینگامال سے رزمک جانے والی پانی ٹینکر ٹکرا گئی جسکی وجہ وہ ناکارہ ہوئی، حکومتی بیان میں جو (میڈیا پر نشر ہوا) 8 فوجیوں کے مارے جانے کی تصدیق کی گئی ان دھماکوں کے رد عمل میں فوج نے وہاں کے باشندوں کے گھروں کو جلاڈالا۔ ان دنوں میں چونکہ علاقہ سے پاکستانی فضائیہ کے جیٹ طیاروں کے بمبار اور بے پناہ توپ بمبار کی وجہ سے اہل علاقہ ہجرت کرگئے تھے اور انکے گھر خالی تھے البتہ گھریلوں سامان سے گھر بھرے پڑے تھے۔ اس واقعے کی تفصیل کبری کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

مکین تودہ چنہ کی طرف فوج کی پیش قدمی

ستمبر2009 کے اواخر میں نڑمے رہ میں فوج پر دھماکے ہوئے تو اس روز رزمک کیمپ سے فوج نے مکین تودہ چنہ علاقے پر حملہ کیا جبکہ اس کے ساتھ 6 ٹینک بھی کاروائی میں شریک تھے مجاہدین حلقہ دواتوئی نے ان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے جوابی حملہ کیا جسمیں محمد عالم نے آرپی جی سے ایک ٹینک نشانہ بنایا جس سے ٹینک کو جزوی نقصان ہوا ایک گھنٹہ تک لڑائی ہوئی جسمیں مجاہدین نے 22 آرپی جی گولے دشمن پر فائرکئے۔ اس میں ہلکے ہتھیاروں کا استعمال بے دریغ ہوا جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے فوج نے ہزیمت کھائی۔ اس واقعے کی تفصیل محمود عرف کبریٰ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

طالبان کے نڑمے رہ سر مورچہ پر فوج کا حملہ

15 ستمبر2009 کو جب افواج پاکستان نے علاقہ محسود پر چاروں سے اطراف سے حملہ کرکے پیش قدمی شروع کی تو اسی دوران طالبان کے نڑمے رہ سر پر مضبوط مورچہ (پوسٹ) تھا جس پر اینگامال فوجی کیمپ اور رزمک فوجی کیمپ سے ٹینک توپ اور مارٹر شیلنگ شروع ہوئی تاکہ فوج کے وہاں پہنچنے سے پہلے طالبان کا صفایا ہو جائے لیکن اسد امیر حلقہ دواتوئی کے بقول کہ ہم مجاہدین حلقہ دواتوئی نے تمام گولہ باری کے باجود مورچے کو خالی نہیں کیا جب فوج کو یقین ہوا کہ طالبان یا مورچوں سے بھاگ نکلے ہیں، یا وہاں پر ہی مارے گئے ہیں۔ تو اس دوران خفیہ جنگل کے کنارے میں ملیشیاء اہلکار رات کے ایک بجے کے لگ بگ عین ہمارے مورچے کے سامنے آپہنچے جس پر ہمارے پہرے پر مامور مجاہدین نے فائرنگ شروع کی اور انہیں پیچھے دھکیل دیا یوں ہم سب مجاہدین نے ان پر ایسی شدید فائرنگ کی کہ وہ جنگل میں گھس گئے وہاں

پر وہ اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے رہے پوری رات ہمارے اور انکے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا لیکن بڑی نفری پہنچے کے باجود وہ مورچہ فتح کرنے میں ناکام رہے صبح طلوع آفتاب تک ہم نے مزاحمت جاری رکھی جب ہمارے پاس اسلحہ کم پڑ گیا تو ہم نے پسپائی کرکے مورچہ خالی کیا۔اس لڑائی میں ایک مجاہد وحید اللہ عرف لاختے پاوں پر زخمی ہوا فوج اور ملیشیاء اہلکاروں کے جانی نقصان کے بارے پتہ نہ چلا البتہ اتنا ضرور ہے کہ پہلے پہل مورچہ کے پاس آنے والے اہلکار برسٹ کے زد میں آئے۔رزمک کیمپ سے خفیہ معلومات کے مطابق اس لڑائی میں 2 ملیشیاء اہلکا ہلاک اور 12 زخمی ہوئے۔اس واقعے کی تفصیل اسد کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

امیر الدین اور وزیر کی شہادتیں

ستمبر 2009 کو امیر الدین ولد یعقوب شابی خیل اور وزیر خان ولد ثواب خان شابی خیل دونوں کا تعلق حلقہ زانگاڑہ سے تھا کمانڈر والی محمد کے ہمراہ میرانشاہ جارہے تھے کہ بمقام دوسلی قلعہ گیٹ کے سامنے انکی کار پر سیکیورٹی فورسز نے فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں امیر الدین اور وزیر خان موقعہ ہی پر شہید ہوئے، جبکہ کمانڈر ولی محمد فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

خڑغنڈائی مادو سر سپین کمر میں حملہ

کمانڈر سیلاب کے بقول تفصیل یوں ہے کہ ہم عید الفطر کی رات ستمبر 2009 میں تعارض کرنے کیلئے انتظار میں تھے کہ اچانک تین فوجی اہلکار ہمارے سر پر آئے اس پر ہم نے حملہ کیا اسکو قتل کرکے اور اس کے آس پاس کے مورچوں پر بھی حملہ کیا جبکہ تعارض ناکام ہوا۔اسکی لاشیں وہیں پر پڑی تھیں جب دوسری رات کو ہم نے خڑغنڈائی پر تعارض کیا تو یہ ملیشیاہ کیمپ فتح ہوا، سب اہلکار فرار ہوئے 24 گھنٹے لاپتہ تھے، اس کے بعد رزمک کیمپ پہنچے یہ میڈیا رپورٹ تھی۔مال غنیمت میں ایک عدد ایم جی ون، 2 عدد کلاشنکوف، ایک عدد راکٹ، جبکہ باقی سامان بمع کیمپ کے سب کچھ جلایا، جبکہ فتح شدہ مورچوں پر فوج کی طرف سے نصب شدہ پرسنل مائنوں سے دو مجاہدین کے پاؤ کٹ گئے، صبح کو دوبارہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے فوج نے اس کیمپ پر قبضہ کیا۔جبکہ چھٹے دن بعد دوبارہ اس پر ہم نے تعارض کیا اور آدھا کیمپ فتح کیا لیکن دوسری سائڈ سے کمانڈر نیک بات کی سربراہی میں تعارض ناکام ہوا، اس میں چار شہداء ہوئے (1) ریاض ولد آنات گل حلقہ قلندر (2) جنابات ولد رشید خان حلقہ قلندر (3) خاندان کاکا ولد کابل خان ہیبت خیل حلقہ لواڑہ شوال (4) خان ولی حلقہ لدھا۔اس لڑائی میں 13 مجاہدین زخمی ہوئے، شہداء اور زخمیوں کی وجہ سے مال غنیمت نہ لیا گیا، ان زخمیوں میں تین کے پاؤں کٹ گئے۔

مکین محاذ پر عملیات؛ خڑغنڈائی پر تعارض

19 ستمبر 2009 کو پاکستانی فوج نے خڑغنڈائی شورہ الگڈ کے قریب مورچوں پر مجاہدین حلقہ مکین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے عید الفطر کے دن تعارض کیا 15 سے 20 منٹ کے وقفہ میں مورچوں کو فتح کیا گیا، اس تعارض میں ہم نے واضح طور پر ایک فوجی اہلکار کو مارا ہوا مورچے میں پڑا ہوا دیکھا جبکہ باقی ماندہ زخمیوں وغیرہ کا علم نہ ہوسکا۔جبکہ دو مجاہد منیر احمد (2) سید عالم، زخمی ہوئے اور مال غنیمت میں ایک عدد ایم جی ون، 3 عدد جی تھری بندوق ملے جبکہ دیگر اسلحہ کو ہم نے دھماکہ سے اُڑادیا، اور فوج کے خچروں کو بھی مارا، تاکہ بھاری اسلحہ اور خچر انکے کام نہ آئیں۔یہ کاروائی حافظ فدا محمد امیر حلقہ مکین، انور شاہ، اور محمود ماما کے زبانی لکھی ہے۔

ملنگ ولد بروم خان ایمار خیل کی شہادت

ستمبر 2009 کے اواخر میں مجاہدین نے فوج پر حملہ کیا جسکے جوابی کاروائی سے ٹینگ کا گولہ لگنے سے ملنگ ولد بروم خان ایمار خیل کی شہادت ہوئی۔

ستمبر 2009 میں تمیز الدین شمیرائی کی شہادت

مولوی ابوزکوان نے کہا کہ جب 19 مئی 2009 کو آپریشن راہ نجات پاکستانی فوج نے حلقہ محسود میں شروع کیا تو پانچ ماہ تک علاقے کو محاصرے میں رکھا اوراس دوران جیٹ طیاروں اور توپ خانوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بمبار اور شیلنگ ہوتا رہا اسی ہی کڑی میں ایک روز مرغی بند نزد کوٹکئی میں مجاہدین کے ایک گاڑی پر ہیلی کاپٹرز سے شیلنگ کی گئی، جس میں تمیز الدین ولد اسد خان شمیرائی اور فدائی عثمان ولد جمساخان ہیبت خیل شہید ہوئے جبکہ کمانڈر شاہ فیصل شدید زخمی ہوئے، اور گاڑی تیز رفتاری کے باعث اُلٹ کر تباہ ہوئی۔

اکتوبر 2009 جمشید عرف جمو کی شہادت

اکتوبر 2009 میں جب فوج نے پیش قدمی شروع کی تو اس اثناء میں سراروغہ کے قریب گام کوٹ میں سڑک پر چلتی مجاہدین کے ٹویٹا گاڑی پر ہیلی کاپٹرز سے شیلنگ کی گئی جس میں جمشید عرف جمو ولد مستی خون اشنگئی حلقہ سپنکئی رغزائی شہید ہوا۔ جبکہ گاڑی پر آگ لگی جس میں جمشید کی لاش بھی جھلس گئی۔ جبکہ مولانا حقیار معجزانہ طور پر بچ گئے صرف ایک ہاتھ کو چھوٹ لگی

15 اکتوبر 2009 کو علاقہ محسود پر فوجی یلغار اور طالبان

19 مئی 2009 سے علاقہ محسود پر پہلی بار توپ شیلنگ میڈیا رپورٹ کے مطابق 19 جون سے باقاعدہ ائر آپریشن شروع ہوا اور ساتھ ساتھ ٹینک مارٹر اور توپ شیلنگ بے تحاشہ جاری رہی اور چاروں طرف سے علاقے کی ناکہ بندی کی گئی لیکن ان تمام تر مشکلات کے باوجود مجاہدین نے شدید مقابلہ کیا اور ساتھ ساتھ اندرون پاکستان میں تابڑ توڑ حملے جاری رکھے لیکن جب محسود فدائین نے ڈاکٹر عثمان کی سربراہی میں راولپنڈی میں اکتوبر 2009 میں جی ایچ کیو پر حملہ کیا تو پاکستانی فوج نے شرم کے مارے 15 اکتوبر 2009 کو آپریشن راہ نجات کے اعلان پر مجبور ہوئی اور ساتھ ہی علاقہ محسود پر تین اطراف سپنکئی راغزائی، مکین، بدر خیسورہ سے ایڈوانس شروع کی اور اسے ہر قسم ٹیکنالوجی جیٹ اور ہیلی کاپٹر ٹینک مارٹر اور توپ وغیرہ کی مدد حاصل تھی چنانچہ ان دنوں مجاہدین نے فوج سے ایسی خونریز اور دست بدست جنگیں لڑی جو اپنی مثال آپ ہیں۔ اوراپنے آباءواجداد کی یاد تازہ کی۔ پاکستانی فوج کی میڈیا کو جاری رپورٹ میں سے کچھ اقتباسات (اس دوران بچے کھچے ایک لاکھ مقامی محسود افراد نے نقل مکانی کی (جبکہ اکثریتی آبادی تو اس سے پہلے ہجرت کر چکی تھی) حکومتی رپورٹ کے مطابق بیت اللہ محسود کے پاس بیس ہزار تک جنگجو طالبان ہیں۔ ایک دوسری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 20 سے 30 ہزار پاکستانی فوج نے اپنی ہی سرزمین پر 6 سے 7 ہزار طالبان کیساتھ شدید جنگیں لڑی جس کو رپورٹ کے مطابق (مادر آف دا بٹیلر) جنگوں کی ماں کہا گیا۔ اس میں پاکستان کی خصوصی فوج نے بھی حصہ لیا جو امریکیوں کی ٹرین شدہ تھی۔ ایک اور رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ جنوبی وزیرستان میں خونریز جنگیں ہوئی جس میں جانبین کا درجنوں افراد کا جانی نقصان ہوا۔ ایک اور حکومتی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس آپریشن سے مقصد طالبان مشران کو ہلاک کرنا۔ علاقے پر حکومتی عمل داری قائم کرنا۔ اور کچھ بند علاقوں تک فوج کا پہنچنا تھا۔) مختصر تفصیل جو 15 اکتوبر سے 30 اکتوبر تک ہے وہ حاضر خدمت ہے۔ کیونکہ بعد ازاں حلقہ محسود کے نئے امیر مولانا ولی الرحمن صاحب نے مجاہدین کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی گوریلہ جنگ لڑنے کی منظم پلان تشکیل دی

سپنکئی رغزائی محاذ پر خونریز معرکوں کی تفصیل

17 اکتوبر 2009 میں کوٹکئی وغیرہ علاقوں پر فوج کشی اور طالبان کی مزاحمت؛مولوی مدنی کی زبانی۔

جنوبی وزیرستان علاقہ محسود پر پانچ مہینے تک محاصرے کے بعد 14 اکتوبر 2009 کو چاروں طرف سے فوج نے حملہ کیا تو اس پیش قدمی کے دوران فوج کو سخت مزاحمت کا سامنا سپنکئی رغزائی کے مضافات میں ہوا، چنانچہ اس سلسلہ میں 19 اکتوبر 2009 کو سپینہ ویڑے پر کمانڈر حاجی گل سوپ خان کی سربراہی میں فوج سے سخت مقابلہ ہوا۔ یہ لڑائی بلکل دست بدست ہوئی جس میں ایک ازبک مجاہد شہید ہوا جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہوسکی۔ اسی روز کفاریڈہ کوٹکئی پر کمانڈر مخلص کے سربراہی میں طالبان نے فوج کیساتھ زبردست مقابلہ کیا، جبکہ اس جنگ میں فوج کو بہت زیادہ جانی ومالی نقصان اُٹھانا پڑا، جس میں 9 سے زیادہ فوجی اہلکار مارے گئے اور مجاہدین نے ان سے سر کاٹ کر اپنے ساتھ لئے گئے،

جبکہ تین دن تک انکی لاشیں پڑی رہیں اوران سے بدبو پھیل رہی تھی، کئی بار فوج نے لاشوں کو اُٹھانے کی کوشش کی لیکن اسکا ہر حملہ مجاہدین پسپا کرتے رہے اس جنگ میں بطور مال غنیمت مجاہدین کو 9 یا 8 عدد جھتری بندوق ملے، ایک عدد راکٹ لانچر (آر پی جی) جی پی ایس، وائرلیس (مخابرہ) اوراسکے علاوہ اور بھی بہت سامان ہاتھ آیا، پھر بھی ان لاشوں کے اُٹھانے کیلئے فوج نے بڑا حملہ کیا جس میں فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی، اس لڑائی میں کئی مجاہدین بھی شہید ہوئے جن کے نام یہ ہے صوبیدار میر صاحب خان حلقہ سراروغہ (2) گل زادین عرف انقلابی حلقہ سراروغہ (3) مخلص کے ساتھی عبدالرزاق ولد داود خان (4) محمد خان ولد شیر وز خان۔ یہ مجاہدین فوج کیساتھ دوبدو یعنی دست بدست لڑائی میں شہید ہوئے، فوج اور مجاہدین کی لاشیں ایک ساتھ پڑی تھیں خان محمد سے بعد از شہادت کلاشنکوف مولوی مدنی لے رہا تھا لیکن وہ دینے کیلئے تیار نہ تھا نہیں دے رہا تھا کیونکہ مدنی اس کو امن کمیٹی کارکن سمجھتا تھا جب مخلص کے ساتھی نے بتایا کہ یہ تو ہمارا ساتھی ہے تو بعد ازاں کلاشنکوف حوالہ کی فوج کی پیش قدمی کے اس سلسلہ میں زیڑی وام خڑاکنڈا نامی پہاڑی پر جب فوج نے حملہ کیا تو طالبان کی سخت مزاحمت کا سامنا ہوا جس میں توپ خانے کے گولہ باری سے مولانا خان ولی ولد شاہ محمود، گوڑی خیل کی شہادت ہوئی فوج کے جانی نقصان کے بارے میں علم نہ ہوسکا۔

بمقام کوٹکئی محاذ ہیلی کاپٹرز پر عجیب چال سے فائرنگ اور اسکی تباہی

17 اکتوبر 2009 کے بعد فوج کی پیش قدمی کے دوران گن شیپ ہیلی کاپٹروں سے مجاہدین کے مورچوں پر شدید فائر کیا جاتا رہا اسی دوران ایک روز دو مورچوں پر لگے طیارہ شکن اسلحہ دوشکہ سے دو مجاہدین نے ہیلی کاپٹر پر فائر شروع کیا۔ ہوا یوں کہ جب ہیلی کاپٹر سے شیلنگ کرتے وقت دھواں نظر آتا تھا تو گولی پہنچے سے پہلے وہ اپنے دوشکہ سے بھاگ کر بنکر میں پناہ لیتے تھے۔ یوں یہ سلسلہ کئی منٹوں تک جاری رہا اور دونوں مجاہدین ہیلی کاپٹر کو کراس فائر کی زد میں لانے کی کوشش کررہے تھے بالاخر ہیلی کاپٹر کو گولی لگی اور وہ گولی لگتے ہی واپس ہوا، ڈیواہ

ریڈیوں کے نمائندہ عالمگیر بیٹنی (مرحوم) کے بقول یہ ہیلی کاپٹر جنڈولہ کڑی وام کی طرف لنڈینگ کرتا ہوا غائب ہوا لیکن فوج نے اسکی تصدیق نہیں کی اور یہ واقعہ میڈیا سے چھپادیا، انہی دنوں میں ان سابقہ دو مجاہدین میں سے مسمیٰ شیر اعظم عرف زمرائی (شیر) نے ہیلی کاپٹر سے مقابلہ شروع کیا۔ ہیلی کاپٹر سے ان پر فائرنگ ہو تا رہا جبکہ زمین سے آپ ہیلی کاپٹر پر راکٹ گولے داغتے رہے کئی منٹوں تک ان میں مقابلہ ہوتا رہا۔ بالاخر شیر اعظم عرف زمرائی (شہید) ایک کھائی میں جاگرا لیکن مقابلہ کسی نے نہیں جیتا ہیلی کاپٹرز واپس ہوا۔ تفصیل مخلص کی زبانی تحریر کی ہے۔

23 اکتوبر 2009 کو زیڑی وام نرائی پر مقابلہ

آپریشن راہ نجات کے فوج کی یہ پیش قدمی جاری تھی اور مجاہدین بھرپور مزاحمت کر رہے تھے چنانچہ اس سلسلہ میں ایک مقابلہ فوج اور مجاہدین کے درمیان زیڑی وام نرائی پر ہوا جس میں تین مجاہدین شہید ہوئے (1) معاذولد شمشیر خان لنگر خیل حلقہ سراروغہ (2) گل زادین عرف سپیلانائی لنگر خیل حلقہ سراروغہ، (3) عابد حلقہ جنتہ، نے جام شہادت نوش کی، گل زادین سپیلانائی پہلے زخمی تھا بعد میں شہید ہوا۔ انکا کہنا تھا کہ فوج نے اسپیرینگ کی شکل شئی ہماری طرف پھینکا جس سے ہمارے اردگرد آگ لگی جس کی وجہ سے مجھے بھی آگ لگی لیکن میں آگ بجھانے میں کامیاب ہوا۔ یاد رہے کہ سپیلانائی نامی مجاہد کی شہادت اسی آگ سے جلنے کی وجہ سے دو دن بعد واقع ہوئی، معلوم نہ ہو سکا کہ اس میں کیا زہریلا مواد استعمال کیا ہوا تھا؟ یہ لڑائی بھی آمنے سامنے ہوئی جس میں فوج کا بھی کافی نقصان ہوا جبکہ اس مورچہ سے شہداء کی لاشوں کو مجاہدین ساتھ لے گئے۔

ماتے غر سراروغہ پر مقابلہ

آپریشن راہ نجات کے اس سلسلہ میں فوج کے پیش قدمی کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ ماتے غر پر رات کے تاریکی میں مجاہدین نے حملہ کیا سخت مقابلہ ہوا، مقابلہ کے بعد مجاہدین صحیح سلامت واپس ہوئے، فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہو اسکا، فوج سے لڑائی کا یہ سلسلہ انہی دنوں میں یعنی نومبر 2009 کے اوائل میں ختم ہوا اور فوج تحصیل سراروغہ تک مختلف اطراف سے آپہنچی۔ (یاد رہے کہ جب تحصیل سراروغہ میں پاکستانی فوج پہنچ گئی تو دو دن بعد عالمی میڈیا کے نمائندوں اور خصوصاً سوشل میڈیا کے اہلکاروں نے بہت خوشی منائی اور سوشل میڈیا پر یہ خبر بڑے زوروشور سے چل رہی تھی کہ یہ بیت اللہ محسود کا خاص اور تحریک طالبان کا مضبوط گڑھ تھا اور پاکستانی فوج نے کنٹرول سنبھال لیا وغیرہ،) بعد از اں ہم نے مولانا ولی الرحمن صاحب کے امر (حکم) سے سقوط کیا اور گوریلہ کاروائیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ اور مولانا ولی الرحمن صاحب سے کہا کہ آپ صاحب مجاہدین کو مال غنیمت شرعی طریقے سے تقسیم کرنے کی اجازت دیدے، چنانچہ انہوں نے اجازت دیدی۔ کیونکہ اس سے قبل حلقہ محسود کے سطح پر فیصلہ ہوا تھا کہ مال غنیمت سارا کا سارا بیت المال کو جمع کیا جائے گا۔

ماتئے غر پر فوج سے مقابلہ

مولانا مدنی نے کہا کہ جب اکتوبر 2009 کے اواخر میں فوج نے پیش قدمی شروع کی تو رات کے وقت ہمیں پتہ چلا کہ فوج قریب آپہنچی ہے تو اس پر ہم نے حملہ کیا جہاں سے وہ فائر کرتے اس جگہ کو ہم نشانہ بناتے رہے اس لڑائی میں صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ چار فوجی اہلکار اس میں مارے گئے ہیں۔

علاقے زیڑی وام میں مقابلہ

20اکتوبر 2009کو فوج نے پیش قدمی کرتے وقت زیڑی وام کے پہاڑوں میں طالبان کے ساتھ سخت مزاحمت کا سامنا کیا جس میں فریقین کا جانی نقصان ہوا اس لڑائی میں مجاہدین کے دو ساتھیوں نے جام شہادت نوش کی۔(1) شجاع عالم ولد کالو خان فقیر حلقہ جنتہ (2) اکرام اللہ داوڑ میر انشاہ شنہ خوڑا۔

شجاع عالم ولد کالو خان فقیر کی بعد از شہادت کرامات کا ظہور 27اکتوبر 2009 شجاع عالم زیڑوام سپینہ ویڑے کے مقام پر شہید ہوا، فوج کے پیش قدمی کے دوران شاہ بوزائی گاؤں کے ایک گلیشائی قوم کے چرواہا گرفتار ہوا دو ماہ تک زیر حراست رہنے کے بعد ضلع ٹانک میں انہیں رہا کیا گیا، اس شخص نے کہا کہ ایک فوجی اہلکار نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب ہم نے کوٹکئی غورلامہ پر پیش قدمی کی تو اس وقت طالبان شہداء کے لاشیں ہاتھ آئے جس میں ایک لاش گدے پر لادھی، تو اس دوران اچانک ہم سے وہ لاش فوراً غائب ہوئی، جب یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اس وقت گل شار دوکان پر کئی افراد موجود تھے گاؤں تنگئی جنتہ میں اس پر گواہان گل شار جبکہ دیگر کئی افراد موجود تھے، واقعہ تفصیل رحمن والی عرف جعفر کی زبانی تحریر کی ہے۔

کوٹکئی میں متاثرین کی واپسی اور شجاع عالم شہید کی دوسری کرامت

جب فوج نے محسود قوم کے عوام کی واپسی کا عمل اپنے علاقوں کو شروع کی تو مرغی بند کے علاقے حاجی زارم خان گاؤں کے ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ خواب میں ایک مجاہد اُسے کہہ رہا ہے کہ میں آپ کے گاؤں کے قریب پڑا ہوں مجھے دفن کرو۔ جب اسکی تحقیق کی گئی تو بعینہ خواب کے مطابق پہاڑی میں لاش ملی، جو بلکل صحیح سلامت تھی اسکو وہاں سے اُٹھا کر گاؤں لایا گیا اور وہاں دفن کیا، جو تقریباً ڈیڑھ سال بعد ملا، تحقیق کے بعد جو نشانات ان لوگوں نے بتائے وہ شجاع عالم شہید کے تھے اور اسی جگہ شجاع عالم شہید ہوا تھا،

سپینکئی رغزائی محاذ پر سنائپر کاروائیاں

19 مئی 2009کو جب فوج نے سپینکئی رغزائی پر توپ خانے کی شیلینگ کی تو مجاہدین نے بھی رد عمل میں پہلے پہل جنڈولہ قلعہ پر 22مئی 2009کو فدائی حملہ کیا، اور چار یکی (گوریلہ عملیات) شروع کئے جن میں سے سرکئی سرپر (سرکئی پہاڑی) پر قابض فوج کا ایک خچر غازی جان عرف درغزی نے سنائپر گن سے نشانہ بنایا، جسکی وجہ وہ گر کر ہلاک ہوا، جبکہ اسی پہاڑی پر شناور خان نے بھی ایک فوجی کو سنائپر کاروائی میں جہنم واصل کیا، جبکہ روزانہ کے بنیاد پر گوریلہ عملیات اس محاذ پر ہوتے رہے جو پانچ ماہ تک یعنی 19 مئی 2009سے 13اکتوبر 2009تک ہوتے رہے جس میں سینکڑوں فوجی اہلکار مارے گئے، لیکن اس کی تفصیل لکھنا کسی کی بس میں نہیں۔ مولوی مدنی کی زبانی یہ واقعات لکھی ہے۔

کوٹکئی کونڈ پر فوج کا حملہ

15اکتوبر 2009کو پاکستانی فوج علاقہ محسود پر چڑھائی کی تو اس دوران 14اکتوبر نماز عصر کے بعد کوٹکئی کونڈ سر پر شدید گولہ باری شروع ہوئی جو رات تین بجے تک جاری رہی گولہ باری ختم ہوتے ہی فوج نے طالبان مورچوں پر شدید فائرنگ شروع کی فریقین میں صبح تک شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا موقعہ پر صرف 4طالبان نے عقابی کے زیر قیادت یہ مقابلہ کیا کیونکہ باقی مجاہدین توپ گولہ باری سے پہاڑی سے نیچے اترے تھے اس پوری رات کے فائرنگ میں حنظ اللہ نامی مجاہد زخمی ہوا۔ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں رات کے تاریکی کی وجہ سے پتہ نہ چلا صبح طلوع آفتاب سے پہلے مجاہدین نے پہاڑی سے پسپائی اختیار کی، تو فوج ہیلی کاپٹروں کی مدد سے کونڈ پر قابض ہوں، 16اکتوبر کو فوج

کونڈ کے ڈھلوانوں میں اتر تا دیکھا گیا جس پر مجاہدین ڈیلہ نے بمقام کونڈ سر کے نیچے غاروں کے پاس ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا ۔ سینکڑوں فوجیوں کے عین وسط میں آر پی جی کے گولے لگتے گئے جسمیں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے لیکن موقعہ پر ہم نے تین جنازوں کو دور سے دیکھے جو فوج نے اٹھائے تھے، تفصیل عینی شاہد حمزہ کی زبانی اور ابو یحیٰ کی زبانی تحریر کی

علاقہ کوٹکئی پر فوج کی پیش قدمی اور اس پر طالبان کا حملہ

طوفان جنتہ والے کے بقول جب 15 اکتوبر 2009 کو فوج نے چاروں طرف سے حلقہ محسود پر حملہ کیا۔ اور پیش قدمی شروع کی۔ تو اس سلسلہ میں سپنکئی رغزائی کے محاذ پر بھی فوج بڑے غرور سے حملہ آور ہوئی۔ 15 اکتوبر 2009 کی رات 12 بجے فوج نے پیش قدمی شروع کی اس موقع پر موجود ایک مجاہد بر ولی محسود نے زمین پر کان رکھ کر فوج کی قدموں کی آہٹ سنی۔ اور انہیں معلوم ہوا کہ فوج آرہی ہے۔ سب مجاہدین کو بیدار کیا۔ ہم نے مکمل تیاری کی۔ رات تین بجے ہم نے فوج سے لڑائی شروع کی۔ اور اس پر شدید فائرنگ شروع کی۔ چونکہ رات کے اندھیرے میں سپاہی نظر نہیں آرہے تھے۔ البتہ جہاں کہیں سے علامات و نشانات سے فوج کی حرکت معلوم ہوتی تھی۔ تو اس پر فائرنگ کرتے تھے۔ یہ سلسلہ صبح آٹھ بجے تک جاری رہا۔ محاذ کے ذمہ داروں سے مدد طلب کی، لیکن وہ نہ پہنچ سکے۔ اس لڑائی میں تین مجاہدین زخمی ہوئے۔ جبکہ ایک ازبک مجاہد شہید ہوا، واضح طور پر تین فوجی مارے گئے۔ جس میں ایک میجر رینک آفیسر تھا۔ اور اسکے علاوہ فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہو سکا۔

بدر اور خیسورہ پر فوج کشی اور طالبان

خیسورہ تورم پل پر فوج سے طالبان کا مقابلہ

عمر خالد کی تحریر و تقریر کے مطابق 18 اکتوبر 2009 کو جب فوج نے پیدل ٹینکوں کی مدد سے خیسورہ تورم پل پر ایڈوانس کیا تو مجاہدین محسود وغیرہ نے اس پر زوردار حملہ کیا جس میں ہشتادو (فصلاگت) کے ذریعے دو ٹینک نشانہ بنائے جو ناکارہ ہوئے اور کئی فوجی بھی ہلاک ہوئے، صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی یہ کاروائی 16 مجاہدین نے سرانجام دی، ناکارہ ٹینکوں کو دوسرے ٹینک سے باندھ کر وہاں سے منتقل کئے،

ناناہیرہ سر لالشرئے میں فوج سے طالبان مقابلہ

عمر خالد برکی کی تحریر کے مطابق 25 اکتوبر 2009 کو جب فوج نے سلے روغہ سڑک سے ناناہیرہ سر کی طرف پیش قدمی شروع کی تو پہلے پہل ہیلی کاپٹرز اور توپ خانہ سے علاقے پر بے دریغ شیلنگ کیا گیا اسکے باوجود 24 گھنٹے تک 30 مجاہدین جس میں ازبک، کنڈاپور اور محسود مجاہدین شامل تھے انہوں نے بڑی جرت اور بے جگری سے فوج سے مقابلہ کیا جس میں ایک کنڈاپور مجاہد زخمی ہوا، جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا، فوج کی اس پیش قدمی کے دوران مجاہدین کی ایک بیجوں کار گاڑی جو مجاہدین کیلئے اسلحہ پہنچانے کے سلسلہ میں سلے روغہ ٹوجلندر سڑک پر جارہی تھی، جس پر ہیلی کاپٹرز سے شیلنگ ہوا جس میں داود نامی ایک مجاہد زخمی ہوا جسکی دونوں ٹانگیں کٹ گئیں جو تاحال 9 آگست 2016 تک زندہ ہے اور شہریار گروپ کیساتھ خوست افغانستان میں رہ رہا ہے،

بارپیٹ سر میں فوج سے مقابلہ

27 اکتوبر 2009 کو بارپیٹ سر پر جب فوج نے ایڈوانس کیا تو 15 مجاہدین نے کمانڈر عابد عرف سپین غر اور کمانڈر اسماعیل کی قیادت میں اس پر حملہ آور ہوئے جبکہ فوری طور پر فوج کے کمک کیلئے ہیلی کاپٹرز پہنچے اور علاقے پر ہیلی کاپٹرز اور توپ خانے سے اتنی شدید بمبار کی گئی کہ

مجاہدین بے بس ہو کر فوج کے مقابلے سے پیچھے ہٹ گئے ، اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں اندازہ نہ ہو سکا، عمر خالد سے یہ واقعہ روایت کیا گیا ہے،

سپین خڑی کے قریب پہاڑی سلسلہ میں فوج اور طالبان کے درمیان مقابلہ

15 اکتوبر 2009 کو جب فوج نے بدر اور خیسورہ کی جانب سے حملہ کیا تو 17 اکتوبر 2009 کو بمقام سپین خڑی کے پہاڑی سلسلہ میں کمانڈر شاہ محمود عرف کوچ حاجی کے زیر قیادت مجاہدین نے ہیلی کاپٹرز اور توپ کے بے دریغ شیلینگ کے باوجود 24 گھنٹے تک فوج سے مقابلہ کیا، پہلے دن فوج کو شکست دیکر واپسی پر مجبور کیا جسمیں کوچ حاجی کے بقول 14 فوجی اہلکار واصل جہنم ہوئے، بالاخر شدید بمبار سے مجاہدین نے اس جگہ کو خالی کیا اور ان کا کوئی نقصان نہ ہوا۔

اصغر منزے بدر بے مڑہ قبرستان میں لڑائی

15 اکتوبر 2009 کو اصغر منزے بے مڑہ قبرستان کے مقام پر فوج نے پہلے پہل آپریشن راہ نجات کا آغاز کیا تو علاقہ محسود پر ایڈوانس کیا اسی سلسلہ میں اصغر منزہ پر طالبان اور فوج کے درمیان صبح سے شام تک لڑائی ہوئی جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا ایک دوسرے پر استعمال ہوا جس میں بادشاہ نور ولد حافظ ملک شائی حلقہ بدر عرف توریالائی شہید ہوا۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات ہاتھ نہ آسکے، اس لڑائی میں بقول مولوی اخلاص یار فوج اور طالبان کے درمیان گریبانوں تک ہاتھ ڈالنے کا موقعہ آیا جس میں اس مجاہد نے اپنا راکٹ یعنی آر.پی.جی پھینک دیا اور کلاشنکوف سے فوجی کو ٹھکانے لگایا۔

جنرل عالم جان محسود کلی چلویشتی میں لڑائی

15 مئی 2009 کو فوج کی پیش قدمی کے چند دن بعد جب فوج نے چلوشتی گاؤں پر ایڈوانس کیا تو طالبان کے طرف سے سخت مزاحمت سے کا انہیں سامنا ہوا، اور فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف ہر قسم کے اسلحہ کا آزادانہ استعمال کیا، بقول مولوی اخلاص یار کے حکومت نے اس لڑائی میں 15 طالبان کے ہلاک ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ 6 فوجیوں کے مارے جانے کی تصدیق بھی کی حالانکہ اس لڑائی میں طالبان کا جانی نقصان نہ ہوا۔

چرگ میلہ پر فوج اور طالبان میں مقابلہ

15 اکتوبر 2009 کو فوج نے شکئی کی جانب سے ایڈوانس کر کے علاقہ محسود پر چھڑائی کی جب فوج چرگ میلہ (گھر) پر پہنچی تو وہاں پر 80 سے 90 تک طالبان کی نفری نے فوج کے ہزاروں پر مشتمل نفری پر حملہ کیا صبح سے شام تک لڑائی جاری رہی جسمیں فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال کیا فوج کو گن شیپ ہیلی کاپٹروں کی مدد بھی حاصل تھی طالبان نے ایسی بے جگری سے مقابلہ کیا کہ فوج کو لوہے کے چنے چبوائے، پورے دن کی اس لڑائی میں ایک مجاہد شانور ولد حافظ ملک شائی حلقہ بدر شہید ہوا شکئی سے خفیہ ملنے والی رپورٹ اور میدان جنگ میں لڑنے والے طالبان کے بقول اس دن کی لڑائی میں 60 پاکستانی فوجی مارے گئے ان مجاہدین کا کہنا ہے کہ فوج پرندوں کی غول کی طرح بے شمار آرہی تھی ایک برسٹ مارنے سے کئی کئی فوجی گرتے تھے، اس روز مٹہ شر او نگئی پر صرف گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور توپوں سے بمبار ہوتا رہا لیکن طالبان نے اسکے باجود بھی فوج کے آنے کا انتظار کیا لیکن فوج نے اس طرف پیش قدمی نہیں کی ، جبکہ اسی حملے کے 2 یا تین دن بعد اسی علاقے میں سناپئر کاروائی میں ایک فوجی مارا گیا واقعے کی تفصیل عدنان بدر والے کی زبانی تحریر کی ہے۔

مومی کڑم شو بلے پنگے میں فوج پر حملہ

15 اکتوبر 2009 کو بقول مولوی سندانی، جب فوج شکئی کی جانب سے علاقہ محسود پر حملہ آور ہوا تو 17 اکتوبر 2009 کو جب فوج مومی کڑم کے علاقے شو بلے پنگے پہنچی تو میں نے اور عالم سید نے اس دوران فوج پر بہت ہی قریب سے حملہ کیا جسمیں واضح 4 فوجی ہلاک ہوئے اور ہم جلدی سے ہی وہاں سے واپس ہوئے۔

مومی کڑم چلویشتئی گاوں کی نذر آتش

17 اکتوبر 2009 کو جب فوج مومی کڑم کے علاقے چلویشتئی گاوں میں داخل ہوئی تو پہلے پہل مکمل گاوں کو آگ لگادی پورے کے پورے قصبے اور گاوں کو ملیامیٹ کر کے نذر آتش کیا۔(اس کاروائی سے معلوم ہوا، کہ آپریشن راہ نجات طالبان کے خلاف نہیں تھا بلکہ عوام کے خلاف تھا۔یوں افواج پاکستان نے 17 اکتوبر 2009 سے اکتوبر 2015 تک مکمل علاقہ محسود پر قبضہ کیساتھ ساتھ علاقہ محسود کو یا نذر آتش کیا یا بلڈوز کیا گیا تاکہ محسود عوام کو ایسی سزاء ملے کہ دوبارہ اسکی نسلیں پاکستانی ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کی کوشش نہ کرے لیکن پاکستانی حکومت اور افواج کو میرے خیال میں سابقہ فرنگی دور کے مظالم یاد نہیں اور نہ محسود قوم کی تاریخ دیکھی ہے کہ وہ مظالم سے دبتے نہیں بلکہ اور بھی جری ہو جاتے ہیں اور اپنے دشمن سے کیئے کا بدلہ سالوں بعد لیتے ہیں، جیسا کہ اس مظلوم و مقہور قوم کے نوجوانوں نے ثابت کر کے دیکھایا کہ پاکستان کو کباڑ خانہ بنادیا اور اسکو نہ تھمنے والی جنگ میں پھنسا دیا۔ از قلم عاصم)

مٹہ شر اونگئی نرائی میں فوج پر حملہ

17 یا 18 اکتوبر 2009 کو جب فوج شکئی سے ایڈوانس کرتا ہوا مٹہ شر اونگئی نرائی پہنچی تو مجاہدین حلقہ مومی کڑم نے فوج پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسمیں اکثر گولے عین فوج کے وسط میں جالگے البتہ اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہوئے، تفصیل حافظ عبدالوھاب اور مولوی سندانی کی زبانی تحریر کی گئی۔

مکین پر فوج کشی اور طالبان

اکتوبر 2009 میں جب فوج نے چاروں طرف سے علاقے محسود پر یلغار شروع کی تو دیگر علاقوں کی طرح مکین پر بھی پور زور حملہ کیا، جبکہ طالبان نے بھی ان پر ایسے منہ توڑ حملے کئے جسکی مثال ماضی قریب میں ملنا مشکل تھیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مجاہدین نے زیادہ توجہ ریموٹ کنٹرول بموں اور بارودی سرنگیں بچھانے پر دی، جبکہ رزمک سے آنے والے فوجی ٹینکوں کو بھاری اسلحہ سے نشانہ بنانے کی وجہ سے کئی روز تک فوج پیش قدمی نہ کر سکی، جب پیش قدمی پیدل شروع کی تو علاقے میں بارودی سرنگیں بچھانے سے کام لیا جو دشمن کیلئے مہلک ثابت ہوئے، اس میں اینٹی ٹینک روسی ساخت کے مائن استعمال کئے، اکثر کاروائیاں کمانڈروں کی قیادت میں ہوئیں، جن میں سے چند کاروائیوں کی حال انکی زبانی یہ ہے، جبکہ دوسرے حلقہ مکین کے مجاہدین نے بھی انکی تائید کی،

مکین دواسڑک پر ایک ٹینک تباہ اکتوبر 2009 میں فوج کی پیش قدمی کے دوران ایک ٹینک دواسڑک کے مقام پر ہشتادو(فصلاگت) سے نشانہ بنایا گیا جس سے وہ جل کر تباہ ہوا۔

شمک رغزائی مکین میں ایک اور ٹینک تباہ کمانڈر انور شاہ نے کہا کہ شمک رغزائی گاوں کے تنگ گلیوں میں خادم کے گھر کیساتھ بارودی سرنگ بچھادی جب فوج وہاں داخل ہوئی تو آگے آگے جانے والا ٹینک اس سے ٹکرا گیا جو مکمل طور پر تباہ ہوا۔

مکین شوئی داکائی نامی گاؤں اور منزہ کئی میں بارودی سرنگ سے تین ٹینک تباہ

اسی طرح اکتوبر 2009 میں جب فوج نے ٹینکوں کے ذریعے پیش قدمی شروع کی تو جب ٹینک مکین شوئی داکائی نامی گاؤں میں داخل ہوئے تو ایک ٹینک بارودی سرنگ سے ٹکرا گیا جس میں ٹینک مکمل تباہ ہوا۔ اسی طرح منزہ کئی مکین میں دو ٹینک اور تباہ ہوئے، اکتوبر 2009 میں جب فوج پیش قدمی کرتا ہوا منزہ کئی پہنچا تو ایک فوجی ٹینک اور ایک گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی جس کے نتیجے میں ٹینک اور گاڑی مکمل تباہ ہوئے، جبکہ اسی منزہ کئی میں ایک اور بارودی سرنگ پھٹا جس کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی کہ اسکے زد میں کیا چیز آگئی۔

شورہ الگڈ میں بارودی سرنگیں

اکتوبر 2009 میں شورہ الگڈ اور دوسرے وادیوں میں بارودی سرنگیں بچھادی گئی تھیں اسکے بارے میں تصدیق نہیں کی جاسکتی کہ اس سے فوج کا کوئی نقصان ہوا یا نہیں، جبکہ وہاں سے کئی بار ٹینکوں سے زور آزمائی کی گئی لیکن طالبان کی سخت مزاحمت کا تاب نہ لاکر واپس ہزیمت کھاتے رہے، اس پیش قدمی کے دوران دو ترکمن مجاہد بھی جام شہادت نوش کر گئے، کمانڈر انور شاہ نے کہا کہ فوج کے پیش قدمی کے دوران میں نے دو فوجیوں کو سنائپر گن سے نشانہ بناکر موت کے گھاٹ اتار دیئے۔

زیڑ سر مکین میں لڑائی

اکتوبر 2009 میں جب فوج زیڑ سر مکین پر رات کے تاریکی میں حملہ آور ہوئی تو مجاہدین سے دوبدو لڑائی ہوئی، جسکی وجہ سے فوج کی پیش قدمی روک گئی اس میں ایک مجاہد زخمی ہوا، فوج کے نقصان بارے میں علم نہ ہو سکا۔ فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملے ہوئے، اسی طرح زیڑ سر میں بارودی سرنگ سے ایک ٹینک تباہ کیا۔ اسی لڑائی میں رزمک سے آیا ہوا فوجی قافلہ میں شریک ایک ٹرک گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی جس سے گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی، تفصیل حافظ فدا محمد کی زبانی تحریر کی گئی۔

نارائی کوٹہ نٹرے مکین میں حملہ

اکتوبر میں جب فوج نے **کوٹہ نٹرے مکین** نارائی پر قبضہ کیا تو مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے فوج کے مورچوں پر حملہ کیا، فوج کے جوابی فائرنگ سے (1) ملنگ ولد بہرام خان عمر خیل حلقہ مکین (2) نور حکیم ولد محمد خان حلقہ دواتوئی جام شہادت نوش کر گئے، جبکہ شاہ زیب اور ایک دوسرا مجاہد زخمی ہوئے، کمانڈر انور شاہ نے کہا کہ میں نے اس جنگ میں 46 سکر بیس مزائل رزمک کیمپ پر داغے 6 فٹ والے، جبکہ 20 میزائل (9 فٹ والے) رزمک کیمپ پر میں نے داغے۔

مکین زیڑ سر میں وکیل احمد ولد نیوز خان کی شہادت

20 اکتوبر 2009 کو جب فوج نے مکین پر چڑہائی کی تو اس دوران شدید گولہ بھاری کے نتیجے میں فوج سے برسرپیکار مجاہدین میں سے وکیل احمد ولد نیوز خان بی بی زائی حلقہ وچ وام ایک ٹینک کے گولہ لگنے سے شہید ہوا جبکہ عادت خان بی بی زائی زخمی ہوا۔

مکین تودہ چنہ الگڈ میں مجاہدین پر فوج کا حملہ

اکتوبر 2009 میں جب افواج پاکستان نے آپریشن راہ نجات کے سلسلہ میں علاقہ محسود پر چاروں طرف سے یلغار کیا تو انہی دنوں میں 15 یا 17 اکتوبر کو رزمک کیمپ سے علاقہ مکین پر مختلف اطراف سے فوج حملہ آور ہوئی۔ چنانچہ مکین تودہ چنہ الگڈ میں چند غیر ملکی مجاہدین جن میں عرب اور ترکمن شامل تھے۔ انہیں فوج نے گھیرے میں لیا اور اس پر توپ خانے کی شیلنگ شروع کی جسمیں ایک ترکمن مجاہد مسمیٰ عبدالجبار

ایک مارٹر گولہ قریب پھٹنے سے شہید ہوا اور فوج سے فائرنگ کے تبادلہ میں میں 3 عرب اور 3 ترکمن مجاہدین زخمی ہوئے لیکن محاصرے کو توڑکر محفوظ علاقہ تک نکل آئے۔ واقعے کی تفصیل کوبرا کی زبانی تحریر کی گئی ہے

عبدالحکیم کی مکین میں ٹینک گولہ لگنے سے شہادت

مئی 2009 میں جب افواج پاکستان نے علاقہ محسود کا چاروں طرف سے گھراو کیا تو مجاہدین محسود نے بھی چاروں طرف محاذ بنائے اور فوج کے حملوں کا جواب دیتے رہے اور ساتھ ساتھ ان پر اقدامی حملے بھی کرتے رہے اسی عرصہ میں مکین محاذ پر فوج کے ٹینک شیلنگ کے نتیجے میں ایک گولہ 23 اکتوبر 2009 کو مجاہدین کے مورچے کے قریب لگا جسمیں بمقام نرائی عبدالحکیم ولد ملک خان شابی خیل حلقہ دواتوئی شہید ہوئے۔

فقیر مونڑے سرنرائی میں فوج پر حملہ

اکتوبر 2009 میں جب فوج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا اور پیش قدمی شروع کی تو فقیر مونڑے سرنرائی کے مقام پر کمانڈر دولا کے زیر قیادت مجاہدین نے فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا فریقین میں شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا اس لڑائی میں مجاہدین سلامت رہے جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی، عادل کی زبای تحریر کی گئی ہے، اس کاروائی میں تاج لواڑہ والے کی زبانی تفصیل یہ ہے کہ میں چشم دید گواہ ہو کہ اس میں واضح 4 فوجی ہلاک ہوئے اسی روز محمود ماما کی زیر قیادت مجاہدین لواڑہ ومکین نے خڑوازر میں فوج پر حملہ کیا لیکن نقصان کا پتہ نہ چلا۔

شوال مانڑہ کیمپ پر میزائل حملہ

اکتوبر 2009 میں فوج شوال (مانا) مانڑہ کیمپ میں جمع تھی اور وہاں سے محسود کے شوال لواڑہ علاقے پر حملے کی تیاری میں مصروف تھی انہی دنوں میں کمانڈر شاہ خالد ہیبت خیل نے مانڑہ کیمپ پر B.M میزائل فائر کئے جن میں سے ایک عین کیمپ کے اندر فوج کے قطاروں میں جالگا ،مقامی شوئی خیل قبائل کے بقول اسی حملے میں 7 سے 13 تک فوجی مارے گئے، حکومت نے 6 اہلکاروں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی، تفصیل عادل کی زبانی تحریر کی گئی۔

مانڑہ اور پش زیارت کے درمیان فوج پر حملہ

اکتوبر 2009 میں مجاہدین حلقہ شوال نے کمانڈر شاہ خالد کے زیر قیادت مانڑہ اور پش زیارت کے درمیان فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسمیں اہل علاقہ کے بقول 6 یا 7 فوجی بمع ایک کیپٹن ہلاک ہوئے۔ تفصیل عادل کی زبانی تحریر کی گئی

مجاہدین حلقہ تونده دره اور مکین محاذ

مئی 2009 سے اکتوبر 2009 تک مجاہدین حلقہ تونده دره نے مکین محاذ پر قاری مظلوم یار کی قیادت میں تقریباً پانچ ماہ تک پاکستانی فوج سے سخت مزاحمت جاری رکھی جب اکتوبر میں فوج نے مکین محاذ پر ایڈوانس کی تو دوسرے حلقہ جات کے بشمول مجاہدین حلقہ تونده دره نے بھی 5 دن تک شب وروز فوج سے شدید لڑائی لڑی اور بعد ازاں مولوی ولی الرحمن امیر صاحب کے حکم سے گوریلہ کاروائیوں کے لیے محاذ چھوڑنا پڑا،

لدھا پر فوج کشی اور طالبان

لدھا سگے گرڑائی کونڈ پہاڑی پر قابض فوج پر حملہ

اکتوبر 2009 میں جب فوج کونڈ نامی پہاڑی پر قبضہ کے لیے حملہ آور ہوئی اور کونڈ فیچر پر قبضہ کیا تو دن دہاڑے 40 مجاہدین لدھا وغیرہ نے اس فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا اس حملے میں میڈیاء پر فوجی ادارے آئی ایس پی آر کی جانب سے میڈیا کو جاری بیان میں 2 کمیشن آفیسروں سمیت 5 اہلکاروں کی ہلاکت کی تصدیق کی گئی اور طالبان بحفاظت واپس ہوئے تفصیل حافظ خادم وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

لدھا ماما زیارت تنگ میں فوج پر گھات حملہ بیسیوں فوجی ہلاک

اکتوبر 2009 میں ماما زیارت کے قریب گاوں کو فوج نے جلا کر واپس لدھا جارہی تھی۔ توماما زیارت تنگ کے مقام پر لدھا مکین سڑک پر پہلے سے نصب شدہ ریموٹ بم سے دن کے 11 بجے کے دوران ایک ٹینک اور پیدل فوج کو نشانہ بناکر تباہ کیا لیکن اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہوسکا اسی روز اسی مقام اور اسی علاقے پر فوج اور گاڑیوں اور ٹینکوں سے ٹدی دل فوج ہزاروں کی تعداد میں پیش قدمی کرتی ہوئی محسود قبائل کے مکانات اور قلعہ نما گھروں اور برجوں کو جلاتا گراتا ہوا اپنے ناپاک عزائم میں مصروف تھی۔

جنہیں ٹینکوں توپوں اور 4 ہیلی کاپٹروں کی مدد بھی حاصل تھی ان تمام تر قوت آزمائی کے باجود مجاہدین لدھا کمانڈر شمیم ذاکر کی نگرانی میں بمقام ماما زیارت تنگ میں پیدل فوج اور گاڑیوں پر ایسے جوانمردی اور دلیری سے حملہ آور ہوئے کہ فوج کے حواس خطاء ہوئے گمسان کی لڑائی ہوئی مجاہدین کے ایک برسٹ مارنے سے ٹدی دَل فوج کے کئی کئی جوان گرتے تھے، اس حملے میں عینی شاہدین خادم وغیرہ کے بقول 3 فوجی جیپ گاڑی اور 2 ٹویٹا گاڑی مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہوکر نذر آتش ہوئیں ایک دوسرے عینی شاہد مجاہد نشتر عرف راکٹی کے بقول فوج کے 17 لاشیں میں نے سڑک پر گِنے جبکہ ایک تیسرے مجاہد ترابی (نائب امیر حلقہ لدھا) کے بقول 7 فوجی ایک پہاڑی فیچر میں پناہ لیے فائر کررہے تھے جسکو مجاہدین نے گھیر لیا اور انہیں ایک ایک کرکے ہلاک کیا جن میں چار فوجی پہاڑی فیچر سے گرائے جسکی وڈیو فلم دنیا نے دیکھی ہوگی اس لڑائی کے کل ملا کے عینی شاہدین کے بقول 50 سے 80 بلکہ اس سے بھی زیادہ پاکستانی بہادر فوجی ہلاک ہوئے، اللہ تعالیٰ کے نصرت سے 35 میں سے ایک مجاہد معمولی بھی زخمی نہ ہوا، بالاخر اسی ہی سائڈ کے فوج کی شکست کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں پیش قدمی کرنے والی فوج واپسی پر مجبور ہوئی۔ توپ خانے اور 4 ہیلی کاپٹروں کی بمبار کی مدد سے مشکل سے لاشیں اٹھانے میں کامیاب ہوئی جنگ کی بھاگ دوڑ میں تھکے درماندے طالبان بھی اپنی مراکز واپس ہوئے اس لڑائی کی تصیلات حافظ ترابی، طیب، نشتر، اکبر وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

لدھا ماما زیارت میں دوسرا معرکہ بیسیوں فوجی ہلاک

اکتوبر 2009 میں پہلی لڑائی کے تین دن بعد فوج پھر دوبارہ ہزاروں کی تعداد میں لدھا کے مغربی سائڈ سے ایڈانس کی ،30 سے 40 طالبان نے پھر ماما زیارت تنگ میں گھات لگائی جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھے جب فوج ماما زیارت پہنچی تو مجاہدین لدھا نے چند میٹر کے فاصلے سے فوج پر ایسی بہادری اور تندی سے حملہ کیا کہ بہادر ٹڈی دَل فوج کے اوساں خطاء ہوئے گلی گلی لڑائی شروع ہوئی طالبان نے فوج کے 2 گاڑیوں کو آرپی جی سے نشانہ بناکر تباہ کئے اور دو گاڑی سکیلہ (گرینوف) اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے چھلنی کر دیئے۔ پورے دن کی لڑائی کے بعد مغرب سے پہلے بھوکے پیاسے درماندے مجاہدین نے لڑائی روک دی اور مراکز واپس ہوئے میڈیاء پر طالبان ذرائع کے مطابق اس لڑائی میں 170 فوجی اہلکاروں کے ہلاک ہونے کا دعوی کیا، فوج کے نشریاتی ادارے آئی ایس پی ار کی جانب سے 17 فوجیوں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی گئی ،لدھا کے چند مجاہدین کے بقول جو اس لڑائی میں شریک تھے انہوں نے 30 سے 40 تک فوجیوں کے ہلاک کرنے کی تصدیق کی اس لڑائی کے عینی شاہدین اور شراکاء ترابی، نشتر، حافظ، خادم کی زبانی تفصیلات تحریر کی گئی۔

حلقہ لدھا کے امیر ریاض الدین عرف تبسم کے بقول کے فدائی وقاص نے کہا کہ ان دنوں ہم میرانشاہ میں فوجی جیل میں قید تھے جب لدھا میں طالبان اور فوج میں گھسان کی لڑائیاں ہورہی تھی تو فوج نے ہم محسود مجاہدین قیدیوں کو کمروں عقوبت خانوں سے نکال کر ہمیں سخت سزائیں دی گئی۔ وہاں پر ایک فوجی نے ہمیں بتایا کہ یہ سزاء تمہیں ان 200 فوجی شہداء کے بدلے دی جارہی ہے جو محسود طالبان نے صرف دو دن کی لڑائی کے دوران قتل کئے ہیں (فدائی وقاص کے اس واقعے کی نشاندہی کے مطابق پاکستانی بہادر فوج لدھا سے دور میرانشاہ میں بیسیوں میل دور کتنی حواس باختہ ہے کہ وہ ہتکڑیوں میں بند قیدیوں سے انتقام لے رہے ہیں (مفتی عاصم)

بازئے آزغئ کونڈ میں فوج پر حملہ

اکتوبر 2009 میں جب فوج پورے علاقہ محسود پر حملہ آور ہوئی۔ تو اسے لدھا میں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، حافظ اللہ عرف حافظ لدھا کے بقول ہم چند مجاہدین مسمیٰ اکبر لدھا، جاوید ترکمن وغیرہ سنائپر کاروائی کے لیے جارہے تھے ، کہ اچانک بمقام بازئے آزغئ کونڈ میں فوج کے چند جوانوں کو نماز پڑھتے دیکھا ہم نے بہت پھرتی سے ان پر ہلکے ہتھیاروں سے فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں 5 اہلکار وہاں پر گر کر ہلاک ہوئے۔ واقعے کی تفصیل اکبر، حافظ کی زبانی تحریر کی ہے۔

خون خیلہ ڈیلے میں فوج پر حملہ

اکتوبر 2009 میں جب فوج نے علاقہ محسود پر چڑھائی کر کے سراروغہ تک علاقے پر قبضہ کیا اور کاروان منزہ پہاڑی کا سلسلہ بھی قبضہ کیا تو دسمبر کے اواخر تک اپنے پوزیشنوں کو مستحکم کرنے میں یہ عرصہ صرف کیا بالاخر دسمبر 2012 کے اواخر میں فوج نے ڈیلے کڑمہ ایماء رغزائی، لالژئے، گورگورے، شمکائی وغیرہ دیہاتوں پر چڑھائی کی، اس دوران بمقام خونخیلہ فوجی قافلہ پر مجاہدین حلقہ ڈیلے نے حملہ کیا جسکے نتیجے میں 2 گاڑیوں کو جزوی نقصان ہوا لیکن فوج کے جانی نقصان کے تعداد کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہو سکا۔

ئی۔

کلکہ میں فوج کی مورچوں پر حملہ

سپنکئ رغزائی محاذ پر گوریلہ عملیات میں سے وہاں پر قابض فوج کے مورچوں پر طالبان نے حملے کئے ، جبکہ فوج کے جوابی توپ خانے کی شیلنگ سے اور کزائی ایجنسی کے تین مجاہدین شہید ہوئے ، یادرہے کہ جب حلقہ محسود پر 19 مئی 2009 کو پاکستانی فوج نے حملہ کیا تو مختلف

علاقوں اورایجنسیوں کے مجاہدین نے محسود مجاہدین کا بھرپور ساتھ دیا، خصوصاً جب تک محاذیں قائم رہی اس وقت تک مختلف اقوام کے مجاہدین نے فوج کے خلاف محسود مجاہدین کا ساتھ دیا، بالخصوص شمالی وزیرستان، کرم اور کزائی ایجنسز نے ساتھ دیا۔ لیکن وانہ احمدزائی وزیر طالبان نے اس میں حصہ نہیں لیا کیونکہ انہوں نے پہلے ہی اتحادالمجاہدین شوریٰ کے دوران امیر محترم بیت اللہ محسود کیساتھ بدعہدی کرلی تھی ،سوائے ان کے تمام مجاہدین نے اس مبارک جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔ **افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بناتو۔ دیکھی نہ تیری انکھ نے فطرت کے نظارے۔**

علاقہ محسود میں گوریلہ جنگ کا فیصلہ

19 مئی 2009 کو آپریشن راہ نجات علاقہ محسود کے خلاف شروع ہوا۔ تقریباً اکتوبر 2009ء کے آواخر تک مجاہدین مختلف محاذوں پر پانچ ماہ تک پاکستانی فوج کا مقابلہ کرتے رہیں۔

یکم اکتوبر 2009 کو جی، ایچ، کیوں پر حملے کے بعد 90ہزار نفوس پر مشتمل پیدل فوج نے چاروں طرف سے علاقہ محسود پر ایڈوانس کیا۔ فوج کو توپ خانے، گن شپ ہیلی کاپٹر اور فضائیہ کے جیٹ طیاروں کی مدد حاصل تھی۔ پاکستانی فوج بھی محسود ایریا کو جنگی ماں کہتے ہیں چنانچہ وہ بھی اس کو کرش کرنے کیلئے 2007 کے شروع سے تیاری میں مصروف تھی۔ میڈیا سے اخذ شدہ رپورٹ کیمطابق تیاری مکمل کرنے کے بعد باقاعدہ 16 جون 2009 کو آپریشن راہ نجات کا پلاننگ ہوا، 19 جون 2009 کو پہلے پہل آئر آپریشن شروع ہوا (جسکی تفصیل علاقہ محسود پر بمبار کے عنوان میں لکھا گیا ہے۔) 19 جون سے 15 اکتوبر تک ہیلی کاپٹر جیٹ اور توپ بمبار کرتی رہی اس دوران علاقہ محسود کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کی گئی تھی جب 15 اکتوبر کو شکئی جنڈولہ اور رزمک سے فوج نے پیش قدمی شروع کی تو اس کی ایک جلک خود انہی کی زبانی یہ ہے (اس دوران بچے کھچے ایک لاکھ مقامی محسود افراد نے نقل مکانی کی جبکہ اکثریتی آبادی تو اس سے پہلے ہجرت کرچکی تھی) حکومتی رپورٹ کے مطابق بیت اللہ محسود کے پاس بیس ہزار تک جنگجو طالبان ہیں۔ ایک دوسری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 20 سے 30 ہزار پاکستانی فوج نے اپنی ہی سرزمین پر 6 سے 7 ہزار طالبان کیساتھ شدید جنگیں لڑی جس کو رپورٹ کے مطابق (مادر آف دا بٹیلز) جنگوں کی ماں کہا گیا۔ اس میں پاکستان کی خصوصی فوج نے بھی حصہ لیا جو امریکیوں کی ٹرین شدہ تھی۔ ایک اور رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ جنوبی وزیرستان میں خونریز جنگیں ہوئی جس میں جانبین کادرجنوں افراد کا جانی نقصان ہوا۔ ایک اور حکومتی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس آپریشن سے مقصد طالبان مشران کو ہلاک کرنا۔ علاقے پر حکومتی عمل داری قائم کرنا۔ اور کچھ بند علاقوں تک فوج کا پہنچنا تھا۔ (کئی ماہ تک شدید بمبار کے بعد علاقے پر ایک لاکھ پیدل فوج سے ایڈوانس کے بعد یہ اعلان کیا) 24 اکتوبر 2009 کو ٹکئی پر اور 29 اکتوبر کو کانیگرم پر ہم نے شدید لڑائی کے بعد قبضہ کیا۔ آئی ایس آئی کے ایک اہلکار کے بقول 90 ہزار سے لیکر ایک لاکھ تک فوج نے آپریشن راہ نجات میں حصہ لیا جس میں سے 60 ہزار فوج کو حکومت نے قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن طالبان نے حکمت عملی کرکے جنگ کو طول نہیں دیا یک دم پالیسی تبدیل کرکے گوریلہ کاروائیوں پر توجہ دی۔ فوج کو توپ خانے، گن شپ ہیلی کاپٹر اور فضائیہ کے جیٹ طیاروں کی مدد حاصل تھی۔ اسکی بدولت خصوصاً شکئی کی جانب سے فوج نے پورازور استعمال کیا۔ کنڈے میلہ ،شیاتی نرائی اور نانا ہیرہ سر سے ہوتا ہوا کاروان منزہ تک پہاڑی سلسلہ پر قبضہ کیا۔ اور سپنکئی رغزائی کی جانب سے بھی مضبوط حملہ شروع کیا۔ ان دونوں اطراف میں مجاہدین کی شدید جھڑپیں فوج سے ہوئیں۔ لیکن جب حلقہ محسود کے نئے امیر حضرت مولانا ولی الرحمٰن صاحب نے فوج کے اس زوردار حملے کو محسوس کیا، تو آپ نے سب مجاہدین کو حکم دیا، کہ اب مقابلے کے بجائے سقوط کرے اور اپنی قوت بچائے۔ کیونکہ اس جنگ میں مجاہدین کو جانی نقصان کا زیادہ خطرہ تھا۔ اکتوبر کے آواخر میں سب

مجاہدین نے چاروں طرف سے سقوط کیا۔ اور اپنی قوت بچاکر شمالی وزیرستان منتقل ہوئے۔ جبکہ اسی اثناء میں حلقہ محسود کے شوریٰ کے چند اراکین نے بشمول مولاناولی الرحمٰن صاحب اور تحریک طالبان کے نئے امیر حکیم اللہ محسود سے سراروغہ کے قریب بمقام پڑتیگے گوریلہ جنگ کا فیصلہ کیا۔ اور مخصوص افراد کو اپنے اپنے علاقوں میں خفیہ رہنے دیا اور انہیں گوریلہ جنگ کا پلان سمجھایا۔ لیکن اس دوران فوج کی کثرت کی وجہ سے اکثر علاقوں میں دوماہ تک کاروائیاں نہیں ہوئیں۔ پورے علاقے محسود کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ بروند، جاٹیرائی، تنگی، اور خیسورہ ،ان حلقوں کا ذمہ دار مفتی عاصم مقرر ہوا۔ جبکہ حلقہ ڈیلے، حلقہ وچہ خوڑہ، سپین کائی رغزائی، سراروغہ، سرکائی ماسکائی، چگملائی، اور جنتہ، ان حلقوں کا ذمہ دار پہلے شیر اعظم آقا مقرر ہوا۔ حلقہ شکتوئی، زانگاڑہ اور دواتوئی کا ذمہ دار مولوی نصراللہ منصور مقرر ہوا۔ حلقہ مکین، سپین کمر ، قلندر، لوڑہ اور لدھا کا ذمہ دار قاری مظلوم یار مقرر ہوا۔ حلقہ بدر، مشتہ، وچہ دارہ، توندہ دارہ، مومی کڑم اور کانیگرم کا ذمہ دار خان سعید عرف سجنا مقرر ہوا۔ لیکن جب خان سعید عرف سجنا حلقہ محسود کا نائب امیر مقرر ہوا، تو ان کی جگہ شیر آعظم آقا کی تقرری ہوئی۔ کمانڈر آقا کی جگہ مولوی حقیار کی تقرری ہوئی۔ قاری مظلوم یار کی شہادت کے بعد حافظ فداء محمد حلقہ مکین کا امیر مقرر ہوا۔ جبکہ محاذ کا بھی ذمہ دار بنایا گیا۔ یوں گوریلہ جنگ حلقہ محسود میں ان پانچ کماندانوں کی زیر سرپرستی جاری وساری ہے۔ جس کا آٹھواں سال 19/4/2016 کو شروع ہوا۔ جب 2009 میں آپریشن شروع ہوا۔ تو حلقہ محسود کے ترجمان اعظم طارق (شہید) نے حکومت پاکستان کو متنبہ کیا۔ کہ علاقہ محسود کو خالہ جی کا گھر نہ سمجھنا اس میں داخلہ اور آپریشن افواج پاکستان کیلئے بھاری ثابت ہوگا اور اس کی باری قیمت حکومت کو اٹھانی پڑے گی۔ جب کہ دنیا نے دیکھا کہ آپریشن راہ نجات کے رد عمل میں علاقہ محسود کے علاوہ پورے پاکستان کا کیا حشر ہوا۔ فوج کے مین ہیڈ کوارٹر، جی ایچ ، کیو وغیرہ جیسے حساس مقامات بھی طالبان کے حملوں سے لرزہ براندام ہوئے۔ پورا پاکستان جنگ کی بھٹی بن کر ثابت ہوا۔ چنانچہ اس سلسلے میں علاقہ محسود کے اندر اور پاکستان میں ہونے والے 2010ء کی جنگی معرکے اور مبارک حملوں کا خاکہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ گوریلہ جنگ شروع ہونے سے قبل محاذی صورت حال کے چھ مہینے کی اس جنگ میں تین ہیلی کاپٹرز، تیراعداد ٹینک، دسیوں فوجی گاڑیاں اور سینکڑوں کی تعداد میں فوجی تباہ اور جہنم رسید کئے۔ چنانچہ میری (عاصم) تشکیل 28مارچ 2010ء کو جنوبی وزیرستان ہوئی، جب شمالی وزیرستان میں حکیم اللہ محسود اور مولاناولی الرحمٰن کے درمیان حالات کچھ ساز گار ہوئے، تو مجھے بھی جنوبی وزیرستان جانے کی اجازت ملی ۔ اس سلسلے میں 28مارچ 2010ء کو میرانشاہ سے براستہ دیگان، منظر خیل دوسلی عصر کے وقت پہنچے۔ اور وہاں مولوی امیر حمزہ کے بھائی کے ہاں ٹھہرے۔ رات گزاری، صبح ایک مزدہ گاڑی میں شکتوئی کے حدود تک پہنچے۔ وہاں سے پیدل سفر شروع کیا۔ دوپہر کا کھانا زانگاڑہ میں مولوی امیر حمزہ کے مرکز میں کھایا ظہر تک آرام کیا۔ ظہر کے بعد پھر پیدل سفر شروع کیا مغرب سے ذرہ پہلے پیاژہ میں حلقہ دواتوئی کا مرکز قائم تھا۔ وہاں پہنچے۔ رات وہاں گزاری صبح کو وہاں سے پھر سفر شروع کیا دوپہر گیارہ بجے وچہ خواڑہ سلیمان شاہی گاؤں میں طالبانِ وچہ خواڑہ کے مرکز پہنچے۔ وہاں کھانا کھایا ظہر تک آرام کیا۔ بعد از نماز ظہر پھر سفر شروع کیا عصر کی نماز ڈیلے خولہ میں اداکی ڈیلے خولہ میں ابویاسر بمع اپنے ساتھیوں اور مولوی منصور شہید امیر حلقہ چگملائی ہم سے جدا ہوئے۔ اور وہ مزارے میں حلقہ ڈیلے کے مرکز گئے۔ جب کہ ہم نے آگے سفر شروع کیا جب برومی خیل گاؤں پہنچے تو وہاں پر مولوی نورسید بمع اپنے تین ساتھیوں کے بھی ہم سے جدا ہوئے ۔ اور وہ اپنے گاؤں چیرگلائی کی جانب روانہ ہوئے۔ جبکہ میں (مفتی عاصم) اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ آگے وچہ پاکئے کو محترم تلاوت خان فریدائی کے گھر رات دس بجے پہنچے اس سے آگے جانے کا بس نہ رہا۔ وہاں پر رات گزاری صبح اٹھے تو آگے جانا بس سے باہر تھا۔ کیونکہ میں پیدل سفر کرکے چلنے سے بے بس تھا۔ چنانچہ دن وہاں تلاوت خان کے ساتھ گزارا، انہوں نے ہماری خوب خاطر داری اور مہمانوازی کا حق اداء کیا۔ جب رات

ہوئی تورات کے اندھیرے میں وہاں سے سفر شروع کیا رات بارہ بجے گور گورے پہنچے اور وہاں ایک مکان میں داخل ہوئے۔ اور وہاں پر رہائش کے لئے بندوبست صبح کو شروع کیا۔ کھانے پینے کا کوئی بندوبست نہیں تھالہذا ظفر خیل گاؤں کے گھروں میں آٹا وغیرہ تلاش کیا۔ کچھ آٹا ملا جس سے گزران حال شروع ہوا۔ اہل علاقہ سے بھی ہم خفیہ رہتے تھے بالاخر بھوک کی وجہ سے خفیہ رہنا مشکل ہوا۔ اس لئے چند ساتھیوں نے جو قریبی علاقے تو ندہ پائی اور رعزائی عباس خیل سے تعلق رکھتے تھے، باہر جاکر نقل مکانی کرنے والے قبائل کے گھروں میں آٹا یا گندم تلاش کرنا شروع کیا۔ تھوڑی سی گندم ملی جس کو پھیس کر چند دن تک اس سے گزارہ کرتے رہے حتیٰ کے سابقہ تشکیل کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پھر کھانے پینے کا بندوبست ہمارے لئے کیا دس دن ابھی ہمارے پورے نہیں ہوئے تھے کہ ہم نے زیارت سرکنڈے میلہ پر قابض فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا یہ حملہ بعد از مغرب کیا گیا۔ تاکہ فوج اور اہل علاقہ سے ہماری آمد اور واپسی کا راستہ چھپا رہے۔ اس حملہ میں طالبان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ جبکہ فوج کے نقصان کا علم بھی نہیں ہو سکا اس کاروائی کے بعد ہم نے مرکز گور گورے سے چیر گلائی منتقل کر دیا۔

حلقہ جنتہ گاؤں بند خیل شوہ میں بم دھماکہ

نومبر 2009 میں عبد اللہ جنتہ کے بقول؛ واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ مجاہدین جنتہ نے گاوں بند خیل شوہ سڑک میں پرسنل بم کے ساتھ بارودی مواد سے بھرا مائن نصب کیا، جب فوجی گاڑی وہاں سے گزری تو وہ بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی جس میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی، میڈیا رپورٹ کے مطابق اس دھماکے میں ایک آفیسر سمیت دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

مجبند میں بم دھماکہ

نومبر 2009 میں 2 مجاہدین محسود قیوم اور عدنان اور ایک ازبک مجاہد زکریا نے مجبند میں سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی جسکی زد میں ٹینک آیا اور دھماکہ سے ٹکڑے ہوا جسکا کباڑ ہم نے اپنے انکھوں سے دیکھا عدنان کی زبانی تحریر کی ہے۔

سلیم کئی تنگئے میں فوج پر حملہ

نومبر 2009 میں فوج سلیم کئی تنگئی کے علاقے میں عوام کے گھروں اور خیموں کو جلا رہے تھے جب ہم نے (مولوی مدنی) ان پر اچانک فائر کھول دیا جسکے نتیجے میں چار فوجی مارے گئے۔

چرگ میلہ (گھر) پر تعارض

نومبر یا دسمبر 2009 میں بقول خالد امیر صاحب اور مولوی اخلاص یار کہ ہم نے اور کچھ عرب مجاہدین نے چرگ میلہ پر تعارض کیا اور مجاہدین مورچوں میں داخل ہوئے، جبکہ بینکروں میں چھپے فوجیوں کے نہ نکلنے کی وجہ سے تعارض مکمل فتح سے ہمکنار نہ ہوا، شدید لڑائی کے باعث شہداء کی لاشوں کو وہی چھوڑ دیا اور پانچ زخمیوں کو وہاں سے نکالا عرب زخمیوں کو وانہ منتقل کیا، جس کا علاج وانہ میں مولانا نور محمد صاحب شہید کے الحافظ مڈیکل سنٹر میں شروع ہوا، اس دوران فوج نے اس پر چھاپہ مارا، فریقین میں ہسپتال کے اندر کافی لڑائی ہوئی جسکے نتیجے میں عرب زخمی شہید کئے گئے، اور محسود طالبان کے زخمیوں کا علاج میر انشاہ میں کیا گیا۔ جب 16 اکتوبر 2009 کو فوج نے چاروں طرف سے حلقہ محسود پر چڑہائی کی تو اس پیش قدمی میں 90 ہزار پیدل فوج نے حصہ لیا، ایک سرکاری حاضر سروس آئی ایس آئی اہلکار کے بقول کہ 90

ہزار فوج میں 60ہزار فوج کو حکومت نے قربان کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن معلوم نہیں کہ طالبان نے کس پالیسی کے تحت سقوط کی اور مقابلہ نہ کیا (اس وقت کی پالیسی اپنے موقع پر لکھی جائے گی) سابقہ حملہ ستمبر میں تھا۔

لدھا سن سوبائی فوجی کا قتل

نومبر یا دسمبر 2009 میں اکبر لدھا کے مطابق ہم چند مجاہدین لدھا کاروائی کے لئے جا رہے تھے۔ کہ اچانک تین فوجیوں کو پانی لے جاتے وقت دیکھا۔ تو موقعہ غنیمت سمجھ کر اس پر فائرنگ کھول دیا جسکے نتیجے میں ایک فوجی قتل ہوا اور دو فوجی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

سن سوبائی میں سنائپر کاروائی

نومبر یا دسمبر 2009 میں حافظ اللہ عرف حافظ لدھا کے مطابق ہم کئی مجاہدین سنائپر کاروائی کیلئے لدھا کے علاقے سن سوبائی گئے وہاں کافی انتظار کے دوران 3 فوجیوں کو الگ الگ سنائپر کاروائیوں میں ہلاک کیا۔ بالاخر جب فوج کو ہماری جگہ معلوم ہوئی تو انہوں نے سنائپر سے ہم پر ایک ہی فائر کیا جسمیں میں (حافظ) زخمی ہوا۔

آسمان منزہ سڑک پر گھات حملہ

نومبر یا دسمبر 2009 میں کمانڈر ترابی کے مطابق ہم مجاہدین لدھا کے 2 گروہ آسمان منزہ کیمپ کے پوسٹوں اور سڑک پر جانے والی گاڑیوں پر حملے کیلئے وہاں پہنچے۔ تو منصوبہ یوں بنایا کہ جب سڑک پر گاڑی کمین گاہ پہنچ جائے تو ایک گروہ اس پر حملہ کرے گی اور دوسرا گروہ حفاظتی پوسٹوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کرے گی، تا کہ گھات میں بیٹھے مجاہدین دل جمعی سے کاروائی مکمل کر سکیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب سڑک پر صرف ایک گاڑی چلتی ہوئی کمین گاہ پہنچی۔ تو اس پر حملہ ہوتے ہی مورچوں (پوسٹوں) پر بھی ہم نے حملہ کیا جسکے نتیجے میں گاڑی ڈرائیور کو گولی لگتے ہی وہ گہرے کھائی میں جا گری اور گاڑی میں سوار فوجیوں کے علاوہ پوسٹوں میں بیٹھے 7 فوجی بھی ہلاک ہوئے راستہ خطاء ہو جانے کی وجہ سے مجاہدین بحفاظت 12 گھنٹے کی طویل مسافت طے کرنے کے بعد مرکز پہنچے۔

تحصیل لدھا میں سنائپر کاروائیاں

نومبر 2009 سے ڈیڑھ سال کے دوران لدھا مجاہدین ترکمن مجاہدین ازبک مجاہدین پنجابی مجاہدین کے کل چھ سنائپر گن کے ماہر نشانہ بازوں نے آسمان منزہ سے لیکر بازئے تک علاقوں میں ڈیڑھ سال تک سنائپر کاروائیاں کئے جسکی تعداد بے شمار ہے آئے روز یہ نشانہ باز پاکستانی فوج کو کیمپوں مورچوں پوسٹوں کے اندر اور باہر قتل کرتے رہے جسکی وجہ سے فوج نے ان اطراف سے بڑی بڑی دیواریں اور رکاوٹیں کھڑی کی تا کہ وہ سنائپر گن کے نشانہ بازوں کے حملوں سے محفوظ رہے، ریکی کے لیے چھوڑے گئے مورچوں کے دریچوں میں پردے لگائے اور مجاہدین کو دھوکہ دینے کیلئے مصنوعی انسان بنائے اور اسکو فوجی لباس پہنایا گیا تا کہ مجاہدین اسکو نشانہ بناتے رہے کبھی کبھار اسکو حرکت بھی دیتے رہتے تھے لیکن نشانہ بازوں کی مہارت کو وہ سرنگوں نہ کر سکے، محترم تبسم کے بقول جاوید ترکمن جو مشہور نشانہ باز تھے وہ کہتے رہتے تھے کہ میں لدھا سے اس وقت تک چھٹی نہ کرونگا جب تک کہ 60 پاکستانی مرتد فوجیوں کو ہلاک نہ کر دوں جاوید ترکمن کا کہنا تھا کہ میں نے 100 فوجیوں کو ہلاک کیا ہے، واقعے کی تفصیلات اکبر، تبسم، حافظ، ترابی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

لدھا شپیشتین میں فوج پر گھات حملہ

آسمانمنزہ میں کمین

نومبر یا دسمبر 2009 میں کمانڈر ترابی کے مطابق ہم مجاہدین لدھا آسمان منزہ سڑک پر گھات لگائے بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ اس دوران 2 گاڑی اور اسکے آگے آگے پیدل فوج سڑک پر آتی ہوئی کمین گاہ کے قریب ہوتی رہی جب یہ فوج اور گاڑیاں کمین گاہ پہنچے تو ہم نے اس پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسکے نتیجے میں پیدل فوج کے تین جوانوں کو گِرا دیا اور گاڑیوں کو جزوی نقصان ہوا۔ باقی پیدل فوج اور گاڑیاں کمین گاہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے، اس حملے میں فوج کے تین جوانوں کو ٹھکانے لگانے سواء کے بارے میں معلومات ہمیں نہ ہو سکے۔

28 دسمبر 2009 کو شمالی وزیرستان دوسلی گیٹ پر محسود مجاہدین کی شہادت

علاقہ محسود کے خلاف آپریشن راہ نجات سے محسود قوم اپنے علاقے سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئی، جبکہ اکتوبر 2009 میں طالبان نے محاذ خالی کر کے گوریلہ جنگ کا آغاز کیا، اور اپنی عمومی قوت شمالی وزیرستان منتقل کی اس سلسلہ میں حلقہ دواتوئی کے مجاہدین گل بدین ولد آفسر خان شابی خیل حلقہ دواتوئی (2) اسرار احمد ولد اصغر خان نرسری خیل براستہ دوسلی شکتوئی جا رہے تھے دوسلی گیٹ پر فوج نے انہیں روکا اور انہیں گرفتار کرنے کی لاحاصل کوشش کی گئی جس پر انہوں نے گرفتاری دینے سے انکار کیا، بالاخر فوج نے ان پر فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ گل بدین وہ مجاہد تھا جنہوں نے قاری زین الدین جیسے ظالم انسان کو ٹھکانے لگایا اور گل بدین انتہائی بہادر جرّی مجاہد تھے۔

دواسڑک کانیگرم میں کڑمہ کی طرف جانے والی سڑک پر بم دھماکہ

دسمبر 2009 میں دواسڑک کانیگرم میں کڑمہ روڈ پر طالبان نے رات کے اندھیرے میں بارودی سرنگ نصب کی دو دن بعد فوج کی گاڑی اس سے ٹکرا گئی جسکی وجہ سے زوردار دھماکہ ہوا لیکن اس میں فوج کے جانی ومالی نقصان کے بارے پتہ نہ چلا۔ تین مجاہدین نے جن میں ایک ازبک مجاہد تھا دوبرکی محسود تھے انہوں نے یہ کاروائی سرانجام دی، واقعہ کی تفصیل عمر خالد سے تحریر کی گئی ہے۔

سپنکئی رغزائی ٹُراپنگئی میں کمین

جنوبی وزیرستان سپنکئی رغزائی ٹُراپنگئی کے علاقے میں فوج پیدل جارہی تھی جس پر نیک بادشاہ کی قیادت میں مجاہدین نے حملہ کیا فریقین نے ایک دوسرے پر شدید فائرنگ شروع کی، لیکن طالبان کا کوئی نقصان نہیں ہوا جبکہ فوج کے بارے میں بھی علم نہ ہو سکا۔

قلندر چرچی پنگہ فوج پر حملہ

دسمبر 2009 میں عید الاضحیٰ کے چند دن بعد پاکستانی فوج علاقہ قلندر میں سرچ آپریشن کر کے گاؤں کے گاؤں نذر آتش کر رہی تھی اس اثناء میں ہم پانچ مجاہدین نے اس پر ظہر 2 بجے حملہ کیا یہ لڑائی اور فائرنگ کا تبادلہ عصر پانچ بجے تک جاری رہا، ایک فوجی نے ہمارے علاقے کے ایک شخص کو بتایا تھا کہ اس لڑائی میں ہمارے 2 بندے مارے گئے اور ایک زخمی ہوا جبکہ یہ شخص اس فوجی کا دوست ہے اسکا نام صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے واقعے کی تفصیل کاروائی کے ماسٹر مائن نشتر کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

شپیش تین میں کمین

دسمبر 2009 میں کمانڈر ترابی لدھا کے بقول ہم مجاہدین لدھا بمع ایک پشاوری مجاہد جو کیپٹن پشاوری سے مشہور تھا۔ ہم نے لدھا کے علاقے شپیش تین میں سڑک کے کنارے ریموٹ بم نصب کیا اور گھات بھی لگائی کافی انتظار کے بعد فوج کے 2 گاڑی کمین گاہ پہنچی پہلے پہل اس پر

ریموٹ چلانا چاہا لیکن وہ مس ہوا، ساتھ ہی گھات لگائے مجاہدین نے ان پر فائر کھول دیا جسکے نتیجے میں گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا اور اس حملے میں ہمارے معلومات کے مطابق واضح 4 فوجی ہلاک ہوئے اسکے علاوہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں اندازہ نہ ہوسکا۔

لدھا شپیش تین پوئے سرنامی پہاڑی فیچر میں سنائپر کاروائی اور حملہ

دسمبر 2009 کمانڈر ترابی کے مطابق لدھا شپیش تین پوئے سرنامی پہاڑی فیچر میں چند فوجی پروٹیکشن کے لیے ریکی مورچہ میں بیٹھے تھے اس پر ہم مجاہدین لدھا نے سکیلہ (گرینوف) اور سنائپر گن اور کلاشنکوف وغیرہ سے ایک وار سے فائرنگ کی جسکے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک ہوئے اس حملے کے رد عمل میں شپیش تین سے فوج نے چیغہ کیا (یعنی ہمارے اوپر ہلا بول دیا) جب فوج ہمارے قریب پہنچی تو اس پر زوردار فائرنگ شروع کی جسکی تاب نہ لاکر فوج واپس بھاگنے پر مجبور ہوکر راہ فرار اختیار کی اور اسکے تین بندے ہلاک ہوئے اسکے علاوہ زخمی اور ہلاک شدگان کے معلومات نہ ہوسکے۔

مروبی میں بم دھماکہ

دسمبر 2009 میں محمود عرف کبریٰ کے مطابق ہم مروبی شیر و میلہ کے قریب مروبی مکین سڑک پر بارودی سرنگ نصب کررہے تھے، کہ اچانک مکین کی طرف سے فوجی قافلہ آتے دیکھا بہت تیزی سے بارودی سرنگ نصب کی اور بڑی پھرتی سے ہم وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے ذرہ ہی دور جاکر اس اثناء میں فوجی قافلہ بارودی سرنگ سے ٹکرا گیا۔ اور ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہوئی، اگر یہ بارودی سرنگ نہ پھٹتا تو ہمارے گرفتاری اور فوج سے جھڑپ کا قوی امکان تھا۔

متاری نرائی زنگاڑہ میں بم دھماکہ

دسمبر 2009 میں جب مجاہدین حلقہ زانگاڑہ نے سقوط کے بعد دوبارہ حلقہ زانگاڑہ کے حدود میں گوریلہ عملیات کیلئے مرکز کھولا تو سب سے پہلی کاروائی متاری نرائی میں کی گئی مجاہدین حلقہ زنگاڑہ میں سے مسمیٰ بیت اللہ (شہید) مسمیٰ بختہ نار (شہید) وغیرہ نے متاری نرائی کے مقام پر سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی جس سے فوجی ٹرک گاڑی ٹکرا گئی دھماکے کی شدت سے گاڑی تباہ ہوئی البتہ آزاد ذرائع سے اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا، تفصیل محمد قادر خان اور بختہ حسین اور ولید عثمان کی زبانی تحریر کی گئی۔

متاری نرائی میں فوج پر گھات حملہ

دسمبر 2009 میں کمانڈر بختہ نار (شہید) کے زیر کمان مجاہدین حلقہ زانگاڑہ نے متاری نرائی زارے جان دوکان کے قریب فوج کے پیدل جانے والے 4 یا 5 جوانوں پر گھات لگا کر حملہ کیا جسمیں محمد قادر خان کے بقول ایک فوجی واضح طور پر ہلاک ہوا۔ دیگر اہلکاروں کے ہلاک اور زخمی ہونے کے بارے میں تصدیق نہیں ہوسکی۔

آپریشن راہ نجات کے دوران پڑوسیوں کی جہاد و نصرت

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد جب امارت اسلامی نے سقوط کیا تو تمام مجاہدین نے پاکستان بالخصوص قبائل کا رخ کیا 2003 کے آواخر میں جب دوبارہ مجاہدین منظم ہوتے گئے اور افغانستان میں نیٹو اور افغان فورسز پر حملے شروع ہوئے تو امریکہ نے پاکستان پر دباؤ ڈالا کہ اِن کو روکے کیونکہ یہ حملہ آور قبائلی علاقوں سے افغانستان میں در اندازی کر کے نیٹو اور افغان فورسز پر حملے کرتے ہیں۔ چونکہ امریکہ بشمول اتحادیوں کے بالخصوص پاکستان نے یہ منصوبہ تیار کیا تھا کہ افغانستان سے طالبان حکومت کا خاتمہ کرنا ہے، امت مسلمہ کا رد عمل بالخصوص قبائلی مسلما

نوں کا ردعمل ماضی کے روشنی میں غالباً انہیں معلوم ہو گا لیکن اسے خاطر میں نہ لایا اکتوبر 2001 میں افغانستان پر امریکی حملے کے وقت بھی قبائلی مسلمانوں نے جان ومال کی قربانی دی۔ لیکن جب مارچ 2004 میں پاکستانی فوج نے امریکہ کی ایماء پر پہلی بار جنوبی وزیرستان میں غیر ملکی مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا تو وزیر اور محسود قبائل نے اسلامی رواداری اور قبائلی روایات ملستیاء کا پاس رکھتے ہوئے ان مہاجرین کی دفاع کی ٹھان لی، ردعمل میں پاکستانی فوج نے عمومی آپریشن کر کے کئی بار ان قبائل کو ہجرت پر مجبور کیا پہلی بار مارچ 2004 میں وانہ احمد زئی قبیلہ کو ہجرت پر مجبور کیا۔ مجبوراً انہوں نے پاکستانی فوج کی حمایت کی اس سے فارغ ہونے کے بعد 9 ستمبر 2004 کو محسود قبیلہ کے خلاف فوج کشی کی مارچ 2005 تک فریقین میں جنگ ہوتی رہی 5 فروری 2005 کو فریقین میں معاہدہ سراروغہ ہوا جس کی وجہ سے وزیرستان میں کچھ حد تک امن آیا، لیکن معاہدہ سراروغہ کی شروع دن سے حکومت کی خلاف ورزیوں اور جون 2007 میں لال مسجد آپریشن کی وجہ سے حکومت پاکستان اور بیت اللہ محسود کے درمیان حالات پھر کشیدہ ہوئے بالاخر دسمبر 2007 میں بنظیر قتل کا الزام بیت اللہ محسود پر لگایا گیا اس بنا پر دوبارہ محسود قبیلہ کے خلاف حکومت پاکستان نے جنوری 2008 میں باقاعدہ فوج کشی کی جس کی وجہ سے محسود قبیلہ مکمل طور پر ہجرت کرنے پر مجبور ہوا اس بار شمالی وزیرستان ایتمان زئی اور داوڑ اور وانہ کے احمد زئی قبائل نے ان محسود مہاجرین کی بے پناہ مدد اور نصرت کی یوں مارچ تک یہ سلسلہ جاری رہا مارچ 2008 میں ایک بار پھر فریقین میں معاہدہ ہوا جو اپریل 2009 تک قائم رہا لیکن جب 2009 میں ڈرون حملوں کا سلسلہ تیز ہوا تو پھر فریقین میں حالات کشیدہ ہوئے اِدھر حکومت پاکستان کی ہٹ دھرمی نے مجاہدین کو یکجا کرنے پر مجبور کیا چنانچہ اسی اثنا میں بیت اللہ محسود اور القاعدہ کے ایک اہم رہنماء حافظ سلطان نے جنوبی وزیرستان اور شمالی وزیرستان کے مجاہدین کا ایک اتحاد بنانے کی محنت شروع کی جسکے بارے میں چند اہم اجلاس ہوئے، بالاخر دونوں حضرات کی محنت رنگ لائی اور اتحاد المجاہدین کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا، یہ اتحاد چند باتوں پر ہوا۔ (1) حکومت پاکستان سے متفقہ مطالبہ کیجائے گا کہ سابقہ معاہدات کو عملی جامہ پہنایا جائے، (2) اور فوج کا انخلاء کیا جائے (3) ڈرون حملے بند کئے جائے (4) اسی طرح تمام قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ جبکہ ساتھ ہی یہ فیصلہ کیا کہ اگر یہ مطالبات حکومت نے نہ مانے تو ہم متفقہ جنگ شروع کریں گے، چنانچہ جنگ کی تیاری بھی ساتھ شروع کی گئی اور منظم جنگ کیلئے ایک عسکری شوریٰ تشکیل دیا گیا حکومت پاکستان نے ان مطالبات کو ماننے کی بجائے انہیں طول دیا اور ساتھ ساتھ اتحاد المجاہدین میں توڑ پیدا کرنے کی کوشش شروع کی ، اور اس میں کامیابی بھی انہیں ہوئی، جسکی تفصیل اتحاد المجاہدین کے قیام اور انہدام کے تحت تحریر کی گئی ہے۔ اور حکومت نے مطالبات ماننے سے انکار کیا، جبکہ حکومت اور طالبان دونوں فریقین میں جنگی تیاریاں زور وشور پر تھیں، خصوصاً علاقے محسود پر حکومتی حملے کی دلچسپی زیادہ نظر آرہی تھی۔ کیونکہ حلقہ محسود پورے پاکستانی مجاہدین کا ہیڈکوارٹر تھا، تحریک طالبان پاکستان، القاعدہ، اور دوسرے تحریکات اور جہادی مجموعات کا کنٹرول روم کی حیثیت علاقہ محسود کو حاصل تھا، اس جنگ میں پہل حکومت پاکستان کی طرف سے یوں ہوا کہ 19 مئی 2009ء کو جنڈولہ سے توپوں اور ٹینکوں سے سپنکئی رغزائی اور کوٹ کائی تک علاقے پر گولہ باری شروع ہوئی، اس پہل کے بعد اتحاد المجاہدین نے بھی کاروائیاں شروع کی جن میں سے ایک کانوائی پر شمالی وزیرستان پیر کلے میں حملہ کیا جبکہ وانہ کے علاقے میچن بابا کے قریب فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بموں سے حملہ ہوا۔ فوج نے جوابی کاروائی میں اسکول کے بچوں کو نشانہ بنایا جس میں کئی بچے شہید ہوگئے اور کئی زخمی ہوئے ، اور ساتھ سپین کے علاقے میں ایوبی کے مرکز پر چھاپہ لگایا جس میں جھڑپ بھی ہوئی، اور حکومت کی جانب سے صرف محسود قبیلہ کے خلاف آپریشن راہ نجات کا اعلان ہوا، اور ساتھ ہی چاروں طرف سے انکی ناکہ بندی کی گئی اور انکے خلاف فضائی اور زمینی کاروائی شروع کی جس کی وجہ سے محسود قبیلہ ہجرت پر مجبور ہوا محسود قبیلہ کی جعرافیائی لحاظ سے شمالی وزیرستان سے متصل محسود قبائل نے وہاں ہجرت کی جبکہ وانہ سے

متصل قبائل نے وانہ ہجرت کی، اسکے علاوہ محسود قبیلہ کی اکثریت ٹانک، ڈی آئی خان، اور پاکستان کے دیگر علاقوں کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے ،اس سلسلہ میں شمالی وزیرستان ایتمان زئی اور داوڑ قبائل نے اوروانہ کے احمد زئی قبیلے نے مدینے کی انصار کی یاد تازہ کی اور ہجرت ونصرت کی باب میں وہ مثالی کردار ادا کیا جسکی ماضی قریب میں مثال ملنا مشکل ہے جان ومال سے انکی ہر ممکن مدد کی اور گھروں میں انہیں جگہ دی۔ دوسری طرف آپریشن ضرب کے موقعہ پر پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں اور آدھے عوام نے ان مہاجرین کی اپنے صوبوں میں آنے پر پابندی عائد کی تیسری طرف بلوچستان حکومت نے ان قبائل کو بلوچستان آنے کی کھلم کھلا اجازت دی۔ لیکن اس اجازت سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا کیونکہ پاکستانی ریاست کی اصل حکمران فوج ہے جس نے یہ پابندی عائد کی تھی تاکہ یہ قبائل سرکاری کیمپوں کی طرف جانے پر مجبور ہو جائے اس حکم کی تعمیل پنجابیوں اور سندیوں کی طرح وانہ احمد زئی وزیر قبیلے نے بھی کی وانہ کے علاقے میں محسود، اتمان زئی اور دواڑ قبائل کے داخلے پر مکمل پابندی عائد کی، پنجابیوں اور سندیوں سے تو گلہ نہیں کیونکہ وبیچارے قبائلی روایات اور اسلامی رواداری سے تو آشنا نہیں، گلہ تو ان اپنوں سے ہے جنہوں نے قبائلی روایات اور اسلامی رواداری کو فوج کی ایما پر لات ماری۔ فالی اللہ المشتکی

جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے امیر اور تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر محترم خالد محسود ان برادر پڑوسی قبائل کی جہاد ونصرت کا ان الفاظ میں اقرار اور شکریہ ادا کرتا ہے، میں تمام قبائل اور بالخصوص اہلیان شمالی وزیرستان کا انصار مدینہ کی سنت اور یاد تازہ کرنے یعنی مہا جرین کی ہر ممکن طریقے سے نصرت پر دل کی آتا گہرئیوں سے مشکور ہو اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہو کہ انکی جہاد ونصرت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

آپریشن راہ نجات اور طالبان 2010 میں

جنوبی وزیرستان حلقہ جنتہ میں مجاہدین کا حملہ

جنوری 2010 کو مجل لاہدین حلقہ جنتہ نے ایک فوجی کیمپ پر ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جو کئی منٹوں تک جاری رہا۔ اس حملے میں مجاہدین نے بھاری ہتھیار کا استعمال اس لئے نہیں کیا، کہ حلقہ جنتہ کو چاروں طرف سے فوج نے گھیرا تھا۔ اس میں زیادہ تعداد میں مجاہدین کا داخلہ مشکل تھا۔ اس لئے مجاہدین نے ثقیلہ اور کلاشن کوف وغیرہ کا استعمال کیا۔ اس حملے سے اصل مقصود مجاہدین کا فوج کو ٹینشن میں مبتلاء کرنا تھا ۔ کہ وہ یہ سوچھے کہ اتنے سیکورٹی کے باوجود طالبان کیسے گھس آئے ہیں۔ جبکہ مجاہدین بحفاظت وہاں سے اپنے مراکز واپس پہنچے۔ کاروائی کی فلم جند اللہ اسٹوڈیو پر موجود ہے۔

سپین کائی رغزائی میں دو گاڑیوں کا بموں سے اڑادینا

جنوری 2010ء میں مولانا خواجہ محمد عرف مدنی کے مطابق ہم مجاہدین نے سپین کائی رغزائی میں دو ریموٹ کنٹرول بم نصب کئے۔ جب فوج کی ایک ٹویٹا اور ایک جیپ گاڑی موقع پر آپہنچی۔ تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکے کئے۔ جس میں دونوں گاڑیاں تباہوئیں۔

دواسڑک پر کمین

جنوری 2010 میں تقریباً 100 گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلہ علاقہ قلندر کے سرچ آپریشن گھراؤ جلاؤ کے بعد جب واپس جارہا تھا۔ تو دواسڑک پر حلقہ قلندر کے 9 مجاہدین نے کمانڈر خالد کی سربراہی میں اس قافلے پر حملہ کیا۔ اس حملے میں ایک فوجی ٹرک گاڑی، ایک جیپ گاڑی اور ایک ٹیوٹا گاڑی آر، پی، جی سے نشانہ بناکر تباہ کئے۔ یہ تینوں گاڑی قافلے کے پیچھے دفاع کرنے والے فوجیوں کو لیکر بمقام دواسڑک مجاہدین

کے ہاتھوں شکار ہوئے۔ اس حملے میں واضح 15 فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ زخمی اور دیگر ہلاک شدگان اس کے علاوہ تھے۔ اسی روز اسی قافلے پر حملے کے لئے 50 افراد پر مشتمل دستہ گھات لگائے انتظار کر رہا تھا۔ لیکن ان کے درمیان ناچاکی پیدا ہونے کی وجہ سے قافلہ ان کے سامنے سے گزرا۔ لیکن نااتفاقی کی وجہ سے دشمن کا نقصان انکے ہاتھوں نہ ہوا۔ (لہذا معلوم ہوا کہ بے اتحادی مجاہدین کیلئے نقصان دہ اور دشمن کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوئی عاصم) نشتر عراقی وجنان وغیرہ کی زبانی اسکے تفصیلات تحریر گئی۔

سیڑہ کو نڑائی منزہ کیمپ پر تعارض

یکم جنوری 2010 کو مجاہدین محاذ بوبڑ غر شکتوئی نے سیڑہ کو نڑائی منزہ کیمپ پر تعارض کیا۔ جس میں ہر ایک فریق نے ایک دوسرے کے خلاف شدید فائرنگ کی۔ فوج کے جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد عبد الرحمٰن ولد نور حسن گلیشائی حلقہ سرکائی ماسکائی شہید ہوا۔ شہید کو اٹھانے کی وجہ سے تعارض کو ختم کیا جس کی وجہ سے زیادہ تفصیل معلومات نہ ہو سکی۔

شواونگئی ایمار گل کاچہ میں کمین

جنوری 2010 دن کے 10 بجے مکین سے فوج دواتوئی داخل ہوئی جبکہ 6 ٹینک شواونگئی ایمار گل کاچہ پہلے پہل آ پہنچے تو اس پر الگڈ کے کنارے گھات لگائے ہم 15 طالبان نے جن میں چند عرب اور ترکمن بھی تھے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا آر پی جی کے گولے ٹینکوں پر لگتے رہے لیکن اس پر اثر نہیں کر رہے تھے صرف ایک ٹینک کو جزوی نقصان ہوا۔ یوں ان ٹینکوں کو واپسی پر مجبور کر دیا، جن میں میں سے وہ خراب ٹینک پیچھے رہ گیا اسی روز عصر کے وقت پھر دو ٹینکوں کے ذریعے فوج نے قسمت آزمائی کی جس پر 2 آر پی جی کے گولے داغے جسکی وجہ سے پھر وہ واپس ہوئے، اس رات پیدل فوج نے الگڈ کے دونوں طرف پہاڑوں کو روندتی ہوئی شواونگئی کے علاقے کو گھرے میں لیا اور آس پاس کے پہاڑی فیچروں اور ڈھلوانوں پر قبضہ کیا اسی اثنا میں کمانڈر شیر فان عرف خدمتی شہید اور ایک اور مجاہد ایک پہاڑی فیچر میں چھپے بیٹھے تھے کہ فوج ان تک پہنچ گئی انہوں نے عذر کیا کہ فوج بہت زیادہ ہے۔ اگر ہم اس پر حملہ کریں تو ردعمل میں ہمارا نقصان ہو سکتا ہے، لیکن میں نے انہیں ترغیب دی کہ شہادت کا مقام ملے گا جو تمہارے لیے دنیاوی زندگی سے بہتر ہو گا چنانچہ اب دونوں نے پہلے پہل سامنے آنے والے تین فوجیوں پر سکیلہ (گرینوف) سے برسٹ مارا جس سے وہ وہاں پر ٹھکانے لگے ۔ یوں لڑائی شروع ہوئی جہاں سے بھی فائر ہوتا ہر دوسرا فریق اسی جگہ کو نشانے پر لیکر اس پر فائرنگ کرتا رہا۔ دن بھر فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا اور انہی مقامات پر فوج رک گئی۔ بالاخر عصر کے وقت ہیلی کاپٹروں کی مدد سے لاشیں اٹھائی گئی اور طالبان کے پہاڑی فیچروں پر بمباری شروع کی جسکے نتیجے میں فوج نے واپسی شروع کی اس کاروائی کے سربراہ کمانڈر اسد تھے جو فی الحال امیر حلقہ دواتوئی مقرر ہو چکے ہیں اور تفصیل بھی انہی کے زبانی تحریر کی ہے۔

آسمان منزہ [کانیگرم] پر مجاہدین کا حملہ

مجاہدینِ مغربی محاذ علاقہ بدر وغیرہ نے آسمان منزہ کے فوجی مورچوں اور کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جس میں پچھتر آر آر اور بی، ایم میزائل کا استعمال کیا۔ جس کے تمام گولے عین فوج کے کیمپ میں جالگے۔ کاروائی کے بعد مجاہدین خوشی خوشی سے واپس بحفاظت مراکز پہنچے

خیسورہ غٹ سر چشمہ میں زہر ڈالنا جنوری یا فروری 2010 میں کمانڈر گلاپ عرف خطاب حلقہ خیسورہ، عبد الرحمن عرف سلمان حلقہ جاٹرائے نے بڑے ہی مشکل سے جا کر غٹ سر نامی پہاڑی کے مغرب میں واقع پانی چشمہ میں زہر ڈالا اس چشمہ سے فوج پانی استعمال کرتی

تھی، خفیہ اطلاع کے مطابق اس زہر الود پانی کے استعمال سے 15 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے ان ہلاک شد گان اور مریضوں کو لے جانے کیلئے 3 بار 2 ہیلی کاپٹروں نے وانہ اور غٹ سر کے چکر لگائے۔ واقعے کی تفصیل سلمان، عمری اور نور حسن بابا عرف داد اللہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

لدھا کونڈ سر کیمپ پر حملہ جنوری یا فروری 2010 میں مجاہدین حلقہ لدھا نے کونڈ سر کیمپ پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملہ کیا جسمیں فصلا گت اور آر پی جی کے گولے عین کیمپ اور فوج کے بیچ میں جا لگے جبکہ حملے سے پہلے مغرب کے وقت فوجی یا نماز پڑھ رہے تھے یا روٹی کھا رہے تھے جبکہ اسی اثنا میں ان پر حملہ ہوا لیکن فوج کے جانی نقصان کا اندازہ معلوم نہ ہو سکا فوج کے جوابی فائرنگ سے حافظ اللہ عرف حافظ زخمی ہوا۔ واقعے کی تفصیل حافظ اللہ عرف حافظ کی زبانی تحریر کی گئی۔

لواڑہ شوال مناڑہ کے علاقے میں تعارض

جنوری یا فروری 2010 میں مجاہدین حلقہ محسود نے لواڑہ شوال مانا (مانڑہ) کے علاقے میں فوجی مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ کچھ ہی منٹوں کی جنگ کے بعد مجاہدین فوجی مورچوں کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے۔ تین مورچوں کو فتح کر کے بمع ایک خیمہ کے اس کو آگ لگادی۔ اس کاروائی میں چار سے سات فوجی مارے گئے۔ جبکہ ایک زندہ گرفتار ہوا۔ اور مال غنیمت میں مجاہدین کو دو عدد جے تری بندوق، دو عدد آر، پی، جی چار عدد ایم جی ون، ایک عدد نائٹ ویژن دوربین، دو عدد چھوٹے ہاون، ایک عدد شمسی، جبکہ 48000 روپیہ کی جے تری والے کارتوس فروخت کئے۔ اس کاروائی میں مجاہدین سلامت رہے۔ یہ کاروائی 2010 موسم سرما میں کی گئی۔ جبکہ پہاڑوں پر برف پڑی تھی۔ سیر نرائی کی طرف سے یہ تعارض نیک بات اور زابل نے شروع کیا۔ جبکہ مناڑہ کی طرف سے شاہ خالد اور امجد نے تعارض شروع کیا۔ جبکہ میں انور شاہ اور لونگین وزیر دفاع میں بیٹھے تھے۔ گرفتار فوجی کے بدلے محمد اللہ اور یار محمد عرف یارو رہا کرائے گئے۔ تفصیل انور شاہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ بدر میں فروری 2010 کو حملے
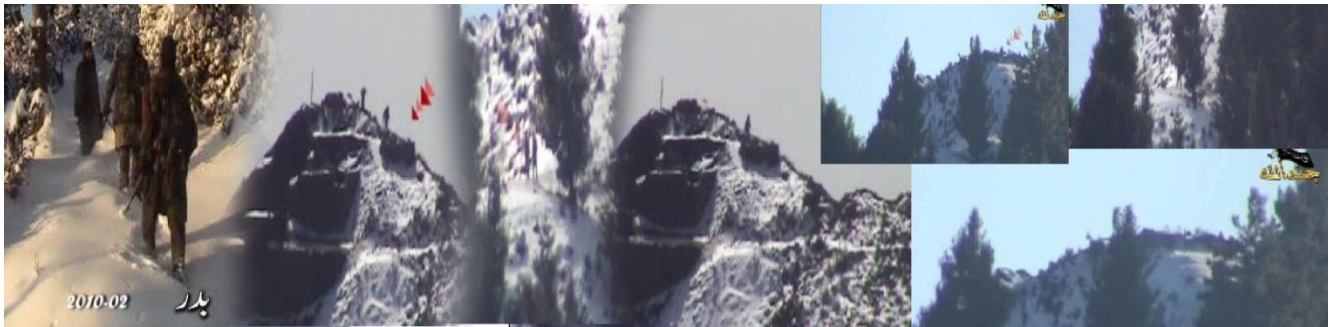
مجاہدین نے سخت سردی کے موسم میں بھی اپنے کاروائیوں کو فوج کے خلاف جاری رکھے ہوئے تھے۔ سخت سردی اور برف باری بھی ان کے لئے رکاوٹ نہ بنی۔ ان کے کئی وجوہات ہوسکتے ہیں۔ [1] اتنے سردی میں دشمن سے لڑنے کا اصل مقصد اللہ تعالی کی رضاء حاصل کرنا اور زیادہ ثواب کمانا ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ اجر کا اللہ کے رسولؐ نے وعدہ فرمایا ہے۔ جسکی وجہ سے مجاہدین زیادہ کوشاں رہتے ہیں۔ [2] دشمن پر رعب ڈالنا، کہ وہ کبھی بھی سُکھ کی نیند نہ سو سکے۔ [3] ان کاروائیوں سے دشمن پر یہ ظاہر کرنا کہ تم سے لڑنا ہمیں اتنا محبوب ہے، کہ بڑی سے بڑی مشکل بھی ہمارے لئے رکاوٹ نہیں۔ اور آپ کے خلاف لڑنے سے ہم تھکتے نہیں۔ [مفتی عاصم] لہذا اس محاذ کے مجاہدین نے سنائپر کے الگ الگ کاروائیوں میں تین فوجیوں کو قتل کر کے اپنے سینے ٹھنڈے کئے۔ ما خذ جند اللہ اسٹوڈیو حرکت اسلامی ازبکستان

آسمان منزہ پر حملہ فروری 2010 میں بقول نور محمد صادق، مجاہدین تونده دره اور مجاہدین حلقہ مشتہ کے 11 افراد پر مشتمل دستے نے بمقام آسمان منزہ فوج کے کیمپ پر حملہ کیا۔ جس میں فریقین کے درمیان ہلکے اور بھاری اسلحے کا استعمال ہوا۔ میڈیا رپوٹ کے مطابق اس حملے میں تین فوجی ہلاک ہوئے۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ مجاہدین بحفاظت اپنے مراکز پہنچے۔

علاقہ سرکائی ماسکائی سیورجن کنڈ میں بم دھماکہ

فروری 2010 سرکائی ماسکائی میں سیورجن کنڈ کے علاقہ میں ریموٹ بم مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی نے نصب کیا جسکو فوج کے دستہ پر ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کیا، جسکے نتیجے میں 7 فوجی ہلاک ہوئے۔ تفصیل مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

زانگاڑہ میں اکمالہ نامی پہاڑی پر واقع فوج کے ریکی مورچہ پر حملہ

زانگاڑہ کے اکمالہ نامی پہاڑی پر فوج کا ریکی کا مورچہ تھا۔ فروری 2010 میں مجاہدین اس ریکی مورچے کے قریب گھات لگا کر بیٹھے۔ جب صبح کے وقت فوجی اہلکار ڈیوٹی کیلیئے وہاں آئے۔ تو مجاہدین نے اس پر حملہ کیا۔ اس حملے میں ایک ایم،جی ون والا سپاہی مارا گیا۔ جبکہ دوسرے فوجی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ اور مارے گئے فوجی سے ایم جی ون بھی مجاہدین نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اور مجاہدین واپس سلامتی سے اپنے مراکز پہنچے۔

شام پنگہ شکتوئی میں حملہ

کمانڈر ملا منصور نے کہا فروری 2010 میں فوجی قافلہ گاڑیوم قلعہ سے شامے پنگہ [علاقہ شکتوئی] آرہا تھا۔ صبح ۸ اور ۹ بجے کے درمیان ہمیں اطلاع ملی۔ اس موقعہ پر ہم ۱۵ ساتھی موجود تھے۔ جلدی جلدی تیاری کر کے پہلے پہل ہم موزون جگہ پر جا پہنچے۔ جب قافلے کے پہلے دو گاڑی ہمارے نشانے پر آئے۔ تو ہم نے راکٹ لانچر اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے اس پر حملہ کیا۔ جس میں سے ایک گاڑی پر راکٹ لانچر کا گولہ جالگا۔ جس سے وہ مکمل تباہ ہوا۔ جبکہ دوسرے گاڑی کو جزوی نقصان پہنچا۔ اور باقی قافلہ پہاڑی کے دوسرے پار رک گیا۔ جو محفوظ رہا۔ اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔ لیکن اہل علاقہ کے بقول اس حملے میں دو فوجی مارے گئے۔ جبکہ مجاہدین سلامت رہیں۔ فوج نے جوابی کاروائی میں ہیلی کاپٹر اور توپ خانہ سے اہل علاقہ پر شدید شیلنگ کی۔ اور عوام کو اپنے علاقے اور گھر سے بے دخل کر دیا۔

جبکہ اسی روز خواجہ خدر غر [پہاڑی] پر جنتہ کی طرف سے آنے والی فوج پر حملہ کیا۔ اور کافی دیر تک فوج اور مجاہدین میں مقابلہ ہوتا رہا۔ لیکن آزاد ذرائع سے فوج کے جانی نقصان کی تصدیق نہ ہوسکی۔ اور مجاہدین بھی سلامت رہیں۔ مجاہدین کی ان تابڑ توڑ حملوں کی سکت نہ لاکر فوج نے واپسی اختیار کی۔ دو دن بعد فوج نے پھر پیش قدمی کی۔ اس بار کمانڈر حیدر شہید اور ازبک مجاہدین نے شواونہ نرائی پر فوج سے لڑائی لڑی ۔ جس کی وجہ سے فوج نے محسود ایریا میں داخلے کے بجائے وزیر ایریا کا رخ کیا۔ جبکہ اس کے بعد پورے علاقہ شکتوئی پر فوج کشی کی گئی۔ اور شکتوئی پر قبضہ کیا۔ یہ قبضہ دو یا تین ہفتے تک جاری رہا۔ عوام کو علاقے سے بے دخل کیا۔ جبکہ چند ہفتوں بعد فوج نے علاقے سے انخلاء کیا۔ اور علاقے کو خالی کیا۔ جس کی وجہ سے اہل علاقہ نے دوبارہ اپنے گھروں کا رخ کیا۔ اور مجاہدین نے زانگاڑہ میں مراکز کھولے۔

علاقہ بروند تور رعزائی میں بم دھماکے

فروری یامارچ 2010 میں مجاہدین حلقہ بروند نے توررعزائی مہاجر موڑ کے قریب سلیمان کوٹ کے قریب ایک ریموٹ بم نصب کیا، جبکہ اسی رات دوسرا مائن سپنکئی سکول کے قریب نصب کیا، فوج کے سرچ آپریشن کے دوران سلیمان کوٹ اور باسکئی قبرستان کے بموں سے 2 فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں لیکن اس میں نقصان کا پتہ نہ چلا جبکہ سپنکئی سکول والا مائن مس ہوا۔ تفصیلات عامر کی زبانی تحریر کی گئی۔

علی خیل ژائی پر کمین میں گھات لگا کر فوج پر حملہ

فروری یامارچ 2010 میں افواج پاکستان ہیڈ کواٹر سراروغہ سے چاروں طرف سرچ آپریشن کے سلسلہ میں آئے روز علاقوں تک چھاپوں کے لیے پیدل اور گاڑیوں میں ایڈوانس کرتا رہتا تھا اسی سلسلہ میں فروری یامارچ میں سرچ آپریشن کے لیے علی خیل کلئی کا محاصرہ فوج نے کرر کھا مجاہدین کو جب پتہ چلا تو اس پر حملے کی منصوبہ بندی کرلی کچھ مجاہدین دفاعی پوزیشن سنبھال کر گئے اور چند مجاہدین نے اسد کے زیر قیادت علی خیل ژئی پر بیٹھے ہوئے فوجیوں پر حملے کے لیے چل پڑے، کمانڈر اسد کے بقول جب ہم علی خیل ژئی پہنچے تو 4 فوجی بیٹھے ہوئے دیکھے ان پر حملے کی ترتیب بنانے میں ہم مصروف تھے کہ دفاع پر مامور ساتھیوں نے ہمیں اطلاع دی کہ جس جگہ پر آپ موجود ہیں اس سے ذرہ آگے چند میٹر کے فاصلے پر تین فوجی بھی موجود ہیں اور باقی بھی اسی طرف آرہے ہیں چنانچہ ہم نے بڑی تیزی سے پوزیشن سنبھالی صرف ایک ساتھی کو ان قریبی فوجیوں پر فائرنگ کی ذمہ داری سونپی گئی تاکہ اس طرف سے صرف دفاع ہوسکے ہم نے اپنے ہدف پر توجہ مرکوز کی بعد ازاں یکبارگی سے ہم نے فوج پر فائرنگ شروع کی اس فائرنگ کے نتیجے میں 2 فوجی مارے گئے اور ایک زخمی ہوا جبکہ چوتھا بھاگنے میں کامیاب ہوا اسی موقع پر وہاں موجود ایک مقامی باشندہ جو ہجرت نہ کر چکا تھا اسکو فوج نے ردعمل میں بمع اہل وعیاں گرفتار کیا عرصہ دارز کے بعد جب وہ رہا ہوا تو انہوں نے بھی 2 فوجیوں کے ہلاک اور ایک فوجی کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔ واقعے کی تفصیل کمانڈر اسد کی زبانی تحریر کی گئی ہے جو بنفس نفیس اس حملے میں شریک تھے دفاع پر مامور مجاہدین میں چند ازبک مجاہدین بھی شامل تھے۔

حلقہ بروند میں میزائل حملے

فروری، مارچ اور اپریل 2010 میں مجاہدین حلقہ بروند نے کئی میزائل حملے پاکستان آرمی کیمپوں پر کئے جسکی تفصیل یہ ہے

(۱) وچہ سپنکئی سے 4 میزائل نیور غزائی میں محمد عارف کوٹ اور مداخان کوٹ میں مقیم فوج پر داغے جنمیں سے ایک میزائل محمد عارف کوٹ اور چوتھا میزائل مداخان کوٹ پر لگا لیکن اس میں فوج کے جانی مالی نقصان کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہوسکا، ان میزائیلوں میں سے ایک نیچے بروند بڑے الگڈ میں لگا جبکہ ایک محمد عارف کوٹ کے تقریباً بلکل 200 میٹر کے فاصلے پر لگا (۲) دوسرا حملہ غور لیمے زیارت سے مجاہدین حلقہ بروند نے 5 میزائل محمد عارف کوٹ نیور عزائی فوجی کیمپ پر داغے جن میں سے 2 عین کوٹ کے اندر جالگے اور تین میزائل کیمپ کے آس پاس لگے لیکن نقصانات کا پتہ نہ چلا (۳) اسی موسم بہار کے دنوں میں مجاہدین حلقہ بروند نے 3 عدد B.M میزائل محمد عارف کوٹ کیمپ کے بلکل قریبی گھروں کے چھتوں پر ریموٹ کنٹرول سسٹم کیساتھ نصب کئے، لیکن صبح کو جب قسمت آزمائی کی گئی تو سسٹم خراب ہونے کے باعث یہ کاروائی ناکام ہوا اور میزائل فوج نے دیکھ کر قبضے میں لیے (۴) جون یا جولائی 2010 میں مولوی جلیل (شہید) نے سریلہ سے 6 میزائل سپلاتوئی قلعہ پر داغے جو کہ سب کے سب قلعہ کے حدود میں جاگرے لیکن اس میں نقصانات کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ تفصیل عامر، اور دیگر مجاہدین حلقہ بروند کے زبانی تحریر کی گئی۔

چرچی پنگے میں حملہ

مارچ2010میں پاکستانی فوج چرچی پنگہ آئی تھی۔ جس پر کمانڈر خالد کی سربراہی میں مجاہدین حلقہ قلندر نے حملہ کیا۔ جس میں تین فوجی مارے گئے۔ مجاہدین کو بطور غنیمت فوج کے خون الود وردیاں چار عدد راکٹ لانچر کے گولے، نو عدد کلاشن کوف والے میگزین، دو بکسے ایم.جی ون کے کارتوس، تین عدد جنگی ٹوپیاں اور دو عدد گرنیڈ وغیرہ سامان ملا۔ جبکہ کاروائی کے بعد مجاہدین کی اپنی گرنیڈ بلاسٹینگ سے چار مجاہدین زخمی ہوئے۔ واقعے کی تفصیل قاری گل محمد کی زبانی تحریر کی گئی۔ جو پاکستانی فوج کو سرندر ہوا۔

خیسورہ تورم پل کے قریب ڈرائیور ماما میلہ پر سنائپر کاروائی

مارچ2010میں مجموعہ استاذ فاروق کے ایک مجاہد کمانڈو جو سنائپر گن کے ماہر نشانہ باز تھے انہوں نے خیسورہ تورم پل کے قریب ڈرائیور ماما میلہ پر قابض ملیشیاء اہلکاروں میں سے ایک کو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔

جنڈولہ قلعہ پر بی، ایم میزائل سے حملہ

28مارچ2010کو مولوی منصور صاحب [شہید] میر علی سے براستہ شکتوئی، زانگاڑہ، بیاژہ، وچہ خوڑہ، ڈیلے اور کنڈے غر سے پیدل ہوتا ہوا مدیجان زیارت ژائی چگملائی پہنچا۔ پہلے پہل علاقے کی عوام کو جمع کر کے ان سے خطاب کیا۔ اس خطاب میں عوام کو متنبہ کیا۔ کہ کوئی بھی شخص فوج سے طالبان کے خلاف تعاون نہ کریں۔ کیونکہ یہ فوج اسلام دشمن فوج ہے۔ امریکی ایماء پر قبائلی مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ جبکہ ساتھ ساتھ عوام کو جہاد کی ترغیب دی گئی۔ اس کے چند دن بعد مجاہدین چگملائی نے جنڈولہ قلعہ پر بی، ایم میزائل فائر کئے۔ جس میں سے ایک میزائل خطاء ہو کر ایک مقامی بھٹنی کے گھر کے مین گیٹ کے سامنے لگا۔ لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ لیکن فوج کی مالی وجانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔ اس واقعے کی تفصیل سفیر اللہ عرف عثمانی اور جہانگیر عرف جانگے کی زبانی تحریر کی ہے۔

قلندر خولہ میں کمین

مارچ2010میں 12 مجاہدین حلقہ قلندر حلقہ سپینکئی رغزائی نے کمانڈر خالد کی زیر قیادت فوج کے 100 سے زائد گاڑیوں کے قافلے پر بمقام قلندر خولہ صبح نو بجے حملہ کیا۔ جو عشاء تک جاری رہا۔ اس لڑائی میں حکومت پاکستان نے میڈیا پر 13 فوجیوں کے ہلاکت کی تصدیق کی البتہ ہمیں اتنا معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ ہلاکتیں ہوئی ہونگی۔ لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ البتہ ایک گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔ جس کا آدھا سپر پارٹس ہم نے غنیمت کیا۔ جبکہ گاڑی کا انجن اور باڈی بعد میں فوج نے قبضہ میں لی۔ واقعے کی تفصیلات جنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

مرغہ کئے کیمپ کے نیچے چشمہ پر دھماکہ

مارچ2010میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے ملک میلہ کے قریب مرغہ کئے فوجی کیمپ کے نیچے چشمہ کے پاس ریموٹ بم نصب کیا، صبح طلوع آفتاب کے وقت 15 فوجی 5 گدھوں کو لیکر جب عین بم کی سیدھ میں آپہنچے تو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بم کو بلاسٹ کیا گیا جسکے زد میں 10 فوجی آئے اور 5 فوجی واضح ہم نے دیکھے کہ بھاگ گئے، لیکن ان دس میں سے زخمیوں اور ہلاک شدہ گان کے دومیان تمیز نہ ہو سکی البتہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے منتقل کئے گئے۔ واقعے کی تفصیلات عینی شاھد نور حسن عرف حذیفہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

ہدایت اللہ عرف ملنگ برکی کی شہادت

14 مارچ2010کو ہدایت اللہ عرف ملنگ برکی ولد شریف خان نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ ایم کیو ایم کے رہنما رائیس پر حملہ کیا، جبکہ اس کے گارڈ نے جوابی فائرنگ کر کے ہدایت اللہ ملنگ کو شہید کیا۔ تفصیل کوچ حاجی کی زبانی تحریر کی گئی۔

لدھا پٹویلائی میں فوج اور طالبان میں 20روزہ مسلسل جنگ کی تفصیل

مارچ یا اپریل 2010 میں پاکستانی فوج نے لدھا سے ایڈوانس کر کے پٹویلائی تک علاقے کو روند ڈالا، اس دوران 3 بار مجاہدین لدھا نے ان پر مختلف قسم کے حملے کئے، جسمیں گھات حملے سنائپر کاروائیاں اور ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے ان پر حملے شامل ہیں، جسکے نتیجے میں تین بار فوج کو پسپائی پر مجبور کیا بالاخر فوج لکی جنگل، کوچ پنگہ اور کم پیر غر کے علاقوں پر قابض ہوئی، اس دوران مجاہدین نے لکی جنگل میں فوج کے مورچوں (پوسٹوں) پر تعارض کیا، جسکی وجہ سے فوج کے مورچوں میں آگ لگی، اس لڑائی میں انعام اللہ ولد ستار سگے گرڑائی شہید ہوا۔ کوچ پنگہ پر قابض فوج پر طالبان لدھا نے مضبوط حملہ کیا اور سخت لڑائی فریقین میں لڑی گئی جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال ہوا، اس لڑائی میں آپریشن راہ نجات کے نگرانی کرنے والے بلیک واٹر کے 2 امریکی انگریز بھی جہنم رسید ہوئے، جو کہ کوچ پنگہ میں پاکستانی کمانڈوز کے ہمراہ آئے تھے، اور اس میں کئی پاکستانی کمانڈوز بھی ہلاک ہوئے شدت جنگ سے اس علاقے میں آگ بڑھ اُٹھی جسمیں فوج کے کئی لاشیں جھلس کر راکھ ہوگئیں اور اسکی ہڈیاں وہاں ہی رہ گئی تھیں، اس لڑائی میں فوج نے اتنے کارتوس فائر کئے تھے کہ اسکے خالی خول مجاہدین نے جمع کئے اور 90 ہزار روپیہ کے بدلے فروخت کئے (وانہ اور میر انشاء بازاروں میں G,3 بندوق کا ایک خول 4 روپہ پر فروخت ہوتا تھا اس حساب سے 22500 کارتوس فوج نے فائر کئے تھے یہ صرف وہ تھے جہاں تک طالبان کی رسائی ہوئی اور جہاں رسائی نہ ہوئی وہ اسکے علاوہ ہے، مفتی عاصم) کوچ پنگہ کے اس لڑائی میں مجاہد امجد ولد پالیم خان شمن خیل بھی فوج سے مقابلے کے دوران شہید ہوا، طالبان ذرائع کے مطابق اس بیس روزہ لڑائی میں 2 امریکیوں سمیت 26 پاکستانی کمانڈوز ہلاک ہوئے۔ اس بیس روزہ لڑائی کے دوران فوج کے ہاتھوں علاقہ پٹویلائی کے ایک گاوں میں ایک بوڑھی خاتون اپنے مال مویشی کیساتھ گھر میں رہ رہی تھی مارچ یا اپریل 2010 سے لیکر تاحال 2016/8/13 تک غائب ہے مجاہدین لدھا کے بقول اس بوڑھی خاتون کا گھر بار اور گائے وغیرہ سب کچھ فوج نے جلا کر رکھدیا تھا جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ خاتون بھی شائد گھر کے کسی کمرے میں جل کر ملبے تلے دبی ہوگی پورے علاقے میں فوج کے واپسی کے بعد ہم نے اسکی تلاش کی لیکن ہمیں اسکے بارے کوئی پتہ نہ چلا۔ اس واقعے کی تفصیل خادم، حافظ وغیرہ کی زبانی لکھی گئی ہے۔

لدھا تنگئی بودین زائی علاقے پر فوج کی پیش قدمی

مارچ یا اپریل 2010 میں جب فوج نے تنگی بودین زائی علاقے پر حملہ کر کے پیش قدمی شروع کی، توز کر خیل کے قریب مجاہدین لدھا نے اس پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملہ کیا، یوں فریقین میں شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ اس حملے میں بقول سید الرحمن لالا 4 یا 6 فوجی اور گدھے مارے گئے اور ان سے بطور مال غنیمت فوجی بیگ 2 عدد ایل ایم جی بکسے اور مارٹر گولے، فوجی وردیاں مجاہدین کے ہاتھ آئے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس پیش قدمی کے دوران لنگر خیل کلی میں ایک بوڑھا مینا درام اور اسکی بیوی اس وقت سے تاحال 2016/8/13 تک غائب اور لاپتہ ہے، جسکے بارے میں اندازہ نہ ہوسکا کہ وہ فوج کے عقوبت خانے میں ہے یا انہیں فوج نے شہید کیا ہے اور وہاں دفن کیا ہے یا ویسے اسکی لاشیں چھوڑی ہے۔ اس واقعے کی تفصیل کمانڈر ترابی اور لالا کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

لدھا سگے گرڑائی کونڈ پر تعارض

مارچ یا اپریل 2010 میں مجاہدین لدھا تر کمن اور پنجابی مجاہدین کے بشمول 70 افراد نے سگے گرڑائی کونڈ پہاڑی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارض کیا لیکن یہ تعارض ناکام ہوا مجاہدین کیمپ کو فتح نہ کر سکے فوج کے جوابی فائرنگ سے معصوم نامی پنجابی مجاہد شدید زخمی ہوا لڑائی کے نتیجے میں فوج کے جانی نقصان کا اندازہ معلوم نہ ہو سکا۔ اس تعارض کا حال احوال حافظ، ترابی، خادم کی زبانی تحریر کی گئی۔

خیسورہ مچی خیل درس کلئی کے قریب وزیے سڑک پر دھماکہ

مارچ یا اپریل 2010 میں مجاہدین خیسورہ و مجموعہ استاذ فاروق پنجابی کے ایک مجاہد جنان بنوچی نے خیسورہ مچی خیل درس کلی کے قریب علاقہ وزیے جانے الی سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی جسکی زد میں ملیشیاء فورسز کی گاڑی آئی جسمیں صوبیدار سمیت 4 افرد اہلکار ہلاک ہوئے۔ اس واقعے کی تفصیلات جنان صوبیدار مچی خیل کی زبانی ہمیں پہنچی جو ان دنوں وہاں پر مقیم تھا بعد میں اسکو فوج نے وہاں سے مار بھگایا تفصیلات ملنگ شابی خیل کے زبانی تحریر کی ہے۔

شمالی وزیرستان شوال مانڑہ کیمپ کے قریب پاکستانی فوجی کی گرفتاری

مارچ یا اپریل 2010 میں کمانڈر شاہ خالد شوال مانڑہ کیمپ سڑک پر گاڑی میں جارہے تھے کہ سڑک پر کھڑے ایک فوجی کو دیکھا انکے لیے روکے اور انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تو فوجی نے ہنڈ گرنیڈ سے حملے کی کوشش کی لیکن اس سے کچھ نہ ہو سکا اور گرفتار ہو گیا کچھ عرصہ بعد مولوی ولی الرحمن کے حکم پر انہیں قتل کیا گیا اسکی وڈیو ن فلم موجود ہے۔

برونڈ نانڈر شاہ خوٹہ پہاڑی کیمپ پر حملہ

مارچ یا اپریل 2010 میں مجاہدین حلقہ برونڈ نے نانڈر شاہ خوٹہ نامی پہاڑی فیچر پر واقع فوجی کیمپ پر تعارض کا پروگرام بنایا، رات کے تاریکی میں جب مجاہدین بلکل کیمپ قریب پہنچ گئے تو اسی اثناء میں ایک ساتھی سے راکٹ گولا پتھر سے ٹکرا گیا جسکی آواز دشمن نے سن لی اور مجاہدین پر فائرنگ شروع کی مجاہدین کو نہ آگے جانے دیا اور نہ واپسی جانے کا راستہ تھا۔ کیونکہ اس پہاڑی فیچر پر صرف ایک ہی راستہ ہے تو اس دوران عبدالرحیم (شہید) اور قاری مجروح نے دشمن پر فائرنگ شروع کر دی جسکے سبب مجاہدین کو واپسی کا موقعہ ملا اور پھرتی سے دشمن کے فائرنگ سے پناہ حاصل کی یوں یہ تعارض ناکامی سے دوچار ہوا۔ اس تعارض کے ناکام ہونے پر محمد شریف (شہید) رو رہے تھے کہ یہ کیسے ناکام ہوا جس پر ساتھیوں نے انہیں تسلی دی کہ شائد اس میں ہماری خیر ہو اس وجہ سے عین موقعہ پر معمولی غلطی کی وجہ سے دشمن کو قبل از وقت پتہ چلا۔

بدر نوڑی سر پر تعارض

اس واقعے کی تفصیل خالد محسود امیر حلقہ محسود واخلا صیار وجیلانی امیر حلقہ مانتوئی اور دلاور اشنگئی حلقہ مانتوئی کی زبانی تحریر کی ہے۔ ان کا کہنا تھا
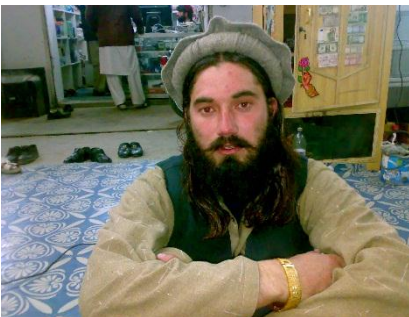
، کہ **20 اپریل 2010** کو بدر نوڑی سر پر فوج کے مورچوں پر بدر محاذ کے مجاہدین نے تعارض شروع کیا۔ جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال ہوا۔ سخت مقابلے کے بعد ایک مورچہ فوج سے قبضے میں لیا۔ جبکہ باقی فتح نہ ہو سکے۔ اس لڑائی میں طالبان کے تین افراد مسمی عابد ولد خان اللہ بر کی حلقہ سام اور عادل حلقہ توندہ دارہ نے جام شہادت نوش کیا۔ اور انکی لاشیں بھی وہاں پر ہی مورچوں میں رہ گئیں۔ صادق کے بقول اس لڑائی میں 5 سے 15 فوجی بھی ہلاک

ہوئے۔ مال غنیمت میں ایک ایم،جی ون، تین عدد جے تری بندوق،ایک عدد چار یکی مارٹر،ایک عدد نائٹ ویژن دور بین وغیرہ سامان شامل تھا۔

مومی کڑم کے علاقے میں فوجی قافلے پر حملہ اور اسکا ردعمل

انہی دنوں 23 اپریل 2010ء کو مومی کڑم میں فوجی قافلہ پر حملہ ہوا مومی کڑم کانیگرم سے مغرب کی جانب چند کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے ۔اس علاقے کو فوج نے چاروں طرف سے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ لیکن مجاہدین محسود نے فوج کے اس محفوظ ترین علاقے کو غیر محفوظ کرنے کا تہیہ کیا۔اور وہاں فوجی قافلے کو ہدف بنانے کا منصوبہ تیار کیا جس کے لئے 41افراد پر مشتمل دستہ تشکیل ہوا۔ جس میں ازبک مجاہدین بھی تھے۔اس دستے کا امیر خان سعید عرف سجنا مقرر ہوا۔ ان مجاہدین نے علاقہ بدر سے پیدل سفر شروع کیا اور کمین گاہ تک پہنچے ۔رات وہاں گزاری صبح 7 سے 8 بجے کے درمیان فوجی قافلہ کمین گاہ آپہنچا۔ مجاہدین نے انہیں نشانے پر لیا اور ان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا،اس حملے میں فوج کو کافی جانی مالی نقصان اٹھانا پڑا ۔ جس میں ایک فوجی گاڑی کو آگ لگی، جس سے وہ خاکستر ہوئی۔ لیکن جانی

نقصان کا صحیح اندازہ معلوم نہیں ہوسکا۔ کاروائی کے بعد مجاہدین نے علاقہ جلندر کی طرف سفر شروع کیا کنڈے میلہ کے پہاڑوں سے ہوتے ہوئے جلندر اور عصر کو چیر گلائی پہنچے۔ کنڈے میلہ سے اُس پار مومی کڑم کی طرف راستے میں ایک مجاہد شیر حمید ولد بختیار خان حلقہ مومی کڑم کو دور واقع فوج نے مورچے سے نشانہ بنا کر شہید کیا۔ جس کی لاش وہاں پر ہی رہ گئی ۔ مجاہدین کی اس دستے کی مولوی نور سید نے مہمانوازی کی۔ جبکہ رات وہاں گزاری اور صبح کو وچہ خواڑہ منتقل ہوئے تاکہ اس راستے سے پیدل شکتوئی پہنچے۔ لیکن اس راستے کو بھی فوج نے بند کیا تھا۔ جبکہ یہ دستہ دو دن وچہ خواڑہ میں ٹھہرا۔ کہ کانی گرم سے فوج نے پیش قدمی کی۔ اور رات کے وقت لالشے، جلندر، کاکاخیل، دیڑ ،یڑے کاچکائی، چلیر ائی اور نانک رغزائی، ان تمام گاؤں پر چھاپہ مارا۔ یہ چھاپہ سابقہ مومی کڑم کے کاروائی کے نتیجے میں لگا۔ لیکن کوئی مجاہد ان

کے ہاتھ نہ لگا۔ جلندر اور لالڑے کے گاؤں کو آگ لگادی۔ اور نقل مکانی کرنے والے قبائل کے گھروں کو خاکستر دیا میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ چھاپہ 2008/4/26ء کو لگا۔ جبکہ اسی دن فوج نے واپسی کی۔ اور کاروان منزہ پہنچا۔ ہم نے بھی پورادن اس انتظار میں گزارا کہ اگر فوج چرگلائی کے حدود میں داخل ہوا تو اس پر حملہ کرینگے۔ لیکن اس سے قبل واپسی کی۔ دن بھر ساتھی بھوکے رہے۔ عصر کو جب فوج نے واپسی کی، تو ہم نے کھانا تیار کیا۔ اور رات گزاری۔ صبح کو محسود، زار داعلی اور قاری وقاص نے کہا، کہ ہم اپنے گاؤں کا چکر لگاتے ہیں کہ گھروں کا کیا حال ہے ؟ انہیں اجازت دی۔ یہ ساتھی جب دیڑ کلئی پہنچے۔ اور قاری وقاص نانک رغزائی پہنچے، انہیں پتہ چلا کہ ارد گرد علاقے کو فوج نے رات کو آکر پھر محاصرہ کیا ہوا ہے اس لئے انہوں نے بھاگ کر ہمیں تقریباً آٹھ بجے اطلاع دی۔ کہ فوج دوبارہ آئی ہوئی ہے۔ اور پورے علاقے کو قبضہ کیا ہے۔ جب ہم نے دور بین سے علاقے کا معائنہ کیا، تو کثیر تعداد میں فوج

نظر آئی۔ اسی اثناء میں کاکا خیل دیڑ کلئی میں اعلان ہوا، کہ گاؤں کے تمام باشندگان گاؤں سے باہر آئے۔ چنانچہ فوج پہاڑی سے اتری اور گاؤں والوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ خواتین اور بچوں کو ایک طرف بیٹھایا۔ اور مردوں کو دوسری طرف بیٹھایا۔ اور انہیں مختصر بیان کیا۔ اور خود کو انہیں کا وفادار دیکھایا۔ اور ان سے مطالبہ کیا کہ دس بندے ہمارے ساتھ جائیں۔ تاکہ ان کو کرنل صاحب سے ملایا جائے۔ جو آپ کے لئے راشن وغیرہ کا بندوبست کریگا۔ جبکہ اسی دن گور گورے عباس خیل اور تنگہ عباس خیل، پالگئے عباس خیل وغیرہ پر بھی چھاپہ لگا تھا۔ وہاں کے باشندوں کو بھی یہی بات کہی تھی۔ کل بیس افراد دونوں اطراف سے ساتھ لیکر گئے۔ اور انہیں اس دھوکے اور لالچ سے ساتھ لے گئے۔ اور دوبارہ گھر آنے نہیں دیا۔ ان کو گرفتار کرکے وانہ کیمپ لے جایا گیا۔ تین سے چار ماہ تک ان بیس افراد کو بغیر کسی گناہ کے جیل کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ یاد رہے کہ ان علاقوں سے اکثر قبائل نے نقل مکانی کی تھی۔ جبکہ بعض نے نہیں کی تھی۔ اور اپنے گھروں کی دیکھ بال کرتے تھے۔ جبکہ ان میں سے اکثر مال مویشی پالنے والے لوگ تھے۔ یوں یہ قصہ اس طرح تمام ہوا۔ ہم نے مرکز کو چرگلائی سے توندہ پائی منتقل کیا۔ دودن وہاں پر گزارنے کے بعد مرکز کنڈے غر میں بنایا۔ وہاں پر بھی چوتھی رات کو پتہ چلا، کہ اوسپاس اور خیسورہ کی جانب سے فوج نے کڑے رغزائی کا محاصرہ کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے کڑے رغزائی سے نزدیک تنگ خولہ میں دو کلومیٹر زمینی فاصلے پر مرکز کھولا۔ صبح آٹھ بجے فوج خیسورہ کی جانب سے کڑے رغزائی خیمہ نما بستی میں داخل ہوا۔ اور تمام عورتوں اور بچوں کو گھروں سے باہر نکالا۔ اور گھروں کی تلاشی لی گئی۔ جبکہ گاؤں کے مرد گرفتاری کی خوف سے رات ہی کو گاؤں سے بھاگے تھے۔ کیونکہ اس سے پہلے چھاپوں میں طالبان کے نہ ملنے کی صورت میں عام عوام کو گرفتار کرکے دہشت گردوں کے نام سے آفسران کے ہاں پیش کئے۔ جس کی وجہ سے مرد فوج کا نام سنتے ہی گاؤں خالی کرکے بھاگ جاتے تھے۔ صرف بوڑے مرد اور خواتین اور بچے گھروں میں رہ جاتے تھے۔ گاؤں کا آپریشن شروع تھا کہ وانہ کی طرف سے آنے والے چند مرد جن کا تعلق جلندر گاؤں سے تھا۔ انکو گرفتار کرکے لے گئے۔ یوں ہی پورادن گزر گیا۔ ہم (مفتی عاصم وغیرہ) نے فیصلہ کیا۔ کہ اب ان پر حملہ کرنا نقصان سے خالی نہیں کیونکہ جوابی کاروائی میں فوج عورتوں اور بچوں کو ہلاک کریگی۔ اس لئے فیصلہ یہ ہوا، کہ جب فوج واپسی شروع کریں، تو اس وقت اس کے آخری دستے پر حملہ کرینگے۔ لہذا یوں ہی ہوا۔ کہ جب عصر سے ذرہ پہلے فوج نے طالب نرائی سے واپسی کی۔ تو ہم چار مجاہدین دفاع کے لئے بیٹھ گئے۔ اور دو مجاہدین، عبدالرحمٰن اور علی مانشاہ ظفر خیل نے حملے کے لئے ان کا پیچھا کیا۔ جب یہ دو مجاہدین بھاگے بھاگے فوج کے قریب پہنچے، تو اسوقت فوج اوسپاس کی طرف طالب نرائی پہاڑی سے اترتی جارہی تھی۔ ان دونوں مجاہدین نے ان پر فائر کھول دیا۔ جس کے نتیجے میں تین فوجی مارے گئے۔ اور مجاہدین بخیر وعافیت واپس مرکز پہنچے۔ جوابی کاروائی میں فوج نے بہت ہی

بے دردی سے توپ خانے کا استعمال کیا۔ جس سے ایک پورا پہاڑ جل گیا۔ لیکن کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ اور یوں یہ معرکہ ختم ہوا۔ تفصیل عبدالرحمٰن عرف سلمان کی زبانی تحریر کی گئی۔ اس کاروائی کی ویڈیو فلم عمر اسٹوڈیو پر موجود ہے۔

تیارزہ قلعہ پر میزائل حملہ

سابقہ جنگ کے بعد دوسرے دن مغرب کے وقت ہم نے کنڈیوم میسارہ سے دو میزائل تیارزہ قلعہ پر داغے۔ لیکن اندھیرے کی وجہ اس کی ویڈیو میں پتہ نہ چلا، کہ میزائل قلعہ پر جا لگے یا نہیں۔ لیکن جوابی کاروائی میں فوج نے توپ اور مارٹر کا خوب استعمال کیا۔ ان دو کاروائیوں کے بعد ہم نے مرکز تنگہ اور چڑگلائی منتقل کیا۔ اور روز مرہ کے حساب سے سنائپر اور دوسرے چھوٹے بڑے کاروائیاں فوج کے خلاف شروع کئے۔

مولے خان سرائے میں 2 بم دھماکے

اپریل 2010 میں مجاہدین حلقہ بروند نے مولے خان سرائے کے قریب وانہ جنڈولہ سڑک پر 30 کلو وزنی ریموٹ بم نصب کیا جب فوجی گاڑی اسکی سیدھ میں آئی تو ریموٹ کنٹرول سے بم کو بلاسٹ کیا گیا جسمیں میڈیاء رپورٹ کے مطابق ایف ڈبلیو او F.W.O کے 6 اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے (۲) مجاہدین حلقہ بروند نے سمینٹ سے پھتر نما بارود کا بم مولے خان سرائے میں نصب کیا جب بم ڈسپوزل ٹیم وہاں قریب پہنچی تو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ان پر دھماکہ کیا گیا جس میں ایک اہلکار ہلاک اور دوسرا زخمی ہوا۔ تفصیل مومن وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی

بدر جھولے میلہ منزہ میں کمین حملہ

اپریل 2010 مجاہدین حلقہ مومی کرّم کے تین مجاہدین مسمیٰ مولوی سندانی، ابوالسیف، عقابی نے بدر کے علاقے جھولے میلہ منزہ میں گھات لگائی، عصر کے وقت تین بجے وہاں سے گذرنے والے تین فوجیوں کو آڑے لیا اور اسکو بغیر کسی مزاحمت کے موت کی بھینٹ چڑھا دیا۔ تفصیلات ابو سیف اور مولوی سندانی کی زبانی تحریر کی گئی۔

شوال مانڑہ کیمپ پر مارٹر حملہ

5 اپریل 2010 کو بروز جمعہ مجاہدین حلقہ لواڑہ نے کمانڈر شاہ خالد کے زیر قیادت شوال مانڑہ کیمپ پر مارٹر (ھاون) گولے داغے جسمیں ایک گولہ عین نماز کے وقت مسجد پر جالگا، کیمپ کے قریب رہنے والے اہل علاقہ کے بقول اس مارٹر گولہ لگنے سے 17 سے 21 تک فوجی ہلاک ہوئے۔ واقعے کی تفصیل کمانڈر عادل و سراج وغیرہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

دواسڑک میں فوج پر حملہ

اپریل 2010ء میں بمقام قلندر دواسڑک فوج کے 20 جوان ریکی کے لئے پیدل جارہے تھے۔ جس پر کمانڈر خالد کی زیر قیادت 13 مجاہدین حلقہ قلندر اور 5 عرب مجاہدین نے صبح نو بجے حملہ کیا۔ اور گیارہ بجے تک جاری رہا۔ کاروائی میں سب فوجی ہلاک ہوئے۔ اس روز شاغیر ون بابا ملیشیا سکاوٹس کے سپاہی سے رابطہ کر رہا تھا۔ کافی بحث مباحثہ کے بعد اس سپاہی نے 18 فوجیوں کے ہلاک ہونے اور دو کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔ واقعے کی تفصیل عراقی اور جنان کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

شاہور ترائی فوجی کیمپ پر حملہ

اپریل 2010 میں مجاہدین بروند نے ترائی سر فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا یہ حملہ ایسے مقام پر ہوا کہ قریبی علاقہ سارا ہی فوج کے کنٹرول میں تھا جس سے فوج میں تشویش کی لہر دوڑ گئی کہ یہاں تک طالبان کیسے پہنچ گئے لیکن نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ تفصیل عامر کی زبانی تحریر کی گئی۔

تَبرُۂ تکہ سڑک پر بم دھماکہ اور علی خیل ژائی میں فوج پر حملہ

اپریل 2010 میں کمانڈر اسد حلقہ دواتوئی کے مطابق افواج پاکستان نے آپریشن راہ نجات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپریشن کیلئے سراروغہ سے ایڈوانس کرکے جب بانگے والہ سے ہوتی ہوئی، تَبرُۂ تکہ پہنچی تو وہاں پر سراروغہ مکین سڑک میں پہلے سے لگائے گئے بارودی سرنگ سے گاڑی یا پیدل فوج کے جوان ٹکرا گئے جسکی وجہ سے زوردار دھماکہ ہوا، لیکن اس دھماکے میں جانی نقصان یا مالی نقصان کا اندازہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا جبکہ وہاں پر دوسرا بارودی سرنگ نہ پھٹا یوں وہاں پر پیدل فوج دھماکے کی وجہ سے اِدھر اُدھر بھاگی کچھ ہی دیر میں سراروغہ کی جانب سے گاڑیوں کا ایک چھوٹا قافلہ وہاں آپہنچا چند ہی منٹ ٹھہرنے کے بعد وہ قافلہ بمع دوسرے گاڑیوں کے واپس ہوا چند ہی گاڑی وہاں پر روکی رہی اور فوج نے پیدل پیش قدمی شروع کی کمانڈر اسد کے بقول ہم نے فوج کے راستے میں اشنگئی پیچ غنڈائی کے فیچر پر بعد از مغرب ریموٹ بم نصب کی واپسی میں سڑک کے کنارے آہٹ محسوس ہوئی تو ساتھیوں کو ذرہ آگے جانے کو کہا جب وہ دور گئے تو میں اس پر برسٹ سے فائر کیا لیکن جانب مخالف سے کوئی جواب نہ ملا ہم اپنے مرکز واپس ہوئے عشاء کے بعد لیٹ گئے، کچھ دیر بعد پہرے دار ساتھی نے فوج کے قریب پہنچے کی اطلاع کی اسی اثناء میں مکین کی سائڈ سے بھی کبریٰ وغیرہ آپہنچے انہوں نے بھی فوج پر پیش قدمی کرتے وقت پٹونی کلی میں حملہ کیا تھا انہوں نے بھی ہمیں کہا کہ فوج تمہارے قریب پہنچا ہے، لیکن ہمیں اندھیرے کی وجہ سے پتہ نہیں چل رہا تھا کبری سے کہا کہ جہاں پر فوج کی نقل و حرکت محسوس ہو رہی ہو، اس جگہ پر فائر کرلینا جب کبریٰ نے اس جگہ فائرنگ کی تو فوج کے آمد کی تصدیق ہوئی، چنانچہ پہلے پہل اسی اندھیرے میں پیچ غنڈائی پر نصب ریموٹ بم کو چلانا چاہا لیکن وہ نہ چلا اسی ہی رات کو ہم سب مجاہدین وہاں سے منتقل ہو کر تابے کلئی پہنچے صبح ہوئی تو 10 مجاہدین کی تشکیل علی خیل ژئی کی گئی 10 بجے کے لگ بگ یہ مجاہدین وہاں پہنچے، جبکہ وہاں پر فوج قطار در قطار موجود تھی جس پر ان مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسمیں بیسیوں فوجی گرادیے اور متعدد زخمی ہوئے لیکن تعداد کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے اور مجاہدین باحفاظت تابے آپہنچے۔ واقعے کی تفصیلات اسد دواتوئی کے زبانی تحریر کی گئی ہے ان کاروائیوں میں چند ترکمن مجاہدین بھی شامل تھے۔

علی خیل ژائی میں فوج پر سنائپر حملہ

اپریل 2010 میں کبریٰ کے مطابق 2 مجاہدین حلقہ دواتوئی بشمول ایک ترکمن مجاہد مسمیٰ خطرناک نے علی خیل ژائی کیمپ کے 2 فوجیوں کو سنائپر کاروائی میں ہلاک کیا۔

لنڈے منزہ کے دوسرے سائڈ بار منزہ میں کمین

اپریل یا مئی 2010 لنڈے منزہ کے دوسرے سائڈ بار منزہ میں فوج کے ریکی مورچہ میں ہم چھپے بیٹھے تھے، جب 7 فوجی ریکی مورچوں کے قریب آپہنچے تو ہم نے ان پر حملہ کیا، جسمیں 6 فوجی موقعہ ہی پر مارے گئے، جبکہ ان میں ایک فوجی بھاگنے میں کامیاب ہوا، قریبی مورچوں میں فوج کی موجودگی کی وجہ سے غنیمت نہ اٹھاسکے۔ تفصیل عدنان کی زبانی لکھی گئی ہے۔

کٹوری سر پر فوجی کا قتل

اپریل یا مئی 2010 میں کٹوری سر مورچے پر بیٹھے ایک فوجی کو حلقہ مانتوئی کے ایک مجاہد نے گلیٹی بندوق کے پہلے فائر سے نشانہ بنایا جس سے وہ مورچے کے اندر گرا۔ اس کی ہلاکت کی نہ ہو سکی۔ اس کٹوری سر پر اکتوبر 2010 میں چار یکی عملیات کے بعد مجاہدین مرکز واپس جارہے تھے۔ کہ اچانک مارٹر گولہ عین مجاہدین کے قطار میں جالگا جس سے ایک مجاہد شہید ہوا۔

مولے خان سرائے سیوری غر ریکی مورچہ میں بم دھماکہ

اپریل یا مئی 2010 میں مجاہدین حلقہ بروند نے مولے خان سرائے کے قریب سیوری غر (پہاڑ) میں فوج کے ریکی مورچہ کی طرف جو سڑک جاتی تھی اس میں بارودی سرنگ نصب کی جس سے ایک فوجی شہ زور سفید کلر گاڑی ٹکرا گئی اور شدید دھماکے کے وجہ سے تباہ ہوئی لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا دھماکے کی الزام میں فوج نے وہاں قریبی مہاجرین (متاثرین) کی خیمہ بستی پر چھاپہ مارا اور دوکاندار گل روپ اور احمد شاہ برومی خیل کو گرفتار کرکے لے گئے چند دن بعد مجاہدین نے دوبارہ اسی سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی جس سے ایک اور گاڑی تباہ ہوئی جس سے یہ فائدہ ہوا کہ گرفتار افراد مسمی گل روپ اور احمد شاہ کو فوج نے رہا کر دیا کیونکہ فوج کو معلوم ہوا کہ دھماکے کرنے والے اور لوگ ہے۔ تفصیلات مومن کی زبانی تحریر کی گئی۔

مکین بازے ٹیپ سر پر سنائپر کاروائی

مئی 2010 میں محمود عرف کبریٰ کے مطابق ہم 4 مجاہدین حلقہ دواتوئی اور ایک روسی مجاہد محمد زبیر (جو سنائپر گن کا ماہر نشانہ باز تھا) مکین بازے ٹیپ سر کیمپ پر سنائپر عملیات کے لیے گئے، وہاں پہنچتے ہی کیمپ سے باہر بندھے 3 خچروں کے ساتھ فوجی اہلکار دیکھے جس پر زبیر نے سنائپر سے فائر کر کے ایک کو وہاں ہی پر ڈھیر کر دیا جبکہ دوسرے کو بھاگتے ہوئے نشانے پر لیا اور ان پر فائر کر کے گرادیا اور بعد ازاں کاروائی کو مکمل کرنے کیلئے تینوں خچروں کو بھی ہلاک کیا، اس کاروائی کے رد عمل میں فوج نے زبردست توپ خانے کا استعمال کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور ہم بحفاظت وہاں سے نکلے۔ واقعے کی تفصیل کبریٰ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

علی خیل ژائی میں فوج پر سنائپر کاروائی

مئی 2010 میں محمود کبری کے مطابق 2 مجاہدین بشمول ایک روسی مجاہد مسمیٰ زبیر نے علی خیل ژائی کیمپ کے ایک فوجی کو سنائپر کاروائی میں ہلاک کیا۔

مجاہدین حلقہ جاٹرائی کا کڑمہ اسکول پر میزائل حملہ

مئی2010میں پہلے ہم نے کڑمہ اسکول کا فاصلہ معلوم کیا۔ کیونکہ ہم نے میزائل غَلی پنگہ گوڑی خیل کی قبرستان سے داغنے تھے۔ فاصلہ 2200میٹر معلوم ہوا۔ میزائل کا یہ حملہ دن کے بارہ بجے سے دو بجے تک مکمل ہوا۔ اس حملے میں دو میزائل داغے گئے۔ جس میں ایک میزائل عین فوج کے کمرے پر جا لگا۔ جبکہ فوج کی نفری کھانا کھانے کے لئے بیٹھی تھی۔ جبکہ دوسرا میزائل اسکول سے باہر لگا اور تیسرا مس

ہوا۔ جوابی کاروائی میں شدید توپ خانے کی شیلنگ کی گئی۔ لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اور آنے والی رات کو گاؤں عزت خیل کا نزیرائی پر چھاپہ مارا۔ اور گاؤں والوں کو گرفتار کر کے کڑمہ لے گئے۔ ان میں سے دو بندے وانہ منتقل کر دیئے گئے۔ اور باقیوں کو رہا کیا۔ رہائی پانے والے عینی شاہدین کا کہنا تھا، کہ اس میزائل حملے میں 23فوجی مارے گئے تھے۔ اور جس کمرے میں میزائل لگا تھا وہ خون میں لت پت تھا۔ اور اب تک خون کے نشانات وہاں پر موجود تھے۔ تحریر مفتی عاصم کی قلم سے جبکہ یہ تشکیل چالیس دن کا تھا۔ اس میں چھوٹے بڑے انیس کاروائیاں ہوئی۔ جس میں سے تین کاروائیاں سنائپر گن کی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

حسن پنگے [قلندر] میں فوج پر حملہ

مئی2010ء میں ۱۳ مجاہدین حلقہ قلندر کاروائی کے لئے جارہے تھے۔ کہ اچانک بمقام حسن پنگے فوج کے قافلے سے آمنا سامنا ہوا۔ مجاہدین نے پہلے پہل فوج کے کانوائی پر حملہ کیا۔ اس حملے میں چھ فوجی گاڑیاں نذر آتش ہوئیں۔ حملہ اتنا قریب سے کیا۔ کہ آر، پی، جی کا گولہ قرب کی وجہ سے نہ پھٹتا تھا۔ جس کی وجہ سے کمانڈر خالد ذرہ پیچھے جا کر راکٹ گولے قافلے پر فائر کرنا شروع کئے۔ ہم بلکل سڑک کے کنارے آڑ لیکر فوجی قافلے میں شریک گاڑیوں اور فوجیوں کو نشانہ بناتے رہے۔ رزمک کیمپ سے باوثوق ذرائع کے مطابق اس لڑائی میں 40فوجی ہلاک ہونے کی تصدیق کی گئی۔ یہ لڑائی ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ جو کمانڈر خالد کی سربراہی میں لڑی گئی۔ جبکہ فوج کے جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد کاکا زخمی ہوا۔ واقعے کی تفصیلات نشتر اور جنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

غوڑہ سر قلندر میں حملہ مئی2010ء میں ہم مجاہدین حلقہ قلندر کمانڈر سیلاب کے زیر قیادت غوڑہ سر [قلندر] میں فوج کے ریکی مورچوں میں چپے بیٹھے تھے۔ صبح نو بجے کے لگ بگ 7فوجی جب 30میٹر کے فاصلے پر قریب آپہنچے تو اس پر فائرنگ شروع کی۔ جس کے نتیجے میں ساتوں فوجی وہاں گر پڑے۔ لیکن ہم اس میں ہلاک اور زخمیوں کے درمیان تمیز نہ کر سکے۔ قاری محسود کی زبانی تحریر کی گئی

صوبیدار قطب خان کے گھر کے قریب بم دھماکہ مئی2010میں صوبیدار قطب خان کے گھر کے قریب ریموٹ بم نصب کیا، جسکو ریموٹ کنٹرول سے فوج کے جوانوں پر بلاسٹ کر کے تین اہلکاروں کو ہلاک کیا۔ تفصیل محمد سراروغہ والے کی زبانی تحریر کی گئی۔ اسی

طرح سیور جن کنڈ میں کئی فوجی جوان گدھے پر پانی لیکر جارہے تھے، جس پر مجاہدین سرکائی ماسکائی نے ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا، اس حملے میں 2 فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ واقعے کی تفصیل عدنان حلقہ سرکائی ماسکائی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

سپین کمر تابے مئی 2010ء میں چار مجاہدین حلقہ قلندر نے سپین کمر بمقام تابے سڑک میں وزن آنے سے پھٹنے والا اینٹی ٹینک مائن نصب کیا ۔جس کی زد میں فوج کا پانی ٹینکر آکر تباہ ہوا۔ اور اس میں سوار فوجی ہلاک ہوئے۔ تفصیل قاری محسود کی زبانی تحریر میں لائی گئی۔

بدر لنڈی وام میں بم دھماکہ مئی یا جون 2010 میں بقول مولوی اخلاصیار کے، کہ بدر لنڈی وام کے قریب سڑک میں اینٹی ٹینک بم نصب کیا۔ جو وزن آنے سے پھٹتا ہے۔ جس کی زد میں فوجی ٹینک آیا۔ جو دھماکے سے تباہ ہوا۔ جبکہ حکومت نے بھی میڈیا رپورٹ کے مطابق اس کی تصدیق کی۔

عمر غزائی (ایماء رغزائی) کا کئی موڑ میں بم دھماکہ مئی یا جون 2010 میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے عمر غزائی (ایماء رغزائی) کے قریب کا کئی موڑ میں کڑمہ سپنکئی رغزائی سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی جس سے پاکستانی فوجی ٹینک ٹکرا گیا جس سے ٹینک کو جزوی نقصان ہوا البتہ ٹینک کیساتھ پیدل فوج کو جو جانی نقصان پہنچا، وہ اسکے علاوہ ہے۔ تفصیلات ابو یحی کی زبانی تحریر کی گئی۔

قلندر ثواب میلہ قابض فوج پر حملہ مئی یا جون 2010 میں [قلندر] ثواب میلہ کے چھت پر ایک فوجی کھڑا تھا۔ جبکہ دوسرے فوجی جوان کوٹ سے باہر لکڑی تراشتے رہے۔ چھت پر کھڑے فوجی کو کمانڈر خالد نے نشانے پر لیا۔ جب اس پر فائر کیا تو وہ چھت سے نیچے گر گیا ۔جبکہ باہر لکڑی تراشنے والے فوجیوں پر ہم نے فائرنگ شروع کی۔ جس میں بعض فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ بعض فوجی وہاں پر گر پڑے۔ لیکن اس حملے میں ہلاک ہونے والوں کے تعداد کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے۔ واقعے کی تفصیل جنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

لدھا نخرے سر نامی پہاڑی میں کمین

مئی یا جون 2010 میں کَرم گرڑائی علاقہ رابوتی میلہ سے پروٹیکشن کے لیے فوجی جوان نخرے سر نامی پہاڑی آتے رہتے تھے، کمانڈر ترابی اور اکبر کے بقول ہم نے وہاں ریکی مورچے میں ریموٹ بم نصب کیا اور اسی مورچہ میں گھات لگا کر چھپے رہے جب 7 فوجی ہمارے قریب پہنچے تو ان پر ہم نے حملہ کیا جسکے نتیجے میں 3 فوجی موقعہ ہی پر ہلاک ہوئے ایک فرار ہوا جبکہ تین وہاں جنگل میں غائب ہوئے، جب دوسرے فوجی انکی خیریت معلوم کرنے کے لیے آپہنچے جن میں تین فوجی اسی مورچے میں داخل ہوئے جن میں ریموٹ بم نصب تھا تو ریموٹ کنٹرول سے بم کو بلاسٹ کیا جسکے نتیجے میں وہ تینوں ہلاک ہوئے۔ واقعے کی تفصیل ترابی، اکبر جو اس حملے کے ماسٹر مائن تھے انکے زبانی تحریر کی گئی۔

نوڑی سر کے قریب بم دھماکہ مئی یا جون 2010 میں بقول عدنان نوڑی سر کے قریب فقیران کندہ میں فوج کی گاڑی کھڑی تھی موقعہ پاکر ازبک مجاہدین نے اس میں ریموٹ بم نصب کیا جب صبح کو فوجی جوان گاڑی میں بیٹھ گئے اور گاڑی روانہ کی تو ریموٹ سے بم کو بلاسٹ کیا دھماکے کی وجہ سے گاڑی کے پرخچے اڑ گئے اور اس میں سوار 6 فوجی بھی مارے گئے۔

لنڈے منزہ کے کیمپ پر حملہ مئی یا جون 2010 میں لنڈے منزہ کیمپ پر کمانڈر منتظر کی سربراہی میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جسکی وجہ سے مورچوں میں آگ لگی، لیکن اس میں نقصان کا تخمینہ نہیں لگایا جاسکتا، جبکہ مجاہدین بحفاظت واپس ہوئے۔ تفصیل عدنان کی زبانی تحریر کی ہے۔

مامیت چلیر ائی حلقہ جاٹیر ائی گاؤں میں فوج پر حملہ

یہ مئی یا جون 2010ء کا واقعہ ہے۔اس سے چند ہی دن قبل مجاہدین نے فوج کے کیمپ پر حملہ کیا تھا۔ جس کی وجہ سے فوج نے مامیت خیل چلیر ائی گاؤں پر چھاپہ مارا۔ ظہر کے وقت مجاہدین کو پتہ چلا۔ جبکہ یہ مجاہدین وہاں کسی دوسری کاروائی کی غرض سے گئے تھے۔ جب فوج کو دیکھا ، کہ وہ خواتین کو ایک جگہ جمع کر رہی تھیں ۔تو مجاہدین نے محسوس کیا کہ گویا کہ وہ انہیں گرفتار کرکے لے جا رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے مجاہدین ساتھیوں کی غیرت ایمانی بھڑک اٹھی۔اور اس فوج پر عین گاؤں کے وسط میں حملہ کیا۔ جس میں گاؤں والوں کے کہنے کے مطابق ایک فوجی مارا گیا۔اور باقی فوجی بھاگ کر کاروان منزہ کی طرف نکل پڑے۔ جبکہ دو دن بعد دوبارہ فوج نے اس گاؤں کا محاصرہ کیا۔اور پورے گاؤں کو جلاڈالا۔ جبکہ یہ واقعہ مئی یا جون 2010ء کا ہے۔

علی خیل رغزائی تحصیل سراروغہ میں تعارض

علی خیل رغزائی حلقہ دواتوئی جنوبی وزیرستان میں جون 2010 میں مجاہدین محسود کے 60 سے 70 مجاہدین پر مشتمل دستے نے کمانڈر ذبیح اللہ ملنگ کی قیادت میں پاکستانی فوج کے مورچوں پر رات گئے حملہ کیا۔ اس حملے میں چار مورچے فتح ہوئے۔ جبکہ فوج نے جوابی کاروائی کے بجائے راہ فرار اختیار کی۔ جائے وقوعہ پر ایک فوجی کی لاش پڑی تھی۔ جبکہ مجاہدین کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔اور مجاہدین کو مال غنیمت میں بہت قیمتی سامان ہاتھ آیا۔ جس میں ایک عدد بڑا اسنائپر گن ،ایک عدد شلکہ ، تین عدد نائٹ ویژن دوربین، جس میں ایک بڑے سائز والا تھا۔ تین عدد جے ،تری بندوق ،دو عدد ایم ،جی ،ون ،دو عدد مخابرہ سیٹ شامل تھے۔ بعد ازاں تمام مجاہدین خوشی خوشی بحفاظت اپنے مراکز پہنچے۔ایک مجاہد عصمت اللہ زخمی ہوا۔ جبکہ انہی مورچوں میں ریموٹ بم بھی نصب کئے۔ جو صبح کو فوج پر دھماکے سے بلاسٹ کئے۔ جس میں تین یا چار فوجی مارے گئے۔اور اسی صبح ردعمل میں فوج سراروغہ سے چلی سر پہنچی۔اس پر اسد وغیرہ نے حملہ کیا۔ جس میں ایک فوجی ہلاک ہوا۔اور اسکی لاش ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اٹھالی گئی۔ تفصیل مولوی خاطر کی زبانی تحریر کی گئی۔

شوال مانڑہ کیمپ اور مورچوں پر ناکام حملہ

24 جون 2010 کو مجاہدین محسود چار کمانڈروں کی زیر قیادت شمالی وزیرستان شوال مانڑہ کیمپ کے دفاعی مورچوں پر تعارض کے لئے جب مورچوں کے قریب پہنچے۔ جبکہ فوج کو پیشگی پتہ چلا تھا۔ مجاہدین پر شدید فائرنگ شروع کی۔ جس کی وجہ سے مجاہدین نے پسپائی اختیار کی اور تعارض ناکام ہوا۔ لیکن اس میں مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ عاجز بی زائی امیر حلقہ وچ وام شوال کی زبانی تفصیلات تحریر کی گئی ہے۔

لواڑہ میسارہ سر[پہاڑی] پر تعارض

جون 2010 میں مجاہدین حلقہ مکین نے لواڑہ میسارہ سر پر فوجی مورچوں پر تعارض کیا۔ جس میں مجاہدین نے آر،پی،جی ثقیلہ کلاشن کوف وغیر کا استعمال کیا۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوج پر غالب آگئے۔اور مورچے فتح کئے۔ جبکہ مال غنیمت میں دو عدد ایم،جی،ون ایک عدد آر،پی ،جی بمع 6 عدد گولی ،ایک عدد کلاشن کوف، دو بکسے گرنیڈ،اور دیگر سامان ملا۔ جبکہ ایک مجاہد نور عالم ولد میگا خان حلقہ مکین شہید ہوا۔اور دو مجاہدین زخمی ہوئے۔ حکومتی رپوٹ کے مطابق اس حملے میں دو فوجی مارے گئے۔ لیکن آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔

گل گائی ہوٹل کے قریب سڑک پر کمین

19/6/2010 کو فوجی قافلہ رزمک سے سرنرائی کیمپ جارہا تھا۔ جس پر مجاہدین حلقہ قلندر اور کچھ عرب مجاہدین نے کمانڈر خالد کی سربراہی میں صبح آٹھ بجے بمقام گل گائی ہوٹل حملہ کیا۔ یہ لڑائی ظہر تک جاری رہی۔ لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکی۔ تفصیل جنان کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

حسن پنگے کے قریب ریکی مورچوں میں کمین

جون 2010 میں ثواب میلہ سے تقریباً 30 فوجی حسن پنگے میں قائم ریکی مورچوں کی طرف آرہے تھے۔ جبکہ 5 مجاہدین حلقہ قلندر کمانڈر خالد کی سربراہی میں انہی مورچوں میں چھپے تھے۔ جب یہ فوجی بلکل چند میٹر کے فاصلے پر قریب آپہنچے تو ہم نے اس پر فائرنگ شروع کی۔ حسن پنگے میں سامنے 4 فوجی پہلے پہل ہلاک کئے۔ جبکہ اس فائرنگ کے نتیجے میں آس پاس کل ملا کے 10 فوجی مارے گئے۔ جبکہ قریبی ہلاک شدہ فوجیوں سے جے، تری بندوق وغیرہ سامان بھی بطورِ مالِ غنیمت حاصل کیا۔ واقعے کی تفصیل جنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

سپین کمر تنگی میں کمین

جون 2010ء میں ماموسر پہاڑی سے فوج نے پیدل تنگئی گاؤں ایڈوانس شروع کیا۔ اسی دوران کمانڈر نیک بات عرف البتار کے زیر قیادت 12 مجاہدین نے، جس میں پنجابی طالبان بھی شریک تھے۔ جس کے پاس سنائپر گن بھی تھا، حملہ کیا۔ پنجابی طالبان کے سنائپر گن مین کے بقول کہ میں نے 10 فوجی سنائپر گن سے ہلاک کئے۔ خود البتار کا کہنا تھا، کہ ہم نے واضح پانچ فوجی اس حملے میں ہلاک کئے۔ چند دن بعد اہل علاقہ وہاں گئے تھے۔ جنہیں ایک جے، تری بندوق اور 80000 روپے کی کارتوس ملے تھے۔

کاچے قلندر سے رزمک کیمپ پر حملہ

جون 2010 میں کاچے قلندر سے رزمک کیمپ پر مجاہدین حلقہ قلندر اور عرب وترکمن مجاہدین کے بشمول، ہم نے سترہ میزائل رزمک کیمپ پر فائر کئے۔ جن میں تیرا میزائل بی، ایم تھے۔ جبکہ چار عدد میزائل نوفٹ لمبے تھے جسے بعض لوگ سکربیس بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے تین میزائل کیمپ کے وسط میں جالگے۔ جبکہ بقایا کیمپ کے آس پاس جالگے۔ اس کی ویڈیو فلم عرب وترکمن مجاہدین کی اسٹوڈیو پر موجود ہے۔ تفصیل قاری محسود کی زبانی تحریر کی گئی۔

وانا ٹانک مین سڑک پر بمقام جاڑ ینے تنائی بم دھماکہ

جون 2010 میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے وانا ٹانک سڑک میں بمقام جاڑ ینے تنائی ریموٹ بم نصب کیا جس سے فوجی ٹویٹا گاڑی نشانہ بنا کر تباہ کر دی گئی لیکن اس میں ہونے والے جانی نقصانات کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ واقعے کی تفصیل ملنگ کی زبانی تحریر کی ہے۔

میسارہ کنڈ فوجی کیمپ پر تعارض

16 جون 2010 کو امیر حلقہ وچ وام شوال مسمیٰ عاجز کے مطابق کہ مجاہدین حلقہ مکین وحلقہ وچ وام شوال نے میسارہ کنڈ پر قابض پاکستانی فوج کے کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جبکہ حملہ آور مجاہدین کے کمانڈر گیلامن اور عاجز اور کاروان تھے اس حملے کے نتیجے میں مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے فتح سے نوازا اور انہیں کئی لاکھ لاگت کی غنیمت بھی ملی جن میں 2 عدد ایم جی ون (۲) ایک عدد آر پی جی (۳) 2 عدد کلاشنکوش وغیرہ سامان شامل تھا، لیکن کاروائی کے تفصیلات میں کمانڈر عاجز نے فوج کے ہلاک شدہ گان کے بارے میں کچھ بھی تفصیل تحریر نہیں کی تھی۔

ڈبوری اور کزائی میں تعارض

جون 2010 میں مجاہدین حلقہ محسود اور مجاہدین اور کزائی نے ڈبوری میں فوجی کیمپ اور مورچوں پر تعارض کیا۔ جس میں آٹھ مورچے فتح ہوئے۔ جبکہ پانچ مورچوں پر مجاہدین ناکام ہوئے۔ اس تعارض میں کل 13 شہادتیں ہوئی۔ جن میں امجد یار ،ولد بادشاہ میر بند خیل مکین [۲] چائنہ ولد شیر جان شابی خیل حلقہ خیسورہ [۳] احمد شیر ولد ضمیر اشنگی حلقہ سپنکئی رغزائی [۴] عمران ولد بادشاہ خان ایمار خیل مکین [۵] ساجد ولد جاوید ایمار خیل مکین [۶] دین بادشاہ ولد شاولی بند خیل مکین [۷] عبد الطیف ولد پالم خان درامن خیل حلقہ بدر [۸] علاؤالدین ولد اسرار الدین بند خیل حلقہ دواتوئی شامل تھے۔ جبکہ مال غنیمت میں تین عدد جے تری بندوق، حاصل کئے گئے۔ جبکہ باقی غنیمت شہداء کی کثرت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ جبکہ اس میں 18 مجاہدین زخمی ہوئے

سر نرائے برکاتول گھر کے ساتھ فوجی کانوائی پر حملہ

30 جون 2010 کو رزمک سے فوج کی کانوائی میسارہ آرہی تھی جس پر بمقام سر نرائی برکات اللہ عرف برکاتول کے گھر کے قریب مجاہدین حلقہ لواڑہ نے کمانڈر شاہ خالد کے زیر قیادت گھات لگا کر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جن میں سے واضح 4 فوجی گاڑیاں تباہ ہوئے، لیکن جانی نقصان کے بارے میں واضح اندازہ معلوم نہ ہو سکا، اسی مقام پر دوبارہ کمانڈر شاہ خالد کے زیر قیادت مجاہدین لواڑہ نے فوجی کانوائی پر جولائی یا اگست 2010 میں حملہ کیا جسمیں فوج کے قافلہ میں شریک گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا۔ واقعے کی تفصیل عادل، سراج، اسلم وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

قلندر میں 4 مجاہدین کی توپ گولہ سے شہادت

26 جون 2010 کو مجاہدین حلقہ قلندر نے پاکستانی فوج پر عملیات کر کے واپس جارہے تھے کہ اچانک فوج کی جوابی توپ شیلنگ میں سے ایک گولہ عین ان مجاہدین کے قطار میں جالگا جسمیں 4 مجاہدین کی شہادت ہوئی،(۱) آصغر ولد شمدی گل ملنگ خیل حلقہ قلندر (۲) شوکت ولد پایو خان عبدلائی عباس خیل حلقہ قلندر عرف عمر مختیار (۳) محمد اعظم ولد قاسم جان ملک شائی حلقہ قلندر (۴) بادشان اللہ ولد وارک خان تورنگ خیل حلقہ قلندر۔

فقیر سرائے [حلقہ بدر] کے قریب بم دھماکہ

جون یا جولائی 2010ء میں فقیر سرائے سے بدر کیکاڑائی سرائے جانے والی سڑک میں ریموٹ بم نصب کیا۔ جب صبح کو بم ڈسپوزل ٹیم اس کی سیدھ میں آئی۔ تو کمانڈر منتظر وغیرہ ساتھیوں نے ریموٹ کے ذریعے ان پر دھماکہ کیا۔ جس میں ایک فوجی مارا گیا۔ جبکہ ایک زخمی ہوا۔

کَڑم خوشحال خان نظر خیل میلہ کے قریب بم دھماکے

جون یا جولائی 2010 میں بقول عدنان مجاہدین حلقہ بدر ومشتہ نے کمانڈر منتظر کے سربراہی میں کَڑم خوشحال خان نظر خیل کے گھر کے قریب فوج کے ریکی مورچہ کے راستہ میں 2 ریموٹ بم نصب کئے، جب 3 فوجی اسکی سیدھ میں آئے تو اسکو دھماکے سے ہلاک کئے، جبکہ انکی خیریت معلوم کرنے کیلئے پہلے پہل 2 آنے والے فوجیوں کو دوسرے ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بنا کر ہلاک کر دیئے۔ تفصیل عدنان بدر والے کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

بدر چنار منزہ میں بم دھماکہ جولائی یا جون 2010 میں بقول اخلاصیار شاگل میلہ اور جولے میلہ کے قریب دو ریموٹ بم نصب کیے۔ اور ایک وزن سے پھٹنے والا دیسی بم بھی نصب کیا۔ اور دو گرنیڈ تاروں سے جوڑ دیئے۔ جو فوج کے راستے میں لگا دیئے۔ اور ایک دو ربین میں بارودی مواد نصب کیا۔ جس میں ایسا سسٹم لگایا جو ہلانے یا اٹھانے سے پھٹتا تھا اس کو بھی وہاں پر رکھدیا۔ صبح کو جب وہاں سے گاڑی گزرنے لگی۔ تو بارودی تار سے ٹکرا گئی جس سے دھماکہ ہوا۔ جس میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔ جبکہ آنے والے فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم سے دھماکہ کیا۔ جس میں چار فوجی مارے گئے۔ جبکہ باقی نصب شدہ بموں کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ کہ اس سے فوج کا نقصان ہوا، یا نہیں ہوا۔ بقول عمر خالد وعدنان اس کاروائی میں ایک آفیسر کی ہلاکت کی تصدیق میڈیا پر ہوئی۔ بقول عدنان میڈیا رپورٹ کے مطابق سرگودھا میں اسکی نمازہ جنازہ اداء کی گئی۔

مومی کڑم درامن خیل سرائے کے قریب بم دھماکہ

جون یا جولائی 2010 میں بقول مولوی اخلاصیار اور خالد امیر صاحب، کہ مومی کڑم درامن خیل سرائے کے قریب کانیگرم خیسورہ سڑک میں تار بم نصب کیا۔ صبح کو جب فوجی ٹویٹا گاڑی، جس پر بڑا اینٹن لگا ہوا تھا۔ جب اینٹن تار سے ٹکرا گئی، تو دھماکہ ہوا۔ جس میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔ یاد رہے کہ تار بم ایسا ہوتا ہے کہ بارودی مواد سے ایک مخصوص سسٹم کے ذریعے تار جوڑا جاتا ہے۔ جب تار سے کوئی چیز ٹکرا یا جائے اور تار کھینچا جائے۔ تو اس سے دھماکہ ہو جاتا ہے۔ جو جیمر وغیرہ سے ناکام وناکارہ نہیں بنایا جاسکتا۔ جب تک اس کی تار بغیر کھینچے کاٹا نہ جائے۔

بدر نوڑی کے قریب پتھر نما بم سے دھماکہ جون یا جولائی 2010 میں ازبک مجاہدین نے ایک پتھر نما بم بنایا۔ اور علاقہ بدر نوڑی میں راستے کے کنارے رکھدیا۔ جب صبح کے وقت ایک فوجی وہاں سے گزرنے لگا۔ تو اس پر دھماکہ کیا۔ جس میں وہ ہلاک ہوا۔ اور ازبک مجاہدین نے چابکی سے ان سے جے، تری بندوق بھی بطور مال غنیمت اٹھالیا۔ تفصیل مولوی اخلاصیار کی زبانی تحریر کی گئی۔

بازے درے ڈکئی سڑک پر کمین

جون یا جولائی 2010 میں حکومت نے اعلان کیا کہ رزمک وانہ سڑک ہم نے کلیر کی ہے اس موقعہ پر حلقہ لدھا کے امیر شمیم ذاکر نے کہا کہ حکومت کا یہ دعوی غلط ثابت کرنا ہے اور اس سڑک کو کاروائیوں کے ذریعے غیر محفوظ ثابت کرنا ہے، کمانڈر اکبر کے مطابق ہم مجاہدین لدھا نے تین بار کوشش کی کہ اس سڑک پر فوجی کانوایوں پر حملہ کرسکے لیکن سخت سیکوڑٹی کے باعث ہر بار ہم مایوس واپس ہوتے رہے، بالاخر چوتھی بار بازے درے ڈکئی سڑک پر گھات لگائی اور انتظار کرنے لگے کہ اچانک فوج کی سات گاڑی نمودار ہوئی، ہم نے جلدی پوزیشن لی جب فوجی کانوائی عین کمین گا پہنچی تو اس پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تندی سے حملہ کیا جسمیں فوج کو جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا لیکن جانی نقصان کے بارے اندازہ معلوم نہ ہوسکا ہاں تین گاڑیاں ناکارہ ہوگئیں اور انکو دوسرے گاڑیوں کے ذریعے لے گئی، اس حملے میں چند تر کمن مجاہدین ہمارے ساتھ شریک تھے جن میں ایک مجاہد فوج کے جوابی فائرنگ سے زخمی ہوا۔ واقعے کی تفصیلات اس حملے کے شراکاء اکبر ، سید الرحمن لالا کی زبانی لکھی گئی ہے۔

کٹوری سر [سر بمعنی پہاڑی چوٹی] پر حملہ

جون یا جولائی 2010 میں مجاہدین حلقہ مانتوئی وغیرہ نے کٹوری سر کے نیچے پانی چشمہ کے قریب وزن بم [پرسنل بم] نصب کیا۔ جبکہ صبح کو پانی لینے کے لئے فوجی گدھوں کو لیکر وہاں پہنچے۔ تو مائن پر گدھے کا پاؤں لگا۔ جس سے دھماکہ ہوا۔ جس میں کئی گدھے مارے گئے اور اس کے پیچھے جانے والے فوجی بچ نکلے۔

مُنظارہ حولدار میلہ (کوٹ) سے تیارزہ قلعہ پر مارٹر اور میزائل سے حملہ

جون یا جولائی 2010 میں محسود اور پنجابی مجاہدین مجموعہ استاذ فاروق نے مُنظارہ حولدار میلہ (گھر) سے تیارزہ قلعہ پر 82 مارٹر کے گولے اور B,M میزائل فائر کئے جسمیں سے 3 میزائل اور تین مارٹر گولے عین قلعہ پر جالگے علاقائی کمیٹی ارکان کے بقول اس حملے میں 13 ملیشیاء اہلکار ہلاک ہوئے۔ واقعے کی تفصیل ملنگ شابی خیل خیسورہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

جمال الدین عرف گاگا کی شہادت

جون یا جولائی 2010 میں جمال الدین عرف گاگا ولد گل شاعالم شمیرائی، لدھا پٹویلائی سے فوج پر میزائل فائر کررہا تھا۔ کہ اسی اثنامیں فوج کے جوابی توپ گولہ لگنے سے آپ صاحب کی شہادت واقع ہوئی۔

کرکنڑے صوبیدار گھر کے قریب بم دھماکہ

2010 کے اواخر میں سراروغہ سے شیر زال سر جانی والی سڑک میں مجاہدین حلقہ سرکائی مُحکائی نے وزن آنے سے پھٹنے والا بم (جسے وزنی بم کہا جاتا ہے) نصب کیا، اس بارودی سرنگ کی زد میں ایک فوجی گاڑی آئی جو دھماکے سے مکمل تباہ ہوئی جسمیں میڈیاء پر SPR کی جانب سے شائع ہونے والے بیان میں بمع کیپٹن 5 سپاہی مارے جانے کی تصدیق کی گئی جبکہ اہل علاقہ نے بھی اسکی تصدیق کی۔

باسکی سر سراخُو فوجی کیمپ پر حملہ

جون یا جولائی 2010 میں مجاہدین حلقہ بروند نے مفتی عاصم کی سربراہی میں باسکی سر سراخُو فوجی کیمپ پر تعارض کا پروگرام بنایا جس میں پہلے پہل مغرب ہوتے ہی کیمپ پر بھاری ہتھیاروں کا حملہ شروع کیا اور ساتھ ہی مجاہدین نے کیمپ کی جانب پیش قدمی شروع کی کل 35 مجاہدین نے اس میں حصہ لیا لیکن مجاہدین ابھی ہدف کو نہ پہنچے تھے کہ فوج کو پتہ چلا جسکی وجہ سے تعارض ناکام ہوا صرف دفاع پر مامور مجاہدین نے کیمپ پر فائرنگ اور گولہ باری جاری رکھی فوج کے جوابی فائرنگ سے زبیر محمد نامی مجاہد زخمی ہوا فوج کے نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ تفصیل مفتی عاصم کی تحریر شدہ ہے۔

نورالرحمن کی شہادت ماہ جون یا جولائی 2010 میں نورالرحمن ولد سعید خان شمیرائی حلقہ لدھا ضلع ٹانک میں اختطاف کاروائی کے بعد جارہے تھے کہ پولیس اہلکاروں نے ناکہ بندی کررکھی تھی اس دوران فائرنگ کے تبادلہ میں شہید ہوئے۔

کڑم گرڑائی شر بیکی بوئی خیل میں فوج پر حملہ

جون یا جولائی 2010 میں حافظ اور کمانڈر ترابی کے مطابق فوج سنائپر کاروائیوں سے بچنے کیلئے رات کو پانی لے جانے پر مجبور تھی اسی سلسلہ میں ہم نے ریکی کی تو کڑم گرڑائی کے علاقے شر بیکی بوئی خیل میں تاج میلہ کی فوج رات کے وقت پانی لے جاتی ہوئی دیکھی گئی، الہٰذا اس پر

حملے کی منصوبہ بندی یوں کی گئی کہ وہاں ریکی مورچوں میں تین بم نصب کئے اور راستے پر پانی لینے کیلئے آنے والے فوجی اہلکاروں پر حملے کے لیے گھات بیٹھ گئے، بعد ازاں دوسری رات 3 بجے تین فوجی جوان گدھوں کو لیکر پانی لینے کیلئے کمین گاہ پہنچے پہلے پہل ان پر سرنڈر (تسلیم)ہونے کی چیخ لگائی لیکن انہوں بندوقیں تھان لیے جسکی وجہ سے ہم نے ان پر فائر کھول دیا اور تینوں کو ٹھکانے لگایا، یہ فائرنگ سنتے ہی ریکی مورچوں سے فائرنگ ہم پر شروع ہوئی چنانچہ ریموٹ کنٹرول سے مورچوں میں نصب بموں کو بلاسٹ کیا گیا، جسکی وجہ سے فائرنگ بند ہوئی اور ہم تیزی سے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے ریکی مورچوں سے شروع فائرنگ کے نتیجے میں بندہ ترابی زخمی ہوا لیکن زخم زیادہ مہلک نہ تھا۔

شوال سپینہ تیژہ میں حملہ

جولائی 2010 میں شوال سپینہ تیژہ میں فوجی کانوائی کے چار گاڑیوں پر مجاہدین حلقہ مکین نے گھات لگا کر حملہ کیا۔ یہ حملہ عین فوجی مورچوں کے قریب تھا۔ اس حملے میں مجاہدین نے آر،پی،جی اور ثقیلہ [گرینوف]کلاشن کوف وغیرہ کا استعمال کیا۔ اس حملے میں فوج کے جوابی کاروائی سے مجاہدین سلامت رہیں۔ البتہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں بھی تصدیق نہ ہوسکی۔ تفصیل حافظ فداء کی زبانی تحریر کی ہے۔

غوڑہ خرژہ لٹہ کمین

جولائی 2010ء میں پاکستانی فوج غوڑہ خرژہ لٹہ آئی تھی۔ مجاہدین کو جب فوج کی آمد کا پتہ چلا تو کمانڈر خالد کی زیر قیادت مجاہدین حلقہ قلندرو مجاہدین حلقہ سپنکئی رغزائی نے فوج کے واپسی کے عمل میں ان پر حملے کی منصوبہ بندی کرلی۔ ظہر ایک بجے جب فوج نے واپسی شروع کی۔ تو اس پر حملہ کیا۔ تقریباً تین گھنٹے تک فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا۔ اسی اثناء میں 5 فوجی ایک درخت کے نیچے پناہ لے کر چھپ گئے۔ کہ اچانک فوج کی طرف سے مارٹر گولہ آیا۔ اور عین ان فوجیوں پر لگا۔ جس میں پانچوں فوجی ہلاک ہوئے۔ میڈیا پر حکومت نے 13 فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کی۔ مال غنیمت میں تین عدد راکٹ لانچر کے گولے، ایم، جی، ون کے کارتوس، ایک عدد شمسی وغیرہ سامان ملا۔ جو 90000 ہزار روپے کے عوض فروخت کیا۔ واقعے کی تفصیل نشتر اور جنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

بیشت میشت پائے زار میلہ سپین کمر

جولائی 2010 میں پائے زار میلہ کے قریب فوج کے مورچوں پر مجاہدین حلقہ قلندرو مجاہدین حلقہ سپنکئی رغزائی اور کچھ عرب مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے مشترکہ حملہ کیا۔ اس حملے میں سپین گل نامی عرب مجاہد آر،پی،جی سے مورچوں پر گولے فائر کرتے وقت ساتھ ساتھ "دابیت اللہ محسود کاروان بہ منے" والا نظم بھی پڑھ رہا تھا۔ جبکہ معجزانہ طور پر آر،پی،جی کا ہر گولہ عین مورچے کے سر پر آدھے گز کے فاصلے پر پھٹتا تھا۔ جبکہ ساتھ ہی پائے زار موڑ پر فوجی گاڑی پر کمانڈر خالد نے تین ساتھیوں کے ہمراہ فائرنگ شروع کی۔ لیکن اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ اس دوران فوج کے مورچوں سے جوابی فائرنگ نہ ہوا۔ ہمارے اندازے کے مطابق اس میں فوج کا کافی جانی نقصان ہوا ہوگا۔ لیکن تعداد کے بارے میں واضح معلومات نہ ہوسکے۔ واقعے کی تفصیلات نشتر اور عراقی وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

گل ڈینگ میلہ فوجی کیمپ پر حملہ جولائی 2010 گل ڈینگ میلہ فوجی کیمپ کے سپاہی کھیل رہے تھے مجاہدین نے پہلے پہل سنائپر گن سے ایمپائر کو نشانہ بنا کر ہلاک کیا جبکہ باقی سپاہیوں پر ہلکے ہتھیاروں سے (مثلاً کلاشنکوف اور سکیلہ ، گرینوف) سے فائر کھول دی جسکے نتیجے میں 3 فوجی مارے گئے۔ محمد سراروغہ والے کی زبانی تحریر کی ہے۔

علاقہ برونڈ میں سنائپر کاروائیاں 2010 موسم گرمہ کے ایام میں مجاہدین حلقہ برونڈ نے سپینکئی غر، باسکی سر، سرویکی، شاہور، وغیرہ مقامات پر سنائپر کے متعدد کاروائیوں کے دوران 7 فوجیوں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہوئے۔ تفصیلات احمد، عامر، سجنا وغیرہ کی زبانی تحریر کئے گئے۔

کڑمہ اسکول کے قریب بم دھماکہ

جولائی 2010 میں مجاہدین حلقہ ڈیلے براستہ ملک میلہ علاقہ کڑمہ میں داخل ہوئے وہاں کڑمہ اسکول کے قریب کڑمہ کانیگرم سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی اس زمانے میں پورے علاقہ پر فوج کا قبضہ تھا جبکہ سکول میں بھی فوج کی نفری اور کمانڈینگ موجود تھی، اس بارودی سرنگ سے فوجی ٹرک گاڑی ٹکرائی لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہوسکا۔ واقعے کی تفصیلات حمزہ اور ابویحیٰ کی زبانی تحریر کی گئی۔

بنگش والاپل کے قریب بم دھماکہ

جولائی 2010 میں تیز بارشوں کی وجہ سے سیلابی ریلہ اتنا زیادہ آیا کہ بنگش والاپل کے ایک سرے کو بہا کر لے گیا جب فوج نے اس پر مرمت کا کام شروع کیا تو مجاہدین حلقہ برونڈ نے وہاں بارودی سرنگ نصب کی جس سے فوجی گاڑی ٹکرائی، دھماکے کی شدت سے گاڑی تباہ اور اسکاڈریور بھی ہلاک ہوا جبکہ اس دوران گاڑی خالی تھی وہاں پیادہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہوسکا، اسی جگہ ایک اور مائن بھی نصب کیا تھا جس سے ٹریکٹر ٹیلہ ٹکرا گئی جو بغیر جانی نقصان کے تباہ ہوئی۔ تفصیل احمد اور مومن کی زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ شاہور مولے خیل کلی کے قریب بم دھماکہ جولائی 2010 میں مجاہدین حلقہ برونڈ نے علاقہ شاہور کے مولے خیل کلئی کے قریب بم دھماکہ کیا گاڑی بظاہر بچ نکلی لیکن اس میں ہلاکتوں کا پتہ نہ چلا کیونکہ یہ مائن چھرے والا تھا جس سے ہلاکتوں کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ اسکی وڈیو فلم بھی موجود ہے، تفصیل عامر وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ خسوپنگے کے کیمپ پر سنائپر حملہ

علاقہ خسوپنگہ کیمپ کے باہر ایک فوجی مرغیوں کو سنبھال رہا تھا۔ جب فوجی مرغیوں کو پکڑنے کے لئے بیٹھا تو اس پر میں نے سنائپر گن سے فائر کیا۔ جس سے وہ وہاں پر گر پڑا۔ اس فوجی کو اٹھانے کے لئے دوسرا آیا۔ اس کو بھی نشانے پر لیا۔ اور وہ بھی وہاں پر گرا۔ جبکہ اس کاروائی میں راقم الحروف فوج کی جوابی کاروائی سے بال بال بچ گیا۔ یہ کاروائی 150 میٹر کے فاصلے سے کی گئی۔ جبکہ دوسری سنائپر کاروائی، علاقہ کنڈے میلہ راغجی میں کی گئی۔ جبکہ فوج شاہ ولی میلہ پر تھا۔ اس پر سنائپر سے حملہ کیا۔ اور فوجی وہاں پر ہی گرا۔ اس کی ویڈیو فلم عمری اور سحاب سٹوڈیو پر موجود ہے۔ یہ کاروائیاں 2010/4/10 سے 2010/6/15 تک کے درمیانی وقفہ میں کی گئیں اس کے بعد دوسری تشکیل علاقے میں داخل ہوئی۔ اس تشکیل کے مجاہدین نے 50 دن میں 25 کاروائیاں کی۔ جس میں چند کاروائیاں مندرجہ ذیل ہے۔[1] پہلی کاروائی کنڈے میلہ زیارت سر پر صبح آٹھ بجے کی گئی۔ اس کاروائی میں ہلکے اور بھاری اسلحے کا ہم نے استعمال کیا۔ اس کاروائی میں بقول مولوی حقانی، چار فوجی

مارے گئے۔ اور ہیلی کاپٹر ز کے ذریعے وانہ منتقل کئے گئے۔ جبکہ اس جنگ میں ایک مجاہد نعمت زخمی ہوا۔ نعمت بعد میں ٹانک میں فوج نے گرفتار کیا۔ 2013/1/1ء کو بمع آٹھ دیگر مجاہدین کے ماورائے عدالت قتل کرکے شمالی وزیرستان کے علاقہ پیر کلئی میں انکی لاشیں کرفیوں کے دوران پھینک دیئے جس پر میرانشاہ اور میر علی کے تمام لوگ گواہ ہیں۔[2]اس کاروائی کے رات کو فوج کے ریکی مورچوں میں بارودی سرنگیں نصب کئے۔ جن کو وہ رات کے وقت خالی کرتے تھے۔ جب مغرب سے قبل فوجی واپس زیارت سر کیمپ گئے۔ تو ہم وہاں پر پہنچ گئے

، تو دیکھا کہ انہوں نے مورچے میں نشان لگوائے تھے۔ تا کہ صبح کو انہیں پتہ چلے کہ کوئی یہاں آیا ہے۔ ہم نے پہلے وہ نشانات گن لئے اور بعد ازاں مورچے میں مائن نصب کیا اور اوپر سے اس پر رضائی بچھائی، جیسا کہ پہلے بچھا تھا۔ دوسرے دن جب فوج کے چار جوان آئے اور مورچے میں داخل ہوئے، تو کچھ دیر بعد دھماکہ ہوا۔ جس میں چاروں فوجیوں کے پرخچے اڑ گئے۔[3]بعد ازاں ہم نے مرکز علاقہ جاڑائی منتقل کیا۔ وہاں پر چند دن بعد علاقہ لالڑے خسوینگہ کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جبکہ یہ حملہ مغرب کے بعد کیا گیا اور اس حملہ میں عبدالرحمٰن عرف سلمان معمولی زخمی ہوا۔ جبکہ فوج کے نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے۔[4]جبکہ انہی دنوں میں دوبارہ غلی پنگہ سے کڑمہ اسکول پر دو عدد بی، ایم میزائل داغے گئے۔ جبکہ ایک میزائل اسکول پر جالگا اور ایک نشانے پر نہ لگا۔ حلقہ جاڑائی کے ایک قیدی کا کہنا تھا، کہ وانہ میں مجھے جیل میں بہت سزاء فوجی دیتے رہے۔ اور بار بار کڑمہ اسکول کے اٹھارہ فوجیوں کے مارے جانے کا مجھے طعنہ دیتے رہے۔ جبکہ یہ اسکول فوج کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ان دو میزائل حملوں کے بعد آخر کار فوج کڑمہ چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اور علاقہ کڑمہ سے مکمل انخلاء کیا۔

[5]اسی علاقہ کڑمہ کے اسکول کی حفاظت کے لئے چاروں طرف پہاڑوں پر بڑے بڑے کیمپ فوج نے بنائے تھے۔ جن میں سے ایک کیمپ شمیرائی گاؤں کے مغرب میں واقع پہاڑی پر تھا۔ اس پر بھی مجاہدین حلقہ جاڑائی نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے مغرب کے وقت حملہ کیا۔ لیکن اس حملہ میں فوج کے نقصان کا اندازہ نہ ہو سکا۔ جبکہ مجاہدین بحفاظت مراکز پہنچے۔

[6]اسی کیمپ پر بی، ایم میزائل علاقہ غلی پنگہ سے داغا گیا۔ جو عین کیمپ کے وسط میں جالگا۔ لیکن فوج کے نقصان کا اندازہ نہ ہو سکا۔ اس کاروائی کی ویڈیو فلم موجود ہے۔

[7] جبکہ چند دن بعد اسی شمیرائی گاؤں کے مغرب میں واقع پہاڑی پر، جس پر فوج قابض تھی، اس پر مجاہدین حلقہ جاٹرائی نے مغرب ہوتے ہی ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ یہ حملہ دو اطراف سے تھا۔ اس حملے میں ہم نے بچھتر آرآر استعمال کیا۔ جس کے پانچ گولے کیمپ کے عین وسط میں جالگے۔ اور کیمپ کو آگ لگ گئی۔ اس کاروائی کی ویڈیو فلم عمری اسٹوڈیو پر ضرب مؤمن حصہ نمبر 1 میں موجود ہے۔ بڑادلچسپ حملہ ہے اس کاروائی میں مجاہدین کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ جبکہ فوج کے نقصانات کا علم نہ ہوسکا۔ لیکن ان چند حملوں سے اتنا معلوم ہوا، کہ فوج مجبور ہو کر کڑمہ (جو بڑاوسیع علاقہ تھا) سے انخلاء کیا۔
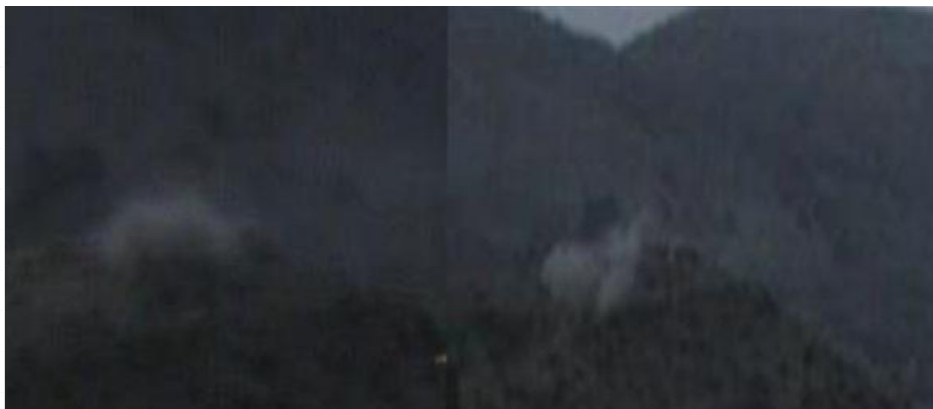
فوج کے اس پسپائی سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہاں جانی نقصان بہت اٹھاناپڑا۔ جس کی وجہ سے وہ انخلاء پر مجبور ہوئی۔ دفاع کے پوزیشن میں نہ تھی۔ غالباً جولائی 2010 کو کڑمہ خالی ہوا، بعد ازاں مجاہدین آزادی سے کاروان منزہ پر قابض فوج کے خلاف کاروائیوں کے لئے جاتے تھے۔ اس وقت مجاہدین کی تیز کاروائیوں سے فوج مجبور ہوئی۔ اور چھاپے لگوانا شروع کئے۔ مجاہدین حلقہ جاٹرائی وغیرہ نے بھی پالیسی میں تبدیلی کی، اور فوج کے راستوں اور پہاڑوں پر سابقہ مورچوں میں پرسنل مائن بمع بارودی مواد کے سینکڑوں کی تعداد میں نصب کئے۔ جس میں فوج کا سینکڑوں کی تعداد میں جانی نقصان ہوا۔

علاقہ کنڈے میلہ زیارت سر

اسی سلسلے میں مجاہدین کی تیسری تشکیل علاقہ جاٹیرائی میں داخل ہوئی۔ اور گور گورے میں مرکز کھولا۔ تو کنڈے میلہ زیارت سر پر تیسری بار عملیات کا پروگرام بنایا گیا۔ دوپہر کے وقت مجاہدین نے اپنے مرکز سے حرکت شروع کی۔ عصر کے وقت چھ بجے کاروائی کے مقام پر پہنچے۔ کاروائی سے قبل صف بندی کی گئی۔ جبکہ اسی اثناء میں مجاہدین نے آواز لگائی، کہ یہاں پر فوج نے پرسنل مائن لگوائے ہیں۔ ساتھی احتیاط کریں۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اچانک دھماکہ ہوا۔ دیکھا تو ایک مجاہد ابوعمیر محسود گر پڑا۔ جب ہم نے اس کو دیکھا تو اس کی ایک ٹانگ اُڑ چکی تھی۔ اور پنڈلی کی ہڈی بھی ٹوٹ چکی تھی۔ لہذا کاروائی مؤخر کر دی گئی۔ ساتھیوں نے زخمی مجاہد کو چادروں میں لپیٹ کر پہاڑی سے ذرہ نیچے لائے۔ اس وقت ہمارے پاس دوائی کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ چادروں کو پاڑا اور اس کے زخموں پر دیسی پٹی کی گئی۔ تاکہ خون بہنا بند ہو جائے۔ یہ مشکل اور تھکن کی ہم پر بدترین گھڑی تھی۔ عصر چھ بجے سے رات نو بجے تک کندوں پر اٹھا اٹھا کر علاقہ گور گورے تک پہنچایا۔ اس میں اہل علاقہ نے بھی ہماری مدد کی۔ کیونکہ سب لوگ ہمارے جانے پہچانے تھے۔ رات کو کچھ دوائی ملی۔ جس سے ان کو کچھ آرام آیا۔ صبح کو اونٹنی پر بیٹھا کر وانہ روانہ کیا۔ مغرب سے قبل وانہ پہنچے۔ اور وہاں ضروری کاروائی کی گئی۔ بعد ازاں میر انشاہ منتقل کیا گیا۔ چوتھے دن میر انشاہ پہنچے لیکن وہاں ڈاکٹروں نے کہا، کہ پاؤں کاٹنی ہوگی۔ بالکل ضائع ہو چکی ہے۔ لیکن ساتھیوں نے انکار کیا۔ اور پشاور منتقل کرنے کا پروگرام بنایا۔ الحمدللہ، ترتیب بنی۔ اور پشاور پہنچایا گیا۔ وہاں پر بھی سرخ صلیب کے ہسپتال کے ڈاکٹروں نے پاؤں کاٹنے کا کہا۔ لیکن ساتھیوں نے انکار کیا اور ایک پرائیویٹ ہسپتال میں ان کا علاج شروع کیا۔ اس ہسپتال کے ڈاکٹروں نے کہا کہ پانچ فیصد پاؤں کے صحیح ہونے کا ہمیں امید ہے۔ میں

کوشش کرتاہوں۔ آپریشن ہوااور کامیاب ہوا۔ یہ ایک زخمی کی کارگزاری ہے۔اس طرح سینکڑوں مجاہدین کے ایسے واقعات ہیں۔ لیکن حکومت پاکستان کے مظالم نے قبائل کے دلوں کو ان تمام تر مشکلات و مصائب برداشت کرنے اور سہنے کے لئے خود ہی تیار کئے ہیں۔ کیونکہ انسان جب تنگ آمد بجنگ آمد کے فارمولے پر عمل کرتاہے۔ تو وہ اس کا آخری فیصلہ ہوتاہے۔ قبائل پاکستان کے مظالم سے تنگ آکر جنگ پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ پاکستان کا مقصد قبائل کے خون کے بدلے پیسے اور ڈالر بٹورنا تھا۔ اور اسی کے بدلے پاکستان کو مستحکم کرنا تھا۔ پورے پاکستان میں پشتون قوم کا خون انہیں سستا نظر آیا۔ اگرچہ قبائل کا جانی ومالی نقصان ہوا۔ لیکن اتنا ہی دیگر پاکستانی اقوام کا نقصان اس جنگ سے ہوا، جتنا قبائل کا ہوا۔ جبکہ راہ نجات آپریشن شروع ہونے سے قبل حلقہ محسود کے ترجمان نے حکومت پاکستان کو ان الفاظ میں متنبہ کیا تھا ۔کہ جنوبی وزیرستان کو خالہ جی کا گھر نہ سمجھنا۔ جبکہ حکومت نے اس کو دھمکی سمجھ کر آپریشن شروع کیا۔ محسود مجاہدین اور ان کے دیگر برادر طالبان تنظیموں نے اس کا ایسا ردعمل دیکھایا، کہ پاکستان کا کونہ کونہ دھماکوں سے گونج اٹھا۔ اور لاشوں پر لاشیں گرتی رہیں۔ یہاں تک کہ یہ آگ جی، ایچ، کیوں تک جا پہنچی۔ اور کیانی صاحب نے وہاں بہت مشکل سے اپنی جان بچائی۔ اور فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ کیونکہ ہر عمل کا ردعمل ضرور ہوتاہے۔ میرے خیال میں، پاکستانی ماہرین اور پالیسی ساز اداروں کو قبائل کی تاریخ معلوم نہیں تھی۔ اور خصوصاً محسود قوم کا بغور جائزہ نہیں لیا تھا۔ فالی اللہ المشتکیٰ انہی مورچوں میں مائن نصب کیا تھا۔ لیکن موقع پر فوجی نہ آئے۔ کاروائی کے تین دن بعد آئے۔ جس میں تین فوجی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جبکہ انہی دنوں میں کڑمہ اسکول پر ہاون کے گولے داغے گئے۔ یہ وہ وقت تھا کہ فوج نے بعد نماز ظہر کڑمہ سے انخلاء شروع کیا تھا۔ مارٹر گولے اگرچہ ہدف پر نہ لگے۔ لیکن فوج بدحواس ہوکر تیزی سے قافلہ روانہ کرکے بھاگ گئی۔ چونکہ کاروائی معطل کی گئی تھی۔ اس لئے چند ہی دن گزرنے کے بعد ہم مجاہدین حلقہ جاٹیر ائی نے اس کیمپ کے فوجیوں سے انتقام کے لئے پھر کاروائی کا عزم کیا۔ اب کاروائی کو دوسرے انداز سے کرنے کا قصد کیا۔ چونکہ کیمپ سے دور فوج کے وہ مورچے تھے، جس کو وہ دن میں پہرا داری کے لئے استعمال میں لاتے تھے۔ ان مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا۔ جبکہ کیمپ پر بی ایم میزائل سے حملہ کیا۔ یہ جھڑپ تقریباً 15 سے 20 منٹ تک جاری رہا۔ اس جھڑپ میں مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان کا اندازہ بھی نہیں ہوسکا۔ اس کاروائی کے موقعہ پر مجاہدین میں سے ایک بوڑھے بزرگ مجاہد مسمیٰ غنم زار کا کا شہید عباس خیل گورگورے کی انٹرویوں میں سے چند اقتباسات۔

سوال! اسلام علیکم۔

جواب! وعلیکم السلام۔

سوال! سلام کے بعد میں آپ سے چند سوالات کرنا چاہتاہوں۔ آپ اسکے جوابات دینگے؟

جواب! جی ہاں۔

سوال! آپ صاحب سفید ریش اور بوڑھے ہو آپ نے یہ بندوق کیوں اٹھا رکھی ہے۔ اس سے آپ کا مقصد کیا ہے؟

جواب! میں نے یہ بندوق اس لئے اٹھایا ہے، کہ یہ پنجابی امریکی اشارے پر ہمارے علاقے میں آئے ہیں۔ میں ان کو بھی قتل کرونگا۔ اور اپنے آپ کو بھی ان سے قتل کراؤنگا۔

سول! آپ کے کہنے کا مقصد تو میں یہ اخذ کرتا ہوں کہ ایسے جہاد کرنا چاہتے ہو کہ تو بھی اس میں شہید ہو جائے اور دشمن کو بھی قتل کرے۔ جیسا کے حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق آپ ایک نمبر جہاد کرنا چاہتے ہو۔ تا کہ آپ افضل الشھداء بنے؟

جواب! جی ہاں، میں ایسا ہی ایک نمبر جہاد کرنے کا ارادہ لیکر آیا ہوں۔ تا کہ میں شہید ہو جاؤں۔ اور ان کو بھی قتل کروں۔

سوال! کتنا عرصہ ہوا ہے کہ آپ گھر سے نکل آئے ہو۔ مجاہدین کے ساتھ جا ملے ہو؟

جواب! تحریک طالبان افغانستان کے زمانے سے میں مجاہدین سے وابستہ ہوا ہوں۔

سوال! علاقے میں اور مجاہدین ہیں؟

جواب! جی ہاں، بہت زیادہ ہیں۔

سوال! حالیہ پاکستانی جنگ میں آپ مجاہدین نے ماہانہ کتنی کاروائیاں کی ہو گی؟۔

جواب! ماہانہ کے حساب سے پندرہ سے کم و بیش کاروائیاں کرتے ہیں۔

سوال! فوجی جوان مقابلہ ڈٹ کر کرتے ہیں یا بھاگ جاتے ہیں؟

جواب! مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ بھاگ جاتے ہیں۔

اسی دن کاکا مجاہدین سے قبل گھر سے نکلا تھا۔ اور پہلے سے ہی ریکی کر چکا تھا۔ اور فوج کے مورچوں میں گیا تھا۔ لیکن اب تک ریکی دستہ مورچوں میں نہیں آیا تھا۔ کاکا بڑا بہادر اور نڈر انسان تھا۔ ہمیشہ ہی ساتھیوں سے دعائیں کراتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت دے۔ حلقہ مسعود کے اوپر مسلط کردہ تمام جنگوں میں وہ بنفس نفیس شریک رہے۔

2004ء میں جب فوج نے کاروان منزہ پر قبضہ کیا تو ڈیڑھ ماہ بعد حکومتی مذاکراتی وفد آیا تھا۔ ان دنوں میں غنم زار کاکا نے کہا، کہ مشرف کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمارے اوپر جنگ مسلط کی۔ اور ہمیں ان کے خلاف جہاد کا شرعی حکم متوجہ ہوا۔ ورنہ ہم کمزور تھے۔ افغانستان جا کر لڑنے کی طاقت نہیں تھی۔ مذاکرات کے عمل پر وہ ناخوشی کا اظہار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے، کہ اگر مذاکرات ہوئے۔ تو ہم پھر کیا کرینگے۔ معاہدہ سراروغہ کے بعد انہوں نے فدائی حملے کے لئے نام دیا۔ اور ملا داد اللہ کے ساتھ افغانستان تشکیل ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا۔ اور واپس آیا۔ اس کے بعد دوسرے جنگوں میں حصہ لیتے رہے۔ آخر کار 2011/11/11ء کو مرکز میں ایک قیدی نے انہیں شہید کر دیا۔ جبکہ ان کے ساتھ تین اور مجاہدین بھی شہید ہوئے۔ جبکہ وہ قیدی پہلے سے ہی ایک مجاہد کے قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ان للہ وان الیہ راجعون۔

خسوپنگہ کیمپ پر حملہ

جولائی 2010ء میں جنوبی وزیرستان علاقہ لالشڑے کے شمال میں واقع خسوپنگہ پر پاکستانی فوج کا مضبوط کیمپ تھا۔ اس پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا۔ اس حملے میں حلقہ جاٹیرائی اور تنگی کے مجاہدین نے حصہ لیا۔ اس حملے میں ایک مجاہد وقاص نامی زخمی ہوا۔ اس

کاروائی کی ویڈیو فلم موجود ہے جس میں فوجی مجاہدین کے بیچھتر آر آر کے گولے لگنے سے ہوا میں روئی کی طرح اڑتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں لیکن تعداد کے بارے میں معلومات نہ ہوسکے۔ جبکہ اس وقت ساتھ ہی مامیت خیل چلیر ائی کے شمال میں واقع ڈینگہ نرائی کے سر پر ہاون [مارٹر]کے عملیات بھی سرانجام ہوئیے۔اس کاروائی میں مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد ہوئی۔نصرت کے ان واقعات کو اگر نہ لکھا جائے تو یہ مجاہدین کے ساتھ خیانت ہوگی۔ اس کاروائی سے قبل ریکی گروپ نے پہلے علاقے کا معائنہ بھی کیا تھا۔اور طالبان بم ڈسپوزل ٹیم بھی اس علاقے کا معائنہ کر چکے تھے۔لیکن فوج کی طرف سے لگائے گئے بارودی سرنگیں (پرسنل مائن) لگائے ہوئے نہ ملے۔ جب دو ہی دن بعد مجاہدین وہاں کاروائی کے لئے سحری کے وقت پہنچے۔اور کاروائی کی تیاری مکمل کی۔تو اس وقت اشراق کا وقت ہو چکا تھا۔کہ اچانک ساتھیوں نے مجھے [مفتی عاصم کو] مخابرہ سیٹ پر اطلاع دی کہ کاروائی کی جگہ پر فوج نے مائن نصب کئے ہوئے ہیں۔لہذا کیا کریں؟ میں نے

فوراًہدایات جاری کئے کہ تمام ساتھی ارد گرد علاقے کی صفائی شروع کرکے پہلے مائن نکال دیں۔تاکہ ساتھیوں کو نقصان سے بچایا جائے۔اس وقت نو عدد پرسنل مائن نکال دیئے۔جب تسلی ہوئی، تو اس کے بعد کاروائی کی اجازت دی گئی۔ تفصیل اوپر لکھا گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی نصرت مجاہدین کے ساتھ یوں شامل حال رہی کہ تین گھنٹے تک مجاہدین اس جگہ پر بیٹھے رہے، اور اپنے لئے مورچے بناتے رہے۔اس تمام تر آمدورفت کے باوجود مائن پر انکے پاؤں آنے سے اللہ تعالیٰ نے انکی حفاظت کی۔اس لئے کہ یہ مائن وزن آنے سے پھٹتے تھے۔ جب اس کے اوپر چھ کلو وزن آتا ہے تو وہ پھٹتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی حفاظت کی۔فالحمد والشکر للہ الکریم جب یہ موقع مجھے یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔کہ اگر اتنے زخمی ہو جاتے تو ہم کیا کرتے۔کیونکہ اتنے زخمیوں کو علاج کے لئے لے جانے کا ہمارے پاس کوئی بندوبست نہیں تھا۔اتنے زخمیوں کی بات تو دور کی بات ہے، ایک زخمی کو لے جانے کا بھی بندوبست نہ تھا محض توکل سے 2010/11/1ء تک ہم لڑتے رہیں۔بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے سبب بنایا۔اور ایک اونٹ مشکل سے خریدی۔ جس پر راشن لاتے تھے۔زخمیوں اور بیماروں کو علاج کے لئے اس پر لے جاتے تھے۔ اس کے چند ہی دن بعد مامیت خیل چلیر ائی کے شمال میں واقع ڈینگہ سر پر ہاون کے عملیات کئے۔جس میں بعض عین کیمپ کے پاس لگے۔اور بعض گولے خطا ءہوئے۔اس کی ویڈیو فلم موجود ہے۔

شمالی وزیرستان میں کرفیوں کے دوران قاری مظلوم یار کی شہادت

2009 سے بھی پہلے شمالی وزیرستان میں فوجی قافلے کرفیوں کے دوران بنوں سے میران شاہ اور رزمک دتہ خیل وغیرہ جاتے تھے۔اسی سلسلہ میں 3 جولائی 2010 کو بروز اتوار شمالی وزیرستان میں کرفیوں نافذ تھی۔کہ اس دوران میران شاہ بازار سے قاری روح محمد ولد میاں جان توران خیل مکین عرف قاری مظلوم یار ڈانڈے کی طرف نکلا۔ جس کو ایف، سی اہلکاروں نے روکنے کا اشارہ کیا۔ قاری مظلوم یار نے واپس جانے کی اجازت چاہی۔لیکن ایف، سی والوں نے نہ مانا اور اس پر فائر شروع کی۔ جبکہ قاری صاحب نے بھی جوابی فائرنگ شروع کی۔جانبین کے فائرنگ سے نقصان ہوا۔ایف، سی کا صوبیدار بمع سپاہی قاری صاحب کے فائرنگ سے زخمی ہوا۔ جبکہ سامنے سے آنے والا سپاہی قاری صاحب کے فائرنگ

سے ہلاک ہوا۔ اور قاری صاحب بھی شہادت کے مقام سے سر فراز ہوا۔

کر کنڑے بمقام شیر زال سر تعارض

مجاہدین حلقہ محسود نے سراروغہ کے مضافات میں2010 کے موسم گرمہ ابتداء میں کر کنڑے بمقام شیر زال سر نامی پہاڑی پر قائم فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے رات کے دس بجے تعارض شروع کیا۔ مجاہدین کی تعداد 35 کے لگ بگ تھی۔ ایک گھنٹے کی کاروائی کے بعد کیمپ فتح ہوا۔ جبکہ اس کاروائی میں دو مجاہدین مسمی نجیب ولد غلام بہادر شمیرائی حلقہ سراروغہ، شیر اسلم ولد شازار خان عرف مزارائی حلقہ سرکائی ماسکائی نے جام شہادت نوش کیا۔ جبکہ کئی مجاہدین زخمی بھی ہوئے۔ اور مجاہدین کو بہت سارا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جن میں دو عدد راکٹ لانچر، ایک عدد مین پال، ایک عدد ایم۔جی ون، ایک عدد نائٹ ویژن دوربین، تین عدد جے تری بندوق، اور دیگر سامان بھی تھا۔ تفصیل مولوی خیر خواہ کی زبانی تحریر کی گئی

ژاور کلی حلقہ دواتوئی میں تعارض

عبداللہ حلقہ جنتہ کے بقول 9 جولائی 2010 کو ژاور کلی میں پاکستانی فوج کے مورچوں اور کیمپ پر کمانڈر ذبیح اللہ کی قیادت میں تعارض ہوا۔ اس لڑائی میں فریقین کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ اور ایک دوسرے پر ہلکے اور بھاری ہتھیار استعمال کئے۔ کافی لڑائی کے بعد طالبان تین فوجی مورچوں کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ فوج مورچوں سے بھاگ نکلی۔ لیکن کیمپ فتح نہ ہوسکا۔ اس لڑائی میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 12 فوجی مارے گئے۔ جبکہ 35 فوجی زخمی ہوئے۔ جبکہ پانچ طالبان نے بھی اس لڑائی میں جام شہادت نوش کی۔ شہداء میں[۱] گل زادہ ولد عالم جان گلیشائی حلقہ جنتہ [۲]حیدر خان ولد گل یوسف عرف گوخان حلقہ زانگاڑہ[۳]نواز شریف ولد بوار خان لنڈے خیل حلقہ شکتوئی [۴]لعل محمد عرف کمانڈو بند خیل حلقہ مکین[۵]ممتاز ولد یار گل جلال خیل چگملائی شامل تھے۔ جبکہ 19 طالبان زخمی بھی ہوئے۔

سلیمان شاہی آڈہ وچہ خواڑہ میں حملہ

ملنگ وچہ خواڑہ کی زبانی اس کاروائی کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ہم مجاہدین وچہ خواڑہ مسمی بندی وان اور ملنگ وغیرہ **2010 موسم گرما میں** ریکی کرنے کے لئے ڈیلہ خولہ سے وچہ خواڑہ کے علاقے سلیمان شاہی گئے۔ آڈہ کے قریب پہنچے تو ہم نے وہاں فوج کو دیکھا۔ لہذا ہم نے فیصلہ کیا کہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیئے فوج پر حملہ کرنا ہے۔ چنانچہ ہم نے فوراً فوج پر فائرنگ شروع کیا۔ جس میں واضح طور پر چار فوجی مارے گئے۔ جبکہ چند منٹ کی اس کاروائی کے بعد ہم بہت تندی سے واپس مرکز پہنچے۔ صبح کو جب ہم دوبارہ وہاں معائنہ کیلئے گئے، جب مکمل تسلی ہوئی کہ فوج نے علاقہ خالی کیا ہے تو جائے وقوعہ گئے۔ وہاں دو جوڑ فوجی بوٹ اور دیگر خوراکی سامان رہ گیا تھا۔

سپین کمر غوڑہ سر پر تعارض

جولائی 2010 میں مولوی مدنی کے زبانی اس تعارض کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ہم نے سپین کمر غوڑہ سر پر 26 جون 2010 کو فوج کے مورچوں اور کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ ایک گھنٹے کے لگ بگ جنگ کے بعد تمام مورچے اور کیمپ کو فتح کیا۔ لیکن مجاہدین کا اس لڑائی میں جانی نقصان زیادہ ہوا جس میں آٹھ مجاہدین زخمی بھی ہوئے۔ اس جنگ میں میڈیا رپورٹ کے مطابق تین فوجی مارے گئے جبکہ پانچ فوجی زخمی ہوئے۔ مال غنیمت میں ایک عدد ایم۔جی۔ون، دو عدد کلاشن کوف، ایک عدد نائٹ ویژن دوربین وغیرہ شامل تھے۔

ژورہ پنگہ حلقہ قلندر میں کمین جولائی 2010 میں اس واقعے کی تفصیل مولوی خواجہ محمد عرف مدنی کے زبانی یوں ہے۔ کہ مکین سے مغرب میں واقع علاقہ قلندر ژورہ پنگہ میں مجاہدین نے تقریباً 30 گاڑیوں پر مشتمل ایک فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ لیکن اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔ جبکہ طالبان بھی سلامت رہے۔ بقول نشتر قلندر والے، کہ ایک توری خیل خاصہ دار کو ملیشیا سپاہی نے بتایا تھا کہ اس جنگ میں سات انگریز مارے گئے۔ جبکہ ان کی لاشیں رزمک کیمپ لاتے وقت وہاں سے خاصہ داروں کو کیمپ سے نکالا۔ تاکہ راز فاش نہ ہو جائے۔ جبکہ فوج اس کے علاوہ تھی۔ تین جیپ گاڑیوں پر خوب فائر کیا۔

خسوپنگہ پر چوتھا بڑا حملہ جولائی کے آخر میں خسوپنگہ کے کیمپ پر مجاہدین حلقہ جاٹیرائی وتنگی اور خیسورہ نے مشترکہ حملہ کیا۔ جس میں آر ،پی ،جی کے گولوں سے کیمپ کے حفاظتی چوکیوں کو نشانے پر لیا۔ اور مجاہدین نے اہداف آسانی سے حاصل کئے۔ جبکہ کیمپ پر تین حفاظتی چوکیاں تھیں۔ جس میں ہمیشہ کے لئے ایک ایک فوجی دن رات بمع ایم ،جی ،ون کے بیٹھا رہتا تھا۔ آر ،پی ،جی کے گولے نے انہیں اپنے

ساتھ لے ڈوبا۔ کاروائی کی ویڈیو فلم موجود ہے۔ فوج نے ان کاروائیوں کے دوران اتنا زیادہ توپ خانہ استعمال کیا، جو کہ اس سے قبل انہوں نے پانچ مہینے کے دوران استعمال نہیں کیا تھا۔ مجاہدین بحفاظت واپس اپنے مراکز پہنچے۔

بشار پیکٹ کے قریب فوجی گاڑی پر حملہ 2010 موسم گرمہ میں بشار پیکٹ اور زارئے جان سر کے درمیانی علاقے میں فوجی گاڑی بشار پیکٹ کی طرف جارہی تھی۔ جس پر مجاہدین حلقہ زانگاڑہ میں سے انور رحیم عرف زنگڑوال، حبیب اللہ اور مائنل نے گھات لگا کر حملہ کیا۔ اس حملے میں ایک فوجی مارا گیا اور ایک زخمی ہوا۔ تفصیل مولوی منصور کی زبانی تحریر کی گئی۔ 2010 موسم گرما میں مجاہدین نے اسی جگہ سڑک کنارے ایک ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ جبکہ بشار پیکٹ سے آنے والے دو فوجی کو بمع انکے گدھوں کے ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ میں ہلاک کیا۔ اس دھماکہ کے ماسٹر مائن چامتو وزیر تھے۔ جبکہ اس کی ویڈیو فلم جند اللہ اسٹوڈیو پر موجود ہے۔

مجاہدین حلقہ بدر ومانتوئی وحلقہ سپنکئی رغزائی نے موسم میلہ [گھر] زانگئی کیکاڑائی حلقہ بدر میں فوجی مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جس میں سات فوجی مارے گئے۔ اس حملے میں مارے جانے والے فوجیوں کے معلومات شکئی ریسٹ ہاوس کے قریب رہنے والے ایک شخص نے دی۔ اس شخص کا کہنا تھا، کہ اس حملے کے بعد سات فوجی لاشیں ہیلی کاپٹر ز سے وہاں شکئی میں اتاری گئی۔ جبکہ حکومتی خبر میڈیا پر بھی یہی نشر ہوا۔ موسم گرمہ جون 2010 میں اسی جگہ پر دوبارہ یوں ہی حملہ ہم نے کیا۔ جس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔ جولائی یا اگست 2010 میں اسی موسم میلہ کے قریب فوج کے ایک ریکی مورچہ میں ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح کو جب دو فوجی مورچے میں داخل ہوئے تو بڑی کوشش کے باوجود دھماکہ نہ ہوا۔ اور مجاہدین مایوس ہو کر واپس مرکز آئے۔ اگلے دن کی صبح کو دوبارہ جب مجاہدین وہاں کاروائی کے لئے گئے۔ تو تین فوجیوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ قریب آئے ان میں سے دو فوجی مورچے میں داخل

ہوئے۔ جبکہ ایک باہر کھڑا رہا۔ اس موقعہ پر جب ریموٹ کنٹرول کو آزمایا تو اچانک دھماکہ ہوا۔ جس میں مورچے کے اندر دونوں فوجی مارے گئے۔ اور باہر کھڑا فوجی بال بال بچ نکلا۔

جبکہ اگست 2010ء کے بعد میران شاہ سے تشکیلات کا سلسلہ بند کیا۔ اور وہاں پر مجاہدین کے لئے مستقل مراکز قائم کئے گئے۔ اسی دوارن اگست 2010ء کے آخری تاریخوں میں شیباتی نرائی کے ساتھ پہاڑی چوٹیوں پر قابض فوج پر بعد از مغرب مجاہدین حلقہ جاٹیرائی، تنگی اور خیسورہ نے مشترکہ حملہ کیا۔ جو دس سے پندرہ منٹ تک جاری رہا۔ اس حملے میں مجاہدین نے آر، پی، جی اور دیگر چھوٹے اور بڑے اسلحے کو استعمال کیا۔ اور فوج کے مورچوں کو اچھے انداز میں نشانے پر لیا۔ اس کاروائی میں مجاہدین کا کوئی نقصان نہ ہوا۔ اور فوج کے نقصان بارے میں آزاد ذرائع سے معلومات نہ ہوسکے۔ ان جیسے کاروائیوں میں فوج کے نقصان کا حال اس لئے معلوم نہیں ہوسکتا۔ کہ یہ حملے سو سے دوسو میٹر کے فاصلے سے ہوتے ہیں۔ اور اصل مقصد ان کاروائیوں سے بھاری ہتھیاروں سے دشمن کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ جبکہ ہلکے ہتھیار مجاہدین دفاعاً استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ دشمن آسانی سے مجاہدین کے بھاری ہتھیاروں کے استعمال کرنے والی ٹیم کو نشانہ نہ بناسکے۔ ہمارا تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے۔ کہ ان کاروائیوں میں جب دشمن کو جانی نقصان پہنچے، تو وہ جوابی کاروائی میں توپ خانہ اور مارٹر سے شدید شیلنگ کرتے ہیں ۔جبکہ اس کاروائی کی مختصر جھلک ویڈیو فلم میں موجود ہے۔ بعد ازاں نانا ہیرہ سر پر ہاون [مارٹر] سے حملہ کیا گیا۔ اس میں دس گولے دشمن کے کیمپ پر داغے گئے۔ تمام گولے کیمپ کے ارد گرد جا لگے۔ فوجی نقصان کا حال معلوم نہ ہوسکا۔ جبکہ اس کاروائی کے چند ہی دن بعد 2010/9/12ء کو خرژہ تکہ کونڈے میلہ کے نرائی پر واقع کیمپ پر بعد از مغرب حلقہ جاٹیرائی اور تنگی کے مجاہدین نے مشترکہ حملہ کیا۔ جو کئی منٹوں تک جاری رہا۔ اور فوج نے بھی سخت جوابی کاروائی کی۔ اس جنگ میں مجاہدین میں سے ایک مجاہد کے ہاتھ پر معمولی زخم آیا۔ جبکہ فوج کے نقصان کا پتہ نہ چل سکا۔ [انکاروائیوں کے ویڈیو فلم عمری اسٹوڈیوں ضرب مومن نمبرا پر موجود ہے]

شوال مانڑہ کیمپ کے قریب کمین بقول انور شاہ 2010 موسم گرمہ میں مانڑہ کیمپ کے قریب پیدل فوج پر گھات لگا کر ہم نے حملہ کیا۔ جس میں میڈیا رپوٹ کے مطابق پانچ فوجی مارے گئے حالانکہ فوج کا جانی نقصان اس سے زیادہ تھا۔ جبکہ ایک مجاہد علی مان شاہ نامی فوج کے جوابی فائرنگ سے زخمی ہوا۔ تفصیل انور شاہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

باندے خیل زارئے جان میلہ پر سنائپر عملیات 2010 موسم گرمہ میں مجاہدین لدھا نے باند خیل زارئے جان میلہ کیمپ کے فوج پر سنائپر گن سے کاروائی کرکے 2 فوجی جہنم واصل کئے، ردعمل میں فوج نے توپ اور مارٹر سے علاقے پر شدید شیلنگ کی لیکن اس میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا، البتہ اہل علاقے کے مکینوں کے خالی گھروں اور برجوں کو نشانہ بنایا۔ گویا یہ کاروائی ان خالی مکانات اور برجوں نے کی ہے جبکہ فائر ان پر ایک پہاڑی فیچر سے کی گئی۔

شپیش تین کرَم گرڑائی سڑک پر بم دھماکے اسی سابقہ شر بیکی تاج میلہ حملے کے تین دن بعد شپیش تین کرَم گرڑائی تورہ تکہ سڑک میں 2 بارودی سرنگیں نصب کی تھی جب فوجی قافلہ وہاں سے گذرنے لگا تو بارودی سرنگیں پھٹنے سے 15 فوجی ہلاک ہوئے۔ یہ اطلاع وانہ کیمپ سے رہا ہونے والے قیدیوں نے ہمیں دی اس واقعے کی تفصیل ترابی اور حافظ کی زبانی لکھی گئی ہے۔

عبدالمجید کی موت جولائی یا اگست 2010 میں عبدالمجید ولد آیوب خان درامن خیل حلقہ بدر توپ گولہ سے بارود نکالنے کیلئے اسے کاٹ رہا تھا کہ اچانک دھماکے سے پھٹا اور دھماکہ ہوا، جسکے نتیجے میں عبدالمجید اپنی بہن اور والدہ کے بشمول قضائے الٰہی سے چل بسے۔

علاقہ بدر چنار منزہ میں بم دھماکہ

جولائی یا اگست 2010 میں بقول مولوی اخلاصیار وخالد امیر صاحب، کہ ہم نے بدر چنار منزہ میں فوج کے ایک ریکی مورچہ میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ اور ایک مائن 10 سے 15 گز کے فاصلے پر مورچے سے دور راستے میں نصب کیا۔ جب صبح کو پانچ فوجی ریکی کے لئے وہاں پہنچے، اور مورچے میں داخل ہوئے۔ تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا۔ جس میں سب کے سب فوجی مارے گئے۔ جبکہ کچھ دیر بعد کمک کے لئے فوج آئی ان میں سے 6 فوجی سب سے آگے آگے آپہنچے۔ جس پر دوسرے ریموٹ بم سے دھماکہ کیا۔ جس کے نتیجے میں چھ کے چھ فوجی واصل جہنم ہوئے۔

تورہ تیژہ منزکائی میں حملہ اگست 2010 میں مجاہدین مکین نے تورہ تیژہ ٹیوب ویل کے قریب موجود فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ جس میں 8 فوجی ہلاک کئے۔ جبکہ مجاہدین سلامت رہیں۔ تفصیل حافظ فداء کی زبانی تحریر کی گئی۔

سوہ سرٹیپ خماڼہ مندیچ میں دھماکہ آگست 2010 میں سوائی سر ٹیپ خماڼہ مندیچ مکین میں فوج کے دو ریکی مورچوں میں دو ریموٹ کنٹرول بم نصب کئے۔ جب فوجی اہلکار وہاں پہنچے۔ تو ریموٹ کنٹرول سے اس پر دھماکہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس میں سے ایک بم بلاسٹ ہوا، جبکہ دوسرا بم مس ہوا۔ جس میں 6 فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ تفصیل حافظ فداء محمد کی زبانی تحریر کی گئی۔

مکین روغہ تنگی دشکہ میں ایک فوجی گرفتار

اگست 2010 میں فوج گدھوں سے پانی لے جایا کرتی تھی۔ جب مجاہدین مکین نے ان کی ریکی کی۔ تو بعد ازاں منصوبہ تیار کیا۔ یہ کاروائی میر خاجان اور میر کنگئی نامی علاقے کے درمیان فوج کو پانی لے جانے والی ٹیم پر کی گئی۔ جس میں ایک فوجی زندہ گرفتار ہوا۔ جبکہ اس سے پہلے بھی ایک فوجی شکاری بوبڑ میں گرفتار ہوا تھا۔ اور ایک فوجی شوال مانا[مانڑہ] میں شاخالد نے گرفتار کیا تھا جس کو مولوی ولی الرحمن صاحب کے حکم پر ہلاک کیا۔ ان دونوں کے بدلے میں دو طالبان یار محمد عرف یارو اور محمد اللہ عرف دولہ اور قاری مظلوم یار کے والد اور دیگر مجاہدین حکومت پاکستان سے رہا کروالئے گئے۔ اس کاروائی میں گرفتار فوجی کے بارے میں عمر میڈیا سے راہ حق کلیپ پر انکا ریکارڈ شدہ بیان ملا۔ جس کو نقل کیا جاتا ہے۔ فوجی کا نام شکیل انجم ہے۔ پنجاب ضلع جنگ سے تعلق ہے۔

فوجی سے سوال: وزیرستان کس مقصد کے لئے آئے تھے؟

جواب: ہمیں بتایا گیا تھا کہ وہاں غلط لوگ ہیں۔ اور پاکستان میں اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان سے جنگ کرنے کے لئے آئے

سوال: طالبان کے ساتھ چند دن گزارنے کے بعد کیا معلوم ہوا؟

جواب: طالبان اچھے لوگ ہیں۔ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اور میرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔

سوال: جب آپ یہاں سے جاؤگے تو لوگوں کو کیا پیغام دینگے؟

جواب: یہ پیغام دونگا کہ جن کے خلاف ہمیں وہاں بھیجا تھا۔ وہ تو بہت اچھے لوگ ہیں۔ [جنگ میں گرفتار ہونے کے باوجود] میرے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا۔

سوال: آپ کہاں سے گرفتار ہوئے؟

جواب: جنوبی وزیرستان مکین سے۔

اس فوجی کا شناختی کارڈ نمبر 3۔1062695۔33202

تاریخ پیدائش۔۔۔19/6/1990

خاندان نمبر۔۔۔ٹی،2وائی9وی8

موجودہ پتہ۔۔نواں ٹھٹھہ حسام، ڈاکخانہ منڈی شاہ جیونہ، تحصیل و ضلع جنگ۔ ماخذ راہ حق عمر میڈیا

کیر نسّار (کیر جنگل) ژائی منزہ میں فوج پر حملہ

اگست 2010 میں کمانڈر ترابی لدھا اور لالا کے مطابق جب فوج نے درے ڈکئی کی طرف سے پیش قدمی کی تو 30 مجاہدین لدھا اور بشمول چند پنجابی مجاہدین نے بمقام کیر نسّار (کیر جنگل) ژائی صبح کے وقت اس پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، یہ حملہ صبح سے شام تک جاری رہا اور فریقین کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا، جسکی وجہ سے فوج کی پیش قدمی روکی گئی پورے دن کی لڑائی میں کل 6 فوجیوں کی لاشیں ہم نے واضح دیکھے جن میں سے تین کو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کئے، اسکے علاوہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہو سکا اور طالبان اللہ تعالیٰ کی مدد نصرت سے اس پورے دن کی لڑائی میں محفوظ رہے۔

شوال مانڑہ کیمپ پر حملہ اگست 2010 میں مجاہدین حلقہ لواڑہ شوال نے شمالی وزیرستان کے علاقے شوال میں مانڑہ کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسمیں خصوصی طور پر ایس پی جی نائن کا استعمال بھی ہوا اہل علاقہ کے بقول اس حملے میں ایک فوجی ہلاک ہوا، فوج کے جوابی توپ شیلنگ سے ایک مجاہد مسمیٰ نیاز الدین ولد موسم ہیبت خیل شہید ہوا۔ واقعے کی تفصیلات عادل لواڑہ والے کی زبانی تحریر کی گئی

میر اگاؤں پیاڑہ دواتوئی میں تعارض

7 آگست 2010 کو مولانا نصراللہ منصور جو اس تعارض کے منصوبہ ساز بھی تھے انہی کی زبانی تفصیل یوں ہے۔ کہ میر اگاؤں کے قریب پاکستانی فوج کے کیمپ اور مورچوں پر تعارض کے لئے اسد محسود اور خدمتی کو تراصد (ریکی) کیلیئے وہاں بھیجا۔ اور مکمل نقشہ ذہن نشین کرکے واپس آئے۔ اور مشورہ کرکے منصوبہ یوں تیار کیا۔ کہ تین اطراف سے حملہ کرنا ہے۔ ایک طرف سے اسد مقرر ہوا۔ دوسری طرف کی ذمہ داری عابد شکتوئی والے کو دی گئی جبکہ تیسرے طرف پر انور رحیم عرف زنگڑوال مقرر ہوا۔ تین اطراف سے مجاہدین نے حملہ شروع کیا۔ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کیمپ اور مورچوں کو نشانہ بنایا۔ جب مجاہدین مورچوں کے قریب ہوئے۔ تو بارودی سرنگوں یعنی پرسنل مائن سے کئی ساتھیوں کے پاؤں کٹ گئے۔ اور جھاڑیوں میں ہینڈ گرنیڈ بھی باندھے تھے۔ جو مجاہدین کے آگے حرکت کرنے سے پھٹتے گئے۔ جس کی وجہ سے چار طالبان شہید ہوئے اور تیرا افراد زخمی ہوئے۔ جس کی وجہ سے تعارض کامیاب ہوا۔ اور مجاہدین زخمیوں کی کثرت کی بنا

پر بغیر کسی مورچہ کو فتح کئے واپس ہوئے شہداء میں عبدالوہاب ولد خوازی گل گلیشائی شاہ بوزائی حلقہ دواتوئی[۲]سید عالم ولد میرزاعالم حلقہ شکتوئی[۳]بیت اللہ ولد سرور جان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ[۴] شیخ احمد ولد عبداللہ گلیشائی عرف سائل حلقہ جنتہ شامل تھے۔

مادی نرائی ورزہ کلی کے قریب کیمپ پر حملہ

حضرت عرف سیف اللہ کی زبانی اس واقعے کی تفصیل یوں ہے۔ کہ مجاہدین وچہ خواڑہ نے اگست 2010 میں ورزہ کلی مادی نرائی پر واقع فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جبکہ فوج بھی ایک مورچے سے بہت تیز جوابی کاروائی کر رہا تھا۔ جس کی وجہ سے مجاہدین کو دکت پیش آرہی تھی۔ بلاخر فصلاگت[ہشتادو]کا ایک گولہ عین اس مورچے میں جالگا۔ جس کی وجہ سے مورچے کی دیواریں اور چھت اِدھر اُدھر بکھر گئی۔ اور فوج کا جوابی فائر بند ہوا۔ آدھے گھنٹے کی جنگ کے بعد مجاہدین صحیح سلامت اپنے مراکز پہنچے۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔

شاہ گل میلہ کے قریب منزہ میں کمین: اگست یا ستمبر 2010 میں شاہ گل میلہ کے قریب منزہ میں 8 فوجی باغ سے سیب لے جارہے تھیں، ان پر 6 یا 7 طالبان حلقہ بدر نے گھات لگا کر حملہ کیا جسمیں 6 فوجی مارے گئے جبکہ ایک صحیح سالم دوسرا زخمی حالت میں فرار ہو کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے اور مجاہدین سلامت ہی واپس پہنچے۔ یہ واقعہ عدنان کی زبانی تحریر کی گئی ہے

لنڈی وام کے قریب ژئے میں بم دھماکہ

ستمبر 2010 لنڈی وام کے قریب ژئے میں کمانڈ منتظر شہید کے سربراہی میں 4 مجاہدین حلقہ بدر نے ریموٹ بم نصب کیا صبح کو جب 2 فوجی اسکی سیدھ میں آئے تو ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کر کے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ واقعے کی تفصیل عدنان کے زبانی تحریر کی ہے۔

درے ڈکئی واڑیکی قبرستان کے قریب کمین

ستمبر 2010 میں کمانڈر ترابی کے سربراہی میں 8 طالبان حلقہ لدھا نے درے ڈکئی واڑیکی قبرستان کے قریب پروٹیکشن کے لیے آنے والے 7 فوجیوں پر گھات لگا کر حملہ کیا جسمیں ایک فرار ہونے میں کامیاب ہوا اور باقی چھ اہلکاروں کو ہلاک کیا اور ان سے بطور مال غنیمت ایک بڑا مخابرہ لیا گیا، اسی حملے کیساتھ مالاٹونی سر کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے بھی حملہ کیا لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہوسکے۔ ان واقعات کی تفصیل ترابی اور حافظ کی زبانی لکھی گئی ہے۔

محمد صدام خان ولد محمد خان اشنگی کی شہادت ستمبر 2010 میں محمد صدام خان ولد محمد خان اشنگی حلقہ مومی کڑم اپنے دوسرے مجاہدین کے ہمراہ علاقہ مشتہ مین عید الفطر کے دن فوج پر عملیات کرنے کے بعد واپس آرہے تھے، کہ فوج کی جانب سے ایک جوابی مارٹر گولہ انکے قریب آ گا جس سے محمد صدام کی شہادت واقع ہوئی۔

جنتہ گاؤں مرکی خیل میں دو بم دھماکے

ستمبر 2010 میں گاؤں مرکی خیل سڑک میں ریموٹ بم نصب کیا۔ جبکہ دوسرا بم وہاں قریب زیتون کے درخت میں نصب کیا۔ جب صبح کو سڑک پر چار فوجی آتے ہوئے بم کی سیدھ میں آپہنچے۔ تو ریموٹ سے بم کو بلاسٹ کیا۔ جس کی زد میں چاروں کے چار آ گئے۔ اور جائے وقوعہ پر گر پڑے۔ تھوڑی دیر بعد پانچ سے سات فوجی ان کی خیریت معلوم کرنے کے لئے آئے۔ جب زیتون کے درخت کے نیچے جمع ہوئے تو اس پر بھی ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا۔ جس سے وہ سب وہاں ڈھیر ہوئے۔ لیکن یہ تصدیق نہیں کی جاسکتی کہ ان دونوں دھماکوں میں کل کتنے فوجی مارے گئے اور کتنے زخمی ہوئے۔ جبکہ حکومت اس بارے میں خاموش رہی۔ سابقہ دونوں کاروائیاں سیف اللہ جنتہ کی زبانی تحریر کئے گئے ہیں۔

زیارت سرکنڈے میلہ کے کیمپ پر حملہ

زیارت سرکنڈے میلہ پر پاکستانی فوج کا مضبوط کیمپ اکتوبر 2009 سے واقع ہے۔ اس کیمپ پر پہلے بھی کئی بار حملے ہوتے رہے۔ اور اس کے آس پاس ریکی کے مورچوں میں بھی کئی بار مائن نصب کئے۔ جو چلائے گئے اور 16 سے 20 تک فوجی ان کاروائیوں میں مارے گئے۔ چونکہ کاروائی سے قبل مجاہدین کو ترغیبی بیانات ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس کاروائی سے قبل مفتی عاصم کے بیان سے کچھ حصہ نقل کیا جاتا ہے۔

نحمده و نصلی علی رسوله لکریم ۔اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔اذا لقیتم فئة فثبتوا وذکرواللّٰہ کثیراًلعلکم تفلحون یعنی جب تم لوگوں کا دشمن سے آمنا سامنا ہو جائے۔ تو اس وقت ثابت قدم رہو۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے رہو۔ شائد کہ تم فلاح پاؤ۔ دنیا کے اسباب کے مقابلے میں ہمارے پاس جو اسباب ہیں۔ اس کی حیثیت ہمیں خود معلوم ہے۔ کہ ہماری کیا حیثیت ہے۔ لیکن مومن کی شان یہی ہے۔ کہ جس سے جتنا ہو سکے اتنی ہی اسباب مہیا کرے اور اس کے بعد اللہ تعالی پر ہی بھروسہ کرکے کاروائی شروع کرے۔ کیونکہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے۔ الطاعۃ بحسب الطاقۃ ۔یعنی نیکیاں بھی طاقت کے مطابق لازمی ہے۔ یعنی مسلمان پر اللہ کی فرمان برداری طاقت کے مطابق لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لایکلف اللہ نفساًالا وسعها۔اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کے وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اسلئے اپنے بس وطاقت کے مطابق ہم پر محنت لازمی ہے۔ تاکہ حصول جنت کے لئے کوشش کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "الجنۃ تحت ظلال السیوف" جنت تلواروں کے سایے تلے ہے۔ مجاہد کو تلوار یا گولی لگتے ہی جنت انکے لئے واجب ہو جاتی ہے۔ قیامت کے دن ان پر کوئی غم نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں جو خوف ان پر گزرا۔ وہی ان کے لئے کافی ہے۔ ہماری جدوجہد کس مقصد کے لئے ہے؟ اس کے بارے میں شریعت کا مشہور مسئلہ ہمیں ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے۔ یعنی کفار کے خلاف جہاد تب تک ہمارے اوپر فرض ہے جب تک کفر کا زور روئے زمین پر موجود ہو۔ اور اس کی جگہ اسلامی خلافت روئے زمین پر قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا دین غالب اور کفر مغلوب ہو جائے۔ ہماری جدوجہد کا یہی مقصد ہے۔ اور ہم اس دوران نظم کا خیال رکھیں۔ اپنے اندر ایثار کی صفت پیدا کریں۔ جبکہ یہ صفت ہمارے اندر بہت کم ہے۔ حالانکہ یہ صفت

صحابہ کرام میں اعلی درجے میں موجود پائی جاتی تھی۔ان میں ہر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا رہتا تھااور تمام مشکلات کا خود

سامنا کرتے رہے۔اور ہر حال میں دوسروں کی ہر ممکن مدد کرتے رہتے تھے۔ لہذا ہر ساتھی کوشش کرے کہ ہر دوسرے کی مدد وتعاون کریں۔دوسروں کو تھکانے سے بچائے اور اپنے آپ کا تھکائے۔کیونکہ ہمارا مقصد اجر وثواب کمانا ہے۔اور بغیر تھکاوٹ اور مشکل سہنے کے اجر نہیں ملتا۔کیونکہ جو لوگ گھروں میں بیٹھے ہیں ان کو یہ اجر نہیں ملتا ہے۔جو آپ لوگوں کو اس تھکاوٹ کے بدلیں میں ملے گا۔اجر وثواب کمانا ہو تو اپنے آپ کو تھکانا ہو گا۔ورنہ اجر نہیں ملے گا۔جب ہم اس ارادے سے گھروں سے نکل آئیں۔تو اب چاہئے کہ کچھ کمائیں۔خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع نہ کرے۔آخرت کیلئے ہم نیک اعمال اپنے لئے آگے بھیجے۔تاکہ ایسا نہ ہو جیسا کہ پشتو مقولہ ہے "ہندی سترے، خدائی خفا" ہندو بیچارہ زندگی بھر بتوں کی عبادت کرتا ہے لیکن ان کو ملتا کچھ نہیں۔اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوتا ہے۔یعنی دنیا میں بھی مشکلات کا سامنا ہو۔اور آخرت میں بھی کوئی چیز نصیب نہ ہو۔[۳]جب جنگ سے واپسی ہو تو ہر گروپ ایک ساتھ واپسی کریں۔الگ الگ ایک ایک ساتھی بھاگتا ہوا نہ آئے۔کیونکہ راستے میں اگر کوئی حادثہ پیش آئے۔تو ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی مدد والا ساتھ نہ ہو۔اس صورت میں اگر راستے میں نقصان پہنچا تو دنیا بھی تباہ ہو گی،اور اخرت بھی تباہ ہو گی۔کیونکہ یہ بے امری ہو گی۔راستے میں کسی کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے۔اگر کوئی زخمی ہو جائے تو سب ساتھی اکٹھے مل کر ان کے ساتھ جائیں۔ واخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین۔(اقتباس از وعظ مفتی عاصم)اس کے بعد مجاہدین کیمپ پر حملے کیلئے منظم ہوئے۔کیمپ پر حملہ شروع کرنے سے پہلے ایک فوجی کیمپ کے دیوار پر کھڑا ہوا انگھڑائیاں لے رہا تھا کہ اس پر سنائپر گن سے فائر ہوا۔اور اس کو گرا دیا۔بعد ازاں تمام ساتھیوں نے فائر شروع کیا۔جبکہ یہ لڑائی 15 سے 20منٹ تک جاری رہی۔اور کیمپ کے ارد گرد آگ لگی جبکہ کیمپ آگ کے لپیٹ میں آگیا۔ یہ کاروائی حلقہ جاٹیرائی اور تنگی کے مجاہدین نے مشترکہ کی۔اس میں مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔جبکہ فوج کے نقصان کا بھی علم نہ ہو سکا۔

اینزر سڑک پر واقع ریکی مورچہ میں بم دھماکہ 2010موسم خزان میں مجاہدین خیسورہ نے وزیر اور محسود بونڈری لائن بمقام اینزر شکئی وانہ سڑک کے کنارے ریکی مورچہ میں وزن بم نصب کیا جسکی زد میں 2فوجی اہلکار آکر ہلاک ہوئے۔واقعے کی تفصیل نور حسن بابا، ملنگ کی زبانی تحریر کی ہے۔

علاقہ شاہور مولے خیل کلئی سڑک پر دھماکہ 2010موسم خزان کے ایام میں مجاہدین حلقہ بروند نے شاہور کے علاقے مولے خیل کلی سڑک میں 2ریموٹ بم نصب کئے جب پیدل جانے والے فوجی جوان اسکی سیدھ میں آگئے تو انکو ریموٹ بم سے نشانہ بنایا جس میں ایک فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، جبکہ دوسرے مائن کے سیدھ میں فوجی گاڑی آئی لیکن وہ مس ہوا۔ تفصیل احمد کی زبانی تحریر کی گئی۔

سرویکئی کے قریب پستے میں بم دھماکہ 2010 موسم خزان کے ایام میں مجاہدین بروند نے سرویکئی کے قریب علاقہ پستے میں ریموٹ سے فوجی گاڑی کو نشانہ بنایا جسمیں گاڑی کو جزوی نقصان ہوا البتہ جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ تفصیل عامر کے زبانی تحریر کی گئی۔

سپینہ میلہ مشات خان کے گھر پر حملہ اکتوبر 2010 میں مجاہدین حلقہ زانگاڑہ نے بمقام سپینہ میلہ مشات خان کے گھر میں قائم فوجی کیمپ پر فصلاگت اور راکٹ لانچر وغیرہ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے رات 12 بجے حملہ شدید کیا، جس کی وجہ سے گھر اور وہاں پر کھڑے فوجی گاڑیاں جل کر تباہ ہوئیں البتہ اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا، اسکی تفصیلات محمد قادر خان اور بختہ حسین کی زبانی تحریر کی گئی۔

گل گئی ہوٹل پر کمین

اکتوبر 2010 میں اس حملے کی کہانی مولوی مدنی کی زبانی یوں ہے۔ کہ گل گئی ہوٹل سڑک پر مجاہدین نے گھات لگا کر دو فوجی گاڑیوں پر حملہ کیا جس میں ایک ٹینک تھا۔ ایک عرب مجاہد حمزہ نے ٹینک کو آر، پی، جی سے نشانہ بنایا۔ جس سے ٹینک کو جزوی نقصان پہنچا۔ جبکہ دوسری گاڑی پر مجاہدین کی فائرنگ سے ڈرائیور سے بے قابو ہو کر گہرے کھائی میں جا گری۔ اور مکمل طور پر تباہ ہوئی۔ اس گاڑی میں مرنے والوں سے سر بھی کاٹ دیئے گئے۔ جو مجاہدین ساتھ لے گئے۔ مال غنیمت میں دو عدد جے، تری بندوق ایک عدد مخابرہ وغیرہ ملے۔ جبکہ اسی روز صبح کو فوج کے پیدل جانے والے 5 سپاہیوں پر ہم نے حملہ کیا۔ جس میں چار فوجی مارے گئے۔ جبکہ ایک فرار ہوا۔ یہ کاروائی کمانڈر خالد کی زیر قیادت ہوئی۔ جبکہ انہی دنوں میں غوڑہ سر پر حملہ کیا۔ جس میں فوج کے فائرنگ سے ایک مجاہد صدام زخمی ہوا، لیکن فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔

لنڈی منزہ تنگڑائی حلقہ مومی کرُم میں دھماکہ اکتوبر یا نومبر 2010 میں لنڈی منزہ تنگڑائی حلقہ مومی کرُم میں فوج کے راستہ میں ریموٹ بم نصب کیا، جسمیں دھماکہ کے وقت فوجی بچ نکلے اور ایک گدھا مارا گیا۔

حنظہ اللہ کی شہادت نومبر 2010 میں حنظہ اللہ ولد اکبر خان عمر خیل درہ میں توپ گولہ سے بارود نکال رہا تھا اس دوران گولہ دھماکہ سے پھٹ گیا جسمیں آپ شہید ہوئے یہ واقعہ عید الاضحیٰ کے دو دن بعد ہوا۔

کوٹکئی کونڈسر میں دھماکہ

اکتوبر یا نومبر 2010 میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے کوٹکئی کونڈسر فوج کی ریکی پوسٹ میں ریموٹ بم نصب کرنے میں کامیاب ہوئے، صبح کو جب 2 فوجی وہاں ریکی کیلئے آئے تو ریموٹ بم سے ان پر دھماکہ کیا گیا جسمیں حمزہ کے بقول ایک فوجی ہلاک ہوا اور ایک بھاگ نکلا۔

جانثار گنڈاپور کی شہادت

16/10/2010 کو حکیم اللہ محسود کی دعوت پر میں نے (مفتی عاصم نے) میران شاہ کا سفر شروع کیا۔ وہاں پر تقریباً چالیس دن گزارے۔ شوال کا مرکزی اجلاس ہوا۔ جس کی تفصیل آرہی ہے۔ اس کے بعد نومبر 2010ء کو واپس جنوبی وزیرستان واپسی کی۔ عید الاضحیٰ سے قبل ہی چلیرائی کے ڈینگہ نامی سر پر مجاہدین حلقہ جاٹیرائی، تنگی اور گنڈاپور کے مجاہدین نے مشترکہ حملہ کیا۔ اس حملے میں تقریباً تیس کے لگ بھگ مجاہدین نے حصہ لیا۔ کاروائی میں دو طرف سے کیمپ پر حملہ ہوا۔ اس حملے میں تین عدد آر، پی، جی استعمال ہوئے۔ اور دوسرے ہلکے ہتھیار بھی استعمال ہوئے۔ اکثر گولے کیمپ پر جالگے۔ اور کیمپ کے حفاظتی چوکیاں نشانے پر لئے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجاہدین نے وہاں پر

فوج کے راستے میں مائن بھی نصب کئے۔ جس کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے کہ فوج کا اس سے نقصان ہوا ہے یا نہیں۔ جبکہ اس کاروائی میں فوج کے نقصانات کا اندازہ نہ ہوسکا۔اور مجاہدین بھی موقع سے بحفاظت نکلے۔لیکن راستے میں

توپ خانے کی شیلنگ سے کئی مجاہدین معمولی زخمی ہوئے۔اور ایک گنڈاپور مجاہد مسمیٰ جانثار شہید ہوا۔کاروائی کی ویڈیو فلم ضرب مؤمن نمبر ا پر موجود ہے۔

لالڑے خسوپنگہ کیمپ پر حملہ نومبر 2010ء میں خسوپنگہ پر بچھتر آرآر کے گولے داغے گئے۔لیکن اکثر غلط او،پی دینے کی وجہ سے خطاء ہوئے۔جبکہ ایس پی جی نائن کا بھی اس میں بمع ہلکے ہتھیاروں کے استعمال ہوا۔ناقص او،پی کی وجہ سے یہ کاروائی کامیاب نہ ہوئی۔

علاقہ بدر میں فوج پر حملہ نومبر 2010 میں مجاہدین مغربی محاذ نے علاقہ بدر جنوبی وزیرستان میں پاکستانی فوج کے مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ مجاہدین کے گولے عین فوج کے مورچوں کے وسط میں جالگے۔ جس کی وجہ سے فوج نے جوابی کاروائی میں توپوں کی شیلنگ کی بھرمار کی۔ بعد از کاروائی مجاہدین بحفاظت اپنے مراکز پہنچے۔فوج کے نقصان کا علم نہ ہوسکا۔لیکن تجربہ یہ ہے کہ جب انہیں نقصان پہنچے تو وہ جوابی کاروائی بڑی شدت سے کرتے ہیں۔

بانگے والہ تحصیل سراروغہ میں کمین حملہ

نومبر 2010 کو تحصیل سراروغہ کے مضافات میں سراروغہ مکین سڑک پر واقع بانگے والہ میں مجاہدین نے سڑک کے کنارے گھات لگاکر فوجی کانوائی پر پہلے پہل ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا جبکہ بعد ازاں دوسرے گاڑیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ شروع کیا۔اس کاروائی میں موقع پر موجود کئی مزدور بھی ہلاک ہوئے۔جبکہ کئی فوجی بھی لقمہ اجل بنے۔اور ساتھ ساتھ کئی فوجی گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا۔اس کاروائی میں حلقہ وچہ خواڑہ حلقہ ڈیلے ودواتوئی وغیرہ کے مجاہدین نے حصہ لیا۔

سیڑہ نامی علاقے میں مجاہدین کا حملہ سیڑہ تحصیل سراروغہ کے مضافات میں شمار کیا جاتا ہے۔ مجاہدین نے فوج کے راستے میں گھات لگا کر پیدل جانے والی فوج کے جوانوں پر حملہ کیا۔ اس حملے میں چار فوجی جوانوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ جبکہ ایک مجاہد فوج کے جوابی کاروائی میں زخمی ہوا ۔اور باقی مجاہدین بحفاظت مراکز لوٹ گئے۔

نشپہ کلی میں بم دھماکہ ملنگ وچہ خواڑہ نے اس کاروائی کی تفصیل یوں بیان کی۔ کہ مجاہدین حلقہ وچہ خواڑہ نے نومبر 2010 میں نشپہ کلی کے قریب فوج ایک راستے کو پانی لینے کیلئے استعمال کر رہی تھی۔ اس میں ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح آٹھ بجے جب دو فوجی گدھوں کو لیکر وہاں پہنچے تو ریموٹ کنٹرول سے بم کو بلاسٹ کر کے دونوں فوجیوں کو واصل جہنم کیا۔ اس کاروائی کی ویڈیو فلم عمر میڈیا ضرب مومن نمبر پر موجود ہے

حلقہ جنتہ شکاری نرائی کے قریب بم دھماکہ 9 نومبر 2010 کو حلقہ جنتہ میں شکاری نرائی میں مولوی صاحب دین کے گھر کے قریب مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ جب فوجی جیپ گاڑی اس کی سیدھ میں آئی تو اس پر ریموٹ کنٹرول بم سے دھماکہ کیا گیا۔ جس میں گاڑی مکمل تباہ ہوا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اس دھماکے میں میجر حافظ زبیر ساکن راولپنڈی تین اور فوجیوں سمیت مارا گیا۔ تفصیل سیف اللہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

میر کنگئی سر مورچہ پر حملہ دسمبر 2010 میں مجاہدین حلقہ مکین نے ہلکے اور بھاری اسلحہ سے میر کنگئی سر مورچوں پر حملہ کیا۔ جس میں فصلاگت، ثقیلہ اور کلاشن کوف کا استعمال طالبان کی طرف سے ہوا۔ جبکہ فوج نے بھی ہلکے اور بھاری اسلحے سے جوابی کاروائی کی۔ طالبان حلقہ مکین کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ جبکہ فوج کے تین اہلکار ہلاک ہوئے۔

سرویکی میں بم دھماکہ دسمبر 2010 میں مجاہدین حلقہ برونڈ نے سرویکی میں جنڈولہ وانہ سڑک پر 2 ریموٹ بم نصب کئے۔ جن میں سے ایک ریموٹ بم کیساتھ ریلے سسٹم بھی لگایا، یہ ایک نیا تجربہ تھا، جب وہاں سے فوج گاڑی گذرنے لگی تو اسے ریموٹ بم سے نشانہ بنایا جسمیں 2 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، جب اسکی خیریت معلوم کرنے کے لیے سکاوٹس والے آپہنچے تو دوسرے ریموٹ بم کو مس کیا اور اسکی تاریں کاٹ ڈالی جب لمبی تار کو دیکھا تو وہ اسکے ساتھ چلتے گئے جب ریموٹ اور ریلے سسٹم کو نکالنے لگے تو اسکے ساتھ ٹیچ بارودی مواد کا دھماکہ ہوا جس سے دونوں سکاوٹس اہلکار ہلاک یا شدید زخمی ہوگئے، تفصیل مومن اور عامر وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

جنتہ چگ شکاری میں بم دھماکہ

سیف اللہ حلقہ جنتہ والے کے بقول نومبر یا دسمبر 2010 میں جنتہ چگ شکاری میں فوج نے اپنے لئے سڑک بنائی تھی۔اس میں مجاہدین جنتہ نے دو ریموٹ بم نصب کئے۔جب فوج کا ایک ٹرک گاڑی اور ایک ٹویٹا گاڑی اس کے سیدھ میں آئے تو اس پر ریموٹ کنٹرول بم سے دھماکہ کیا دھماکے کی شدت سے ٹرک گاڑی دور جا گری۔اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے۔ اکتوبر 2010 میں حلقہ جنتہ میں ایک فوجی کھڑے ہو کر پیشاب کر تا ہوا سنائپر گن سے نشانہ بنا کر اسے قتل کیا۔جبکہ بعد میں پتہ چلا کہ وہ کیپٹن ہارون تھا۔جو اس کاروائی میں مارا گیا۔اس کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر موجود ہے۔

ڈاڈی خڑاڑئی جنتہ میں بم دھماکہ 2010 میں بقول رحمٰن والی آف جنتہ اس دھماکے کی تفصیل یوں ہے۔کہ ڈاڈی خڑاڑئی حلقہ جنتہ میں ہم نے فوج کے ریکی مورچہ میں ریموٹ بم نصب کیا۔جب صبح کو فوج کے تین جوان وہاں پہنچ کر مورچے میں داخل ہوئے۔تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا۔جس میں تینوں کے تین مارے گئے۔جبکہ ان میں سے ایک دھماکے کی شدت سے دور جا گرا۔ عمر اور جند اللہ اسٹوڈیو پر اس کاروائی کی ویڈیو فلم موجود ہے۔جبکہ اس مورچے تک آنے والے راستے میں دوسرا بم نصب کیا تھا۔تاکہ دوسرے آنے والے فوجیوں کا استقبال ہو سکے۔جب سابقہ فوجیوں کی حالت معلوم کرنے کیلئے پہلے پہل دو فوجی آئے۔تو اس پر ریموٹ سے دھماکہ کیا۔جس میں دونوں دور جا گرے۔ صبح سات بجے سے ظہر تین بجے تک ان کی لاشیں بے سہارا پڑی رہیں کسی نے انکا نہ پوچھا۔ان دھماکوں کا منصوبہ ساز شیخ احمد محسود شہید تھا۔

نارے لکئے جنتہ میں دھماکہ رحمٰن ولی آف جنتہ کے زبانی کہ ہم نے 2010 میں نارے لکئے میں سڑک میں بارودی سرنگ (پرسنل بم) نصب کیا۔جس کی زد میں فوج کے راشن والا ٹرک گاڑی آیا۔ گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔یہ دھماکہ اتنا سفید تھا کہ اس سے پہلے ہم نے اس جیسا دھماکہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔کیونکہ یہ گاڑی آٹا اور چینی سے بھری ہوئی تھی۔

مروبی خواجہ گمنبد کے سامنے ٹیپ سر پر دھماکہ کمانڈر ملا منصور کے زبانی تفصیل یہ ہے کہ مصطفی عرف ماز دیگرائی نے ٹیپ سر کی جانب جانے والے راستے میں ریموٹ کنٹرل بم نصب کیا۔پانی لانے والے فوجیوں نے اس راستے سے خچر روانہ کئے۔تو جب وہ بم کی سیدھ میں آپہنچے تو ریموٹ کے ذریعے اس پر دھماکہ کیا۔جس میں فوجی بال بال بچ گئے۔اور اس کا ایک خچر مارا گیا۔

ٹنگہ وائی سر سلیمان شاہی گاؤں پر حملہ ان تمام کاروائیوں کا ماسٹر مائن حضرت عرف سیف اللہ تھا اس لئے تفصیل ان کی زبانی تحریر کی گئی۔سیف اللہ نے کہا کہ ہم مجاہدین حلقہ وچہ خواڑہ نے ٹنگہ وائی سر پر واقع فوج کے کیمپ کو ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنایا۔جبکہ فوج بھی جوابی کاروائی میں خوب ڈٹے رہی۔مجاہدین نے فصلاگت [ہشتادو] سے فوجی مورچوں کو ہدف بنا کر ان پر گولے برساتے رہے۔اکثر گولے عین مورچوں کے بیچ میں لگے۔اسی اثناء میں ہیلی کاپٹر بھی پہنچے۔جو کیمپ کی دوسری طرف اترے۔تو معلوم نہ ہو سکا کہ فوج کا کتنا جانی نقصان ہوا۔مجاہدین خیریت سے مرکز واپس پہنچے۔

تور سر چگ سرویک پر حملہ سیف اللہ نے کہا **2010 میں** فوج کے سرچ آپریشن کے دوران تور سر چگ سرویک پر فوج نے قبضہ کیا۔مجاہدین حلقہ وچہ خواڑہ نے اس پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔جس کی وجہ سے اس پہاڑی میں آگ لگی۔لیکن فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہو سکا۔

مادی نرائی کیمپ پر حملہ سیف اللہ کے بقول 2010 میں مادی نرائی کیمپ پر فصلاگت اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں فصلاگت کے دو گولے عین کیمپ پر جالگے۔ لیکن فوج کے نقصان کی تصدیق نہ ہوسکی۔

میراگاؤں کے قریب فوجی مورچوں پر حملہ سیف اللہ نے کہا، کہ ہم نے 2010 میں میراگاؤں کے قریب فوجی مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جس میں فصلاگت کے چار گولے عین مورچوں پر جالگے لیکن فوج کی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔اور مجاہدین سلامت رہے۔

سراروغہ پر مارٹر عملیات 2010میں جب حکومت نے متاثرین کی اپنے علاقوں کی طرف بحالی کا سلسلہ شروع کیا۔ تو ان دنوں میں ہم نے [سیف اللہ] سراروغہ پر مارٹر عملیات کئے۔ جس میں آئے ہوئے چند آئی ڈی پیز زخمی ہوئے۔ لیکن فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔

سلیم کئی تنگئے سر پر حملہ مولوی مدنی کے بقول کہ 2010 میں ہم نے سلیم کئی تنگئے سر پر قابض فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا ۔جس میں فوج کے دو خیمے جل گئے۔ جس میں فوج کا بہت مالی نقصان ہوا۔ لیکن جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہوسکی۔

پاکستانی فوج کا جنیوا عالمی معاہدے کی خلاف ورزی

2010 میں مجاہدین حلقہ سپینکئی رغزائی نے جب دوبارہ اپنے علاقے میں فوج کے خلاف جو آپریشن راہ نجات میں مشغول تھی۔ کاروائیوں کا آغاز کیا تو اس دوران علاقہ کلکلہ سپینکئی رغزائی میں 2500 پرسنل مائن زمین سے نکالے ۔جو فوج نے راستوں میں نصب کئے تھے۔ جبکہ علاقہ برونڈ میں سریلہ نامی علاقے میں فوج نے پرانے زمانے کی غاروں میں یہی پرسنل مائن نصب کئے تھے۔ اور یہی سلسلہ علاقہ جالندر ،لاڑے ،کنڈے میلہ ،اور زیارت سر وغیرہ میں جاری رکھا تھا۔ جن جن علاقوں میں فوج نے کیمپ بنا رکھے ہیں وہاں پر پرسنل مائن اپنی حفاظت کی خاطر دور علاقوں میں نصب کئے ہیں۔

حلقہ بدر میں بارودی سرنگیں 2010 میں مجاہدین حلقہ بدر نے کمانڈر منتظر کی سربراہی میں 3 بارودی سرنگیں محبند کے علاقے میں نصب کئے جن میں ایک وہاں پانی چشمہ کے ساتھ دوسرا بنگہ خیل منزہ میں چشمہ کے ساتھ نصب کیا، لیکن ان میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ تفصیل عدنان کی زبانی لکھی ہے۔

شولام سپین مسجد کے قریب دھماکہ شولام سپین مسجد کے قریب کھائی یا بارانی نالے میں خیسورہ جانے والی سڑک کے کنارے میں مجاہدین حلقہ بدر جسمیں عابد، آصف وغیرہ شامل تھے انہوں اسی جگہ ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا، جب فوجی ٹرک گاڑی وہاں سے گذرنے لگی تو اسکو ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بناکر دھماکے سے تباہ کیا، لیکن اس فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ حبیب بدروالے کی زبانی یہ واقعہ تحریر کیا ہے۔

صدیق خان کی شہادت صدیق خان ولد شاہ محمود دیگا خیل حلقہ بدر کسی کام پر میر انشاء گیا تھا وہاں پر ہوٹل میں بیٹھے مجاہدین کی مجلس میں اچانک ایک ساتھی کی کلاشنکوف لوڈ تھی جو غلطی سے چلی جس سے ایک گولی صدیق کو لگی جسکی وجہ سے زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوا۔

تیارزہ قلعہ کے قریب ملک پیر محمد لنگر خیل کے گھر کے قریب دھماکہ 2010 میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے ملک پیر محمد لنگر خیل تیارزہ کے گھر کے قریب خیسورہ وانا سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی جسکی زد میں فوجی ٹویٹا گاڑی آئی اور دھماکے سے تباہ ہوئی مقامی کمیٹی ممبران کے بقول اس دھماکے میں 6 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔ واقعے کی تفصیل نور حسن بابا عرف داداللہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

آپریشن راہ نجات کے دوران پڑوسی اقوام کا کردار

شروع ہی سے قبائل میں آپس کی بغض وعداوت اور دشمنی انکے زندگی کا حصہ ہے معمولی باتوں پر قتل وغارت تک مسئلہ پہنچ جاتا ہے۔
چنانچہ ہر فریق دوسرے کو زیر کرنے کیلیئے موقع کی تلاش میں رہتا ہے جغرافیائی لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو علاقہ محسود کے تین اطراف میں وزیر قبیلہ آباد ہے یعنی شمال، مغرب، جنوب میں اور مشرق میں تقریباً بیٹھنی قبیلہ آباد ہے۔ خصوصاً احمد زائی وزیر قبیلہ اور بیٹھنی قبیلہ کے ساتھ محسود قبیلے کی اکثر وبیشتر جنگیں ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ ان تین قبیلوں میں خصوصاً قومی تعصب ایک دوسرے کے خلاف زیادہ ہے۔
چنانچہ جنوری 2008 میں سردی کی جنگ میں ترکستان بیٹھنی نے پاکستانی فوج کا ساتھ دیا۔ جب فوج نے علاقہ محسود کے مشہور علاقے سپنکئی رغزائی کوٹکئی تک علاقے پر قبضہ کیا تو فوج کے زیر قبضہ علاقے میں عوام الناس کے گھروں سے قیمتی اشیاء کے منتقلی میں فوج کے علاوہ ترکستان بیٹھنی گروپ نے بھی خوب حصہ لیا۔ البتہ اجتماعی لحاظ سے بیٹھنی قوم کا اس میں حصہ نہ تھا۔ یوں جب آپریشن راہ نجات مئی 2009 میں محسود قبیلہ کے خلاف شروع ہوئی تو جب یہ سلسلہ 2010ء میں داخل ہوا تو پاکستانی فوج کے مظالم سے محسود عوام تنگ آئے اور اپنے علاقوں سے ہجرت کر گئے اور علاقہ فوج کے زیر قبضہ آیا ٹانک وانہ سڑک اور ٹانک میں براستہ سپنکئی رغزائی ٹو سراروغہ مکین اور مکین سے براستہ کانیگرم خیسورہ سڑک پر قبضہ کیا جبکہ آس پاس کے 60 فیصد علاقے پر طالبان کا قبضہ تھا چنانچہ 2010ء میں جنوب میں واقع وانہ اور سپین کے احمد زائی وزیر قبیلے کے لوگوں نے فوج کے زیر اثر علاقے خیسورہ اور مدیجان سرویکئی وغیرہ علاقوں کے گھروں سے قیمتی سامان اور گھروں کے دروازے اور چھتیں بھی لے گئے۔ اور باغات بھی کاٹ ڈالے۔
جنوب مغرب میں واقع شکئی کے احمد زائی وزیر قبیلے کے لوگوں نے بھی یہی رویہ اپنایا کہ خیسورہ شہر سے تمام تر قیمتی سامان اور دروازے اور چھتیں منتقل کر گئے اور بالاخر اس پر بس نہ ہوا جنگلات بھی کاٹنا شروع کئے جبکہ ان دونوں علاقوں میں احمد زائی وزیر کے لوگ جو وانا وزیر سے مشہور ہے جو کچھ کر رہے تھے یہ فوج کی اجازت اور سرپرستی میں کر رہے تھے۔ بالاخر محسود طالبان کی مداخلت پر یہ سلسلہ کچھ حد تک روک گیا۔ یہی سلسلہ رزمک کے باشندہ گان طوری خیل وزیر شاخ کے لوگوں نے بھی جاری رکھا محسود قوم کے عبدالائی قبیلے کے قلعہ نما کوٹ اور گھروں میں لوٹ مار کا بازار گرم کر لیا۔ اگرچہ ان قبائل کا یہ عمل پشتون کے پشتونوالی اور قبائل کی قبائلی غیرت وحمیت کے خلاف ہے اور ساتھ ہی اسلام اور اسلامی اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ اللہ جانے کہ ان تین قبیلوں کو کیا ہوا کہ اس سے اس موقعہ پر سب کچھ بھول گئے۔ کیونکہ مشکل حالات میں قبائل اور پشتون اقوام اپنے لوگوں سے غیر کے مقابلے میں دشمنی چھوڑ کر الٹا ہی انکا ساتھ دیتے ہیں۔ البتہ ان تین قبیلوں کے مہذب لوگوں سے شکوہ ضرور ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کی اصلاح قبائلی اور اسلامی روایات کے تحت رہتے ہوئے کیوں نہ کی جس نے قبائل کے سر شرم سے خم کئیں۔ اور ساتھ ہی رزمک مکین بونڈری لائن پر اسی قبیلہ نے قبضہ جمانا شروع کیا اور اس پر قلعہ نما کوٹ بنادیے جب 2017 کے شروع میں اہلیان مکین اپنے علاقے واپس آئے تو اس قضیے سے فوج کو باخبر کیا لیکن فوج نے اس کی بات ٹال دی بالاخر جولائی 2017 میں ملک سیف الرحمن کی سربراہی میں مکین کے عوام نے لشکر تیار کیا جو کلہاڑیوں اور ڈنڈوں سے مسلح تھا اور ان نو تعمیر شدہ عمارتوں پر دھاوا بول دیا اور اس پر پٹرول چھڑک کر اسے آگ لگادی جو اباً وزیر خوشحالی قبیلہ نے اس لشکر پر فائرنگ کی جس میں ایک شخص موقعہ پر ہلاک ہوا اور کئی زخمی ہوئے جبکہ زخمیوں میں بھی ایک زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا۔ جس پر محسود قبیلہ نے فوج سے شدید

احتجاج کیا اور پورے علاقہ محسود کے عوام نے مکین کا روخ کیا لیکن فوج نے ناکہ بندی کی اور اسے مکین پہنچنے نہ دیا، جس پر محسود قبیلہ نے فوج سے یہ مطالبہ کیا کہ یا تو ہمیں بھی اسلحہ کی اجازت دی جائے یا ان وزیر قبائل سے بھی اسلحہ جمع کیا جائے تو پھر اسکے بعد آگے دیکھا جائے گا۔

محسود قوم کو جاری کردہ اعلانات

عالمی دنیا میں یہی سلسلہ رائج ہے کہ ہر ملک اور ہر علاقے کے سربراہان اپنے عوام کو مختلف مواقع پر ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں اور مختلف اوقات میں ملک اور علاقے کو جو خطرات متوجہ ہوتے ہیں، تو وہ اپنے عوام کو ان سے باخبر رکھتے ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی جنوبی وزیرستان محسود ایریا میں بھی محسود طالبان کی شکل میں علاقے میں برسر اقتدار ابھر آئی اور انہوں نے علاقے کا نظم ونسق سنبھالا۔ چناچہ علاقائی صورت حال کو قابو میں لینے کے بعد حکومت پاکستان کی جانب سے ہر وہ امر جو علاقے میں بدامنی کا سبب اور محسود قوم میں بُعد پیدا کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا تھا ان سے محسود قبیلہ موقع بموقع مطلع کیا جاتا رہا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بیت اللہ محسود کے دوراقتدار میں حکومت پاکستان کی جانب سے لویز فورس کی بھرتیاں شروع ہوئیں۔ محسود قوم کو اپنا کوٹہ ملا۔ لیکن بیت اللہ محسود نے محسود قبیلہ کے مشران اور علماء کو متنبہ کرکے اسکے خراب نتائج سے آگاہ کیا۔ چنانچہ محسود قبیلہ نے اس آفر کو ٹھکرادیا۔ دوبارہ 2010 میں جب متاثرین کے واپسی کا عمل شروع کیا تو اس دوران لویز بھرتیاں پھر شروع ہوئیں اس بار پھر مجاہدین محسود کے امیر مولوی ولی الرحمن نے قوم کو متنبہ کیا ۔غرض ہر حال میں محسود قوم کو اس میں حصہ لینے سے روکا گیا۔ کیونکہ حکومت کا مقصد اس سے یہ تھا کہ لویز فورس میں بھرتی لوگ قبائل ہے وہ طالبان سے لڑائینگے کہ اسکی سبب قبائل میں طالبان اور قوم میں نفرت اور دشمنی کی فضاء قائم ہو جائے گی جیسا کہ ہوا لیکن اسکے باوجود بھی بعض لوگ نوکری کی لالچ میں اکر لویز میں بھرتی ہوئے۔

محسود مجاہدین کی جانب محسود قبیلہ کو اخری انتباہ۔ جسکی اصل کاپی حاصر خدمت ہے۔

پیغام بنام قوم محسود

عنوان

لیویز بھرتی

محترم قوم درے محسود کے قابل احترام علماء کرام۔ محترم قوم درے محسود کے تجربہ کار سفید ریش بزرگو
محترم قوم درے محسود کے سنجیدہ قومی مشران۔ محترم قوم درے محسود کے تعلیمی یافتہ حضرات

گواہ رہو گواہ رہو گواہ رہو

(۱) لیویز میں بھرتی امریکی ایجنٹو کی ایک سازش کا نام ہے۔

(۲) لیویز بھرتی تحریک طالبان پاکستان کے خلاف ایک لشکر کی تیاری کا نام ہے۔

(۳) لیویز بھرتی محسود قوم کا جنوبی وزیرستان میں مجاہدین کے خلاف۔ اسلحہ اُٹھانے کے پروگرام کا نام ہے۔

(۴) لیویز بھرتی یہود ونصاری کیلئے قربانی دینے کا نام ہے۔

(۵)لیویز میں بھرتی اپنی محسود قوم کو آپس کی دیرینہ دُشمنی میں دھکیلنے کا نام ہے۔

(۶)لیویز میں بھرتی طاغوتی حکمرانوں کی مقاصد کو پورا کرنے کا نام ہے۔

(۷)لیویز میں بھرتی اپنی دُنیا اور اخرت کو تباہ وبرباد کرنے کا نام ہے۔

غیرت مند اسلام پسند محسود قوم کے نوجوانو

ایک ہمدردانہ مخلصانہ، نیک خواہانہ، مشفقانہ، اور محبت بھرا برادرانہ مشورہ پیش خدمت ہے۔ کہ جنوبی وزیرستان حلقہ محسود مجاہدین کے خلاف لڑنے کیلئے لیویز میں بھرتی ہونے کے فیصلے پر نظر ثانی کرو۔

منجانب: تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود جنوبی وزیرستان

قبائل کی آزدی اور انکی حریت کو چھیننے کے لیے بیسیوں طاقتوں نے زور آزمائی کی لیکن کوئی بھی اسکو ختم کرنے میں کامیاب نہ ہوا فرنگی نے ۱۰۰ سال تک ان پر جبر واستبداد ظلم وبربریت کی انتہاء کردی لیکن ناکام نامراد لوٹا امریکی ایماء پر پاکستان کے غلام ادارے فوج اور سول حکومت نے انکی حریت اور آزادی کو غلامی میں تبدیل کرنے کیلئے تمام تر حربے آزمائے (۱)مثلاً انکی بے پناہ قتل وغارت (۲)انکو معمولی معمولی باتوں پر عقوبت خانوں میں بند کرنا اور وہاں سے انکی لاشیں نکال نکال کر ورثاء کے حوالے کرنا(۳)مالی لحاظ سے قبائل بالخصوص محسود قبیلہ کو مفلوج کرنے کیلئے ان کو پکڑ پکڑ کر پھر رقم کے بدلے رہا کرانا تاکہ ہر لحاظ سے یہ لوگ مفلوج بن کر رہیں اور انکی آزادی کی ذہنیت غلامی کی زندگی گذارنے کی عادی ہو جائے۔(۴)ان قبائل کو اپنے علاقوں سے جلاوطن کرنا مختلف آپریشنوں کے نام سے جس سے مقصد یہ تھا کہ وہ پاکستان کے مختلف شہروں میں نیم برہنہ معاشروں میں رہ کر اپنی معاشرتی اور قبائلی روایات سے دور ہو کر دوسرے معاشروں کے عادی بن جائے۔بالخصوص محسود قبیلہ کے ان چاروں اور اس آخری سزاء پر خوب زور لگایا گیا۔کیونکہ دوسرے قبائل کو جلد ہی سال یا دو سال کے بعد واپس کیا گیا لیکن محسود قبیلہ مئی 2009 سے اپریل 2017 تک واپس نہ کیا گیا۔تاکہ وہ خوب اپنی ثقافت اور طرز معاشرت سے عاری ہو جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بھی محسود مجاہدین نے اپنی قوم (قبیلہ) کو ان الفاظ میں ان خطرات سے آگاہ کیا۔یوں ہر موقع پر انہیں متنبہ کیا جاتا رہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنوبی وزیرستان قوم محسود کے نام پیغام

پاکستانی حکمران اور افواج دہشت گردی کے نام قبائلی معاشرت کو مغرب سے درآمد شدہ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت درہم برہم کرنے اور قبائلی عوام کو بذریعہ جنگ دربدر کرکے اُن کو ہر قسم کے ناقابل قبول معاشرتی اقدار کو قبول کرنے پر مجبور کر رہے ہیں مغربی تہذیب لانے والوں کے مذموم مقاصد یہ ہیں کہ قبائلی علاقہ جات کے صاف وشفاف اور اسلامی روایت پر استوار مستحکم اقدار ختم کیا جائے اور اُس کی جگہ مغربی جمہوری اور نیم برہنہ تہذیب کو فروغ دیا جائے جو کہ قبائلی عوام کے غیرت وحمیت اور مزاج وذہنیت کے بالکل خلاف ہے قبائلی نظامِ معاشرت صدیوں پر محیط ایک مستحکم وپائیدار روایات پر مبنی نظام ہے جو کہ غیرتِ دین ،اسلامی اخوت ،بھائی چارہ، پناہ ،جود وسخا، ایثار وقربانی اور وحدت فکر وحُریت پر یقین رکھتی ہے آج مغرب کے کاسہ لیس حکمران اور مخصوص نام نہاد پشتون مقتدر اور دین سے بیزار ٹولہ مختلف مذموم ہتھکنڈوں کے ذریعے قبائل کو اسلحہ کے زیور سے محروم کرنے اور جوہر حُریت کو ختم کرنے کے درپے ہے تاکہ یہ آزادی پسند قبائل ہمیشہ کے لیے غلام کے غلام بنے رہیں اور اُن کے ناپاک منصوبوں کی تکمیل میں رکاوٹ نہ بنے اس سلسلے میں کبھی قبائل کو

قومی دھارے میں شامل کرنے کبھی ترقی کے نام اور کبھی پارلیمنٹ کے بل کے ذریعے یافاٹا میں اصلاحات کے نام سے مختلف ترتیبات چلائے جاتے ہیں تاکہ قبائلی عوام پر مغرب کے اختراع کردہ انسانی حقوق کے چارٹر کی تنفیذ کی جاسکے جو کہ پاکستانی حکمرانوں سے امریکہ کا دیرینہ مطالبہ رہا ہے لہٰذا ہم اپنی غیور و جسور قوم محسود سے بصد احترام اپیل کرتے ہیں کہ حکومت کے کسی بھی ایسے سازشوں کا حصہ نہ بنے جس سے محسود قوم کی حرُیت وآزادی، غیرت وایمان اور تاریخی وقار پر آنچ آنے کا خدشہ ہو۔ دشمن کی ہر سازش وحربے کوناکام اور اپنی روشن روایات کو برقرار رکھنے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہونے کے لیے متحد ومستحکم رہیئے ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

مجاہدین محسود جنوبی وزیرستان

آپریشن راہ نجات انگڑائیاں لیتا ہوا 2011 میں داخل ہوا

خسوپنگہ کیمپ حملہ

جنوری 2011ء کو علاقہ لاڑے خسوپنگہ کے کیمپ پر مجاہدین حلقہ جاڑائی اور حلقہ تنگئی کے مجاہدین نے مشترکہ کاروائی کی۔ حالانکہ چاروں طرف برف بھی پڑی تھی۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ بعد از عصر مغرب سے آدھا گھنٹے پہلے پچھتر آر آر اور ایس،پی،جی، نائن اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے کیمپ پر حملہ کیا گیا۔ کیمپ کو ایسا ہی دبا کے رکھ دیا۔ کہ فوج نے جوابی کاروائی میں فائر نہیں کیا۔ جبکہ آس پاس کے

دوسرے کیمپوں سے فائر ہوتی رہی۔ اور توپ خانہ بھی بے دھڑک استعمال ہوتا رہا۔ اس کاروائی میں مجاہدین بحفاظت واپس ہوئے۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان کا پتہ نہیں چلا۔ اس کی ویڈیو فلم ضرب مومن پر موجود ہے۔

ایف، آر جنڈولہ کڑی وام میں ریموٹ بم دھماکہ جنوری 2011ء موسم سرمہ میں مجاہدین محسود نے کڑی وام جنڈولہ میں ایک ریموٹ بم نصب کیا۔ جب پیدل آنے والی فوج کا ایک دستہ وہاں پر آپہنچا۔ تو ریموٹ سے اس پر دھماکہ کیا۔ میڈیا رپوٹ کے مطابق اس میں دو فوجی مارے گئے۔ جبکہ ایک زخمی ہوا۔ تفصیل سفیر اللہ چگملائی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

ایف آر جنڈولہ شیخان قلعہ گرنڑے پر تعارض 2011ء موسم سرمہ میں جنوری یا فروری میں مجاہدین محسود نے کمانڈر ذبیح اللہ اور کمانڈر مولانا خواجہ محمد عرف مدنی کے زیر قیادت ایف آر شیخان گرنڑے قلعہ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جس میں آر،پی،جی اور فصلاگت وغیرہ کا استعمال زیادہ ہوا۔ کافی لڑائی کے باوجود مجاہدین قلعہ فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اس لڑائی میں دو طالبان زخمی ہوئے۔ جبکہ ایف، سی[بارڈر] والوں کے جانی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔

نیٹو آئل ٹینکر پر بمقام چمن بارڈر حملہ 15 جنوری 2011 کو نیٹو آئل ٹینکر پر چمن بارڈر پر حملہ ہوا جس کی ذمہ داری اعظم طارق نے قبول کی۔

اینزر سڑک کوٹ کنڑ میں بم دھماکہ جنوری یا فروری 2011ء میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے شکئی وانا سڑک پر بمقام اینزر کوٹ کنڑ میں نصب کیا۔ جس کی زد میں فوجی ٹرک آئی جو گہرے کھائی میں جا گرا۔ اس میں فوج کی جانی تلافات کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ اسی ہی علاقے میں انہی مجاہدین خیسورہ نے ایک ریموٹ بم کے ذریعے فوجی ٹویٹا گاڑی نشانہ بنادی۔ جس میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔ لیکن جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہوسکے۔ اسی علاقے اور اسی زمانے میں ایک اور ریموٹ بم کے ذریعے غلطی سے وزیر قوم کے ایک عام گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔ جس میں دو سواریاں شہید ہوئے۔ اصل ہدف کمیٹی کے سردار تھے لیکن ایک جیسی گاڑی ہونے کی وجہ سے عوام کا نقصان ہوا۔ واقعات کی تفصیل ملنگ وغیرہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

ایف آر منزے میں کمین فروری 2011ء میں ایف آر منزے میں جنڈولہ سڑک پر مجاہدینِ محسود نے کمانڈر ذبیح اللہ اور مولانا خواجہ محمد عرف مدنی کی سربراہی میں گھات لگا کر انتظار کررہے تھے کہ اچانک ایک سرکاری گاڑی کمین گاہ آپہنچی۔ جس پر حملہ کیا۔ جس میں سوار سرکاری عملہ زخمی ہوا۔ ڈرائیور گاڑی بھگا کر فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ گاڑی کو جزوی نقصان ہوا۔ تفصیل سفیر اللہ عرف عثمانی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

علاقہ جنتہ میں سنائپر کاروائیاں جنوبی وزیرستان علاقہ محسود کے حلقہ جنتہ میں فروری 2011 کو مجاہدین نے سنائپر گن سے ایک فوجی کو نشانہ بنا کر قتل کیا۔

شیر نہ نرائی سرکائی منزکائی فروری 2011 میں شیر نہ نرائی سرواری میلہ کے قریب مجاہدین محسود نے سڑک میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ جب فوجی ٹرک اس کی سیدھ میں آیا تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے زوردار دھماکہ کیا۔ جس میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی بعد میں پتہ چلا کہ یہ گاڑی راشن سے بھری تھی۔ اس میں کتنی ہلاکتیں ہوئیں اس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ البتہ بقول عدنان دوسرے روز اس گاڑی کو لے

جانے کیلئے فوجی آئے۔ جس پر مجاہدین نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں کچھ فوجی زخمی ہوئے جبکہ ساتھ ساتھ سنائپر گن سے انہیں نشانہ بناتے رہے جس میں دو فوجی واضح ہلاک کیئے گئے۔

خیسورہ مفتی جہانگیر کوٹ کے قریب (پاہ) میں دھماکہ فروری 2011 میں مجاہدین حلقہ خیسورہ و مجاہدین مجموعہ استاد فاروق پنجابی نے خیسورہ محی خیل مفتی جہانگیر کوٹ کے قریب نالے میں بارودی مواد نصب کیا جب اس سے فوجی ٹویٹا گاڑی ٹکرا گئی تو وہ دھماکے سے پھٹ کر گاڑی کو لے ڈوبی اس دھماکے میں اہل علاقے کے بقول 9 فوجی ہلاک ہوئے کاروائی کے ماسٹر مائن جنان بنوچی اور کمانڈر خطاب خیسورہ تھے

بدر کے علاقے چنار منزہ میں فوج پر حملہ فروری 2011 میں عمر خالد کی تحریر کے مطابق مجاہدین حلقہ سام نے بدر کے علاقے چنار منزہ میں کمانڈر صفان برکی کے زیر قیادت فوج پر اس حالت میں حملہ کیا کہ وہ پٹرول آرہ سے چیڑ کے درخت کاٹ رہے تھے اور آس پاس برف پڑی تھی۔ مجاہدین نے ہلکے ہتھیاروں ثقیلہ اور کلاشن کوف سے ان پر فائر کھول دیا۔ جس کے نتیجے میں تین فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے کاروائی کی ویڈیو عمر میڈیا پر موجود ہے۔

سرویکئی پستے میں بم دھماکہ فروری یا مارچ 2011 میں مجاہدین حلقہ بروند نے سرویکی کے نزدیک پستے کے علاقے میں وانہ جنڈولہ سڑک پر ریموٹ بم نصب کیا، جب فوجی گاڑی وہاں سے گذرنے لگی تو ریموٹ کنٹرول سے اسے نشانہ بنایا لیکن اس میں نقصان کا اندازہ معلوم نہ ہو سکا۔

شاہولی سڑک پر بم دھماکہ فروری یا مارچ 2011 میں اس واقعے کی تفصیل مولوی منصور کی زبانی یوں ہے، کہ انور رحیم عرف زنگڑوال [شہید] وغیرہ مجاہدین نے شاہولی سڑک میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ وہاں سے گزرنے والی فوجی ٹویٹا گاڑی ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بنائی گئی۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ گاڑی دور ایک کھائی میں جا گری۔ چونکہ یہ علاقہ وزیر قوم کا ہے جس کی وجہ سے شاخی مار وزیر قبیلہ نے احتجاج کیا اور مجاہدین کے خلاف علاقے میں سرگرمیاں شروع کی۔ اس دھماکہ میں فوج کے جانی نقصان کی تعداد کا علم نہ ہو سکا

علاقہ مشتہ کا گراو اور جلاو

23 مارچ 2011 کو پاکستانی فوج نے لدھا اور کانیگرم کی طرف سے ایڈوانس کر کے علاقہ مشتہ پر حملہ کیا پہلے پہل توپ خانے کی شدید بمباری کی گئی بعد میں فوج نے علاقہ پر قبضہ کر کے پورے علاقہ مشتہ کے قلعہ نما کوٹ اور اونچے برج گاؤں اور قصبوں کے گراو اور جلاو کا عمل شروع کیا یوں مشتہ کے مظلوم محسود عوام کے 70 سالہ محنت و مزدوری سے بنے ہوئے قلعہ نما گھروں کو منٹوں ہی میں ملیامیٹ کر گئے اور سابقہ فرنگی دور کے برٹش افواج کی سنت کو پاکستانی فوج نے زندہ کیا یاد رہے اکتوبر 2009 سے یہ علاقے اپنے مکینوں سے خالی تھا اسکے باشندے پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہجرت کی زندگی گذارنے پر مجبور تھے، لیکن پاکستانی فوج نے امریکہ کو خوش کرنے کیلئے اسکو جلا کر صلے میں ڈالر وصول کیئے۔

شیر نہ نرائی پر فوج کے کمین گاہ پر حملہ

مارچ 2011 میں مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی کاروائی کیلئے جا رہے تھے۔ کہ ان کو پتہ چلا کہ راستے میں فوج نے گھات لگائی ہے۔ مجاہدین نے چھپ چھپا کر اس پر حملہ کیا۔ اور خصوصاً سنائپر گن سے اس کو نشانہ بناتے رہے۔ مجاہدین کی اس کاروائی میں اللہ کی نصرت سے واضح دو فوجی مارے گئے اس کے علاوہ مذید پتہ نہیں چلا کہ کل کتنے مارے گئے۔ فوج نے بدحواسی کے عالم میں اس جگہ سے واپسی کی اور بہت قیمتی سامان ان

سے رہ گیا۔ جس پر مجاہدین نے قبضہ کیا۔ جس میں فوجی ضرورت پوری کرنے والی فوجی نقشے، زاویہ، تین عدد آر، پی، جی گولے، تین عدد میگزین اور دیگر سامان شامل تھا۔ واقعے کی تفصیل اخلاص یار حلقہ سرکائی ماسکائی کی زبانی تحریر کی گئی۔

مارچ 2011 میں سخت سردی سے مجاہد ثاقب کی شہادت

حکومت پاکستان کا علاقہ محسود پر مسلط کی گئی جنگ میں مجاہدین کی بے پناہ قربانیوں میں ایک قربانی حلقہ ڈیلے کے ایک مجاہد محمد ثاقب نے بھی دی۔ واقعہ کچھ یوں ہے۔ مجاہدین محسود جہاد پاکستان میں حصہ لینے کے لئے مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے اپنے علاقے تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسی سلسلہ میں مجاہدین کا ایک دستہ میران شاہ سے براستہ میر علی خیسورہ، شکتوئی سے ہوتا ہوا زانگاڑہ پہنچا۔ وہاں سے دواتوئی کو پار کرتا ہوا راستے میں ان پر سخت بارش اور ژالہ باری ہوئی۔ جبکہ اسی حالت میں رات کے وقت سپینہ میلہ کے قریب پہنچے۔ تو اس دستہ میں شریک ایک مجاہد ثاقب ولد شمال خان برومی خیل حلقہ ڈیلے راستے کی تھکن اور سخت سردی کی تاب نہ لاکر بیمار ہوا۔ ساتھیوں کے سہارے سے توڑا سفر طے کر کے آخر کار چلنے سے عاجز ہوا۔ جس کی وجہ سے ان کے ساتھیوں نے مرکز ڈیلے اطلاع کی۔ اطلاع ملتے ہی مرکز سے ساتھی روانہ ہوئے۔ جب یہ ساتھی ثاقب سے ملے تو اسوقت ثاقب زندگی کی آخری سسکیاں لے رہا تھا۔ بالاخر سخت سردی اور راستے کی صعوبتوں کی تاب نہ لاکر چل بسے۔ ان للہ وان الیہ راجعون۔ بعد ازاں مجاہدین نے ان کی لاش وہاں سے کندوں پر اٹھا کر انکے آبائی گاؤں برومی خیل پہنچایا۔ اور وہاں آبائی قبرستان میں انہیں سپرد خاک کر دیا۔

سرنزائی حسن پنگہ میں کمین مارچ 2011 میں ثواب میلہ میں رہائش پزیر فوج ریکی کرنے کیلئے روزمرہ کے حساب سے حسن پنگہ آتی رہتی تھی۔ اس پر ہم چار مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس میں تین فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ ایک فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ اس روز کمانڈر سیلاب بھی کاروائی کے لئے آیا تھا۔ لیکن وہ جگہ پر خطاء ہوا۔ اور کاروائی نہ کرسکا۔ تفصیل قاری گل محمد کی زبانی تحریر کی گئی۔

جنوبی وزیرستان عبدالودانی کے قریب کونڈسر میں دھماکہ

مارچ یا اپریل 2011 میں مجاہدین حلقہ جاٹرائے ڈیلے براق شہید وغیرہ نے عبدالودانی گاوں کے جنوب میں کونڈسر نامی پہاڑی پر واقع فوج کی ریکی مورچہ میں ریموٹ بم نصب کیا جسکی زد میں ایک فوجی آکر دھماکے سے ہلاک ہوا تفصیل ابو یحیٰ وحمزہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

خیسورہ احمد گل سکول کے پاس نیچے خوڑ میں بم دھماکہ

مارچ یا اپریل 2011 میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے نانو خیل احمد گل سکول کے قریب نیچے خوڑ میں بارودی سرنگ نصب کی۔ جس کی زد میں فوجی ٹرک گاڑی آئی۔ جس میں میڈیا پر جاری حکومتی رپورٹ میں تین ملیشیا فورسز کے اہلکار کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی گئی۔ واقعے کی تفصیل نور حسن بابا کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

مومی کڑم ملک گل ساخان کے گھر کے قریب بم دھماکہ

2011موسم بہار کی پہلے تشکیلات میں مومی کڑم ٹو خیسورہ جانے والی عمومی سڑک میں بقول مولوی اخلاصیار کہ ہم نے ایک ریموٹ بم ملک گل ساخان کے گھر کے قریب موڑ میں نصب کیا۔اس بم کی ریکی ہم بوسپہ نامی جگہ سے کررہے تھے ۔کیونکہ بم نصب کرتے وقت فوج نے ہم پر فائرنگ کیا۔ جس میں ہم بچ نکلے ۔سات دن تک ہم انتظار کرتے رہے کیونکہ فوج ڈر رہی تھی کہ دھماکے کی زد میں نہ آجائے ۔ساتویں روز فوجی گاڑی کا وہاں پر آتی ہوئی نظر آئی۔ جس کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے نشانہ بنایا لیکن بظاہر گاڑی کو جزوی نقصان ہوا۔فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہیں کی جاسکتی۔

نوڑی سر پوسٹ کا اہلکار سنائپر گن سے ہلاک اپریل 2011 میں بقول مولوی سندانی میں ایک ترکمن مسمیٰ جاوید جو ایک ماہر نشانہ باز تھے کو لیکر جب نوڑی سر (بدر) کے علاقے پہنچے تو وہاں پر پوسٹ پر ڈیوٹی دیتا ہوا اہلکار کو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر جہنم واصل کیا۔

کانیگرم سکندرہ میں پانی چشمے کے قریب بم دھماکہ

اپریل 2011 میں عمر خالد کے تحریر کے مطابق مجاہدین حلقہ سام نے کمانڈر فولادیار عرف تور ملا کے زیر قیادت کانیگرم شہر کے قریب سکندرہ میں فوجی کیمپ کے نزدیک پانی کے چشمے کے راستے میں دو ریموٹ بم نصب کئے۔یہ کاروائی بڑی مشکل سے انجام ہوئی۔جب صبح کو فوجی پانی لینے کیلئے وہاں آپہنچے۔تو اس پر دونوں ریموٹ بم بڑے زوردار دھماکے سے پھٹے۔ جس میں چار فوجی جہنم واصل ہوئے۔مجاہدین نے نعرہ تکبیر بلند کرکے واپسی کی۔

جنتہ میں سنائپر کاروائی جنوبی وزیرستان علاقہ محسود کے حلقہ جنتہ میں مجاہدین نے اپریل 2011 میں ایک سنائپر کاروائی میں ایک فوجی کو موت کے نیند سلادیا۔

لدھا پٹویلائی مگی وال میں طالبان دھماکے کی زد میں 10اپریل 2011 میں حلقہ لدھا کے تین مجاہدین نے فوج کے نصب شدہ پرسنل مائن نکالے۔اور بوری میں ڈالے تھے۔واپس اپنے مرکز جارہے تھے۔راستے میں بمقام مگی وال آرام کیلئے بیٹھ گئے۔کہ اچانک دھماکہ ہوا ۔جس کے نتیجے میں امیر اللہ ولد رسول محمد آباخیل حلقہ لدھا شہید ہوا۔شاہین اور میں [لالا] زخمی ہوئے۔دھماکہ اس لئے ہوا کہ ایک مائن اسی طرح بند بغیر کھولے بوری میں ڈالا تھا جس پر وزن آنے کی وجہ سے دھماکہ ہوا۔اور باقی سب مائن بھی اسی وجہ سے پھٹے۔واقعے کی تفصیل سید الرحمٰن لالا کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔(بے احتیاطی کا نتیجہ ہلاکت پر منتج ہوا۔عاصم)

منزے ایف، آر جنڈولہ خرغئی کے قریب بم دھماکہ اپریل 2011ء میں محسود طالبان نے منزے میں ٹانک جنڈولہ سڑک پر چھوٹے پل [بارانی پانی سے سڑک محفوظ کرنے کیلئے جو پل سڑکوں پر بنائے جاتے ہیں] میں ریموٹ بم نصب کیا۔جب فوجی کانوائی وہاں آپہنچی۔تو ان

میں ایک گاڑی کو ریموٹ سے نشانہ بنا کر دھماکہ سے اُڑا دیا۔ جسکی وجہ سے گاڑی کے پرخچے اُڑ گئے۔ اس کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر موجود ہے۔ ان تینوں کاروائیوں کی تفصیلات کمانڈر ذبیح اللہ ملنگ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

میسارہ فوج پوسٹ پر سنائپر حملہ 2011 موسم بہار کے ایام میں نجیب حلقہ لواڑہ نے میسارہ سر فوجی پوسٹ پر ایک فوجی کو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔ تفصیل عادل کی زبانی تحریر کی ہے۔

میر کنگئی مکین میں حملہ اپریل 2011 میں مجاہدین حلقہ مکین نے میر کنگئی سر مورچوں پر تعارض کیا۔ مورچے معمولی مزاحمت کے بعد فتح ہوئے۔ جبکہ فوجی اہلکار بھاگ نکلے۔ جب مجاہدین مورچوں میں داخل ہوئے تو مورچوں میں دھماکے ہوئے۔ جس میں طالبان بال بال بچ گئے ۔ یہ ایک فوجی چال تھی کہ مورچوں میں دشمن نے بم نصب کئے تھے۔ شائد ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بلاسٹ کئے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کامیاب نہیں ہوئے حکومتی دعوے کے مطابق اس حملے میں صرف دو فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ آزاد ذرائع سے ان کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ اس حملے میں طالبان کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ تفصیل حافظ فداء کی زبانی تحریر کی گئی۔

جھولے میلہ کیمپ پر سنائپر گن سے فائر اپریل یا مئی 2011 میں بقول جہانزیب کاکا محسود حلقہ موی کڑم کہ ہم ایک ترکمن نشانہ باز مجاہد کے ہمراہ جھولے میلہ کیمپ کے پاس پہنچے وہاں کمرے کی چھت پر بیٹھے ایک فوجی کو جو اخبار پڑھ رہا تھا سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔

عابد ولد محمد رحیم کی کرم ایجنسی میں دردناک شہادت
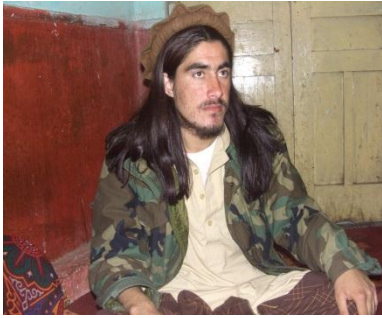
اپریل یا مئی 2011 میں عابد ولد محمد رحیم [دادک] سپنکئی رغزائی، کوٹکئی اور کچھ دیگر مجاہدین کی تشکیل حکیم اللہ محسود نے کرم ایجنسی کی ۔ تاکہ وہاں پر نور کماندان کو جو اصل میں افغانی تھا ، گرفتار کر کے میران شاہ لائے۔ جب مجاہدین نے ان پر حملے کی کوشش کی۔ تو اس نے مجاہدین پر فائرنگ کی۔ عابد وہاں دوکان میں بیٹھا تھا۔ وہ مجاہدین کے دفاع کے لئے بھاگے ۔ نور کماندان پر اوران کے ساتھیوں نے فائرنگ شروع کی۔ جس میں نور کماندان ہلاک ہوا۔ بعد ازاں مجاہدین وہاں سے گاڑی میں فرار ہوئے۔ اور عابد وہاں پر رہ گیا۔ عابد نے بھی جائے وقوعہ سے فرار ہونے کی کوشش کی۔ لیکن اہل علاقہ میں سے کسی نے اعلان کیا، کہ شیعہ لوگ آئے ہیں۔ انہوں نے نور کماندان وغیرہ کو قتل کیا ہے۔ [یاد رہے کہ کرم ایجنسی میں شیعہ سنی فسادات ہوتے رہتے ہیں] جس کی وجہ سے وہاں پر قوم نے چیغہ کر کے عابد کو محاصرہ کیا۔ اس وقت عابد نے ہاتھ اٹھائے اور قوم والوں کو گرفتاری دینے کا اشارہ کیا۔ جب وہ قریب ہوئے تو عابد نے گرنیڈ سے حملہ کیا۔ جس سے وہ خود شہید ہوا اور قوم میں سے بھی کئی افراد مارے گئے۔ قوم کے منتشر ہجوم نے جزبہ انتقام کے تحت عابد کی لاش گاڑی سے کچل دی۔ اور لاش کو مسخ کیا۔ حالانکہ عابد بڑا حسین و جمیل نوجوان تھا۔ اس واقعے کی تفصیل اس کے والد محمد رحیم اشنگی، اس کے بھائی امین اللہ اشنگی، اور دوسرے مجاہدین سپنکئی رغزائی مسمیٰ فضل اور دلاور وغیرہ کی زبانی تحریر کی۔ جبکہ عابد کی لاش کرم ایجنسی سے لاکر جنوبی وزیرستان حلقہ شکتوئی میں سپرد خاک کیا گیا

میٹرے رغزائی [جنتہ قبرستان] میں بم دھماکہ

10 اپریل یا 10 مئی 2011 میں مجاہدین حلقہ جنتہ نے 75 کلو وزنی بم چارپائی پر اٹھا رکھی تھی تاکہ اس سے کیمپ کو نشانہ بنا سکے۔ لیکن جب اس کو جنتہ قبرستان پہنچایا۔ تو رات کے تاریکی میں بھی فوج کو طالبان کے آمد کا پتہ چلا۔ اور اس پر فائرنگ شروع کی۔ جس کی وجہ سے مجاہدین نے

چارپائی قبرستان کے قریب چھوڑی۔ صبح کو جب فوجی جوان قبرستان پہنچے تو اسے میت کی لاش سمجھ کر فوجی چارپائی کے ارد گرد جمع ہوئے تو بم کو ریموٹ سے بلاسٹ کیا گیا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ وہاں قریب قبریں مسمار ہوئیں، جبکہ قریب قریب درختیں بھی جڑ سے اکھڑ گئے۔ اس حملے میں پانچ سپاہی مارے گئے۔ جو سب سے پہلے بم کے قریب آپہنچے تھے۔ جبکہ اس کے علاوہ کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔

خماٹہ مکین میں فوجی مورچوں پر حملہ مئی 2011 خماٹہ [مکین] میں فوجی مورچہ بنانے میں مصروف تھے، جس پر مجاہدین حلقہ مکین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ لیکن آزاد ذرائع سے فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

میر کنگئی سر پر عملیات مئی 2011ء میں فوج میر کنگئی سر مورچوں کو بنا رہی تھی اور عوام الناس کے چاجر [جس سے کمرے کی چھت بناتے ہیں] فوجی اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ اسی اثناء میں مجاہدین نے ان پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملہ کیا۔ جس کی منظر کشی ویڈیو فلم میں کی گئی ہے ۔جو قابل دید ہے۔ البتہ بظاہر اس کاروائی میں ایک فوجی کی ویڈیو فلم سے مارے جانے کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ جبکہ حقیقت تک رسائی نہیں ہو سکی۔ اور طالبان کا اس حملے میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔

شوئی بائی کلی حلقہ سر کائی ماسکائی میں بم دھماکہ مئی 2011 میں فوج ایک نئی سڑک بنا رہے تھے اسی سڑک میں شاکر اور تاج نے ریموٹ بم نصب کیا۔ جب فوج صبح کو سڑک بنانے کیلئے حاضر ہوئی تو ریموٹ سے ان پر دھماکہ کیا گیا جس کے نتیجے میں تین یا چار فوجی ہلاک ہوئے ۔ جس کی وجہ سے فوج نے سڑک چھوڑ دی۔ اور دوسری طرف سے نئی سڑک بنانی شروع کی۔ اس میں بھی وزن بم نصب کیا جس پر پیدل فوجی آئے اور بم زور دار دھماکے سے پھٹا۔ لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ واقعے کی تفصیل عدنان کی زبانی تحریر کی گئی ہے

آسمان منزہ میں ریکی مورچے میں بم دھماکہ

مئی 2011 میں مجاہدین نے، جن میں چار کا تعلق حلقہ سام سے تھا اور دو کا تعلق حرکت اسلامی ازبکستان سے تھا۔ عمر خالد کی تحریر کے مطابق انہوں نے آسمان منزہ میں مر دور الگڈ کے سائڈ پر فوج کی دو ریکی مورچوں میں، جس کو فوج رات کے وقت خالی کرتے تھے۔ چند دن ریکی کرنے کے بعد موقع پا کر عصر کے وقت فوجی لباس میں ملبوس مجاہدین وہاں پہنچے۔ جب پہلا مجاہد مورچہ کے قریب پہنچا، تو وہاں سپاہی بیٹھا ہوا دیکھا۔ مجاہدین نے آہستگی سے واپسی کی۔ اور قریب ہی تھوڑے فاصلے سے بیٹھ گئے۔ جب مغرب سے پہلے وہ فوجی کیمپ چلا گیا تو مجاہدین نے بڑی پھرتی سے جا کر وہاں موروچوں میں دو ریموٹ بم نصب کئے۔ اور بحفاظت واپسی کی۔ صبح تک انتظار کرتے رہے۔ جب صبح کو فوجی ڈیوٹی دینے آپہنچے تو پہلے ایک ریموٹ سے ان پر دھماکہ کیا۔ جبکہ تھوڑے وقفے کے بعد دوسرے ریموٹ کو چلایا۔ دونوں دھماکوں کے نتیجے میں چھ فوجی ہلاک ہوئے۔

مئی 2011 علاقہ وزئے نزائی تحصیل تیارزہ پر کمین

علاقہ وزئے تحصیل تیارزہ یہ علاقہ خیسورہ اور گور گورے کے درمیان واقع ہے یہاں پر آس پاس فوجی کیمپ ہے۔ اور وزئے نزائی سے ہوتے ہوئے راستہ زیارت سر کنڈے میلہ تک فوجی رصد کا راستہ جاتا ہے۔ اس راستے سے فوجی پانی اور دیگر ضروریات زندگی لے کر جاتے تھے مجاہدین نے ریکی کے دوران ان کا آنا جانا معلوم کیا۔ تو اس پر گھات لگا کر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وزئے سر کو دن کے وقت جانا مشکل تھا۔ اس لئے مجاہدین رات کے وقت وہاں پہنچے۔ اور راستے کے مشرقی جانب پہاڑی اور گھروں میں گھات لگا کر پوزیشن سنبھالی۔ صبح 7 سے

8 بجے کے دوران 6 فوجی بمع گدھوں کے آتے ہوئے نظر آئے۔ جن میں سے دو فوجی آگے آگے گدھوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ جبکہ دوسرے 4 فوجی پیچھے تقریباً 200 میٹر کے فاصلے آرہے تھے۔ جبکہ یہ چار فوجی ویڈیو بنانے والے فرد سے چھپے تھے۔ ان کے سامنے چھوٹا سا پہاڑ تھا۔ اس لئے اس کی ویڈیو نہ ہوسکی۔ جب وہ سب مجاہدین کے قابو میں آئے۔ تو اس پر فائر کھول دیا۔ پہلے دو میں ایک بھاگنے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ دوسرا گر پڑا۔ کچھ دیر وہاں پر وہ پڑا رہا۔ جبکہ بعد میں رولنگ کرتا ہوا نظر آیا۔ جس پر مجاہدین نے پھر فائر شروع کیا۔ اور اس کو وہاں پر ڈھیر کر دیا۔ جبکہ دوسرے چار فوجی جو ویڈیو میں نہ آئے، انکو وہاں پر موت کے گھاٹ اتار دئے۔ اس کاروائی میں 20 سے 25 مجاہدین نے حصہ لیا۔ جس میں حلقہ جاٹرائی کے مجاہدین کے ساتھ پنجابی طالبان بھی تھے۔ اور مجاہدین بحفاظت واپس مراکز پہنچے۔

مئی 2011 کو کاروان منزہ مامیت چلیرائی سر پر ھاون عملیات

علاقہ دواتوئی سے ایک پہاڑی سلسلہ آتا ہوا سپینہ میلہ ملک میلہ، کڑمہ، تاغیکائی، چلیرائی، لالثرے اور جلندر سے ہوتا ہوا کنڈے میلہ شیاتی نرائی زیارت سر سے نیچے اترتا ہے۔ جو وزئے نرائی گڑ دائی ڈکائی ٹو گاورہ سر کنڈیوم خیسورہ جا پہنچتا ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ پر اول سے اخر تک فوج نے قبضہ کیا ہے۔ جبکہ یہ پہاڑی مذکورہ بالا قصبات کے شمال میں واقع ہے۔ اور ہر قصبے والوں کے ساتھ جو بھی چوٹی ہے اس کا الگ نام ہے ۔ اس لئے ہر ایک کا صحیح نام معلوم نہ ہوسکا۔ بلکہ منسلک گاؤں کے نام سے اس کو لکھا گیا۔ اس لئے مامیت چلیرائی کے شمال میں واقع پہاڑی پر فوجی کیمپ پر ھاون عملیات کئے گئے۔ جبکہ یہ ھاون عملیات مجاہدین کے تازہ دم دستے نے کئے۔ جو حال ہی میں بھاری اسلحے کا تربیت کر رہے تھے۔ کیونکہ جنگ میں تربیت آسان ہوتی ہے۔ تجربہ گاہ ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ اور تمام گولے عین کیمپ کے آس پاس گرے۔ ماسوائے ایک گولہ کے جو خطاء ہوا۔ جبکہ اسی کے چند دن بعد ناناہیرہ پر پچھتر ہشتادو کا تجربہ تربیت کے ساتھیوں نے کیا۔ جبکہ پہلا گولہ صحیح ہدف نہ لگا ۔ دوسرا گولہ داغاوہ بھی خطاء ہوا۔ تیسرا گولہ قریب لگا۔ جبکہ چوتھا گولہ عین کیمپ کے وسط میں لگا۔

ناناہیرہ پر بی، ایم میزائل حملہ

انہی دنوں میں کہ ساتھیوں کی تربیت جاری تھی۔ ناناہیرہ سر پر تربیت کے ساتھیوں نے علاقہ چیر گلائی سے ایک عدد بی، ایم میزائل 8 بجے کے وقت داغا گیا۔ جس کی فلم موجود ہے۔ سیدھا جاتا ہوا کیمپ کے جنوبی جانب لگا۔ جہاں پر فوج کے ریکی مورچے بنے تھے مئی 2011 میں اس کے چند ہی دن بعد اس پر دوبارہ بی، ایم میزائل علاقہ لالثرے کے کھیتوں سے داغے گئے۔ جو اپنے ہدف سے خطاء ہوئے۔ لیکن ایک میزائل موی کڑم کی طرف پار ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ وہ سیدھا فوجی گاڑی پر جا گرا۔ جبکہ یہ رپوٹ ہم نے فوج کے وائرلس گفتگو سے معلوم کی

۔کہ وہ آگے اپنے کسی آفیسر کو رپوٹ دے رہے تھے۔اور ان سے کہا کہ نامعلوم مقام سے ایک راکٹ آکر گاڑی پر لگا جس میں دو جوان "شہید" ہوئے۔جبکہ انہی دنوں میں ایک اوربی،ایم مزائل ناناہیرہ پر داغا گیا۔جو ہدف سے ذرہ نیچے گرا۔

بند خیل غوڑہ سر بم دھماکہ

مئی 2011ء میں بند خیل غوڑہ سر میں مجاہدین دواتوئی نے فوج کی ریکی پوسٹ میں ایک بم نصب کیا۔جبکہ ایک دوسرا بم اس کے قریب نصب کیا۔جب ریکی کیلئے دو فوجی وہاں آئے۔تو ان پر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بم بلاسٹ کیا۔جس کے نتیجے میں ایک فوجی ہلاک ہوا۔جبکہ دوسرے کے بارے میں پتہ نہ چلا۔اس کی ویڈیو فلم ضربِ مومن کے نام سے جاری ہے۔دھماکہ اتنازور دار تھا کہ ہلاک شدہ فوجی کو ہوا میں اُڑ کر دور جاگرا،ان کی کمک کے لئے ہیلی کاپٹر آیا،تو دوسرے بم کو ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کیا لیکن اس میں کوئی جانی نقصان فوج کا نہ ہوا۔اس واقعے کی تفصیل گلانور اور کبری کی زبانی تحریر کی ہے۔

مومی کڑم چلیرائی ماناچلائی بم دھماکہ مئی 2011 میں مجاہدین حلقہ مومی کڑم نے بمقام چلیرائی ماناچلائی 4ریموٹ بم سڑک کنارے نصب کیئں جن میں سے آرمی والوں نے تین ناکارہ کئے جبکہ ایک ریموٹ بم کی زد میں 4 فوجی اہلکار آئے اور بم ان پر بلاسٹ ہوا البتہ ان ہلاکتوں کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔تفصیل سندانی ملا،کاکا،ابوالسیف کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

میران شاہ بائی پاس حدیث اللہ محسود کے گھر پر چھاپہ

خالد امیر صاحب، فضل، دلاور اور جیلانی وغیرہ کی زبانی

مئی 2011 میں میران شاہ بائی پاس کے کنارے گھر میں حکیم اللہ محسود کی موجودگی کے اطلاع پر فوج نے اس گھر کا محاصرہ کیا جبکہ اس گھر میں حدیث اللہ، جو حکیم اللہ محسود کے باڈی گارڈ تھے رہائش پزیر تھے جب حدیث اللہ نے فوج دیکھی تو سب سے پہلے گھر سے خواتین اور بچوں کو نکالا۔پھر خود نکلے اور فوج سے آمنا سامنا ہوا۔اور لڑائی شروع کی۔اسی ہی لڑائی میں حدیث اللہ شہید ہوا،جبکہ آپکے بھائی اور سالہ کو فوج نے گرفتار کر لیا۔اس وقت مجاہدین کو اطلاع ملی۔تو چاروں طرف سے طالبان، جس میں انصار ومہاجرین سب شریک تھے،فوج پر ٹوٹ پڑے۔فریقین میں شدید لڑائی ہوئی۔یہ لڑائی صبح سے مغرب تک جاری رہی۔اس میں بیسیوں فوجی[واضح 9 تھے]ہلاک ہوئے۔ جبکہ چار فوجیوں کے سر کاٹ کر مجاہدین نے میران شاہ بازار میں پھینکے۔اس لڑائی کی کمانڈنگ خان سعید عرف خالد امیر صاحب کر رہے تھے جبکہ اس لڑائی میں تین گاڑی بھی جلائے گئے۔اور ایک ٹرک گاڑی محسود فدائین نے جائے وقوعہ سے بھگا کر لے جانے میں کامیاب ہوئے۔اس گاڑی میں 40 سے 50 تک سواریاں بیٹھتی ہیں

۔پشتو میں اس کا نام زلزلہ گاڑی ہے۔اس کے علاوہ بھی مالِ غنیمت میں لاکھوں کا سامان اور اسلحہ ملا۔اور اس کے بعد فوج نے پھر کبھی وہاں چھاپہ نہیں لگایا۔

حلقہ برونڈ میں 2011 کے دوران کاروائیاں جنوبی وزیرستان حلقہ برونڈ میں پاکستانی فوج کے آپریشن راہ نجات نامی کے رد عمل میں حلقہ برونڈ کے مجاہدین نے بھی بہت ساری کاروائیاں کی لیکن انہوں نے ویڈیو فلمیں بنانے کی اہمیت نہیں سمجھی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ کاروائیاں میڈیا سے باہر رہی۔ ان کاروائیوں میں چند کاروائیوں کی تفصیل مولان رفیع الدین، مجاہد محمد اصغر اور مجاہد محمد یاسین وغیرہ سے معلوم کر کے تحریر کی گئی۔ لیکن ان کو صرف سال معلوم تھا، مہینہ اور دن معلوم نہیں تھے۔

لنڈی رغزائی چینی گاؤں میں دھماکہ 2011 میں حلقہ برونڈ لنڈی رغزائی چینی گاؤں میں مجاہدین برونڈ نے پرسنل مائن نصب کئے۔اس بارودی سرنگ سے فوجی ٹرک گاڑی ٹکرائی۔اور دھماکہ ہوا۔ جس سے گاڑی بمع سواریوں کے مکمل تباہ ہوا۔ جس میں کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا

شوال لکئ کے قریب کمین مئی یاجون 2011 میں ہم مجاہدین حلقہ قلندر بمع تین عرب مجاہدین کے شوال لکئی میں راستے کے کنارے گھات لگائے انتظار کر رہے تھے کہ اچانک تین فوجی دو گدھوں کو لیکر قریب پہنچے جبکہ اسی دوران ڑیپائی نامی ایک وزیر شخص بھی فوجی کو لسی دینے جارہا تھا۔جب چاروں قریب آپہنچے تو اس پر فائرنگ شروع کی۔ جس کے نتیجے میں دو فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ ڑیپائی نامی شخص اور ایک فوجی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے

پش زیارت سلامے کوٹ کے پاس حملہ مئی یاجون 2011 میں پش زیارت سلامے کوٹ کے قریب دوکانوں میں فوج نے کیمپ لگایا تھا ۔وہاں پر موجود 30 فوجیوں اور دو گاڑیوں پر ثقیلہ اور کلاشن کوف سے فائرنگ کر کے حملہ کیا۔ لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکی یہ کاروائی بھی کمانڈر خالد کی سربراہی میں انجام پائی۔ ان دونوں واقعات کی تفصیل جنان، نشتر اور عراقی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

کم شکاری حلقہ جنتہ میں کمین مئی یاجون 2011 میں بقول رحمٰن ولی حلقہ جنتہ کے مجاہدین نے فوج کے پانی لانے کے راستے پر گھات لگائی جبکہ پانی لینے کیلئے دو فوجی گدھوں کو لیکر کمین گاہ پہنچے تو اس پر حملہ کر کے ایک کو ہلاک کیا۔ جبکہ دوسرا فرار ہونے میں کامیاب ہوا، مجاہدین سلامتی سے مرکز پہنچے۔

خیسورہ تورم عباس خیل سرکمر میں بم دھماکہ مئی یاجون 2011 میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے تورم عباس خیل گاؤں سرکمر کے قریب سڑک میں بارودی سرنگ بچھادی جس سے فوجی ٹویٹا گاڑی ٹکرا کر دھماکے سے تباہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ایک اور گاڑی جو اسکے پیچھے آرہی تھی دھماکے کی شدت اور ڈرائیور کے خوف زدہ ہونے کی وجہ سے اونچے کَمر سے (کھائی میں) گر کر تباہ ہوئی یعنی گہرے کھائی میں جا گری ان دونوں حادثات میں فوج کے جانی نقصان کے بارے اندازہ معلوم نہ ہو سکا۔ تفصیل ملنگ، وعمری، اور نور حسن بابا عرف داد دللہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

شوال میں ریموٹ حملہ

شوال میں مجاہدین محسود نے فوج کی ریکی پوسٹ میں ریموٹ بم نصب کیا دوپہر کو جب دو فوجی پوسٹ میں داخل ہوئے

تو اس پر ریموٹ سے دھماکہ کیا گیا جس سے دونوں ہلاک ہوئے۔

برونڈ کے علاقے سپنکئی غر تیر زین فریدائی غر، نانو، مانگورر غزائی میں بم دھماکوں سے فوج کا نقصان

مئی یا جون 2011 میں فوج سرچ آپریشن کے سلسلے میں نانوں تک علاقے میں پیش قدمی کرتی ہوئی پہنچی اور آس پاس کے پہاڑی چوٹیوں اور ڈھلوانوں پر بھی قبضہ کیا اس دوران ان علاقوں کے پہاڑی چوٹیوں اور فیچروں پر پہلے سے نصب شدہ بارودی سرنگوں سے فوجی جوان ٹکراتے گئے، وانہ ملیشیاء سکاوٹس کے بعض مخلص افراد کے بقول اس آپریشن میں بارودی سرنگوں کے دھماکوں سے 17 اہلکار ہلاک ہوئے، جبکہ دیگر ذرائع سے 15 ہلاکتوں کی تصدیق ہوئی۔ تفصیلات مولوی ابو حمزہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

پیاڑہ خولہ میں بم دھماکہ

جون 2011ء میں پیاڑہ خولہ میں سراروغہ مکین سڑک میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کر رہے تھے۔ جب بم نصب کیا اسی دوران فوج نے ہمیں دیکھ لیا۔ اور ہم پر فائرنگ شروع کی۔ لیکن ہم وہاں سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے مشکلات سہتے ہوئے نکلے۔ تھوڑی ہی دیر میں فوج اسی ہی جگہ پہنچی۔ تو ہم نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ان پر دھماکہ کیا۔ لیکن اس دھماکے میں ہمیں فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہو سکا۔ البتہ تھوڑی دیر بعد دو ہیلی کاپٹر آئے۔ ایک اسی جگہ اترا۔ جبکہ دوسرا اس کی حفاظت کیلئے پرواز کر تا رہا۔ چند ہی منٹوں میں ہیلی کاپٹر زواپس ہوئے۔ جس سے ہم نے اندازہ لگایا، کہ اس دھماکہ میں فوج کا کافی جانی نقصان ہوا ہے۔ گلانور کی زبانی یہ واقعہ لکھا ہے جو خود اس کاروائی میں شریک تھے۔

تورم عباس خیل گاؤں کے قریب سڑک میں بم دھماکہ جون 2011 میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے تورم عباس خیل گاؤں کے قریب سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی۔ جس سے فوجی ٹویٹا گاڑی ٹکرا گئی جو دھماکہ سے تباہ ہوئی۔ میڈیا پر فوج کے جاری کردہ بیان میں پانچ اہلکاروں کی ہلاکت کی تصدیق کی گئی۔ واقعے کی تفصیل ملنگ کی زبانی تحریر کی ہے۔

فقیر سرائے [بدر] کے قریب دھماکہ اور کمانڈر منتظر کی شہادت

جون 2011 میں عدنان کے بقول کمانڈر منتظر نے اپنے تین ساتھیوں سمیت فقیر سرائے [بدر] غالی میلہ [گھر] کے قریب ژئے میں ریکی مورچہ میں دو ریموٹ بم نصب کئے۔ صبح کو جب پانچ فوجی وہاں ریکی کیلئے آپہنچے تو انہوں نے ان فوجیوں پر دھماکہ کیا۔ جس میں سب کے

سب فوجی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین دوسرے بم چلانے کے لئے انتظار کر رہے تھے، کہ اس دوران فوج نے انہیں دیکھ لیا۔ اور انکی واپسی کا راستہ بند کیا۔ اور چاروں طرف سے انہیں محاصرے میں لے لیا۔ اس دوران طالبان اور فوج میں ڈیڑھ گھنٹے تک لڑائی ہوئی ہمارے معلومات کے مطابق اس لڑائی میں 13 فوجی مارے گئے۔ یہ معلومات اس جرگے کی وساطت سے ہمیں حاصل ہوئے جنہوں نے ہمیں شہدا کی لاشیں لاکر دیئے۔ اس لڑائی میں چار مجاہدین نے جام شہادت نوش کی۔ [۱] کمانڈر عمر عرف منتظر ولد گل رحمٰن نظر خیل حلقہ بدر [۲] ضیاء اللہ عرف عالم ولد بختہ جان نظر خیل حلقہ بدر [۳] شیر افضل عرف جہاد مل ولد تور خان حلقہ بدر [۴] عبد القیوم ولد خان نظر خیل حلقہ بدر اس واقعے کی تفصیل عدنان امیر حلقہ بدر کی زبانی تحریر کی ہے۔ کمانڈر منتظر کی کل کاروائیاں نومبر 2009ء سے لیکر جون 2011ء تک بقول عدنان، ہم نے کمانڈر منتظر کی زیر قیادت 50 سے زیادہ چار ریکی [گوریلہ] عملیات کئے۔ جبکہ

21 دھماکے کیئے دھماکوں کی تفصیل تقریباً معلوم تھی جو لکھ دی ہے۔[اور کچھ کاروائیاں اس کے بعد کیئے] لیکن چار کی عملیات کی تفصیل یاد نہیں ہے۔ لہذا دروغ گوئی سے بچتے ہوئے ان کی تفصیل نہیں لکھی۔

شوئی بائی کلی میں بم دھماکہ جون 2011 میں شوئی بائی کلی میں مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی نے دو ریموٹ بم نصب کیئے۔ صبح کو پہلے بم ڈسپوزل ٹیم کے چار اہلکار ریموٹ بم کی سیدھ میں جب آپہنچے۔ تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے بم بلاسٹ کرکے چاروں کو وہاں ڈھیر کر دیا۔ جبکہ چاروں نے سفید لباس پہنا تھا۔ تفصیل مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی کی زبانی تحریر کی ہے۔

وشانی سر کی خیل حلقہ سرکائی ماسکائی میں بم دھماکہ جون 2011 میں مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی نے وشانی سر کی خیل میں ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح کو وہاں سے بم ڈسپوزل ٹیم والے گزر رہے تھے جس کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے نشانہ بنا کر بم کو بلاسٹ کرکے 5 فوجی اہلکاروں کو ہلاک کیا۔ تفصیل اخلاصیار کی زبانی تحریر کی ہے۔

کاڑہ کئی تورہ تیژہ مکین پر تعارض جون 2011 کاڑہ کئی تورہ تیژہ پڑانگ کوٹ مکین میں فوجی کیمپ پر تعارض کیا۔ جبکہ ساتھ دوسرے پہاڑی پر واقع مورچوں پر بھی بھاری اسلحہ سے حملہ کیا۔ تاکہ وہ کیمپ کا دفاع نہ کرسکے۔ لیکن کافی سخت لڑائی کے باوجود یہ جگہ فتح نہ ہو سکی۔ کیونکہ فوج کے ہینڈ گرنیڈ سے پانچ طالبان زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے انہیں لے جانے کی کوشش شروع کی جس کی وجہ سے تعارض کامیاب نہ ہوا ۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔ تفصیل حافظ فداء کی زبانی تحریر کی گئی۔

جون 2011 میں مروبی حلقہ داتوئی میں تعارض

مولوی منصور اور خطاب حلقہ جنتہ کی زبانی اس تعارض کی تفصیل یہ ہے جبکہ اس تعارض کی کمانڈینگ ملا منصور کر رہے تھے۔ کمانڈر منصور نے کہا کہ مروبی میں فوجی کیمپ اور مورچوں پر الگ الگ دستوں نے تعارض کیا۔ اس تعارض میں مجاہدین نے آر،پی،جی [راکٹ لانچر] کلاشن کوف، ثقیلہ، [گرینوف] اور ہینڈ گرنیڈ کا استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کیمپ اور مورچے آدھا گھنٹے لڑائی کے بعد فتح ہوئے۔ اس لڑائی میں دو مجاہدین، قرات خان عرف طارق ولد سلطان کیکاڑائی اور گل زامین ولد جالوت خان شابی خیل زانگاڑہ نے جام شہادت نوش کی۔ اور دو طالبان مسمیٰ حافظ عصمت اللہ وچہ خواڑہ اور خطاب جنتہ زخمی ہوئے۔ جبکہ 35 سے 45 لاکھ تک مالیت کا سامان بطور غنیمت ملا۔ جس میں ایک عدد بڑا شلکہ، ایک عدد بڑا سائز ولا نائٹ ویژن دور بین، ایک عدد دن میں استعمال ہونے والا دور بین، دو عدد چاریکی مارٹر، چھ عدد جے تری بندوق، ایک عدد جرمنی سنائپر گن 28 ہزار نقدی رقم وغیرہ سامان مالِ غنیمت میں شامل تھا۔ جبکہ چھ فوجی اس تعارض میں کیمپ سے لاپتہ ہوئے۔ جس کے لئے جرگہ کی وساطت سے حکومت بار بار رابطہ کر رہی تھی۔ اس تعارض کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر موجود ہے

جون 2011 کو خسو پنگہ نرائی پر کمین اس کمین کے لئے چھ مجاہدین گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ جبکہ درمیان میں تقریباً 300 میٹر فاصلہ تھا ۔راستے پر کئی بار فوجی آئے اور گئے۔ لیکن اب تک مجاہدین نے تیاری نہیں کی تھی۔ جب تیاری مکمل کی۔ تو اس دوران دو فوجی آتے ہوئے نظر آئے۔ اس پر فائرنگ شروع کی۔ جس میں سے ایک بھاگ نکلا اور دوسرا گرا۔ چند سیکنڈ بعد وہ بھاگا، اور دونوں بال بال بچ گئے۔ اور مجاہدین بھی بحفاظت واپس ہوئے۔

شکاری قلندر میں مقابلہ

جون 2011 میں ہم مجاہدین حلقہ قلندر اور کچھ عرب مجاہدین کاروائی کے لئے جا رہے تھے۔ جب کمانڈر سیلاب کے گھر کے قریب علاقہ شکار قلندر پہنچے۔ نماز فجر کے لئے رک گئے۔ نماز پڑھنے کے بعد جنان نے وہاں انسانوں کی حرکت محسوس کی۔ جب دو مجاہدین کو اس طرف بھیجا ۔تو انہوں نے مورچوں میں تین فوجی دیکھے۔ جس پر انہوں نے فوراً فائر شروع کی۔ جس کے نتیجے میں دو فوجی موقعہ ہی پر ہلاک ہوئے۔ اور ایک فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ یوں فوج اور طالبان میں لڑائی شروع ہوئی۔ جو صبح سے مغرب تک جاری رہی اس لڑائی میں ایک ترکمن مجاہد نے سنائپر گن سے کئی فوجیوں کو نشانہ بنا کر انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس زمانے میں ایک فوجی سے ہم رابطے میں تھے۔ جو ہمیں معلومات دیتا تھا۔ اسی سے رابطہ کر کے معلومات شریک کئے۔ تو اس نے کہا کہ معلومات کر کے بتاؤنگا۔ جب ہم نے انہیں تمام واضح نشانات بتادیئے کہ وہاں پر اتنے فوجی ہلاک کئے۔ تو بعد ازاں انہوں نے 21 فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کی۔ جبکہ اس لڑائی میں صرف جنان زخمی ہوا۔ نشتر وبانی گل اور دو عرب مجاہدین کئی گھنٹوں تک محاصرے میں تھے۔ لیکن بعد میں کھلے میدان محاصرے سے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی۔ اور دشمن نے نہیں دیکھا۔ واقعے کی تفصیل نشتر اور جنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

قلندر ژے میں فوج پر حملہ

جون 2011 میں کمانڈر صالح دین عرف خالد اور لعل جک عرف ڈگر وال دونوں ریکی کیلئے جا رہے تھے۔ جب دو اسڑک کے قریب قلندر ژے پہنچے۔ تو انہوں نے فوج کو دیکھا کہ محسود عوام کے گھروں کے چھت لے جا رہے ہیں۔ ان دونوں مجاہدین نے ان پر حملہ کیا۔ جب فوج نے وہاں سے واپسی کی۔ تو یہ دونوں حضرات جائے وقوعہ پہنچے اور وہاں دیکھا کہ فوج کی خون الود وردیاں اور بوٹ وغیرہ پڑے ہوئے تھے۔ جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ فوج کا جانی نقصان ہوا ہے۔ جنان کی زبانی اس کاروائی کی تفصیل تحریر کی گئی ہے۔

بنوں سے این جی اوز اہلکاروں کا اغواء اور کفایت اللہ عرف کفایت کی شہادت

جون 2011 میں کفایت اللہ عرف کفایت نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ بنوں سے این جی اوز اہلکاروں کی اغواء کی کوشش کی اور ان اہلکاروں نے ان پر گولی چلائی جس سے کفایت شدید زخمی ہوئے اور انکو علاج کیلئے ساتھیوں نے میر انشاء پہنچایا لیکن چند دن کے بعد زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے جب ان اہلکاروں نے فائرنگ کی تو مجاہدین نے بھی ان پر فائر کھول دی اور انہیں وہاں پر ٹھکانے لگایا۔

میر خاجان میلہ مکین میں بم دھماکہ

جون 2011 میں مکین کے علاقے میر خاجان میلہ کے قریب فوج کی ریکی مورچہ میں رات گئے مجاہدینِ حلقہ مکین نے ریموٹ بم نصب کیا ۔جب صبح کو 9 فوجی وہاں آ پہنچے تو مجاہدین نے ایک عجیب چالکرتے ہوئے سب سے پہلے ایک فوجی کو سنائپر گن سے نشانہ بنایا جس کی وجہ سے سب فوجی بھاگ کر مورچے میں گھس گئے۔ جبکہ وہاں پر منتظر ریموٹ بم ان پر چلایا گیا۔ جس میں سب فوجی ہلاک ہوئے۔ اس واقعے کی تفصیل حافظ کی زبانی تحریر کی گئی،اس کی ویڈیو فلم موجود ہے۔

حلقہ دواتوئی کے دوکانوں کے قریب مورچے میں سنائپر سے ایک فوجی کا قتل

2011 موسم گرمہ میں اس کاروائی کی تفصیل مولوی منصور کی زبانی یوں ہے، کہ ایک ترکمن اور ایک محسود مجاہد نے حلقہ دواتوئی کے دوکانوں کے قریب فوجی مورچے میں ڈیوٹی پر مامور ایک فوجی کو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتارا۔ جبکہ دونوں مجاہدین وہاں سے بحفاظت مرکز پہنچے۔

باسکی سر سراخو فوجی کیمپ پر حملہ 2011 موسم گرمہ کے ایام میں مجاہدین حلقہ بروند نے باسکی سر سراخو نامی پہاڑی فیچر پر واقع فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جسمیں خفیہ ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس حملے میں تین فوجی ہلاک ہوئے جبکہ فوج کے جوابی فائرنگ سے شکیل نامی مجاہد معمولی زخمی ہوا اس کیمپ پر دوبارہ مجاہدین نے حملہ کیا جب مجاہدین کیمپ پہنچے تو وہاں پر فوج کی کثیر تعداد میں بارودی سرنگیں بچھانے کی وجہ سے حمید (گڈ) کی ٹانگ پرسنل مائن سے ٹکرا گئی اور شدید زخمی ہوئے، تفصیل سجنا اور عامر کی زبانی تحریر کی گئی۔

شکتوئی میں ریموٹ حملہ

2011 موسم گرمہ میں مجاہدین مشرقی محاذ نے علاقہ شکتوئی میں سڑک کے کنارے ریموٹ بم نصب کیا جب فوج پروٹیکشن گاڑی اسکے

سیدھ میں آئی تو اس پر دھماکہ کرکے اسے تباہ کیا اور اس سے مال غنیمت بھی لی گئی۔

شاہ گل میلہ کیمپ پر سنائپر کاروائی مولوی سندانی محسود کے بقول ہم نے علاقہ بدر اور علاقہ مشتہ میں 2010 سے 2012 تک کے عرصہ میں سینکڑوں سنائپر گن کاروائیاں کی ہیں جسمیں چند ہی کاروائیوں کا ذکر کرتا ہوں ایک دفعہ 2011 میں موسم گرمہ کے ایام میں، میں نے ایک ترکمن مجاہد مسمٰی جاوید کو لیکر جب بدر کے علاقے شاہ گل میلہ پہنچے تو وہاں پر ایک فوجی کو کھڑے دیکھ کر اسکو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔

خاموش میلہ (بدر) پوسٹ پر سنائپر گن سے حملہ 2011یا2012 کے موسم گرمہ کے ایام میں بقول مولوی سندانی میں نے اور ایک ترکمن مجاہد (شہید) نے بدر کے علاقے خاموش میلہ پوسٹ پر مامور ایک فوجی اہلکار کو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر موت کی نیند سلا دیا۔

مردوڑ الگڈ مجیب میلہ پر سنائپر کاروائیاں 2011 موسم گرمہ میں بقول مولوی سندانی میں ترکمن مجاہدین کے ہمراہ مردوڑ الگڈ میں مجیب میلہ کیمپ کے فوجی اہلکاروں پر کئی سنائپر حملے کئے جن میں واضح طور پر 2 اہلکار مارے گئے۔

زاہد وانہ احمد زائی وزیر کی شہادت

محمد زاہد کا تعلق احمد زائی وزیر وانہ سے تھا تقریباً 15 سال کی عمر میں وہ گور گورے مرکز سے منسلک ہوا اور ڈیڑھ سال تک پاکستانی فوج کے خلاف کاروائیوں میں حصہ لیتا رہا بالاخر 2011 موسم گرمہ کے ایام میں کاروائی کے لیے جارہا تھا کہ لاڑئے میں بارودی سرنگ سے ٹکرا گیا جسکی وجہ سے ایک ٹانگ سے محروم ہوا بعد ازاں انہیں علاج کیلئے اونٹنی پر لادھ کر وانہ روانہ کیا موقعہ پر ضروری علاج کیا گیا چونکہ وانہ تک پہنچنے میں 14 گھنٹے سے زائد مسافت کا راستہ تھا۔ لہٰذا جب اسے سنزلہ پہنچایا تو وہاں اپکی حالت متغیر ہوئی اور آپکی روح مبارک داعی اجل کو لبیک کہہ کر پرواز کر گیا چنانچہ وہاں پر ہی انہیں غسل اور کفن دیا گیا اور بعد ازاں آپکی لاش اپنے آبائی علاقے وانہ منتقل کر کے انہیں آبائی قبرستان میں ورثاء کے زیرے سایہ سپرد خاک کیا گیا۔

شیر خان میلہ اور درے ڈکئی کے درمیان راستے میں فوج پر حملہ

جون یا جولائی 2011ء میں پاکستانی فوج شیر خان میلہ کیمپ سے درے ڈکئی کی طرف رات تین بجے ریکی کیلئے جاتے رہتے تھے۔ فوج نے یہ طریقہ اس لئے اپنایا تھا۔ کہ طالبان کو پتہ نہ چلے اور کسی ممکنہ کاروائی سے بچنے کیلئے رات کے اندھیرے میں تبادلہ کرتے تھے۔ یوں کچھ حصہ رات کے وقت ریکی مورچوں کو خالی چھوڑتے تھے۔ چنانچہ بقول ترابی، خادم، حافظ، اکبر مجاہدین حلقہ لدھا نے اس کی ٹائم ٹیبل معلوم کر کے اس کے راستے میں گھات لگائی۔ جب فوجی کمین گاہ پہنچے تو اس پر ہم نے حملہ کیا۔ جس میں تین فوجی ہلاک ہوئے۔ فوج کے جوابی فائرنگ میں اکبر نامی مجاہد زخمی ہوا

آسمان منزہ سپینہ میلہ کے قریب کیمپ پر حملہ جولائی یا جون 2011 میں مجاہدین حلقہ مومی کرّم نے بشمول چند ترکستانی مجاہدین آسمان منزہ سپینہ میلہ کے قریب فوج کے ایک بیس پر 2 دفعہ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے پرزور حملہ کیا جسمیں فریقین کے درمیان شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا، جسکی وڈیو فلم بھی الشہاب میڈیاء یا ضرب مومن پر موجود ہے۔ تفصیل مولوی سندانی کی زبانی تحریر کی گئی۔

میسارہ سر میں ریکی مورچہ میں نصب بم سے دھماکہ

جون یا جولائی 2011 میں کمانڈر خالد کی سربراہی میں میسارہ سر میں فوج کے ریکی مورچوں میں پہلے پرسنل بموں کے ساتھ بارودی مواد جوڑ کر نصب کئے۔ اور ہم نے راستے پر گھات لگائی۔ جب پانچ فوجی ہمارے قریب آئے۔ تو اس پر ہم نے حملہ کیا۔ جس میں ایک فوجی ہلاک ہوا۔ جبکہ باقی چار بھاگ کر مورچے میں جا گھسے۔ مورچے میں گھستے ہی ایک فوجی بارودی سرنگ سے ٹکرا گیا۔ جبکہ کمانڈر خالد نے مورچے میں ایم ،جی،ون چلانے والے فوجی کو نشانہ بنا کر فائرنگ کر کے ہلاک کیا۔ واقعے کی تفصیل نشتر اور عراقی نے بیان کی ہے۔

حلقہ جنتہ میر وپائی میں بم دھماکہ

جون یا جولائی 2011 میں بقول رحمٰن ولی، حلقہ جنتہ کے میر وپائی نامی پہاڑ میں فوج کے پانی لانے کے راستے میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا

جب صبح 7 سے 8 بجے کے دوران دو فوجی گدھوں کو لیکر وہاں پہنچے تو اس پر دھماکہ کیا گیا۔ جس میں ایک فوجی موقعہ ہی پر ہلاک ہوا۔ جبکہ دوسرا فوجی دھماکے کی شدت کی وجہ سے دور جا گرا۔ یہ فوجی توڑا ہی چلا لیکن زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑا۔ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ مر گیا یا چلنے سے عاجز ہو کر گر پڑا۔

علاقہ بدر میں کاروائیاں۔

۱۴۳۲ھ 2011 میں کمانڈر منتظر شہید کی سرکردگی میں کئی کاروائیاں ہوئیں ۔ان میں سے چند کاروائیاں راہ حق عمر میڈیا سے ملی ۔جس کا مختصر خاکہ یہ ہے۔ 2011 میں مجاہدین نے فوجی کیمپ پر ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ ویڈیو میں دیکھائے گئے کھڑے فوجیوں کو فائرنگ سے گراتے ہوئے دیکھایا گیا ہے۔ لیکن آزاد ذرائع سے ان کے مرنے کی تصدیق نہ ہو سکی۔ جبکہ اس کاروائی میں طیارہ شکن ہتھیار زقویک سے بھی طالبان فائر کرتے رہے ہیں۔ تاکہ اس کے ذریعے ساتھیوں کی دفاع کی جاسکے۔ علاقہ بدر میں منتظر شہید کی ایک اور کاروائی کمانڈر منتظر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ راستے میں نصب شدہ فوجی گرنیڈ صاف کرتے کرتے فوج کے ان مورچوں تک پہنچے، جس کو وہ دن کے وقت خالی چھوڑتے تھے۔ جبکہ رات کو پہرہ داری کے لئے

استعمال میں لاتے تھے۔ مجاہدین نے اس میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کئے۔ اور وہاں سے بحفاظت واپسی کی۔ جب مغرب کے وقت فوجی پہرے کے لئے آئے۔ تو مجاہدین نے ریموٹ کے ذریعے ان پر دھماکہ کیا۔ جس میں کئی فوجی مارے گئے۔ لیکن تعداد کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔ بعد از کاروائی مجاہدین خیریت سے واپس مراکز پہنچے۔ جبکہ علاقہ بدر میں راہ حق عمر میڈیا اسٹوڈیو پر 2 اور ریموٹ کنٹرول بموں میں 3 فوجیوں کو دھماکے سے مارے ہوئے دیکھائے گئے ہیں۔[ماخذ راہ حق عمر میڈیا اسٹوڈیو

سراروغہ میں 1432ھ 2011ء میں مجاہدین کی چند کاروائیاں ۔۔۔ ماخذ راہ حق عمر میڈیا۔

علاقہ سراروغہ میں پہلا ریموٹ کنٹرول حملہ

جنوبی وزیرستان تحصیل سراروغہ میں مجاہدین نے ایک پہاڑی سڑک کے کنارے 2 بم نصب کئے۔ جس میں سے ایک کو پیدل آنے والے فوج پر بلاسٹ کیا گیا۔ جس میں دو فوجی قتل ہوئے۔ جبکہ باقی بچ نکلے ۔کچھ عرصہ بعد مارے ہوئے فوجیوں کو اُٹھانے کیلئے آنے والے فوجیوں پر دوسرا ریموٹ کنٹرول حملہ ہوا۔ جس میں وہ زخمی ہوئے۔ یہ حملہ ٹی،وی مائن سے ہوا۔ جو زمین کے اوپر نصب کیا جاتا ہے۔ اور اس میں چھرے نصب کئے جاتے ہے۔ جبکہ جوابی کارروائی میں فوج نے شدید فائرنگ کی۔ یہ کاروائی کمانڈر شاکر، آریانہ، مشفق، خالد، سفیر، رضاءاللہ عرف مبارز نے کی۔

سراروغہ میں ریموٹ کنٹرول حملے

مجاہدین سراروغہ نے سڑک کے کنارے دو بم نصب کئے۔ تاکہ پہلے بم سے نشانہ بننے والے فوجیوں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے دوسرے فوجیوں کو بھی نشانہ بنایا جائے۔ چنانچہ پہلے پہل دو فوجی جوان سڑک کے کنارے نصب شدہ بم کی سیدھ میں آئے۔ جس پر ریموٹ کنٹرول سے بم کو بلاسٹ کیا۔ لیکن اس حملے میں وہ فوجی بال بال بچ گئے۔ لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ موت ان کا منتظر ہے۔ اس لئے یہ بچ نکلنے والے دوبارہ معائنے کے لئے آئے۔ جس پر دوسرا بم بلاسٹ کیا گیا۔ جس سے وہ فٹ بال کی طرح ہوا میں اڑتا ہوا دور جا گرا۔ یہ کاروائی کمانڈر شاکر، خالد، مشفق، آریانہ نے کی۔[ماخذ راہ حق عمر میڈیا]

سراروغہ ریموٹ حملہ

2011 میں تحصیل سراروغہ میں سڑک کے کنارے مجاہدین حلقہ سراروغہ نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا جب پیدل جانے والے دو فوجی اسکی سیدھ میں آئے تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کر کے دونوں کو ہلاک کیا۔

مکین میں ھاون سے حملہ۔1423ھ 2011ء

جنوبی وزیرستان علاقہ مکین کو محسود ایریا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ مکین میں مجاہدین نے ھاون [82 ایم، ایم] سے فوج کے کیمپ اور مورچوں کو نشانہ بنا کر حملہ کیا۔ جس کے اکثر گولے عین مورچوں میں جالگے۔ لیکن آزاد ذرائع سے فوج کے 2 وجانی نقصان کی تصدیق نہ ہو سکی۔[ماخذ راہ حق عمر میڈیا]

شوال میں ایس، پی، جی نائن سے حملہ علاقہ شوال جنوبی وزیرستان میں مجاہدین نے فوجی کیمپ پر ایس، پی، جی نائن سے حملہ کیا۔ اس حملے میں تمام گولے کیمپ سے باہر حفاظتی مورچوں میں جالگے۔ نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔[ماخذ راہ حق عمر میڈیا]

علاقہ کانیگرم میں مجاہدین کا حملہ

علاقہ کانیگرم جنوبی وزیرستان میں ایک مشہور و معروف شہر ہے۔ جس کے رہائشی برکی قوم ہے۔ پورے علاقہ محسود میں برکی قوم تعلیم یافتہ ہے۔ اور سرکار میں انکا وافر حصہ ہے۔ یعنی اکثر و بیشتر سرکاری ملازم ہیں۔ اس کے باوجود بھی فوج نے اس کے شہر کے اینٹ سے اینٹ بجادی۔ جبکہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود ان میں مجاہدین کی کثرت تھی۔ عصری تعلیم اور ملازمتوں نے بھی ان کے جوانوں کو جہاد افغانستان وپاکستان سے نہ روکا۔ اسی سلسلہ جنگ کے ایک کڑی بنام کانیگرم 1432ھ راہ حق عمر میڈیا سے ملی۔ جسکی تفصیل یہ ہے، کہ فوج نے ایک قلعہ نماہ گھر میں کیمپ لگایا تھا۔ اور وہاں سے اپنے فرائض پوری کرتے تھے۔ جبکہ طالبان نے بھی اپنے فرائض منصبی کو بجالانے کیلئے اس قلعہ نما گھر کا معائنہ اور ریکی کرنے کے بعد اس پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جبکہ گھر سے باہر مورچوں کو حملے کی شدت کی وجہ سے فوج نے چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی۔ اور مجاہدین اس میں داخل ہوئے۔ اس حملے میں مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ جبکہ فوج کے نقصان کے بارے میں بھی آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔ ماخذ راہ حق عمر میڈیا 1423ھ 2011ء

سپین کمر دواسڑک میں بم دھماکہ اور کاروائیاں

2011ء میں ہم نے سپین کمر دواسڑک کے مقام پر سڑک کے کنارے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ صبح کو سب سے پہلے بم ڈسپوزل ٹیم کے تین اہلکار وہاں پر چیکنگ کرتے ہوئے پہنچے۔ جب وہ بم کی سیدھ میں آپہنچے تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا۔ جس میں تینوں اہلکار ہلاک ہوئے۔ انہی دنوں میں سپین کمر میں حسن خان نامی قبائلی کے گھر کے ساتھ فوج کے ایک ریکی کے مورچے میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ صبح کو جب دو فوجی ڈیوٹی کے لئے آئے۔ اور مورچے میں داخل ہوئے۔ تو ریموٹ کنٹرول سے بم کو بلاسٹ کر کے دونوں کو ہلاک کیا۔[یہ ریموٹ خان قلندر والے نے چلایا]

بلال ولد میر واجان کی شہادت

2011 موسم گرمہ میں مجاہدین مکین فوج پر عملیات کرنے کے بعد واپس مرکز جارہے تھے۔ کہ فوج کے جوابی توپ خانہ کی شیلنگ سے بلال ولد میر واجان آزدی خیل شہید ہوئے۔

مدامیر پش زیارت پل پر دھماکہ 2011 کے موسم گرمہ کے تشکیلات میں مدامیر پش زیارت پل پر وزن سے پھٹنے والا بم ہم مجاہدین حلقہ قلندر نے نصب کیا۔ جس کی زد میں ملیشیا ٹرک گاڑی آئی۔ جس کے نتیجے میں وہ مکمل تباہ ہوئی 3۔ لیکن اس میں ملیشیا سکاؤٹس کے اہلکاروں کی ہلاکت کا اندازہ نہ ہو سکا۔ تفصیل قاری محسود کی زبانی تحریر کی گئی۔

فقیر سرائے بدر میں بم دھماکہ 2011 موسم گرمہ میں کمانڈر منتظر شہید اور ان کے چند ساتھیوں نے فقیر سرائے بدر سے الگڈ کی طرف اترنے والے راستے میں ریموٹ بم نصب کیا۔ جس سے راستے پر جانے والے آرمی کے جوان جب وہاں سے گذرنے لگے تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کرکے دواہلکاروں کو ہلاک کیا۔ عمر اسٹوڈیو پر اس کی ویڈیو فلم موجود ہے۔

فقیر سرائے حلقہ بدر کے قریب بم دھماکہ 2011ء موسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران فقیر سرائے سے بدر جانے والی سڑک میں ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح کو جب بم ڈسپوزل ٹیم اور ایک گاڑی وہاں سے گزرنے لگی۔ تو ان پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا۔ جس کی ویڈیو عمر اسٹوڈیو پر موجود ہے یہ کاروائی بھی کمانڈر منتظر شہید کی سعی اور کوششوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجام پا گئی۔

فقیر سرائے حلقہ بدر نوڑی ڑئے پر دھماکہ 2011ء موسم گرمہ کے تشکیلات میں کمانڈر مولانا اخلاص یار کے بقول، کہ ہم نے نوڑی ڑئے پر فوج کے راستے میں چار ریموٹ بم نصب کئے۔ جب صبح کے وقت پہلے پہل پیدل فوج کے جوان وہاں سے گزرنے لگے۔ تو ان پر ریموٹ سے دھماکہ کیا۔ سورج کی شعاؤں کی وجہ سے گرد و غبار میں فوج کے جانی نقصان کا اندازہ نہ ہو سکا۔ اس کی ویڈیو فلم بھی موجود ہے ۔باقی تین بم مس ہوئے۔

قلندر بہادر کوٹ کے قریب حملہ

جولائی 2011 میں فوجی جوان قلندر بہادر کوٹ کے قریب پٹرول آرہ سے نشتر کے درخت کاٹ رہے تھے۔ تو ہم مجاہدین حلقہ قلندر صبح سویرے وہاں پہنچ کر گھات لگائے انتظار کر رہے تھے۔ کہ اس اثناء میں سڑک کی حفاظت پر مامور پروٹیکشن والا دستہ کے پانچ فوجی ریکی مورچہ آپہنچے۔ جبکہ مورچہ میں مجاہدین گھات لگائے چھپے تھے۔ مجاہدین نے ان پانچ فوجیوں پر حملہ کیا۔ جس میں ایک فوجی موقعہ ہی پر گر پڑا۔ جبکہ باقی بھاگ نکلے۔ جبکہ بھاگنے والوں میں ایک فوجی کو کمانڈر خالد نے ثقیلہ سے فائر کرکے ہلاک کیا۔ کاروائی کے بعد ہم نے وہاں پر تین گھنٹے انتظار کیا تاکہ ہلاک شدہ فوجیوں کی لاشوں کے لئے آنے والوں پر دوبارہ حملہ کرے۔ تین گھنٹے انتظار کے بعد جب فوج آپہنچی، تو سب سے آگے آنے والے پانچ فوجیوں کو نشانے پر لیکر اس پر فائرنگ شروع کی۔ جنہیں وہاں ہی پر ٹھکانے لگایا۔ ہم تیزی سے منٹوں میں اس جگہ سے نکل گئے۔ کیونکہ ہمیں وہاں پر محاصرے میں لینے کا خطرہ تھا۔ اس لئے زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کیا۔ واقعے کی تفصیل عراقی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

بلوچستان لورلائی سے سویس جوڑا اغوا

مجاہدین جنوبی وزیرستان کا ایک دستہ برائے اختطاف بلوچستان میں داخل ہوا تھا ایک ماہ سے زیادہ عرصہ میں انہیں کوئی تارگٹ نہ ملی ان مجاہدین کے بقول کہ 2 جولائی 2011 کو ہم اس حالت میں تھے کہ ہمارے پاس صرف ایک ہی وقت کھانے کی رقم موجود تھی کہ اس دوران

ہمارے سامنے سے ایک گاڑی گذری ہم نے یک دم اسکا پیچھا کیا بالاخر لورلائی بونڈری پر بغیر پولیس گارڈ کے ملے بہت پھرتی سے ہم ان پر جھپٹ پڑے اور بندوق کی نوک پر انہیں قابو کر لیا اور اپنے گاڑی میں ڈال دیئے جب کچھ دور لے گئے تو راستے میں ایک گیٹ آیا جو بند تھا جس سے گاڑی ٹکرائی اور اسے توڑ کر گاڑی بھگا کر اسے شمالی وزیرستان پہنچا دیئے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ جوڑا سویس کا ہے،

یہ جوڑا ایک سال تک محسود طالبان کے قید میں رہا۔ محسود طالبان نے اس کے عوض پاکستان سے قیدیوں اور فدیے کا مطالبہ کیا چند طالبان اس

کے بدلے رہا بھی ہوئے لیکن ان میں سنت گل برومی خیل کی حالت نہ دیکھنے کی قابل تھی اور اسے زہریلی انجکشن لگائی تھی جس کی وجہ سے وہ شہید ہوئے لہذا اس وجہ سے یہ مذاکرات ناکامی سے دوچار ہوئے کچھ عرصہ بعد جولائی 2012 میں یہ جوڑا بد قسمتی سے طالبان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر فرار ہوا اور سپلگہ پوسٹ ملیشیا پہنچا وہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسلام آباد پہنچایا گیا۔

تورہ تیژہ مانز کائی مکین میں بم دھماکہ

اس واقعے کی تفصیل بھی حافظ فداء مکین والے کی زبانی یوں ہے۔ کہ تورہ تیژہ منز کائی ٹیوب ویل کے پاس فوج پیدل جارہی تھی۔ جبکہ پہلے سے وہاں پر موجود دو ریموٹ کنٹرول بموں میں سے ایک کو مجاہدین مکین نے بلاسٹ کیا۔ جس کی زد میں 9 فوجی آگئے اس کی لاشیں اور زخمیوں کو لینے کیلئے گاڑی آ پہنچی۔ تو جب وہ دوسرے بم کے سیدھ میں آگئی تو اس پر دوسرا بم بلاسٹ کیا۔ جس کی وجہ سے ڈرائیور گاڑی بھگا کر زخمی فوجیوں اور لاشوں کو روندتا ہوا شکر کوٹ اسکول جا پہنچا۔ اس دوسرے بم دھماکہ میں گاڑی کے قریب کھڑے فوجیوں میں سے 4 اہلکار مارے گئے۔ اور جو گاڑی سے روندے گئے۔ وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس کاروائی کی ویڈیو فلم موجود ہے لیکن صاف نہیں ہے

سام کانیگرم سرائے کے پیچھے مکین روڈ پر دھماکہ

جولائی 2011 میں بقول مولوی اخلاصیار، سام مکین سڑک پر سام سرائے کے پیچھے کئی ریموٹ بم نصب کئے۔ صبح کو سب سے پہلے فوج کی بم ڈسپوزل ٹیم کی جیمر والی گاڑی عین بم کے اوپر کھڑی ہوئی۔ جسکی وجہ سے ریموٹ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ جبکہ آس پاس فوجی جوان بھی کافی تعداد میں کھڑے تھے ہم نے بہت زور لگایا۔ لیکن ریموٹ نے کام نہیں کیا۔ جب گاڑی چلی گئی فوج وہاں پر آس پاس کھڑی تھی۔ ہم ویسے ہی مخابرے کی بٹن دباتے رہے۔ کہ اچانک دھماکہ ہوا۔ جس کی وجہ سے وہاں موجود فوجی اِدھر اُدھر بھاگے۔ لیکن اس میں جانی نقصان کا پتہ نہیں چلا۔

چگملائی میں فوجی پوسٹوں پر بی، ایم میزائل کا حملہ

27 یا 28 جولائی 2011ء کو رمضان المبارک میں مجاہدین چگملائی نے کمانڈر مولوی اخلاصیار اور فولادیار کی سربراہی میں خرہ نرائی سے چگملائی کالج ہاسٹل پر 5 بی، ایم میزائل فائر کئے۔ جس میں ایک میزائل کالج ہاسٹل میں فوج کے راشن گودام پر جالگا۔ جس کی وجہ سے وہ نذر آتش ہوا۔ جبکہ ایک میزائل خطاء ہو کر قلات خان جلال خیل کے گھر پر جالگا۔ لیکن اس میں جانی نقصان نہیں ہوا۔ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔ تفصیل سفیر اللہ عرف عثمانی کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

جولائی 2011 میرہ کونڈغر پر شدید جھڑپ

جنوبی وزیرستان سپلاتوئی کے نزدیک میرہ کونڈی نامی پہاڑی پر اچانک فوج اور طالبان ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔ دو گھنٹے لڑائی ہوئی جس میں ایک مجاہد محمد رشید زخمی ہوا۔ جبکہ اس لڑائی کے دو دن بعد مجاہدین نے پھر اس مقام پر گھات لگا کر فوج پر حملہ کیا۔ جس میں ایک میجر سمیت دو سپاہی ہلاک ہوئے۔ انکی لاشوں کو اٹھانے کے لئے آنے والی فوج پر دوبارہ حملہ کیا۔ جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ وانہ سے خفیہ اطلاع دینے والے کے بقول اور مقامی آبادی والے کے بقول اس لڑائی میں کل 17 فوجی بمع ایک میجر مارے گئیں۔ 2011 میں ڈونگ سر جس کو ملاگان مورچے بھی کہے جاتے ہیں پر حملہ کیا۔ جس میں ہلکے اور بھاری اسلحے کا استعمال ہوا۔ لیکن فوج کے جانی اور مالی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے۔ اور مجاہدین کا بھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ 2011ء میں سپنکئی گاؤں کے مضافات سیاں دینا سے گارگل سر، جسے بعض لوگ خر غونڈائی کے نام سے پکارتے ہیں۔ کارگل پہاڑی پر قابض فوج پر مارٹر ھاون سے حملہ کرنا تھا۔ کہ سب سے پہلا گولہ بیرل ہی میں پھٹا۔ اور اس دھماکہ سے مولانا محمد اقبال عرف ابو جریر موقعہ ہی پر شہید ہوئے۔ اور اس کے ساتھ والے ساتھیوں میں محمد حسین زخمی ہوا۔ ابو جریر کا نام محمد اقبال ولد سید رسول تھا۔ سروکئی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اکی لاش وہاں سے کاچکائی منتقل کی گئی۔ اور وہاں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔

مشتہ، سپینہ میلہ پر حملہ

2011ء موسم گرمہ میں کمانڈر فولادیار [شہید] اور ریاض بلال کے کمانڈنگ میں دو دفعہ مشتہ سپینہ میلہ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملے کئے گئے۔ جس میں فصلاگت کے گولے عین ہدف پر جالگے۔ لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔ یاد رہے کہ 2010ء کے شروع سے 2013ء کے آخر تک بدر، کانیگرم، مشتہ یعنی بدر محاذ پر ہلکے اور بھاری اسلحے سے فوجی مورچوں اور کیمپوں پر سینکڑوں حملے ہوئے۔ جس کی تفصیل لکھنا ناممکن ہے۔ البتہ عمر میڈیا پر ضربِ مومن کے نام سے ان کاروائیوں میں سے کچھ نشر کی گئی ہے۔ لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ البتہ بعض کاروائیوں میں واضح فوج کا نقصان ہوا لیکن تفصیل معلوم کرنا یا تمام ویڈیوز کی پڑتال کرنا مشکل تھا۔

کانی گرم جمالکی میں بم دھماکہ

2011ء موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران فولادیار، جانثار محسود اور چند ازبک اور ترکمن مجاہدین کے بشمول، جنہوں نے کانی گرم ٹوخیسورہ سڑک میں جمالکی کے قریب چلغوزی موڑ میں چھ ریموٹ بم نصب کئے۔ جن میں چار فوج پر چلائے گئے۔ جس میں دو گاڑی تباہ ہوئی اور پیدل فوجی مارے گئے۔ جبکہ دو کو فوج نے ناکارہ بنا کر دھماکے سے بلاسٹ کیا۔ کاروائی کے بعد یہ مجاہدین کانیگرم شہر میں محاصرہ ہوئے۔ کیونکہ کانیگرم شہر میں داخلے کے تمام راستوں کو بند کیا گیا۔ اور شہر میں فوری سرچ آپریشن شروع کیا۔ کیونکہ شہر اکتوبر 2009ء سے خالی تھا۔ اس لئے مجاہدین ایک گھر کے تہہ خانے میں چھپ گئے۔ جس کو جانوروں کی گوبر اور گندگی وغیرہ ڈالنے کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ فوج پورے کانیگرم شہر کا سرچ آپریشن کرتے کرتے اس گھر میں بھی داخل ہوئی جس میں یہ مجاہدین چھپے ہوئے تھے جبکہ دو گز کے فاصلے پر ایک فوجی بیٹھ

کر ایم جی ون نصب کیا۔ اور ان فوجی جوانوں نے اپنے کمانڈینگ آفیسر کو اطلاع بھی کی کہ یہاں دہشت گردوں نے آگ جلائی ہے کچھ پکایا بھی ہے ،اسکے جواب میں سخت چیکینگ کے ہدایات ملی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی مدد کی اور ان کو اس ظالم دشمن کی نظروں سے غائب کر دیا اور مجاہدین کو نہیں دیکھا مغرب کے بعد رات کی تاریکی میں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔حالانکہ اس گھر کی تلاشی بھی فوج نے لی۔کاروائی کی تفصیل مولانا اخلاص یار کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔جو محاذِ بدر کے سپریم کمانڈر کے نائب کی حیثیت رکھتے تھے۔ عمر خالد نے اس کاروائی کو مارچ 2010میں واقع ہونے کی تصدیق کی۔

تنگڑائی لنڈے منزہ حلقہ مشتہ میں دھماکہ

2011ءموسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران لنڈے منزہ میں فوج کے دوریکی مورچوں میں ریموٹ بم نصب کئے۔ صبح کو جب فوجی جوان وہاں مورچوں میں آپہنچے۔تو ریموٹ کنٹرول سے بموں کو بلاسٹ کیا گیا۔جس کی وجہ سے مورچوں کی دیواروں اور اس میں موجود فوجی اہلکاروں کے نام ونشان بھی نہ رہے۔جس کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی ہی علاقے لنڈے منزہ میں 2011 کے تشکیلات کے دوران راستے میں خاموش میلہ [گھر] کے قریب بم نصب کیا۔جب پانی لینے کیلئے فوجی جوان گدھوں کو لیکر وہاں پہنچے تو ریموٹ سے ان پر دھماکہ کیا۔جس میں گدھے مارے گئے۔فوجی جوان بال بال بچ گئے۔اور جائے وقوعہ سے دور بھاگ نکلے۔ریموٹ چلانے میں جلدی ہوئی جس کی وجہ سے فوجی جوانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی دھماکہ ہوا۔جس کی زد میں آگے جانے والے گدھے آگئے۔مولوی اخلاصیار کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

سلے پنگے کیمپ پر سنائپر عملیات 2011میں سلے پنگے کیمپ کے باہر ایک فوجی پیشاب کر رہا تھا۔جس کو سنائپر سے نشانہ بناکر ہلاک کیا ۔عدنان کی زبانی تحریر کی ہے۔

میر خاجان میلہ مکین پر دوبارہ حملہ

جولائی 2011یا اگست 2011میں بقول حافظ فداء محمد، مجاہدین حلقہ مکین نے میر خاجان میلہ اور لیٹہ کے کیمپوں پر بی،ایم میزائلوں اور فصلاگت وغیرہ کا استعمال کیا۔لیکن اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔ جبکہ جولائی 2011ءمیں میر خاجان میلہ اور میر کنگئی کے درمیان دوو ریموٹ بم نصب کئے۔جس میں سے ایک مس ہوا۔جبکہ دوسرے کی زد میں تین فوج اور تین گدھے آکر ہلاک ہوئے۔

جولائی یا اگست 2011 تاغیکائی ملک دینائی سے شمال میں واقع کاروان منزہ پر حملہ اس حملے میں کیمپ کے سامنے فوجی کو نشانہ بنایا۔جس کو بھاگتے ہوئے گرادیا۔جبکہ دیگر مجاہدین نے کیمپ کے چیک پوسٹوں کو نشانے پر لیا۔ اور حملے کے بعد مجاہدین ہشاش بشاش واپس خیریت سے مرکز پہنچے۔

شوال مانا کیمپ مورچوں پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ

اگست 2011میں عید الفطر کے دن مجاہدین حلقہ لواڑہ نے کمانڈر شاہ خالد کے زیر قیادت مانڑہ کیمپ پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا لیکن اس مین فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا فوج کے جوابی توپ اور مارٹر شیلنگ سے کمانڈر شاہ خالد ولد رائیس خان ہیبت خیل شہید ہوا

شوئی بائی کلی میں فوج کے مورچوں اور خیموں پر حملہ اگست 2011 میں شوئی بائی کلی میں فوجی مورچوں اور خیموں پر ہلکے اور بھاری ہتھیار سے مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس میں واضح طور پر جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ البتہ خیمے وغیرہ نذر آتش ہوئے۔ جس کی وجہ سے وہاں پر سڑکیں وغیرہ کے منصوبے ناکام ہوئے۔ تفصیل مخلص، عدنان اور اخلاصیار کی زبانی تحریر کیا گیا ہے۔

سروری کوٹ حلقہ سرکائی ماسکائی میں بم دھماکہ اگست 2011ء میں مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی نے دو بارودی سرنگیں سروری کوٹ کے قریب نصب کئے۔ جب فوج وہاں سے گزری تو ان میں سے ایک زور دار دھماکے سے پھٹا۔ غالباً دوسرے کو فوج نے ناکارہ بنا دیا۔ جب ہم نے اس جگہ کا معائنہ کیا تو وہاں فوجی ساز وسامان اور وردیاں وغیرہ بکھری ہوئی پڑی تھیں۔ جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ فوج کا جانی نقصان ہوا ہے ۔لیکن تفصیلات ہاتھ نہ آسکی۔ مجاہدین سرکائی ماسکائی نے تحریراًان واقعات کی تفصیل دی، اس وجہ سے کسی معین شخص کا نام نہیں لکھا ہے۔

سرکئی پوسٹوں [موروچوں] پر حملے اگست 2011 سے نومبر تک درمیانی عرصہ میں بقول خادم اور حافظ اللہ مجاہدین لدھانے بشمول ترکمن مجاہدین کے تین بار سرکئی سرنامی جگہ پر قائم فوجی پوسٹوں پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملے کئے۔ جس کے نتیجے میں پوسٹیں مسمار ہوئے ۔لیکن فوجی جانی نقصان کے بارے میں اندازہ نہ ہو سکا۔ اس حملے میں ایک محسود مجاہد حافظ اللہ اور ایک ترکمن مجاہد بھی زخمی ہوئے۔ جس کا علاج میران شاہ میں کیا گیا۔

میر خاجان میلہ مکین میں دو بم دھماکے اگست 2011 میں میر خاجان میلہ [گھر] کے قریب فوج کے دوریکی مورچوں میں ریموٹ بم نصب کئے۔ صبح کو جب فوجی آئے تو ان پر ریموٹ کے ذریعے بم بلاسٹ کئے جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

اگست 2011 کو خسوپنگہ عملیات

یہ حملہ کیمپ پر قبل از مغرب کیا گیا۔ اس میں مجاہدین نے آر، پی، جی اور پچھتر آر آر اور ایس، پی، جی نائن کا استعمال کیا۔ جس کے ذریعے کیمپ کے چیک پوسٹوں کو ہدف بنا بنا کر ٹارگٹ کیا۔ اور یہ سلسلہ 15 منٹ تک جاری رہا۔ جبکہ فوج نے جوابی کاروائی میں بھرپور طاقت کا استعمال کیا ۔اس حملے میں فوج کے جانی زیادہ نقصان ہونے کی امید ہے۔ جبکہ مجاہدین خیر وعافیت سے واپس پہنچے۔

لکئی شوال میں حملہ

اگست 2011 کے 15 سے 20 تاریخ کے درمیانی تاریخوں میں لکئی سر [علاقہ شوال] سے دو فوجی پانی لینے کیلئے پہاڑی سے نیچے آرہے تھے جس پر مجاہدین حلقہ قلندر نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دونوں فوجی بمع دو گدھوں کے ہلاک کئے گئے۔ جبکہ ڈھائی گھنٹے انتظار کے بعد اس کی خیریت معلوم کرنے کے لئے تین فوجی پہلے آئے۔ اس کو بھی ٹھکانے لگایا۔ کاروائی کے بعد ہم بھاگ کر جائے وقوعہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ تفصیلات جنان، نشتر اور عراقی وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

شوال دُرگئی میں فوجی گاڑی پر حملہ

اگست 2011 رمضان المبارک میں مجاہدین حلقہ لواڑہ نے کمانڈر رسید الرحمن عرف گیلامن محسود کے سربراہی میں شمالی وزیرستان کے علاقے شوال دُرگئی میں فوج کے ٹویٹا گاڑی پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسکے نتیجے میں گاڑی جل کر راکھ ہوئی لیکن اس میں ہلاکتوں کا اندازہ معلوم نہ ہو سکا۔ واقعے کی تفصیلات فیض اللہ عرف ماما اور حبیب اللہ عرف نگیالائی کے زبانی تحریر کی گئی۔

شکتوئی میں کمانڈر احسان پر حملہ

اگست 2011 میں میر خونی گاؤں میر خونی نرائی یالاوٹ نرائی کے مقام پر فوج نے گھات لگا کر شکتوئی کے کمانڈر احسان اور اسکے دوسرے ساتھی یار محمد پر حملہ کیا، جس میں یار محمد زخمی ہوا لیکن دونوں مجاہدین کمین گاہ سے جوابی فائرنگ کرکے نکلے اور فوج انکو شہید کرنے یا گرفتار کرنے میں ناکام ہوئی، اس حملے کے ایک دن بعد میر خونی کلی کے قریب ایک سرکاری سکول کے پاس دوبارہ فوج نے گھات لگا کر کمانڈر احسان پر حملہ کیا جسمیں کمانڈر احسان شدید زخمی ہوئے لیکن اسکے باوجود جوابی فائرنگ کرکے کمین گاہ سے نکل گئے ذرہ دور جاکر آبادی کے قریب خون زیادہ بہنے کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے تھے، وہاں پر ایک بوڑھی خاتون نے انہیں دیکھ کر انہیں اپنے گھر تک گھسیٹ کرلے گیا تھا اور پھر اپنے بیٹے اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کے جوانوں کے ذریعے وہاں سے منتقل کرکے علاج کے لیے طالبان کے حوالے کیا تھا۔ تفصیل آنس حلقہ شکتوئی کی زبانی تحریر کی گئی۔

غوڑہ خڑاللہ میں کمین اگست 2011ء ۱۷ رمضان المبارک کو فوج غوڑہ خڑاللہ میں قائم ریکی مورچوں کی طرف آرہی تھی۔ جبکہ انہی مورچوں میں چھپے 12 مجاہدین حلقہ قلندر، 8 عرب مجاہدین، 5 پنجابی مجاہدین نے سامنے آنے والے 40 فوجیوں پر، جن میں 13 فوجی سب سے قریب 25 میٹر کے فاصلے پر آپہنچنے کے بعد ان پر اندھا دھند فائرنگ شروع کی۔ جن میں سے ایک فوجی فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ 12 فوجی موقعہ ہی پر ہلاک کئے گئے۔ یہ حملہ نماز فجر کے وقت شروع ہوا۔ اور دن 12 بجے تک جاری رہا۔ ہمارے صحیح اندازے کے مطابق اس میں 21 فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ فوج نے میڈیا کو جاری کردہ بیان میں 11 فوجیوں کے زخمی ہونے اور ایک کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔ جب تیسرے دن مجاہدین وہاں پر گئے۔ تو انہیں وہاں راکٹ لانچر کے گولے کارتوس اور میگزین وغیرہ سامان ملا۔ جسکی قیمت چالیس ہزار روپیہ بنی۔ واقعے کی تفصیل نشتر اور جنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

دواسڑک ریکی مورچہ میں بم دھماکہ ستمبر 2011 میں مجاہدین قلندر نے بمقام دواسڑک ریکی مورچہ کے اوپر (چیڑے) کے درخت میں ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح آٹھ بجے کے دوران جب تین فوجی ریکی کیلئے مورچے میں داخل ہوئے تو اس وقت بم کو بلاسٹ کیا۔ جس کے نتیجے میں تینوں فوجی ہلاک ہوئے۔ تفصیل قاری محسود کی زبانی لکھی ہے جو خود ماسٹر مائن تھے۔

بہادر کوٹ [قلندر] میں کمین

23 ستمبر 2011 کو بہادر کوٹ قلندر میں سڑک کے کنارے مجاہدین حلقہ قلندر نے گھات لگا کر فوجی قافلے پر حملہ کیا۔ جس میں بیسیوں گاڑیاں تھی۔ ان میں سب سے پہلے پہنچنے والی گاڑی پر ثقیلہ اور کلاشن کوف سے شدید فائرنگ کی۔ بقول جنان اس حملے میں میجر سمیت 15 فوجی مارے گئے۔ جبکہ نشتر کا کہنا تھا۔ کہ میں دوسرے روز وہاں گیا۔ تو چند گاڑی وہاں پر کھڑی تھی اور فوج اسکی مرمت کر رہی تھی۔ اس لڑائی میں ایک مجاہد عبداللہ ولد گلوپ خان شمک خیل شہید ہوا۔ جبکہ تین طالبان زخمی ہوئے۔ ان میں ایک کا تعلق درہ آدم خیل سے تھا۔ جو پیر کے نام سے مشہور تھا۔ کاروائی کمانڈر خالد کے سربراہی میں انجام پزیر ہوئی۔ اور وہ معمولی زخمی بھی ہوا۔

علاقہ جلندر، لاشرے، عزت خیل وغیرہ پر چھاپہ

ستمبر 2011 میں فوج نے علاقہ جلندر، لاشرے عزت خیل وغیرہ پر چھاپہ مارا۔ جو کئی دن تک جاری رہا۔ جس میں فوج سرچ آپریشن میں مشغول تھی۔ جلندر گاؤں میں آپریشن کرکے دو بوڑھوں کو گرفتار کیا۔ جس کو فوج نے سخت مارا پیٹا۔ سفید ریش بوڑھوں سے تو اللہ تعالیٰ کو بھی حیاء آتی ہے لیکن پاکستانی فوج حیاء کی صفت سے عاری، سفید ریش بوڑھوں کو بھی معاف نہیں کرتا۔ جبکہ وہ مال مویشی پالنے والے افراد

تھے۔طالبان سے دور کا رشتہ بھی نہیں تھا۔جب جلندر گاؤں سے لالڑے گاؤں کی طرف فوج نے پیش قدمی شروع کی۔چنانچہ جب فوج بمع گرفتار شدہ مسمیٰ نندر خان پڑے خیل، زیارت پہنچے۔وہاں پر تھوڑی دیر کیلئے بیٹھے اسی اثناء میں وہاں گھات لگائے چند مجاہدین نے ان پر حملہ کیا ۔اس حملے سے فوجی حواس باختہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگے۔جب کاروائی مکمل ہوئی تو مجاہدین واپس مرکز پہنچے۔طالبان نے صبح جائے وقوعہ کا معائنہ کیا۔تو وہاں کافی سارا خون پڑا تھا۔اور مرہم پٹیاں بھی پڑی تھیں۔جبکہ چھ عدد راکٹ لانچر کے گولے اور کچھ دیگر اسلحہ بھی فوج سے رہ گیا تھا۔لیکن ہلاک شدگان اور زخمیوں کا پتہ نہ چلا۔کچھ عرصہ بعد جب نندر پڑے خیل رہا ہوا تو اس نے ایک فوجی کے مارے جانے کی تصدیق کی۔

جنوبی وزیرستان سرویکئی پستے میں ریموٹ کنٹرول حملہ

حلقہ بروند کو جنوبی وزیرستان محسود ایریا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔محسود ایریا میں مکین، سراروغہ، سپنکئی رغزائی اور بروند پورے علاقے میں اہم مقامات ہیں ۔جن میں چھوٹے بازار بھی تھے۔ہر بازار سینکڑوں دوکانوں پر مشتمل تھا۔یہ تمام دوکانیں اور بازاریں آپریشن راہ نجات کے نذر ہوئیں۔جس کو فوج نے بلڈوزر کرکے ملیامیٹ کر دیا۔طالبان کو سزاء دینے کی بجائے عوام کو سزاء دی۔راہ نجات کے اس عمل کے رد عمل میں ہر علاقے کے مجاہدین نے بھرپور کوشش کی۔ان میں حلقہ بروند بھی پیش پیش ہے۔ان کی ایک کاروائی دسمبر 2011 عمر اسٹوڈیو سے لی ہے۔ علاقہ سرویکئی پستے میں مجاہدین حلقہ بروند نے سڑک کے کنارے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔جس کے ذریعے ملیشیا فورسز کی رسد کی ایک سفید رنگ کی مزدہ ٹرک گاڑی نشانہ بنی۔اور اس کو دھماکہ سے مکمل طور پر تباہ کیا۔

ستمبر 2011ء میں فوجی گاڑی کا جلندر میں بارودی سرنگ سے ٹکر

پاکستانی فوج کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان کے بعد ایک بڑا چھاپہ پورے علاقے پر لگاتا تھا۔جو تقریباً دو عیدوں کے درمیان ہوتا تھا۔مجاہدین بھی حسبِ استطاعت تیاری کرتے تھے۔اور ضروری مقامات پر بارودی سرنگیں بچھاتے تھے۔اس سلسلے میں مجاہدین حلقہ جاٹرائی کا وافر حصہ ہے۔ چنانچہ مجاہدین حلقہ جاٹرائی نے سینکڑوں کی تعداد میں بارودی سرنگیں بچھادی تھی۔جب ستمبر 2011ء میں فوج نے چھاپہ مارا۔تو جلندر ٹوسلے روغہ روڈ پر ایک پیکپ گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی۔جس میں حکومتی دعوے کے مطابق پانچ اہلکار ہلاک ہوئے۔جبکہ آزاد ذرائع سے اس کی تصدیق نہ ہو سکی۔ لیکن جب طالبان نے جائے وقوعہ کا معائنہ کیا تو اس سے اندازہ یہ ہو رہا تھا، کہ گاڑی میں سوار کوئی بھی فوجی زندہ نہیں بچا ہوگا۔کیونکہ دھماکہ بہت زور دار تھا اور دھماکے میں روسی ساخت کا بڑا کولر مائن استعمال ہوا تھا۔جسے ٹینک مائن بھی کہلاتا ہے ۔دراصل وہ ٹینکوں کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔

احمد گل سکول کے قریب سالوغنڈائی پر بم دھماکہ

2011 موسم خزان کے ایام میں مجاہدین خیسورہ نے احمد گل سکول کے قریب سالو غندائی پر واقع ملیشیاء فورسز کی ریکی مورچہ میں بارودی سرنگ نصب کی۔ جس کی زد میں ایک ایف سی اہلکار آکر ہلاک ہوا۔ تفصیل نور حسن بابا خیسورہ والے کی زبانی تحریر کی ہے۔

احمد گل سکول کے قریب خیسورہ وانہ سڑک پر دھماکہ 2011ء موسم خزان کے ایام میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے احمد گل سکول کے قریب خیسورہ وانہ سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی، جس کی زد میں فوجی ٹویٹا گاڑی آکر تباہ ہوئی۔ لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہیں چلا کہ کتنے فوجی مرے اور کتنے زخمی ہوئے۔ واقعے کی تفصیل داد اللہ کی زبانی لکھی ہے۔

خیسورہ سپین خرژائی کے قریب سڑک میں بم دھماکہ 2011ء موسم خزان کے ایام میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے سپین خرژائی کے قریب خیسورہ وانہ سڑک میں بارودی سرنگ نصب کی جس کی زد میں پروٹیکشن پارٹی اہلکار آکر ہلاک ہوئے۔ واقعے کی تفصیل داد اللہ کی زبانی لکھی ہے۔

اورکزائی میں حملہ

2011ء میں مجاہدین محسود کے ایک وفادار ساتھی جو ایف سی ملیشیا میں بھرتی تھا۔ انہوں نے مولوی ثاقب کو اطلاع کی کہ اورکزئی ایجنسی میں ایک جگہ پر زبردست موقعہ ہے۔ جس طرف سے طالبان لڑرہے ہیں اس طرف سے فتح مشکل ہے۔ لہذا دوسری طرف جسکی نشان دہی اس شخص نے کی تھی، اس طرف سے مجاہدین نے حملہ کیا۔ اور مجاہدین کو فتح نصیب ہوئی۔ بہت سارا مالِ غنیمت حاصل کیا۔ جبکہ کیمپ کے خیموں کو آگ لگادی۔ اس کاروائی کی ویڈیو فلم عمر میڈیا اورکزئی ایجنسی کے نام سے کلیپ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

سکندر میں دو ریموٹ دھماکے

ستمبر 2011ء میں سکندرہ کیمپ کے قریب فوج کا پانی کیلئے استعمال ہونے والے راستے میں ایک ریموٹ بم نصب کیا۔ جبکہ دوسرا ریموٹ بم وہاں سڑک میں نصب کیا۔ جب صبح کو چار فوجی پیدل اس راستے سے آتے ہوئے ریموٹ کی سیدھ میں آپہنچے تو ان پر دھماکہ کرکے دو کو ہلاک کیا۔ اور دو کو زخمی کیا۔ کچھ دیر بعد زخمیوں اور ہلاک شدگان کی لاشوں کو اٹھانے کیلئے گاڑی آئی تو ریموٹ سے ان پر بھی دھماکہ کیا لیکن انکے ہلاک اور زخمی ہونے کے بارے میں پتہ نہیں چلا کہ کتنے ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس واقعے کے ساتھ فاروقی نے دوسرا واقعہ اکتوبر 2011ء کا لکھا تھا۔ لیکن اس میں جگہ نہیں لکھا ہے۔ جس میں دو ریموٹ بم فوج کی ریکی مورچوں میں نصب کرنا لکھا ہے۔ جس میں ایک دھماکے کے نتیجے میں تین فوجی ہلاک بتائے ہیں۔ جبکہ دوسرے دھماکے کی زد مین 10 فوجی بتائے ہیں لیکن اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں زخمیوں اور ہلاک شدگان کی تعداد معلوم نہ ہوسکی۔ یہ کاروائی ضیاء الرحمٰن فاروقی کے تحریر کے مطابق فولاد یار، فاورقی اور ایک ازبک مجاہد نے سرانجام دی ہے۔

رحمٰن غنی ولد میر مند خان کی شہادت

رحمٰن غنی ولد میر مند خان گلیشائی حلقہ دواتوئی جنوبی وزیرستان محاذ جنگ سے کسی ضروری کام پر شمالی وزیرستان ختی کلئی آیا تھا۔ وہاں اسکے مجاہدین ساتھیوں کا مرکز تھا۔ وہاں پر ضرورت پوری کرنے کے بعد براستہ میر علی واپس محاذ جارہا تھا۔ جب علاقہ خیسورہ شام پہنچا۔ تو گاڑی نہ ملنے کی وجہ سے خیسورہ شکتوئی سڑک پر پیدل سفر شروع کیا۔ راستے ہی میں اس پر مغرب کا وقت آیا تھا۔ وہاں بمقام شام بودر وزیر قوم کے مورچے تھے۔ اس کے پاس رات گزارنے کیلئے ٹھہرے۔ اسی ہی رات ان مورچوں پر مخالف قوم زیڑینی نے کری خیل پر شبخون مارا۔ جس

سے مورچے میں حفاظتی مامورین کے بشمول رحمٰن غنی ولد میر مند خان گلیشائی بھی موت کے بھینٹ چڑھ گئے۔ قوم زیڑینی نے اس غلطی پر محسود مجاہدین سے معافی مانگی اور ناواتے کی۔ جس پر محسود مجاہدین کے مشران نے انہیں معاف کیا اور خون بہا بھی معاف کیا اور انہیں جواب دیا کہ رحمٰن غنی پاکستانی فوج کے خلاف لڑنے جارہے تھے اچانک رات آنے کی وجہ سے وہاں ٹھہرے تھے لہذا وہ شہید ہے۔ آپ لوگوں نے قصداً نہیں مارا ہے کیونکہ آپ لوگوں نے انہیں دشمن سمجھ کر قتل کیا ہے۔

سپلاتوئی قلعہ پر میزائل حملہ ستمبر 2011 میں مجاہدین حلقہ بروند نے سپلاتوئی قلعہ پر B.M میزائل فائر کئے جن میں ایک قلعہ کے قریب سکول پر جالگا لیکن اس میں ہونے والے نقصان کا اندازہ معلوم نہ ہوسکا۔ تفصیل عامر کی قلم سے لکھی گئی ہے۔

کاوڑ قلعہ پر بی، ایم، میزائل حملہ

جب 2011ء میں محسود قبیلے کے خلاف آپریشن راہ نجات کے کچھ علاقوں میں تکمیل ہونے کے بعد مہاجرین کے واپسی کا عمل حکومت نے شروع کیا۔ تو اس وقت ہم نے کاوڑ قلعہ پر بی، ایم میزائل فائر کئے۔ جبکہ وہاں قریب متاثرین کے واپسی کا الوداعی کیمپ بھی تھا۔ لیکن اس میں نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ البتہ فوج نے اس کے رد عمل میں گرنڑے شیخان کلئی اور آس پاس کے دیہاتوں میں سرچ آپریشن شروع کرکے ان علاقوں کے عوام کو مار اپیٹا اور گرفتار کیا۔ جب متاثرین [مہاجرین] کی پہلی کیپ چگملائی پہنچی، اس دوران بھی چگملائی کے مختلف فوجی مورچوں وغیرہ پر بی، ایم میزائل فائر کئے۔ جس میں آزاد ذرائع کے مطابق فوج اور عوام کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ متاثرین کی بحالی کے چند ماہ بعد علاقہ چگملائی میں فدائی مسمیٰ۔۔۔ داخل ہوا۔ جس کی پیشگی اطلاع شکتوئی کے ایک شخص نے فوج کو دی تھی۔ جس کی وجہ سے صحیح ہدف نہ ملا۔ بلکہ اس فدائی نے ایک فوجی گاڑی پر فدائی حملہ کیا۔ جسے گاڑی میں سوار ایم، جی، ون تا مے ہوئے فوجی ہلاک ہوا۔ جبکہ گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔ جس کی وجہ سے فوج نے تین دن تک کرفیوں نافذ کی۔ لیکن اس بار فوج نے عوام کو جانی نقصان نہیں دیا۔ واقعے کی تفصیل سفیر اللہ عرف عثمانی اور جانگیر عرف جانگے کی زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ ڈیلے برومی خیل گاؤں کے قریب فوج پر سنائپر عملیات

اکتوبر 2011 موسم خزان کے ایام میں فوج سرچ آپریشن کرتی ہوئی جب علاقہ ڈیلے برومی خیل گاؤں پہنچی تو براق شہید نے سنائپر گن سے کئی فوجیوں کو واصل جہنم کیا، فوج کے انخلاء کے بعد وہاں پر کافی سارا خون پڑا تھا اور ایک بلیٹ پروف جیکٹ ایک عدد بیگ اور خون الود وردی میں 13 ھزار پاکستانی روپیہ بھی جائے وقوعہ سے ملے۔ تفصیل ابو یاسر، حمزہ، ابو یحیٰ کی زبانی تحریر کی گئی۔

لدھا میں چار یکی عملیات 2011ء میں فوجی کیمپوں اور پوسٹوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملوں کا روز معمول تھا۔ جس کا لکھنا ناممکن ہے۔ نہ ہمیں مکمل معلوم ہے اور نہ اس میں جانی نقصان کا علم ہے۔ یوں میزائل حملے بھی بے شمار ہے۔ مجاہدین حلقہ لدھا ترابی، طیب، حافظ ،خادم وغیرہ کی زبانی یہ تحریر کی ہے۔

نوڑی سر کے قریب کمین ستمبر یا اکتوبر 2011ء موسم خزان میں بقول عدنان اور فانی، ازبک مجاہدین نے نوڑی سر کے قریب فوج کے دو مورچوں کے درمیان گھات لگائی جب فوج کے چھ جوان کمین گاہ پہنچے۔ تو ان پر حملہ کر کے سب کو ہلاک کیا۔ اور ان سے ایک جے، تری بندوق بطور غنیمت حاصل کی۔ اس اثناء میں قریبی مورچوں سے فوج نے جوابی فائرنگ شروع کی۔ جس کی وجہ سے بقایا مالِ غنیمت چھوڑی گئی اور وہاں سے بحفاظت نکل گئے۔

مانڑہ کیمپ کے قریب فوج کے مورچوں پر حملہ ستمبر یا اکتوبر 2011 میں مجاہدین حلقہ لواڑہ نے نجیب کی سربراہی میں مانا(مانڑہ) کیمپ کے دفاعی مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں کوئی پتہ نہ چلا، ستمبر 2011 میں مانڑہ کیمپ سے فوج خڑہ تژہ نرائی جارہی تھی کہ ارسلان کے مکان کے ساتھ اس پر مجاہدین لواڑہ نے حملہ کیا جسمیں 2 فوجی واضح ہلاک ہوئے۔ اکتوبر یا نومبر 2011 میں دوبارہ اسی کیمپ کے دفاعی مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، یہ حملے شاہ خالد کے انتقام میں پے در پے ہوئے۔ ان واقعات کی تفصیل عادل کی زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ وزئے گڑدائی ڈکائی میں حملہ

جنوبی وزیرستان محسود ایریا میں حلقہ جاٹیرائی کے علاقے وزئے گڑدائی ڈکائی سے پانی لانے کے لئے اترنے والے فوجیوں کو تیر بہدف بنانے کا موقعہ مجاہدین کو ملا۔ ریکی مکمل کرنے کے بعد جب مجاہدین کو تسلی ہوئی۔ تو اکتوبر 2011 میں بعد از مغرب پانچ افراد پر مشتمل گروپ نے فوج کے راستے ل میں دو مائن نصب کئے۔ صبح ہوئی مجاہدین انتظار میں تھے۔ کہ آٹھ بجے کئی فوجی گدھوں کو لیکر وہاں سے گزرے۔ اس وقت مجاہدین غافل تھے۔ جس کی وجہ سے وہ بچ نکلے۔ بعد میں آنے والے تین فوجیوں کو آڑے لیا۔ جبکہ ان کے ساتھ پانی لانے کے لئے گدھے بھی تھے۔ جب یہ تینوں عین مائن کے سیدھ میں آئے۔ تو مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ان پر دھماکہ کیا۔ جس میں سے دو فوجی بمع گدھوں کے دور جا گرے۔ جبکہ ایک زخمی بھی چیختے چلاتے دور جا گرا۔ جو 15 سے 20 منٹ کے وقفے کے بعد وہ بھی چل بسا۔ ان کی خیریت معلوم کرنے کے لئے تقریباً 20 منٹ کے بعد گڑدائی ڈکائی کیمپ سے فوج آپہنچی۔ ان میں سے ایک فوجی جب دوسرے منتظر ریموٹ کنٹرول بم کی سیدھ میں آیا۔ تو اس پر دھماکہ کیا گیا۔ جس سے وہ بھاگ نکلا۔ معلوم نہ ہوسکا۔ کہ وہ کتنا زخمی ہوا ہوگا۔ امدادی کاروائی کے لئے آئے ہوئے فوجی اِدھر اُدھر بھاگے۔ جبکہ اس اثناء میں آدھا گھنٹہ گزرا کہ پھر مرے ہوئے فوجیوں کی لاشیں اٹھانے کے لئے فوج کا آنا شروع ہوا۔ حالانکہ دھماکے کیمپ کے قریب ایک کلومیٹر سے کم فاصلے پر ہوئے۔ لیکن تمام تر فوجی اسباب کے باوجود بھی وہ اپنے سپاہیوں کی خیریت ایک گھنٹہ تک معلوم نہ کرسکے۔ یہ ایک ایٹمی طاقت کے فوج کی حالت ہے۔

ایزر پرشٔ پر دھماکہ۔ ستمبر یا اکتوبر 2011 میں ایزر پرشٔ میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے بارودی سرنگ نصب کیا تھا جس سے فوجی ٹویٹا گاڑی ٹکرا گئی دھماکہ اتنا شدید تھا کہ گاڑی اور انسانوں کے ٹکڑے اور اعضاء دور دور تک جا گرے تھیں، جب کہ اس بارودی سرنگ سے ریموٹ کنٹرول بم بھی جوڑا تھا، اسکی وڈیو فلم بھی موجود ہے جس میں فوج کو انسانوں کے اعضاء جمع کرتے ہوئے دیکھا یا گیا ہے۔ اس حملے کی تفصیل حمزہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ تنگڑائی لنڈے منزہ میں بم دھماکہ

اکتوبر 2011ء موسم خزان میں عمر خالد کی تحریر کے مطابق مجاہدین حلقہ سام کانی گرم نے لنڈے منزہ [تنگڑائی] میں فوج کے پانی کیلئے استعمال کرنے والے راستے میں فوج کی مارٹر مس گولی سے ریموٹ بم تیار کر کے رات کو ان کے راستے میں نصب کیا۔ جب صبح کو پانی لانے کیلئے فوجی وہاں سے گزرنے لگے تو ان پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا جس کے نتیجے میں ایک فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ اس کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر موجود ہے۔

مانگور سر کیمپ پر مجاہدین کا حملہ

جنوبی وزیرستان علاقہ محسود کڑمہ سے شمال مشرق میں واقع مانگور سر پر مجاہدین حلقہ ڈیلے نے 15 اکتوبر 2011 کو فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملہ کیا۔ جو تقریباً کئی منٹوں تک جاری رہا۔ اسی اثناء میں ایک مجاہد مسمیٰ سید ولی ولد خان بادشاہ شمیرائی کڑمہ فوج کی جوابی کاروائی میں شہید ہوا۔ جس کی وجہ سے مجاہدین نے حملے کو بند کیا۔ اور ان کی لاش جائے وقوعہ سے اٹھالی۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان کی آزاد ذرائع سے معلومات نہ ہوسکے۔

شوال لکئی سر کے قریب دھماکہ

اکتوبر 2011 موسم خزان میں لکئی سر علاقہ شوال میں فوجی پانی لینے کیلئے گدھوں کو لیکر راستے پر جارہے تھے۔ اس پر مجاہدین حلقہ قلندر نے رحم دل کی سربراہی میں حملہ کیا۔ جس میں دو فوجی مارے گئے۔ یہ واقعہ قاری محسود کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

جنوبی وزیرستان حلقہ جاٹرائی کنڈے میلہ میں ریموٹ کنٹرول حملہ۔

از قلم مفتی عاصم کیونکہ میں خود ان سب کاروائیوں کا نگران تھا۔

اکتوبر 2011 میں جنوبی وزیرستان حلقہ جاٹرائی میں بمقام کنڈے میلہ ریموٹ کنٹرول بموں سے دو کامیاب حملے۔ حلقہ جاٹرائی کے مجاہدین کا روزمرہ یہ معمول تھا، کہ روزانہ کوئی مجاہد فوج کے خلاف عملیات کرنے کی غرض سے شکار کیلئے نکلتا تھا۔ گوریلہ کاروائیوں میں سب سے پہلے دشمن کی ریکی کی جاتی ہے۔ جب کاروائی کیلئے مناسب جگہ ملے تو بعد میں کاروائی کی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں کئی دن ریکی کے بعد مجاہدین حلقہ جاٹرائی کو کنڈے میلہ میں ایک موقعہ ہاتھ آیا۔ وہ اس طرح کہ فوجی کیمپ سے ذرہ دور کچھ مورچے نظر آئے۔ جس کو فوج دن میں ریکی اور پہرے کیلئے استعمال کرتی تھی۔ اور مغرب کے بعد اس کو خالی کر کے فوجی کیمپ چلے جاتے تھے۔ موقعہ کو غنیمت جان کر مجاہدین نے تیاری کر کے چار افراد پر مشتمل گروپ کاروائی کیلئے تشکیل دیا۔ مجاہدین نے وہاں جاکر دو مائن لگانے کا فیصلہ کیا۔ ایک چھرے والا مائن راستے کے کنارے پر درخت میں نصب کیا۔ تاکہ گزرنے والے کو ہدف بنایا جائے۔ جبکہ دوسرا مائن مورچے میں نصب کیا۔ دونوں مائن ریموٹ کنٹرول بم تھے۔ صبح کو جب سب سے پہلے دو فوجی درخت والے مائن کی سیدھ میں آئے۔ تو ان پر دھماکہ کیا گیا۔ جس میں دونوں فوجیوں کو ہلاک کر کے ابدی نیند سلادیا۔ جبکہ اس کے پیچھے

آنے والے چار فوجیوں نے بھاگ کر مورچے میں پناہ لی۔ ان بیچاروں کو معلوم نہ تھا، کہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں دیا۔ ان پر بھی ریموٹ سے دھماکہ کیا۔ جس میں چاروں کے پرخچے اُڑ گئے۔ اس کا نظارہ ضرب مومن الشہاب میڈیا پر دیکھا جاسکتا ہے۔

عمر غزائی (ایمار غزائی) کے قریب کائی سر مورچہ میں بم دھماکہ

اکتوبر 2011 میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے عمر غزائی المعروف ایمار غزائی کے قریب کائی سر مورچہ میں ریموٹ بم نصب کیا تھا، تاکہ ممکنہ فوجی پیش قدمی کے دوران اس جگہ آنے والی فوج کو تارگٹ کیا جاسکے کیونکہ پیش قدمی کے دوران فوج پہلے پہل اس چوٹی پر قبضہ کرتا تھا۔ چنانچہ انیر ریموٹ بم حملے کے 8 دن بعد فوج کائی سر مورچہ پر قابض ہوا، یہ بہت بڑا مورچہ ہے اسکے ارد گرد چار دیواری ہے فوجی جوان اسکے اندر چارپایوں پر بیٹھے تھیں کہ انکو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے نشانہ بناکر ابدی نیند سلادیئے اس حملے میں ایک رہٹائر صوبیدار کے بقول (جو فوج کی وائرلیس بولی جانتا تھا) 11 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔ تفصیلات حمزہ کے زبانی تحریر کئے گئے۔

عمر کوٹ مکین میں سنائپر عملیات اکتوبر 2011ء میں مجاہدین حلقہ مکین نے عمر کوٹ کے قریب مورچوں پر سنائپر گن سے ایک فوجی کو نشانہ بناکر اسے ہلاک کیا۔ جبکہ حکومتی دعوے کے مطابق اس حملے میں ایک فوجی آفیسر ہلاک ہوا۔ تفصیل حافظ فداء کی زبانی تحریر کی گئی۔

میر خاجان میلہ مکین کے قریب دھماکے

اکتوبر 2011 میں کئی ریموٹ بم دھماکوں کی تفصیل حافظ فداء کی زبانی یوں ہے، کہ ہم نے وہاں پر چار ریموٹ بم نصب کئے۔ جن میں سے بعض مس ہوئے۔ اور ایک بم کی زد میں تین فوجی آئے۔

شوال مانڑہ کیمپ کے دفاعی مورچوں پر حملہ

اکتوبر 2011 میں مجاہدین حلقہ لواڑہ نے کمانڈر حافظ ریاض کے زیر سرپرستی مانڑہ کیمپ کے دفاعی مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا فریقین میں شدید فائرنگ کے نتیجے میں 3 مجاہدین مسمیٰ شیر علی، مولوی آتش، عزیر اللہ زخمی ہوئے البتہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ واقعے کی تفصیل لعل دامیر عرف پرے غل گل کی زبانی تحریر کی گئی اسکا کہنا تھا کہ یہ میری پہلی جنگ تھی۔

شریف اللہ عرف براق ولد نیاز علی کی شہادت

اکتوبر 2011 میں شریف اللہ عرف براق حلقہ ڈیلے مزارے گاؤں میں اپنے مرکز میں ریموٹ سسٹم بنانے میں مصروف تھے کہ اچانک دھماکہ ہوا جسمیں گھر مکمل گر کر تباہ ہوا اور آپ بھی اس میں شہید ہوئے، تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہاں پر تقریباً 200 سے 300 تک پٹاخے موجود تھے جو کرنٹ لگنے سے دھماکے سے پھٹ گئے۔

کڑبولئے حلقہ شکتوئی پر عملیات

بقول مولوی خواجہ عرف مدنی، اکتوبر 2011ء میں کڑبولئے نامی جگہ میں فوج کے مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے مجاہدین نے حملہ کیا۔ جبکہ اس کے بعد پھر دوبارہ اسی جگہ مارٹر عملیات کئے۔ جبکہ اکتوبر 2011 سے قبل اسی جگہ پر مولوی حقانی سپنکئی رغزائی والے نے اس پر بی، ایم مزائل داغے جو بالکل ہدف پر جالگے۔ ان تمام حملوں میں فوج کے جانی نقصانات کا علم نہ ہوسکا۔ جبکہ فوج کے جوابی کاروائی سے مجاہدین سلامت رہیں۔

محمد شفیع کی موت

نومبر 2011ء میں محمد شفیع ولد زار خون نظر خیل حلقہ بدر میران شاہ میں رہ رہا تھا کہ اچانک فوت ہوا۔ موت کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔

نانا ہیرہ سر پر ہشتادو سے حملہ

نانا ہیرہ سر علاقہ جلندر اور سلے روغہ کے درمیان مشہور پہاڑ ہے۔ جو تقریباً سطح سمندر سے سات ہزار فٹ بلند ہے۔ اس پر پاکستانی فوج کا کیمپ ہے۔ اس کیمپ پر نومبر 2011ء کو ہم نے ہشتادو کے ذریعے عملیات کئے۔ گولوں میں سے ایک گولہ خطاء ہوا۔ جبکہ باقی تمام گولے کیمپ پر جا لگے۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ پاکستانی فوج کے لئے مہلک ثابت ہوئے ہونگے۔ [تفصیل ضرب مومن پر موجود ہے] جبکہ اس کاروائی کے ساتھ ساتھ اسی کیمپ پر ائیر کرافٹ گن (دوشکہ) سے بھی فائر کرتے رہے۔ جس سے مجاہدین اپنا دفاع کر رہے تھے۔ کیونکہ ہم مجاہدین کی کاروائی لالڑے کے مضافات سے جاری تھی۔ اور کیمپ سر پر تھا۔ جس سے وہ ہم کو بھی آسانی سے نشانے پر لے سکتے تھے۔ لیکن ہم اپنی دفاع ائیر کرافٹ گن سے کرتے رہے۔ اسی اثناء میں پاکستانی فوج کے توپ کے گولے یکے بعد دیگرے آسمان منزہ سے ہم پر گر رہے تھے۔ جو ہم سے بیس میٹر کے فاصلے سے لگتے رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں محفوظ رکھا۔ اور سب ساتھی بحفاظت لوٹے۔ ضرب مؤمن پر ویڈیو فلم موجود ہے۔ اس علاقے نانا ہیرہ پر چند ہی دن بعد دوبارہ ہشتادو کے عملیات کئے گئے۔ جس میں سے ایک گولہ عین کیمپ پر جا لگا۔ جبکہ باقی گولے کیمپ کے آس پاس لگے۔ کیمپ کے چاروں طرف ریکی مورچے بھی تھے۔ وہ بھی ضائع نہیں شمار ہونگے۔

عبدلو دانی کونڈ سر کے قریب پہاڑی میں بم دھماکہ

نومبر 2011 مجاہدین حلقہ جاٹرائے ڈیلے حمزہ وغیرہ نے عبد الوِدُونِی کے جنوب میں کونڈ سر کے قریب پہاڑی میں فوج کے ریکی مورچہ میں ریموٹ نصب کیا جب 2 فوجی پہلے پہل وہاں آ پہنچے تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کر کے دونوں کو ہلاک کیا۔ اسکی تفصیل حمزہ کی زبانی رقم کی گئی۔ علاقہ ڈیلے بمقام خونخیلہ جب فوج پہنچی تو وہاں پر گھات لگائے چند مجاہدین حلقہ ڈیلے نے اس پر حملہ کیا لیکن اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کے بارے معلومات نہ ہو سکے۔ اسکی تفصیل حمزہ کی زبانی لکھی ہے۔

منیر احمد عرف کاکاجی کی شہادت

منیر احمد ولد گل لالا حلقہ مومی کرّم وزیر گائی قاری حسین احمد محسود کے اخص الخواص میں سے تھے آپ صاحب قاری حسینؒ کے رابطہ کار بھی تھے، آپریشن راہ نجات کے دوران مومی کرّم پر جیٹ طیاروں نے ایک روز بمبار شروع کی جس پر منیر احمد اور ایک دوسرے مجاہد نے جیٹ طیاروں پر طیارہ شکن گن سے کراس فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں ایک طیارے کو گولی لگی جس کی وجہ سے غوطے مارتا ہوا میاوالی کے قریب گِر تباہ ہوا، لیکن حکومت نے ٹیکنیکل خرابی قرار دیا جو کہ جھوٹ پر مبنی تھا، قاری حسین کی شہادت کے بعد دسمبر 2011 میں منیر احمد عرف کاکاجی ایک روز میر علی سے میر انشاء جا رہے تھے کہ نامعلوم افراد نے قطب خیل کے قریب ان پر فائرنگ کر کے شہید کر دیا، آپ صاحب کی لاش شکتوئی میں سپرد خاک کی گئی۔

کڑبو لئے سرکائی ماسکائی میں فوج کا چھاپہ

مخلص کی زبانی جو اس میں شریک تھے۔

نومبر 2011 میں علاقہ کڑبو لئے سرکائی ماسکائی، جس کی سرحدیں مضافات سراروغہ سے جا کر لگتی ہیں۔ یہاں مجاہدین کے مراکز تھے۔ جہاں سے وہ فوج کے خلاف گوریلہ کاروائیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ فوج نے نومبر 2011 میں صبح سویرے ان پر چھاپہ مارا۔ اس کاروائی میں 2000 سے زائد فوج نے حصہ لیا۔ جبکہ فوج کو گن شپ ہیلی کاپٹر اور توپ خانے کی مدد بھی حاصل تھی۔ لیکن مجاہدین نے ہمت نہیں ہاری اور ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے فوج کے محاصرے کو توڑ ڈالا۔ اور بعد میں فوج ہی کے بعض جوانوں کو محاصرے میں لیا جس میں ایک کو زندہ گرفتار کیا اور باقیوں کو قتل کر کے اپنے سینے ٹھنڈے کئے۔ اسی اثنا میں ایک مکان پر جس میں بہت ساری فوج جمع تھی کمانڈر تاج گل نے فصلاگت کے کئی گولے داغے جو عین مکان کے بیچ میں گرتے رہے جس کی وجہ سے فوج کا

بہت سارا جانی نقصان ہوا فوج کی پسپائی کے بعد جائے وقوعہ سے خون آلود وردیاں اور دیگر سامان ملا جبکہ خون مکان کی دیواروں کیساتھ لگا دیکھا۔ گرفتار شدہ فوجی کا پتہ یہ ہے۔ میوال ولد غلام علی صوبہ سندھ ضلع نوشیر و فیروز سکھر ڈویژن۔ فوج میں آرمی نمبر 3475527 یونٹ 20 سندھ، آفیسر کا نام میجر ناصر، اس کا تعلق پنجاب سے تھا۔

اس قیدی فوجی میوال کا پاکستانی فوج کو پیغام

میں اپنے پاکستانی فوج کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ فوج کو جو کہا جاتا ہے کہ وزیرستان میں غیر ملکی اور غیر مسلم دہشت گرد ہیں۔ یہ بات غلط ہے ادھر سارے پاکستانی اور مسلمان بھائی ہیں۔ لہٰذا مسلمان بھائیوں سے لڑائی اور جنگ نہ کرے تو بہتر ہے۔ اور پاکستانی فوج یہاں سے انخلاء کرے تو بہتر ہے۔ جبکہ اس جوابی کاروائی میں مجاہدین نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ کئی فوجی جوانوں کو قتل کر کے ان میں سے دو کے سر کاٹ کر ساتھ لے گئے۔ جبکہ میڈیا پر صرف 45 زخمی فوجیوں کی تصدیق کی گئی۔ بہت سارا مالِ غنیمت بھی ان سے حاصل کیا گیا۔ جس میں تین عدد پاکستانی جے، تری بندوق، ایک عدد ایم، جی، ون، پانچ عدد جنگی ٹوپیاں، تین عدد زرہیں، ایک عدد مارٹر [ہاون] وغیرہ سامان شامل تھا۔ اس حملے میں 20 سے زائد فوجی

مارے گئے۔ جبکہ تین مجاہدین مسمی [۱]بشیر ولد مسلم گنا خیل حلقہ مکین [۲]فیض اللہ ولد سخی محمد حلقہ سراروغہ [۳]ڈاکٹر بخت نواز ولد رابستان جلال خیل حلقہ سرکائی ماسکائی نے بھی جام شہادت نوش کی۔ جبکہ پانچ طالبان زخمی بھی ہوئے۔ اور بہت سارا مال غنیمت بھی مجاہدین ہاتھ لگا۔ کاروائی کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر موجود ہے

لدھا سکول اور ہاسٹل پر میزائل حملہ

نومبر 2009ء سے علاقہ محسود کے تمام اسکول کالج اور دینی مدارس بند پڑے ہیں۔ اور فوج کے زیر استعمال ہیں۔ یہی سلسلہ تحصیل لدھا میں بھی چلا آرہا ہے۔ لدھا سکول و کالج اور ہاسٹل وغیرہ میں فوج نے ڈیرے ڈالے ہیں۔ چنانچہ نومبر 2011 میں مجاہدین حلقہ لدھا نے علاقہ پٹویلائی سے تین میزائل لدھا سکول کے گب

ہاسٹل پر داغے۔ جس میں ایک میزائل عین اسکول ہاسٹل کے ایک کمرے میں جالگا۔ جس میں میجر رینک آفیسر سمیت تین فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔ اس کی تفصیل ترابی، خادم اور حافظ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

سلے پنگہ میں محسن کی شہادت

نومبر 2011 میں محسن اور نسیم سرکائی ماسکائی سلے پنگہ میں ریموٹ بم نصب کر رہے تھے۔ جس پر فوج نے فائرنگ کرکے محسن کو موقعہ ہی پر شہید کیا۔ جبکہ نسیم کو زخمی کیا۔ جو میران شاہ ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوا۔ محسن ولد ملک خان گلیشائی حلقہ سرکائی ماسکائی، نسیم خان افغانستان خوست میں عثمان خیل قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ جو مجاہدین سرکائی ماسکائی سے ملکر جہاد پاکستان میں اپنی جان دے دی۔

سپین کمر دواسڑک پر کمین

نومبر 2011 میں کمانڈر خالد کے زیر قیادت مجاہدین حلقہ قلندر و حلقہ سپین کمر نے بمقام دواسڑک کمانڈر نیک بات کے گھر کے ساتھ فوجی گاڑی پر آر، پی، جی ثقیلہ اور کلاشن کوف سے حملہ کیا۔ جبکہ راکٹ لانچر کا گولہ عین گاڑی پر لگا۔ جس سے گاڑی کے پرخچے اُڑ گئے۔ اور گاڑی میں سوار ۹ فوجی بھی ہلاک ہوئے۔

حلقہ بدر نوڑی سر پر حملہ

نومبر 2011ء میں عید الاضحیٰ کے دن نوڑی سر کیمپ پر طالبان نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جو کافی دیر تک جاری رہا۔ اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔ البتہ فوج کے جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد عبد اللہ ولد طالب خان نظر خیل زخمی ہوا۔ جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوا۔ مولوی اخلاصیار کی زبانی تحریر کی ہے۔

خیسورہ شاجم خان میلہ پر حملہ نومبر یا دسمبر 2011 میں مجاہدین حلقہ خیسورہ نے نانو خیل شاہ جم حان میلہ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا فریقین کے مابین شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا اس حملے میں اہل علاقہ کے بقول 5 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے، اس میلہ پر کل تین حملے ہوئے لیکن اس فوج کے جانی نقصان کے بارے میں علم نہ ہوسکا۔

مدیجان درگئی میں بم دھماکہ

نومبر یا دسمبر 2011 میں مجاہدین حلقہ برونند مدیجان سے ملحقہ درگئی کے علاقے میں وانہ جنڈولہ سڑک کے کنارے گھاس میں ریموٹ بم نصب کیا اس دوران 2 ملیشیاء اہلکار گھاس کو جلاتے وقت جب وہاں پہنچے تو ریموٹ کے ذریعے ان پر دھماکہ کیا جس میں دونوں اہلکار موقعہ ہی پر ہلاک ہوئے۔ مومن کی زبانی تفصیل لکھی گئی جو خود اس کاروائی کے ماسٹر مائن تھے۔

سگاڑ رغزائی میں دو بم دھماکے

کمانڈر ملا منصور اور ملنگ وچہ خوڑہ کی زبانی اس دھماکے کی تفصیل یوں ہے، کہ دسمبر 2011 موسم سرمہ میں ہم نے سگاڑ رغزائی تحصیل سراروغہ میں، سراروغہ جنڈولہ سڑک میں دو ریموٹ بم نصب کئے۔ جس میں ایک کو فوج نے جیمر کے ذریعے ناکارہ بنایا جبکہ دوسرے سے فوج کے ٹویٹا گاڑی پر دھماکہ کیا جس سے گاڑی کو جزوی نقصان ہوا۔ یہ دھماکہ دن کے گیارہ بجے ہوا جس کی وجہ سے فوج نے سڑک بلاک کردی۔

لنجی سر سلیمان شاہی میں بم دھماکہ

دسمبر 2011 موسم سرمہ میں اس کاروائی کا حال عرفان وچہ خوڑہ کی زبانی یوں ہے، عرفان نے کہا کہ مجاہدین وچہ خوڑہ نے 2011 دسمبر کے مہینے میں لنجی سر کے ایک ریکی مورچہ میں پرسنل بم نصب کیا۔[پرسنل بم وزن ڈالنے سے پھٹتا ہے] یہ فوج کا ایسا مورچہ تھا کہ مہینہ میں چند دن فوج اس کو استعمال کرتی تھی۔ چنانچہ ایک روز عصر کے وقت زور دار دھماکہ ہوا۔ جب ہم تحقیق کیلئے باہر نکلے اور علاقے کا معائنہ کیا، تو لنجی سر پر گرد و غبار اور فوج کی نفری دیکھی معلوم ہوا کہ دھماکہ اس جگہ ہوا ہے۔ دو دن بعد جب فوج نے واپسی کی تو ہم نے اس جگہ کا معائنہ کیا تو وہاں پر خون بکھری ہوئی دیکھی لیکن فوج کے جانی نقصان کی تعداد کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔

باغرے سر علاقہ ٹیٹ سرویک میں بم دھماکہ

اس دھماکے کی تفصیل سیف اللہ حلقہ وچہ خوڑہ کی زبانی یوں ہے، کہ مجاہدین حلقہ وچہ خوڑہ نے 2011 موسم سرمہ میں باغرے سر[باغرے نامی پہاڑی]علاقہ ٹیٹ سرویک میں فوج کے ریکی مورچہ میں بم نصب کیا۔ جبکہ اس کے ساتھ ریموٹ اور وزن سے پھٹنے والی سسٹم بھی لگائی۔ تاکہ ریموٹ کے ناکارہ ہونے کی صورت میں دوسرا سسٹم کام آئے۔ چنانچہ دو دن تک وہاں فوج کے آنے کا انتظار کیا۔ لیکن فوج نہ آئی جب مجاہدین مایوس ہو کر واپس مرکز آئے، اس وقت اچانک زور دار دھماکہ ہوا۔ صبح کو جب ہم جائے وقوعہ معائنہ کرنے گئے تو دیکھا کہ مورچے کا نام و نشان نہیں ہے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دھماکے کی شدت کی وجہ سے فوجیوں کی ٹوپیاں، وردیاں اور خون بکھری پڑی ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ فوج کا کافی جانی نقصان ہوا ہے۔ لیکن تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

سپینہ میلہ حلقہ زانگاڑہ میں تین بم دھماکے

2011ء موسم سرمہ میں اس کاروائی کی تفصیل کاشف وچہ خواڑہ کی زبانی یوں ہے، جو خود بھی اس کاروائی کے انجام دینے والوں میں شامل تھا۔ کاشف کا کہنا تھا کہ یہ کاروائی ہم تین مجاہدین نے کی۔ جبکہ میرے ساتھ انور رحیم عرف زنگڑوال اور دین محمد بھی شریک تھے۔ کاشف کا کہنا تھا، کہ ہم نے تین ریموٹ کنٹرول مائن سپینہ میلہ کیمپ کے قریب نصب کئیں جن میں ایک وہاں پانی چشمہ کے قریب نصب کیا۔ جبکہ دوسرا وہاں ریکی مورچے میں نصب کیا۔ تیسرا مائن وہاں قریب لکڑی کی ڈھیر میں نصب کیا۔ جبکہ مائن کے ساتھ سرنچ والی سسٹم بھی لگائی۔ تاکہ ریموٹ سسٹم ناکارہ بنانے کی صورت میں اگر کوئی اس کو نکالے تو کھینچنے کی صورت میں خود دھماکہ کرے گا۔ چنانچہ صبح جب آٹھ فوجی

پانی لینے کے لئے چشمہ پہنچے اور تین اس کی دفاع کے لئے ریکی مورچہ پہنچے تو ریموٹ کے ذریعے وہاں نصب بموں کو بلاسٹ کیا گیا۔ جس میں سب کے سب 11 فوجی وہاں ڈھیر ہوئے۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس میں کتنے مر گئے اور کتنے زخمی ہوئے۔ جب کچھ مدت بعد لکڑی اٹھانے کیلئے فوجی وہاں آئے تو لکڑی کھینچنے سے بم دھماکے سے پھٹ گیا۔ دھماکے کی شدت سے لکڑی اور فوجی دور دور جاگرے۔ اہل علاقہ کے بقول اس دھماکے میں 13 جنازے اس جگہ سے اتارے گئے۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اس میں زخمیوں اور مقتولین کی تعداد کتنی تھی۔

سپوندہ جنتہ میں بم دھماکہ

2011 موسم سرمہ میں رحمن ولی حلقہ جنتہ کے بقول سپوندہ نامی گاؤں کے سڑک میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ اس بم کی زد میں فوجی ٹویٹا گاڑی آئی۔ جس پر دھماکہ کیا گیا۔ گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔ جبکہ دھماکہ کی شدت کی وجہ سے لاشیں اور زخمی سپاہی دور دور جاگرے۔ انکی طبی امداد کیلئے ہیلی کاپٹر آپہنچا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اس میں کتنے فوجی ہلاک یا زخمی ہوئے۔

دسمبر 2011 علاقہ برونڈ کارگل سر[ایڑغوڑائی] پر حملہ

ایڑغوڑائی[کارگل] سر پر پاکستانی فوج نے 2010 کے آخر میں کیمپ بنایا۔ جس سے وہ پورے علاقہ برونڈ، سپینکئی تیر زونہ فریدائی، تنگئی ملک دینائی اور اوسپاس رغزائی تک علاقے اسی ایک پہاڑی سے کنٹرول کر رہا تھا۔ اس پر ہم مجاہدین حلقہ جاٹیرائی نے عملیات شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ اس سے قبل حلقہ تنگئی کے مجاہدین نے اس پر بی، ایم مزائل اور ھاون وغیرہ سے بیسیوں دفعہ عملیات کئے تھے۔ ہم نے اس پر پہلی بار ہشتادو کے عملیات کئے۔ جس میں چھ گولے داغے گئے۔ ان میں سے چار گولے خطاء لگے۔ جبکہ دو گولے 20 ڈگری پر کیمپ کے شمال مشرقی دیوار، دائیں بائیں چیک پوسٹوں پر جالگے۔ جبکہ دائیں چیک پوسٹ پر عین گولہ لگا۔ لیکن اس میں فوجی نقصان کا علم نہ ہوسکا۔

سپین کمر دواسڑک میں دھماکہ 2011ء سابقہ دھماکے کے ایک ماہ بعد سپین کمر دواسڑک میں ریموٹ کنٹرول بم سے ایک بکتر بند گاڑی کو تباہ کیا۔ دسمبر 2011 میں دواسڑک میں کھڑی ٹینک کو ایس، پی، جی نائن سے نشانہ بنایا جو جل کر راک ہوا۔ انور شاہ کی زبانی تحریر کی گئی

ملیزائی تجوڑی ایف سی قلعہ پر تعارض

23 دسمبر 2011 کو اس واقعے کی تفصیل فضل کوٹکئی والے کی زبانی یہ ہے۔ کہ 25 محسود طالبان پر مشتمل دستہ نے ملیزئی تجوڑی ایف سی

قلعہ پر تعارض کیا چیک پوسٹ پر الگ تعارض اور قلعہ پر الگ تعارض شروع کیا۔ جس میں مجاہدین نے ہلکے اور بھاری اسلحہ کو استعال کیا۔ پہلا راکٹ لانچر گولہ جب چیک پوسٹ پر لگا۔ تو ڈیوٹی پر مامور سپاہی لقمہ اجل بنا۔ جبکہ قلعہ چند منٹ کی کاروائی کے بعد فتح ہوا۔ جس میں 15 ایف سی [بارڈر] والے سپاہی گرفتار ہوئے۔ جبکہ کچھ سپاہی بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ مجاہدین سب کے سب محفوظ رہیں۔ اور گرفتار شدگان کو ساتھ لیکر میران شاہ پہنچے۔ اس فتح میں کل 30 یا 35 لس ڈازی بندوق، 1100 ایم جی ون گولیاں [کارتوس] وغیرہ سامان غنیمت میں ملا ۔ گرفتار سپاہیوں کو بعد میں خیبر ایجنسی میں طالبان قیدیوں کے قتل کے انتقام میں زجراً قتل کردئے گئے۔ اس واقعے کی ویڈیو فلم عمر اسٹوڈیو پر موجود ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق 14 دن بعد 5 جنوری 2012 کو تحریک طالبان کے ترجمان نے ان ایف سی اہلکاروں کے ہلاکت کی تصدی ق کرلی۔ 22 جنوری 2012 کو اسکی وڈیو فلم بھی جاری کی گئی۔

گڑدائی ڈکائی پر حملہ

علاقہ وزئے گڑدائی ڈکائی پر واقع فوج کے کیمپ پر **دسمبر 2011** میں مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جو کئی منٹوں تک جاری رہا۔ پوسٹ میں بیٹھے ہوئے فوجی پر جب فائر کیا تو اس کی طرف سے جوابی فائر نہیں ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس کو گولی لگی۔ جبکہ دوسرے پوسٹوں سے جوابی کاروائی ہوتی رہی۔ اسی مہینے میں کنڈے میلہ خرڅہ تکہ پر دوشکہ سے عملیات کئے۔ جبکہ فوج نے جوابی کاروائی میں ہلکے ہتھیاروں اور توپ خانے کا شدید استعمال کیا۔ لیکن مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

مسعود الرحمن عرف مسعود کوکٹ خیل کی شہادت

دسمبر 2011 میں مسعود الرحمن عرف مسعود ولد عبدالرحیم کوکٹ خیل لالژئے نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ ڈی آئی خان میں این جی اوز آفیسر کو آغواء کرکے جارہے تھے، جبکہ پولیس کو پہلے سے اطلاع ملی تھی پولیس کے ساتھ جھڑپ ہوئی جس میں مسعود الرحمن عرف مسعود بمع ساتھیوں کے شہید ہوا البتہ پولیس کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔

حلقہ خیسورہ میں گوریلہ عملیات

دسمبر 2009 سے یکم مارچ 2016 تک علاقہ خیسورہ شاہ جم میلہ تیارزہ قلعہ توروام چیک پوسٹ چگ پوسٹ جو بریگیٹ سے بھی مشہور ہے تورم پل چیک پوسٹ، حولدار میلہ مچی خیل، شین غندائی کرش پلانٹ وغیرہ پوسٹوں اور کیمپوں پر سینکڑوں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کے حملے مجاہدین خیسورہ وغیرہ نے کی ہے، جسکی تفصیل لکھنا مشکل ہے۔ یہ تفصیل عمری، ملنگ، نورحسن بابا، نزیر کی زبانی تحریر کی گئی۔

6اگست 2011 کو مجاہدین حلقہ بروند نے اسی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے رمضان المبارک میں بعد از نماز ظہر حملہ شروع کیا اور عصر تک یہ کاروائی جاری رکھی فوج اور طالبان میں شدید گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہا فوج کی توپ گولہ باری کے نتیجے میں ایک مجاہد عبدالرحیم بودین زائی شمن خیل شہید ہوا جسکو گھوڑے پر لاد کر سرمشائی قبرستان میں بعد از عشاء سپرد خاک کیا اس حملے میں فوج کی جانی نقصان کے بارے میں اندازہ معلوم نہ ہوسکا، اس کیمپ پر آئے روز مجاہدین ہلکے ہتھیاروں سے فوجی جوانوں کو نشانہ بناتے تھے بالاخر اس طرف سے فوج نے پرنسل مائن نصب کئے مورچوں کے سوراخوں سے یہی چھپ چھپا کے ریکی کرتے تھیں مجاہدین کو جب فوجی نظر نہ آتا تھا تو ان سوراخوں کو نشانہ بناتے تھے تا کہ اگر کوئی فوجی ریکی کیلئے وہاں پر موجود ہو تو وہ نشانہ بنے۔ تفصیلات عامر وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

فقیر سرائے بدر کے قریب بم دھماکہ

2011 میں موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران مجاہدین حلقہ بدر نے فقیر سرائے سے بدر جانے والی سڑک میں ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح کو فوجی قافلہ کے آگے آگے بم ڈسپوزل ٹیم کی گاڑی اس کی سیدھ میں آگئی۔ تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا گیا جس میں دو فوجی ہلاک ہوئے۔ اس کی ویڈیو فلم موجود ہے۔ تفصیل عدنان کی زبانی تحریر کی گئی۔

آپریشن راہ نجات اور ضرب مومن 2012 میں داخل ہوا

بلوچستان پشین میں محسود مجاہدین کی شہادت

جنوری 2012ء میں محسود مجاہدین کا دستہ جس میں مجاہدین خیسورہ اور مجاہدین حلقہ تنگئی شامل تھے بلوچستان میں اختطاف کیلئے داخل ہوئے اور وہاں کئی این جی اوز اہلکاروں کو گرفتار کرنے کے بعد واپس آرہے تھے کہ پشین کے علاقے میں سڑک پر پولیس اور لیویز کے ناکہ لگانے کی وجہ سے گھیرے میں آگئے سیکورٹی فورسز اور قومی لشکر سے کئی گھنٹوں تک لڑائی کے نتیجے میں شہید ہوئے، اور کچھ مغوی بھی ان سے رہا کرائے گئے، اس دستہ میں صرف ایک مجاہد مولوی منصور بچ نکلا، شہداء کے نام یہ ہیں (1) حبیب اللہ عرف حبیب ولد پالیز خان، عباس خیل تنگئی، (2) یونس خان ولد گلاب خان ملک دینائی (3) عمر خان ولد گل ریحان، برکی حلقہ سام عرف سیف اللہ، (4) عباس علی ولد علی رضاء، سلیمی خیل حلقہ خیسورہ (5) پیر حسین عرف شاہین ولد تاج علی نیکزان خیل حلقہ خیسورہ۔ واقعے کی تفصیلات مولوی منصور کی زبانی جو چشم دید گواہ ہے اسکی زبانی تحریر کی ہیں۔

جنوری 2012 میں وانہ بازار میں فوج کا چھاپہ

2012ء موسم سرمہ میں فوج نے وانہ بازار میں ایک ہوٹل میں موجود محسود مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ جس میں فریقین کے درمیان رات ۳ یا ۴ بجے سے صبح اشراق تک لڑائی جاری رہی۔ لیکن فوج طالبان پر کامیاب نہ ہوسکی۔ بالاخر فوج نے ایکسویٹر [خپارہ] کے ذریعے ہوٹل کو دوسری طرف سے منہدم کر دیا جس سے طالبان کو نشانہ بنانے میں فوج کامیاب ہوئی۔ پانچ طالبان [۱] خوشحال سلیمی خیل خیسورہ [۲] اسمٰعیل خان ولد محمد ولی مچی خیل [۳] عاشق والی عرف کاکا ولد جمات خان کیکاڑائی نانو خیل خیسورہ [۴] خان عالم عرف یور ولد حیدر خان عبدلائی نانو خیل

[۵]عبد اللہ ولد خان ڈاکٹر ور مڑ خیل[۶]ایک عام محسود قبائلی اقبال سلیمی خیل تنگی برونداس چھاپے میں شہید کئے گئے۔ جبکہ طالبان کی جوابی فائرنگ سے فوج کے ایک میجر سمیت 6 سپاہی ہلاک ہوئے۔اس واقعے کی تفصیل عینی شاہد عبد الرحمن عرف سلمان سے تحریر کی ہے۔

گڑدائی ڈکائی پر حملہ

جنوری 2012 میں برف پہاڑوں کی زینت بن چکی تھی اور سخت سردی کا زمانہ تھا لیکن مجاہدین جزبہ جہاد اور جزبہ انتقام سے سرشار تھے۔کوئی بھی مشکل اور رکاوٹ انکے راستے میں حائل نہ ہو سکتی تھی اسی دوران مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے گڑدائی ڈکائی کیمپ سے باہر آنے والے 4 فوجیوں پر ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا۔جن میں سے ایک گرپڑا اور باقی تین بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ فوجی وائرلیس کی گفتگو ایک سابق ریٹائر صوبیدار جو مجاہدین کا ساتھی تھا۔اپنے مخابرہ کی شکاری نمبر کے ذریعے سنا کرتا تھا اس موقعہ پر فوج اپنے ہیڈ کواٹر کو اس حملے میں 4 زخمیوں کی اطلاع دے رہی تھی جبکہ وڈیو فلم میں صرف ایک فوجی گراہوا نظر آرہاہے حقیقت میں وہ چاروں فوجی زخمی ہوئے تھے۔کیونکہ جو رپورٹ وہاں کیمپ سے دیتا رہا وہ میں نے مخابرے کے ذریعہ سنا۔تفصیل مفتی عاصم کی قلم سے لکھی گئی۔

گرنشتر سپین کمر میں فوج پر حملہ

۔جنوری 2012 موسم سرما میں فوج نے گرنشتر سپین کمر میں پیش قدمی کی۔جس پر ہم نے حملہ کیا اس حملے میں 2 فوجی مارے گئے جبکہ مال غنیمت میں ایک عدد کلاشنکوف ایک نائٹ ویژن دوربین 2 عدد بیگ جس میں خوراکی سامان تھا ایک عدد زرہ وغیرہ شامل تھا۔

شوال مانڑا میں قافلے پر حملہ

جنوری 2012 موسم سرما میں علاقہ شوال مانڑا میں فوجی قافلے پر گھات لگاکر ہم نے حملہ کیا۔اس حملے میں 2 گاڑی جلکر نذرآتش ہوئیں جبکہ ایک گاڑی ڈرائیور سے بے قابو ہوکر گہری کھائی میں جاگری۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اس حملے میں 2 فوجی مارے گئے جبکہ 16 زخمی تھے اسکی فلم عمر میڈیا پر موجود ہے۔تفصیل انور شاہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

رزمک کیمپ پر میزائیل حملہ

2012 / موسم سرما میں ہم نے رزمک کیمپ پر B.M میزائیل داغے جس میں ایک میزائیل گاڑی پر جالگا جبکہ اس وقت فوجی قافلہ باہر کہیں سے کیمپ آپہنچا تھا لیکن جانی نقصان کا علم نہ ہو سکا۔تفصیل انور شاہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

بنوں میں طالبان سے دھوکہ

جنوری 2012 میں مجاہدین بنوں میں کاروائی کے لیے گئے جبکہ راہبر نے انکو ایک کمرے میں بیٹھایا کہ میں پھر آرہاہوں اسی اثناء میں فوج کو اطلاع کی اور فوج نے ان کو گھیرے میں لیاان مجاہدین میں سے ایک نے توموقع پر مزاحمت کی جو شہید کئے گئے اور باقی 3 کو گرفتار کرکے لے گئے ان تین میں سے فضل الرحمن ولد گل بات خان اشنگئی کو لکی جیل میں زہریلی انجکشن دی گئی تھی جس سے وہ شہید ہوا۔ جبکہ دوتاحال جولائی 2016 تک جیل میں ہیں جس راہبر نے ان پر جاسوسی کرکے انکی اطلاع فوج کو دی تھی اسکو بعد میں مجاہدین نے ڈومیل میں قتل کیایہ واقعہ فضل کی زبانی تحریر کیاگیاہے۔

بنگش والامولے خیل کلی کے قریب تیرون چنہ میں فوج پر حملہ

جنوری یافروری 2012ء میں فوج نے علاقہ تیرون چنہ گنڈیرائی میں سرچ آپریشن کیلئے ایڈوانس کیااس دوران فوج اور مجاہدین حلقہ برووند کے درمیان تیرون چنہ سپیلیتیے کے مقام پر شدید مقابلہ ہوا، مجاہدین کی شدید فائرنگ سے فوجی جوان چیختے رہے لیکن ہلاکتوں اورزخمیوں کے بارے میں پتہ نہ چلا، جبکہ مجاہدین بھی محفوظ رہے، فوج کے جوابی ردعمل میں وہاں علاقے کے عام عوام کے مال مویشی اور معذوراور مجبور افراد کو گرفتار کرکے ساتھ لے گئے۔ جن میں نائی خان کے دوبھتیجے گل غانیر جوایک بوڑھامعذور شخص تھااور فضل میر کابیٹاشامل تھا، ان گرفتارافرادنے رہائی کے بعد بتایاکہ اس جھڑپ میں 4 اہلکار ہلاک ہوئے تھے، تفصیلات سجنا، عامر، احمد، وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

علاقے شاہور کے مدینہ موڑ میں بم دھماکہ

فروری 2012ء میں جب اہل علاقہ کی دوبارہ آبادکاری کے سلسلہ میں فوج نے شاہور کے قریب مدینہ موڑ گاوں والوں کیلئے مارکیٹ بنانا شروع کی تومجاہدین حلقہ برووند نے اس مارکیٹ بلڈنگ اوراس کے ٹھکیدار کے ٹریکٹر کوبارودی مواد سے اڑادیا،

شمس الدین ولد جنگ بار خان کئی خیل کی شہادت

27 فروری 2012ء کو شمس الدین عرف آشو یاحق مل ولد جنگ بار خان کئی خیل حلقہ ڈیلے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ عمر رغزائی (ایمار غزائی) گوڑی خیل کلی میں گئے تھے انہیں معلوم نہ تھا کہ علاقے میں فوج داخل ہوئی ہے، چنانچہ جب یہ مجاہدین گاؤں کے قریب پہنچے توفوج نے ان پر فائرنگ شروع کی، جس کے نتیجے میں شمس الدین عرف آشو شہید ہوا، اورایک مجاہد سمین اللہ عرف سمی زخمی ہوا، مجاہدین نے شدید مزاحمت کرتے ہوئے اپنے زخمی ساتھی کو محاصرے سے نکالا، اور شہید کی لاش وہاں پر جھوڑدی جسکو فوج ساتھ لے گیااور ٹانک میں پولیٹکل انتظامیہ کے حوالے کی اورانہیں وہاں پر سپرد خاک کیا۔ **فروری 2012 میں تجوڑی ایف آر لکی علاقہ گبر میں فوجی گاڑیوں پر حملہ**
مجاہدین محسود میں ایک دستہ کمانڈر مولوی حقیار کے سربراہی میں فروری 2012 کو تجوڑی پہنچاوہاں پر گھات لگاکر بیٹھے جب فوج کے 2 گاڑیوں کی آمد کی اطلاع پہنچی تومجاہدین منظم ہوئے لیکن فوج کو پیشگی اطلاع ملی اسلیے انہیں گھیرے میں نہ لیااوریوں دور ہی سے فریقین میں لڑائی چھیڑ گئی اس لڑائی میں مجاہدین سلامت رہے جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں حکومتی دعوی کے مطابق ایک میجر زخمی ہوا 21 فوجی مارے گئے۔ سیلاب محسود کی انٹرویو۔

رزمک کیمپ میں صوبیدار کوریڈیو تحفہ

2012 موسم سرمہ میں بقول انور شاہ کہ ہم نے رزمک کیمپ میں بیٹھنی صوبیدار کو بطور تحفہ ریڈیو ٹیپ ریکارڈ بھیج دیا۔ جس میں بم نصب تھا جب صوبیدار صاحب نے اسے آن کیاتو ٹیپ ریکارڈ دھماکہ سے پھٹ گیا جس میں صوبیدار بیوی سمیت ہلاک ہوا۔

بنوں سمال ڈیم ایف سی ملیشیاپوسٹ پر حملہ فروری 2012 میں بقول محمد انور شاہ ہم نے بنوں سمال ڈیم کے حفاظتی پوسٹ پر تعارض کیا اگرچہ فتح نہ ہو سکا اور نہ اس میں ایف سی والوں کے جانی نقصان کا علم ہوا۔ جبکہ سیکورٹی فورسز کے جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد آمان اللہ ولد ماماد خان عباس خیل حلقہ قلندر شہید ہوا جو اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔

پستہ وڑہ ایف سی قلعہ پر تعارض

فروری 2012 میں مجاہدین جنوبی محاذ (جو حلقہ جاٹرائے، حلقہ ڈیلے، حلقہ بروند، حلقہ تنگئی، حلقہ خیسورہ پر مشتمل ہے) نے فیصلہ کیا کہ فوج کو ایک ایسی ضرب لگانے کی ضروت ہے۔ جس سے اسکی توجہ علاقہ محسود کے جنوبی محاذ سے مبذول ہو جائے اور اگر قیدی ہاتھ آجائے تو اس سے اپنے قیدی رہا کرائینگے۔ لہذا اس سلسلے میں بلوچستان کے جنوبی وزیرستان سے باڈر پر واقع علاقہ کشمیر کاٹ کے قریب پستہ وڑہ پر تعارض کا منصوبہ تیار کیا۔ چند دن بعد مجاہدین نے براستہ توئی خولہ گاڑیوں میں سفر کرکے جب قلعہ کے قریب پہنچے تو ذرہ دور گاڑیوں سے اترے تاکہ دشمن کو آمد کا پتہ نہ چلے اور وہاں سے پیدل جاکر موقع پہنچے۔ جبکہ منصوبہ ساز حاجی احمد حسین تھے اسلیے انہوں نے کئی گروپ مجاہدین کے بنائے جن میں پہلا گروپ حملہ شروع کرے گا تو دوسرا گروپ مائن قلعے کے دیوار تک پہنچائے گا اور دھاکے سے دیواروں کو گرانے کا عمل کرے گا جب یہ عمل انجام ہو جائے اور دیوار گر جائے یا اس میں شگاف پڑجائے تو تیسرا گروپ فوری طور قلعے میں داخل ہو گا
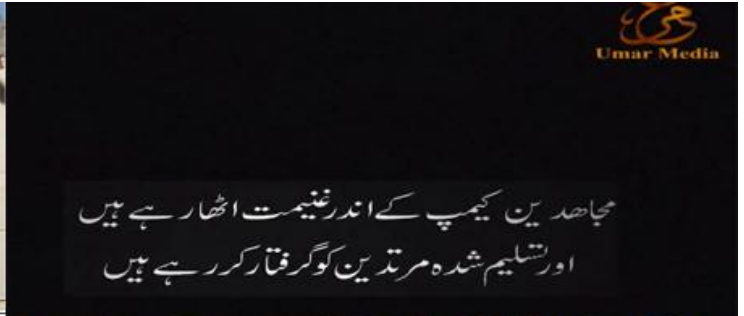
جو اندر سرچ آپریشن کرے گا بفضلہ تعالی اسی طریقے سے تعارض ہوا اور قلعہ کئی منٹوں میں فتح ہوا جس میں 4 ایف سی اہلکار زندہ گرفتار ہوئے۔ جبکہ کئی مارے گئے اور بہت سارا مال غنیمت بھی مجاہدین کو ہاتھ آیا۔ جبکہ ایک مجاہد جمال الدین ولد گل بشار حلقہ لواڑہ بھی شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوا۔ مجاہدین نے اسی رات تیزی سے واپسی کی اور صبح کو وانہ کے علاقے میں داخل ہوئے جبکہ دشمن کے 4 زندہ اہلکار اور دوسرے اہلکاروں کے سر کاٹ کر بھی ساتھ لائے یاد رہے کہ دشمن کے سروں کو وانہ بازار میں اسی جگہ لٹکائے۔ جہاں پر ایک ماہ قبل مجاہدین کو شہید کر کیا تھا تاکہ دشمن کو اپنے کئے کا بدلہ محسوس ہو

24 فروری 2012 کو ایشغوژائی (کارگل) پر دوسرا بڑا حملہ ۴ بجکر ۳۴ منٹ

اس کاروائی کو حلقہ جاٹرائی حلقہ تنگئی وحلقہ بروند کے مجاہدین نے مشترکہ سرانجام دیا اور یہ کاروائی 2 اطراف سے کی گئی 10 سے 15 مجاہدین پر مشتمل دستہ اوسپاس کی طرف سے آکر ہلکے ہتھیاروں اور آرپی جی کے ساتھ سے حملہ کیا جبکہ دوسری طرف علاقہ تیرزون فریدائی پَرَشْ

سے ہشتادو سے ان پر شیلینگ شروع کیا۔ جس کی وجہ سے فوج کیمپ سے بھاگ کر پہاڑی کے دوسرے جانب لنڈائی رغزائی کی سائڈ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئی جب اوپی والے ساتھی نے انکی نشاندہی کرلی تو اس طرف بھی گولے داغے گئے۔ جبکہ کیمپ کے چاروں طرف گولے گمائے گئے تاکہ باہر بھاگے ہوئے کو نشانے پر لیا جائے۔ جبکہ تین گولے کیمپ میں جالگے۔ فوجی وائرلیس کی گفتگو ایک سابق ریٹائر صوبیدار جو مجاہدین کا ساتھی تھا۔ اپنے مخابر کی شکاری نمبر کے ذریعے سنا جس میں فوج اپنے ہیڈکواٹر کو اس حملے میں ایک فوجی کے ہلاک ہونے کی تصدیق کرارہا تھا، جس کے لینے کیلئے سرویکئی قلعہ سے فوجی گاڑی آئی یہ کاروائی عصر سے قبل کی گئی۔ جبکہ اس حملے میں ۱۴ ہشتادو کے گولے داغے گئے اور فوج نے مداریپ کیمپ سے شیلینگ کرنے میں کسر نہیں چھوڑی۔ سب مجاہدین خیریت سے مراکز واپس ہوئے۔ چند ہی دن بعد اسی کیمپ پر دوبارہ ہشتادوں سے عملیات کئے۔ جس میں بھی سابقہ ترتیب کے مطابق حملہ کیا جس میں حلقہ تنگئی کے مجاہدین نے ھاون سے اوسپاس کی طرف سے گولے داغے۔ جبکہ ہشتادو کا تیسرا گولہ عین کیمپ کے دائیں چیک پوسٹ پر جالگا۔ جس سے مجاہدین اوچلنے لگے۔ جبکہ بقایا گولے کیمپ کے آس پاس جالگے۔

میر گلاپ، اور حنظلہ کی شہادت فروری 2012ء میں میر گلاپ ولد داد کئی اور حنظلہ ولد عالم جان نے سپینہ میلہ زانگاڑہ میں فوج کے خلاف بارودی سرنگ لگا رہے تھے اور ان کے ساتھ ریموٹ سسٹم نصب کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں اپنی بارودی سرنگ دھماکہ سے پھٹ گئی جس میں دونوں مجاہدین کی شہادت واقع ہوئی، دونوں کا تعلق حلقہ زانگاڑہ سے تھا، تفصیل قادر خان، اور مخلص یار کی زبانی تحریر کی گئی،

جنوبی وزیرستان وانہ کے قریب دڑہ غنڈائی میں محسود طالبان پر چھاپہ:

فروری یا مارچ 2012ء میں وانہ سے مغرب میں واقع علاقہ دڑہ غنڈائی میں کمانڈر انور محسود کے گھر پر فوج نے رات 3 بجے چھاپہ مارا، رات 3 بجے سے دوپہر تک مجاہدین نے فوج سے شدید مقابلہ کیا، بالاخر فوج نے ٹینکوں کے ذریعے سے انکے گھر پر گولہ باری شروع کی، جس سے گھر کے دیواریں گر گئے، جس سے ایک مجاہد دیوار کے نیچے دب گیا جو فوج کے جانے کے بعد اہل علاقہ نے نکالا جو صحیح سالم تھا، فوج سے مقابلہ میں چار مجاہدین شہید ہوئے، اور انکی لاشیں فوج نے اپنے قبضہ میں لے لیے، اس دوران کمانڈر انور کی بیٹی اور بیوی کو فوج نے گھر سے باہر نکالا اور اسکے چھوٹی بیٹی کو ایک فوجی نے تپڑ مارا اور انہیں کہا کہ اگر تو لڑکا ہوتا تو تجھے بھی قتل کرتا کیونکہ تم لوگ بڑے ہو کر دہشت گرد بنتے ہو ،اس دوران شہداء کی لاشوں کو برہنہ کر کے گاڑیوں سے باندھ کر کالونی تک گھسیٹتے ہوئے لے گئے پھر ان مسخ شدہ لاشوں کو وزیر جرگہ کی وساطت سے مجاہدین کے حوالیے کیا، یاد رہے مجاہدین شہداء اور ایک زندہ بچ جانے والا مجاہد یہ کمانڈر انور کے مہمان تھے (1) کمانڈر انور ولد نور غنی، ملک شائی حلقہ سپنکئی رغزائی (2) مولوی لعل محمد ولد نواب شاہ، قریشی حلقہ تنگئی (3) نعمت گل ولد زار پیر خان گرڑائی حلقہ لدھا (4) ایک افریدی مجاہد تھا (5) شیر نواز ولد غلام سخی، ملک شائی حلقہ سپنکئی رغزائی، جب ان مجاہدین پر فوج نے حملہ کیا تو کمانڈر انور مرتے دم تک اپنے ساتھیوں کو مقابلے کی دعوت دیتا رہا جب آپ شدید زخمی ہوئے تو بالاخر خودکش حملہ کر کے خالق حقیقی سے جاملے، اہل علاقہ کے بقول اس جھڑپ میں مجاہدین کی شدید مزاحمت کے نتیجہ میں 17 پاکستانی فوجی اہلکار مارے گئے۔

ورزہ شاخی مار میں فوجی گاڑی پر حملہ

فروری یا مارچ 2012ء میں مجاہدین حلقہ زانگاڑہ میں سے ایوبی، محبوب عرف زیرک، اور میر گلاپ شہید نے بمقام ورزہ شاخی مار میں فوجی گاڑیوں پر گھات لگا کر حملہ کیا، اس میں شاخی مار کلی کے باشندوں کے مطابق 14 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے، تفصیل قادر خان کی زبانی تحریر کی گئی

خیسورہ شاجم خان میلہ فوج پر سنائپر کاروائی

فروری یا مارچ 2012ء میں کمانڈر گلاپ عرف خطاب شہید حلقہ خیسورہ نے شاجم خان میلہ (کوٹ) پر قابض فوج کے خلاف سنائپر کاروائی کر کے ایک فوجی کو ہلاک کیا، یہ واقعہ نذیر، نور حسن بابا، وغیرہ کے زبانی تحریر کیا ہے،

زارئے جان باند خیل کے گھر میں تین ٹینک تباہ؛

مارچ 2012ء سے جون تک کے عرصہ میں مجاہدین لدھا نے بشمول ترکمن مجاہدین کے زارئے جان میلہ کے بر آمدے میں کھڑے یکے بعد دیگرے آنے والے تین ٹینک ایس پی جی نائن سے نشانہ بنا کر تباہ کئے، تیسرے حملے میں فوج کے جوابی فائر سے ایک ترکمن مجاہد شہید ہوا اور دو زخمی ہوئے، اس حملے کی تفصیل حافظ لدھا والے کی زبانی تحریر کی ہے۔

چکی سر حسن میلہ کے قریب حملہ

مارچ 2012 میں چکی سر کیمپ (حسن میلہ کے قریب) سے 6 فوجی عصر کے وقت باہر آئے جبکہ اس دوران ہم مجاہدین حلقہ قلندر 30 میٹر کے فاصلے پر گھات لگائے چھپے بیٹھے انتظار کر رہے تھے جن پر ہم نے فائرنگ شروع کی جس کے نتیجے میں چھ کے چھ فوجی ہلاک ہوئے کاروائی چند منٹوں میں مکمل کر کے ہم بہت تیزی سے وہاں سے بھاگ نکلے اس روز فوج نے اتنا جوابی فائر کیا شائد اس سے قبل کبھی بھی نہیں کیا ہو۔ سر نرائی (ترجمہ سرخ نرائی) پر آئے روز حملوں کی وجہ سے رزمک والے اسکو شور نرائی کہتے تھے۔ واقعے کی تفصیلات جنان وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

خڑالئہ میں فوج حملہ مارچ 2012 میں فوج نے خڑالئہ میں گھات لگائی تھی تاکہ مجاہدین کا شکار کرے لیکن مجاہدین کو پہلے سے پتہ چلا کہ فوج راستہ میں کمین لگائے بیٹھی ہے۔ لہٰذا اس پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ہم دوسرے سائڈ سے جاکر فوج کے واپسی کے راستے میں گھات لگائے بیٹھے رہے جب عصر کے وقت فوج نے واپسی شروع کی جب کمین گاہ پہنچی تو اس پر حملہ کیا جسکے نتیجے میں 2 فوجی ہلاک ہوئے۔ عراقی و جنان ونشتر کی زبانی یہ واقعہ تحریر کی گئی۔

2012 مارچ شاہولی زیارت زانگاڑہ میں تعارض

اس واقعہ کی تفصیل ملا منصور کی زبانی یوں ہے۔ کہ مارچ 2012 میں ہم نے شاہولی زیارت کیمپ اور مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارض کیا۔ کئی منٹوں تک فریقین میں جنگ جاری رہی۔ لیکن کیمپ اور مورچوں کو ہم فتح نہ کر سکے اس لڑائی میں ایک مجاہد قدر بادشاہ ولد زارائے جان شابی خیل عرف چاٹ حلقہ شکتوئی شہید ہوا۔ مولوی منصور صاحب کا کہنا تھا کہ جب ہم تعارض کیلئے جارہے تھے تو راستے میں قدر بادشاہ نے مجھے کئی بار کہا کہ مجھے بہت نیند آرہی ہے۔ مجھے محسوس ہوا کہ یہ مجاہد شہید ہونے والا ہے۔ چنانچہ جب لڑائی شروع ہوئی وہ شہید بھی ہوا۔ جبکہ اس لڑائی میں فوج نے ہنڈ گرنیڈ زیادہ استعمال کئے جس سے 10 سے 15 تک مجاہدین زخمی ہوئے۔ جن میں 2 شدید زخمی تھے اس کاروائی کی وڈیوں فلم ضرب مؤمن عمر میڈیا پر موجود ہے جبکہ اس تعارض کے ایک ماہ بعد انور الرحمن عرف زانگڑوال شہید نے فوج کے پانی کے ڈرم میں زہر ڈالا جسکی وجہ سے بہت سارے فوجی مارے گئے لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی اہل علاقہ شاخی مار کے بقول اس میں 7 فوجی مارے گئے، اس کاروائی کے بعد فوج نے علاقے میں شدید فائرنگ شروع کی لیکن عوام اور مجاہدین کا کوئی نقصان نہ ہوا۔

مارچ 2012 کو تاغیکائی سر کاروان منزہ پر حملہ۔ یہ کیمپ قلعہ نما تھا اس پر مجاہدین حلقہ جاٹرائی نے ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملہ کیا یہ حملہ 10 سے 15 منٹ تک جاری رہا۔ جبکہ ہشتاد و گولے کیمپ سے باہر لگے کیمپ کو جزوی نقصان نہ پہنچا۔ جبکہ مجاہدین بھی محفوظ رہے۔

علاقہ کانیگرم ٹپار غئی میں فوج پر حملہ

علاقہ کانیگرم ارمڑ قبیلے کا علاقہ ہے وہاں پر فوج کا کمانڈینگ طبقہ رہ رہا تھا۔ مجاہدین حلقہ ڈیلے نے ریکی کی تھی اور مجاہدین حلقہ جاٹرائے کو بتایا کہ وہاں پر عملیات کیلئے ایک سنہری موقعہ موجود ہے۔ لہٰذا بعد ازاں حلقہ ڈیلے اور حلقہ جاٹرائے کے مجاہدین نے مشترکہ عملیات کے لیے 20 مجاہدین پر مشتمل دستہ تشکیل دیا اس دستہ کیساتھ ہلکے ہتھیاروں کے علاوہ ایس پی جی نائن بھی تھا اس سے علاقہ کانیگرم ٹپار غئی میں ایک گھر میں مقیم پاکستانی فوج پر بعد از نماز عصر حملہ کیا اس حملے میں گھر کے ایک کونے پر حفاظتی چوکی کو نشانہ پر لیا جس میں موجود 2 فوجی مارے گئے ۔جبکہ گھر کے باہر کھڑی فوجی گاڑی کو بھی نشانہ بنایا۔ اور مجاہدین حفاظت سے واپس پہنچے اس حملے سے فوج میں تشویش پیدا ہوئی۔ کہ آس پاس کے تمام فوج کو کراس کر کے مجاہدین کیسے داخل ہوئے اور پھر واپس کیسے نکلے جس سے جزبہ انتقام بھڑک اٹھا اور چوتھی رات انہوں نے علاقہ ڈیلے کڑمہ والمہ غلی پنگہ وغیرہ پر رات و رات چھاپہ مارا صبح ہوتے ہی مجاہدین کو پتہ چلا جبکہ اس وقت فوج مرکز سے 200 میٹر کے فاصلے آ پہنچا تھا حلانکہ اسی رات پہرہ بھی موجود تھا۔ جب صبح کو اس چوٹی سے مجاہدین وضوء کیلئے مرکز آئے۔ ادھر فوج بھی اسی چوٹی پر چڑھ آیا نہ طالبان کو فوج کے آمد کا پتہ چلا اور نہ فوج کو یہ پتہ چلا کہ ہم سے چند منٹ قبل اس پہاڑی سے پہرہ دار دستہ واپس لوٹا ہے۔ جب طالبان کو پتہ چلا تو فوراً مرکز خالی کیا اور باہر نکلے یہ واقعہ بر ومی خیل گاؤں میں پیش آیا۔ ان مجاہدین کا کہنا تھا جب ہم باہر نکلے تو چاروں طرف فوج ہی فوج

تھی۔ مجاہدین نے سید ھاندی سے ڈیلے خولہ کارخ کیا جبکہ وہاں اب تک فوج نہ پہنچی تھی کہ اسی راستے سے مجاہدین نکل گئے۔ جبکہ بر ومی خیل گاؤں میں فوج اور طالبان کے درمیان فائرنگ کاتبادلہ بھی ہوا اس محاصرے میں صرف یہ ایک ندی فارغ تھی جس سے مجاہدین نکلے جب فوج تین دن کے بعد واپس ہوئی۔ تو پتہ چلا کہ وہ فوج جو ڈیلے خولہ کو دیر سے پہنچی تھی اسکو راستے میں تین پر سنل مائن کا سامنہ ہوا تھا۔ جس میں وہ زخمی اور ماری گئی تھی اس وجہ سے وہ دستہ ناکام ہوا اور اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر تاخیر سے پہنچا اور یہی سبب اللہ تعالی نے مجاہدین کی عافیت سے نکلنے کا بنایا۔(والحمدللہ) جبکہ اسی چھاپے میں مجاہدین کا صرف مالی نقصان ہوا جس میں ایک پچھتر آر آر اور دیگر اسلحہ فوج کے ہاتھ لگا۔ جبکہ اسی چھاپے کے دوران دوسرے دن علاقہ والمہ فریدائی میں ایک پہاڑی پر فوج نے اہل علاقہ کے لاوارث بکرا ذبح کیا تھا قصابی شروع تھی کہ بعد از نماز ظہر حلقہ ڈیلے کے مجاہدین نے ان پر حملہ کیا جبکہ اسی حملے میں مجاہدین قصابی گولی بکرے کے قصاب سے جالگی۔ ابھی یہ کاروائی ختم ہونے کو تھی کہ علاقہ غلی پنگے گوڑی خیل میں قبرستان کے ساتھ والی پہاڑی پر فوج کے جوان مورچہ بنانے میں مصروف تھے۔ کہ حلقہ جاٹرائے کے مجاہدین نے ان پر حملہ کیا رات کو فوج نے اسی جگہ سے پسپائی کی جب صبح کو مجاہدین وہاں پر پہنچے تو وہاں خون اور انکا دیگر سامان پڑا تھا جبکہ ان سے ایک گدھا باندھا ہوا رہ گیا تھا۔

غلی پنگے گوڑی خیل ایریامیں دھماکہ

مارچ 2012ء میں مجاہدین حلقہ ڈیلے اور مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے کاروان منزہ کانگرم سائڈ میں فوج کے کیمپ پر بھاری اور ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں فوج کا کافی نقصان ہوا۔ جزبہ انتقام کے تحت تیسری یا چوتھی رات کو فوج نے ایڈوانس کر کے کڑمہ، بر ومی خیل، ڈیلے وغیرہ گاؤں پر رات کی تاریکی میں چھاپہ مارا۔ اس پیش قدمی سے قبل مجاہدین نے مہم راستوں اور مقامات پر چونکہ بارودی سرنگیں بچھائی تھی ،چنانچہ فوج کے پیش قدمی کے دوران کڑمہ سے غلی پنگے جانے والے راستے میں فوجی نفری بارودی سرنگوں سے ٹکرا گئی جس میں فوج کا کافی جانی نقصان ہوا، لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی، اس پیش قدمی کے دوران بمقام سوڑہ ژاور اور کوڑوائی ژاور کے درمیان نرائی میں نصب شدہ بارودی سرنگ سے بھی فوجی نفری ٹکرا گئی تھی۔ لیکن جانی نقصان کا اندازہ نہ ہو سکا، اس پیش قدمی کے دوران کوڑوائی ژاور میں سابقہ فوجی مورچوں میں نصب ایک بارودی سرنگ میں بھی فوج کا جانی نقصان ہوا جس میں افضل نامی سپاہی کی جنگی فوجی ٹوپی وہاں پر پڑی تھی جانی نقصان کے بارے میں واضح تفصیلات نہ ہو سکے، ان بارودی سرنگوں سے فوج کے ٹکراؤ اور جانی نقصانات کے باعث اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی حفاظت کی اور رات کے اندھیرے میں فوج انکے مراکز تک نہ پہنچ سکی، واقعے کی تفصیلات ابو یاسر، حمزہ، ابو یحیٰ کی زبانی تحریر کی گئی۔ اسی طرح اس پیش قدمی کے دوران مجاہدین حلقہ ڈیلے نے بمقام بر ومی خیل گاؤں کے قریب پہاڑی میں مورچہ زن فوج پر اس وقت حملہ کیا کہ وہ بکرا ذبح کر رہے تھے، حملے کے نتیجے میں بکرا ذبح کرنے والے دو فوجی اہلکار موقعہ پر ہی ہلاک ہوئے جبکہ باقی کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ زخمی ہوئے یا ہلاک ہوئے،

کاکئی میں دھماکہ۔مارچ 2012ء میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے کاکئی سرنزد عمر رغزائی (ایمار غزائی) فوج کے دفاعی مورچہ میں ریموٹ بم نصب کیا، جب کئی فوجی اہلکار اس میں داخل ہوئے تو بم کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بلاسٹ کیا گیا، لیکن موسم کی خرابی کے باعث اس میں ہلاکتوں کے بارے میں صحیح پتہ نہ چلا۔ تفصیل حمزہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

کالڈی عرف خالد کی شہادت مارچ 2012ء میں کالڈی عرف خالد اپنے ساتھیوں سمیت (جن میں ایک بلوچ اور ایک داوڑ تھا) ان تینوں نے کوئٹہ سے شہوانی جو آئل ٹینکر یونین کے صدر تھے اور مشہور شخصیت تھے جو افغانستان کو سپلائی کے انچارج تھے انکے بیٹے کو اغواء کر کے ٹرک گاڑی میں علاقہ تاجوڑی لکی مروت پہنچائے گئے وہاں پر مروت قومی امن کمیٹی اور لشکر نے انہیں روکا، خالد موٹر سائیکل پر سوار تھے وہ نہ روکے لشکر والوں نے ان پر فائر کر کے انہیں شہید کیا جبکہ آپکے دوسرے ساتھیوں کو گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کیا اور مغوی کو بھی ان سے بازیاب کر کے رہا کیا گیا،

علاقے مشتہ کی انہدام اور جلاو 23مارچ 2011ء کو جب فوج نے علاقہ مشتہ پر حملہ کیا تو وہاں تمام تر گاؤں کے گاؤں جلاڈالے، لیکن جو کچھ اس بار بغیر جلاؤ گراو کے رہ گئے تھے تو دوبارہ 2012 موسم خزان میں فوج نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا اور سرچ آپریشن کے دوران بچے کچے مکانات بھی منہدم یا جلاڈالے، تفصیل مولوی سندانی کی زبانی۔

کرم ایجنسی بی زوسر ملیشیاء پوسٹ پر حملہ

مارچ 2012ء میں کرم ایجنسی کے علاقے بی زوسر پوسٹ پر تین گروپوں پر مشتمل 29 مجاہدین جس میں محسود مجاہدین، آدم کوچی کے ساتھی، کرم ایجنسی کے مجاہدین شامل تھے انہوں نے بی زوسر ملیشیاء پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، اس حملے کے نتیجے میں کیمپ اور مورچے فتح ہوئے، میڈیا پر حکومتی رپورٹ کے مطابق اس میں تین ملیشیاء اہلکار ہلاک ہوئے اور 2 زخمی ہوئے جبکہ ایک صوبیدار کو زندہ گرفتار کیا جسکا تعلق خٹک قبیلے سے تھا، بعد میں اس کو قتل کیا گیا اور اسکی لاش کے بدلے مولوی عبداللہ محسود کی لاش وصول کی گئی، اس کاروائی میں مجاہدین کو۔2 عدد ایم جی ون۔ چھوٹا مارٹر چار یکی ہاون۔1800 کارتوس، گرنیڈ، بلیٹ پروف جیکٹ وغیرہ سامان مال غنیمت میں ملا، تفصیل ملنگ شکتوئی والے کی زبانی تحریر کی گئی۔

کرم ایجنسی میں ملیشیاء فورسز ز قلعہ پر تعارض

مارچ یا اپریل 2012 میں محسود مجاہدین نے کرم ایجنسی میں ملیشا کیمپ (قلعہ) پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کر کے تعارض کیا ملیشا فورسز کے کچھ مزاحمت کے بعد ہم نے قلعہ اور مورچے فتح کئے جس میں 9 ملیشا والے ہلاک ہوئے جبکہ 4 اہلکاروں کو زندہ گرفتار کر کے ہم انکو میر انشاء لائے جس میں ایک بیٹھنی تھا باقی تین نوشہرہ کے تھے۔ جبکہ دو توپیں بھی وہاں پر لگائے گئے تھے جن میں ایک کو دھماکہ سے ناکارہ

بنایا ایک رہ گیا اور مال غنیمت میں ۱۲۰ MM مارٹر کے گولے دربین 2 عدد (دن کو ریکی کے لیے استعمال کرنے والے) ایک لاکھ آسی ہزار نقد روپیہ J.3 بندوقیں اور ایک عدد ایم جی ون ایک عدد چار ریکی مارٹر اور بے شمار کارتوس وغیرہ سامان ملا۔ طالبان میں ہدایت اللہ ولد ملک خان رمتل خان بٹے کائی حلقہ سپینکئی رغزائی شہید ہوئے یاد رہے کہ ہدایت بارود کے استاد اور ماہر تھے باقی مجاہدین سلامت رہے۔

یہ کاروائی دلاور عرف باندی وان کے زبانی تحریر کی گئی ہے

15 اپریل 2012 کو بنوں سنٹر جیل پر یادگار حملہ

ضلع بنوں صوبہ خیبر پختون خواہ جسکا سابقہ نام صوبہ سرحد تھا محتاج تعارف نہیں ضلع بنوں کے حدود شمالی وزیرستان سے لگے ہیں۔ مجاہدین حلقہ محسود نے بنوں سنٹر جیل توڑنے کی ہمت کی اور اسکے بارے میں منصوبہ تیار کیا پہلے ان تمام راستوں کا معائنہ کیا گیا جو شمالی وزیرستان سے بنوں جاتے ہیں۔ اور بعد ازاں جیل تک رسائی اور سیکورٹی کے بارے میں معلومات حاصل کئے جب منصوبہ تیار ہوا۔ تو مولانا خاطر صاحب کی سربراہی میں 10 گاڑیوں پر مشتمل قافلہ جو تقریباً 100 سے 120 افراد پر مشتمل تھا شمالی وزیرستان سے روانہ ہوا۔ اس کاروائی میں مجاہدین محسود کے علاوہ چند دیگر اقوام کے کچھ مجاہدین نے بھی حصہ لیا۔ مجاہدین کا راستے میں ڈاکہ ڈالے ڈاکو سے آمنا سامنا ہوا جب ڈاکو سمجھے کہ مجاہدین کی گاڑیاں ہیں تو وہ خود بخود تسلیم ہوئے۔ اور مجاہدین سے پتہ کیا کہ کدھر جانا ہے تو مجاہدین نے بنوں سنٹر جیل توڑنے کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔ ان میں ایک نے کہا کہ میں جیل میں وقت گذار چکا ہوں مجھے بہت اچھے معلومات ہیں۔ اسلیے ڈاکوں بھی مجاہدین کے ساتھ ہوئے اور اس کاروائی میں شریک ہوئے۔ مولوی خاطر صاحب نے کہا کہ جب ہم بنوں پہنچے اور جیل کے گیٹ کے سامنے گاڑی سے اترے تو یک دم فائر شروع کیا۔ آر پی جی سے گیٹ پر ایک گولہ داغا گیٹ کھول گیا مجاہدین بغیر کسی مذاحمت کے جیل میں داخل ہوئے اور ڈیوٹی پر مامور پولیس فائر سنتے ہی فرار ہوئے انکی طرف سے جوابی کاروائی ہمیں محسوس بھی نہیں ہوئی۔ مجاہدین جب جیل میں داخل ہوئے تو سرچ آپریشن شروع کیا بیرکوں میں بند قیدیوں کے ہاتھوں اور پاوں سے زنجیریں ہتھکڑیاں توڑ توڑ کر انہیں باہر نکالتے رہے اور جیل کے صحن میں انکو جمع کرتے رہے جن میں عدنان رشید جو مشرف کے قتل کیس میں پھانسی کی سزاء کاٹنے کے منتظر تھا۔ لیکن جینا اور مرنا اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے لہٰذا عدنان رشید مجاہدین کے ہاتھوں آیا تقریباً 3 گنٹھے تک یہ کاروائی جاری رہی جس میں 348 قیدی رہا کر الیے گئے۔ ایک اور میڈیا رپورٹ کے مطابق اس میں 384 قیدی رہا کر الیے گئے مولوی خاطر صاحب نے کہا کہ اضلاع میں جو کاروائیاں مجاہدین کرتے ہیں ان تمام کی نسبت اس کاروائی پر کم خرچہ خرچہ ہوا جسکی تفصیل یہ ہے۔ نقد خرچہ 90 ہزار ہوا جبکہ کل خرچہ ایک لاکھ پچاس ہزار ہوا ہو گا۔ جو اسلحہ استعمال ہوا اسکی تفصیل۔ ہشادو (فضلاگت) کا صرف ایک گولہ داغا گیا (۲) گیٹ پر آر پی کا ایک گولہ داغا گیا جبکہ ثقیلہ (زڑکئ) کے تقریباً 200 سے 300 گولیاں فائر ہوئی ہوں گی۔ اور کلاشنکوف کے تقریباً چونکہ چالیس افراد کو جیل میں داخل ہونے کیلئے مقرر کیا تھا ان چالیس افراد نے ایک ایک میگزین کلاشنکوف کی گولی چلائی فی میگزین میں 30 کارتوس آتے ہیں لہذا 40 ضرب 30=1200 یعنی کلاشنکوف کے کل 1200 گولیاں فائر ہوئیں۔ جبکہ اسی اثناء میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک کار موٹر ہاتھ آیا جس میں تین افراد سوار تھے ان میں ایک ملیٹری پولیس اہلکار اور 2 حاضر سروس فوجی ثابت ہوئے۔ کاروائی مکمل کرنے کے بعد مجاہدین بحفاظت بمع عدنان رشید اور ان تین اہلکاروں کے شمالی وزیرستان آپہنچے جبکہ میر علی میں ان مجاہدین کا شاندار استقبال ہوا۔

بنوں سنٹر جیل کے بارے میں حکومتی رپورٹ اور جیو نیوز پر پیش ہونے والے دلکش تحریرات

پاکستان کی تاریخ کی جیل توڑنے کی سب سے بڑی واردات ہفتے اور اتوار کی شب ڈیڑھ بجے بنوں میں ہوئی۔ جب 100 کے قریب حملہ آوروں نے یا مختلف اندازوں کے مطابق 200 ڈھائی سو تھے بنوں جیل پر حملہ کیا اور وہاں پر کثیر تعداد میں قیدیوں کو رہا کرالیا گیا۔(بنوں جیل سے سینکڑوں قیدیوں کی رہائی۔۔۔سالوں کی محنت خاک)اپنی نوعیت کی عجیب وغریب واردات ہیں سیکورٹی فورسز کی جانب سے کوئی مزاحمت نہیں ہوئی اور کسی قسم کی بڑی فائرنگ کا تبادلہ نہیں ہوا۔ اوراس پورے واقعے میں کوئی بھی ہلاکت نہیں ہوئی۔اس جگہ پولیس اور کسی دوسرے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ کہ حملہ آور 25 گاڑیوں میں آئے تھے حملہ آوروں نے 2 گنٹھے میں کاروائی مکمل کی۔ جیل کے ایک طرف میں ایک کلو میٹر پر ایک تھانہ واقع ہے جبکہ 4 کلو میٹر سے کم فاصلے پر 2 تھانے واقع ہے اسکے باوجود پولیس بروقت کاروائی کیلئے نہ پہنچی رپورٹ میں واقعہ کی ناکامی انٹلی جنس اداروں کی ناکامی قرار دی ہیں۔اس کاروائی کی فلم عمر میڈیا اسٹوڈیوں پر موجود ہے۔

اوسپاس سرخ سرچیاڑہ میں 2 دھماکے

مجاہدین محسود نے جنوبی وزیرستان کے جنوبی محاذ پر جب کاروائیاں تیز کیں تو فوج نے بھی بار بار سرچ آپریشن شروع کئے، جبکہ مجاہدین نے اہم مقامات پر بارودی سرنگیں بچھادیئے جس میں فوج کا جانی نقصان بہت ہوا، چنانچہ اسی سلسلہ میں ملیشیاء اور فوج نے اپریل 2012ء میں علاقہ تنگہ عباس خیل اور علاقہ تنگئی قریش پڑے خیل سے گاؤں تیرزین فریدائی تک علاقے کو 14 دن تک محاصرے میں لیے رکھا، انہی دنوں میں اوسپاس چیاڑہ سرخ سرپر 2 بارودی سرنگیں دھماکہ سے پھٹ گئے، جس کی زد میں ملیشیاء اہلکار آئے لیکن اس میں ہلاکتوں کے بارے میں معلومات کا اندازہ نہ ہوسکا ان دھماکوں کو ہم عین موقعے پر دیکھ رہے تھے اور وہاں پر اہلکاروں کی بھاگ دوڑ بہت ہو رہی تھی اور اسکی ویڈیو فلم بھی بنائی گئی جو موجود ہے۔اس واقعے کی چشم دید تفصیلات از قلم مفتی عاصم، وشیر عالم قلم بند کی گئی ہے،

لانڈے منزہ پر حملہ

اپریل 2012 میں نور محمد صادق کے بقول کمانڈر خاکسار کے زیر قیادت حلقہ توندہ درہ اور حلقہ مشتہ کے 10 مجاہدین نے لنڈے منزہ فوجی کیمپ پر حملہ کیا اور شدید لڑائی لڑی اس لڑائی کے نتیجے میں 2 فوجی ہلاک اور ایک کو زخمی کیا جبکہ ایک عدد چار یکی طیارہ شکن گن زو کو یک بھی مال غنیمت میں انہیں ہاتھ آیا۔ نوٹ عمر خالد کے بقول مجاہدین حلقہ سام نے 2012 میں کل 105 حملے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے اور ریموٹ کنٹرول بموں پرسنل بموں بارودی سرنگوں کے نصب کرنے وغیرہ کے کیئے۔ جبکہ ان میں اکثر کاروائیوں کی تفصیل اور ان میں جانی نقصانات کی واضح معلومات نہ ہوسکے اور سب کا لکھنا بھی مشکل ہے۔اسلیے صرف چند مشہور اور واضح کاروائیوں کو لکھنا پڑا اور یہی حال پورے

علاقہ محسود کے مجاہدین کا ہے۔کیونکہ آئے روز چاریکی عملیات فوج پر ہوتے رہے جسکا حساب ہزاروں میں ہے۔اور اسکا لکھنا بس سے باہر ہے۔

ایف آر جنڈولہ خرغی میں تین عملیات

25اپریل2012کو ایف آر جنڈولہ خرغی کے مقام پر مجاہدین محسود نے تین عملیات (کاروائیاں) سرانجام دیئے۔
جن میں سے خرغی کیمپ سے جنڈولہ روڈ پر بم ڈسپوزل ٹیم پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا جس میں 2 فوجی مارے گئے جبکہ دوسرا حملہ جنڈولہ سے چگملائی کے درمیان سڑک کنارے میں نصب ریموٹ کنٹرول سے بم ڈسپوزل ٹیم کو نشانہ بنایا جس میں 2اہلکار مارے گئے۔ جبکہ تیسرا حملہ منزئے خرغی کے قریب فوج کے پانی ٹینکر پر سڑک کے کنارے نصب ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا جس سے گاڑی کو جزوی نقصان پہنچا یہ واقعات طوفان جنتہ اور انکے دوسرے مجاہدین کے زبانی تحریر کی گئی ہیں۔

شیر احمد ولد شاہد خان اکیپ خیل تنگئی کی شہادت

اپریل2012ء میں فوج نے تنگہ سے لیکر نانوتک علاقہ 14 دن تک محاصرہ کیا ہوا تھا اس علاقے میں جتنے لوگ تھے ان میں جتنے بالغ آدمی یا قرب البوغ جوان یہ سب خوف کے مارے 14 دن رات اپنے گھروں سے باہر علاقہ گور گورے زاندوشمکائی وغیرہ گاوں میں گذارے، چنانچہ اس سلسلہ میں شیر احمد ولد شاہد خان اکیپ خیل اپنے گاوں سے باہر کاڑیکئی گیا تھا وہاں فوج نے انہیں گھیر لیا اور گولیاں مار کر شہید کیا۔ یادرہے کہ شیر احمد کا طالبان سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔

شاہور اسکول پر میزائل حملہ

آپریشن راہ نجات کے دوران پاکستان آرمی جب شہور سکول پر قابض ہوئی، اوراس میں سکونت اختیار کی۔ جب اپریل2012 میں اہل علاقہ کی واپسی بحالی کا پروگرام شروع ہوا تو فوج نے عوام کو تسلی دی تھی کہ اب علاقہ سے طالبان کو بے دخل کیا ہے، تو مجاہدین حلقہ برووند نے سریلہ سے اس وقت 4بی ایم میزائل اسکول پر داغے، میزائل میں سے ایک اسکول پر جالگا اور باقی میزائل سکول کے قریب احاطے میں جالگے لیکن اس میں ہونے والے نقصانات کا اندازہ معلوم نہ ہوسکا، تفصیلات، عامر، سجنا، مومن، وغیرہ کی زبانی تحریر کی ہے،

کرم ایجنسی میں ملیشیاء کیمپ پر حملہ 12اپریل2012ء کو مجاہدین حلقہ محسود نے کرم ایجنسی میں ملیشیاء کیمپ پر تعارض کیا فریقین میں شدید لڑائی ہوئی اس لڑائی کے نتیجے میں تین مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمائی جن میں کمانڈر میر سلام عرف حیدر ولد بختی جان شوبی خیل ،(2)مولوی عبد اللہ ولد یوسف خان، کراچ خیل (3)صفت اللہ ولد عبد السلام آنے خیل شامل تھے،

تیرزین فریدائی غر میں فوج پر حملہ

اپریل2012ء میں فوج نے تنگہ سے نانوتک علاقے کو محاصرے میں لیا اور علاقے کے تمام داخلی اور خارجی راستوں کو بند کیا، اس دوران مجاہدین برووند نے نانو سے ملحقہ تیرزین فریدائی کے جنوب میں واقع پہاڑی فیچر پر واقع فوجی پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں 3اہلکار ہلاک ہوئے اور متعدد زخمی ہوئے، اور مجاہدین بحفاظت مرکز واپس پہنچے۔ تفصیل عامر، سجنا کے زبانی تحریر کی ہے،

درےڈکئی آزغے کونڈسترنسّار میں بم دھماکہ

اپریل یا مئی 2012ء میں مجاہدین لدھانے کمانڈر طیب کے زیر قیادت ستر نسّار (بڑا جنگل) کی سر مورچوں میں 2 ریموٹ بم نصب کئے، صبح کے وقت 10 بجے کے لگ بگ جب فوجی اہلکار ریکی کیلئے وہاں مورچوں میں آئے تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر بم بلاسٹ کئے جسکے نتیجہ میں تین فوجی اہلکار موقع پر ہی ہلاک ہوئے، واقعے کی تفصیل خادم، حافظ کی زبانی تحریر کی ہے،

بہادر خیل کلی تیت نرائی کے مقام پر طالبان پر فوج کا حملہ

اپریل یا مئی 2012ء میں پاکستانی فوج نے بہادر خیل کلی کے قریب بمقام تیت نرائی گھات لگا کر 2 مجاہدین مسمی انس، اور حاجی محمد عرف کوچ حاجی پر حملہ کیا لیکن دونوں مجاہدین عین وسط سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور فوج نامراد واپس لوٹ گئی۔ تفصیل انس کی زبانی۔

علی زون چلئی پر فوج اور مجاہدین کا آمنا سامنا

حلقہ وچہ خوڑہ کے علاقہ گور گورہ شامرائی علی چلئی پر **اپریل مئی یا 2012 میں** فوج اور مجاہدین کا آمنا سامنا ہوا۔ مجاہدین نے پہلے پہل فوج پر فائرنگ شروع کی یوں فریقین میں 15 سے 20 منٹ تک لڑائی ہوئی اور فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ اس حملے میں مجاہدین سلامت رہے جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی البتہ تین دن بعد جب ہم نے اس جگہ کا معائنہ کیا تو وہاں خون اور میڈیکل پٹیاں اور ڈریپ وغیرہ دوائی کے بوتل پڑے تھے جس سے معلوم ہوا کہ فوج کا جانی نقصان ہوا ہے۔ تفصیل عرفان اور دادا کی زبانی تحریر کی گئی۔

مشتہ سپینہ میلہ کیمپ پر ہنڈ گرنیڈ سے حملہ؛

مئی 2012ء میں عمر خالد کے بقول علاقہ مشتہ سپینہ میلہ کیمپ پر روز مرہ کے حساب سے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کے حملے ہوتے رہے، چنانچہ مئی 2012ء میں ایک روز مجاہدین ریکی (تراصد) کیلئے وہاں پہنچے۔ تو وہاں مورچوں سے فائر نہیں ہو رہا تھا بالاخر مجاہدین اسکے قریب ہوتے رہے جب مجاہدین کو فوج کے موجود ہونے کا پتہ چلا تو ایک مجاہد ریاض بلال نے ہنڈ گرنیڈ اس گھر میں پھنک دیا جس میں فوج موجود تھی لیکن فوج کے جانی نقصان کا علم نہ ہو سکا اور مجاہدین بحفاظت وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے،

مامک زیارت مکین میں فوج پر حملہ

مئی 2012 میں بقول حافظ فداء محمد مجاہدین مکین نے مامک زیارت سے گل درے گھر کی جانب فوج کے ریکی دستہ پر حملہ کیا جس میں 2 فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ جولائی 2011 میں عمر کوٹ مکین پر فصلاگت اور ایس پی جی نائن وغیرہ سے حملہ کیا جسکی وڈیوں فلم موجود ہے لیکن فوج کے جانی نقصان کے بارے میں علم حاصل نہ ہو سکا۔ نومبر 2012 میں لیٹہ (مکین) مورچوں سے باہر آنے والے 2 فوجیوں پر فائرنگ کی جسکے نتیجے میں ایک فوجی مارا گیا جبکہ ایک بھاگ نکلا

لنڈی منزہ بنگا خیل نرائی میں کمین

مئی یا جون 2012ء میں تین مجاہدین مسمی زاہد بر کی، محمد حسین، محمد عارف نے بدر کے علاقے لنڈی منزہ بنگا خیل نرائی میں گھات لگا کر وہاں سے گذرنے والے تین فوجی اہلکار جو پانی کیلئے گدوں کو لیکر جا رہے تھے جس پر گھات لگائے تینوں اتنی پھرتی سے حملہ آور ہوئے کہ تربیت

یافتہ فوجی اہلکار سنبھل نہ سکے اور تینوں کو ہی ٹھکانے لگایا، جبکہ مجاہدین بحفاظت وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے، تفصیل مولوی سندانی اور ابو سیف کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

مکین بازے ملک شائی کلئی کے قریبی پہاڑی پر واقع کیمپ پر حملہ

مئی یا جون 2012ء میں مجاہدین حلقہ لدھا اور ترکمن مجاہدین نے مکین کے علاقے بازے ملکشائی کلی (گاوں) کے قریب پہاڑی پر واقع فوجی کیمپ پر تعارض کیا جس میں ایک مورچہ فتح ہوا اور باقی مورچے فتح نہ ہوسکے، کیونکہ مجاہدین سے راستہ خطاء ہوا تھا، درمیان میں بہت بڑا اکَر (کھائی) حائل ہوا جس پر چھڑنا انکی کیلئے مشکل ہو گیا۔ یوں تعارض ناکامی سے دوچار ہوا، اس حملے میں مجاہدین بحفاظت مراکز واپس پہنچے جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں اندازہ نہ ہوسکا۔ اس واقعے کی تفصیل ترابی، خادم، اور تبسم کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

کٹوری سر کے شکئی کی جانب دامن میں کمین؛

مئی یا جون 2012ء میں عسکری نامی محسود مجاہد نے اپنے امراء سے کلاشنکوف کا مطالبہ کیا، لیکن مالی مجبوریوں کی وجہ سے آپکا مطالبہ پورا نہ ہوسکا، جسکی وجہ سے مجاہد عسکری نے اپنے دوستوں سے کہا کہ اب میرے لیے دشمن فوج سے بذور جنگ بندوق حاصل کرنے کے سواء کوئی اور وسیلہ نہیں، لہذا انہوں نے یہ عہد کیا اور اپنے ساتھ دو اور ترکمن مجاہدین کو ساتھ لیکر کٹوری سر شکئی کی جانب پہاڑی کے دامن میں فوج کا دفاعی مورچہ تھا جس میں ایک فوجی دفاع کیلئے بیٹھتا تھا، جبکہ دوسرے فوجی اہلکار چشمے سے پانی لینے کیلئے چشمہ پر آتے تھے، چنانچہ مجاہد عسکری مورچہ کے قریب چھپا ترکمن مجاہدین نے بھی گھات لگائی، جب دفاع والا فوجی مورچہ میں آیا تو عسکری نے ان پر حملہ کیا اور انہیں ٹھکانے لگایا جبکہ دوسرے فوجی اہلکار ترکمن مجاہدین نے مار ڈالے، اور مجاہد عسکری نے اللہ تعالیٰ کے مدد اور نصرت سے فوجی سے بندوق بھی بطورے غنیمت حاصل کیا اور جو عہد کیا تھا وہ بھی پورا کر کے بحفاظت واپس ہوئے۔ واقعے کی تفصیل عدنان، حبیب، آباسین کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

اولڈ سرویکئی وڑہ پوسٹ پر حملہ مئی یا جون 2012ء میں مجاہدین بروند اور مجاہدین احمد زائی وزیر کمانڈر ایوبی حال امیر وانہ کے ساتھیوں نے اولڈ سرویکئی پوسٹ پر حملہ کیا اس حملے میں بھاری اور ہلکے ہتھیار استعمال ہوئے، جانی نقصان کا اندازہ نہ ہوسکا۔

حلقہ دواتوئی ٹاکہ سر پر حملہ

جون 2012 موسم گرمہ میں جنوبی وزیرستان کے علاقہ دواتوئی ٹاکہ سر نامی پہاڑی پر فوج ریکی کے لیے آتی تھی جب مجاہدین نے انکی ریکی مکمل کی تو تین اطراف میں ہم مجاہدین گھات لگا کر بیٹھ گئے تاکہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کا دفاع کر سکیں۔ جب فوج 100 میٹر کے فاصلے پر آپہنچی تو مصطفی عرف ماسی یاماز دیگرائے نے کہا کہ حملہ شروع کرنا ہے ہم نے انہیں منع کیا کہ جب قریب ہو جائے تو اس پر حملہ کرنا ہے شائد ان میں سے کچھ زندہ بھی ہاتھ آجائے لیکن انہوں نے نہ مانا کہ اس میں ہمیں نقصان ہے اسلیے جب وہ مجتمع ہوئے تو ہم نے ان پر فائر کھول دی لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس میں فوج کا کتنا جانی نقصان ہوا اس حملے میں راکٹ لانچر اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں کو استعمال کیا جبکہ فصلاگت کا استعمال بھی ہماری طرف سے ہوا۔ یہ کاروائی مولوی منصور کی زبانی تحریر کی گئی جو خود بھی اس میں شریک تھا۔

شوال مانڑہ کیمپ کے دفاعی پوسٹوں پر حملہ

16 جون 2012ء کو مجاہدین حلقہ لواڑہ اور حزب اللہ وزیر گروپ کے مجاہدین نے کمانڈر علی محمد عرف ابرار کے زیر قیادت شوال لواڑہ مانڑہ کیمپ کے دفاعی مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارض کیا، فریقین میں شدید لڑائی ہوئی لیکن مجاہدین فوج کے مورچوں میں داخل نہ ہوئے اس حملے میں فوج کے جوابی حملے سے تین مجاہدین جن میں 2 محسود تھے اور ایک وزیر تھا زخمی ہوئے، اہل علاقے کے بقول اس لڑائی میں فوج کا جانی نقصان زیادہ ہوا لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ اس حملے کی کمانڈنگ کمانڈر سید الرحمن عرف گیلامان شہید کر رہے تھے، واقعے کی تفصیل سرباز لواڑہ کی زبانی تحریر کی گئی،

لدھا سے تنگئی بودین زائی کی طرف فوج کی پیش قدمی جون 2012ء میں افواج پاکستان نے لدھا سے بودین زائی کی طرف پیش قدمی شروع کی اور ایرال خیل کونڈ اور عبدالخیل کی طرف علاقے پر قابض ہوا علاقے میں سرچ آپریشن شروع کیا، مجاہدین لدھا کو جب پتہ چلا تو انہوں نے ایرال خیل کونڈ اور عبدالخیل پر صبح 7 بجے تعارض شروع کیا جو مغرب تک جاری رہا، اس دن مجاہدین نے ایسی شدید اور خونریز لڑائی لڑی جو اپنے مثال آپ تھی، اس روز فوج کو بھاری جانی نقصان اُٹھانا پڑا جس میں 37 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے اور متعدد زخمی ہوئے، جن میں کیپٹن سمیت 4 آفیسر بھی شامل تھے، کیپٹن سجاد جو مجاہدین کی شہادتوں اور گرفتاریوں اور اذیتوں میں فوج کے صفوں میں مشہور تھا جو صفحہ ہستی سے مٹ گیا، ہلاک شدگان میں سے 8 فوجیوں کی لاشیں طالبان نے اپنے قبضے میں لی، جسکے وصولی کیلئے شمالی وزیرستان کا جرگہ مولانا گل رمضان کی سربراہی میں حکومت نے بھیجا، طالبان نے جرگہ کے مشران کو لاشیں اٹھانے کی اجازت دی، جب جرگہ والے لاشوں کو اٹھانے کیلئے آئے تو ان سے بہت بدبو آرہی تھی، جسکی وجہ سے مجاہدین نے جرگہ والوں کو منع کیا کہ ان بدبودار لاشوں کو اٹھانا آپ حضرات کیلئے مناسب نہیں۔ لہذا آپ لوگ واپس ہو جائے، اور لدھا یا رزمک سے بنگی ساتھ لے آئے، چنانچہ جرگہ والوں نے ایسا ہی کیا، واپس جا کر بنگی ساتھ لے آئے گلے سڑے بدبودار لاشوں کو بوریوں میں بند کر کے ساتھ لے گئے، یاد رہے کہ جرگہ والے اپنے ساتھ مجاہدین کیلئے خشک میوہ (پھل) بھی لائے تھے، جسکی پوچھ گچھ ایک کرنل نے بمقام درے ڈکئی کی تھی کہ یہ سامان کس کو لے جا رہے ہو جرگہ والوں نے کہا کہ یہ مجاہدین

کو تحفہ کے طور پر پیش کرنے کی غرض سے لے جارہے ہیں، اس روز کی لڑائی میں کمانڈر ترابی کے بقول ایک فوجی نے ہلاک شدہ فوجیوں کی لاشوں سے مورچہ بنایا تھا اسکے پیچھے آڑ لیکر فائر کر رہا تھا، لیکن مجاہدین نے جب اسکو گھیر لیا تو اس فوجی نے اپنے ساتھ مخابرہ سیٹ اور جی پی ایس وغیرہ سامان ضائع کیا تھا، بالاخر وہ مجاہدین کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا، اس لڑائی میں جو مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھوں آیا تھا وہ یہ ہے، (1) پانچ عدد جی تھری بندوق (2) ایک عدد پاکستانی ساخت کلاشنکوف (3) ایک عدد ایم جی ون (4) ایک عدد اعلی قسم کے نائٹ ویژن دوربین (5) ایک عدد مخابرہ سیٹ، ایک عدد کیمرہ، ایک عدد جی پی ایس، (6) اٹھ ہزار نقد روپیہ، اور نشہ آور دوائی (گولیاں) اس لڑائی میں صرف 2 مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا، جن کے نام یہ ہے، شیر اجان ولد شامل خان شمن خیل، جو ایرال خیل کونڈ میں فوج سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا، گل رسول ولد پیر اخان شمن خیل، جو بمقام بدین زائی کونڈ میں فوج سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔ واقعے کی تفصیلات خادم، ترابی ،اور حافظ کی زبانی تحریر کی گئی۔

سرویکئی میں ملیشیاء گاڑی پر ریموٹ بم سے حملہ جون 2012ء میں مجاہدین حلقہ بروند نے عمری شہید کی زیر قیادت علاقہ سرویکئی میں وانہ روڈ پر ریموٹ بم سے ملیشیاء کے بڑے ٹرک گاڑی کو نشانہ بنایا جس میں 3 اہلکار ہلاک ہوئے اور متعدد زخمی ہوئے، یہ مائن بھی چرّے والا تھا۔ تفصیل احمد، عامر کی زبانی تحریر کی ہے

لنڈی منزہ کیمپ پر حملہ

موسم گرمہ جون 2012 کے دوران مجاہدین حلقہ مومی کڑم نے لنڈی منزہ کیمپ پر کم سے کم 4 دفعہ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا اور فریقین میں شدید فائرنگ کا تبادلہ ہر بار ہوا جس میں فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف ہتھیاروں کا بے تحاشہ استعمال کیا، لیکن اس میں طالبان کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، البتہ فوج کے جانی ومالی نقصان کے بارے میں بھی تصدیق نہ ہوسکی جبکہ فوج کے امداد کیلئے فوجی ہیلی کاپٹرز وہاں آتے رہے جس سے یہ انداز ہو رہا تھا کہ فوج کا جانی نقصان ہوا ہے کیونکہ اسکے ذریعے فوج اپنے ہلاک شدگان اور زخمیوں کو منتقل کرتے ہیں،، تفصیل مولوی سندانی کی زبانی تحریر کی ہے

آسمان منزہ (کانیگرم) میں فوج پر حملہ

2012 موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران عمر خالد کی تحریر کے مطابق آسمان منزہ مردوڑالگڈ کی طرف راستے میں جس پر مجاہدین کا آنا جانا تھا فوج نے گھات لگائی تھی تاکہ مجاہدین کا شکار کرے اس موقع پر سام کے تین مجاہدین زاہد، عرفان وغیرہ نے فوج کو دیکھا ان تینوں نے موقع غنیمت سمجھ کر فوج پر ہلکے ہتھیاروں سے فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں 3 فوجی مارے گئے اور مجاہدین بحفاظت مرکز پہنچے۔

لدھا کونڈ مورچہ میں ریموٹ بم دھماکہ؛

جون یاجولائی 2012ء میں مجاہدین حلقہ لدھا نے کونڈنامی پہاڑی میں فوج کے ریکی پوسٹ میں 2ریموٹ بم نصب کئے اوراسکے ساتھ 2ریموٹ بم سگے گرڑائی سڑک میں نصب کی، صبح کے وقت 2فوجی اہلکار ریکی کے مورچہ میں پہنچے تو مورچے میں نصب بموں کو ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ کرکے جس سے دونوں فوجی ہلاک ہوئے، ان

ہلاک شدہ فوجی اہلکاروں کی لاشوں کو اٹھانے کیلئے جیمر گاڑی اوراس میں تین فوجی سوار تھے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ پیدل بھی 10 فوجی اہلکار بم کے قریب پہنچے ،جب گاڑی اور فوج ریموٹ بم کی سیدھ میں آپہنچے توان پر دھماکہ کرکے گاڑی کو تباہ کرکے رکھدیا اور اس میں سوار تین فوجی بھی ہلاک ہوئے پیدل جانے والی فوج میں سے 3 فوجی بھی دھماکہ کے نذر ہوئے ، یوں ان ریموٹ حملوں میں کل 8 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔ حکومت نے میڈیا کو جاری کردہ بیان میں 5 فوجیوں کے مارے جانے کی تصدیق کی۔ تفصیل کمانڈر ترابی کی زبانی تحریر کی ہے۔

کانیگرم آسمان منزہ پر مارٹر گن سے شیلنگ جولائی 2012ء میں بقول جہانزیب کاکاساکن مومی کڑم کہ ہم نے مردوڑ الگڈ سے آسمان منزہ کیمپ کو مارٹر گن سے نشانہ بناکر تہہ تیغ کیا جن میں تین گولے عین ورکشاپ کے اندر گاڑیوں اوروہاں پر موجود فوجی نفری کے وسط میں جالگے البتہ اس میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔

مروبی کلی خواجہ گمنبد کے نزدیک گھات حملہ

کمانڈر مولوی نصر اللہ منصور کی زبانی اس واقعے کی تصیل یوں ہے کہ 2012 کو موسم گرمہ میں مجاہدین شکتوئی، زانگاڑہ، وچہ خوڑا، پیاڑہ نے مروبی گاؤں خواجہ گمنبد کے قریب مکین ٹوسر اروغہ سڑک پر مکین سے آنے والی 2ٹویٹا سفید کلر گاڑی اور پیدل فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ یادرہے اس علاقے میں آس پاس کے پہاڑی چوٹیوں پر فوج کے مضبوط کیمپ اور مورچے تھے اس کے باوجود مجاہدین نے بڑی دلجمعی سے کاروائی مکمل کی اور بعد ازاں مشکلات کوسہ کر بفضلہ تعالی وہاں سے محفوظ نکلے۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہوسکی۔

سپین کمر میں قافلے پر حملہ

جولائی 2012 موسم گرمہ رزمک سے فوجی قافلہ شوال جارہاتھا جبکہ دوسرا قافلہ شوال سے رزمک جارہا تھا دونوں قافلوں پر علاقہ سپین کمر میں حملے ہوئے صبح سے عصر تک ان قافلوں کوروکا اور فریقین میں لڑائی جاری رہی۔ آس پاس کے پہاڑوں میں نصب زقویک اور دوشکہ سے فوجی گاڑیوں کونشانہ بناتے رہے جس سے گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا اس میں فوج کے جانی نقصان کا علم حاصل نہ ہوسکا جبکہ ایک مجاہد شاہین زخمی ہوا۔

شوال کاغ کیمپ پر حملہ۔ 2012 موسم گرمہ میں کمانڈر انور شاہ کے بقول شوال کاغ موڑ فوجی کیمپ پر ایس پی جی نائن سے ہم نے حملہ کیا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 5 فوجی مارے گئے جبکہ مجاہدین سلامت رہے یادرہے کہ کمانڈر انور شاہ بھاری ہتھیاروں کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔

2012 مجاہدین محسود کا خیبر ایجنسی تشکیل

خیبر ایجنسی کوکی خیل قبیلہ کی تحریک طالبان کے مجاہدین سے جنگ ہوئی اس جنگ میں درہ آدم خیل کے امیر طارق عرف منصور اور مہمند ایجنسی کے امیر عبدالولی کا کردار نمایاتھا۔ اس جنگ میں کوکی خیل قبیلہ کے خلاف تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود نے تمام ایجنسی امراء کو فرمان جاری کیا کہ وہ خیبر ایجنسی تشکیلات بھیجے۔ اس سلسلہ میں جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کی جانب سے 30 افراد پر مشتمل دستہ مولانا امیر حمزہ کی سربراہی میں جولائی 2012/ 8 رمضان المبارب کو میرانشاہ سے روانہ ہوا یہ دستہ کرم ایجنسی کے حدود تک گاڑی میں پہنچایا گیا جبکہ وہاں سے براستہ کرم ایجنسی سے ہوتا ہوا اور کزائی ایجنسی اور خیبر ایجنسی پہنچا جبکہ یہ سفر کل 13 دن میں پیدل طے کیا گیا جب خیبر ایجنسی کوکی خیل پہنچے تو وہاں کچھ سفر گاڑی میں مرکز تک طے ہوا۔ اس تشکیل کی تفصیلات حمزہ ڈیلے والے سے تحریر کی۔ حمزہ نے کہا کہ

جس وقت ہم کوکی خیل پہنچے تو اسوقت مجاہدین نے جنگ جیت لی تھی کوکی خیل قبیلہ وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ جبکہ ہم وہاں 2 ماہ تک مقیم رہے اور بعد ازاں واپسی کی۔

شکینزڑہ منزہ کاچرہ میں فوج پر حملہ

2012ء موسم گرمہ میں پاکستانی فوج سرچ آپریشن کیلئے کاچرہ کے علاقے میں داخل ہوئی۔ مجاہدین کو جب پتہ چلا تو اس پیش قدمی کے دوران بمقام شکینٹرہ منزہ مجاہدین حلقہ ڈیلے نے ان پر ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا، اس حملے میں حمزہ کے بقول 2 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

شوال مانڑہ کیمپ ابلین خولہ کے دفاعی مورچوں پر حملہ

17 جولائی 2012ء کو کمانڈر سید عرف خطاب حلقہ ڈیلے کے سربراہی میں مجاہدین حلقہ لواڑہ نے شوال مانڑہ کیمپ کے دفاعی مورچوں پر تعارض کا پروگرام بنایا، مجاہدین کے دو گروپ بنائے گئے جسمیں ایک گروپ کا سربراہ کمانڈر عادل جبکہ دوسرے گروپ کے کمانڈر سرباز تھے، ہوا یوں کہ سرباز اپنے ساتھیوں کو لیکر ابلین خولہ مورچوں کے قریب پہنچے جبکہ عادل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابھی تک اپنے مرکز میں تھے، فوج کو پیشگی اطلاع ہوئی جسکی وجہ سے مجاہدین پر بے تحاشہ توپ خانہ استعمال کیا اور اس گروپ کو آگے جانے سے روک دیا شدید گولہ بھاری کے نتیجے میں ایک مجاہد محمد سلیم ولد نیوز خان ہیبت خیل حلقہ شوال شہید ہوا، اس بدنظمی کی وجہ سے خطاب محسود نے یہ تعارض منسوخ کیا اور مجاہدین کو واپسی کا حکم کیا اس واقعے کی تفصیل کمانڈر سرباز کے زبانی تحریر کی ہے

لکی کے قریب سلمک پیپالی کوٹ کے قریب دھماکہ

جولائی 2012 کے اواخر میں علاقہ شوال لکی سر کے قریب سلمک پیپالی کوٹ کے نزدیک فوج کے ریکی مورچہ میں 2 ریموٹ بم نصب کئے جن میں سے ایک مس ہوا جبکہ دوسرے ریموٹ بم کے دھماکے سے ایک فوجی ہلاک ہوا اسکی ویڈیو فلم موجود عمر میڈیا پر۔ واقعے کی تفصیلات قاری محسود کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

شوال مانڑہ کیمپ کے قریب فوج پر حملہ

15 جولائی 2012ء کو مجاہدین حلقہ شوال لواڑہ کمانڈر عادل محسود کی سربراہی میں مانڑہ کیمپ شوال کے قریب فوج کے پیدل ریکی پٹرول دستے پر گھات لگا کر حملہ کیا، اسکی مدد کیلئے گاڑیوں میں فوج آئی اور ہیلی کاپٹرز بھی آپہنچے، زخمیوں اور ہلاک شدہ اہلکاروں کو گاڑی میں مانڑہ کیمپ منتقل کر گئے اور وہاں سے ہیلی کاپٹرز کے ذریعے سے منتقل کر گئے،

میسارہ میں فوج کے پوسٹوں پر حملہ

15 جولائی 2012 کو مجاہدین حلقہ وچ وام شوال علاقے میسارہ میں جب فوج کے مورچوں پر تعارض کرنے کیلئے عین مورچوں تک پہنچے۔ لیکن دوسری طرف والے مجاہدین نہیں پہنچے اسی اثناء میں فوج کو مجاہدین کی آمد کا بھی پتہ چلا اوران پر فائر شروع کی، کمانڈر عاجز بی زائی کے بقول تمام مجاہدین سلامت رہے اور تعارض ناکام ہوا۔

حلقہ لدھا بمقام شپیش تین میں کمین؛

جولائی 2012ء رمضان المبارک میں تحصیل لدھا شپیش تین، نور خان سرائے کے قریب پروٹیکشن کیلئے 2 گاڑیوں میں سوار فوج کی نفری اتری جس پر مجاہدین لدھانے پھرتی سے ہی حملہ کیا جس میں 4 فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر کے ایک فوجی کا سر بھی کاٹ دیا اور ساتھ لے گئے ، جبکہ باقی فوج بھاگنے میں کامیاب ہوئی ، اس حملے میں گاڑیوں کو بھی جزوی نقصان پہنچا، لدھا والے حافظ کے بقول امیر حلقہ لدھا کمانڈر شمیم ذاکر اس لڑائی کو دوربین کے ذریعے دیکھ رہے تھے اس کا کہنا تھا کہ جب فوج لاشوں کے قریب آئی تو سر کٹے فوجی کو دیکھ کر کے بعد دیگر تین فوجی اہلکار بے ہوش ہو کر گر پڑے، تین دن تک فوج مسلسل اس جگہ آتی رہی، لیکن یہ پتہ نہ چلا کہ اس سے ان کا کیا مقصد تھا، اس واقعے کی تفصیل حافظ، ترابی، خادم کے زبانی تحریر کی ہے۔

شیر محمود کی شہادت شیر محمود آپریشن راہ نجات کے دوران کسی ضروری کام کی بناء پر میر انشاء گیا تھا وہاں گاڑی ایکسیڈنٹ میں جان بحق ہوا۔

شکتوئی میں فوج کا مجاہدین پر حملہ

سیف اللہ جنتہ کے بقول کمانڈر ملاحقیار کی قیادت میں 27 افراد پر مشتمل دستہ جنگ کے لیے روانہ ہوا جب شکتوئی شنستر گئی آڈہ پار کر گئے۔ تو وہاں پر گھات میں بیٹھے فوج نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں گرفتار کرنے کی کوشش کرنے لگے مجاہدین نے بھی جوابی فائرنگ شروع کی اسی لڑائی میں ایک مجاہد زخمی ہوا جبکہ باقی 26 مجاہدین صحیح سلامت فوج کے محاصرے کو توڑ کر وہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئے بعد میں اہل علاقہ اور میڈیا رپورٹ سے ہمیں معلوم ہوا کہ اس لڑائی میں 5 فوجی مارے گئے تھے جبکہ ایک بندوق J.3 بھی فوج سے رہ گئی تھی جو گاوں والوں نے اٹھائی تھی جسکی نشاندہی فوج کو کسی نے کی تھی جسکی وجہ سے فوج نے اہل علاقہ پر دباو ڈالا اور بندوق کے واپسی کا مطالبہ کیا جو اس وجہ سے انہیں حوالے کی گئی جبکہ اس لڑائی کے رد عمل میں ملک عزیز کو فوج نے بلایا اور انہیں شہید کیا۔

جنوبی وزیرستان زار میلن قلعہ پر حملہ

اگست 2012 میں مجاہدین حلقہ محسود جنوبی محاذ نے جنوبی وزیرستان وانا سے تقریباً 30 کلومیٹر جنوب مغرب میں واقع علاقہ زار میلن المعروف زار میلنہ میں ایف سی قلعہ جو پاک افغان ڈیورنڈ لائن کے قریب ہے مجاہدین محسود جنوبی محاذ نے اس پر حاجی حسین کے زیر قیادت تعارض کیا ۔ یہ تعارض چودویں چاند کی رات کو ہوا۔ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ جبکہ چاروں طرف چٹیل میدان ہے جب مجاہدین قلعے کے قریب پہنچے تو ایف سی والوں نے پہلے پہل مجاہد کو دیکھا اور ان پر فائرنگ شروع کی۔ باوجود اس کے مجاہدین نے ہمت نہ ہاری اور جوابی کاروائی شروع کی اسی فائرنگ میں مجاہدین قلعے کے باہر حفاظتی دیواروں تک پہنچے۔ جبکہ سخت فائرنگ جانبین سے ایک دوسرے پر ہوتا رہا۔ مجاہد میں گل عالم حضرت عمر اور تراب نے بارود سے بھری گلنز قلعے کی دیواروں تک پہنچائے۔ اور دھماکہ کئے جسکی وجہ سے قلعے کی دیوار میں بڑا شگاف ہوا۔ لیکن اس دوران مجاہدین کے پاس اسلحہ ختم ہوا تھا۔ جسکی وجہ قلعے میں سرچ آپریشن کیلئے داخل نہیں ہوئے۔ اور قلعہ فتح نہ ہوا۔ جبکہ صرف عمَر دین در کئی تحصیل سرویکی والا اتنے شدید مقابلے میں شہید ہوا اور باقی مجاہدین نے بحفاظت واپسی کی۔ جبکہ واپسی میں چاروں طرف

سے مارٹر اور توپ کے گولے برستے رہے صبح کو عمر دین علاقہ سَوئے میں سپرد خاک کیا۔ جبکہ اس کاروائی کے تیسرے دن علاقہ سِوئے پر جنگی ہیلی کاپٹر زسے شدید شیلینگ کی گئی جس سے کئی عوامی گاڑیاں نذر آتش ہوئیں

نوستہ ٹیپ سر اور نوڑی وغیرہ پہاڑی چوٹیوں پر عملیات

اکتوبر 2010 میں نوستہ سر، ٹیپ سر اور نوڑی وغیرہ چوٹیوں پر قابض فوج کے مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی سرنگ سر [خلیفہ مورچہ] کے نیچے فوجی جوان درختیں کاٹ رہے تھے جس پر حملہ کیا۔ جس میں دو فوجی واضح طور پر مارے گئے۔ جس کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر موجود ہے۔

سر نرائی تور الگڈ میں مقابلہ

8 اگست 2012 کو بقول جنان قلندر والے واقعے کی تفصیل یوں ہے کہ مجاہدین حلقہ سپین کمر کمانڈر خالد کے زیر قیادت سر نرائی تور الگڈ میں فوج پر کمین مارنے کی غرض سے جب وہاں پہنچے تو صبح آٹھ بجے کے دوران وہاں پر اچانک فوج سے ہمارا آمنا سامنا ہوا پہلے پہل فوج نے ہمارے اوپر فائرنگ شروع کی یوں ہمارے اور فوج کے درمیان دو گھنٹے تک لڑائی ہوئی 2 گنٹھے تک لڑائی لڑنے کے بعد ہم نے محاصرہ توڑ ڈالا اور وہاں سے نکل گئے اس لڑائی کے نتیجے میں 2 طالبان نے جام شہادت نوش کی اور 2 زخمی ہوئے شہداء کو بعد از مغرب رات کے تاریکی میں فوج کے وسط سے اٹھایا۔ (۱) کاروان شہداء میں شیر پاو ولد ولی خان تورنگ خیل حلقہ سپین کمر مند یچ (۲) بلال ولد میر واجان شمک خیل عبد لائی حلقہ قلندر شامل ہوئے۔ یاد رہے بلال فوج پر حملے کے بعد مارٹر گولہ لگنے سے شہید ہوا۔ اس حملے میں جب فوج نے ہمارے اوپر حملہ کیا تو اسی دوران ہماری طرف سے جوابی فائرنگ میں ایک فوجی گاڑی کو نشانہ بنایا جس میں واضح طور پر 2 فوجی ہلاک ہوئے۔

غوڑہ سر میں بم دھماکہ۔

8 اگست 2012 کو مجاہدین حلقہ سپین کمر نے غوڑہ سر میں ریکی مورچہ میں 2 ریموٹ بم نصب کئے جبکہ 60 سے 100 میٹر کے فاصلے پر فوج کا دوسرا مورچہ بھی تھا لیکن اللہ تعالی کی نصرت سے مجاہدین بم نصب کرنے میں کامیاب ہوئے۔ صبح کو جب تین فوجی مورچے میں داخل ہوئے تو ریموٹ سے ان پر دھماکہ کرنا چاہا لیکن ریموٹ نے کام چھوڑ دیا یوں ایک مائن ناکارہ ہوا۔ جبکہ دوسرے ریموٹ سے قسمت آزمائی کی گئی جو دھماکے سے پھٹ گئی۔ جسکے نتیجے میں 3 فوجی ہلاک ہوئے۔ اس کاروائی کی تفصیلات موسیٰ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

شوال لکی سر میں دھماکہ

19 اگست 2012 رمضان المبارک کو لکی سر (نامی پہاڑی) کے قریب سڑک کنارے مجاہدین حلقہ قلندر نے ریموٹ بم نصب کیا جسکی زد میں سڑک پر جانے والی ٹویٹا گاڑی آئی اور دھماکے سے تباہ ہوئی۔ لیکن اس میں فوج کے جانی مالی نقصان کے بارے معلومات نہ ہوسکے۔ کاروائی کی تفصیلات قاری محسود کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

شوال لکی میں حملہ

اگست 2012/ 18 رمضان المبارک کو علاقہ شوال لکی میں فوج کے آٹھ ریکی مورچے تھے تین مورچوں میں رات کے اندھیرے میں پرسنل بم (جو وزن آنے سے پھٹتے ہیں) نصب کئے۔ جبکہ بقایا 5 مورچوں میں ہم آڑ لیکر چھپ گئے ان مورچوں سے فوج کے سپاہی عشاء کے وقت رات کی تاریکی میں واپس کیمپ جاتے تھے اور صبح صادق کے وقت تاریکی ہی میں دوسرا دستہ ریکی کیلئے آتا تھا کسی کے نشاندہی پر ہم نے مذکورہ پلان بنایا۔ صبح سحری کے وقت پہلے پہل 4 فوجی مورچوں میں آپہنچے مورچوں میں داخل ہوتے ہی پرسنل ریموڈ پر انکا وزن آتے ہی وہ دھماکوں سے پھٹ گئے کچھ ہی دیر میں انکی خیریت معلوم کرنے کیلئے کئی فوجی بھاگے پہنچے جس پر ہم نے فائرنگ شروع کی اور تیزی سے اپنا عمل پورا کیا اسی حملے میں کل 7 فوجی ہلاک کئے گئے خاص کر مورچوں میں بم دھماکوں سے مرنے والوں کے اعضاء دور بکھرے ہوئے تھے۔ اس کاروائی کی تفصیلات عراقی کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

زین اللہ کی شہادت؛

8 اگست 2012ء کو زین اللہ اپنے دوسرے مجاہدین ساتھیوں کے ہمراہ کاروائی کیلئے علاقہ بدر فقیر سرائے گئے تھے، کاروائی کے بعد وہ فوج کے جوابی مارٹر گولہ کے نشانہ بنے اور زخمی ہوئے وہاں سے براستہ وچہ درہ شوال میر انشاہ علاج کیلئے پہنچایا، لیکن زخموں کی تاب نہ لاکر رتبہ شہادت پر فائز ہوکر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ یاد رہے کہ زین اللہ عرف چامتوں ولد بنوں خان گیگا خیل حلقہ بدر کے مجاہدین میں مشہور و معروف مجاہد تھے ہمیشہ ہی آپریشن راہ نجات کے دوران فوج کیخلاف کاروائیوں میں مصروف رہتے تھے۔

آسمان منزہ سر پر کامیاب تعارض

اگست 2012ء میں آسمان منزہ کیمپ پر مجاہدین حلقہ لدھا اور مجاہدین حرکت اسلامی ازبکستان اور پنجابی طالبان نے مشترکہ تعارض کیا، پہلے پہل جب مجاہدین حفاظتی خاردار تاروں کی باڑ تک پہنچے، تو اسکو دھماکہ سے اڑادیا اور ساتھ ہی کیمپ اور مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ شروع کرکے کیمپ پر شب خون مارا، اس حملے کے نتیجے میں مکمل کیمپ اور مورچے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے فتح ہوئے، یہ حملہ سابقہ آباء واجداد کے طرز پر ہوا جیسا کہ پلوسین کے مقام پر 1860ء میں ہوا تھا اور اسطرح 22 نومبر 1894ء کی رات محسود قوم نے ملاپاوندہ کی سربراہی میں وانہ کیمپ کو فتح کیا تھا، اپنے اباء واجداد کے یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کیمپ اور مورچوں کو چند ہی منٹوں میں فتح کیا، حملہ اتنا تیز اور شدید اور بھرتی سے کیا کہ مجاہدین نے کیمپ میں داخل ہوتے ہی سوئے ہوئے فوجیوں کو چارپائیوں سے اٹھنے کا موقعہ بھی نہیں دیا۔ اور انکو چارپائیوں پر لیٹے لیٹے موت کے گھاٹ اتارتے رہے، اور ان کے سر بھی کاٹتے گئے، اس حملے میں 14 فوجی اہلکار واضح طور پر ہلاک کئے، جبکہ بنکروں میں جو فوجی مارے گئے وہ اس کے علاوہ تھے، کیمپ میں موجود ٹینک کو تباہ کیا، فوج کے جوابی فائر سے ایک پنجابی مجاہد ریحان نامی شہید ہوا، جبکہ 3 محسود طالبان اور ایک سواتی مجاہد زخمی ہوئے مال غنیمت میں بہت کچھ ہاتھ آیا۔ 11 عدد جی تھری بندوق، ایک عدد پاکستانی کلاشنکوف، ایک عدد ایل ایم جی، کیونکہ مجاہد ریحان واپسی میں زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوئے جسکی وجہ سے 7 عدد جی تھری بندوق پھینک دیئے، اور فوجی اہلکاروں کے سر بھی پھینک دیئے، تاکہ شہید کی لاش کو مرکز پہنچائے اور وہ دشمن کے ہاتھ نہ آئے، واقعے کی تفصیل مجاہدین حلقہ لدھا خادم اور ترابی وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے

آسمان منزہ کے قریب سپینہ میلہ کیمپ پر عملیات

اگست 2012 میں بقول جہانزیب عرف کاکاکے میں نے ایک ترکمن مجاہد کے ہمراہ آسمان منزہ بمقام سپینہ میلہ کیمپ پر 2 دفعہ سنائپر گن سے عملیات کی جس میں 2 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

مکین بازے ملک شائی سر پر دوبارہ حملہ

اگست یا ستمبر 2012ء میں مکین علاقے بازے ملک شائی کے قریب پہاڑی پر واقع کیمپ پر مجاہدین لدھا وغیرہ نے دوبارہ تعارض کا پروگرام بنایا جب مجاہدین کے گروپ اپنے اپنے اہداف کے قریب پہنچے تو اس پر فوج کی جانب سے فائرنگ شروع ہوئی کیونکہ فوج کو پیشگی پتہ چلا تھا جسکی وجہ سے تعارض ناکام ہوا، فوج کے پیشگی فائرنگ کے نتیجہ میں صوابی کا مجاہد شہید ہوا جبکہ طوفان محسود حلقہ لدھا زخمی ہوا، واقعے کی تفصیل نسیم، اور ترابی کی زبانی تحریر کی گئی ہے،

سر نرائی سپینہ تکہ

ستمبر 2012ء مجاہدین حلقہ شوال نے کمانڈر عادل کی سربراہی میں سر نرائی سپینہ تکہ کے مقام پر فوج کی دو گاڑیوں اور پیدل فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں فوج کا کافی جانی اور مالی نقصان ہوا لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

شیر مشتہ والے کی شہادت۔

25 ستمبر 2012 کو پاکستانی فوج کی جانب سے فائر ہونے والے توپ گولوں میں سے ایک گولہ مجاہدین مشتہ کے مرکز پر جالگا جسکی وجہ سے شیر ولد نواب خان نظر خیل شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے

سلے روغہ بازار کے قریب بم دھماکہ

ستمبر 2012 میں بقول کمانڈر عارف کہ ہم نے سلے روغہ بازار کے قریب سلے روغہ ٹوخیسورہ سڑک پر 4 بم نصب کئے جسے ٹی وی منس بھی کہتے ہیں۔ جن میں تین بم ریموٹ کے ذریعے ایف ڈبلیو فوجی اداروں کے گاڑیوں پر چلائے۔ جن میں ہلاکتوں کا پتہ نہ چلا کیونکہ یہ چھرے والی مائن تھے۔ جبکہ چوتھا مائن دو دن بعد سڑک بناتے وقت ایکسویٹر پاکٹ ٹکرانے کی وجہ سے دھماکہ سے پھٹ گیا اور ایکسویٹر گاڑی کا پاکٹ ٹکرے ٹکڑے ہوا جبکہ ڈرائیور وغیرہ کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے کہ اسکا کیا ہوا۔ یہ کاروائی عمر خالد سے بھی روایت کی گئی۔

غوڑہ سر میں فوجی گاڑی پر حملہ

2012 موسم خزان کے تشکیلات کے دوران غوڑاسر میں فوجی ٹویٹا گاڑی پر ہم مجاہدین حلقہ قلندر و سپین کمر نے گھات لگا کر مشترکہ حملہ کیا جس میں واضح طور پر 2 فوجی ہلاک ہوئے جبکہ گاڑی کو جزوی نقصان پہنچا اس کاروائی میں ایک وزیر مجاہد بھی ہمارے ساتھ شریک تھا کاروائی کی ویڈیو فلم بھی موجود ہے۔ جنان وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

غوڑہ سر پر کمین

2012 موسم خزان کے ایام میں مجاہدین حلقہ قلندر و مجاہدین حلقہ سپین کمر میں سے 6 مجاہدین نے غوڑہ سر میں راستے پر گھات لگائی اسی اثنا میں 4 فوجی دو گدھوں کو لیکر نمودار ہوئے جب کمین گاہ پہنچے تو اس پر حملہ کیا جسکے نتیجے میں چاروں فوجی بمع گدھوں کے مارے گئے اور مجاہدین تیز قدموں سے اللہ تعالی کے فضل سے بحفاظت مراکز پہنچے۔

مکین بازے سڑک میں مجاہدین پر حملہ

9 ستمبر 2012 کو چند مجاہدین حلقہ لدھا، بمع ازبک مجاہدین کے کاروائی کیلئے لدھا جارہے تھے کہ وہ اچانک فوج کی نظر لگ گئے فوج نے ان پر ٹینک کے ذریعے شیلنگ شروع کی جس میں بلال ولد شیر باز لنگر خیل حلقہ لدھا اور ایک ازبک مجاہد کی شہادت واقع ہوئی، جبکہ ازبک مجاہد کی لاش مکمل ٹکڑے ہو گئی، اور اسکا اٹھانا مشکل تھا 18 دن بعد مشکل سے اسکی نصف لاش وہاں پر ہی دفن کی گئی

شمالی وزیرستان شوال لال شکہ میں فوجی پارٹی پر حملہ

17 ستمبر 2012ء کو مجاہدین حلقہ لواڑہ نے شمالی وزیرستان شوال کے علاقے لال شکہ (سوائی ہوٹل) میں فوج کے پروٹیکشن پارٹی پر سرباز کے سربراہی میں حملہ کیا جسکے نتیجے میں 2 اہلکار ایمبولینس میں منتقل کئے گئے لیکن انکی ہلاکت کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی، یہ رپورٹ مقامی وزیر قبائل نے دی، واقعے کی تفصیل سرباز کے زبانی تحریر کی گئی ہے،

شوال مانڑہ کیمپ کے دفاعی مورچوں پر حملہ

ستمبر 2012 میں 7 مجاہدین حلقہ لواڑہ نے کمانڈر محمد اللہ عرف دولا کے زیر قیادت مانڑہ کیمپ کے دفاعی مورچوں سے باہر لکڑی جمع کرنے والے فوجی اہلکاروں پر ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں ایک فوجی اہلکار واضح ہلاک ہوا جبکہ دوسرے اہلکاروں کے ہلاک یا زخمی ہونے کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔ اس واقعے کی تفصیلات نور سید عرف تاج کی زبانی تحریر کی ہے جو خود اس کاروائی میں شریک تھا۔

برونڈ آڈہ میں ریموٹ بم سے فوج پر حملہ موسم خزان کے ابتداء 2012ء میں مجاہدین حلقہ برونڈ نے علاقہ برونڈ آڈہ بازار میں 3 ریموٹ بم نصب کئے تھے جس میں سے ایک ریموٹ بم کے ذریعے وہاں پر موجود آرمی جوانوں کو نشانہ بنایا لیکن ہلاکتوں اور زخمیوں کے بارے میں پتہ نہ چلا جبکہ 2 ریموٹ بم فوج نے مس کئے۔

برونڈ سرویکئی قلعہ کی جنوبی سائڈ پوسٹ، بابکی سر، ڈونگ سر پر حملے

2012ء موسم خزان میں سرویکئی قلعہ اور باسکئی سر، تراخو کیمپ، اور ڈونگ پہاڑی فیچر پر فوجی پوسٹوں پر مجاہدین حلقہ برونڈ نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، فریقین کے درمیان شدید فائرنگ ہوا لیکن نقصان کا پتہ نہ چلا، فائرنگ سے پورا علاقہ گونج اٹھا، تفصیل عامر کی زبانی تحریر کی گئی۔

جھولیے میلہ پر سنائپر سے حملہ ستمبر 2012 میں بقول جہانزیب کاکاساکن مومی کڑم کے ہم نے ایک ترکن مجاہد کے ہمراہ جھولیے میلہ فوجی کیمپ پر سنائپر گن سے فائر کیا جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا۔

جھولیے میلہ بدر کیمپ پر حملہ اور صباون کی شہادت

ستمبر 2012ء میں مجاہدین حلقہ مومی کڑم نے بشمول ترکستانی (ترکمن) مجاہدین کے علاقے بدر میں جھولے میلہ فوجی کیمپ پر 200 میٹر کے فاصلہ سے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، کہ فوج کو سنبھلنے کا موقعہ بھی نہ دیا، آئی ایس پی آر کے مطابق اس حملے میں ایک صوبیدار ہلاک ہوا، البتہ آزاد ذرائع سے اسکے علاوہ جانی نقصان کی تصدیق نہ ہو سکی، اس حملے میں مجاہدین کا نقصان نہ ہوا، البتہ مجاہدین کا ایک دستہ جو سنائپر عملیات سے واپس آرہا تھا، فوج کا مارٹر یا توپ کا گولہ انکے قریب آ لگا جس سے مجاہد عمران عرف صباون ولد محمد عارف وزیر گائی شدید زخمی ہوا، صباون کو علاج کیلئے میر انشاہ منتقل کیا چند دن بعد ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر قضاءِ الٰہی سے روح پرواز کر گئی اور رتبہ شہادت پر فائز ہوئے، واقعے کی تفصیل مولوی سندانی کی زبانی تحریر کی گئی،

جنڈولہ گریڈ کے قریب دھماکہ ستمبر یا اکتوبر 2012 میں مجاہدین چگملائی نے جنڈولہ گریڈ کے قریب جنڈولہ وانہ سڑک کے کنارے ریموٹ بم نصب کیا جسکی زد میں فوجی قافلے میں شریک ایک فوجی جیپ گاڑی آئی دھماکہ کی شدت سے گاڑی گہرے کھائی میں جاگری جس میں تین فوجی ہلاک ہوئے۔ سفیر اور جہانگیر کی زبانی تفصیل تحریر کی گئی۔

سرنگ نکہ ٹیپ سر میں کمین؛

ستمبر یا اکتوبر 2012ء میں سرنگ نکہ سر کے ڈھلوان سائیڈ میں فوجی جوان درخت کاٹ رہے تھے جس پر 25 مجاہدین نے حملہ کیا اس حملے میں ریکی کرنے والے مجاہدین کے بقول 4 فوجیوں کے جنازے دیکھے گئے ،جبکہ اسکے علاوہ جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکی ،اور مجاہدین وہاں سے بحفاظت اپنے مراکز پہنچے، تفصیل عدنان کی زبانی تحریر کی ہے۔

سرکئی گلوپ میلہ کے پاس فوج اور طالبان میں دست بدست لڑائی

ستمبر یا اکتوبر 2012ء میں سر کئی کیمپ سے پروٹیکشن کیلئے گلوپ میلہ فوجی جوان آتے رہتے تھے، مجاہدین حلقہ لدھا نے اسکی تراصد (ریکی) کی اوران پر حملے کا پلان بنایا، چنانچہ رات کے آخری حصہ میں وہاں پہنچے اور گھروں کے دروازوں کے پاس انتظار کرتے رہے، دن کے اٹھ بجے کے لگ بگ فوجی جوان پروٹیکشن کیلئے آتے ہوئے قریب پہنچے جس میں سے ایک سب سے آگے آگے گھر کے اندر داخل ہو کر بڑے

دروازے سے باہر نکلتے وقت وہاں پر گھات لگائے مجاہدین میں سے کمانڈر ترابی نے پہلے پہل چارپائی کے پاؤں سے اس پر مضبوط وار کرنے کیلئے آگے بڑھا جس سے فوجی اہلکار کی چیخیں نکل گئیں لیکن طیب شہید نے پہلے پہل اس سے بندوق چھین کر اسے گولی ماری جبکہ دوسرے فوجیوں پر دوسرے دروازوں کے پاس بیٹھے مجاہدین نے حملہ کیا، اس حملے میں کل تین فوجی اہلکار ہلاک ہوئے، اس حملے کی بڑی صاف اور واضح ویڈیوں فلم آج بھی میڈیا پر موجود ہے، اس حملے کی کامیاب سرانجام دینے پر کمانڈر طیب کو امیر تحریک طالبان حکیم اللہ محسود نے ایک لاکھ نقد بطورے انعام دیا، لیکن طیب نے یہ انعام واپس حکیم اللہ محسود کو دیدیا اور کہا کہ میں نے یہ کاروائی اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے کی ہے اسکے بدلے کسی بھی نام سے لینے کیلئے تیار نہیں ہوں اس واقعے کی تفصیل خادم۔ ترابی کے زبانی تحریر کی گئی۔

لی لندہ سے سپینکئی رعزائی پر میزائیل حملہ 5 اکتوبر 2012 سے کچھ دن قبل لی لندہ سے (مولوی حقانی سپینکئی رعزائی والے نے) M.B میزائیل سپینکئی رعزائی پر داغے جو ہدف پر جا کر لگے میڈیا رپورٹ کے مطابق اس میزائیل حملے میں ایک میجر 2 فوجی مارے گئے۔

شاہولی کے کیمپ نزدیک بم دھماکہ

کمانڈر مولوی منصور کی زبانی اس واقعے کی تفصیل یوں ہے۔2012 کے اواخر میں مجاہدین زانگاڑہ نے شاہولی کیمپ کے نزدیک سڑک کنارے ریموٹ بم نصب کیا جسکی زد میں رزمک سے آنے والی ایک فوجی جیپ گاڑی آئی جسکو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے دھماکے سے اڑادیا

۔یہ کاروائی مسمیٰ دانش شہید اور مسمی میر گلاپ شہید نے انجام دی لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہیں ہوسکی۔اس کاروائی کی وڈیو فلم ضرب مومن عمر میڈیا پر موجود ہے۔

2012موسم سرمہ شاہولی کیمپ پر سنائپر کاروائی

کمانڈر مولوی منصور اور سیف اللہ کی زبانی اس کی تفصیل یہ ہے۔کہ عرفان اللہ اور میر گلاپ شہید نے شاہولی کیمپ کے باہر ایک سپاہی پر سنائپر گن سے فائر کر کے اسے قتل کیا اسکی فلم ضرب مومن عمر میڈیا پر موجود ہے۔

سپین کمر گر نشتر اور لاغڑ کانڑے پر حملہ

2012 میں بقول انور شاہ مکین والے کے ہم نے سپین کمر گر نشتر اور لاغڑ کانڑے مورچوں پر آر پی جی اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا ۔لیکن اس حملے میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہوسکی جبکہ فوج کے جوابی فائرنگ سے 4 مجاہدین اسامہ،لالا،عبدالرحمن ،فضل حق زخمی ہوئے۔

علاقہ بدر چنار منزہ فوج اور طالبان

اکتوبر 2012 موسم خزان میں عمر خالد برکی کے مطابق حلقہ سام کے 4 مجاہدین نے بدر منزہ میں بم نصب کیا تھا جو مس ہوا اسکو کچھ عرصہ بعد لینے کیلئے یہی مجاہدین وہاں پر پہنچے تو وہاں پر گھات لگائے فوج میں سے ایک جوان نے ان پر سرنڈر ہونے کی آواز لگائی چونکہ مجاہدین پہلے سے ہی تیار پوزیشن میں تھے آواز سنتے ہی انکو برسٹ مارا جس سے فوجی گر پڑا جب کہ دوسرے فوجی نے مجاہدین پر فائر شروع کی مجاہدین نے بھی

اس پر فائرنگ کی جسکے نتیجے میں وہ بھی ٹھکانے لگا۔ یوں چاروں طرف سے مجاہدین پر گولیوں کی بارش شروع ہوئی لیکن خدا تعالی کے فضل ونصرت سے مجاہدین بحفاظت وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

علاقہ بدر چنار منزہ میں بم دھماکہ؛

اکتوبر 2012ء میں عمر خالد کے مطابق مجاہدین حلقہ سام نے کمانڈر فولادیار کے زیر قیادت علاقہ بدر چنار منزہ میں فوج کے راستے میں ریموٹ بم نصب کیا، جب صبح کو ایک فوجی اہلکار پانی لینے کیلئے وہاں سے گذرا تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کیا جسکے نتیجہ میں وہ ہلاک ہوا۔

عبدالرحیم درامن خیل کی شہادت بلوچ علیحدگی پسندوں کے ہاتھوں 2012ء میں عمر خالد کے بقول بلوچستان میں بلوچ علیحدگی پسندوں نے عام مزدوروں اور عام لوگوں کو نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیئے، ان میں ایک مجاہد عبدالرحیم درامن خیل حلقہ سام والا بھی شامل تھا۔ (بلوچوں نے اگرچہ اپنے حقوق کی خاطر پاکستانی حکومت سے جنگ شروع کی ہے اور پاکستانی سیکیورٹی اداروں نے ان پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے ہیں لیکن پھر بھی نہ شرعاً اور نہ سیاستاً اور نہ اخلاقاً عام عوام کو نشانہ بنانا درست ہے۔ بلکہ یہ کردار انکے مشن کیلئے منفی اثرات عوام میں پیدا کر دیتے ہیں اور ان سے پاکستانی عوام کی ہمدردیاں کم ہوتی جائینگی، مفتی عاصم)

احسان اللہ عرف احسان دادا کی شہادت 2012 میں کمانڈر احسان اللہ عرف احسان دادا ولد گلاپ خان حلقہ بروند ایک دوسرے ساتھی امداد اللہ ولد مفتی شاہ حسین حلقہ خیسورہ کے ہمراہ گومل ٹانک کے علاقے میں حکومت نواز امن کمیٹی کے اہلکاروں کے خلاف سرگرم عمل تھے۔ انہوں نے قاری زین الدین گروپ کے ایک کارکن سے فون پر سمجھوتا کیا کہ آپ کو معاف کریں گے آپ سرنڈر ہو جائے، چنانچہ اس سلسلہ میں 3جون 2012 کو علاقہ گومل کاوڑ کے قریب ایک جگہ متعین کی گئی کہ وہاں پر ملاقات کرنی ہے، لیکن فریق مخالف نے ان سے دھوکہ کر کے اپنے ساتھ کئی دوسرے ساتھیوں کو لیکر موقعہ پر پہنچے، گاڑی سے اترتے ہی دونوں مجاہدین پر فائرنگ شروع کی جس کے نتیجے میں احسان دادا۔ اور امداداللہ دونوں شہید ہوئے،

شوال ابلین میں فوج پر حملہ اکتوبر یا نومبر 2012ء موسم خزان میں مجاہدین حلقہ لواڑہ نے کمانڈر حافظ ریاض عرف اسرار کے زیر قیادت شمالی وزیرستان شوال کے علاقہ ابلین خولہ میں فوج کے پروٹیکشن پارٹی پر حملہ کیا جس میں فوج کے کئی جوان ہلاک ہوئے، لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی، مقامی باشندوں نے بھی یہی رپورٹ دی، واقعے کی تفصیل سرباز اور دیگر مجاہدین لواڑہ کی زبانی تحریر کی ہے۔

میسارہ سر پر حملہ یکم اکتوبر 2012ء کو مجاہدین حلقہ لواڑہ نے دو اطراف سے میسارہ سر فوجی کیمپ پر رات کی تاریکی میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا فریقین میں شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا، لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں کوئی پتہ نہ چلا، البتہ مجاہدین نے جب واپسی کی تو رات کی تاریکی کی وجہ سے ایک مجاہد قیوم خان گہرے کھائی میں جاگرا جسکی وجہ سے اسکا ران ٹوٹ گیا، واقعے کی تفصیل سرباز کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

کارکنٹرے میں بم دھماکہ۔ اکتوبر 2012ء میں مجاہدین حلقہ بروند نے وانہ گومل سڑک پر بمقام کرکنٹرے پرش ریموٹ بم نصب کیا جس سے فوجی گاڑی کو نشانہ بنا کر گاڑی کو مکمل طور تباہ کیا، لیکن جانی نقصان کا اندازہ نہ ہو سکا، تفصیل سجنا کی زبانی تحریر کی گئی،

شاہور کلام پوسٹ پر حملہ

2012ء میں جب شاہور کے علاقے میں عوام کے بحالی کا سلسلہ شروع ہوا تو مجاہدین برونڈ نے شاہور میں کلام پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا اس حملے سے عوام کو یہ بتانا تھا کہ طالبان اب تک علاقے میں موجود ہیں اور فوج پر حملے کی طاقت رکھتے ہیں، چنانچہ عوام نے واپسی کا ارادہ کیا کہ اب تک وزیرستان میں امن قائم نہیں ہے ، لیکن فوج نے عوام کو واپس جانے نہیں دیا اور تسلیاں دیتی رہی، تفصیل عامر کے زبانی تحریر کی گئی ہے،

لنڈی منزہ (چیچی خیل) گاؤں میں فوجی کیمپ پر حملہ

2012 موسم سرمہ کی تشکیلات کے دوران مجاہدین حلقہ مومی کڑم نے علاقہ چیچی خیل گاؤں لنڈی منزہ کے قریب ایک گھر میں رہائش پذیر فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا جس میں فصلاگت کے گولے عین گھر کے وسط میں جالگے ، البتہ اس حملے میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا، تفصیلات مولوی سندانی، اور جہانزیب کاکا کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

سپنکئی رغزائی میں پوسٹ پر حملہ

2012 موسم سرمہ کے ایام میں مجاہدین محسود مشرقی محاذ نے فوج کی حفاظتی پوسٹ پر آر پی جی اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا اس حملے میں ایک آر پی جی گولہ پوسٹ کے سامنے کھڑے فوجی پر جالگا۔

خرنرائی سے چگملائی پرM.B میزائل حملے

2012 کے موسم سرمہ میں مجاہدین چگملائی خرنرائی سے چگملائی پر M B میزائل فائز کرتے رہتے تھے نتیجتاً میزائل حملے کے بعد فوج علاقے میں سرچ آپریشن کرتا رہتا تھا چنانچہ مجاہدین نے ایک عجیب جنگی چال اختیار کی وہ اسطرح کہ میزائل فائر کرنے کے بعد وہاں پر 2 ریموٹ بم نصب کئے جبکہ وہاں پر ایک خیمے سے چارپائی اٹھائی اور چارپائی کے چاروں پاوں کے نیچے پرسنل بموں کے ساتھ بارودی مواد بھی نصب کیا جب فوج سرچ آپریشن کرتا ہوا وہاں پہنچا تو پہلے پہل وہاں پر نصب 2 ریموٹ بم مجاہدین نے چلائے جبکہ اسی روز دوسرا بارودی سرنگ بھی دھماکے سے پھٹا جسکے نتیجے میں اہل علاقہ کے بقول 7 سے 10 تک فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ سفیر اللہ عرف عثمان اور جہانگیر عرف جانگے کے بقول جب ہم جائے وقوعہ پہنچے تو وہاں خون آلود فوجی وردیاں اور فوجی بوٹ بکھرے پڑے تھے۔

شوئی خیل کیمپ پر حملہ

نومبر 2012 کو کمانڈر خاکسار کے زیر قیادت میں مجاہدین حلقہ تونده دره اور مجاہدین حلقہ بدر اور کچھ تاجک (مہاجرین) مجاہدین نے شوال شوئی خیل فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں دشمن کو جانی ومالی نقصان ہوا مالی نقصان میں کئی فوجی گاڑیاں بھی خراب ہوئیں لیکن صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی یہ کاروائی کل 12 مجاہدین نے کی۔

پیپالی میٹری پنگہ (شوال) میں بم دھماکے

نومبر 2012 میں پیپالی میٹری پنگہ (شوال) میں ایک ریموٹ بم فوج کے ریکی مورچہ میں نصب کیا صبح کو ریموٹ بم بلاسٹنگ کے نتیجے میں ایک فوجی ہلاک ہوا۔ جبکہ دوسرا بم لکی سر کے قریب سڑک کے کنارے نصب کیا جسے ٹی وی منس کہا جاتا ہے جسکو سڑک پر چلتی فوج ٹویٹا گاڑی پر بلاسٹ کیا گیا گاڑی کو جزوی نقصان پہنچا لیکن اس میں ہلاکتوں کا پتہ نہ چلا۔

ملک میلہ کونڈ سر میں دھماکہ

نومبر یا دسمبر 2012ء میں مجاہدین حلقہ ڈیلے مسمی ابوذر وغیرہ نے ملک میلہ کڑمہ کونڈ سر کے مغربی سائڈ میں واقع فوج کے دفاعی مورچوں میں ریموٹ بم نصب کیا جسکے نتیجے میں ایک فوجی دھماکے سے ہلاک ہوا، تفصیل ابو یحیٰ کی زبانی تحریر کی ہے۔

تنگئی میں گھات لگا کر فوج کا حملہ

15 دسمبر 2012 صبح کے آٹھ بجے کے وقت شیر الرحمن بابا قریشی اور امیر نواز کاکا، کڑے رغزائی سے گور گورے مفتی عاصم سے تعزیت کیلئے جا رہے تھے جبکہ ان کے ساتھ گاؤں شمکائی کو کٹ خیل کا ایک لڑکا بھی تھا جب یہ افراد علاقہ تنگئی عباس خیل گاؤں کے قریب پہنچے تھے تو وہاں پر گھات لگائے فوج نے ان پر حملہ کیا اور تینوں کو موقع ہی پر شہید کیا جبکہ وہاں سے ان کی لاشوں کو اوسپاس گاؤں تک گھسیٹ کر لے گئے تھے اور وہاں سے سرویکی اور وانہ منتقل کئے اور اس پر کیمیکل استعمال کی تھی جسکی وجہ سے لاشوں سے پانی بہہ رہا تھا تین دن کے بعد انکی لاشوں کو وزیر قوم کے حوالے کیا تھا بعد ازاں وہاں سے منتقل کر کے سنزلہ میں سپرد خاک کئے گئے۔

جنوبی وزیرستان حلقہ بروند کے مجاہدین پر سپلاتوئی میں حملہ

مجاہدین حلقہ بروند 2 دسمبر 2012 کو علاقہ سپلاتوئی کے مضافات میں جا رہے تھے کہ وہاں پر سرچ آپریشن کیلئے آئی فوج نے ان پر فائرنگ کی جسکے نتیجے میں مجاہد محمد لقمان سلیمی خیل تنگئی شہید ہوا۔ اور انکی لاش 2 دن وہاں پڑی رہی انکے ساتھ دوسرے مجاہدین فرار ہونے میں کامیاب ہوئے جب فوج اس علاقے سے واپس ہوئی ا اور علاقہ خالی ہوا تو مجاہدین بروند نے جا کر وہاں محمد لقمان شہید کی لاش دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ کہ لاش دشمن ساتھ نہیں لے گیا ہے وہاں سے لاش اٹھا کر مرکز لائے اور وہاں کا چکائی گاؤں میں سپرد خاک کیا۔

شوال پیپالی دادال میلہ میں بم دھماکہ دسمبر 2012 میں علاقہ شوال پیپالی دادال میلہ کے قریب سڑک کے کنارے ریموٹ بم (ٹی وی منس) نصب کیا صبح کو 8 بجے 30 منٹ کے لگ بگ فوجی جوان وہاں سے پیدل گذر رہے تھے جب نشانہ پر آئے تو ریموٹ کے ذریعے ان پر بم بلاسٹ کر کے دھماکہ کیا جس میں تین فوجی موقع ہی پر ہلاک ہوئے۔

دسمبر 2012 میں حنظلہ لنگر خیل حلقہ وچہ خوڑہ کا قتل۔ چونکہ جنوبی وزیرستان حلقہ محسود میں سراروغہ معاہدہ کے بعد بڑی بدامنی تھی جسکی شکایت عوام بار بار بیت اللہ محسود سے اور تنظیم کے دوسرے ذمہ داران سے کرتی رہی بالآخر مجاہدین محسود نے بیت اللہ محسود کے حکم سے امن وآمان بحال کر کے ذمہ داری لی یہی سلسلہ تا حال اکتوبر 2017 تک علاقہ محسود میں باقی ہے اور مجاہدین محسود پورے پاکستان میں اپنی

قوم کی ہر ممکن خدمت کرتے رہے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں حنظلہ لنگر خیل آپریشن راہ نجات شروع ہونے کے باوجود اپنے گاؤں بعد از ہجرت آپہنچا چونکہ انہیں معلوم تھا کہ اسکا علاقہ مجاہدین کے زیر کنٹرول ہے چنانچہ مجاہدین سے ملا اور چند دن بعد غائب ہوا جب مجاہدین نے انکی تلاش شروع کی تو اسکو ایک گھر میں اسلحہ چوری کرتے دیکھا جب مجاہدین کو دیکھا تو وہ بھاگا اور ایک کمرے میں پناہ لی اور مجاہدین پر فائر ئنگ شروع کی مجاہدین نے انہیں منت سماجت کی کہ باہر نکلے تمہیں معاف کیا جائے گا لیکن وہ نہ مانا اور ایک مجاہد پر فائر ئنگ کی انہیں شدید زخمی کیا بعد ازاں مجاہدین نے بھی ان پر فائر کھول دی اور کمرے میں انہیں ہلاک کیا۔ یہ واقعہ مجاہدین وچہ خوڑہ کے امیر صابر مولوی منصور اور سیف اللہ وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

تحصیل لدھا کو جنرل کیانی کا دورہ اور انکا استقبال

دسمبر 2012ء موسم سرمہ میں چیف آف آرمی سٹاف جنرل کیانی جنوبی وزیرستان تحصیل لدھا کے دورے پر آئے اور انکے ساتھ صحافیوں کی ٹیم بھی وزیرستان کا معائنہ کرنے کیلئے آئی تھی، لدھا پر ہیلی کاپٹروں کی زیادہ پروازوں سے مجاہدین لدھا کو معلوم ہوا کہ جنرل کیانی آیا ہے ،تو مجاہدین نے 7عدد B M میزائل تحصیل لدھا فوج کے ہیڈ کوارٹر پر فائر کئے جسکے نتیجے میں جنرل کیانی دورہ منسوخ یا مختصر کر کے بھاگنے پر مجبور ہوئے بیچارے اتنی جلدی سے واپس ہوئے کہ انکے ساتھ آئے ہوئے صحافی حضرات ان سے لدھا ہی میں بھول کر رہ گئے ، مشال ریڈیو کے نمائندے سیلاب محسود نے اپنے بیٹے اشتیاق سے کہا تھا کہ طالبان جب اس حملے کے بارے میں فون کریں تو ان سے کہدو کہ ذرہ میزائل فائر کرنا بند کر دے تا کہ ہم علاقے سے نکل جائیں، یاد رہے کہ سیلاب محسود کا تعلق تحصیل لدھا سے ہے اور طالبان کمانڈروں کو جانتا بھی ہے واقعے کی تفصیلات خادم، اختر، امیر محمد، کی زبانی تحریر کی گئی ہے،

2012/12/7 کو ڈاڈی نرائی کیمپ پر حملہ

سیف اللہ حلقہ جنتہ والے کے بقول، حافظ عصمت اللہ اور دیگر چار فدائین نے ڈاڈی نرائی کیمپ پر حملہ کیا جس میں تین فوجی مارے گئے ۔جبکہ فوج کے جوابی فائرئنگ سے حافظ عصمت اللہ بھی زخمی ہوئے۔ فدائین نے جب ہمیں اطلاع کی (سیف اللہ نے کہا) تو ہم اس کو اٹھانے کیلئے ایک گھنٹہ بعد وہاں پہنچے۔ جب اس کی تلاش شروع کی تو اچانک حافظ عصمت اللہ نے آواز دی کہ میں اِدھر پڑا ہوں، جب دو منٹ کے وقفے سے ہم وہاں پہنچے تو اسے شہید پایا۔ میں نے [مفتی عاصم] سیف اللہ سے پوچھا کہ جب آپ لوگ حافظ عصمت اللہ کی جسد کے پاس پہنچے تو آپ لوگوں کو کیا محسوس ہوا۔ کہ وہ زخمی حالت کے آخری سسکیوں میں آواز دے گئے یا وہ شہید ہو چکے تھے، بعد از شہادت آواز دے گئے ؟۔ سیف اللہ نے جواب دیا کہ علامات ونشانات سے ہمیں معلوم ہوا کہ وہ کافی دیر پہلے شہید ہو چکے تھے۔ یہ ان کی بعد از شہادت کرامت تھی۔ کہ اس نے ہمیں آواز دی کہ میں یہاں پڑا ہوں۔ سیف اللہ نے کہا کہ وہاں سے اس کی لاش اٹھا کر شمالی وزیرستان کے نورک نامی علاقے میں سپرد خاک کیا۔ جبکہ طوفان حلقہ جنتہ کا کہنا تھا کہ جب 23 دن بعد دوبارہ اس کی لاش نکالی گئی تو اس کے زخموں کا خون تازہ چٹائی پر پڑا تھا۔ میں موقعہ پر موجود تو نہیں تھا، جب پہنچا اور چٹائی پر تازہ خون دیکھا تو میں نے پوچھا کہ کون شہید ہوا ہے؟ تو ساتھیوں نے بتایا کہ حافظ عصمت اللہ کی لاش دوبارہ نکالی گئی یہ اس کا تازہ خون ہے۔ اس کو شکتوئی میں سپرد خاک کیا گیا۔ یہ اس شہید کی دوسری کرامت تھی جو پاکستان کے جہاد کی حقانیت کی واضح دلیل ہے۔ اس جیسے دوسرے شہداء کی کرامات بھی اپنے مواقع پر تحریر کی گئی ہے۔

آپریشن راہ نجات اور ضرب مومن 2013 میں داخل ہوا

لی لندہ سیڑہ میں طالبان پر فوج کا حملہ

جنوری یا فروری 2013 میں اس کاروائی کی داستان خطاب حلقہ جنتہ والے کی زبانی یوں رقم کی گئی ہے۔ خطاب جنتہ والے نے کہا کہ ہم 45 مجاہدین پر مشتمل دستہ کمانڈر ملاحقیار کی سربراہی میں علاقہ سیڑہ لی لندہ پہنچا وہاں پر ہم ایک گھر میں تھے جبکہ دوسرے مجاہدین آس پاس کے گھروں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہ اچانک فوج نے ہمارے گھر پر چھاپہ مارا جبکہ فوج آس پاس کے پہاڑوں پر قابض تھی فوج کے اس حملہ میں طالبان کا کوئی نقصان نہ ہوا۔ لڑائی کے بعد حصار توڑا گیا۔ جبکہ توپوں کی گولہ باری میں عبد المالک سپینکئی رغزائی اور ایک مجاہد زخمی ہوئے جب فوج نے واپسی کی تو اس پر حملہ کیا جس میں ایک فوجی مارا گیا اور مال غنیمت میں اس سے ایک عدد جیتری بندوق اور نائٹ ویژن دربین وغیرہ سامان ملا۔

مکین میں بیک وقت 3 جہگوں پر حملے جنوری 2013 میں مجاہدین مکین نے بیک وقت عمر کوٹ، مامک زیارت، میر خاجان میلہ پر M'B میزائیلوں اور فصلاگت وغیرہ سے حملے کئے۔ جس سے مورچے ہدف بنا بنا کر ٹارگٹ کیا گیا حافظ فدا محمد کا کہنا تھا کہ ان حملوں میں واضح طور پر 2 فوجی ہلاک ہوئے، جبکہ 2 طالبان بھی زخمی ہوئے۔

سگے گرڑائی کونڈ پر تعارض۔

جنوری 2013 سگے گرڑائی کونڈ فوجی کیمپ اور مورچوں پر مجاہدین لدھا اور ازبک ترکمن پنجابی مجاہدین نے مشترکہ شبخون مارا جسکے نتیجے میں کیمپ فتح ہوا۔ مجاہدین کیمپ میں داخل ہو رہے تھے کہ اسی اثنا میں چاروں طرف سے قریب اور دور سے اس کیمپ پر شدید گولہ باری شروع ہوئی۔ جسکے نتیجے میں 3 ازبک مجاہدین ایک ترکمن مجاہد ایک پنجابی مجاہد موقعہ ہی پر شہید ہوئے۔ جبکہ ایک ترکمن مجاہد فوجی وردی پہنے رکھا تھا جس پر دوسرے مجاہد نے دشمن سمجھ کر فائر کر کے اسے شہید کیا ایک محسود مجاہد زخمی حالت میں وہاں پر رہ گیا تھا جسکو فوج نے بعد میں گرفتار کیا تھا یوں اس حملے میں اور فوج کی گولہ باری میں کل چھ 6 مجاہدین نے جام شہادت نوش کی اور بہت سارے زخمی بھی ہوئے شہداء میں 4 کی لاشیں وہاں رہ گئے مال غنیمت شہداء اور زخمیوں کی کثرت کی وجہ سے چھوڑا گیا۔ اس تعارض اور گولہ باری میں فوج کا بھی کافی نقصان ہوا خصوصاً کیمپ سے بھاگی ہوئی فوج کا دوسرے فوج سے آمنا سامنا ہوا اور ایک دوسرے پر فائرنگ کے نتیجے میں بہت زیادہ نقصان ہوا۔ جرگہ والوں کے بقول اس واقعے میں بشمار فوج ہلاک ہوئی جبکہ 13 افراد زخمی ہوئے۔ اس کاروائی میں مجاہدین کے ہاتھوں نقصان کم ہوا لیکن انکی اپنی توپ شیلینگ اور غلطی سے ایک دوسرے پر حملے میں فوج کا بیشمار نقصان ہوا۔ واقعے کی تفصیلات خادم، نسیم کی زبانی تحریر کی گئی۔

مجاہدین حلقہ ڈیلے کے مہم عملیات کا مختصر خاکہ

جنوری 2010 سے اکتوبر 2013 تک مندرجہ ذیل مقامات پر فوجی کیمپوں اور مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کے کل بیسیوں حملے ہوئے ہیں لیکن ان میں کل 35 حملے ایسے تھیں جن میں فوج کا نقصان ہوا لیکن اسکی تفصیل معلوم نہیں اینزر خڑہ تکہ، مانگور سر، مارغہ کئ سر، ڈینگہ سر، گُرڑوائی ژوار، کائی سر، کڑمہ ناناہیرہ سر، تابے سر حلقہ وچہ خوڑہ وغیرہ مقامات شامل ہیں۔

لنڈے منزہ (بدر) فوج حملہ

فروری 2013 میں عمر خالد کی تحریر کے مطابق مجاہدین حلقہ سام کا نیگرم فوج کے پانی کے لیے استعمال ہونے والے راستے مین گھات لگا کر منتظر تھے کہ اسی اثناء میں 2 فوجی کمین گاہ پہنچے مجاہدین نے ان پر ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا اور دونوں کو وہاں پر ڈھیر کر دیا۔

پٹویلائی کی طرف سکاوٹس ملیشیاء کی پیش قدمی۔ مارچ 2013 میں نیم فوجی دستے (فرینٹیر کور) ملیشیاء) نے کانیگرم سام سے ایڈوانس کرکے لدھا کے علاقے پٹویلائی پر قبضہ کیا مجاہدین لدھا کو جب پتہ چلا تو انہوں نے اس پر حملہ کیا اس حملے میں فریقین کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا لیکن اس حملے کے نتیجے میں سکاوٹس دستوں نے واپسی کی کمانڈر ترابی خادم وغیرہ کی زبانی اسکی تفصیل لکھی گئی ہے۔

خیساری بیٹنی میں فوج پر حملہ اس واقعے کی تفصیل حضرت مولانا خواجہ محمد عرف مدنی کے زبانی یہ ہے۔17 اپریل 2013 سے کچھ عرصہ پہلے ہم نے خیساری میں جو بیٹنی قوم۔ جنڈولہ ایف آر کا علاقہ ہے وہاں پر قابض فوج کے پانی لے جانے والی ٹینکر پر ہم نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ٹینکر پر آر پی جی گولے نہ لگے لیکن ثقیلہ اور کلاشنکوف کے فائر سے اسکو جزوی نقصاں پہنچا۔ جبکہ اس میں سوار تین فوجیوں میں ایک ہلاک ہوا جبکہ دو زخمی ہوئے۔

رزمک تودہ چینہ روڈ پر کمین اپریل 2013 میں رزمک تودہ چینہ سڑک پر جانی والی فوجی سفید کلر ٹویٹا گاڑی پر خالد شہید اور عقابی کی سربراہی میں حملہ ہوا گاڑی وہے روک گئی اور بھاگنے والے فوجیوں کو ایک ایک کرکے نشانہ بنایا گیا لیکن یہ تصدیق نہیں کی جاسکتی کہ اس میں کتنے فوجی مارے گئے اور کتنے زخمی ہوئے۔ اسکی ویڈیوں فلم عمر میڈیا ضرب مومن پر موجود ہے۔

میسارہ سر پر تعارض

اپریل یا مئی 2013 میں مجاہدین حلقہ لدھا اور دیگر محسود مجاہدین اور القاعدہ سے منسلک پنجابی مجاہدین نے میسارہ سر فوجی کیمپ و مورچوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کمانڈر میر نواز عرف عمیر کے زیر قیادت تعارض کیا لیکن ناقص کارکردگی کے باعث تعارض ناکام ہوا فوج کے جوابی حملے میں ایک پنجابی مجاہد شہید ہوا اور خان محمد حلقہ لواڑہ زخمی ہوا۔ واقعے کی تفصیل سرباز کی زبانی قلمبند کی گئی ہے۔

کفار لٹہ غورلامہ کوٹکئی کے قریب کمین مئی 2013 میں فوج بمقام کفار لٹہ غورلامہ پانی لینے کیلئے آتے رہتے تھے سیف اللہ حلقہ جنتہ والے کا کہنا تھا کہ جس روز ہم کمین میں انتظار کررہے تھے اس روز 8 فوجی پانی لینے کیلئے ہمارے نشانے پر آپہنچے جس پر کمانڈر حقیار کی سربراہی میں ہم نے حملہ کیا جس میں آٹھ فوجی موقعہ ہی جہنم رسید کئے۔

کمانڈر صالح دین کی شہادت

کمانڈر صالح دین عرف خالد ولد حاکمین شمک خیل حلقہ قلندر کا باشندہ تھا بیت اللہ امیر صاحب کے دور سے جہاد میں مصروف تھا جب 19 مئی 2009 کو آپریشن راہ نجات پاکستانی فوج نے علاقہ محسود میں شروع کیا تو کمانڈر صالح دین عرف خالد ہر محاذ پر پیش پیش ہوا کرتے تھے جب مولانا ولی الرحمن صاحب نے اکتوبر 2009 میں گوریلہ جنگ کا حکم کیا تو اسکے بعد مکین محاذ پر سینکڑوں مجاہدین میں سے صالح دین عرف خالد نے فوج کے خلاف کاروائیوں کا آغاز کیا اپنی دلیرانہ کاروایوں کی بدولت تھوڑے ہی عرصے میں فوج اور طالبان حلقوں میں مشہور ہوئے 2012 میں وہ جب زخمی ہوئے۔ تو ایک پٹھان فوجی طالبان کو مخابرہ سیٹ پر کہہ رہا تھا کہ خالد کا علاج جلدی کریں انہونے پنجابیوں پر نیند حرام کی ہے انکی کاروائیوں سے ہمارے سر فخر سے بلند ہوئے ہیں۔ مجاہد نشتر حلقہ قلندر والے کے بقول کمانڈر خالد ہمیں ترغیب دیتے ہوئے پشتو مقولہ بار بار دھرایا کرتے تھے۔ (پروت زمرائے خہ وی کہ شوراند گیدڑ) اس مقولے کا مقصد یہ ہے کہ لیٹے ہوئے شیر سے چلنے پھرنے والا گیدڑ اچھا ہوتا ہے۔ یعنی مجاہدین کو کہتے

تھے کہ لیٹنے میں فائدہ نہیں ہمیشہ فوج کے خلاف کاروائیوں کے لیے گھومتے رہو خواہ مخواہ کوئی شکار ملے گا جیسے گیدڑ کو ملتا ہے۔ کمانڈر صالح دین عرف خالد نے 15 مئی 2013 سے قبل چند سالوں کے دوران سینکڑوں کاروائیاں فوج کے خلاف کئے جن میں کئی کاروائیوں کا ذکر تاریخ پڑھتے پڑھتے قارئین کو ملے گی جبکہ بہت ساری کاروائیاں ناکافی تفصیلات کے باعث نہ لکھی گئی۔ بالاخر 15 مئی 2013 کو شوال موئڑے کوٹ میں ریکی کرنے کیلئے جارہا تھا کہ راستے میں گھات لگائے فوج نے ان پر حملہ کیا جسکے نتیجے میں آپ نے جام شہادت نوش کی اور انکی لاش فوج نے رزمک کیمپ منتقل کی۔ تین دن بعد فوج نے انکی لاش بواسطہ جرگہ مجاہدین کے حوالے کی

رزمک اینگال مال سڑک پر دھماکہ مئی 2013 میں مجاہدین کمین نے اینگامال سڑک میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ جسکی زد میں ایک فوجی گاڑی آئی جس پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا جس میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی لیکن فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہوسکی ۔حافظ فداء محمد کی زبانی یہ واقعہ تحریر کی گئی۔

کراچی میں شیعہ رہنماء پر حملہ اور عرفان اللہ کی شہادت جون یا جولائی 2013 میں عرفان اللہ محسود ولد محمد آمین جان تورنگ خیل نے ایک شیعہ رہنما پر فائرنگ کرکے انہیں قتل کیا جبکہ شیعہ رہنماء کے گارڈ نے جوابی فائرنگ کرکے عرفان اللہ کو بھی شہید کیا۔

خسوپنگہ کے قریب تین فوجی ہلاک

8 جولائی 2013 کو مجاہدین حلقہ جاٹرائی کا فوجی وردیوں میں ملبوس 9 افراد پر مشتمل دستہ جن میں سے چار افراد لالژے خسوپنگہ فوج کے رسد کے راستے پر گھات لگاکر بیٹھ گئے جبکہ پانچ افراد نے آس پاس کے کیمپوں سے دفاع کیلئے اہم مقامات پر پوزیشن سنبھالی جب صبح آٹھ بجے 3 فوجی اس راستے پر کمین گاہ میں چند میٹر کے فاصلے پر آپہنچے تو گھات لگائے مجاہدین نے اتنی پھرتی سے ان پر حملہ کیا۔ کہ وہ سنبھل نہ سکے اور تینوں کو موت کے گھاٹ اتارا، اور ان سے مال غنیمت میں 3 عدد کلاشنکوف بھی لیے۔ حملہ آور مجاہدین نے بڑی تیزی سے وہاں سے واپسی کی یادرہے کہ یہ کاروائی خسوپنگہ کیمپ اور دیگر آس پاس کے کیمپوں کو پار کرکے کانیگرم کی سائڈ پر جنگل میں کی گئی جبکہ مجاہدین کے واپسی کا رستہ ان کیمپوں سے ہوکر آنا تھا۔ جن سے دفاع کیلئے مجاہدین کے 5 بندے دفاع پر مامور تھے کمین والوں میں سے ایک مجاہد عاجز نامی دوسرے تین ساتھیوں سے جنگل میں غائب ہوا جبکہ باقی تین ساتھیوں نے بحفاظت چوری چپکے دفاعی فائرنگ کے دوران فوجی کیمپوں کو پار کیا۔ جب سب ساتھی تنگئی نامی وادی میں اکٹھے ہوئے۔ تو عاجز کو غائب پایا۔ بہت دیر انتظار کیا لیکن وہ نہ آئے۔ ساتھیوں کی کامیاب کاروائی پر خوشی غم میں تبدیل ہوئی۔ اس پریشانی کے عالم میں مرکز پہنچے اور مرکز والے مجاہدین کو تمام کارگذاری سنادی جسکی وجہ سے وہ بھی پریشان ہوئے فوراً چند ساتھی عاجز کی تلاش میں نکلے رات اس پریشانی میں گذری صبح کو عاجز لالژئے میں ملا۔ ساتھیوں انہیں مرکز پہنچایا، جب ان سے کارگذاری سنی گئی۔ تو اس نے کہا کہ جنگل بہت گھنا تھا جسکی وجہ سے ساتھی مجھ سے غائب ہوئے، اور میں اٹکل سے جنگل میں جارہا تھا کہ اسی اثناء میں فوجی کیمپ کے قریب پہنچا اس وجہ سے واپسی کی اور دوسرا رخ اختیار کیا اس طرف سے بھی فوج آپہنچی میں درختوں کے درمیان چپارہا آرمی والے اِدھر اُدھر مجاہدین کو جنگل میں تلاش کر رہے تھے۔ ایک فوجی کئی دفعہ 2 یا 3 میٹر کے فاصلے پر میرے سامنے سے گزرا میں نے اہستگی سے کلاشنکوف کے بیرل کا رخ اسکی طرف موڑا، کہ خدانخواستہ اگر وہ دیکھے تو میں فوراً اس پر فائرینگ کرونگا۔ لیکن اللہ تعالی کا کرنا تھا کہ اسکی آنکھیں بند ہوئیں مجھے نہ دیکھا پورادن وہاں پر گذرا مغرب کے بعد رات کی تاریکی میں وہاں سے روانہ ہوا۔ اور عین کیمپ کے قریب سے ہوتا ہوا تنگئی وادی اترا۔ جبکہ رات لالژئے گاوں میں گذاری کیونکہ جانے کی طاقت نہیں رہی۔ یادرہے کہ عاجر جب مرکز پہنچا تو مجاہدین نے

خوشی کے مارے انکا استقبال ہوائی فائرنگ سے کیا۔ مجاہدین حلقہ جاڑائی کا 9 افراد پر مشتمل دستہ اس کاروائی سے چند دن قبل خسوپنگہ کیمپ کے حفاظتی پوسٹ میں رات کے تاریکی میں داخل ہوا جبکہ اس میں سپاہی نہ ملے لیکن وہاں پر 5 عدد ایم جی ون کے بکسے جسمیں 1200 کار توس تھے اٹھا کر مرکز لائے۔

ثیباتی نرائی اور شراونگئی نرائی کے درمیان چار فوجی ہلاک

مجاہدین حلقہ جاڑائے میں سے ایک دستہ علاقہ کنڈے میلہ ثیباتی نارائی کو پار کر کے شراونگئی نارائی ٹلی فون مٹہ کے قریب چوری چھپکے پہنچا وہاں فوج کے رسد کا راستہ تھا جس پر فوج کا روزمرہ آنا جانا تھا مجاہدین نے دودن میں ریکی کی، جب مجاہدین نے اسکے آنے جانے کے اوقات معلوم کئے، تو تیسری رات مجاہدین حلقہ جاڑائی کا فوجی وردیوں میں ملبوس دستہ وہاں پہنچا اور گھات لگا کر درختوں میں چھپ کر بیٹھے رہے۔ رمضان المبارک 13 جولائی 2013 کی صبح آٹھ بجے فوج کے بم ڈسپوزل ٹیم کے چار جوان وہاں پہنچے جن میں تین کے ساتھ بندوق تھیں اور ایک کے پاس مین پال تھا جو راستے کو کلیر کرنے کیلئے جارہے تھے۔ مجاہدین نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے ان پر اتنی چابکی اور تندی سے حملہ کیا ۔ کہ وہ سنبھل نہ سکے اور چاروں کو وہاں ہی واصل جہنم کیا۔ اور ان سے مال غنیمت بھی لیا۔ جس میں ایک مین پال 2 عدد کلاشنکوف ایک عدد جتیری بندوق جبکہ اس دستہ نے وہاں سے واپسی شروع کی اور دوسرے مجاہدین جو دفاع پر مامور تھے انہوں نے فوج کے آس پاس کے کیمپوں پر حملہ کیا۔ تاکہ فوج کو مصروف کر کے ساتھیوں کا دفاع کر سکے اسی اثناء میں کمین والے ساتھی بحفاظت دشمن کے عین وسط سے کاروائی کر کے واپس دفاع کے ساتھیوں سے آملے اور سب وہاں سے خوشی خوشی سے بحفاظت مرکز پہنچے

خماٹہ زوکائی سر (مکین مندیچ) میں حملہ

جولائی 2013 میں مجاہدین مکین نے مندیچ خماٹہ زوکائی سر مورچوں پر فصلاگت اور ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جسمیں 2 فوجی ہلاک ہوئے جبکہ فوج کے جوابی کاروائی سے طالبان محفوظ رہے۔ تفصیل حافظ فداء محمد کی زبانی تحریر کی گئی۔

ٹل قلعہ پر تعارض

28 جولائی 2013 کو میر نواز عرف عمیر کی سربراہی میں مجاہدین محسود اور بشمول کچھ پنجابی و عرب مجاہدین کے ٹل قلعہ پر تعارض ہوا۔ جس میں مورچوں پر تعارض کی ذمہ داری صوفی عرف نافذ کو دی گئی جبکہ قلعہ پر تعارض کی ذمہ داری عرب اور پنجابی مجاہدین کو دی گئی جب حملہ شروع ہوا تو مجاہدین نے ہلکے اور بھاری اسلحہ سے مورچوں اور قلعہ کو ہدف بنایا جسکے نتیجے میں مجاہدین محسود نے صوفی نافذ کے سربراہی میں مورچے فتح کئے۔ جبکہ اسی اثناء میں مورچوں میں ایک سپاہی رہ گیا تھا جس نے فائرنگ کر کے کمانڈر صوفی عرف نافذ ولد دوستی خان (حلقہ مکین) کو شہید کیا۔ اس حملے میں 4 طالبان زخمی ہوئے۔ اس سپاہی کو طالبان نے زندہ گرفتار کیا جبکہ قلعہ پر تعارض ناکام ہوا اور قلعے کے گیٹ کے سامنے ایک عرب مجاہد حمزہ بھی شہید ہوئے۔ جبکہ راستے میں گاڑی الٹنے کے حادثے میں 3 پنجابی طالبان بھی زخمی ہوئے اس حملے میں غنیمت بھی ملا لیکن کمانڈر صوفی نافذ کی شہادت کے صدمہ سے مجاہدین نے غنیمت پر توجہ نہ دی جبکہ گرفتار سپاہی کو جب میر نواز کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھوں انہیں وہاں پر گولی ماری اور قتل کیا صوفی نافذ کے قاتل کو زندہ لے جانا اپنے لیے عیب سمجھا۔ حافظ فداء محمد عاجز بی زائی اور انکے دوسرے ساتھیوں کے زبانی یہ واقعہ تحریر کیا ہے جو اس حملے میں ساتھ تھے

اگست 2013 میں میر علی سے ٹل جانے والی سڑک پر مجاہدین محسود کی شہادت

اگست 2013 میں جنوبی وزیرستان حلقہ دواتوئی کے مجاہدین میں سے کماندان شیر فان عرف خدمتی (۲)زاہد ولد قادر خان شابی خیل میر علی(شمالی وزیرستان) سے ٹل جانے والی سڑک پر جارہے تھے۔ کہ راستہ میں ناکہ لگائے ہوئے فوج سے انکا سامنا ہوا۔ آپ سے پہلے بھی کئی وزیر مجاہدین کو گرفتار کیا تھالیکن ان دونوں مجاہدین کو گاڑی سے اترنے کا کہا گیاتو یہ دونوں اترے جب ان سے اسلحہ جمع کرنے کا فوج نے کہا توانہوں نے انکار کیا جسکی وجہ سے فریقین میں تلخ کلامی ہوئی اور نوبت لڑائی تک جا پہنچی ااور فریقین نے ایک دوسرے پر فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں یہ دو مجاہد بھی جام شہادت نوش کر گئے جبکہ مقامی آباد ی کے باشندوں کا کہنا ہے کہ اس لڑائی میں کئی فوجی مارے گئے لیکن صیح تعداد معلوم نہ ہوسکی۔ بعد میں مقامی جرگہ نے اس لڑائی میں 3 فوجیوں کے ہلاک ہونے اور ایک فوجی کے زخمی ہونے کی تصدیق ہوئی، اسی جرگہ کے وساطت سے شہداء کی لاشیں بھی وصول ہوئیں۔

لدھابازار کے قریب پنگے میں کرش پلانٹ پر حملہ

اگست یاستمبر 2013 میں ترابی کے بقول فوج نے لدھابازار سرائے کے قریب پنگے (میدان) میں کرش پلانٹ نصب کیا تھا جس پر مجاہدین لدھا نے مارٹر، B،M میزائل پچھتر آر آر وغیرہ سے بمبار شروع کیا مضبوط حفاظتی حصار کے باوجود ان بھاری اسلحہ کے پے درپے حملوں سے فوج کرش پلانٹ کے منتقلی پر مجبور ہوا اسی اثناء میں فوج کے فائرنگ سے ایک پنجابی مجاہد شہید ہوا۔ واقعے کی تفصیل ترابی کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

نانو میں سنائپر کاروائی

برونڈ کے مجاہدین نے نانو سے متصل فریدائی پہاڑی پر قابض فوج کے خلاف موسم سرمہ کے ایام میں سنائپر کاروائی کی جسکے نتیجے میں ایک فوجی کو موت کے گھاٹ اتاردیا۔

علاقہ وزیے میں کمین

حلقہ جاٹرائی کے مجاہدین کا 10 افراد پر مشتمل دستہ 15 اکتوبر 2013 کو علاقہ وزیے داخل ہوا۔ جبکہ وہاں فوجی رسد کے راستے میں گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ لیکن اللہ تعالی کا کرنا یوں تھا۔ کہ اس دن صرف ایک فوجی خچر کو لیکر اس راستے پر کمین گاہ آپہنچا۔ جس پر مجاہدین نے گولیوں کی بوچھاڑ کردی۔ اور اسکو بمع خچر کے وہاں ٹھکانے لگادیا۔ جبکہ فوجی کے اندھادھند توپ خانے کی شیلینگ میں 2 مجاہدین معمولی زخمی ہوئے۔

علاقہ برونڈ میں فوج پر حملہ

5 اکتوبر 2013 کو مجاہدین حلقہ جاٹرائے وحلقہ تنگئی کا مشترکہ فوجی وردیوں میں ملبوس دستہ جنوبی وزیرستان علاقہ برونڈ سر میں عجم غنڈائی پر گھات لگائے انتظار میں تھا۔ جبکہ انہیں معلوم نہ تھا کہ قریب ہی 300 میٹر زمینی فاصلہ پر واقع مولوی نادر افغان کے مدرسے میں فوج موجود ہے۔ کیونکہ دودن قبل ریکی کرنے کے دوران اس جگہ فوج موجود نہ تھی۔ اورنہ فوج کو یہ معلوم تھا کہ ہمارے پڑوس میں مجاہدین بیٹھے ہیں۔ جبکہ آٹھ بجے کے لگ بگ 8 فوجی جوان کارگل پہاڑی سے نیچے اترے جب مجاہدین کے قریب ہوئے۔ تو مجاہدین نے ان پر فائرنگ شروع کیا

اس فائرنگ کے نتیجے میں آٹھ کے آٹھ فوجی قتل ہوئے۔اور مجاہدین نے واپسی کا سفر تیزی سے شروع کیا۔ جبکہ قریب والی فوجی بھی بیدار ہوئے مجاہدین کو قریب سے دیکھا چونکہ مجاہدین فوجی وردیوں میں ملبوس تھے جس کی وجہ سے فوج انہیں نہ پہنچان سکے اور انھیں آرمی سمجھتے رہے جس کی وجہ سے مجاہدین خیر وعافیت سے عین دشمن کے وسط سے نکلے جبکہ 2 مجاہدین اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ گئے تھے۔جو فوج کے محاصرے میں آگئے تھے لیکن پھر بھی بچ نکلے ان میں سے ایک کو بیڑ (زنبور)(بمبر) کے جھتے نے کاٹا تھا۔ جسکی وجہ سے وہ چلنے سے عاجز تھا لیکن اسکے باجود عصر کے وقت مرکز پہنچے۔اور مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

حلقہ مانتوئی سرنگ بابا یاسرنگ نکۂ کے قریب پہاڑی پر حملہ

6 اکتوبر 2013 کو فوج پیش قدمی کرکے تیپ سر اور کٹوری سر کے درمیان پہاڑی پر قبضہ کیا۔ جبکہ دوسرے ہی دن مجاہدین (محاذ بدر) نے اس پر تعارض کیا۔اور فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔شدید لڑائی کے بعد مجاہدین اس پہاڑی کو فتح کرگئے۔فتح کے بعد اس مورچے میں ریموٹ بم بھی نصب کیا بعد ازاں 8 فوجیوں کے سر کاٹ کر بمع مال غنیمت وہاں سے واپسی کی جب فوج دوبارہ لاشوں اور زخمیوں کی کمک کے لیے پہنچی تو اس پر بھی ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کیا گیا۔اس تعارض اور ریموٹ حملے میں کل 36 فوجی مارے گئے۔ جس میں ایک آفیسر بھی شامل تھا جبکہ مال غنیمت میں ایک لیپ ٹاپ 13 عدد جیتری (J' 3) بندوق جن میں 3 گم ہوئے۔3 عدد ایم جی ون، 2 عدد کلاشنکوف 2، عدد راکٹ لانچر بمع تین گولی، 2 عدد جرمنی سنائپر، گرنیڈ ایک پٹی، 2 عدد چھوٹا مارٹر جو گوریلہ کاروائیوں میں استعمال ہوتے ہیں، ایک بڑا فوجی پستول۔ اس تعارض میں سعید ولد سیلاب اشنگئی حلقہ سپینکئی رغزائی شہید ہوئے جبکہ 3 طالبان زخمی ہوئے۔ اس کاروائی کی تفصیل جیلانی امیر حلقہ مانتوئی اور عبد الرزاق عرف خلیفہ، صادق امیر حلقہ درہ سے روایت کی گئی۔ خلیفہ کا کہنا تھا کہ مال غنیمت کو 35 لاکھ پاکستانی کرنسی کے بدلے فروخت کی۔ کمانڈ ینگ شیر اعظم آقا کررہے تھے اور جنگی کماندنان جگری اور خاکسار تھے خاکسار 21 اگست 2015 کو بمقام تونده درہ یژ غنڈائی فوج سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرگئے؛ اپریل 2016 میں جگری نے ہتھیار ڈال کر پاکستانی فوج کا ساتھ دیا اور حکومت نواز طالبان امن کمیٹی میں شامل ہوئے۔

میر گنکئی مکین حملہ

اکتوبر 2013 میں اس واقعے کی تفصیلات حافظ فداء محمد کی زبانی یوں ہے۔ کہ مجاہدین مکین نے میر گنکئی سر پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں 2 فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہوئے۔ جبکہ وہاں پر فوج کی طرف سے لگائے گئے تار بم (بموں) سے 3 مجاہدین زخمی ہوئے۔ ہنڈ

گرنیڈ یا دوسرے اس جیسے بموں سے تار بندھے جاتے ہیں جس سے جو بھی حیوان ذرا بھی زور سے ٹچ ہو جائے تو اسکی وجہ سے وہ پھٹ جاتے ہے۔اس کاروائی کی فلم موجود ہے۔

کلکہ کے قریب تعارض

2013موسم سرمہ میں کلکہ سپینکئی رغزائی میں فوجی مورچوں پر کمانڈر ملاحقیار کی قیادت میں تعارض کیا اس تعارض میں دونوں مورچے فتح ہوئے۔ جبکہ فوجی مورچوں سے فرار ہوئے۔ موقع پر کسی فوجی کی لاش نہ ملی اور نہ طالبان کا کوئی جانی نقصان ہوا۔مال غنیمت میں مجاہدین کو ایک عدد آر پی جی اور ایک ایم جی ون اور ایک عدد چار یکی مارٹر (فوج کے ساتھ وہ سب سے چھوٹا مارٹر جو سرچ آپریشنوں میں اپنے ساتھ لے جاتا ہے) وغیرہ سامان شامل تھا۔

مرغی بند کوٹکئی میں طالبان حملے کی زد میں عوام آئے۔

2013موسم سرمہ میں مجاہدین محسود نے علاقہ مرغی بند میں رات عشاء کے وقت کوٹکئی سڑک پر گھات لگائے بیٹھے تھے تاکہ فوج کی گشتی پارٹی کو نشانہ بنائے بد قسمتی سے اس رات عوام کے گاڑی جو فوجی ثوبت سے واپس آرہے تھے۔ مجاہدین کے حملے کے شکار ہوئے۔ جس میں 4افراد زخمی ہوئے اور باقی بچ گئے۔ یاد رہے کہ فوج کی جانب سے علاقے میں رات کے وقت عوام پر اِدھر اُدھر گاڑی میں سفر کرنے پر پابندی عائد تھی، لیکن اس رات فوج نے نوجوانوں کے کھانے کی دعوت کر رکھی تھی۔ جسکی وجہ سے وہ حملے کے شکار ہوئے۔

رزمک میں حملہ 2013موسم سرمہ میں بقول انور شاہ اس واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ ہم نے رزمک شمالی وزیرستان میں ایک حکومتی ٹھیکدار کے ٹرانسپورٹ پر حملہ کیا جس میں ایک عدد ٹریکٹر ایک عدد رولر جبکہ ایک عدد ایکسویٹر (خپارہ) جلادیئے۔ جبکہ ڈانگین میں ہی ایک گاڑی کو ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بنا کر تباہ کیا۔ لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔

نوڑی سر میں سنائپر کاروائی

نومبر 2013 میں حکیم اللہ محسود کی شہادت سے ایک روز قبل تین مجاہدین نے جا کر نوڑی سر کیمپ کے ایک فوجی کو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کیا یاد رہے کہ کاروائی 2 ازبک اور ایک محسود مجاہد فانی نے انجام دی واقعے کی تفصیل فانی کی زبانی تحریر کی گئی۔

گیگا خیل کندہ بدر کمین

نومبر یا دسمبر 2013 میں مجاہدین محاذ بدر نے گیگا خیل کندہ علاقہ بدر میں سڑک کے کنارے گھات لگا کر فوجی قافلے میں شریک آخری گاڑی پر حملہ کیا جس میں ایم جی ون تھامے فوجی کو ہلاک کیا اور مجاہدین جائے وقوعہ سے بحفاظت نکلے جسکی وڈیوں فلم اسمعیل شہید نے بنائی تھی جبکہ کمانڈ ینگ کے دوران کمانڈر شیر اعظم آقا عرف فاتح فوج کے لگائے گئے پرسنل بارودی سرنگ پر کھڑے تھے لیکن اللہ تعالی کے فضل سے وہ مس ہوا اور کمانڈر فاتح بال بال بچے۔

لدھا تنگئی شیر خان میلہ قابض فوج اور طالبان حملہ

دسمبر 2013 میں خادم اور ترابی کے مطابق لدھا تنگئی میں سابقہ فرنگئی دور کا بم ازبک مجاہدین نے بڑے بڑے لکڑیوں کے ذریعے اٹھا کر بڑی مشکل سے شیر خان میلہ کے چاردیواری کیساتھ نصب کیا اور اس میں ریموٹ کنٹرول سسٹم بھی نصب کیا۔ بعد ازاں ہم نے مجاہدین لدھا کو واقعے سے مطلع کیا اور تعارض کا پروگرام بنایا۔ جب مجاہدین لدھا اور ازبک مجاہدین شیر خان محسود کے گھر کے قریب ہوئے تو پہلے پہل ریموٹ سے بم کو بلاسٹ کیا۔ جسکی وجہ سے گھر کا دیوار گر گیا مجاہدین اتنے قریب بیٹھے تھے کہ وہ ملبہ ان تک پہنچا لیکن محفوظ رہے جب گھر کے دیوار کے قریب پہنچے تو اندر کی طرف دوسرا دیوار دیکھا جسکی وجہ سے گھر میں داخل ہونا مشکل ہوا اس وجہ سے واپسی کی اور تعارض ناکام ہوا اس بم دھماکہ میں فوج کے جانی نقصان کا اندازہ نہ ہوسکا۔ اسکی وڈیوں فلم موجود ہے۔ ضرب مومن پر دیکھا جاسکتا ہے۔

درگئی میں بم دھماکہ

دسمبر 2012 میں جب وانہ میں ملانزیر پر بم دھماکہ ہوا جس میں وہ بال بال بچ گئے رد عمل میں احمد زائی وزیر قبیلے کے حکومت نواز طالبان اور قومی لشکر نے محسود طالبان پر الزام لگایا اسکے رد عمل میں تمام محسود مہاجرین جو وانہ کے علاقے میں رہائش پذیر تھے انہیں علاقے سے بے دخل کیا یوں محسود قوم اور وزیر قوم میں جنگ چھیڑ گئی تو اس دوران محسود طالبان نے خڑپل ملیشیاء کیمپ اہلکاروں سے معاہدہ کیا کہ نہ طالبان اس کیمپ پر حملہ کرینگے اور نہ ملیشیاء والے طالبان کے لیے رکاوٹ بنیں گے چنانچہ سنزلہ لوڑگئی سے محسود طالبان نے وانہ پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا اسکے رد عمل میں خڑپل ملیشیاء والوں نے بدعہدی کرکے محسود طالبان پر مارٹر گولہ باری کی جسمیں چند مجاہدین زخمی ہوئے جن میں محمد اقبال عباس خیل زاند وشدید زخمی ہوا۔ لہذا محسود مجاہدین کے اس وقت کے جنوبی محاذ کے امیر کمانڈر حمزہ نے ملیشیاء فورسز سے انتقام لینے کیلئے مدیجان درگئی میں بجلی کھمبے بارودی دھماکوں سے ناکارہ کئے جب احمد زائی وزیر قبیلے کے لوگ اور ایف سی والے مرمت کیلئے آئے تو وہاں پر نصب شدہ ریموٹ بم سے ملیشیاء اہلکاروں کو نشانہ بنایا۔ جس میں 4 ملیشیاء اہلکار ہلاک ہوئے۔ تفصیل حمزہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

نمار جان میلہ کے قریب فوج پر حملہ

سلطونی سے فوج سامان لے جارہا تھا جس پر نمار جان میلہ کے قریب مجاہدین حلقہ لدھا نے گھات لگا کر حملہ کیا۔ جسمیں 3 فوجی مارے گئے اسی روز آس پاس کے فوجی مورچوں پر بھی ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا تاکہ گھات لگائے مجاہدین دل جمعی سے کاروائی مکمل کرے۔ تفصیل نسیم اور ترابی کی زبانی تحریر کی گئی

آپریشن راہ نجات 2014 میں داخل ہوئی

آپریشن راہ نجات 19 مئی 2009 سے فریقین کے نقصانات اور تمام ہموم غموم کو لیکر 2014 میں داخل ہوئی اب 2014 میں ہونے والے واقعات وحادثات کی تفصیل اور ساتھ ہی آپریشن ضرب عضب جو 15 جون 2014 کو شروع ہوئی سرگذشت لکھی جاتی ہے۔

عبدالمجید ولد گل زمان کی شہادت

جنوری 2014 میں کمانڈر عابد اللہ عرف انصار تنگئی اپنے دوسرے مجاہدین ساتھیوں کے ہمراہ علاقہ اوسپاس میں فوج کے خلاف کاروائی کے لیے بروندٹو اوسپاس سڑک میں بمقام زیارت تکہ ریموٹ بم نصب کررہے تھے کہ اچانک اس دوران فوج کی جانب سے مارٹر اور توپ بمبار شروع ہوا جسمیں سے ایک گولہ عین انکے قریب گر کر پھٹا جسمیں چاروں مجاہدین انصار (شہید) نظام، عاجز، اور عبدالمجید عرف مجید زخمی ہوئے جن میں سے عبدالمجید زخموں کی تاب نہ لاکر رتبہ شہادت پر فائز ہوا۔ جبکہ باقی تین میں سے انصار اور عاجز بھی شدید زخمی تھے بس اکیلے ہی نظام نے ان سب کو سنبھالا اور بہت دور اکیلے ہی ایک ایک کو اٹھا اٹھا کر سڑک سے دور لے جایا گیا بعد ازں مجاہدین کو اطلاع دی اور سخت سردی میں مجاہدین اور مقامی آبادی والوں نے انہیں مرکز پہنچایا

درے ڈگئی کیمپ پر ازبک مجاہدین کا شبخون

جنوری 2014 میں مجاہدین حرکت اسلامی ازبکستان کے دو گروپوں نے درے ڈگئی فوجی کیمپ میں کھڑے ٹینک کو تباہ کرنے کا عزم کیا چنانچہ ایک گروپ ریموٹ بم سے ٹینک کو تباہ کرنے کے لیے ریکی کے ارادے سے کیمپ میں داخل ہوا، ازبک مجاہد کا کہنا تھا کہ میں کیمپ میں داخل ہوا اور ٹینک کے نیچے لیٹ کر 5 منٹ تک ریکی کرکے انتظار کیا اس دوران ایک فوجی ٹینک میں سوار ہوا پھر اتر کر اپنے بیرک یا مورچے میں گیا ۔ بعد ازاں میں وہاں سے اٹھ کر نکل گیا تاکہ کاروائی کے لیے ترتیب بناو ۔ چنانچہ ان ہی دنوں ازبک مجاہدین کا دوسرا گروہ جو دو افراد پر مشتمل تھا انہوں نے مجاہدین لدھا سے آرپی جی عاریتاً لیا اور اس ٹینک کو تباہ کرنے کے عزم سے چل پڑے ان دونوں مجاہدین کا کہنا تھا کہ جب ہم کیمپ کے قریب ہوئے تو ٹینک کو نشانہ بنانا مشکل ہوا چنانچہ ہم کیمپ میں داخل ہوئے تاکہ اندر ہی کاروائی کرے ۔ اسی دوران برف باری بھی ہورہی تھی ہم کچرے کے ڈھیر کے پاس خفیہ بیٹھ گئے اس اثناء میں ایک فوجی آفیسر کمرے سے باہر نکلا سٹلائٹ پر کسی سے انگریزی زبان میں باتیں کرتا ہوا ہمارے قریب پہنچا ازبک مجاہدین کا کہنا تھا کہ میں نے بڑے آرام سے کلاشنکوف کا لاک کھولا جب اس پر فائر کرنا چاہا فائر نہ

ہو رہا تھا کیونکہ لاکھ پوار نہ کھولا تھا اس دوران اس آفیسر نے ہمیں دیکھا چنانچہ ہم دونوں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے اس اثناء میں انکے ساتھ گارڈ والوں نے ہم پر فائر شروع کیا جس سے ہم دونوں زخمی ہوئے۔ دوسرے میرے ازبک مجاہد ساتھی نے فائرنگ کر کے آفیسر کے گارڈ والے دونوں سپاہوں کو ہلاک کیا چنانچہ ہم دونوں بہادروں کی ہاتھاپائی شروع تھی کہ میرے ساتھی نے آفیسر کو بھی گولی مار کر ہلاک کیا چنانچہ دوسرے فوجیوں کے پہنچنے سے پہلے ہم دونوں کیمپ سے زخمی حالت میں فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ اس دوران کیمپ کے اندر فوجی ایک دوسرے پر خوف کے مارے فائرنگ کرتے رہے معلوم نہ ہو سکا کہ اس سے انکا کتنا نقصان ہوا ہو گا۔ واقعے کی تفصیل خادم،، ترابی،، حافظ،، نسیم وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

مدیجان سر دی چودے میں دھماکہ

فروری یا مارچ 2014 میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے دین پانور عرف یسین کی زیر قیادت مدیجان سر دی چودے میں ملیشاء فورسز کی ریکی مورچہ میں ریموٹ بم نصب کیا جس سے 2 ملیشاء اہلکاروں کو نشانہ بنا کر ہلاک کر دینے میں کامیاب ہوئے واقعے کی تفصیل ملنگ کی زبانی لکھی گئی ہے اور اس بارے میں خود بندہ مفتی عاصم کو بھی تفصیلات معلوم تھیں۔

ڈبرہ میں لویز فورس پر حملہ

مارچ 2014 میں مجاہدین چگملائی ڈبرہ بازار گئے تھے وہاں سے واپسی میں ڈبرہ گاؤں میں لویز فورس کے جوانوں سے آمنا سامنا ہوا مجاہدین نے پہل کر کے لویز اہلکاروں پر فائرنگ کی جسکے نتیجے میں ایک لویز اہلکار ہلاک ہوا جبکہ ایک زخمی ہوا حکومت نے بھی میڈیاء پر اسکی تصدیق کی واقعے کی تفصیل سفیر اللہ عرف عثمانی اور جہانگیر عرف جانگے کی زبانی تحریر کی گئی۔

خواجہ خدر غر حلقہ شکتوئی میں بم دھماکہ

اپریل 2014 کے اخری ایام میں فوج نے علاقہ شکتوئی خواجہ خدر غر (پہاڑی) پر قبضہ کیا اس دوران وہاں چند ماہ قبل جنت اللہ شہید کے ہاتھوں لگایا ہوا پرسنل بم اور بارودی مواد دھماکے سے پھٹی، جس میں حکومتی میڈیاء رپورٹ کے مطابق ایک میجر اور چند سپاہی مارے گئے تفصیل کمانڈر حقیار کی زبانی تحریر کی گئی۔

پاکستانی فوج کا محسود قبیلہ سے سلوک

از قلم مفتی عاصم۔ 16 نومبر 2012 کو بندہ بامر مولوی ولی الرحمن صاحب میر انشاہ گیا 17 مہینے تک میر انشاہ میں مختلف جہادی خدمات انجام دیتا رہا۔ جن میں 8 رکنی کیمسون میں 4 سے 6 ماہ تک حکیم اللہ اور حلقہ محسود کے درمیان اختلاف دور کرنے میں لگے جبکہ بعد ازاں کراچی کی مسئولیت ذمے لگی بالاخر 3 مئی 2014 کو بامر خالد امیر صاحب جنوبی وزیرستان کے جنوبی محاذ پر تقرری ہوئی۔ 5 مئی 2014 کو میں اپنے مرکز گور گورے پہنچا چند ہی دن بعد جب علاقے میں میرے آنے کی خبر پھیلی تو 15 مئی 2014 سے فوج کے چھاپوں کا سلسلہ شروع ہوا کیونکہ علاقہ گور گورے پہاڑوں اور ندیوں پر مشتمل علاقہ ہے جسکی وجہ سے دشمن کے قریب آنے کا پتہ نہیں چلتا جب تک اسکو دیکھ نہ لیں چنانچہ یوں یہی معاملہ ہمارے ساتھ ہوا کہ ایک دن ظہر کی نماز پڑھ لی بعد ازاں کسی کام پر ہم مرکز سے نکلے کہ اچانک 500 میٹر کے فاصلے پر فائرنگ کی آواز سنی گئی۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ بھائی تمام ساتھی مرکز میں ہے یہ فائر فوج کی لگ رہی ہے مولوی حقانی (شہید) نے کہا کہ یہ کنڈے میلہ فوج کی فائرنگ کی آواز ہے چنانچہ اسی اثناء میں دوبارہ فائرنگ ہوئی میں نے ساتھیوں سے کہا کہ یہ فائرنگ ظفر خیل گاؤں میں

ہوا چنانچہ ساتھیوں کو الرٹ کر دیا گیا کہ وہ جا کر معلومات حاصل کرے چنانچہ ہم اپنے کام پر چل کر جب مولوی داود صاحب کے مدرسے پہنچے اس وقت بہت تیز فائرنگ شروع ہوئی ریکی کرنے والے ساتھیوں نے بتایا کہ فائرنگ ہم پر ہوا فوج ظفر خیل گاؤں آیا ہے چنانچہ ہم نے ساتھیوں کو پوزیشن سنبھالنے کا کہا اور ہم بھاگے بھاگے مرکز پہنچے مرکز سے قیمتی سامان نکالا اور بعض ساتھیوں کو جنگ کے لیے آگے بھیجا یوں گور گورے کے بڑے الگڈ (وادی) کے مغرب کی طرف ظفر خیل گاؤں میں فوج نے پوزیشن سنبھالی تھی اور مشرقی کی جانب مامیت خیل گاؤں میں ہم نے پوزیشن سنبھالی تھی اور 6 سے 8 سو میٹر کے فاصلے سے ایک دوسرے پر فائرنگ کرتے رہے یہاں تک عصر کے وقت 3 ہیلی کاپٹر آئے اور مامیت خیل گاؤں جس میں ہم مورچہ زن تھے کچھ شیلنگ کرلی اسی اثناء میں فوج نے ظفر خیل گاؤں سے انخلاء شروع کیا اور مغرب کی طرف پہاڑوں پر چھڑی اور اسی طرف واپسی کرتی ہوئی چلی گئی۔ اسکے چند ہی دن بعد جون 2014 میں دوبارہ تنگہ، زاندو ،خالکئی کی طرف سے فوج نے پیش قدمی کی اور پورے عباس خیل رغزائی گور گورے کے گاؤں کو جلاڈالا جن گھروں میں عورتیں اور بچے موجود تھیں ان میں سے بھی دو گھروں کو آگ لگادی ایک شاہ زار خان عرف شاہ زاری کے گھر کو آگ لگادی جسکو اسکی بوڑھی بیوی کے آہ بکاء کی وجہ سے چند پشتون فوجیوں نے بجھادیا(۲) جبکہ شہزاد خان عرف کاکن جو ایک بوڑھا معذور لاعلاج چارپائی پر لیٹا ہوا تھا اس نے بتایا کہ فوجی آئے اور میرے گھر کو آگ لگادی یہاں تک کہ جس کمرے میں، میں بیمار پڑا تھا اسکو بھی آگ لگادی اور مجھے کہا کہ اٹھو بابا، باہر نکلوں میں نے ان سے کہا کہ اٹھنے کا قابل نہیں ہوا دھر کمرے میں آگ تیز ہوئی اور تپش سے منہ اِدھر اُدھر موڑتا رہتا تھا بالاخر ان ظالم فوجیوں نے میرے چارپائی کو کمرے سے نکالی اور باہر صحن میں بے یارو مددگار چھوڑا اور میں اپنے انکھوں سے اپنے مکان کو جلتا دیکھ رہا تھا لیکن میں بے بس یوں ہی چارپائی پر پڑا رہا بجھانے کی طاقت نہ تھی یوں ہی پورا گاؤں خاکستر ہوا اور فوج نے تقریباً 11 بجے تک آگ لگا لگا کر بڑے ہی غرور سے واپسی شروع کی گویا کشمیر فتح کی اس لیے ہم نے (مفتی عاصم اور سلمان) نے انکا پیچھا کر کے چل پڑے راستے میں گھات لگائے فوج سے مقابلہ ہوا جو تقریباً کئی گھنٹے جاری رہا بالاخر ہمیں مامیت خیل کرے خینے گاؤں میں فوج نے محاصرہ کیا چاروں طرف فوج ہی فوج آگئی جس طرف ہم نکلنے کا ارادہ کرتے تو ہم پر فائر شروع ہوتا تھا جون کا مہینہ تھا سخت پیاس لگی لیکن ویران اور کھنڈر گاوں میں پانی کہاں تھا پیاس بجھانے کے لیے ہم نے توت کھانا شروع کیا جسکی وجہ سے اور بھی پیاس لگی بالاخر ہم نے فیصلہ کیا کہ جو طرف فوج کو واضح نظر آرہا ہے اس راستے سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ فوج کو اطمینان ہے کہ اس واضح راستے سے دشمن نہیں نکلے گا کیونکہ وہ چوری چپے راستے کی نگرانی کررہے تھے اور اسی اثناء میں فوج ہمارے ارد گرد دائرہ تنگ کر رہا تھا لہٰذا ہم دونوں نے توکل علی اللہ کرتے ہوئے اسی راستے سے گاؤں سے بھاگ نکلے اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ فوج کی نظروں سے غائب رہے اور محاصرے سے ہم باہر نکلے اور نیچے وادی میں اترے اس وقت ہماری طرف فائرنگ ہوا لیکن وہ بھی صرف ہماری سمت تھا وہاں پانی پیا اور ذرہ دیر آرام کر کے بیٹھے لیکن چونکہ اس طرف بھی فوج تھی اسلیے زیادہ دیر لگائے بغیر ہم سیدھا وادی سے چیتہ ٹاپ کی رخ چلے جب ہم بلکل فوج کے محاصرے سے نکلے اور پھر آرام کیلئے بیٹھ گئے تو ہمارے سر کے اوپر لاکا سر پہاڑی پر فوج کو دیکھا جسکی وجہ سے ہم اٹھ گئے، اور جلدی سے موڑ کراس کرنے کے لیے دوڑے اسی اثناء میں ہم پر وہاں سے فائر ہوا اس وادی کے ہر موڑ میں ہم پر فائر ہوتی رہی اور ہم ہر موڑ کو تیزی سے کراس کرتے رہے۔ بالاخر ہم صحیح سلامت اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوج کے محاصرے اور عین وسط سے اور گولیوں کی بچھاڑ میں نکلیں جبکہ فوج نے غصہ مامیت خیل گاؤں پر نکالا اور اسکو جلا کر راکھ میں تبدیل کیا۔ یوں ہر دوسرے تیسرے ہفتے خالکئی گاؤں تک فوج کا آنا جانا معمول کا حصہ بنا رہا۔ اور بالاخر اکتوبر 2014 میں فوج نے گور گورے اور اوسپاس چپاڑہ پہاڑی پر قبضہ کیا جسکی وجہ باشندگانِ گور گورے اور طالبان ہجرت پر مجبور ہوئے۔ طالبان نے کنڈے غر کو مراکز منتقل کئے۔

اور فوج نے بالجبر علاقے کو تین دن میں خالی کرنے کا اعلان کیا اور گور گورے سے عوام نے جو صرف کئی گھرانے مال مواشی پالنے والے 2009 سے وہاں پر رہ رہے تھے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ **نیچے کی کارگذاری بشر کی زبانی۔** جبکہ گاؤں دالکئی، دیڑ جاٹرائے، اور ایڑے کا چکائے گاؤں والے جو تقریباً 15 سے 20 گھرانے تھیں وہ وہاں پر اپنے گھروں میں ٹھہرے رہے ہجرت نہ کی اس لالچ میں کہ فوج نے ہمیں علاقے سے نکلنے کا حکم نہیں دیا ہے لہٰذا ہمیں فوج سے زحمت نہ ہوگی۔ چند ہی دن وانا جانے کا پیدل راستہ فوج نے بند کیا کیونکہ یہ عوام براستہ گور گورے ورغاڑو تنگئی سے ہوتے ہوئے شناپے واہ کو کراس کرکے کڑے رعزائی ٹوسنزلہ خڑپل وانا سے تمام ضروریات زندگی اس پر خطر 14 گھنٹے کی لمبے راستے سے پیدل اور گدھوں سے سامان لاد کر گھر لاتے تھے اکتوبر 2009 سے یہ سلسلہ اکتوبر 2014 تک چلتا رہا ان تمام مشکلات کے باجود یہ لوگ اپنے علاقوں میں خوش تھے کسی بھی قیمت سے نکلنے کے لیے تیار نہ تھے لیکن ظالم فوج نے ان 15 سے 20 گھرانے کے بوڑھے بچے جوان اور خواتین کو 2 ماہ تک نظر بند رکھا جب ان لوگوں کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہوا تو انہوں نے ناناہیرہ سرپر قابض فوج کے ہاں سفید جھنڈے اٹھا کر پہنچے اور اپنی آہ و فریاد انہیں پہنچائی لیکن اس نے کاروان منزہ جانے کا کہا لہٰذا یہ عوام دوسرے دن کاروان منزہ فوج کے پاس گئے لیکن انہیں قریب آنے نہ دیا اور کل کو آنے کا کہا یہ بیچارے ناامید گھروں کو لوٹے جبکہ گھروں میں خواتین اور بچے راشن لانے کا انتظار کر رہے تھے دوبارہ جب کل کو کاروان منزہ گئے تو وہاں پر ایک میجر نے ان سے ملاقات کی اور ان کو چائے اور پکوڑے کھلائے اور کچھ راشن بھی دیا اور ساتھ دھمکی بھی دی کہ آئندہ ادھر نہ آنا ورنہ اپکے خلاف سخت کاروائی کی جائیگی 15 سے 20 روز تک اس راشن پر گذارہ کرتے رہے گویا ان لوگوں نے صحابہؓ کی سنت زندہ کی اسی اثناء میں گور گورے فوج کی طرف سے انہین اطلاع ملی کہ کل تک مکمل تیاری کیساتھ گور گورے شاورنگ ہسپتال پہنچنا ہے کیونکہ ہم نے پورے علاقے کو خالی کرنا ہے۔ ان لوگوں نے آدھے سامان کو وہاں پہنچایا مال مویشی اور بال بچے دوسرے دن وہاں پہنچائے وہاں پر فوج کی طرف سے جواب ملا۔ کہ چونکہ آپ کل کو نہیں آئے اسلیے سامان یہاں چھوڑ دینا یہ ہم گاڑی کے ذریعے کنڈیوم خیسورہ پہنچا دینگے اور تمام مال مویشی لیکر کنڈیوم حاضری دیدینا وہاں پر گاڑیاں انتظار میں کھڑی ہے یہاں سے بوڑھوں اور مریضوں کو گدھوں پر سوار کرکے یہ لوگ چل پڑے معلوم نہیں کہ وہ کتنے مشکلات کو سہ کر کنڈیوم پہنچے ہونگے۔ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ کنڈیوم پہنچنے پر ہمیں بمع مال مویشی گاڑیوں میں ڈال کر وانا پہنچایا اور وانا کیمپ کے ایک میدان میں ہمیں اتارا دو دن کھلے آسمان تلے ہمیں وہاں رکھا گیا اور بعد ازاں ہمیں کیمپ سے جانے کی اجازت دی جبکہ چار مردوں کو گرفتار کرکے لے گئے جبکہ انکے بچے اور بیویوں کو بے سہارا چھوڑ کر دوسرے رشتہ داروں نے سنبھالا۔ ان میں سے یونس ولد ترکی خان دیڑ، حضرت علی دانی خیل، اور حضرت علی کا بتیجا چند دن بعد رہا کرا لیے گئے جبکہ محمد رحمن ولد ترکی خان دسمبر 2014 سے آج 201623 جون تک لاپتہ ہے۔ جبکہ محمد رحمن مزدوری کرکے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا نہ وہ مجاہد تھا اور نہ مجاہدین کا ہمنواء البتہ علاقے کے دوسرے باشندوں کی طرح انکا تعلق طالبان سے تھا جاٹرائے کے طالبان اور عوام ایک دوسرے کے جانے پہنچانے تھے جسکی وجہ سے کبھی کبھار عوام نے طالبان کی خدمت کی ہوگی اسطرح خدمت تو ان لوگوں نے فوج کی بھی کی ہے لیکن طالبان نے کبھی بھی دشمن کی اتنی معمول خدمت پر کسی کو نشانہ نہیں بنایا ہے البتہ مستقل تعلق رکھنے والوں کو متنبہ کیا ہے اور نہ ماننے کی صورت میں نشانہ بنائے گئے اتنی ستم ظریفی کے باوجود عوام کیونکہ کر فوج کا ساتھ دے گی البتہ انتقام لینے کے ضرور متلاشی ہونگے۔ بعد ازاں جب علاقہ عوام سے خالی ہوا تو مجاہدین نے فوج پر ایسے حملے کئے جسکی وجہ سے 2015 کا سال بنسبت پچھلے سالوں کے فوج کے لیے مہلک ثابت ہوا۔ کیونکہ پہلے مجاہدینن کو حکم تھا کہ عوامی مقامات کے قریب فوج پر حملے نہیں کرنا ہے، کیونکہ ظالم فوج پھر عوام کو نشانہ بناتی ہے لیکن یہ پالیسی پہلے سے موجود عوام کے بارے میں تھی۔ دوبارہ حکومت کے سر

پرستی میں آنے والے عوام کے بارے میں نہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب تک علاقہ محسود جنگ کا تنور ہے اور بار بار طالبان کے منع کرنے کے باجود وہ اس گرم میدان میں حکومت کے کہنے پر کھود آئے ہیں، تو اب اسکا خیال رکھنا شرعاً مجاہدین اپنے اوپر لازم نہیں سمجھتے ہے۔

آپریشن ضرب عضب

کئی سالوں سے امریکی حکومت کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ شمالی وزیرستان میں آپریشن کیا جائے لیکن بالاخر جب امریکی فنڈ بند ہونے شروع ہوئے اور امریکہ میں یہ بحثیں شروع ہوئیں کہ پاکستان نے ڈومور پالیسی ہمارے ساتھ شروع کی ہے تو پاکستانی افواج موقعے کی تلاش میں تھی کہ کوئی جواز بناکر کوئی بہانہ ملے چنانچہ 8 جون 2014 کو جب جناح انٹر نیشنیل آئرپوٹ پر حملہ ہوا جس میں 28 افراد ہلاک ہوئے اور 18 زخمی ہوئے تو اچانک اس کے رد عمل میں 15 جون 2014 کو شمالی وزیرستان میں طالبان کے خلاف آپریشن ضرب عضب اعلان ہوا۔ اور یوں یہ سلسلہ پورے پاکستاں کی سطح پر شروع ہوا۔ بار بار وزیر اعظم نواز شریف اور جرنل راحیل شریف یہ اعلان کرتے رہے کہ اخری دہشت گرد کے خاتمے تک آپریشن ضرب عضب جاری رہے گا۔ لیکن آپریشن ضرب عضب ختم ہوا دہشت گرد ختم نہ ہوئے۔ تفصیل آگے 2017 کے تفصیلات میں آرہی ہے۔ مقامی طالبان کی پہلی ہجرت اور بعض مشہور کمانڈروں کا حکومت سے جاملنا اور سرنڈر ہونا جس میں کمانڈر لوا گین خوشحالی اور کمانڈر بلبل خوشحالی اور کمانڈر رحیم نور مامیت خیل قابل ذکر ہیں۔ جبکہ کچھ مجاہدین معاہدے کی لالچ کے شکار ہوئے جس کی وجہ سے طالبان کی قوت منقسم ہوئی۔ لہذا مہاجرین طالبان نے بھی گوریلہ جنگ کا فیصلہ کیا بلکہ اگر یوں کہاجائے تو بے جانہ ہوگا کہ مہاجرین نے جنگ کی بجائے دور دور علاقے کارخ کیا کیونکہ مقامی طالبان کی ناقص کارکردگی اور پاکستان اور افغان حکومتوں کی مشترکہ کاروائیوں سے اپنی قوت بچانے کی وجہ سے افغانستان کے فتح شدہ علاقوں میں منتشر ہوئے۔ جبکہ محسود مجاہدین نے اپنے امیر کے ہمراہ ہی شمالی وزیرستان کے علاقہ لٹکہ لواڑہ شوال وغیرہ جگہوں میں ڈھیرے ڈال دیئے اور گوریلہ جنگ کا آغاز کیا جبکہ اسی اثناء میں امیر حلقہ محسود خالد امیر صاحب کو یہ خبر پہنچی اکمالات نہ ہونے کی وجہ سے شمالی وزیر کے طالبان انگشت بدندان ہے تو انہوں نے تمام مجاہدین کو اعلان کیا کہ کوئی بھی مجاہد اکمالات نہ ہونے کی وجہ سے اِدھر اُدھر نہ جائے جتنا ہم سے ہوسکے اکمالات ہم کریں گے تمام مجاہدین جسد واحد کی طرح ہے جو کچھ ہم محسود مجاہدین کے لیے مہیا کریں گے وہی دوسرے مجاہدین کو بھی مہیا کرکے دیں گے حالانکہ اس زمانے میں محسود مجاہدین خود بھی قرضوں تلے دبے تھے لیکن پھر بھی ہمت نہ ہاری۔ جون یا جولائی 2014 سے مارچ 2016 تک اکثر مجاہدین کے اکمالات کرتے رہے۔ جسکی وجہ سے مجاہدین کی قوت اب تک علاقے میں کثیر تعداد میں موجود ہے اسی عرصے میں ساتھ ساتھ پاکستانی فوج پر بدستور حملے بھی جاری رکھے گئے ۔28 فروری 2016 کو شوال اور لواڑہ میں زمینی اور فضائی کاروائی شروع کی اور ساتھ ہی اعلان کیا کہ ہم نے پاکستانی سرزمین سے دہشت گردوں کو بے دخل کیاہے۔ اس کا جواب الشہاب میڈیانے ان الفاظ میں دیا۔

اللہ کے نام پر مرنا یا ملک بدر ہونا عیب نہیں افتخار ہے

ایک مسلّم قاعدہ ہے کہ حقائق الا شیا ء ثابتۃ ،، چیزوں کے حقائق ثابت شدہ ہیں۔ مثلاً آسمان اُوپر اور زمین نیچے ہے۔ اب یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتاہے، نہ کافر نہ مسلمان نہ دھریہ وغیرہ۔ اسی طرح جینے کو مرنے کا لازم ہونا بھی ایک اٹل حقیقت ہے، لہذا موت محض نہ توکوئی عیب ہے اور نہ ہی کوئی فکر کی چیز اس باب میں اصل یہ ہے کہ مرنا ہو تو کیسا ہو، جینا ہو تو کیسا ہو کون سا مرنا عیب اور کون سی موت افتخار ہے۔ اس بات میں بھی کوئی خفا نہیں ہے کہ مقاصد زندگی کے حصول کی خاطر جینا اور مرنا عین کامیابی ہے۔ اور مقاصد زندگی کے حصول کے بغیر جینا اور مرنا دونوں بے کار ہیں، اب ربّ کائنات نے جینے کا مقصد اور ہدف اللہ کو راضی کر

نے والے اعمال بیان فرمائے ہیں، اب اس تناظر میں ہم اپنے اور دشمن کے جینے اور مرنے کا تجزیہ کر سکتے ہیں کہ کون اپنے جینے اور مرنے کے اعتبار سے قابل ملامت اور قابل عیب ہے تو اس تناظر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے مقصد حیات میں مکمل طور پر کامیاب ہیں کیونکہ ہمارا جینا اور مرنا عین اس عظیم مقصد کی خاطر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم قرار دیا ہے یہاں تک کہ ہماری موت کو اللہ تعالیٰ نے حیات سے تعبیر کیا ہے کہ ان سربازوں کو مردہ مت کہوں ان حضرات کو ہماری طرف سے رزق دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہمارے دشمن اور ان کے اتحادیوں کا جینا اور مرنا ہے، اور اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ ان کے جینے اور مرنے کا مقصد اس فانی دنیا کی عیش وعشرت کا حصول ہے، اب ایک فانی چیز کے حصول کو مقصد حیات اور اپنا ہدف قرار دینا یقیناً قابل ملامت اور قابل عیب ہے۔

اس تمہید کی روشنی میں ہم مزید آگے بڑھتے ہوئے کہتے ہیں کہ افغانستان پر امریکی یلغار کے بعد دنیا بھر اور خاص کر پاکستان کے علماء نے بالاتفاق جہاد کا نعرہ بلند کیا، اور اس مکار دشمن کے خلاف لڑنے کو جہاد اور جینے و مرنے کا بہترین ہدف اور مقصد قرار دیدیا۔ اور اس وقت اس مقدس فتوے پر پاکستانی حکمرانوں اور جرنیلوں نے رضا کا اظہار کیا، اور علماء کے اس فتوے کی روشنی میں اپنا مقدس فرض ادا کرنے والے مجاہدین قرار دئے گئے۔ جینے والے غازی اور مرنے والے شہداء کہلائے گئے، مگر جیسے ہی سرخ ہاتھی زخموں کی تاب نہ لاکر بڑبڑانے لگا اور پاکستانی حکمرانوں اور جرنیلوں کو اس بدمست ہاتھی کے پاؤں تلے روندنے کا خوف دامن گیر ہوا، فوراً ان کا شرعی اجتہاد بیدار ہوا۔ قرآن وحدیث میں گہرائی کیساتھ غور وتدبر کرتے کرتے اس جدید تحقیق پر پہنچ گئے کہ افغانستان پر حملہ آور دشمن کی حقیقت پہلے ہم صحیح طرح نہیں سمجھ سکے تھے، یہ تو دشمن نہیں بلکہ انسان دوست ہے یہ جو نظام لیکر آئے ہیں یقیناً یہی فلاحِ دارین کا ضامن ہے۔ اس جدید تحقیق وتدقیق تدبر و تفکر فی الدین کے بعد پاکستانی اسٹبلشمنٹ اور حکمران اس حقیقت اور فیصلے پر پہنچ گئے کہ امریکہ کی دوستی میں جینا اور مرنا ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے فرنٹ لائن اتحادی بن کر مسلمانوں کے خلاف لڑنا ہی ہمارا اصل ہدف ہے۔ لہٰذا روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہے کہ پاکستان کی ساری سیاسی اور عسکری صلاحیت امریکہ کی معاونت اور امریکہ کے خلاف برسرپیکار مجاہدین اور امریکہ کے مذموم عزائم اور مقاصد کے لئے ممکن خطرہ قبائلی عوام کے خلاف استعمال ہوئی، اور ساتھ ساتھ سارے اصطلاحات بھی بدل گئے۔ مجاہدین پہلے پاسبانِ اسلام تھے اب دہشت گرد اور دشمنان ملت بن گئے۔ قبائل پہلے محب وطن تھے اب دہشت گردی کے اڈے بن گئے، بحر حال سیکولر اور نام نہاد مسلمان لیڈروں کی یہ کلابازیاں تو اتنی بڑی بات نہیں ہے، یہ تو حالات کے پتلے ہوتے ہیں۔ حیرت تو طاہر اشرفی جیسے علماء ربانیّون پر ہے کہ وہ کیسے ان سیکولر لوگوں کے فتوں میں بہہ گئے۔ کل تک حرام اور حلال کا معیار قرآن وحدیث تھا آج جرنیلوں کی لاٹھیوں نے کیسے شراب خالص کو آب زمزم میں تبدیل کر دیا۔ کل تک امریکہ کے خلاف لڑنا اللہ کے نام پر مرمٹنا اور شہادت تھی، آج جرنیلوں کی ناراضگی نے کیسے اس مقدس شہادت کو حرام موت میں تبدیل کر دیا۔ ان علماء ربانیون اور جرنیلوں کے متفقہ فتوے ہی کی بنا پر ہر پاکستانی عوام نے امریکہ کو اسلام اور پاکستان کا دشمن سمجھ کر ان کے خلاف لڑنا شروع کیا تھا۔ اب جرنیلوں نے مغربی آقاؤں کے خوف سے ان مخلص مجاہدین کو پیچھے دامن سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور پاکستان کے خلاف لڑنے پر مجبور کیا اور افغانستان میں موجود اتحادی افواج کو کعبہ کے متوالی ثابت کرکے ان کا دفاع شروع کیا اور ان دشمنان اسلام کے خلاف لڑنے کی بجائے پاکستانی فوج اور عوام کو اُن پر قربان کر دیا، اور ان مفسدین کے دفاع کو مقصد حیات متصور کیا۔ نتیجے میں مجاہدین اسلام کو امریکہ کے خلاف لڑنے کی بجائے پاکستان کے خلاف لڑنے پر مجبور کئے۔ مجاہدین نے لاکھ پاکستانی اسٹبلشمنٹ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ہمارا مشترک دشمن ہے، مگر پاکستانی جرنیلوں نے اپنے کو

امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بنا کر اپنے عوام کے خلاف لڑنے کو ترجیح دی۔ عوام اور علماء حضرات مجبور ہو کر خاموش ہو گئے، کچھ زر خرید مثلاً طاہر القادری، طاہر اشرفی جیسے سرکاری مولوی فوج کے ساتھی بن گئے، مگر مجاہدین حضرات نے جواب دیا۔

(ہم وہ نہیں جو پیار میں رو کر گذار دیں۔ معلوم ہے ہم بھی خوب ہر ایک انتقام سے)

ہمارے لئے اللہ کے دشمنوں میں کوئی تمیز نہیں، بلکہ یہ ایک عام سی بات ہے کہ اگر کوئی تیرے دشمن کو اپنے دامن میں پناہ دے کر دشمن کے بجائے خود تیرے سامنے آتا ہو تیرے دشمن کی طرف سے تجھ پر گولی چلاتا ہو، تو اگر اپنے اصل دشمن کو ایک گولی مارتے ہو، تو اس چاپلوس غلیظ کے سر میں پانچ گولی مارو، تاکہ اس کے ہوش ٹھکانے آجائے۔ بس یہی فارمولا مجاہدین حضرات نے پاکستانی فوج کے خلاف اپنایا ہے۔ ہاں پاکستانی عوام کو بعض مجاہدین کے لباس میں ملبوس نام نہاد مجاہدین کے ہاتھوں کافی نقصان پہنچا جس میں پاکستانی خفیہ اداروں کا ہاتھ تھا، تاکہ عوام کے دلوں میں مجاہدین کے خلاف نفرت پیدا ہو۔ اور ایک حد تک ان کا یہ حربہ کامیاب بھی ہوا، مگر اصل مجاہدین کا یہ کچھ بھی نہ بگاڑ سکے رہ گئی یہ بات کہ مجاہدین ملک بدر ہوئے۔ یا شہر بدر ہوئے، مارے گئے یہ ہوا وہ ہوا، تو یہ ساری باتیں دشمنی اور اسلامی تاریخ سے ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ کیونکہ اللہ کے نام پر مرنا ملک بدر ہونا کوئی عیب نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس راستے کے سوغات میں سے ہیں اور ہمارے ذمہ یہ لازمی نہیں ہے کہ مرنے سے پہلے لازمی طور پر ہم پوری دنیا سے باطل کا صفایا کر کے اسلام کو غالب کریں۔ بلکہ قیامت کو ہم سے یہ مطالبہ ہو گا کہ جب میرا دین مٹ رہا تھا باطل اسلام کو ملیامٹ کر رہے تھے، تو تم لوگوں نے کیا کیا۔ ہم عرض کریں گے کہ جو کچھ آپ نے دیا تھا تیرے نام پر ہم نے اس کا صفایا کر دیا۔

تیرے نام پر ہم نے اپنے ملک، شہر، عزیز و اقارب کو خیر باد کہہ کر آپ کے حضور میں پیش ہوئے، اور اس آرزو میں ہم سے پہلے سینکڑوں صحابہ اپنے ملک، شہر، اولاد کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اگر اللہ کے نام پر مرنا ملک بدر ہونا عیب ہے تو یہ عیب ہم سے پہلے ہمارے آقاء نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جان نثار صحابہ یہ عیب برداشت کر چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک اللہ کے نام پر مرنا، ملک یا شہر بدر ہونا عیب نہیں بلکہ افتخار ہے۔ اور خاص کر اس صورت میں جب کہ دشمن کو ناکو کے چنے چبوائے ہو اور دشمن کے ساتھ اتحاد کا مزہ چکھایا ہو۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم ملک کے اندر ہوں گے پھر بھی دشمن کیلئے دردِ سر رہیں گے، ملک سے باہر ہوں گے پھر بھی ان کیلئے خطرہ جان رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے فرنٹ لائن اتحادیوں کو دجال کی صفوں میں داخل کر کے حضرت عیسیٰ بن مریم کے ہاتھوں قتل کروائیں انشاء اللہ وتعالیٰ۔ بقلم ابو ہشام۔

(آپریشن ضرب عضب کے بعد پاکستانی فوج اور حکومت کا یہ دعویٰ کہ دہشت گردوں کی بھاری تعداد ماری گئی اور بقایا کو ملک نکالنے پر مجبور کر کے ملک بدر کیا ہے۔ فوج اور حکومت کا یہ دعویٰ بے بنیاد بلکہ جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ پاکستان میں ہونے والے دھماکے اس بات کی دلیل ہے کہ طالبان ملک میں موجود ہیں، اگر چہ کچھ کمی دھماکوں میں واقع ہوئی ہیں البتہ عسکری پالیسی اور جنگی حکمت عملی کے پیش نظر اضافی قوت ہو سکتا ہے کہیں محفوظ پناہ گاہ کی طرف منتقل کر چکے ہوں یہ عیب نہیں بلکہ یہ عین دانشمندی ہے۔ عاصم)

نصیب اللہ ولد بادشاہ جان کی شہادت

مئی 2014 میں نصیب اللہ ولد بادشاہ جان ڈیرہ اسمعیل خان گیا تھا سیکورٹی فورسز نے انکے گھر پر چھاپہ مارا آپ نے بھی مقابلہ کیا گھر سے باہر نکلے لیکن زخمی ہوئے چنانچہ فوج نے جب انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی جبکہ اس کاروائی

میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔

منظر خیل لمی روغہ میں ریموٹ بم دھماکہ

جولائی 2014 میں دیگان دتہ خیل سڑک پر محسود طالبان نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا جب فوجی کانوائی وہاں سے گذرنے لگی تو کانوائی میں شریک ایک ٹویٹا گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے نشانہ بنا کر تباہ کیا لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تفصیلات ہاتھ نہ آسکے جبکہ کاروائی کرنے والے مجاہدین بحفاظت وہاں سے مراکز پہنچے۔

ڈوگا شمالی وزیرستان میں بم دھماکہ

جولائی کے اواخر یا اگست میں دیگان ٹولواڑہ سڑک کے کنارے محسود طالبان نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا جبکہ سڑک پر جانے والی فوجی ٹینک کو ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بنا کر تباہ کیا۔ انہی دنوں میں اسی علاقے میں فوج کے پیدل گشت کرنے والی پارٹی پر ریموٹ کنٹرول بم سے دھماکہ کیا گیا۔ جسکے نتیجے میں 3 یا 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

تحصیل بوئیہ پر تعارض

ستمبر 2014 کو تحصیل بوئیہ میں فوجی مورچون پر تعارض کا پروگرام بنایا گیا اسکے لیے مجاہدین کا جو دستہ تشکیل پا گیا اسکے کماندان ذبیح اللہ محسود تھے جبکہ اس میں اکثریت حلقہ محسود کے مجاہدین کی تھی، بشیر افغانی کے ساتھیوں کے بشمول دوسرے گروپوں داوڑ اور وزیر قوم کے مجاہدین نے بھی اس میں شرکت کی۔ رات کے وقت جب فوجی مورچوں پر تعارض شروع ہوا تو پہلے پہل کمانڈر ترابی محسود نے اپنے حصے میں آئے ہوئے مورچوں کو فتح کیا جبکہ دوسرے مورچے فتح نہ ہوسکے کیونکہ جنگ میں مجاہدین کثیر تعداد میں زخمی ہوئے جسکے انتقال کرنے میں مجاہدین مصروف ہوئے اور خالد محسود امیر حلقہ محسود بھی تا آخر مجاہدین کے ساتھ رابطے میں رہے اور مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اس کاروائی میں کئی فوجی مارے گئے جبکہ کمانڈر ترابی نے مال غنیمت بھی حاصل کیا بشیر افغانی کا ایک ساتھی شہید ہوا اور دوسرے کئی مجاہدین زخمی بھی ہوئے بقول شیر دَل عرف عادل اس میں ایک منظر خیل قوم کا مجاہد بھی شہید ہوا۔

زاہد اللہ ولد انور کی شہادت جون 2014 میں جب مجاہدین حلقہ دواتوئی نے توندہ درہ میں مرکز کھولا تو اسی دوران ستمبر 2014 میں زاہد اللہ ولد انور کی اپنی کلاشنکوف فائر سے اپکی شہادت واقع ہوئی جب فائر کی آواز آپکے ساتھیوں نے سنی تو بھاگے بھاگے کمرے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زاہد اللہ خون میں لت پت پڑا ہے اور اسکی روح پرواز کر گئی ہے تفصیل اسد کی زبانی لکھا ہے۔

نور بادشاہ محسود کی شہادت

نور بادشاہ ولد پیر شوال لواڑہ میں لکڑی جمع کر رہا تھا کہ اچانک اسکے قریب توپ گولہ لگا جس کے نتیجے میں وہ شہید ہوئے۔

پاکستانی فوج کا لاڑئے گاؤں پر چھاپہ

اکتوبر 2014 سے کئی ماہ قبل حلقہ جاٹرائے میں کوئی بڑی کاروائی مجاہدین کی طرف سے نہ ہوئی تھی اسکی کئی وجوہات تھیں جو راز ہی میں رکھے جاتے ہیں۔ پھر بھی فوج چھاپے لگواتا رہا لیکن اس سے فوج کو بغیر نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہوا جبکہ اس سے قبل مجاہدین کی طرف سے کاروائیوں کا سلسلہ جاری تھا تو فوج پورے سال میں ایک سے 3 تک چھاپے لگواتا تھا جس میں ہزاروں کی تعداد میں فوج شامل ہوتی تھی۔ لیکن جب 2014 میں مجاہدین نے کاروائیاں بند کیئے تو اب فوج نے چھاپے تیز کئے لیکن اس سے مجاہدین پر کچھ فرق نہ پڑا۔ اسی سلسلہ میں

ایک چھاپہ لالڑئے گاؤں پر فوج نے لگایا جسکا مجاہدین کو پتہ بھی نہ چلا تھا کیونکہ مجاہدین کے مراکز وہاں سے کافی دور تھیں نومبر 2014 میں چند مجاہدین کسی کام پر لالڑئے گئے تھے وہاں پر اسلامی مدرسے کے قریب پہاڑی پر ایک کلاشنکوف اور ایک دوسرے کلاشنکوف کے کچھ پرزے انہیں ملے جبکہ فوجیوں کے بوٹ اور دوسرا سامان بھی وہی پر ملا۔ ان ساتھیوں کا کہنا تھا کہ جب ہم نے سابقہ لگائے گئے بارودی سرنگوں کو دیکھا تو وہ دھماکوں سے پھٹ چکے تھے معلوم ہوا کہ فوج کے جوان ان سے سے ٹکرا گئے تھے، جسکی وجہ سے انکے کلاشنکوف دور دور جا گرے تھے اور بدحواسی کے عالم میں اپنے ہلاک شدگان اور زخمیوں کے بندوق بھی چھوڑ گئے تھے۔ کمال حسین عرف داکٹر کی زبانی تفصیل تحریر کی گئی۔

برونڈ سپنکئی غر میں فوج پر حملہ

اکتوبر 2014 فوج سپنکئی گاؤں کے مشرقی پہاڑوں اور ترزین فریدائی کے پہاڑوں اور اوسپاس چپاڑہ پہاڑی وغیرہ پر قبضہ کیا اس اثناء میں مجاہدین حلقہ برونڈ نے کمانڈر سید بادشاہ عرف سجنا کے زیر قیادت سپنکئی غر میں فوج پر اس حالت میں حملہ کیا کہ وہ مورچے بنا رہے تھے مجاہدین نے یکبارگی سے آر پی جی سکیلہ (گرینفوف) اور کلاشنکوف سے ایسا حملہ کیا کہ مزدوری کرنے والے فوجی نہ سنبھل سکے فوج کے خیموں میں آگ لگی جسکے شعلے دور تک دیکھائی دے رہے تھے اس حملے میں 6 فوجی ہلاک ہوئے۔ واقعے کی تفصیلات سید بادشاہ کی زبانی تحریر کی گئی۔

علاقہ شکتوئی لنڈی خیل کلی پر فوج کا چھاپہ

22 نومبر 2014 کو پاکستانی فوج شکتوئی کے علاقے لنڈی خیل گاؤں میں مقیم طالبان کمانڈر احسان پر چھاپہ مارا لیکن کمانڈر احسان فرار ہونے میں کامیاب ہوا فوج نے گاؤں کے مقیمین میں سے 9 افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے جن میں سے 8 کو بعد میں رہا کیا گیا لیکن ایک شخص مسمیٰ مطائب تاحال 13 ستمبر 2016 تک لاپتہ رکھنے کےبعد رہا کیا۔ تفصیل انس کی زبانی تحریر کی گئی۔

گڑدے چیڑے شکتوئی میں بم دھماکہ 2014 میں جب حکومت پاکستان نے متاثرین (مہاجرین) کی بحالی کا سلسلہ شروع کیا تو علاقہ جنتہ کے ایک ریٹائر صوبیدار مسمیٰ۔۔۔۔۔جنتہ گلیشائی شکتوئی سے جنتہ جارہا تھا کہ اچانک انکی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی جسمیں صوبیدار ایک خاتون اور ایک بچے سمیت جان بحق ہوئے۔

علاقہ بوبڑ میں فوج پر حملہ

کمانڈر یار محمد عرف یارو کے بقول دسمبر 2014 میں فوج نے سراروغہ کی جانب سے علاقہ بوبڑ پر حملہ کیا گھنے جنگلات کی وجہ سے فوج پر حملے میں 10 سے 15 دن لگے لیکن بالاخر ایک روز ایک اونچے پہاڑی فیچر پر پاکستانی کمانڈوز کو جنگلات میں دیکھ کر ان پر حملہ کیا جسمیں کئی کمانڈوز کو ہلاک کئے جبکہ اس کئی روزہ سرچ آپریشن کے دوران اس علاقے میں بارودی سرنگوں وغیرہ کے ذریعے ایک میجر سمیت کئی فوجی جوانوں کو ہلاک کرنے میں ہم کامیاب ہوئے۔

حلقہ ڈیلے مزارئے میں مجاہدین کا حملہ

دسمبر 2014 میں جب فوج نے علاقہ جاٹرائے گور گورے زاندو سے مال مویشی پالنے والے عوام کو نکالا اور علاقہ خالی کروایا تو مجاہدین کے لیے ہر جگہ کاروائی کرنا آسان ہوا۔ حلقہ ڈیلے اور حلقہ جاٹرائے کے مخصوص مجاہدین علاقے میں کاروائیوں کے لیے چھوڑے گئے۔ انہی

دنوں میں حلقہ ڈیلے کے مجاہدین چیر گلائی گاؤں آئے تھے ایک دن دونوں حلقوں کے مجاہدین چیر گلائی سے ڈیلے خولہ مزارئے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے جب والمہ فریدائی گاؤں پہنچے۔ تو وہاں پر ہم ساتھی 2 گروپوں میں تقسیم ہوئے کیونکہ وہاں سے دورخ پر جانا تھا 2 مجاہدین مسمیٰ شیر یاز اللہ اور شاہ عالم عرف خڑبابا کیتالی فریدائی گاوں کی طرف روانہ ہوئے جبکہ دوسرے 2 ساتھی مسمیٰ خاطر اور خاک مل مزارئے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ کیتالی گاؤں چونکہ والمہ کے بلکل قریب ہے میں نے (شیر یاز اللہ) اور خڑبابا نے جب وادی کر اس کی اور کیتالی اسکول کے قریب پہنچے تو سامنے سڑک پر کئی میٹر کے فاصلے پر فوج کو آتی ہوئی دیکھا، شیر یاز اللہ نے کہا کہ خڑبابا نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ سامنے فوج ہے اور ہنسا ہم نے یوں سمجھا کہ ہم فوج کے محاصرے میں ہے اسلیے ہم نے واپسی کا ارادہ کیا اس دوران ہم دونوں فریقین جو کہ ایک دوسرے کے دشمن تھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کسی نے بھی ایک دوسرے پر حملے کی حرکت نہ کی جب ہم نے واپسی کی اور وادی تک پہنچے تو اس وقت ہم پر فائر شروع ہوا لیکن موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے قبضہ وقدرت میں ہے ہم چوری چھپکے وادی میں چل رہے تھے جب ہم پر فائر شروع ہوا تو ہمارے دوسرے ساتھی والمہ ہی میں تھے انہوں نے فوج کو دیکھا کہ وہ ہمارے پیچھے پیچھے آرہا ہے تو ان ساتھیوں نے فوج پر فائر کھول دیا۔ جسکی وجہ سے فوج کا رخ ہم سے موڑا اور اپنی دفاع پر مجبور ہوئی جسکی وجہ سے ہم آسانی سے بفضلہ تعالیٰ محاصرے سے نکل آئے شیر یاز اللہ نے کہا کہ جب ہم والمہ پہنچے تو وہاں پر ساتھیوں کو نہ پایا وہ اپنے رخ پر ہی گئے تھے ہم نے واپسی چیر گلائی کا رخ کیا راستے میں ہم دو ساتھی بھی ایک دوسرے سے غائب ہوئے چاروں طرف فوج ہی فوج تھی لیکن ہمیں معلوم نہ تھا۔ میں خود چیر گلائی گاوں پہنچا اور وہاں پر دو دن ساتھیوں کا انتظار کر تا رہا جبکہ خاکمل اور خاطر کا کہنا ہے کہ ہم جب مزارئے کے حدود میں داخل ہوئے تو ہم نے نیچے وادی میں بیٹھے فوجیوں کو دیکھا ہمیں معلوم ہوا کہ چاروں طرف سے فوج نے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا ہے اسلیے اب غیرت ایمانی کے زور سے اس کو پار نکلنا ہے لہذا ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ اس فوج پر حملہ کرنا ہے چنانچہ قریب جا کر نعرہ تکبیر سے ان پر برسٹ کے ساتھ گولیاں برسائے جس سے وہ وہاں پر گر پڑے اور ہم نے دوڑ لگا کر دوسری طرف ڈیلے خولہ کا رخ کیا۔ رات 8 بجے بی بی سی رپورٹ کے مطابق فوج کے نشریاتی ادارے آئی ایس پی آر نے تحصیل سراروغہ میں فوجی دستے پر حملہ میں میجر سمیت 3 فوجی مارے جانے کی تصدیق کی۔ یاد رہے حلقہ ڈیلے کے اکثر علاقے تحصیل سراروغہ سے منسلک ہیں اسلیے فوج نے صرف تحصیل سراروغہ کے نام سے یہ کاروائی نشر کی ان ساتھیوں کا کہنا ہے کہ فوج کے انخلاء کے بعد ہم ایک دوسرے سے ملے اس فوجی چھاپے میں مجاہدین کا کوئی نقصان نہ ہوا۔ نومبر 2014 میں سپینکئی سر نامی پہاڑی پر مجاہدین حلقہ بروند نے فوج کے مورچوں پر آرپی جی اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں واضح طور پر دو فوجی مارے گئے اور فوج کے خیموں میں آگ لگ گئی اس کاروائی سے مجاہدین خیر وعافیت سے واپس مراکز پہنچے جبکہ فوج کے ان دو فوجیوں سے زیادہ جانی نقصان کی تصدیق نہ ہو سکی۔ **تفصیل شیر یاز اللہ اور خاکمل کی زبانی تحریر کی گئی۔**

کراچی میں پاکستانی سیکورٹی اداروں کے ہاتھوں ماورائے عدالت خونریزی

عالمی دنیا اقوام متحدہ کے قوانین کی پابند ہے۔

ہاں اگر امریکہ یا اس جیسا دوسرا سپر پاور اسکی خلاف وَرزی کرے، تو پھر ان سے پوچھنے والا بھی کوئی نہیں کیونکہ جسکی لاٹھی اسکی بھینس پاکستان بھی اقوام متحدہ کا حصہ ہے جب انڈیا کی طرف سے باڈر پر فائرنگ میں اضافہ ہو جاتا ہے تو پاکستانی حکومت اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کے آغوش میں پناہ لینے کی باتیں شروع کر تا ہے۔ لیکن خود اقوام متحدہ کے قوانین کی پاسداری کا نام تک نہیں لیتا بلوچستانی عوام جو آزادی کی

جنگ لڑرہے ہیں۔ یا سندھی، یاغیور قبائل جو پاکستانی پالیسوں کی وجہ سے پاکستان سے دفاعی جنگ پر مجبور ہیں ،مارچ 2004 سے حال اکتوبر 2016 تک اس جنگ میں پھسے ہوئے ہیں۔ اور انہیں دہشت گردی کے نام پر مار رہے ہیں۔ آئے روز پاکستان کے مختلف شہروں میں سڑکوں پر مسخ شدہ لاشیں پڑی رہنے کی خبریں میڈیا پر نشر ہوتی ہیں۔ خصوصاً بلوچستان اور کراچی میں مسخ شدہ لاشوں کا سڑکوں پر گرانا سکیورٹی اداروں کا معمول بن چکا ہے۔ اس تمام تر صورتحال پر پاکستانی عدالتیں خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ عالمی دنیا اور اقوام متحدہ بھی معلوم نہیں پاکستان کی بغل میں چھپی کونسی چھری کے خوف سے خاموشی تماشائی کا کردار اداء کرنے پر مجبور رہے۔ رہا امریکہ بہادر تو وہ ان سب کی نگرانی کرتا پھر رہا ہے۔ چنانچہ پاکستان سیکورٹی اداروں کے ماورائے عدالت قتلوں کا تخمینہ لگانا تو مشکل ہے۔ پاکستان میں بسنے والے قوموں میں سے صرف جنوبی وزیرستان کی ایک چھوٹی سی محسود قوم سے کراچی میں جو سلوک ہوا اسکی کچھ تفصیلات جو ہاتھ آئے وہ پیش خدمت ہے۔ اگرچہ وہ بھی نامکمل ہے۔ تمام تک رسائی نامساعد حالات کی وجہ سے نہ ہوسکی۔ محسود قوم کے نوجوانوں کو گرفتار کر کے انہیں جیلوں میں بند کرنا۔ پھر ان میں سے چن چن کر انکو قتل کرنا اور انکی مسخ شدہ لاشیں سڑکوں پر گرانا۔ اور اسکے علاوہ کو رقم کے بدلے رہا کرانا۔ جس سے مقصد اس قوم کو مالی اور جانی لحاظ سے مفلوج کرنا ہے۔ پاکستان میں ریاستی سطح پر سیکورٹی اداروں کو باقاعدہ یہ تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایسی عبرت ناک سزائیں دیا کرو، تاکہ انکی نسلیں یاد رکھیں اور وہ دوبارہ پاکستان میں مسلح جہاد کے لیے نہ اٹھیں

جیلوں میں قیدیوں کو یہی کہا جاتا ہے۔ صرف کراچی کے سطح پر محسود قوم کے جوانوں کو ماورائے عدالت قتل کرنے کے اعداد وشمار کے تفصیلات کا بہت مشکل سے یہ حصہ ملا، اور جن تک نامساعد حالات کی وجہ سے رسائی نہ ہوسکی وہ اسکے علاوہ ہے۔ اور اس پر بس بھی نہیں یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

کراچی میں رہائش پذیر محسود قبائل سراپا احتجاج لیکن حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی۔

(1) علی خان ولد راہی خان محسود ملک دینائی سکنہ ایشے کاچکائی حلقہ جاٹرائے کو کراچی میں 2008 میں جعلی مقابلہ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ شہید کیا۔

(2) شیر ولد باخمار جان اشنگی حلقہ مشتہ والے کو 29 جولائی 2009 کو کراچی میں گرفتار کیا اور 2013 میں انہیں شہید کیا گیا۔

(3) شاہ حسین ولد راءس خان لنگر خیل حلقہ لدھا والے کو حیدر آباد سے گرفتار کیا۔ جون یا جولائی 2009 میں کراچی میں ایک جعلی پولیس مقابلے میں شہید کیا گیا۔

(4)عبد الغنی ولد زمان خان ملک شائی حلقہ مشتہ والے کو 17 ستمبر 2010 کو کراچی میں ایک جعلی مقابلہ کے دوران شہید کیا گیا۔

(5)عابدین ولد ساودو جان وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو کراچی میں اے این پی کے دفتر سے گرفتار کرکے انہیں مار مار کر انکے ہاتھ پاوں توڑ دیے اور موقع ہی پر اکتوبر یا نومبر 2011 میں انہیں سر عام گولی ماری گئی۔

(6)حسن ولد میجر ملک شائی حلقہ سپنکئی رغزائی کو کراچی میں 2013 میں رینجرز نے جعلی مقابلہ میں شہید کیا۔ (7) محمد ارشاد ولد قطب الدین گرڑائی حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 13 اگست 2013 کو ماورائے عدالت قتل کیا گیا۔

(8) تاتا ولد گلات خان نظر خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں بعد از گرفتاری 2013 میں شہید کیا گیا۔

(9)صوال جان نظر خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں بعد از گرفتاری 2013 میں شہید کیا گیا۔

(10)امیر اللہ ولد محمد عمر منظر خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں بعد از گرفتاری 2013 میں شہید کیا گیا۔

(11)خان زیب عرف حزب اللہ ولد ناورنگ بکی خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں بعد از گرفتاری 2013 میں شہید کیا گیا۔

(12)پیر گل ولد شازار خان حلقہ خیسورہ کراچی میں دیکہ میں مزدوری کر رہا تھا، کہ رات کے وقت وہ سویا ہوا تھا، اس دوران انہیں 2013 میں شہید کیا گیا۔

(13)محمد اسلم خان عرف فقیر ولد محمد ایوب گلیشائی حلقہ جنتہ کراچی میں گرفتاری کے بعد 12 اپریل 2013 کو شہید کیا گیا۔ اور اسکی لاش سڑک پر پھینک دی گئی

(14)مولانا خالد وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو کراچی میں مدرسے پر رینجر چھاپہ کے دوران 2013 کے موسم گرمہ کے ایام میں شہید کیا گیا۔

(15)قرام خون ولد قیمت خون اوراپکے دوسرے بھائی نیک محمد ولد قیمت خون برومی خیل حلقہ ڈیلے دونوں بھایوں کو مئی 2013 میں انتخابات کے دوران جاوید ان فیکٹری کے سامنے رینجرز اہلکاروں نے گولی مار کر دونوں کو شہید کیا یاد رہے ان دونوں شہداء کا بھائی محمد زاول خان کو اری منگھو پیر علاقے کا طالبان کی طرف سے مسئول تھا دھماکے سے قبل ان کے بھائیوں کو گرفتار کیا اور انہیں دھمکی دی گئی کہ اگر دھماکہ ہوا، تو ہم اپکے بھائیو کو قتل کرینگے چناچہ ایسا ہی ہوا، کہ رینجرزوالوں پر دھماکہ ہوا، تو رینجر کے بہادرافیسروں نے سپاہیوں کو حکم کر کے ان دونوں بے گناہ محسود بھائیوں کو قتل کرنے پر اپنی بہادری کا ثبوت تاریخ میں رقم کر لیا۔ گناہ گار کون سزاء کس کو ملی جبکہ نیک محمد دینی مدرسے کا طالب علم تھا وہ جمعہ کے روز ووٹ ڈالنے کے لیے گھر آیا تھا انہیں بھی معاف نہ کیا۔ ہو سکتا ہے پاکستان میں جمہوریت اسی کا نام ہو۔

(16) سمین اللہ عرف سمی ولد سردار خان بٹے کائی حلقہ ڈیلے کو حب چوکی (آب چوکی) سے گرفتار کرکے عرصہ دراز کے بعد 2013 میں کراچی میں شہید کرکے انکی لاش سڑک پر پھینک دی گئی۔

(17)خان نواز ولد لابوت خان وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 2013 میں شہید کیا گیا۔

(18)عثمان ولد خیبور وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 2013 میں شہید کیا گیا۔

(19)مشتاق مہمند کا پر اسرار قتل

مشتاق مہمند ایجنسی کا باشندہ تھا، کراچی منگھوپیر کے علاقے کواری کالونی میں سکونت پذیر تھا۔ مشتاق نہایت سرمایہ دار مہمان نواز انسان تھے۔ چونکہ کواری کالونی میں محسود قوم کے لوگوں کی اکثریت آباد ہے۔ اس لیے آپکی نشست وبرخاست ان سے زیادہ ہوا کرتی تھی، آپ کے ساتھ سرکاری پولیس اہلکار ہمیشہ موجود ہوتے تھے۔ نومبر یا دسمبر 2013 میں مشتاق مہمند اپنے دوسرے دوستوں کے ہمراہ دین محمد وزیر کی تعزیت سے واپس آرہے تھے۔ کہ راستے میں فروٹ لینے کیلئے گاڑی روکی ایک بندہ فروٹ لینے کیلئے اترا جبکہ باقی سب گاڑی میں بیٹھے انتظار کررہے تھے کہ رینجرز اہلکاروں نے انہیں گاڑی سے اترنے کا کہا۔ مشتاق مہمند نے اپنے پولیس گارڈ والوں کو حکم دیا کہ اسلحہ رینجرز کے حوالے کرو، چنانچہ اسکے بعد رینجرز والوں نے بھرے بازار میں مشتاق مہمند ولد گل رحمن کو بمع دوسرے دوستوں کے شہید کردیا گیا۔ جم (20)اور زار محمد ولد کائزار خان وزیر گائی حلقہ مومی کڑم (21) مجاہدین وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو گولیوں سے بون ڈالا۔ انکے قتل کا وجہ معلوم نہ ہوا۔ بعد میں بچ جانے والے ایک محسود نوجوان نے بتایا کہ ایک سرکاری اہلکار نے انہیں فون کیا اور انہیں دفتر بلایا، جب مشتاق وہا پہنچے ان سے ملاقات ہوئی، جب وہ دفتر سے نکلے تو دونوں میں تلخ کلامی ہوتی رہی، معلوم ہوا کہ وہ بھتہ مانگ رہا تھا مشتاق انکار کررہا تھا، چنانچہ آفیسر نے دھمکی دی، جوابًا مشتاق مہمند نے کہا کہ جو کچھ کرنا ہے، آپکو اختیار ہے راستے میں یہ واقعہ پیش آیا، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ دین محمد وزیر کے انتقام میں انہیں قتل کیا، کیونکہ محسود قوم کے لوگوں سے انکی نشست وبرخاست زیادہ تھی، اور دین محمد کے قتل کا الزام محسود قوم کے طالبان پر لوگ ڈالتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(22) کامران خان ولد عبدالحکیم ضلع دیر کا باشندہ تھا جس کو دسمبر 2013 میں کراچی میں شہید کیا گیا۔ اسکا تعلق محسود طالبان سے تھا۔

(23) شاہ حسین ولد حاجان عبدلائی حلقہ سپنکئی رغزائی کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اگست 2014 میں شہید کیا گیا۔

(24) ذاکر ولد مائنل عبدلائی حلقہ سپنکئی رغزائی کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 2014 / 7 رمضان المبارک کو شہید کیا گیا، اور اسکی لاش سڑک پر پھینکی گئی۔

(25) نیاز محمد گوڑی خیل حلقہ سپنکئی رغزائی کو کراچی میں شہید کیا گیا، اور اسکی لاش سڑک پر پھینکی گئی۔

(26) یونس ولد میر شاہ عالم شمیرائی حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 7 نومبر 2014 کو شہید کیا گیا، اور اسکی لاش سڑک پر پھینکی گئی۔

(27) شوکت لنگر خیل حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 13 اکتوبر 2014 کو شہید کیا گیا، اور لاش پھینکی گئی۔

(28) نور کمال ولد محمد انور شمیرائی حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 19 اگست 2014 کو شہید کیا گیا۔

(29) نور عالم ولد شیر ابت خان لنگر خیل حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 28 جولائی 2014 کو شہید کیا گیا۔

(30) سیف الدین ولد عبدالمجید لنگر خیل حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 13 اگست 2014 کو شہید کیا گیا۔

(31) عبداللہ ولد خانی گل بدر خیل حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے چند دن بعد 17 اکتوبر 2014 کو شہید کیا گیا۔

(32) جہانگیر ولد شیر ابت خان لنگر خیل حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے کچھ عرصہ بعد 13 اگست 2014 کو شہید کیا گیا۔

(33) محمد آیاز ولد سید رسول گرڑائی حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 15 مئی 2014 کو شہید کیا گیا۔

(34) سید راعظم ولد جنڈے خان گرڑائی حلقہ وچہ خوڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 15 مئی 2014 کو شہید کیا گیا۔

(35) نیک ولی ولد بخت ولی شمیرائی کو کراچی میں کئی بار گرفتار کیا گیا، ہر بار تاوان کے بدلے رہائی ملتی رہی لیکن بالاخر

گرفتاری کے بعد 15 اپریل 2014 کو ماورائے عدالت مالی تاوان نہ ادا کرنے پر شہید کیا گیا۔

(36) شیر ابت خان ولد راحیم خان نظر خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اپریل 2014 کو شہید کیا گیا۔ (37) خانزادہ عرف تور ولد خان رسول ملک شاتی حلقہ مشتہ کو پنجاب سے بوسطہ ایک دوست کے جو خفیہ ادارے کا اہلکار تھا گرفتار کیا گیا، اس دوست نے انہیں امن دینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن جب انہوں نے ملاقات کی فوراً گرفتار کر کے کراچی لے جایا گیا، اور بعد ازاں جولائی 2014 میں انہیں کراچی میں ماورائے عدالت شہید کیا گیا۔

(38) یوسف ولد گل صاحب خان منظر خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 2013 میں شہید کیا گیا۔

(39) جاوید ولد معراج حلقہ سپین کمر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اگست 2014 میں شہید کیا گیا۔

(40) ذاکر ولد مائنل عبدلائی حلقہ قلندر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جولائی 2014 رمضان المبارک میں شہید کیا گیا۔

(41) گل پیر ولد تر خیئ شمک خیل عبدلائی حلقہ قلندر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 15 مارچ 2014 کو شہید کیا گیا۔

(42) شیر علی ولد جانگو خان عباس خیل عبدلائی حلقہ قلندر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اگست 2014 میں شہید کیا گیا۔

(43) محمود ولد گلستان عبدلائی حلقہ قلندر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اگست 2014 میں ماورائے عدالت شہید کیا گیا۔

(44) میرزا علی خان ولد گلٹ خان عبدلائی کو کراچی سے گرفتاری کے بعد 15 نومبر 2014 کو شہید کیا گیا۔

(45) مینا گل ولد طالب خان عبدلائی حلقہ قلندر کو رینجرز والوں نے کراچی میں چھاپے کے دوران گھر سے نکال کر انہیں گولی ماری۔

(46) عرفان اللہ ولد علاوالدین برکی حلقہ سام کو کراچی میں گرفتاری کے بعد مارچ 2014 میں شہید کیا۔

(47) فخر الدین عرف صفان ولد تاج الدین لنگر خیل حلقہ سام کو کراچی میں رینجرز چھاپے کے دوران 2014 میں شہید کیا گیا۔ (48) محمد طاہر ولد خان بادشاہ برکی حلقہ سام کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 2014 کو شہید کیا گیا۔

(49) راحیم حلقہ بدر والے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جعلی مقابلہ میں شہید کیا گیا۔

(50) خیر اللہ ولد باشک درامن خیل حلقہ بدر والے لو کراچی میں گرفتاری کے بعد شہید کیا گیا۔

(51) محمد نجیب گلیشائی زندہ منگی خیل حلقہ جنتہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد شہید کیا گیا۔

(52) میر عبد اللہ ولد غلام قادر گلیشائی حلقہ جنتہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اگست 2014 کو شہید کیا گیا۔

(53) نعمت اللہ عرف نعمت ولد شاہ ولی جان خون خیل حلقہ لدھا امیر حلقہ سہراب گوٹھ کو جب کراچی سہراب گوٹھ سے گرفتار کیا گیا پولیس اہلکاروں نے جب انہیں گاڑی میں ڈالا تو چلتے گاڑی میں ان کے درمیان ہاتھاپائی ہوئی لھذا پولیس والوں نے انہیں اتار کر راستے ہی میں جنوری 2013 کو انہیں گولی مار کر شہید کیا۔

(54) ضیاء الرحمن ولد مستالی نیک زان خیل حلقہ خیسورہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد شہید کیا گیا۔،

(55) اکرام اللہ ولد اصل خان کیکاڑائی حلقہ خیسورہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اگست 2014 میں شہید کیا گیا۔

(56) بخت اللہ ولد محمد روشان عباس خیل حلقہ تنگئ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 21 ستمبر 2014 میں شہید کیا گیا۔

(57) اعظم خان ولد نظر جان برومی خیل اور (58) صدیق اللہ ولد تحصیل خان گریڑائی حلقہ ڈیلے کو یکم جنوری 2014 کو کراچی میں رینجرز نے چھاپہ مارا جسمیں دونوں مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

(59)شیر زادہ ولد نیک زان وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو2014 کے ابتداء میں کراچی پیپری سے گرفتاری کے بعد شہید کیا گیا۔

(60)مفتی محمد جاوید ولد شاجہان گوڑی خیل اور (61) جانہ گل وزیر گائی دونوں کو گرفتاری کے بعد 10 ستمبر 2014 کو ایک جعلی مقابلے کے نام سے شہید کروائے گئے۔

(62)غلام رسول وزیر گائی عرف توتر کاکا، اور اسکے(63) بیٹے خان اللہ عرف زبیر حلقہ ڈیلے دونوں کو گھر سے رینجرز والوں نے گرفتار کرکے بعد ازاں 10 اکتوبر 2014 کو شہید کر دیئے گئے۔ چند دن بعد غلام رسول وزیر گائی کے دوسرے بیٹے(64) نعمت اللہ ولد غلام رسول کو بھی اور ،(65)زالے خان ولد ملائی مال خیل حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 5 اکتوبر 2014 کو عید الاضحی کے دن شہید کرکے انکی لاشیں پھینکی گئی۔

(66)عبداللہ ولد خانی گل بودر خیل حلقہ وچہ خوڑہ کو گرفتار کرنے کے بعد اسکی وساطت سے حب [آب] چوکی میں چھاپہ مارا گیا۔ جسمیں طالبان کمانڈر(67)عابد عرف موچھڑ اور (68) کمانڈر خازان گل(69)اور خواثزلات وغیرہ کافی لمبی لڑائی لڑنے کے بعد زخمی حالت میں گرفتار ہوئے۔ حکومت نے بقاعدہ ٹی وی پر اعلان کیا کہ کراچی ٹارگٹ کلینگ کے ماسٹرمائن عابد عرف موچھڑ ساتھیوں سمیت زخمی حالت میں گرفتار کیا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب پشاور میں آرمی پبلک سکول پر حملہ ہوا، تو کراچی میں حکومت نے جزبہ انتقام کے تحت گرفتار شدگان کو عقوبت خانے سے نکال کر گولیوں سے بوند ڈالا، اور عوام کو یہ یقین

دلایا کہ ہم نے کراچی میں تحریک طالبان کے کمانڈروں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہوئے ان سے یہ بول چکا تھا کہ ہم چند دن پہلے اسکے گرفتاری کا اعلان کر چکے ہیں، عابد عرف موچھڑ ظاہر شاہ وزیر گائی خزان گل ولد بختہ جان برومی خیل خواثزلات ولد امیر بوستان وزیر گائی تینوں کا تعلق حلقہ ڈیلے سے تھا، تینوں کو 19 دستمبر 2014 کو جعلی مقابلہ کے نام سے شہید کئے گئے۔

(70)نصیب اللہ ولد مالی خان ملک میلہ وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد شہید کیا گیا۔

(71)سبحان ولد امیر جان ظریف خیل حلقہ مکین کو کرچی میں گرفتاری کے بعد فروری 2015 کو شہید کیا گیا۔

(72)عبدالقادر ولد تلاوت خان ازدی خیل حلقہ مکین کو کراچی میں گرفتاری کے بعد فروری 2015 کو شہید کیا گیا۔

(73)زبیر ولد شیر جان تورنگ خیل حلقہ مکین کو کراچی میں گرفتاری کے بعد مئی 2015 کو شہید کیا گیا۔

(74)انور ولد پائدک خان عرف حبشی مامیے خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد فروری 2015 میں کراچی اتحاد ٹاون میں انہیں گولیوں سے بوند ڈالا۔

(75)میر عالم جان ولد وازیر جان ملک شائی حلقہ مشتہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جولائی 2015 کو شہید کیا گیا۔

(76)آصف خان ولد نادر خان مامیے خیل حلقہ مشتہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اگست 2015 کو بمقام لانڈھی شہید کیا گیا۔

(77) قاری عالمگیر ولد جنت خان گیگا خیل حلقہ بدر کو رائے ونڈ سے گرفتار کرکے کراچی لے جایا گیا، اور وہاں پر جون 2015 کو شہید کیا گیا ، اور انکی لاش پھینکی گئی۔

(78)محمد عمران ولد بادشک درامن خیل حلقہ بدر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد اپریل یا مئی 2015 کو شہید کیا گیا۔

(79)فداء محمد مال خیل حلقہ لدھا کو کراچی میں مچھر کالونی سے گرفتاری کے کچھ عرصہ بعد 2015 کو سپر مارکیٹ کے علاقے میں جعلی مقابلے کے نام سے شہید کیا گیا۔

(80)عابد عرف چھوٹا عابد ولد فیض اللہ شمن خیل مال خیل حلقہ لدھا کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جنوری یا فروری 2015 کو شہید کیا گیا۔

(81)اقبال ولد نندر خان سگے گرڑائی حلقہ لدھا کو رائے ونڈ سے گرفتار کر کے کراچی لے جایا گیا، اور وہاں فروری یا مارچ 2015 کو شہید کیا گیا۔

(82)یوسف ولد شمال جان شرکی مال خیل حلقہ لدھا کو کراچی میں گرفتاری کے بعد ستمبر 2015 کو شہید کیا گیا۔

(83)احمد عرف ثاقب ولد سید عالم کیکاڑائی حلقہ خیسورہ کو جنجال گوٹھ سے گرفتاری کے بعد اپریل 2015 کو شہید کیا گیا۔(84)سید نور نیکزان خیل حلقہ خیسورہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جنوری 2015 کو شہید کیا گیا۔

(85)اسلام الدین ولد تاویز خان گوڑی خیل حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جنوری یا فروری 2015 کو شہید کیا گیا۔(86) سلیم خان ولد کلام جان وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 2015 کو شہید کیا گیا۔

(87)نصیب اللہ ولد مالی خان ملک میلہ وزیر گائی حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد شہید کیا گیا۔

((88)نزیر احمد ولد تحصیل خان گوڑی خیل حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جنوری یا فروری 2015 کو شہید کیا گیا۔(89)شیر رحیم عرف غنے ولد میر کلام شابی خیل حلقہ زانگاڑہ کو کراچی میں گرفتاری کے بعد دسمبر 2014 کو شہید کیا گیا

(90)نوشیر خان مال خیل حلقہ مومی کڑم اور میر زالی کاکا حلقہ مشتہ (91)امان اللہ ولد حاجی شیر بہادر خان نیک زان خیل حلقہ خیسورہ، ان تینوں کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 8 جنوری 2014 کو چوھدری اسلم کے انتقام میں جیل سے نکال کر ماورائے عدالت قتل کر کے لاشیں سڑک پر پھینکی گئی۔ شیر بہادر اپنے بیٹے کی مظلوم شہادت سے اتنے غمگین ہوئے کہ دوسرے یا تیسرے دن وہ بھی اس دار فانی سے رحلت کر گئے

نو شیر

(92)رحمن اللہ ولد گلاپ خان وزیر گائی حلقہ مومی کڑم کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جون 2015 کو رمضان المباک میں شہید کیا گیا۔

(93)عبدالحکیم ولد حاجی خان اودیسلائی حلقہ مومی کڑم کو کراچی میں گرفتاری کے بعد جون کو 2015 رمضان المباک میں شہید کیا گیا۔

(94)فضل ولد میاوالی برمی خیل حلقہ مومی کڑم [۹۳]اور حافظ اللہ ولد شیوا خان برومی خیل حلقہ مومی کڑم دونوں کو کراچی سے گرفتاری کے بعد مئی 2015 کو قتل کر کے انکی لاش پھینکی گئی۔

(95)نعیم اللہ ولد آمیر اللہ فریدائی حلقہ مومی کڑم کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 11 فروری 2015 کو شہید کیا گیا۔

(96)آفد اللہ ولد محمد نواز وزیر گائی حلقہ مومی کڑم کو کراچی سے گرفتاری کے بعد مئی 2016 کو شہید کیا گیا۔

(97)سید بادشاہ ولد مبارک شاہ برومی خیل حلقہ مومی کڑم کو کراچی سے گرفتاری کے بعد 25 اکتوبر 2015 کو شہید کیا گیا۔(98)نور خان ولد میاوالی خان برومی خیل حلقہ مومی کڑم کو کراچی میں گرفتاری کے بعد 2016 کو شہید کیا گیا

(99)اسلام بادشاہ ولد قزام خون برومی خیل حلقہ ڈیلے کو کراچی میں گرفتاری کے بعد مارچ 2016 کو شہید کیا گیا۔

جب کے مئی 2013 کو انکے والد قزام خون بھی رینجرز اہلکاروں نے شہید کیا تھا۔

(100) فیض اللہ خان ولد ظہور الدین عبدلائی حلقہ قلندر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد فروری 2016 کو شہید کیا گیا۔

(101) عبید اللہ ولد تحصیل خان عبدلائی حلقہ قلندر کو کراچی میں گرفتاری کے بعد فروری 2016 کو شہید کیا گیا۔

(102) 6 اکتوبر 2016 کو کراچی میں سیکیورٹی فورسز نے ماورائے عدالت تین محسود نوجوانوں کو قتل کر کے اسکی لاشیں سڑکوں پر پھینک دیئے جن کے نام یہ ہے محمد حسین ولد پیر محمد منظر خیل حلقہ مشتہ، حبیب الرحمن ولد شاہ محمد خان منظر خیل حلقہ مشتہ، علی مان ولد اصل میر حسن خیل حلقہ مشتہ 2 فروری 2017 کو جب محسود مجاہدین نے دوبارہ تحریک طالبان پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا۔ تو چند دن بعد پورے پاکستان میں بڑے بڑے کاروائیوں کا آغاز بھی ہوا جن میں 7 فروری 2017 کو بنوں منڈان تھانہ پر فدائی حملہ ہوا، 13 فروری کو جنوبی وزیرستان توئی خولہ میں تین ملیشیا اہل کاروں پر دھماکہ ہوا، اسی روز لاہور میں اہم پولیس افیسروں پر حملہ میں 18 افراد کی ہلاکت 16 فروری 2017 کو سندھ میں لال قلندر مزار میں زائرین پر فدائی حملوں سے پاکستانی فوج اور سول حکومت کے وہ دعوے بے بنیاد ثابت ہوئے کہ ہم نے دہشت گردوں سے پاکستان کو صاف کیا ہے لہذا جنرل صاحب نے اعلان کیا کہ اسکا انتقام لینگے تو لہذا پاکستانی قوم کی نظریں اس سے موڑنے کیلئے پاکستان کے مختلف شہروں میں جعلی مقابلوں کا سلسلہ شروع ہوا آئے روز نہتے قیدیوں کو جیلوں سے نکال نکال کے سڑکوں پر انکی لاشیں گرانے سے اپنے سینوں کو ٹھنڈک بخشتے رہے اور عوام کو بے وقوف بنا کر جذبہ انتقام میں 120 سے زائد قیدیوں کو شہید کر ڈالا جن میں محسود قبیلہ کے قیدی بھی شامل تھے جنکے نام یہ ہیں۔

(103) کراچی میں باجا عرف تور میجر سکنہ لدھا کو کراچی سے گرفتار کر کے 23 فروری 2017 کو سابقہ کاروائیوں کے جرم میں شہید کر دیا۔

(104) گل زمان ولد سید رازام گرڑآئی حلقہ وچہ خوڑہ کو ڈی آئی خان سے گرفتار کئے جانے کے بعد کراچی منتقل کیا گیا اور نو دن بعد 23 فروری 2017 کو سابقہ کاروائیوں کے جرم میں شہید کر دیا۔

کراچی میں محسود طالبان کی کاروائیاں

کراچی پاکستان کے اہم شہروں میں سے ایک شہر ہے بلکہ دنیاء کے اہم شہروں میں سے بھی اہم شہر سمجھا جاتا ہے۔ شروع دن سے کراچی میں پشتون اقوام کی اکثریت نے رہائش اختیار کی ہے۔ جو مختلف کاروباری پہلو سے مصروف عمل ہیں چنانچہ محسود قبیلہ بھی بڑی اکثریت سے کراچی میں رہائش پذیر ہے خصوصاً جب مئی 2009 میں پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا۔ تو اہل علاقہ نے مجبوراً ہجرت کر کے پاکستان کے مختلف شہروں میں جا بسے اسی سلسلہ میں محسود قوم کی اکثریت نے کراچی کا بھی رخ کیا۔ چونکہ کراچی میں 2003ء سے محسود طالبان کثیر تعداد میں موجود تھے۔ جو وہاں پر کاروباری سلسلہ میں رہ رہے تھے، یا اپنے اہل عیال کیساتھ رہ رہے تھے، لیکن جب پاکستان سیکورٹی اداروں نے انکے خلاف خصوصًا 2007ء میں کاروائیاں شروع کیں، تو محسود طالبان نے بھی مجبورًا کراچی میں عملیات کو دوام بخشا پہلے پہل کیماڑی پر حملے کی ترتیب بنائی لیکن وہ پروگرام ناکام ہوا۔ اکتوبر 2007ء میں عید الفطر کے چند دن بعد بمقام کارساز کراچی میں بنظیر بھٹو پر ۲ محسود فدائین نے مسمی محسن حلقہ بروند اور رحمت اللہ حلقہ سراروغہ نے فدائی حملے کئے، جسمیں 200 کے لگ بگ لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے۔ لیکن بے نظیر بھٹو بال بال بچ گئی۔ اگرچہ محسود قیادت شروع ہی دن بے نظیر بھٹو پر حملوں سے انکار کرتے چلے آرہے ہے۔ اس حملے کے تین دن بعد لڑکانہ میں اس پر حملے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ لیکن معراج ولد جانیز خان محسود سے راز فاش ہوا، جسکی وجہ سے وہ کاروائی ناکام ہوئی پولیس کو پہلے سے اطلاع ملی تھی۔ یوں کراچی میں نیٹو سپلائزروں اور نیٹو کے افغانستان میں موجود اتحادی افواج کو سپلائی کرنے والے قافلوں پر بھی حملے ہوتے رہے۔ اور اتحادی افواج سے تعاون کرنے والوں کے خلاف کاروائیاں کرتے رہے۔ لیکن جب سیکورٹی اداروں نے کچھ نرمی کا بر

تاو شروع کیا۔ تو پھر محسود طالبان کی جانب سے بھی حملوں اور کاروائیوں میں کمی ہوئی۔ لیکن بالاخر آپریشن راہ نجات جب مئی 2009ء میں شروع ہوا، کراچی میں محسود طالبان کے خلاف بھی کاروایوں کا آغاز ہوا۔ جن میں گرفتاریاں ہوئیں۔ لیکن بقاعدہ 2012ء میں جب حکومتی اداروں نے محسود طالبان کے خلاف کاروایوں کا آغاز کیا، توجواباً وانتقاماً طالبان نے بھی اپنی توجہ سیکورٹی اداروں اور حکومت میں شامل پارٹیو ں کے خلاف کاروائیوں پر دی۔ خصوصاً ان لوگوں کے خلاف تیز ترین آپریشن شروع کیا، یوں حکومت کو مخبری کرنے والے 44افراد مارے گئے۔ محسود طالبان نے ایک اہم کام یہ کیا کہ کراچی میں موجود دوسرے جہادی گروپوں کو بھی اپنے ساتھ ملاکر کارویوں کو دوام بخشا جسکی تفصیل یہ ہے۔ نوٹ۔ یہ تفصیلات بہت ہی مشکل سے ہاتھ آئی ہے، جو تفصیلات ہاتھ آئے ہے، وہ بھی کراچی میں مقیم طالبان کمانڈروں کے زبانی تحریر کی گئی ہے۔

ناظم آباد رینجرز ہیڈ کوارٹر پر فدائی حملہ۔

یہ فدائی حملہ دسمبر 2012ء یا جنوری 2013ء ابتداء میں محسود اور درہ آدم خیل کے طالبان نے مشترکہ کی اور بارود سے بھری شہ زور گاڑی کو ایک فدائی حملہ آور نے لیکر ناظم آباد نمبر 7 رینجرز ہیڈ کوارٹر میں داخل کر کے دھماکہ کر کے تباہ ہی مچادی میڈیا پر حکومتی رپورٹ کے مطابق اس حملے میں صرف 4 یا 5 اہلکار زخمی ہوئے۔ اور وہاں پر نصب شدہ کیمروں سے کاروائی کی کچھ تفصیل ٹی وی پر بھی نشر کی گئی۔ لیکن طالبان ذرائع کے حاجی سواتی کے بقول اس حملے میں کئی اہلکار ہلاک ہوئے۔ لیکن مکمل تفصیلات ہاتھ نہ آسکی۔

اجمیر نگری میں بم ناکارہ

بقول محمد آصف ہم مجاہدین محسود نے اکتوبر 2012ء میں اجمیر نگری میں رینجرز چوکی (پوسٹ) کے قریب ریموٹ بم نصب کیا، صبح کو مزدوروں نے دیکھا اور پولیس کو اطلاع دی جسکو بم ڈسپوزل ٹیم نے ناکارہ کیا۔

منگھوپیر کواری کالونی میں کاروائیاں۔

2012ء میں مندرذیل کاروائیاں محسود طالبان نے سرانجام دی۔

29 اگست 2012ء کو خطاب محسود نے ایک محسود پولیس اہلکار انور محسود گرڑائی پر فائرنگ کر کے شدید زخمی کیا

جب خطاب اس پولیس اہلکار سے اسلحہ وغیرہ لے رہا تھا، تو اس زخمی پولیس اہلکار نے ان پر پستول سے فائرنگ کی جس سے خطاب محسود موقع ہی پر شہید ہوا اور پولیس اہلکار بھی زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا۔

منگھوپیر تھانہ پر حملہ

منگھوپیر تھانہ پر مجاہدین محسود نے 2012ء میں ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا، جسمیں ایک سب اسپیکٹر ہلاک ہوا، اور وہاں پر کھڑی امریکی گاڑیاں بھی نذر آتش کئے۔

2013 میں محسود مجاہدین کی کاروائیوں کی تفصیل

عباس ٹاون میں دھماکہ۔

(۳۳)فروری 2013ء میں مجاہدین محسود نے عباس ٹاون میں رہائش پذیر شیعوں پر اسلیے دھماکہ کیا کیونکہ وہ کراچی میں علماء وطلباء کے قتل میں ملوث تھے، چنانچہ اس سلسلہ میں ایک سوزکی کار کو بارود سے بھر کر عباس ٹاون میں پہنچایا بعد ازاں ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اس بارود بھری گاڑی کو دھماکہ سے اڑادیا جسمیں 120 تک لگ بگ شیعہ افراد ہلاک ہوئے

لنڈی میں حملے اپریل یا مئی 2013 میں محسود اور سواتی مجاہدین نے ایک مشترکہ کاروائی کر کے رینجرز گاڑی پر فدائی حملہ کیا۔ جسمیں رینجرز کرنل ہلاک ہوا۔(۳۶)جنوری یا فروری 2013ء میں محسود اور سواتی مجاہدین نے ایک پولیس کو مارنے کا منصوبہ بنایا اوراسکے لاش کو اٹھانے کیلیئے آنے والے دوسرے اہلکاروں کو نشانہ بنانے کیلیئے وہاں پر ریموٹ بم نصب کیا۔ چنانچہ منصوبے کے مطابق جب پولیس اہلکار کو قتل کیا، تھوڑی دیر میں جب پولیس آفیسر ایس ایچ او جائے وقوعہ پہنچا تو ریموٹ کنٹرول بم کو بلاسٹ کیا جسکے نتیجے میں پولیس آفیسر بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ تفصیلات آصف کی زبانی تحریر کی گئی۔ جنوری یا فروری 2013ء میں چاوانائی بنوچی شیش میوالی اور اسکے دو اور ساتھیوں پر حملہ ہوا جسمیں چاوانائی بنوچی زخمی ہوا۔ جبکہ باقی اسکے تین ساتھی ہلاک ہوئے۔ ان لوگوں نے افغان طالبان کے افراد شہید کئے تھے جسکے انتقام میں انہیں ہلاک کیا۔

عائشہ منزل رینجرز ہیڈ کواٹر پر خو کش حملہ۔

2013ء میں محسود اور لشکر جھنگوی کے مجاہدین نے ایک مشترکہ کاروائی کے دوران ایک مزدہ گاڑی کو بارود سے بھر کر ایک فدائی حملہ آور کے ذریعے عائشہ منزل میں قائم رینجرز ہیڈ کواٹر سے ٹکرایا دھماکے کی شدت سے دو منزلہ عمارت گر کر تباہ ہوا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق 18 افراد ہلاک ہوئے جسکی تصدیق حکومت نے کی۔

بشیر جان اے این پی والے پر حملہ مئی 2013ء میں انتخابات کے دوران محسود اور سواتی مجاہدین نے میٹرویل اورنگی میں بشیر جان اے این پی والے پر اس وقت بارود سے بھری رکشہ کے ذریعے دھماکہ کیا، جب جلسہ گاہ آرہے تھے لیکن وہ بال بال بچ گئے لیکن دوسرے چند لوگ زخمی ہوئے۔

قصبہ موڑ میں ایم کیوں ایم دفتر پر حملہ۔ مئی 2013ء میں محسود اور لشکر جھنگوی کے مجاہدین نے ایک مشترکہ کاروائی کر کے قصبہ موڑ میں واقع ایم کیوں ایم دفتر پر ریموٹ کنٹرول بم سے نشانہ بنایا جسکے نتیجے میں 2 یا 3 افراد ہلاک ہوئے۔

بھٹو کالونی میں ایم کیوں ایم دفتر پر حملہ مئی 2013ء میں الیکشن کے دوران بھٹو کالونی میں ایم کیوں ایم دفتر کو محسود اور سواتی مجاہدین نے ایک مشترکہ کاروائی کے دوران ریموٹ کنٹرول موٹر سائکل کے ذریعے نشانہ بنایا۔ جسمیں ایک چھوٹے بچے سمیت 8 افراد ہلاک ہوئے۔

واٹر پمپ میں ایم کیوں ایم جلسہ میں دھماکہ مئی 2013ء میں الیکشن کے دوران محسود اور سواتی مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول موٹر سائکل کے ذریعے واٹر پمپ میں ایم کیوں ایم کے انتخابی جلسے کو نشانہ بنایا، لیکن اس حملے کے تفصیلات کے بارے میں معلومات ہاتھ نہ آئے

آمان محسود پر حملہ مئی 2013ء میں انتخابات کے دوران خاص الیکشن کے روز محسود اور سواتی مجاہدین نے بارود سے بھری ریموٹ کنٹرول رکشہ کے ذریعے آمان محسود اے این پی رہنماء کو نشانہ بنایا، لیکن وہ معجزانہ طور پر بال بال بچ گئے۔ جبکہ اسکے علاوہ 11 افراد اس حملے میں ہلاک ہوئے۔

منگھوپیر کواری میں جاوید ان فیکٹری کے سامنے فدائی حملہ

15 مئی 2013ء کو انتخابات کے روز منگھوپیر کواری میں جاوید ان فیکٹری کے سامنے کھڑے 6 رینجرز گاڑیوں کو جبکہ اس وقت نقاب پوش رینجرز اہلکار تلاشی میں مصروف تھے محسود مجاہدین نے ایک افغانی فدائی حملہ آور کے ذریعے جنہوں نے بارود سے بھری موٹر سائکل کو لیکر عین انکے درمیان بلاسٹ کیا دھماکہ اتنا شدید تھا جسکی آواز دور دور تک سنی گئی جسکے نتیجے میں 41 اہلکار ہلاک ہوئے۔

رینجرز کی انتقامی کاروائی

اس فدائی حملے کے بعد رینجرز نے کواری کالونی کے طالبان رہنماء زاول خان محسود کے دو بھایوں کو جو رینجرز نے اسی روز پہلے سے گرفتار کئے تھے انہیں دھمکی دی تھی کہ اگر ہم پر حملہ ہوا تو دونوں کو ماردینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حملے کے بعد دونوں کو انتقاما رینجرز اہلکاروں نے قتل کرکے انکی لاشیں پھینگ دی حالانکہ ان میں سے ایک مدرسے کا طالب علم تھا جو ووٹ ڈالنے کے لیے گھر آیا تھا، جبکہ دوسرا وہاں پر مزدوری کر رہا تھا۔(52) اکتوبر 2010ء میں کراچی میں سی آئی ڈی سول لائنز کے دفتر پر حملہ (53) مہران آئر بیس پر حملہ وغیرہ دیگر بڑے حملوں کی تفصیل فدائیں کے کارناموں میں درج ہے۔

پرانا ناظم آباد میں خود کش حملہ

اپریل 2014ء میں محسود اور درہ آدم خیل کے مجاہدین نے ایک مشترکہ کاروئی میں ایک فدائی حملہ آور کے ذریعے بارود سے بھری موٹر سائکل پرانا ناظم آباد نمبر 7 میں ایک گاڑی سے ٹکرادی جسمیں ایک رینجرز آفیسر ہلاک ہوا۔

چوہدری اسلم کا دحشت ناک قتل 7 جنوری 2014ء کو محسود مجاہدین اور مہمند مجاہدین اور القاعدہ برصغیر ان تینوں تنظیموں کے مشترکہ کاروئی میں کراچی سی آئی ڈی پولیس کا مشہور آفیسر چوہدری اسلم ہلاک ہوئے یہ فدائی حملہ تھا اس حملے میں انکی ہلاکت کی وڈیو فلم بھی میڈیاء پر نشر ہوئی جو بڑی وحشت ناک تھی۔

کیماڑی پر میزائل حملہ جون 2014ء میں محسود اور درہ آدم خیل کے مجاہدین نے مشترکہ کاروائی کے دوران تین عدد B m میزائل کیماڑی پر داغے۔ جن میں 2 کنٹینرز پر جا لگے جبکہ ایک خاتون بھی اس میں شہید ہوئی۔

نیوسطان آباد میں بم ناکارہ

اپریل 2014ء میں مجاہدین محسود نے منگھوپیر کے علاقے کواری کالونی میں ایک ریموٹ بم کے ذریعے رینجرز گاڑی پر تین دفعہ حملے کی کوشش کی گئی لیکن ناکام ہوئی اور بم مس ہوا۔یوں بمشکل 60 مشہور کاروائیوں کے تفصیلات جمع ہوسکیں

آپریشن راہ نجات اور آپریشن ضرب عضب 2015 میں داخل ہوئے

آپریشن راہ نجات 19 مئی 2009 سے اور آپریشن ضرب عضب جون 2014 سے فریقین کے نقصانات اور تمام ہموم غموم کو لیکر 2015 میں داخل ہوئے اب 2015 میں ہونے والے واقعات وحادثات کی تفصیل لکھی جاتی ہے

سریلہ حلقہ بروند میں بم دھاکہ

جنوری 2015 میں جنوبی وزیرستان تحصیل سرویکی کے سریلہ نامی علاقے میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے سڑک کے عین وسط میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا صبح دوپہر 11 بجے ایک بڑا فوجی ٹرک گاڑی سڑک پر آتے ہوئے دیکھا مجاہدین نے پوزیشن سنبھالی اور وڈیو فلم دوربین کے ذریعے بنانی شروع کی جب گاڑی عین بم کے سیدھ میں آپہنچی تو مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کیا جس میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی وڈیو فلم الشہاب میڈیا ضرب مؤمن میں بھی موجود ہے۔ حکومت نے اس میں 11 افراد کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

اسرار اشنگی وکلیم اللہ ولد بادشاہ جان کی شہادت

30 جنوری 2015 کو کلیم اللہ ولد بادشاہ جان عبدلائی اور اسرار اشنگی خفیہ ادروں کے اہلکاروں نے قتل کر کے انکی لاشیں پھینک دی۔ یاد رہے کہ کلیم اللہ دیگر ساتھیوں کے ہمراہ شہادت سے چند ماہ قبل فوج نے ڈی آئی خان سے گرفتار کیا تھا۔

دتہ خیل میں شیخ احمد کی شہادت

12 فروری 2015 کو دتہ خیل پر گن شپ ہیلی کاپٹر کی اندھادھند فائرنگ میں شیخ احمد ولد خوبان عبدلائی حلقہ قلندر روالا شہید ہوا یاد رہے کہ شیخ احمد دتہ خیل میں آپریشن راہ نجات کی وجہ سے ہجرت کی زندگی گزار رہا تھا جو ایک عام قبائلی تھا لیکن پھر بھی ان ظالموں سے نہ بچ سکا

لویز پوسٹ پر تعارض فروری 2015ء میں قلعہ سیف اللہ کے مین سڑک پر واقع لیویز پوسٹ پر حملہ کیا جسمیں دو لیویز اہلکار مارے گئے لیویز کی مدد کیلئے ملیشیاء فورسز حرکت میں آگئی موقع پر پہنچتے ہی موجود مجاہدین نے ان پر بھی حملہ شروع کیا اور ایک گاڑی کو نشانہ بنایا گاڑی میں آگ لگی اور اس میں سوار 7 افراد موقع ہی پر ہلاک ہوگئے۔ اس کارروائی کے چند روز بعد منصوبہ ساز صدام حسین ملک شائی جسکا تعلق حلقہ سپینکئی رغزائی سے تھا کسی منصوبے کے سلسلے میں ریکی کرر ہا تھا کہ گشت پر مامور ایف سی اہلکاروں سے مقابلہ ہوا جس میں منصوبہ ساز صدام حسین کی شہادت واقع ہوئی تفصیل فضل کی زبانی لکھی گئی ہے 2 فروری 2015ء کو اسی ہی علاقے سے حکومتی کمپنی پی ٹی سی ایل کے چار افراد کو گرفتار کر دیا انکی منتقلی کی صورت میں بونڈری لائن کے قریب ملیشیاء اہلکاورں سے مقابلہ ہوا جس کی وجہ سے یہ اہلکار بمع گاڑی کے سیکیورٹی فورسز کے ہاتھوں لگے تاہم ان میں سے ایک کا بیٹا کسی دوسرے مقام پر تھا جسکو بعد میں فدیہ کے عوض رہا کر دیا۔

شمالی و جنوبی وزیرستان بونڈری لائن پر بارودی سرنگیں

22 فروری 2015ء کو بقول کمانڈر عاجز کہ ہم نے شمالی و جنوبی وزیرستان کے بونڈری لائن علاقہ کوریزی میں آٹھارہ بارودی سرنگیں نصب کی جب فوج پیش قدمی کرتی ہوئی وہاں پر آپہنچی تو ان میں سے ایک بارودی سرنگ دھماکے سے پھٹا ispr کے مطابق ان دھماکوں میں سات فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

کارکڑوام (ہوم) جانی خیل ایف آر بنوں میں مجاہدین پر حملہ

سیف اللہ اور محمد جان ولد حاجی عبدالمنان مرکی خیل حلقہ جنتہ محسود اپنے ذاتی کام پر کارکڑوام جانی خیل ایف آر بنوں گئے تھے کہ اچانک 23 فروری 2015 کو راستے میں گھات لگائے فوج نے ان پر فائر کھول دیا جسکے نتیجے میں محمد جان عرف ملا بور جان ولد حاجی عبدالمنان مرکی خیل حلقہ جنتہ شہید ہوا جبکہ اسکا دوسرا ساتھی سیف اللہ محسود فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔

فروری 2015 میں گور گورے عباس خیل کے کنارے دھماکہ

از قلم مفتی عاصم۔ جنوری 2015 میں گو گورے پر فوج قابض ہوئی اور عوام کو علاقے سے بے دخل کیا پالگئے تو غہ نووہ سر اور پالگئے گاؤں اور ٹیپ سر ٹیپ نامی پہاڑی وغیرہ جگھوں پر کیمپ بنائے، جبکہ وزیے سے سنگل سڑک گو گورے زاند ورو ڈ تک بنایا خیسورہ کی جانب سے اپنے اکمالات کرتے رہے لیکن پانی گور گورے عباس خیل الگڈ (وادی) حاجی شاہ ورنگ ہپتال کے نیچے الگڈ سے لاتے تھے۔ مجاہدین حلقہ جاڑائے کوریکی کے دوران یہ موقع ہاتھ آیا چنانچہ فروری 2015 میں شاورنگ ہپتال سے اترنے والا بارانی نالہ کی اخری سرہ میں جو گو گورے عباس خیل الگڈ سے جاملتا ہے میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا سردی کا زمانہ تھا صبح کو ۷ سے ۸ بجے کے دوران 4 فوجی اس راستے پر آئے ۔جب یہ چاروں عین بم کے

اوپر آپہنچے تو ریموٹ کنٹرول سے بم چلایا جن میں تین موقع ہی پر ہلاک ہوئے۔ جبکہ آگے آگے چلنے والا پہلے زخمی ہوا پھر کچھ دیر بعد وہ بھی چل بسا اور ایک گھنٹے تک یہ بیچارے وہاں بے یارومددگار پڑے رہے بعد ازاں امداد کے لیے فوج آپہنچی اور لاشیں کیمپ منتقل کئیں۔

خیسورہ تحصیل تیارزہ قلعہ کے قریب دھماکہ

2015 کی موسم سرما میں جنوبی وزیرستان خیسورہ تیارزہ قلعہ کے قریب سیکوڑٹی فورسز کی حفاظتی چوکی میں رات گئے مجاہدین حلقہ تنگئی نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ صبح کو 2 ایف سی ڈیوٹی نہانے کے لیے چوکی آئے جن پر ریموٹ کنٹرول سے بم بلاسٹ کرکے دھماکہ کیا جس میں دونوں اہلکار دھماکے کی نذر ہوئے۔ کاروائی کی فلم ضرب مومن الشہاب میڈیاء کی 2015/10/ 27 کی کلیپ پر موجود ہے۔ یادرہے کہ حلقہ تنگئی کے نام سے ہونے والے ریموٹ کنٹرول بم دھماکے عابد اللہ عرف انصار عباس خیل مچی خیل شہید کی مرہون منت ہوئے جو بالاخر ان ہی کاروائیوں کی پلاننگ کرتے ہوئے فوج کے ایک چھاپے میں شہید ہوئے۔

فروری 2015 بلوچستان میں چند واقعات کی تفصیل

آگست 2014 میں جب محسود کے دو گروپوں میں مولانا فضل اللہ صاحب نے صلح کیا۔ جو اگرچہ صرف جنگ بندی ہی رہی حکیم اللہ محسود شہید گروپ کی سربراہی شہریار کر رہے تھے۔ حلقہ محسود کے نظم میں من عن داخل نہیں ہوئے۔ بعد ازاں اس گروپ کے سرکردہ افراد میں سے ابوناصر سراروغہ والا اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ بلوچستان کے امیر پیر صاحب کیساتھ بلوچستان گئے۔ انہوں نے وہاں قلعہ سیف اللہ اور لورلائی وغیرہ علاقوں میں کئی کاروائیاں کئے جن میں سے چند یہ تھے تفصیل فضل حلقہ سپنکئی رعزائی کی زبانی تحریر کی گئی۔

تحصیل لدھا منگور سر میں بم دھماکے

18مارچ 2015 کو کمین سے جب فوج نے ایڈوانس شروع کی تو پیش قدمی کرتی ہوئی جب کو طمہ نامی پہاڑی پہنچی تو مجاہدین لدھا نے منگور سر پہاڑی فیچر میں دو ریموٹ بم نصب کئے ۔جب اپریل 2015 میں اس فیچر تک فوج پیش قدمی کرتی ہوئی پہنچی تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکے کرکے دس فوجیوں کو ہلاک اور دو کو زخمی کیا۔ تفصیل خادم، طیب، حذیفہ، اور راکٹی کی زبانی تحریر کی گئی۔

خیسورہ تورم پل کے قریب ڈرائیور کوٹ پر حملہ

مارچ 2015 کمانڈر گلاپ عرف خطاب (شہید) کے زیر قیادت مجاہدین حلقہ خیسورہ وتنگئی نے ڈرائیور ماما کوٹ پر قابض ملیشیاء فورسز پر بعد از مغرب اس حال میں حملہ کیا جبکہ وہ لڈو کھیل رہے تھے مقامی جرگہ ممبران کے بقول اس حملے میں تین اہلکار ہلاک ہوئے مجاہدین حملے کے بعد واپسی میں تھے کہ اسی اثناء میں تیارزہ قلعہ سے دو فوجی گاڑیاں ان کی مدد کے لیے آتی ہوئی دیکھی مجاہدین نے بھاگ کر سڑک پر گھات لگانے کی کوشش کی لیکن حملے سے پہلے ایک گاڑی کمین سے گذر گئی جبکہ دوسری کو مجاہدین نے آڑے ہاتھ لیا۔ جس میں خفیہ اطلاع کے مطابق پانچ فوجی اہلکار ہلاک ہوئے تھے۔ یاد رہے کہ یہ عملیات 4 فروری 2015 کو خطاب مرکز پر کی جانے والی جیٹ بمبار کا انتقام تھا۔

پیر غر (شوال) میں تعارض

یکم مارچ 2015 ءکو جب فوج پیر غر اور اسکے ڈھلوانوں پر قابض ہوئی تو مجاہدین نے اپنی حکمت عملی تبدیل کی اور گوریلا حملوں کا آغاز کیا اس سلسلے میں ایک کارروائی پیر غر سر کی چوٹی پر ہوئی۔ جبکہ یہ مجاہدین وچ وام، لدھا، شوال، سراروغہ، سپینکئی رغزائی، کی مشترکہ کارروائی تھی اس کارروائی میں ایک گولہ فوج کے اسلحے ڈپو میں جالگا جس سے آگ بھڑک آٹھی اور دھماکے شروع ہوگئے عینی شاہدین کے مطابق فتح کے بعد جب ہم غنیمت اٹھانے کے لئے اندر داخل ہوئے تو وہاں سے غنیمت اٹھانا ممکن نہ ہوا، کیونکہ آگ اور دھماکے سے ہر چیز تباہ ہوگئی تھی البتہ آٹھ فوجیوں کی لاشیں دیکھیں جو جھلس گئے تھے ہاں دوسرے مورچوں سے غنیمت اٹھایا گیا حکومت نے میڈیا پر اسکو فدائی حملہ قرار دیا اور 13 فوجیوں کے مارے جانے اور 2 کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔ جبکہ اس تعارض میں حلقہ وچ وام شوال کا ایک مجاہد امان گل ولد بوستان بی بی زائی شہید ہوا۔ اسکے علاوہ چار دیگر مجاہدین زخمی بھی ہوئے۔ اس کارروائی میں مندرجہ ذیل مال غنیمت ملا ۔پانچ عدد کارتوس کے صندوق، ایک عدد ایم جی ون بمع کارتوس کی پٹی ، ایک عدد مارٹر بمع دوربین، ایک عدد کلاشنکوف اور ایک عدد جنگی ٹوپی ، جبکہ 1650 روپے نقد بھی اس میں شامل تھے۔ تعارض کے وقت اور اسکے بعد فوج کی جوابی کارروائی اتنی شدید تھی کہ توپ بمبار سے علاقے کی اینٹ سے اینٹ بجادی جبکہ اس وقت شمیم عرف ذاکر اپنے مرکز کے باہر ساتھیوں سمیت تعارض کا نظارہ کررہے تھے کہ اچانک ایک فاسفورس توپ گولہ عین ان کے وسط میں آگا۔ جس میں کمانڈر ذاکر اپنے دیگر ساتھیوں سمیت شہید ہوا ۔ جبکہ ان کے علاوہ کئی دوسرے مجاہدین زخمی بھی ہوئے۔ عینی شاہدین کا کہنا تھا کہ اس دوران فاسفورس کے صرف دو گولے وہاں آگئے جن میں ایک نقصان دہ ثابت ہوا جبکہ باقی آس پاس لگتے رہے دوسرے شہداء میں نواز ولد حبیب اللہ جان، زعفران ولد ڈرائیور خان، شاہین نواز ولد احمدین ،حذیفہ ولد دریاخان، سلطان ولد گلاز خان حلقہ سپین کمر شامل تھے۔ کمانڈر شمیم عرف ذاکر ولد محمد آیاز امیر حلقہ لدھا کا تعلق لدھا شمن خیل

قوم سے تھا آپکو لدھا کی ذمہ داری امیر محترم بیت اللہ ؒمحسود کے دور میں ملی جو آپ نے اپنی شہادت تک سر انجام دی اور پاکستانی فوج کے خلاف اپنی صلاحیتوں کے وہ جوہر دیکھائے، کہ شائد حلقہ محسود میں کسی نے نہ دیکھائے ہو۔

نانو میں ریموٹ کنٹرول حملہ

مارچ 2015 میں نانو سلیمی خیل گاوں کے ہائی اسکول سے شمال میں واقع پہاڑی کے سائڈ میں فوج کے راشن وغیرہ لے جانے کاراستہ تھا جس سے پانی اور راشن غوجلیر سر تک پہنچاتی تھی مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے راستے کے کنارے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا صبح کو 9 بجے کے لگ بگ 6 فوجی آتے ہوئے نظر آئے جب وہ عین بم کے سیدھ میں آئے تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکے کیا دھماکہ کی شدت کی وجہ سے فوجی دور جاگرے جن میں 3 فوجی موقع ہی پر دم توڑ گئے۔ اس کاروائی کی وڈیو فلم ضرب مومن الشہاب میڈیا پر موجود ہے۔

مارچ 2015 میں گور گورے شاورنگ ہسپتال کے ساتھ کئی دھماکے

مارچ 2015 میں علاقہ گور گورے تھصیل تیارزہ میں حاجی شاورنگ ہسپتال کے متصل نئ فوجی سڑک میں مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے ریموٹ کنٹرول 2 بم نصب کیئے۔ صبح 8 سے 9 بجے کے دوران بد قسمتی سے صرف ایک ہی فوجی بم کے سیدھ آپہنچا اس ایک پر اکتفاء کرتے ہوئے ریموٹ کو حرکت دی جسکی وجہ سے بم بلاسٹ ہوا اور فوجی کو اپنے ساتھ لے ڈوبا انکی طبی امداد کے لیے آنے والی فوج کا دوسرا ریموٹ بم منتظر تھا ہلاک شدہ فوجی کی امداد کے لیے پہلے پہل بڑی ٹرک گاڑی آپہنچی جب بم کے جری جیک کی سیدھ میں آئی تو ریموٹ سے بم بلاسٹ کیا دھماکے کی تاب نہ لاکر گاڑی ڈرئیور کے قابو سے باہر ہو کر ایک گہری کھائی میں جاگری فوج نے میڈیا پر ایک فوجی کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی جبکہ گاڑی کو جزوی نقصان پہنچنے کا دعوی کیا۔ یادرہے کہ

اسی ہی جگہ دو اور ریموٹ بم مجاہدین حلقہ جاٹر ائے نے چلائے جن میں فوج کا کوئی نقصان نہ ہوا ان میں سے ایک سے فوج کی گاڑی کو نشانہ بنایا لیکن صرف پٹاخہ پھٹ کر مائن مس ہوا جبکہ دوسرا دھماکے سے پھٹ گیا لیکن فوجی بال بال بچ گئے۔ ان سب کی وڈیو فلمیں موجود ہیں۔

ابو ناصر کی شہادت

2 مارچ 2015 کو اللہ نور عرف ابو ناصر ولد فیض اللہ ہیبت خیل نے ضلع ژوب کے قریب پولیس گاڑی پر حملہ کیا اور ان میں بعض پولیس اہلکاروں کو قتل کیا جبکہ کچھ گرفتار کیئے جس میں ایک پولیسوالے کی فائرنگ سے ابو ناصر شہید ہوا جبکہ انکے ساتھ دوسرے مجاہدین نے پولیس والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا کمانڈر ابو ناصر نے حکیم اللہ محسود اور بعد میں شہریار محسود کا ساتھ دیا لیکن 2014 میں جب فریقین میں معاہدہ ہوا تو خالد محسود کی اجازت سے بلوچستان کی تشکیل پر گئے اور وہاں پر شہید ہوئے۔

نانو سلیمی خیل گاؤں کے پہاڑی پر دھماکہ

مارچ 2015 میں نانو گاؤں سے جنوب مشرق میں عبد اللہ شہیدؒ مزار کے قریب اونچی پہاڑی کے چھوٹی میں فوج کے ریکی چیک پوسٹ جس میں وہ دن وقت صبح سے مغرب تک ریکی کے لیے بیٹھتے تھے، مجاہدین حلقہ ڈیلے نے بعد از مغرب موقع پا کر وہاں مورچے میں بم نصب کیا۔ صبح کو 3 فوجی اہلکار آئے اور مورچے میں داخل ہوئے بعد ازاں مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول سے بم کو بلاسٹ کیا جس میں تینوں اہلکار ہلاک ہوئے۔ جبکہ حکومت نے اس کاروائی میں گاڑی بم دھماکے کی زد میں آنے سے میڈیاء پر پیش کیا لیکن ہلاکتوں کا ذکر نہیں کیا۔

وچہ خوڑہ چگ سرویک میں دھماکہ

مارچ 2015 میں جنوبی وزیرستان حلقہ وچہ خوڑہ چگ سرویک میں مجاہدین حلقہ ڈیلے نے راستے کے کنارے کچھ فاصلے پر 2 ریموٹ کنٹرول بم نصب کئے صبح کو جب پہلے اس کی سیدھ میں فوجی جوان آپہنچے تو اسکو نشانے پر ہیڈ کر کے دھماکے سے اڑادیئے جن میں 3 فوجی موقع ہی پر دم توڑ گئے۔ جبکہ امدادی کاروئی کے لیے آنے والے اور پہلے دھماکے سے بچے کچے فوجیوں پر دوسرے ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا۔ اس دھماکے میں بھی 2 فوجی لقمہ اجل بنے جبکہ مجاہدین وہاں بحفاظت مرکز پہنچے۔ اسکی وڈیو الشہاب میڈیا ضرب مؤمن پر بھی موجود ہے۔

لورلائی میں کارروائی

فضل کے بقول کہ ہم 2 مارچ 2015 کو ضلع لورلائی کی مین سڑک پر مزدہ گاڑی میں سوار ہو کر گشت کر رہے تھے کہ اس دوران شیرانی پولیس گاڑی سامنے آئی ابو ناصر نے مخابرہ سیٹ کے ذریعے رابطہ کر کے حملہ کرنے کو کہا چونکہ ابو ناصر گاڑی کے فرنٹ سیٹ میں تھا اس لیے وہ سب سے پہلے گاڑی سے اترے اور پولیس گاڑی کو روکنے کا اشارہ کیا۔ جبکہ پولیس نے مجاہد ابو ناصر کو برشٹ ماری جس سے مجاہد ابو ناصر گر پڑے جس کی وجہ سے ہم نے بھی ان پر فائر کھولدی اور گاڑی کو اگ لگا دی جس کے نتیجے میں ڈی پی او اور دو پولیس اہلکار ہلاک ہوئے۔ فائر

ئنگ کے تبادلہ میں 2 طالبان بھی زخمی ہوئے۔ ان دو میں ایک نور عالم تھا جو بعد میں گل جنت خان عرف زابل کے ساتھ لامن میں مجاہدین حلقہ محسود نے قتل کر دیا جبکہ دوسرا زخمی مسمی فرمان اللہ شہریار گروپ جگری کے سربراہی میں پاکستانی فوج کو سرنڈر ہوا۔

میسارہ سر میں سنائپر کاروائی

مارچ یا اپریل 2015ء میں کمانڈر ترابی کے بقول میسارہ سر کیمپ کے پاس کھڑے ٹینک پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں کوئی بھی گولہ ٹینک پر نہ لگا ۔لیکن اسی دوران ایک فوجی سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔

ضلع ٹانک میں گومل امن کمیٹی کا سربراہ شیر پاو محسود کا قتل

اپریل 2015 میں مجاہدین محسود نے مسلسل محنت کی اور کئی روز تک ریکی کرنے کےبعد بواسطہ نسیم گنڈاپور گومل امن کمیٹی کا سربراہ شیر پاو محسود کے قتل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مجاہدین نے گندم کے کھیتو میں آڑ لیکر جب شیر پاو محسود کی گاڑی انکی سیدھ میں آ پہنچی تو 10 افراد پر مشتمل دستہ نے ان پر حملہ کیا جبکہ شیر پاو کے ساتھ باڈی گارڈ میں 2 موٹر سائیکلوں پر سوار افراد نے موڑ کر راہ فرار اختیار کی جبکہ ایک دوسرے گاڑی بھی انکے ساتھ تھی وہ جائے وقوعہ سے ذرہ دور موڑ گئی جبکہ شیر پاو بمع ڈرائیور حملے میں منطقی انجام تک پہنچا۔

گومل: فائرنگ سے قتل ہونے والے شیر پاؤ محسود

نسیم اور کمانڈر مولوی عطااللہ عرف شاہ صاحب کی شہادت

12 اپریل 2015 کو عطااللہ ولد آبوت خان گڑ گنڑے پڑے خیل اور اسکا دوسرا ساتھی نسیم گنڈاپور موٹر سائیکل پر علاقہ گومل رغزائی میں جارہے تھے کہ وہاں بیٹھے امن کمیٹی کے ہاتھوں چھڑ گئے امن کمیٹی کے رضاءکاروں نے ان پر شدید فائرنگ کی جس میں دونوں طالبان موقع ہی پر شہید ہوئے جبکہ بعد میں امن کمیٹی والوں کو پتہ چلا کہ ان لوگوں نے چند دن قبل شیر پاو محسود سربراہ امن کمیٹی قتل کیا تھا تو جزبہ انتقام میں شہداء کے لاشوں کو گولیوں سے مسخ کیا جبکہ دوسرے دن انکی لاشیں لیکر نسیم کو آبائی گاؤں میں اور شاہ صاحب کو زیارت ژئے میں سپرد خاک کیا۔ یادرہے کہ امن کمیٹی کے نام سے لوگ حکومت پاکستان کے خفیہ اداروں کا پیداوار ہے کئی ناموں سے امن کمیٹیاں بنائے مثلاً مصباح گروپ، ترکستان بیٹھنی گروپ، عطاء اللہ گومل، نصر اللہ بیٹھنی وغیرہ لوگوں کو اسلحہ دیکر طالبان کے خلاف ڈیرہ گومل میں استعمال کرتے گئے جبکہ خصوصاً مجاہدین محسود نے ان کمیٹیوں کے خلاف منظم کاروائیاں کی جن میں کئی امن کمیٹیوں کے سربراہان کو قتل کیا مثلاً قاری زین الدین کو جون یا جولائی 2009 میں ڈیرہ میں قتل کیا جبکہ شہاب الدین کو ٹانک میں قتل کیا جبکہ شیر پاو کو گومل میں ہلاک کیا اور انکے بیسیوں کارکن بھی ہلاک کئے۔

8 اپریل 2015 کو شوال غیمبکائی شہ کا میں مجاہدین کا حملہ

شیر، ظاہر و مولوی نواراللہ کی زبانی۔ آپریشن ضرب عضب کے رد عمل میں علاقہ شوال غیمبکائی سے مغرب میں واقع پہاڑی پر فوج مورچے بنانے میں مصروف تھے جبکہ اس حال میں ان پر 6 مجاہدین نے حملہ کیا جس میں 2 فوجی موقع ہی پر مارے گئے اور مجاہدین صحیح سلامت واپس مراکز پہنچے 2015/4/8 کو دوبارہ اسی علاقے میں 3 مجاہدین کاروائی کا عزم لیکر روانہ ہوئے کاروائی کے لیے جو جگہ پسند کی تھی وہاں پر

پہلے سے فوج موجود تھی جب مجاہدین پہاڑی کے چھوٹی پر پہنچے تو سامنے سے فوج کو آتی ہوئی دیکھی جبکہ فوج نے بھی مجاہدین کو پہلے ہی سے دیکھا تھا فریقین نے ایک دم پوزیشن سنبھالی فریقین میں فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوا دو گھنٹے تک لڑائی جاری رہی اس لڑائی میں دو مجاہدین مسمیٰ (۱) فضل محمد ولد بشار خان حلقہ قلندر عرف رحم دل (۲) بازید ولد بادام خان حلقہ قلندر نے جام شہادت نوش کی اور انکی لاشیں فوج نے قبضہ میں لی جبکہ تیسرا مجاہد سمیع اللہ عرف سنّی صحیح سلامت مرکز پہنچا۔

شوال غیمبکائے شنگ میں فوج پر حملہ

21اپریل2015کو شوال غیمبکائی کے شنگ نامی پہاڑی جو ما مانزائی پر مشہور ہے پر قابض فوج کے مورچوں پر مجاہدین حلقہ محسود نے تعارض کیا جس میں فوج کو چاروں طرف سے گھیرے میں لیا تقریباً ایک گھنٹہ تک فریقین میں لڑائی ہوتی رہی مجاہدین جب مورچوں تک پہنچے تو اس اثناء میں ثواب خان عرف شاکر ولد عمر ہیبت خیل سراروغہ زخمی ہوا اور محمد حسین ولد غائزل عباس خیل حلقہ قلندر مکین شہید ہوا جبکہ دوست محمد ولد گاونڑ ہیبت خیل حلقہ شوال لواڑہ دفاع میں ڈیوٹی پر مامور تھا وہاں سے بھاگ کر تعارض میں شریک ہوا اور جام شہادت نوش کیا جبکہ شاکر بھی بعد میں زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا یوں یہ تعارض اس وجہ سے ناکام ہوا مورچے فتح نہ ہوئے جبکہ فوج کا بھی اس میں جانی نقصان ہوا لیکن آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہوسکی۔ اس تعارض میں مجاہدین کی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے فوج کو چاروں طرف سے گھیرے میں رکھا جنگی اصول کے مطابق دشمن کو بھاگنے کے لیے ایک طرف راستہ چھوڑا جاتا ہے کیونکہ عربی کا شعر ہے (اذایئس الانسان طال لسانہ کسنور مغلوب یصول علی الکلب) جب انسان مایوس ہوجاتا ہے تو زبان کھولدیتا ہے مغلوب بلی کی طرح کھوہ کتے پر بھی حملہ آور ہوجاتی ہے۔

رازین لکاڑے بہ سر پر حملہ

اپریل2015ء میں رازین لکاڑے بہ سر پہاڑی چوٹی پر جب فوج نے قبضہ کیا اور مورچے بنانا شروع کئے۔ تو اس پر شوال، مکین اور لواڑہ کے مجاہدین نے مشترکہ حملہ کیا جس میں چار فوجی ہلاک ہوئے جسکی ویڈیو فلم موجود ہے۔ تفصیل حافظ فدا محمد کی زبانی تحریر کی گئی۔

بہرام شاہ شہکا میں فوج پر حملہ

4اپریل2015ء کو شمالی وجنوبی وزیرستان کے بونڈری لائن بمقام بہرام شاہ شہکا میں فوجی پیش قدمی کے دستے پر حملہ کیا جس میں دو فوجی موقعہ پر ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔ تفصیل عاجز بی بی زائی کی زبانی تحریر کی گئی

جمال خان کی شہادت

26اپریل2015ء کو فوج نے زانگاڑہ کے علاقے شرکئی پر چھاپہ مارا، جس میں فوج سے مقابلہ میں جمال خان عرف صادق ولد پراویش خان شابی خیل شہید ہوئے

وام شوال بی بی زائی میں سنائپر کاروائی

اپریل2015ء میں مجاہدین مکین وشوال نے ایک مشترکہ سنائپر کاروائی میں وام شوال بی بی زائی کے علاقے میں ایک فوجی کو سنائپر کارروائی میں ہلاک کیا۔

زارے ژاور میں فوج اور طالبان کے درمیان مقابلہ

14 اپریل 2015 کو جب فوج نے مانتوئی کی طرف سے علاقہ توندہ درہ زارے ژاور کیطرف پیش قدمی شروع کی تو اس موقعہ پر موجود ذوالقرنین اور حافظ جماالدین نے فوج پر حملہ کیا جسکے نتیجہ میں فوجی بٹالین کو پسپا ہونا پڑا کمانڈر ذوالقرنین کے بقول اس میں کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے اور مال غنیمت بھی حاصل کیا۔

دوسرے دن کی پیش قدمی کے لئے کمانڈوز لائے گئے لیکن پیش قدمی سے پہلے اسپر کمانڈر ذرالقرنین اور ان کے ساتھیوں نے تعارض کیا جو اللہ تعالی کے فضل و کرم سے نہ صرف کامیاب ہو ابلکہ مال غنیمت بھی حاصل کیا جس سے خوف کھا کر فوجیوں نے پیش قدمی سے انکار کر دیا۔ جرگہ ممبران کے بقول انہیں پانی لانے پر مامور کیا مال غنیمت میں دو مخابرے، تین عدد کلاشنکوف، ایک عدد جرنیٹر، نائٹ ویژن دوربین ،عسکری نقشے اور خیمے وغیرہ ہاتھ آئے۔ جبکہ اسی روز بندہ ذوالقرنین توپ کا چھرہ لگنے سے زخمی ہوا۔ تفصیلات ذوالقرنین کی زبانی تحریر کی گئی۔

خرڅه ژائی مائدونکئی مورچوں پر حملہ

19 اپریل 2015ء کو فیض اللہ عرف ماما کی قیادت میں مجاہدین حلقہ لواڑہ نے خرڅه ژائی مائدونکئی کے کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاوں سے حملہ کیا جس میں فریقین کے درمیان شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ تاہم کسی جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہوسکے اور مجاہدین بخیریت واپس ہوئے تفصیل ماما کی زبانی لکھی گئی۔

آسمان پنگہ کے قریب سنائپر عملیات

اپریل یا مئی 2015 میں حلقہ محسود کے مشہور نشانہ باز ترابی کے بقول آسمان پنگہ پر دو فوجی سنائپر کارروائی میں ہلاک کر دیئے جن میں سے ایک مورچہ کے اندر جبکہ دوسرا مورچے سے باہر تھا جبکہ دوسرا پہلے والے کی خیریت معلوم کرنے کیلیئے بھاگ رہا تھا کہ راستے میں اسے بھی ٹھکانے لگا دیا

تحصیل لدھا منگور سر میں سنائپر کاروائی

مئی 2015ء میں مجاہدین لدھا کے ماہر نشانہ باز ترابی اور ضیاء الدین کے بقول ہم نے منگور سر ژائی کیمپ کے دو فوجیوں کو سنائپر کارروائی میں ہلاک کر دیئے۔

سنزلہ میں ملیشیا اہلکار کی گرفتاری

مئی 2015ء میں ایک ملیشیاء اہلکار گھر سے واپس خیسورہ کنڈ سرائی کیمپ پیدل جارہا تھا کہ راستے میں بمقام سنزلہ مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہوا تصدیق مکمل کرنے کے بعد انکو قتل کر دیا گیا۔

وام شوال میں کمین

مئی 2015ء میں مجاہدین کمین اور لواڑہ نے شوال کے علاقہ وام میں فوج کے مورچوں کے درمیان میں گھات لگا کر وہاں راستے پر جانیوالے فوجیوں کو نشانہ بنایا جس میں ایک فوجی بمع 2 خچر کے ہلاک کیا۔ باقی فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

ٹیپ سرریکی مورچہ میں تین فوجی قتل

حافظ فدا محمد کے بقول مجاہدین مکین وشوال نے ایک مشترکہ عملیات میں ٹیپ سر کے ریکی مورچہ میں تین فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے

میسارہ اور کنڈ شوال میں عملیات

مئی 2015ء میں بقول حافظ فدا محمد کی میسارہ سر اور کنڈ شوال لائی کیمپ اور مورچوں پر بیک وقت فصلاگت اور بی ایم میزائل سے حملہ کیا اس حملے میں حکومتی ذرائع نے ایک ٹینک کی تباہی کی تصدیق کی۔

علاقہ شوال درے نشتر منڈے ژوار میں مجاہدین پر گولہ باری

علاقہ شوال میں جب پاکستانی فوج نے آپریشن شروع کیا تو اسکے رد عمل میں مجاہدین نے بھی کاروائیاں تیز کئے اس سلسلہ میں **3 جون 2015** کو مجاہدین محسود درے نشتر منڈے ژوار میں ایک پہاڑی پر قابض پاکستانی فوج کے خلاف کاروائی کیلئے جارہے تھے بعد از عصر مجاہدین کی آمد کی اطلاع فوج کو ہوئی تھی جسکی وجہ سے فوج نے اندھا دھند توپ خانہ چلانا شروع کیا جس میں ایک گولہ عین مجاہدین کے وسط میں لگا جسکی وجہ سے موقع ہی 2 مجاہدین شہید ہوئے جسکی وجہ سے تعارض ناکام ہوا اور مجاہدین نے واپسی کی شہداء کے نام یہ ہے (۱) مبارک شاہ ولد رابوب خان حلقہ بی بی زائی شوال وچ وام عرف بت شکن محسود (۲) خیر زمان ولد زار بوب پیپالائی مرغہ افغانستان عرف کماندان **تفصیل شیر وظاہر کی زبانی تحریر کی گئی**

مش پنگہ میں عملیات

8 جون 2015 ء کو بقول ذوالقرنین ہم دس مجاہدین محسود نے توندہ درہ مش پنگہ میں فوج پر کئی گوریلا کارروائیاں کی جس میں چار فوجی ہلاک اور چھ زخمی کر دیئے جسکی تصدیق حکومت نے بھی میڈیا پر کی جبکہ مجاہدین اس دن کی کاروائیوں میں محفوظ رہے

زارے ژاور میں کمین

جون 2015ء میں ذوالقرنین کی قیادت میں محسود مجاہدین بشمول اعظم الجزائیری نے بمقام زارے ژاور فوج پر حملہ کیا جس میں تین فوجی ہلاک اور دو زخمی ہوئے جس کی تصدیق S P R نے بھی کی جس میں ایک فوجی کا نام کمال مصطفی بتایا گیا۔

سیر نرائی کاغ موڑ حملہ

6 جون 2015 کو مجاہدین نے کمانڈر عادل کے زیر قیادت سیر نرائی کاغ موڑ پر واقع فوجی پوسٹوں اور ٹینک پر حملہ کیا جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال کیا گیا۔ بقول عادل اس میں سات فوجی ہلاک اور ایک ٹینک تباہ بھی کر دیا گیا۔

مانگور تنکہ رزین عملیات

جولائی 2015ء رمضان المبارک میں دو مجاہدین مسمی صلاح الدین اور خدمتی شہید جنکا تعلق حلقہ لواڑہ سے تھا علاقہ رازین بمقام مانگور تنکہ کے فوجی کیمپ سے چند میٹر کے فاصلے پر چھپ کر بیٹھ گئے اسی اثناء میں دو فوجی کیمپ سے لکڑی اٹھانے کے لئے نکل گئے جب لکڑی اٹھانے میں مصروف ہوگئے تو دونوں مجاہدین نے یکبارگی سے ان پر حملہ کیا اور شدید فائرنگ کے نتیجے میں دونوں ہلاک ہوئے فوج کی شدید فائرنگ اور توپ شیلنگ کی وجہ سے رات وہاں قریب گاؤں میں گذاری، صبح کو اپنے ان ساتھیوں سے ملاقات ہوئی جو ان دونوں کی تلاش میں نکلے تھے۔ تفصیل خود صلاح الدین، اور سرباز کی زبانی تحریر کی گئی

تور ژاور توندہ فوجی چوکی پر حملہ

مجاہدین حلقہ توندہ درہ ومشتہ نے جون 2015ء میں توندہ درہ میں واقع فوجی چوکی پر کمانڈر خاکسار کی قیادت میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا کافی دیر تک جنگ ہوتی رہی لیکن اس میں کسی جانی نقصان کی کوئی تصدیق نہ ہو سکی تفصیل نور محمد صادق کی زبانی تحریر کی گئی۔

زارے ژاور کمین

9 جولائی 2015 ء کو بقول ذوالقرنین ہمم پانچ مجاہدین نے زارے ژاور میں فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں تین فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ ان ہی دنوں میں سونگے سیل سر درہ میں فوج پر حملہ کیا جس میں آئی ایس پی آر نے تین فوجیوں کی ہلاکت اور تین کے لاپتہ ہونے کی تصدیق کی ۔

جولائی 2015 شین نارائی زاندو کے قریب دھماکہ

مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے علاقہ گوگورے غنم زار کا کا شہید کے گھر سے مغرب میں واقع شین نارائی زاندو عباس خیل سڑک کے عین وسط میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ جبکہ بارودی سرنگ والے مواد جو صرف وزن آنے سے بھی پھٹتے ہیں وہ بھی بم کیساتھ نصب کئے تا کہ ریموٹ بند ہونے کی صورت میں ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے صبح 7 سے 8 بجے کے درمیان ایک چھوٹی فوجی جیپ گاڑی آتی ہوئی نظر آئی جس میں 6 سے 10 تک افراد سوار تھے گاڑی جب عین بم کے اوپر آئی ان پر ریموٹ سے دھماکہ کیا لیکن گاڑی بچ نکلی جب وڈیو فلم دیکھی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ گاڑی چند سکنڈ پہلی نکلی تھی اور دھماکہ بعد میں ہوا یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ریموٹ کی غلطی تو چلانے والے سے ہوئی لیکن دوسرا وزن سے پھٹنے والا فارمولہ کیوں ناکام ہوا ان پر صرف چار 4 کلو وزن آنے سے دھماکہ ہوتا ہے۔ جبکہ جہاں بم نصب تھا وہ جگہ اتنی تنگ اور مختصر تھی کہ ایک گاڑی کے پائے ٹائر گذرنے کی جگہ تھی۔ لیکن پشتو مقولہ ہے (پہ منڈے شی کہ پہ ٹنڈے) یعنی کام صرف بھاگ دوڑ سے نہیں نکلتے بلکہ بخت ہی سے نکلتے ہیں۔ یعنی جسکو اللہ تعالیٰ نے مارنا ہے اور جسکو جینا ہے یہ اسکی مرضی ہے ورنہ انسانی عقل کے مطابق اس کاروائی میں بچنا ناممکن تھا۔

اگست 2015 خیسورہ تحصیل تیارزہ میں دھماکے (۱) علاقہ خیسورہ ورزہ کلی میں ایک مکان کے باہر کونے کیساتھ فوج کے رسد والی راستے میں ریموٹ کنٹرول بم مجاہدین حلقہ تنگئی نے نصب کیا صبح کو بد قسمتی سے ایف سی اہلکار کثیر تعداد میں آئے ہوئے نظر آئے جب قریب آئے تو بم ڈسپوزل ٹیم آگے آگے چلا آرہا تھا بم ڈسپوزل ٹیم کے 2 اہلکار بم کی سیدھ میں آئے جن پر دھماکہ کرکے انہیں ہلاک کیا گیا جبکہ دوسرے اہلکار اِدھر اُدھر بھاگ گئے کاروائی کی وڈیو فلم الشہاب پر موجود ہے۔

تیارزہ قلعہ پر حملہ

اگست 2015ء میں بعد از نماز عشاء مجاہدین حلقہ تنگئی اور خیسورہ نے تیارزہ قلعہ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاوں سے مشترکہ حملہ کیا لیکن اس میں جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ اسکے ردعمل میں صبح دس بجے گن شپ ہلی کاپٹروں سے کنڈے غر پر بمبار کیا گیا۔ تاہم کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

سرے خاورے عملیات

5 آگست 2015 کو کمانڈر عاجز کے بقول مجاہدین محسود نے سرے خاورے کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیارں سے حملہ کیا جس میں فریقین کے ما بین شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا لیکن اس میں کسی فوجی نقصان کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا اور مجاہدین بھی سلامتی سے اپنے مراکز کو واپس ہو ئے

تورژوار درے نشتر میں فوجی کیمپ پر حملہ ملنگ وچہ خوڑہ کے بقول ہم نے اگست 2015 میں تورژوار درے نشتر کے علاقے میں فوجی کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جو 15 سے 20 منٹ تک جاری رہا فوج نے بھی جوابی کاروائی میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال کیا جس میں ایک مجاہد زخمی ہوا جبکہ فوج کے توپ شیلنگ سے 2 چرواہے جو بھائی تھے زخمی ہوئے جن میں سے ایک زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔

بی کانڑی تکہ علاقہ جلندر میں فوج پر حملہ

اگست 2015 میں جنوبی وزیرستان حلقہ جاٹرائے تحصیل تیارزہ گاؤں جلندر کے شمال مغرب میں واقع بی کانڑی تکہ پر پاکستانی فوج کا کیمپ 2009 سے اگست 2015 تک کئی سالوں سے قائم تھا اور تاحال نومبر 2017 تک قائم ہے اس کیمپ کے فوجی اہلکار پانی اور راشن لانے کیلئے جس راستے کا استعمال کرتے تھے جب مجاہدین حلقہ جاٹرائے کو اسکا پتہ چلا تو تسلی کیلئے دو دن مسلسل ریکی کی گئی تاکہ معلوم کر سکیں کہ فوج کے حفاظتی دستے اسکی نگرانی کرتے ہیں یا نہیں جب ریکی مکمل کی تو تیسری رات کو صرف 3 مجاہد مسمیٰ (۱) مسعود الرحمن (۲) مولوی سعید (۳) نوروالی لالانے رات کو جاکر وہاں صبح آٹھ بجے تک انتظار میں گھات لگائے بیٹھے رہیں کہ اسی اثناء میں قریبی کیمپ سے 3 فوجی مسلح ہو کر نکلے

مجاہدین نے پہلے سے وڈیو کیمرہ نصب کیا تھا اور خود درختوں اور جھاڑیوں میں چھپے رہے جب فوجی 5 سے 6 میٹر کے فاصلے پر آپہنچے اور آپس میں باتیں کررہے تھے جن میں ایک حوالدار تھا وہ کسی کو گولیاں دے رہا تھا جس سے معلوم ہورہا تھا کہ کیمپ میں کسی سے جھگڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے گالیاں دے رہا تھا کہ اچانک گھات میں بیٹھے مجاہدین نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرکے ان پر ایسا حملہ کیا کہ انکو سنبھلنے کا موقعہ نہ ملا اور تینوں کو وہاں ٹھکانے لگایا اور ان سے جلدی جلدی اسلحہ بطور مال غنیمت اٹھایا اور بہت تیزی سے واپسی کی۔ ان حملہ آور مجاہدین کا کہنا تھا کہ چند ہی منٹ میں کیمپ سے فوج وہاں آپہنچی کیونکہ کیمپ 200 سے 300 میٹر کے فاصلے پر تھا جس راستے سے ہم نے واپس جانا تھا وہ پہاڑی نالہ تھا جسکی طرف فوج شدید فائرنگ کررہا تھا جسکی وجہ اس سے ہمارا جانا مشکل ہوا اور ہم نے مشورہ کیا کہ عین فوجی کیمپ کے سامنے والے جنگل میں جانا مفید ہے کیونکہ اسکی طرف سے فوج بے فکر ہے اسلیے کہ اس طرف سے جانا عقل کے لحاظ سے پاگل پن کا مظاہرہ کرنا تھا لیکن ہم نے جنگی حکمت عملی کے تحت یہ فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس طرف فوج کی توجہ نہ تھی اور ہم وہاں سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ میں آرام کیساتھ اس جنگل سے نکل گئے اور بحفاظت مرکز پہنچے میڈیا پر اس کاروائی کو تحصیل لدھا پیر غر کے مضافات کے نام سے شائع کیا کیونکہ ان دنوں میں وہاں شدید جنگ طالبان اور فوج کے درمیان جاری تھی جس ایریا میں یہ کاروائی ہوئی اسکو فوج سیل ایریا کہہ کر بتاتی تھی وہاں سے فوج کے علاوہ کسی اور کا جانا مشکل تھا۔ اپنی بے عزتی کو چھپانے کیلئے کاروائی تحصیل لدھا کے نام سے ظاہر کی اس کاروائی کی وڈیو فلم ضرب مومن کے نام سے الشہاب میڈیا پر موجو ہے۔

نانو میں فوجی گاڑی دھماکے کی زد میں

از مفتی عاصم۔ اگست 2015 میں جنوبی وزیرستان حلقہ محسود نانو سلیمی خیل اور ترزین فریدائی کے برید (کونٹے) پر مجاہدین حلقہ جاٹرائے تنگئی وڈیلے نے برونڈ ٹوگو گورے سڑک کے کنارے 30 کلووزنی بم نصب کیا۔ یہ سڑک شمکئی تک فوج بے دھڑک استعمال کررہی تھی مجاہدین نے موقع غنیمت پاکر کے بم نصب کیا۔ یادرہے کہ یہ بارودی سرنگ تھا پرسنل بم کے وساطت سے دھماکہ کرنا تھا، صبح سے دوپہر 10 بجے تک مجاہدین منتظر تھے تاکہ بلاسٹینگ کے وقت دھماکے کی وڈیو فلم بنائے لیکن اس وقت تک کوئی گاڑی نہ آئی جب مجاہدین کھانے کیلئے ساڑے دس بجے بیٹھ گئے۔ اسی دوران اچانک شدید زوردار دھماکہ ہوا دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ کئی کلومیٹر دور سنزلہ اور سرویکی تک علاقوں میں اسکی آواز سنی گئی جب علاقے کو دیکھا تو بارودی سرنگ کی جگہ سے دور بڑا ٹرک گاڑی گرا پڑا تھا۔ جس میں 30 سے 40 تک افراد سفر کرتے ہیں۔ دیگر فوجی گاڑیاں وہاں کھڑی تھیں اور فوج امدادی کاروائیوں میں مصروف اِدھر اُدھر دوڑتی تھی جبکہ اس کے علاوہ امداد کیلئے 2 ہیلی کاپٹرز بھی جائے وقوعہ آپہنچے، اس کاروائی کو میڈیا سے چپایا گیا سرویکی ملیشیا کے سپاہیوں نے عوام کو بتایا تھا کہ اس کاروائی میں صرف 2 اہلکار ہلاک ہوئے لیکن فوجی نقصان کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہوسکی چند دن بعد دوبارہ اسی علاقے میں کاروائی کے لیے مجاہدین جارہے تھے کہ تنگئی ملک دینائی گاؤں کے قریب گھات میں بیٹھے فوج نے مجاہدین پر حملہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے مجاہدین بحفاظت انکے محاصرے سے نکلے مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ یادرہے کہ مجاہدین نے جلدبازی سے اور جزبات سے کام لیا اور دوبارہ اسی علاقے میں اتنی جلدی کاروائی کے لیے جانا جنگی حکمت عملی کے خلاف تھا جو بڑی غلطی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے وہ دشمن کی چال سے محفوظ رہے۔

خیسورہ کنڈیوم میں دھماکہ از قلم مفتی عاصم۔ اگست 2015 میں مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے پہلے پہل علاقے کا بغور جائزہ لیا بعد ازاں فیصلہ کیا کہ اس علاقے میں گھات لگا کر حملہ کرنا نقصان سے خالی نہیں کیونکہ مجاہدین کا فوج کے وسط سے محفوظ نکلنا مشکل ہے اسلیے ریموٹ کنٹرول بم نصب کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ گنڈیوم میں آفسر خان کوکٹ خیل مرحوم کے باغ کے باہر مغربی کونے کیساتھ ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا۔ یادرہے کہ اس جگہ سے فوج اور ایف سی کا راستہ ہو کر جاتا تھا جسکو وہ روزانہ پانی لانے کیلئے استعمال کرتے تھے۔ بدقسمتی سے اس روز ایک ایف سی اہلکار سادہ کپڑوں میں ملبوس گدھوں اور خچروں کو ہانک رہا تھا جب عین بم کی سیدھ میں آپہنچا تو اس پر دھماکہ کیا گیا جس میں وہ لقمہ اجل بن کر دم توڑ بیٹھا۔ اس کاروائی کی وڈیو فلم شہاب میڈیا کی ضرب مومن 2015/10/ 27 کی کلیپ پر موجود ہے۔

رازین حملہ اگست 2015ء میں رازین غلام سر مورچوں کے درمیان جانے والے فوجیوں پر گھات لگا کر حملہ کیا جبکہ ساتھ ساتھ مورچوں کو بھی ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنایا تا کہ کمین گاہ والے مجاہدین دلجمعی سے کاروائی مکمل کرے بقول حافظ فدا محمد اس کاروائی میں تین فوجی ہلاک ہوئے اور مجاہدین صحیح سلامت لوٹ آئے۔

میسارہ سرپر حملہ امیر حلقہ مکین حافظ فدا محمد کے بقول میسارہ سرپر فوج کی کثیر تعداد کو دیکھ کر مجاہدین حلقہ مکین وشوال نے اس پر مشترکہ حملہ کیا فصلاگت کے گولے عین ان کے وسط میں لگنے کے نتیجے میں چار فوجی ہلاک اور ایک گاڑی تباہ ہوئی۔

سرنرائی کاغ موڑ کیمپ پر میزائل حملہ امیر حلقہ مکین حافظ فدا محمد کے بقول اگست 2015 میں سرنرائی کاغ موڑ کیمپ اوروام شوال کیمپ اور مکی سرپر مجاہدین مکین وشوال نے میزائل اور مارٹر کے مشترکہ عملیات کئے لیکن اس میں فوج کے نقصان کے بارے اندازہ نہ ہوا۔

21 اگست 2015 کو یژغنڈائی پر جھڑپ

ذوالقرینین، شیر وچہ خوازہ، ظاہر دواتوئی، مولوی نوراللہ وغیرہ کی زبانی۔ جنوبی وزیرستان توندہ درہ میں جب پاکستانی فوج نے پیش قدمی شروع کی تو 21 اگست 2015 کو یژغنڈائی پر فوج کا سامنا مجاہدین کے چھوٹے دستے سے ہوا جو 5 یا 6 افراد پر مشتمل تھا مجاہدین نے فوج پر حملہ کیا فریقین میں شدید مقابلہ ہوا جسکی وجہ سے فوج نے یژغنڈائی سے واپسی اختیار کی اسی اثناء میں کمانڈر خاکسار حلقہ توندہ درہ شہید ہوا جسکی وجہ سے مجاہدین اسکی لاش اٹھانے میں مصروف ہوئے اور دو مجاہدین فوج پر فائرنگ کرتے رہے اور ساتھیوں کا دفاع کر رہے تھے مجاہدین کی طرف سے حملہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے فوج کو حوصلہ ملا اور پسپائی روک لی مجاہدین گولیوں کی بچھاڑ میں خاکسار کی لاش اٹھا کر میدان جنگ سے باہر لانے میں کامیاب ہوئے اور اسکو افغانستان لامن میں اپنے ورثاء کے نگرانی میں اوزبرا گائی قبرستان میں سپرد خاک کیا جبکہ اس

کاروائی میں 2 فوجی بھی مارے گئے اسکے علاوہ کے تصدیق نہ ہوسکی میڈیا پر ایک فوجی کی ہلاکت کی تصدیق کی اسی روز برملی سر، وچہ درہ میں سیف اللہ بر کی حلقہ سام بھی فوج سے مقابلہ میں شہید ہوا۔

خیسورہ میں ایف سی جوانوں پر مجاہدین کا حملہ

س تمبر 2015 کو صبح آٹھ بجے علاقہ خیسورہ شناونائی میں مجاہدین جاڑائے وحلقہ تنگئی نے چند دن ریکی کرنے کے بعد گھات لگایا، یادرہے کہ یہ جگہ عین دشمن کے وسط میں تھا چاروں طرف دشمن کے مورچے تھے جبکہ اس کے درمیان میں راستہ تھا جسکو فوج اور ایف سی والے استعمال کرتے تھے خصوصاً ہر دن پانی لانے کیلئے اس راستہ پر انکا آنا جانا ہوتا تھا چنانچہ اسی دن صرف دو ایف سی اہلکاروں کے آنے کی اطلاع ریکی والے نے گھات لگائے مجاہدین کو دی اور وہ حملہ کیلئے چوکنا ہوئے جب دونوں سپاہی بلکل 2 یا 3 میٹر کے فاصلے پر آپہنچے تو مجاہدین نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرکے ان پر حملہ کیا اور دونوں کو جہنم واصل کیا جبکہ ان کے ساتھ ایک بندوق تھا جسکو مجاہدین نے غنیمت میں حاصل کیا۔ یاد

رہے کہ اس علاقے کو فوج کلیر علاقہ سمجھتے تھے بغیر اسلحہ اٹھائے وہاں انکا آنا جانا تھا مجاہدین نے وہاں سے واپسی کی تمام راستوں پر فوج اور ملیشا نے ناکہ بندی کی لیکن مجاہدین نے اتنی تیزی سے واپسی کی کہ قریب کے چیک پوسٹ والے بھی انکا راستہ نہ روک سکے جبکہ کاروائی فوجی وردی میں ملبوس ہو کر کی جسکی وجہ سے ناکہ بندی کرنے والے سپاہیوں نے انہیں فوج کا دستہ سمجھا اور ان پر فائر نہ کیا وڈیوں فلم الشہاب میڈیا پر موجود ہے۔

علاقہ خیسورہ میں ریموٹ مائین سے دھماکہ

خیسورہ فوجی چوکی میں بم دھماکہ

ستمبر 2015 میں علاقہ خیسورہ میں مجاہدین حلقہ تنگئی نے سالوغنڈائی کے ایک فوجی چوکی میں بم نصب کیا جب صبح کو ایف سی اہلکار اس میں داخل ہوا تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کیا گیا جس میں وہ ہلاک ہوا۔ حکومتی دعوے کے مطابق گل عالم محسود ایف سی اہلکار اس دھماکے کی نذر ہوا۔ کاروائی کی وڈیو فلم الشہاب میڈیاء پر موجود

ہے۔

خیسورہ فوجی چوکی میں بم دھماکہ

ستمبر 2015 میں علاقہ خیسورہ میں مجاہدین حلقہ تنگئی نے فوج کی ریکی پوسٹ میں ریموٹ بم نصب کیا جب فوجی اہلکار پوسٹ میں داخل ہوئے تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔

حکومت نواز ملک ولی جان پر حملے

ستمبر 2015 میں عید الاضحیٰ کے دن ڈیبہ پرش میں مجاہدین حلقہ برووند نے ریموٹ بم نصب کیا تھا تاکہ ملک ولی جان نشانہ بنایا جائے لیکن عید کے دن وہ وہاں نہ آئے عصر کے وقت تیز بارش اور آسمانی بجلی گن گرج سے ریموٹ کو شاٹ لگا اور دھماکے سے ضائع ہوا۔ نومبر 2015 میں مجاہدین حلقہ برووند نے مولے خان سرائے ٹھنڈے پانی مسجد کے قریب ایک ریموٹ بم نصب کیا جب ملک ولی جان کی گاڑی اس کی سیدھ میں آگئی تو ان پر دھماکہ کر کے گاڑی کو جزوی نقصان پہنچا اور ملک ولی جان بچ نکلے اس سے قبل اکتوبر ایک ریموٹ بم مکان پرش پر نصب کیا لیکن مقامی لوگوں کی نشاندہی پر اسے فوج نے ناکارہ بنایا۔ ایک دفعہ انکے ناکارہ شدہ گاڑی میں بم نصب کیا جبکہ وہ بھی انہیں معلوم ہوا لیکن ناکارہ کرنے سے قبل ہی مجاہدین نے چلایا جس سے گاڑی کے پرخچے بغیر کسی جانی نقصان کے اڑ گئے۔

شوال لواڑہ میں حملہ

ستمبر 2015 میں جب فوج نے علاقہ شوال لواڑہ کی طرف ایڈوانس کیا تو اس پر محسود مجاہدین نے حملہ کیا اس حملے کے نتیجے میں 10 سے 20 تک فوجی ہلاک اور دو گاڑی بھی تباہ ہوئی۔ طالبان ترجمان کو غلط اطلاع ملنے کی وجہ سے انہوں نے 50 فوجیوں کے ہلاکت اور 10 گاڑیوں کے تباہ ہونے کا دعوی کیا۔ جبکہ حکومت نے ایک لفٹننٹ کرنل آصف ملک یا فیصل ملک اور دو فوجیوں کے ہلاکت کی تصدیق کی۔ اس کی ویڈیو فلم موجود ہے۔ کمانڈر ترابی اور تبسم کے بقول اس فوجی پیش قدمی کے دوران 80 کے لگ بگ بارودی سرنگیں نصب کی گئی لیکن اس میں فوج کے کسی ممکنہ نقصان کے بارے میں ہمیں پتہ نہ چلا۔

گڈے ولّہ غیمبکائے میں فوج پر حملہ

ملنگ وچہ خوڑہ کے بقول اکتوبر 2015 میں فوج گڈے ولّہ غیمبکائے شوال میں 2 موروچوں کے درمیان کیمپ بنا رہا تھا جس پر 5 مجاہدین محسود نے حملہ کیا جس میں 2 فوجی واضح مارے گئے جبکہ دیگر کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔

شوال مانڑہ ابلین میں حملہ

امیر حلقہ مکین حافظ فدا محمد کے بقول اکتوبر 2015 میں مجاہدین محسود نے شوال مانڑہ ابلین میں فوجی ٹینک سمیت 6 فوجیوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو فوجی ہلاک ہوئے جبکہ فوج کے جوابی فائرنگ سے تین مجاہدین زخمی ہوئے کاروائی کی وڈیو فلم بھی موجود ہے۔

غیمبکئی میں کمین

امیر حلقہ مکین حافظ فدا محمد کے بقول اکتوبر 2015 میں محسود مجاہدین کی مشترکہ دستے نے علاقہ غیمبکئی میں گھات لگا کر دو فوجیوں کو ہلاک کر کے ان سے ایک عدد کلاشنکوف اور ایک عدد مین پال بطور غنیمت حاصل کی۔ یہ کاروائی کمانڈر شیر اعظم آغا کی کمان میں کی گئی۔

درے نشتر سرے خارے میں حملہ

اکتوبر 2015 میں اس کاروائی کی تفصیل حافظ فدا محمد کی زبانی یوں ہے کہ مجاہدین محسود نے درے نشتر سرے خاورے کیمپ اور مورچوں کے پاس کھڑے ٹینگ پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں چار فوجی ہلاک ہوئے۔

عبداللہ وزیر کی شہادت

عبداللہ کا تعلق علاقہ شکتوئی وزیر قوم سے تھا ایک نڈر اور پاک سیرت مجاہد تھا پاکستان کے خلاف لڑنے والی جنگوں میں پیش پیش ہوا کرتا تھا مجاہدین چگملائی سے وابستہ تھے اکتوبر 2015 میں کسی ضروری کام کے سلسلے میں ایف آر جنڈولہ کے (گرنی) گر نڑے شیخان گاوں گیا تھا جہاں فوج سے سامنا ہوا۔ اور ان سے مقابلے میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔

سرے خاورے میں سنائپر کاروائیاں

آپریشن راہ نجات وضرب عضب کی وجہ سے جب مجاہدین حلقہ محسود اپنے علاقہ سے شوال منتقل ہوئے کمانڈر ترابی کے بقول سرے خاورے درے نشتر شوال میں سنائپر گن کے دو الگ الگ کارروائیوں میں دو فوجی ہلاک کئے۔

گڈے ولہ میں کمین

30 نومبر 2015ء کو کمانڈو عاجز بی بی زائی کے بقول محسود مجاہدین نے شوال کے علاقہ گڈے ولہ میں فوج کے گشتی پارٹی پر حملہ کیا جس میں دو فوجی اہلکار مارے گئے۔

خون خیلہ ڈیلے میں دھماکہ

نومبر 2015 میں جنوبی وزیرستان حلقہ ڈیلے بمقام خونخیلہ اسکول سے 500 میٹر کے فاصلے پر مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے سڑک کنارے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا صبح 7 سے 8 بجے کے دوران 6 فوجی پیدل آتے ہوئے نظر آئے جب ان میں سے 3 فوجی بم کی سیدھ میں آئے تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کیا جنمیں 2 فوجی موقع ہی پر ہلاک ہوئے جبکہ تیسرے کے بارے میں پتہ نہ چلا۔

جنوبی وزیرستان ورغاڑو میں دھماکے

نومبر 2015 میں جب فوج نے شنکنڈے میلہ ، ورغاڑو، خڑغنڈائی وغیرہ پر قبضہ کیا اور مجاہدین حلقہ تنگئی نے مولانا معراج الدین کے گھر کے باہر ساتھ متصل سڑک کے کنارے 2 بم نصب کئے۔ صبح کو جب سڑک پر پیدل جاتے ہوئے 4 فوجیوں کو دیکھا تو مجاہدین نے وڈیو فلم بنانی شروع کی جب وہ عین بم کے سیدھ میں آئے تو ریموٹ کے ذریعے ان پر دھماکہ کیا جس سے چاروں گر گئے لیکن جب آدھے گھنٹے بعد خڑغنڈائی سے فوج امداد کے لیے آپہنچی تو سابقہ چار میں سے 2 فوجی اُٹھے جبکہ انکو پتہ نہ تھا کہ ایک اور مائن ہمارا انتظار کر رہا ہے جب وہ دونوں اور دوسرے فوجی مارے ہوئے فوجیوں کے اٹھانے کیلئے آگے بڑھے تو اس پر ریموٹ کنٹرول سے دوسرا دھماکہ کیا جس مین وہی فوجی مارے گئے جو پہلے دھماکے میں بچ گئے تھے جبکہ وڈیو فلم بھی اس کاروائی کی الشہاب میڈیا پر موجود ہے۔ اس کاروائی کے بعد فوج نے ورغاڑو جانے والے راستوں میں چوکیاں قائم کی تاکہ طالبان کے داخلے کی روک تھام کر سکے۔

مکی سر میں دو سنائپر کاروائیاں

نومبر یا دسمبر 2015ء میں کمانڈر ترابی کے بقول مکی سر پہاڑی پر واقع کیمپ کے نیچے ایک فوجی درخت کاٹ رہا تھا جنکو سنائپر گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا جب اس کے اُٹھانے کے لئے دو فوجی آئے تو ان میں سے بھی ایک کو ہلاک کر دیا۔

لوڑگئی سنزلہ میں طالبان پر حملہ (از حقانی ملا جس نے ان زخمیوں سے سنا تھا)

ہم حلقہ خیسورہ کے طالبان اپنے مرکز کا سامان خرڑپل تیارزہ منتقل کر رہے تھے کہ بمقام لوڑگئی سنزلہ تحصیل تیارزہ جنوبی وزیرستان ایف سی اہلکاروں نے ہم پر گھات لگا کر حملہ کیا پہلے پہل ہمیں سلنڈر و تسلم ہونے کا کہا لیکن ہم نے انکار کیا اور سامنے آنے والے ایف سی کے اہلکار پر حملہ کیا اور اسکو موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ چاروں طرف بیٹھے ایف سی اہلکاروں نے ہم پر فائر کھول دیا یہ واقعہ بعد از ظہر ہوا جبکہ مغرب تک فریقین میں فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا ہم کل تین افراد تھے جن میں سے دو کی عمر 15 سے 18 سال کے درمیان تھی دونوں زخمی ہوئے جبکہ ایک بلال نامی جسکی عمر 10 سے 14 سال کے درمیان تھی وہ صحیح سلامت تھا ابھی فریقین میں جنگ ہو رہی تھی کہ فوج کی گاڑی آ پہنچی مولوی حقانی نے کہا کہ ان مجاہدین نے کہا کہ وہ گاڑی سیدھا ہمارے قریب آئی جس پر ہم نے برسٹ مار کر گولیاں چلائی جس سے وہ واپسی پر مجبور ہوا ظہر ۴ بجے سے مغرب تک یہ معرکہ ہوتا رہا اور ہمارے زخموں سے خون فوارے کی طرح بہہ رہا تھا مغرب کے بعد جب اندھیرا چھا گیا تو ہم نے موقع غنیمت سمجھ کر وہاں سے نکلے اور سیدھا لوڑگئی سے جانے والی ندی سے مشکل سے سنزلہ میں حسن خان کے گھر پہنچے جو جائے وقوعہ سے ایک یا دو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا لیکن سیکورٹی فورسز کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ ہماری تعاقب کرے یہ رات اور صبح کا دن ہم نے وہاں گذارا کیونکہ اس سے آگے جانے کی طاقت نہ تھی یعنی 17 فروری 2015 کو عصر سے پہلے ہم زخمی ہوئے جبکہ 18 فروری 2015 کو مجاہدین بمع خطاب ہماری تلاش میں وہاں پہنچے اور ملاقات ہوئی جبکہ ہماری خیریت معلوم کرنے کے بعد مجاہدین میں سے یار محمد عرف مسلم یار وغیرہ سے رابطہ کیا اور انکو اپنے حالات سے آگاہ کیا۔ جبکہ عشاء کے وقت میں مولوی حقانی اور دیگر چند ساتھی وہاں پر بمع اونٹ اور 2 گھوڑوں کے پہنچے اور ساتھ کچھ روٹی بھی لے آئے وہ بھی انہیں کھلایا اور وہاں سے زخمیوں کو ایک اونٹ اور گھوڑے پر لاد کر براستہ ترخیکئی سے ہوتے ہوئے درگئی وزیر سے اگے لے جا کر گومل وانہ روڈ پر حمزہ کے گاڑی میں وانہ پہنچائے جبکہ تیسرے دن علاج کیلئے ڈاکٹر پہنچا دیئے چونکہ وانہ میں وزیر طالبان افغان طالبان کے علاوہ دوسرے مجاہدین کو نہیں آنے دیتے تھے لہٰذا افغان طالبان کے وساطت سے انہیں ڈاکٹر تک پہنچا یا اور انکو افغانی ظاہر کر کے ان سے علاج شروع کروایا پہلے پہل نزیر اللہ کا آپریشن ہوا جو کامیاب ہوا کیونکہ اسکا ہاتھ زخمی تھا۔ جبکہ وحید اللہ چونکہ پیٹ میں گولی لگنے سے زخمی ہوا تھا جب اسکو آپریشن تھیٹر پر لیٹا کر اسکو نشہ دیا نشے کی حالت میں ان سے ڈاکٹر نے پوچھا تھا کہ تو کون ہے کہاں پر زخمی ہوا ہے تو اس نے کہا تھا کہ میں وحید اللہ محسود ہوں خرڑپل کے قریب سنزلہ میں ایف سی سے جھڑپ میں زخمی ہوا ہوں ڈاکٹر نے وزیر طالبان کے کمانڈر عین اللہ کو بلایا تھا کہ آپ اسکو افغانی کے نام سے لائے ہو یہ تو محسود ہے اور سنزلہ میں زخمی ہوا ہے یہ سنتے ہی سب ڈر کے مارے حیران ہوئے اور وحید اللہ کو جلدی ہی حالت نشہ میں وہاں سے ہسپتال سے نکالا اور ان افغانیوں کے حوالے کیا جس نے انہیں

حوالے کیا تھا اور انہیں بہت بُرا بھلا کہا کہ آپ دھوکے سے محسود طالبان کے علاج ہم سے کرواتے ہیں انہوں نے جواباً کہا کہ مسلمان تو ہے اگر چہ محسود ہے لہذا بعد ازاں انکو برائے علاج گومل افغانستان لے جایا گیا اور وہاں پر عارضی مجاہدین ڈاکٹروں نے انکا علاج شروع کیا کئی دن تک زندہ رہا بالآخر 25 دسمبر 2015 کو زخموں کی تاب نہ لاکر شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا اس واقعے کو حکومت نے میڈیا سے چھپایا اور اس میں ایک ایف سی اہلکار کے علاوہ جانی نقصان کی آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی جبکہ طالبان میں وحید اللہ کئی دن بعد شہید ہوا۔

17 دسمبر 2015 کنڈے غر پر فوج کشی (از قلم مفتی عاصم)

کنڈے غر پر 17 ستمبر 2015 کو بمبار ہونے کے بعد ہم نے فوج کے ممکنہ حملے کی روک تھام کی تیاریاں شروع کی اور کنڈے غر کے اطراف میں واقع پہاڑوں پر بارودی سرنگیں بیچھا دیئے جبکہ ساتھ ساتھ ورغاڑو اور خیسورہ میں کئی ریموٹ کاروائیاں بھی کئے جس سے فوج پر واضح کرنا تھا کہ اب تک ہم مجاہدین کے حوصلے بلند ہیں بالآخر تقریباً 3 ماہ بعد 17 دسمبر 2015 کو چاروں طرف سے کنڈے غر پر فوج کشی کیلئے فوج آپہنچی۔ یعنی وانہ کی طرف سنزلہ لوڑگئی سے فوج کی آمد جہاں ان سے کم عمر مجاہدین کا چھڑپ ہوا خیسورہ کی جانب کڑے رعزائی سے فوج آئی جبکہ اوسپاس کی جانب سے طالب نرائے شناپے واہ سے بھی کثیر تعداد میں فوج آئی بروند غورلامہ گیڑیزائی کے طرف میں تو پہلے ہی سے فوج کے بڑے بڑے کیمپ موجود تھے۔ جبکہ مدیجان درگئی کی سائڈ سے بھی فوج آپہنچی اس موقع پر ہم نے فوج سے مقابلے اور جنگ کو بے موقع سمجھ کر اپنی افرادی قوت کو ضائع کرنے سے بچایا کیونکہ چاروں طرف سے ہزاروں کی تعداد میں اسلحہ سے لیس فوج اور انکو توپ اور جیٹ اور ہیلی کاپٹرز امداد بھی حاصل تھی اسلئے ساتھیوں نے عین فوج کے کیمپوں کے درمیان سے نکلنے کا راستہ اختیار کیا، کیونکہ فوج کو یقین تھا کہ طالبان اس طرف نہیں آسکتے پہلے سے وہاں بڑے بڑے کیمپ بنار کھے تھے کیونکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھے دوسرے سائڈوں پر وہ سخت محاصرہ کئے جانے کے پروگرام میں مشغول تھے۔ ہم نے ان کی خوش فہمی سے فائدہ اٹھایا اور انکے عین وسط سے ہوتے ہوئے تحصیل سرویکی کے مضبوط قلعے کے پاس سے گذر کر زیارت ثڑئے پہنچے جبکہ ہم تقریباً بارہ بندے وہیں ہی کنڈے غر کے ایک سائڈ میں مقیم رہے اور 4 دن تک کھجور اور بسکٹ سے گذارہ کرتے رہے لیکن جب ہمیں معلوم ہوا کہ فوج نے کنڈے غر پر مستقل قبضہ کیا واپس جانے کا ارادہ نہیں، تو ہم نے بھی اس محاصرے سے نکلنے کا فیصلہ کیا جبکہ اسی روز خالد امیر صاحب کا وہاں سے نکلنے کا حکم آیا۔ یاد رہے کہ ہم نے فوج کے ساتھ ہی 200 میٹر کے فاصلے پر 4 دن اور راتیں گذاری لہٰذا 20 دسمبر 2015 کو ہم نے کنڈے غر کو الوداع کہہ کر بعد از مغرب سفر شروع کیا مڑے گاڑے سے ہوتے ہوئے درگئی پہنچے اور وہاں پر راستے میں یٰسین اور مسلم یار شہید نے ہمیں دنبے کا گوشت کھلایا یہ گوشت انکو گلاپ عرف خطاب نے دیا تھا چار دن کے درماندوں کو گوشت اتنا اچھا لگا کہ شائد وہ ذائقہ پھر کبھی بھی نہیں ملے گا۔ بعد ازاں وہاں سے سفر کیا اور اعظم کے گھر پہنچے ان سے چائے مانگنے کا ارادہ تھا وہ بڑا سخی بندہ تھا لیکن دروازہ کٹکٹانے کے باجود جواب نہ ملا، ہم نے بہت زور زور سے انہیں آوازیں دی اور زور زور سے دروازہ کٹکٹایا بالآخر انہوں نے دیمی آواز سے ہمیں کہا کہ بھائی آگے جلدی نکلو میرے سامنے والے پرانے گھر میں فوج ہے لیکن دروازہ پھر بھی نہ کھولا جبکہ اسکا پرانا گھر ندی کے مشرقی جانب 50 سے 80 میٹر کے فاصلے پر تھا اسلیے ہم نے وہاں سے تیز قدموں سے چلنا شروع کیا بعض ساتھیوں نے کہا کہ فوج نہیں ہے ڈر کے مارے چائے نہیں پلایا یہ باتیں ہو رہی تھی تقریباً ہم 300 میٹر آگے گئے تو عین اعظم کے پرانے گھر سے فائرنگ شروع ہوا جب ان میں سے ایک گولی ہمارے قریب لگی اس وقت ہم حیران ہوئے کہ جب ہم وہاں قریب تھے فوج نے فائرنگ نہیں کی اب جب ہم دور ہوئے اب فائرنگ شروع کی میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اسی کو تو اللہ کی مدد کہتے ہیں کہ جب ہم قریب تھے اس وقت دشمن کو ہمت نہ ہوئی جبکہ وہاں پر دشمن ہمارا راستہ روکنے کے لیے ڈھیرہ ڈال چکا تھا اللہ

جانے دشمن کو کیا ہوا لیکن ہمیں بحفاظت ہزاروں دشمنوں کے وسط سے نکالا اور ہم بخیر عافیت وچہ سَوَئے پہنچے رات 2 بجے کے بعد وہاں ایک وادی میں کھلے اسمان تلے رات گذاری سخت سردی کی وجہ سے نیند کسی کو نہیں آرہی تھی آگ جلایا اس سے پوری رات تھپتے رہے صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے دن گیارہ بجے ابویاسر مرکز پہنچے دو دن بعد ہم نے اپنے مراکز کھولے 18 جنوری تک ہم سَوَئے میں رہے جبکہ 18 جنوری 2016 کی رات کو فوج کشی کے خوف سے جنوبی وزیرستان علاقہ محسود سے عمومی لحاظ سے ہم سب مجاہدین جنوبی محاذ، لواڑہ شمالی وزیرستان منتقل ہوئے جبکہ 15 سے 20 مجاہدین کو وہاں پر گوریلہ کاروائیوں کے لیے چھوڑا ۔

شوال میں فوجی کیمپ پر حملہ مجاہدین محسود مغربی محاذ نے کمانڈر ذو القرنین کی قیادت میں توندہ درہ وچہ درہ اور شوال میں کئی حملے فوجی کیمپوں پر کئے جسکی ایک جلک یہ ہے۔

خون خیلہ ڈیلے کے مقام پر دوسرا دھماکہ

دسمبر 2015 میں خون خیلہ ڈیلے کے سابقہ دھماکے کی جگہ سے ذرہ دور مجاہدین حلقہ جاٹرائے وحلقہ ڈیلے نے مشترکہ کاروائی کے دوران سڑک کنارے ریموٹ بم نصب کیا۔ صبح کو پہلے پہل بم دسپوزل ٹیم کے 2 اہلکار وہاں پہنچے آتے ہی ان پر دھاکہ کیا گیا جس میں دونوں کو ہلاک کرکے مجاہدین خوشی خوشی واپس مرکز پہنچے۔

قلعہ سیف اللہ میں چند کاروائیاں

دسمبر 2014 میں مجاہدین محسود اور پیر صاحب کے چند ساتھیوں نے قلعہ سیف اللہ کی مین سڑک پر ناکہ لگایا اور تلاشی شروع کی دوران تلاشی ایک سواری بس روکا گیا جس سے تفتیش کے دوران 9 افراد کو آتارا گیا جس میں ایک ایئر فورس کا انجنیئر تھا جسکو چند دن بعد قتل کرکے اس کی لاش وہاں پر پھینک دی گئی جبکہ دوسرے افراد فدیہ کے عوض رہا کر دئے گئے جسکی تصدیق میڈیا پر بھی ہوئی چند روز بعد لیویز اہلکاروں کے خلاف کئی کاروائیاں کرکے انہیں گرفتار کئے اوران سے اسلحہ جمع کیا۔ کیونکہ وہ مقامی آبادی سے تعلق رکھتے تھے۔لہذا مقامی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے انہیں رہا کردیئے۔

گوڈے وَلّہ تعارض

دسمبر 2015 میں مجاہدین محسود نے کمانڈر حامد اور عادل کی سربراہی میں گوڈے ولہ فوجی کیمپ اور مورچوں پر تعارض کیا۔ فوج نے جوابی کاروائی کر کے اس حملے کو پسپا کیا۔ اس حملے میں حکومت نے آٹھ فوجیوں کے مارے جانے کی تصدیق کی محسود طالبان کے ترجمان سے پہلے مجلس عسکری نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی جو جھوٹ پر مبنی تھی حالانکہ اس کاروائی میں انکا کسی قسم کا تعاون نہ تھا۔

آپریشن راہ نجات اور آپریشن ضرب عضب 2016 میں داخل ہوئے

آپریشن راہ نجات 19 مئی 2009 سے اور آپریشن ضرب عضب جون 2014 سے فریقین کے نقصانات اور تمام ہموم وغموم کو لیکر 2016 میں داخل ہوئے اب 2016 میں ہونے والے واقعات وحادثات کی تفصیل لکھی جاتی ہے

سوکئی دتہ خیل میں سنائپر کاروائی

جنوری 2016 میں مجاہدین محسود کی مشترکہ کاروائی میں بمقام سوکئی دتہ خیل راستے پر جانے والے 2 فوجیوں پر سنائپر گن سے حملہ کیا جس میں ایک فوجی ہلاک ہوا اور دوسرا بھاگنے میں کامیاب ہوا۔ تفصیل ترابی لدھا کی زبانی تحریر کی گئی۔

فروری 2016 شمالی وزیرستان لشکہ میں مجاہدین کی ثابت قدمی

حکومت پاکستان کی روسی نما ظالم فوج نے جب جون 2014 میں ضرب عضب نامی آپریشن شروع کیا تو عوام پر بے تحاشہ فضائی بمبار کیا جس میں خصوصاً میر علی اور مضافات میر علی اور علاقہ شوال میں عام گاؤں پر بمبار کیا گیا۔ جن میں روز روز 30 سے 40 تک خواتین بچے اور مرد لقمہ اجل بنتے رہے اور میڈیاء میں طالبان کے نام سے انکی تشہیر کی جاتی تھی چنانچہ یہی سلسلہ فروری 2016 میں داخل ہوا اور شوال پر فوج کشی کی گئی۔ جبکہ لواڑہ کی سائڈ پر پہلے ہی روز فوج کو سخت مزاحمت کا سامنا ہوا اور وہاں پر ہی پیش قدمی روک لی اس محاذ کے کماندان ذبیح اللہ محسود تھے، جو مجاہدین کے ساتھ بنفس نفیس میدان جنگ میں رہتے تھے لیکن جب 22 فروری کو جب محاذ پر ڈرون حملہ ہوا، تو خالد محسود نے مجاہدین کو محاذ سے پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ جبکہ اس لڑائی میں محسود مجاہدین کے ساتھ داوڑ مجاہدین اور بشیر افغانی کے ساتھیوں نے بھی حصہ لیا اور بشیر افغانی کا ایک ساتھی بھی شہید ہوا۔ اور اسی روز شوال لواڑہ کئی جھگوں پر 9 فوجیوں کو ہلاک اور کئی کے زخمی ہونے کی خود حکومت نے تصدیق کی۔

کرام کوٹ گیڑیبہ وِیلہ جاڑنیے کے نزدیک بم دھماکہ

کرام کوٹ گیڑیبہ وِیلہ کے نزدیک سنزلہ سے جانے والی وادی جو تنائی کی طرف بہتی ہے جسے محسود عوام سنزلہ خولہ کہتے ہیں۔ جنوری 2016 میں وزیر محسود برید (کونٹے) پر ایف سی والوں نے نیا کیمپ بنایا جس میں 30 سے 40 افراد رہتے تھے ایف سی والوں کے خلاف کاروائی کے لیے

مجاہدین حلقہ جاٹرائے نے کافی محنت کی لیکن بالاخر جب ایف سی والوں نے نیار یکی چیک پوسٹ بنانا شروع کیا تو مجاہدین نے موقع پاکر رات کی تاریکی میں وہاں جاکر اس چیک پوسٹ کے دیوار میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا بقول ظاہر محسود شہید صبح کو جب ایف سی والے 6 بندے آئے جن میں 1 چیک پوسٹ میں داخل ہوا جبکہ پانچ وہاں باہر دیوار کے ساتھ کھڑے تھے ہم نے ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کیا جن میں 4 ایف سی والے ہلاک اور 2 اہلکار زخمی ہوئے ان کی امداد کیلئے تنائی قلعہ سے امدادی ٹیمیں وہاں پہنچی اور وانہ گومل سڑک 2 گھنٹے تک بلاک کئے رکھا۔ جبکہ چند دن بعد فروری 2016 میں کنڈ سرائی میں ان مجاہدین نے بم دھماکہ کیا ۔ وہ اسطرح کہ سڑک کنارے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا، جب وانہ سے خیسورہ جانے والا فوجی ٹرک جو ایف سی والوں سے بھرا تھا جوں ہی مائن کے سیدھ میں آ پہنچا تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کیا گیا اس میں کئی ایف سی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے یاد رہے کہ ٹی وی منس تھا۔۔ حکومتی رپورٹ کے مطابق 12 ایف سی والے اس میں زخمی ہوئے۔

خیسورہ اور شکئی کے درمیان بالا پتھر میں بم دھماکہ

فروری 2016 میں مجاہدین خیسورہ وحلقہ تنگئی نے خیسورہ اور شکئی کے درمیان بالا پتھر کے علاقے میں ایک اسکول پر چھاپہ مارا جس میں کئی مزدور گرفتار کئے جب ان سے فوج کے پہرہ دینے والے دستہ کے بارے میں پوچھا تو ذرہ دور دوسرے اسکول کی تعمیر ہونے والی بلڈنگ بتایا اسی اثناء میں چند مزدور بھاگ کر ان کے پاس پہنچے تھے اور انہیں جگایا تھا انہوں نے جاگتے ہی فائر شروع کی جسکی وجہ سے مجاہدین کی کاروائی ناکام ہوئی اور وہاں پر کھڑے فوجی خپارہ (ایکسویٹر) گاڑی میں دھماکہ خیز مواد نصب کیا اور اسکو دھماکے سے اڑادیا حکومتی رپورٹ سیلاب محسود نے مشال ریڈیو پر یوں نشر کیا کہ طالبان نے لڑکیوں کے اسکول میں دھماکہ کیا جس سے اسکول مکمل منہدم ہوا۔ جبکہ مجاہدین محسود اس پالیسی کے مخالف ہے البتہ شرعی لحاظ سے اس اسکول کا منہدم کرنا جائز تھا کیونکہ وہ دشمن کے زیر قبضہ و تسلط تھا
لیکن سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر مجاہدین محسود نے اسکول کالج یونیورسٹی کی عمارتوں کو اب تک نشانہ نہیں بنایا ہے۔

تنائی کے مقام وانہ گومل سڑک کے کنارے بم دھماکہ

فروری 2016 میں حلقہ تنگئی کے مجاہدین نے وانہ گومل سڑک کے کنارے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا جب فوجی قافلہ میں شریک گاڑی اسکی سیدھ میں آ پہنچی تو ان پر دھماکہ کیا گیا۔ آزاد ذارائع سے فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی البتہ حکومتی رپورٹ کے مطابق اس میں چند اہلکار زخمی ہوئے۔

30 فروری 2016 کو زووئی میں تعارض

شوال آپریشن کے رد عمل میں مجاہدین محسود نے کئی حملے فوج پر کئے جن میں کنڈ سر کے قریب پہاڑی پر 2 پوسٹوں پر مجاہدین محسود نے تعارض شروع کیا اس تعارض میں فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف ہلکے اور بھاری اسلحے کا کافی استعمال کیا۔ کئی منٹ جنگ جاری رہنے کے بعد کئی مورچوں کو فتح کیا جسکا کمانڈر ملا منصور تھا دوسری طرف سے تعارض کے مجاہدین جب مورچوں کے قریب پہنچے تو فوج کی جوابی ہنڈ گرنیڈ سے کئی مجاہدین زخمی ہوئے جن میں محمد ہاشم ولد قاسم خان برومی خیل حلقہ ڈیلے عرف شمشیر بھی زخمی ہوا اور بعد میں زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوا۔ جبکہ سمیع اللہ ولد حاجی زارداد ہیبت خیل لواڑہ شوال بھی جام شہادت نوش کر گیا اور جمشید ولد باروم خان جلال خیل حلقہ لواڑہ شوال عرف خدمتی بھی اس حملے میں مقام شہادت پر فائز ہوا۔ شہداء اور زخمیوں کی وجہ سے مجاہدین ان مورچوں کو فتح نہ کر سکے جبکہ اس پوری کاروائی کی کمانڈنگ آقا عرف فاتح کر رہے تھے فوجی جانی نقصان کا اندازہ نہ ہوا۔

2 مارچ 2016 کو دڑہ غونڈائی میں فوج اور طالبان کے درمیان معرکہ

جب 18 دسمبر 2015 کو کنڈے غر فوج کشی کی گئی تو مجاہدین نے زیارت ثڑئے وغیرہ مراکز منتقل کئے وہاں پر ایک مہینہ گذرا کہ 18 جنوری 2016 کو ٹانک گومل سے لیکر زیارت ثڑئے سَوَئے تک علاقوں میں فوج نے آپریشن شروع کیا کیونکہ متاثرین (مہاجرین) کی بحالی کا سلسلہ تیزی سے شروع تھا۔ اس لیے مجاہدین کو علاقے سے بے دخل کرنے کیلئے آپریشن شروع کیا جسکی وجہ سے عمومی مراکز وہاں سے منتقل کرکے لواڑہ شمالی وزیرستان میں قائم کئے جب کہ 30 کے لگ بگ افراد پر مشتمل دستہ گوریلہ کاروائیوں کے لیے وہاں چھوڑا گیا۔ جس پر پہلا چھاپہ فروری 2016 میں سَوَئے میں لگا جن میں تمام مجاہدین بحفاظت نکلے صرف ایک مجاہد مسمی پالا فوج کے ہاتھوں گرفتار ہوا جبکہ مجاہدین کے فائرنگ سے ایک فوجی بھی مجاہدین ڈیلہ کے مرکز میں داخل ہوتے وقت مارا گیا۔ اس وقت حلقہ ڈیلہ کے 4 مجاہدین مرکز میں دوپہر کے وقت موجود تھیں جن میں ایک غسل کرکے جب کمرے سے باہر نکلا تھا دوسرے سوئے تھے کہ اچانک فوج کو مرکز کے قریب آتے ہوئے دیکھا تھا ساتھیوں پر زور زور سے آواز کَسے تھے کہ فوج آئی فوج آئی جس سے ساتھی تندی سے اُٹھے اور بھاگ نکلے جبکہ عمر عرف انس نے آنے والے فوجی پر فائرنگ کرکے اسکو ہلاک کرکے خود فرار ہوئے جبکہ پالا وہاں ہی گرفتار ہوا کچھ عرصہ بعد مجاہدین کا گوریلہ دستہ مختلف کاروائیوں کے بعد زیارت ثڑئے سَوَئے منتقل ہوا اور وانہ گومل سڑک پر کاروائیاں کرتے رہے جسکے رد عمل میں فوج نے ان پر چھاپہ مارا لیکن سب بحفاظت ان سے نکلے جن میں سے بعض ساتھی واپس سنزلہ چلے گئے اور بعض توئی خولہ نکلے
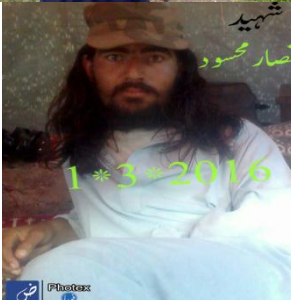
۔سنزلہ میں دوسرے گوریلہ گروہ سے ملے اور وہاں دژہ نامی دامن کوہ میں مرکز کھولا کل 11 مجاہدین تھے کسی جاسوس نے انکا پتہ فوج کو دیا اور فوج نے یکم مارچ 2016 کو رات کے وقت ان پر چھاپہ مارا جبکہ مجاہدین کو علم نہ تھا صبح 8 بجے کے دوران 2 ساتھی ان میں سے بسترے لانے کیلئے سنزلہ گئے لیکن انہوں نے بھی فوج کو نہ دیکھا جبکہ ان مجاہدین کا کہنا تھا کہ 9 بجے کے قریب ہم نے فائرنگ کی آواز سنی جب پہاڑی پر چھڑ گئے تو مرکز کے اردگرد فوج دیکھا اور شدید فائرنگ شروع ہوئی۔ جبکہ ان محاصرہ شدہ مجاہدین میں سے ایک مجاہد مسمی ہمت دو دن بعد نکلا۔ انکا کہنا تھا کہ 9 بجے کے دوران ہم نے فوج کو دیکھا تو ہم نے دوڑ کر اپنی اسلحہ اٹھالیا اور ہم دو گروپ میں تقسیم ہوئے (۱) گلاپ عرف خطاب (۲) یار محمد عرف مسلم یار (۳) سلیم اللہ عرف جانثار (۴) سید حسین یہ چاروں وہاں ایک طرف روانہ ہوئے جو ایک نالے میں چند قدم ہم سے آگے گئے تو ان پر چاروں طرف سے فائرنگ شروع ہوا اور انکو وہاں پر شہید کروایا گیا جبکہ ہم دوسرے گروپ میں (۱) کشید خان ماما (۲) محمد اقبال عرف ظاہر (۳) عابد اللہ عرف انصار (۴) بلال (۵) اور میں (ہمت) دوسری طرف روانہ ہوئے ذرہ آگے گئے تو سامنے سے فوج دیکھا جسکی وجہ سے ہم نے واپسی کی میں (ہمت) ایک طرف اکیلا موڑ کر چھوٹی بارانی نالے سے روانہ ہوا جبکہ باقی چار ساتھی سیدھا جا کر دژہ کی بڑی سنگلاخ تکہ میں جا گھسے اِدھر اُدھر سے فوج فائرنگ کرتا رہا عصر سے پہلے فوج نے واپسی کا عمل شروع کیا جبکہ اسی اثناء میں بلال کو دیکھا کہ وہ کچھ فوجیوں نے ہاتھ سے پکڑا ہے اور لے جا رہا ہے بس دیکھتے ہی دیکھتے فوج روک گئی اور کچھ دیر بعد جس جگہ باقی مجاہدین نے پناہ لی تھی اس پر سخت فائرنگ شروع کی مجھے معلوم ہوا کہ شائد بلال نے انکی نشاندہی کی یاد رہے کہ بلال کی عمر 12 سے 15 سال کے درمیان تھی جو پہلے بھی ایک دفعہ 17 دسمبر 2016 کے فوج کشی کے دن لوڑگئی میں بچ نکلا تھا یہ فائرنگ کا سلسلہ اور تبادلہ 24 گھنٹے جاری رہا جس میں کئی فوجی زخمی اور مارے گئے ان فوجیوں کے چیخنے کی آوازیں میں سن رہا تھا جبکہ میں ایک پتھر اور درخت کے درمیان چھپا تھا۔

بالآخر 2 مارچ 2016 کو عصر کے وقت فائرنگ کا تبادلہ ختم ہوا مجھے معلوم ہوا کہ تمام کے تمام ساتھی شہید ہوئے اور فوج کو دیکھا کہ وہ شہداء کی لاشیں گھسیٹ کر لے جا رہے ہیں؛ چنانچہ مغرب کے بعد فوج کے واپسی کے بعد میں تاریکی میں وہاں سے روانہ ہوا اور ترخی کئی نامی گاؤں پہنچا، وہاں دوسرے دو ساتھیوں کو بھی پایا جو ہم سے بسترے لانے کیلئے گئے تھے انہوں نے بھی یہ منظر دیکھا تھا لیکن بے بسی کی وجہ سے ساتھیوں کی مدد نہ کر سکے وہاں کھانا کھایا اور توئی خولہ رات کو پہنچے اور وہاں پر دوسرے ساتھیوں سے جا ملے اور انہیں ان تمام حالات سے آگاہ کیا۔ دژہ غونڈائی معرکہ میں شہید ہونے والوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) گلاپ خان عرف خطاب ولد گلستان اشنگئی خیسورہ امیر حلقہ خیسورہ گلاپ خان تقریباً 38 سالہ جوان تھے جسکا تعلق اشنگئی قبیلہ سے تھا آپکے اباء واجداد خیسورہ میں آباد ہوئے وزیرستان میں طالبان کے 2004 کی جنگ کے بعد آپ طالبان سے جا ملے اور مختلف مواقع میں داد شجاعت کے مستحق ٹھہرے۔ آپ صاحب بنفس نفیس ہر جنگ میں ساتھیوں کے ساتھ شمولیت کرتے تھے مارچ 2014 میں آپ خیسورہ کے امیر مقرر ہوئے جب اپنے علاقے میں آپ داخل ہوئے تو حکیم اللہ محسود کے ساتھیوں نے اپکے خلاف پراپیگنڈہ مہم شروع کیا جب اپریل 2014 میں حکیم اللہ محسود کے ساتھیوں نے حلقہ ڈیلے کے مجاہدین پر سنزلہ میں حملہ کیا تو آپ نے پہلے پہل ان سے جنگ لڑی۔ اس کے بعد پاکستانی حکومت کی طرف سے وہ نشانہ بنے لیکن وہ خود بچ نکلے اور بالاخر یکم مارچ 2016 کو بمقام دژہ غنڈائی چھاپہ کے دوران مقام شہادت پر فائز ہوئے

(۲)سید حسین ولد خان تورم عباس خیل (۳) محمد بلال ولد رسول محمد حلقہ خیسورہ کیکاڑائی (۴) کشید خان ماماولد شیر ابات خان کوکٹ خیل لالہ ژئے (۵) محمد اقبال عرف ظاہر ولد شیواہ خان زاند وعباس خیل (۶) یار محمد ولد رسول خان عرف مسلم یار اوسپاس محمد خیل (۷) عابد اللہ ولد غلام محمد عرف انصار تنگئی عباس خیل (۸) سلیم اللہ ولد سیلا خان عرف جانثار بروند درامن خیل (۹) عوامی رپورٹ کے مطابق فوج کے قبضہ میں کل 9 لاشیں تھیں جبکہ نویں لاش کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کسی کی تھی کیونکہ مجاہدین تواس موقع پر 8 شہید ہوئے ہیں جبکہ تین وہاں سے صحیح سلامت نکلے۔ عینی شاہد کا کہنا تھا کہ فوج نے لاشوں کی بے حد بحرمتی کی تھی اور انکوں مسخ کیا تھا جبکہ انکو سروکی قلعہ کے قریب فوج نے سپرد خاک کئے۔ انہی گوریلہ کاروئیواں کے گروپ نے شہادت سے چند دن قبل فروری 2016 میں کئی کاروائیاں کئے جسکی رپورٹ میڈیاءپر بھی نشر ہوئی۔ سیف الدین بن کشید خان کے بقول کہ مجھے مدیجان ایک رہائشی باشندے نے کہا کہ ایک ملیشیاوالے نے مجھے ان شہداکے فوٹو دیکھائے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس لڑائی میں بارہ فوجی مارے گئے۔

8مارچ 2016کوزوؤئی میں تعارض

فروری 2016 میں جب پاکستانی فوج نے شوال آپریشن شروع کیا توفوجی پیش قدمی سے قبل علاقے پر فضائی بمباری شروع کی تاکہ وہاں کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہے بمبار کی شدت اس سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک رات کو 60 حملے علاقے شوال زوؤئی میں جیٹ طیاروں نے کیئں۔ جبکہ توپ خانے اور ہیلی کاپٹرز کی شیلنگ اسکے علاوہ بے دریغ کیا جاتا تھا لیکن اسکے باجود بھی مجاہدین نے فوج پر حملے جاری رکھے جن میں کچھ کاروائیوں کا ذکر میڈیاء پر بھی آتا رہا۔ اس علاقے میں دو گروپ منظم انداز میں فعال تھے نمبر (۱) مجاہدین محسود خالد محسود (سجنا) گروپ (۲) مجلس عسکری جبکہ مجاہدین محسود کے کاروائیوں کی ذمہ داری اعظم طارق سے نہیں لی جاتی بلکہ الٹا اسکو تبدیل کرکے مجلس عسکری عبد اللہ وزیرستانی کے نام سے نشر کی جاتی تھی راز معلوم نہ ہوا کہ اسی سے حکومت پاکستان کا کیا مقصد تھا ان کاروائیوں میں **8مارچ 2016کو** علاقہ زوؤئی کنڈ سر کے پہاڑی سلسلہ میں فوج نے دن دھاڑے پیش قدمی شروع کی (جبکہ فوج کامعمول اکثر رات کے کے وقت پیش قدمی کا تھا) اور انہیں ہیلی کاپٹرز اور توپ خانے کی مدد بھی حاصل تھی جبکہ جیٹ طیارے بھی شانہ بشانہ چن چن کر مجاہدین کے مراکز کو نشانہ بنانے میں مصروف تھیں۔ مجاہدین محسود کا غیرت ایمانی بھی بھڑک اٹھا انہوں نے بھی دن دھاڑے فوج پر تعارض شروع کیا جس میں 3 یا 4 مورچوں کو فتح کرکے پاکستانی پرچم جو دوسرے قریبی چوٹی پر لہرا رہا تھا اسکو اتارنے کیلئے کمانڈر اسماعیل نے پیش قدمی شروع کی جسکو بارہا مسئول شیر اعظم آقا عرف فاتح نے منع کیا کہ آگے نہ جانا لیکن وہ آگے بڑھتا گیا چند منٹ بعد ان کا رابطہ منقطع ہوا معلوم ہوا کہ اسماعیل نے جام شہادت نوش کی ہے۔ توکمانڈر فاتح نے مجاہدین کو حکم کیا کہ جنگ بند کرکے کماندان اسمعیل کی لاش اٹھالینا جسکی وجہ سے جنگ روک لی گئی اور مال غنیمت چھوڑا گیا لیکن اسمعیل کی لاش کو گھر پہنچایا گیا۔ اور برمل اوزبرا گئی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مجاہدین کے اس شجاعانہ اور دلیرانہ حملے کو فوج نے دیکھا تو مورچے چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی۔ کماندان اسماعیل انہی دنوں میں شہریار گروپ سے علیحدہ ہوکر حلقہ محسود کے امیر خالد محسود سے بیعت ہوا تھا۔ جبکہ ان کے باقی ساتھیوں نے انکی شہادت کے بعد ان سے وفا نہ کی اور اپنے کمانڈر کے قاتل پاکستانی فوج کو سرنڈر ہوئے کیونکہ حکیم اللہ محسود کے نام سے اکثر مجاہدین جسکا تعلق محسود قبیلہ اور وزیر قبیلہ سے تھا اور کچھ دیگر قبائل سے بھی تھا وہ پاکستانی فوج کو سرنڈر ہوئے اور سالوں کی قربانیاں خاک میں ملادی۔

15مارچ 2016 کوتاتی سرسوئے زیارت ژئے میں عمر عرف انس کی شہادت

جب 18 جنوری 2016 کو فوج نے پورے جنوبی علاقوں سے طالبان کو بے دخل کرنے کا آخری مرحلہ شروع کیا تو وہاں پر طالبان کے گوریلہ کاروائی کی ٹیم میں سے 2 مجاہدین مسمیٰ عمر عرف انس(۲) نوروالی لالا ریکی کرنے کیلئے علاقہ سَوئے میں داخل ہوئے، جب یہ دو افراد تاتی سرنامی پہاڑ پر چھڑے انہیں معلوم نہ تھا کہ اس علاقے کو فوج نے قبضہ کیا ہے وہاں پر چھپے فوجی اہلکاروں نے ان پر فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں عمر عرف آنس ولد محبوب برومی خیل حلقہ ڈیلے موقع پر شہید ہوئے جبکہ اسکا دوسرا ساتھی نوروالی لالا فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ یاد رہے کہ وہاں پر گوریلہ کاروائیوں کے لیے چھوڑے گئے طالبان دستے کا یہ دوسرا نقصان ہوا۔

علاقہ زوائی ڈیورنڈلائن کے قریب ایک اور حملہ

20مارچ 2016 میں جب فوج آپریشن ضرب عضب میں مصروف تھی تو اس سلسلہ میں ڈیورنڈ لائن کے قریب علاقہ ظوائی میں اس پر مجاہدین محسود نے حملہ کیا جس میں 5 سپاہی مارے گئے حکومت نے بھی میڈیاء پر اسکی تصدیق کی۔ جبکہ اس سلسلہ میں فوج ظوائی بیزے سر کے پہاڑوں میں پیش قدمی کر رہی تھی کہ اسی اثناء میں 25مارچ 2016 کو فوج کے دفاع کے لیے پہاڑی چوٹی پر بیٹھے فوجی دستے پر مجاہدین محسود نے حملہ کیا جس میں کم سے کم 5 فوجی ہلاک ہوئے۔

جب درہ شوال علاقہ محسود میں آپریشن ضرب عضب شروع ہوا تو مجاہدین محسود نے ایک مشترکہ مرکز کھولا جو فوج سے نبرد آزما ہوتی رہتی تھی تفصیل عاجز بی بی زائی کی زبانی تحریر کیا ہے

لواڑہ اور کاشکرائی لشکہ میں بم دھماکے

مارچ 2016 میں محسود طالبان نے دتہ خیل لواڑہ سڑک میں وزن بم نصب کیا تھا جسکی زد میں ٹینک آیا جو زوردار دھماکے سے تباہ ہوا مارچ کے مہینے میں چونکہ فوج نے پیش قدمی شروع کی تھی چنانچہ مجاہدین محسود نے بمقام کاشکرائی ایک مورچے میں ریموٹ کنٹرول نصب کیا جب فوج پیش قدمی کرتی ہوئی وہاں پہنچی تو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بم کو بلاسٹ کیا لیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا کہ کتنے فوجی مارے گئے اور کتنے زخمی ہوئے پیش قدمی کے انہی دنوں میں علاقہ لشکہ کاشکرائی لواڑہ اور آس پاس کے پہاڑوں میں کئی مائن (بارودی سرنگیں) نصب کئے جن میں سے 4 مائن دھماکے سے بلاسٹ ہوئے البتہ جانی نقصان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکے کیونکہ ان علاقوں پر فوج نے قبضہ کیا جسکی وجہ سے طالبان کو معلومات ہاتھ نہیں آسکے بالاخر 28 فروری 2016 کو لواڑہ محاذ پر 2 ڈرون حملے ہوئے جس میں محاذ جنگ پر نصب بھاری ہتھیاروں کو نشانہ بنایا لیکن اس میں جانی نقصان نہ ہوا جسکی وجہ سے لواڑہ محاذ پر آمنے سامنے لڑائی رک دی گئی اور مجاہدین کو خالد محسود نے حکم دیا کہ وہ محاذ سے پیچھے ہٹ جائے گوریلہ کاروائیاں شروع کریں۔

ظوائی بیزے سر فوج کی ریکی مورچہ میں بم دھماکہ

30مارچ 2016 کو مجاہدین حلقہ وچ وام شوال بی بی زائی محسود نے شوال کے علاقہ ظوائی میں بیزے سرنامی پہاڑی میں فوج کے ریکی مورچہ میں بم نصب کیا جسکے زد میں ایک کیپٹن سمیت 3 سپاہی ہلاک ہوئے جبکہ حکومت نے بھی اسکی تصدیق میڈیاء پر کی۔ جبکہ اس حملہ کے ذمہ داری عبد اللہ وزیرستانی مجلس عسکری کے ترجمان نے بھی قبول کی جو مبنی بر حقیقت نہ تھی واقعے کی تفصیلات عاجز بی بی زائی کے زبانی تحریر کی گئی کمانڈر عاجز نے کہا کہ انہی دنوں میں جب فوج پیش قدمی کر رہا تھا تو چرگ پنگے سے ظوائی تک علاقے میں میں نے کل 23 بارودی سرنگیں بچھادی لیکن اس میں ہونے والے نقصانات کا پتہ نہ چلا۔

میر خونی کلی سے دیڑ نرائی تک علاقے پر فوج کا چھاپہ

29اپریل 2016 کو پاکستانی فوج نے علاقہ شکتوئی میر خونی کلی سے دیڑ نرائی تک علاقے کو چاروں طرف سے محاصرے میں لے کر سرچ آپریشن شروع کیا تھا؛اس آپریشن کے دوران مقامی باشندوں میں سے 8افراد کو فوج گرفتار کرکے ساتھ لے گئی جسکو کئی دن تک حراست میں رکھنے کبعد ان میں سے 7افراد کو رہا کیا گیا اور ایک شخص مسمیٰ اکبر علی ایک سال غائب رہنے کے بعد بازیاب ہوئے۔ آنس وچاملتو کی زبانی تفصیلات تحریر کی گئی۔

سوئی غر میں مجاہدین پر فوج کا چھاپہ

29مئی 2016 کو پاکستانی فوج نے سوئی غر میں طالبان مراکز پر چھاپہ مارا اور وہاں پر موجود اہل علاقہ میں سے 6 شہریوں کو گرفتار کرکے فوج ساتھ لے گئے جن میں 5افراد کو بعد میں رہا کیا لیکن ایک شخص شاہ خان تاحال 13 ستمبر 2016 تک لاپتہ ہے۔ آنس کی زبانی تفصیل لکھی گئی۔

علاقہ ٹاٹی المعروف ثمر باغ وانہ میں فوج کے حملے میں ملا حقانی کی شہادت

17رمضان المبارک 23جون 2016 کو مولانا غوث الدین ولد ناول خان عرف حقانی ملا ایک دوسرے ساتھی کے ہمراہ موٹر سائیکل پر وانہ جا رہے تھے۔ کہ ٹاٹی نامی علاقے میں گشت پر مامور فوج نے ان پر حملہ کیا جسکے نتیجے میں مولانا غوث الدین عرف حقانی ملاعباس خیل زاندو حلقہ جاٹرائے نے جام شہادت نوش کی۔ جبکہ اسکا دوسرا ساتھی زخمی حالت میں فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ یاد رہے کہ مولوی صاحب کی لاش فوج ساتھ وانہ لے گئی جنوبی محاذ کے گوریلہ گروپ کا یہ تیسرا بڑا نقصان 2016 میں ہوا۔

شکتوئی کے علاقے مرزسنزی کلی پر فوج کا چھاپہ

جون 2016، 12یا13 رمضان المباک کو پاکستانی آرمی نے مرزسنزی کلی پر رات کے وقت چھاپہ مارا جسمیں کاروائی کے دوران گاوں والوں میں سے چند افراد گرفتار کرکے ساتھ لے گئے چند دن حراست میں رکھکر اسکو رہا کیا گیا۔ آنس کی زبانی تحریر تفصیل لکھی گئی۔

اقبال ولد ابراہیم خان شابی خیل زانگاڑہ کی شہادت

30رمضان المبارک عیدالفطر کی رات کو محمد اقبال ولد ابراہیم خان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ اپنے دوسرے ساتھی کے ہمراہ رات تین بجے 6جولائی 2016 کو شرکئی نامی گاؤں سے نکلے جب محسود آباد (ورستہ بازینہ) اپنے گھر کے قریب پہنچے تو وہاں پر گھات لگائے پاکستانی فوج نے ان پر حملہ کیا جسمیں محمد اقبال موقع ہی پر شہید ہوئے اور آپکا دوسرا ساتھی فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔

لدھا میں بم دھماکہ اکتوبر 2016 میں لدھا میں ایک بارودی سرنگ سے ایک پاکستانی فوجی ٹکرا گیا جسمیں فوجی مارا گیا اور ایک مقامی باشندہ بھی ایک ٹانک سے محروم ہو کر شدید زخمی ہوا، تفصیل میڈیا پر بھی نشر ہوئی۔

لدھا میں بم دھماکہ

11اکتوبر 2016 کو مجاہدین محسود کے ایک مشترکہ دستے نے لدھا میں تحصیل اور سابقہ فرنگی دور کے ایف سی ملیشیاء کیمپ سے 200میٹر کے فاصلے پر واقع مکین وانہ سڑک پر واقع پل کے قریب ریموٹ بم نصب کرکے ایک فوجی گاڑی کو نشانہ بنا کر تباہ کیا، مشال رڈیو پر سیلاب محسود کے رپورٹ کے مطابق حکومتی دعوے کے مطابق ایک فوجی ہلاک ہوا، جبکہ طالبان ذرائع نے 3 فوجیوں کے ہلاک ہونے اور دو کے زخمی ہونے کی تصدیق کی اور یہ بات بھی کہی گئی کہ گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہوئی، اس کاروائی کی وڈیو فلم بھی بنائی گئی ہے۔

کنڈ ظوائی میں ریموٹ بم دھماکہ

27نومبر 2016 کوبمقام ڈیورنڈلائن کے قریب پاکستانی علاقے کنڈ ظوئی میں فوج کے رسد کے راستے میں مجاہدین محسود (لدھااور ڈیلہ) نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا جب فوجی جوان وہاں سے گذرنے لگے توانہیں ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بناکر اس میں تین فوجیوں کو واصل جہنم کیا، تفصیلات مولوی ریحان اور خود ماسٹر مائن ترابی لدھااور حنظ اللہ حلقہ ڈیلے والے کی زبانی تحریر کی گئی۔

درہ زندہ سے پولینڈ تیل کمپنی کے اہلکار اغوا

26نومبر 2016 کو محسود مجاہدین نے ڈیرہ اسمعیل خان کے قریب درہ زندہ میں پولینڈ تیل کمپنی کے اہلکاروں پر چھاپہ مارا جن میں سے 6افراد اغواء کرلیے گئے جن کے نام یہ ہے:۔ (1)عبد الخالق ولد قادر بخش ضلع اٹک تحصیل پنڈی گیپ ڈاکخانہ بمقام خاص پنڈی گیپ محلہ ڈھوک سر نگڑہ(2)امجد شہزاد ولد محمد خان ضلع اٹک پنڈی گیپ ڈاکخانہ پنڈی گیپ محلہ سلا وارڈ نمبر4 گلی نمبر10(3) شیر بہادر ولد شیر جنگ ضلع اٹک تحصیل ڈاکخانہ پنڈی گیپ محلہ ہروالا وارڈ نمبر57(4)محمد ریاض ولد محمد رمضان ضلع اٹک تحصیل وڈاکخانہ پنڈی گیپ نزدیک نوشیر ہوالی چونکی محلہ ہروالا(5)محمد آمین ولد محمد اسلم ضلع اٹک تحصیل پنڈی گیپ ڈاکخانہ کھوڑ کمپنی بمقام بکوالہ(6)محمد حسن ولد گل بادشاہ ضلع اٹک تحصیل پنڈی گیپ بمقام ڈھلیاں شہر ڈاکخانہ ڈھلیاں شہر۔ یہ بندے 6جون 2017 کو دو کروڑ فدیہ کے بدلے حکومت کے حوالے ہوئے۔

کونڈ ظوئی بم دھماکہ

28نومبر 2016 کو بمقام کونڈ ظوئی فوج کے رسد کے راستے میں مجاہدین لدھا وڈیلے نے ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا جب فوجی جوان وہاں سے گذرنے لگے توانہیں ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بناکر تین کو ہلاک کیا۔ تفصیل ترابی کی زبانی تحریر کی گئی۔

منگڑیتے پاک افغان ڈیورنڈلائن کے قریب فوج پر حملہ 21دسمبر کو پاک افغان ڈیورنڈلائن کے قریب ظوئے میں مجاہدین لدھا کے کمانڈر ترابی کے زیر قیادت مجاہدین محسود اور وزیر نے فوج کے پانچ جوانوں پر اس حالت میں قاتلانہ حملہ کیا کہ وہ پرسنل مائن نصب کررہے تھے جس کے نتیجے میں 3فوجی موقعہ ہی پر ہلاک ہوئے جبکہ دو زخمی ہوئے مجاہدین بحفاظت واپس مراکز پہنچے۔

ظوائی میں بم دھماکہ

21دسمبر 2016 کو بمقام ڈیورنڈلائن کے قریب ظوائی میں محسود مجاہدین میں سے کمانڈر ترابی لدھا اور انکے چند ساتھی اور چند وزیر مجاہدین نے مشترکہ کاروائی کرکے فوج پر اس حالت میں حملہ کیا کہ وہ پرسنل مائن نصب کررہے تھے جسکے نتیجے میں 2فوجی موقع ہی پر ہلاک ہوئے۔ جبکہ اسی روز سنائپر گن کی کاروائی کے دوران ایک فوجی ہلاک کیا گیا، تفصیلات ترابی کی زبانی تحریر کی گئی۔

پولیو مہم کے خلاف پہلی بار محسود مجاہدین کا اعلان

20 دسمبر 2016 کو پہلی بار میڈیاء پر محسود مجاہدین کی جانب سے اعلان ہوا کہ آئندہ کے لیئے پولیوں مہم چلانے والے افراد اور ٹیمیں جہاں کہیں ملے وہ ہمارے نشانہ پر ہوں گے کیونکہ اس ضمن میں وہ مجاہدین اسلام کے خلاف جاسوسی کا کام کرتے ہیں۔ اس اعلان سے قبل بھی بہت سارے کاروائیاں سر انجام ہوئے تھے لیکن باقاعدہ اعلان نہ ہوا تھا، چنانچہ اعلان کے دو دن بعد پہلی بار گومل کے علاقے کوٹ حکیم میں 22 دسمبر 2016 کو پولیوں ٹیم پر پہلا حملہ ہوا جسمیں حکومتی دعوی کے مطابق ایک پولیس سپاہی زخمی ہوا۔ تفصیل سلمان کی زبانی تحریر کی گئی

آپریشن پر آپریشن

اکتوبر 2001ء میں افغانستان پر امریکی حملے کے بعد جب مجاہدین اور غیر ملکی مہاجرین نے افغانستان سے پاکستان کے قبائلی علاقے فاٹا کارخ کیا اور ساتھ ہی اندورن پاکستان میں پناہ لینے کی کوشش کر رہے تھے، کہ اسی اثناء میں 19 دسمبر 2001ء کو پہلی مرتبہ غیر ملکی عرب مجاہدین کو گرفتار کیا اور اسے کوہاٹ منتقل کیا وہاں انکے سامنے قرآن کریم کی بحرمتی کی گئی جس پر وہ عرب مجاہدین مشتعل ہوئے، جن میں سے ایک کے پاس گرنیڈ تھا جسے چلایا اور سکیورٹی فورسز پر حملہ کیا اور اس سے اسلحہ چھینا اور لڑائی فریقین میں شروع ہوئی میڈیا رپورٹ کے مطابق اس لڑائی میں [10] القاعدہ ارکان اور 6 سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوگئے، ان دنوں مشرف حکومت بار بار بطور تفاخر یہ اعلان کرتا رہا کہ ہم نے 600 القاعدہ ارکان جس میں درجن سینئر رہنماء مسمیٰ ابوزبیدہ، خالد الشیخ، رمزئی الشیبہ، ابو فراج اور احمد خلفان سمیت گرفتار کرکے امریکہ کے حوالے کئے ہیں، اس پر بس نہ ہوا

دسمبر 2001ء میں افغانستان میں موجود امریکی فورسز نے پاکستانی حکام کو یہ اطلاع دی کہ بڑی تعداد میں القاعدہ اور طالبان پاکستان کے قبائلی علاقوں میں داخل ہورہے ہیں، جس کے بعد حکومت پاکستان نے محدود پیمانے پر سرحد پر فوج تعنیات کرنے کا کام شروع کردیا۔ جب اگست 2002ء میں امریکی جریدے نیوز ویک نے انکشاف کیا کہ پاکستان کے علاقے میں داخل ہونے والوں میں طالبان کی بڑی تعداد شامل تھی۔

ستمبر 2002ء صدر مشرف نے اپنے اوپر گواہی کی پاکستانی علاقوں میں القاعدہ کے داخل ہونے کے بارے میں

ستمبر 2002ء میں صدر جنرل مشرف نے اے ایف پی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں پاکستان کے قبائلی علاقے میں اسامہ بن لادن کی موجود بلکل خارج از امکان نہیں قرار دیتا لیکن وہ ایک عام شخص نہیں ہے بلکہ انکے ارد گرد سینکڑوں افراد حفاظت کے لیے رہتے ہیں۔ پاکستانی عوام کو کیا معلوم تھا کہ اسکے پیچھے کیا عوامل کار فرما تھے جو بعد میں ثابت ہوئے کہ مختلف مواقع پر یکے بعد دیگرے مختلف ایجنسیوں میں غیر ملکیوں کے نام سے آپریشن پر آپریشن شروع ہوئے اور اسکے عوض امریکہ سے مالی اور جدید ٹیکنالوجی کی امداد لینا مضمر تھا، جب افغانستان میں موجود امریکی فورسز کی طرف سے پاکستان پر یہ الزامات آنا شروع ہوئے کہ یہاں سے طالبان مکمل تیاری کے ساتھ افغانستان میں داخل ہو کر اتحادی افواج پر حملے کرتے ہیں تو حکومت پاکستان نے قبائلی علاقوں میں القاعدہ کے چھپے ہوئے لوگوں کے خلاف آپریشن کو تیز کردیا اور بالا آخر مقامی باشندوں کو انکی حمایت کرنے کے جرم میں مجرم قرار دیا، اور پھر امریکی ایماء پر اور ان سے مدد لینے کیلئے مختلف ناموں سے آپریشنز موقعہ بموقعہ مختلف ایجنسیوں میں شروع کئے، پہلے 2 اکتوبر 2003ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقے وانا سے مغرب میں ڈیورنڈلائن کے قریب انگور آڈہ باغڑ میں ایک غیر ملکی مجاہد حسن پر چھاپہ مارا اور اسے شہید کیا، اسکا تعلق چین کے صوبہ جیانگ ژانگ سے تھا

اور عبد الرحمن کے نام سے طالبان میں مشہور تھا بعد اسکے منظم طریقے سے باقاعدہ غیر ملکیوں اور طالبان کے حامیوں کے خلاف آپریشن کے پہلے مرحلے کا آغاز 13 مارچ 2004ء کو جنوبی وزیرستان کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر وانا (Wana) میں ہوا۔
انور ہاشمی (مصنف وزیرستان آپریشن) کی تحریر کے مطابق اس آپریشن میں عراق کے سابق صدر صدام حسین کو گرفتار کرنے والے سی آئی اے کے کمانڈوز کا اسپیشل آپریشن گروپ اور خفیہ ٹاسک فورس 121 کے حکام بھی انٹیلی جنس نیٹ ورک کے ہمراہ معاونت کر رہے تھے جبکہ امریکہ کے جاسوس طیارے بھی اس آپریشن میں حصہ لے رہے تھے۔ اسی طرح 9 ستمبر 2004ء کو علاقہ محسود پر بمبار کے ساتھ ساتھ فوج کشی بھی کی گئی، بس فاٹا میں آپریشنوں کا ایک لامتناہی سلسلہ یکے بعد دیگرے شروع ہوا ایک ایجنسی میں حکومت معاہدہ کرتا تھا تو دوسرے میں جنگ شروع کرتا تھا، ان آپریشنوں میں چند کے نام جو مجھے ملے، آپریشن سائیلنس، راہ حق سوات میں، راہ راست سوات، آپریشن زلزلہ، صراۃ مستقیم، آپریشن راہ شہادت، آپریشن راہ نجات، آپریشن ضربِ عضب بار بار پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف اعلان کرتے رہے کہ آخری دہشت گرد کے خاتمے تک ضربِ عضب جاری رہے گا، لیکن اس سے کام نہ چلا جب 2 فروری 2017ء کو میڈیا پر یہ اعلان جاری ہوا کہ تحریک طالبان حلقہ محسود دوبارہ تحریک طالبان پاکستان مولوی فضل اللہ سے جوڑ گئی، اور اسی کے ساتھ 7 فروری 2017ء کو بنوں میں منڈان تھانہ پر خود کش حملہ ہوا 13 فروری 2017ء کو جنوبی وزیرستان توئی خولہ ذرمیلنہ میں ایف سی گاڑی پر حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطا 5 یا 6 ایف سی اہلکار مارے گئے اور اسی روز لاہور میں دھماکہ ہوا جسمیں 18 ہلاکتیں واقع ہوئی، 16 فروری 2017ء کو سندھ میں لال قلندر مزار پر حملہ ہوا جسمیں 90 افراد لقمہ اجل بنے ذمہ داری داعش نے قبول کی تو حکومت پاکستان اور اسکے سکیورٹی ادارے حواس باختہ ہوئے اور انکے دعوے جھوٹے ثابت ہوئے، کیونکہ وہ بار بار اعلان کر چکے تھے، کہ قومی ایکشن پلان کے تحت بعض دہشت گرد گرفتار کئے بعض کو ہلاک اور بعض کو ملک بدر کیا ہے اب میڈیا میں سوالات شروع ہوئے، کہ دہشت گرد تو پھر سامنے آئے ہیں اور اپنی قوت کا اظہار کیا ہے تو ردعمل میں 17 فروری سے جیلوں میں بند قیدیوں پر غصہ نکالا اور 120 تک قیدیوں کو ماورائے عدالت شہید کر کے انکی لاشیں سڑکوں پر گراتے رہے اور اسے جعلی مقابلوں کے نام دیتے رہے۔ اسی کے ساتھ آپریشن ردالفساد کا اعلان ہوا، آگے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آئندہ دھماکے کی نتیجے میں پھر کونسا آپریشن سامنے آئے گا، اتنے آپریشنوں سے صرف مقصد عوام کی توجہ ہٹانا ہے اور امریکہ سے رقم بھٹورنا ہے پاکستانی عوام اور امریکہ معلوم نہیں کسی خوش فہمی میں مبتلاء ہے یا بے وقوفی کے آخری درجے تک پہنچے ہیں کہ وہ اس مکاری کو نہیں جانتے۔ بس آپریشن پر آپریشن روز مرہ کا معمول بنا ہوا ہے۔

2017 اور آپریشن ردالفساد

پاکستانی فوج کے آپریشن راہ نجات اور آپریشن ضرب غضب ناکامی سے دوچار آپریشن ردالفساد کا اعلان

آپریشن پر آپریشن ایک سال سے دوسرے سال میں داخل ہوتے ہوتے بالاخر آپریشن ضرب عضب سسکیاں لیکر فروری 2017 میں داخل ہوا لیکن یہ بھی چند دھماکوں کے نتیجے میں آپریشن ضرب عضب ختم ہوا اور آپریشن ردالفساد شروع ہوا۔ 2014 مجاہدین کیلئے ہر لحاظ سے پریشان کن سال ثابت ہوا، ایک طرف سے آپریشن ضرب عضب کی وجہ افرا تفری جبکہ دوسری جانب مجاہدین میں اندرونی خلفشار جسکی وجہ سے مشکلات سے دوچار ہوئیں۔ لیکن 2017 مجاہدین کیلئے باعتبار ابتداء خوش گوار ثابت ہوا۔ کیونکہ 2017 کا ابتداء اتفاق واتحاد سے ہوا، چنانچہ 2 فروری 2017 کو بعد از ظہر تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود نے تحریک طالبان پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا اور تحریک طالبان کے مرکزی امیر مولانا فضل اللہ سے جہاد اور ہجرت پر بیعت کی، مجاہدین محسود نے تحریک طالبان میں جن شرائط کے تحت شمولیت

اختیار کی، اسکی تفصیل پہلے گذری ہے۔ محسود طالبان کی تحریک طالبان میں شامل ہوتے ہی پاکستان میں دھماکوں کا سلسلہ پھر تیز ہوا7 فروری کو پہلا فدائی حملہ بنوں میں ہوا۔13 فروری کو دوسرا دھماکہ وانا سے مغرب میں واقع ذرمیلنہ میں ہوا جبکہ اسی روز لاہور میں دھماکہ ہوا جسمیں 18 ہلاکتیں واقع ہوئی،16 فروری 2017ء کو سندھ میں لال قلندر مزار پر حملہ ہوا جسمیں 90 افراد لقمہ اجل بنے ذمہ داری داعش نے قبول کی۔ ان خوفناک حملوں کے رد عمل میں حکومت پاکستان اور فوج نے آپریشن رد الفساد کے نام سے عقوبت خانوں میں بند قیدیوں کو جیلوں سے نکال نکال کر ماورائے عدالت جعلی مقابلوں کے نام سے انکا قتل عام شروع کیا چند ہی دنوں میں 140 سے زائد قیدیوں کو شہید کیا گیا۔

پاکستان کی "مقدس" فوج کی دین دشمنی

پاکستانی فوج بھی اس معاشرے کا حصہ ہیں، اسلیے اس میں معاشرے کی تقسیم کے حساب سے راسخ العقیدہ طبقہ بھی ہے اور اہل بدعت اور شیعہ طبقہ بھی ہے قادیانی بھی ہیں، لادین مغربی اور لادین سوشلسٹ طبقہ بھی ہیں، لیکن فوج میں ایک اور تقسیم اسکے علاوہ ہے جو اسے انگریزوں سے وراثت میں ملی ہے، یہ تقسیم اس فوج کی ان افکار، عقائد، دعوت اور نظام تربیت سے ہوتی ہے، جو اسے انگریزوں سے ملی ہے اس لئے اس کو انگریزوں کی رائل انڈین کا فکری، تربیتی اور تاریخی تسلسل کہا جاتا ہے اس تسلسل کی وجہ سے پاکستان کی فوج کسی طرح بھی ملک کی مسلح افواج کی تعریف پر پورا نہیں اترتی بلکہ پاکستان کی فوج ایک مکمل قوم کا روپ دھار چکی ہے، اس قوم کے اپنے افکار ہیں عقائد ہیں اور اپنی دعوت، نظام تربیت اور نظام زندگی ہیں، پاکستان فوج اور اسکے سیکورٹی ادارے اور ایجنسیاں ہمیشہ ہی دین دشمنی کے مرتکب ٹھہرے ہیں۔ بلوچ علاقوں کا پاکستان سے الحاق کن شرائط سے ہوا

اور بعد ازاں ان سے عہد شکنی اور تاحال ان پر مظالم، یوں ۱۹۶۹ میں سوات نے پاکستان کے ساتھ اس شرط پر الحاق کیا تھا کہ حکومت پاکستان سوات میں شرعی عدالتیں قائم کرے گی پاکستانی حکومت الحاق کے بعد اپنے وعدے سے پھر گئی، اہلیان سوات دیر ملاکنڈ کے اس معاہدے کے بار بار مطالبے پر انہیں کئی دفعہ سخت سزائیں دی گئی، بے نظیر بھٹو کے دور اقتدار میں اہلیان سوات و ملاکنڈ پر مظالم دُنیا کے سامنے ہیں اور بعد ازاں سقوط امارت افغانستان کے بعد جب صوفی محمد واپس پاکستان آئے تو اسکا حشر اہل دُنیا کے سامنے ہیں اہلیان سوات کا معاہدے کی پاسداری کا مطالبہ تاحال جاری ہے اور بالاخر اسکے خلاف ورزی کی وجہ سے سوات اور ملحقہ علاقوں میں مسلح جدوجہد شروع ہوئی جو تاحال جاری ہے اور اس وجہ سے پاکستان نے ان پر جو مظالم ڈھائے وہ بھی اہل دُنیا کے سامنے ہیں۔ اہلیان سوات کے جان ومال اور عزت وآبرو تک کو پامال کیا اور ان سے بنگالیوں جیسا سلوک کیا، دوسری جانب امارت اسلامی کے سقوط میں مکمل کردار ادا کیا اور ساتھ ہی غیر ملکی مجاہدین کی قتل وغارت اور انکی گرفتاری اور امریکہ کے حوالگی میں جو کردار ادا کیا وہ بھی نا بھولنے والا ہے، قبائل پر جمہوری نظام مسلط کرنے کیلئے قبائل میں غیر ملکیوں کے نام سے آپریشنز کیئے، جو تاحال جاری ہیں اور نہتے معصوم قبائل کی اینٹ سے اینٹ بجادی بالاخر اس پر بس نہ ہوا بلکہ قبائل میں بالخصوص جنوبی وزیرستان کے اکثریتی آبادی علاقہ محسود میں وہی پالیسی جاری رکھی ہے جو ہندوستان میں انگریز نے جاری رکھی تھی، جیسا انگریز نے ہندوستانیوں کے مذہب اور رسم ورواج میں مداخلت کیا اور اپنے احکامات رفتہ رفتہ لاگوں کرتے رہے بالاخر سرعام پادری انجیل کی تبلیغ کرتے تھے صرف اس پر بس نہیں کیا جاتا تھا بلکہ غیر مذہب کے مقدس لوگوں اور مقدس مقامات کو بہت برائی اور ہتک سے یاد کرتے تھے اور ساتھ ساتھ مشینزری اسکول بہت جاری ہوئے اور ان میں مذہبی تعلیم شروع ہوا، حکومت کے بڑے بڑے عہدیداران اسکولوں میں جاتے تھے اور لوگوں کو اس میں داخل اور شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے امتحان مذہبی کتابوں میں لیا جاتا تھا اور طالب علموں میں سے جو

لڑکے کم عمر ہوتے تھے، پوچھا جاتا تھا۔ کہ تمہارا خدا کون؟ اور تمہارا نجات دینے والا کون؟ جو ابأوہ عیسائی مذہب کے موافق جواب دیتے تھے اس پر انکو انعام ملتا تھا، اور جو لوگ یہ تعلیم حاصل کرتے تھے بطورے لالچ نوکریاں دیئے جاتے تھے تمام تردیہاتوں میں عیسائی مکتب جاری کیئے، پرگنہ وزیر اور ڈپٹی انسپکٹر گاؤں گاؤں چل کر لوگوں کو نصیحت کرتے پھرتے تھے کہ اپنے بچوں کو مکتبوں میں داخل کرو، بالاخر عوام میں یہ ڈپٹی انسپکٹر کالا پادری کے نام سے مشہور ہوا، آج پاکستانی فوج انگریزوں کے جاری کردہ تعلیمی نظام کے کالے پادری کا ڈیوٹی سنبھالا ہوا ہے پورے پاکستان میں خصوصاً ہر نواز دور حکومت میں اسلامی مدارس کے خلاف مہم کا آغاز ہو جاتا ہے جو ابھی بھی جاری ہے اور پشت پناہی اسکی فوج کر رہی ہے، جسکی چند مثالیں یہ ہے۔ جنوبی وزیرستان میں آپریشن راہ نجات کے دوران علاقہ محسود کے تمام مدارس پر بمبار ہوتا رہا اور اسکو صفحہ ہستی سے مٹاتے رہے جو مدارس اس وقت بمبار نہ ہوئے اسکو 2016ء میں مہاجرین (متاثرین) کی علاقے میں واپسی کے بعد مسمار کیئے مثلاً کانیگرم میں مولنا محمد زمان مرحوم برکی کا مدرسہ یوں مسمار کیا کہ اہل علاقہ کو بلا کر بطورے تماشائی بیٹھا کر اسکو بلڈوز کیا، حلقہ جاٹراغے کے علاقے شمکائی میں مولنا جلال الدین صاحب کا مدرسہ اکتوبر یا نومبر 2016ء میں بلڈوز کیا گیا۔ اور مولنا شیر عالم فریدائی کا ترئے میں مدرسہ بھی انہی دنوں میں بلڈوز کیا گیا، شکتوئی میں اسلامی مدرسے کی بلڈنگ میں اسکول کھولا گیا، ہمیں جو رپورٹ عوام سے مل رہی ہے وہ یہ ہے کہ 5یا6 سال تک اسلامی مدارس کے کھولنے پر پابندی ہے تاکہ یہ غیور قبائل دین اسلام اور اپنی روایات اور ثقافت سے دور ہو جائے، اور جمہوریت نواز بنے، اوران میں جو دینی حمیت وغیرت کا مادہ ہے وہ سرد پڑ جائے، اور ان سے آزادی اور دین اسلام پر قربانی کا جوہر عنقا ہو جائے، لہذا اب بھی اگر مسلمانان پاکستان ان قیامت خیز حادثوں کے بعد بھی پاکستانی فوج کی دین دشمنی نہیں پہچان سکے تو اہل پاکستان آپ کیلئے ناممکن ہے کہ آپ کسی بھی وقت پاکستان فوج کو پہچان سکے۔ کیونکہ بجلیوں کے کڑاکوں کو نہ سننا اور برق خرمن سوز کی چمک اور تڑپ کو نہ دیکھنا غفلت کی دلیل نہیں بلکہ فقدان صلاحیت کی علامت ہے کہ یہاں سمع وبصر کی طاقت ہی موجود نہیں کہ گرج اور چمک کا احساس ہو، لہذا تمام مسلمانان پاکستان اور بالخصوص قبائلی مسلمان پاکستانی حکومت اور فوج کی اس دین دشمنی کی جانچ لے لے اور اسکا سدباب کرے، منکرات وفواحشات کا سدباب اور کفر ونفاق کا زور جہاد سے ٹوٹتا ہے لہذا جہاد پاکستان کیلئے تحریک طالبان پاکستان کے نام سے پلیٹ فارم موجود ہے، آئیں ان طاغوتوں کا راستہ جہاد سے روکیئے۔ (مفتی عاصم)

مدرسہ مذموم کالج محمود کیوں؟

دنیا میں ہر چیز ایک اصل کے گرد گھومتی ہے۔ کسی چیز سے استفادہ اس اصل کے فناہ وبقاء پر موقوف ہوتا ہے مثلاً پانی ایک چیز ہے، جس میں اصل پینا اور پاکی کا حصول ہے، اب اگر یہ پانی اس اصل سے ھٹ جائے تو اس کا وجود انسانی کیلئے بوجھ بن جائے گا، کہ کہیں کپڑے کو نہ جا لگے، یا کہیں بچہ اس کو نہ پی جائے، اب یہ پانی اس قابل ہے، کہ صفحہ ہستی سے اس کا وجود مٹا دیا جائے۔ اب اسی قاعدے کے تحت ہم عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات پیدا فرمائی ہے، اور پھر اس کائنات کی فناء وبقاء، نفع اور نقصان دارومدار اس اصل دین اور نظام پر فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے ذریعے دُنیا والوں تک پہنچایا، اور پھر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ذریعے اس کی نگرانی اور تحفظ فرمایا، بالآخر محمد ﷺ کے انتقال کے بعد اس کے تحفظ کو اُمتِ مسلمہ کے سپُرد کیا۔ اس فرض کی ادائیگی اور اس کے تحفظ میں ان مدارس کا کلیدی کردار رہا ہے۔ یہ مدارس اس دین کے تحفظ کی خاطر وجود میں آئے ہیں۔ جن پر انسانیت کے دارین کی فوز وفلاح موقوف ہے۔ اب بدقسمتی سے خدائی نظام کے مقابلے میں انسانی خود ساختہ نظام وجود میں لائے گئے، جس میں انسانیت کی فوز وفلاح، فناوبقاء کا دعویٰ

کیا گیا۔ سوشلزم، کمیونزم اور جمہوریت وغیرہ کو کائنات کا اصل محور قرار دیا گیا۔ ہر ایک نے اپنے خود ساختہ نظام کی نگرانی اور پرچار کے خاطر مضبوط تعلیمی نظام، سکول، کالج اور یونیورسٹیوں اور دیگر اداروں کا جال پھیلایا، اور اس کی دفاع کے خاطر مختلف اسلحوں سے لیس عسکری قوتوں کو فروغ دیا۔ اب لارڈ میکالے کا تعلیمی نظام بنانے کے وقت یہ اعلان "کہ میں اس نظام کے ذریعے ایسے نوجوانوں کو تیار کرنا چاہتا ہوں جو شکل و صورت کے اعتبار سے پاکستانی اور ہندوستانی ہو، مگر دل اور دماغ کے اعتبار سے انگلستانی ہو،"۔ اس بات کی غمازی کرتا ہے ، کہ دوسرے مذاہب پر تعصبی وار کئے جائیں، ورنہ کیسے ایسے نوجوان تیار ہو سکتے ہیں؟ اور بدقسمتی سے اس نظام کے نتیجے میں ایسے نوجوان اجکل تیار ہو رہے ہیں، جو صرف دل و دماغ کے اعتبار سے نہیں بلکہ شکل و صورت کے اعتبار سے بھی انگلستانی ہیں۔ اور اسلامی نظام پر متنقدین اور مذاق اُڑانے والے تیار ہو رہے ہیں۔ اب خدارا کوئی منصف مذاج سلیم الطبع ہی یہ فیصلہ کیجئے کہ "

New word order "کے حاملین حضرات کو سکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں قوت دلیل، مکر، فریب اور دیگر تعلیمی نصابوں کے ذریعے اور اپنے زہریلے اسلحوں کے ذریعے اپنا "نیو ورڈ آرڈر، کمیونزم "وغیرہ کو باقی نظاموں خاص کر اسلام پر غالب کرنے کا حق حاصل ہے، اور مسلمانوں کو مدرسوں میں قوت دلیل اور مجاہدین کو ٹوٹے پھوٹے کلاشن کوف کے ذریعے اپنا اسلامی نظام غالب کرنے کا حق حاصل نہیں ہے کیوں؟ یہ حضرات اپنے نظام کے غلبے کے خاطر لوگوں کو مارے دوسرے مذاہب کو ناقابل عمل ثابت کریں تو یہ انسانی دوست بن جاتے ہیں، ان کی گولیوں سے چھلنی معصوم بچہ دہشت گرد بن جاتا ہے اور یہ حضرات امن کے علمبردار، اور ہم اپنا دین حق ثابت کریں تو ہم فرقہ پرست اور دہشت گرد بن جاتے ہیں کیوں۔؟ سکول کالج میں اسلام و مذہب سے تنفر اور بیزاری پیدا ہو تو یہ امن تہذیب و تمدّن کے اڈے بن جاتے ہیں، مدارس میں جمہوریت، کمیونزم سے بیزاری پیدا ہو، تو یہ انتہا پسندی کے اڈے بن جاتے ہیں، اب ان کو مسمار کرنا فرض منصبی بن جاتا ہے کیوں؟ آکر کوئی تو انصاف کیجئے، کہ "نیو ورڈ آرڈر" کے حاملین اپنے بنائے ہوئے سکول، کالج وغیرہ کے تعمیرات کو ان کے افکار کے ترجمانی اور مقاصد کے حصول کے بغیر کھنڈرات تصور کرتے ہیں، تو ہمارے دینی مدارس اپنے اسلامی افکار اور عقائد کے تحفظ کے بغیر کیوں کر مفید ثابت ہو، انکے تعمیرات مقصد کے بغیر آبادی سے کیونکر تعبیر ہو۔؟ خیر اہل باطل سے ہمارا زیادہ شکوہ نہیں کہ ہم ایک دوسرے کے مدِ مقابل ہیں، فریق پر غلبہ حاصل کرنا دشمن کا کام ہوتا ہے ان سے ہم صرف اتنا کہتے ہیں، کہ ظلم و جبر اور ناانصافی کو انسان دوستی اور انصاف کا جامہ پہنا کر ضعیف العقل لوگوں کو دھوکہ نہ دیجئے، عدل و مساوات کے جھوٹے پر اپیگنڈے نہ کیجئے۔ اصل شکایت تو ہمیں اپنے حکمرانوں اور دانشوروں سے ہے، جو مدارس اور علماء پر پابندیاں لگا کر علماء کو شہید کر کے علماء سے مذہب کے تحفظ کا حق چھین کر مجاہدینِ اسلام کی قوّت کو ختم کر کے دشمنانِ خدا کے ایجنڈوں کی تکمیل کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی درخواست ہے کہ اپنا مُنہ کالا نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ اپنے دین کا خود محافظ ہیں تم دین اسلام اور مجاہدینِ اسلام کا کچھ نہیں بیگاڑ سکوگے، صرف اپنی عاقبت ہی کو برباد کروگے! از قلم مفتی ابوہشام

ایف آر منزئی میں دھماکہ

22 جنوری 2017ء کو رات کے وقت ضلع ٹانک سے مغرب میں واقع منزئی میں مجاہدین محسود نے وانہ ٹانک سڑک کے کنارے ریموٹ بم نصب کیا 23 جنوری 2017 کی دوپہر کے وقت جب ایف سی (فرنٹیر کنسٹیبلری) کی گاڑی جس میں تقریباً گیارہ افراد سوار تھیں ریموٹ کنٹرول سے نشانہ بنا کر تباہ کیا حکومتی رپورٹ کے مطابق اس میں 16 ایف سی والے شدید زخمی ہوئے۔ طالبان ذرائع کے مطابق گاڑی مکمل تباہ ہوئی، اس میں سوار 9 ایف سی جوان شدید زخمی ہوئے جن میں سے 2 زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے۔

بنوں میں منڈان تھانہ پر فدائی حملہ

7 فروری 2017 کو بنوں میں منڈان تھانہ پر فدائی حملہ ہوا حکومتی ذرائع کے مطابق 7 فروری 2017 کی صبح 5 بجے منڈان تھانہ پر فدائی حملہ ہوا جسمیں بارود سے بھری سوزکی گاڑی گیٹ سے ٹکرا گئی جسمیں 2 پولس اہلکار زخمی ہوئے اور تھانے کی عمارت کا ایک حصہ منہدم ہوا،(1) نجیب احمد سواتی۔ یہ کاروائی مجاہدین حلقہ محسود و بنوں اور سوات کی اشتراک سے انجام پا گئی۔

کڑاشتی میں فوج پر حملہ

2مارچ 2017ء کو پاکستانی فوج نے علاقہ کڑاشتی جو ایف آر جنڈولہ کے کیساتھ اور ایف آر بنوں کیساتھ ملحقہ جنوبی وزیرستان کا علاقہ ہے، پر فوج کشی کی اور وہاں پر طالبان مرکزوں پر چھاپہ مارا اس دوران 2 مجاہدین نے ان پر پہلے پہل راستے میں حملہ کیا جس میں 3 فوجی اہلکاروں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی، تفصیل مولانا مدنی کی زبانی تحریر کی گئی۔

تورشپہ کی گرفتاری

19 مارچ 2017 کو بروز اتوار نماز فجر کے بعد افغانستان کے علاقے برمل شن ستر گئیے میں ایک گھر میں حضرت اللہ عرف تورہ شپہ لدھا، عقابی مومی کڑم، پیر عبداللہ وغیرہ کی اطلاع خالد محسود گروپ کو ملی جس پر خالد محسود گروپ نے چھاپہ مارا، جسمیں عقابی ہلاک ہوا جبکہ تورہ شپہ زخمی حالت میں بمع پیر عبداللہ گرفتار ہوا جبکہ دو دیگر بندے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ اس فریق کے فائرنگ سے محمد مزمل برونڈوالا شہید ہوا

مزمل

25 مارچ 2017 کو حضرات اللہ عرف تورہ شپہ لدھا پیر عبداللہ توندہ درہ کو 10 بجے برمل کے علاقے لمن کے قریب فساد فی الارض کے جرم میں گولیاں مار کر قتل کر دیئے گئے اور جس گھر سے گرفتار ہوئے تھے اس گھر والے باپ بیٹا صادم اور شانواز کو وزیر قوم کے درخواست پر معافی دی گئی، قوم اور طالبان نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر آئندہ کے لئے کسی نے بھی شہریار گروپ سے کسی بھی قسم کا تعاون کیا تو اسکا یہ جرم قابل معافی نہ ہوگا۔

لی لندہ طالبان مرکز پر فوج کا چھاپہ

31 مارچ 2017 کی صبح جمعہ کے دن فوج نے کسی کی مخبری پر لی لندہ میں محسود طالبان کے گوریلہ دستے کے مرکز پر چھاپہ مارا فریقین میں شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں حضرت مولانا خواجہ محمد عرف مدنی ولد باتین عبدلائی سکنہ سپنکئی رغزائی امیر حلقہ سپنکئی رغزائی بمع دو اور ساتھیوں مسمی ظاہر عرف مشفق ولد حاجی قاسم خان وروز محمد عرف فدائی ملک شائی سکنہ کالور غزائی کے شہید ہوئے اور انکی لاشیں فوج ساتھ لے گئی لیکن بعد میں جرگہ کی وساطت سے اہل علاقہ کو حوالے کی گئیں اور انہیں اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ جبکہ موقع پر موجود دیگر تین مجاہدین محاصرہ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ یاد رہے کہ مشفق زخمی حالت میں محاصرہ توڑ کر ایک بارانی نالہ میں جا چھپے تھے اور وہاں زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہوئے تھے اسی دن بارش ہونے کی وجہ سے انکی لاش پانی بہا کر دور لے گیا تھا جو بعد میں مجاہدین کو ملا تھا۔

شیخ اوتار میں فضل آمین کی شہادت

19 اپریل 2017 کو فوج اور دیگر سیکیورٹی اداروں نے ضلع ٹانک سے جنوب مغرب میں واقع شیخ اوتار میں فضل آمین کے گھر پر چھاپہ مارا اس دوران آپ گھر میں موجود تھے چنانچہ آپ نے سیکیورٹی فورسز سے مقابلہ کیا اور بالاخر ہینڈ گرنیڈ سے فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی یاد رہے کہ آپ شہادت سے ایک ماہ قبل افغانستان میں ایک سال قید گذارنے کے بعد گھر آئے تھے کہ کسی مخبر نے آپ پر جاسوسی کر کے آپ کے گھر آنے کی اطلاع فوج کو دی تھی۔ فضل آمین ولد والمہ فریدائی حلقہ ڈیلے سے تعلق رکھتے تھے

حلقہ زانگاڑہ وراستہ بازینہ میں دو دھماکے

مجاہدین حلقہ دواتوئی نے اپنے امیر کمانڈر اسد کے ہمراہ 5 مئی اور 6 مئی 2017 کی درمیانی شب حلقہ زانگاڑہ وراستہ بازینہ میں فوج کے ریکی پوسٹ میں ریموٹ کنٹرول بم نصب کیا اور ایک ریموٹ بم سڑک کنارے میں نصب کیا۔ صبح جب 6 مئی کو پہلے پہل تین فوجی ریکی پوسٹ آئے تو ریموٹ کنٹرول سے اس پر دھماکہ کیا گیا۔ جس میں تینوں فوجی لقمہ اجل بنے۔ جبکہ دوسرے بم سے فوج کی ٹویٹا گاڑی نشانہ بنا گئی جس میں کیپٹن سمیت تین اہلکار ہلاک ہوئے۔

علاقہ شکتوئی میں چھاپہ

22 مئی 2017 کو پاکستانی فوج نے جنوبی وزیرستان کے علاقے شکتوئی میں کمانڈر اتل کے گھر پر چھاپہ مارا محاصرے کے دوران فوج نے انہیں جرگہ کے ذریعے سلنڈر ہونے کو کہا لیکن انہوں نے انکار کیا بعد ازاں فوج کی طرف سے اقدام ہوا صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور ظہر تک چلتی رہی ظہر کے وقت فوج کی بے بسی کے نتیجے میں گن شیپ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے ان پر قابو پایا گیا جس کے نتیجے میں کمانڈر اتل اور ان کا بھائی دونوں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

فوج کی پھیلائی گئی بارودی سرنگوں سے عوام کی شہادتیں

26 اور 27 جون 2017 کو تحصیل سراروغہ سپین مزدک اور تحصیل سرویکئی گاؤں اولڈ سرویکئی میں مختلف کھیلونہ بم دھماکوں میں 8 بچے جان بحق ہوئے۔

یاد رہے کہ عید الفطر کے دنوں میں یہ کھیلونہ بم کھیل کود کے میدانوں میں پڑے ہوئے بچوں کو ملے اور بچوں کی چیڑ چھاڑ سے دھماکے سے پھٹ گئے۔ یہ وہ علاقے ہیں جو فوج کے زیر کنٹرول ہے۔ اس سے قبل کوٹکئی، خیسورہ اور سرروغہ میں بھی ایسے دھماکے ہوئے جن میں کئی بچے لقمہ اجل بنے جبکہ پورے علاقہ مسعود میں طالبان کا نام ونشان نہ تھا عوام اسکو فوج کی ظالمانہ کاروائیاں شمار کرنے لگے ہیں۔ جبکہ ان کاروائیوں سے فوج کا مقصد عوام میں طالبان کو بدنام کرنا ہے سیلاب محسود کے بقول کل 28 ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جس میں 60 سے زائد افراد شہید ہوئے ہیں طالبان کی طرف سے تردیدی پمفلٹ میڈیا کو جاری ہوئے۔

سرویکئی علاقہ بروند میں بم دھماکہ

28 جون 2017 کو تحصیل سرویکئی علاقہ بروند میں بم دھماکہ ہوا جسمیں ایک فوجی گاڑی تباہ ہوا اور ایک فوجی ہلاک ہوا۔ بحوالہ سیلاب محسود مشال رڈیوں۔

شمکائی الگڈ بم دھماکہ

22اگست 2017 کی رات مجاہدین حلقہ جاٹراۓ نے بمقام شمکائی الگڈ فوج کے راستے میں ریموٹ مائن نصب کیا علی الصبح جب دو فوجی ان کے زد میں آئے تو ریموٹ کنٹرول سے ان پر دھماکہ کرکے دونوں فوجی موقع پر ہی ہلاک ہوئے پاکستانی میڈیا نے بھی اسکی تصدیق کی۔ رد عمل میں فوج نے گور گورے سے لیکر نانوں بروند مولے خان سرائے چگملائی تک آدھے وزیرستان میں 30 اگست تک کرفیوں نافذ کیا اور عوام کو تشدد کا نشانہ بنایا، کرفیو کے دوران عوام گھروں سے باہر نکالا جاتا تھا عورتوں اور بچوں کو دھوپ میں بٹھایا جاتا تھا جبکہ مردوں کو تپتی زمین پر صبح سے عصر تک لٹایا جاتا تھا اس تشدد میں دو مرد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جن میں سے ایک کا نام گل نواز کوکٹ خیل تھا۔

گور گورے وزئے میں ریموٹ بم دھماکہ

30 اکتوبر 2017 کو مجاہدین حلقہ جاٹراۓ نے جنوبی وزیرستان کے علاقہ گور گورے وزئے میں ایک ریموٹ بم دھماکے میں دو ایف سی (ملیشیا) اہلکاروں کو بمع تین گدھوں کے موت کے گھاٹ اتار دئے یاد رہے کہ یہ اہلکار پانی لینے کیلئے علی الصبح گدھوں کو لیکر جارہے تھے کہ راستے میں بم دھماکے شکار ہوئے۔ تفصیل عظیم خان عرف خاکمل کی زبانی تحریر کی گئی۔

بروند بم دھماکے میں ملک ولی جان ہلاک

30 نومبر بروز جمعرات 2017 کو بعد از نماز ظہر جنوبی وزیرستان کے علاقہ بروند سپنکی میں امن کمیٹی کے سربراہ ملک ولی جان دیگر تین افراد سمیت ایک ریموٹ بم دھماکے میں ھلاک ہوئے۔ یاد رہے کہ ملک ولی جان 2008 سے طالبان مخالف سرگرمیوں میں حکومت پاکستان کے شانہ بشانہ ملوث تھے اور لڑ رہے تھے جو بالاخر 10 سال بعد طالبان کے ہاتھو موت کے بھینٹ چڑ گئے، یہ کاروائی مجاہدین حلقہ جاٹراۓ وحلقہ بر وند نے سرانجام دی۔ اس دھماکہ دیگر ہلاک شدگان امن کمیٹی کے اہم ارکان میواہ خان شمن خیل، ماسٹر احمد گل شمن خیل، نیک زمان عرف نیکز وبدر والا، (ملک اردل خان عرف اردلی اخر الذکر ملک اردل خان حکومت نواز ملک نہیں تھا جس کی شھادت پر مجاہدین افسردہ تھے ۔ تفصیل عظیم خان عرف خاکمل کی زبانی تحریر کی گئی۔

کڑاشتی پر چھاپہ

21اور22 دسمبر کی درمیانی شب پاکستانی فوج نے سرنڈر طالبان کی مدد سے جو اب امن کمیٹیوں کی صورت میں فوج کے شانہ بشانہ لڑتی ہے کڑاشتی کے علاقے میں محسود طالبان کے ایک گروپ پر چھاپہ مارا لیکن باوجود تماتر وسائل بروئے کار لانے کے مجاہدین کا کوئی نقصان نہ ہوا اور اللہ تعالی نے انکی حفاظت کی

وزیرستان میں فوج کا امن لشکروں کے ذریعے حصول مقاصد اور ان سے ہونے والے نقصانات

جنوبی وزیرستان میں خصوصاً محسود قبیلہ کا ہر فرد خاص وعام مال دار وغریب غرض ہر فرد آزاد اور خود مختار ہوتا ہے۔ اوراس کا ہر فرد عزم صمیم کا مالک ہوتا ہے۔ بس جس نے جو راہ اختیار کی مرتے دم تک اس پر ڈٹے رہنا اس قبیلے کا امتیازی وصف ہے۔ کیونکہ یہ لازمی امر ہے کہ ہر قوم میں اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں اور یہی سلسلہ روز اول سے تا قیامت جاری رہے گا لیکن اس قوم کی اکثریت نے 1857 کی جنگ

آزادی سے لیکر 1947 تک آزادی کے حوالے سے جو قربانیاں دی ہیں ان کو فراموش کرنا اور نظر انداز کرنا ناانصافی ہوگی، البتہ اس زمانے میں بھی کچھ ملکان نے فرنگی کا ساتھ دیا اور کچھ خاصہ دار فورس میں بھرتی ہوئے۔ اسکے خلاف اس وقت کے فرنگی کے مخالف رہنما ملا پوندہ جس نے سب سے پہلے فرنگی سے مسلح جدوجہد شروع کی تھی انہوں نے ان ملکان میں بعض کو قتل اور بعض کو جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ یہی کچھ دور حاضر میں بھی ہوا۔ مارچ 2004 میں جب پاکستانی فوج نے وانا میں مہاجرین کے خلاف آپریشن شروع کیا جس میں مہاجرین کے علاوہ انکے مقامی حمایتی لوگوں کو بھی نشانہ بنایا۔ تو اس دوران وزیر قبیلہ کے ملکان اور لشکر کے علاوہ مسعود قبیلہ میں بھی بعض ملکان نے حکومت کا ساتھ دیا اور مختلف علاقوں میں جگہ جگہ پر لشکر بنائے، جن میں بروند، مولے خان سرائے، مکین، بدر، وغیرہ کے لشکروں نے زیادہ کردار ادا کیا لیکن عوام الناس کی اکثریت، علماء ومشران قوم کی اکثریت نے ان لوگوں کی حمایت نہیں کی۔ جسکی وجہ سے وہ دیرپا ثابت نہیں ہوئے۔ ان لشکروں کو حکومت نے امن کمیٹی کے نام سے موسوم کیا۔ سب سے پہلا لشکر محسود قبیلے کے بعض ملکان و علماء نے اس وقت تشکیل دیا جب 26 مارچ 2004 کو اولڈ سرویکی اور نیو سرویکی کے درمیان وڑہ کے مقام پر فوجی کانوائی پر بیت اللہ محسود نے حملہ کیا جس میں کانوائی کا صفایا کیا گیا اور موقعہ پر 45 کے قریب فوجی مارے گئے اور آٹھ کو زندہ مجاہدین ساتھ لے گئے۔ وہ بھی گڑیزائی کے علاقے میں قتل کئے گئے۔ 27 مارچ کو مقامی قبائل کے توسط سے چند ملکان نے لشکر بنایا۔ اور بروند کے علاقے میں برکی قوم کے ایک مجاہد ولی برکی کے گھر پر چھاپہ مارا۔ انکے دو بھائی اور ایک مہمان کو گرفتار کر کے حکومت کے حوالے کئے گئے۔ اور وڑہ پر چند گھروں کو جزوی نقصان پہنچایا۔ اس ایک کاروائی کے بعد لشکر میں اختلاف پیدا ہوا، اور تقسیم ہوا، اس میں زیادہ کردار مولانا فیض محمد شابی خیل وغیرہ کا تھا۔ کیونکہ ان دِنوں علاقہ محسود میں جنگ نہیں تھی۔ صرف وانا کے علاقے میں آپریشن شروع تھا۔ محسود مجاہدین نے مذہبی اور اپنی قبائلی روایات کی بناء پر وزیر قوم کا ساتھ دیا۔ چنانچہ علاقہ محسود میں فوج کے خلاف ان کاروائیوں کی وجہ سے اس موقعہ پر نہ باقاعدہ آپریشن شروع ہوا، اور نہ ردعمل سامنے آیا۔ چنانچہ یہ سلسلہ جاری تھا بالاخر 22 اپریل 2004 کو معاہدہ شکائی طے پایا۔ جسکی وجہ سے علاقے میں حالات معمول پر آگئے۔ حکومت اور محسود مجاہدین کے درمیان نہ معاہدہ تھا اور نہ جنگ جیسی صورت حال تھی۔ لیکن بالاخر مولانا معراج الدین شہید اور دیگر محسود علماء ومشران کی محنت سے 18 اگست 2004 کو بمقام سپنکئی رغزائی ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں قومی اسمبلی کے ممبر مولانا معراج الدین نے حکومت اور محسود قوم کے درمیان معاہدے کا ان الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ نہ محسود قوم کے علاقے سے فوج پر حملہ ہوگا۔ اور نہ فوج محسود قوم کے علاقے پر حملے کرے گی لیکن صرف ایک ماہ بعد بروز جمعرات 9 ستمبر 2004 کو پاکستانی فوج اور امریکی ڈرون طیاروں اور پاکستانی فضائیہ نے علاقہ ڈیلے بداوزہ میں ایک دینی مرکز پر جس میں مقامی قبائلی مجاہدین تھے بمبار کیا جسمیں 50 کے قریب افراد شہید ہوئے اور ساتھ ہی کاروان منزہ پر فوج نے حملہ کر کے قبضہ کیا۔ اس موقع پر کاروان میں فوج کیساتھ مقامی قبائل کا شدید مقابلہ ہوا۔ جس میں کئی قبائلیوں نے جام شہادت نوش کی اور بیسیوں فوجی بھی واصل جہنم ہوئے۔ جب یہ جنگ شروع ہوئی تو اس موقع پر محسود ایریا کے مختلف علاقوں کے ملکان نے دوبارہ حکومت کے کہنے پر طالبان مخالف لشکر بنائے جسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مولے خان سرائے کے علاقے میں ملک میر داعلی وغیرہ کے سرپرستی میں لشکر بنا جس نے مولے خان سرائے کے قریب 2 ازبک اور ایک محسود مجاہد پر حملہ کیا جسمیں ازبک مجاہد عبد الروف شہید ہوا جبکہ دوسرا کم عمر نوجوان ازبک گرفتار کر کے حکومت کے حوالے کیا۔ جبکہ محسود مجاہد توکل (شہید) فرار ہونے میں کامیاب ہوا

(۲)علاقہ چگملائی میں بھی امن کے نام سے طالبان مخالف لشکر بنا۔ جس نے چائنہ اہلکاروں کے دستیابی میں حکومت کا ساتھ دیا اور مجاہدین کا رستہ روکا۔ جس میں چائنہ مغوی اہلکار کے بشمول 5 افراد ہلاک ہوئے۔ جن میں چار مجاہدین اغواء کار بھی تھے۔
یہ واقعہ 9 اکتوبر 2004 کو گومل زام کے علاقے میں پیش آیا۔ اور چگملائی کے علاقے خرنرائی میں جلال خیل قوم کے لشکر نے اغواء کاروں کا راستہ روکا یوں یہ سلسلہ 14 اکتوبر تک جاری رہا 14 اکتوبر کو فوج اور لشکر کے سربراہان نے مذاکرات کے نام سے دھوکہ دیکر کے 4 مجاہدین کو شہید کیا جبکہ ایک چائنہ اہلکار بھی مارا گیا۔
(۳) سپینکئی رغزائی میں امن لشکر ملک خاندان مولانا لطیف اللہ شابی خیل مفتی ریحان کے سرپرستی میں بنا جس نے مجاہدین پر زندگی اجیرن کر دی بالاخر بیت اللہ محسود نے نور عالم مل خیل کو انکے پاس بھیجا کہ آئندہ کیلئے اگر یہ لوگ اس عمل سے باز نہ آئے تو انکے قتل کرنے میں ہم جیجک محسوس نہیں کریں گے چنانچہ ان لوگوں نے سوائے ملک خاندان کے امن لشکر سے علیحدگی اختیار کی
(۴) سراروغہ، وچہ خوڑہ، جنتہ میں بھی مقامی سطح پر لشکر بنے لیکن چند ہی دن کے بعد ختم کئے گئے
(۵) مکین میں مضبوط امن لشکر بنا جس نے مکمل طور پر فوج کا ساتھ دیا۔ یہ لشکر ۴۰ افراد پر مشتمل تھا اسکا سربراہ ملک احمد شاہ لالے خیل بہادر خیل شاخ ظریف خیل تھا، ملک عمر خان ملک شائی ویدان، احسان اللہ عرف سائنول شمک خیل شاخ گنا خیل، ملک سرائی خان لالے خیل قتل خیل وغیرہ بھی اس لشکر کے سربراہان تھے۔ یہ امن لشکر پورے علاقہ مکین میں پہرہ دیا کرتے تھے۔ اس امن لشکر نے سپین کمر کے علاقے بشت مشت خولہ میں 2 ازبک مجاہدین مسمی عبد القہار (۲) حسن (جو نابالغ تھا) کو گرفتار کر کے حکومت کے حوالے کئے۔ اس کاروائی کے رد عمل میں مجاہدین محسود میں سے محمد حنیف امیر حلقہ مکین اور صلاح الدین ولد فضل جان شمک خیل نے عثمان رغزائی میں امن لشکر کے سربراہ ابراہیم کے خلاف ریموٹ کنٹرول بم نصب کر رہا تھا جو دھماکے سے پھٹا جس میں دونوں مجاہدین شہید ہوئے۔ اس امن کمیٹی والوں نے ان کی لاشوں کو فوج کے حوالے کر کے انکی لاشیں کوہاٹ یا پشاور منتقل کر گئے۔ مکین امن لشکر میں مولانا عصام الدین کا بھی کردار تھا لیکن بیت اللہ امیر صاحب کے منع کرنے سے وقتی طور پر رک گئے۔
(۶) لدھا، مشتہ، کانیگرم میں مقامی لشکر بنے لیکن جلد ہی منقسم ہوئے۔ طالبان کے خلاف نہ لڑے
(۷) بدر کے علاقے بنگہ خیل منزہ جسے لنڈی منزہ کلی بھی کہتے ہیں اس گاوں والوں نے مقامی سطح پر لشکر بنایا تھا۔ اور اپنے علاقے میں فوج کے خلاف مجاہدین کاروائیوں سے منع کرتے تھے۔ اسی دوران ایک روز 5 مجاہدین جس میں 3 محسود اور 2 ازبک تھے۔ لنڈی منزہ سے فوج پر مزائل فائر کر رہے تھے۔ کہ اس گاوں والوں نے ان پر حملہ کیا جسمیں ایک ازبک مجاہد عبد اللہ موقع پر شہید ہوا، اور دو محسود مجاہدین گرفتار کئے۔ بعد میں دونوں ضمانت پر رہا کئے گئے۔ جبکہ ازبک مجاہد کی لاش حکومت کے حوالے کی گئی۔ اس لاش کی بجرمتی کرنے والوں پر محمد عالم عرف مدو نے ڈنڈے سے حملہ کیا جس میں اس بندے کی انگلی ٹوٹی۔ بعد میں مدو پر اس جرم کی سزاء میں 10 دس ہزار نقدی جرمانہ اور ایک عدد دنبہ بطور نناواتے مقرر کیا جو اس نے اداء کیا لیکن معاہدہ سراروغہ کے بعد بیت اللہ محسود نے ان لوگوں سے وہ جرمانہ دوبارہ واپس کر کے محمد عالم عرف مدو کو واپس کیا۔ یاد رہے اس عمل کے بدلے حکومت نے کل چھ لاکھ روپیہ انعام امن لشکر والوں کو دیا۔ جس پر انہوں نے کرولا کار خریدا تھا۔ جو بعد میں مجاہدین نے ان سے ضبط کیا۔ اس امن کمیٹی کی سربراہی میر الرحمن اور حاجی ناول خان کر رہے تھے (۸) **خیسورہ میں** اگرچہ بقاعدہ لشکر نہ تھا لیکن چند مخصوص لوگ حکومت سے تعاون کر رہے تھے جن میں آئتول ورمڑ خیل نمایا تھا۔ جس نے ازبک

مجاہدین کو شہید کیا تھا۔(۹) علاقہ جاٹرائی میں بھی جلندر پڑے خیل گاوں کے چند مخصوص افراد نے فوج کو مخبری کا عمل اپنایا تھا۔ جن میں میر اعظم خان، عظیم خان کے نام نمایاں تھے۔

علاقہ محسود میں امن لشکروں کی کہانی، مولوی نور سید کی زبانی

9 ستمبر 2004 کی جنگ میں حکومت نے محسود قوم میں سے چند بے ضمیر ملکان کو امن لشکر بنانے پر آمادہ کیا۔ اگرچہ محسود قوم نے اجتماعی سطح پر حکومت کے اس پروگرام کو ٹھکرادیا، لیکن مختلف تحصیلوں کی سطح پر چند بے ضمیر افراد انہیں ملے، جنہوں نے امن لشکر بنائے۔ مثلاً علاقہ مکین میں ملک احمد شاہ، جنہوں نے حکومت کا ساتھ دیکر انکی خوب نمک حلالی کی۔ انکی خدمات میں سے سپین کمر کا واقعہ ہے کہ انہوں نے ازبک مجاہدین کو شہید کیا، اور بعض کو پکڑ کر حکومت کے حوالے کیا۔

(2) دوسرا امن لشکر شمن خیل قوم کا مولے خان سرائے کی سطح پر بنا۔ جسکی سربراہی ملک میر داعلی شمن خیل کر رہے تھے۔ اس زمانے میں ایک دفعہ مجاہدین حلقہ محسود اور مجاہدین حرکت اسلامی ازبکستان نے ایک ریموٹ کنٹرول بم سڑک کنارے نصب کیا تھا، کہ دوپہر کے وقت اسکول کے بچوں نے انکی تاریں دیکھ لئے، اور انکو چھیڑا۔ جسکی وجہ سے وہ دھماکے سے پھٹ گیا جس سے چند بچے موقعہ ہی پر ہلاک ہوئے۔ ان بچوں کی تدفین ہورہی تھی کہ اچانک امن لشکر کے رضاکاروں کی نظریں مجاہدین پر پڑی، تو یک دم امن لشکر والوں نے انکا پیچھا کیا، اور چاروں طرف سے ان پر فائرنگ شروع کیا۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں ایک ازبک مجاہد عبدالروف موقعہ ہی پر شہید ہوا، جبکہ دوسرا اکم عمر ازبک مجاہد گرفتار کیا۔ بعد میں انکو حکومت کے حوالے کیا۔ جبکہ تیسرا محسود قوم سے تعلق رکھنے والا مجاہد مسمیٰ توکل خان ملک دینائی فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔

(3) تیسرا امن لشکر علاقہ سپین کائی رغزائی میں ملک خاندان کے سربراہی میں بنا۔ جنہوں نے ببانگ دہل مجاہدین سے ٹکر کا اعلان کیا اور اپنے علاقے میں فوج سے شانہ بشانہ کمک کرتے رہے، اور مجاہدین پر زندگی اجیرن کردی۔

(4) جبکہ اس موقع پر جنوبی وزیرستان حلقہ محسود میں حاجی گل ساخان مرحوم کا بھی بڑا چرچہ تھا جنہوں نے علاقہ محسود میں امن قائم کرنے میں بڑا کردار اداء کیا، اسی جنگ میں اگرچہ انہوں نے اعلانیہ حکومت کا ساتھ نہ دیا، لیکن کبھی کبھار بیانات میں ازبکوں کے خلاف بولتا تھا۔ جبکہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولے خان سرائے میں محسود قوم کا بڑا جلسہ تھا۔ جس میں علاقہ محسود کے علماء اور مشران عمومی لحاظ سے شریک تھے۔ اس جلسہ میں حاجی گل ساخان نے اپنے تقریر میں مجاہدین کو احمق اور بے وقوف ٹھہرادیا، مینڈے اور ریل گاڑی کا مشہور مثال انہوں نے مجاہدین پر فٹ کیا۔ کیونکہ مینڈے کا ریل گاڑی سے ٹکر کھانا ریل کو مینڈھا سمجھ کر، یہ انکی بڑی بے وقوفی کی دلیل تھی، جس پر مینڈے کے مالک نے کہا تھا کہ تیری جرات پر آفرین، لیکن تیری عقل کی ایسی تیسی یعنی گالی دی۔ حاجی گل ساخان نے مجاہدین کے حق میں کہا کہ ان لوگوں کی جرات اور بہادری پر میں انکو آفرین وشاباش دیتا ہوں۔ لیکن اتنے بڑے منظم حکومت سے ٹکرانے پر ان کی عقل کی ایسی تیسی یعنی گالی دی، وغیرہ۔

(5) سب سے پہلا امن لشکر علاقہ بروند میں مقامی سطح پر اس وقت بنا جب وانہ میں آپریشن شروع تھا اور کمانڈر نیک محمد نے امیر بیت اللہ صاحب سے کمک چاہی تو جب وڑہ (تحصیل سروکیئی) نامی چیک پوسٹ کے قریب فوجی قافلے پر حملہ ہوا، اور اس میں پینتالیس (45) فوجی واصل جہنم ہوئے، تو اسوقت حکومتی دباو میں مقامی قبائل آکر انہوں نے لشکر بنایا۔ اور ایک غریب گھرانے کے دو بھائیوں اور ایک مہمان کو پکڑ کر حکومت کے حوالے کیا۔ لیکن یہ امن لشکر چند ہی دنوں کے اندر خود بے اتفاقی کا شکار ہوا، اور ختم ہوا۔

(6) چھٹا امن لشکر چگملائی کے سطح پر بنا۔ جنہوں نے خصوصاًان مجاہدین کے خلاف کاروائی میں حکومت سے اخلاص کے ساتھ حصہ لیا۔ جنہوں نے گومل زام سے چائنہ کے بندوں کو اغواء کیا تھا اور علاقہ چگملائی کے پہاڑوں تک پہنچائے تھے۔ لیکن امن لشکر والوں نے انہیں وہاں پر محاصرہ کئے رکھا۔ حتیٰ کہ فوج اور کمانڈو فورسز انکی مدد کے لئے وہاں پہنچے۔ ان مجاہدین کو امن دیکر بعد میں دھوکہ دہی سے شہید کرادیئے۔ ان سابقہ امن لشکروں نے اگرچہ حکومت کا ساتھ دیا، اور مجاہدین کے لئے موقعہ بموقعہ رکاوٹیں کھڑی کی، لیکن جب کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو غلبہ دیا اور انکو فتح سے ہمکنار کیا، تو ان امن لشکروں کے سربراہان کو بھی ٹھکانے لگادیا۔ ایک اور امن کمیٹی کے نام لشکر، قاری زین الدین والا، جو 2008ء میں (مولوی خواجہ، کاشف، نظامی اور احسان) بنی۔ انکی کی کہانی اسی موقع پر لکھی جائے گی۔ اور ساتھ ہی ترکستان نامی لشکری کی کہانی بھی لکھی جائے گی۔

(7) سپین کائی رغزائی کے قریبی علاقے کوٹکئی میں کالو رغزائی گاوں والوں نے ابراہیم بیگ کی سربراہی میں امن لشکر بنایا، جنہوں نے مجاہدین محسود پر حملہ کیا۔ جبکہ دوسری طرف سے فوج نے بھی حملہ کیا، لیکن مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ مجاہدین نے جوابی کاروائی کے بجائے انہیں صرف دھمکی دی، جس کی وجہ سے ابراہیم بیگ گاوں سے بھاگ نکلا۔ جب سراروغہ معاہدہ ہوا تو ابراہیم بیگ معافی مانگنے کے لئے بیت اللہ محسود سے کسی وساطت سے ملے، اور انہیں معافی دی گئی۔

تحصیل سراروغہ میں امن لشکر، مولوی ثاقب، مولوی ابوذکوان اور لالے کی زبانی

(8) علاقہ محسود کے دوسرے علاقوں کی طرح تحصیل سراروغہ کی سطح پر بھی امن لشکر بنا۔ جسکا سربراہ گلادین لنگر خیل تھا۔ پورے علاقے کے لوگوں نے بمقام کاچکائی جرگہ کیا، اور یہ فیصلے کئے۔

(1) طالبان کی نشاندہی کی جائے گی اور انکو حکومت کے حوالے کئے جائیں گے۔ اور ان کے مکانات مسمار کئے جائینگے۔

(2) حکومتی مطالبے پر علاقے میں پہرہ داری کا عمل شروع کیا۔ اس موقع پر ملک افضل لنگر خیل طولب خیل نے اعلان کیا کہ اس علاقے کے طالبان کمانڈر مولوی صالح الدین عرف سولے ملا اور اس کے ساتھی علاقے کیلئے ناسور ہے۔ اس کو علاقے سے نکال پھینکیں گے۔ اور اس کے گھر مسمار کریں گے۔ لکل فرعون موسیٰ۔ لہذا اس موقع پر ارزی خان لنگر خیل ولد ستورائی خان (ستار خان) نے ملک افضل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ طالبان، ملاوغیرہ کو چھوڑو، میں ابھی سراروغہ قلعہ پر حملہ کرتا ہوں۔ اگر غیرت ہے تو سامنے آنا، ہم تیرے منہ کو لوہے سے بھر دینگے۔ اس تلخ کلامی کی وجہ سے امن لشکر میں توڑ پیدا ہوا۔ اور ناکامی سے دوچار ہوا۔ حکومتی مطالبے پر اس امن لشکر کے بعض عناصر نے برائے نام چند گھروں کی تلاشی لی اور حکومت کو رپوٹ پیش کی کہ ہمیں عرب اور ازبک نہ ملے۔ جس کی سربراہی ملک محمد عالم کررہے تھے۔ لیکن امن لشکر میں توڑ پیدا ہوا، اور ختم ہوا۔ سراروغہ معاہدے کے بعد ان لوگوں کو عام معافی دی گئی۔ اور انہیں تنبیہ کی گئی کہ اگر آئندہ کسی نے حکومت کا ساتھ دیا تو اسکی سزا قتل ہوگی۔

علاقہ جنتہ میں امن لشکر ۔۔۔۔۔ قاضی محمد امیر صاحب کی زبانی

اہل جنتہ کے باشندوں نے بھی دوسرے محسود قبیلوں کی نقش قدم پر چل کر جنتہ کی سطح پر امن لشکر بنایا۔ کہ جنتہ میں غیر ملکیوں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ بلکہ جو بھی پناہ دے گا اس کا گھر مسمار کیا جائے گا۔ جبکہ یہ فیصلہ بھی ہوا کہ جو کوئی حکومت کو جاسوسی کرے گا اس پر دس لاکھ جرمانہ ہوگا۔ اور اسکا گھر بھی مسمار کیا جائے گا۔ چنانچہ قاضی صاحب نے کہا، کہ میرے پاس چند غیر ملکی مہاجرین کے گھرانے تھے، جو میں نے خفیہ رکھے تھے۔ اسکا علم امن لشکر والوں کو ہوا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ مولوی محمد امیر کا گھر مسمار کیا جائے گا۔ میں نے انہیں جواب دیا

کہ بالکل معاہدے کے مطابق تمہیں یہ حق ہے کہ میرا گھر مسمار کرو۔ لیکن میرا دعویٰ ان امن لشکر والوں پر ہے، کہ مجھ پر جاسوسی تم لوگوں نے کی ہے لہذا میں کمزور ہوں۔ پہلے پہل آپ لوگ مجھے جرمانہ اداء کرو۔ اور اپنے گھروں کو مسمار کرو۔ بعد میں میرا گھر مسمار کر لینا۔ چنانچہ اس سے وہ لاجواب ہوئے۔ قوم کے نوجوانوں نے میرا ساتھ دیا، جسکی وجہ سے فریقین میں تلخ کلامی تک نہ ہوئی۔ امن لشکر بے حیثیت ثابت ہوا۔ بعد میں ان کے ارکان کو معاف کر دیا گیا۔ خصوصاً شاہ محمود فقیر جو مشہور شخصیت تھے، اس کو اس عمل کے سزا میں قاری حسین نے قتل کرنے کی کئی بار کوشش کی۔ لیکن چونکہ میں حلقہ جنتہ کا امیر تھا میں نے انہیں منع کیا۔ کیونکہ عام معافی کا اعلان سب مسعود قوم کو ہوا تھا، کہ جو کوئی آئندہ یہ عمل نہ دہرائے۔ وہ معاف ہے۔ چنانچہ جو لوگ اس عمل سے باز نہ آئے، اور فوج سے رابطے میں رہے انہیں مختلف مواقع پر ٹارگٹ کیئے گئے۔

علاقہ وچہ خواڑہ میں امن لشکر

حلقہ وچہ خوڑہ، جس میں مختلف اقوام اور شاخیں آباد ہیں، انہوں نے بھی اس جنگ کے دوران امن لشکر بنایا۔ گوڑی خیل شاخ کی سربراہی جانگڑ خان کر رہے تھے، اور بہت سختی اور تیزی کر رہے تھے۔ یعنی اس عمل میں سب سے پیش پیش تھے۔ جبکہ لنگر خیل شاخ کی سربراہی ملک گلادین کر رہے تھے۔ گرڑائی قوم کی سربراہی ملک سید اخان کر رہے تھے۔ لشکر والوں نے غیر ملکیوں کو پناہ دینے والے لوگوں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ لیکن کوئی خاص مشکل اور تکلیف انہیں نہیں دی۔ معاہدہ سراروغہ کے بعد امیر صاحب نے تمام امن لشکروں کے ارکان کو معاف کیا۔ جس میں یہ بھی داخل تھے۔ اور اس نام سے وچہ خواڑہ میں کوئی بھی قتل نہ ہوا۔

حلقہ جاڑائی میں امن لشکر

2004ء کی اس جنگ میں لالڑے، جلندر، بڑے کا چکائی اور دیڑ گاوں والوں نے فرداً فرداً معمولی رکاوٹ مجاہدین کے لئے پیدا کی، ان گاوں والوں کا مجاہدین سے یہ مطالبہ تھا، کہ وہ اسکے علاقے سے چلے جائیں وہاں پر جنگ نہ کریں۔ جس میں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ خصوصاً جلندر پڑے خیل گاوں کے چند افراد نے اس میں کافی کوشش کی، جن میں عظیم خان، شائستہ خان، میر اعظم خان وغیرہ شامل تھے۔ لیکن مجاہدین کو کوئی زحمت نہیں پہنچائی۔ سراروغہ معاہدے کے بعد ان کو بھی معاف کیا گیا۔ اور حکومتی تعاون کے نام سے پورے حلقے میں کسی کا قتل نہیں ہوا

سپنکئی رغزائی میں امن لشکر

9/9/2004 سے قبل اور بعد میں ملک خاندان کے سربراہی میں امن لشکر سپنکئی رغزائی میں بنا۔ جس میں چند علماء مفتی ریحان اللہ اور مولانا لطیف اللہ شابی خیل نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور مجاہدین پر زندگی اجیرن کر دی۔ مجاہدین کو علاقے میں جنگ کرنے سے روکتے تھے۔ آخر کار بیت اللہ امیر صاحب نے نور عالم نامی مجاہد کو سپنکئی رغزائی بھیجا، جس نے قوم سے خطاب کیا۔ اور مستقبل میں انہیں عبرت ناک نتائج سے آگاہ کیا۔ جس کی وجہ سے یہ لشکر ختم ہوا۔ البتہ خصوصی طور پر ملک خاندان فوج کا ساتھ دیتے رہے۔ جس کی وجہ سے سراروغہ معاہدہ کے بعد ملک خاندان کو بمقام کڑمہ انہیں گھات لگا کر مجاہدین نے کیفر کردار تک پہنچایا۔

امن لشکر والوں کو عام معافی دی گئی

7 فروری 2005 کو سراروغہ معاہدہ کے بعد بیت اللہ محسود نے اپنے شوری والوں کیساتھ مشورہ کر کے فیصلہ صادر کیا۔ کہ جن لوگوں نے جنگ کے دوران فوج کا ساتھ دیا ہے۔ تو وہ سب کے سب معاف ہیں۔ البتہ اگر ان لوگوں نے دوبارہ فوج سے رابطے بحال رکھیں۔ تو انہیں معاف نہیں کئے جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے مجاہدین کو قتل کیا ہو صرف اس سے باز پرس ہو گی۔ چنانچہ جن لوگوں نے اس اعلامیہ کے بعد بھی فوج سے رابطے بحال رکھیں، یا دیگر نیئے لوگوں نے فوج کو جاسوسی کا عمل اپنایا تو ان لوگوں کے خلاف با قاعدہ تارگٹ کیلنگ کا بہت تیزی سے آپریشن شروع ہوا۔ جسکی تفصیل وزیرستان مین خاموش رہنا بہتر ہے۔ عنوان کے تحت لکھی جائے گی۔

وزیرستان میں خاموشی ہی بہتر ہے۔

شمالی اور جنوبی وزیرستان میں جب سے غیر ملکی مجاہدین کے داخل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی دن سے وزیرستان عالمی دنیا کے نظروں میں ایک کانٹے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ مارچ 2004 سے با قاعدہ پاکستانی فوج نے امریکی اشارے پر وزیرستان میں بلکہ پورے قبائلی پٹی میں آپریشن شروع کر رکھا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں پاکستانی فوج نے فرنگی دور کے پالیسیوں کو اختیار کر کے اہل علاقہ کے بڑے بڑے قلعہ نما کوٹ اور اونچے اونچے برج گرانے اور ان کے باغات، جنگلات، تباہ کرنے کا عمل اپنایا ہے۔ اور ساتھ ہی قوموں پر دباو ڈالنے اور اس کے علاوہ مختلف طریقوں سے مثلاً پیسیوں کی لالچ وغیرہ دیکر کچھ لوگوں کو حمایت میں لیکر طالبان کے خلاف لشکر بنانے جیسے جرائم کے مرتکب ٹھہرائے۔ چنانچہ اس سلسلہ 9 ستمبر 2004 کی جنگ میں محسود ایریا میں پاکستانی فوج کا جن قبائلی ملکان وغیرہ نے ساتھ دیا تھا۔ انکو سراروغہ معاہدہ کے بعد بیت اللہ محسود نے عام معافی دی تھی، لیکن ساتھ ہی یہ اعلامیہ جاری کیا تھا۔ کہ آج کے بعد کسی نے فوج کا ساتھ دیا تو انہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ لہذا سراروغہ معاہدہ کے بعد جن لوگوں نے فوج سے جس قسم کے رابطے بحال رکھے یا ان سے تعاون کیا، یا جاسوسی کی، تو ان کو معاف نہ کیا گیا۔ بلکہ جہاں بھی طالبان کو موقعہ ملا ان حکومت نواز لوگوں کو کچل ڈالا۔ البتہ یہ بات بھی یادرکھنی چاہیے، کہ اس سلسلہ میں طالبان سے کچھ غلطیاں ہوئے (ا) جن میں بعض لوگوں کو معمولی معمولی رابطوں یا کسی کی ناکافی معلومات دینے پر ایسے لوگوں کا قتل یا کسی ایک مجرم کے ساتھ دوسرے بے گناہ لوگوں کا قتل فوج اور پولٹیکل انتظامیہ کو جاسوسی کے نام سے بعض لوگوں نے فائدہ اٹھا کر اپنے ذاتی دشمنوں کو بدنام کر کے طالبان کے ہڈلشٹ میں داخل کر کے انہیں مار ڈالا۔ وغیرہ جیسے جرائم کے طالبان مرتکب ہوئے۔ اس جیسے مظالم کے پاکستانی سیکورٹی ادارے بشمول فوج کے بھی مرتکب ہوئے ہیں۔ مثلاً جس کسی نے جس قسم کی حمایت طالبان کی، کی ہو، تو انہیں بھی بے دردی سے کچل ڈالا۔ جسکی تفصیل پاکستانی فوج کے مظالم کے نام سے باب میں لکھی جائے گی۔ اس باب میں ان لوگوں کے نام اور تفصیلات کے جمع کرنے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے، جو طالبان کے ہاتھوں یا طالبان کے نام سے کسی دوسرے نے فائدہ اٹھا کر اپنے مخالفین کو تارگٹ کیا گیا ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بیت اللہ محسود اور اپکے دوسرے بڑے کمانڈروں نے ملا پوندہ کا سنت زندہ کیا جو انہوں نے فرنگی کے معاونین کے خلاف آزادی کے جنگ کے دوران اپنائی تھی۔ جس میں انہوں نے کئی ملکان کو قتل کیا اور کئی کو جلاوطن کیا۔ چنانچہ 55 سال بعد جب 2001 میں امریکہ بمع نیٹو کے افغانستان میں داخل ہوا، جسکی حمایت پاکستان نے بھی کی اور پاکستانی افواج کی حمایت بعض قبائل نے بھی کی تو محسود مجاہدین نے بھی انکے خلاف ٹارگٹ آپریشن 58 سال پہلے کی طرح 2005 کے اواخر سے شروع کیا۔ جو تاحال

ستمبر 2017 تک جاری ہے، جس کا تعلق علاقہ محسود یا ٹانک، ڈی آئی خان کے قریبی علاقوں سے تھا اس دوران طالبان کے ہاتھوں جو قبائل مارے گئے یا طالبان کی روپ سے فائدہ اٹھا کر ذاتی دشمنوں کو قتل کیا کل تعداد تقریباً 170 ہے جن میں سے چند کے نام یہ ہے۔

(1) مولوی محسود الرحمن سلیمی خیل سکنہ نانو عبد اللہ محسود کے چچازاد بھائی تھے۔ عبد اللہ محسود کی شہادت کے بعد انکے ساتھیوں نے اپکو عبد اللہ محسود کا جانشین مقرر کیا۔ توڑے عرصے میں انہوں نے بیت اللہ محسود اور انکے اہم کمانڈروں کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ اور علاقہ محسود میں متوازی نظم تشکیل دیا۔ بیت اللہ محسود نے انکی اصلاح کا بھرپور کوشش کیا۔ لیکن وہ نہ سمجھے، بالاخر ستمبر یا اکتوبر 2007 میں بیت اللہ محسود گروپ نے برونڈ گور گورے سڑک پر انکے آبائی گاوں نانو کے قریب ایک ریموٹ بم کے ذریعے نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔

(2) یوسف خان شمن خیل ملک بنوت شمن خیل کا بھائی تھا حکومت نواز امن کمیٹی جو کئی ناموں سے مشہور ہے عبد اللہ محسود گروپ المعروف قاری زین الدین یا مصباح گروپ کے اہم شخصیات میں سمجھا جاتا تھا۔ جسکی وجہ ضلع ٹانک میں 29 اکتوبر 2008 کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

(3) امیر الدین قاری زین الدین گروپ کے اہم کمانڈر مولوی شیر محمد اور ملک بنوت کا بھتیجا تھا۔ جب مدیجان درگئی کے علاقے میں عبد اللہ محسود گروپ کے اہلکاروں نے 10 اگست 2008 کو ملک خیر محمد گاڑی سے اتار کر انہیں گولی مار کر ہلاک کیا۔ تو انتقاماً چند دن بعد امیر الدین کو بیت اللہ محسود کے حکم سے قتل کیا گیا۔ حالانکہ امیر الدین بظاہر عبد اللہ محسود گروپ کا رکن نہ تھا۔

(4) کمال۔ ملک بنوت خان شمن خیل عبد اللہ محسود گروپ کے اہم شخصیات بلکہ ذمہ داروں میں سے ہے جسکی وجہ سے 2013 کے اوائل میں انکے بیٹے محمد کمال کو ڈی آئی خان کے بھرے بازار میں نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کیا۔ ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

(5) جہلم خان نظر خیل مصباح گروپ کے رکن تھے جسکی وجہ سے انکو علاقہ گومل میں اپنے دوسرے ساتھی کے ہمراہ قتل کیا گیا۔

(6) ناصر خان عرف نَصَرَ نظر خیل جو مشہور ڈاکو تھا بعد میں طالبان کے خلاف سرگرمیوں اور قاری زین الدین گروپ کو معلومات فراہم کرنے جیسے جرائم کے پاداش میں ہلاک کیا گیا۔

(7) قاری زین الدین جس نے عبد اللہ محسود کے نام سے گومل ٹانک ڈیرہ اسمعیل خان میں گروپ بنایا جنہیں حکومت کی سرپرستی حاصل تھی جو عبد اللہ گروپ سے مشہور ہوا۔ جس نے بیت اللہ محسود کے ساتھیوں اور انکے رشتہ داروں وغیرہ کے خلاف مسلح جنگ شروع کی بیسیوں لوگ طالبان سے رابطے کے جرم میں شہید کیا۔ بالاخر بیت اللہ محسود نے گلبدین نامی ایک مجاہد کو انکے ساتھ بھرتی کیا۔ گلبدین کے میجر اصغر سلیمی خیل نانو جو عبد اللہ محسود کے بھائی تھے قریبی تعلقات تھے انکے ذریعے اور اعتماد پر قاری زین الدین تک رسائی حاصل کی۔ اور اپکے معتمد خاص قرار پائے بالاخر جولائی 2009 میں گلبدین نے موقع پا کر ڈی آئی خان میں قاری زین الدین پر فائرینگ کر کے انکو ہلاک کیا اور رات ورات وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو کر جنوبی وزیرستان بخیریت پہنچ گئے۔

(8) پہلوان ولد حم لالا سپنکئی گاوں برونڈ (9) اور نور سلام یہ دونوں قاری زین الدین گروپ کے کارکن تھے انہوں نے حضرت مولانا معراج الدین قریشی سابق ایم این اے کو نماز فجر کے ادائیگی کے بعد گومل مرتضیٰ میں مسجد سے واپس گھر جاتے ہوئے گولی مار کر شہید کیا۔ ان جرموں کے پاداش میں یہ دونوں بالاخر طالبان کے ہاتھ آگئے اور ان دونوں کو زیارت ژئی کے قریب ہلاک کیا۔

(10) شیر پاو گرڑائی محسود عبد اللہ محسود گروپ کے گومل یونٹ کا سربراہ تھا انہونے کئی عام محسود افراد شہید کئیں بالاخر انکو اپریل 2015 کے ابتدائی دنوں میں طالبان نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(11)ملک میر داعلی شمن خیل نے پہلے مولے خان سرائے کے علاقے میں طالبان کے خلاف لشکر کشی جسکی کی وجہ سے اسکو سراروغہ معاہدہ کے بعد ٹانک سے آتے ہوئے شہور تنگئی میں مسلح افراد نے گاڑی میں ہی ان پر فائرنگ کرکے انکو ہلاک کیا۔

(12)2005 میں مجاہدین نے امن لشکر کے سربراہ احمد شاہ محسود کے خلاف کاروائی کرتے ہوئے ان پر ریموٹ کنٹرول سے حملہ کیا جس میں غلطی سے اسکا بھائی نشانہ بنا۔

(13)مولوی عصمت اللہ ولد ارسل خان بھی جاسوسی کے الزام میں مجاہدین نے گرفتار کررہے تھے انہوں نے مجاہدین پر فائرنگ کی جس میں محمد یعقوب شہید ہوا۔ دوسرے مجاہدین نے انہیں گرفتار کرکے انہیں قصاصاً قتل کیا

(14)مزار خان دواتوئی (15)مدین ولد نٹ خان (16)عبدالرحمن لدھا (17)ابراھیم لدھا ان چاروں افراد نے بیت اللہ محسود کے قتل کا پروگرام بنایا تھا۔ ان سے راز فاش ہوا۔ بعد ازں مدین، مزار خان، عبدالرحمن ان تینوں کو طالبان نے گرفتار کرکے ہلاک کیا ابراھیم کے بارے میں فیصلے کا پتہ نہ چلا۔

(18)ممتاز سکنہ لدھا چونکہ مشہورِ زمانہ ڈاکو تھا جسکو حکومت نے گرفتار کیا بعد میں غالبًا 2005 یا 2006 میں رہا کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیت اللہ محسود کے قتل کے سازش جیسے جرائم اور سابقہ چار افراد سے تعلق وغیرہ جرائم میں ممتاز ولد شیر بہادر لنگر خیل کو گرفتار کرکے علاقہ مکین منڈی میں نامعلوم افراد نے قتل کیا۔

(20)محمد عالم ہیبت خیل ملیشیا صوبیدار انہوں نے لدھا چیک پوسٹ پر 4 یا 5 ترکمن مجاہدین کو شہید کیا اور بیت اللہ محسود کو بھی دھمکی دی تھی۔ کچھ عرصہ بعد وہ چھوٹی پر گھر جارہا تھا۔ کہ طالبان کے ہاتھ لگا ان جرائم کے پاداش میں انہیں قتل کیا گیا۔

(21)ملک ابراہیم مکین میں امن لشکر کے اہم سربراہاں میں تھا۔ انہوں نے 2 شہداء محمد حنیف اور صلاح الدین کے لاشوں کو حکومت کے حوالے کیا تھا۔ بالاخر جنوری 2005 میں عید الاضحیٰ کے دن دو مجاہدین انکے گھر داخل ہوئے اور انکے ساتھ لڑمین بھی کھالیا۔ جب ظہر کے وقت وہ انکو رخصت کرنے کیلئے انکے ساتھ گھر سے نکلا تو گھر کے دروازے میں انکو گولیوں سے بونڈ ڈالا۔

(22)برہان ولد خونادین لدھا کے پاس ایک نوجوان لڑکا رہا تھا اسکو انہوں نے قتل کیا۔ اسکی والدہ جو بعد میں طالبان حلقوں میں قانونی سے مشہور ہوئی۔ انہوں نے بیت اللہ محسود سے استدعا کیا جب برہان کو گرفتار کرنے کیلئے مجاہدین انکے گھر پہنچے تو انہوں نے مجاہدین پر فائرنگ کی جس میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ اور اپنے اہل وعیال پر بھی فائر کھول دی جس میں انکی اہلیہ ماری گئی اور دو بیٹے زخمی ہوئے۔ بعد ازاں مکین اور لدھا کے طالبان نے انکا محاصرہ کیا اور ان ہ پر حملہ کرکے انکو کیفر کردار تک پہنچایا۔

(23)دین محمد نظر خیل کو وانہ میں اپنے گھر سے اٹھایا گیا یاد رہے دین محمد نظر خیل طالبان مخالف سرگرمیوں میں مشہور تھے اور علاقہ محسود میں فوج کے لیے جو اسپیس مہیا کرنا انہی کے ذمہ تھا۔ مذکورہ دو افراد نیاز علی اور مالک دونوں ہی آپ سے منسلک تھیں۔ کافی تفتیش کے بعد انہیں ہلاک کیا گیا اور انکی لاش بھی تاحال غائب ہے۔

(24)علاقہ مومی کڑم میں علاقہ مانتوئی کے حکومت نواز کمانڈر میرادین وزیر 6 ساتھیوں سمیت ہلاک کیا۔ وہ طالبان کے خلاف جاسوسی وغیرہ جرائم میں مشہور تھا۔

(25)خاجی گل شاہ خان محسود قبیلہ کے اہم ملکان میں سے تھا۔ اور علاقہ محسود میں چوروں ڈاکوں کے خلاف سخت مہم چلارہاتھابلکہ اگر یوں کہا جائے کہ طالبان سے قبل انہوں نے علاقہ محسود کو کافی حد تک ان بدمعاش لوگوں سے صاف کیا تھاتو بے جا نہ ہو گا لیکن جب افغانستان پر امریکی حملے کے بعد غیر ملکی مہاجرین وزیرستان میں داخل ہوئے۔ اور مارچ 2004 میں پاکستانی فوج نے انکے خلاف آپریشن شروع کیا۔ تو اس دوران حاجی گل شاخان نے غیر ملکیوں اور مقامی مجاہدین کے خلاف کچھ حد تک محسود قوم میں نفرت پھیلانے کی کوشش کی شائد یہی کوشش انکے ہلاکت کی سبب بنی۔ اسکے علاوہ بھی بیسیوں لوگوں سے دشمنی تھی۔ شائد انہوں نے اسکو ہلاک کیاہو؛لیکن زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اسکو طالبان نے قتل کیا۔

(26)میر الرحمن ستمبر 2004 کی جنگ میں ایک ازبک مجاہد کے قتل میں ملوث تھا۔ جسکو کئی سال بعد کراچی میں قتل کیا گیا۔

(27)آئنتول ورمڑ خیل نے طالبان کے خلاف فوج کا ساتھ دیا اور ازبک مجاہدین کے قتل کرنے میں شرکت کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اسکو وانہ میں بیٹے سمیت قتل کیا۔

(28)دوسمال خان محمد خیل اوسپاس مجاہد تھا۔ انہوں نے میر انشاء سے ایک کرولا کار اسپیشل کی اور وانہ کے قریب اسکے ڈرایور کو قتل کیا اس فعل شنیع میں تراب سلیمی خیل بھی ان کے ساتھ تھا جب مجاہدین نے انکو گرفتار کرنا چاہا۔ تو پہلے پہل ان کے سالہ مسمی ہیبت خان کو کٹ خیل کو ان کے پاس بھیجا باقی مجاہدین دور کھڑے تھے اس دوران دوسمال کی والدہ اور انکی بیوی ہیبت خان کے پاس آگئے اور ان سے باتیں کرنے لگے وہاں سے دوسمال نے ان پر فائر کھول دیا۔ جس میں ہیبت خان شہید ہوا، اور دوسمال کی ولدہ اور بیوی زخمی ہوئے۔ جبکہ دو اور مجاہدین بھی زخمی ہوئے۔ جوابی فائرینگ میں دوسمال بھی ہلاک ہوا۔

(29)مکین کے مشہور ملک محمد نواز کو ضلع ٹانک میں نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ طالبان نے قتل کیا ہے، کیونکہ طالبان کے خلاف سرگرم عمل تھے۔ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اپنے دشمنوں نے قتل کیا ہے اور انہوں اقرار بھی کیا ہے کہ ہم نے قتل کیا ہے۔

(30)سردار کئی خیل کو ضلع ٹانک میں 2005 میں بداوزہ ڈیلے مرکز پر ڈرون حملوں کے لیے جاسوسی کے الزام میں قتل کیا گیا۔

(31)لالا خان گوڑی خیل علاقہ محسود میں بریلویت کا پرچار کررہا تھا ان پر حملہ ہوا جسمیں وہ ایک نواسی سمیت ہلاک ہوا

(32)ایک کئی خیل آدمی مسمی۔۔۔۔۔۔۔پر بیٹیوں نے تہمت لگایا کہ جبراً ہمارے ساتھ زنا کرتا رہا ہے۔ اسکی بیوی نے بھی اسکا اعتراف کیا جسکی وجہ سے طالبان نے بمقام سپنکئی راعزائی انہیں عام قتل کیا۔

(33)ملک والی خان ولد عزیز خان کیکاڑائی کا فوج سے رابطہ تھا جب ان پر طالبان نے حملہ کیا تو وہ بھی مارا گیا۔ جبکہ ان کے ساتھ تین اور بے گناہ افراد بھی شہید ہوئے۔ مسمیٰ(1)اکبر خان ولد مادی مار کیکاڑائی(2)جواد ولد قاضی محمد امیر صاحب گلیشائی(3)نزیر اللہ ولد میوہ گل کیکاڑائی۔ یہ تین بے گناہ افراد ملک ولی خان کیساتھ بلاوجہ مارے گئے حتیٰ کہ اس غلطی پر طالبان نے معافی تک بھی نہ مانگی جو شریعت مطہرہ اور قبائلی روایات کے خلاف عمل تھا۔

(34)حمید محسود فدائی تھا حلقہ جنتہ سے تعلق تھا بعد میں منحرف ہو کر مصباح گروپ میں شامل ہوا۔ 2012 میں ڈی آئی خان میں درہ بنڑ روڈ پر ہلاک کیا گیا

(35)شھاب الدین ضلع ٹانک مصباح گروپ کی جانب سے امیر تھا اسکو اپنے ایک وفادار دوست عمر نے اس شرط پر قتل کیا کہ انہیں پھر بیت اللہ محسود گروپ سے معافی ہو گی۔ چنانچہ جب انہیں قتل کیا تو عمر کو معافی ملی اور وزیرستان فرار ہوا جبکہ مصباح گروپ نے جذبہ انتقام کے تحت اسکے دوسرے چچازاد نزیر کو ڈی آئی خان میں شہید کیا۔

(36) 30نومبر بروز جمعرات 2017 کو بعد از نماز ظہر جنوبی وزیرستان کے علاقہ بروند سپینکی میں امن کمیٹی کے سربراہ ملک ولی جان دیگر تین افراد سمیت ایک ریموٹ بم دھماکے میں ھلاک ہوئے۔ یاد رہے کہ ملک ولی جان 2008 سے طالبان مخالف سرگرمیوں میں حکومت پاکستان کے شانہ بشانہ ملوث تھے اور لڑرہے تھے جو بالاخر 10 سال بعد طالبان کے ہاتھو موت کے بھینٹ چڑ گئے، یہ کاروائی مجاہدین حلقہ جا ٹرائے و حلقہ بروند نے سرانجام دی۔ اس دھماکہ دیگر ہلاک شدگان امن کمیٹی کے اہم ارکان میواہ خان شمن خیل، ماسٹر احمد گل شمن خیل، نیک زمان عرف نیکزو بدر والا، (ملک اردل خان عرف اردلی اخر الذکر ملک اردل خان حکومت نواز ملک نہیں تھا جس کی شہادت پر مجاہدین افسردہ تھے۔

(37)محمد علی عرف ٹاٹو جلا خیل

پاکستان میں ہونے والے محسود فدائین کی حیرت انگیز کاروائیاں

ہر جنگ میں دشمن کوئی نہ کوئی ایسا ہتھیار تیار کرتا ہے جسے وہ جنگ کے فیصلے کیلئے استعمال کرتا ہے۔ صحابہ کرام کے خلاف ایرانیوں نے ہاتھی استعمال کئے جس نے مجاہدین کا کافی نقصان کیا۔اس طرح محمد بن قاسم نے راجہ داہر کے خلاف منجنیق کا استعمال کیا صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی نے منجنیقوں میں آگ کی ہانڈیاں بھر کر فائر کی جس سے صلیبیوں کا نقصان ہوا انیسویں صدی عیسوی میں مشین گن برطانیہ اور فرانس کا ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا اور کئی جنگوں کی فتح میں اہم کردار ادا کیا اس طرح پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں ٹینک ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوئے ہیں افغانستان میں جہادِ روس کے وقت روس کی جانب سے گن شپ ہیلی کاپٹر فیصلہ کن ہتھیار بن کر سامنے آیا۔نائن الیون کے بعد شروع صلیبی جنگ میں ڈرون ایک فیصلہ کن ہتھیار بن کر سامنے آیا ہے۔مقابلے میں مجاہدین کی جانب سے فدائی حملے کا آغاز ہوا۔

جس سے آج تمام عالم کفر پریشان ہے اسکا توڑ ان کے پاس نہیں ہے ۔تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مختلف تضادات کا مجموعہ بنایا ہے جیسے دن

رات، نوراور ظلمت، حق اور باطل خیر اور شر سے مرکب بنایا، اورابتدائے انسانیت سے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر فرد میں مختلف صلاحیتیں رکھی ہیں جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے **الناس معادن كمعادن الذهب والفضة**۔ کہ عالم انسانیت سونے اور چاندی کی کانوں جیسے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے عالم انسانیت کی فلاح وبہبود کیلئے کامل دین بھیجا ہے جو مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسی نظام الٰہی کی مکمل احیاء مسلح جہاد کے بغیر ادھوری ہے، چونکہ روزاول سے عالم اسلام اور عالم کفر کے درمیان ایک طویل کشمکش جاری ہے عالم کفر نے ہمیشہ سے عالم اسلام کونیست ونابود کرنے کیلئے مختلف سازشیں کی ہیں جو تاہنوز جاری ہیں، چونکہ مسلمانوں سے مسلح جہاد جیسے اہم فریضہ عنقاء ہو چکا تھا، اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو جزائے خیر دیں جس نے اس مادی دور میں عالم کفر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور اللہ تعالیٰ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائیں جس نے اسی شجرہ مبارکہ کو اپنے تن کے لہو سے سیر اب کیا، اور بالا آخر اپنے خون سے اسی کی آبیاری کی، نائن الیون کے بعد پوری امت مسلمہ میں ایک بیداری کی لہر اُٹھی، امارت اسلامی افغانستان کے سقوط کے بعد پوری امت مسلمہ غم سے نڈھال تھی، امریکہ اوراسکے اتحادی اپنی طاقت کے بل بوتے پر امت مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کے نوجوانوں کو حوصلہ دیا۔ تاکہ دوبارہ ان کفری طاقتوں کو نیست ونابود کیا جائے۔ چونکہ مسلمان قوم بحیثیت مسلمان اور قبائل بالخصوص دوبارہ اسی شجرہ مبارکہ کو از سرنو منظم کرنے کیلئے متحرک ہوگئے بالخصوص قبائل نے جو قربانیاں دی تھیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محسود قوم میں ایک نوجوان بیت اللہ محسود شہید کا انتخاب کرکے پاکستانی جہاد کو از سرنو منظم کیا جو تاحال جاری ہے، اور اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو خصوصی تحفہ فدایان اسلام کی صورت میں دیدیا۔ افغانستان پر امریکہ اور نیٹو نے 8 اکتوبر 2001 کو حملہ کیا، امارت اسلامی افغانستان کے طالبان نے 40 دن تک مقابلہ کیا بعد ازاں محاذوں کو چھوڑ کر سقوط کرکے محفوظ مقامات کی طرف نکل پڑے اسی دوران فاٹا کے غیور قبائلی عوام اور بالخصوص نوجوانوں نے امارت اسلامی افغانستان کے مجاہدین کا بھرپور ساتھ دیا، جن میں محسود قبیلے کا بھی وافر حصہ تھا، امریکہ نے طالبان کے خلاف تمام تر ٹیکنالوجی استعمال کی جسکے سبب امارت اسلامی افغانستان کے جانبازوں نے اپنے افرادی قوت کو بچانے کی خاطر عارضی شکست کھائی، لیکن کچھ عرصہ بعد 2003ء میں دوبارہ قبائلی علاقوں خصوصاً شمالی اور جنوبی وزیرستان سے افغانستان میں اتحادی افواج پر منظم حملوں میں مقامی طالبان کے علاوہ غیر ملکی (مہاجرین) مجاہدین بھی حصہ لیتے رہے، بعد ازاں جب افغانستان میں موجود امریکی فورسز کی طرف سے پاکستان پر یہ الزمات آنا شروع ہوئے کہ یہاں سے طالبان مکمل تیاری کیساتھ افغانستان میں داخل ہو کر اتحادی افواج پر حملے کرتے ہیں۔ توحکومت پاکستان نے قبائلی علاقوں میں غیر ملکیوں کے نام سے آپریشن شروع کیا۔ چنانچہ پہلی بار 2 اکتوبر 2003 کو انگوراڈہ کے قریب باغڑ میں عبدالرحمن ترکستانی کے خلاف پاکستانی فوج نے کاروائی کرکے انکو شہید کیا جبکہ اس سے قبل سینکڑوں کی تعداد میں مہاجرین (غیر ملکی) مجاہدین کو گرفتار کر چکا تھا اور انہیں اپنے آقاء امریکہ کے حوالے کیا جا چکا تھا، جبکہ بہت سارے پاکستانی طالبان کو بھی افغانستان سے واپسی پر بارڈر لائن پر گرفتار کیا گیا، چنانچہ امریکہ کے کہنے پر باقاعدہ جنوبی وزیرستان کے علاقہ وانا سے چند کلو میٹر مغرب میں واقع کالوشہ اوراسکے آس پاس کے دیہاتوں میں پاکستانی فوج نے غیر ملکیوں اورانکے حمائتی انصار قبائلیوں کے خلاف 13 مارچ 2004 کو آپریشن کا آغاز کیا جسکے رد عمل میں محسود اور وزیر قبائل نے مہاجرین کا ساتھ دیا اور پاکستانی فوج کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ یوں یہ سلسلہ فروری 2005 تک جاری رہا، فروری 2005 کو معاہدہ سراروغہ ہوا جسکی وجہ سے وزیرستان میں کچھ وقت تک امن قائم ہوا، لیکن معاہدہ سراروغہ پر حکومت کا عمل نہ کرنا خود حکومت پاکستان کیلئے تباہ کن ثابت ہوا، کیونکہ بیت اللہ محسود نے بھی پالیسی تبدیل کی اور پاکستانی فوج کے خلاف تمام قبائل میں ایک جہادی روح پھونک دی اوراپنے اہم کمانڈروں کی تشکیلات وہاں کیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کو

گھٹنے ٹھیکنے پر مجبور کرنے کیلئے اورافغانستان میں اتحادی افواج کو شکست دینے کیلئے محسود قبیلے کے نوجوانوں میں خودکش حملوں کیلئے ترغیب چلائی، جب پہلی بار اوسپاس میں امیر محترم بیت اللہ محسود شہید نے اپنے حلقہ بگوش مجاہدین اور عوام سے فدائی حملے کیلئے نام لکھوانا شروع کئے توبعد ازاں سینکڑوں کی تعداد میں نوجوانوں نے اپنے آپکو فدائی حملوں کے لیے پیش کیا، سب سے پہلے نوجوانوں میں، فیض اللہ، شمن خیل، ہا رون درامن خیل اور شیر پاؤ سلمی خیل وغیرہ شامل تھے جبکہ بوڑھوں میں غنم زار کاکا عباس خیل گور گورے، حاجی عابد کئی خیل، اور مشکلام کئی خیل شامل تھے، جب پہلے پہل امیر صاحب نے فدائی حملے کیلئے لوگوں کو ترغیب دی تو لوگ طنزاً کہا کرتے تھے کہ محسود قوم سے فدائی حملے کیلئے لوگوں کا نکل آنا ناممکن ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا محسود قوم سے سینکڑوں فدائینِ اسلام نکل آئے، اور یہ سلسلہ تاحال اگست 2017 تک جاری وساری ہے۔ یوں بیت اللہ محسود ناقابل تسخیر قوت سامنے لانے میں کامیاب ہوئے، اور دشمن کے ہر بڑے حملے کا جواب فدائی حملوں کی صورت میں دیتے رہے۔ تاریخ سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محسود قوم کو فدایان اسلام کا قابل صدستائش سرمایہ ورثے میں ملا ہے۔ ٹھیک 120 سال پہلے بعینہ ملا پیوندہ کے تربیت یافتہ نوجوانوں نے اپنے عہد میں آپ کے اشارہ آبرو پر دین اسلام کی فدا کاری کے ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دے کر انگریز استعمار کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ چنانچہ یہی سلسلہ پورے پاکستانی اقوام میں رائج ہوا، اور ہر علاقے اور ہر قوم میں فدائین کا رجحان ہوا، طالبان کے ہاتھ یہ ایک ایسا ناقابل تسخیر انسانی شکل میں بارودی اور جدید ٹیکنالوجی بم اور جیٹ جہاز ملا جو ہر جگہ میں B52 اور ڈرون طیاروں سے بڑھ کر بمبار کرنے میں موئثر ثابت ہوا، چنانچہ اس وجہ سے فدائی حملہ آور کا ایک نام میڈیا پر خودکش بمبار بھی سامنے آیا، آمدم برسر مطلب، چنانچہ اب ان سربازان اسلام کی کاروائیوں کو یہاں پر پیش کرنا ضروری سمجھا، جس نے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت اوراللہ تعالیٰ کی رضاء اور جنت کی حصول اور جہنم سے خلاصی کیلئے اپنے عزیز جوانیوں کو آگ اور بارود کی بھٹی میں ڈال کر امت مسلمہ کیلئے کفار سے لڑنا آسان کر دیا، کفار اور انکے ہمنوا نام نہاد مسلمانوں سے یہ بات تسلیم کروائی کہ آپ لوگ جو ایٹمی اور مہلک ہتھیار مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں اس سے زیادہ ہم آپ کیلئے مہلک ثابت ہونگے (بلکہ ثابت ہوئے) کیونکہ کفار اورانکے معاونین کے پاس اسکا توڑ نہیں، بالاخر یہ الزام لگا کر جان خلاصی کی کہ فدائی حملہ آوروں کے والدین کو معاوضہ دیکر انکے بیٹوں کو خریدا جاتا ہے، ناپختہ عمر کے لڑکوں کو مختلف بہانوں سے ورغلا کر فدائی حملوں کیلئے تیار کیا جاتا ہے تیسرا یہ کہ ان کو نشہ آور ادویات دیکر نشے کی حالت میں ان سے فدائی حملہ کروایا جاتا ہے، یہ مختلف قسم کے پراپیگنڈے کئے جاتے ہیں، لیکن یہ کسی کام کے نہیں آئے، ذرہ خود سوچیئے کہ یہ معاوضہ اور یہ ورغلانا اور یہ بہانے کسی کام کے نہ آئے، آپکے خود لاکھوں کی تعداد میں فوج موجود ہے کسی ایک یادو کو یہ انجکشن کیوں نہیں آزماتے، لیکن یہ بھی ان کو بخوبی معلوم ہے کہ بہت سارے پختہ عمر کے لوگوں نے جن میں علماء بھی شامل ہے جنہوں نے فدائی حملے کرکے اس پراپیگنڈے کو بے نقاب کیا۔ چنانچہ صرف محسود قبیلے کی ان نوجوانوں کی تفصیل یہاں ذکر کی جاتی ہے جنہوں نے پاکستان اورافغانستان میں اللہ کے دشمنوں پر کاری ضربیں لگائیں، جہاں تک ممکن تھا کوشش کی گئی کہ مفصل ریکارڈ تحریر کی جائے لیکن جو نہ مل سکی وہاں صرف اتنا ہوا کہ فلان فدائی نے فلانے ملک میں حملہ کیا ہے، کیونکہ نامساعد حالات کی وجہ سے ان لوگوں تک رسائی نہ ہوسکی جنہوں نے ان فدائین کی رہنمائی اور رہبری کی ہے۔

فدائی مودین شہید ولد عمر جان بٹے کائی حلقہ ڈیلے نے 2006ء میں ٹانک ڈی آئی خان سڑک پر فوجی کانوائی پر فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کر گئے، **فدائی محمد حنیف** ولد غازی محمد پڑے خیل پائی حلقہ جاڑاے نے 2006ء میں ٹانک وانہ سڑک پر ایف سی گاڑی پر

فدائی حملہ کرکے مقام شہادت حاصل کیا، فدائی حضر حیات ولد ناول خان ملک دینائی ایڈے کا چکائی حلقہ جاٹر اے نے 2006ء میں کاریہ کیمپ میں سائیکل میں بارودی مواد باندھ کر داخل ہو کر فدائی حملہ کرکے کئی سیکورٹی اہلکاروں کو ہلاک کرکے شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ فدائی **اسماعیل** شہید ولد آخمہ جان کتالی فریدائی حلقہ ڈیلے نے 2007ء میں سرگودھا میں پولیس تھانہ میں داخل ہوتے وقت پولیس فائرنگ سے شہید ہوئے۔ **فدائی حمید اللہ** شہید ولد محمد ماویز خان گلیشائی حلقہ جنتہ نے جھنڈولہ میں 2007 میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔ **فدائی گل میر خان عرف عثمان** ولد نیوز بات خان عباس خیل حلقہ قلندر نے راولپنڈی میں 2007ء میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کیا۔

ٹیکسلا میں ٹینکوں کی ورکشاب میں فدائی حملہ جون 2007ء میں فدائی گل میر خان عرف عثمان شہید نے ٹیکسلا میں ٹینکوں کے ورکشاب کے انجینیروں پر جیکٹ کے ذریعے فدائی حملہ کیا جسمیں 8 انجینیر مارے گئے اور 12 کے لگ بگ زخمی ہوئے۔ فدائی عثمان شہید کا تعلق مکین کے علاقہ قلندر سے تھا، قاری حسین احمد کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، مولوی عمران کے بقول اس کاروائی میں میری معاونت قاری نعمان سواتی اور ایک مقامی مجاہد نے کی۔

راولپنڈی میں آئی ایس آئی کے دفتر پر حملہ

اگست 2007ء میں فدائی محسن شہید نے راولپنڈی میں آئی ایس آئی کے ایک خفیہ دفتر پر خودکش حملہ کرکے نشانے پر لیا، جس میں 4 آفیسر سمیت 20 اہلکار ہلاک ہوئے۔۔ فدائی محسن شہید کا تعلق حلقہ ڈیلے سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے مرکز سے تربیت پا چکے تھے، مولوی عمران کے بقول اس کاروائی میں میری معاونت ملا احمد اکوڑوی اور ایک مقامی ساتھی مسمی حاجی نے کی۔

وزیر داخلہ شیر پاو پر حملہ

اکتوبر 2007ء میں فدائی سمیع اللہ شہید نے مردان میں وزیر داخلہ شیر پاو پر عید گاہ میں فدائی حملہ کیا جسمیں 120 کے لگ بگ افراد ہلاک ہوئے جبکہ شیر پاو بال بال بچ گئے، فدائی سمیع اللہ کا تعلق مہمند ایجنسی سے تھا جسکی نظریاتی تربیت امیر محترم بیت اللہ محسود نے کی تھی، ، مولوی عمران صاحب کے بقول یہ کاروائی مولوی اسماعیل اور نعمان سواتی کی وساطت سے انجام پا گئی۔

پشاور نشتر پارک میں امیر مقام پر خودکش حملہ

اکتوبر 2007ء میں فدائی عکرمہ شہید نے پشاور نشتر ہال کے مقام پر وزیر پانی و بجلی امیر مقام پر فدائی حملہ کیا جس میں امیر مقام بال بال بچ گئے جبکہ 25 کے قریب دیگر افراد مارے گئے۔ فدائی عکرمہ شہید کا تعلق ترکمن مجاہدین سے تھا، یہ کاروائی بقول مولوی عمران، مولوی عزیز اللہ محسود، نعمان سواتی اور سردار شاہ جی پشاوری کے تعاون سے انجام پا گئی۔

بے نظیر بھٹو پر پہلا حملہ

کراچی بمقام کارساز بے نظیر بھٹو پر خودکش حملے

2008 کے انتخابات میں شمولیت کے لیے بے نظیر بھٹو جب پہلی بار کراچی پہنچی تو بیت اللہ محسود نے اسکے خلاف کاروائی کا پہلے سے منصوبہ تیار کیا تھا کیونکہ بے نظیر کا پاکستان آنا امریکی ایماء پر تھا اور مجاہدین اسلام کے خلاف انہیں ایک پلان سونپا گیا تھا۔ جسکی اطلاع پہلے سے بیت

اللہ محسود کو ملی تھی۔ اس پلان کا اہم جزیہ تھا کہ امریکہ بنظیر بھٹو کو اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ عوام اور فوج کو ساتھ لیکر دہشت گردی خلاف مضبوط حکومت قائم کر سکتی ہے اور پاکستان مکمل ایک امریکی ریاست کی فکر لے کر آرہی تھی۔ چنانچہ امریکہ کے اس مقصد کو ناکام بنانے کے لیے اکتوبر 2007 میں عید الفطر کے چند دن بعد جب بے نظیر بھٹو کراچی پہنچی تو بمقام کارساز 2 فدائین محسن محسود، رحمت اللہ محسود نے انکے جلوس پر خوکش حملے کئے جسمیں 200 تک جلوس کے شراکاء ہلاک ہوئے۔ البتہ بے نظیر بھٹو بال بال بچ گئی، فدائین کو منصوبہ ساز نے جس جگہ پر ٹھہرنے کا کہا تھا ان سے خلاف ورزی ہوئی تھی جسکی وجہ سے یہ حملے ناکام ہوئے۔ اس حملے کے اصل منصوبہ ساز کے بقول فدائین کو سٹیج کے پاس تعینات کیا گیا تھا لیکن انہوں نے بے صبری سے کام لیکر وہاں سے ہٹ کر جلوس میں ان پر حملہ آور ہوئے جسکی وجہ سے یہ کاروائی اصل ہدف کے اعتبار سے ناکام ہوئی، یہ دونوں فدائین مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، ان میں فدائی رحمت اللہ شہید کا تعلق حلقہ سراروغہ سے تھا اور فدائی نور حسین شہید کا تعلق حلقہ بروند سرویکئی سے تھا۔ تین دن بعد لڑکانہ میں منصوبہ تیار ہوا تھا لیکن طالبان نما مجاہد شخص معراج کئی خیل نے جاسوسی کر کے پولیس کو خفیہ اطلاع دی تھی جسکی وجہ سے حکومت نے پہلے سے اعلان کیا کہ لڑکانہ میں حملے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے اور یہ منصوبہ ناکام ہوا

نوٹ؛ ان دنوں فدائی نور حسین فدائی کی تیاری میں مصروف تھے۔ تو دوسری طرف انہی دنوں میں آپکے شادی کی تیاری بھی ہو رہی تھی، امیر محترم بیت اللہ محسود اور دوسرے ساتھیوں نے ان سے بہت اصرار کیا کہ آپ شادی کیلئے گھر جائے کسی دوسرے پروگرام میں آپکو شریک کیا جائے گا لیکن انہوں نے صاف انکار کیا کہ میں دنیا میں شادی کے بجائے جنت کی حوروں سے شادی کرنے جارہا ہوں، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس دن آپکی شادی کی تقریب منعقد ہوئی اسی دن آپ نے فدائی حملہ کیا، لیکن آپکے گھر والوں کو معلوم نہ تھا کہ نور حسین کی شادی کی خوشی اور انکے فراق اور جدائی کا غم ایک ہی دن جمع ہوں گے، چنانچہ آپکے بیوی کی شادی کی تقریب منعقد ہوتے ہی وہ بیوہ ہوگئی، یوں فدائی نور حسین شہید نے قربانی کی ایسی عظیم مثال پیش کی جسطرح حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا، اللہ تعالیٰ انکی قربانی کو قبول فرمائیں، ان للہ و انا الیہ راجعون؛ لیکن تاحال 27 دسمبر 2017 تک محسود قیادت بے نظیر بھٹو پر حملوں سے انکار کر کے اسکی تردید کرتے ہیں پاکستانی حکومت کی ثبوت اور دیگر شواہد سے محسود قیادت کی بات ناقص نظر آتی ہیں۔

بے نظیر بھٹو پر راولپنڈی لیاقت باغ میں حملہ

27 دسمبر 2007ء کو فدائی بلال شہید عرف سعید اور فدائی اکرام اللہ راولپنڈی میں حاضر تھے، جب بے نظیر بھٹو کا جلوس لیاقت باغ پہنچا، تو فدائی بلال عرف سعید نے پہلے پہل پستول کے گولی سے بے نظیر بھٹو کو نشانہ بنایا جبکہ پستول کی گولی اسکے گردن میں جالگی، بعد ازاں اس فدائی بمبار نے اپنے جسم سے باندی بارودی جیکٹ سے اتنا زوردار دھماکہ کیا کہ جلوس میں شریک لوگوں کے پرخچے اُڑ گئے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اس حملے میں 24 افراد ہلاک ہوئے اور بیسیوں زخمی ہوئے اس دھماکہ سے پورا پاکستان ہل گیا۔ پر تشدد مظاہروں میں 139 ہلاکتیں ہوئیں جن میں چار پولیس آفیسر بھی شامل تھے۔ اس سے پہلے کراچی میں بھی بے نظیر بھٹو کو نشانہ بنایا تھا لیکن اس میں بال بال بچ گئی، اسکے باوجود حکومت کی طرف سے انہیں خاطر خواہ سیکورٹی فراہم نہ کی گئی، جسکی وجہ سے فدائین کی بڑی اسانی سے اس تک رسائی ہوئی، دھماکہ کے بعد کاروائی کے تمام تر نشانات اور علامات مٹا دیئے گئے، تاکہ تحقیق میں ثبوت کسی کو ہاتھ نہ آئے، جس سے معلوم ہوا کہ پرویز مشرف حکومت اور آئی ایس آئی بے نظیر بھٹو کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر رضامند تھے۔ کیونکہ اس سے قبل بے نظیر نے پاکستانی فوج اور خفیہ

ادارے آئی ایس ائی کی بھارت میں خلفشار پیدا کرنے کا راز بھارت کو دیا تھا جس کی وجہ سے وہ ملک دشمن قرار دی گئی تھی اس پروگرام میں شامل فدائی اکرام اللہ وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے جو تاحال بقید حیات ہے اور انکا تعلق حلقہ مکین سے ہے اور فدائی بلال شہید کا تعلق حلقہ بدر سے تھا، مولوی عمران صاحب کے بقول اس کاروائی میں میری معاونت احمد، قاری اسماعیل، ملا احسان وغیرہ نے کی، 2008 میں سی آئی اے نے تحقیق مکمل کر کے بے نظیر کی قتل میں ٹی ٹی پی کو ملوث قرار دیا۔ لیکن اس وقت کے تحریک طالبان کے امیر بیت اللہ محسود نے بے نظیر قتل سے انکار کیا اور یہ کہا کہ بے نظیر کے والد بھٹو اور انکے بھائیوں کے جو لوگ قاتل ہے وہی بے نظیر کے بھی قاتل ہے جبکہ تا حال 27 دسمبر 2017 تک محسود قیادت بے نظیر بھٹو پر حملوں سے انکار کرتے چلے آئے ہیں۔

مہمند ناکئی چیک پوسٹ پر فدائین کی شہادت

کمانڈر نصر اللہ عرف احمد سید گئی بر مل رابوت (کا باشندہ تھا) جو ایک قابل اعتماد، امانت دار اور متقی پرہیز گار انسان تھا۔ کافی فدائی عملیات کیلئے رہبری اور رہنمائی کر چکے تھے جس میں آپ کی مہارت قابل رشک تھی، بے نظیر بھٹو کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد آپ صاحب خفیہ ایجنسیوں کے نظروں میں آگئے تھے اس لیے آپ نے پشاور چھوڑ کر مہمند ایجنسی چلے گئے، جنوری 2008ء میں مہمند ایجنسی میں اپنے دوسرے ساتھی اسماعیل کے اور ایک کمسن فدائی نقیب اللہ محسود کے ہمراہ جارہے تھے کہ انہیں مہمند میں ناکئی چیک پوسٹ پر فوج نے روکا، بعد ازاں فریقین میں جھڑپ ہوئی جس میں تینوں فدائین کو شہید کیا گیا، جبکہ فوج کے جانی نقصان کا اندازہ نہ ہو سکا۔ اس کاروائی کی تفصیل مولوی عمران نے تحریری کی۔

سوات میں فوجی کانوائی پر فدائی حملہ

فروری 2008ء میں فدائی بیت اللہ شہید نے سوات میں فوجی کانوائی پر بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے حملہ کر کے دھماکہ کیا، جس میں 35 کے قریب فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔ فدائی بیت اللہ ولد وزیر الرحمن شمیرائی کا تعلق حلقہ سراروغہ سے تھا، جبکہ مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، مولوی عمران کے بقول اس کاروائی میں سواتی مجاہدین نے تعاون کر کے منصوبے کو کامیاب بنایا

سوات میں فوجی کیمپ پر فدائی حملہ

مارچ 2008ء میں فدائی زاہد اللہ شہید نے سوات میں فصتاگٹ کے مقام پر فوج کے کیمپ کو بارود سے لدی شہ زور مزدہ گاڑی کے ذریعے نشانہ بنایا جس میں 70 کے لگ بگ فوجی اہلکار مارے گئے، اس کاروائی کی تفصیل سوات کے نشریاتی اسٹوڈیو سے بھی نشر کی گئی ہے، یاد رہے کہ فدائی زاہد اللہ کا تعلق حلقہ بروند سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے مرکز سے وابستہ تھے، مولوی صاحب کے بقول اس کاروائی کا منصوبہ سواتی مجاہدین نے تیار کر کے پایہ تکمیل تک پہنچایا،

فدائی زین الدین کی شہادت

فدائی زین الدین ولد سنور خان کئی خیل حلقہ ڈیلے مرکز فدایان حلقہ ڈیلہ سے وابستہ تھے، اپریل 2008 میں بنوں میں ایک مغرور ایس ایچ او کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کے دوران پہرے پر مامور پولیس اہلکاروں کے فائرنگ سے شہید ہوئے

سوات میں فوجی کانوائی پر فدائی حملہ

اپریل 2008ء میں فدائی راجد شہید نے سوات میں بارودی جیکٹ کے ذریعے فوجی کانوائی پر فدائی حملہ کر کے 25 کے لگ بگ فوجی اہلکار ہلاک کئے، یادرہے کہ فدائی راجد کا تعلق حلقہ سپین کمر سے تھا، ولی محمد عرف عمری کے مرکز سے وابستہ تھے۔یہ کاروائی مولوی صاحب کے بقول یوسف سواتی، نعمان، اور عمر سواتی وغیرہ کے تعاون سے سرانجام ہوئی۔

چارسدہ میں اسفندیار ولی خان پر فدائی حملہ

9اپریل 2008ء میں فدائی عثمان شہید نے پشاور میں بمقام چارسدہ انتخابی جلسہ میں اسفندیار ولی کو نشانہ بنایا جس میں اسفندیار ولی خان بچ نکلے ،جبکہ دیگر 38 افراد اس حملے میں ہلاک ہوئے، جن میں اسفندیار ولی کا خصوصی گارڈ بھی شامل تھا، فدائی عثمان شہید کا تعلق حلقہ لدھا سے تھا اور محترم شمیم عرف ذاکر شہید کے مرکز سے وابستہ تھے، مولوی صاحب کے بقول یہ کاروائی مجاہدین چارسدہ کے تعاون سے سرانجام پائی ، یادرہے کہ عثمان شہید پر پہلے سے فائرنگ ہوئی زخمی حالت میں اسفندیار ولی کے قریب پہنچے لیکن پھر بھی وہ معجزانہ طور پر بچ گئے،

ہنگو میں فوجی کیمپ پر فدائی حملہ مئی 2008ء میں فدائی محمد فاروق شہید نے ہنگو میں فوجی کیمپ پر بارود سے بھری جیپ گاڑی کے ذریعے فدائی حملہ کیا جسکے نتیجے میں 18 فوجی ہلاک ہوئے، فدائی فاروق شہید کا تعلق حلقہ جنتہ سے تھا اور ولی محمد عرف عمری کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، مولوی عمران کے بقول یہ کاروائی مجاہدین درہ آدم خیل کی تعاون سے انجام پائی۔

اسلام آباد میں جنرل پرویز مشرف پر حملے کی منصوبہ بندی

مئی 208ء میں جنرل پرویز مشرف پر حملے کا منصوبہ تیار کیا گیا، جس میں تین گاڑیاں جن میں دو لینڈ گروزر اور ایک شہ زور مزدہ اسلام آباد پہنچائے گئے ،اور دیگر بارودی مواد اور ضروریات بھی پہنچائے گئے۔کافی محنت کے بعد جب کاروائی مکمل ہوئی تو بیت اللہ امیر صاحب نے خصوصی تربیت یافتہ فدایان کا انتخاب کیا، ان میں ایک فدائی کا تعلق سپنکئی رغزائی منڈانہ سے تھا اور دوسرے فدائی کا تعلق حلقہ برونڈ سے تھا، جبکہ تیسرے فدائی کا تعلق پنجاب کے شہر لاہور سے تھا۔کاروائی آخری مراحل میں تھی کہ اچانک فدائین پر چھاپہ پڑا جس میں تینوں فدائین رہبروں سمیت گرفتار ہوئے، بعد ازاں گاڑیوں وغیرہ سامان کی جہگوں پر چھاپے پڑے اور وہ بھی ضبط کئے گئے۔کل 15 افراد اس کاروائی کے الزام میں گرفتار کئے گئے۔بعد ازاں تینوں فدائین کو اڈیالہ جیل میں 103 سال قید کی سزاء سنائی گئی، جواب کوٹ لکھ پت جیل لاہور میں سزا کاٹ رہے ہیں، جبکہ بقایا گرفتار شدہ گان میں کچھ افراد شہید کئے گئے اور کچھ تاحال نومبر 2016 تک لاپتہ ہیں۔یوں یہ کاروائی بدقسمتی سے ناکام ہوئی، بقول مولوی عمران اس کاروائی میں فاروق، یوسف، شاجی، اور مقامی افراد کی تعاون شامل تھی۔

پشاور میں وزیر داخلہ شیر پاؤ پر دوسرا فدائی حملہ

مئی 2008ء میں پشاور کے علاقے چارسدہ میں وزیر داخلہ شیر پاو پر جلسہ میں فدائی تاج ملوک شہید نے فدائی حملہ کیا جس میں دوبارہ شیر پاو بال بال بچ گئے، جبکہ دیگر 40 کے لگ بگ افراد ہلاک ہوئے، فدائی تاج ملوک شہید کا تعلق حلقہ برونڈ سے تھا اور مولوی عظمت اللہ کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے۔

سوات میں فوجی قافلہ پر فدائی حملہ

جون 2008ء میں فدائی حمزہ شہید نے بارود سے بھری سوزکی موٹر کار کے ذریعے سوات میں فوجی قافلہ پر خود کش حملہ کیا، جسکے نتیجے میں 23 فوجی اہلکار ہلاک اور 4 گاڑیاں تباہ ہوئیں، فدائی حمزہ شہید کا تعلق حلقہ لدھا سے تھا، اور شمیم عرف ذاکر شہید کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے۔ ماسٹر تبسم کے بقول حمزہ شہید نے پولیس اسٹیشن پر حملہ کیا تھا جس میں 17 پولیس اہلکار ہلاک ہوئے۔

سوات فوجی چیک پوسٹ پر فدائی حملہ

جون 2008ء میں فدائی آمان اللہ شہید نے سوات میں فوجی چیک پوسٹ سے بارود سے بھری صرف گاڑی ٹکرادی، جس سے زوردار دھماکہ ہوا، حکومتی دعویٰ کے مطابق دھماکہ کے نتیجے میں 18 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے، اور چیک پوسٹ مکمل طور پر تباہ ہوا۔ فدائی آمان اللہ کا تعلق علاقے برمل افغانستان سے تھا اور کمانڈر شمیم ذاکر شہید کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، یہ کاروائی مجاہدین سوات کے تعاون سے سرانجام ہوئی۔

سوات فوجی کیمپ میں فدائی حملہ

جون 2008ء میں فدائی سمیع اللہ شہید نے بارود سے بھری فلائنگ کوچ گاڑی فوجی کانوائی کے ہمراہ فوجی کیمپ میں داخل کرکے فدائی حملہ کیا جس میں 40 سے زیادہ فوجی اہلکار موت کے گھاٹ اتار دیئے، فدائی سمیع اللہ شہید کا تعلق حلقہ بروند سے تھا اور مولوی عظمت اللہ کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، جبکہ اس کاروائی کی ویڈیو فلم سوات کے نشریاتی ادارے سے نشر ہوئی ہے، مولوی عمران کے بقول یہ کاروائی سواتی مجاہدین کے تعاون سے پایہ تکمیل تک پہنچی۔

باڑہ میں حکومت نواز کمانڈر حاجی نمدار پر فدائی حملہ

جون 2008ء میں فدائی مبشر ولد شریف خان عبدلائی نے باڑہ کے مشہور حکومت نواز کمانڈر حاجی نمدار پر مسجد میں فدائی حملہ کرکے انکے 17 حواریوں کو ہلاک کیا، جبکہ نمدار خود بال بال بچ گئے مبشر شہید کی کرامت؛ ماسٹر تبسم امیر حلقہ لدھا کے بقول کہ مبشر شہید نے ہمیں کہا تھا کہ میری دادی ہمیشہ یہ دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی لاش غائب نہ کریں، چنانچہ جب انہوں نے دھماکہ کیا تو جیکٹ کا ایک طرف پھٹا دوسرا طرف مِس ہوا جس کی وجہ سے لاش محفوظ رہی اور اسکو صحیح سالم گھر پہنچایا، فدائی مبشر شہید کا تعلق مکین درہ سے تھا اور لدھا کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے،

بڈبیر سپینہ تھانہ چیک پوسٹ پر فدائی حملہ

جولائی 2008ء میں جب فدائی ارشد شہید پشاور سے ملحقہ بڈبیر سپینہ تھانہ کے چیک پوسٹ پر پہنچے تو انہیں وہاں پر روکھا گیا، تو آپ نے بارود سے بھری ویگو ٹویٹا گاڑی دھماکہ سے اُڑادی، آپ کا ہدف پشاور گوراقبرستان C I D تھانہ تھا لیکن راستہ میں روکے گئے، اس حملہ میں دشمن کے جانی نقصان کا پتہ نہ چلا۔ ماسٹر تبسم امیر حلقہ لدھا کی روایت کے مطابق اس میں 7 پولیس والے ہلاک ہوئے۔ فدائی ارشد شہید کا تعلق قوم لنگر خیل حلقہ لدھا سے تھا اور کمانڈر ذاکر کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، مولوی عمران کے بقول یہ کاروائی عمر سواتی، شاجی پشاوری، یوسف سواتی وغیرہ کے تعاون سے انجام پا گئی۔

فداء اللہ عرف فدا محمد اشنگی کی شہادت محترم غالب کے بقول فدائی فدا محمد ولد لالی جان حلقہ مانتوئی سوات میں اگست 2008ء میں فوج کی جانب سے پیش قدمی کے دوران شہید ہوا،

پشاور میں ناکہ کے دوران فدائی حملہ

اگست 2008ء میں پشاور کے علاقے حیات آباد میں پولیس اہلکار ناکہ لگائے تلاشی میں مصروف تھے کہ اس پر فدائی فیاض نے خودکش حملہ کیا جس میں 4 پولیس اہلکار موقع ہی پر ہلاک ہوئے۔ مولوی عمران صاحب کے بقول یہ کاروائی یوسف سواتی اور نعمان شہید کی وساطت سے مکمل ہوئی، یادرہے کہ فدائی فیاض شہید کا تعلق حلقہ مومی کرّم سے تھا اور ولی محمد کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے،

واہ کینٹ پر فدائی حملہ

21 آگست 2008ء کو چار فدایان اسلام (1) فدائی مراد خان شہید (2) فدائی صورت خان شہید (3) فدائی کاجال عرف حمید اللہ شہید (4) فدائی بختیار شہید۔ واہ کینٹ میں اسلحہ انجینیر ہیڈ کواٹر پر حملے کیلئے وہاں پہنچے، ان میں سے دو فدایان مراد خان اور صورت خان ہدف پر پہنچے اور خودکش حملے کر کے 25 انجینیروں کے بشمول کل 120 اہلکار ہلاک کئے، میڈیا رپورٹ کے مطابق یہ حملے پی او ایف کے ورکروں پر ہوئے جس میں 70 افراد ہلاک ہوئے۔ جبکہ فدائی حمید اللہ ہدف پر پہنچنے سے پہلے گرفتار ہوئے جو اڈیالہ جیل میں سزائے موت کے انتظار میں ہے، جبکہ فدائی بختیار بحفاظت واپس مرکز پہنچے، مولوی عمران کے بقول اس کاروائی کے منصوبہ ساز حضرات فاروق سواتی اور یوسف سواتی ،مولوی عبد اللہ وغیرہ تھے،

فدائی مراد خان شہید کا تعلق حلقہ بروند سے تھا اور فدائی صورت خان کا تعلق حلقہ مانتوئی سے تھا، دونوں مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے فدائی حمید اللہ کا تعلق حلقہ لدھا سے تھا اور ذاکر شہید کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے،

روالپنڈی پیر بداہی اڈہ میں فدائی حملہ

ستمبر 2008ء میں فدائی فیض محمد شہید عرف پیزو راولپنڈی میں آئی ایس آئی ہیڈ کواٹر پر حملے کیلئے جارہے تھے کہ پیر بداھی آڈہ میں خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے انکا راستہ روکا، چنانچہ فدائی فیض محمد نے گرفتاری نہ دی اور دھماکہ کر کے مسئلہ ختم کر دیا، یوں اس حملے میں 8 راہ گیر بھی ہلاک ہوئے جبکہ سیکورٹی والوں کے جانی نقصان کا پتہ نہ چلا۔ فدائی فیض محمد کا تعلق حلقہ بروند سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے۔

فدائی صدام شہید ولد محمد آمین شمن خیل حلقہ بروند کرم ایجنسی میں 5 ستمبر 2008 کو مولوی عزیز اللہ شہید پر شیعوں کی طرف سے حملے میں شہید ہوئے

اسلام آباد میرٹ ہوٹل پر فدائی حملے

23 ستمبر 2008 کو فدائی آدم شاہ ولد محمد عارف درامن خیل نے اسلام آباد میں میرٹ ہوٹل بارود سے بھری ٹرک کے ذریعے فدائی حملہ کر کے اپنی جوانی اللہ کی راہ میں ٹکڑے کر دی۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اس حملے میں 266 افراد ہلاک اور 54 زخمی ہوئے ہلاک شدگان میں امریکی کمانڈوز اور دیگر فوجی اہلکار بھی شامل تھے۔

صوبائی وزیر بشیر بلور پر پشاور میں فدائی حملہ

اکتوبر 2008ء میں فدائی معین الدین شہید نے پشاور میں قومی کھیلوں کے ایک میلہ سے واپسی پر بشیر بلور سینیر صوبائی وزیر A N P کے گاڑی پر خودکش حملہ کیا، جس میں گاڑی تباہ ہوئی اور اسکے ڈرائیور سمیت 5 باڈی گارڈ اور تین راہ گیر بھی ہلاک ہوئے، بدقسمتی سے بشیر بلور اپنی

گاڑی کے بجائے عام ٹیکسی میں سوار تھے جو بچ نکلے ، فدائی معین الدین شہید کا تعلق حلقہ مکین سے تھا اور باقاعدہ کسی فدائین کے مرکز سے وابستہ نہ تھے ، اور کزائی ایجنسی میں محمود ماما کیساتھ تشکیل کیلئے گئے تھے وہاں سے اچانک فدائی حملہ کیلئے تیار ہوئے۔

مردان میں پولیس کے D I G فدائی حملہ میں ہلاک

نومبر 2008ء میں فدائی عزت اللہ شہید نے مردان میں پولیس ڈی آئی جی اوراعظم ہوتی پر خودکش حملہ کرکے پولیس ڈی آئی جی سمیت 9 پولیس اہلکاروں کو ہلاک کیا جبکہ اعظم ہوتی بال بال بچ گئے ، مولوی عمران کے بقول یہ کاروائی ارشد مردانی اور حبیب مردانی کی معاونت سے مکمل ہوئی ، فدائی عزت اللہ شہید مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے

ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس پر فدائی حملہ

2008ء میں فدائی موسیٰ کلیم نے کمانڈر عبدالجبار کے تعاون سے جیکٹ کے ذریعے پولیس اہلکاروں پر خودکش حملہ کیا جس میں 15 کے قریب افراد ہلاک ہوئے ، فدائی موسیٰ کلیم شہید کا تعلق حلقہ بروند سے تھا اور مولوی عظمت اللہ کے مرکز سے وابستہ تھے۔

فدائی شاکیم شہید ولد خون بادشاہ برومی خیل حلقہ ڈیلے نے شمالی وزیرستان کے علاقے نورک کے قریب پیر کلئے میں 2008 میں فوجی کانوائی پر فدائی حملہ کیا ، فدائی **محمد طارق** شہید ولد داود جان وزیر گائی حلقہ ڈیلے نے اسلام آباد میں 2008ء میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی

۔ فدائی **عبدالطیف** ولد عبدالحمید لنگر خیل حلقہ سام نے 2008ء میں افغانستان کے شہر غزنی میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔

فدائی **احمد اللہ** ولد میر سلائی اشنگی حلقہ مانتوئی نے صوابی میں 2008ء میں فدائی حملہ کرکے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

بنوں میں ایس پی عابد پر فدائی حملہ

2008 موسم سرمہ میں ضلع بنوں میں پولیس انچارج ایس پی عابد کے گھر پر فدائی زین الدین ولد سوناور خان کئی خیل نے خوکش حملہ کیا۔ جس میں ایس پی عابد زخمی ہوا جبکہ اسکا باڈی گارڈ ہلاک ہوا ، جبکہ گھر کو بھی نقصان پہنچا اس حملے کا منصوبہ ساز کمانڈر انور شاہ محسود تھا۔ تفصیل انور شاہ کی زبانی

بہرام پل بنوں پولیس چوکی پر فدائی حملہ

2008 / میں کمانڈر انوشاہ نے (بنوں) بہرام پل پولیس چوکی پر فدائی حملے کی منصوبہ سازی کی جس کے لیے مزدہ گاڑی ٹرک تیار کیا فدائی احسان اللہ ولد بدک ہیبت خیل نے بارود سے بھری مزدہ گاڑی کو لیکر بہرام پل پولیس چوکی پر فدائی حملہ کیا اس حملے میں وہاں موجود 17 (سترہ) پولیس اہلکار موقعہ ہی پر مارے گئے جبکہ ایک پولیس اہلکار جو اس وقت پیشاب کے لیے گیا تھا وہ دھماکے کی زد میں نہ آیا ، اس حملے میں تین 3 ٹن بارودی مواد استعمال کیا گیا دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اس کی آواز دور دور تک سنائی دی۔ تفصیل انور شاہ کی زبانی

خوارہ خیل مروت میں گاڑی دھماکہ

2008 / کمانڈر انورشاہ کا کہنا ہے کہ خورہ مروت میں محسود مجاہدین کی پراسرار قتل کے ملزموں کو نشانہ بنانے کیلئے بارود سے بھری کار (موٹر) گاڑی فدائی طارق محسود حلقہ بروند کے حوالے کی گئی جبکہ ایک مروت مجاہد بطور راہبر انکے ساتھ تھا ، خوارہ خیل امن لشکر کے

اہلکاروں کو نشانہ بنانے کے لیے انکو رخصت کیا۔ جب یہ دونوں حضرات علاقہ مروت میں داخل ہوئے تو اچانک تکنیکی خرابی کی وجہ سے کار موٹر میں زوردار دھماکہ ہوا جسکی وجہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار دونوں فدائین شہادت سے سرفراز ہوئے۔

ایف آر بکا خیل میں فوجی قافلے پر فدائی حملہ

2008 میں ایف آر بکا خیل میں بنوں میرانشاہ سڑک پر فوجی قافلہ جارہا تھا۔ جس سے فدائی محمد یوسف اور کزئی نے بارودی مواد سے بھری گاڑی ٹکرائی۔ اور دھماکہ کیا۔ جس سے فوجی قافلے میں شریک ایک ٹرک گاڑی اور ایک ٹویٹا گاڑی جو فوج سے لدھی ہوئی تھی تباہ ہوئی لیکن جانی نقصان کے بارے میں ہمیں علم نہ ہوسکا کمانڈر انور شاہ نے کہا کہ اس گاڑی میں روسی ساخت انٹی ٹینک مائن مارٹر اور توپ گولے بھی دیگر بارودی مواد کیساتھ نصب کئے تھے۔

لاہور میں آئی ایس ائی کے دفتر پر حملہ

2008ء میں فدائی مسعودالرحمن ولد شام شمن خیل حلقہ سراروغہ اور فدائی بہاوالدین ولد ظہور خان شمیرائی حلقہ ڈیلے نے پاکستان کے خفیہ ادارے آئی ایس آئی کے لاہور میں ہیڈ آفس پر بارود سے بھری شہ زور مزدہ سے خودکش حملہ کیا جس سے بلڈینگ مکمل طور پر تباہ ہوئی اس میں ہونے والے جانی ومالی نقصان کے بارے میں حکومت نے تفصیلات جاری نہیں کئے، ہاں اس کی ویڈیو فلم بھی منظر عام پر آئی ہے جس میں تباہی کا منظر دیکھایا گیاہے، اس کاروائی میں استاد اسلم پنجابی کا اہم کردار تھا، اور دونوں فدائین کا مرکز فدایان حلقہ ڈیلے سے تعلق تھا۔

منامہ پولیس اسٹیشن پر فدائی حملہ

30 مارچ 2009 میں فدائی اسلام اور فدائی بختیار نے پاکستان کے مشہور شہر لاہور میں منامہ پولیس اسٹیشن پر حملہ کیا جب فدائین اسٹیشن میں داخل ہوئے تو 9 گھنٹے تک یہ لڑائی جاری رہی جس میں حکومتی رپورٹ کے مطابق 17 پولیس اہلکار ہلاک ہوئے۔ فدائین میں بختیار شہید ولد جہانگیر خان شمن خیل حلقہ لدھا، بڑے مضبوط جسم کے مالک تھے انہوں نے 10 عدد میگزین اس جنگ میں خالی کرکے شدید لڑائی لڑی، فدائی بختیار اکتوبر 2008 میں واہ کینٹ پر حملے سے بحفاظت واپس مرکز پہنچے تھے جبکہ دوبارہ اس مذکورہ بالا حملے میں جام شہادت نوش کر گئے

ایلیٹ پولیس ایکڈمی پر حملہ

30 مارچ 2009 کو پولیس ایکڈمی لاہور میں فدائی حملہ ہوا اسی روز محسود طالبان نے دو اور حملوں کی بھی ذمہ داری قبول کی جن میں سے ایک اسلام آباد پولیس سٹیشن اور دوسرا بنوں کے قریب فوجی کانوائی پر ہوا انہوں نے یہ حملے امریکی ڈرون حملوں کے جواب قرار دیئے۔

لاہور ایف آئی اے بلڈینگ پر حملہ 30 مارچ 2009 کو لاہور میں ایک روز میں تین حملے ہوئے جن میں لاہور ایف آئی اے بلڈینگ پر حملہ بھی شامل ہے۔

14 جولائی 2009 کو جنڈولہ کے حدود میں فوجی قافلہ پر فدائی حملہ

19 مئی 2009 ء کو جب حکومت نے جنگ کا آغاز کیا تو مجاہدین نے بھی علاقے محسود کے چاروں طرف محاذیں قائم کیں، سپینکی رغزائی

،بروند، خیسورہ، بدر، مکین ان چاروں محاذوں پر روزانہ چھڑپوں کا ایک معمول بنا ہوا تھا، جبکہ ان چھڑپوں کی ریکارڈنگ تک بھی نہیں ہوتی تھی کیونکہ یہ معمول کی چھڑپیں تھیں اور یہ سلسلہ 15 اکتوبر 2009 تک چلتا رہا جس میں مجاہدین نے سخت صعوبتیں برداشت کیں، اسی اثناء میں 14 جولائی 2009 کو جنڈولہ سے چند کلومیٹر دور مغرب کی جانب جنڈولہ وانہ سڑک پر فدائی اصغر محسود نے بارود سے بھری گاڑی فوجی قافلے کے عین وسط میں ایک بڑے ٹرک گاڑی سے ٹکرا کر دھماکے سے اُڑادی، اس دھماکے سے قافلے میں شریک کئی گاڑیاں تباہ ہوئیں اور بیسیوں فوجی اہلکار زخمی اور مارے گئے۔ دھماکہ اتنا زوردار تھا جس کی وجہ سے گاڑیوں کے پرزے اور انسانوں کے گوشت ٹکڑے دور دور تک جا پڑے تھے، اس کاروائی کی ویڈیو فلم عمر میڈیا پر موجود ہے۔

نورنگ کے علاقے میں فدائی دھماکہ

جولائی 2009ء میں فدائی ریاض شہید اپنے دو رہبروں کے ہمراہ بارود سے بھری کار موٹر میں علاقے نورنگ میں ہدف کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک شارٹ کٹ پیدا ہونے کی وجہ سے دھماکہ ہوا جس میں گاڑی میں سوار تینوں افراد شہید ہوئے، فدائی ریاض شہید کا تعلق حلقہ بروند سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے مرکز سے وابستہ تھے۔ جبکہ باقی افراد کا تعلق لکی مروت سے تھا،

پشاور میں غیر ملکیوں کے ہوٹل پر فدائی حملہ

مئی یا جولائی 2009ء میں فدائی صدام ولد حبیب خان لنگر خیل اور فدائی محبوب ولد آدم خان آبا خیل نے پشاور میں غیر ملکیوں کے ہوٹل پر خودکش حملہ کیا جسکے نتیجے میں 8 غیر ملکی سمیت 13 افراد ہلاک ہوئے، فدائی صدام شہید لنگر خیل اور (2) فدائی محبوب ولد آدم خان آبا خیل دونوں کا تعلق حلقہ لدھا سے تھا اور یہ دونوں فدایان لدھا کے مرکز سے وابستہ تھے،

طورخم چیک پوسٹ پر فدائی حملہ

27 اگست 2009 کو طورخم میں چیک پوسٹ پر فدائی حملہ ہوا، اعظم طارق نے اسے بیت اللہ محسود کا انتقام قرار دیا۔ مقامی ڈاکٹروں کی رپورٹ ڈان اخبار کے مطابق اس حملے میں 22 افراد ہلاک ہوئے جبکہ مقامی ذرائع کے مطابق اس میں 13 ہلاکتیں ہوئی ہیں۔

اقوام متحدہ کے فوٹ پروگرام آفس پر حملہ

5 اکتوبر 2009 کو اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے فوڈ پروگرام آفس پر فدائی حملے کی ذمہ داری اعظم طارق نے قبول کی۔

روالپنڈی جی ایچ کیو پر فدائی حملے

2009ء میں آپریشن راہ نجات کے رد عمل میں پاکستان میں آئے روز خوفناک دھماکے ہوتے رہے اسی اثناء میں اکتوبر 2009ء میں روالپنڈی جرنل ہیڈ کوارٹر جی ایچ کیو پر محسود فدایان اسلام نے چند پنجابی فدائین کے ہمراہ حملہ کیا، اور چند گھنٹوں تک پورے جی ایچ کیو کو محاصرے میں رکھا اصل ہدف جنرل کیانی تھا لیکن وہ ہاتھ نہ لگے، اس حملے نے پورے پاکستان کو ہلا کے رکھدیا، یادرہے کہ جی ایچ کیو پاکستان کا دل ودماغ ہے اور فوج کا اہم ترین جنزل ہیڈ کوارٹر ہے، پورے پاکستان کی فوج کو یہاں سے ہدایات ملتے ہیں، اس مبارک حملے میں جن فدایان نے حصہ لیا وہ یہ ہے (1) فدائی ذاکر اللہ ولد مینازار، کئ خیل حلقہ ڈیلے۔(2) فدائی نور حکیم ولد محمد خان، گلیشائی حلقہ دواتوئی (3) فدائی ظفر اللہ ولد آمین جان کچی خیل حلقہ سام (4) فدائی ثناء اللہ ولد بارک شاہ، قریشی حلقہ تنگئی کچی خیل (5) فدائی عبد الرحمن ولد جہانزیب، کئ خیل حلقہ ڈیلے، (6) اس حملے کے ماسٹر مائن ڈاکٹر عثمان زخمی حالت میں گرفتار ہوئے جسے 2016 قومی ایکشن پلان کے تحت سزائے موت دی گئی۔

اس حملے کی بقایا تفصیلات باقی ہے

فدائی عابد شہید ولد شہسوار گیگا خیل آزاد کشمیر میں 2009 میں فدائی حملہ کرکے شہید ہوئے، **فدائی عبد الصمد** شہید ولد دریاب خان شمیرائی حلقہ بروند نے 25 جولائی 2011 کو سپنکئی رغزائی میں فوج پر فدائی حملہ کرکے شہید ہوئے،

فدائی آمان اللہ ولد مروت اللہ ظفر خیل گور گورے حلقہ جاٹراے نے اپنے دوسرے فدائی دوست کے ہمراہ اگست 2009 میں آزاد کشمیر میں فدائی حملہ کرکے 90 کے قریب سیکورٹی اہلکاروں کو ہلاک کیا۔

فدائی محمد فیاض ولد احمد جان کئ خیل حلقہ مومی کرم نے بقا خیل ایف آر قلعہ پر نومبر 2009 میں بارود سے بھری مزدہ گاڑی ٹکرائی جسکے نتیجے میں قلعہ صفحہ ہستی سے مٹ گیا، سینکڑوں کی تعداد میں سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوئے۔

ٹل اور ہنگو کے درمیان فوج اور شیعہ کانوائی پر فدائی حملہ

فروری 2010ء میں فدائی اکرام اللہ شہید نے ٹل اور ہنگو کے درمیان فوج اور شیعہ لوگوں کی مشترکہ کانوائی سے بارود سے بھری گاڑی ٹکرائی جس سے 10 فوجی اہلکاروں سمیت 25 کے لگ بگ شیعہ بھی ہلاک ہوئے۔ فدائی اکرام اللہ شہید قاری حسین احمد شہید کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے۔ یادرہے کہ پاڑہ چنار سے شیعوں کو فوجی کانوائی کے ذریعے لے جایا جارہا تھا

صوابی پولیس لائن پر فدائی حملہ؛

5 ستمبر 2010ء کو فدائی حبیب اللہ شہید اور فدائی زاہد اللہ اشنگی پولیس وردیوں میں ملبوس ہو کر صوابی پولیس لائن میں داخل ہوئے اور پولیس اہلکاروں کو قتل کرنا شروع کیا، مسلسل 4 گھنٹوں تک مقابلہ کیا اور بالاخر چار گھنٹوں کے بعد دونوں فدائین جام شہادت نوش کر گئے، صوابی سے اطلاعات کے مطابق اس حملے میں 20 سے زائد پولیس اہلکار ہلاک ہوئے، یہ دونوں فدائین مولوی عظمت اللہ کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے جن میں فدائی حبیب اللہ شہید کا تعلق حلقہ سرویکئی بروند سے تھا اور فدائی زاہد اللہ شہید کا تعلق حلقہ مانتوئی سے تھا، مولوی عمران کے بقول اس حملے میں صوابی کے مجاہدین کی تعاون سے کامیابی ملی،

کراچی میں CID سنٹر پر فدائی حملے

اکتوبر 2010ء میں فدائی فرمان اللہ محسود اور فدائی رحمن اللہ محسود اور فدائی خان محمد محسود نے کراچی میں واقع سی آئی ڈی سول لائنز ہیڈ کواٹر پر (جس میں مجاہدین اور دیگر مذہبی لوگوں کو آذیتیں دی جاتی تھیں) حملے کرکے صفحہ ہستی سے مٹادیا، حملہ ان فدائین نے یوں منظم طریقہ سے انجام دیا کہ پہلے فرمان اللہ اور رحمن اللہ نے دستی بموں اور کلاشنکوف سے حفاظتی مامورین پر حملہ کیا جب حفاظتی حصار انہوں نے توڑدیا۔ تو خان محمد نے بارود سے بھری گاڑی اس عمارت سے ٹکرادیا، یوں یہ طاغوتی مرکز نیست ونابود ہوا، اوران پاکبازوں اور جانثاروں نے مظلوم بھائیوں کا انتقام لیا، جیونیوز کے رپورٹ کے مطابق اس دھماکہ میں 21 ہلاکتیں ہوئی اور 100 سے زیادہ افراد زخمی ہوئے جبکہ دھماکے کی جگہ 15 فٹ گہرا گڑا پڑھ گیا، دھماکے کی آواز کئی کلومیٹر دور تک سنائی دی گئی۔

مرنے والوں میں انسپکٹر سی آئی ڈی عبدالقادر شامل تھا، یہ کاروائی استاد فیض، اور کمانڈر عبدالجبار محسود وغیرہ کی تعاون سے مکمل ہوئی، فدائین میں فرمان اللہ شہید کا تعلق حلقہ بدر سے تھا اور فدائی رحمن اللہ شہید کا تعلق حلقہ سراروغہ سے تھا جبکہ فدائی خان محمد شہید کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کس حلقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ فدائین مولوی عظمت اللہ صاحب کے تربیتی مرکز سے وابستہ تھے، اس کاروائی کی تفصیل عمر اسٹوڈیو سے بھی نشر ہوئی ہے اوراب بھی موجود ہے دشمن کے اس جیسے اہداف اور خصوصاً افسران کو نشانہ بنانے سے دشمن کے افراد انتقام کی خوف سے جنگ سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ اور سرعام دشمنی سے کتراتے ہیں۔

ٹانک میں حکومت نواز امن کمیٹی کے دفتر میں فدائی حملہ

2010ء میں فدائی حمید شہید نے ضلع ٹانک میں قاری زین الدین گروپ کے دفتر میں انکے سرکردہ افراد کو نشانہ پر لیا اوران پر خودکش حملہ کرکے 12 کے لگ بگ افراد ہلاک کئے، جبکہ ملک بنوت خان اور ملک ولی جان اس میں بال بال بچ گئے، فدائی حمید اللہ کا تعلق حلقہ بروند سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے مرکز سے وابستہ تھے،

فدائی احمد عرف غشہ ولد محمد ایوب گوڑی خیل حلقہ ڈیلے نے درہ پیزو لکی پولیس تھانے پر 2010ء میں فدائی حملہ کرکے اپنے خون سے شجرہ جہاد پاکستان کی آبیاری کی۔ **فدائی کبیر خان** ولد جلندر منظر خیل حلقہ مومی کڑم نے 2010 میں آزاد کشمیر میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی۔ **فدائی مطلب** ولد اردلی خان کئی خیل حلقہ مومی کڑم میر انشاہ میں اپنا گرنیڈ پھٹنے سے شہید ہوا۔

اور فدائی اکرام اللہ ولد رحمت اللہ اشنگی حلقہ سپنکئی رغزائی نے ہنگو میں شیعوں اور فوج کے قافلہ پر فروری 2010ء میں

فدائی رحمن اللہ ولد نواب خان لنگر خیل حلقہ مومی کڑم نے بنوں میں جنوری 2010ء اقبال ڈی پی او پر فدائی حملہ کرکے شہداء کے کاروان میں شامل ہوئے

کراچی مہران ائربیس پر فدائی حملہ

کراچی مہران ائربیس پر یکم اکتوبر 2011 میں چار فدایان اسلام نے حملہ کیا اور فدائین ائربیس میں داخل ہوئے تقریباً 17 گھنٹے تک شدید لڑائی لڑی جسکے نتیجے میں پاکستان کا اربوں روپے مالی نقصان ہوا، جس میں بحریہ کے دوآب دوزیں بھی تباہ کی گئی، تجزیہ نگاروں کے بقول 1971ء میں پاکستان انڈیا جنگ میں جیتنا نقصان پاکستان کا ہوا تھا مہران ائربیس میں ہونے والا نقصان اس سے زیادہ تھا، جبکہ ایک آفیسر سمیت 12 افراد ہلاک ہوئے، یہ حکومتی رپورٹ ہے جو میڈیا پر پیش کی گئی جبکہ اصل میں جانی ومالی نقصان اس سے کہیں زیادہ ہوا، مہران ائربیس حملہ پاکستان میں ہونے والے بڑے حملوں میں شمار کیا جاتا ہے مثلاً G H Q، منامہ پولیس اسٹیشن، میرٹ ہوٹل، پشاور آرمی پبلک سکول جیسے حملے جو پاکستان میں ہوئے۔ جس سے پاکستان ہل گیا، مہران ائربیس کے اس حملے میں ان فدائین اسلام نے اپنے خون سے اسلام کی آبیاری کی اور مسلمانوں کے سینے ٹھنڈے کئے اور اس حملے سے 2 مئی 2011ء کو اسامہ بن لادن کی شہادت سے مسلمانوں کے غمزدہ دلوں کو تسکین دی اور طالبان نے اس حملے کو اسامہ بن لادن شہید کی انتقام میں ہونے والی کاروائی قرار دی۔ اس کاروائی میں شریک فدایان اسلام میں سے (1) فدائی برکت اللہ شہید ولد ملتان خان شمن خیل کا تعلق حلقہ لدھا سے تھا اور مرکز فدایان لدھا سے منسلک تھے، (2) فدائی اکرام اللہ شہید ولد حسین، کا تعلق حلقہ بروند سے تھا، (3) فدائی غلام محمد شہید ولد زلفے خان، اشنگی کا تعلق حلقہ سام سے تھا، (4) فدائی گل زادہ ملک شائی شہید کا تعلق حلقہ تودہ چینہ مکین سے تھا، آخری دو فدائین مرکز فدایان لدھا سے منسلک تھے، یہ کاروائی مجاہدین محسود اور مجموعہ استاد فاروق کے مجاہدین کے اشتراک عمل سے سرانجام ہوا،

فدائی ساجد شہید ولد نور خان چونڈ خیل نے ڈیرہ اسماعیل خان میں 2011ء میں فدائی حملہ کرکے شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

فدائی عبدالعزیز شہید ولد زرین شاہ ملک دینائی حلقہ ڈیلے نے 2011ء میں کوئٹہ میں پولیس ڈی آئی جی پر فدائی حملہ کرکے امت مسلمہ کیلئے بہادری کا نمونہ بنے، فدائی محمد اسد شہید ولد محمد نواز گیگا خیل حلقہ بروند شمالی وزیرستان ٹی ٹی مداخیل میں 23 اپریل 2011ء کو ڈرون حملے میں شہید ہوئے فدائی فاروق ولد محمد جان بند خیل حلقہ جنتہ نے درہ آدم خیل میں فدائی حملہ کرکے اپنی جوانی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردی، مرکز فدایان ڈیلے سے وابستہ تھے۔ فدائی خان شاہ ولد نورنگ بکی خیل حلقہ مشتہ نے 15 مئی 2011ء کو کوہاٹ میں فدائی حملہ کرکے مقام شہادت پر فائز ہوئے

شبقدر میں فدائی حملے ثاقب کی زبانی

13 مئی 2011ء کو شبقدر چارسدہ میں ایف سی ہیڈکوارٹر زیر تربیت ریک روٹ [پشتو میں رانگ روٹ کہا جاتا ہے] پر حملے کی منصوبہ بندی کیلئے ایک ایف، سی اہلکار میران شاہ آیا۔ اور مولوی ثاقب محسود کیساتھ اس بارے میں تفصیلات شریک کی۔ بعد ازاں مولوی ثاقب نے مولوی ولی الرحمٰن شہید کو اس سے مطلع کیا۔ مولوی صاحب نے چارسدہ طالبان سے مشورہ شریک کیا اور منصوبہ تیار کیا۔ دونوں حلقوں کے

مشترکہ منصوبے سے دو فدائی حملہ آوروں نے شبقدر چارسدہ ایف، سی ہیڈ کوارٹر ریک روٹوں کے الوداعی پروگرام پر فدائی حملے کر کے پورے خیبر پختونخواہ، بلکہ پورے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان مبارک حملوں میں 175 سے زائد ریک روٹ [جسے پشتو میں رانگ روٹ کہا جاتا ہے] سپاہی مارے گئے۔ جبکہ دو فدائین نے بھی جام شہادت نوش کی۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اس حملے میں 80 ہلاکتیں ہوئی ہیں اور 115 افراد زخمی ہوئے ہیں۔ اس حملے کو طالبان نے اسامہ بن لادن کا انتقام قرار دیا۔

شمالی وزیرستان میر علی میں P A (چھوٹا) عظمت جمال کی ہلاکت

10 مارچ 2012 کو فدائی لقمان (شہید) شمالی وزیرستان کے علاقے میر علی میں مقامی جرگہ والوں کیساتھ کیمپ میں داخل ہوئے، اور سیدھے پولیٹیکل انتظامیہ کے اہم احاطے میں پہنچے اور پی اے (چھوٹا) عظمت جمال کو اپنے دفتر میں گھیر لیا، جب عظمت جمال نے فدائی حملہ آور کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو دونوں ہاتھ جوڑ کے معافیاں مانگنے منت اور سماجت کرنے لگا لیکن اس آڑے وقت میں کون کس کو معاف کرتا ہے۔ عظمت جمال اپنے آپ کو بچانے کی غرض سے میز کے نیچے چھپ گئے، لیکن فدائی لقمان نے انہیں سر میں پستول سے گولیاں مار کر ہلاک کیا، اور سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں گرفتاری سے قبل ہینڈ گرنیڈ سے اپنے آپکو اُڑا دیا، یاد رہے کہ عظمت جمال طالبان دشمنی میں سر فہرست تھا اور چیلنج سے میر علی آیا تھا۔ کہ میں اس علاقے کے لوگوں کو راہ راست پر لا سکتا ہوں، لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا، کہ انہیں شیطان کی راہ چلتے ہوئے ہلاک کیا، فدائی لقمان شہید کا تعلق حلقہ مشتہ مر دوڑ الگڈ سے تھا اور مولوی عظمت اللہ صاحب کے مرکز سے وابستہ تھے، یاد رہے کہ پی اے عظمت جمال کا تبادلہ ٹانک سے میر علی ہوا۔ وہ ٹانک میں محسود مہاجرین کو ستانے میں مشہور تھے۔ جب میر علی تبادلہ ہوا تو قوم داوڑ سے اعلانیہ کہا کہ میں اپنے زمانے کا فرعون ہو۔ جس کسی نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی میں اسے کپڑے نکال کر انہیں اُلٹا لٹکا دونگا، میں نے ٹانک میں محسود قوم سے جو کیا تم ان سے عبرت حاصل کر لینا، لیکن جب مولانا ولی الرحمن صاحب امیر حلقہ محسود کو انکے تعیناتی کا پتہ چلا، تو انکو منطقی انجام تک پہنچانے کا حکم دیا، چنانچہ منصوبہ کے مطابق جب فدائی لقمان اسکے دفتر میں داخل ہوئے تو پہلے فدائی نے دروازہ بند کیا پھر ان سے پوچھا کہ اے فرعون زمانہ اب اجل کا فرشتہ آیا ہے اب آپ کی فرعونیت کا پتہ چلے گا، یہ ملعون فدائی کو دیکھتے ہی حواس باختہ ہوئے اور چیخنے لگے، فدائی لقمان نے پہلے پہل انہیں پستول سے گولیاں مارنے لگا بعد میں انکے سر کے نیچے ہینڈ گرنیڈ رکھ کر اس ملعون کے دماغ کے پرخچے اُڑا دیئے اور اسے جہنم واصل کیا۔ چونکہ فدائی لقمان کا واپسی آنا مشکل تھا اسلئے گرفتاری سے قبل اپنے آپ کو ہینڈ گرنیڈ سے اُڑا لیا اور جام شہادت نوش کی۔ اس کاروائی کے تفصیلات وہاں موجود جرگہ والوں اور پولیٹیکل انتظامیہ کے اہلکاروں کے زبانی تحریر کی گئی

ڈیرہ اسماعیل خان پولیس ہیڈ کوارٹر پر فدائی حملے،

مئی یا جون 2012ء میں 4 محسود فدائین (استشہادی) ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے اور وہاں پر موجود پولیس اہلکاروں کو ٹارگٹ کرنا شروع کیا کئی گھنٹوں تک ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر رکھا تھا۔ جس میں تقریباً 20 سے 30 پولیس اہلکار ہلاک ہوئے، اور بالاخر چاروں فدائین نے بھی جام شہادت نوش کی، فدائین میں فدائی طارق ولد محمد جلیل ملک دینائی حلقہ تنگئی، فدائی بلال ولد روبان شاہ قریشی حلقہ تنگئی، فدائی اکرام اللہ ولد محمد نور خان دانی خیل حلقہ خیسور، فدائی عزیز اللہ ولد رستم خان کیکاڑائی حلقہ خیسورہ شامل تھے۔

فدائی حبیب الرحمن ولد شیر خان درامن خیل حلقہ بدر نے ٹانک ڈیرہ سڑک پر مئی 2008ء میں فوجی کانوائی پر فدائی حملہ کر کے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے شجرہ جہاد کو اپنے خون سے سیر اب کیا۔

توئی خولہ قلعہ پر تعارض

جنوبی وزیرستان محسود ایریا میں آپریشن راہ نجات کا تیسرا سال شروع تھا حکومت پاکستان پورے پاکستان میں محسود طالبان کے خلاف کاروائیاں کرتی رہی اور امریکہ بھی ہر ممکن مدد اس سے کر تا رہا۔ رد عمل میں محسود طالبان کی کاروائیاں بھی زور وشور سے جاری تھیں چنانچہ اس سلسلہ میں جنوبی محاذ کے مجاہدین نے بھی فیصلہ کیا کہ چونکہ علاقہ محسود کے خلاف تمام کاروائیاں وانہ سے کی جاتی ہیں اور وہ فوج کا ہیڈ کوارٹر ہے لہذا اسی ہی علاقے میں انکو جواب دینا مناسب ہے۔ اسلیے 13 نومبر 2012 کو توئی خولہ قلعہ پر حملہ کیا۔ پہلے پہل ایک فدائی نوجوان نے بارود سے بڑی گاڑی کو قلعے میں گیٹ سے ٹکرادی جس سے زوردار دھماکہ ہوا اور قلعے کے گیٹ سے منسلک دیوار اور کمرے گر پڑے اور پورا علاقہ دھماکے کی شدت سے گونج اٹھا بعد ازاں قلعے کے حفاظتی تین چیک پوسٹوں پر بھی حملہ شروع ہوا لیکن اس حملے سے چیک پوسٹوں کو مصروف کرنا تھا اسکو فتح کرنا مقصود نہ تھا بلکہ اصل مقصد اسکو صرف جنگ میں مصروف کرنا تھا اور انکی قوت تقسیم کرنا تھا جبکہ ساتھ ہی قلعہ پر تعارض شروع ہوا اور ہلکے اور بھاری اسلحے سے ان پر فائرنگ شروع ہوئی۔ اسی فائرنگ کے دوران مجاہدین قلعے میں داخل ہوئے اور اندر سرچ آپریشن شروع کیا جس میں دو ایف سی اہلکار زندہ گرفتار ہوئے جن میں سے ایک بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا جنکو قتل کیا اور دوسرے کو مجاہدین اپنے ساتھ لے گئے۔ جبکہ قلعے کے اپر والی چھت کی سیڑھی دھماکے سے گر چکی تھی اوپر چڑنا مشکل ہوا جسکی وجہ سے دوسرے چھپٹ میں چھپے ایف سی اہلکار بچ گئے جبکہ کل ایف سی اہلکاروں کی ہلاکت اندازہ نہ ہوا کیونکہ جو کمرے پہلے فدائی حملہ سے گرے تھے ان کے ملبے تلے افراد کا حال معلوم نہ ہو سکا لیکن بعد میں کچھ خفیہ ذرائع سے معلوم کہ 10 سے 15 اہلکار اس کاروائی میں ہلاک ہو چکے تھے جبکہ مجاہدین میں سے عبد الخالق ولد شاہ محمود گور گورے ظفر خیل حلقہ جاٹرائے اور راز محمد ولد خون ولی درامن خیل حلقہ بروند قضائے الہی سے شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے۔ شہداء کی لاشیں اپنے علاقے پہنچائی گئی۔ راز محمد کو زیارت ژئے میں سپرد خاک کیا گیا، جبکہ عبد الخالق عرف صوفی اپنے آبائی گاؤں گور گورے ظفر خیل میں دوسرے شہداء کے قبروستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ شہدا کے جسد مٹی نہیں کھاتی۔ 2013 میں مجاہدین حلقہ جاٹرائے
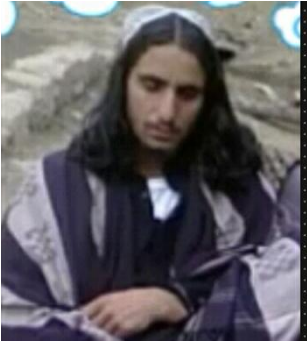
کے دوبندوں نے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ آیا پاکستان سے جہاد صحیح ہے یا نہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ عبد الخالق صوفی کی قبر کھولتے ہیں کیونکہ وہ جہاد پاکستان میں شہید ہوا اگر جہاد پاکستان صحیح ہے تو انکی لاش بھی صحیح سلامت ہو گی ایک سال بعد ان دو افراد نے عبد الخالق عرف صوفی کی قبر کھودی تھی اور عبد الخالق عرف صوفی کی لاش صحیح سالم قبر میں پڑی دیکھی تھی جس سے ان دونوں کا جہاد پاکستان کے صحیح ہونے پر پورا یقین ہوا۔ یہ بات مجھے (مفتی عاصم) ڈیڑھ سال بعد ساتھیوں نے بتادی۔ جن پر میں نے ان ساتھیوں کو ملامت کیا کہ یہ تو ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ ہر شہید کی لاش محفوظ رہے گی دوسرے بات یہ ہے کہ بغیر ضرورت شدیدہ کے قبر کھولنا ناشائستہ عمل ہے۔

سابق وزیر داخلہ شیر پاو پر تیسرا حملہ

فدائی محمد عاصم سواتی نے دسمبر 2012ء میں بمقام چارسدہ آفتاب شیر پاو کے گاڑی پر فدائی حملہ کیا، جس میں شیر پاو پھر بھی محفوظ رہے لیکن اسکا بیٹا سکندر شیر پاو شدید زخمی ہوا، اس حملے میں مولوی سیف اللہ حقانی کی معاونت شامل تھی یاد رہے فدائی محمد عاصم شہید کا تعلق سوات سے تھا اور مرکز فدایان حلقہ ڈیلے جنوبی وزیرستان سے وابستہ تھے۔

فدائی محمد عمران کی شہادت

فدائی محمد عمران شہید مال خیل کو عرصہ دراز تک جیل میں رہنے کے بعد یکم جنوری 2013ء کو اپنے دوسرے 8 مجاہدین کے ہمراہ شمالی وزیرستان کے علاقے نورک کے قریب پیر کلئے میں فوج نے اتوار کے روز کرفیوں کے دوران لاکر شہید کردیئے گئے، یہ سب کے سب نہتے قیدی تھے جو کئی سالوں تک جیل کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے بعد اجتماعی طور پر بمقام پیر کلئے میں گولیاں مار کر شہید کر دیئے گئے اور انکی لاشیں وہاں جنگل میں پھینک دی گئیں، **فدائی زاہد اللہ** ولد جلیل اشنگی ورزہ حلقہ وچہ خوڑہ نے شبقدر پشاور میں ایف سی ہیڈ کوارٹر پر فدائی حملہ کرکے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے

بنوں میں پولیس چیک پوسٹ پر حملہ؛

2012ء میں فدائی متوکل (شہید) بنوں جیل توڑنے کے حملے میں رہا ہوئے اور انہوں نے مضبوط عزم کیا کہ اب میں پاکستانی سیکورٹی فورسز سے اپنا انتقام فدائی حملے کی صورت میں لوں گا، چنانچہ وہ فدایان محسود کے (استشہادی فورس) میں شامل ہوئے جنوری 2013ء میں بنوں کے کمانڈر پشتون کی معاونت سے بنوں پولیس کی بڑی چیک پوسٹ پر فدائی حملہ کیا، حکومتی رپورٹ کے مطابق اس میں تین پولیس اہلکار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے، لیکن ہلاک شدگان کی تعداد اس سے زیادہ تھی، فدائی متوکل شہید کا تعلق ڈومیل ضلع بنوں سے تھا،

فدائی زمیر اللہ ولد براکت شاہ ہیبت خیل حلقہ لواڑہ نے بمقام شوہ میر علی 2013ء میں فدائی حملہ کرکے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا

تحصیل سراروغہ میں فدائی عملیات

تفصیل از مولوی خیر خواہ و مولوی خاطر وآریانہ

جنوبی وزیرستان تحصیل سراروغہ میں 2010 سے فوج کا آپریشن کنٹرول مرکز تھا تحصیل سراروغہ کو جب حکومت نے عوام کے واپسی کا عمل شروع کیا تو مجاہدین حلقہ محسود نے بھی اس علاقوں میں عملیات کا فیصلہ کیا کیونکہ مجاہدین کے لیے وہاں داخل ہونا آسان ہوا۔ اسلیے پہلے پہل عین سراروغہ کے وسط میں عملیات کرنے کیلئے ریکی کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ جب ریکی دستہ نے واپس آکر امیر محترم خالد کو رپورٹ پیش کی تو بعد از بحث مباحثہ امیر صاحب نے کاروائی کا حکم دیا۔ لہذا سراروغہ آپریشن کنٹرول مرکز پر حملے کیلئے 4 فدائین اور 2 راہبر پر مشتمل جدید اسلحہ سے لیس دستہ تشکیل ہوا یہ دستہ 26 اگست 2013 کو میر انشاہ براستہ شکتوئی بوبڑ سراروغہ پہنچا ایک چھوٹی سی ندی میں دن بھر انتظار کی۔ بعد از مغرب فدائین کو ہدف کی طرف راہبروں نے روانہ کیا۔ جب فدائین کو بلکل مرکز تک پہنچا دیا تو اس وقت راہبروں نے فدائین سے واپسی کی اجازت چاہی اجازت ملنے پر فدائین کو اخری رخصتی دیکر راہبر واپس ہوئے۔ جب راہبر کچھ دور چلے گئے تو فدائین نے رات کی

تاریکی میں مرکز پر حملہ شروع کیا۔ اور فدائین مرکز میں داخل ہوئے۔6 گنٹھے تک لڑائی کو طول دیا۔ دشمن کے ایک ایک فرد کو چن چن کر قتل کرتے رہے جبکہ موقع بموقع فدائین بمبار فدائی حملے کرتے رہے صبح صادق کے قریب فدائی نظام نے آخری لڑائی لڑی اور جام شہادت نوش کی اور کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اس کاروائی میں کل 45 فوجی بمع آفیسروں کے مارے گئے جس میں خفیہ اداروں کے اہلکاروں کا تقریباً 11 افراد پر مشتمل دستہ جو وہاں پر موجود تھاوہ بھی سب کے سب لقمہ اجل بنے۔ اصل ہدف بریگیڈر تھا لیکن اس رات وہ کہیں اور گیا تھا فدائین کے ہاتھ نہ لگا۔ عینی شاہدین میں سے ایک نے کہا کہ صبح کو جب خفیہ اداروں کا ایک آفیسر آیا۔ تواس نے بریگیڈر کو گریبان سے پکڑا اور انہیں کہا کتے تو کیوں نہ مرا مقامی باشندوں کا کہنا تھا کہ اس کاروائی سے چند دن قبل ہمیں خطاب کرتے ہوئے ایک فوجی آفیسر نے کہا کہ یہاں پر ہمارا ایسا کنٹرول ہے کہ ہواء میں پرندے بھی بغیر پوچھے نہیں گذر سکتے۔ لیکن چند دن بعد ہم نے رات کو ایسی شدید فائرنگ اور دھماکے سنے جس سے نیند ہم پر حرام ہوئی پرندوں کی جگہ انسان اسلحہ سے لیس ہو کر آئے اور سراروغہ کے امن کو میدان کارزار میں تبدیل کرر کھدیا۔ عینی شاہدین کے مطابق صبح کو فوج عوام پر ٹوٹ پڑی انکو بے تحاشہ مارا پیٹا اور کئی دن تک کرفیوں نافذ کی جسکی وجہ سے لوگ فاقہ میں مبتلا ہوئے اور عوام کھانے پینے کے لیے ترستے تھے ،جبکہ بہت ساروں کو گرفتار کر کے لے گئے جن میں سے بعض تا حال 28 جون 2016 تک لاپتہ ہے۔ کاروائی طالبان نے کی انتقام نہتے عوام سے لیا۔ ان چار فدائین میں سے عملیات پر جانے سے قبل ایک نے امت مسلمہ کو اشعار میں یوں مخاطب کیا۔

مسلمان یم غلامی مانلے نشم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دابے دینوں سرداری مانلے نشم

غیرتی وینہ مے جوش واہی رگوکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔داچہ مگکے سرٹیٹی ماںلے نشم

چہ نافذ مے پاک قانون داقران نوی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دابل چہ حکمرانی مانلے نشم

زہ نظام دامصطفیٰ غواڑم وطن کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بل نظامِ شیطانی مانلے نشم

چہ شرف داانسان خپے لاندے پیمان وی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔داقانونِ حیوانی مانلے نشم

فدائی کہ وسوزوداتلوکڑاہی کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نظریہ دامغربی مانلے نشم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ مشرک کافر اور اسکا مسلمان قاتل جہنم میں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ انشاء اللہ میں ان کفار کو اللہ کے حکم سے جہنم پہنچاؤنگا۔ اللہ تعالی نے جو وعدے متقین اور مسلمانوں سے کی ہے وہ وعدے سچے ہیں۔

میں ان غافل مسلمانوں کو آخری پیغام دیتاہو۔

کُل تُور دستور دے ختموی تورہ رواخلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دااسلام دے اڑہ وی تورہ رواخلہ

پہ حقوق نسوانی یے غلط نشی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خوندے وروںڑہ شرمہ وی تورہ راوحلہ

پہ عراق کشمیر کابل اوپاکستان کے زمونگ وروںڑہ قتلوی تورہ راوخلہ

پہ ہر کلی کور درتہ یو دام دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لس او خپے بہ تاڑی تورہ راو خلہ

کلی وال آشنا دہ کفر را بیدار شہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گو درونہ ورانہ وی تورہ رواخلہ

مسلمانہ کہ پہ دین غیرت او نکڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خدای بہ تہ ذلیلہ وی تورہ راو خلہ

فدائی آشنا کہ جنت لہ خدایہ غواڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خہ مخواہ یے در کوی تورہ رو خلہ

اس فدائی نے مجاہدین اور اپنے مشران کو یہ اخری وصیت کی

ہمارے خون سے غداری نہ کرو ورنہ قیامت کے دن ہمارے ہاتھ ہونگے اور تمہارے گریبان جبکہ تمام فدائین کا بھی یہی وصیت اپنے امراء کو چلا آرہا ہے۔ ان فدائین میں (۱) نوعالم ولد لوئی خان کئی خیل حلقہ ڈیلے (۲) نظام الدین ولد نواب خان خونخیل حلقہ وچہ خوڑہ شامل تھے جبکہ تیسرے فدائی کا تعلق افغانستان سے تھا۔

بنوں فوجی چھاونی میں فدائی بمبار کا حملہ

ضلع بنوں سے معمول کے مطابق ہر اتوار کو فوج کا قافلہ سامان اور نفری لیکر شمالی وزیرستان جاتا تھا جبکہ فوج سول گاڑیوں کو بیگار پر لیکر سامان اور نفری لے جانے کیلئے کانوائی میں شامل کرتا تھا۔ جبکہ اس زمانے میں مولوی عبد الحمید عرف حذیفہ (شہید) استشہادی فورس کے امیر تھے انکے پاس وزیر قوم کا ایک شخص آیا اور فوجی کانوائی کے روٹین (طریقہ کار) سے انہیں آگاہ کیا مولوی حذیفہ صاحب کا کہنا تھا کہ میں نے اس آدمی کی بات پر دھیان نہ دی تا کہ راز محفوظ رہے لیکن دل میں ٹھان لی کہ یہ موقع غنیمت ہے اور خالد امیر صاحب سے اس بارے میں بات ہوئی، انہوں نے اجازت دی لیکن اس وقت کاروائی کیلئے رقم نہ تھی پھر بھی ہمت نہ ہاری اور قرضہ پر فلائنگ کوچ خرید لی اور پالم وزیر کو ڈرائیورنگ پر دیدی اور انکے ساتھ کنڈیکٹر رحمت اللہ فدائی مقرر کیا اور منشی آڈہ سے بات ہوئی کہ ہمارے فلائنگ کوچ کو بیگار میں لگوادینا۔ چند قافلوں کے ساتھ رحمت اللہ رزمک میر انشاہ میر علی جاتا رہا اور تمام اہداف کا خود ہی تسلی سے معائنہ کیا کاروائی کا سارا منصوبہ خود ہی تیار کیا۔ بالاخر 2014 کو اتوار کی صبح بنوں میں ایف سی قلعہ سے 18 ایف سی اہلکاروں کو لیکر بنوں چھاونی میں جب گاڑی داخل کر دی اور گاڑی کو سیدھا لے جاکر فوجی قافلے کے وسط میں کھڑا کر کے دھماکے سے اڑادیا جسکی وجہ سے گاڑی میں سب سوار افراد اور آس پاس کھڑے فوجی جوان اور گاڑیاں دھماکے کی نذر ہوئے۔ (صنم ہم تو ڈوبے ہیں تمہیں بھی ساتھ لے ڈوبینگے) عینی شاہدین جو دوسرے گاڑیوں کے ڈرائیور یا کنڈیکٹر بچ گئے تھے کا کہنا تھا کہ دھماکے بعد ایسا معلوم ہوا گویا کہ آسمان سے گوشت اور خون کا بارش برس رہا ہے۔ انہی لوگوں کا کہنا تھا کہ دھماکے کے فوراً بعد سینکڑوں کی تعداد میں کوے آئیں اور انسانوں کے گوشت لو تھڑے اٹھا کر لے جاتے تھے۔ عینی شاہدین کے رپورٹ اور دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس دھماکے میں 106 فوجی اور نیم فوجی اہلکار مارے گئے جبکہ دیگر سینکڑوں کی تعداد میں افراد زخمی ہوئے اور درجنوں فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔ حکومتی رپورٹ کے مطابق اس کاروائی میں 22 اہلکار مارے گئے اور 40 کے قریب زخمی ہوئے اور درجنوں کے قریب گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔ جبکہ اس دھماکے میں زیادہ جانی نقصان ایف سی جوانوں کا ہوا جبکہ کچھ فوجی جوان بھی مارے

جانے والوں میں شامل ہیں۔ دھماکے کے فوراً بعد آرمی چیف رحیل شریف اور وزیر اعظم نواز شریف نے بنوں کا دورہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ دھماکے میں نقصان زیادہ ہوا ہے۔ **تفصیل مولوی خاطر کی زبانی تحریر کی گئی۔** پاکستانی میڈیا کی ایک جھلک

بنوں میں پولیس لائن پر دو فدائی حملے

2014 کے ابتداء میں فدائی شیر فان اللہ اور فدائی جمشید نے مجاہدین کے تعاون سے بنوں پولیس لائن میں داخل ہوئے اور تین گھنٹے تک مسلسل چن چن کر پولیس اہلکاروں کو قتل کرتے رہے اور بالا آخر دونوں اس لڑائی میں شہید ہوئے، اس حملے میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 25 کے قریب اہلکار مارے گئے دونوں فدائین مولوی عظمت اللہ صاحب کے مرکز سے وابستہ تھے، ان میں فدائی جمشید شہید کا تعلق حلقہ جاٹرائے لالٹرئے سے تھا جبکہ فدائی شیر فان اللہ شمن خیل کا تعلق حلقہ سرارورغہ سے تھا، یادرہے کہ جمشید کا والد خفیہ اداروں میں سے ایک ادارے کا اہلکار ہے لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے انکے گھرانے سے فدائی جوان نکالا،

2014 کوئٹہ خالد محسود ایر بیس اور سمنگلی ایر بیس پر فدائی حملے

شمالی وزیرستان میں آپریشن ضرب عضب کے رد عمل میں تین تنظیموں کے فدائین نے یعنی حلقہ محسود کے استشہادی فورس اور مہمند عمر خالد خرسانی کے عافیہ بریگیڈ اور حرکت اسلامی ازبکستان کے فدائین نے کوئٹہ خالد ائر بیس اور سمنگلی ایر بیس پر رات گیارہ بجے حملہ شروع کیا جو صبح تک جاری رہا۔ جبکہ حکومت پاکستان نے اس کاروائی کو میڈیا سے چھپاکر اسکو ناکام بنانے اور حملہ آوروں کو پہلے سے مارنے کا دعوی کیا جبکہ استشہادی فورس کے تین فدائین کمانڈر سالار محسود طلحہ اور خطاب کاروائی کے بعد بحفاظت شمالی وزیرستان لواڑہ پہنچے۔ فدائین کی عملیات پر جانے سے قبل امیر محترم خالد محسود نے انکی رسم دستار شہادت بھی فرمائی۔

فدائی غلام حسین شہید ولد شاہی زمان گیگا خیل نیور غزائی حلقہ بروند نے 18 جولائی 2015 کو درابن سٹی ڈیرہ میں فدائی حملہ کرکے خالق حقیقی سے جاملے،، **فدائی شاکر** ولد محبت خان (عرف مابت خان) بند خیل حلقہ مکین نے کرم ایجنسی میں اکتوبر 2015 کو فدائی حملہ کرکے رتبہ شہادت حاصل کی،

29 جنوری 2016 کو ژوب چھاونی پر فدائی حملہ

2004 سے قبائل پر مسلط امریکی جنگ جو پاکستان اپنی بقاء اور سالمیت کے نام اور غیر ملکیوں سے ملک کو صاف کرنے کے نام سے اور اب ملک کو دہشت گردوں سے پاک کرنے کے نام سے لڑ رہا ہے 2016 میں داخل ہوا۔ نہ طالبان نے پاکستان کو فتح کیا اور نہ پاکستان نے طالبان کو ختم کیا، ہاں مظلوم قبائل نے اپنی دفاعی جنگ اور پاکستان نے بھی مفاداتی جنگ لڑی ہے، اگرچہ پاکستان نے طالبان عسکریت پسندوں کو ملک سے مجموعی طور پر بے دخل کیا لیکن نقصان اور زیادہ ہوا کیونکہ بہت سے تنظیموں نے مجبوراً پاکستان کے خلاف دوسروں کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا۔ پاکستان کا چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف اور وزیر اعظم میاں نواز شریف آپریشن ضرب عضب ملک میں اخری دہشت گرد ختم کرنے تک جاری رکھنے کا اعلان بار بار کرتے ہیں جبکہ ان تمام تر دعوؤں کے باوجود پاکستان میں طالبان اب تک منظم حملے کرتے ہیں مثلاً لاہور میں احمدی فرقہ کے (نام نہاد مسلمانوں) کے نام سے قادیانیوں پر حملہ، پشاور میں آرمی پبلک اسکول پر حملہ، باچاخان یونیورسٹی پر حملہ وغیرہ، جبکہ 29 جنوری 2016 کو ضلع ژوب کے فوجی چھاونی پر خودکش بمبار کا بارود سے بھری گاڑی لیکر وہاں تک پہنچانا اور دھماکہ کرنا محوِ حیرت ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حلقہ محسود کے مجاہدین بھی اب تک فعال ہیں اور اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی آہ و فریاد ان سے بھولا نہیں، پہلے پہل اس حملے کے ماسٹر مائن نے خود جاکر ژوب میں فوجی چھاونی کا معائنہ کیا اور وہاں پر گیٹ کے قریب انٹیلی جنس دفتر کو اصل ہدف قرار دیکر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ کیونکہ ہر جمعہ کے روز انٹیلی جنس والے یہاں مٹینگ بھی منعقد کرتے تھے۔ اور انکے لیے بارود سے بھری گاڑی تیار کی جس میں تقریباً کل 1500 کلو بارود مواد استعمال کیا جبکہ فدئی فاروق گاڑی تیار کرنے میں خود ہی مصروف رہا جو اسلام کی حقانیت کی واضح دلیل ہے اور انہیں موت سے خوف محسوس نہ ہوا، کئی ہفتے انتظار کرنا پڑا۔ بالاخر 29 جنوری 2016 سے پہلے والے جمعہ کو گاڑی ژوب میں داخل ہوئی لیکن راہبر سے راستہ خطاء ہوا جسکی وجہ سے ہدف تک نہ پہنچ سکی جبکہ آئندہ جمع تک انتظار کرنے کے واسطے گاڑی کو علاقہ ژوب کے مضافات میں کھڑی کر دی، دن گذرتے گئے بالاخر 28 جنوری 2016 جمعرات کے دن فدائی فاروق پھر راہبروں کے ساتھ روانہ ہوا اور بروز جمعتہ المبارک 29 جنوری 2016 کو گاڑی لیکر ظہر کے دو بجے ہدف پہنچا جب دیکھا کہ گیٹ کے سامنے حفاظتی ڈنڈا لگا ہے تو گاڑی کو موڑا اور سیدھا ماسٹر مائن کے پاس گیا، جو 300 سے 500 میٹر کے فاصلے پر وڈیو فلم بنانے کیلئے بیٹھا تھا ماسٹر مائن کا کہنا تھا کہ میں نے جب گاڑی واپس آتی ہوئی دیکھی تو میں پریشان ہوا۔ جب آ پہنچا وجہ پوچھی تو فاروق نے بتایا کہ وہاں گیٹ کے سامنے حفاظتی ڈانڈا لگا ہے کیا کروں، ماسٹر مائن نے کہا کہ میں نے فاروق سے کہا کہ بھائی گاڑی کے سامنے ڈنڈا انہیں ٹھہر سکتا لیکن ذرہ مضبوطی سے گاڑی کو ٹکرانا ہوگا۔ اور انہیں دھلاسہ دیا شائد خوف غالب ہوا ہوں۔ ماسٹر مائن نے کہا کہ فاروق نے بڑے حوصلے اور دلجمعی سے الوداع کہہ کر کہا کہ بس پھر دعا کرو اور چل پڑا۔ چند ہی منٹ گذرے کہ دھماکہ ہوا دھماکہ اتنا شدید تھا کہ پورے ژوب میں انکی آواز سنی گئی اور آس پاس کے عمارتوں اور گھروں کے شیشے دھماکے کی شدت سے ٹوٹ گئے۔ طالبان ذرائع کے مطابق اس حملے میں انٹیلی جنس دفتر مکمل طور پر تباہ ہوا جس میں کل 17 ہلاکتیں ہوئیں جبکہ حکومتی دعوے کے مطابق اس پندرہ سو کلو بارودی دھماکے میں صرف چار سیکورٹی اہلکار زخمی ہوئے جبکہ دو گاڑی تباہ اور آس پاس کے عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ گیٹ پر مامور 2 فوجی بھی حکومتی دعوی کے مطابق نہ مر سکے جبکہ ان کے سامنے 1500 سو کلو بارود کا دھماکہ ہوا۔ لیکن ایسا نہیں کیونکہ میڈیاء پر اسکی تفصیلات نشر نہیں ہوئے حلقہ محسود کے ترجمان اعظم طارق نے جو ذمہ داری قبول کی میڈیاء والوں نے اسکے نشر کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم پر حکومتی دباؤ ہے کہ اس حملے کی نشر و اشاعت نہ کرنا اور کئی روز تک وہ علاقہ سیل کیا اور کسی کو وہاں آنے جانے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ فدائی فاروق نے مجاہدین کو اخری وصیت یہ کی کہ تم

سب فدائی بن جاؤ اور فدائی حملے کرو جبکہ عام مسلمانوں کو مجاہد بننے کی وصیت کی جبکہ ساتھ یہ بھی انہیں وصیت کی کہ دلوں میں جذبہ اسلام پیدا کرو۔ اس کاروائی کی وڈیو فلم الشہاب میڈیاء استشہادی فورس 11/2/2014 کی کلیپ پر موجود ہے۔

فدائین کی مختصر کارگزاری

تفصیلات نہ ملنے کی وجہ اس پر اکتفاء کیا گیا۔

فدائی رحمن اللہ شہید ولد محبوب خان فریدائی نے پاکستان میں فدائی حملہ کر کے اسلام پر سر فروشی کی مثال نوجوانان اسلام کیلئے قائم کی۔ **فدائی قاسم** شہید قوم فریدئی حلقہ ڈیلے نے ضلع ٹانک میں فوجی کانوائی پر فدائی حملہ کر کے دین دشمنوں کو واصل جہنم کیا۔ **فدائی حافظ اللہ** شہید ملک دینائی حلقہ ڈیلے نے لکی مروت میں کمیٹی سربراہ پر فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی، **فدائی نیک رسول** شہید ولد سیناباز برومی خیل حلقہ ڈیلے نے لکی مروت میں فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ **فدائی محسن** شہید ولد صادق گلیشائی حلقہ جنتہ نے بلوچستان میں فدائی حملہ کر کے شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، **فدائی صابر ولی** ولد گل مرجان، گلیشائی حلقہ جنتہ نے سندھ کشمور میں فدائی حملہ کر کے مقام شہادت حاصل کی، **فدائی عبد الروف** ولد مقرب خان گلیشائی حلقہ جنتہ نے بنوں میں اقبال مروت پر فدائی حملہ کر کے شہادت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے، **فدائی محمد محسن** شہید ولد عبد المنان گلیشائی حلقہ جنتہ نے پشاور میں دین دشمن امیر مقام پر فدائی حملہ کیا لیکن پھر بھی امیر مقام بال بال بچ گئے اور فدائی محسن شہادت نوش کر گئے۔ **فدائی عبد الزادہ** شہید ولد دمساز ملک شائی حلقہ مکین نے کراچی میں فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی۔ **فدائی عزیز اللہ** ولد گلی خان، گناخیل نے پاکستان میں فدائی حملہ کر کے جام شہادت نوش کی **فدائی عبد الصمد** ولد جمیل خان کئی خیل حلقہ مومی کرم نے اکتوبر یا نومبر میں اسلام آباد اسلامک یونیورسٹی پر حملہ کر کے اپنی جان کی بازی لگادی۔

فدائی کفایت اللہ ولد رضا خان پائی پڑے خیل نے کرم ایجنسی پڑاچنار میں شیعوں پر بینک کے سامنے فدائی حملہ کیا جس میں 65 شیعہ مارے گئے جبکہ 100 سے زائد زخمی ہوئے، **فدائی یار محمد** ولد حسن گل، اشنگی حلقہ سپینکئی رغزائی نے پاکستان میں خودکش حملہ کر کے اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا، **فدائی محمد عالم** ولد جان ولی اشنگئی حلقہ سپینکئی رغزائی اور فدائی شیر عاجم ولد اکرم اشنگی

حلقہ سپنکئی رغزائی نے پاکستان میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیں، **فدائی نقیب اللہ** ولد خوشحال خان، اشنگی حلقہ سپنکئی رغزائی نے اسلام آباد اور **فدائی احسان اللہ** ولد بادرنگ ہیبت خیل حلقہ سپنکئی رغزائی نے بنوں میں اور **فدائی شاہ فیصل** ولد نواز ہیبت خیل حلقہ سپنکئی رغزائی نے پنڈی میں اور **فدائی حسن** ولد یسین، اشنگئی کوٹکئی نے کشمیر میں اور **فدائی محمد ہارون** ولد حکم خان اشنگی نے پاکستان میں اور **فدائی خان الدین** ولد سید عالم گوڑی خیل حلقہ سپنکئی رغزائی نے اسلام آباد میں اور **فدائی وحید اللہ** ولد محمد شفیق کیکاڑائی حلقہ سپنکئی رغزائی نے کراچی میں فدائی حملے کرکے اپنی جانوں کی قربانی دیکر شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ **فدائی خالد لوگری** افغانستان والے نے کراچی میں اور **فدائی سیف اللہ** باجوڑی نے کوئٹہ میں اور فدائی شاہد نور ولد شودرائی نے آزاد کشمیر میں حملے کرکے اپنے خون سے شجرہ جہاد کی آبیاری کی۔ **فدائی ظفر اللہ** عرف ظفر ولد محمد حسین، قریشی حلقہ تنگئی نے کوہاٹ درگئی میں فدائی حملہ کرکے سینکڑوں سیکورٹی اہلکاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

فدائی فدا حسین حلقہ زانگاڑہ اور **فدائی شیر زادین** حلقہ زانگاڑا اور **فدائی ضیاؤالدین** حلقہ زنگاڑا کے بارے میں **معلومات** ہاتھ نہ آئے کہ انہوں نے کہاں پر فدائی حملے کے۔ **فدائی رضوان** ولد پٹی خان کیکاڑائی حلقہ خیسورہ نے پنڈی میں اور **فدائی حضرت اللہ** ولد خیر بادشاہ کیکاڑائی حلقہ خیسورہ نے ڈی آئی خان میں پولیس پر اور **فدائی قاری فیض اللہ** ولد اعمال خان ورمڑ خیل حلقہ خیسورہ نے ڈیرہ اسماعیل خان میں۔ فدائی حملے کرکے اپنی جوانیوں کو اللہ کی راہ میں فناء کیں، **فدائی عطاء اللہ** ولد سانے خان کیکاڑائی حلقہ خیسورہ نے ڈی آئی خان میں فدائی حملہ کرکے جام شہادت نوش کی، جبکہ **فدائی منو خان** خیسورہ اور فدائی عمر حیات حلقہ خیسورہ کے بارے میں **معلومات** ہاتھ نہ آئے کہ انہوں نے کہاں فدائی حملے کئے ہیں۔ فدائین کے بارے میں تفصیلات اس شعبے کے ذمہ داروں الحاج مولوی عظمت اللہ صاحب، محترم مو لوی عمران صاحب، محترم ریاض الدین عرف تبسم، محترم غالب، سے حاصل کی گئی۔

علاقہ محسود میں ہونے والے بمبار کی تفصیل

آپریشن راہ نجات کے دوران جنوبی وزیرستان علاقہ محسود پر پاکستانی فوج نے اتنے زور وشور سے حملہ کیا گویا کہ ایک منظم ملک سے اس کی جنگ ہورہی ہے ،اگرچہ ان دنوں پاکستان میں مجاہدین بڑی قوت اور بہادری سے پاکستان کے محفوظ ترین علاقوں میں فوجی ٹھکانوں اوردیگر خفیہ فوجی تنصبات اور سیکیورٹی اداروں کے مراکزاوردفاترتک باآسانی پہنچ کر حملے کرتے رہے جس سے پاکستانی حکومت کو خطرہ لاحق ہوا،اور مجاہدین کے ہیڈ کوارٹر جنوبی وزیرستان علاقہ محسود پر اتنے زور وشور سے حملہ کیا جس میں جیٹ طیاروں ، گن شپ ہیلی کاپٹرز، اور توپ خانے کا بے دریغ استعمال کیا، یہ سلسلہ 2009ء/5/19 سے شروع ہوااور نومبر 2009ءتک جاری رہا، توپ خانے کی شمار تو ناممکن ہے البتہ جیٹ طیاروں کی بمبار کی کچھ تفصیلات ہاتھ آئے جبکہ وہ بھی آدھے سے کم ہیں۔ میڈیا سے اخذ شدہ رپورٹ کیمطابق تیاری مکمل کرنے کے بعد باقاعدہ16جون2009کو آپریشن راہ نجات کا پلاننگ ہوا،19جون2009کوپہلے پہل آئر آپریشن شروع ہوا

نومبر2009ء کے بعد بھی مختلف مواقع پر مجاہدین کے مراکز پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوتارہا خصوصاً فروری 2015ء کے بعد جب علاقہ محسود شوال ایریا پر فوج کشی کی گئی تواس دوران شب وروز ان علاقوں پر بمبار ہوتارہا، اسکے علاوہ آپریشن راہ نجات کے شروع دن سے امریکہ بھی پاکستانی فوج سے ڈرون حملوں کی صورت میں تعاون کرتارہا، جسکی تفصیل انشاء اللہ الگ لکھی جائیگی۔ لہذا پاکستانی فضائیہ کی جانب سے ہونے والے بمبار کی کچھ تفصیلات جوہاتھ آئی ہے وہ درجہ ذیل ہے۔

حلقہ تونده دڑه میں جیٹ طیاروں کی بمبار

امیر حلقہ تونده دره نور محمد صادق کے بقول جنوبی وزیرستان علاقہ محسود تونده دره میں پاکستانی فضائیہ کے طیاروں سے ہونے والے بمبار کی تفصیل یہ ہے کہ 24اکتوبر2010ءکودن 11 بجے امیر حلقہ تونده دره صادق کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں دوخواتین زخمی ہوئیں اور گھر مکمل تباہ ہوا جبکہ اسی روز میرے والد اکبر خان کی دکان پر بھی بمبار ہوا جس میں دکان مکمل طور پر ختم ہوئی، اورایک ٹویٹا گاڑی بھی تباہ ہوئی۔ 24فروری2010ء کومدرسہ مفتاح العلوم تونده دره پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جسکے نتیجہ میں مدرسہ اور مسجد مکمل طور پر منہدم ہوئے 24اپریل 2015ء کوملک قلندر خان (بلال) کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمباری کی گئی جس میں گھر تباہ ہوا۔ اسی روز ملک ظفر خان یعنی سردی خان کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں گھر مکمل تباہ ہوا، جبکہ اسی روز دوسرے عام قبائلی مسلمانوں کے گھروں کو بھی جیٹ طیاروں سے نشانہ بناکر تباہ کردیئے جن کے نام یہ ہے۔(1) لعل خان ملک شائی(2) بھوخان ملکشائی(3) لعل خان ملکشائی کادوسراگھر بھی نشانہ بنا(4) خاٹول خان(5) عبیدہ جان ، خاوص خیل اسی طرح وہ بمبار جو14 اپریل کے بعد ہوئے لیکن تاریخ معلوم نہیں، جن میں میر سلام کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوااوراسکاگھر تباہ ہوا، ماسٹر حق داد خان، سیدعالم خان وغیرہ کے گھروں پر جیٹ طیاروں سے بمبار کیاگیا۔18 اگست 2015ء کومندرجہ ذیل افراد کے گھروں پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں عام قبائلوں کے گھروں کو تباہ کیا، (1)عبدالرحیم عرف ادرہیم (2) بادشاہ خان (3) الف خان۔ اسکے علاوہ جب علاقے میں آناجانا بند ہوااس کے بعد جو بمبار جیٹ طیاروں سے ہوا ہے اسکی تفصیل معلوم نہیں۔

حلقہ مشتہ پر جیٹ طیاروں سے بمباری

جنوبی وزیرستان کے علاقے مشتہ پر بھی آپریشن راہ نجات کے دوران جو بمبار جیٹ طیاروں سے کیا گیا اسکی تفصیل حلقہ مشتہ کے مسؤل محترم ذولقرنین کی قلم سے یہ ہے، ملک حبیب خان کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں گھر مکمل طور پر تباہ ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا۔(2) تعویز خان کے گھر پر بمبار ہوااور گھر تباہ ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا۔ اسی طرح سیدم خان اور بوغ خان کے گھروں پر بمبار ہوا۔

پاکستانی فوج کی دین دشمنی

جب فوج مشتہ کے علاقے میں داخل ہوئی تو مدرسہ اسلامیہ مصطفیٰ کو بارودی مواد سے اُڑادیا جس سے پاکستانی فوج کے اسلام دشمنی کا واضح ثبوت ملتا ہے تاکہ شعائراسلامیہ ختم ہو اوراسلامی تعلیم کمزورپڑجائے،اسکی جگہ عصری تعلیم رائج کرسکے جسکی ابتداءلارڈمیکالے نے کی ہے

شیرنہ سرکائی ماسکائی میں جیٹ طیاروں کی بمباری

5نومبر2009ء کو شیرنہ سرکائی ماسکائی میں ایک مقامی قبائلی کے گھرپر جیٹ طیاروں سے بمبارکیا جس میں خواڑادین کاکا (معمر شخص) تھا قرآن مجید کی تلاوت کرتاہوا شہید کیا جبکہ اسی بمبار میں زارگل ماماکانواسہ جو7سالہ بچہ تھاوہ بھی لقمہ اجل بنا۔اس واقعے کی تفصیل احسان حلقہ سرکائی ماسکائی کی زبانی تحریر کی ہے۔

بوبڑغر،کژبولیے چاکے چیڑے پرہیلی کاپٹرزسے شیلنگ اور9افراد کاقتل

نومبر2010ء میں فوج نے ایڈوانس کرکے علاقے سرکائی ماسکائی بندخیل ثڑئے پرمجاہدین کے حملے کاانہیں سامناہوا جسکی وجہ سے فوج نے واپسی کی ،یہ حملہ کمانڈر تاج گل شہید کے سربراہی میں ہوالیکن اس میں فوج کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چلا۔طالبان اور فوج کے درمیان شدید لڑائی کے باعث اہل علاقہ اپنے گھربار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔اس اثناء میں یہ عوام اپنے بال بچوں اورمال مویشی کے ہمراہ جارہے تھے کہ پاکستان کے بہادر شیردل فضائیہ کی گن شپ ہیلی کاپٹرزسے ان پر بمبار شروع کیا جس میں 9افراد شہید ہوئیں ، ان میں 2افراد کا قوم جلال خیل سے تعلق تھا اورباقی سب ایک ہی خاندان کے افراد تھے اور قوم ہیبت خیل سے تعلق رکھتے تھے ، جلال خیل قوم والے نقیب اللہ ولد میزاجان (2)نوربادشاہ ولد خڑائگی،جبکہ سات افراد کاتعلق ہیبت خیل قوم سے تھا اور خاندان کے سربراہ کشیدخان ہیبت خیل سمیت 3بیٹے اورایک بیٹی اس میں شامل تھی اورباقی دو بھی اسی قبیلے کے افراد تھے،یہ سب موقع پر شہید ہوئے۔اس کے علاوہ دیگرمال مویشی سے بھی ہاتھ دھوبیٹھے

شیرنہ سلطانی گاوں سرکائی ماسکائی میں جیٹ بمباری

مارچ2014ء میں حلقہ سرکائی ماسکائی شیرنہ سلطانی گاوں میں لوئی خان شابی خیل کے گھرپر جیٹ طیاروں سے رات کو بمبارکیا جس میں 6افراد ایک ہی خاندان کے شہید ہوئے جن میں 2مرد اور2بچے اور2خواتین شامل تھیں اور60بکریاں اور اُونٹنی بھی ہلاک ہوئیں۔واقعے کی تفصیل حلقہ سرکائی ماسکائی کے مجاہدین مخلص اورعدنان وغیرہ نے تحریری دی ہے۔۔

حلقہ جنتہ میں جیٹ طیاروں سے ہونے والے بمباری کی تفصیلات

جنوبی وزیرستان علاقے جنتہ میں آپریشن راہ نجات کے شروع دن سے ہر دوسرے اور تیسرے دن جیٹ طیاروں سے بمبار ہوتارہتاتھا، جسکی تفصیل مجاہدین حلقہ جنتہ کی طرف سے تحریرأیوں ملی ہے لیکن تاریخ واضح نہیں لکھی،کیونکہ تاریخ انہیں معلوم نہ تھی البتہ یہ بات واضح ہے کہ جب 15اکتوبر2009ء کوفوج نے پیش قدمی شروع کی تواسی دوران 25اکتوبر2009 کے بعد چند دن بندہ مفتی عاصم نے وہاں گذارے اس دوران جو بمبار ہوتارہااسکی تفصیل بھی اس میں داخل ہے۔

(1)میر گل خان کے گھر پر بمبار ہوا2بم گرائے گئے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا جانی نقصان نہ ہوا،(2)واڑی خان گلیشائی کے گھر پر جیٹ طیاروں سے 2بم گرائے گئے جس میں گھر مکمل طور پر تباہ ہوا(3)شنوار خان کے گھر پر بمبار ہوا جس سے گھر ملیامیٹ ہوا(4)شہباز خان کے گھر پر 2بم گرائے گئے جس سے گھر مکمل طور پر ختم ہوا جبکہ اس میں طالبان نے ہسپتال بھی کھولا تھا اسی روز وہاں سے منتقل کیا تھا،

(5)مولانا زار جمیل کے گھر میں مجاہدین موجود تھے اس پر بمبار ہوا جسکی وجہ سے گھر تباہ ہوا جانی نقصان نہیں ہوا،(6)حبیب الرحمن کے گھر میں مجاہدین تھے اس پر بمبار ہوا لیکن جانی نقصان نہ ہوا البتہ گھر منہدم ہوا۔(7)عالم جان اور عبدالمالک کے گھروں کے درمیان جیٹ طیاروں نے بم گرایا جس سے دونوں گھر منہدم ہوگئے،(8)ڈاکٹر نیاز ولی کے گھر پر جیٹ سے بمبار کیا جس سے گھر مکمل تباہ ہوا،

سید گئی سرائے پر جیٹ طیاروں سے 2بم گرائے گئے جس سے سرائے ناکارہ ہوا قابل استعمال نہ رہا،جبکہ وہاں پر تمام دوکانوں میں سامان مکمل ختم اور ضائع ہوا(10)اسکول ہاسٹل اور ساتھ منسلک مسجد پر 5بم گرائے گئے جسکی وجہ سے وہاں پر موجود طالبان کا سامان اور ہسپتال کا سامان اور مستریوں کا سامان سب مکمل ختم ہوا،اور اس بمبار میں 5 بکریاں ماری گئیں جبکہ وہاں پر دو رایک فدائی نوجوان بھی زخمی ہوا۔

گاؤں میر واش خیل پر بمبار

شیر بوز کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس سے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا

گاؤں نمبل خیل

انعام کے گھر پر جیٹ طیاروں سے 2بم گرائے گئے لیکن معجزانہ طور پر گھر محفوظ رہا

گاؤں بیری خیل

شاہ سلام کے گھر پر جیٹ طیاروں سے ایک بم گرایا جس سے گھر تباہ ہوا(1)میر کلام جان کے گھر پر ایک بم گرایا جس سے گھر مکمل منہدم ہوگیا(3)ملکے کے گھر پر جیٹ طیاروں سے 2بم گرائے جسکی وجہ سے گھر مکمل تباہ ہوا،

گاؤں بجی خیل

مائزل خان کے گھر پر جیٹ طیاروں سے 2بم گرا کر گھر کو مکمل طور پر منہدم کیا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا(2)شالا بوغ کے گھر پر ایف 16 جیٹ طیاروں سے 2بم گرا کر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں گھر مکمل طور پر تباہ ہوا،

گاؤں مرکی خیل

تور گل خان کے گھر پر دن کے 9 بجے کے لگ بگ جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں وہاں پاس بیٹھا ازبک مجاہد شہید ہوا اور گھر مکمل طور پر تباہ ہوا (2)حسن گل کے گھر پر جیٹ طیاروں سے 2بم گرائے جس سے گھر ملیامیٹ ہوا(3)حاکیم خان کے گھر پر 2بم گرائے گئے جس سے گھر کو جزوی نقصان پہنچا(3)تلاوت خان کے گھر پر 2بم گرائے گئے جس سے گھر مکمل تباہ ہوا(4)خدیم خان کے گھر پر جیٹ طیاروں سے 3بم گرائے گئے جسکے نتیجہ میں گھر مکمل طور پر تباہ ہوا،(5)مقدم خان کے گھر 2بم حملوں سے مکمل تباہ ہوا(6)قوم کا مشترکہ مکان(جسکو پنچ گنے کوٹ کہتے ہیں)اس پر بمبار ہوا جس سے مکان مکمل طور پر مسمار ہوا لیکن جانی نقصان نہ ہوا،حلقہ جنتہ کی یہ تفصیل طوفان نے تحریر اً دیا جبکہ اسکے علاوہ بھی بمبار جیٹ طیاروں سے ہوئے ہیں لیکن وہ معلوم نہ ہو سکے لیکن امیر حلقہ جنتہ خالد حاجی کے بقول حلقہ جنتہ پر 118 جیٹ حملے ہوئے ہیں جس میں تمام عام قبائلوں کے گھروں مساجد اور مدارس اور اسکول وغیرہ کو نشانہ بنایا گیا ہے،

لیکن اس میں زیادہ نقصانات اسلیئے نہیں ہوئے کہ عوام نے پہلے ہی سے علاقے کو چھوڑ رکھا تھا اور مجاہدین کی رہائش گھروں سے باہر تھی

منگی خیل گاؤں

تار جان نامی قبائلی کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار کیا جس سے گھر مکمل طور پر مسمار ہوا لیکن جانی نقصان نہ ہوا، اسی طرح سلیم نامی قبائلی کے گھر پر بمبار ہوا جس سے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا،

علاقے کانیگرم پر جیٹ طیاروں سے بمبار

جنوبی وزیرستان حلقہ سام پر جیٹ طیاروں سے ہونے والے بمبار کی تفصیلات محترم عمر خالد کے ہاتھ تحریر اُملی ہے، جو انہوں نے اپنے حلقے کے مجاہدین کے زبانی جمع کئے تھے، اسکی تفصیل یہ ہے اور جو انہیں معلوم نہیں یا جن کے گھروں کو نشانہ بنا کر تباہ کیا ہے انکے نام یاد نہیں وہ اسکے علاوہ ہے مثلاً ٹپار غنئ گاؤں میں اور اشنگئ گاؤں میں ہونے والے بمبار کی تفصیلات اس وجہ سے نہیں لکھے ہیں،

حلقہ سام مرکز پر تین دفعہ جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں 6 بم گرائے گئے مرکز مکمل طور پر تباہ ہوا (2) سام کے جامع مسجد پر 2 بم گرا کر مسجد کو مکمل طور پر تباہ اور شہید کیا گیا،

(3) سام ہائی اسکول اور ہاسٹل پر 2 بم گرائے اسے مکمل تباہ کیا گیا، (4) محمد عمر کے گھر پر ایک روز ایک بم گرایا جبکہ دوسرے روز دوبارہ 4 بم گرا کر اسے مکمل مسمار کیا۔ (5) زاربت خان کے گھر پر 2 بم گرا کر جس میں ایک گاڑی اور باقی لاکھوں روپے کی مالیت کا سامان مکمل طور پر تباہ کیا، یاد رہے کہ زاربت خان پورے کانیگرم شہر میں مال دار شخص تھے اور اسکے بال بچے کراچی اور ٹانک میں پہلے سے رہائش پزیر تھے صرف ایک بیٹے کے ہمراہ گرمیوں کے موسم میں سام آتے تھے۔ (6) شازاری کے گھر پر بمبار ہوا جس پر 4 بم گرائے گئے گھر تباہ ہوا (7) محمد جان ولد ایژک مرحوم کے گھر پر بمبار ہوا جس پر 8 بم گرائے گئے اللہ تعالیٰ نے سب خطاء کئے اور گھر محفوظ رہا (8) فیروز برکی کے گھر پر دو دفعہ بمبار ہوا پہلے دن 2 بم گرائے گئے جبکہ دوسرے دن ایک بم گرا کر گھر مکمل طور پر تباہ ہوا، (9) نظام الدین برکی کے گھر پر بمبار ہوا جس پر 2 بم گرا کر گھر مکمل طور پر مسمار ہوا (10) عبد الرحیم برکی کے گھر اور مسجد پر بمبار ہوا جس پر 4 بم گرائے گئے اسی طرح جگی خان برکی اور فرمنگئ کے 4 گھر تھے جو ایک جگہ واقع تھے اس پر بمبار ہوا اور تمام گھروں کو مسمار کیا۔

روغہ قبرستان پر بمبار ہوا

عجم خان وزیر گائی کے گھر پر ایک بم گرا کر گھر مکمل طور پر تباہ ہوا (2) بختیار برکی کے گھر پر 2 بم گرائے جس سے گھر تباہ ہوا (3) گل ریحان برکی (4) اور باٹیرہ کے گھر پر 2 بم گرائے (5) ملک قریب کے اسکول پر 4 بم گرائے جس سے اسکول منہدم ہو گیا (6) ظفر اشنگئ کے گھر پر بمبار ہوا (7) میر واتی (8) نزیر کے گھر (9) ملک ماسید خان کے گھر پر بمبار ہوا (10) ژانگ کے گھر پر (11) کانی گرم حضرت بابا منزہ پر 2 بم گرائے جس سے کوئی نقصان نہیں ہوا، آسمان منزہ پر بمبار ہوا اس میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا (12) کرمل کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار

ہوا(13) گل نواز اینڈ میر نواز کے گھر پر(14) پسمر جان کے گھر(15) عزیز اللہ کے گھر(16) ڈبر بر کی کے گھر(17) عبد اللہ کے گھر۔ ان تمام عام قبائلوں کے گھروں کو جیٹ طیاروں کے بمبار سے مکمل طور پر تباہ کیا گیا، مادن پہاڑی پر بمبار ہوا لیکن اس میں کوئی نقصان نہ ہوا۔ اسی طرح منڈی بازار مسجد پر بمبار ہوا جسکے نتیجہ میں مسجد شہید ہوا

جنوبی وزیرستان حلقہ لدھا میں جیٹ طیاروں کی بمبار کی تفصیل

جولائی یا اگست 2012ء میں تحصیل لدھا تنگئی الگڈ میں رسول خان کے گھر پر بمبار ہوا جس میں اسکی بیوی شہید ہوئی،

(2) جنوری 2008ء میں پاکستانی فضائیہ کے جیٹ طیاروں نے پہلی بار جنوبی وزیرستان کے علاقے تحصیل لدھا شمیرائی کلئے پر بمبار کیا جس میں ایک عام محسود قبائلی آوت خان ولد زرات خان شہید ہوا جو 22 دن بعد ملبے تلے سے نکالا گیا جو بلکل صحیح سالم تھا اس بمبار کے بعد اہل علاقہ نے ہجرت کی۔ (3) **لدھا میدان** شمن خیل کلئی میں ان بے گناہ عوام کے گھروں کو جیٹ طیاروں سے بمبار کر کے ملیا میٹ کر دئے۔(1) مستلی خان(2) شائستہ خان(3) مالوک خان(4) دوست محمد(5) سخی گل۔ ان تمام کے گھروں کو تباہ کیا گیا،

لدھا شمیرائی کلئی میں بمبار سے تباہ ہونے والے گھروں کے مالکوں کے نام یہ ہیں۔

گل ساری خان(2) زرات خان(3) ریمال خان(4) زنگی خان(5) میر صاحب خان(6) عاشق خان، ان کے گھروں کو بمبار سے تباہ کیا؛

لدھا لنگر خیل کلی میں بمبار سے تباہ گھروں کے مالکوں کے نام یہ ہے؛

اسلم خان(2) خیر محمد(3) ماما(4) رفیق دین(5) رفیق کے بھائی حسن جان(6) قیموس خان(7) قیمت خان(8) شاپور خان(9) حبیب خان

لدھا غوّاک شمن خیل کلی میں بمبار سے تباہ ہونے والے گھروں کے مالکوں کے نام یہ ہیں؛ محمد آیاز۔ حکم جان۔

لدھا تنگئی قوم بودین زائی کلئی میں جیٹ طیاروں سے تباہ ہونے والے گھروں کے مالکوں کے نام یہ ہیں۔

مولانا رحمت اللہ(2) دوران خان(3) حاجی داود خان(4) باجین خان(5) رسول گل(6) محمد ہاشم(7) ظریف خان(8) عمر(9) داوک خان (10) اللہ دین(11) زیات خان(12) رحمانی(13) پیرمان(14) حاجی شیر علی(15) جنت گل(16) پیر زمان(17) لالا مارکیٹ(18) گل نواز(19) حاجی بختہ جان عرف بختک(20) حاجی زاولی خان(21) برکت خان(22) سمندر خان(23) ہمیش گل(24) حاجی سلیم خان کا مسجد(25) شاہ سلمان(26) غلام رسول(27) یسین خان(28) لالا گل(29) حکیم جان(30) بختہ خان نمبر 2 (31) گل حسین(32) جنت خان(33) گلی خان(34) المار خان(35) بادشاہ میر(36) بانوت خان(37) میرزا علی سکول(38) حاجی بنور خان(39) امرود خان (40) امرود خان کا مسجد(41) میرستانی سرائے(42) میر شلام(43) شامتی خان(44) علی شیر(45) خون وزیر(46) رسول خان اسکے گھر پر بمبار سے انکی اہلیہ بھی شہید ہوئی(47) بٹ دوکان(48) عبد الحکیم خان۔ ان کے گھروں پر بمبار ہوا ہے۔

لدھا بورا کئی اور پٹو یلائی؛

ان گاوں میں ہونے والے بمبار اور اسمیں مسمار ہونے والے گھروں کے مالکوں کے نام یہ ہیں، یہ شاخ بھی لنگر خیل قوم سے تعلق رکھتے ہیں،

(1) پیپل خان لنگر خیل(2) اکرم خان(3) شاہ جم خان(4) مائذار خان(5) راباس خان(6) گلزار جان(7) زیڑو(8) لوئی خان مال خیل (9) مال خیل شاخ کے افراد کے نام یہ ہیں (10) واورے خان(11) قادر خان(12) گلام خان(13) امان اللہ(14) سمین اللہ

پانڈے خیل شاخ کے وہ افراد جن کے گھر پر بمبار ہوا؛

حکیم خان (2) غازی (3) خون ولی گر ڑائی (4) خون ئے خیل بابا لکے مال خیل (5) خانذادہ مال خیل (6) ڈاڑ وخان گر ڑائی (7) اکبر خان گر ڑائی (8) موم دائی (9) داور خان (10) حاجی زادار خان (11) اکبر جان (12) مولانا زاکیم شاہ صاحب،

آبا خیل شاخ کے وہ افراد جن کے گھر پر بمبار ہوا، (1) حق نواز (2) حضرت (3) لدھا جامع مسجد (4) لدھا اسلامی مدرسہ، لدھا مین سرائے ۔لدھا ہسپتال اور ہاسٹل،

اشنگئی شاخ کے وہ افراد جن کے گھر پر بمبار ہوا؛ اشنگئی سرائے (2) حاجی سلیم خان (3) حاجی سار دل خان (4) ایوب خان کڑم گر ڑائی (5) سلام خان (6) تاج محمد (7) شیرین دل لنگر خیل (8) استاد اسلم کاٹھکانہ (9) حاجی میر سلائی بودین زائی (10) محمد ایوب مال خیل (11)

یہ ٹوٹل 114 وہ مقامات ہیں جن کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا، یہ تمام عام قبائلی عوام کے قلعہ نماء گھر اور بازار مساجد و مدارس وغیرہ مقامات ہیں جن کا دہشت گردی سے دور کا تعلق بھی نہیں تھا اور انکے علاوہ اور بھی بہت بمبار ہوا لیکن ان کے بارے میں معلومات ہاتھ نہ آسکے، ان تمام گھروں کو پاکستانی فضائیہ نے ملیامیٹ کر دیا گیا،

حلقہ سراروغہ میں جیٹ طیاروں کا بمبار

مئی 2009ء میں جب پاکستانی افواج نے علاقہ محسود پر یلغار کیا اور اس پر مارٹر، توپ خانہ، اور ٹینک، گن شب ہیلی کاپٹروں اور جیٹ طیاروں سے بمبار شروع کیا، جسکا حساب لگانا تو ناممکن ہے البتہ حلقہ سراروغہ پر جیٹ طیاروں کے بمبار کی تفصیل حلقہ سراروغہ کے امیر مولانا عرفان اللہ عرف ابوز کو ان کے تحریر کے مطابق یوں ہے،

سراروغہ بازار بمبار

پہلی بار جون 2009ء میں سراروغہ مین بازار پر جیٹ طیاروں سے 2 بم گرائے گئے لیکن یہ بم اتنے شدید تھے کہ اس سے مکمل طور پر مین بازار ملیامیٹ ہوا، یہ بازار کل ساڑے تین سو دوکانوں پر مشتمل تھا ہر وقت اس میں لوگوں کا ازدحام ہوا کرتا تھا، اس روز جمعہ کے دن لوگ جمعہ کی نماز میں شرکت کیلئے گئے تھے اسلیے نقصان کم ہوا اس بمبار میں عام لوگوں بشمول کل 14 افراد شہید ہوئے، جن کے نام یہ ہیں (1) احمد ولد مالی خان، لنگر خیل (2) وارث خان ولد خلیل، لنگر خیل (3) بادشاہ حسین ولد سید الرحمن، ہیبت خیل (4) رضوان، لنگر خیل (5) تور لنگر خیل (6) علی زمان ولد شائستہ خان، لنگر خیل (7) زاخان ولد قادر خان عرف چڑے ہیبت خیل (8) نمدار ہیبت خیل کا بیٹا نام معلوم نہ ہو سکا (9) آیاز ہیبت خیل کا بھائی نام معلوم نہ ہو سکا (10) ایک ایرال خیل قوم کا آدمی بھی تھا (11) گڈی کا بیٹا نام معلوم نہ ہو سکا (12) دو مجاہدین اور کرزائی ایجنسی کے بھی تھے اور ایک مجاہد کرم ایجنسی کا بھی اس میں شامل تھا۔ یہ سب شہید ہوئے۔

یعقوب، شمیرائی جنگی خیل کے گھر پر جیٹ طیاروں سے 2 بم گرائے گئے جس سے گھر کو جزوی نقصان پہنچا(2) کلیم اللہ شمیرائی جنگی خیل کے گھر پر بمبار ہوا جسے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا جانی نقصان نہ ہوا، (3) گاؤں ڈم کچکائی میں انگریز دور کے ٹاپی جو تاتار خیل شاخ کے ملکیت میں تھا اس پر بمبار ہوا جس سے ٹاپی منہدم ہو گیا(4) خوژدل شہید کے گھر پر سرویک گاؤں میں بمبار ہوا جس سے گھر تباہ ہوا(5) مختیارالدین کے گھر پر بمبار ہوا جس سے جزوی نقصان ہوا(6) گاؤں ڈم کچکائی میں سخی مرجان گلیشائی کے گھر کے قریب ایک پرانے غار (سورنگ) پر ایک بم گرایا جس سے نقصان نہیں ہوا(7) محمد اللہ شمن خیل بنگے والا جو ایک عام قبائلی تھا اسکے گھر پر جیٹ نے بمبار کیا جس سے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا ، اور اسکی اہلیہ بھی اس میں شہید ہوئی، سراروغہ بازار کے قریب طالبان کے ایک مرکز پر بمبار ہوا۔ بی بی زائی گاؤں میں گھر تباہ ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا(8) گام کوٹ ہیبت خیل میں طالبان کے ایک گھر میں تیل ڈپو پر بمبار ہوا جسکی وجہ سے گھر کا ایک حصہ منہدم ہو گیا۔ اور طالبان کا تیل ڈپو محفوظ رہا، (9) سراروغہ میں شہسوار کے مہمان خانہ پر بمبار ہوا جس سے مہمان خانہ مکمل طور پر تباہ ہوا(10) سراروغہ راغزائی میں حیوانات کے ہسپتال پر 2 بم گرائے جس سے ہسپتال مکمل طور پر منہدم ہو گیا، (11) سراروغہ شمیرائی کلی میں طالبان اسٹوڈیو پر بمبار ہوا جس سے خطا ہو کر ساتھ والے نور محمد شمیرائی کے گھر پر جالگا جس سے گھر کا ایک حصہ منہدم ہو گیا،

حلقہ شوال لواڑہ میں جیٹ طیاروں کی بمباری

مئی 2009ء میں جب پاکستانی فوج نے علاقہ محسود میں آپریشن راہ نجات شروع کیا اور انہیں چاروں طرف سے گھیرے میں لیا بعد ازاں اس پر مارٹر، توپ خانہ، اور جیٹ طیاروں، گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بمبار شروع کیا ان سب کا شمار تو نا ممکن ہے البتہ حلقہ شوال لواڑہ میں کچھ تفصیلات امیر حلقہ شوال نور حسن عرف احترام اور کمانڈر شیر دل عرف عادل وغیرہ کی زبانی یوں قلم بند کی گئی

نومبر 2009ء میں شوال لواڑہ آڈہ پر گن شپ ہیلی کاپٹروں سے شیلنگ کی گئی جس میں عام قبائلی نیک بادشاہ اور بادشاہ مان ولد سید افضل زخمی ہوئے، اور لواڑہ آڈہ بازار کو نقصان پہنچا جس سے کئی دوکانے اور ہوٹل جل گئے۔

نومبر 2009ء میں شمالی وزیرستان مانا(مانڑہ) کیمپ سے لواڑہ شوال وچہ درّہ پر شدید گولہ باری کی گئی جس میں سے ایک گولہ شار گائی طولب خیل کے گھر پر آ لگا جس میں شار گائی اپنی بیوی سمیت شہید ہوا جبکہ اسکے مال مویشی بھی ہلاک ہوئے، (3) 2013ء موسم بہار کے ایام میں جنوبی وزیرستان میسارہ سر سے فوج نے مارٹر سے علاقے پر گولہ باری شروع کی جس میں سے رحمہ جان کے گھر پر گولہ لگا جس کے نتیجہ میں اسکی اہلیہ شہید ہوئی (4) 2014ء موسم خزان کے دوران میسارہ سر سے فوج کے مارٹر گولہ باری میں ایک گولہ گڑی وام خولہ میں پارز خان ولد مادی مار پر لگا جس سے وہ شہید ہوا (5) 2014ء موسم خزان کے ایام میں شوال رازین گڑی وام خولہ آواز خان جلال خیل کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جسکے نتیجہ میں اسکا ایک بیٹا اور اسکی بیوی اور بھائی موقعہ پر ہی شہید ہوئے جبکہ آواز خان شدید زخمی ہوئے، جو ڈیرہ اسماعیل خان میں زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہوئے۔ اس بمبار میں آواز خان کا جو مالی نقصان ہوا وہ جانی نقصان کے علاوہ ہے یعنی اسکا گھر اور ایک ٹویٹا گاڑی بھی تباہ ہوئی اور 80 کے لگ بگ کے بکریاں بھی ماری گئیں،

(6) رحمت اللہ محسود ہیبت خیل وچہ درّہ شمالی وزیرستان کے علاقے شوال (شوئی خیل) غوجیرہ رغزائی میں خیمے لگا کر ہجرت کی زندگی گذار رہا تھا کہ جنوری 2015ء موسم سرمہ میں پاکستانی فضائیہ کے جیٹ طیاروں سے انکے عارضی خیمہ نما گھر پر بمبار کیا جس میں اسکا بھائی سمندر خان اپنے 3 بیٹوں 2 بیٹیوں بیوی اور بہو سمیت شہید ہوئے اور اسکا پورا گھر اُجڑ گیا۔ جبکہ اسکا ایک بیٹا جو بحرین میں مزدوری کر رہا تھا اور اسکی بیوی جو ان دنوں والدین کے ہاں چھٹی پر تھی یہ جوڑا موجود نہ ہونے کی وجہ سے صرف بچ گیا، اور ایک خاتون رحمت اللہ کی بیوی بھی

ملبے تلے پچ گئی تھی، جبکہ انہیں دنوں یعنی آپریشن ضرب عضب کے دوران فوج آئے روز 10 یا20 یا30 طالبان کے ہلاک کرنے کے دعوے بھی کررہی تھی لیکن یہ آئی ایس پی آر، کے بے بنیاد جھوٹے دعوے اور پراپیگنڈے مہم کا حصہ تھا لیکن حقیقت میں نہتے عوام پر بمباری کرتا رہا اور انکے گھر اجاڑتے رہے۔

(7) میسارہ فوجی کیمپ سے وچہ درہ لواڑہ پر گولہ باری ہورہی تھی کہ اس دوران بمقام ڈینگی حاجی بختہ جان طولب خیل کا بیٹا بکریاں چرارہا تھا وہ مارٹر گولہ کی زد میں آکر شہید ہوا (8) حاجی راباز خان ہیبت خیل کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں اسکا گھر مکمل طور پر تباہ ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا، (9) مئی 2009ء غنی طولب خیل کے گھر پر بمبار ہوا، اس میں بھی جانی نقصان نہ ہوا لیکن گھر مکمل طور پر منہدم ہوگیا (10) 12 مئی 2010ء کو گلی خان جلال خیل کے گھر پر بمبار ہوا جس میں اسکا گھر تباہ ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا (11) جولائی 2015ء کو صادق بند خیل پالکئے کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا اسکا گھر مکمل طور پر تباہ ہوا جانی نقصان نہ ہوا، (12) جولائی 2015ء کو سید والی خان بند خیل کے گھر پر جیٹ سے بمبار ہوا اسکا گھر مکمل طور پر مسمار ہوگیا (13) جولائی 2015ء کو شاہد خان شیر خیل پالکئے کے گھر پر بمبار ہوا جس میں بغیر جانی نقصان کے گھر تباہ ہوا (14) مئی 2010ء کو جھٹ عبوس خیل بمقام کووہ خولہ کے گھر پر بمبار ہوا جس میں بغیر جانی نقصان کے اسکا گھر بار تباہ ہوا (15) پشی، عبوس خیل بمقام بجن کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جسکے نتیجہ میں اسکا گھر مسمار ہوا لیکن جانی نقصان نہ ہوا (16) جولائی 2015ء کو جہانگیر عبوس خیل وچہ درہ کے گھر پر بمبار ہوا جسکے نتیجہ میں گھر مکمل طور پر تباہ ہوا (17) شمالی وزیرستان شوئی خیل گربز میں اسلامی مدرسہ پر پاکستانی جیٹ طیاروں سے مئی 2014ء میں بمبار کیا جسکے نتیجہ میں نور سلام ولد محمد ایوب طولب خیل محسود حلقہ لواڑہ شہید ہوا، اسی طرح 2012ء میں میسارہ سر سے توپ خانہ کے گولہ باری کی زد میں بختہ ور جان کے دو بیٹے زخمی ہوئے (19) میر غنی باند خیل پالکئے کے گھر پر بمبار ہوا گھر مہندم ہوگیا (20) زالے خان جلال خیل کے گھر پر بمبار ہوا گھر مکمل طور پر تباہ ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا (21) رزمک سے توپ خانہ کے گولہ سے محمد حسین کی نواسی شہید ہوئی۔ یہ تمام وہ واقعات ہیں جن کے بارے میں ہمیں معلومات تھے اسکے علاوہ شوال اور لواڑہ پر اور بھی بہت بمبار ہوا لیکن اس کے بارے میں صحیح معلومات ہاتھ نہ آسکے، لیکن عام عوام کے گھروں کو فوج نے پیش قدمی کے دوران جلا کر ختم کیا اور توپ خانہ کے ذریعے بہت گھروں کو تباہ کیا۔

حلقہ واچ وام بی بی زائی میں جیٹ طیاروں کی بمبار

رحمت گل ولد قادر خان، بی بی زائی وچ وام کے گھر پر بمبار ہوا جس میں اسکا گھر مکمل طور پر تباہ ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا (2) وچ وام کے مشہور اور خوب صورت مسجد کو بھی فوج نے بار بار میسارہ سر سے نشانہ بنا کر شہید کیا، اس کے علاوہ اہل علاقہ کے تمام گھروں کو جیٹ طیاروں یا توپ خانہ کے ذریعے سے تباہ کیئے، اور جو بچے کچے مکانات تھے وہ جلا کر نذر آتش کردیئے۔

حلقہ خیسورہ میں جیٹ طیاروں کے بمبار کی تفصیلات

9 ستمبر 2004ء سے اکتوبر 2015 تک علاقہ خیسورہ تحصیل تیارزہ پر پاکستانی فضائیہ سے بمبار کی تفصیل اور اس میں ہونے والے نقصانات کا تخمینہ۔(1) 15 اکتوبر 2009 کو کنڈیوم کے قریب مامیت خیل کلئ میں خانازار مامیت خیل کے گھر پر بمبار ہوا جس میں ایک خاتون اور دو لڑکیاں شہید ہوئیں گھر مکمل طور پر تباہ ہوا، (2) میسارہ کلی میں سینابات خان اور اطلاس خان عباس خیل کے گھر پر بمبار ہوا گھر مکمل مسمار ہوا لیکن جانی نقصان نہ ہوا، (3) مولوی محمد حسین عرف چنڑے ملا قوم شابی خیل کے گھر پر اور مسجد پر 8 بم گرائے گئے جس میں گھر اور مسجد مکمل طور پر تباہ ہوئے لیکن جانی نقصان نہیں ہوا، (4) لیپے سرائے کے قریب بمبار ہوا لیکن بم خطاء ہوا، (5) عبدالغفور کیکاڑائی کے گھر پر بمبار ہوا۔ بم

عین گھر کے صحن میں پھٹا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکے بال بچے محفوظ کر دئے اور گھر مکمل طور پر تباہ ہوا، (6) عطاء اللہ خان کے گھر پر بمبار ہوا لیکن بم خطا ہو کر قریبی قبرستان میں جالگا (7) شولام سپین مسجد کے قریبی گھروں پر بمبار ہوا لیکن سب بم خطا ہوئے۔

(8) اکتوبر 2015ء میں عید الاضحیٰ کے بعد تحصیل تیارزہ کوٹ کونڑ میں فیروز خان کے گھر پر گن شپ ہیلی کاپٹروں سے شدید شیلنگ کیا جس میں 2 دو نوجوان لڑکیاں شہید ہوئیں۔ جن میں سے ایک کی چند ماہ قبل شادی ہوئی تھی اسکے خاوند کو جب پتہ چلا تو جذبہ انتقام کے تحت خڑپل ملیشیاء کے کیمپ پر شدید فائرنگ کیا۔ اہل علاقہ کے بقول یہ لڑکیاں گھر سے باہر کیت میں اپنے والد کیساتھ گھاس نکالنے میں مصروف تھیں،

مارچ 2004ء میں ازبک، محسود اور وزیر طالبان نے خیسورہ کے علاقے توروام (تورم) پل پر واقع ملیشیاء کیمپ پر تعارض کیا، اسکے رد عمل میں فوج کی اندھا دھند گولہ باری سے اہل علاقہ میں 2 افراد مسمی (1) کاڑینکئی (2) اور لعل بادشاہ شہید ہوئے، اسی روز کاڑہ نار میں ایک خاتون بھی گولہ لگنے سے شہید ہوئی

حلقہ برونڈ میں جیٹ طیاروں کی بمبار کی تفصیلات

جون 2009ء کے بعد جنوبی وزیرستان کے علاقے برونڈ پر آپریشن راہ نجات کے دوران ہونے والے جیٹ طیاروں وغیرہ کی بمبار اوراس میں ہونے والے نقصانات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ جون 2009ء میں پہلی بار اولڈ سرویکی میں مولوی بنوم شاہ ہاشمی کی اسلامی مدرسہ پر بمبار ہوا جس سے مدرسے کی بلڈنگ اور مسجد مسمار ہوئی،

(2) اس بمبار کی ایک روز بعد مدیجان سر (مدیجون) دانہ سڑک پر واقع ہوٹل اور قریبی قلعہ نما مکانات پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس سے وہ سب منہدم ہوگئے، (3) اسی روز برونڈ سر کے قریب قوم عباس خیل کے ایک شخص جسکا نام معلوم نہیں کے گھر پر بمبار ہوا اس پر تین یا چار بم گرائے گئے لیکن جانی نقصان نہیں ہوا جبکہ برونڈ آڈہ اس وقت عوام سے بھرا تھا (4) مولے خان سرائے میں بازار اور قریبی گھروں پر بمبار ہوا جس میں مارکیٹ اور مامتی شمن خیل اور سید محمد شمن خیل کے گھروں کو مکمل تباہ کیا، (5) توررغزائی میں خون ماجان گیگا خیل کے گھر کو جیٹ طیارے سے نشانہ بنا کر اسے تباہ کیا، (6) برونڈ ڈانگہ میں ماسٹر رائیس خان عرف اعظم طارق گیگا خیل کا گھر نشانہ بنایا جس سے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا (7) باسکی کلئی میں چار گھروں کو جیٹ بمبار سے مسمار کیا گیا (8) سپنکئی کلی میں ملک نیکم خان کے خاندان کے ایک گھر پر 14 اکتوبر 2009 کو جیٹ طیاروں سے بمبار کیا جسکے نتیجہ میں 7 افراد جن میں 2 مرد مسمی شاماگل، اوررشید۔ اور 2 خواتین اور 3 بچے اس بمبار میں شہید ہوئے، یہ سب ایک غار میں جیٹ طیاروں سے چھپے تھے جسکو وہاں پر بھی معاف نہ کیا گیا،

(9) مالول درامن خیل کے گھر پر بمبار ہوا بغیر کسی جانی نقصان کے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا۔ (10) غُرغورالی کلی میں جنت گل درامن خیل کے گھر پر بمبار ہوا بغیر جانی نقصان کے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا (11) مبارک شاہ درامن خیل کے گھر پر بمبار ہوا جس میں گھر والے سب محفوظ

رہے لیکن گھر مکمل طور پر منہدم ہو گیا۔(12)شاہور میں اسکول اور ہاسٹل پر جیٹ طیاروں سے بمبار کیا اور اسکو کئی بار توپوں سے بھی نشانہ بنایا جس سے اسکول اور ہاسٹل مسمار ہوئے،(13)

حلقہ شکتوئی میں جیٹ بمبار کی تفصیلات

جنوبی وزیرستان کے علاقے شکتوئی میں آپریشن راہ نجات کے دوران ہونے والے جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں اور توپ خانے کی بمبار سے عام قبائلی عوام کے نقصانات کی تفصیلات کا مختصر خاکہ۔

نومبر 2009ء میں جیٹ طیاروں کی بمبار سے علی خونی گاؤں کے ایک رہائشی گلات خان کے گھر پر بمبار ہوا جس میں بغیر جانی نقصان کے گھر مکمل طور پر مسمار ہوا،(2)اسی ہی روز علاقہ شکتوئی کے گاؤں ترتیخ تالائی میں لطیف کے گھر پر بمبار ہوا جس سے گھر تباہ ہوا(3) 22 جنوری 2015ء کو علاقہ شکتوئی کے کُنڈ نامی پہاڑی پر واقع عبد المنان کے گھر پر بمبار ہوا جس میں 2 ازبک مجاہد شہید ہوئے،(4)جون 2014ء میں آپریشن ضرب عضب کے شروع ہوتے ہی شمالی وزیرستان کے ساتھ ساتھ علاقہ شکتوئی میں محمود خان عبد الائی۔ کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا بغیر جانی نقصان کے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا(5)اسی رات علاقہ زیاندائی میں حاجی میرزا علی خان عرف فقیر اپی کے زمانے کے بنے ہوئے غاروں پر 4 بم گرائے گئے ،اس غار میں مجاہدین حلقہ سراروغہ وجنتہ کا مرکز تھا جبکہ غار میں اس وقت 6 مجاہدین بھی موجود تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو محفوظ رکھا۔اور آس پاس جنگل میں آگ لگی۔ (6) جون 2014ء میں شکتوئی کے علاقہ بوبڑغر میں بھٹو خان کے گھر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں بھٹو شابی خیل کے 2 بھائی اور انکی والدہ ،بھابی ایک بہن اور ایک بھتیجا یہ سب لقمہ اجل بنے اور شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ بھٹو کا گھر جانی ومالی لحاظ سے اجڑ گیا،

(7)2010ء میں پاکستانی فوج کے اندھا دھند توپ خانے کی شیلنگ سے شکتوئی کے زودائی کلَی میں شائستہ خان کے گھر پر مارٹر گولہ لگا جس میں ایک خاتون شہید ہوئی(8)7 اگست 2010ء کو شکتوئی ویلئے کلَی میں گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بمبار ہوا جس میں ایک خاتون سمیت ایک بچی بھی لقمہ اجل بن کر شہید ہوئیں (9) 2010ء میں شکتوئی کے نشپہ کلَی پر پاکستانی فوج نے اندھا دھند توپ بمبار میں ایک گولہ سے کوٹی خان نامی شخص کی بیوی شہید ہوئی اور ایک اور شخص مسمی گلی خان کے دو بچیاں بھی لقمہ اجل بنیں (10) 7 اگست 2010ء کے روز بعد از ظہر ،شین ستر گئے ڈپو پر گن شپ ہیلی کاپٹروں سے شیلنگ ہوئی جس میں ایک گاڑی کو نقصان پہنچا،

حلقہ مومی کڑم میں جیٹ طیاروں سے بمبار کی تفصیلات

حلقہ مومی کڑم کے علاقے دروازی پال میں جون 2009ء میں جیٹ بمبار ہوا جس میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا(2) مومی کڑم کے علاقے مانڑہ (مانا) میں والی محمد نامی شخص کے گھر پر 6 بم گرائے گئے جس کے نتیجہ میں دو قلعہ نما گھر تباہ ہوئے، اور 6 بکریاں بھی ہلاک ہوئیں جبکہ 2 مرد اور ایک خاتون اور تین بچے بھی زخمی ہوئے باقی سب گھر والے معجزانہ طور پر محفوظ رہے(3)مومی کڑم کے علاقے میں کمانڈر علاوالدین کے گھر پر بمبار ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا، اور گھر مکمل طور پر تباہ ہوا۔ سی طرح علاوالدین کے گھر کے قریب مجاہدین کے مرکز پر بمبار ہوا جس میں جانی نقصان نہیں ہوا(4)حاجی عطاء اللہ خان عرف تول گئی کے گھر پر بمبار ہوا جسکی وجہ سے تین منزلہ مکان زمین بوس ہوا البتہ اس میں جانی نقصان نہیں ہوا۔اور ایک بم وہاں پر مس بھی ہوا،(5)مومی کڑم کے علاقے چلوشتئی میں ریٹائرڈ جنرل عالم جان محسود کے گھر پر بمبار ہوا جس کی وجہ سے اسکا قلعہ نما گھر بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا،(6) علاقے اشنگئی کلی ایک گھر پر بمبار ہوا جس میں چار افراد لقمہ اجل بنے یعنی ایک خاتون بمع بیٹا اور بیٹی اور والد سب شہید ہوئے، اور اسکا گھر بھی مکمل طور پر مسمار ہوا، اسلئے یہ گھر مالی و جانی لحاظ سے اجڑ گیا،(7)

موی کرّم کے علاقے گاؤں سرویک میں مصطفیٰ نامی شخص کے گھر پر بمبار ہوا جس کی وجہ سے گھر مکمل طور پر تباہ ہوا (8) ملک گل ساہ خان کے گھر پر بمبار ہوا جس سے قلعہ نما گھر مسمار ہوا (9) علاقہ آمے ژاوار میں سرکاری ہسپتال پر بمبار ہوا جس سے مکمل تباہ ہوا، اسی طرح موی کرّم کے سرکاری ہسپتال پر بمبار ہوا جس سے مکمل طور پر تباہوا (10) خوشحال پنگہ پر کئی بار بمبار ہوا جس میں کئی گھر تباہ ہوئے۔ اسی طرح علاقہ سپین خڑی کے مقام پر کافی بمبار ہوا جس میں کئی گھر مکمل طور پر تباہ کئے۔ لیکن تفصیل معلوم نہ ہو سکی، (11) موی کرّم کے درامن خیل سرائے پر شدید بمبار ہوا جسکی وجہ سے سرائے مکمل تباہ ہوا، (12) اسکے علاوہ موی کرّم کے علاقے پر بمبار ہوا جس میں غاور خان ملک دینائی کے دو گھر مکمل تباہ ہوئے (13) اسکے علاوہ موی کرّم پر کافی بمبار ہوا ہے جسکی تفصیلات معلوم نہیں لیکن اکثر عام عوام کے گھروں اور مساجد و مدارس اور سرکاری عمارتوں کو نشانہ بنایا گیا حتی کے قبرستان پر بھی بمبار ہوا۔

حلقہ دواتوئی میں جیٹ طیاروں کے بمبار اور اسکی نقصانات

حلقہ دواتوئی پر جون 2009ء سے نومبر 2009ء تک کے درمیانی عرصہ میں پاکستانی فضائیہ کے جیٹ طیاروں سے ہونے والے بمبار کی تفصیلات کچھ یوں ہے، (1) علاقہ پیاژہ کے دوکانوں کے قریب خاصہ دار پیکٹ پر بمبار ہوا جس میں عام عوام کی کثیر تعداد زخمی ہوئی، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں، تابے کلی کے افراد بند خیل (1) ولی مار خان اس بمبار میں زخمی ہوا (2) اور رمضان (3) گل شاہ عالم (4) شیر مودین (5) عابد، اس پیکٹ کا ملبہ طالبان نے اپنے قبضہ میں لیے لیا (2) میر اکلی میں اسلامی مدرسہ پر ستمبر 2009ء میں جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس پر 4 بم گرائے گئے جسکی وجہ سے مدرسہ کی عمارت مکمل طور پر تباہ ہوئی اور مدرسہ کے قریب 2 افراد ایک خاتون اور اسکا بیٹا دونوں اس بمبار میں شہید ہوئے۔ جبکہ ایک تیسر الڑکا شاہد اللہ زخمی ہوا، (3) مروبی گاوں میں مصطفیٰ اسکول پر اکتوبر 2009 میں دوپہر 3 بجے ایک بم گرایا گیا جسکی وجہ سے اسکول تباہ ہوا، (4) ستمبر 2009ء میں دواتوئی کے دوکانوں پر جیٹ بمبار ہوا جس پر 2 بم گرائے گئے نتیجہ میں ایک شخص زخمی ہوا، (5) جون 2009 میں سلطونی شاخ کے گھر پر بمبار ہوا جس کے نتیجہ میں گھر مکمل طور پر تباہ ہوا، اور اس میں مال مویشی سب ہلاک ہوئے (6) دواتوئی سلطونی کلی میں منیب محسود کے گھر پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں گھر تباہوا، (7) اکتوبر 2009ء میں گل خون کلی پیاژہ پر جیٹ بمبار ہوا جسکے نتیجہ میں عام قبائیلوں کے گھروں کو مسمار کیا،

حلقہ زانگاڑہ میں جیٹ طیاروں کی بمباری

جون 2009ء سے نومبر 2009ء تک کے دورانیہ میں پاکستانی جیٹ چیاروں نے حلقہ زانگاڑہ کے مختلف علاقوں پر جو بمبار کیا اسکی تفصیلات یہ ہیں، (1) زانگاڑہ کے علاقہ لٹکہ میں محمد سلیم خان کے گھر پر بمبار ہوا جس میں مال مویشی ہلاک ہوئے اور اسکا گھر مکمل تباہ ہوا، (2) محمد صادق بمقام لٹکہ میں گھر پر بمبار ہوا جس سے گھر منہدم ہو گیا، (3) فروشی سپینہ میلہ پر بمبار ہوا جس سے گھر تباہ ہوا (4) 2011ء موسم گرمہ میں زانگاڑہ کے علاقے شارکائی گاوں میں فوج کے مارٹر گولہ بھاری میں ایک گولہ زار گل کے گھر پر آگا جس میں زار گل کی اہلیہ سمیت ایک بیٹی اور ایک بیٹا موقعہ پر شہید ہوئے (5) اکتوبر 2010ء میں بمقام سپنہ میلہ لٹکہ میں شہزادہ وزیرستان خواجہ صاحب کے گھر پر پہلی بار 4 بم گرائے گئے جس سے گھر کو جزوی نقصان پہنچا۔ لیکن دوسرے دن پھر 3 بم اس پر جیٹ طیاروں نے گرائے جس سے گھر کے دیواریں منہدم ہو گئیں، لیکن گھر والے سب محفوظ رہے، کیونکہ خواجہ صاحب بمع اپنے اہل و اعیال کے گھر میں آخری وقت تک موجود تھا۔

گل باز خان ایمار خیل میر علی کھجوری چیک پوسٹ پر حملے کے بعد مارٹر گولہ سے شہید ہوا،

(6) 2010ء میں صوبیدار اکرم ایمار خیل میر علی میں کرفیوں کے دوران شہید ہوا، (7) زانگاڑہ علاقے سپینہ میلہ کا ایک شخص شاہولی جارہاتھا کے جام جول نرائی پر فوج نے فائر کرکے شہید کردیا، (8) 2011 موسم گرمہ میں شارکائی گاؤں میں فوج کے مارٹر گولے سے زار گل شابی خیل کے گھر پر جالگا جس سے اسکی اہلیہ اور ایک بیٹی اور بیٹا شہید ہوئے، (9) مارچ 2010 میں خان ولی ولد قسمت خان کو ڈاگئی گڑی وام کے مقام پر ہیلی کاپٹر سے گاڑی پر شیلنگ کیا جس سے خان ولی موقع پر شہید ہوا جبکہ دیگر کئی افراد زخمی ہوئے۔ (10) خونے خیل ولد سرور خان کراچی میں گرفتاری کے بعد شہید کیا، (11) تابے علی خیل ژائے میں تعارض کے بعد فوج نے ان افراد کو گرفتار کرنے کے بعد انتہائی ظلم سے شہید کئے، جن کے نام یہ ہیں (1) سیدمات خان ولد آبوت خان (2) میر کلام ولد آختی (3) گل زار خان (4) اور تور خان، ان افراد کو شابوزئی میں قتل کرکے شہید کیا ٹوٹل 16 افراد کو گرفتار کیا تھا ان میں چار کو شہید کیا اور باقی افراد کو رہا کیا، ان میں 2 افراد اور بھی تھے جن کا نام معلوم نہیں۔ رہائی پانے والے میں ایک نے کہا کہ سیدامات خان کو سر پر ہتوڑے سے مار جس سے شہید ہوا، ان میں سے ایک قیدی نے فوجی سے پانی مانگا فوجی نے اسے پانی دیا جب وہ پانی پینے لگا اس وقت دوسرے قیدی کو بھی سر پر ہتوڑے سے مارا جس سے وہ موقع پر ہی شہید ہوا۔ یہ واقعہ مجید اور سید ولی خان نے بیان کیا ہے۔ (12) ستمبر 2011ء میں قدرت اللہ ولد سیر ات خون گلیشائی حلقہ دواتوئی جو ایک چرواہا تھا شارکائی گاؤں میں بکریاں چرا رہا تھا کہ فوج نے اس کو محاصرے میں لے لیا اور اس کے ساتھ بندوق بھی تھا فوج نے اسکو تسلیم ہونے کو کہا لیکن اس نے نہ مانا اس پر فوج نے فائر کرکے شہید کیا۔

15 مئی 2015 تونده دره میں جیٹ طیاروں سے بمبار

آپریشن ضرب غضب کے کئی ماہ بعد علاقہ شوال تونده دره وچہ دره (جو محسود ایریا کے علاقے ہیں) میں بھی آپریشن مارچ 2015 سے شروع کیا یہ علاقے شروع ہی سے طالبان کے زیرے قبضہ تھے اس بالائی اور سنگلاخ پہاڑی اور جنگلاتی علاقے پر فوج نے چھڑہائی کی جس میں شب وروز جیٹ طیاروں سے بمبار کا سلسلہ جاری رہا جبکہ ساتھ ساتھ توپ خانے کا بے تحاشہ استعمال ہوتھا رہا اسی سلسلہ میں 15 مئی 2015 کو حلقہ دوتوائی کے مرکز پر جیٹ طیاروں سے بمبار ہوا جس میں شیر عالم ولد شمال خان شابی خیل عرف کرنٹی (۲) شوکت ولد سمتل شابی خیل (۳) حنظ اللہ عرف دوست محمد ولد سیف اللہ شابی خیل موقع ہی پر شہید ہوئے یادرہے کہ تینوں شہداء کا تعلق حلقہ دواتوئی سے تھا۔

18/9/2015 کنڈے غر پر جیٹ طیاروں سے بمبار

اکتوبر 2014 کو جب پاکستانی فوج نے علاقہ تنگئی اوسپاس چپاڑہ اور گو گورے زاندو میں نیئے کیمپ بنانے شروع کئے اور ساتھ ہی کنڈیوم ڈیم بنانے کا چرچہ بھی شروع ہوا تو مجاہدین حلقہ جاٹرائے وڈیلے وغیرہ نے عمومی مراکز ان علاقوں سے باہر بنانے کا فیصلہ کیا جبکہ ریموٹ کنٹرول کاروائیوں کیلئے چند مخصوص ساتھیوں کو وہاں رہنے دیا

بالاخر دسمبر 2014 میں ان تمام راستوں کو فوج نے بند کر دیا جو حلقہ جاٹرائے اور حلقہ ڈیلے وغیرہ جاتے تھے اور وہاں سے عوام کو بے دخل کیا جو سات سال سے تمام تر مشکلات برداشت کرتے رہے لیکن گھر بار چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھے انکو جبری طور پر نکال باہر کیا

مجاہدین کے وہ مقیم ریموٹ کنٹرول چلانے والے مخصوص دستے بھی موقع کو غنیمت سمجھ کر حرکت میں آئے

دسمبر 2014 سے ستمبر 2015 تک بہت سارے ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کئے جس میں بیسیوں فوجی اور کئی گاڑیاں ہلاک اور تباہ ہوئیں۔

اس کے ردعمل میں فوج کو جب مجاہدین کے عمومی مراکز کا پتہ چلا تو اس پر جیٹ طیاروں سے 18 ستمبر 2015 کو صبح صادق کے وقت 4 بجے شدید بمبار کیا جس میں پہلے پہل خیسورہ مرکز دژہ پھر زیارت ژئے، تورماندی اور کونڈے غر پر شدید بمبار کیا

تورماندی میں مسجد پر بمبار کیا جس میں آمین خان ولد سلیم خان بکی خیل شہید ہوئے اور ایک شخص شدید زخمی ہوا۔ زیارت ثۓ میں قبائلی محسود کے گھر پر بمبار کیا جس میں گھر والے کے تین جوان خواتین 2 لڑکے 2 لڑکیاں شہید ہوئیں جبکہ اسکے 25 سے 30 تک بکریاں بھی مارے گئے ہر لحاظ اسکا گھر ویجاڑ (ویران) منہدم ہوا سب کے سب شہید ہوئے جبکہ کنڈے غر پر بمبار میں 2 مجاہدین (۱) خان باز عرف دادا ولد محبوب خان وزیر گائی مزارے حلقہ ڈیلے (۲) خیر اللہ ترے بھی شہید ہوئے۔

فریدائی حلقہ ڈیلے شہید ہوئے اور باقی تمام مجاہدین اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ نکلے۔ خان باز عرف دادا تہجد کے لیے اٹھے تھے جب جیٹ طیاروں کی آواز سنی تو سب مجاہدین کو جلدی جگایا، اتنے دیر تک مرکز میں رہے کہ سب مجاہدین نکلے صرف آپ صاحب اور خیر اللہ جو کہ ابھی کمرے میں سویا تھا باقی رہ گئے کہ اتنے میں مرکز پر بم گرا اور دونوں کو لے ڈوبا جبکہ خیر اللہ موقع پر شدید زخمی ہوا۔ خیسورہ کے طالبان مرکز پر حملے خطاء ہوئے ساتھ والے دوسرے گھروں کو نشانہ بنایا جس میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا سورج طلوع ہوتے ہی جنگی ہیلی کاپٹرز آپہنچے اور شیلنگ شروع کی جسکی وجہ سے شہید کی تدفین اور زخمی کے علاج کے لیے جانے میں تاخیر ہوئی بعد ازاں خان باز عرف دادا کو وہاں کنڈے غر میں براق بابا زیارت کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

یاد رہے کہ خیر اللہ کی دونوں ٹانگیں کٹی تھیں لیکن انہوں آہ تک بھی نہ کیا شہداء کے کفن دفن سے فراغت کے بعد کنڈے غر سے مراکز منتقل کرکے

کنویں کلئی میں مراکز بنائے اور 17 دسمبر تک وہاں رہے اور فوج کے خلاف کاروائیاں کرتے رہے جبکہ 18 ستمبر 2005 کے زیارت ثۓ کنڈے غر بمبار کے ڈیڑھ ماہ بعد دوبارہ زیارت ثۓ میں مجاہدین مانتوئی مرکز پر گن شیپ ہیلی کاپٹرز سے بمبار ہوا جس میں نقصان تو نہ ہوا البتہ مراکز بمع سامان کے جل کر راکھ ہوئے

میر علی گاؤں خسو خیل میں بمبار

جنوری یا فروری 2014 میں پاکستانی جیٹ طیاروں سے تحصیل میر علی گاؤں خسو خیل میں بمبار ہوا جسمیں دوسرے عام قبائلوں کے بشمول لعل بادشاہ محسود ولد حکمت شاہ تورنگ خیل حلقہ سپین کمرنے بھی جام شہادت نوش کی یاد رہے کہ لعل بادشاہ محسود ایک محسود مجاہد کی حثیث سے جہاد پاکستان میں سرگرم تھے۔

بخت اللہ ولد گلاپ کی شہادت

جنوری 2014 میں پاکستانی جیٹ طیاروں کی اندھا دھند بمبار سے میر انشاہ کے قریب خٹے کلی میں بخت اللہ ولد گلاپ خان اپنے دوسرے گھر والوں کے ہمراہ جام شہادت نوش کر گئے۔

سِلطونی ثۓ مالاٹونی شمیرائی وغیرہ جھگوں پر جیٹ طیاروں سے بمبار

جنوری 2008 میں پاکستانی فوج نے علاقہ محسود میں جنگ تیز کی خصوصاً سپنکئی رغزائی مکین محاذ اور لدھا پر ہر وقت توپوں کی گولہ باری ہوتی رہتی تھی لیکن ان سب میں بھی خصوصاً لدھا پر توجہ زیادہ تھی کیونکہ وہاں پر قلعہ محاصرے میں تھا چنانچہ پہلی بار پاکستانی فضائیہ جیٹ طیاروں سے لدھا میں سلطانی ثۓ مالاٹونی شمیرائی وغیرہ جھگوں پر بمبار ہوا جس میں شمیرائی کلی پر بمبار میں آوت خان ولد زارت خان شمیرائی

شہید ہوا جو ایک عام قبائلی محسود تھا22دن بعد اسکی لاش ملبے تلے نکالی گئی جو بلکل صحیح سالم تھا باقی جھگوں میں جانی نقصان نہ ہوا اس بمبار کی وجہ سے لدھا میں موجود عوام نے نقل مکان کی۔

سنزلہ میں طالبان مرکز پر بمبار

دسمبر 2014 میں جب فوج نے گورگورے جاٹرائے وغیرہ علاقوں سے عوام کو بے دخل کیا تو مجاہدین کو موقع غنیمت ہاتھ آیا اور فوج کے خلاف خوب کاروائیاں تیز کی جسکی وجہ سے فوج کا جزبہ انتقام بھڑک اٹھا اور 4 فروری 2015 کو مجاہدین حلقہ خیسورہ کے مرکز جو سنزلہ نامی علاقہ میں تھا اس پر ظہر کے وقت ایک بجکر 35 منٹ پر جیٹ طیاروں نے اچانک آکر اس پر بمبار شروع کیا جس میں 6 مجاہدین موقع ہی پر ملبے تلے دب کر شہید ہوئے جبکہ باقی مجاہدین محفوظ رہے جن میں دو کو معمولی زخم لگے تھے یاد رہے کہ جیٹ طیاروں کی بمباری ختم ہوتے ہی جنگی ہیلی کاپٹرز بھی پہنچے اور شیلنگ شروع کیا تاکہ زخمیوں اور شہداء کے اٹھانے کے لیے اہل علاقہ نہ آسکے جبکہ ساتھ ہی وانہ سے فوج تیزی کیساتھ جائے وقوعہ پہنچی تاکہ زخمیوں کو گرفتار کرے لیکن یہ منصوبہ ناکام ہوا کوئی زخمی وغیرہ انکے ہاتھ نہ لگاہاں ایک شہید کی نصف لاش ساتھ لے گئی فوج کی یہ زمینی کاروائی تقریباً 4 فروری 2015 کی ظہر سے 5 فروری 2015 کی صبح تک جاری رہی خیسورہ طالبان کا رابطہ دوسرے مجاہدین سے منقطع ہوا وہاں پر رہ گیر طالبان نے ہمیں اطلاع دی اور تمام واقعے سے ہمیں مطلع کیا لیکن انہیں بھی معلوم نہ ہوسکا کہ مرکز میں سب مجاہدین شہید ہوئے یا کوئی بچا بھی ہے 5 فروری 2015 کی صبح 6 بجے میں (مفتی عاصم) اور مولوی منصور نے توکل علی اللہ کرکے چوری چپکے پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے دس بجے بمبار شدہ مرکز پہنچے معائنہ کرنے کبعد تمام مراکز کو اطلاع کی کہ وہ امدادی کاروائی کے لیے حاضر ہو جائے اسی اثناء میں چند گاوں والے افراد بھی آئے انہوں نے بتایا حلقہ خیسورہ کے امیر اور چند دیگر مجاہدین کو ہم نے بمبار کے بعد دیکھا وہ صحیح سالم تھے لیکن فوج آنے کے بعد پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں چلے گئے کچھ تسلی ہوئی کہ سب کے سب مجاہدین شہید نہیں ہوئے ہیں جب اہل علاقہ نے ہمیں وہاں دیکھا تو وہ بھی امداد کے آئے اور ملبے تلے دبے شہداء کو نکالنے کا کام شروع ہوا جبکہ مراکز سے مجاہدین بھی اسی اثناء میں آپہنچے ظہر تک دو لاشیں نکالی گئیں جبکہ عصر تک تقریباً سب لاشیں نکالی گئیں۔ اسی اثناء میں خطاب امیر حلقہ خیسورہ بمع ساتھیوں کے آپہنچا ان سے پتہ کیا کہ آپ بمبار کے وقت کتنے ساتھی مرکز میں موجود تھے انہوں نے کہا کہ ان شہداء کے علاوہ دو ساتھی اور بھی تھے جو زخمی تھے لیکن بمبار کے بعد جب ہیلی کاپٹرز آئے تو ہم سے غائب ہوئے پتہ نہیں کہ وہ فوج کے ہاتھوں گرفتار ہوئے یا انہیں فوج نے یا ہیلی کاپٹرز سے انہیں شہید کیا گیا جبکہ اہل علاقہ بھی جوق در جوق آتے رہے اور قبروں کی کھدائی تیزی سے شروع تھی اہل علاقہ میں کسی نے یہ اطلاع دی کہ دو مجاہدین جو غائب تھے وہ صحیح سلامت خرڑپل تیارزہ گاؤں پہنچے ہیں جس پر سب حاضرین بہت خوش ہوئے تقریباً مغرب کے بعد شہداء کے تدفین کا کام مکمل ہوا جبکہ نورانشاہ ولد مینے گل کی لاش درگئی مدیجان میں اہل علاقہ نے سپرد خاک کی

بمبار میں شہید ہونے والے شہداء کے نام یہ ہے۔

(۱) نورانشاہ ولد مینے گل نانوخیل حلقہ خیسورہ جنوبی وزیرستان (۲) عبد اللہ خان ولد حاجی سالم خان نانوخیل حلقہ خیسورہ جنوبی وزیرستان (۳) عثمان ولد خویداد خان نانوخیل حلقہ خیسورہ جنوبی وزیرستان (۴) شریف اللہ ولد نورگل نانوخیل حلقہ خیسورہ جنوبی وزیرستان شریف اللہ

اپنے ماہ باپ کا اکلوتا تھا جو ابھی نابالغ تھا انکی والدہ وفات ہو چکی تھی جبکہ اسکا والد دیوانا تھا (۵)عزیز ولد بزے کیکاڑائی حلقہ خیسورہ (محمد شعیب سپیر کائی وزیر جنوبی وزیرستان شکئی

مکین بازار پر جیٹ طیاروں سے بمبار

اگست 2009 میں آپریشن راہ نجات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے حکومت نے جیٹ طیاروں سے مکین بازار پر چار بم گرائے جس میں مقامی ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق 8 عام قبائلی شہید ہوئے، اور 13 کے لگ بگ عام قبائلی اس میں زخمی ہوئے، شہداء میں محمد حسین ولد عزت خان اباخیل، اور سید محمد ولد علیم گل اباخیل، (3) عجب خان ولد محبت خان (4) محمد حسین ولد محبت خان (5) جان گل ولد میناواز خان (6) گلانور ولد گل آیوب حلقہ قلندر (7) راجانشاہ ولد پاو گائے

مکین میں بمبار

حلقہ جاٹرائے پر بمبار

جنوبی وزیرستان حلقہ محسود پر 19 مئی 2009ء کو جب جنگ مسلط کی گئی تو جنڈولہ، تنائی، شکئی، اور رزمک سے حلقہ محسود پر شب وروز میں کئی بار موقعہ بموقعہ گولہ باری ہوتی تھی خصوصاً فوج پر حملہ ہوتا تھا تو اس وقت شدید گولہ باری کی جاتی تھی اس کے علاوہ فضائی بمبار جیٹ طیاروں اور گن شب ہیلی کاپٹر زسے کیا جاتا تھا، جبکہ جیٹ طیارے دن میں تین دفعہ آکر بمبار کرتے تھے اور ہر بار دو گھنٹوں سے زیادہ پرواز فضاء میں کرتے تھے اور بڑے آرام سے اہداف کو ٹارگٹ کرتے تھے یہ سلسلہ جون 2009 سے شروع ہوا جو اکتوبر 2009 کے اخر تک جاری تھا، اور روزانہ 15 سے 20 بم گرا کر حملے کرتے تھے جسکی اوسط ہم نے لگائی کہ ان پانچ مہینوں میں 2 ماہ وقفہ نکال لے تو تین مہینوں میں روزانہ کے 20 ضرب 30 کے حساب سے کل حلقہ محسود پر تقریباً 5400 حملے ہوئے، جن میں صرف حلقہ جاٹرائے گور گورے میں 13 حملے ہوئے جس میں بندہ مفتی عاصم کا والد صاحب حاجی گل شاہ خان 14 اکتوبر 2009 کو شہید ہوا اسکے علاوہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور گھر مکمل طور پر تباہ ہوا حکومتی اعلان میں اس کو مرکز کا نام دیا گیا جبکہ ان 13 حملوں میں اسلامی مدرسہ امدادالعلوم گور گورے 12 اکتوبر 2009 کو نشانہ بنایا گیا جس پر چار بم گرائے جس میں تین بم پھٹے اور ایک بم مس ہوا۔ جسکی وجہ سے مدرسے کی بلڈینگ مکمل منہدم ہوئی، جبکہ آئی ایس پی آر نے اس کاروائی کو دہشت گرد کیمپ کا نام دیکر اعلان کیا کہ دہشت گردوں کا کیمپ تباہ کیا، مدرسے پر داغا گیا مس بم بعد میں نکالا گیا جس کا وزن 500 سو کلو تھا، اسکو حلقہ جاٹرائی کے مجاہدین نے خالی کر کے اس سے 93 کلو ٹی این ٹی بارود نکالا جبکہ دو بم مفتی عاصم کے مرکز پر گرائے جو خطاء ہوئے اور اس وقت مرکز میں کوئی موجود نہیں تھا اسلئے کوئی جانی نقصان نہ ہوا جبکہ بقایا حملے عام قبائل کے گھروں پر ہوئے جس میں عام لوگ بال بال بچ گئے اور نقل مکانی کی، جبکہ علاقہ گور گورے میں حاجی سیف الرحمن ظفر خیل کے گھر پر بم گرایا گیا لیکن انکے بال بچے گھر کے بالائی حصے میں موجود ہونے باعث بال بال بچ گئے۔ علاقے چیر گلائی درکئی میں ملک نظر جان ملک خیر گل ملک نور محمد، سلیم اللہ کے گھروں پر جیٹ طیاروں نے حملے کئے جس میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا کیونکہ لوگ گھروں سے باہر رہتے تھے، اسی سلسلہ میں نانک رعزائی گاوں پر بمبار ہوا لیکن گاوں والے محفوظ رہیں اور مسجد شہید ہوا اور اس میں موجود اسلم خان معجزانہ طور پر بچ گیا جبکہ علاقے لالشئے میں اسلامی مدرسہ پر 11 بم گرائے جس سے مدرسہ مکمل منہدم ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا کیونکہ جنگ کی وجہ سے مدرسہ بند پڑا تھا، جبکہ لالشئے گاؤں کے حاجی پالیم خان کوکٹ خیل کے قلعہ نماگھر پر 20 اکتوبر 2009 کو بمبار ہوا جسکی وجہ سے گھر ملیامیٹ ہوا لیکن جانی نقصان نہ

ہوا،اس سلسلہ میں گاؤں جلندر میں حافظ ظہور کے گھر پر 25اکتوبر2009 کو بمبار ہوا گھر کو جزوی نقصان پہنچا،جانی نقصان نہ ہوا اسی طرح علاقے گڑ کنٹرے گاؤں پر بمبار ہوا لیکن جانی نقصان نہیں ہوا۔ بمبار کا یہ سلسلہ جاری تھا اور اسی اثناء میں ڈرون حملے بھی ہوتے رہتے تھے جس میں ایک حملہ حلقہ جاٹرائے کے چینہ ٹاپ پر مجاہدین کے رابطہ نظام کے ایک پیکٹ پر ہوا جس میں دو بھائی سمیت تین افراد شہید ہوئے یہ حملہ جولائی2009 میں ہوا جس میں مات خان ولد ذارم خان دانی خیل دالکئی اور اسکا بھائی نور گل ولد ذارم خان دانی خیل دالکئی،دونوں بھائیوں کی ایک اکلوتی بہن رہ گئی جبکہ اسکی شادی ہوئی تھی گھر پر کوئی نہ رہا۔تیسرا محمد جمیل ولد شیر زاعلی چیر گلائی درکئی جوایک بیوہ چار بچے چھوڑ کر شہید ہوئے، جبکہ اسی حملے کے چند دن بعد کاروان منزہ پر واقع رابطہ نظام کے دوسرے پوسٹ پر ڈرون حملہ ہوا جس میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا کیونکہ مجاہدین اس پوسٹ کو خالی کرکے دوسری جگہ منتقل ہو چکے تھے۔

حلقہ تنگئ

جبکہ علاقے تنگئ میں اوسپاس گاؤں پر کئی بار جیٹ طیاروں نے بمبار کیا جس میں عوام کے گھروں کو نشانہ بناکر تباہ کیا جس میں پہلے بمبار میں ایک عام قبائلی بوڑھا شخص مسمی مغرب خان عرف مغرابی شہید ہوا،جبکہ بعد میں ہونے والے بمبار میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا کیونکہ علاقے میں بچے کچے عوام گھروں سے باہر رہتے تھے اسی سلسلہ میں گاؤں عباس تنگئ میں جو بمبار ہوا اس میں مجاہدین کے گھروں کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا لیکن اس میں بھی جانی نقصان نہ ہوا،،جبکہ 26اکتوبر2009 کو نانوں گاؤں پر بمبار کیا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا،اسی طرح 14اکتوبر 2009 کو درامن خیل سپنکئ گاؤں پر جیٹ طیاروں نے بمبار کیا جس میں کئی عورتوں اور بچوں اور مردوں کو شہید کرڈالا،

حلقہ ڈیلے

جبکہ حلقہ ڈیلے میں علاقے کڑمہ کو خصوصی طور پر جیٹ طیاروں نے نشانہ بنایا کیونکہ کچھ عرصہ وہاں پر طالبان نے ہسپتال کا نظام قائم کیا تھا اورایماء رعزائی میں مولوی سیف الدین کے اسلامی مدرسے کو بھی ہدف بناکر منہدم کیا لیکن ان تمام بمبار میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا،یوں جیٹ طیاروں کی بمبار سے پورا علاقے محسود کو نشانہ بناتا رہا،

کیا طالبان صلح سے منکر اور امن کے دشمن ہیں؟

پاکستان میں دن رات یہ ڈنڈھورا پٹاجارہاہے کہ طالبان صلح کیلئے تیار نہیں ہیں۔امن کے دشمن ہیں شر پسند ہیں وغیرہ۔آج کے امن بدامنی اور جنگ کا سارا خمیازہ طالبان کے سر ڈالا جارہاہے۔اس پراپیگنڈے کی زد میں اکثر سادہ لوح صلح وجنگ کی حقیقت سے ناواقف مسلمان بھی آجاتے ہیں۔اور مغرب زدہ مسلمان تو اس پراپگنڈے کے سرخیل بنے ہوئے ہیں۔چونکہ صلح سے قبل جنگ لڑائی کا ہونا ضروری ہے۔کہ جنگ نہ ہو فریقین کے درمیان مخاصمت نہ ہو تو صلح کس چیز کی؟لہذا پہلے ہمیں جنگ کی تعریف سمجھنا چاہئے کہ جنگ ہوتی کیا چیز ہے۔جنگ کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ پھر ہم صلح کی بات کریں۔اور صلح سے انکار کا الزام کسی پر لگائیں۔توجنگ سے پہلے دو(درجے)اور بھی ہوتے ہیں جسے اختلاف اور تنازعہ کہتے ہیں۔تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب دو فریقوں کے مقاصد عظمٰی باہم متصادم ہوں تو اس صورت حال کو اختلاف کہتے ہیں۔اگر کوئی فریق بھی اس اختلاف کو دور کرنے اور اپنے مقاصد عظمٰی کو قربان کرنے کیلئے تیار نہ ہو۔تو ایسی صورت حال کو تنازعہ کہتے ہیں

۔اور اگر اس تنازعہ میں عسکری قوت کا استعمال عمل میں آجائے تو پھر اس صورت کو جنگ کہتے ہیں۔یعنی جنگ اپنے مقاصد عظمٰی سے پیچھے نہ ہٹنے اور اپنے مقاصد عظمٰی کے حصول کے لئے ہتھیار اُٹھا کر اپنی جان،مال،سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہونے کا نام ہے۔اور اس کے بر عکس اپنے مقاصد عظمٰی سے دست بردار ہونے کا نام شکست ہے۔اب صلح وجنگ کی اس مختصر ذکر کے بعد دشمن کے صلح کی پیشکش اور طالبان کے انکار کا جائزہ لے کر فیصلہ کرتے ہیں، کہ صلح کے نام پر پراپیگنڈہ کرنے سے مکار دشمن کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔اور پھر ہر منصف مزاج آدمی کو ہم ثالث بناتے ہیں کہ دشمن کی طرف سے یہ صلح کی پیشکش حقیقی صلح ہے یا شکست۔بشکل صلح ہے۔مکار دشمن صرف مجاہدین اسلام کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔اور مسلمانوں کو آج کے اس اہم معیار سے بے خبر رکھنا چاہتا ہے،اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل ملاحظہ ہو۔آج کے اس جنگ کے تین فریق ہیں (1) مسلمان (2) یہود (3) نصاریٰ۔اس لئے کہ آسمانی مذاہب کے حامل یہی تین فریق ہیں۔اور یہ تینوں فریق اس ایک بات میں متفق ہیں کہ ایک مسیحا نجات دھندہ آنے والا ہے۔پھر اس مسیحا کے تعین میں اختلاف ہے مسلمان اور عیسائیوں کا تعین میں اتفاق ہے وہ مسیحا حضرت عیسیٰ بن مریم ہے اور یہود جدا ہے وہ کہتے ہیں کہ مسیحا دجال ہے۔پھر مسیحا کے مشن میں تینوں مختلف ہے مسلمان کہتے ہیں کہ مسیحا یہود اور نصاریٰ کو شکست دیں گے دنیا پر مسلمانوں کی خلافت قائم ہو جائیگی۔عیسائی کہتے ہیں کہ مسیحا عیسائیوں کے علاوہ تمام انسانوں کا صفایا کریگا دنیا پر حکمرانی عیسائیوں کی ہوگی۔یہود کہتے ہیں کہ مسیحا دجال آکر یہودیوں کے علاوہ صرف اتنے انسان چھوڑیں گے جو یہود کی خدمت کیلئے کافی ہوں باقی تمام کا صفایا کریگا۔حقیقت میں آج کے اس جنگ میں یہود نصاریٰ اپنے کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہمارے مقاصد عظمٰی ایک ہے۔حالانکہ ایسا نہیں ہے۔پیچھے تخریبی اور دجالی ذہن یہود کے کارفرما ہیں آگے فرنٹ پر نصاریٰ استعمال ہو رہے ہیں۔اس اعتبار سے اگر یوں کہا جائے کہ اس جنگ کے فریق دو ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔اس جنگ میں یہود کے مقاصد عظمٰی تین ہیں (1) عظیم تر اسرائیل بنانا یعنی پوری دنیا پر حکومت قائم کرنا (2) مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر (3) ارض موعودہ یعنی فلسطین پر قبضہ۔ترتیب اس کی یہ ہوگی، کہ فلسطین پر قبضہ کر کے مسجد اقصیٰ کو گرا کر اس کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور پھر یہاں سے پوری دنیا پر حکومت کا پلان۔جسے آجکل نیو ورلڈ، آرڈر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ان مقاصد عظمٰی کے حصول کیلئے برسوں سے عسکری اور نظریاتی جنگ کا آغاز کر چکے ہیں۔امن کے نام پر عسکری جنگ کا آغاز کیا ہے۔اقتصادی، سماجی اور معاشرتی طریقے سے نظریاتی جنگ کا آغاز کر چکے ہیں۔اب ان ظالموں نے امن کے لیے۔ N W O کا سیاسی اور اقتصادی نظام کا معیار مقرر کر رکھا ہے۔بس جو بھی اس میں رکاوٹ بنے یہ امن کا دشمن اور صلح سے منکر ہے اب یہ اس قابل ہے کہ اس کو صفحہ ہستی سے مٹایا جائے، چاہے رکاوٹ فرد یا گروہ کی صورت میں ہو یا ملک کی صورت میں، ان مکاروں نے اپنا یہ سیاسی اور اقتصادی نظام بہت ہوشیاری کیساتھ مقاصد عظمٰی کے حصول تک پہنچنے کے لئے مرتب کیا ہے جسکی وضاحت یہاں ممکن نہیں۔کہ ہزاروں لاکھوں ادارے اس میں کام کرتی ہیں۔اور دوسری طرف مجاہدین اسلام کے مقاصد عظٰمی ہیں کہ خدا کی زمین پر خدا کا نظام۔یعنی احیاء خلافت، تو مقاصد عظمٰی کے مابین یکسر ٹکراؤ ہے، کہ دشمن کا سیاسی نظام کفر و شرک پر مبنی ہے اور ہمارا سیاسی نظام توحید الٰہی پر مبنی ہے۔دشمن کا اقتصادی نظام سود پر مبنی ہے ہمارا اقتصادی نظام سود کے ضد شرعی نفع اور تعلیمات الٰہی پر مبنی ہے۔دشمن کا سماج ہر بندھن سے آزادی اور بے حیائی پر مبنی ہے، ہمارا سماج شرم وحیاء اور باہمی حقوق و فرائض کے تعین پر مبنی ہے۔لہٰذا دنیا کو اور خاص کر مسلمانوں کو جھگڑے اور جنگ کی بنیاد کو یہاں سے سمجھنا چاہئے۔دشمن نے اپنے ان مقاصد عظمٰی کو منوانے کیلئے اور اپنے مقاصد عظٰمی تک پہنچانے والے مرتب کردہ نظام کو منوانے کیلئے جیٹ طیاروں، ڈرون، ہیلی کاپٹر، توپ، اور ہر قسم کا ہتھیار بروئے کار لا کر اختلاف اور تنازعہ سے معاملے کو نکال کر جنگ کا آغاز کیا ہے اور مسلمانوں میں سے گنے چنے مجاہدین اسلام نے اپنے مقاصد عظمٰی کی

حفاظت کے خاطر اپناتن من دھن دھاؤپر لگارکھا ہے ،اب دشمن مجاہدین اسلام سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ میرا اسیکولر جمہوری نظام (NWO) کو تسلیم کرو، میرا یہ نظام جہاں پر بھی ہے، پاکستان، افغانستان، عراق، شام وغیرہ میں یہ میرا اساسی قانون ہے اس کو تسلیم کرو، یعنی مسلمان ممالک میں بھی اسلامی نظام کے بجائے میرا یہ کفروشرک اور بے حیائی پر مبنی نظام قبول کرو، یہ صلح ہے یہ معاہدہ ہے، یہ امن ہے۔ تم نے اپنے مقاصد عظمیٰ کی دفاع کے خاطر جتنی قربانیاں دی ہیں، لاکھوں کروڑوں انسانوں کا جو نذرانہ پیش کیا ہے، بیواؤں، یتیموں کا جو انبار لگایا ہے ان تمام پر پانی بہاؤ، اگر اس بے خمیری، بے حسی اور بے غیرتی کیلئے تم تیار ہو، تو پھر تم امن پسند اور صلح پسند ہو، اگر نہیں تو پھر تم امن اور صلح کے دشمن اور منکر ہو۔ لہذا تم لوگ اس دھرتی پر چلنے کے قابل نہیں ہو۔ **اے نام نہاد مسلمانو**! اے کفر کے مقاصد عظمیٰ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے مسلم حکمرانوں اور جرنیلو! بے گناہ مسلمان بچوں، بوڑھوں کا خون بہانے والو! کیا یہ صلح ہے؟ کیا یہ امن سے انکار ہے ؟ یا دشمن کے اس صلح کی پیشکش کو قبول کرنا شکست کو تسلیم کرنا ہے ؟ تمام مسلمانوں کیساتھ غداری ہے ! اللہ اور اس کے رسول کیساتھ بے وفائی ہے ! شہدا کے خون کیساتھ غداری ہے۔ اگر تم فتح، شکست، صلح، اور جنگ کے اصطلاحات سے ناواقف ہو، تو پھر یقیناً تم حکمرانی کے قابل بھی نہیں ہو۔ **اے مسلمانان عالم** ! خدارہ جنگ اپنی آخری پڑاؤ میں داخل ہو چکا ہے، دوست اور دشمن کو پہچان لیجئے، صلح اور شکست کے مابین تمیز کیجئے، دشمن کے پر فتن اصطلاحات کو سمجھ لیجئے **اے دنیا بھر کے انسانو**! اپنے مقاصد عظمیٰ سے دست برداری اور دشمن کے مقاصدِ عظمیٰ کو تسلیم کرنے کو پوری دنیا میں کوئی بھی صلح کا نام نہیں دے سکتا ہے۔ نہ کافر نہ مسلم یہ شکست خوری ہے، اور مقاصد عظمیٰ کے خاطر قربان شدہ نفوس کیساتھ غداری ہے۔ لہذا طالبان کو امن کے دشمن اور صلح سے منکر تصور کرنا مجاہدین اسلام کیساتھ ظلم اور ناانصافی ہے ۔ کیونکہ طالبان کا دشمن کے مذکورہ صلح سے انکار درحقیقت صلح سے انکار نہیں ہے بلکہ شکست تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ از قلم، مفتی ابوہشام محسود

آیئے اب بابت پاکستان کی جانب سے قبائل پر مسلط کی گئی جنگ کے دوران محسود قبیلہ کے طالبان سے کیئے گئے معاہدوں کی تفصیل درجہ ذیل ہے

حکومت پاکستان اور محسود طالبان کے درمیان معاہدات کی تفصیلات

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد جب غیر ملکی مہاجر مجاہدین نے قبائل رخ کا کیا تو کثیر تعداد میں غیر ملکی مجاہدین جنوبی وزیرستان بھی آگئے ، 2003 میں جب مجاہدین کے بالخصوص شمالی اور جنوبی وزیرستان سے افغانستان میں اتحادی افواج پر حملے تیز ہوئے۔ تو امریکہ اور نیٹو نے پاکستان پر دباو ڈالا کہ پاکستان سے دراندازی بند کردے اور ان غیر ملکیوں کے خلاف آپریشن کا پاکستان کو حکم دیا چنانچہ پاکستانی فوج نے مارچ 2004 میں باقاعدہ جنوبی وزیرستان میں آپریشن کا آغاز کیا جس کے رد عمل میں وزیر اور محسود قبائل نے غیر ملکی مہاجرین سے اپنی روایات اور مذہبی رواداری کی بنیاد پر دفاع شروع کیا۔ جس میں بیت اللہ محسود اور نیک محمد وزیر نے ان قبائل کی سربراہی کی، چنانچہ آرمی کے خلاف سخت جنگیں لڑی لیکن بالاخر 24 اپریل 2004 میں معاہدہ شکائی ہوا اور وزیرستان میں کچھ حد تک امن قائم ہوا اور ساتھ ہی آگست 2004 میں محسود قبیلہ اور حکومت پاکستان میں پہلا امن معاہدہ بمقام سپنکئی رغزائی ہوا۔

جس کے الفاظ یہ تھے۔ کہ نہ علاقہ محسود سے فوج پر حملے ہونگے اور نہ فوج علاقہ محسود میں مداخلت کرے گی لیکن صرف ایک ماہ بعد 9 ستمبر 2004 کی صبح بروز جمعرات علاقہ ڈیلے بداوزہ میں ایک دینی مرکز پر ڈرون طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں سے بمبار ہوا جس میں 50 افراد شہید کئے گئیں۔ اور ساتھ ہی کانیگرم کی جانب سے فوج کشی کی گئی۔ جسکی تفصیل یہ ہے

بداوازہ پر بمباری، مولوی رفیع الدین کی زبانی

9 ستمبر 2004 کو جمعرات کی صبح پاکستانی اور امریکی ڈرون طیاروں نے بداوزہ میں واقع مقامی مجاہدین کے ایک تربیتی کیمپ پر حملہ کیا۔ جس میں تقریباً ۵۲ افراد شہید ہوئے، اور کئی زخمی بھی ہوئے۔ ان شہداء کی خیریت معلوم کرنے کے لئے آنے والے مقامی قبائل پر بھی راستے میں بمبار ہوا جس میں کئی افراد شہید ہوئے۔ ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ مولوی رفیع الدین جو کیمپ کے ذمہ دار تھے کا کہنا ہے کہ ہم نماز فجر کے بعد تلاوت کلام پاک میں مشغول تھے کہ حملہ ہوا۔ وہ اکثر ساتھی جو نماز باجماعت سے پیچھے رہ گئے تھے، بچ گئے۔ اس کیمپ میں وزیر محسود بیٹھنی وغیرہ اقوام کے افراد شہید ہوئے۔ پورا جنوبی وزیرستان آنسوں اور سسکیوں کے لپیٹ میں ڈوبا رہا، ہر کوئی اپنے پیاروں کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن ساتھ ہی پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر جنگ مسلط کر دی۔

اس تفصیل سے قبل بداوزہ کے شہداء کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

(1) حضرت مولانا محمد الیاس وانہ وزیر مسئول معسکر ہذا
(2) معسکر ہذا کے استاذ امیر حمزہ عرف ہارون ولد دعوت خان زانگاڑہ (3) استاد عبد الصمد ولد عبد القیوم وزیر گائی مومی کڑم (4) حافظ حسین احمد ولد عبد اللہ خان نظر خیل سپین کائی رغزائی (5) احمد ولد برکت خان مال خیل رغزائی (6) عصمت اللہ (7) محمد ہاشم ولد میر ویس خان حلقہ قلندر (8) نور ولی خان ولد شدید خان گلا خیل حلقہ سپین کمر (9) نور عالم ولد ہاشم شمیرائی سراروغہ (10) علم دین ولد زرولی وزیر گائی ڈیلے (11) امیر اللہ ولد غلام نورانی ملک شائی سپین کائی رغزائی (12) عبد الوہاب بیٹنی (13) ہدایت اللہ بھٹنی (14) محمد ریاض ولد بادشاخان (15) اسلام الدین وانہ وزیر (16) شفیع اللہ وانا وزیر (17) فضل الرحمٰن ولد سید راعظم پڑے خیل حلقہ خیسورہ (18) حفیظ اللہ ولد سعید اللہ بر کی حلقہ سام (19) حیات اللہ (20) فیاض ولد اول خان حلقہ سام (21) شیر الرحمٰن ولد عبد الستار حلقہ سام (22) حبیب اللہ ولد محمد شفیق کئی خیل ڈیلہ (23) عمران (24) رافید اللہ سپنکئی رغزائی (25) سید محمد ولد زارئے جان گور گورے عباس خیل جبکہ گاوں والوں میں مندرجہ ذیل شہید ہوئے ہے (25) محمد سراج ولد جانیز خان کئی خیل ڈیلہ (26) ارشاد ولد کرم علی خان کئی خیل ڈیلہ (27) غلام بہادر ولد

محمد شفیق کئی خیل ڈیلہ (28)عبد الطیف ولد سلطان گوڑی خیل سپین کائی رغزائی(29)امیر اللہ(30)سید خان لنگر خیل سراروغہ(31)رافد ولد رومال خان اشنگئی سپین کائی رغزائی(32)مجاہد ولد گلستان مکین۔

سراج شہیدؒ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　سید محمد شہیدؒ

بداوزہ پر بمبار کے ساتھ ہی پاکستانی درندہ صفت فوج کانیگرم کی طرف سے کاروان منزہ پر حملہ آور ہوئی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاقہ محسود پر یلغار امریکہ اور پاکستان کا مشترکہ منصوبہ تھا۔ لیکن جب اہل علاقہ کو پتہ چلا کہ فوج نے پیش قدمی شروع کی ہے۔تو علاقے کے غیور نوجوانوں نے اپنے شہداء اور زخمیوں کو خون وخاک میں ہی چھوڑ کر فوج پر حملے کے لئے کاروان منزہ کا رخ کیا۔ صبح نو بجے سے عصر تک شدید لڑائی لڑی۔حالانکہ فوج ہزاروں کی تعداد میں تھی،پورے دن کی لڑائی میں مندرجہ ذیل مجاہدین نے جام شہادت نوش کی۔ جبکہ فوج کی کمک گن شپ ہیلی کاپٹرز بھی موقع بموقع کرتے رہے۔ حضرت مولانا عصمت اللہ ملک دینائی تاغیکائی حلقہ جاٹرائی (2)نصر اللہ ولد کامل ملک دینائی شنکئی حلقہ ڈیلے، جسکی ایک ماہ قبل شادی ہوئی تھی، لیکن بیوی کی محبت انہیں محاذ جنگ سے نہ روک سکی (3)حاجی عبد الغفار ولد پیر خان ملک دینائی عبد الودانی۔ یہ ایک بوڑھا شخص تھا جسکے دو بیٹے امارت اسلامی کے دور میں شہید ہوئے تھے۔(5) شہسوار ولد موسی برومی خیل ڈیلہ (6)منہاج ولد فقیر برومی خیل ڈیلہ (7) ظفر خان ولد فیروز خان بروند گیگا خیل۔ ان شہداء میں سے مولوی عصمت اللہ اور ظفر خان کی قبریں تحصیل لدھا میں ایف سی قلعہ کے مشرق میں روڈ کے کنارے واقع ہیں۔ جبکہ فوج کے جانی نقصان بارے میں آزاد ذرائع سے معلومات نہ ہوسکے۔ البتہ سام کانیگرم ہائی سکول کے ایک طالب علم کی زبانی کچھ تفصیل عمر خالد برکی نے بتادی، کہ ایک فوجی ٹرک گاڑی آرمی والوں کی لاشوں سے بھری تھی ہمارے سکول کے احاطے میں داخل ہوئی۔یوں 9 ستمبر 2004 میں جو جنگ حکومت پاکستان نے علاقہ محسود پر مسلط کی، یہ جنگ علاقہ محسود میں کاروان منزہ کی جنگ یا2004 کی جنگ سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔اس جنگ میں فوج نے کڑمہ سے شمال کی جانب کاروان منزہ نامی پہاڑی سلسلہ پر قبضہ کیا، جبکہ ساتھ ساتھ اسی پہاڑی سلسلے کو قبضے میں لیتارہا، یہاں تک کہ لالڑے اور علاقہ جلندر تک اسی پہاڑی سلسلے کو قبضے میں لیا۔ جبکہ ساتھ ہی تحصیل لدھا اور آسمان منزہ پر مضبوط کیمپ بھی بنائے جہاں سے وہ توپ خانے کے ذریعے فوج کی کمک کرتے رہے۔ جبکہ سپنکئی رغزائی اور مکین پر بھی پر قبضہ کیا۔ علاقہ محسود کے جنڈولہ ٹو سرویکئی وانہ سڑک پر بھی قبضہ کیا ۔اور ساتھ ساتھ تحصیل تیارزہ خیسورہ کی مشہور تیارزہ قلعہ اور شکئی سے دن رات توپ خانہ چلتارہا۔ مجاہدین کے مراکز اس وقت علاقہ جلندر ،لالڑے،ڈیلہ اور سپنکئی رغزائی میں تھے۔ یہی علاقے دن رات توپوں کی گن گرج سے گونجتے رہے۔جنگ کا یہ سلسلہ تقریباً دو مہینوں سے کچھ زیادہ چلتارہا، چنانچہ مجاہدین محسود نے بھرپور مقابلہ شروع کیا جس میں دوسرے مجاہدین نے بھی محسود مجاہدین کا ساتھ دیا یعنی عرب ،ازبک، چیچن، گنڈاپور، وغیرہ معاون رہے۔ (9 ستمبر 2004 کو بداوزہ کیمپ پر پاکستان اور امریکہ کی مشترکہ حملے کے ساتھ ہی فوج نے کانیگرم سے کاروان منزہ کی طرف ایڈوانس کیا۔ کاروان منزہ پہنچتے ہی طالبان کے تابڑ توڑ حملوں کا انہیں سامنا ہوا جس میں کئی طالبان نے جام شہازت نوش کی تفصیل پہلے گزری ہے۔ جبکہ ایک عینی شاہد منصور اشنگی جو سام ہائی اسکول کا طالب علم تھا کے بقول کہ اس روز کاروان منزہ

سے ایک مزدہ گاڑی فوج کی لاشوں سے بھری ہوئی سام اسکول پہنچی۔ یہ انکشاف عمر خالد کی قلم سے تحریر کی گئی ہے۔ اس دوران ہونے والے مشہور کاروائیوں کی تفصیل یہ ہے۔

معاہدہ سراروغہ کی تفصیلات

جنوری 2005ء کا مہینہ تو 2004ء کے جنگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ جبکہ ساتھ ساتھ مذاکرات کا عمل بھی جاری رہا۔ اور بالاخر جنوری کے آواخر میں مذاکرات کامیابی کی راہ پر گامزن ہوئے۔ اور نتیجہ خیز مہینہ ملک و قوم کے لئے باعتبار امن ثابت ہوا۔ جبکہ 5 فروری 2005ء کو امن معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کو سراروغہ معاہدہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معاہدے سے قبل مختلف وفود حکومت کی جانب سے مختلف علاقوں میں امیر محترم بیت اللہ محسود سے ملتے رہے۔ حکومت اور طالبان کے درمیان صلح کی کوششیں کرتے رہے۔ پہلا وفد زانگاڑہ میں امیر محترم بیت اللہ محسود سے ملا۔ جبکہ دیگر دوسری ملاقاتیں شکتوئی، شمالی وزیرستان وغیرہ میں ہوتی رہیں۔ یاد رہے کہ اس مذاکراتی عمل کو دو جرگوں کے ذریعے آگے لے جایا گیا۔ ایک قومی جرگہ تھا جو علماء و مشران پر مشتمل تھا۔ جس میں پہلے پہل صرف علماء تھے۔ جبکہ بعد میں قومی مشران بھی اس میں شریک کئے گئے۔ جسکو 21 رکنی کمیٹی سے یاد کیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرا جرگہ حاجی اکرام الدین لالا، ملک امیر محمد، کرنل متین، میجر اصغر، میجر طفیل اور میجر داود کاکڑ وغیرہ پر مشتمل تھا۔ پہلے جرگے کے ایک ممبر قاضی محمد امیر صاحب کا کہنا ہے کہ جب کبھی ہم کسی حکومتی عہدیدار سے ملنے جاتے تھے تو ہم سے پہلے اس دوسرے جرگے کے اہلکاران سے مل چکے ہوتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اصل جرگہ انہی لوگوں کا تھا۔ ہمارا جرگہ صرف برائے نام تھا۔ قاضی صاحب کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے کور کمانڈر صفدر حسین نے علماء کا جرگہ بلایا۔ اس جرگہ سے کور کمانڈر نے پالیسی ساز بیان کیا اور ملکی پالیسی ہم پر واضح کی اور یہ بھی کہا کہ مجھے ایک مشن سونپا گیا ہے اگر میں اس کو پورا نہ کر سکوں تو مجھے وردی اتار کر گھر جانا ہوگا۔ لہذا آپ لوگ بیت اللہ سے میری صلح کرادے اور کہا کہ اگر آپ مجھے ننواتے کے طور پر بیت اللہ کے گھر لے جانا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں۔ بعد ازاں مولانا نور محمد صاحب شہید وانہ والے نے بیان کیا اور مولانا عین اللہ صاحب نے بھی بیان کیا۔ اس جرگے میں شمالی وجنوبی وزیرستان کے علماء موجود تھے۔ وزیر علماء نے محسود قوم کے علماء کو پیش کش کی کہ مذاکراتی عمل میں اگر ہمارے تعاون کی ضرورت ہو تو ہم تیار ہیں۔ اس پر مولانا عین اللہ صاحب نے انکا شکریہ اداء کیا اور کہا کہ ہم خود ہی انشاء اللہ طریقہ بنالیں گے۔ بعد ازاں حلقہ محسود کے علماء نے چھ رکنی کمیٹی تیار کی۔ جس کے ممبران مولانا صالح شاہ، حاجی اختر گل، مولانا محمد امیر، مولانا شجاع عالم، مولانا زرماخان اور مولانا جمال الدین اشنگی تھے۔ قاضی محمد امیر صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے اس لئے جرگے کا ممبر بنالیا گیا کہ مولانا عین اللہ صاحب نے علماء سے کہا، کہ یہ مجاہدین کے زیادہ قریب ہے، اس کو ضرور اپنے ساتھ لے لینا۔ جبکہ امیر صاحب کی جانب سے بھی مجھے اجازت تھی۔ کہ آپ تمام جرگوں میں شمولیت کرلیا کریں۔ اس چھ رکنی کمیٹی نے مذاکرات کا عمل شروع کیا، تو ساتھ ساتھ ایک دوسرا جرگہ بھی جاری تھا۔ جو چند ملکان اور افسران پر مشتمل تھا۔ جبکہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ جرگے میں اس دوسرے جرگے کے ارکان کرنل قیصر اور کرنل متین بھی امیر صاحب سے ملاقات کے لئے گئے۔ اور ان دونوں نے کچھ باتیں ہم سے خفیہ امیر صاحب سے کہی، جبکہ ایک بات میں نے سنی، جو کرنل قیصر امیر صاحب سے کہہ رہے تھے، کہ بیت اللہ ہماری مدد کیجئے۔ ہم چاروں طرف سے پھسے ہوئے ہیں۔ جبکہ کرنل متین خاموش تھے۔ امیر صاحب نے جواب دیا کہ یہ بعد کی باتیں ہیں دیکھیں گے۔ اس کے بعد جرگے ہوتے رہے۔ ایک بار میں نے اعتراض کیا کہ یہ الگ جرگہ جو چل رہا ہے۔ اس کا کیا مقصد ہے؟ تو اپنے جرگے کے ارکان نے مجھے منع کیا۔ کہ ان باتو کو چھیڑنے میں فائدہ نہیں۔ جب معاہدہ مکمل ہوا، تو اخری جرگہ ضلع ٹانک میں پولیٹکل ایجنٹ کیساتھ ہوا، جس میں معاہدہ تحریر میں لایا گیا۔ اس وقت چھ رکنی کمیٹی 21 رکنی کمیٹی کردی

ئی۔ جسکو بعد میں 21 رکنی کمیٹی سے یاد کیا جاتا تھا۔ جبکہ اس سے چند دن قبل پولیٹکل ایجنٹ عصمت اللہ پر ریموٹ کنٹرول بم سے دھماکہ ہوا تھا جس میں وہ بال بال بچ گئے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ غصے میں تھے۔اور جرگہ والوں سے گلے شکوے کئے۔اور کہا کہ میں مذہبی آدمی ہوں ،مجھے تو آپ لوگوں کے فائدے کے لیے لطف الرحمٰن نے یہاں منتقل کیا ہے۔ معاہدہ لکھتے وقت پولیٹکل ایجنٹ عصمت اللہ نے کہا کہ جن شرائط کی بناپر بیت اللہ محسود سرنڈر ہورہاہے پہلے وہ لکھی جائے۔اس پر میں نے (قاضی محمد امیر) کہا کہ پولیٹکل صاحب بیت اللہ محسود سرنڈر نہیں ہوا ہے بلکہ آپ سے معاہدہ کررہاہے۔اس بات پر وہ شرمائے اور اخبار اٹھاکر پڑھنا شروع کیا اور کہا کہ پھر الفاظ آپ بتائے کیونکہ علماء اردو خوب جانتے ہیں۔ میں نے جواباً کہا کہ سرنڈر کی جگہ معاہدہ لکھو۔ جبکہ اس موقعہ پر ملک مسعود عبدلائی نے مجھے طعناً کہا، کہ طالب بھائی میرے خیال میں آپ نے عید بیت اللہ کے ساتھ منائی ہے۔ اسکے جواب میں نے کہا، کہ میں ہر وقت بیت اللہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ خیر معاہدہ لکھا گیا۔ صبح کو بمقام سراروغہ معاہدہ کے نام جلسہ عام تھا۔اس کا ٹائم ٹیبل بنایا گیا، جس میں بیانات (تقریریں) تقسیم کی گئی۔ کہ فلان فلان تقریر کرے گا۔ جس میں سرکار کی طرف سے چھوٹا (پی اے) تقریر کرے گا۔اور حکومت کی جانب سے معاہدے پر دستخط کرے گا۔ معاہدے سے قبل میں نے یہ ساری کارگزاری امیر صاحب کو سنائی۔امیر صاحب نے مجھے کہا کہ آپ تقریر کرسکتے ہیں۔میں نے کہا، کوشش کرونگا۔امیر صاحب نے جواب میں کہا، کہ پھر آپ تقریر مرتب کرے۔۔میں نے جواب میں کہا کہ امیر صاحب مجھے تقریر کرنا آتی ہے۔ لیکن آپ صرف یہ بتائے کہ نرم تقریر کرلوں، یاگرم یعنی جوشیلہ۔امیر صاحب نے کہا، کہ نہیں، آپ صاحب معتدل تقریر کرلینا۔کیونکہ یہ معاہدے کی مجلس ہے۔ آخر کار 4 فروری 2005ء کو بمقام سراروغہ جنوبی وزیرستان معاہدہ کو عملی شکل دیا گیا۔ جس میں حکومت پاکستان اور بیت اللہ محسود کے درمیان معاہدے کا اعلان ہوا۔ جس میں علماء وقومی مشران کے علاوہ امیر محترم بیت اللہ محسود نے اور حکومت کی جانب سے خان بہادر نے تقریریں کیئں معاہدے کی شکل کچھ یوں تھی۔

حکومتی شرائط

(1) بیت اللہ محسود اور انکے ساتھی حکومتی املاک کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(2) غیر ملکیوں کو پناہ نہیں دینگے۔

(3) ٹریننگ سنٹر نہیں کھولیں گے۔اور اسلحہ کی نمائش نہیں کریں گے۔

(4) حکومتی ریٹ کو چیلنج نہیں کریں گے۔یعنی حلقہ محسود میں متوازی نظم نہیں بنائیں گے۔

(5) ترقیاتی کاموں کی دیکھ بال فوج کی انجنئیرینگ کمپنی کرے گی۔

معاہدے کی ظاہری شکل کی اصل کاپی درجہ ذیل ہے کیونکہ معاہدے کی اصلاً دوشکلیں تھی

عہد نامہ

مابین قوم درے محسود وحکومت پاکستان

چونکہ بیت اللہ اور اسکے ساتھیوں نے محسود قوم کی تشکیل شدہ 21 رکنی کمیٹی کے ساتھ عہد و پیمان کر لیا ہے۔ لہذا اس ضمن میں قوم محسود درجہ ذیل عہد کرتی ہے کہ:۔

۱۔ بیت اللہ اور اُسکے حامی کسی بھی غیر ملکی جنگجو کو نہ اپنے علاقے میں پناہ دیں گے اور نہ ہی اُنکی مدد کریں گے۔

۲۔ بیت اللہ اور اُسکے ساتھی نہ اپنے علاقوں ... پر فائرنگ کریں گے اور نہ ہی حکومتی مال واسباب کو نقصان پہنچائیں گے۔ نیز کسی بھی ترقیاتی کام میں رکاوٹ کا سبب نہیں بنیں گے۔

۳۔ بیت اللہ اور اُسکے حامیوں کے حوالے سے ماضی میں جو بھی قانونی کاروائی درکار تھی وہ حکومتی موقف کے مطابق اس سے مستثنیٰ قرار پائیں گے۔ بہرحال مستقبل میں اگر اس گروپ سے متعلقہ کوئی بھی فرد یا افراد تخریب کاری یا اس سے متعلقہ کسی کاروائی میں کہیں بھی ملوث پایا گیا تو اُن کے خلاف فاٹا میں مروجہ قوانین کے مطابق کاروائی عمل میں لائی جائے گی اور یہ ملزمان اگر محسود علاقہ میں پائے گئے تو محسود قوم اُن کو حکومت کے حوالے کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔

۴۔ محسود قوم یہ بھی اقرار کرتی ہے کہ بیت اللہ گروپ سے غیر متعلقہ اگر کوئی فرد یا گروپ اس سلسلے میں علاقہ محسود میں ملزم یا مجرم پایا گیا تو قوم محسود رواج کے مطابق اپنی قانونی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اُن کو حکومت کے حوالے کریگی اور حکومت کو ایف سی آر کے تحت قانونی کاروائی کا حق حاصل ہوگا۔

۵۔ مستقبل میں رونما ہونے والے وہ تمام حل طلب مسائل جن کا ذکر صریحاً موجودہ عہد نامے میں واضح طور پر درج نہیں ہے کو پولیٹیکل انتظامیہ اور قوم باہمی مشاورت سے حالات کے مطابق حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

۶۔ خدانخواستہ خلاف ورزی کی صورت میں مقامی حکومت مروجہ قوانین کے مطابق کاروائی کرنے میں مجاز ہوگی۔

بیت اللہ

۲۱ رکنی قومی کمیٹی و شرکاء جرگہ

درے محسود جنوبی وزیرستان ایجنسی

APA (M)

7-2-05

مجاہدین حلقہ محسود کی طرف سے شرائط

(1) علاقہ محسود دسے فوج کا انخلاء کیا جائے گا۔ اس سے پہلے اگر کسی جگہ فوج تھی تو اسکو وہاں پر رہنا ہو گا۔ جبکہ پہلے سے صرف ملیشیا فورسز جنوبی وزیرستان علاقہ مسعود میں تعینات تھی۔ فوج کا نام ونشان نہ تھا۔ یعنی فوج کا مکمل طور پر انخلاء ہو گا۔ ایف۔ سی بھی صرف تحصیل سراروغہ، سپلاتوئی قلعہ، لدھا قلعہ، تحصیل سرویکئی قلعہ اور تیارزہ قلعہ میں رہائش پزیر تھی۔

(2) علاقہ محسود کے تمام نقصانات کا معاوضہ حکومت دے گا۔

(3) عبد اللہ محسود کو حکومت معاف نہیں کر رہا تھا۔ جس کی وجہ سے معاہدہ تاخیر کا شکار ہوا۔ لیکن آخر کار اس پر فیصلہ ہوا، کہ اس شق کو معاہدے میں نہ لکھا جائے گا (کیونکہ انہوں نے چائنہ کے لوگوں کی اغواء کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ اگر اس کو میڈیا پر نشر کیا جائے تو چائنہ سے تعلقات خراب ہونگے۔ اس لئے اس شق کے بدلے یہ لکھا گیا کہ کسی نے بھی اگر حکومتی ریٹ چیلنج کی۔ تو اس کے خلاف سابقہ ایف، سی، آر قانون کے مطابق قانونی کاروائی کی جائے گی۔ جس کی مجاز پولیٹکل انتظامیہ ہے۔ فوج کو مداخلت کی اجازت نہیں ہو گی۔

(4) حکومت کی جانب سے یہ شرط دہرائی جاتی تھی کہ افغانستان جانے پر پابندی ہو گی۔ اس کے جواب میں بیت اللہ محسود نے کہا کہ یہ پابندی ان لوگوں پر لگائی جائے۔ جس کی سرحد ڈیورنڈ لائن سے منسلک ہے۔ ہم تو ڈیورنڈ لائن سے بہت دور ہیں۔ تو یہ شرط ہم پر عائد کرنا بے جا ہے۔ لہذا آخر کار اس شرط کو لغو قرار دیا۔ معاہدہ ہونے کے بعد علاقہ محسود سے ہجرت کئے ہوئے مہاجرین نے بھی واپسی کی۔ یہ بات یاد رہے کہ مکمل طور پر علاقہ سے لوگ نہیں گئے تھے۔ اس لئے حکومت نے انکی واپسی کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ بعد ازاں علاقہ میں ترقیاتی کام بھی بڑی تیزی سے شروع ہوئے۔ خاص کر سڑکیں بہت زیاد بنائیں گئیں۔ جس کی نگرانی فوج کی انجنیئرینگ کمپنی کر رہی تھی۔ لیکن بد قسمتی یہ تھی، کہ پرائیویٹ ٹھیکہ داروں سے یہ لوگ بد تر نکلے۔ تمام سڑکیں اور پل اور سڑکوں کی حفاظتی دیواریں ایک سال کے اندر خراب ہوئے۔ معلوم ہوا کہ پاکستان کا محافظ دستہ فوج بھی پاکستان سے خیانت کرنے میں اول درجہ رکھتی ہے۔ پاکستانیوں کے بارے میں ایک امریکن نے جو

کہا تھا وہ خوب کہا تھا۔ ''کہ پاکستانی پیسوں کے عوض ماں بھی فروخت کرتی ہے''۔شائد اس امریکی نے پاکستانی فوج دیکھی تھی۔جب گھر کا محافظ خود چور ہو۔تو گھر کا کیا حال ہو گا۔

یہ ترقیاتی کام چند ماہ جاری رہنے کے بعد بند ہوئے۔اور جن ٹھیکاداروں کو ٹھیکے دیئے گئے تھے،انکے بل اب تک بند ہے۔اس سے لاکھوں روپیہ فوج نے رک لی ہے۔کوئی ان سے پوچھنے والا نہیں۔ اسی اثناء میں فوج نے انخلاء کیا۔لیکن کاروان منزہ،شراونگئی نرائی،برونڈ ،لدھا،سرویکئی،اور تیارزہ میں فوج باقی تھی۔اور جگہ جگہ چیک پوسٹیں قائم کی تھی۔یہ معاہدے کی اولین خلاف ورزی تھی،جو انہوں نے کی ۔اس پر بیت اللہ محسود نے 21 رکنی کمیٹی کو مطلع کیا اور ان سے کہا، کہ آپ لوگ جاکر کور کمانڈر صفدر حسین سے پتہ کرلے۔اور دوسرے مخصوص جرگے کو بھی اطلاع دی۔آخر کار کور کمانڈر صفدر حسین تحصیل لدھا آیا۔اور وہاں پر امیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔امیر صاحب نے انکو ان خلاف ورزیوں سے آگاکیا۔جس پر کور کمانڈر صفدر حسین نے فوراًا ایکشن لیا اور تمام چیک پوسٹوں کو دور کیا۔یوں علاقہ محسود میں کچھ آزادی نظر آئی۔اور فوج سابقہ فرنگی دور کے قلعوں میں جا گھسی۔جبکہ قلعوں کے علاوہ توری تیرژہ کنڈیوم خیسورہ،علاقہ برونڈ میں کارگل سر اور محمد نواز کوٹ مکین وغیرہ پر فوج نے ڈیرے ڈالیں رکھیں۔

سراروغہ معاہدے کی خلاف ورزی پہلے ہی دن سے جاری رہی

اس خلاف ورزی کے بارے میں بیسیوں بار حکومت کو کمیٹی کے ذریعے مطلع کیا۔لیکن ٹال مٹول کرتے رہیں۔سراروغہ معاہدے میں یہ شرط بھی تھی کہ علاقہ محسود سے فوج کا مکمل انخلاء ہو گا پہلے ہی دن سے معاہدے خلاف ورزی حکومت نے جاری رکھی وہ اس طرح کہ فوج کا مکمل انخلاء نہیں کیا گیا بلکہ علاقہ محسود میں مشہور قلعوں کے علاوہ توری تیرژہ کنڈیوم خیسورہ،علاقہ برونڈ میں کارگل سر (خرژ غنڈائی)اور محمد نواز کوٹ مکین وغیرہ پر فوج نے ڈیرے ڈالے رکھے۔اور مختلف مواقع پر سڑکوں پرناکے بھی لگاتے رہے،جبکہ ساتھ ساتھ لدھا قلعہ اور تیارزہ قلعہ پر بھی چیک پوسٹیں لگائیں۔لہذا مجبوراً

بیت اللہ محسود نے بھی پالیسی تبدیل کی امیر صاحب کی کوئی محنت اس خلاف ورزی کے بارے میں بار آور ثابت نہ ہوئی۔تو آخر کار امیر صاحب نے فیصلہ کیا کہ دوبارہ جنگ کرنے میں فائدہ نہیں۔اس لئے کہ شرعاً ہم معاہدے کی خلاف ورزی کے مرتکب نہیں ہیں۔معاہدہ پہلے سے حکومت نے توڑا ہے۔لہذا ہم بھی پاکستانی پالیسی اپنا لیتے ہیں۔اس وقت امیر صاحب نے کئی ٹریننگ سنٹر کھولے۔جس میں نوجوانوں کو عسکری تربیت دی جاتی تھی۔جسکی وجہ سے مجاہدین کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی۔اور علاقہ محسود سے باہر دوسرے ایجنسیوں میں مجاہدین پیدا کرنے کا عمل اپنایا۔اس سلسلے میں مولانا عظمت اللہ صاحب، محترم ابویاسر، حکیم اللہ محسود، کمانڈر شمیم ذاکر وغیرہ کی تشکیلات مختلف ایجنسیوں کو کی گئی۔جس کی بدولت باجوڑ سے کرم تک تمام ایجنسیوں میں اور ایف،آرز اور قریبی ضلعوں میں مجاہدین منظم ہوئے۔اس سلسلے میں پنجابی مجاہدین سے بھی تعلقات استوار کئے۔جہاں کہیں ممکن ہوا،امیر صاحب نے پاکستانی مجاہدین کی ہر ممکن مدد کی اور پاکستان کے خلاف ان کو منظم کیا اور انکی ہر ممکن مالی مدد بھی کی گئی،جبکہ ساتھ ساتھ بھرپور طریقے سے جہاد افغانستان کو آگے لے جاکر ایک تاریخ رقم کرلی۔خصوصاً ملا داداللہ کو فدائی فورس کی پہلی کیپ امیر صاحب نے مہیا کی،جس کی بدولت افغانستان میں فدائی حملوں کا رجحان زیادہ ہوا،اور پورے افغانستان کو ہلا کر رکھ دیا۔

معاہدہ کانیگرم اور پاکستان کو 60 سال کی عمر میں دوسری بڑی ہزیمت

مئی 2007 معاہدہ سراروغہ کی حکومت کی جانب سے خلاف ورزیوں کی بنا پر وزیرستان کے حالات دوبارہ جنگ کی طرف جا رہے تھے کہ اسی اثنا میں جون میں لال مسجد کا افسوس ناک واقعہ پیش ہوا جس کی وجہ سے سب پاکستانی مجاہدین نے عمومی جنگ شروع کی حکومت پاکستان اور بیت اللہ محسود کے درمیان پہلے سے ہی جنگ کی کیفیت موجود تھی ۔24 جون 2007 کو ژوب میں عبد اللہ محسود کی شہادت اور لال مسجد کے افسوس ناک واقعہ میں شعائر اللہ کی بحرمتی اور معصوم طالبات کی سفاکانہ قتل و غارت کی بنا پر بیت اللہ محسود نے تمام جہادی تنظیموں کی ایسی بے لوث مدد کی کہ پاکستان جنگ کی وجہ سے دنیا والوں نے عراق ثانی قرار دیا۔ بالاخر حکومت امیر محترم بیت اللہ محسود سے مذاکرات پر مجبور ہوئی اگرچہ وزیرستان میں کوئی بڑی جنگ نہ ہوئی لیکن کئی بڑے واقعات رونما ہوئے جس کی تفصیل 2007 کی جنگی واقعات کے تحت پہلے گزری ہے۔ ان کاروائیوں میں بمقام کوٹکئی گرفتار شدہ 14 ایف سی اہلکار اور لدھا میں گرفتار کرنل کیانی بمع باڈی گارڈ شامل تھے ۔ حکومت کی جانب سے مذاکراتی عمل کے نتیجہ میں 26 اگست 2007ء کو بمقام کانیگرم حکومت سے امن معاہدہ ہوا اس معاہدے کے وہی شرائط تھے جو معاہدہ سراروغہ کے تھے ۔ البتہ یہ اتنا مشہور و معروف نہ ہوا ،اس معاہدے کے تحت حکومت کو لدھا میں گرفتار کرنل کیانی بمع باڈی گارڈ اور 14 دیگر ایف سی اہلکاروں کے جو سپنکئی رغزائی میں گرفتار کئے تھے ۔ یہ 14 ایف سی اہلکار ایک فلائنگ کوچ میں سوار تھے اور سراروغہ قلعہ جا رہے تھے ، کہ اچانک مجاہدین کے نظروں لگے اور انہیں گرفتار کیا ان سب کو کانیگرم معاہدے کے تحت رہا کر کے امن جرگہ کے حوالے کیا،

لیکن ایک ہی دن کے بعد 28 اگست 2007ء کو بدعہدی کرتے ہوئے فوج شکئی اور خیسورہ کی جانب سے گاڑیوں میں پیش قدمی کرتا ہوا صبح سویرے مومی کڑم آپہنچا وہاں بارش کی وجہ سے سڑک بند تھی فوج رک گئی، کئی بار بدعہدیوں کی سزاء اس بار اللہ تعالیٰ نے پاکستانی فوج کو دی ،وہ اسطرح کہ مجاہدین نے تو ابھی تک جنگی سازوسامان نہ رکھے تھے کہ فوج کے دوبارہ آمد کی اطلاع منٹوں میں ہر ایک کے کان میں پہنچی ،بدر سے لیکر لدھا تک تمام مجاہدین بھاگے اور علاقہ مومی کڑم پہنچ گئے ،جبکہ خیسورہ کے مجاہدین نے بھی اپنی سرحدیں بند کر دی یوں ہر طرف سے مجاہدین پاکستانی فوج پر ٹوٹ پڑے جہاں فوجی نظر آیا ان کو گھیر لیتے امیر محترم بیت اللہ محسود کو جب اطلاع ملی تو انہوں نے خصوصی طور پر کمانڈر شمیم عرف ذاکر کو حکم دیا کہ ہر ممکن طریقے سے فوج کو روکنا تم پر لازم ہے، چنانچہ کمانڈر شمیم اپنے 20 مجاہدین کے ہمراہ مومی کڑم پہنچا، اور پہلے پہل فوج کے کرنل ظفر اور دوسرے میجر رینگ آفیسر کو حیلہ سے اپنے قریب کر کے ان کو سرنڈر ہونے کا حکم دیا لیکن کرنل بڑا مغرور تھا انہوں نے کہا کہ پاک فوج کسی کے سامنے سرنڈر نہیں ہو سکتی، اس موقع پر موجود طالبان میں سے تبسم نامی ایک مجاہد نے کرنل ظفر سے کہا کہ اس سے پہلے یہ بہادر فوج 1971ء میں

ہزاروں کی تعداد میں سرنڈر ہوئی ہے ابھی جلد ہی معلوم ہو گا کہ تم نے سرنڈر ہونا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ایک فدائی جوان جو بارودی جیکٹ پہنا ہوا انکے درمیان کھڑا ہوا، جب فدائی جوان کو انہوں نے دیکھا تو انہوں نے منت وزاری شروع کی کہ اس لڑکے کو دور کرو ہم اسلحہ جمع کرینگے ۔ چنانچہ انہوں نے پہلے تو بڑی سوال وزاری کی لیکن کمانڈر شمیم ذاکر نہ مانے بالاخر فدائی جوان کو حکم کیا کہ اگر پانچ منٹ میں یہ آفسران تسلیم نہ ہوئے تو انہیں اُڑاکے رکھدو، تو انہوں نے آہ وفریاد منت وزاری شروع کی کہ ہمارے بچوں پر رحم کرو حملہ آور لڑکے کو ہم سے دور کرو ہم اسلحہ جمع کرنے کیلئے تیار ہیں چنانچہ پہلے پہل انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور باقی فوج کو حکم دیا تھوڑے ہی وقت میں 325 فوجی اہلکار بمع افیسروں کے جن میں کرنل ظفر رائے ونڈ، میجر ثاقب پنڈی، کپٹن شعیب پنڈی وغیرہ شامل تھیں سرنڈر ہوئے بعد ازاں مجاہدین نے بیسیوں چھوٹی بڑی گاڑیاں اور اسلحہ کو اپنے تحویل میں لے لیا، اور بعد میں سب فوجیوں کو ایک کھلے میدان میں اسلحہ جمع کرنے کا حکم دیا، جسکی ویڈیو فلم میڈیا پر موجود ہے۔ یہ تسلیم شدہ فوج کی ایک جلک ہے پاکستان کی وہ مغرور فوج ایک دفعہ سن 71ء کی طرح سینکڑوں کی تعداد میں سرنڈر ہو کر ذلیل وخوار ہوئی، 1947ء سے لیکر 28 اگست 2007 تک تاریخِ پاکستان میں پاکستانی فوج کی یہ دوسری بڑی ہزیمت اور ذلت تھی جسکو تاریخ نے ثبت کی۔

پاکستانی افواج کی مجاہدین کے ہاتھوں گرفتاری کی میڈیا رپورٹ

. On 2 September 2007, just a few dozen militants led by Baitullah Mehsud managed to ambush a 17-vehicle army convoy and captured an estimated 247 soldiers without a shot being fired, an event that shocked the nation.[85] Several officers were among the captured, the public criticism grew hard on Musharraf.

2ماہ تک یہ فوج مجاہدین محسود کے زیر حراست رہی اور مجاہدین فوجی گاڑیوں کو دھن دناتے چلاتے رہے۔ یاد رہے کہ گرفتار شدہ فوج کیساتھ حسن سلوک کا بیت اللہ امیر صاحب نے بار بار حکم کیا۔ کہ اسکو اسلامی اصولوں کے مطابق رکھا جائے، اور انکو قیدیوں جیسا جیلوں میں نہ رکھا جائے بلکہ مہمانوں کی طرح مہمان خانوں میں رکھے جائیں، اور باقاعدہ ان کو چکر لگانے کیلئے باہر لے جایا کرتے تھے، اوران کے لیے دعوت

(ثوبت) بنائے جاتے تھے۔ جبکہ اس عرصہ میں گھروں سے رابطوں کی بھی انہیں اجازت دی جاتی تھی، تاکہ انکے گھر والوں کو انکی گرفتاری کا پتہ تک بھی نہ چلے۔ اوراس حقیقت کو دنیا اب بھی ان سے معلوم کر سکتی ہے، دوسری طرف حکومت پاکستان کا قیدیوں کیساتھ سلوک تو دنیاء پر واضح ہے آئے روز لاپتہ افراد کی مسخ شدہ لاشیں سڑکوں کے کنارے پڑے ہوتے ہیں، اورآئے روز انکو پولیس اور خفیہ اداروں کے ساتھ جعلی مقابلوں میں شہید کرتے ہیں۔

معاہدہ تیارزہ

بالاخر 2 مہینوں کے بعد طالبان قیدیوں کے بدلے اور علاقہ محسود سے فوج کے انخلاء کے بدلے یہ فوج بمقام تحصیل تیارزہ خیسورہ میں امن جرگہ کے حوالے کی گئی۔ یادرہے کہ تمام طالبان قیدی حلقہ محسود کے باشندے نہ تھے، بلکہ اس میں پاکستان کے فاٹا اور اضلاع کے اور افغان طالبان بھی شامل تھے، خصوصاًعبد اللہ محسود کے ساتھ گرفتار محمد رحمن عرف ماسٹر بھی ان قیدیوں میں تھے اور حقانی نیٹ ورک کے رہنماء حاجی خلیل اور بلال بھی ان قیدیوں میں شامل تھے۔ جبکہ پورے علاقہ محسود سے فوج کا بھی مکمل انخلاء ہوا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب سراروغہ کا معاہدہ عملی ہوا، میرے (مفتی عاصم کے) خیال میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ بدعہدیوں کا اس شکل میں پاکستانی فوج کو سزادی، لیکن یہ بد بخت پھر بھی سبق حاصل نہ کر سکے۔

2007ء کی اس جنگ میں محسود قوم نے اجتماعی ہجرت نہیں کی بلکہ بعض علاقوں سے صرف ہجرت کی گئی۔ مثلاً لدھا قلعہ کے قریب متصل گاوں کے باشندوں نے آس پاس کے علاقوں کی طرف نقل مکانی کی حکومت کی طرف سے ردعمل شدید کاروائیوں کی صورت میں نہ ہوتا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ قابض افواج صرف اپنی دفاع پر مجبور تھی حکومت اقدام کی پوزیشن میں نہیں تھی، کیونکہ حکومت کو 325 اہلکاروں کی فکر لاحق تھی اور انکی ہزیمت نے حکومت کی کمر توڑدی۔

معاہدہ کوٹکئی

معاہدہ تیارزہ ہوتے ہی پانچوی بار صرف ایک ماہ یا اس سے کچھ دن زیادہ ہوئے کہ حکومت کی جانب پھر خلاف ورزیاں شروع ہوئیں ان میں چند کی نشاندہی کی جاتی ہے (1) ماسٹر محمد رائیس خان عرف اعظم طارق کو ڈیرہ اسماعیل خان سے گرفتار کیا گیا، یادرہے کہ ماسٹر محمد رائیس خان معاہدہ ہونے کی بناء پر علاج کیلئے ڈی آئی خان گئے تھے۔ جسکی وجہ سے بیت اللہ محسود اور انکے شوری نے امن جرگہ طلب کیا اور اس خلاف ورزی پر حکومت کو سنگین نتائج مول لینے کی دھمکی دی۔ لیکن اس سے حکومت پر کچھ بھی اثر نہ پڑا (2) سپنکئی راغزائی سرکئی سرپر فوج کی موجودگی، فوج کا مدعا یہ تھا کہ یہ جگہ بیٹنی قوم کا ہے لہذا اس وجہ سے اس سے انخلاء نہیں کیا جاسکتا۔ محسود قبیلہ کا مدعا یہ تھا کہ یہ جگہ محسود قوم کا ہے، جس پر فوج کی موجودگی معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ اور ساتھ ہی بقول قاضی محمد امیر صاحب بادشاہ نور ولد صاحب دین گلیشائی حلقہ جنتہ کسی کام سے علاقے بروند گیا تھا وہاں سے واپسی پر جب سرکئی سر سپنکی رغزئی پہنچا تو وہاں پر قابض فوج نے ان کی گرفتاری کی کوشش کی جو ان سے نہ ہو سکی، بالاخر اسے گولی مار کر شہید کر دیا، یہ واقعہ بھی 2007ء کے اواخر میں جنگ کے اسباب میں سے ایک سبب بنا کیونکہ فوج معاہدے کے خلاف یہاں پر قابض تھی اور ساتھ ہی ایک مجاہد شہید کیا۔ (3) ڈرون حملے اور اس میں پاکستان کی معاونت جب بیت اللہ محسود چار سو مایوس ہوئے تو سرعام پورے پاکستان میں جنگ شروع کی۔ جس میں بے نظیر بھٹو بھی لقمہ اجل بنی (4) اس جنگ کا اصل سبب بے نظیر کا قتل اور اس سے پیدا ہونے والی صورت حال سے عوام کی توجہ ہٹانا مقصود تھا

یوں جنوری 2008 میں فوج نے چاروں طرف سے علاقہ محسود کو گھیرے میں لیا اور ساتھ ساتھ بمبار بھی شروع کی جسکی وجہ سے سخت سردی میں محسود قبیلہ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا اور ساتھ ہی سپنکئی رغزائی اور مکین کی جانب سے فوج نے پیش قدمی شروع کی یوں فریقین میں دوماہ تک شدید جنگ ہوئی جسکی تفصیل پہلے گذری ہے۔

بالاخر حکومت کی جانب سے مذاکرات کے نام سے جرگوں کا سلسلہ شروع ہوا جس کے نتیجے میں مارچ 2008 میں فریقین کے درمیان معاہدہ کوٹکئی کے نام سے ایک معاہدہ ہوا جس کے تحت فوج علاقہ محسود سے انخلاء کر گئی البتہ سپنکئی رغزائی سرکئی سر، چگملائی قلعہ، سرویکئی قلعہ ،تیارزہ قلعہ خیسورہ غٹ سر وغیرہ جگہوں پر معاہدے میں فوج کے انخلاء کی شرط کے باوجود بھی قبضہ جمائے رکھا۔ اور ساتھ ہی کئی اور خلاف ورزیاں کیں۔ مثلاً غوثار خان کی شہادت اور معاہدے کی خلاف ورزی 2008 میں سخت سردی کی جنگ کے بعد مارچ میں حکومت اور طالبان کے درمیان معاہدہ کے بعد موسم بہار کے دنوں میں غوثار خان ولد بختہ خان ضلع ٹانک گیا تھا ٹانک سٹی تھانہ کے قریب گذرتے وقت پولیس نے انکی تلاشی لینی چاہی لیکن غورثار نے تلاشی دینے سے انکار کیا جس پر پولیس نے فوراً انہیں گولی ماری جس سے وہ موقع ہی پر شہید ہوئے ۔ حکومت کی جانب سے بار بار خلاف ورزیوں سے تنگ آکر بالاخر بیت اللہ محسود نے بھی پالیسی تبدیل کر کے پورے پاکستان اور قبائلی علاقوں میں مجاہدین کی مدد کر کے جنگ کو طول دی اور ساتھ ہی اپریل 2009ء میں امیر المجاہدین بیت اللہ محسود اور القاعدہ کے ایک اہم رہنماء حافظ سلطان نے جنوبی وزیرستان اور شمالی وزیرستان کے مجاہدین کی ایک اتحاد بنانے کی محنت شروع کی جسکے بارے میں چند اہم اجلاس ہوئے ،بالاخر دونوں حضرات کی محنت رنگ لائی اور اتحاد المجاہدین کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا، یہ اتحاد چند باتوں پر ہوا۔(1) حکومت پاکستان سے متفقہ مطالبہ کیجائے گا کہ سابقہ معاہدات کو عملی جامہ پہنایا جائے ،(2) اور فوج کا انخلاء کیا جائے (3) ڈرون حملے بند کئے جائے (4) اسی طرح تمام قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ جبکہ ساتھ یہ فیصلہ بھی ہوا کہ اگر یہ مطالبات حکومت نے نہ مانے تو ہم متفقہ جنگ شروع کریں گے ،چنانچہ جنگ کی تیاری بھی ساتھ شروع کی گئی اور منظم جنگ کیلئے ایک عسکری شوریٰ تشکیل دیا گیا۔ اتحاد المجاہدین (1) القاعدہ (2) مجاہدین محسود جنوبی وزیرستان (3) شمالی وزیرستان سے حافظ گل بہادر بمع انکی شوریٰ (4) وانہ سے ملانزیر بمع کمانڈانان (5) پنجابی مجموعات میں سے استاد احمد فاروق جسکا تعلق بھی القاعدہ سے تھا (6) مجموعہ الیاس کشمیری۔ ان تنظیموں پر مشتمل تھا۔ اتحاد المجاہدین میں مرکزیت تین مقامی حلقوں کو حاصل تھی کیونکہ ان مطالبات کا تعلق ان ہی سے تھا، بعد ازاں ان حلقوں کے امراء نے سابقہ امن کمیٹیاں بلالیے اور انہیں یہ مطالبات دے کر ان سے کہا گیا کہ اسکا جواب حکومت سے لے آنا ان کمیٹیوں کے ارکان نے پہلے تو اپنے کمانڈروں سے بڑی منت سماجت کی کہ اس جنگ میں آپ لوگوں کا فائدہ نہیں۔ حکومت یہ مطالبات نہیں مانیں گے نتیجۃً آپکی اور علاقے کی بربادی ہے، لیکن اس وعظ و نصیحت سے ان کمانڈروں پر کچھ اثر نہیں ہوا، اور اپنے مطالبات پر ڈٹے رہے۔ بالاخر حکومت نے ان مطالبات کے جواب کی بجائے انہیں طول دیا اور ساتھ ساتھ اتحاد المجاہدین میں توڑ پیدا کرنے کی کوشش شروع کی ،اور اس میں انہیں کامیابی بھی ہوئی، جسکی تفصیل اتحاد المجاہدین کے قیام اور انہدام کے تحت تحریر کی گئی ہے۔ اور حکومت نے مطالبات ماننے سے انکار کیا، جبکہ حکومت اور طالبان دونوں فریقین میں جنگی تیاریاں زور وشور پر تھی، خصوصاً علاقے محسود پر حکومتی حملے کی دلچسپی زیادہ نظر آرہی تھی۔ کیونکہ حلقہ محسود پورے پاکستانی مجاہدین کا ہیڈ کوارٹر تھا، تحریک طالبان پاکستان، القاعدہ، اور دوسرے تحریکات اور جہادی مجموعات کا کنٹرول روم کی حیثیت علاقہ محسود کو حاصل تھی، اس جنگ میں پہل حکومت پاکستان کی طرف سے یوں ہوا کہ 19 مئی 2009ء کو جنڈولہ سے توپوں اور ٹینکوں سے سپنکئی رغزائی

اور کوٹ کائی تک علاقے پر گولہ باری کی گئی، اس پہل کے بعد اتحاد المجاہدین نے بھی کاروائیاں شروع کی یوں حکومت پاکستان نے آپریشن راہ نجات سے نام سے محسود قبیلہ کے خلاف جنگ شروع کی جو 19 مئی 2009 سے تا حال 24 نومبر 2017 تک جاری وساری ہے۔ انکی تمام تر تفصیلات آپریشن راہ نجات اور اس کے اسباب والی عنوان کے تحت گذری ہے۔

علاقہ محسود اور محسود مجاہدین پر ڈرون حملے

ہر جنگ میں دشمن کوئی نہ کوئی ایسا ہتھیار تیار کرتا ہے جسے وہ جنگ کے فیصلے کیلئے استعمال کرتا ہے۔ صحابہ کرام کے خلاف ایرانیوں نے ہاتھی استعمال کئے جس نے مجاہدین کا کافی نقصان کیا۔ اس طرح محمد بن قاسم نے راجہ داہر کے خلاف منجنیق کا استعمال کیا صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی نے منجنیقوں میں آگ کی ہانڈیاں بھر کر فائر کی جس سے صلیبیوں کا نقصان ہوا انیسویں صدی عیسوی میں مشین گن برطانیہ اور فرانس کا ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا اور کئی جنگوں کی فتح میں اہم کردار ادا کیا اس طرح پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں ٹینک ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوئے ہیں افغانستان میں جہاد روس کے وقت روس کی جانب سے گن شپ ہیلی کاپٹر فیصلہ کن ہتھیار بن کر سامنے آیا۔ نائن الیون کے بعد شروع صلیبی جنگ میں ڈرون ایک فیصلہ کن ہتھیار بن کر سامنے آیا ہے۔ اب تک کی جنگ میں مجاہدین کے خلاف سب سے مؤثر ثابت ہوا ہے۔ ان سے مقصد مجاہدین کی قیادت کو ہدف بنانا ہے جس میں کچھ حد تک انہیں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح مجاہدین کی طرف سے اس کے مقابلے میں فدائی عملیات کا آغاز ہوا جس کا توڑ کفار کے پاس نہیں ہے۔ اگر ہم ذرہ غور کرے تو ہمیں آسانی سے معلوم ہو گا کہ ہر دور میں مدمقابل فریق نے اس کا کوئی نا کوئی توڑ نکال لیا ہے۔ آیا ڈرون کے توڑ کا آج تک مجاہدین نے سوچا تک بھی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کے بارے میں مجاہدین نے سوچا تو ہو گا، لیکن عملی اقدامات پر زیادہ توجہ نہیں دی، اسکی واضح مثال یہ ہے کہ بارود سیکھنے کو اہمیت دی تو سیکھ گئے۔ گوریلہ جنگ پر توجہ دی تو اسکی تربیت سیکھ گئے وغیرہ لہذا یہ کام مجاہدین قیادت کے ذمہ باقی ہے۔ ڈرون دور حاضر کی جدید ٹیکنالوجی ہے اور دور حاضر میں دشمن کی جانب سے میرے خیال میں ایک فیصلہ کن ہتھیار ہے، لیکن جتنا نقصان اس سے مجاہدین کا ہوا ہے۔ اس سے کچھ کم عام مسلمان عوام کا بھی ہوا ہے، جس پر پاکستان کی ہر بر سر اقتدار آنے والی حکومت نے اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ اور اسے ملکی خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیا ہے اسی طرح انسانی حقوق کی تنظیموں نے اسے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کہا ہے، لیکن امریکی بہر صورت اسکو کامیاب گردانتے ہیں۔ اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور عام عوام کے قتل وغارت کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ علاقہ محسود میں صرف زانگاڑہ ڈرون حملے میں سو سے زیادہ عام عوام شہید کئے گئے۔ 30 اکتوبر 2006 کو ڈاماڈولہ میں ڈرون حملے میں اسلامی مدرسے کے 80 طلباء شہید کئے گئے۔ شمالی وزیرستان دتہ خیل میں جرگہ پر بمبارنہ بھولنے والا ہے وغیرہ

پاکستان اور امریکی انتظامیہ

The US administration and Pakistani authorities have publicly claimed that civilian deaths from the attacks are minimal. Leaked military documents reveal that the vast majority of people killed have not been the intended targets, with approximately 13% of deaths being the intended targets, 81% being other militants, and 6% being civilians.[18][19] The identities of collateral victims are usually not investigated by US forces, who systematically count each male military-age corpse as an "enemy killed in action" unless there is clear proof to the contrary, as long as the male was in a militant facility at the time.[19] Estimates for civilian deaths range from 158 to 965.[6][10]

انسانی حقوق

found that a number of victims were unarmed and that some strikes could amount Amnesty International to war crimes.[20]

انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق 2010 میں 900 بے گناہ عوام ڈرون حملوں کے شکار ہوئے ہیں

نواز شریف

Pakistan's Prime Minister, Nawaz Sharif, has repeatedly demanded an end to the strikes, stating: "The use of drones is not only a continual violation of our territorial integrity but also detrimental to our resolve and efforts at eliminating terrorism from our country".[2 1]
The Peshawar High Court has ruled that the attacks are illegal, inhumane, violate

پشاور ہائی کورٹ

the Universal Declaration of Human Rights and constitute a war crime.[22]

اوبامہ انتظامیہ کارد

The Obama administration disagrees, contending that the attacks do not violate international law and that the method of attack is precise and effective.[21][23]
Pakistan's government publicly condemns these attacks.[24] However, it also allegedly allowed the drones to operate from Shamsi Airfieldin Pakistan until 21 April 2011.[25] According to secret diplomatic cables leaked by Wikileaks, Pakistan's Army Chief Ashfaq Parvez Kayaninot only tacitly agreed to the drone flights, but in 2008 requested that Americans increase them.[26] However, Pakistan's Interior

Minister Rehman Malik said, "drone missiles cause collateral damage. A few militants are killed, but the

majority of victims are innocent citizens."[27] The strikes are often linked to anti-American sentiment in Pakistan and the growing questionability of the scope and extent of CIA activities in Pakistan.
The Obama administration disagrees, contending that the attacks do not violate international law and that the method of attack is precise and effective.[21][23]

لیکن اصل حقیقت کچھ اور ہے کہ حکومت بظاہر تو اس کارد کرتی ہے لیکن اصلاً قانونی لحاظ سے 21 اپریل 2011 تک شمسی آئر بیس سے ہی ڈرون طیارے بمبار کرتے رہے۔ وکی لیکس کے مطابق جنرل کیانی تکنیکی لحاظ سے راضی تھے لیکن جب زیادہ ہوئے تو انہوں نے 2008 میں درخواست کی کہ اسے بند کیا جائے لیکن جب نومبر 2011 کو سلالہ چیک پوسٹ پر نیٹو حملے میں 24 فوجی اہلکار مارے گئے تو رد عمل میں پا کستان نے شمسی آئر بیس بند کر دیا۔

پہلا ڈرون حملہ

جنوبی وزیرستان میں جب پاکستانی فوج نے غیر ملکیوں کے نام سے آپریشن شروع کر دیا تو مقامی محسود اور وزیر قبائل نے مہاجر مجاہدین کا ساتھ دیا یوں باقاعدہ وانا میں مارچ 2004 میں جنگ کا آغاز ہوا۔ دونوں قبیلوں کے مجاہدین نے پاکستانی فوج اور ملیشیاء فورسز سے شدید اور خونریز جنگیں لڑی محسود قبیلہ کے سربراہ بیت اللہ محسود تھے اور وزیر قبیلہ کے سربراہ کمانڈر نیک محمد تھے۔ چو نکہ پاکستان یہ سب کچھ امریکی ایماء پر کر رہے تھے۔ اس لئے امریکی مدد ڈالروں اور دیگر ٹیکنا لوجی کی صورت میں پاکستان کو ملتی رہی چنانچہ اسی امداد کے سلسلہ میں 18 جون 2004 کو پہلا ڈرون حملہ کمانڈر نیک محمد پر وانا کے علاقے میں ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق بشمول دو بچوں کے 5 سے 8 تک افراد شہید ہوئے اس حملے کی ذمہ داری پاکستان آرمی نے قبول کی جو جھوٹ پر مبنی تھی۔

بداوزہ ڈرون حملہ

اور 9 ستمبر 2004 کو جنوبی وزیرستان ڈیلہ خولہ کے قریب بداوزہ میں ایک دینی مرکز پر ڈرون حملہ ہوا جس میں 50 کے لگ بگ افراد شہید ہوئے تفصیل پہلے گزری ہے۔

حلقہ شکتوئی بمقام زامہ زولہ ڈرون حملہ

16 جنوری 2007 کو شکتوئی کے علاقے زامہ زولہ (جام جول) میں عرب مجاہدین پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں عرب مجاہدین کے علاوہ کئی مقامی باشندے بھی شہید ہوئے جن میں (۱) تاج عالم ولد آواز خان کیکاڑائی (۲) قتور جان ولد چغان کیکاڑائی (۳) بخت اللہ ولد ولی سلام کیکاڑائی شامل تھے، ان تینوں کا تعلق ایک ہی خاندان سے تھا۔ میڈیا رپورٹ کیمطابق اس حملے 30 افراد ہلاک ہوئے۔

مکین میں ڈرون حملہ

کمانڈر ثناء اللہ کی شہادت کے چند دن بعد امیر محترم بیت اللہ محسود نے پورے علاقہ محسود سے چن چن کر مجاہدین کو جمع کیا اور محمد کوٹ کیمپ پر تعارض کا حکم جاری کیا۔ چاروں طرف سے کیمپ کو بھاری اسلحہ سے نشانہ بنانا شروع کیا۔ 10 ستمبر 2007ء کی رات، ملک نواز کوٹ اور ساتھ والے پہاڑی پر قائم ایف سی کیمپ پر مجاہدین محسود نے اتنا پرزور حملہ کیا کہ ایف سی اہلکار زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر سکے اور تھوڑی مزاحمت کے بعد بھاگ نکلے، یو مجاہدین نے کیمپ اور نواز کوٹ فتح کیا۔ اس تعارض میں حلقہ محسود کے اکثر مشہور جانبازوں نے حصہ لیا کیونکہ ثناء اللہ کی شہادت سے سب کے جذبات بڑک اُٹھے تھے۔ یہ بات یاد رہے، کہ پاکستانی فوج سے جنگ جاری تھی ہر جگہ پر فوج اور طالبان ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما تھے لیکن اس کیمپ کے اہلکاروں سے ثناء اللہ شہید کا خفیہ معاہدہ تھا، یہ طالبان محاصرہ میں تھا ثناء اللہ شہید رات کے وقت اُن تک خفیہ رسد پہنچاتے تھے۔ جسکے بارے میں اہل علاقہ کے طالبان کو بھی معلومات نہ تھے، صرف چند ہی طالبان کو اسکا پتہ تھا۔ اِن تمام تر احسانات اور ایک معاہدے کے باوجود پاکستانی نیم فوجی دستے ملیشیا فورسز نے ان احسانات اور ایک عملی معاہدے کو فراموش کر کے اُنہیں انکے جزاء میں شہید کروایا۔ لیکن پاکستانی اداروں سے گلہ نہیں کیونکہ انہیں یہ وطیرہ وراثت میں ملا ہے۔ ہمیشہ ہی پاکستانی اداروں نے اپنے دشمن کو پہلے اعتماد میں لیا ہے اور بعد میں انہیں قتل کیا ہے جب سے پاکستان بنا ہے اسوقت سے تاریخ اس پر شاہد ہے اُس وقت سے فوج کی تاریخ کو خصوصاً بلوچستان کے حوالے سے اور مختلف خوانین اور نوابوں کے حوالے سے اگر دیکھا جائے۔ تو ان سب کو اعتماد میں لئے جانے کے بعد انہیں منطقی انجام کو پہنچایا گیا ہے جو ایک نائشتہ عمل ہے۔ یہ عمل نہ انسانی اخلاق میں سے ہے اور نہ شرعی لحاظ سے صحیح ہے اور نہ یہ عمل کسی بھی قوم کے ہاں محمود ہے۔ جب مجاہدین نے کیمپ فتح کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ صرف ایک مجاہد اکمال الدین ولد رضاء رقیب آزدیخیل حلقہ مکین شہید ہوا واپسی میں مجاہدین پر ڈرون سے بمبار رہوا جس میں تقریباً 6 مجاہدین نے جام شہادت نوش کی جن کے نام یہ ہیں، (1) محمد داود خان ولد گلستان، گلا خیل مکین، (2) فضل نور ولد اسمعیل باند خیل مکین (3) بیت اللہ ولد شہباز شوبی خیل حلقہ دواتوئی (4) شریف الدین ولد خان قیمت خیل (5) نیک محمد ولد محمد خان شمک خیل (6) میواہ خان ولد زارولی ملک شائی۔ اس تعارض میں زخمی بھی ہوئے جن میں۔ فیاض بروند (2) مولوی رفیع الدین ڈیلے جو بعد میں علاقہ شکتوئی میں ڈرون حملے میں شہید ہوئے (3) اخلاص یار (4) صادق یار (5) نیاز خان (6) کمال جان وغیرہ شامل تھے مال غنیمت میں اس پورے یونٹ کا سامان ملا جن میں اسلحہ اور کئی ماہ کے لیے کافی راشن جس میں دودھ، آٹا، گھی، چینی، وغیرہ شامل تھے۔ اس تعارض کے دوران پاکستانی فوج کے اندھا دھند توپ خانے کی شیلنگ سے ایک گولہ ایک مقامی قبائلی ستار خان کے گھر پر لگا جس میں اسکا بیٹا طارق ولد ستار خان گنا خیل شہید ہوا۔

افغانستان ولایت پکتیکا برمل مرغہ زیڑزوہ میں بمباری

11 جنوری 2007ء کو مجاہدین محسود بشمول وزیر و داوڑ مجاہدین کے 200 افراد پر مشتمل دستہ مرغہ کیمپ پر تعارض کے لیے جب برمل مرغہ زیڑزوہ پہنچا اس دوران کمانڈر بشیر افغانی نے جب ابراہیم کاجی خیل سے رابطہ کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ بے فکر آنا، یہ رابطہ ابھی ہو رہا تھا کہ ہمارے اُپر ڈرون سے بمبار شروع ہوا۔ جبکہ جیٹ طیارے اور گن شپ ہیلی کاپٹر بھی آ پہنچے، اور بمبار شروع کیا جسکے نتیجہ میں (28) مجاہدین نے جام شہادت نوش کی اور 40 زخمی ہوئے۔ یہ تشکیل موسم سرمہ 2007/1/11 کو یہاں پہنچی تھی اور برف باری بھی ہوئی تھی۔ جسکی وجہ سے مجاہدین کو واپسی میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

اس بمبار میں محسود شہداء کے نام یہ ہیں

(1) عالم شاہ شمیر ائی حلقہ سراروغہ (2) شبیر ولد فیض اللہ خان گلیشائی حلقہ جنتہ

(3) عنایت اللہ ولد گل رے خان قیمت خیل حلقہ مکین (4) احسان اللہ ولد شاہجہان گلا خیل حلقہ مکین

(5) روزمان ولد مہربان لالے خیل حلقہ مکین، (6) رضاء اللہ ولد شاہ عالم، لنگر خیل حلقہ سام

(7) عید محمد ولد عبد الخالق مروت (9) مجموعہ ڈاکٹر فقیر داوڑ کے شہداء سعادت زمان ولد گل رمضان ہمزونی داوڑ (10) شیر گل ولد کڑے میر انشاہ داوڑ (11) عطاء اللہ ولد مزارین شاہ داوڑ (12) نور ولی ولد میر صالخون داوڑ (13) سید غفور ولد غوث داوڑ۔ یاد رہے کہ اس بمبار کی اور اس میں ہونے والے نقصانات کی تفصیل اس دستہ میں شریک کمانڈر حقیار اور کمانڈر خان سعید عرف سجنا حال امیر حلقہ محسود المعروف خالد محسود کے زبانی تحریر کیا ہے۔

یاد رہے کہ ساڑے 9 سال بعد اس کاروائی کے جاسوسی کے الزام میں امارت اسلامی کے مجاہدین نے ابراہیم کاجی خیل کو جولائی 2016ء میں بمقام مرغہ بازار بعد از ظہر گولی مار کر ہلاک کیا۔ اہل علاقہ کے بقول ابراہیم کئی سالوں سے دوبئی گیا تھا۔ لیکن جب موت کا وقت مقررہ آ پہنچا تو وہ چھٹی پر گھر آیا اور طالبان کے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچا۔

اپریل 2008 میں سراروغہ میں ڈرون حملہ / سراروغہ اور وچہ خوڑہ کی سرحد پر قاری عمران کا مرکز تھا جہاں پر ٹریننگ ہو رہی تھی ٹریننگ ختم ہونے سے ایک دو دن قبل ٹریننگ سنٹر پر ڈورن حملہ ہوا۔ جس میں کئی پنجابی اور دوسرے قبائلی مجاہدین کے علاوہ اظہار الدین ولد نصیر الدین لنگر خیل محسود حلقہ سراروغہ بھی شہید ہوئے۔

شمالی وزیرستان خیسورہ (مضافات میر علی) میں ڈرون حملہ

مولانا ابوذکوان نے کہا کہ موسم سرمہ 2008 میں خیسورہ تحصیل میر علی کے جنوب میں ایک گاؤں ہے وہاں عرب مجاہدین پر ڈرون حملہ ہوا جس میں رسول غنی ولد قادر خان چند عرب مجاہدین سمیت شہید ہوئے۔

ٹپار غئ کانیگرم 16 اکتوبر 2008 کو ٹپار غئ کانیگرم میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق، 5 افراد شہید ہوئے جس میں خالد حبیب بھی شامل تھے۔

لدھا 2 جنوری 2009 کو لدھا سلطانہ اسکول میں مقیم مجموعہ استاد اسلم کے مجاہدین پر ڈرون حملہ ہوا۔ جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 4 افراد شہید ہوئے۔

نسری خیل میں ڈرون حملہ۔

جنوبی وزیرستان محسود ایریا میں دواتوئی کے قریب نسری خیل گاؤں میں 14 فروری 2009 کو ملا سنگین کی تربیتی مرکز پر ڈرون حملہ ہوا جس میں کل ۳۴ افراد موجود تھے جن میں 25 سے زائد افراد شہید ہوئے اس حملے کے جاسوسی کے الزام میں 3 افراد طالبان نے گرفتار کیئے، جن میں 2 وزیر قوم کے تھے، جبکہ ایک محسود قوم سے تھا، جنکانام محمد تھا۔ انہوں نے کنویں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرلی۔ تفصیل اسد بادشاہ، گل انور، کبری وغیرہ کی زبانی تحریر کی گئی۔ میڈیا پر 30 افراد کی ہلاکت کی تصدیق کی گئی۔

ڈرون حملہ سراروغہ

یکم مارچ 2009 کو سراروغہ میں مجاہدین کے ٹریننگ سنٹر پر ڈرون حملہ ہوا جس میں 6 افراد شہید ہوئے۔ جن میں سے ایک مجاہد کو ایک کلومیٹر کے فاصلے سے دور ٹارگٹ کیا گیا اس ڈورن حملے میں نور بادشاہ لنگر خیل جوان مجاہدین کا خدمت کر رہا تھا شہید ہوا باقی پنجابی مجاہدین تھیں ابوذکوان کی زبانی میڈیا رپورٹ کیمطابق اس حملے میں 7 افراد ہلاک ہوئے۔

مکین 25 مارچ 2009 کو مکین میں عصر کے ساڑے 6 بجے 2 گاڑیوں پر ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق، 7 افراد ہلاک ہوئے۔ **کانیگرم** 29 اپریل 2009 کو کانیگرم میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 6 افراد شہید ہوئے

آرنی تنگی میں ڈرون حملہ۔

12 مئی 2009 کو سرے خاورے تحصیل سراروغہ میں ڈرون حملہ ہوا جس میں عرب مجاہدین کو نشانہ بنایا گیا 5 افراد شہید ہوئے۔ جن میں شیخ عبدالروف بھی شامل تھا۔ ابوذکوان کی زبانی۔ میڈیا رپورٹ کیمطابق اس حملے میں 8 افراد ہلاک ہوئے۔

حلقہ زنگاڑہ میں ڈرون بمبار

کمانڈر خواڑ ولی عرف وفادار کی جہاں ڈیوٹی تھی پہلے پہل آپ پر ڈرون حملہ ہوا (2) حلقہ زانگاڑہ میں 23 جون 2009ء میں خواڑوالی شہید کے جنازہ پر ڈرون حملہ ہوا جس میں عام لوگوں کے بشمول 93 افراد شہید ہوئے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق 80 افراد شہید ہوئے ان میں چند کے نام یہ ہیں (1) محمد حسین (2) نظر گل (3) ہارون (4) کمانڈر خواڑوالی کے خاندان کے کل 17 افراد شہید ہوئے جن میں بھائی چچا اور چچازاد بھائی ماموں بھتیجاو غیرہ۔ اسکے تین دن بعد زانگاڑہ کے مرکز پر بمبار ہوا جس میں 2 مجاہد شہید ہوئیں، اسی طرح اکرام الدین لالا کے گھر پر ڈرون حملہ ہوا جس میں امیر محترم بیت اللہ محسود اور انکی اہلیہ شہید ہوئے، اور گھر کو جزوی نقصان پہنچا، (5)

عبداللہ شاہ پر ڈرون حملہ

کمانڈر عبداللہ شاہ ولد لاوٹ خان کیکاڑائی کا تعلق شکتوئی کے علاقے میر خونی گاؤں سے ہے، آپکی پیدائش 1987 میں ہوئی ہے افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد جب مہاجرین مجاہدین نے قبائل کا رخ کیا تو ان کیخلاف پہلے پہل پاکستانی فوج نے جنوبی وزیرستان میں آپریشن کا آغاز کیا جسکے رد عمل میں بیت اللہ محسود اور نیک محمد احمد زائی وزیر نے عَلَم جہاد بلند کیا چنانچہ اس سلسلہ میں مجاہدین علاقہ محسود نے انکا ساتھ دیا

علاقہ شکتوئی سے عبد اللہ شاہ ولد لاوٹ خان اور اسکے بھائی احسان اللہ المعروف چنڑے احسان نے مکمل بیت اللہ محسود کا ساتھ دیا ستمبر 2004 کی جنگ میں جب نومبر 2004 میں محسود مجاہدین نے شکتوئی ہجرت کی تو دونوں نے مجاہدین کی خوب خاطر داری کی معاہدہ سراروغہ کے بعد جب علاقہ محسود میں حلقہ بندیاں ہوئیں تو حلقہ شکتوئی کی ذمہ داری کیلئے بیت اللہ محسود نے عبد اللہ شاہ کو منتخب کیا جو تاحال 27 فروی 2017 تک بحال ہے آپ صاحب پر جون یا جولائی 2009 میں شکتوئی کے علاقے میں ڈرون حملہ ہوا جسمیں آپ صاحب زخمی ہوئے اور آپکا دوسرا ساتھی اور حلقہ شکتوئی کا نائب امیر مولوی زار جان شہید ہوا کمانڈر عبد اللہ شاہ بظاہر بڑے سیدھے سادھے انسان لگتے ہیں لیکن حقیقت میں بڑے عالی دماغ اور شاہانہ مزاج کے مالک ہیں، آپ صاحب مختلف پرندوں چرندوں کے پالنے کے شائق انسان ہیں آپ کے گھر کے پاس ہمیشہ ہی ایک چھوٹا چڑیا گھر موجود ہوتا ہے حکومت پاکستان کو مطلوب ہے لیکن تاحال کئی دفعہ ان پر حملے کر کے ناکام رہا ہے۔

چیتا ٹاپ حلقہ جاٹرائے اور کاروان منزہ پر پر ڈرون حملہ

اور اسی اثناء میں ڈرون حملے بھی شروع ہو رہے تھے جس میں ایک حملہ حلقہ جاٹرائے کے چیتہ ٹاپ پر مجاہدین کے رابطہ نظام کے ایک پیکٹ پر ہوا جس میں دو بھائی سمیت تین افراد شہید ہوئے یہ حملہ جولائی 2009 میں ہوا جس میں مات خان ولد ذارم خان دانی خیل دالکئی اور اسکا بھائی نور گل ولد ذارم خان دانی خیل دالکئی دونوں بھائیوں کی ایک اکلوتی بہن رہ گئی جبکہ اسکی شادی ہوئی تھی گھر پر کوئی نہ رہا۔ تیسرا محمد جمیل ولد شیر زا علی چیر گلائی درکئی جو ایک بیوہ چار بچے چھوڑ کر شہید ہوئے ، جبکہ اسی حملے کے چند دن بعد کاروان منزہ پر واقع رابطہ نظام کے دوسرے پوسٹ پر ڈرون حملہ ہوا جس میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا کیونکہ مجاہدین اس پوسٹ کو خالی کر کے دوسری جگہ منتقل ہو چکے تھے جس کی وجہ سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا،

امیر محترم بیت اللہ محسود کی شہادت

امیر محترم بیت اللہ محسود جانے پہچانے شخصیت تھے عالمی دنیا کے اہم شخصیات میں آپکا شمار کیا جاتا ہے، افغانستان پر امریکی حملے کے بعد آپ اس وقت مشہور ہوئے جب پاکستانی فوج نے قبائل بالخصوص جنوبی وزیرستان میں غیر ملکیوں کے نام آپریشن کا آغاز کیا۔ اس وقت آپ صاحب نے سیکورٹی فورسز کے خلاف شدید جنگیں لڑے اور پورے پاکستان میں مجاہدین کو ایک صف میں لاکھڑا کیا۔ اور ساتھ ساتھ افغا نستان میں امریکی اور افغان فورسز کے خلاف بھی سینکڑوں تعارض اور کمین اور فدائی حملے کئے۔ جسکی وجہ سے آپ کو عالمی دہشت گردوں کے لسٹ میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ 2003 سے آگست 2009 تک یہ سلسلہ چلتا رہا مئی 2009 میں علاقہ محسود کے خلاف آپریشن راہ نجات شروع ہوا جس میں امریکی مدد ڈالروں اور ڈرون حملوں کی صورت میں پاکستان کو شامل رہی چنانچہ 5 آگست 2009 کو آپ صاحب زانگاڑہ میں اپنے سسر حاجی اکرام الدین کے ہاں ٹھہرے تھے کہ رات کو ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔ جس میں صرف آپ صاحب اپنی اہلیہ

سمیت شہید ہوئے۔ یوں عالم اسلام ایک عظیم جہادی لیڈر سے محروم ہوا۔ میڈیا پر اس حملے میں بیت اللہ محسود اہلیہ سمیت کل 12 ہلاکتوں کی تصدیق کی گئی۔ دو ہفتے بعد امریکی بمشکل تصدیق کر گئے لیکن پاکستان اور امریکہ کی مراد پوری نہ ہوئی بلکہ مجاہدین کے حوصلے پست ہونے کی بجائے بلند ہی رہے۔ اور اسکے رد عمل میں پر تشدد کاروائیاں کئیں

۔ جسکی ایک جلک انہی کے قلم سے یہ ہے۔

بیت اللہ محسود کی شہادت کے رد عمل میں عملیات

Death of Baitullah Mehsud and TTP counter-attacks

As early as August 2009, the TTP leader, Baitullah Mehsud, was killed in a drone attack. This was later confirmed by captured chief spokesman Maulvi Umar.[159] He was replaced by Hakimullah Mehsud.

In early October 2009, the TTP started a string of bomb attacks in cities across Pakistan. The goal of the attacks was to show that the TTP militants were still a united fighting force following the death of their leader and to disrupt a planned military offensive into South Waziristan. Places targeted include the U.N. World Food Program offices in Islamabad[160] a food store in Peshawar;[161] military headquarters in Rawalpindi; a market in Shangla;[162] the intelligence establishments in Lahore;[163][164] the police stations in Kohat and Peshawar; the Islamic center at the International Islamic University in Islamabad;[165] and Air Science Laboratories (ASL) Complex in Kamra. The month of November ended with a car bombing of Meena Bazaar, Peshawar killing 118 civilians.[166] Additionally, the month of November saw suicide bombings of the National Bank of Pakistan in Rawalpindi,[167] a market in Charsadda, and six bombings in Peshawar including the regional headquarters of the ISI and the Judicial Complex.[168][169][170] In 2013, the media reported that the mastermind of chain of attacks in 2009, Abdullah Umar, was brutalized and killed in a police encounter with Punjab Police in 2013.[171]Media authorities identified Abdullah Umar as a law student of the International Islamic University and a son of army colonel.[171]

خوست میں سی آئی اے کیمپ پر حملہ

30 دسمبر 2009 کو خوست میں سی آئی اے کیمپ پر ڈاکٹر ابو دجانہ نے فدائی حملہ کیا جس میں ڈرون کی پلاننگ ٹیم کے کئی آفیسر ہلاک ہوئے ڈاکٹر ابو دجانہ اپنی وڈیو پیغام میں اپنے فدائی حملے کو بیت اللہ محسود کا انتقامی حملہ قرار دے رہا ہے۔

ادریس(دریز)میلہ خڑغنڈائی تک مورچوں پر حملہ

کانیگرم 27 اگست 2009 کو کانیگرم میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 8 افراد شہید ہوئے جسمیں قاری طاہر جان بھی شامل تھے۔

ٹپار غئی 11 اگست 2009 کو ٹپار غئی کانیگرم میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق، 12 افراد ہلاک ہوئے۔

سراروغہ 29 ستمبر 2009 کو سراروغہ میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق بشمول عرفان اللہ محسود 2 ازبک کل 6 ہلاکتیں ہوئی۔ یہ واقعہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے، بقول مولانا عرفان اللہ محسود۔

مکین میں ڈرون بمبار

19 ستمبر 2009 میں عیدالفطر کے دوسرے دن یعنی 2 شوال کو؛ دریز میلہ خڑغنڈائی تک فوج کے مورچوں پر بیک وقت مجاہدین حلقہ محسود نے تعارض شروع کیا، فریقین میں سخت جنگ ہوئی جس میں اکثر مورچے فتح ہوئے اور کچھ رہ گئے، اسی اثناء میں مجاہدین پر ڈرون حملہ بھی ہوا جسکی وجہ سے مجاہدین کی شہادتیں ہوئیں اور چند زخمی بھی ہوئے جس میں کمانڈر کلام شاہ کا شدید زخمی ہوئے۔ ٹوٹل اس تعارض اور ڈرون حملے میں 8 مجاہدین کی شہادت ہوئی، (1) مجیب الرحمن ولد سیدل خان، حلقہ مومی کڑم ملکشائی، (2) سلام ولد سعید خان اشنگئی، حلقہ مومی کڑم

۔ (3) کلیم اللہ ولد عبدالہادین اشنگی کوٹکئی حلقہ سپنکئی رغزائی، کلیم اللہ ولد عبدالہادین اشنگی حکیم اللہ محسود کے چھوٹے بھائی تھے، جو پہلے بیت اللہ محسود کے باڈی گارڈ رہ چکے تھے، جبکہ امیر محترم بیت اللہ محسود 5 اگست 2009 کو ڈرون حملے میں شہید ہوئے تو اسکے بعد حلقہ محسود کیلئے مولوی ولی الرحمن صاحب امیر مقرر ہوئے اور تحریک کیلئے حکیم

اللہ محسود کی تقرری ہوئی۔ تو اپنے بھائی کے بجائے کلیم اللہ محسود مولانا ولی الرحمن صاحب کے باڈی گارڈ بنے اور انہی کے حکم سے اس تعارض میں شامل ہوئے اور جام شہادت نوش کی۔ جنہوں نے پشتون روایات کے خلاف ایک اہم قدم رکھا، کیونکہ پشتون روایات میں اپنے بھائی کو چھوڑ کر دوسرے کی حمایت کرنا مشکل کام ہے حالانکہ اس کا یہ قدم جہادی اصولوں کے عین مطابق تھا،(4) محمد اللہ ولد محمد حسین حلقہ مکین درہ(5) زاہد ولد والی دود، شابی خیل حلقہ خیسورہ۔ اس تعارض اور ڈرون حملے میں تقریباً 13 مجاہدین زخمی ہوئے جن میں 7 شدید زخمی تھے، تفصیل مولوی اخلاص یار کی زبانی تحریر کی گئی،

شکتوئی 17 جنوری 2010 شکتوئی میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 20 افراد ہلاک ہوئے۔ حکیم اللہ موقع پر موجود نہ تھے۔

شکتوئی میں ڈرون حملہ فروری 2010 میں جنوبی وزیرستان شکتوئی کے علاقے سرکئی کلی میں مہاجرین کے ایک مرکز پر ڈرون حملہ ہوا جس میں 14 ازبک مجاہدین شہید ہوئے۔

شمالی وزیرستان زیڑنی میں ڈرون حملہ

فروری 2010 میں پاکستانی فوج کیساتھ آپریشن راہ نجات میں امریکی تعاون ڈرون حملوں کی صورت میں جاری تھی۔ شمالی وزیرستان کے علاقے زیڑنی میں محسود مجاہدین پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں ان افراد نے جام شہادت نوش کی،(۱) آنار گل ولد جنان گل کیکاڑائی(۲) ممتاز خان ولد جلندر خان کیکاڑائی(۳) شدید اللہ ولد میر امان گل میر خونائی۔

میر انشاء میں ڈرون حملہ اور عبد الجبار کی شہادت 2010 میں عبد الجبار ولد رسول خان عباس خیل حلقہ تنگئی عرف نصر اللہ میر انشاہ میں اپنے دوسرے پنجابی طالبان ساتھیوں کے ہمراہ بارودی گاڑی تیار کر رہا تھا کہ اس اثناء میں ان پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں عبد الجبار عرف نصر اللہ ولد رسول خان اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت شہید ہوا۔

شمالی وزیرستان ختی کلئی توچی الگڈ میں محسود مجاہدین پر ڈرون حملہ

17 مارچ 2010 کو حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب کا حفاظتی گارڈ انہیں لینے کے لیے ختی کلی سے صبح 7 سے 8 بجے کے دوران بیجو کار گاڑی میں جب نکلے اور ختی کلی ٹوچی الگڈ میں جا پہنچے تو ان پر ڈرون حملہ ہوا

جسمیں (۱) بیت اللہ عرف کاکا ولد پیر الرحمن محسود مال خیل حلقہ وچہ خوڑہ (۲) مولانا سفیر اللہ ولد ربنواز گرڑائی حلقہ وچہ خوڑہ (۳) زارین خان ولد حنان خان برکی حلقہ بروند نے جام شہادت نوش کی۔ جبکہ مولانا ولی الرحمن غاڑی میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے بچ گئے۔

شکتوئی میں ڈرون حملہ

مارچ 2010 میں شکتوئی کے علاقے لالی بنگئے میں مجاہدین کے مرکز پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں ترکمن، عرب، ازبک، وغیرہ 17 مجاہدین شہید ہوئے، جسمیں ایک مجاہد قبیلہ احمد زئی وزیر مسمیٰ ذاکر بھی شامل تھا۔

شمالی وزیرستان نورک ڈیم کے قریب مچی خیل گاؤں میں

جولائی 2009 سے راہ نجات نامی فوجی اپریشن میں امریکہ پاکستان کی مدد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ انکی امدادی پیکج میں ایک ڈرون حملے کا اضافہ

ہوا شمالی وزیرستان نورک ڈیم کے قریب مچی خیل گاؤں میں حلقہ محسود برونید کے ایک مشہور و معروف کمانڈر حضرت مولانا عزیز اللہ صاحب عرف خڑ اگائی ماسید بمع اپنے دوسرے ساتھیوں کے امریکی ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔ اس ڈرون حملے کے شکار افراد کے نام یہ ہیں۔[1]مولانا عزیز اللہ صاحب ولد ملا شیر محمد حلقہ برونید گاؤں سپینکئ شابی خیل[2]محمد فاروق ولد مطیع اللہ گاؤں سپینکئ درامن خیل[3]محمد یوسف ولد گل میر گاؤں باسکئ دیڑکا کا خیل[4]مولوی نیک زالی ولد گل شیر تنگئ سلیمی خیل[5]محمد عاشق موِلے خان سرائے شمن خیل [6]فدائی جوان عطاالرحمٰن جنتہ گلیشائی۔

کمانڈر علی باشاہ عرف صادق یار پر ڈرون حملہ

علی بادشاہ عرف صادق یار المعروف علی بابا ولد گل بادشاہ محسود عبدلائی، شاخ ظفریف خیل تنگہ درہ مکین سے تعلق رکھتے تھے، علی بادشاہ تقریباً30 سالہ ناخواندہ تھے، بچپن ہی سے بااخلاق حیادار تھے جوانی بھی حیا تقوی اور صداقت میں گذاری افغانستان پر امریکی جارحیت کے رد عمل میں آپ بھی کاروان بیت اللہ کے ایک سپاہی بنے امیر صاحب کے ہر امر پر لبیک کہتے گئے اور جہاد پاکستان کے ساتھ جہاد افغانستان میں سرگرم عمل رہے آپ صاحب کا شمار بھی مکین کے نامور کمانڈروں میں کیا جاتا ہے اسی عرصہ میں آپکو گردوں کی بڑی تکلیف ہوتی تھی جسکے علاج معالجہ کیلئے کراچی پشاور کا سفر بھی کرتے رہے لیکن اسکے باجود ہمیشہ ہی ہر محاذ پر وہ حاضر باش رہتے تھے بالاخر 2009 میں آپریشن راہ نجات کے دوران مکین درہ میں تشکیل مکمل کرکے جب شمالی وزیرستان کے علاقے لانڈے محمد خیل طارق نامی داوڑ کے پاس ٹھہرے تو وہاں پر اپریل 2010 میں آپ پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں آپ صاحب بمع دیگر چار مجاہد ساتھیوں کے رتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے کمانڈر علی بابا کی صرف منگنی ہوئی تھی ورثاء میں والدین بھائی چھوڑے ہیں امیر محترم بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد آپ نے حضرت مولانا ولی الرحمن کا ساتھ دیا اور مرتے دم تک انکے حکم کو لبیک کہتے رہے۔

شکتوئی 25 جولائی 2010 کو شکتوئی میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 14 افراد ہلاک ہوئے۔

تحصیل سراروغہ لنڈی خیل 25 جولائی کو سراروغہ لنڈی خیل میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 4 افراد ہلاک ہو ئے

ولایت خوست میں تین محسود فدائین کی شہادت

اگست 2010ء میں حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب سے خلیفہ سراج الدین حقانی صاحب نے چند فدائین کا مطالبہ کیا۔ جو بازاروں میں ٹارگٹ کلینگ کے ماہر ہو تو مولانا صاحب نے نقیب اللہ، کلیم اللہ، اور احسان اللہ کو تعمیل حکم کے سلسلہ میں خوست بھیجا، وہاں پر ان تینوں فدائین نے کئی جواسیس کو بھرے بازاروں میں موت کے گھاٹ اتار

دیے ،اسی سلسلہ میں ستمبر یا اکتوبر 2010 میں انکے ٹھکانے کی معلومات امریکیوں کو ہوئی اور ان تینوں پر کمانڈو ایکشن کر کے حملہ کیا۔ لیکن سخت لڑائی کے بعد وہ چھاپہ توڑ کر ایک پہاڑی میں پناہ لیا جسکو بعد میں ڈرون حملے کے ذریعے شہید کروادیئے گئے ،شہدا کے نام یہ ہیں نقیب اللہ ولد گل شاہ عالم ،اشنگئی حلقہ سپینکئی رغزائی (2) احسان اللہ ولد فیض اللہ ،عبدلائی حلقہ مکین (3) کلیم اللہ ولد ابراہیم ،ایمار خیل حلقہ مکین۔

شکتوئی میں ڈرون حملہ

راہ نجات آپریشن شروع ہونے کے بعد پاکستان کو امریکی ڈرون طیاروں کی مدد طالبان کے خلاف حاصل تھی۔ جیسے 2009 میں کئی ڈرون حملے چینہ ٹاپ ،کاروان منزہ ،دواتوئی ،کانی گرم اور زنگاڑہ میں ہوئے۔ اس طرح یہ سلسلہ 2010 میں بھی جاری رہا۔ امریکہ پاکستان کی مدد کرتا رہا ۔اسی اثناء میں 2010/8/9 کو حلقہ ڈیلے کا ایک دستہ میران شاہ ،میر علی سے روانہ ہوا۔ جو کہ دو گاڑیوں میں مجاہدین سوار تھے۔ جب یہ مجاہدین جنوبی وزیرستان علاقہ شکتوئی پہنچے ۔تو امریکی ڈرون طیاروں سے ان پر حملہ ہوا۔ جس میں ایک گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔ جس میں تیرہ افراد شہید ہوئے۔ جبکہ دو مجاہدین دور جاگرے۔ جو دور بھاگے ،اور درخت کے نیچے چھپ گئے۔ لیکن وہاں بھی ان کو میزائل سے ہدف بنایا گیا۔ جس میں ایک شہید ہوا اور دوسرا زخمی ہوا۔ جبکہ دوسری گاڑی پر حملہ نہیں ہوا۔ اور اس میں سوار افراد اتر کر اِدھر اُدھر بھاگے اور منتشر ہوئے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد اہل علاقہ مدد کے لئے آپہنچے ۔اور شہداء کے اعضاء دور دور سے اکھٹے کرنے کا عمل شروع کیا۔ جبکہ دو زخمیوں کو برائے علاج معالجہ میرانشاہ منتقل کئے۔ اور باقی شہداء وہاں شکتوئی میں سپرد خاک کئے۔

اس حملے میں شہید ہونے والے مجاہدین کے نام یہ ہیں۔

[1] مولانا رفیع الدین ولد ظاہر شاہ برومی خیل جنوبی وزیرستان حلقہ ڈیلے عرف ثاقب

[2] لعل باز ولد منگل باز //////

[3] حمزہ ولد بانگی خان //.............

[4] شافیصل ولد ملاخان وزیر گائی //..........

[5] شہزادالدین ولد مشات خان کڑمہ وزیر گائی //...........

[6] خنظلہ ولد جلیل وزیر گائی //....................

[7] شیر از ولد عجم خان وزیر گائی //.................

[8] مولوی فیض محمد ولد جاوید اقبال ملک میلہ ملک دینائی //........

[9] آصف ولد مطلب خان ملک دینائی //...........

[10] مجید خان ولد افضل خان شمیرائی //.............

[11] اورنگ زیب ولد رحمت اللہ چونڈ خیل حلقہ ڈیلے

[12] راز محمد ولد پالم خان کئی خیل //..............

[13] عمران ولد عجم خان سلطان خیل عرف تور عمران تخلص ابو عرفان

سابقہ ڈرون حملے کے چند بعد پاتسی عیسوڑی میر علی میں ڈرون حملہ

میر علی کے نزدیک گاؤں پاتسی میں 2010/8/19 کو جنوبی وزیرستان حلقہ ڈیلے کے مجاہدین پر جو ایک مہمان خانہ میں مقیم تھے۔ڈرون حملہ ہوا۔ جس میں [1]مولوی فیض محمد ولد اکبر جان وزیر گائی محسود جنوبی وزیرستان حلقہ ڈیلے

فیض محمد

[2]عبد الکلام ولد عظیم خان وزیر گائی محسود حلقہ ڈیلے

[3]شیر ولی عرف کماندان ولد شا محمود چونڈ خیل حلقہ ڈیلے

[4]مولوی لعل محمد ولد قلندر خان کانیگرم جنوبی وزیرستان حلقہ سام

[5]صدام خان ولد محمد نواز شہید محسود ملک میلہ ملک دینائی حلقہ ڈیلے۔صدام کے والد 2001ء کو افغانستان پر امریکی حملے کے دوران بگرام محاذ پر شہید ہوئے۔ جبکہ صدام پہلے 2010/8/9 کے حملے میں شدید زخمی ہوئے تھے۔اور علاج کے لئے شمالی وزیرستان لائے۔جو دس دن بعد دوبارہ میر علی میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ یاد رہے کہ اس ڈرون حملے میں مہمانوں کے علاوہ مقامی گھر والے پانچ افراد بھی شہید ہوئے۔اس جیسے امریکی ڈرون حملے جو پاکستانی فوج کی مدد سے مجاہدین محسود اور دیگر مجاہدین پر ہوتے رہیں۔بے شمار ہیں۔امیر المومنین ملا اختر محمد منصور پر ڈرون حملے کے وقت میڈیا رپوٹ کے مطابق کل 400 حملے پاکستان میں مجاہدین پر ہوئے۔ جس میں 200 سے کچھ زیادہ شمالی وزیرستان میں ہوئے۔کیونکہ راہ نجات کے بعد شمالی وزیرستان مجاہدین کا مرکز بنا رہا۔شمالی وزیرستان سے جہادِ پاکستان وافغانستان اور عالمی دنیا کو جتنی ترقی ملی۔اتنا ہی برابر بلکہ زیادہ وہاں پر مجاہدین کا جانی نقصان ہوا۔

نیوز گل ولد میروز خان کی ڈرون حملے میں شہادت

ستمبر یا اکتوبر 2010 میں شمالی وزیرستان میں نیوز گل ولد میروز خان لنڈے خیل حلقہ شکتوئی ایک ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔

تاج گل پر ڈرون حملہ جنوبی وزیرستان علاقہ محسود میں راہ نجات کا دوسرا سال شروع تھا۔ آدھا علاقہ فوج کے کنٹرول میں تھا۔ جبکہ آدھا علاقہ طالبان کے کنٹرول میں تھا۔طالبان کی گوریلہ کاروائیاں جاری تھیں۔اسی سلسلے میں

کمانڈر تاج گل ولد زاو تا خان شمیرائی مجاہدین کے ہمراہ پاکستانی فوج کے خلاف گوریلہ کاروائی کے لئے جارہا تھا۔اسی اثناء میں بروز جمعرات 26 اکتوبر 2011 کو بوبڑ میں ان پر ڈرون حملہ ہوا۔ جس میں کمانڈر تاج گل اپنے دوسرے مجاہدین ساتھیوں سمیت شہید ہوئے۔ حکومتی رپورٹ میں 13 سے 22 تک ہلاکتوں کی تصدیق کی گئی۔اس حملے میں کل شہید افراد کے نام اور پتے یہ ہیں۔

[۱]کمانڈر تاج گل ولد زاو تا خان شمیرائی تحصیل سراروغہ

[۲]عطاء محمد ولد زاو تا خان شمیرائی سراروغہ۔ تاج گل کا بھائی تھا۔

[۳]فاروق ولد۔۔۔ شمیرائی سراروغہ

[۴]محمود خان ولد فتح خان شمیرائی سراروغہ

[۵]نقیب اللہ ولد رسول خان بند خیل حلقہ سرکائی منحئکائی

[٦] سلیم اللہ ولد مولانا آنا خان عبد الائی //۔۔۔//

[٧] حضرت عمر ولد جنگ ریز خان گلیشائی۔۔۔۔

[٨] جاوید ولد۔۔۔۔۔۔داوڑ میر علی

[9] جاوید کے علاوہ بھی اس حملے میں داوڑ اور پنجابی طالبان شہید ہوئے۔

[١٠]۔۔۔۔۔۔ولد قلات خان آبا خیل حلقہ شکتوئی

[١١] آمین اللہ ولد میر محمد عبدلائی حلقہ شکتوئی

قاری حسین احمد

قاری حسین احمد ولد محمد یٰسین کا تعلق محسود قوم کے اشنگئی قبیلے سے تھا اور علاقہ کوٹکئی کے باشندے تھے قاری حسین احمد نے دینی تعلیم کراچی سے حاصل کی جبکہ علوم دینیہ کے ابتدائی کتب صرف پڑھے تھیں، طالب علمی کے زمانہ میں آپ صاحب نے سپاہ صحابہ نامی تنظیم میں شمولیت اختیار کی تھی جسکی وجہ سے دینی تعلیم مکمل نہ کر سکے جب 2003 میں علاقہ محسود میں بیت اللہ محسود نے جہادی گروپ تشکیل دی، تو آپ صاحب بھی اس میں شامل ہوئے خصوصاً 9 ستمبر 2004 کو جب پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا تو آپ صاحب بھی سپنکئی رغزائی ،کوٹکئی وغیرہ علاقوں میں فوج سے نبرد آزما ہوئے، اگرچہ قاری حسین نے زیادہ جنگیں نہیں لڑی لیکن اپنی صلاحیتوں کی بناء پر ایک کمانڈر کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ خصوصاً آپ علاقہ محسود میں فدائین کے ماسٹر مائنڈ ٹھہرے۔ بیسیوں فدائین نے آپکے حکم سے اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیئے، پاکستان میں سیکورٹی فورسز کے علاوہ شیعوں کے خلاف بھی آپ نے بیسیوں کاروائیاں کئیں۔ افغانستان خوست میں ڈاکٹر ابو دوجانہ کے حملے میں ملوث ہونے کی سبب امریکیوں ہیڈ لسٹ پر ہوئے۔

قاری حسین پر ڈرون حملے

بالاخر حکومت پاکستان کے مطالبے پر امریکہ نے آپکے خلاف ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کیا، آپ پر کل چار ڈرون حملے ہوئے جن میں چوتھے حملے میں آپ صاحب شہید ہوئے (١) پہلا ڈرون حملہ میر علی میں آپ صاحب پر ہوا جبکہ اسی وقت آپ کسی دوسرے مہمان کے ہمراہ کمرے میں بیٹھے تھے مہمان خانے کے صحن میں گل یار شفیع اللہ گوڑی خیل حلقہ مومی کڑم (٢) سیف اللہ یہ اصلاً عیسائی تھے سراروغہ قلعہ میں بھنگی کے فرائض انجام دے رہے تھے اسی دوران مجاہدین سے مل جل ہو تا رہا خصوصاً ڈکٹر لوئی خان (شہید) کی محنت اسکے بارے میں بار آور ثابت ہوئی اور آپ نے اسلام قبول کی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپکا نام سیف اللہ رکھا گیا اسی ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔ **دوسرا ڈرون حملہ**۔ دوسرے دن شام کے وقت میر علی کے مضافات میں اپکے باڈی گارڈ پر دوسرا حملہ ہوا لیکن آپ صاحب موقعہ پر موجود نہ تھے اس ڈرون حملے میں (١) رسول محمد عرف ملنگ ولد ملل خان شیخ زیارت حلقہ سپنکئی رغزائی (٢) شیر افضل ولد والک خان شیخ زیارت حلقہ سپنکئی رغزائی نے جام شہادت نوش کی، جبکہ ایوب نامی مجاہد شدید زخمی ہوا۔ **تیسرا ڈرون حملہ**۔ میر انشاہ میں آپ صاحب پر تیسرا حملہ ہوا لیکن اس وقت حملے سے چند منٹ پہلے آپ اس گھر سے نکلے تھے جسمیں کوئی جانی نقصان نہ ہوا صرف کمرہ گرا اور تباہ ہوا

چوتھا ڈرون حملہ۔ بالاخر 17 اکتوبر 2010 کو قاری حسین ہیجو کار گاڑی میں شمالی وزیرستان سے براستہ میر علی خیسورہ شکتوئی جارہے تھے جب آپکی گاڑی سڑک کے کنارے جنگل پہنچی اس اثناء میں آپ پر

چوتھاڈرون حملہ ہوا، جسمیں آپ بشمول باڈی گارڈ کے رتبہ شہادت پر فائز ہوئیں۔ اس ڈرون حملے میں آپ کیساتھ مندرجہ ذیل ناموں سے موسوم مجاہدین کی شہادت واقع ہوئی،(۱) قاری حسین ولد محمد یسین اشنگی حلقہ سپنکئی رغزائی(۲) نصیر اللہ ولد فتح جنگ جلال خیل حلقہ چگملائی(۳)جاوید ولد گل ریحان جلال خیل چگملائی(۴)خورشید عرف وحید اللہ ولد خزان گل جلال خیل چگملائی۔

میر علی کے قریب توچی الگڈ میں گاڑی پرڈرون حملہ

2010میں آپریشن راہ نجات میں پاکستانی فوج سے امریکی تعاون برابر جاری رہی چنانچہ اس سلسلہ میں نومبر 2010 میں امریکی ڈرون طیاروں نے میر علی کے قریب بڑوخیل توچی الگڈ میں ایک موٹر کار گاڑی کونشانہ بنایا، جس میں کئی محسود مجاہدین کی شہادت واقع ہوئی اور گاڑی تباہ ہوئی شہداء میں یہ افراد شامل تھے۔(۱) منیر احمد ولد رابوت خان لنگرخیل حلقہ سام (۲) لعل محمد ولد قیندرخان لنگرخیل حلقہ لدھا(۳) رحیم اللہ ولد ماخادشاہی خیل حلقہ خیسورہ(۴) پیرزاعالم خان ولد ولی محمد سلیمی خیل حلقہ خیسورہ(۵)فضل آمین ولد گل سامان سلیمی خیل حلقہ خیسورہ۔

سپین وام ٹی ٹی مداخیل میں ڈرون حملہ

23اپریل2011 کو سپین وام ٹی ٹی مداخیل میں زیر تربیت مجاہدین محسود وغیرہ پرڈرون حملہ ہوا۔ جس میں کئی طالبان نے جام شہادت نوش کی۔ اپریشن راہ نجات میں امریکہ کی پاکستان سے ڈرون حملوں کی یہ ایک اور کڑی تھی۔ شہداء کے نام یہ ہیں۔[۱]میر نواز ولد محمد نواز مچی خیل مامیت خیل گڑیزائی حلقہ برونڈ[۲] عثمان ولد میر جان گلیشائی سرکائی ماسکائی۔

حلقہ شکتوئی کے علاقے بوبڑ میں ڈرون حملہ

آپریشن راہ نجات میں ڈرون حملوں کی صورت میں امریکی تعاون پاکستانی افواج سے ہمیشہ شامل حال رہی چنانچہ اس سلسلہ میں 6نومبر 2011 کوشکتوئی کے علاقے بوبڑ میں مجاہدین محسود کے مرکز پرڈرون حملہ ہوا جسمیں 10 مجاہدین نے جام شہادت نوش کی۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱)نزیر اللہ ولد میرادین آباخیل (۲) اور اسکا دوسرا بھائی سیف اللہ ولد میرادین اباخیل حلقہ شکتوئی(۳) سلیم اللہ ولد مولوی آناخان عبدلائی(۴) تاج الدین ولد ہمیش گل گلیشائی(۵) گل زمان ولد روزی خان گلیشائی(۶) آصف زادہ ولد آمیر محمد عبدلائی(۷)زاہد نور ولد شیواہ خان جلال خیل(۸) غنیم اللہ ولد قلات خان آباخیل محمد اللہ ولد۔۔۔۔۔ملک شائی

[۹]نزیر اللہ ولد لاتامر ملک شائی

[۱۰]امداداللہ ولد نورنوازوزیر گائی حلقہ مومی کڑم ان چھ مجاہدین کا تعلق حلقہ سرکئی ماسکائی سے تھا۔ شہید ہوئے

جبکہ اسی رات کمانڈر تاج گل شہید کے مرکز پر بھی ڈرون حملہ ہوا۔ جس میں چار طالبان نے جام شہادت نوش کی۔

[۱]نور گل ولد نات گل شمیرائی حلقہ سراروغہ [۲]حافظ اللہ نور ولد ربی خان ہیبت خیل حلقہ سراروغہ [۳]محمد علی ولد خواثرہ جان ہیبت خیل حلقہ سراروغہ [۴] ندیم ولد عبدالحنان شمیرائی حلقہ سراروغہ پاکستانی فوج سے آپریشن راہ نجات میں تعاون کے سلسلے میں امریکی حکومت پاکستانی طالبان بالخصوص محسود طالبان کوڈرون طیاروں سے نشانہ بنانے میں مددومعاون رہی۔

بوبڑ جنوبی وزیرستان منڈاو میں ڈرون حملہ

مکین منڈاووام میں ڈرون حملہ۔9مارچ 2012 کو منڈاووام میں ڈرون حملہ ہوا جس میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 12 سے 13 افراد ہلاک ہوئے۔

میر انشاہ بازار میں ڈرون حملہ

آپریشن راہ نجات میں امریکی مدد اسلحہ اور دیگر ٹیکنالوجی ڈالر اور ڈرون حملوں کی صورت میں جون 2009 سے 2012 میں داخل ہوئی اور امریکہ برابر پاکستان کی مدد کرتا رہا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں اکتوبر 2012 کو میر انشاء بازار میں حقانی نیٹ ورک کے دفتر میں بیٹھے ہوئے بخته عالم محسود عرف وطن جار کوڈرون حملے میں نشانہ بنایا جس میں انکی شہادت ہوئی۔

بوسپہ بدر میں ڈرون حملہ

جنوبی وزیرستان محسود ایریا کے علاقے بوسپہ پرے غل شوال کے علاقے میں مجاہدین محسود کے کئی مراکز قائم تھے جو وہاں سے پاکستانی فوج کے خلاف بدر موی کڑم سلے روغہ کانیگرم مشتہ وغیرہ علاقوں میں کاروائیاں کرتے تھے۔ جبکہ نشانہ بننے والا مرکز شیر اغظم آقا عرف فاتح کے نام سے مشہور تھا شیر اغظم آقا عرف فاتح اس محاذ کے ذمہ دار بھی تھے آپریشن راہ نجات میں امریکی مدد شانہ بشانہ پاکستان سے جاری تھی چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی اس مرکز پر ڈرون حملہ بھی تھا شائد اصل ہدف کمانڈر فاتح تھے جو موقع پر موجود نہ تھے۔ یہ ڈورن حملہ 18 دسمبر 2012 کو رات کے وقت مرکز پر ہوا جس میں (۱) عرفان اللہ ولد معلومات خان کئی خیل (۲) کرامت اللہ ولد نظام الدین کئی خیل (۳) نصرالدین عرف زرقاوی ولد سونیاگل وزیر گائی (۴) محمد طیب ولد شیر الدین وزیر گائی (۵) نور گل ولد گلاب خان برومی خیل نے جام شہادت نوش کی ان شہداء کو وہاں ہی سپرد خاک کیا گیا۔ ان کے جاسوس محمد ولی منظر خیل اور اسکا بھتیجا نیاز علی کا بیٹا گرفتار ہوئے بعد میں اقرار کیا لیکن مولوی عبداللہ حکیم اللہ محسود کے ساتھی نے رکاوٹ ڈالی جسکی وجہ سے انہیں رہا کیا صرف جلاوطنی کی سزادی جبکہ وہ بھی پوری نہ ہوئی۔

2013/1/3 کو شمالی زیر رستان علاقہ تپی کے گاؤں میں کمانڈر شاہ فیصل پر ڈرون حملہ ہوا۔

انہی دنوں میں حکیم اللہ اور مولوی ولی الرحمن کے درمیان صلح صفائی کی کوششیں شروع تھی کہ اچانک ان دنوں مجاہدین پر ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ خصوصًا حکیم اللہ محسود کے ان قریبی ساتھیوں کو تارگٹ کیا گیا جو اس صلح سے خوش تھے اور حلقہ محسود کے نظم میں داخل ہوئے۔(۱) جن میں کمانڈر شاہ فیصل ولد جنان ہیبت خیل سراروغہ جنوبی وزیرستان اور اسکا دوسرا ساتھی، (۲)رضوان ولد شیر زادین لنگر خیل سراروغہ جنوبی وزیرستان (۳) ابرار ولد شیر عالم شمیرائی سراروغہ (۴) جمال الدین ولد سید محمد ہیبت خیل حلقہ لواڑہ کل مجاہدین شہید ہوئے جبکہ اور اسکی گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔

2013/1/6 کو دوسرا حملہ بوبڑ غر جنوبی وزیرستان حلقہ شکتوئی میں طوفانی کے مرکز پر ہوا۔ جن میں ولی محمد اشنگئی سپینکئی رغزائی جنوبی وزیرستان عرف طوفانی، جبکہ قاری حسین کے

والد تیین بابا اشنگئی عرف ابو حسن نور سلام اشنگئی سپینکئی رغزائی عرف کاروان سیلاب ولد سادی خان ملک شائی سپینکئی رغزائی عارف اللہ اشنگئی سپینکئی رغزائی ریحان اشنگئی جنت اللہ دیر دونائی عرف کاجالائی وغیرہ نے جام شہادت نوش کی۔

2013/4/17/ کو پھر بوبڑ غر میں ڈرون حملہ

جنوبی وزیرستان سپینکئی رغزائی کے امیر مولانا خواجہ محمد عرف مدنی کے مرکز پر 2013/4/17/ کو ڈرون حملہ ہوا جس میں (۱) حبیب خان ملک دینائی ایسے حلقہ برونڈ۔ (۲) جمال الدین ولد بابو عبد الائی سپینکئی رغزائی (۳) عبد المالک ولد کرامت خان کیکاڑائی حلقہ شکتوئی۔ (۴) معراج ولد شوکت علی مرحوم نظر خیل کوٹکئیشہید ہوئے۔

2013 /5/ 29 کو مولانا ولی الرحمن صاحب پر ڈرون حملہ

انہیں دنوں میں پاکستانی حکومت مذاکرات کا ڈنڈھورا پیٹتی رہی اور اس بارے میں حکومتی کمیٹی سے کئی بار طالبان کمیٹی کے اجلاس بھی ہوئے۔ امریکہ جو مسلمانوں کا ازلی دشمن ہے وہ نہ پاکستان کی خیر خواہی چاہتا ہے کیونکہ پاکستان دنیاء میں اسلامی ریاست کے نام سے مشہور ہے اور پاکستانی خفیہ ادارے بھی ہمیشہ سے امریکہ کیساتھ چال چلتے ہیں۔ جبکہ امریکہ کی طالبان اور دوسرے مجاہدین سے د شمنی تو واضح ہے۔ اسلیے امریکہ نے اس سنہری موقع کو تہ وبالا کیا اور 29 مئی 2013 کو میر انشاء بازار کے مضافات میں واقع چشمہ کلئی میں رات کے وقت حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب پر ڈرون حملہ ہوا۔ جسکے نتیجے میں مولانا ولی الرحمن صاحب اور مولانا نصر الدین ولد خڑپڑو اور کمانڈر فخر عالم ولد خان بہادر کئی خیل ڈیلہ اور علی محمد عرف عادل ولد محمد علی موقع ہی پر شہادت کے اعلی مقام پر سرفراز ہوئے۔ جبکہ مولوی صاحب کے دو ساتھی شدید زخمی ہوئے۔ اس حملے سے طالبان کا بھی از حد درجے نقصان ہوا جسکی تلافی مشکل ہے، جبکہ پاکستان کا فائدہ بھی ہوا اور نقصان بھی پاکستان کو اس حملے سے فائدہ اس نسبت سے ہوا، کہ چونکہ مولانا صاحب حلقہ محسود کے مجاہدین کے امیر تھیں۔ جو تحریک طالبان میں اہمیت رکھتا تھا کیونکہ طالبان میں ان جیسا دوسرا بندہ نہ تھا اور نہ ملنے کی امید ہے۔ لیکن نقصان بھی ہوا۔ کیونکہ پاکستان میں امن وامان کا خواب پھر سے معدوم ہوا۔ کیونکہ طالبان نے مذکرات سے علیحدگی کا اعلان کیا۔ جو تاحال 17 نومبر 2017 تک برقرار ہے

شوئی درسیلاب مرکز پر ڈرون حملہ

جولائی 2013 بمقام شوال شودرسیلاب مرکز پر عید الفطر کے دن ڈرون حملہ ہوا جسمیں خواثزاداد خان ولد نندر خان سپین کمرگلا خیل اور تاج محمد ولد ولی خان عبدلائی توراخیل جام شہادت نوش کرکے شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے۔

فداء محمد ولد یعقوب کی شہادت 2013 میں وانہ میں ایک ڈرون حملے میں فداء محمد ولد یعقوب حلقہ خیسورہ اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت شہید ہوا۔ یادرہے کہ فداء محمد کا تعلق پنجابی طالبان سے زیادہ تھا خصوصاً لشکر جنگوی میں اسکی رکنیت تھی۔

حکیم اللہ محسود کی شہادت

حکیم اللہ محسود جانے پہچانے شخصیت تھے آگست 2009 میں بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد آپ تحریک طالبان کے آمیر منتخب ہوئے اس دوران آپ بہت ہی مشہور ہوا بالخصوص 30 دسمبر 2009 کو خوست میں سی آئی اے کیمپ پر ڈاکٹر ابو دجانہ کے حملے سے۔ادھر پاکستان کو ڈالر اور ڈرون حملوں کی صورت میں مدد حاصل تھی چنانچہ جب لطیف محسود افغانستان میں گرفتار ہوئے تو پاکستان کو خوف لاحق ہوا کہ ہو سکتا ہے افغان حکومت کے وساطت حکیم محسود انڈیا سے تعلقات ہو لہذا امریکیوں کے ذریعے انہیں ٹارگیٹ کرنے کی ٹھان لی یوں بقضائے الٰہی پاکستان کی یہ خواب یکم نومبر 2013 کو شرمندہ تعبیر ہوئی کہ آپ بمع ولی برکی ولد حنان وصمید اللہ وایمل کھانسی اور چچا سمیت ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔میڈیا رپورٹ میں آپ اور دیگر پانچ افراد کی تصدیق کی گئی جس میں عبد اللہ بہار کا نام بھی شامل تھا۔اگرچہ عبد اللہ اس حملے موجود نہ تھے۔

رضاء اللہ ولد ڈاکٹر نصر اللہ خیسورہ کی شہادت

رضاء اللہ ولد ڈاکٹر نصر اللہ اشنگئی حلقہ خیسورہ پنجابی طالبان کے ساتھ افغانستان گیا تھا وہاں پر جنوری یا فروری 2014 میں ایک ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔یاد رہے آپکے والد ڈاکٹر نصر اللہ خیسورہ میں فوج سے شدید لڑائی لڑنے کے بعد شہید ہوئے۔

شوال کونڈ منگڑیتے میں ڈرون حملہ

25 فروری 2014 کو مجاہدین محسود بشمول دیگر مجموعات کے مجاہدین کے آپریشن ضرب عضب کے رد عمل میں منگڑیتے کے قریب کنڈ پہاڑ کے نزدیک پاکستانی فوج کے کیمپ پر تعارض کیلئے جا رہے تھے جبکہ ڈرون طیارے بھی ساتھ ساتھ فضاء میں نگرانی جاری رکھے ہوئے تھے۔ بالاخر کسی کے کہنے پر مجاہدین گاڑیوں سے اترے اور اِدھر اُدھر جنگل میں منتشر ہوئے اسی اثناء میں ڈرون طیاروں سے حملے شروع ہوئے جس میں 29 مجاہدین شہد ہوئے۔(۱) جن میں حلقہ محسود کے حافظ صفت اللہ حلقہ جنتہ (۲) تلوار ولد پیر خان نظر خیل حلقہ مومی کڑم جبکہ تیسرا کراچی سے آیا ہوا سی۔۔۔۔جو حافظ سے مشہور تھا، حلقہ محسود کے ان تین مجاہدین نے جام شہادت نوش کی اور تعارض ناکام ہوا جسمیں تین ٹویٹا گاڑی تباہ ہوئی۔جیسا کہ آپریشن راہ نجات میں امریکی مدد پاکستان سے ڈالر اور دیگر ٹیکنالوجی اور ڈرون حملوں کی صورت میں جاری تھی اس طرح آپریشن ضرب عضب میں امریکی مدد پاکستان سے برابر شامل حال رہی اس جیسے کئی ڈرون حملے دوسرے مواقع میں پاکستانی مجاہدین پر ہوئے اس ڈرون حملے میں کمانڈر حزب اللہ وزیر بھی شہید ہوئے میڈیاء پر یہ کاروائی پاکستان افغانستان کی مشترکہ کاروائی بتائی۔

وچہ درہ میں ڈرون حملہ 2014 کے موسم بہار کے ایام میں امریکی ڈرون طیاروں سے وچہ درہ جنوبی وزیرستان میں جاوید ترکمن کے ساتھیوں پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں تین ترکمن مجاہدین شہید ہوئے۔

ڈاکٹر عابد پر ڈرون حملہ

4 اگست 2014 کو مرغہ والسوالی برمل افغانستان میں ڈاکٹر عابد محسود ولد وزیر جان برومی خیل اپنے دوسرے ساتھی حضرت حیات ولد تاج علی برکی کے ہمراہ موٹر سائیکل پر مرغہ بازار سے جا رہے تھے کہ

ان پر مرغہ الگڈ تیتان شگہ کے قریب ڈرون حملہ ہوا جسمیں دونوں مجاہدین نے جام شہادت نوش کی۔

لواڑہ باجوڑی طالبان کے مرکز پر ڈرون حملہ 20 دسمبر 2014 کو شمالی وزیرستان علاقہ لواڑہ میں آپریشن ضرب عضب کے دوران امریکی ڈرون طیاروں سے باجوڑی طالبان کے مرکز پر بمبار ہوا جس میں محمد جان عرف شامل ولد اولے خان برکی بھی شہید ہوئے۔

وچہ درہ میں استاد فاروق پر ڈرون حملہ

15 جنوری 2015 کو امریکی ڈرون طیاروں سے جنوبی وزیرستان کے علاقے وچہ درہ میں استاد فاروق پنجابی کے مرکز پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں آپ صاحب بمع انگریز قیدیوں کے شہید ہوئے۔ یادرہے کہ ان دونوں انگریز قیدیوں نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ مقامی ساتھیوں کے بقول کہ ہمیں بھی یہ پتہ نہ تھا کہ اس گھر میں کوئی روپوش ہے جب بمبار ہوا بعد میں پتہ چلا کہ استاد فاروق پر ڈرون حملہ ہوا ہے۔

شمین اللہ عرف خاورے پر ڈرون حملہ

شمین اللہ ولد پاسی مرجان شخہ خیل سراروغہ بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد تاج گل کے ہمراہ حکیم اللہ محسود سے جاملے بعد ازاں جب محسود مجاہدین میں تصادم ہوا اور پھر معاہدہ ہوا تو وہ کرم ایجنسی چلے گئے وہاں بمقام شبقدر 18 مارچ 2015 کو آپ پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں آپ شہید ہوئے۔

افغانستان کے علاقہ گومل ژورہ میں ڈرون حملے (از مفتی عاصم)

شمالی وزیرستان میں جب جون 2013 کو پاکستانی فوج نے آپریشن ضرب عضب شروع کیا تو مجاہدین نے مختلف علاقوں کارخ کیا مجاہدین حلقہ محسود نے شمالی وزیرستان کے علاقہ لٹکہ، سنزلئی، لواڑہ، شوال میں مراکز کھولے بعد ازاں جب مجاہدین حلقہ محسود اور حکیم اللہ کے حامیوں کے درمیان جب مولانا فضل اللہ امیر تحریک طالبان پاکستان نے صلح کیا اور ان میں بھائی چارے کی زندگی پھر سے شروع ہوئی تو کچھ عرصہ بعد حلقہ محسود کے امیر خالد محسود نے جہاد پاکستان کو وسعت دینے کیلئے پاکستان کے مختلف علاقوں کو مجاہدین کے تشکیلات بھیجی ان میں سے ایک تشکیل حضرت مولانا عبدالحمید عرف حذیفہ محسود کا علاقہ گومل افغانستان ژورہ کیا مولانا صاحب نے وہاں دومراکز کھولے ایک استشہادی فورس کیلئے جبکہ دوسرا مرکز رابطہ نظام بحال کرنے کیلئے جہاں سے مولانا صاحب پاکستان میں کاروائی کرتے تھے جبکہ وہاں پر اور پاکستانی مجاہدین کے کئی مراکز بھی تھے لیکن امریکی امداد چونکہ پاکستان کے ساتھ ہر حال میں جاری تھی اس وجہ سے پاکستان کے کہنے پر امریکہ اور افغان حکومت نے وہاں چھاپے لگوائے اور کئی ڈرون حملے کیئے اسی سلسلہ میں پہلا چھاپہ 2015/9/9 کو لگا جس میں کئی ڈرون حملے مجاہدین پر ہوئے جن میں ایک ڈرون حملے میں استشہادی فورس کے راہبر اور ماسٹر مائن فدائی محمد عیسیٰ ولد نیوز خان کئی خیل 2015/9/10 کو شہید ہوئے یہ چھاپہ تین دن اور رات جاری رہا جس میں جیٹ طیاروں اور ڈرون طیارون، ہیلی کاپٹرز اور دیگر طیاروں کے ساتھ افغان کمانڈوز نے بھی حصہ لیا چھاپہ ختم ہو جانے کے بعد 2015/9/13 کو ایک اور ڈرون حملہ مولوی عبدالحمید عرف حذیفہ کے گاڑی پر ہوا جس میں آپ صاحب اپنے چند فدائین کے ساتھ شہید ہوئے انکے نام یہ ہیں۔

(۱) مولوی عبدالحمید عرف حذیفہ ولد غوث الدین لنگر خیل حلقہ وچہ خواڑہ

(۲)رافید اللہ ولد صدام حسین عرف ڈاکٹر مچی خیل اوسپاس حلقہ تنگئی 14 سالہ جوان تھے(3)احمد فدائی احمد زائی وزیر وانہ 15 سالہ جوان تھے(۴)سیف الاسلام فدائی احمد زائی وزیر وانہ تقریباً16 سے 18 سالہ عمر کے جوان تھے(۵) محمد یوسف فدائی گنڈاپور کے قوم سے تعلق رکھتے تھے(۶) شعیب اختر فدائی گنڈاپور کے قوم سے تعلق رکھتے تھے بعد ازں خالد امیر صاحب نے دیگر فدائین اور وہاں پر موجود عاملہ کو گومل چھوڑے اور لواڑہ آنے کا حکم کیا جبکہ اسی موقعہ پر وہاں اعظم طارق محسود اور مولوی خیر محمد ذاکر بھی فدائین کے ساتھ موجود تھیں جو کسی ضروری کام پر وہاں گیئے تھے چنانچہ ان دونوں حضرات نے منظم اندز سے وہاں سے انخلاء کرکے لواڑہ کا سفر شروع کیا جبکہ یہ مجاہدین کئی گاڑیوں میں سوار تھیں جن میں سے پہلی گاڑی جب شکین کے علاقے راڈون آڈہ کے قریب پہنچی تو2014 /9/ 14 کو اس پر ڈورن حملہ ہوا جس میں مولوی خیر محمد عرف ذاکر اور فدائین کے ڈرئیور محمد اسحاق عرف احمدی اور ایک پنجابی مجاہد بھی شہید ہوئیں جبکہ باقی بچ جانے والے مجاہدین زخمی تھے مولوی خیر محمد ذاکر کی لاش اور زخمیوں کو وہاں سے رخہ نامی علاقے سے ہوا تاہو الامن افغانستان پہنچایا اور وہاں پر انکو محسود شہداء کے قبرستان میں سپرد خاک کیا جبکہ احمدی اور دوسرے پنجابی مجاہد کی لاشوں کو وہاں جائے وقوعہ کے قریب ہی سپرد خاک کئے ان واقعات کی تفصیلات صدام حسین عرف ڈاکٹر (شہید) اور فدائین کے استاذ منصور سے حاصل کیا۔

مولانا عبد الجلیل عرف مولوی زاہد مچی خیل اوسپاس کی شہادت

مولانا عبد الجلیل عرف مولوی زاہد ولد امیر محمد خیل مچی خیل اوسپاس جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے باشندے تھے علوم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ نے جہادی میدان میں حلقہ بروند میں حضرت مولانا عظمت اللہ صاحب کیساتھ خدمت شروع کی چنانچہ اس سلسلہ میں آپ صاحب بارود اور ریموٹ وغیرہ کے ماہر بنے بالاخر آپ صاحب جنوبی وزیرستان وشمالی وزیرستان میں مہاجرین اور انصار مجاہدین کی صفوں میں ایک ماہر استاذ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے آپ صاحب سے بیسیوں مجاہدین نے تربیت حاصل کی چنانچہ اگست 2009 میں بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد آپ نے حلقہ محسود کے امیر مولوی ولی الرحمن صاحب (شہید) سے بیعت جہاد کی 2010ء میں آپ صاحب نے مولانا عظمت اللہ سے کسی ناراضگی کی وجہ سے ناطہ توڑا اسی اثناء میں چونکہ حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن میں بھی کچھ اختلاف چل رہا تھا، مولوی زاہد حکیم اللہ محسود کے بڑے مخالفین میں سے تھے لیکن 2011ء میں ایک غلطی کی وجہ آپکو تین دن نظر بند کیا گیا بعد ازاں آپ صاحب اس وجہ سے مولوی ولی الرحمن سے ناراض ہوئے اور حکیم اللہ محسود سے جوڑ گئے جب اپریل 2014 میں ان دو گرہوں میں لڑائی شروع ہوئی تو آپ اپنے دوسرے ساتھی نور محمد عباس خیل حلقہ بروند کے ہمراہ کمانڈر ترابی وزیر سے جاملے جب ان دو گرہوں میں معاہدہ ہوا تو آپ نے پھر شہریار گروپ اور مجلس عسکری کا ساتھ دیا چنانچہ انہی دنوں میں یکم جنوری 2016 کو پکتیکا اولسوالی برمل بمقام اوزبرائگی ڈرون حملے میں شہید ہوئے اور انہیں وہاں محسود قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

3 جنوری 2016 کو علاقہ شکین پکتیکا میں ڈرون حملہ

جب جنوبی وزیرستان علاقہ محسود کو مہاجرین کے واپسی کا سلسلہ حکومت نے شروع کیا تو علاقے میں بڑے زور وشور سے فوجی کاروائیاں کئے یہ آپریشن دسمبر 2014 سے حلقہ جاڑائے گورگورے ڈیلے وغیرہ میں شروع کیا جو ایک سال تک مکمل جاری رہا جسکا اخری مرحلہ 18 دسمبر 2015 کو کنڈے غر پر فوج کشی تھی۔ جبکہ متصل ایک ماہ بعد 18 جنوری 2016 کو علاقہ زیارت ژئے سَوَئے گومل ٹانک وغیرہ میں آپریشن کا آغاز ہوا جسکی وجہ سے مجاہدین نے مجبوراً مراکز افغانستان منتقل کئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں امریکی مدد بھی ان سے شامل حال تھی

اور مجاہدین پاکستان خصوصاً مجاہدین محسود کو ڈرون حملوں سے نشانہ بناتے رہے۔ جن میں ایک ڈرون حملہ 30 جنوری 2016 کو شکین پکتیکا(نزد گومل) میں مجاہدین محسود کے ایک قافلے پر ہوا جو پاکستان سے آرہے تھیں جن میں 18 کے لگ بگ مجاہدین شہید ہوئے جن میں کمانڈر حضرت مولانا پیر محمد عرف منصور امیر حلقہ چگملائی بھی شہید ہوئے باقی سب شہدا محسود قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ انکے چند قریبی ساتھی عبدالواحد ولد حقنواز وغیرہ بھی ساتھ تھے۔ اس ڈرون حملے کے شکار ہونے والے شہداء کے نام یہ ہیں۔

(۱)مولانا منصور صاحب ولد شائستہ خان جلال خیل چگملائی(۲) عبدالواحد ولد حقنواز جلال خیل چگملائی(۳)حسن خان ولد شاہ جہان عزت خیل سرویکی برونڈ (۴) شرین ملا ولد نیاب خون درامن خیل(۵) عظیم خان ولد پائگل اشنگئی حلقہ مانتوئی (۶)خالد ولد میر زاعلی اشنگئی حلقہ مانتوئی(۷)عابد ولد میر ذل اشنگئی حلقہ مانتوئی(۸)توکل خان وزیر ملک شائی شوال مجموعہ گُڈ خالد جبکہ بقایا افراد کا تعلق حلقہ مشتہ سے تھا جو حکیم اللہ محسود اور شہریار گروپ سے تعلق رکھتے تھے جنکے نام یہ ہے۔ (۱)زاہد خان منظر خیل حلقہ مشتہ(۲) شرام گل ولد پاکستان منظر خیل مشتہ عرف ہاشمی (۳)عبدالرحیم عرف رائیم خان ولد خان بوز منظر خیل مشتہ عرف انقلابی (۴)مار خان ولد داراز خان خال خیل مشتہ عرف صوفی (۵)زیر محمد ولد گلا محمد منظر خیل عرف انتظار۔

مرغہ افغانستان پکتیا میں ڈرون حملہ

19 جون 2016 کو بروز جمعتہ المبارک 19 رمضان المبارک کو ڈرون طیاروں سے ایک بیجو موٹر کار گاڑی پر حملہ ہوا جس سے گاڑی میں سوار تین افراد جل کر راکھ ہوئے یہ حملہ نماز جمعہ سے پہلے ہوا مغرب تک انکی شناخت نہ ہوسکی مغرب کے بعد پتہ چلا کہ وہ محسود قوم کے مہاجرین ہیں جنھوں نے پاکستانی فوج کے مظالم سے جنوبی وزیرستان سے ہجرت کی تھی افغانستان لامن مہاجر کیمپ میں رہائش پذیر تھے جن میں ایک 15 سالہ لڑکا ایک سپر پارٹس دوکاندار تھا جبکہ دوسرا گاڑی بنانے کا مستری تھا جبکہ تیسرا انکا رشتہ دار تھا جو کسی اور سے عاریت پر گاڑی لیکر مرغہ الگڈ میں غسل کرنے کے لیے آئے تھے غسل کرنے کے بعد واپس دوکان جارہے تھے کہ راستے میں ڈرون حملے کے شکار ہوئے وجہ معلوم نہ ہوسکی کہ ان پر کس جرم کی پاداش میں ڈرون حملہ ہوا۔ ان کے نام یہ ہے۔(۱) جمشید ولد اللہ جان حلقہ مکین قلندر(۲) فرمان اللہ ولد لالو خان حلقہ لواڑہ شوال(۳) زواللہ ولد عرفات خان عرف رافات خان حلقہ قلندر۔

برمل لاڈہ میں ڈرون حملہ

18 مارچ 2017ء بروز ہفتہ دن 11 بجے کے لگ بگ افغانستان کے علاقے برمل رخہ لاڈہ میں ایک بیجو کار گاڑی پر ڈرون حملہ ہوا، جسمیں کمانڈر ہارون جانی خیل وزیر اور عظمت اللہ محسود ولد اللہ جان حلقہ مکین قلندر شہید ہوئے۔

برمل لامن میں ڈرون حملہ

19 مارچ 2017ء کو بروز اتوار عصر 4 بجے افغانستان کے علاقے برمل لمن بازار کے نزدیک ایک بیجو کار گاڑی پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں کمانڈر محمد طیب محسود حلقہ لدھا اور استاد اسلم پنجابی اور اسکا دوسرا ساتھی جبکہ ایک اور وزیر قوم کا مسمیٰ میادین سید گئی شہید ہوئے۔

پاکستانی فوج کے مظالم کے چند نمونے

شوال وچ وام پر پاکستانی فوج کی گولہ باری

ستمبر 2007 میں جب مکین میں امیر حلقہ مکین ثناء اللہ کو ملیشیاء فورس نے شہید کر دیا تو اس کے رد عمل میں مجاہدین نے اس کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملے شروع کئے۔ چنانچہ فوج نے بھی شوال تک علاقے پر شدید گولہ باری کا سلسلہ شروع کیا اسی گولہ باری کے نتیجے میں شوال کے علاقے وچ وام میں ایک عام قبائلی مسمیٰ راپاخان ولد سفیر خان بی بی زائی اور اسکا بیٹا ادل میر دونوں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

لدھا میں 4 ملیشیاء اہلکاروں کی گرفتاری اور اسکے رد عمل میں عوام کی گرفتاری

جنوری 2008 میں مجاہدین لدھا نے 4 فرنٹیر کور کے اہلکاروں کو اس وقت گرفتار کیا جب وہ پانی لینے کیلئے ایداری نالے آئے تھے انکے پاس بندوق نہیں تھے۔ اسکے رد عمل میں نادرہ دفتر میں موجود عوام میں 13 عام شہریوں کو لدھا قلعہ میں موجود ملیشیا فورسز نے گرفتار کر لیے گرفتار شدگان کے بقول مسمی ناصر گرڑائی کو تشدد کر کے شہید کیا گیا۔ بعض اہل علاقہ کا کہنا تھا کہ وہ طالبان کے گولی لگنے سے شہید ہوئے ناصر کی لاش ایک ماہ بعد اسکے رشتہ داروں نے قبر سے نکالی جو صحیح سالم تھی اور اسکو اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

بوڑھے (معمر) بوبرک عبدالائی کا پر اسرار قتل۔

جنوری یا فروری 2008 کے جنگ کے دوران علاقہ خیسورہ میں محسود قبیلے کے ذیلی شاخ عبدالائی کا ایک معمر بوڑھا شخص مسمی بوبرک عبدالائی تیارزہ قلعہ کے نزدیک راستے پر جارہا تھا۔ فوج انہیں واپسی کا کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ میرے باپ دادا کا راستہ ہے میں اس پر جارہا ہو۔ آپ لوگوں کو مجھ سے کوئی تکلیف نہیں، میں واپس نہیں ہو سکتا، پاکستان کے بہادر فوج کے سپاہی نے انہیں گولی مار کر شہید کیا۔ یاد رہے کہ اس جنگ کے دوران خیسورہ کے باشندوں نے ہجرت نہیں کی تھی معمولی کی زندگی بحال تھی۔ اور نہ کرفیوں نافذ تھی لیکن پنجابی فوج نے اپنا لوہا منوانے کی غرض سے بوڑھوں تک کو بھی معاف نہ کیا۔

لدھا شپیش تین گاؤں میں ایک عام قبائلی کی توپ گولہ سے شہادت

جنوری 2008 میں تحصیل لدھا شپیش تین گاوں میں پاکستانی فوج کے اندھا دھند توپ خانے کی گولہ باری سے ایک عام محسود قبائلی شہید ہوا جو اکیلا گھر کی حفاظت کیلئے ٹھہرا تھا۔

مکین میں فوج کے ہاتھوں عزت لوٹنے کی خوف سے نوجوان لڑکی آگ میں کھود گئی

پاکستانی فوج اپنے آقاؤں کے نقش قدم پر کیونکہ انکے آقاؤں کا یہ وطیرہ چلا آرہا ہے جس کے بارے میں مشہور مؤرخ مولانا محمد میاں صاحب علماء ہند کی شاندار ماضی میں لکھتے ہے حقیقت یہ ہے کہ پیشہ ور فوجیوں کے سامنے حلال و حرام کا زمانہ جنگ میں وہ ہر مال جو ان کے سامنے آجائے جائز سمجھتے ہیں۔ الی قولہ مگر جب سے مغربی تہذیب کا سیاہ آفتاب طلاع ہوا ہے ان روایات کہنہ کی تاریکی ختم ہوگئی ہے۔ نئی روشنی نے فوجیوں کے اختیارات میں بے پناہ وسعت پیدا کر دی ہے۔ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ یورپ کی اس جنگ عظیم کے دوران میں (جو 1939ء سے 1944 تک دنیا میں بموں کی بارش برساتی رہی تھی) ہم نے خود دیکھا ہے اس مہذب اور متمدن زمانہ کی تربیت یافتہ فوجیں جب

سفر کرتی تھے تو اسکی آمد کی خبر سنتے ہی اسٹیشن کی اسٹالیں بند ہو جاتے تھے کیونکہ فوجیوں کی بے تکلفی کے سامنے نہ ان کے خونچے باقی رہ سکتے تھے اور نہ اسٹالیں محفوظ رہ سکتی تھے الی قولہ اور جب ایک چھاونی سے دوسری چھاونی میں تبدیل ہونے والی فوجیں یا پیادہ مارٹ کیا کرتی تھیں تو دیہات کے باشندے اپنے بیل بیگار کی خوف سے اور دوسرے قیمتی سامان اور جوان عورتوں کو بھی چھپا دیا کرتے تھے، کیونکہ فوجوں کے ذوق غارت گری و عصمت دری کے سامنے نہ کسی کی کوئی وقعت و حرمت ہوتی نہ کسی کی عزت و عصمت کی الخ ج4 ص801 پاکستانی فوج جو مسلم فوجوں میں شمار کی جاتی ہے لیکن وہ اپنے آقاؤں کے نقش قدم پر روز اول سے تا اکتوبر 2009 عمل پیرا ہے۔ اسی سلسلہ میں جنوبی وزیرستان کے علاقہ مکین میں افسوس ناک واقعہ پیش ہوا، جنوبی وزیرستان علاقہ محسود پر جب اکتوبر 2009 میں فوج کشی کی گئی، تو علاقے میں کچھ عوام اپنے گھروں میں مقیم تھے اسی طرح علاقہ مکین میں کچھ خاندان اپنے گھروں میں رہائش پزیر تھے، جن میں ایک گھر میں میاں بیوی اور انکی نوجوان بیٹی بھی ساتھ تھی، جب فوج انکے گاؤں میں داخل ہوئی اور عوام کے گھروں کو جلانا شروع کیا تو جب فوج انکے گھر پہنچی اور انہیں دیکھ لیا، تو لڑکی کو والدین سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی گئی اور انکو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانا چاہتی تھی جسکی وجہ سے لڑکی نے اپنی عزت وناموس بچانے کی خاطر دھکتی آگ میں چھلانگ لگادی، عزت بچانے کی خاطر موت کو لبیک کہا اور جل کر راکھ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اسکی شہادت بہترین شہادت ہوگی جبکہ دوسری لڑکی فرار ہونے میں کامیاب ہوئی اور تنگہ درہ طالبان کے مرکز پہنچی جبکہ دوخواتین اور ایک بچہ شہید کر دیا، سننے میں آیا ہے کہ روسی فوج کا یہی خاص شیوہ تھا جس سے کالے فرنگی ہندوں کی نسل پاکستانی فوج نے نقل سیکھی ۔(یہ واقعہ محمد انور شاہ مکین والے نے تحریر اًدی ہے) لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ فوج جو اپنے آپ کو مسلمان اور اسلام کے نام پر بنے پاکستان کا اپنے محافظ سمجھتا ہے اور اس بہادر فوج کی تنخواہیں عوام کے خون اور پسینے سے حاصل کی جاتی ہیں آج انکے ہاتھوں ایک نہیں بلکہ ایسے سینکڑوں واقعات رونماء ہوتے رہتے ہے۔ یہی کارکردگی بنگلہ دیش میں کرکے دیکھائی تھی جس کی وجہ سے عذاب الٰہی کے نتیجے میں ملک تقسیم ہوا لیکن پھر بھی پاکستانی عوام کو ہوش نہیں آتا۔ ہمیں دانشوروں اور حقوق انسانی کے نام پر بنے تنظیموں اور مبصرین و تجزیہ نگاروں سے کوئی گلہ شکوہ نہیں کیونکہ وہ تو ہے ہی ان کے اہلکار اور پھٹو۔ اگر گلہ ہے تو وہ عام مسلمانوں سے ہے۔

دسمبر 2009 کو راہ نجات آپریشن کے دوران پاکستانی فوج کا عوام پر ظلم

جنوبی وزیرستان محسود ایریا میں 19 مئی 2009 کو جب راہ نجات آپریشن شروع ہوا تو نومبر کے اخر تک جیٹ طیاروں توپوں اور ٹینکوں سے علاقے پر شیلینگ ہوتی رہی اور ساتھ ساتھ کچھ علاقوں پر اکتوبر میں قبضہ بھی کیا گیا، جبکہ بعض علاقوں میں پیش قدمی روک لی گئی دسمبر 2009 میں علاقہ بروند سے لیکر نانو، گور گورے، جاٹرائی، والمہ، دس گاؤں (لس کلی) میں آپریشن شروع کیا، جن میں سے پہلے پہل شمکئی گاؤں میں ملک زرغلام اور انکے بیٹے کو گرفتار کرکے نانو گاؤں میں قائم کیمپ میں پابند سلاسل رکھا، ملک زرغلام سفید ریش بوڑھا معمر شخص تھا اپنے قریبی علاقے میں مہمانوازی میں مشہور تھا وہ ہر کسی کی مہمانوازی کرتے تھے، طالبان کو کھانا دینے کی جرم میں گرفتار کیا جبکہ انکے گھر میں کھڑی ٹویٹا گاڑی اور انکے گھر بار کو نذر آتش کیا، اور اسی گاوں میں رحمت اللہ کا گھر بھی جلادیا جو مجاہد تھا، جبکہ گور گورے میں مفتی نورولی عاصم کا گھر جلایا جو طالبان کمانڈر تھا، جبکہ کچھ دیگر بے گناہ عام عوام کے گھروں کو بھی جلاڈالا، جن کا طالبان سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا جبکہ بعد میں ان جلائے ہوئے گھروں کے مالکان میں سے کچھ لڑکے مجاہد بھی بنے اور جو ظلم فوج نے ان پر کیا تھا انکا خوب فوج سے انتقام لیا ، سبحان اللہ، جبکہ گور گورے میں طالبان کا مرکز بھی جلاڈالا جاٹرائے دیڑ کلئی میں شاور یز خان عرف سپنڑ کائی کی بیجو کار کو بھی جلا کر نذر آتش کیا، یہی فوج والمہ تک جا پہنچی، اور وہاں پر تلاشی کے دوران ایک عام شہری میر نواز کو بغیر کسی جرم کے گولی مار کر شہید کیا، جبکہ میر علی ولد پالیم

خان فریدائی کو اپنے اسلحہ کے جرم میں گرفتار کیا اور نانو میں فوجی اہلکاروں کی تشدد کی تاب نہ لا کر دم توڑ گئے اسی سلسلہ میں علاقے برونڈ لنڈائی رغزائی میں پچاس سالہ بزرگ پشاور نامی ایک شخص کو اپنے گھر میں رہنے اور ہجرت نہ کرنے کے جرم میں اتنا مارا پیٹا کہ اسکا آدھا جسم مفلوج ہوا۔ جبکہ اس سلسلہ میں حلقہ برونڈ ٹوٹکیئے نامی گاؤں میں دلاور نامی شخص جو سفید ریش بوڑھا معمر آدمی تھا مال مویشی چراتا تھا جو فوج کے ہاتھوں چھڑا اس بیچارے کی ایسی پیٹائی کی کہ اسکے ہاتھ پاؤ توڑ دیئے، ان دونوں معمر آدمیوں کو بعد از ظلم و جبر پولیٹکل انتظامیہ ٹانک کے حوالے کیا۔

شکتوئی میں فوج کے ہاتھوں ملک عزیز کی شہادت

سیف اللہ جنتہ کے بقول کمانڈر ملاحقیار کی قیادت میں 27 افراد پر مشتمل دستہ جنگ کے لیے روانہ ہوا جب شکتوئی شنستر گئی آڈہ پار کر گئے۔ تو وہاں پر گھات میں بیٹھے فوج نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں گرفتار کرنے کی کوشش کرنے لگی مجاہدین نے بھی جوابی فائرنگ شروع کی اسی لڑائی میں ایک مجاہد زخمی ہوا جبکہ باقی 26 مجاہدین صحیح سلامت فوج کے محاصرے کو توڑ کر وہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئے بعد میں اہل علاقہ اور میڈیا رپورٹ سے ہمیں معلوم ہوا کہ اس لڑائی میں 5 فوجی مارے گئے تھے جبکہ ایک بندوق J.3 بھی فوج سے رہ گئی تھی جو گاوں والوں نے اٹھائی تھی جسکی نشاندہی فوج کو کسی نے کی تھی جسکی وجہ سے فوج نے اہل علاقہ پر دباو ڈالا اور بندوق کے واپسی کا مطالبہ کیا جو اس وجہ سے انہیں حوالے کی گئی جبکہ اس لڑائی کے رد عمل میں ملک عزیز کو فوج نے بلایا اور انہیں شہید کیا۔

لدھا پٹویلائی میں فوج کے ہاتھوں بوڑھی خاتون آگ میں جھلس گئی

مارچ یا اپریل 2010 میں پاکستانی فوج نے لدھا سے ایڈوانس کرکے پٹویلائی تک علاقے کو رونڈ ڈالا، اس دوران 3 بار مجاہدین لدھا نے ان پر مختلف قسم کے حملے کئے، جس میں گھات حملے، سنائپر کاروائیاں اور ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے ان پر حملے شامل ہیں، جسکے نتیجے میں تین بار فوج کو پسپائی پر مجبور کیا بالاخر فوج لکی جنگل، کوچ پنگہ اور کم پیر غر کے علاقوں پر قابض ہوئی، اس دوران مجاہدین نے لکی جنگل میں فوج کے مورچوں (پوسٹوں) پر تعارض کیا، جسکی وجہ سے فوج کے مورچوں میں آگ لگی، اس لڑائی میں انعام اللہ ولد ستار سگے گر ڑائی شہید ہوا۔ کوچ پنگہ پر قابض فوج پر طالبان لدھا نے مضبوط حملہ کیا اور سخت لڑائی فریقین میں لڑی گئی جس میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال ہوا، اس لڑائی میں آپریشن راہ نجات کے نگرانی کرنے والے 2 امریکی انگریز بھی جہنم رسید ہوئے، جو کہ کوچ پنگہ میں پاکستانی کمانڈوز کے ہمراہ آئے تھے، اور اس میں کئی پاکستانی کمانڈوز بھی ہلاک ہوئے شدت جنگ سے اس علاقے میں آگ بڑھک اُٹھی جس میں فوج کے کئی لاشیں جھلس کر راکھ ہوئیں اور انکی ہڈیاں وہاں ہی رہ گئی تھیں، اس لڑائی میں فوج نے اتنے کارتوس فائر کئے تھے کہ اسکی خالی خول مجاہدین نے جمع کئے اور 90 ہزار روپیہ کے بدلے فروخت کئے (وانہ اور میر انشاء بازاروں میں G,3 بندوق کی ایک خول 4 روپہ پر فروخت ہوتی تھی اس حساب سے 22500 کارتوس فوج نے فائر کئے تھے یہ صرف وہ ہے جہاں تک طالبان کی رسائی ہوئی اور جہاں رسائی نہ ہوئی وہ اسکے علاوہ ہے مفتی عاصم) کوچ پنگہ کے اس لڑائی میں مجاہد امجد ولد پالیم خان شمن خیل بھی فوج سے مقابلے کے دوران شہید ہوا، طالبان ذرائع کے مطابق اس بیس روزہ لڑائی میں 2 امریکیوں سمیت 26 پاکستانی کمانڈوز ہلاک ہوئے۔ اس بیس روزہ لڑائی کے دوران فوج کے ہاتھوں علاقہ پٹویلائی کے ایک گاؤں میں ایک بوڑھی خاتون اپنے مال مویشی کیساتھ گھر میں رہ رہی تھی مارچ یا اپریل 2010 سے لیکر تاحال 13/8/2016 تک غائب ہے مجاہدین لدھا کے بقول اس بوڑھی خاتون کا گھر بار اور گائے وغیرہ سب کچھ فوج نے جلا کر رکھدیا تھا جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ

خاتون بھی شائد گھر کے کسی کمرے میں جل کر ملبے تلے دبی ہو گی پورے علاقے میں فوج کے واپسی کے بعد ہم نے اسکی تلاش کی لیکن ہمیں اسکے بارے کوئی پتہ نہ چلا۔اس واقعے کی تفصیل خادم، حافظ وغیرہ کی زبانی لکھی گئی ہے۔

گل ڈینگ میلہ حلقہ سرکائی ماسکائی پر حملہ

2010 عید الاضحیٰ کے دن مجاہدین حلقہ سرکائی ماسکائی وغیرہ نے گل ڈینگ میلہ فوج کے کیمپ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا اور مورچوں میں آگ لگی گرفتار فوجی مسمیٰ میوال کے بقول اس حملے میں ہمارے چھ فوجی ہلاک ہوئے، یادرہے کہ فوج کے جوابی فائرنگ سے معصوم نامی مجاہد زخمی ہوا اور شدید توپ گولہ باری سے ایک مقامی خاتون بھی شہید ہوئی۔کاروائی کی تفصیل عدنان کی زبانی تحریر کی گئی جو بنفس نفیس اس حملے میں شریک تھے۔

لدھا تنگئی بودین زائی علاقے پر فوج کی پیش قدمی نتیجے میں بوڑھے میاں بیوی تاحال لاپتہ ہے

مارچ یا اپریل 2010 میں جب فوج نے تنگئی بودین زائی علاقے پر حملہ کرکے پیش قدمی شروع کی، توزکر خیل کے قریب مجاہدین لدھا نے اس پر ہلکے اور بھاری اسلحہ سے حملہ کیا، یوں فریقین میں شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔اس حملے میں بقول سید الرحمن لالا 4 یا 6 فوجی اور گدھے مارے گئے اور ان سے بطور مال غنیمت فوجی بیگ 2 عدد ایل ایم جی بکسے اور مارٹر گولے، فوجی وردیاں مجاہدین کے ہاتھ آئے۔حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس پیش قدمی کے دوران لنگر خیل کلی میں ایک بوڑھا مینادرام اور اسکی بیوی اس وقت سے تاحال 2016/8/13 تک غائب اور لاپتہ ہے، جسکے بارے میں اندازہ نہ ہوسکا کہ وہ فوج کے عقوبت خانے میں ہے یا انہیں فوج نے شہید کیا ہے اور وہاں دفن کیا ہے یا ویسے اسکی لاشیں چھوڑی ہیں۔اس واقعے کی تفصیل کمانڈر ترابی اور لالا کی زبانی تحریر کی گئی ہے۔

کَرم گرڑائی علاقے پر فوج کشی

مارچ یا اپریل 2010 میں کمانڈر ترابی، حافظ اللہ عرف حافظ کے مطابق آپریشن راہ نجات کے سلسلے میں فوج نے کَرم گرڑائی علاقے پر فوج کشی کرکے اہل علاقے کے کوٹ اور برجوں کو گرانے جلانے کے بعد لدھا کی طرف واپسی کی اس دوران کَرم کونہ سارخون محسود کے کھیت میں ان پر مجاہدین لدھا نے شدید اور پرزور حملہ کیا جسکی تاب نہ لاکر فوج جان بچانے کے لیے اِدھر اُدھر بھاگتی رہی حملے کے دوران 4 فوجیوں کی واضح لاشیں کھیت میں کافی دیر تک پڑی رہیں، جبکہ اسکے علاوہ کے بارے میں جانی نقصان کا اندازہ معلوم نہ ہوا فوج نے جوابی کاروائی میں وہاں پر 2 مقامی محسود قبائلی مسمی مامتی اور شاہ ولی جان کو گرفتار کرکے لے گئے جسمیں مامتی کو بعد میں رہا کیا جبکہ شاہ ولی جان تاحال 14 اگست 2016 تک لاپتہ ہے اسکی موت یا زندہ ہونے کے بارے میں پتہ نہیں انکے اہل خانہ انکی آمد کی انتظار کی گھڑیاں گن رہی ہیں۔

علاقہ برووند میں فوج کے ہاتھوں عام عوام کی شہادتیں

چرکونڈے کے مقام پر سرچ آپریشن کے دوران ملک بمبئ خون شمن خیل کے بھتیجے کو فوج نے گرفتار کرکے مارمار کر شہید کردیا۔ مئی 2010ء میں گاوں سپنکئی قبرستان کے قریب گل داجان درامن خیل جو ایک بوڑھا شخص تھا اس پر سینکڑوں مارٹر گولے داغے گئے جس کی وجہ سے وہ شہید ہوئے۔مولے خان سرائے میں فوج نے خیر زمان سلیمی خیل جو ذہنی مریض تھا اسکو پکڑ کروانہ جیل میں تشدد کرکے شہید کیا۔اولڈ سرویکی میں معراج ولد عبد المالک کنزیرائی کو ملیشیاء والوں نے شہید کیا۔اولڈ سرویکئی میں میر والی ظفر خیل کا بیٹا شہید کیا گیا۔

پاکستانی فوج کی رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو مدیجان سرویکئی پر فوج کشی اور مجاہدین کی جواب کاروائی

برونند محاذ پر پاکستانی فوج کا یہ دوسرا بڑا حملہ تھا، یکم رمضان المبارک 2009ء کی صبح فوج نے چوری چھپکے مدیجان کی طرف سے پیش قدمی شروع کی تھی یوں آٹھ بجے فوجی قافلہ پیدل سرویکئی پہنچا۔ اور پہرے پر موجود ساتھیوں نے مراکز والوں کو اطلاع کی کہ فوج نے پیش قدمی شروع کی ہے اطلاع ملتے ہی مجاہدین نے سرویکئی کا رُخ کیا، اور وہاں پر پہنچے، اور دن کے دس یا گیارہ بجے فوج پر حملہ کیا، جسکی وجہ سے فوج نے پیش قدمی روک دی۔ یہ جنگ ظہر تک جاری رہی۔ ظہر کے وقت تمام مجاہدین ایک ہی جگہ جمع ہوئے۔ اس وقت کسی مجاہد نے کہا کہ فلان گھر کے ساتھ ایک عرب مجاہد زخمی ہوا جو وہاں پڑا ہے، اگر کوئی ہمت کرے اسکو اُٹھائے ورنہ وہ فوج کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے گا، چنانچہ اسی سلسلہ میں مجاہدین کے دو گروپ میں نے (مفتی عاصم) بنائے چونکہ میں ہی اس محاذ کا مسؤل تھا اور بنفس نفیس اس جنگ میں مجاہدین کے ساتھ تھا تا کہ انکے حوصلے بلند رہے، دونوں گروپوں میں ایک گروپ کا ذمہ دار مولوی آتش مقرر کیا جبکہ دوسرے گروپ کا میں ہی خود ذمہ دار تھا۔ جبکہ میں (مفتی عاصم) نور علی نانا، مولوی ابو جریر شہید اور نور محمد سپنکئی والا نے ارادہ کیا کہ عرب مجاہد کو ہر قیمت پر اُٹھا کر لانا ہے، چنانچہ ساتھیوں کو وہاں بیٹھایا اور ہم روانہ ہوئے جب زخمی کے قریب پہنچے تو راستہ میں ایک لانچر آر پی جی بمع ایک گولہ ملا، جسکو میں نے اُٹھایا، جب ذرہ آگے گئے تو دیکھا کہ سڑک پر بے تحاشہ پیدل فوج اور تین ٹینگ کھڑے تھے، میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اگر ہم اس پر حملہ نہ کریں تو فوج زخمی کو گرفتار کر کے لے جائیگا، چنانچہ انہوں نے میرا مشورہ پسند کیا اور اس پیدل فوج پر فائرنگ شروع کی میں نے آر پی جی کا ایک گولہ ٹینگ پر داغا اور فوج ادھر اُدھر بھاگی اس دوران ابو جریر نے مجھے آواز دی کہ ساتھ والے گھر کے مورچہ میں ہشتادو (فصلاگت) بمع چھ گولے کے پڑا ہے جو دوسرے عرب مجاہدین نے زخمیوں کی وجہ سے چھوڑا ہے اسکو اُٹھاؤ، میں گولیوں کی بھوچاڑ میں وہاں تک بھاگا اور ہشتادو قبضہ میں لی، جبکہ فوج اور ہمارے درمیان پچاس سے سو میٹر کا فاصلہ تھا۔ میں نے تیزی سے فصلاگت کے سب چھ کے چھ گولے پیدل فوج اور ٹینگوں پر داغے، یوں بھاری اسلحہ ہمارے پاس سے ختم ہوا تو ہم نے واپسی شروع کی اور عرب مجاہد وہاں ہی رہ گیا۔ کیونکہ ان تک پہنچنا ناممکن تھا، اللہ تعالیٰ کا کرنا تھا کہ ہماری یہ لڑائی فوج کی شکست پر مبنی ہوئی اور فوج نے شکست کھا کر واپسی شروع کی، حالانکہ گن شب ہیلی کاپٹر ز بھی انکی کمک کرتے رہے جسکی فائرنگ سے ایک مجاہد زخمی ہوا۔ جبکہ اس لڑائی میں 4 مجاہدین زخمی ہوئے، اور اس زخمی عرب مجاہد کو بھی ہم اُٹھا کر لائے اور فوج پر 75 آر آر سے شین ورسک تک مولوی ابو جریر گولے داغتے رہے، جس سے فوج ادھر اُدھر بھاگتی تھی اور محفوظ مقامات کو تلاش کر کے ساتھ ساتھ واپسی بھی کر رہی تھی، یہ معرکہ عصر تک جاری رہا۔ اور فوج واپس مدیجان سے ہوتی ہوئی درگئی پہنچی، رات کو ہم سب اپنے مراکز واپس ہوئے اور آرام کیا، سحری بھی کھائی اور بعد از نماز فجر لیٹ گئے۔ کہ اچانک آٹھ بجے کے لگ بگ پہرے داروں نے آواز لگائی کہ فوج دوبارہ لوٹ کر آئی ہے، آواز سنتے ہی سب مجاہدین پھر سرویکئی پہنچے مقام وڑہ پر جب میں اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا، تو میں نے شیر الرحمن بابا (شہید) اور عبد الرحمن نانا ایک اور مجاہد ان تینوں کو گیڑیزائی اور سرویکئی کے درمیان پہاڑی پر چھوڑنے کو کہا کہ اگر اس طرف سے فوج نے پیش قدمی کی تو تم تینوں وہاں پر دفاعی پوزیشن میں ان پر فائرنگ کرتے رہو، بعد ازاں ہم وڑہ سے سرویکئی پہنچے وہاں پر اخلاص یار ملا (یہ وہ زمانہ تھا کہ بیت اللہ امیر صاحب شہید ہو چکے تھے، حلقہ محسود کے امیر مولانا ولی الرحمن صاحب مقرر ہوئے تھے امیر صاحب کا گارڈ دستہ مدد کیلئے پہلے دن کی رات کو سرویکئی پہنچے) تو مولوی اخلاص یار نے کہا کہ آج فوج سے جنگ مشکل ہے کیونکہ تین اطراف سے فوج آرہی ہے، اور سرویکئی وسط میں ہے ایسا نہ ہو کہ مجاہدین محاصرے میں آجائیں، جب میں نے فوج کا نقشہ اور رخ دیکھا، تو بعینہ اس جیسا تھا جیسا کہ مولوی اخلاص یار نے کہا۔ لہذا ہم نے مایوسی میں مجاہدین کو واپسی کا حکم کیا، دوپہر کو ایک بجے ہم واپس وڑہ پہنچے،

تو اسی اثناء میں شیر الرحمن بابا کی طرف سے فائرنگ سنی گئی، کچھ عرصہ بعد رابطہ ہوا، انہوں نے اطلاع دی کہ جس فوج سے ہم نبرد آزما تھے وہ انشاء اللہ ایک انچ بھی آگے نہیں آسکتی، لیکن ایک دستہ فوج کا ہمارے اور آپکے درمیان سیر سر (سرخ سر) تکہ پر چھڑ آیا ہے جسکی وجہ سے ہمیں یہاں دفاع مشکل پڑ رہا ہے، جبکہ ہم چار بندوں کیلئے دو جگہوں پر دفاع کرنا ناممکن ہے اور ہمارے بس سے باہر ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں پر موجود ساتھیوں سے کہا کہ کون اس پہاڑی پر چھڑ دوڑے گا جو اس فوج کا مقابلہ کریں۔ سب خاموش رہے تو میں نے کہا کہ ایک تو میں خود تیار ہوں تو اس وقت مولوی اخلاص یار نے کہا کہ جب آپ خود جارہے ہیں تو میں بھی تیار ہوں۔ اور ایک ساتھی سید الرحمن جلندر والا اور ایک دوسرا ساتھی عبد الصمد درکئی بھی تیار ہوئے۔ جبکہ نور علی نانا نے معذرت کی کیونکہ وہ بوڑا تھا، انہیں اس قدر تیز پہاڑ پر چھڑنے کی طاقت نہیں تھی۔ چنانچہ ہم نے توکل علی اللہ کی اور روانہ ہوئے سخت گرمی تھی پانی کا نام ونشان نہ تھا اور جانا بھی اُونچائی پر چھڑنا تھا، ایک گھنٹے تک ہم سخت چھڑہائی پر چھڑے جو انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ لیکن اس دن ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد دیکھی کہ ہم سخت گرمی میں اتنی تیزی سے ایک گھنٹے میں پہاڑی پر کیسے چھڑے، یہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ناممکن کام تھا، جب ہم اُپر پہاڑی پر پہنچے تو ہیلی کاپٹر ز آئے اور ایک گھنٹے سے زائد ہمارے اُپر پرواز کرتے رہے لیکن انہیں ہم نظر نہ آئے، جبکہ اسی اثناء میں ہم ہیلی کاپٹر ز سے چھپ رہے تھے کہ فوج نے مجھ پر فائر کیا، جس سے میں بال بال بچ گیا جسکی وجہ سے ہم نے وہ جگہ تبدیل کی تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم ہیلی کاپٹر سے چھپے رہے اور فوج ہمارے سر پر آجائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم ذرہ پیچھے ہٹے جب ہیلی کاپٹر ز واپس چلے گئے تو ہم نے آگے فوج کی طرف پیش قدمی شروع کی، فوج نے بھی ہمارے طرف چلنا شروع کیا، وہ محسوس کر رہے تھے کہ مجاہدین ہیلی کاپٹر ز کے خوف سے بھاگ گئے ہیں، اسلئے انہوں نے آگے پیش قدمی شروع کی۔ جب ہم قریب پہنچے تو ہم چاروں ساتھی پہاڑی فیچر میں ایک آڑ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ کہ اچانک تین فوجی اہلکار تیزی سے ہماری طرف آرہے ہیں جو تقریباً 150 میٹر کے فاصلے پر تھے، انکو ذرہ اور بھی آگے آنے دیا اور بعد ازاں ہم نے ان پر فائر کھول دیا ہماری فائرنگ سے وہ گرتے اور پھر اٹھ کر بھاگتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو انکی موت منظور نہ تھی وہ بھاگتے ہوئے فرار ہوئے، اس دن سے میرا عقیدہ اور بھی پختہ ہوا کہ اجل مقررہ وقت پر ہے موت وقت مقررہ سے پہلے نہیں آسکتی ورنہ یہ تین اہلکار گولیوں کی بوچھاڑ میں کیسے بچ کر نکلے، یوں ہم نے اپنی پوزیشن یہاں پر سنبھالی اور آنے والی دوسری فوج سے فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوا، اور فوج کی یہ پیش قدمی روک گئی، جبکہ ہم اس پہاڑی کے عین وسط میں شرق کی طرف تھے اور شیر الرحمن بابا اسی پہاڑی کے مغربی جانب سر میں فوج کے پیش قدمی روکے ہوئے تھے اور فریقین میں اکادوکا فائر ہوتا رہتا تھا جبکہ اس دوران عصر کا وقت داخل ہوا۔ لہذا ہم نے ماسٹر رائیس خان عرف اعظم طارق صاحب کو اطلاع کی کہ رات آنے والی ہے ہم دونوں گروپ چار چار افراد پر مشتمل ہے لہذا اور مجاہدین کو کمک کیلئے بھیج دینا اور ساتھ پانی اور کھانے کا بندوبست کرلینا، کیونکہ ہم سارہ دن بھوکے پیاسے درماندہ تھے اور ساتھ جنگ کی وجہ سے بہت تھکاوٹ محسوس ہورہی تھی۔ جنگی تھکاوٹ کی احساس ان لوگوں کو ہوتی ہے جن پر گزری ہو، اور جنگ کے دوران پیاس کی شدت ہر کسی کو معلوم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت یہ تھی کہ سخت گرمی اور دھوپ میں ظہر کے ایک بجے سے لیکر عصر چھ بجے تک ادھر اُدھر بھاگنا دوڑنا جو کہ وہ بھی اپنی مرضی سے دوڑنا نہیں بلکہ جنگ کی تیز دوڑ ہوتی تھی اس کے باوجود پیاس نہ لگنا اللہ تعالیٰ کی نصرت نہ ہو تو پھر کیا چیز ہوسکتی ہیں۔ اعظم طارق صاحب کو اطلاع ملتے ہی دو گروپ ہمارے طرف بمع پانی اور دیگر سامان کے روانہ کئے، جب مغرب سے پہلے پہنچے تو اس دوران اعظم طارق نے کہا کہ میں نے فوج کے وائرلیس کی گفتگو سنی جس میں وہ فوج کو واپسی کا حکم دے رہا ہے۔ جبکہ ہماری طرف پہاڑی پر فوج میں سے ایک فوجی کے قتل ہونے کا مسج بھی وائرلیس میں پاس ہوا۔ یوں ہمیں بھی معلوم ہوا کہ فوج نے مجبوراً شکست کھاکر واپسی کی ہے، جبکہ اس جنگ کی وجہ سے سروکیئی اور سُوے کی طرف

بھی فوج کی پیش قدمی بغیر ایک گولی چلائے روکی رہی، یوں ہی اس دن بھی فوج واپس در گئی شکست کھا کر پہنچی، جبکہ ہماری پہاڑی سے واپسی کرنے والی فوج میں چونکہ ایک فوجی قتل ہوا تھا جسکا ہمیں احساس بھی نہ ہوا کیونکہ فائر زیادہ ہو رہا تھا ایک فوجی کو جب دیکھتے تو اس پر فائر کرتے تھے اور وہ چھپتے تھے لہذا اس میں ہمیں پتہ نہ چلا۔ جب یہ فوج اپنے مقتول فوجی اہلکار کی لاش لیکر پہاڑی سے اترے تو سرویکئی گاؤں کے چند مرد اور خواتین کو ایک پہاڑی نالے میں پا کر پورے دن کا غصہ ان پر نکالا اور ان پر اندھا دھند فائرنگ کی جس میں کئی مرد اور خواتین کو موت کے گھاٹ اتارا، جبکہ یہ مرد اور خواتین طالبان اور فوج کے جنگ کی وجہ سے اس نالے میں پناہ لیے ہوئے تھے لیکن ظالم جابر فوج کے شکنجے میں آئے ان بے گناہ نہتے عوام پر شیر دل فوج نے اپنے سینے کی تپش ٹھنڈا کی جس میں دو مرد، محمد نواز درکئی جو ایک بوڑھا شخص تھا جسکا تعلق درکئی قبیلے سے تھا جبکہ محمد جلال دانی خیل پچی خیل قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جبکہ دو خواتین کو شہید اور تین کو زخمی کیا۔ یہ لوگ اپنے گھروں میں ابھی رہتے تھے انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی صرف لڑائی کے میدان سے اس روز بھاگ کر ایک پہاڑی نہالے میں پناہ لیے ہوئے تھے۔ جو اہل پاکستان کے محافظین کے ہاتھوں لقمہ اجل بنے، جب مجاہدین کو اس واقعے کی اطلاع ملی تو بہت مشکل سے اس پہاڑی نالے سے شہداء اور زخمیوں کو نکال لائے، جس میں شہدا کو لیکر حلقہ جاٹرائی کے گاؤں چلیرائی مامیت میں انکے لواحقین کے حوالے کئے جبکہ زخمیوں کو علاج ومعالجہ کیلئے میرانشاہ منتقل کئے، جبکہ شہدا میں سے محمد نواز کی لاش سرویکئی گاوں میں اپنے بیٹے کے حوالے کی جسکو انہوں نے وہاں سپرد خاک کیا، جبکہ مجاہدین نے رات کو پھر مراکز واپسی کی، صبح ہوئی تو سحری کھانے کے بعد میں (مفتی عاصم) نے حاجی احمد حسین کو کہا کہ آج تو میں بہت تھکا ہوں اگر آج پھر فوج نے حملہ کیا تو آپ صاحب جنگ کی کمان کرلینا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فوج نے تیسرے دن کی صبح کو آٹھ بجے حملہ کیا اور تینوں اطراف سے بہت زور سے حملہ آور ہوئی جس میں وڑہ کی جانب اور گیڑیزائی پہاڑی کی جانب سے پیش قدمی نہ کرسکی لیکن آلیمائی کی جانب سے پیش قدمی میں کامیاب ہوئی کیونکہ ایسے کے مقامی مجاہدین اور مولوی عبد اللہ ڈیبہ والا نے جب فوج کی کثرت دیکھی تو ہمت ہاری اور مقابلے سے پیچھے ہٹ گئے یوں اس تیسرے دن کو بعد از ظہر سرویکی قلعہ تک فوج جا پہنچی اور بعد ازاں فوراً واپسی بھی کی کیونکہ صرف راشن وغیرہ کی کمک قلعہ کی فوج کو پہنچانا مقصود تھا۔ لیکن واپسی میں بھی مولوی جلیل اور عبد لجبار عرف نصر اللہ انہوں نے فوجی کانوائی پر میزائل داغے جبکہ اس دوران کانوائی اولڈ سرویکئی وڑہ کے مقام سے گزر رہی تھی کہ ایک میزائل فوجی گاڑی کو جالگی۔ اور کانوائی کافی دیر تک وہاں روکی رہی لیکن اس میں نقصان کے بارے میں تفصیلات آزاد ذرائع سے معلوم نہ ہوسکی جبکہ اس تین دن کی جنگ میں ایک فوجی پیکپ ٹویٹا گاڑی دوسرے دن کی جنگ میں بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی جس میں سوار 5 فوجی اہلکاروں سمیت گاڑی کے پرخچے اڑ گئے اور کوئی بھی نہ بچ سکا، یوں یہ جنگ تیسرے دن عصر کو مکمل ہوئی لیکن اس تیسرے دن چونکہ گن شیب ہیلی کاپٹرز پورا دن فضاء میں کانوائی کی حفاظت پر گشت کرتے رہے جسکی وجہ سے المئے مجاہدین نے ہمت نہ کی، کیونکہ ایک طرف سینکڑوں میں فوج پیدل پیش قدمی کر رہی تھی دوسری طرف فضاء میں انکی حفاظت پر مامور گن شیب ہیلی کاپٹرز تھے، اس تین روزہ جنگ میں تنائی، شکئی، اور جنڈولہ سے علاقہ بروند پر شدید گولہ بھاری ہوتی تھی خصوصاً بعد از مغرب جب مجاہدین میدان سے واپسی کرتے تھے، ہر رات سینکڑوں گولے برساتے تھے لیکن اس تمام گولہ بھاری میں مجاہدین کا نقصان نہ ہوا صرف لنڈائی رغزائی میں ایک مقامی قبائلی لڑکے کو توپ کا ایک برچھ منہ میں لگا جسکی وجہ سے وہ شدید زخمی ہوا جسکا مجاہدین سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس زمانے میں کچھ ناکچھ اہل علاقہ اس لالچ سے گھروں میں روکے تھے کہ شاید معاہدہ ہوجائے جس کی فوج نے ایسی درگت بنائی کہ خدا حافظ۔ اس کے بعد پھر بروند محاذ پر کوئی بڑی چھڑپ نہیں ہوئی صرف سنائپر وغیرہ کاروائیاں فوج پر ہوتی تھی

نقیب اللہ کی شہادت

نقیب اللہ ولد بسم اللہ خان تورنگ خیل حلقہ سپین کمر جو ایک عام قبائلی تھا مئی 2011 میں سپین کمر یا رزمک سے گرفتار کرکے رزمک جیل میں شہید کر دیا گیا۔

علی بادشاہ کی شہادت

12 فروری 2013 کو رزمک میں کرفیوں کے دوران علی بادشاہ ولد جرمن تورنگ خیل حلقہ سپین کمر جو ایک عام قبائلی تھا کسی ضرورت کے لیے جارہا تھا کہ رزمک میں کرفیوں کے دوران بہت دور سے ملیشیا یا فوج کے گولی کا نشانہ بنے اور زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہوے۔

خان ولد گل زادی کیکاڑائی فوج کے ہاتھوں موت کے بنیٹ چھڑا

2013 میں خان ولد گل زادی کیکاڑائی گدھوں کو لیکر خیسورہ اپنے گاوں گیا تھا تا کہ وہاں سے سامان کو نکالے کیونکہ اہل علاقہ خفیہ گھروں کی دیکھ بال کے لیے جاتے تھے۔ فوج بھی ملیشیاء والے بھی ان سے نرمی کرتے تھیں۔ اس خوش فہمی کے سلسلہ میں خان بھی اپنے گھر گیا تھا جسکو فوج نے وہاں پر گولی مار کر شہید کیا اور اپنے بہادری کا ثبوت تاریخ میں رقم کیا اور انکے گدھوں کو قبضے میں لیا۔

شوال مانٹرہ لکی میں فوج کے ہاتھوں ایک خاتون کی شہادت

اگست 2013 میں محسود علاقے وچ وام شوال کے علاقے کا ایک خاندان شمالی وزیرستان کے علاقے شوال مانا (مانٹرہ) لکی میں ہجرت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اسی خاندان کی ایک خاتون اگست 2013 میں لکڑی لانے کی غرض سے خیمہ نما گھر سے باہر وہاں قریب جنگل میں گئی تھی جسکو وہاں پر قابض فوج نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ درندہ صفت فوج نے خواتین تک کو بھی معاف نہ کیا

گاول خان ولد تاج علی خان کی توپ گولہ سے شہادت

جنوری 2014 میں پاکستانی فوج کی طرف سے علاقہ شکتوئی زامہ زولہ پر شدید مارٹر اور توپ بمبار کے نتیجے ایک عام محسود قبائلی گاول خان ولد تاج علی خان کیکاڑائی کی شہادت واقع ہوئی۔ فوج کو معلوم تھا کہ اس علاقے میں عام آبادی ہے لیکن پھر بھی اسے نشانہ بنایا۔

میر علی بازار کے قریب ہوٹل میں فوج کے ہاتھوں عوام کا قتل عام

جنوری یا فروری 2014 میں کھجوری چیک پوسٹ پر فدائی حملے ہونے کے بعد پاکستانی بہادر فوج نے عشاء سے قبل میر علی کیمپ سے ایڈوانس کرتے ہوئے کھجوری چیک پوسٹ ہوٹل پر چھاپہ مارا اور وہاں سفر سے تھکے درماندے ٹرک گاڑیوں کے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں اور ہوٹل عاملہ کو کمروں سے نکال نکال کر ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتارتے رہے یوں 20 سے زیادہ عام مسافر ڈرائیور اور کنڈیکٹر وغیرہ شہید کئے جب کہ اس میں میں حافظ سراج ولد رفیع اللہ عبد الائی تورنگ خیل حلقہ سپین کمر بھی شامل تھے۔

علاقہ شکتوئی میں فوجی مظالم

22 جنوری کو 2015 پاکستانی فوج نے علاقہ شکتوئی میں سرچ آپریشن شروع کیا تو اس دوران حلقہ زانگاڑہ کے ایک مجاہد ایوبی سے موٹر سائیکل ضبط کر لی رد عمل میں مجاہد ایوبی نے فوج پر حملہ کیا جس میں دو فوجی مارے گئے اور اپنی موٹر سائیکل بھی دوبارہ ان سے حاصل کی۔ ادھر فوج نے رد عمل میں اہل علاقہ پر ظلم وجبر کے پہاڑ توڑ ڈالیں شاخ آبا خیل کے افراد کو گرفتار کرکے کنڈ نامی پہاڑ پر لے گئے اور وہاں پر انکو ایک

گھر میں اجتماعی طور پر شہید کر دیا اور یہ لوگ اہل علاقہ سے ایک ماہ تک لا پتہ تھے اسی ہی گھر میں وہ کتوں اور جنگلی درندوں کے رحم و کرم پر پڑے رہے۔ اہل علاقہ میں سے ایک خاتون نے کتے کو اس طرف سے گوشت لاتے ہوئے دیکھا انہوں نے گاؤں والوں یہ قصہ سنایا، جب اس علاقے کی تلاشی لی گئی تو ایک گھر میں انسانی اعضاء اور کپڑے ملے ان مظلوم شہدا کو ورثا اپنے کپڑوں سے پہچان گئے ، اہل علاقہ کے بقول نو میں سے دو کی لاشیں مسمی سیف اللہ اور دوسرا صوبیدار کے بیٹے کٹی کی صحیح سالم تھیں ان دو کا تعلق دوسرے اہل علاقہ کے بنسبت طالبان سے زیادہ تھا کیونکہ مجاہدین کا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے اور طالبان علاقے کا ایک مقتدر طبقہ ہے جس سے عوام کے مسائل جوڑے ہیں اور ان سے تعلق رکھنا لازمی بلکہ ایک مجبوری ہے۔ کیونکہ وہ دو قوتوں کے درمیان پِسے جا رہے ہیں

ان مظلوم شہداء کے نام یہ ہے

میر اعظم ولد کابل خان آبا خیل

بیت اللہ ولد صابر جان آبا خیل

حافظ ولد مالشت خان آبا خیل

وزیر خان ولد دودے خان اس کا تعلق قوم عبد الائی سے تھا

سیف اللہ خان

کٹی خان ولد صوبیدار خان آبا خیل

باقی کے نام معلوم نہ ہو سکے

اس کے علاوہ اس آپریشن میں ایک خاندان کو صفحہ ہستی سے مٹایا گیا۔ عیدار جان کو اپنے چار بیٹوں سمیت گرفتار کر گئے جنکی لاشیں بھی تاحال لا پتہ ہے جبکہ عیدار جان کے ایک بیٹے مسمی رضوان کو شنستر گئے اڈہ کے قریب بے دردی سے شہید کیا اور انکی لاش ایسا مسخ کیا کہ اہل علاقہ انکی مسخ شدہ لاش آپکے گھر والوں کو نہ دیکھا سکے اور نہ تاحال 25 فروری 2017 تک خواتین اور بچوں کو رضوان کی شہادت سے آگا کیا۔ وہ بیچارے اپنے پیاروں کی آمد کی گھڑیاں گن رہے ہیں۔ عیدار جان اور آپکے دیگر لا پتہ بیٹوں کی موت اور زندگی کے بارے میں فیصلہ مشکل ہے۔ عیدار جان کے گھر میں صرف خواتین اور بچے اس انتظار میں صعوبتوں کا سامنا کر کے زندگی گذار رہے ہیں کہ انکے پیارے کسی نا کسی دن گھر کے دروازے پر دستک دینگے اس انتظار میں تیسرا سال 22 جنوری 2017 کو شروع ہوا، اللہ جانے کہ ان مظلومین کا ملاقات اس دار فانی میں ہو گی یا میدان حشر میں اس گھرانے کا طالبان سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ فوج کی جانب سے ظلم و جبر کے اسی ہی دن شاخ ملنگ خیل کے میران گل خاندان کو بھی لاشوں کا تحفہ دیا یعنی باپ بیٹے میران گل اور بخت اللہ کو گرفتار کر کے ان کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ عبد الرحیم ولد گلات خون گرفتاری کی خوف سے چند ساتھیوں کے ہمراہ ہینڈ گرنیڈ کا لاک کھول کر بیٹھے تھے کہ ان پر نیند کا غلبہ ہوا اور گرنیڈ ہاتھ سے گر کر پٹھا جس سے عبد الرحیم جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

پاکستان کے جیلوں میں محسود مجاہدین کی شہادتیں

یکم جنوری 2013 کو پاکستانی فوج کا قیدیوں سے برتاو

2012 کے اواخر میں حکیم اللہ محسود کے ایک گروہ نے جنوبی وزیرستان گل کاچ سے بواسطہ ملک اکرم سلیمان خیل چند خفیہ اداروں کے اہلکاروں کو اغواء کر کے شمالی وزیرستان منتقل کیا۔اور اغواکاروں نے مغویوں کو لطیف محسود کے حوالے کیا کئی مہینے زیر حراست رہنے کے باوجود معاملہ حکومت اور تحریک طالبان لطیف محسود کے درمیان جوں کا توں رہا، بالاخر لطیف محسود نے قیدیوں میں سے ایک اہم قیدی مارنے کی دھمکی حکومت کو دی۔ جس پر حکومت نے بھی جوابی دھمکی دی۔ ہوا یوں کہ لطیف محسود نے ایک آفیسر قیدی کو قتل کر کے کھجوری چیک پوسٹ میر علی کے قریب انکی لاش پھینک دی اس کاروائی سے پاکستانی اداروں کے جذبات بھڑک اٹھے اور جوش انتقام میں آکر شمالی وزیرستان میں معمول کے اتوار کے روز کی کرفیوں میں مختلف جیلوں سے طالبان قیدیوں کو لا لا کر قتل کر کے انکی لاشیں بمقام پیر کلئے جنگل میں پھینک دی گئی۔ جبکہ 9 قیدی ایک قیدی کے بدلے جذبہ انتقام میں آکر بغیر کسی عدالتی کاروائی کے ماورائے عدالت **یکم جنوری 2013** کو قتل کر کے انسانیت کے عالمبرداروں نے تاریخ رقم کی۔ ان شہداء کے نام یہ ہیں

(۱) نعمت اللہ محسود عرف نعمت ولد اختر زمان فریدائی وچہ پاکئی جنوبی وزیرستان
(۲) شہسوار خان عرف شاشے ولد منان خان شمیرائی سراروغہ جنوبی وزیرستان
(۳) سجاد خان ولد عمر بیگ شمن خیل سراروغہ جنوبی وزیرستان (۴) ابراہیم ولد جنگی خان کیکاڑائی کانیگرم حلقہ سام (۵) ظاہر شاہ محسود (۶) اسد اللہ برکی ولد عبد الرزاق حلقہ سام (۷) فضل ربی گلیشائی ولد محمد اللہ دواتوئی پشاور سے گرفتار کیا تھا (۸) نورالرحمن وزیر شکئ عرف قہرمان زخمی تھے فضل ربی محسود نے پشاور علاج کے لیے لے گیا تھا دونوں گرفتار ہوئے فدائی محمد عمران شہید مال خیل کو عرصہ دراز تک جیل میں رہنے کے بعد یکم جنوری 2013ء کو اپنے دوسرے 8 مجاہدین کے ہمراہ شمالی وزیرستان کے علاقے نورک کے قریب پیر کلئے میں فوج نے اتوار کے روز کرفیو کے دوران لاکر شہید کروائے گئے ، یہ سب کے سب نہتے قیدی تھے جو کئی سالوں تک جیل کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے بعد اجتماعی طور پر بمقام پیر کلئے میں گولیاں مار کر شہید کر دیئے گئے اور انکی لاشیں وہاں جنگل میں پھینک دی گئیں۔

(1) پولیٹیکل ولد علی زام خان سمون خیل کو کراچی سے گرفتار کر کے کوہاٹ جیل منتقل کیا اور وہاں پر 4 جولائی 2016 کو شہید کر دیا گیا انکا تعلق حلقہ مشتہ سے تھا

رزمک جیل میں شہادتیں

(2) بادشاہ ولی ولد کرام خان (3) اور صابر شاہ ولد گلام خان عبدلائی دونوں عام قبائلی تھے ان کو اپنے گھروں سے گرفتار کر کے رزمک جیل منتقل کئے کچھ عرصہ بعد اگست 2010ء میں شہید کر دئے گئے۔

پشاور جیل میں زارمٹ کی شہادت

3 زارمٹ ولد ابراہیم فریدائی کو پشاور ہی سے گرفتار کر کے مارچ 2013 میں پشاور جیل ہی میں شہید کر دیا گیا

چگملائی میں عثمان کی شہادت

عثمان اللہ ولد محمد شفیع درامن خیل کو کراچی یا ڈی آئی خان سے سیکیورٹی اداروں نے گرفتار کرکے عرصہ دراز تک لاپتہ ہونے کے بعد اکتوبر 2009 میں انہیں شہید کرکے انکی لاش جنوبی وزیرستان علاقہ چگملائی میں پھینک دی گئی۔

سیف اللہ ولد محمد آیاز کی شہادت

سیف اللہ ولد محمد آیاز شمن خیل حلقہ لدھا، کمانڈر شمیم عرف ذاکر کا بھائی تھا ملیشیا فورسز کا حاضر سروس سپاہی تھا بیت اللہ محسود کو حکومتی راپورٹ دینے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تین سال عقوبت خانوں میں زیرِ تشدد رہنے کے بعد حکومتی اہلکاروں کے بقول تشدد کے نتیجے میں 2012 میں شہید ہوئے

امیر زادہ کی شہادت

امیر زادہ ولد صاحب خان شمن خیل کو گرفتاری کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان جیل میں 2011 میں شہید کر دیا گیا

متاب خان کی شہادت

متاب خان ولد ایوب خان گلیشائی حلقہ جنتہ کو ضلع ٹانک میں گرفتاری کے بعد 30 جنوری 2015 کو ماورائے عدالت شہید کر کے ان کی لاش سڑک پر پھینک دی گئی۔

محمد اسرار کی شہادت

محمد اسرار اشنگی حلقہ مکین کو ڈیرہ اسمعیل خان سے گرفتار کر کے 30 جنوری 2015 کو ان کی لاش سڑک کنارے پائی گئی

سید محمد کی شہادت

سید محمد عرف متقی ولد عزت خان شمیرائی حلقہ وچہ خوڑہ کو حیدر آباد میں گرفتاری کے بعد 7 نومبر 4 201 کو جیل سے نکال کر ماورائے عدالت شہید کر دیا گیا۔

کوہاٹ جیل میں شیخ نور اسلم کی شہادت

شیخ نور اسلم ولد جنات خان شمن خیل کا تعلق حلقہ بروند سے تھا 2012 میں مصباح گروپ نے گرفتار کیا اور فوج کے حوالے کیا چند سال عقوبت خانوں میں رکھنے کے بعد 13 دسمبر 2016 کو کوہاٹ جیل میں ماورائے عدالت قتل کر کے انکی لاش ورثاء کے حوالے کی ہوں نے اور انکے جسد خاکی اپنے آبائی گاؤں میں سپرد خاک کر دیا

لکی جیل میں فضل جان کی شہادت

فضل جان مدی خیل وزیر سکنہ شکتوئی جو حلقہ جنتہ کے مجاہدین سے منسلک تھے گرفتاری کے بعد لکی مروت جیل میں شہید کر دیا گیا

پشاور جیل میں عبدالحمید اور انکے دیگر ساتھیوں کی شہادت

عبدالحمید ولد شیر جان بٹے کائیحلقہ ڈیلے 2009 میں کراچی سے دو اور ساتھیوں (مسمی سنت گل و محمد اقبال)اور ٹیکسی ڈرائیور (مسمی زین الدین ولد گل نواز برومی خیل)سمیت گرفتار کر کے کئی سالوں تک عقوبت خانوں میں زیر تشدد رہنے کے بعد 2012 میں پشاور میں شہید کر

کے لاش پھینک دی گئی اور انکے اہل خانہ کو اطلاع کر کے آپکی لاش کراچی منتقل کی گئی اور وہاں کواری کالونی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جبکہ ٹیکسی ڈرائیور مسمی زین الدین ولد گل نواز برومی خیل کو کراچی میں شہید کر دیا۔

طالبان قیدی سنت گل محسود کی آپ بیتی

سنت گل ولد سردار علی وزیر گائی، عبدالحمید ولد شیر جان بڑے کائی، اقبال ولد۔۔۔۔۔۔۔اور ایک ٹیکسی ڈرائیور کراچی میں خفیہ اداروں کے افراد نے گرفتار کر کے کئی سالوں تک لاپتہ کئے رکھیں۔ جب بلوچستان سے سویس جوڑا اغواء ہوا، اور شمالی وزیرستان پہنچایا گیا۔ تو کچھ عرصہ بعد اس پر مجاہدین محسود نے قیدیوں اور فدیہ کا مطالبہ کیا۔ یہ سلسہ کئی ماہ چلتا رہا۔ لیکن مسئلہ حل نہیں ہوا۔

بالاخر دسمبر 2011 میں اس مسئلے پر کچھ پیش رفت ہوئی۔ کچھ قیدی حکومت نے رہا کئے۔ جن میں سنت گل ولد سردار علی بھی شامل تھے۔ جیل سے رہائی کے دوران وہ انتہائی کمزور حالت میں تھے ان کی حالت دیکھنے کی قابل نہ تھی۔ کئی سال زنجیروں میں بند رکھنے کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں سر سے جوڑے ہوئے تھے جو مثل گول فٹ بال کے مانند تھا۔ اس کے سب اعضاء شل ہو چکے تھے۔ کھانے پینے اور بات کرنے کے قابل نہیں تھے۔ بہت ہی دیمی آواز سے اشارے میں بات کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے جیل میں انجکشن لگائی گئی ہے لہذا میں شہید ہونے والا ہو۔ کافی علاج معالجے کے باوجود بچ نہ سکے تھے لہذا ہوا وہی جو وہ کہا کرتے تھے بالاخر چند دن بعد ر30 دسمبر 2011 کو شہید ہو گئے اور دوسرے ساتھی سنت گل عرف ایوبی ولد سردار علی کو سویس کے گرفتار شدہ جوڑے کے بدلے میں میر انشاہ میں مجاہدین کے حوالے کر دیا گیا۔ پشاور جیل سے رہائی پانے والے قیدیوں کے بقول اقبال ولد وزیر الرحمان کئی خیل سخت سزاوں کے نتیجے میں شہید ہوئے تاحال ان کی لاش غائب ہے

کوہاٹ جیل میں زیر احمد کی شہادت

زیر احمد ولد ریمال خان عباس خیل مچی خیل کو ڈیرہ اسمعیل خان میں خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے اپنے گھر سے اٹھالیا28 اکتوبر 2015 کو کوہاٹ جیل میں بے انتہا تشدد کی وجہ سے شہید ہو گئے اور انکی لاش کو پولیٹیکل انتظامیہ کے ذریعے اہل خانہ کے حوالے کر کے ڈیرہ اسمعیل خان میں سپرد خاک کر دی گئی

لکی جیل میں شمس الدین کی شہادت

شمس الدین ولد نجم الدین بٹی کائی حلقہ ڈیلے والے کو فوج نے علاقہ سریلہ جنوبی وزیرستان سے گرفتار کر دیا جو گھر کی دیکھ بھال کیلئے جارہا تھا اور دوسال تک لاپتہ کئے جانے کے بعد ان کی لاش ٹانک میں پولیٹیکل انتظامیہ کے حوالے کر دی گئی جو انہوں نے اہل خانہ کے حوالے کی

کوہاٹ جیل میں محمد زبیر کی شہادت

محمد زبیر ولد میر قاسم خان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ کو خفیہ اداروں نے گرفتار کر کے عرص دراز تک صعوبتوں کو جھیلنے کے بعد کوہاٹ جیل میں شہید کر دیا گیا۔

مصطفی کو کوہاٹ جیل میں پھانسی

مصطفی ولد گل سوپ خان گلیشائی حلقہ جنتہ کو والد اور دوسرے بھائی کے ہمراہ علاقہ شکتوئی سے سرچ آپریشن کے دوران گرفتار کئے گئے کچھ عرصہ بعد مصطفی ولد گل سوپ خان گلیشائی حلقہ جنتہ کو بنوں جیل توڑنے کے جرم میں مجرم قرار دیکر رحیل شریف کی خفیہ کورٹ میں انہیں پھانسی کی سزا سنائی گئی یوں 26 نومبر 2016 میں دنیا کی مروجہ قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کو کوہاٹ جیل میں زہریلی انجکشن دی گئی جس سے آپ شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے شہادت کے وقت ان کے اہل خانہ کو ان کیساتھ ملاقات کی اجازت نہ دی گئی جو کہ ایک بین الاقوامی قانون ہے یاد رہے ان کے ساتھ ان کے والد صاحب اور ایک دوسرے بھائی کو بھی گرفتار کیا گیا تھا۔

ڈرائیور کو کوہاٹ جیل میں پھانسی

ڈرائیور خان محسود کا تعلق تحصیل لدھا سے تھا جو کہ ایک پاگل اور مجنون آدمی تھا آپکو 2012 کے ابتداء میں ضلع ٹانک سے گرفتار کیا۔ یاد رہے ڈرائیور نام سے مشہور شخص مجنون اور جوگی قسم کا پاگل بندہ تھا طالبان اسکو ٹیم پاس اور گپ شپ کے لیے پاس رکھا کرتے تھے۔ اس جرم کی سزا انہیں پھانسی کی شکل میں ملی اس سفید ریش دیوانے کی پاگل پن کئی سالوں پاکستانی انٹیلی جنس اداروں کو معلوم نہ ہوئی۔ اور نہ آپکی یہ پاگل پن آپکو پھانسی بچاسکی اگر کسی باشعور جج کی عدالت میں اسے پیش کیا جاتا تو ضرور بضرور اسکی رہائی کا حکم کرتا۔ سیسہ پلائی ہوئی دیواروں کے اندر عقوبت خانوں میں مجاہدین کو سزائیں دینا ریاست پاکستان کے اداروں اور سیکیورٹی اداروں بشمول فوج کے ناکامی اور خوفزدہ ہونے کی واضح دلیل ہے

ڈیرہ اسماعیل خان میں محسود نوجوانوں کا قتل

10 اکتوبر 2016 کو میڈیا پر یہ خبر چلی کہ ڈی آئی خان میں تین دہشت گرد مارے گئے حالانکہ حقیقت کچھ اور تھی کہ ان نوجوانوں کو عرصہ دارز سے گرفتار کیا تھا اور 10 اکتوبر 2016 کو جیل سے نکال کر کے ماورائے عدالت ڈی آئی خان میں انہیں قتل کر کے انکی لاشیں سڑک کنارے پھینک دی۔ ان میں سے دو کا تعلق محسود قبیلہ سے تھا جن کے نام یہ ہیں۔ (1) عبدالغنی ولد شاکیم گائی تنگئی بودین زائی لدھا (2) نواز غنی سکنہ لدھا جبکہ تیسرے کا نام عطاء اللہ بیٹنی تھا جو پہلے ضلع ٹانک گومل میں چوری ڈکیتی میں مشہور تھا 2009ء کے بعد حکومت نواز عبداللہ گروپ المعروف قاری زین الدین گروپ یا مصباح گروپ میں شامل ہوئے اور مجاہدین کے خلاف سرگرم عمل ہوئے جب حکومت نے ان سے کام لیا۔ بعد ازاں انہیں گرفتار کر کے کچھ عرصہ بعد 10 اکتوبر 2016 کو جیل سے نکال کر کے ماورائے عدالت ڈی آئی خان میں انہیں قتل کر کے انکی لاش دوسرے محسود نوجوانوں کی لاشوں کے ساتھ سڑک کنارے پھینک دی۔ اس بیچارے کا قتل غور طلب ہے

ڈی آئی خان میں فدائی محمد ذاکر کی شہادت

اپریل 2012 میں فدائی ذاکر کراچی کاروائی کے لئے جارہے تھے کہ ڈی آئی خان سے گرفتار کئے گئے تین سال لاپتہ کئے جانے کے بعد جون یا جولائی 2015 میں جیل سے نکال کر شہید کر دیئے گئے ۔

کوہاٹ جیل میں محمد زاہد کی شہادت

محمد زاہد عرف احسان اللہ ولد غنم زار کاکا عباس خیل گور گورے نومبر 2011 میں والد کی شہادت کے موقعہ پر اپنے گاوں گور گورے آیا تھا چند دن بعد جب آپ مزدوری کے سلسلہ میں واپس کراچی روانہ ہوئے تو بمقام سنزلہ فوج نے انہیں اور انکے سالہ رائی خان دونوں کو گرفتار کر دیا گیا اور چار سال بعد دسمبر 2015 میں انکی لاش ورثاء کے حوالے کر دی گئی جبکہ رائی خان کے بارے میں مولوی رحمن گل عرف کاکا جو

انکے ساتھ قید میں تھے کا کہنا ہے کہ رائی خان بیمار ہوا علاج معالجہ نہ ہونے کی وجہ سے بالاخر دم توڑ کر شہید ہوا۔ یاد رہے ان دونوں کا طالبان سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ تحریر از قلم مفتی عاصم

لکی یا کوہاٹ جیل میں فضل الرحمن کی شہادت

فضل الرحمن ولد نواب خان گور گورے زاند وعباس خیل کو ٹانک میں گرفتار کر کے لکی جیل منتقل کر دیا 2015 کی موسم گرمہ کے ایام میں آپ کے اہل خانہ کو بذریعہ ٹانک پولیٹیکل انتظامیہ انکی لاش ملی بعد ازاں انکی لاش کراچی منتقل کی گئی کیونکہ آپکے اعزہ واقارب کراچی میں رہائش پذیر تھے

ٹانک میں غوث الدین کی شہادت

غوث الدین ولد محمد اشرف کوکٹ خیل لالٹرئے ٹانک شہر وزیر آباد میں دکان چلاتا تھا جون یا جولائی 2009 میں فوج اور عبد اللہ گروپ کے اہلکاروں نے اسکو گرفتار کر کے پہلے پہل انہیں دوکان کی چھت سے نیچے گرایا اور انہیں بے تحاشہ مارا پیٹا چند دن بعد انکی لاش ایسی حالت میں ملی کہ اسکا جوڑ جوڑ توڑا گیا تھا۔

لکی جیل میں گل مار خان کی شہادت حاجی گل مار خان ولد حاجی میر باچ خان عباس خیل گور گورے کو اکتوبر 2012 میں اپنے فریق یونس خان ملک دینائی کے اشارے پر گرفتار کیا گیا کیونکہ حاجی گل مار خان نے اپنے تنازعے کی رپورٹ طالبان کے عدالت میں دائر کی تھی۔ کہ یونس خان ملک دینائی کیساتھ ملکیت کا تنازعہ ہے جب طالبان کی طرف سے انہیں حاضر ہونے کی پرچی بدست حاجی گل مار خان ملی۔ تو چند دن بعد فوج نے گل مار خان کے گھر پر رات گئے چھاپہ مارا اور انہیں اکتوبر 2012 میں گرفتار کیا۔ اسی جرم کی پاداش میں تین سال قید بامشقت گذارنے کے بعد انہیں شہید کر دیا۔

سید عالم کی شہادت

سید عالم ولد خواژ عالم ایزدی خیل حلقہ مکین کراچی سے گرفتار ہوا تقریباً 4 سال قید میں رہنے کے بعد یکم نومبر 2016 کو لکی جیل میں شہید کیا گیا اور انکی لاش اہل خانہ کے حوالے کر کے ضلع ٹانک میں انکی کثیر تعداد میں مسلمانوں نے انکی نماز جنازہ میں شرکت کر کے بعد ازاں انہیں ٹانک میں سپرد خاک کیا گیا۔

لکی جیل میں خیر اللہ کی شہادت

حاجی خیر اللہ ولد حمید اللہ شابی خیل حلقہ دواتوئی عرصہ دراز سے ڈی آئی خان میں مقیم تھے آپریشن کے دوران 2009 کے آواخر میں مصباح گروپ کے اشارے پر فوج نے گرفتار کیا۔ کئی سال تک عقوبت خانوں میں رہنے کے بعد لکی مروت میں خفیہ عقوبت خانے سے انکا رابطہ گھر والوں سے ہوا آپ لکی جیل میں بے گناہ قیدی سے مشہور تھے لیکن ظالموں نے انہیں ویسے روکے رکھا تھا بالاخر جنوری یا فروری 2017 کو جیل ہی سے انکا جنازہ نکلا اور ڈیرہ اسماعیل خان میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا گناہ یہ تھا کہ انکا ایک بھائی طالبان میں شامل تھا۔

ملتان میں سلیم اللہ محسود کی شہادت

سلیم اللہ ولد رحمت شاہ محسود سکنہ چیر گلائی در کئی کو 2014 میں راولپنڈی میں مزدوری کرتے وقت گرفتار کیا تھا کئی سالوں تک پاکستانی خفیہ اداروں کے عقوبت خانوں میں رکھے جانے کے بعد بالاخر حکومت کی جانب سے آپ کے گھر والوں کو اطلاع ملی کہ وہ ملتان حاضری کرے جب آپکے چچا وغیرہ ملتان حاضر ہوئے تو وہاں پر خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے انہیں کہا کہ ان تین قبروں میں سے یہ قبر سلیم اللہ کی ہے اور گرفتاری کے وقت ان سے لیا ہوا جیب کا سامان انہیں واپس کیا اور اسے واپس جانے کا کہا۔ فالی اللہ المشتکیٰ

آپریشن رد الفساد کے نام سے قیدیوں کا قتل عام

2 فروری 2017 کو جب محسود مجاہدین نے دوبارہ تحریک طالبان پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا۔ تو چند دن بعد پورے پاکستان میں بڑی بڑی کاروائیوں کا آغاز بھی ہوا جن میں 7 فروری 2017 کو بنوں منڈان تھانہ پر فدائی حملہ 13 فروری کو جنوبی وزیرستان توئی خولہ میں تین ملیشیا اہل کاروں پر دھماکہ اسی روز لاہور میں اہم پولیس افیسروں پر حملہ میں 18 افراد کی ہلاکت 16 فروری 2017 کو سندھ میں لال قلندر مزار میں زائرین میں خودکش حملوں سے پاکستانی فوج اور سول حکومت کے وہ دعوے بے بنیاد ثابت ہوئے کہ ہم نے دہشت گردوں سے پاکستان صاف کیا ہے لہذا جنرل صاحب نے اعلان کیا کہ اسکا انتقام لینگے تو لہذا پاکستانی قوم کی نظریں اس سے موڑنے کیلئے پاکستان کے مختلف شہروں میں جعلی مقابلوں کا سلسلہ شروع ہوا آئے روز نہتے قیدیوں کو جیلوں سے نکال نکال کے سڑکوں پر انکی لاشیں گرا کر اپنے سینوں کو ٹھنڈک بخشتے رہے اور عوام کو بے وقوف بنا کر جذبہ انتقام میں 120 سے زائد قیدیوں کو شہید کر ڈالا جن میں محسود قیدی بھی شامل تھے جن میں جان محمد کا تعلق علاقہ مکین سے تھا 18 فروری 2017 کو سابقہ کاروائیوں کے جرم میں کوئٹہ میں شہید کر دیا۔

انقلابات کے لئے محفوظ پناہ گاہ کی اہمیت تاریخ:۔ 13/3/2017

یہ اس فانی دنیا کے مسلمات میں سے ہے کہ جو شخص اگر کوئی کام شروع کرنا چاہتا ہے تو وہ پہلے اپنے لئے ایک ٹھکانا تلاش کرتا ہے پھر اپنا اگلا کام شروع کرتا ہے اب اگر کام عارضی ہو تو ٹھکانہ بھی عارضی تلاش کرتا ہے اور اگر کام میں استقلال ہو کام دیر طلب ہو تو پھر ٹھکانہ بھی مستقل تلاش کرتا ہے تاکہ بیچ میں کام ادھورا نہ رہ جائے ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ مزدوری کیلئے کہیں جاتے ہیں تو پہلے وہ رہنے سہنے کی جگہ تلاش کرتے ہیں پھر مزدوری وغیرہ شروع کرتے ہیں، انقلاب سے بڑھ کر ہر صعوبت، دیر طلب اور محتاج ٹھکانہ کام اور کون سا ہو سکتا ہے ، جس کام کی خاطر اس دھرتی پر ہمارا وجود ممکن ہوا ہے لہٰذا اس عظیم کام کے لئے تو بہت ہی مضبوط اور قوی ٹھکانے اور پناہ گا کی ضرورت ہے۔

آیئے ہم شریعت، تاریخ اور مشاہدے کی روشنی میں اس اہم امر کی اہمیت کا جائزہ لیتے ہیں۔

شریعت کی روشنی میں محفوظ پناہ گاہ کی اہمیت

چونکہ حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے پورے اسلام کی روشنی پھیلانے اور کفر و شرک کی تاریکیوں پر مبنی معاشرے کو ختم کر کے عدل وانصاف اور پاکیزہ اخلاق سے مزیّن معاشرہ قائم کرنے کیلئے مبعوث فرمایا۔ مگر زمینی حقائق (Ground Realitgy) اس کے برعکس تھیں اس میشن کی بناء پر کوئی آپ کو اپنے گھر میں بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھا اور دوسری طرف اس عظیم مقصد کو سرانجام دینے کے لئے آپ کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی تھکانے کی بھی ضرورت تھی اس معمے کے حل کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزات خود

راہنمائی فرمائی اور فرمایا۔وقل رب ادخلی مدخل صدق واخرنی مخرج صدق واجعل لّی من لدنک سلطانا نصیراً (الاسراء80)

ترجمہ:۔اور کہہ اے رب داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا اور عطاء کر مجھ کو اپنے پاس کی حکومت کی مدد (ترجمہ شیخ الھندؒ)

اس آیت کے متعلق ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

ارشده الله والهمه ان يدعو بهذا الدعاء ان يجعل له ماهوفيه فرجاًقريباًو مخرجاً عاجلاًفاذن له تعالیٰ فی الهجرة الی المدینة النبوة حيث الا نصاروالاحباب فصارت له داراًوقراراًواهلهاانصاراً

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رہنمائی کی اور آپ کو الہام کیا کہ آپ ان الفاظ میں اللہ سے دعا کریں کہ آپ جن مشکل حالت میں گھرے ہوئے ہیں ان میں فراخی اور ان سے نکلنے کے اسباب پیدا فرمائیں پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی جہاں آپ کے مددگار اور احباب موجود تھے تو یہ شہر آپکی محفوظ پناہ گاہ اور ٹھکانے میں بدل گیا اور اس کے رہائشی (اوس وخزرج) آپ کے انصار بن گئے۔

علامہ زرقانی "سلطانا نصیرا کی تشریح یوں فرماتے ہیں

قوۃتنصرنی بها علی اعدائک-ترجمہ:۔ ایک ایسی قوت (عطاء کیجئے) جس سے آپ اپنے دشمنوں کے خلاف مجھے فتح دیں،، دوسری جگہ فرماتے ہیں،، دشمنوں کے خلاف میری نصرت کریں،،

اما بیہقیؒ حضرت قتادہؓ سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ انہیں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے ذریعے سچائی کے ساتھ نکال لے گئے اور آپ کو مدینہ میں سچائی کے ساتھ داخل کیا نبی اکرم ﷺ جانتے تھے کہ انہیں اس امر (اشاعت وغلبہ اسلام) کی سلطان (حکومت) کے بغیر طاقت نہیں ہے چنانچہ آپ نے اللہ سے کتاب اللہ اس کے حدود وفرائض اور کتاب اللہ (احکام) کے قیام کے لئے سلطنت (حکومت) کی درخواست کی اس لئے کہ سلطان اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی شان وشوکت ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے سامنے قائم کردی اگر یہ نہ ہوتی تو لوگ ایک دوسرے کے خلاف غارت گری کرتے اور طاقتور کمزوروں کو کھا جاتے۔

شیخ الاسلام حضرت علام شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں

یعنی غلبہ اور تسلط عنایت فرما جس کے ساتھ تیری مدد ونصرت ہو، تاکہ حق کا بول بالا رہے اور معاندین ذلیل وپست ہوں دنیا میں کوئی قانون سماوی یا ارضی اس کے نفاذ کے لئے ایک درجہ میں ضروری ہے کہ حکومت کی مدد ہو جو لوگ دلائل وبراھین سننے اور آفتاب کی طرح حق واضح ہوچکنے کے بعد بھی ضد وعناد پر قائم رہیں ان کے ضرر فساد کو حکومت کی مدد ہی روک سکتی ہے عصر حاضر میں غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار کے مصنف مولانا محمد زاھد اقبال صاحب اس ضمن میں لکھتے ہیں خاتم الانبیاء کا کتاب اللہ کے احکام اور حکومت الہیہ کے نفاذ کے لیے اللہ تعالیٰ سے طاقت وقوت اور اسباب ووسائل عطاء کرنے کی درخواست کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جب تک طاقت وقوت اسباب ووسائل دستیاب نہ ہوں اور حکومت الہیہ کے قیام کے لئے طاقت وقوت اور اسباب وسائل فراہم کرنا اور بھرپور تیاری کرنا لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر حکومت الہیہ کے قیام کا خوب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا ہے ایک اور جگہ ہجرت کی موضوع کے متعلق لکھتے ہیں کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول ﷺ کی ہجرت کا مقصد مکہ سے دور علاقے میں منتقل ہوکر وہاں صالح معاشرے کی تشکیل اور اسلامی حکومت کا قیام تھا، تاکہ وہاں

اس کی بنیاد مضبوط کر کے (بالفاظ دیگر بیس کیمپ قائم کر کے) دیگر علاقوں کی طرف بڑھا جائے، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور غزوہ بدر سے لے کر فتح مکہ غزوہ تبوک اسی سلسلے کی کڑی تھی، لہٰذا معلوم ہوا کہ بیس کیمپ یا محفوظ پناہ گاہ کے بغیر چارہ کار نہیں

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

جب رسول ﷺ نے اپنے اصحاب کو آزمائش میں دیکھا اور یہ کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و مرتبہ اور اپنے چچا ابو طالب کی حمایت کی وجہ سے (ایک حد تک) عافیت میں ہیں لیکن اپنے صحابہ کا دفاع کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تو آپ نے انہیں ہجرت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا۔لوخرجتم الی ارض الحبشة فان فیها ملکاً لا یظلم احد عنده حتی یجعل الله لکم فرجاً ومخرجاً لما انتم فیه فخرج المسلمون الی ارض الحبشة مخافة الفتنه وفراراً الی الله بد ینهم۔

ترجمہ:۔ اگر تم حبشہ کی طرف نکل جاؤ (تو بہتر رہے گا) اس لئے کہ وہاں ایسے بادشاہ کی حکومت ہے کہ جہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا (وہاں رہو) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مصیبت سے نکالنے کے لئے راستہ نکالیں اور آسانی فرمائیں،، یہاں سے معلوم ہوا کہ دین ایمان کی حفاظت اور ساتھیوں کے تحفظ کی خاطر اگر کفر کی طرف ہجرت کرنے اور پناہ گاہ تلاش کرنے کی ضرورت پڑھ جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ حبشہ کا بادشاہ عیسائی تھا بشر طیکہ وہاں ایمان اور مقاصد کا سودا لازم نہ آئے **لوط علیہ السلام** کو جب مہمانوں کے متعلق قوم کی طرف سے بے حرمتی کا خوف لاحق ہوا تو ایک مضبوط ٹھکانے یا سہارا کی یوں تمنا کی، کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی یا کوئی مضبوت قبیلہ اور کنبہ میر اماوی اور ملجاد ہوتا

قاموس "رُکنّ" کے معنی لکھتے ہیں قوی ترین پہلو، قوت کے تمام اسباب جیسے حکومت، فوج، عزت، غلبہ، اقتدار

محفوظ پناہ گاہ کی اہمیت تاریخ کی روشنی میں

فرنگی راج اور غیرت مند مسلمان،، ملا پاوندہؒ کے متعلق لکھتا ہے آپ کا مقابلہ بہت بڑی قوت سے تھا اور خاص بات یہ کہ انگریز کو تقریباً تمام بااثر افراد کا تعاون بھی حاصل تھا اور علاقہ میں بہت بڑی فوج بھی متحرک تھی ان حالات میں خالی ہاتھ مقابلہ کیسے کیا جا سکتا تھا، چنانچہ امیر کابل سے امداد کی غرض سے سات سو 700 افراد پر مشتمل قافلہ جس میں تین سو 300 مستورات شامل تھیں 13 اگست 1896 کو کابل ہجرت کی 1901ء میں ملا پاوندہ نے ان علاقے کے مؤثر دفاع اور غازیوں کیلئے اسلحہ کے حصول کی خاطر افغانستان کا دورہ کیا جس میں ملا پاوندہؒ کو 60 ہزار روپے 2000 کارتوس اس شرط پر دئے گئے کہ وہ مستقبل میں گورنر خوست کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھیں گئے اور محسود علاقے میں سڑک کی تعمیر اور برطانوی فوج میں محسود نوجواں کو بھرتی نہیں ہونے دیں گے

در حقیقت یہ شرائط نہیں ہیں بلکہ ملا پاوندہؒ کے موقف کا حصہ ہے (راقم) ملا پاوندہؒ کے بعد ان کے برخوردار شہزادہ فضل دین وزیرستان کا بادشاہ مقرر ہوئے تو انہوں نے ستمبر 1914 میں افغان حکام کی حمایت کے حصول کیلئے آپ نے ایک بڑے وفد کے ہمراہ افغانستان کا دورہ کیا اس دوران یہ طے ہوا کہ وزیر محسود مکمل ہم آہنگی کے ساتھ فرنگی کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ سردار نصر اللہ خان نے انہیں اسلحہ کے علاوہ 215000 روپے بھی دیئے، حاجی ترنگزئی صاحب نے مولانا سیف الرحمن اور مولانا فضل ربی کو اکتوبر 1915 میں کابل بھیجا اور سردار نصر اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ وزیرستان کے قبائل کو اسلحہ کی امداد دی جائے نیز اعلان جہاد پر مشتمل فرامین بھی بھیجے جائیں تا کہ وہ منظم ہو کر انگریز فوج پر یلغار شروع کریں

1938ء میں فقیر ایپی (حاجی مرزا علی خان) کے پاس ایک جرمن نمائندہ گوروبک آیا تھا اور انہیں تعاون کی پیش کش کی جن پر فقیر ایپیؒ نے کہا کہ وہ اس بارے میں شوریٰ سے مشورہ کریں گے شوری سے مشورہ کے بعد انہوں نے فرنگی کے خلاف جرمن کے غیر مشروط تعاون کی پیش کش قبول کی جس کے بعد انہوں نے جرمن کے ساتھ تعلقات استوار کئے

خلیفہ لطیف کے بقول فقیر ایپیؒ کو جرمن نمائندہ نے دربین ایک رائفل اور کچھ کارتوس دئے۔ جرمن کے ساتھ فقیر ایپیؒ نے مندرجہ ذیل شرائط پر تعلقات استوار کئے

(1) فرنگی کے خلاف جنگ کرنے میں ہم خود بااختیار رہوں گے (2) ہمارا اسلامی نشان اور جھنڈا الگ ہو گا (3) مسلمانوں کی سرزمین میں جرمن کا کوئی تصرف نہیں ہو گا۔

انگریز نے خود لکھا ہے کہ فقیر ایپیؒ ہر کسی سے مدد لیتے تھے مگر مقصد اپنا ہی نکالتے ڈاکٹر محمد نواز محسود نے اپنی کتاب فرنگی راج میں لکھا ہے کہ فقیر ایپی نے گوروبک ہجرت سے پہلے چند انتہائی قابل اعتماد ساتھیوں کو بتا دیا تھا کہ فرنگی جہازوں سے محفوظ اور فوج کی پہنچ سے دور ایک ایسے مرکز کی ضرورت ہے جہاں سے تحریک جہاد تواتر اور منظم طریقے سے جاری وساری رہے مختصر یہ ہے کہ ملاپاوندہؒ شہزاد فضل دین صاحب اور فقیر ایپیؒ (حاجی مرزا علی خان) نے قبائلی علاقہ جات اور بوقت ضرورت افغانستان کو محفوظ پناہ گاہ کے طور پر استعمال کرکے وقت کے طاغوت اعظم کو ناکو چنے چبوا کر اپنے علاقے سے چلتا کر دیا، اور اسی اثناء میں اپنے مقاصد پر سودابازی کیئے بغیر ہر قسم کی مدد اور تعاون قبول کرکے دشمن کا مقابلہ کیا جو میرے ناقص عقل میں نہ تو آخرت کے اعتبار سے قابل ملامت ہے اور نہ ہی دنیاوی اعتبار سے۔ اسی طرح تاریخ کا مطالعہ کرنے والے پر یہ بات مخفی نہیں کہ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے انگریز کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو برقرار رکھنے کے لئے قبائلی علاقے کو محفوظ پناہ گاہ کے طور پر استعمال کیا اور مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی قبائلی علاقے کو بیس کیمپ کے طور پر استعمال کرنے کے ارادے سے نکلے تھے مگر تقدیر نے ساتھ وفا نہیں کیا۔

تحریک آزادی ہند کے مطالعہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ اس دوران پر تشدد تحریک کو پرامن تحریک میں تبدیل کرنے ان وجوہات کا فقدان تھا جن وجوہات کے بل بوتے پر علماء یہ پر تشدد تحریک برقرار رکھے ہوئے تھے

سید مولانا محمد میاں صاحب علماء ہند کے مجاہدانہ کارنامے میں راقمطراز ہیں جسکا مفہوم یہ ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک کے آغاز سے 1915ء تک صرف 85 سال میں 4 مرتبہ انقلاب کی جدوجہد کی مگر تدبیر پر ہمیشہ تقدید غالب آتی رہی (4 مرتبہ کا یہ مطلب نہیں کہ درمیانی عرصے میں آرام سے بیٹھے رہے مطلب یہ ہے کہ 4 مرتبہ عظیم الشان انقلابی نقشہ تیار کرکے اس پر کام شروع کیا) آگے وجوہات میں لکھتے ہیں کہ

(1) عمومی جنگ نے جرمنی اور ترکی کو شکست دے کر ان تمام توقعات کو ختم کر دیا جن کی بناء پر 1915ء تک انقلابی سازشیں ہوتی رہیں اور اب انگریز کی طاقت پہلے کی بنسبت کئی گناہ بڑھ گئی اور حدود سلطنت اتنے وسیع ہوگئے کہ ان میں آفتاب نہیں چھپتا (2) افغانستان اور ایران کی تو کیا مجال کہ وہ برطانیہ کے مقابلے پر ہندوستان کی تحریک انقلاب کا ساتھ اور ہندوستان کا ساتھ دے سکتی تھی لیکن

ا) لیفن اور اسٹالن کے خیالات سے آج تک ہندورستانی متفق نہیں

ب) علاوہ ازیں سوویٹ روس کی طاقت اس قابل نہیں تھی

ج) اس سے زیادہ قابل غور سوال یہ ہے کہ اس صورت میں ہندوستان کو حریت نصیب ہو گی یا محض آقاوں کی تبدیلی ہو گی اور بس

(3) جب کہ کوئی بیرونی طاقت پشت پر نہ ہو تو سوال یہ ہورتا ہے کہ اسلحہ اور قوت کے انقلابی جدوجہد کے لئے خرچ کا کیا انتظام ہو معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف جن پر ہمیں ناز ہے جو ہمارے لئے قابل اقتداء ہیں انہوں نے اپنی جدوجہد کو ہوا میں معلّق نہیں رکھا بلکہ دنیا کے دارالاسباب ہونے کے ناطے آقائے نامدار تاجدار مدینہ ﷺ کے اتباع میں سوچ سمجھے منصوبے کے تحت جاری رکھا، واللہ اعلم۔

محفوظ پناہ گاہ کی اہمیت مشاہدے کی روشنی میں

ہم مشاہدے کی بات اپنی ہی چھوٹی چھوٹی گوریلا کاروائیوں سے شروع کرتے ہیں کہ کسی علاقے میں گوریلہ کاروائیوں کیلئے اس وقت تک اپنے ساتھیوں کو داخل نہیں کرسکتے ہیں جب تک اس علاقے میں کھانے پینے آرام کرنے رات گذارنے کا انتظام نہ کریں یہ مسئلہ شہروں اور قبائلی علاقوں میں یکساں اہمیت کا حامل ہے۔ تحریک طالبان اور دیگر جہادی گروہوں کا مشاہدہ ہمارے سامنے ہے کہ جب تک قبائلی پٹی ان کے لئے محفوظ پناہ گاہ بنی ہوئی تھی اس وقت ان کی کاروائیوں میں نمایاں تیزی تھی ان کی کاروائیوں اور پلاننگ سے مستقل مزاجی ٹپک رہی تھی اور دشمن بے بس نظر آرہا تھا مگر جونہی یہ محفوظ پناہ گاہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا اب ان کے حالات کی تشریح کی مجھے ضرورت نہیں ہے کہ طبائع پر گران بار ثابت ہوگا اگر جہادی قائدین کا یہ ڈھگمگا تا حال رہا تو بس خدا ہی بہتر جانیں اور سب سے بڑھ کر ہمارے سامنے امارت اسلامی کی مثال ایک واضح دلیل ہے کہ اگر ان کے پیچھے ایک مضبوط ایٹمی ملک کا سہارا نہ ہوتا ان کے لئے محفوظ پناہ گاہ نہ ہوتی تو افغانستان میں نیٹو کو شکست سے دوچار کرنا ناممکن تھا یہی وجہ ہے کہ دشمن نے ان کی محفوظ پناہ گاہ کو ختم کرنے کے لئے ملین ڈالر خرچ کر کے ایڑی چوٹی کا زور لگارہا ہے، دشمن برسوں سے ایک ہی بات بار بار دھرا رہا ہے کہ طالبان کے محفوظ ٹھکانے ختم کئے جائیں

قبائلی پٹی کو بارود میں جلانے کی سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ یہ دشمن کے خیال میں یہود و نصاریٰ اور ان کے اتحادیوں کے خلاف لڑنے والوں کی پناہ گاہ ہے اگرچہ قبائلی پٹی اپنی آزاد حیثیت کو برقرار رکھنے والوں کی آماجگاہ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا میں انقلاب برپا کرنے والوں کے لئے ایک مضبوط سہارے اور قومی ٹھکانے کی ضرورت ایک لابدی امر ہے حقیقت کی دُنیا میں ایسا کہیں نہیں ہوا ہے کہ کسی نے ایک عظیم امر کا اجراء کیا ہو اس حال میں کہ اجراء کنندہ گان دربدر پھر رہے ہوں

اس مختصر تحریر کے ذریعے ہم اُن ذی استعداد حضرات کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہے جس امر پر کم از کم ہماری ناقص فہم کے مطابق تمام قربانیوں کا نتیجہ موقوف ہے باقی کیا کرنا چاہیے ؟ کیسے کرنا ہے ؟ ان سوالات کے جوابات اس موضوع کی اہمیت کو سمجھنے کے بعد اور اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہونے کے بعد ہر ذی شعور شخصیت کی سوچ پر منحصر ہیں۔ واللہ اعلم

تنظیم کے رفاہی امور اور سرگرمیاں

معاہدہ سراروغہ کے بعد کے حالات

حکومت کی جانب سے معاہدے کی خلاف ورزی کی وجہ سے بیت اللہ محسود نے بھی جنگ کے بجائے یہ پالیسی اپنائی کہ جہاد پاکستان و افغانستان کیلئے مسلح افراد کی نفری پیدا کرنے پر توجہ دی، اس عمل کو آگے بڑھانے کیلئے پورے پاکستان کے سطح پر دعوت جہاد اور مجاہدین کو منظم کرنے اور انکی عسکری اور روحانی تربیت پر مکمل توجہ مرکوز رکھی بالاخر اس تمام ترمحنت کا مثمر نتیجہ دو سال بعد تحریک طالبان پاکستان کی شکل میں منظر عام پر آیا جسکی وجہ سے عالمی دنیا میں افعانستان و عراق کے مقابلے میں پاکستان جنگ کی دہکتی ہوئی بٹی ثابت ہوئی۔ اور اس کے ساتھ۔

امیر محترم بیت اللہ محسود نے قومی خدمات بھی سرانجام دیئے

امیر صاحب نے سوچا کہ صرف مجاہدین کی کثرت سے کام نہیں چلتا۔ اس لئے عوام میں مقبولیت ضروری ہے جب تک عوام کو اعتماد میں نہ لیا جائے تو کام نہیں چلتا اس لئے مختلف مواقع پر جہاں کہیں عوام کی خدمت پیش آئی وہ بخوبی سر انجام دی اس تفصیل سے قبل ایک بات جو معاہدے کے بعد انجام کر گئی وہ یہ تھی۔ کہ جن لوگوں نے سابقہ جنگ میں حکومت سے تعاون کیا تھا، ان کو چن چن کر ہدف بنایا۔ تاکہ کوئی آئندہ کے لئے حکومت کا ساتھ نہ دیں۔ جن میں خصوصاً وہ ملکان و مشران تھے، جنہوں نے امن لشکر بنائے تھے۔ جبکہ بہت ساروں کو معاف بھی کیا۔ جنہون نے سابقہ غلطیوں پر معافی مانگی۔ تقریباً پورے علاقہ محسود میں یہ ٹارگٹ آپریشن جاری رکھا۔ جو خوب کامیاب رہا۔ اسکی تفصیل اپنی جگہ آرہی ہے۔

امن امان کی بحالی کیلئے اقدامات

اس کے ساتھ ساتھ چونکہ اس دور میں علاقہ محسود میں چوروں ڈاکوں کا غلبہ تھا۔ امن کا نام ہی نہ تھا۔ عوام کا مال و دولت اور عزت لوٹی جارہی تھی۔ کوئی پرسان حال نہ تھا۔ آخر کار جب علاقہ جاڑائی میں حاجی آیوب نامی شخص کی بیجو کار گاڑی اغواء ہوئی تو امیر صاحب سے بندہ مفتی عاصم اور مولوی نور سید صاحب نے شکایت کی، کہ امیر صاحب آپ کے پاس قدرت ہے ان چوروں ڈاکوں پر عملی اقدام آپکی ذمہ داری بنتی ہے۔ جبکہ اس سے عوام میں مقبولیت بھی ہوگی۔ اس پر امیر صاحب نے شوریٰ والوں سے مشورہ کیا اور یہ فیصلہ ہوا، کہ خان سعید عرف سجنا کی قیادت میں پہلے ان چوروں اور ڈاکوں کو دعوت دی جائے، کہ وہ آئندہ کے لئے ان برے افعال سے توبہ کرلیں۔ اور جو سامان چاہے گاڑی ہو، یا کسی کے پاس اغواء برائے تاوان کے نام سے افراد ہو، یا مال مویشی ہو، تو اس کو مالکان تک پہنچادے۔ بس جس کسی نے یہ دعوت قبول کی ان کی توبہ قبول ہے ورنہ دوسری صورت میں ان پر اقدام کیا جائے گا۔ یہ سلسلہ کچھ مدت تک چلا۔ جس کی وجہ سے اکثر لوگوں نے توبہ کی لیکن بعض لوگوں نے نہیں مانا۔ جس میں ایک گروہ سام کانیگرم میں تھا جسکو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ جبکہ مسمیٰ قریب مشتہ والا بھی نہ مانا ، انکے خلاف کاروائی کی گئی۔ اس کے بعد پورے علاقہ محسود میں ان بد معاش لوگوں کے خلاف کاروائیاں تیز کر دی گئیں۔ جس کے سبب علاقہ محسود میں بقول قاضی محمد امیر صاحب اہل علاقہ کو وہ مثالی امن ان چند سالوں میں مجاہدین نے دیا، جس کو میں نے 52 سالہ زندگی میں پہلے نہ دیکھا تھا اور نہ کسی سے سنا تھا کسی کو جان و مال پر کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس سلسلے میں کئی مجاہدین ان بد معاش لوگوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر گئے۔ جن میں رحمان ولی بدر والا سر فہرست ہے۔ جن کو ڈاکوں سے رزمک میں مقابلے کے دوران گولی لگی، جس سے وہ شہید ہوئے۔ جبکہ دوسرے ہیبت خان ولد ربنواز شمکئی حلقہ جاڑائی کو اوسپاس میں دوسمال نامی ڈاکوں سے مقابلے میں شہادت کا جام ملا۔ جبکہ اس مقابلے میں 2 اور مجاہدین محمد سلطان اور حافظ حمید اللہ بھی زخمی ہوئے۔ یہ واقعہ جنوری 2008ء بمقام اوسپاس تحصیل تیارزہ میں پیش آیا۔ اس ڈاکوں نے مجاہدین پر جب فائر کیا، تو اس سے ان کی اہلیہ اور انکی والدہ بھی زخمی ہوئی۔ کیونکہ ان کی اہلیہ ہیبت خان کی چچازاد بہن تھی۔ وہ اور انکی والدہ ہیبت خان سے مسئلے کی صورت حال معلوم کر رہے تھے کہ دوسمال نے اچانک ان پر فائر کیا، جس سے ہیبت خان موقعہ ہی پر شہید ہوا۔ اور دونوں خواتین بھی زخمی ہوئیں۔ جبکہ دور بیٹھے محمد سلطان اور حمید اللہ بھی زخمی ہوئے۔ جوابی فائرنگ میں ڈاکو ہلاک کیا گیا۔ اس ڈاکوں نے شمالی وزیرستان سے ایک ٹیکسی اسپیشل کی تھی اور راستے میں اسکے ڈرائیور کو علاقہ وانہ میں قتل کیا تھا۔ اور گاڑی ان سے چھین لی تھی۔ کاروائی کے بعد مقبوضہ گاڑی اصل مالک کے حوالے کی گئی۔ اس طرح کئی دوسرے واقعات ہوئے۔

معاملاتی نظام کی بحالی

اس کے ساتھ ساتھ اور بھی ایسے اقدامات کئے گئے جس سے قوم میں مجاہدین کے بارے میں ایک اعتماد پیدا ہوا۔ مثلاً معاملاتی نظام کو بحال کیا ۔بقول محمد امیر صاحب، خصوصاً معاملاتی نظام جو مقرر کیا گیا تھا۔ وہ بہت بہتر تھا۔ کیونکہ اس سے قبل لڑائی جھگڑے سالوں میں بھی حل نہیں ہوتے تھے۔ جبکہ اس وقت معاملات کا حل قبائلی روایات کے تحت ہوتا اور طاقتور فریق معاملات کو طول دیتے تھے حل نہیں کرتے تھے جس سے مقصد کمزور فریق کو مجبور کرنا تھا۔ لیکن ان چند سالوں میں معاملات کے حل کے لئے جو طریقہ وضع کیا گیا، وہ اتنا بہتر تھا کہ سالوں کے بجائے معاملات دنوں میں حل ہوتے تھے۔ اور اس پر خرچہ سابقہ طور طریقے کے بجائے نہ ہونے کے برابر تھا۔

طالبان دور میں معاملات حل کرنے کے دو طریقے تھے

(۱) صلح سے معاملات حل کئے جاتے تھے۔

(۲) جب صلح سے کام نہ چلتا تھا۔ تو قضاء سے معاملات حل کئے جاتے تھے۔

تنظیم کی جانب سے قومی تنازعات کے حل کیلئے درجہ ذیل اصول وضع کئے گئے

قوم ورے محسود کیلئے باہمی تنازعات ومعاملات کو فیصلہ کرنے کیلئے وضع کردہ

اصول وضوابط:

تاریخ 04-07-08

☆ مزاجاً فیصلہ وصلح کے لئے امادہ وتیار رہنا۔

☆ مجاہدین پر مکمل اور غیر متزلزل اعتماد رکھنا۔

☆ مجاہدین کے زیر کنٹرول فیصلہ کو بہ سروچشم قبول کرنا۔

☆ فریقین اپنے موقف کے تحریری یا زبانی دلائل واسناد بطور ثبوت پیش کر کے تنازعہ کا واک واختیار مجاہدین کے ہاتھ میں دیں گے۔

☆ مجاہدین خواہ کسی بھی قوم یا خیل سے تعلق رکھتے ہوں۔ فریقین اس بارے میں اعتراض کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

☆ مجاہدین نے جس کسی کو بھی بطور منصف منتخب کیا فریقین کو منظور ہوگا۔

☆ دوران مذاکرہ ومباحثہ کوئی فریق اپنے مخالف کیلئے غیر مؤدب اور نازیبا الفاظ کے استعمال سے سخت گریز کرے گا۔ ناشائستہ اور بے ہودہ الفاظ استعمال کرنے کی صورت میں سزا دی جاسکتی ہے۔

☆ فریقین اپنے اپنے مؤقف کی وضاحت کیلئے ایک ایک وکیل کا انتخاب کریں ہر کسی کو بولنے اور شور وغوغا کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆ فیصلہ کیلئے دستور العمل کا انتخاب مجاہدین کے اختیار میں ہوگا۔ واک واختیار + رواج محسودی وزیری + شریعت مطہرہ۔ جس کو مجاہدین مفید سمجھیں اس کی مدد سے فیصلہ کیا جائے گا۔

☆ ان اصولوں سے انحراف کی صورت میں حاصل شدہ ضمانت ضبط ہوگی اور تنازعہ میں غلط وناجائز تصور ہوگا۔

فریق اول

فریق دوم

امیر المجاہدین

خصوصاً حقوق نسواں کے بارے میں جو فیصلے ہوئے۔ اور خواتین کو جو حقوق معاشرے میں دیئے گئے وہ اس سے قبل ان کو نہ ملے تھے اور نہ بظاہر انکو دینے کا امکان تھا بلکہ ان سے لونڈیوں جیسا سلوک ہوتا تھا، لیکن طالبان کے دور میں ان کے حقوق ان سے کوئی بھی سلب نہیں کر سکتا تھا۔ مثلاً جب میاں بیوی میں ناچاکی پیدا ہوتی تھی تو اگر بیوی طلاق کا مطالبہ کرتی، تو کوئی بھی خاوند کو طلاق پر راضی نہیں کر سکتا تھا بلکہ سینکڑوں واقعات ایسے ہیں، کہ ایسے خواتین اور لڑکیاں والدین کے گھر بوڑھی ہوگئیں، لیکن ان کو خلع کا حق نہیں ملا۔ لیکن طالبان کے دور میں اس رسم کو ختم کیا گیا اور کسی نا کسی طریقے سے خاوند کو خلع پر راضی کیا جاتا تھا۔ یا کسی ذمہ دار کے تحت ان کو بیوی حوالے کی جاتی تھی، کہ وہ اس پر ظلم نہیں کرے گا اور ان کی تحقیق کی جاتی تھی۔

(۲) طالبان کے دور سے پہلے مہر کا رقم والدین یا دیگر ورثاء ہڑپ کر لیتے تھے صرف کچھ سامان انکے لئے خرید اجاتا تھا جبکہ اس پر پابندی لگائی گئی کہ یہ حق صرف خواتین کا ہے ان سے لینا شرعاً ممنوع ہے۔

(۳) معاشرے میں ان سے جو برا سلوک ہو تا رہا اس پر پابندی لگائی گئی۔ مثلاً کسی غلطی کی صورت میں انکی مار پٹائی، خاوند کے علاوہ دیور وغیرہ کا مارنا، ان سب پر پابندی لگائی۔

(۴) خاوند کے علاوہ سسر وغیرہ کی طرف سے طلاق کا تصور ختم کیا۔ خالص میاں بیوی کے درمیان جو تعلق شریعت نے مقرر کیا تھا۔ اس کو برقرار رکھا گیا یہاں تک کہ شرعی حدود کے علاوہ اگر کسی نے بھی ان پر تشدد کیا، تو اس کی باز پرس کی جاتی تھی۔

بھاری ہتھیاروں پر پابندی

جب معاملات کا حل طالبان نے اپنے ذمے لی۔ تو ساتھ ساتھ بھاری ہتھیاروں کے استعمال پر بھی پابندی لگادی۔ اور ساتھ ہی علاقہ محسود سے اسلحہ باہر لے جانے پر پابندی لگادی گئی۔ **اعلامیہ کی کاپی درجہ ذیل ہے۔**

باسمہ تعالیٰ

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

تحریک طالبان پاکستان

تمام عوام الناس، مجاہدین - عام، خاص کو
مطلع کیا جاتا ہے - کہ اسلحہ کی خریداری پر سخت
پابندی ہے - کوئی بھی شخص خلاف ورزی کا مرتکب
پایا گیا - سزا کا مستحق اور مال ضبط ہوگا
اگر حلقے کے امراد [illegible] بغیر کوئی بھی
طالبان کے علم میں لائے
اسمیں ملوث ہوا کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی
(تاکید اعرض ہے کہ یہ آخری نوٹس ہے)
حلقوں کے امراء سے اپیل ہے کہ جہاں اسلحہ ملے
خریدنے کیلئے شہسوار سرادوغہ والے سے رابطہ کریں

امیر تحریک طالبان پاکستان

دوسری بار انتباہ

الجهاد ماض الى يوم القيامة

تحریک طالبان پاکستان

تمام مجاہدین بھائیوں، کی ندانان، عوام وخواص، اسلحہ کے خریداران اور دکان دار حضرات
کیلئے خصوصی ہدایت جاری کیا جاتا ہے - کہ آج مورخہ 12/08 28 کے بعد جو بھی شخص
اسلحہ کی خرید وفروخت میں ملوث پایا گیا - اسکے خلاف سخت تادیبی کاروائی کیجائیگی
خصوصاً تنظیمی بھائیوں کے ساتھ اس سلسلے میں کوئی رعایت نہ ہوگی -

واضح رہے کہ اس سے پہلے بھی اس طرح کے ہدایات جاری کیے گیے ہیں
لیکن اسکو آخری وارننگ سمجھے - انشاء اللہ

نوٹ: اسلحہ کے فروخت کرنے والے حضرات ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔
0963-725099 - 0963725098 -

معاملات کے ضمن میں یہ فیصلہ بھی ہوا کہ سڑک بنانے میں کوئی بھی ایک دوسرے کے لئے رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ البتہ سڑک بناتے وقت پکے مکانات، باغات اور کھیتوں کا خیال رکھا جائے گا۔ (ب) اسی طرح بجلی لائن ایک گاوں سے دوسرے گاوں بیچانے میں بھی رکاوٹ پیدا کرنے کا حق کسی کو نہ ہو گا۔ تاکہ علاقہ محسود سرسبز وشاداب ہو جائے۔ اس بارے میں ایک اجلاس کی جلکی

خصوصی اجلاس

مورخہ 13-03-2006

آج 13 مارچ 2006 کو امیر محترم کی سربراہی میں تنظیم کے اہم ارکان کا ایک خصوصی اجلاس ہوا اجلاس میں تنظیم کو درپیش اندرونی و بیرونی حالات کا بغور جائزہ لیا گیا حالات کے پیش نظر تنظیم کو فعال، منظم اور ہر رکن تنظیم کو اطاعت گزار و ذمہ دار بنانے کی خاطر بحکم امیر محترم ذیل کے فیصلے صادر ہوئے۔ جو کہ فوری طور پر نافذ العمل ہونگے

فیصلہ 2: محسود علاقے میں عوامی یا حکومتی مفادات کے خلاف کاروائی کرنا جیسا کہ دھماکہ خیز مواد رکھنا، راکٹ لانچر چلانا، بارودی سرنگ نصب کرنا، گاڑی وغیرہ چھین کر لے جانا جیسے غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث عناصر اگر پکڑے گئے تو وہ سزا کے مستحق ہونگے۔

(۵) قوم کا اعتماد حاصل کرنے اور فرداً فرداً قوم کے مطالبے نے امیر صاحب اور شوریٰ کو مجبور کیا۔ کہ وہ مہر کے تعین کے بارے میں ایک فیصلہ کرے۔ کیونکہ اس زمانے میں مہر کے نام سے بہت زیادہ رقوم لئے جاتے تھے۔ اور لڑکی کے والدین وغیرہ کھاتے تھے۔ پہلے پہل اس بارے میں کراچی وغیرہ علاقوں کے علماء سے سے فتوی لیا گیا کہ آیا شرعاً مہر کی تحدید جائز ہے یا نا جائز جب جواز کا فتوی ملا۔ تو بعد ازاں اس بارے میں 13 مارچ 2006 کو علاقہ مکین زیڑ سر میں جو فیصلہ ہوا، اسکا اصل متن درجہ ذیل ہے

عمومی اعلان

مورخہ 13-03-2006

1: عوام الناس کے بار بار اصرار پر حلقہ درے محسود ایریا میں شادی بیاہ کے لئے لڑکی کا مناسب مہر مجاہدین وزیرستان نے مبلغ ستر ہزار -/70,000 روپے مقرر کیا ہے۔

2: وہ لڑکی جو والدین ہی کے گھر پر ہے لیکن منگنی کی صورت میں جانبین نے مہر مجاہدین کے مقرر کردہ مہر سے زیادہ مقرر کیا ہے وہ بھی ستر ہزار -/70,000 روپے ہونگے۔ ہاں اگر بوقت منگنی مہر ستر ہزار سے زیادہ ہے اور پہلی ادائیگی بطور (سکنڑ اے) بھی ستر ہزار سے زیادہ ہے تو بس یہی اداشدہ رقم مہر ہوگا۔ مزید بقایا یا اضافی رقم نہیں دی جائے گی۔

3: وہ مطلقہ یا طلاق شدہ جس کا مہر -/70,000 روپے سے زیادہ رکھا گیا تھا دوسری نکاح کرنے کی صورت میں سابقہ خاوند کو بھی ستر ہزار روپے دی جائے گی۔

4: ناچاکی یا ناپسندیدگی کی صورت میں اگر خاوند نکاح توڑنے پر بضد ہے اور زنانہ بے گناہ ہے تو مہر کا واپسی کچھ بھی نہیں ملے گا۔

اگر خاوند بے گناہ ہے اور زنانہ نکاح توڑنے کی کوشش میں ہے تو خاوند کو پورا مہر ستر ہزار -/70,000 روپے طلاق دینے کی صورت میں ملے گا۔

نوٹ: فرزندان قوم درے محسود سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اس اعلان کا خیر مقدم کریں گے شدہ ضابطوں کا تہہ دل سے پاسداری کرینگے۔ استدعا کی جاتی ہے کہ کسی کو خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ مجرم تصور کیا جائے گا۔

(۲)اسی ضمن میں غالباً2006ء میں جنگلات کاٹنے پر بھی پابندی لگادی گئی۔ کیونکہ حکومت کا منصوبہ تھا کہ جنگلات علاقہ محسود میں کم پڑ جائے۔

لیکن معاملاتی نظام میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ کچھ خرابیاں بھی تھیں۔اس کی نشان دہی بھی ضروری ہے۔

(۱) کبھی کبھار رواج کے مطابق فیصلے ہوتے تھے۔جو غلطی تھی یعنی وہ رسم ورواج جو شریعت سے متصادم تھے۔

(۲)میراث کے مسئلے کی طرف توجہ نہ ہوئی،جو کہ پورے پشتون آبادی میں ناپید ہے۔

(3) شریعت سے متصادم رسم ورواج کی اصلاح کی کوشش نہ کی گئی۔

مجاہدین نے معاملاتی نظام میں کیوں دخل دی

(۱)مجاہدین نے معاملات میں دخل اس لئے دی، تاکہ قوم کی خدمت کرسکے۔اور قوم کو اعتماد میں لیا جائے۔

(۲)حکومت نے اس وقت یہ پالیسی اپنائی کہ قبائلی جھگڑوں کو دوبارہ ہوادی جائے۔تاکہ عوام اپنے جھگڑوں میں مصروف ہو اور مجاہدین کے ہاتھ نہ لگے۔اس وجہ سے امیر صاحب اور شوریٰ نے فیصلہ کیا۔کہ عوام جو آپس میں ایک دوسرے پر گولی چلاتے ہیں اسکا رخ حکومت کی جانب کیا جائے،تو بہتر ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔موسم گرما کے ایام میں اکثر وپیشتر شوریٰ والے معاملات کے حل کرنے پر پابندی لگادیتے تھے۔اس بارے میں دواجلاسوں کے فیصلے کی جلکیاں یہ ہے

اجلاس شوریٰ بمقام ڈیلہ جنوبی وزیرستان ایجنسی

مورخہ 2006-06-13

امیر محترم بیت اللہ محسود کے حکم پر اراکین شوریٰ کا ایک اہم اجلاس 3 اور 4 فروری 2006 کے درمیانی شب کو بمقام ڈیلہ جنوبی وزیرستان ایجنسی منعقد کیا گیا۔اجلاس کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔بعد از تلاوت کلام پاک

۳: علاقائی اور قومی معاملات وتنازعات میں مداخلت نہ کرنے پر 3 ماہ تک پابندی عائد کردی گئی البتہ کسی بڑے تنازعے کے اُٹھ کھڑے ہونے کی صورت میں مرکز سے مشورہ کیا جاسکتا ہے۔

30-03-2007

حلقہ محسود کے تمام عوام وخواص کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے کہ یکم اگست 2007 تک تنظیم کی طرف سے تمام معاملات پر پابندی ہوگی تاکہ مجاہدین کی اصل مقصد (جہاد) میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ آئندہ چند مہینوں کو مجاہدین فقط جہاد کے لئے فارغ کردیں اور اس عظیم فریضے کی ادائیگی میں آپ بھی معاون بنیئے۔ معاملات کے سلسلے میں تنظیم کے افراد کو زحمت نہ دیں اور تنظیمی ذمہ داران وکارکنان کو بھی انتباہ جاری کیا جاتا ہے کہ امر کی سختی سے پاسداری کریں۔ ورنہ..............

جاری کردہ : مولانا ولی الرحمٰن بحکم امیر محترم بیت اللہ محسود

وزیرستان میں این جی اوز کے خلاف پہلی کاروائی

شیخ زیارت سے این،جی،اوز کے گاڑی اغواء

2005 کے ابتداء میں پہلی بار معاہدہ سراروغہ کے بعد جنوبی وزیرستان کے علاقے کوٹکئی شیخ زیارت کے مقام پر این،جی،اوز کے گاڑی کو ہم چار مجاہدین نے بامر امیر صاحب اغواء کیا۔ جبکہ خاصہ دار فورسز اور این،جی،اوز افسران کو وہاں پر ہی رہنے دیا۔اس کاروائی سے این،جی اوز والے کو نرم الفاظ میں متنبہ کرنا تھا، کہ وہ جنوبی وزیرستان میں اپنا پروگرام بند کریں۔

این جی اوز پر پابندی اور اس سے مقاصد

اس ضمن میں فیصلہ ہوا کہ علاقہ محسود میں حکومتی ترقیاتی کاموں پر پابندی نہ ہوگی۔ البتہ این،جی اوز کے فلاحی وغیر فلاحی کاموں پر پابندی ہوگی۔ کیونکہ وہ اس ضمن میں بے حیائی پھیلاتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس فیصلے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

جواب!اس کا جواب یہ ہے کہ جب فروری 2005ء میں سراروغہ معاہدہ ہوا۔ تو اس کے بعد این جی اوز نے حلقہ محسود میں بڑی تیزی سے کام شروع کیا۔ مثلاً علاقہ برونڈ ژورہ گور گورہ میں ملک فیض اللہ ظفر خیل مچی خیل کو ایک دستکاری سنٹر ملا۔ جس میں خواتین ملازم تھی۔ جو علاقے کے خواتین کو دستکاری اور دوسرے ہنر سیکھلاتی تھیں۔ علاقے کی خواتین بڑی شد ومد سے حاضری ہوتیں تھیں۔ جس سے خواتین میں آزادی، ادھر ادھر پھیرنے کی عادت پیدا ہوئی۔ جبکہ یہ طریقہ کار شریعت مطہرہ کے بھی خلاف تھا۔ اور پشتون روایات کے بھی خلاف تھا ۔لہٰذا مجاہدین نے محسوس کیا کہ این،جی،اوز کا کردار منفی ہے۔ اس کے بڑھنے سے علاقے کے معاشرے میں تبدیلی آرہی ہے۔ جس سے محسود قوم کی ثقافت اور معاشرت تباہ ہورہی ہے۔ اس لئے این،جی اوز پر پابندی لگانی ضروری ہے۔ اس لئے اس بناء پر مولے خان سرائے ساڑی اوبہ مسجد (ٹھنڈے پانی والا مسجد) میں علاقہ محسود کے علماء اور مجاہدین کا متفقہ اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں تمام تر این جی اوز اداروں کے ترقیاتی کاموں اور کردار پر پابندی لگادی گئی۔ کیونکہ اس سے معاشرے میں بیگاڑ پیدا ہورہا تھا۔ این،جی اوز کے بارے میں ٹانک میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا بیان رسالے میں چھپا ہے۔ جس کا نام " این،جی اوز آستین کا سانپ" ہے اس میں انہوں نے این،جی، اوز کے نقصانات بیان کئے ہیں جن میں سے چند یہ ہے (ا) این،جی اوز کا مقصد پاکستان کو غیر مستحکم کرنا اور ٹکڑے کرنا ہے۔ گلگت اور چترال کو الگ

صوبہ بنانے کا منصوبہ۔(اس منصوبے کو 2013ء مئی سے قبل زرداری حکومت نے عملی جامہ پہنایا۔یہ بات کئی سال قبل مولانا صاحب نے کہی تھی۔جو اب ثابت ہوگئی)۔ (۲) فحاشی و عریانی کو رواج دینا۔ قومی تشخص، مذہبی اقدار مسلمانوں سے ختم کرانا وغیرہ۔ جب این،جی،اوز پر پابندی لگی۔تو ان شیاطین نے ایک اور حربہ استعمال کیا۔وہ اس طرح کہ مدارس کے لئے ماسٹر حضرات کی تنخواہیں اپنے ذمہ لی۔صرف ایک ہزار فیس بینک میں جمع کرنا ہوتا تھا۔اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ٹانک میں ایک دفتر تھا۔جس میں سیلاب محسود اور دو کالے پنجابی ،جو بہت ہی بدصورت تھے ،ڈیوٹی کرتے تھے۔ قاضی محمد امیر صاحب کا کہنا ہے کہ میرا بھی مدرسہ تھا۔میں نے بھی فیس داخل کی۔تاکہ مفت میں ماسٹر ملے۔ماسٹر کی تنخواہ تین ہزار روپیہ تھی۔جبکہ ماسٹر کا انتخاب مدرسے والوں کی صوابدید پر تھا۔تاکہ علماء کو اعتماد میں لیا جائے ،کہ یہ صرف عصری تعلیم کی طرف توجہ دلانا ہے اور مقصد اس میں نہیں۔ اس مشن سے مقصد علماء کو سحر زدہ کرنا تھا،اور ان کو قابو میں لانا تھا۔تاکہ علماء کو اعتماد میں لے تو کوئی مخالفت والا باقی نہ رہے گا ،جس سے اپنے مقاصد پورا کرنے میں این جی اوز کو بڑی آسانی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ مجاہدین محسود نے علاقے میں وہ کردار اداء کیا جس کی وجہ سے وہ قوم کی نظروں میں محبوب ومقبول ہوئے۔اور قوم سے افرادی آمدن خوب ملا۔ جسکی بدولت قوم محسود کے مجاہدین نے جہاد پاکستان وافغانستان میں وہ مثالی کردار اداء کیا۔جس کی مثال ماضی قریب میں اور حال میں پیش کرنا مشکل ہے جو اس چھوٹی سی قوم نے پیش کی۔جس سے کوئی ذی عقل انکار نہیں کرسکتا۔اس پر بطور ثبوت دو اجلاسو ں کی جلکیاں درجہ ذیل ہے

اجلاس شوریٰ بمقام ڈیلہ جنوبی وزیرستان ایجنسی

مورخہ 03-06-2006

آمیر محترم بیت اللہ مسعود کے حکم پر اراکین شوریٰ کا ایک اہم اجلاس 3 اور 4 فروری 2006 کے درمیانی شب کو بمقام ڈیلہ جنوبی وزیرستان ایجنسی منعقد کیا گیا۔اجلاس کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔بعد از تلاوت کلام پاک آمیر محترم نے اراکین سے حسن اخلاق اور معیاری کردار پر مختصراً خطاب فرمایا۔مجوزہ تجاویز پر اراکین سے رائے طلب کی گئی اور اہم امور پر فیصلے صادر فرمائے جو کہ فوری طور پر نافذ العمل ہو گئے۔

۱: سب سے پہلے اراکین شوریٰ سے یہ وعدہ لیا گیا کہ عوام الناس کے ساتھ عاجزی وانکساری سے پیش آئینگے اور یہ بھی وعدہ لیا گیا کہ تمام حلقوں کے آمیران صاحبان عاجزی اختیار کریں گے اور اپنے مامورین کے ساتھ نرمی وشفقت کا رویہ اختیار کریں گے۔

۲: ہم لوگوں کو اخلاقیات ہی کے ذریعے سے متاثر کرنا چاہتے ہیں تاکہ اعلیٰ اخلاقیات ہی ہماری پہچان بن سکے۔

۳: علاقائی اور قومی معاملات وتنازعات میں مداخلت نہ کرنے پر 3 ماہ تک پابندی عائد کر دی گئی البتہ کسی بڑے تنازعے کے اُٹھ کھڑے ہونے کی صورت میں مرکز سے مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

۴: آمیر محترم نے اس اجلاس میں اراکین شوریٰ پر زور دیا کہ علماء کرام سے جوڑ پیدا کیا جائے۔علمائے کرام سے محبت پیدا کی جائے اور ان سے تعلقات بڑھائے جائیں۔علمائے کرام ہی کے ذریعے کارکنوں کی اصلاح کی جائے۔اصلاح اور تربیتی پروگراموں میں علمائے کرام کے روابط وشمولیت کو انتہائی درجے تک بڑھا دیا جائے تاکہ نوجوانوں میں مکمل دینی ،اسلامی وجہادی مزاج پیدا ہو جائے۔

۵: شعبہ دعوت کے ساتھ مظبوط تعلق پیدا کیا جائے اور ساتھ ساتھ نبہہ روزہ لگانے کی ترغیب دی جائے۔

۶: بحثیت مجاہد کسی صورت میں بھی گناہ کے مرتکب نہ ہونے پائے۔اعمال صالحہ ہی سے سیرت سنوارنے کی کوشش کی جائیگی۔

۷: ایک حلقے کا آمیر صاحب دوسرے حلقے میں مداخلت کرنے سے اجتناب کریں۔ہاں اگر کسی دوسرے حلقے سے شکایت آئے تو اس حلقے کے آمیر صاحب سے شکایت کو دور کرنے اور اصلاحی تدابیر اختیار کرنے کے بارے میں مشورہ کر سکتا ہے۔

۸: اپنے حلقے سے باہر کسی کو چندہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔صرف مقرر شدہ افراد ہی چندہ کر سکتے ہیں۔

۹: قومی وخیلی تاثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔قومیت ورشتہ داریت کے بدبودار نعرے کو یکسر مسترد کیا جائیگا۔

۱۰: نائب آمیر مجاہدین مولانا نور سید کی قیادت میں تنظیم کے لئے اُصول وقواعد مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔

تنظیمی فیصلوں پر عمل نہ کرنے والوں کیلئے جزاوسزا کا بندوبست بھی کیا گیا تھا

خصوصی اجلاس

مورخہ 13-03-2006

آج 13 مارچ 2006 کو امیر محترم کی سربراہی میں تنظیم کے اہم ارکان کا ایک خصوصی اجلاس ہوا اجلاس میں تنظیم کو درپیش اندرونی و بیرونی حالات کا بغور جائزہ لیا گیا حالات کے پیش نظر تنظیم کو فعال، منظم اور ہر رکن تنظیم کو اطاعت گزار و ذمہ دار بنانے کی خاطر بحکم امیر محترم ذیل کے فیصلے صادر ہوئے۔ جو کہ فوری طور پر نافذ العمل ہونگے

فیصلہ 1: تنظیمی اُمور کے بارے میں امیر محترم کے آمرے متعلق حلقہ جات کے اُمراء کو باقاعدہ طور پر باخبر کئے جائیں گے اگر کوئی بھی کاروائی متعلقہ حلقہ کے آمیر کے اجازت کے بغیر کی جاتی ہے۔ تو مرتکب افراد کو مفتی نور ولی کے تجویز کردہ سزا کے مستحق ہونگے اگر کسی نے یہ جواز پیش کیا کہ ہمیں امیر محترم کا حکم ہے۔ تو وہ نہیں مانا جائے گا ہاں امیر محترم کے خصوصی اُمر کے بارے میں نائب آمیر المجاہدین مولانا نور سید اور مفتی نور ولی کو باخبر رکھا جائے گا۔

محسود ایریا میں قصاص کے چند واقعات

قبائلی نظام میں یہ ایک قانون ہے کہ جب کوئی قبیلہ یا گروہ اجتماعی قتل کا مرتکب ٹھرے تو قوم جمع ہو جاتی ہے اور قاتلوں کو پکڑ کر مقتولین کے ورثا اگر باقی ہیں تو وہ ان سے قصاص لیتا ہیں اگر ورثاء نہ ہو تو قوم اجتماعی ذمہ داری ایکٹ کے تحت انہیں قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ اسی ایکٹ پر عمل کرتے ہوئے اور اپنے فرض منصبی کو بجالانے کیلئے محسود طالبان نے کئی ایسے قاتلوں کو قصاص کیلئے پیش کیا۔

2008 میں مسمی جو باپ بیٹے نے مبارک خان کی کمسن بیٹی اغواء کی تھی اور اسے پتھروں سے بے دردی سے ماری گئی تھی طالبان کو کسی کی نشاندھی پر پتہ چلا تو باپ بیٹے کو گرفتار کر کے جب اس سے تفتیش کی تو انہوں نے اعتراف جرم کیا کہ اس قتل ناحق میں، میں مسمی کرنل خان گیگا خیل اور میری بیوی اور میرا بیٹا مسمی حاجی محمد شریک ہیں۔ لہذا بعد ازاں طالبان نے اجتماعی ذمہ داری ایکٹ کے تحت انہیں قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچایا

مئی 2009 میں حاجی مانشاہ نے پانی کے تنازعہ پر بلاوجہ محمد انور کو گولی ماری اور اسے قتل کیا۔ طالبان کو پتہ چلتے ہی انہوں نے اجتماعی ذمہ داری ایکٹ کے تحت اسے گرفتار کر کے انہیں قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچایا۔

مکین میں ایک بچے کے قتل میں ملوث تین افراد کو قوم اور طالبان نے موت کے بھینٹ چڑھا دیا۔

13/11/2011 کو گورگورے حلقہ جاٹیرائی میں قصاص

2005ء سے مجاہدین مسعود نے اپنے ایریا کو امن وسکون کا گہوارہ بنایا تھا۔ اور اپنے علاقے میں امن بر قرار رکھنے کے لئے بہت جانی ومالی قربانیاں دی۔ مثلاً جنوری 2008ء میں بمقام اوسپاس ایک مجاہد کی شکل وصورت میں ڈاکوں سے مقابلے میں ہیبت خان کی شہادت، رزمک میں ڈاکوں سے مقابلے میں یوسف بدر والے کی شہادت، دواتوئی میں ایک مجاہد کی ڈاکوں سے مقابلے میں زخمی ہونا، کانی گرم میں ڈاکوں کی ہلاکت وغیرہ وہ مثالیں ہیں جو ہم نے امن بر قرار رکھنے کی خاطر دی۔ یہی امن وامان کا سلسلہ نومبر 2011 تک جاری رہا۔ اسی سلسلے میں نومبر 2011 میں عید الاضحیٰ کے دوسرے یا تیسرے دن دیڑ کا کا خیل میں ایک گھرانے نے متفقہ فیصلہ کے بعد خفیہ طور پر علیم اللہ ولد۔۔۔۔ دیڑ کو 8 یا 7 نومبر 2011 کو گاؤں سے کچھ فاصلے پر لے جایا گیا۔ اور وہاں ان کو گولی مار کر شہید کیا۔ علیم اللہ کا مجاہدین سے قریبی واسطہ تھا۔ اگر چہ ہمیشہ مجاہدین کے ساتھ مرکز میں نہیں رہے۔ لیکن کئی جنگوں میں براہ راست شرکت کی۔ اور کئی تشکیلات بھی کئے۔ ہوا، یوں کہ علیم اللہ نے اپنے قاتلوں کو گاؤں میں بے حیائی کے کاموں سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ اور انہیں منع کیا تھا جس پر اس گھرانے کے افراد مسمی مبارک خان، شیر الرحمٰن اور اس کے والد مزمل خان اور مزمل کے والد نواز خان غصے ہوئے تھے۔ راز کو چھپانے کی غرض سے انہوں نے علیم اللہ کے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ لہذا عید الاضحیٰ کے دوسرے یا تیسرے دن شیر الرحمن نے علیم اللہ کو گاؤں سے ذرہ دور کسی بہانے لے جا کر وہاں ان کا دوسرا بھائی مبارک خان گھات لگا کر بیٹھا تھا۔ جب وہاں پہنچا تو مبارک خان نے علیم اللہ کو گولیاں مار کر انہیں ہلاک کیا۔ علیم اللہ کی لاش دو دن تک وہاں بے یار ومددگار پڑی تھی۔ کسی کو معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کہاں غائب ہوا ہے۔ جب اس کے اچانک غائب ہونے کی خبر پھیلی تو گاؤں میں کہرام مچ گیا۔ بالاخر شہباز خان نے دور سے سفید چادر دیکھی تھی۔ جب وہاں قریب گیا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں علیم اللہ کی لاش پڑی ہے۔ گاؤں کے لوگوں کو اطلاع دی۔ جب گاؤں والے آئے ان کی لاش دیکھی تو ان کے جسم پر کئی گولیوں کے نشانات تھے۔ ان کی لاش اٹھا کر ان کے گھر لے گئے۔ گھر میں ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیوہ تھی۔ بس پورے گاؤں میں واویلہ شروع ہوا۔ تقریباً عصر کا وقت تھا ۔ صبح کو گور گورے میں واقع طالبان مرکز کو واقعے کی اطلاع کی گئی۔ وہاں سے فوراً طالبان دیڑ کا کا خیل گاؤں پہنچے۔ اس موقع پر میں خود [مفتی عاصم] موجود تھا۔ سب سے پہلے ان کے عزیز واقارب سے تعزیت کی گئی۔ تعزیت کی مجلس میں نواز خان جو مزمل کا والد، مبارک خان اور شیر الرحمٰن کے دادا تھے کہا، کہ علیم اللہ کو گاؤں والوں کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ گاؤں میں کسی سے ان کا گلہ شکوہ نہیں تھا۔ وہ بڑے اچھے انسان تھے گاؤں سے دور اس لئے انہوں نے مارا تا کہ ہر کسی کا ذہن اس طرف جائے۔ کوئی گاؤں والے کے بارے میں نہ سوچے ۔ بس ہم مجلس تعزیت سے اٹھے۔ قبرستان کی طرف چلے۔ راستے میں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کہ علیم اللہ کو انہی لوگوں نے قتل کیا ہے۔ جو انکی قتل کی ذمہ داری گاؤں سے باہر لے جا کر دوسروں پر عائد کرتے ہیں۔ جب ہم قبرستان پہنچے وہاں گاؤں والوں سے بات چیت ہوئی۔ کئی لوگوں نے خفیہ اشارتاً مجھے کہا، کہ علیم اللہ کے قاتل یہی مزمل کے گھرانے والے ہیں، جس کی نشان دہی میں نے مجلس تعزیت کے بعد کی تھی۔ ان کی کفن دفن کے بعد ہم نے تمام گاؤں کے مرد مسجد میں جمع کئے۔ اور ان سے مختصر تحقیق کی۔ اس تحقیق میں بھی کئی لوگوں نے شواہد سے ثابت کر کے قتل کے ملزم مزمل گھرانے کو ثابت کیا۔ بعد ازاں جس بندوق سے انہیں قتل کیا تھا تمام گاؤں والوں سے کہا گیا کہ کلاشن کوف کی جتنے گولیاں کسی کے پاس ہوں وہ بمع بندوق وکلاشن کوف صبح 9 نومبر 2011 کو گور گورے طالبان مرکز حاضر کریں ۔ جب پورے گاؤں کے مرد اور قریب البلوغ بچے 9 نومبر 2011 کو مرکز حاضر ہوئے۔ ان سے تفتیش شروع ہوئی۔ ظہر تک تفتیش کا عمل مکمل ہوا۔ بعد ازاں 15 سے 20 تک جوان بمع مبارک خان وشیر الرحمٰن کے گرفتار کئے۔ جبکہ میں [مفتی عاصم] 10 نومبر 2011 کو برائے علاج وانا گیا۔ اور وہاں پر ڈاکٹر نہ ملا واپس سنزلہ اور کنڈے غر پہنچا۔ کیونکہ وہاں پر نانو خیل اور مچی خیل قبیلوں کے درمیان تنازعہ کی تاریخ

مقرر کی تھی۔ 11 نومبر 2011 کو صبح اور دوپہر کے وقت اپنے مرکز سے رابطے کی کوشش کی۔ لیکن رابطہ نہ ہوسکا۔ تاکہ حاجی احمد حسین کے بارے میں معلومات کرسکے۔ کیونکہ انہوں نے بھی آنا تھا بعد از ظہر امیر اللہ عرف خاطر کا رابطہ ہوا انہوں نے بتایا کہ آپ کے مرکز میں ایک قیدی نے مجاہدین پر فائر کیا ہے۔ جس میں 4 ساتھی شہید ہوچکے ہیں۔ اور چار زخمی ہیں۔ حاجی احمد حسین اُدھر گیا ہے۔ آپ انتظار نہ کرے ۔خود جلدی جلدی مرکز پہنچنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ میں نے وہاں سے فوراً منیب خان کے گھوڑے کی لگام پکڑی۔ اور چابکی اور تندی سے وہاں سے روانہ ہوا۔ مغرب سے پہلے ورغاڑو گاؤں میں زخمیوں سے ملاقات ہوئی۔ انہیں تسلی دی اور رخصت کیا۔ جبکہ میں مغرب کے بعد مرکز پہنچا۔ وہاں سب سے پہلے ڈاکٹر کمال حسین سے ملا۔ ان سے شہداء کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا، کہ ایک غنم زار کاکا شہید ہوا دوسرا آصف نواز شہید ہوا۔ اور دو کم عمر بچے شہید ہوگئیں۔ میں نے ان سے پوچھا، کہ بچے کون کون شہید ہوچکے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نور حلیم اور چوتھے کے بارے میں خاموش ہوا۔ کیونکہ چوتھا میرا بھائی سعید اللہ شہید ہوچکا تھا۔ وہ اسلئے خاموش ہوا۔ آخر کار میں نے انہیں کہا کہ بھائی بتادے، چوتھا کون شہید ہوا ہے؟ تو انہوں نے دیمی آواز میں کہا، کہ سعید اللہ شہید ہوا ہے۔ میں حلفاً کہتاہوں کہ کنڈے غر سے لیکر گور گورے تک ایک ایک ساتھی کا نام یاد کر رہا تھا، کہ چوتھا شہید کون ہوگا؟ اور یہ فکر بھی تھی کہ جو تین ساتھی بتائے ہیں، شائد وہ نہ ہو دوسرے بڑے ساتھی شہید ہوچکے ہو۔ اپنے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسا بھلادیا کہ گور گورے تک 4 یا 5 گھنٹے کی مسافت میں بھی وہ یاد نہ آیا۔ لیکن جب گور گورے کے حدود میں داخل ہوا تو اس وقت مجھے یاد آیا۔ کہ یہ چوتھا نام جو ساتھی آپکو نہیں بتا رہے ہیں یہ سعید اللہ ہوگا۔ کیونکہ وہ میرا سگا بھائی تھا۔ اس لئے ہر کوئی ان کے بارے میں مجھ سے خاموشی اختیار کرتا تھا۔ بالاخر جب شہداء کے جنازوں کو دیکھا کہ چار جنازے رکھے ہوئیں ہیں۔ اور ان کے ارد گرد طالبان بمع احمد حسین اور شیر الرحمٰن بابا بیٹھے ہیں۔ جب میں مہمان خانے میں داخل ہوا تو سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر سلام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری ایسی مدد کی کہ میں نے ہر ایک سے الگ الگ خیریت پوچھی لیکن اس وقت جب میں نے شیر الرحمٰن بابا سے بات شروع کی۔ تو وہ رو پڑے میں نے انہیں تسلی دی۔ اور ان سے کہا کہ یہ چاروں بندے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی۔ اور وہ واپس ہم سے لے لئے

لی اس پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعد ازاں پورے واقعے کی تفتیش کی کہ یہ واقعہ کیسے پیش آیا؟ تو مجھے بتایا کہ قیدیوں میں مبارک خان نے تسلیم کیا، کہ علیم اللہ کو ہم نے قتل کیا ہے جس میں میرے ساتھ میرا بھائی شیر الرحمٰن اور والد مزمل خان اور دادا نواز خان

بھی شامل تھے۔اس لئے ساتھیوں نے مبارک خان کو دوسرے قیدیوں سے جدا کر کے مرکز ہی کے ایک کمرے میں ہتھکڑیوں سے باندھا ۔اور دوسرے قیدیوں کو رہا کیا تھا،کیونکہ وہ بے گناہ تھے۔صرف چند مخصوص قیدیوں کو چھوڑے رکھا تھا،جن میں مبارک کا بھائی شیر الرحمٰن بھی شامل تھا۔ہوا یوں، کہ 11نومبر 2011کو دوپہر کے کھانے کے لئے ساتھی ایک کمرے میں دستر خوان پر بیٹھے تھے۔کھانا کھا رہے تھے۔جبکہ اس وقت مبارک خان کو کھانا کھانے کیلئے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈھیلے کر دیئے تھے۔جبکہ پہرے پر مقرر ساتھی بھی ان کو ویسے چھوڑ کر کھانا کھانے والے ساتھیوں کی خدمت میں مصروف ہوا تھا۔قیدی مبارک کو اپنا نتیجہ سامنے نظر آرہا تھا،اس لئے انہوں نے موقعہ کو غنیمت جان کر کمرے سے نکلے اور دوسرے کمرے میں پڑے دو کلاشن کوف اٹھا کر دستر خوان پر بیٹھے مجاہدین پر فائرنگ شروع کیا۔جس کے نتیجے میں چار مجاہدین، غنم زار کاکا عباس خیل گور گورے[۲]سعید اللہ ولد حاجی گل شاہ خان شہید ظفر خیل گور گورے [۳]آصف نواز ولد عبد اللہ جان نانک رغزائی درکئی[۴]نور حلیم ولد شامل خان دیڑ کاکا خیل موقعہ ہی پر دم توڑ کر شہید ہوئے۔اناللہ وان الیہ راجعون۔ جبکہ تین ساتھی زخمی ہوئے۔جس میں مولانا ضیاء اللہ عرف ریحان[۲]محمد سفیر[۳]اس کمرے میں صرف ایک کلاشن کوف موجود تھا جس کو ڈاکٹر کمال حسین نے تیزی سے اٹھا کر قیدی پر جوابی فائرنگ شروع کی۔اور دستر خوان پر بیٹھے باقی مجاہدین نے کمرے کا دوسرا بند دروازہ توڑا،اور اس سے نکلے۔جبکہ اس کمرے میں ایک ثقیلہ زڑکئی رکھا ہوا تھا اس کو اٹھا کر باہر ساتھ لے گئے۔اور قیدی کو مرکز میں محاصرہ کیا۔اور زخمی افراد کو بھی کمرے سے نکالا۔جبکہ مرکز کے اندر داخلے کی ہمت کسی کو نہیں ہوئی۔کیونکہ تمام تر اسلحہ قیدی کے قابوں میں تھا آس پاس کے گاؤں والوں سے مجاہدین نے اسلحہ مانگا اور وہاں دوسرے گھر میں کاکا خیل گاؤں والوں سے جمع شدہ اسلحہ لیکر قیدی کے خلاف کاروائی شروع کی۔جس کمرے میں وہ چھپا ہوا فائر کر رہا تھا۔اس کے چھت میں سوراخ کر کے کمرے میں ہینڈ گرنیڈ پھینکے ۔جس کی وجہ سے قیدی مبارک ملعون باہر نکلا اور وہ بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجاہدین نے انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا۔جبکہ مجاہدین نے ان کے والد مزمل ان کے چچا صوبیدار کو بھی گھر سے گرفتار کیا۔جب مجھے[مفتی عاصم]کو پتہ چلا تو میں نے ساتھیوں کو مبارک ملعون کے چچا کو رہا کرنے کا کہا۔کیونکہ وہ بے گناہ تھے۔یہ رات تمام مجاہدین پر بڑی ہی پریشانی کی عالم میں گزری۔صبح ہوئی تو آس پاس کے علاقوں سے عوام

جوق در جوق آتے رہیں اور اس غم میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے رہیں۔ شہداء کے لئے کفن دفن کا پروگرام شروع ہوا۔12 نومبر 2011 کو بعد از ظہر شہدا میں غنم زار کاکا، سعید اللہ اور آصف نواز کی لاشیں ظفر خیل گاؤں کے حدود میں سپرد خاک کئے گئے۔ جبکہ نور حلیم کی لاش ان کے والد کی فرمائش پر ان کے آبائی گاؤں میں سپرد خاک کیا گیا۔ رات ہوئی تمام مہمانوں کو گاؤں مامیت خیل کے باشندوں نے کھانے کی دعوت دی تھی۔ لہذا تمام مہمان وہاں کھانا کھانے کے لئے گئے۔ صبح 13 نومبر 2011 کو حاجی احمد حسین، مولانا نصر الدین شہید اور جہاد یار نے ملزموں سے تفتیش شروع کی۔ تفتیش کے دران اور پھر جرگہ کے سامنے اعتراف جرم کیا سب گھر والوں نے یک زبان ہو کر علیم اللہ کی قتل کی ذمہ داری قبول کی۔ چنانچہ علیم اللہ کے والد کراچی سے پہنچ چکے تھے۔ ان سے بات ہوئی، تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے بیٹے کے قاتلوں کو کسی بھی صورت میں معاف کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ ہاں اگر یہ قاتل کوئی معقول وجہ بتادے جس کی وجہ سے میرے بیٹے کو قتل کیا ہو تو میں انہیں معاف کرونگا۔ لیکن چونکہ معقول وجہ قاتلوں کے پاس نہیں تھی۔ چنانچہ 13 نومبر 2011 کو علیم اللہ کے والد نے اپنے بیٹے کی قاتلوں کو مجمع عام میں قصاص کرکے اپنے سینے کو ٹھنڈک بخشی۔ اس واقعے کو تفصیل سے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ علاقہ محسود میں امن وامان برقرار رکھنے کیلئے مجاہدین نے کیسی کیسی قربانیاں دی؟ مجاہدین کو شہید کرنے والے مبارک ملعون کے علاوہ اس جرم میں ان کے اہل خانہ سے زیادتی نہ ہوئی۔ بلکہ انہیں میں نے (مفتی عاصم نے) سینکڑوں لوگوں کے مجمع عام میں معاف کیا۔ لیکن جب مقتول کے والد نے ان کے معافی سے انکار کیا۔ تو انہیں قصاص لینے کے حق سے محروم نہ رکھا۔ کیونکہ یہ اس کا شرعی حق تھا۔ لہذا انہوں نے اپنے بیٹے کے قصاص میں تینوں قاتلوں کو قصاصاً قتل کر کے اپنے سینے کو ٹھنڈک بخشی۔ بعد ازاں تینوں مقتولین کو اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

دواتوئی میں قصاص

شیر خان نے نور سید کو قتل کیا تھا جسکے بدلے قصاصاً نور سید کے والد باندے نے اس سے قصاص لیا۔(2) لائق نے اپنے چچا کو قتل کیا تھا اسکے چچا کے نرینہ اولاد نہ تھی اسکو قتل کیا اور آواز یہ لگائی کہ ہمارے دشمن نے قتل کیا لیکن تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ خود لائق نے علی خیل ژائی میں رات 4 بجے قتل کیا تھا جب قوم نے ان پر کوشش کی تو ناکام ہوئے۔ طالبان نے اسے گرفتار کیا چند دن بعد جیل سے فرار ہوا اسکے بعد انکے بھائیوں کو گرفتار کیا گیا اس غم میں انکی والدہ نے خودکشی کرلی کچھ عرصہ بعد لائق گھر آیا تھا کسی نے جاسوسی کی اسکو دوبارہ طالبان نے گرفتار کیا اور بیت اللہ محسود کے حوالے کیا دو یا تین دن بعد مکین دواسٹرک پر اسے قصاصاً قتل کیا۔ اسد اور بادشاہ کی زبانی یہ واقعہ لکھا گیا۔

کانیگرم میں قصاص

دسمبر 2007 میں مولوی مطیع الرحمن اور انکے ساتھیوں نے لنگر خیل گاؤں سے دور باہر عمر ولد راجی گل اشنگی کو مارا پیٹا اور بعد میں گولی مار کر ہلاک کیا۔ کیونکہ ان کے درمیان پہلے سے چپقلش موجود تھی اسی واقعے کی اطلاع بیت اللہ محسود کو دی گئی جس پر آپ نے مولوی مطیع

الرحمن اور انکے ساتھیوں کو گرفتار کر کے کچھ عرصہ جیل میں رہنے کے بعد اسے رہا کیا۔ لیکن جب بیت اللہ امیر صاحب کو مکمل تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ عمر ولد راجی کا قاتل مولوی مطیع الرحمن ہے تو امیر صاحب نے انہیں دوبارہ گرفتار کیا۔ فروری یا مارچ 2008 میں اس جرم کے پاداش میں اسے قتل کیا گیا یاد رہے کہ عمر ولد راجی گل بھی مجاہد تھا اور مولوی مطیع الرحمن حلقہ کانیگرم کا امیر تھا لیکن جرم ثابت ہونے کے بعد اسے معاف نہ کیا گیا۔

خیسورہ میں قصاص

حضرت شاہ ہچی خیل اور اسکے بیٹے مسمی (۱۰۷) نے جنوری 2012 میں اپنے بھائی صورت شاہ کو کسی معمولی تنازعے کی بناء پر گھر سے دور لے جاکر ایک پہاڑی میں قتل کیا تھا اور اسکی لاش گہرے کھائی میں پھینک دیا تھا۔ تلاش بسیار کے بعد جب صورت شاہ کی لاش ملی اور کفن دفن ہوا۔ تو اہل علاقہ کی چمگویا یہ تھی کہ اسکو اپنے بھائی حضرت شاہ نے قتل کیا ہے۔ بعض چرواہوں نے وہا انکو دیکھا تھا۔ چنانچہ جب طالبان نے اسکو گرفتار کیا تو انہوں نے اور اسکے بیٹے مسمی نے اعتراف جرم کیا جسکی وجہ سے قصاصاً ان دونوں کو قتل کیا گیا۔

باہمی مشاجرات

علاقہ محسود میں عبداللہ محسود کی طرف سے متوازی نظم کا اجراء

معاہدہ سراروغہ کے بعد بیت اللہ محسود کو کئی چلنجوں کا سامنا ہوا، ایک طرف شروع ہی سے حکومتی بدعہدی، دوسری طرف قومی خدمات کا بوجھ اپنے ذمہ لینا۔ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ عبداللہ محسود اور مولوی صبغت اللہ کی طرف سے متوازی نظم کا علاقہ محسود میں اجراء۔ ان دونوں حضرات کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ نہ سمجھ سکے۔ آخر کار مولوی صبغت اللہ کو لدھا میں مجاہدین نے روکا ان سے بازپرس کی جارہی تھی کیونکہ چھوٹے مجاہدین ان کو نہیں جانتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ خوف کھا کر وہاں پر قائم ملیشیا پوسٹ کی طرف بھاگا، اور مجاہدین پر فائرنگ کیا۔ جبکہ وہاں پر مجاہدین کی کثرت تھی وہ زیادہ دور نہ بھاگ سکا، اور جوابی فائرنگ میں مارا گیا۔ جبکہ عبداللہ محسود جانے پہچانے شخصیت تھے ،لوگ انہیں انکی قربانیوں کی بدولت اچھی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ان کا گروپ روز بروز بڑھتا گیا۔ آپکے مشہور و معروف ساتھیوں میں ،کمانڈر شاہین بیٹنی، شہریار محسود، فاروق محسود، معراج محسود، عابد محسود، اللہ نور محسود اور مولانا مسعود الرحمٰن وغیرہ نمایاں تھے۔ عبداللہ محسود 2004 کے ابتدا میں کیوبا سے رہا ہوئے، کہ اس دوران وانہ میں مجاہدین اور حکومت کے درمیان جنگ ہورہی تھی۔ عبداللہ محسود جب اپنے ابائی علاقے نانو آئے، تو چند دن تک لوگ جوق درجوق دور دور سے انکی ملاقات کیلئے آتے رہے۔ ان ہی لوگوں میں سے چند کی کار گزاری لکھی جاتی ہے جن کی ان سے ملاقات ہوئی۔ علاقہ گور گورے کے اسلامی مدرسہ کے اساتذہ کا وفد ان سے ملنے نانو پہنچا۔ جبکہ میں (مفتی عاصم) بھی اس وفد میں شریک تھا۔ عبداللہ محسود سے گپ شپ لگایا، اور انکی خیریت معلوم کی۔ جبکہ اسی اثناء میں بیت اللہ محسود بھی پہنچا۔ یہ انکی عبداللہ محسود سے پہلے ملاقات تھی۔ کافی دیر گپ شپ لگائی۔ اور عبداللہ محسود سے کیوبا، بگرام جیلوں میں مظلوم قیدیوں کی حالت دریافت کی بعد از اں عصر کے وقت ہماری ملاقات امیر صاحب سے علیحدہ ہوئی۔ جبکہ میں (مفتی عاصم) اس وقت بیت اللہ محسود کا نائب تھا۔ عبداللہ محسود کے بارے میں اس وقت حافظ ریشادین نے ایک پیشن گوئی کی، اور امیر صاحب سے کہا، کہ اس بندے کو ان کی حیثیت سے زیادہ عزت نہ دینا۔ مجھے ان کے اقوال سے مستقبل قریب میں اختلاف کی بو آرہی ہے۔ لیکن امیر صاحب نے ان کی بات ٹھکرادی، اور کہا کہ اس بیچارے پر تکلیفات گزری ہیں، جس کی وجہ سے وہ کبھی کبھار ہر کسی پر اعتراض کرتے ہیں مجاہد بندہ ہے۔ یہی پیشن گوئی

بقول مولانا نور سید، مفتی شاہی خان نے بھی کی تھی۔ اور مولوی نور سید کا کہنا ہے کہ جب ہماری ملاقات عبد اللہ محسود سے ہوئی۔ مصافحہ کے بعد خیریت معلوم کی۔ اس کے بعد عبد اللہ محسود نے بیان شروع کیا، جس میں انہوں نے پہلے علماء کو ہدف تنقید بنایا۔ پھر تبلیغی جماعت پر تنقید کی۔ پھر من حیث القوم محسود قوم پر تنقید کی۔ یعنی پہلے سے ہی علامات اختلاف ان میں ظاہر تھیں۔ (لیکن بعد میں علماء، مشران اور تبلیغی جماعت وغیرہ کی مخالفت ترک کر دی) جس روز ہماری ملاقات ان سے ہوئی، اس روز بیت اللہ محسود اور وانہ کے کمانڈر نیک محمد شہید بھی آئے تھے۔ گویا اس موقع پر ہم سب مہمان تھے۔ اور عبد اللہ محسود میزبان تھے رات گزاری، صبح دوپہر کے وقت کمانڈر نیک محمد نے بیت اللہ محسود اور عبد اللہ محسود سب کو وانہ آنے کی دعوت دی، جو انہوں نے قبول کی، بعد از ظہر براستہ بروند اور اوسپاس خیسورہ شکئی کی جانب سفر شروع کیا، مغرب سے پہلے علاقہ شکئی کے حدود میں ہم داخل ہوئے۔ جبکہ بندہ، (مفتی عاصم)، کمانڈر نیک محمد اور عبد اللہ محسود ایک ہی گاڑی میں سفر کر رہے تھے، اور بیت اللہ محسود دوسرے گاڑی میں، جب ہم وہاں شکئی کے حدود میں نماز مغرب کے لئے ٹھہرے، تو امیر صاحب کا پتہ کیا کسی نے کہا کہ وہ آہستہ آرہے ہے کیونکہ آپ گاڑی چلا رہے تھے، اس بات پر عبد اللہ محسود برہم ہوئے، اور امیر صاحب پر لعن طعن اور تشنیع شروع کی لیکن کسی نے جواب نہ دیا حالانکہ امیر صاحب کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا اس کو ورزش دینے کے لئے کبھی کبھار گاڑی چلاتے تھے خیر امیر صاحب پہنچے، نماز پڑھی اور آگے سفر شروع کیا اور اسی حالت سے میں نے امیر صاحب کو آگا کیا۔ لیکن امیر صاحب نے کہا کہ یہ جزباتی ہے جیل کی وجہ سے اس کے دماغ کمزور ہوئے ہیں۔ اس سے گلا نہ کرو۔ اس سفر میں اعظم ورسک کے قریب کل قبائل جرگہ سے ملاقات بھی ہوئی۔ اور ہم سب نے یک جان یک زبان ہو کر ان سے کہا کہ ہم ایک ہے حکومت ہمیں علیحدہ نہ سمجھے۔ اس سفر سے واپسی پر کچھ دن بعد امیر صاحب نے عبد اللہ محسود کے خیالات کا غور سے مشاہدہ کرنے کے بعد ان کی اصلاح کیلئے فاروق درکئی ان کے ساتھ رہنے دیا۔ جب میری ملاقات امیر صاحب سے ہوئی، تو اس قضیے کے بارے میں امیر صاحب سے استفسار کیا۔ امیر صاحب نے کہا کہ وہ میں نے ان کی اصلاح کی خاطر ان کے ساتھ چھوڑا ہے۔ تو میں نے جواب میں کہا کہ ایسا نہ ہو کہ خود ان کی اصلاح آپ کے خلاف نہ ہو جائے۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ فاروق عبد اللہ محسود کی طرف سے دلائل پیش کر رہا تھا، کہ وہی امارت کا حقدار ہے امیر صاحب بہت مایوس ہوئے یہ سلسلہ معاہدہ سراروغہ تک چلتا رہا اور بالاخر پورے علاقہ محسود میں بر سر عام امیر صاحب کے خلاف کنوین سینگ کرتے رہے مولوی نور سید صاحب نے کہا کہ میں نے اور امیر صاحب نے عبد اللہ محسود کو معراج کے گھر میں پیش کش کی، کہ آپ صاحب حلقہ محسود کی امارت قبول کرے خواہ مخواہ متوازی نظم نہ بنائے کیونکہ اس میں جہاد اور مجاہدین اور مسلمانوں کا سراسر نقصان ہے۔ لیکن عبد اللہ محسود نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ میں امارت کا شوق نہیں رکھتا، جواباً ہم نے کہا پھر آپ اختلاف کس وجہ سے کرتے ہیں۔ اس پر وہ خاموش رہے شاید وہ اس موقعہ پر شرمائے ہو۔ کیونکہ اس کا کردار یہ بتا رہا تھا کہ وہ حلقہ محسود کی امارت کا شوق رکھتا تھا۔ اس بابت حلقہ محسود کے بعض قومی مشران اور بعض علماء حضرات انکی پشت پناہی کر رہے تھے یہ حضرات یہ نہ سوچتے تھے کہ اس کے نتائج بعد میں کیا ہونگے۔ یہ سلسلہ 2006 اواخر تک چلتا رہا۔ بالاخر یہ مسئلہ امارت اسلامی کے وفد نے آکر حل کیا، عبد اللہ محسود کو کہا گیا کہ آپ بیت اللہ محسود کے مامور ہے اور جو لوگ آپ کے زیر قیادت ہے سب کے سب بیت اللہ محسود کے حوالے کر لینا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن عبد اللہ، محسود کے مشران ساتھیوں نے یہ فیصلہ نہ مانا۔ اور یہ کہہ کر کہ بس ہم نے جہاد نہیں کرنا ہے۔ گھر بیٹھتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ فاروق درکئی کڑمہ، معراج پڑے خیل پکئ، شہریار زانگاڑہ، شاہین بھٹنی، عابد اکیپ خیل بروند، اللہ نور کئی خیل ڈیلہ، ملک ولی جان شمن خیل مولوی زار ماخان گیگا خیل وغیرہ۔ جبکہ کچھ عرصہ بعد عبد اللہ محسود کی تشکیل ہلمند کی گئی، جس میں ان کے ساتھ بیت اللہ محسود کے اہم ساتھی بھی گئے۔ مثلاً حکیم اللہ محسودؒ ثناء اللہؒ مکین، شمیم ذاکرؒ لدھا، مولوی

نصرالدینؒ خیسورہ، جو اپنے علاقوں میں ایک ایک حلقہ کے ذمہ دار تھے۔ وہاں پر کچھ مہینے گزارنے کے بعد واپسی میں 24 جولائی 2007 کو بلوچستان ضلع ژوب میں حاجی ایوب کے گھر میں بمع ایک دوسرے ساتھی کے مہمان تھے۔ کہ اچانک رات کے وقت فوج نے ان پر چھاپہ مارا ۔ جس میں عبداللہ محسود کو شہید کرایا گیا، اور ان کے ساتھ دوسرے ساتھی ماسٹر محمد رحمٰن کو گرفتار کیا۔ آپ کی شہادت کی خبر منٹوں میں پورے پاکستان میں مشہور ہوئی۔ معاہدہ سراروغہ کی خلاف ورزیوں میں سے یہ ایک اور اہم خلاف ورزی تھی جبکہ ماسٹر محمد رحمٰن کو مجاہدین محسود نے اس فوج کے بدلے میں حکومت پاکستان سے رہا کرایا، جو 28 اگست 2007 کو مومی کڑم میں گرفتار کیا گیا تھا جبکہ عبداللہ محسود کی لاش ان کے آبائی علاقے نانو لائی گئی انکی نماز جنازہ علاقہ بروند تور رغزائی میں آداء کی گئی، تاکہ نماز جنازہ میں لوگوں کی ازدحام اور کثرت کی وجہ سے مقررہ ٹائم پر دشمن حملہ نہ کرے دوبارہ انکے اعزہ واقارب نے انکا نماز جنازہ نانو میں آداء کیا اور انکو نانو ٹو گور گورے سڑک کے کنارے سپرد خاک کیا گیا۔

عبداللہ محسود اور ازبکوں سے اختلاف

2004 میں جب عبداللہ محسودؒ نے علاقہ محسود میں بیت اللہ محسود کے مقابلے میں متوازی نظم چلانا شروع کیا اور انکی سرپرستی قاری طاہرؒ جان امیر حرکت اسلامی ازبکستان خفیہ طریقے سے کرتے رہے۔ چونکہ یہ جنگ کا زمانہ تھا۔ جس کی وجہ سے بیت اللہ محسودؒ صاحب نے ہوش سے کام لیا، اور انکو ویسے بے لگام چھوڑا۔ یہاں تک کہ 9 ستمبر 2004 کو فوج نے جنوبی وزیرستان پر فوج کشی کی۔ امیر المجاہدین بیت اللہ محسودؒ نے مجاہدین کو محاذوں سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیا۔ مجاہدین علاقہ شکتوئی منتقل ہوئے۔ یاد رہے کہ سقوط سے دو دن پہلے امیر المجاہدین بیت اللہ محسودؒ اور ازبک مجاہدین کے درمیان مذاکرات کے موضوع پر اختلاف پیدا ہوا۔ کیونکہ امیر المجاہدین بیت اللہ محسودؒ حکومت سے مذاکرات کررہے تھے۔ اور ازبک مجاہدین مذاکرات کے مخالف تھے۔ اس موضوع پر امیر صاحب نے اپنے شوریٰ کو بلایا، اور انکو اس موضوع پر بریفنگ دی۔ فریقین میں کافی بحث مباحثہ ہوا، لیکن ازبک اپنی بات پر مصر رہے۔ آخر کار امیر صاحب اور انکے شوریٰ نے فیصلہ کیا، اور ازبکوں کو دوٹوک الفاظ میں کہا۔ کہ ہماری بات ماننا ہے تو صحیح۔ ورنہ آپ لوگ کسی اور جگہ کو اپنے لئے میدان جنگ بنادے۔ علاقہ محسود میں بے جا مداخلت نہ کرنا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ازبکوں کی وانہ اور شکئی میں ایک قسم کی حکومت تھی۔ مقامی گروہ اور عوام انکی زیر قیادت زندگی گزارتے تھے۔ ازبک شہانہ مزاج عادی لوگ تھے اس لیے وہ علاقہ محسود میں بھی اپنی مرضی سے زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ جبکہ محسود قوم کی مزاج بھی گھی کے مانند ہے۔ وہ زیادہ تر کسی کے زیر قیادت رہنا پسند نہیں کرتے۔ خاص کر پھر اپنے ہی علاقے میں۔ اس وجہ سے ازبک لوگوں نے امیر المجاہدین بیت اللہ محسودؒ کے مقابلے میں عبداللہ محسودؒ کو کھڑا کیا۔ تاکہ محسود قوم کو تقسیم کرکے ان پر حکومت کرے۔ لیکن یہ فارمولہ ناکام رہا۔ اسی اثناء میں فوج نے پیش قدمی کی۔ اور امیر صاحب نے مجاہدین کو محاذوں سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم صادر کیا۔ اسوقت حکومت مذاکرات کے نام سے مجاہدین کو غافل کرنا چاہتے تھے۔

(3) کیونکہ ان دنوں میں بھی مذاکرات شروع تھے جسکی وجہ سے طالبان غافل تھے ادھر فوج نے فائربندی کی وجہ سے طالبان کی غفلت سے فا ئدہ اٹھاتے ہوئے چاروں طرف سے علاقہ محسود پر حملہ آور ہوئی۔ یوں 28 نومبر 2004 کو رمضان کے آخری عشرہ میں اچانک سحری سے قبل کڑمہ، لالٹرے کی جانب توپوں کی شیلینگ شروع ہوئی۔ صبح صادق ہوتے ہی محاذوں پر موجود ساتھیوں نے امیر صاحب کو اطلاع دی کہ فوج نے پیش قدمی شروع کی ہے۔ تمام ساتھیوں سے رابطے ہوئے۔ لیکن کمانڈر امیر محمد عرف بورجان ولد عیداجان ایدارائی وچہ خوڑہ کا رابطہ

نہیں ہوا۔ جو صابی نرائی پر ڈیوٹی دے رہا تھا، انکے ساتھ واقعہ یوں ہوا کہ وہ بے خوف بے فکر سحری کے لئے اٹھے تھے، بغیر پہرہ داری کے سحری کھانے میں مصروف تھے۔ یا سحری کھانے کے بعد ویسے ذکر میں مشغول تھے۔ کہ اچانک فوج نے ان پر فائر کھول دیا۔ اور دوبدو لڑائی فریقین میں شروع ہوئی۔ اس لڑائی میں کمانڈر امیر محمد عرف بور جان (2) کلیم اللہ ولد محمد یٰسین شابی خیل دواتوئی (3) تاج محمد ولد فاروق کئی خیل خادے جبکہ تاج محمد درجہ رابعہ کا طالب علم تھا جنھوں نے رمضان کی چھٹیاں گھر کی بجائے محاذ جنگ گزارنا پسند کیا۔ اور وہی جام شہادت نوش کیا۔

(4) موزادین ولد لعل خان برومی خیل ڈیلے (5) عبد الودود شکتوئی کیکاڑائی۔ (6) تنویر ولد جلالی کئی خیل ڈیلہ قافلہ شہداسے جاملے کلام الدین عرف ابویحیٰ کا کہنا ہے، کہ تنویر مرکز میں خدمت کرتا تھا۔ شہادت سے تقریباً ایک دو دن پہلے امیر صاحب نے پیشن گوئی کی اور فرمایا کہ تنویر کے چہرے سے لگ رہا ہے کہ وہ شہید ہونے والا ہے۔ شہادت کی رات سے قبل والے عصر کو جب فخر عالم نے انہیں ساتھ گاڑی میں بیٹھایا اور محاذ پر چکر لگانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ تو ابویحیٰ کا کہنا ہے کہ میں نے فخر عالم سے کہا، کہ تنویر کو ساتھ نہ لے جانا۔ امیر صاحب نے ان کے بارے میں پیشن گوئی کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ شہید ہو جائے۔

ابویحیٰ کا کہنا ہے کہ فخر عالم نے مذاق میں کہا کہ امیر صاحب کب سے بزرگ بنا اور چل پڑے، تنویر بھی ساتھ گیا۔ جب محاذ پر پہنچے، تو تنویر نے فخر عالم سے کہا کہ میں یہاں بور جان کے ساتھ محاذ پر کچھ دن ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ فخر عالم نے اجازت دی اور وہ وہاں ٹھہرا۔ غالباً اسی رات کو یا آنے والی دوسری رات کو اپنے دوسرے پانچ ساتھیوں سمیت اس لڑائی میں لقمہ اجل بن کر خالق حقیقی سے جاملے یعنی کل چھ مجاہدین نے اس لڑائی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ جبکہ دو مجاہدین، سیب دواتوئی والا اور اعظم برومی خیل بچ نکلے۔ حکومت کی اس تیسری بدعہدی کے نتیجے میں فوج نے سپنکئی رغزائی، کوٹکئی اور کڑمہ، لالٹرے، جلندر اور خیسورہ کی جانب سے فوج کشی کی۔ اور پورے علاقہ محسود کو گھیرے میں لے لیا۔ جبکہ اس سے چند دن پہلے حکومت نے اعلان کیا کہ ہم نے علاقہ محسود میں دہشت گردوں کے خلاف دائرہ تنگ کر دیا ہے۔ لیکن ہمیں کیا معلوم کہ وہ ایک اور بدعہدی کرنے والا ہے۔ جب فوج نے کوٹکئی وغیرہ پر چڑہائی کی۔ فوج مجاہدین کے مراکز سے آگے گزری۔ جب مجاہدین کو پتہ چلا تو فتح شیر نامی اسکول میں داخل فوج پر اور آس پاس کے علاقے میں قابض فوج پر ایسا خوفناک اور زوردار حملہ کیا جس کی وجہ سے فوج حواس باختہ ہوئی فوج کو بھاری جانی مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس لڑائی میں بیسیوں فوجی مارے گئے۔ کیونکہ مجاہدین اوپر پہاڑی چوٹیوں پر قابض تھے، اور فوج نیچے وادی میں بدعہدی کرکے جارہی تھی۔ اس حملے میں مجاہدین نے راکٹ لانچر، گرنیڈ، ثقیلہ (زڑائی) اور کلاشن کوف وغیرہ کا استعمال کیا۔ خصوصاً خان رسول عرف سیلاب نے فتح شیر اسکول میں چھپی فوج کو راکٹ لانچر کے گولیوں سے نشانہ بنایا۔ جبکہ اسی روز علاقہ لالٹرے میں صبح صادق سے لیکر ظہر تک سخت لڑائی ہوئی،۔ جس میں متعدد فوجی مارے گئے اور دو مجاہدین بھی زخمی ہوئے ۔جبکہ لڑائی میں گن شپ ہیلی کاپٹر زسے بھی مجاہدین پر شیلینگ ہوتا رہا۔ چاروں طرف سے فوج نے ہمارا محاصرہ کرر کھا تھا۔ لیکن پھر بھی مجاہدین بڑی دلیری سے لڑتے رہے۔ آخر کار جب ظہر کے بعد امیر صاحب کا امر ہم کو بذریعہ یعقوب شہید موصول ہوا۔ اور بتایا کہ ڈیلے کی طرف راستہ فی الحال فوج کی کنٹرول میں نہیں ہے، لہذا تمام مجاہدین کو اسی راستے سے ڈیلے پہنچا دینا۔ یا ترے فریدائی پہنچا دینا۔ چنانچہ وہاں محاذ پر ہمارے ساتھ بیت المال کا ایک بیجو کار تھی، اس کو لے جانے کی کوئی صورت نہ تھی، لہذا اس پر آر، پی، جی کا گولہ داغا گیا، اور اسکو آگ لگادی تاکہ فوج کے کام نہ آئے۔ بعد ازاں وہاں سے ہم نے عصر کے وقت سفر شروع کیا اور عشاء کے وقت ہم ترے فریدائی پہنچے۔ وہاں پر عبد اللہ محسود بھی ملا۔ کھانا کھانے کے بعد رات کو ہی ٹویٹا گاڑی اسپیشل کرکے سراروغہ کو صبح سویرے پہنچے۔ وہاں شا فیصل شہید سے ملاقات

ہوئی۔ اس نے ہمیں چائے پلائی، اور حالات سے آگاہ کیا۔ اور پھر وہاں سے شکتوئی کا سفر شروع کیا۔ شکتوئی پہنچنے پر وہاں امیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور وہاں پر مراکز کھولے۔ عبد اللہ محسود بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اس پیش قدمی کی وجہ سے ازبک لوگ بھی علاقہ محسود خالی کرکے چلے گئے۔ تمام محسود مجاہدین شکتوئی ہجرت کر گئے اسی اثناء میں مولانا صبغت اللہ صاحب نے ازبک مجاہدین کو شکتوئی میں جگہ دی اور جنگ کا اعلان کیا۔ اہل علاقہ بیت اللہ محسودؒ کے پاس آئے۔ اور اس بارے میں ان سے معلومات حاصل کئے۔ امیر المجاہدین بیت اللہ محسودؒ نے انہیں کہا کہ شکتوئی میں ہم نے جنگ نہیں کرنی ہے۔ آپ لوگ خود ہی صبغت اللہ کو سمجھادے۔ قوم نے صبغت اللہ کو دو ٹھوک الفاظ میں سمجھایا۔ اور انہیں کہا کہ بیت اللہ محسود اور انکے ساتھیوں کی طرح زندگی گزارو۔ ورنہ یہاں سے نکل جانا۔ مولوی صبغت اللہ کی پشت پناہی اور اکمالات قاری طاہر جان امیر حرکت اسلامی ازبکستان کررہے تھے۔ یہاں اصل وجہ اختلاف بیت اللہ محسود اور قاری طاہر جان صاحب کے درمیان بیان کرنا ضروری ہے۔ جو اس جنگ سے قبل واقع ہوا تھا۔ مولوی رفیع الدین صاحب کی روایت ہے کہ اصل اختلاف قاری طاہر جان اور بیت اللہ مسعود کے درمیان اس بات پر ہوا، کہ قاری طاہر جان ہر مجلس و محفل میں یہ بات کرتے تھے کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر کی اطاعت ہم پر واجب نہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے حالات سے بے خبر ہے۔ جبکہ امیر صاحب کا موقف تھا، کہ امیر المؤمنین کی اطاعت ہم پر واجب ہے، کیونکہ ان کے وفود موقع بموقع فرامین ہمیں لے آتے ہیں۔ اور ہماری باز پرس کرتے ہیں۔ لیکن قاری طاہر جان اس سے منکر تھے۔ دونوں امراء میں یہ رسا کشی جاری تھی۔ اس وجہ سے قاری طاہر جان کی چاہت تھی کہ وہ علاقہ محسود میں ایسے آدمی کو سامنے لائے، جو اسکا ہم مزاج ہو، اور ان کے زیر کنٹرول ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے عبد اللہ محسود اور مولوی صبغت اللہ محسود کی پشت پناہی شروع کی۔ لیکن انکی یہ پشت پناہی کارآمد ثابت نہ ہوئی۔

ازبک مجاہدین سے اختلافات اور وجوہات

ازبک مجاہدین کی جنوبی وزیرستان آمد اور افغانستان میں جب امریکی اور مقامی اور نیٹو افواج کی حکومت قائم ہوئی تو مجاہدین کے لیے وہاں پر رہنا مشکل ہوا۔ اسلیے پاکستان کے قریبی علاقے فاٹا انہوں نے ہجرت کی۔ ان مہاجرین میں سے ازبک مجاہدین جسکی قیادت قاری طاہر جان کررہے تھے۔ جنوبی وزیرستان وانا آگئے۔ اور وہاں انکی زبردست نصرت کی گئی۔ جبکہ دوسرے عرب چیچن ترکمن وغیرہ مجاہدین بھی جنوبی وزیرستان وانا آگئے اور انکی بھی زبردست نصرت کی گئی۔ مہاجرین کی یہ کڑی براستہ شکئی علاقہ محسود میں داخل ہوئی اور علاقہ محسود میں لوگ انفرادی طور پر ہی انکی نصرت خفیہ کرتے رہے اور انکو اپنے ساتھ گھروں میں جگہ دی۔ لیکن جب وانا میں غیر ملکیوں کے نام سے حکومت نے آپریشن شروع کی۔ تو اس وقت محسود مجاہدین بھی تنظیم بنا چکے تھے جسکے امیر بیت اللہ محسود تھے۔ جب علاقہ محسود میں مجاہدین منظم ہوئے۔ تو اسکے بعد مہاجرین کی خدمت علانیہ شروع ہوئی، لیکن اس وقت علاقہ محسود میں مجاہدین کا مرکز ڈیلے تھا لہذا ڈیلے خولہ پر حکومت کی ہمیشہ نظر رہتی تھی۔ جسکی وجہ سے وہاں پر مہاجرین کے اٹھنے بیٹھنے پر امیر صاحب نے پابندی لگائی اور اسکی ذمہ داری مجھے مفتی عاصم صاحب کو سونپی گئی۔ حتی کہ مقامی مجاہدین کے وہاں اٹھنے بیٹھنے پر بھی پابندی عائد تھی۔ یہ سلسلہ 9 ستمبر 2004 تک چلتا رہا۔ انہی دنوں میں قاری طاہر جان اور بیت اللہ محسود میں اختلافات شروع ہوئے اختلاف کے اسباب یہ بنے بروایت مولانا رفیع الدین صاحب کہ انہی ایام میں قاری طاہر جان نے یہ بات کہی کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر صاحب کی اطاعت ہم پر واجب نہیں۔ دلیل یہ پیش کرتے تھے۔ کہ کیونکہ وہ ہمارے حال سے بے خبر ہے ہمارے حقوق اداء نہیں کرتا، اور نہ اس کے اداء کرنے پر قادر ہے اس پر بیت اللہ محسود کا ان سے مناقشہ ہوا۔ کہ امیر المؤمنین کا ہر امر ماننا ہم پر واجب ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہ خود تو ہمارے پاس نہیں آسکتا لیکن انکی طرف سے وفود موقعہ بہ موقعہ آتے

رہتے ہیں۔اور فرامین لے آتے ہیں حتی المقدور سہم بھی دیتے ہیں۔ سہم عربی اورافغانی زبان میں نقد کی شکل میں حصے کو کہا جاتا ہے لیکن قاری صاحب نہ مانے اور ہر جگہ یہ بات کہتے رہتے تھے۔ جس کی بناء پر ان میں اور بیت اللہ امیر صاحب کے درمیان اختلافات پیداء ہوئے۔ لیکن پھر بھی انکی ہر ممکن نصرت کرتے رہے۔ دوسرا وجہ اختلاف ان کے درمیان یہ بنا۔ کہ جب 9 ستمبر 2004 کو کاروانی منزہ کے نام سے مشہور جنگ علاقہ محسود پر مسلط کی گئی۔ تو کئی بار حکومت نے مذاکرات کی پیش کش کی اور اسی اثناء میں بدعہدی کرتے رہے۔ اخرکار قاری طاہر جان نے امیر صاحب کو پیغام بھیجا کہ ہم مذاکرات کے حق میں نہیں ہیں آپ مذاکرات نہ کریں۔امیر صاحب نے انہیں پیغام بھیجا کہ ملاقات کرے لیکن قاری صاحب ملاقات کرنے سے انکاری ہوئے۔اور اپنے دوسرے مفتیان کرام کو ملاقات کیلئے باربار بھیجتے رہے اس پر ان سے بحث ہوئی۔ انہوں نے پاکستانی حکومت سے مذاکرات حرام قرار دیئے۔جبکہ بیت اللہ محسود اور انکے شوری نے اپنی حالت ضعف اور دلائل کی بناء پر مذاکرات کو جائز قرار دیتے رہے لیکن وہ نہ سمجھیں۔اور علاقہ محسود میں جنگ جاری رکھنے کا عزم دھر الیا۔ امیر صاحب نے انہیں سمجھایا لیکن وہ نہ مانے۔کیونکہ ازبکوں کا مزاج شاہانہ تھا وہ ہر جگہ ہر کسی سے اپنی بات منوانے کے عادی تھے۔انہیں یہ حیثیت وانا شکئی میں حاصل تھی اور وہ اسی طرز کے مطابق علاقہ محسود میں بھی حکومت کرنا چاہتے تھے۔ جبکہ علاقہ محسود میں پہلے سے ہی دوسری تنظیم بنانے پر پابندی عائد تھی۔ہر کسی کو اپنے حدود میں رہنے کی وصیت کی جاتی تھی جبکہ ازبک اس اصول کے ماننے والے نہیں تھے۔ لہذا آخر کار امیر صاحب اور انکی شوری نے متفقہ انہیں جواب دیا کہ آپ حضرات اگر ہماری بات نہیں مانتے تو جنگ کیلئے کوئی اور میدان تلاش کرے جبکہ اس سے قبل کی اختلاف پر ازبک عبد اللہ محسود کی پشت پناہی کرتے تھے۔اور اب ساتھ ساتھ مولوی صبغت اللہ کو بیت اللہ محسود کے مقابلے کیلئے تیار کیا۔اور انہوں نے تیسرا متوازی نظم چلانا شروع کیا۔ قاضی محمد امیر صاحب نے کہا کہ مولوی صبعت اللہ نے مجھے بھی نئ تنظیم بنانے کی دعوت دی۔تو میں نے جواباً ان سے استفسار کیا کہ پھر آپکے اکمالات کون کرے گا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میرے سوال کے جواب میں مولوی صبغت اللہ نے کہا کہ قاری طاہر جان ہمارے اکمالات کرے گا۔یہ وہ وجوہات تھے جس کی سبب امیر صاحب اور ازبکو ں میں اختلافات پیدا ہوئے۔ اسی سلسلے کو آگے لے جانے سے قبل شہباز (المعروف شہریار محسود) کے بیت اللہ امیر صاحب سے اختلاف پر کچھ مختصر سی روشنی ڈالنا قبل از وقت نہیں ہو گا۔ کیونکہ انہوں نے ازبکوں کو امیر صاحب کے قتل کرنے کیلئے استعمال کیا لیکن منصوبہ ناکام ہوا۔ شہریار پہلے سے کشمیری رجسٹر تنظیموں کا پالا ہوا تھا جب علاقہ محسود میں امیر صاحب کی قیادت میں مجاہدین منظم ہوئے تو شہریار کنارے کنارے اِدھر اُدھر پھر تا رہتا تھا۔مولانا رفیع الدین صاحب نے کہا کہ جب کانیگرم میں ٹرینگ سنٹر کھولا گیا جو غالبًا 2005ء میں تھا ۔اس ٹرینگ سنٹر کا استاد شہریار بیت اللہ محسود نے مقرر کیا۔اسی اثناء میں امیر صاحب کا تعارف استاد ہارون سے بھی ہوا جبکہ وہ بھی زانگاڑہ کا رہائشی تھا شہریار اور استاد ہارون دونوں ایک گاؤں اور شابی خیل قوم سے تعلق رکھتے تھے دونوں میں پہلے سے چپقلش تھی۔شہریار کو خوف لاحق ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میری جگہ ہارون ٹرینگ سنٹر کا ذمہ دار نہ بنے اس لیے انہوں نے پہلے سے ہی امیر صاحب سے مطالبہ کیا۔کہ ٹرینگ سنٹر کی ذمہ داری میری ہو گی میں اپنے صوابدید کے مطابق چلاؤنگا۔اس سے امیر صاحب نے انکار کیا۔ جسکی وجہ سے شہریار ناراض ہوا۔اور جب عبد اللہ محسود نمودار ہوا تو انہوں نے ان سے دوستی رچالی لیکن جب عبد اللہ محسود نے امارت اسلامی کے وفد کے زیر نگرانی امیر صاحب کی ماموریت اختیار کی۔تو شہریار اور عابد اکیپ خیل نے اپنی مرضی سے علاقہ محسود میں متوازی نظم شروع کی۔آخر کار عابد نے متوازی نظم ختم کیا اور شہریار نے انکار کیا۔جبکہ انکے قبیلہ والوں نے انکی پشت پناہی شروع کی نوبت قتل مقاتلہ تک پہنچی کیونکہ شہریار نے ازبکوں کو زانگاڑہ لایا اور وہاں پر امیر صاحب کے قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور سڑک کے کنارے ریموٹ بم نصب کیا۔لیکن صبح کو امیر

صاحب نے صاف اس سڑک پر جانے سے انکار کیا دوسرے سڑک پر چلے گئے۔ دوپہر کو چھوٹے بچوں نے کچھ تاریں دیکھ لی اور وہاں طالبان دفتر کو اطلاع دی جب طالبان نے جائے وقوعہ کا معائنہ کیا تو مائن نکالے گئے کچھ عرصہ بعد جب ازبکوں کا ملانزیر سے جنگ ہوئی۔ تو مولانا اقبال وزیر (شہید) نے بیت اللہ امیر صاحب کو بتایا کہ آپ ہمارے ساتھ ازبکوں کیساتھ صلح کی باتیں کرتے ہیں۔ صلح کی باتیں چھوڑو یہ ازبک تو اپکے قتل کے درپے ہیں۔ زانگاڑہ میں جو مائن لگائے گئے تھے اور پھر نکالے گئے وہ شہریار اور ازبکوں نے اپکے اڑانے کیلئے لگا ئے تھے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس وقت تو ملانزیر اور مولوی اقبال ازبکوں کے اچھے خاصے دوست تھے۔ جب اختلاف آیا تو اب راز فاش کی۔ لیکن امیر صاحب نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے میری حفاظت کی اسکو چھوڑو۔ آپ اور ازبکوں کی صلح کی بات آگے بڑھاتے ہیں۔ نوٹ شہریار کے قصے کو درمیان میں لانے کا مقصد ازبکوں کے ضد اور بغض کو واضح کرنا مقصود ہے۔ جبکہ شہریار کے ساتھ امارت کے تحت فیصلہ ہوا وہ انہونے نہ مانا پھر ان کے شابی خیل قوم نے انکا فیصلہ امیر صاحب سے کیا جبکہ یہ وہ وقت تھا۔ جب انکے خلاف امیر صاحب نے جنگ شروع کی تھی۔ اور انکے حمائت کرنے والے دوافراد ٹانک میں قتل کئے تھے۔ اس اخری فیصلے پر وہ قانع رہے اور اسکی پاسداری کرتے رہے لیکن مولوی ولی الرحمن صاحب کی شہادت کے بعد حکیم اللہ محسود نے انہیں دعوت دی تو اس نے حکیم اللہ محسود سے دوستی رچالی اور پھر نئے سرے سے حلقہ محسود کے مجاہدین کے خلاف سرگرم عمل ہوئے۔ بقایا تفصیل اپنے موقعہ پر آئے گی جبکہ ازبکوں نے میرے مفتی عاصم کے قتل کرنے کا دو دفعہ منصوبہ بنایا تھا لیکن پہلے ہی ہمیں اطلاع ملی وہ مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ جب اختلاف انکی جانب سے اتنے عروج پر ہوئے۔ پھر بھی بیت اللہ محسود نے ان سے ٹکر نہیں لی، آخر کار ازبکوں کا وانہ میں ملانزیر اور دیگر مقامی گروپوں سے تصادم ہوا۔ اس تصادم میں بیت اللہ محسود نے کیا کردار اداء کیا وہ قابل رشک ہے۔ جب وانہ میں ازبک مجاہدین جو قاری طاہر جان کے زیر اثر تھے اور ملانزیر کے زیر اثر مجاہدین کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ اس تفصیل سے قبل ان وجوہات کا ذکر نہ کرنا خیانت ہو گا جو ملانزیر ازبکوں پر عائد کر رہا تھا۔ کہ ازبکوں نے خفیہ جیل زمین دوز بنائے ہیں جس میں لوگوں کو رکھا جاتا ہے۔ بس جو شخص انہیں ناپسند آیا تو اس پر نفاق کا حکم لگا کر قتل کرتے ہیں۔ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے علاقے کا امن تباہ کیا۔ میں مفتی عاصم کہتا ہو کہ ازبکوں سے ایسے افعال صادر ہونگے لیکن یہ سب کچھ وہ وزیر قوم سے تعلق رکھنے والے مجاہدین کے کہنے پر کرتے تھے۔ وزیر مجاہدین ذاتی مفادات کے طور پر انہیں استعمال کرتے تھے۔ جبکہ حکومتی اداروں کا بھی اس میں رول تھا۔ اس سے مقصد مہاجرین کی بدنامی تھی تاکہ عوام ان سے بدظن ہوں۔ اور انکی حمایت اور نصرت سے ہاتھ کھینچے جیسا کہ ہوا۔ جرائم کے لحاظ سے ازبک اتنے برے نہ تھے جتنا انہیں بدنام کیا گیا البتہ بنسبت دوسرے مہاجرین کے رویہ میں تیز تھے۔ اور ہر علاقہ میں حکومت چاہتے تھے۔ اپنے کو مہاجر کی حیثیت سے نہ سمجھتے تھے بلکہ اپنے کو ہر علاقے میں مالک کی حیثیت دیتے تھے۔ جب ملانزیر سے جنگ شروع ہوئی تو اس مسئلے کے حل کیلئے خلیفہ سراج الدین حقانی بشمول شمالی وزیرستان کے تمام کماندنان علاقہ محسود خیسورہ پہنچے اور وہاں سے سب وانہ گئے حلقہ محسود کے مجاہدین نے اس میں حصہ نہیں لیا۔ ملانزیر سے اور ازبکوں سے بات ہوئی۔ لیکن سودمند ثابت نہ ہوئی اور یہ سب حضرات ناامید واپس لوٹے۔ جب فیصلہ نہ ہو سکا جنگ دوبارہ شروع ہوئی۔ تو بیت اللہ محسود اور ملاداداللہ اخوند نے پھر سے کوشش شروع کی اور اس بارے میں خلیفہ سراج الدین حقانی اور شمالی وزیرستان کے کماندان سے دوبارہ آنے کا کہا اور انہیں دعوت دی۔ بروایت مولانا نورسید صاحب عرف ابو عمر۔ کہ ملانزیر کو پیغام بھیجنے کیلئے مجھے اور مولانا ولی الرحمن صاحب شہید کو امیر صاحب نے وانہ بھیجا۔ جب ہم وانہ پہنچے وہاں ملانزیر سے ملاقات چاہی تو اس نے ملاقات سے انکار کیا۔ اسی اثناء میں خلیفہ صاحب بھی رابطے میں تھے انہیں اور شمالی وزیرستان کے کماندان کو آنے والی صبح کو خیسورہ میں حاضری کی دعوت دی۔ تاکہ وانہ کا مسئلہ خوش اسلوبی سے حل کیا

جائے۔ اسی سلسلہ میں ہم نے علاقہ خیسورہ میں ان آنے والے مہمانوں کی مہمانوازی کی تیاری کی جبکہ 31 اکتیس بکرے ذبح کئے کیونکہ مہمان سینکڑوں میں تھے۔ اہلیان خیسورہ کی جانب یہ تاریخ کی بڑی مہمانوازی تھی بیت اللہ امیر صاحب اور ملاداداللہ اخوند بھی خیسورہ میں منتظر تھے۔ امیر صاحب کی یہ کوشش کئی وجوہات پر مبنی تھی۔(۱) پڑوسی ہونے کی وجہ سے صلح کرنے کی کوشش اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اگرچہ ذاتی لحاظ سے محسود قوم کو کوئی مشکل اس مسئلے سے نہ تھی۔(۲) مذہبی لحاظ سے اس مسئلے کا حل اپنا فرض سمجھتے تھے۔ تاکہ وانہ کا مسئلہ جنگ وجدل کی بجائے افہام وتفہیم سے حل ہو جائے ابو عمر نے کہا کہ چونکہ پہلے دن ملانزیر ملاقات سے انکاری ہوا۔ اس لیے دوسرے دن ہم دوبارہ وانہ پہنچے جبکہ اسی دوران حکومت نے بھی اسی جنگ میں مداخلت شروع کی اور ازبکوں پر توپ برسانا شروع کی۔ ملانزیر کا ساتھ حکومت نے دیا۔ جب ملانزیر سے رابطہ ہوا۔ تو ملانزیر نے ملاقات سے انکار کیا اور کہا کہ ہم مجبور ہیں۔ اب ہمارے بس میں اس مسئلے کا حل نہیں۔ کیونکہ حکومت نے جنگ پر قبضہ کیا ہے۔ خود حکومت نے جنگ شروع کی ہے۔ لہذا جو کچھ میرے ہاتھ میں تھا وہ اب نہیں رہا، لہذا خلیفہ صاحب اور دیگر مجاہدین سے میر اسلام کہنا اور ان سے کہدینا کہ میں مجبور ہوں میں اپنے بندوق کی (منہ) بیرل ازبکوں سے نہیں موڑ سکتا۔ میرے ہاتھ میں جو کچھ تھا، وہ ہاتھ سے نکل گیا۔ اب میرے بس میں کچھ نہیں یوں یہ محنت یہاں پھر سر دپڑ گئی۔ جبکہ اکوڑہ خٹک کے علماء نے بھی اس میں مداخلت کی لیکن ملانزیر نے صلح سے انکار کیا۔ اور وہ یوں کہہ کر کہ ملانزیر مرتد ہو چکا ہے واپس نامراد لوٹے۔ اب جنگ فریقین میں عروج پر پہنچی اس جنگ میں وانہ کے بعض کماندانان مثلاً۔ حاجی عمر شہید، حاجی نور اسلام شہید، مولوی عباس شہید، اور کمانڈر نیک محمد کے بھائی ولی محمد شہید، کمانڈر غلام جان شہید وغیرہ نے ازبکوں کا ساتھ دیا۔ لیکن بظاہر چونکہ اہل علاقہ اور حکومت بڑے زور سے جنگ کر رہے تھے اور ایڑی چوٹی کا زور لگا کر جنگ جیت گئے اور ازبکوں کو بمع مقامی انصار کے علاقے سے نکلنے پر مجبور کیا۔ جبکہ ازبکوں کا پہلے سے محسود مجاہدین سے بھی اختلاف تھا۔ انکے خلاف بھی کئی قتل کے اقدامات کئے تھے۔ جبکہ شمالی وزیرستان جانے کیلئے علاقہ محسود کو استعمال میں لانا ناگزیر تھا اس لیے ازبکوں نے پہلے پہل فیملی بوڑھے بچیں اور عورتیں اس راستے کو استعمال میں لانے کیلئے آگے کیا۔ کیونکہ پشتون روایات میں دشمن کے عورتوں بچوں سے تعرض نہیں کیا جاتا۔ محسود مجاہدین کو جب انکے آنے کا پتہ چلا تو انہوں نے دشمنی کی بجائے انکی نصرت شروع کی اور ہر ممکن امداد ان سے کی گئی۔ اپنے علاقے میں انہیں عارضی جگہ دی اور انکو آگے شمالی وزیرستان پہنچانے کے لیے راستے ہموار کئے۔ اسی اثناء میں امارت اسلامی کا وفد شمالی وزیرستان میر انشاء پہنچا اور بیت اللہ محسود اور انکے مشران ساتھیوں کو بلایا۔ بقول راقم الحروف۔ جب ہم میر انشاء پہنچے اور وفد سے ملاقات ہوا تو وفد والوں نے کچھ تمہیدی کلمات کہنے کے بعد ہمیں واضح الفاظ میں ازبکوں کی نصرت کرنے کا کہا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ لوگ مسلمان ہے انکے بوڑوں بچوں وغیرہ پر رحم کرو اور انہیں اپنے علاقے میں پناہ دیدو۔ امارت اسلامی کے اس بقاعدہ وفد کے آنے سے معلوم ہوا کہ انکو پہلے سے معلوم تھا کہ ازبکوں کا محسود مجاہدین سے مشکل موجود ہے اسلیے بقاعدہ امر لیکر حاضر ہوئے۔ جواباً ہم محسود مجاہدین نے کہا کہ ہم تو دشمنی کی بجائے انکی نصرت میں مصروف ہے۔ لیکن اپنے علاقے میں مستقل طور پر پناہ دینے سے قاصر ہے۔ کیونکہ ہمارے اور انکے درمیان پہلے سے مشکل موجود ہے۔ یہ لوگ خودسر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل کو ملانزیر کی طرح ہم بھی ان سے جنگ پر مجبور نہ ہو جائے۔ تو پھر ہمیں بھی ملانزیر کی طرح لوگ مرتد کہیں گے۔ انکو مظلوم کہیں گے۔ ہم اپنے بس کے مطابق نصرت کریں گے۔ لیکن وفد کے تمام شراکاء نے یک زبان کہا کہ امارت اسلامی کی طرف سے ازبکوں کو پناہ دینے کا امر ہے۔ چاہے مانے یا نہ مانے۔ اسکے جواب میں بندہ راقم الحروف نے کہا۔ کہ آپ لوگوں نے اتنا سخت حکم کیا اب ہم مجبور ہے یا اللہ ورسول اور تم کو ناراض کریں گے۔ یا آئندہ ازبکوں کی جنگ کو ہم بسر وچشم قبول کریں گے۔ کیونکہ ازبکوں کی خودسری کا ہمیں علم تھا۔ اور ہم اپنے مزاج سے بھی زیادہ باخبر تھے،

کیونکہ محسود قوم کا مزاج بھی گھی کی مانند ہے۔ اور میں نے وفد والوں سے کہا کہ پشتو مقولہ ہے۔ یو طرف تہ نمار دائی بل طرف کمار دائی۔ اور بعض پشتون کہتے ہیں۔ یو طرف پڑانگ دے بل طرف تہ ڈانگ دے۔ آپ لوگوں نے تو ہمیں ایسا مجبور کیا جیسا کہ بوش نے دو ٹوک الفاظ میں مشرف سے جنگ میں شرکت کرنے یانہ کرنے کا کہا تھا۔ لھذا ہم سب ساتھی مشورہ کرنے کیلئے وفد والوں سے علیحدہ ہوئے علیحدگی میں ساتھیوں نے میرے اوپر اعتراض کیا کہ آپ نے اتنی سخت بات کیوں کی۔ میں نے جوابًا کہا۔ کہ دوبارہ بھی کرونگا کیونکہ میں اپنا مستقبل شیشے (آئینے) میں دیکھ رہا ہوں جب مشورہ ہوا، تو امیر صاحب نے کہا کہ میں بحیثیت امیر ہونے کے مجبور ہوں۔ لہذا میں امارت اسلامی کے امر کو ماننا ہو۔ فی الحال مجھ سے جتنا ہو سکے ازبکوں کو پناہ دینے کیلئے تیار ہو، چاہے مستقبل میں ان سے جو بھی مشکل ہمیں پیش آئے۔ لیکن دوسرے ساتھیوں نے انکار کیا آخر کار ہم نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ وفد والوں سے یہ کہیں گے کہ مخصوص وقت کے لیے پناہ دیں گے۔ جب آپ لوگ انکے لیے دوسرے جگہ کا انتخاب کرے تو ہم سے یہ بوجھ منتقل کرنا ہو گا جب یہ جواب وفد والوں کو دیا۔ تو اس پر بحث شروع ہوئی۔ آخر کار مؤقت وقت تک پناہ دینے پر فیصلہ ہوا اور اسکی تعین دو مہینوں تک انہیں علاقہ محسود میں پناہ دینے سے ہوئی۔ لہذا واپسی پر ازبکوں سے سابقہ اختلافات کو بھولا کر صرف اللہ تعالی کو راضی کرنے کی لالچ میں اور امارت اسلامی کے امر کو بجالانے کیلئے انہیں پناہ دی اور مختلف علاقوں میں انہیں محفوظ مقامات میں گھر دیئے گئے۔ ازبکوں کے نائب امیر عثمان جان سے معاہدہ لکھا گیا، اور انہیں یہ بات بھی سمجھادی، کہ آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ لہذا مہمان کی طرح باعزت رہنا ہو گا۔ ہمارے علاقے میں متوازی نظم چلانے پر پابندی ہو گی، اور ہمارے علاقے کو وزیر قوم کے خلاف استعمال نہ کرنا ہو گا، بعد ازاں انکی نصرت کرتے رہے۔ جبکہ 2 مہینوں کی بجائے کئی مہینے گذرے، نہ ازبک خود نکلے اور نہ امارت اسلامی والوں سے کوئی جواب ملا۔ بندہ راقم الحروف کہتا ہے، کہ شائد امارت اسلامی کے وفد اور امیر صاحب کے درمیان کوئی خفیہ بات ہوئی تھی۔ صرف شوری والوں کو اعتماد میں لینا تھا۔ کہ جب ایک دفعہ نصرت شروع ہو جائے، تو پھر مشکل کم ہو جائے گی۔ آخر کار نتیجہ یہ نکلا، کہ ہم محسود مجاہدین نے بڑی ہنر سے ان لوگوں کو سنبھالا انہیں کنٹرول میں رکھا گیا۔ انکو مہمان سمجھ کر رہنے دیا نہ کہ علاقہ کے مالکان جیسا کہ وزیر قوم نے انہیں اختیار دیا تھا۔ ہر موقع پر اور ہر موڑ پر زیر آثر رکھا۔ علاقے کے اختیارات انہیں نہیں دیئے۔ اسکے بعد ازبک آپریشن ضرب عضب کے شروع ہونے تک علاقہ محسود میں مقیم رہے۔ لیکن ہمارے اور انکے درمیان کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ ہوا۔ ہاں البتہ ایک یا دو غلطیاں کئے جس پر امیر صاحب نے انہیں دھمکی دی۔ اور انہیں سخت الفاظ میں منع کیا اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مہاجرین میں سے ازبک ہمارے ساتھ وفادار نکلے اور راہ نجات کے دوران وہ قربانیاں پیش کئے۔ جو کسی اور نے نہیں پیش کئے حلقہ محسود کے مجاہدین کے مشران ازبکوں کی نصرت سے امر کے تحت اس لیے انکاری تھے۔ کہ انکے پہلے غلطیاں انہیں یاد تھیں اور اسکی نصرت کرنے سے وانہ کے وزیر قوم سے مشکل کا پیش آنا تھا، کیونکہ پشتون اقوام میں اس عمل کو باسکیری کہا جاتا ہے کہ کسی کا دشمن آپ انکے لیے پالے۔ اور یہ ایک نامناسب عمل تھا۔ جبکہ 2008ء کے آوائل میں یہ مشکل پیش آئی جسکی تفصیل وزیر احمد زائی سے تعلقات کے تحت لکھا ہے۔

وانہ احمد زائی وزیر قبیلے کے مجاہدین اور عوام سے حلقہ محسود کے مجاہدین کے تعلقات

جب امارت اسلامی کے سقوط کے بعد مہاجرین وانہ آئے اور پھر کچھ عرصہ بعد وانہ میں مہاجرین کے خلاف جنگ کا آغاز ہوا۔
اسی دوران تازہ تازہ حلقہ محسود میں مجاہدین منظم ہونے میں مصروف تھے۔ خصوصًا محسود مجاہدین کے تعلقات کمانڈر نیک محمد سے بڑے ہی خوشگوار تھے۔ جب وانہ میں حکومت نے جنگ تیز کی تو نیک محمد نے امداد کی اپیل کی اور حکومت کی طاقت تقسیم کرنے کی غرض سے علاقہ محسود میں انکے قافلوں پر حملے اور انکے راستوں کو غیر محفوظ کرنے کا امیر صاحب سے کہا۔ حلقہ محسود کے مجاہدین نے اس جنگ میں انکی امداد

اپنا فرضی منصبی سمجھا اور پہلے پہل علاقہ تنگہ تحصیل تیارزہ میں حکومت کے ایک تحصیل دار کے گاڑی پر حملہ کیا جس میں سوار افراد بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ گاڑی کو نذر آتش کیا۔ اس کاروائی کے تقریباً تیسرے یا چوتھے دن بعد علاقہ سرویکئی بمقام وڑہ ایک فوجی قافلے پر ایسا خوفناک حملہ کیا جسکی مثال شائد ملنا مشکل ہو۔ مجاہدین نے خاصہ دار پیکٹ میں پوزیشن سنبھال لی تھی فوج اس کو خاصہ دار فورس کے اہلکار سمجھنے لگے جبکہ مجاہدین نے خاصہ دار اہلکاروں کو پہلے ہی سے بھگایا تھا۔ مجاہدین فوجی قافلے پر بڑے آرام سے ایسے ٹوٹ پڑے کہ قافلے میں شریک اکثر فوجیوں کو قتل کرنے اور گاڑیوں کو نذر آتش کرنے میں صرف چند منٹ ہی لگے، اور آٹھ فوجیوں کو زندہ پکڑ کر مجاہدین ساتھ لے گئے جسکو بعد میں بمقام گیڑیزائی میں قتل کئے گئے، اس معرکے میں کل 45 فوجی مارے گئے۔ یوں دوسرا بڑا حملہ مکین کے علاقے بازئی میں فوجی قافلے پر ہوا جس میں 30 کے لگ بگ فوجی اہلکار مارے گئے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی چھوٹے بڑے حملے ہوئے مذہبی اور روایتی ہر دو لحاظ سے وانہ احمد زائی وزیر قبیلہ کا ساتھ محسود مجاہدین نے دیا مجاہدین حلقہ محسود کی اس جنگ میں مداخلت پر پاکستان حکومت کو بہت غصہ آیا جس دن شکئی معاہدہ ہو رہا تھا تو اس دن حکومت نے کئی گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلہ کاروان منزہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا لیکن ہم مجاہدین چونکہ وہاں پر مورچہ زن تھے۔ اسلئے انکو بغیر گولی چلائے واپسی پر مجبور کیا۔ کیونکہ ہم نے پہلے سے انہیں محاصرہ کیا تھا۔ ایک طرف شکئی میں معاہدہ ہو رہا تھا دوسری طرف علاقہ محسود میں حکومت اپنے کو جگہ جگہ مضبوط کر رہا تھا۔ تاکہ اپنا بدلہ لے۔ یہ کش مکش جاری تھی کہ اخر کار ایک معاہدہ حکومت سے ہوا جسکا اعلان سپنکئی رغزائی میں 8 اگست 2004 کو مولانا معرج الدین نے کیا۔ کہ نہ محسود ایریا حکومت کے خلاف استعمال ہو گی اور نہ فوج محسود علاقے میں مداخلت کرے گی۔ لیکن یہ ایک مشہور معاہدہ نہ تھا۔ اسکے صرف ایک ماہ بعد 9/9/2004 کو بداوڑّہ پر بمبار ہوا، اور ساتھ ہی فوج کشی علاقہ محسود پر کی گئی۔ ان دنوں چونکہ کمانڈر نیک محمد شہید ہو چکے تھے، باقی احمد زائی وزیر قبائل اس موقع پر کچھ ڈیلے پڑ گئے اور محسود قبیلے کا ساتھ نہ دیا۔ سراروغہ معاہدے کے بعد جنوبی وزیرستان میں امن قائم ہوا۔ البتہ وانہ میں ملانذیر گروپ نے ازبک مجاہدین کو حکومت نواز لوگوں اور ملکان کو ٹارگٹ کرنے کی ذمہ داری سونپ دی تھی۔ چنانچہ فروری 2006 میں آیت اللہ نامی ایک مجاہد نے چند ساتھیوں کو لیکر وانہ میں ایک نوجوان کو قتل کر کے اسکی گاڑی چھین لی تھی جب بات واضح ہوئی تو ان افراد نے اس نوجوان پر جاسوسی کا الزام لگایا۔ حیات اللہ محسود تحصیل لدھا نے موقع سے فائدہ اٹھا کر یہ الزام مقتول پر لگایا کیونکہ ان دنوں وانہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اس واقعے پر وزیر طالبان نے سخت احتجاج کیا۔ لیکن امیر صاحب نے جب واقعے کی تحقیق کی۔ تو آیت اللہ کو قصاص کے لیے خیسورہ میں حاضر کیا اور وہاں پر وزیر اور محسود طالبان کے روبرو انہیں 27 مارچ 2006 کو قصاص کیا۔ جس سے مقصد اتفاق واتحاد برقرار رکھنی تھی۔ لیکن احمد زائی وزیر طالبان سابقہ ادوار کی نظروں سے محسود قبیلہ کو دیکھتا رہا یہ بات قابل غور ہے۔ کہ وزیر قوم کے طالبان نے ہمیشہ محسود طالبان سے معمولی باتوں پر مخاصمت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک محسود طالبان کو مجبور کیا۔ کہ وہ بغیر اجازت کے وانہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ انکے لیے محصوص کارڈ بنائے گئے۔ جس کے پاس وہ کارڈ نہ ہو تا تھا۔ اسکو وانہ بازار میں داخلے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

2007 میں جب ازبک مجاہدین کے خلاف وانہ میں ملانذیر گروپ نے جنگ شروع کی جس میں حکومت نے ملانذیر کا ساتھ دیا اور ازبک مجاہدین کو وانہ سے بے دخل کیا۔ یوں ازبک مجاہدین اور ان کے بال بچے محسود ایریا میں داخل ہوئے اور شمالی وزیرستان جاتے رہے کیونکہ وانہ طالبان کے کہنے پر انہوں نے بھی محسود طالبان سے مخاصمت جاری رکھی تھی۔ انہوں نے وانہ طالبان کہنے پر محسود طالبان کے خلاف جو اقدمات کئے تھے وہ انہیں یاد تھے لیکن ان دنوں امارت اسلامی کی وفد میرانشاہ آپہنچا جنہوں نے دوٹوک الفاظ میں محسود طالبان شوری اور بیت اللہ

محسود سے کہا کہ ازبک مجاہدین کو آپ لوگوں نے سنبھالنا ہے۔ بیت اللہ محسود کے علاوہ شوری والوں نے وفد سے کہا کہ ازبک مجاہدین آج سے قبل بیت اللہ امیر صاحب اور دیگر ہمارے ذمہ دار ساتھیوں کے قتل کرنے کے درپے تھے ناممکن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ چلے باالاخر وفد اور محسود شوری میں دوماہ تک ازبک مجاہدین کو محسود علاقے میں سنبھالنے پر اتفاق ہوا کہ اسکے بعد امارت اسلامی انکے سنبھالنے کی خود کوشش کرے گی، لیکن امارت اسلامی والوں نے یہ عہد پورا نہیں کیا جسکی وجہ سے بیت اللہ محسود ازبکوں سے معاہدہ کرگئے کہ وہ محسود ایریا میں مداخلت نہیں کریں گے اخر کار شکئی کے کمانڈر عبد الحنان نے سرعام مخالفت شروع کی لیکن یہ سب کچھ وزیر طالبان حکومت کے اشارہ سے کرتے تھے مقصد اس سے وزیر محسود کے نام ایک قومی تنازعہ کھڑا کرنا تھا۔ لیکن بیت اللہ محسود نے ہر ممکن کوشش کی۔ کہ یہ تنازعہ قومی نعرہ پر نہ اٹھے۔ لیکن جب 2007 میں ازبکوں سے ملانزیر کی جنگ ہوئی۔ تو ازبک علاقہ محسود آئے۔ تو پھر ملانزیر نے کہا۔ کہ آپ لوگوں نے ہمارے دشمن کو پناہ دی ہے۔ اگر ہمیں نقصان دے تو گلہ محسود قوم سے ہو گا۔ جبکہ یہی طریقہ قبائلی روایات میں ہے۔ ہم نے بھی قبائلی روایات کے مطابق جواب دیا کہ ہم اپنی سرزمین سے ازبکوں کو اجازت نہیں دیں گے۔ وہ یہاں سے آپ کے خلاف جنگ نہیں کرینگے لیکن جنوری 2008 میں دوبارہ علاقہ محسود پر جب حکومت نے حملہ کیا۔ تو اس وقت ملانزیر اور بیت اللہ محسود میں معاہدہ ہوا۔ اور اس معاہدہ میں ملانزیر کو پابند کیا گیا۔ کہ آپ نے بھی حکومت کو اس بات پر مجبور کرنا ہے کہ وہ بھی وانہ کی سرزمین علاقہ محسود کے خلاف بطور جنگ کے استعمال نہ کریں۔ اس وقت ملانزیر نے یہ سمجھا تھا کہ میرا پاکستان سے تعاون اس درجے کا ہے۔ کہ کبھی بھی حکومت میری بات کو مسترد نہیں کرے گی ورنہ حکومت کے خلاف وانا میں اعلان جنگ ہو گی۔ لیکن کچھ دن گذرے کہ سرزمین وانہ شکئی سے علاقہ محسود پر توپوں کی بارش شروع ہوئی۔ کئی بار ملانزیر کو امیر صاحب نے اطلاع دی اور معاہدہ انہیں یاد دلایا، باالاخر ملانزیر نے جواب دیا کہ حکومت پر ہمارا بس نہیں چلتا جب حکومت سے مجبوری پر انہیں معاہدے کی دوسری شق یاد دلادی۔ کہ پھر آپ صاحب اعلان جنگ کرینگے تاکہ حکومت اپنے پالیسی میں ناکام ہوجائے۔ کیونکہ وہ دونوں علاقوں میں جنگ کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ اس سے بھی ملانزیر نے انکار کیا۔ توجواباً امیر صاحب نے بھی ازبکوں کو وانہ میں کاروائیوں کی اجازت دیدی۔ ازبکوں نے ایک ہی رات میں شکئی امن دفتر اور وانہ بازار میں امن دفتر پر ہلہ بھول دیا۔ ان دنوں کاروائیوں میں غالباً 15 سے 20 تک وزیر طالبان کو ایک ہی رات میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی رات کے صبح کو وانہ بازار میں وزیر طالبان نے محسود مجاہدین کے چند افراد (جو ان حالات سے بے خبر تھے) کو حرست میں لیا جن میں سے ولی بادشاہ ولد محمد عارف بروند والے کو شہید کیا۔ جبکہ بقایا کو چھوڑدیا اسی روز سے وزیر طالبان اور محسود طالبان میں فاصلے بڑھ گئے کچھ عرصہ بعد وزیر طالبان نے قاری زین الدین گروپ کو شکئی وانہ میں جگہ دی تاکہ وہ محسود قوم کے خلاف وانہ سے بآسانی کاروائیاں سرانجام دے۔ لیکن انکی یہ محنت کامیاب ثابت نہ ہوئی صرف چند کاروائیاں کیں۔ جن میں حاجی خیر محمد ولد ماشودین کا واقعہ 10/8/2008 کو مدیجان میں پیش آیا یعنی انکو قاری زین الدین گروپ نے وہاں پر شہید کیا۔ بعد ازاں یہ گروپ وانہ سے ٹانک ڈی آئی خان منتقل ہوا، اور وہاں پر ترکستان کے تعاون سے محسود قوم کے مجاہدین کے خلاف کاروائیاں شروع کئے جبکہ فوج بھی ہر موڑ پر تعاون میں انکے ساتھ پیش پیش تھی۔ قاری زین الدین گروپ کو شکائی میں جگہ دینے کے جرم میں کمانڈر عبد الحنان کو 2008 موسم گرمہ میں ڈی آئی خان میں ہلاک کیا گیا۔ لیکن اخر کار 2009ء میں جب اتحاد المجاہدین کے نام سے شمالی وجنوبی وزیرستان کے مجاہدین اور عرب مجاہدین میں اتحاد قائم ہوا۔ تو اسکی وجہ سے وزیر اور محسود طالبان کے درمیان بُعد کچھ حد تک کم ہوا۔

لیکن اتحاد المجاہدین کے نام سے یہ اتحاد بہت دیر تک قائم نہ رہا۔ صرف ستمبر 2009ء میں چند کاروائیاں شمالی وزیرستان مثلاً ایک جو پیر کلئے کے مقام پر کی گئی لیکن اس میں مقامی مجاہدین نے حصہ نہیں لیا اور اس کے علاوہ چند بڑے حملے شمالی وزیرستان کے طالبان کئے اور ایک کاروائی علاقہ وانا میں میںچپن بابا کے قریب ریموٹ کنٹرول کی انجام دی گئی۔ اور بس۔ شمالی اور جنوبی وزیرستان وانہ وزیر قبائل کے دونوں جہادی کمانڈر عرب اور محسود مجاہدین کیساتھ اس اتحاد میں ڈھیلے پڑ گئے جس کی وجہ سے اتحاد ناکام ہوا۔ مذاکرات کے لیے آگے ہوئے اور سابقہ معاہدات کو دوبارہ برقرار رکھنے کا حکومت پاکستان نے اعلان کیا۔ جبکہ محسود مجاہدین پر یہ جنگ مسلط کی گئی اور آج 11/9/2017 تک جاری وساری ہے۔ وقتی طور پر حافظ گل بہادر اور ملا نزیر نے اپنے علاقوں کو جنگ سے بچالیا۔ کیونکہ حکومت ان سے مخلص نہ تھی اس لیے جب حکومتی مفادات شمالی وزیرستان کے آپریشن سے منسلک ہوئے۔ تو جون 2014 میں بغیر کسی تیاری کے آپریشن ضرب غضب شروع کی ۔ جس میں حکومت نے وہ مظالم شمالی وزیرستان کے باشندوں پر ڈھائے۔ جسطرح روس نے افغانیوں پر ڈھائے تھے۔ اور آج 11/9/2017 تک جاری ہے۔ اس آپریشن میں جتنا نقصان اہلیان شمالی وزیرستان کا ہوا۔ شائد آپریشن راہ نجات میں محسود قبیلے کا نہیں ہوا ہوگا۔ البتہ آپریشن راہ نجات کے وقت محسود مہاجرین بلکہ تمام مہاجرین کی ایسی نصرت کی جس کی مثال ماضی قریب ملنا مشکل ہے جبکہ یہ نصرت کئی سالوں یعنی آپریشن ضرب کے شروع ہونے تک جاری رہی۔ اور راہ نجات سے جن محسود قبائل نے وانہ ہجرت کی۔ تو اسکی بھی بہت حد تک نصرت کی گئی۔ اور مجاہدین محسود بھی وانہ سے اپنی ضروریات پوری کرتے رہے۔ لیکن جب ملا نزیر پر 2012ء کے اخری دنوں میں وانہ بازار میں دھماکہ ہوا۔ تو اس دوران وانہ وزیر قبائل نے فوراً محسود مجاہدین پر الزام لگایا کہ یہ دھماکہ محسود مجاہدین نے کیا ہے۔ اور فوراً محسود مجاہدین کے خلاف جنگ شروع کی۔ جس میں پہلے پہل محمد سفیر نامی حلقہ جاٹرائی کے ایک مجاہد کو زخمی کیا۔ وانہ میں جن محسود اور وزیر لوگوں نے محسود مجاہدین کی خدمت کی تھی انکا قتل عام شروع کیا۔ اور اسکے اموال ضبط کرنا شروع کئے۔ اور محسود مجاہدین کے اسلحہ جات اور گاڑیوں کو بھی ضبط کرنا شروع کیا۔ وزیر مجاہدین میں سے عادل اور اسکے بھائی کو اس دھماکے کا مجرم قرار دیکر۔ بہت بے دردی سے قتل کیا۔ اور خصوصاً عادل کو اتنا مارا پیٹا، کہ اس کا ہر جوڑ توڑا گیا تھا اور اسکی بوری بند لاش وانہ بازار میں پھینک دی گئی۔ جبکہ اسکے علاوہ کمانڈر غلام جان کے بہت سارے ساتھی بھی اس جرم کے پاداش میں قتل کر دیئے گئے۔ اور ساتھ ساتھ محسود عوام کو 24 گھنٹوں کے دوران علاقہ وانہ سے نکلنے کا حکم جاری کیا۔ اور مہاجرین کے کئی بستیوں ں کو غارت کرکے جلاڈالا۔ مہاجرین کی یہ بستیاں انکے اپنے ہاتھوں بنے ہوئی تھیں حکومت یا کسی اورادارے کا اس میں کوئی تعاون نہ تھا؛ بلکہ خود محسود عوام نے بستیاں قائم کی تھیں اور اپنے لیے گھر بنائے تھے۔ لیکن وانہ احمد زئی قوم اور انکے طالبان نے وہ کردار ادا کیا۔ جو شائد پاکستان نے بھی خود نہ اداء کیا ہو۔ اور 7 سات ہزار گھرانے علاقے سے شدید سردی میں نکلنے پر مجبور کئے اور انہیں لوٹا گیا جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے مجاہدین کے مشران جس میں بشمول حکیم اللہ محسود امیر تحریک طالبان پاکستان اور حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب امیر تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سب نے متفقہ وفد تشکیل دیا۔ اور اس وفد کے ذمہ یہ بات لگادی۔ کہ تمام تنظیموں اور مجموعات بشمول امارت اسلامی والقاعدہ، سب کو اپیل کرے۔ کہ وہ وزیر طالبان کو محسود عوام اور مجاہدین سے زیاتی وظلم سے منع کرے اگر اسکا کوئی دعوی ہو۔ تو ہم مدعی علیہ کی حیثیت سے تیار ہیں، اگر غلطی ثابت ہوئی تو ہم اس مجرم کو سابق مجرم حیات اللہ کی طرح قصاص اور جزا سزاء کے لیے پیش کرینگے لیکن کسی کا بس ان پر نہ چلا۔ اور نہ امارت اسلامی کے حکم اور نہ القاعدہ کے مشران کے اپیل سے اور نہ حافظ گل بہادر کی کوششوں سے وہ ان مظالم سے روکے۔ آخر کار تمام محسود مہاجرین کو وانا کے علاقہ سے بے دخل کرکے ٹھنڈی سانس لیا۔ اور محسود مجاہدین کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ جہاں کہیں انہیں نقصان پہنچانے کا موقع ملا۔ وہاں بھر بھرپور کوشش

کی۔ آخر کار حلقہ محسود کے شوریٰ بشمول امیر تحریک طالبان حکیم اللہ محسود نے بھی وانہ کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ جس میں وانہ بازار کو متاثر کرنے اور انکے دیگر اقتصادی ذرائع کو محدود کرنے پر غور کیا گیا۔ پورے پاکستان میں انکے خلاف کاروایاں تیز کئے اس میں عوام اور طالبان کے درمیان امتیاز نہ رکھا گیا۔ کیونکہ انہوں نے پہلے سے ہی عمومی جنگ شروع کی تھی۔ عوام نے بھی طالبان کا اس جنگ میں ساتھ دیا۔ جبکہ حکومت تو پہلے سے ہی ساتھ دے چکی تھی تو محسود مجاہدین شوریٰ نے فیصلہ کیا اور جنگ کا نقشہ یوں تیار کیا کہ وانہ کے عوام کو صرف مالی نقصان دیا جائے گا تاکہ انکا اقتصاد کمزور ہو جائے۔ اسکی وجہ سے وہ جلد گھٹنے ٹھیک دینگے کیونکہ محسود مجاہدین کو معلوم تھا۔ کہ ان لوگوں کو مالی نقصان سے جتنا تکلیف پہنچتا ہے اتنا انہیں قتل ہونے سے نہیں پہنچتا جبکہ وزیر طالبان کے قتل اور زندہ گرفتار کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جب کاروائی شروع ہوئی۔ تو پہلے وانہ پر میزائل داغے گئے اور کرم کوٹ کے مقام پر انکے گاڑیوں کا قافلہ نذر آتش کیا گیا جبکہ چند دن بعد سپین کے قریب ایک اور گاڑیوں کا قافلہ نذر آتش کیا گیا۔ اور پورے پاکستان میں انکے خلاف کاروائیاں تیز کئے۔ اور خصوصاً کراچی سے تمام وزیر کاروباریوں کو بے دخل کیا گیا۔ یوں یہ سلسلہ مئی 2013ء تک جا پہنچا۔ انتخابات کے دوران وانہ بازار پر پھر میزائل داغے گئے۔ جو ایک انتخابی جلسے پر جا گرے جس میں ایک بندہ مارا گیا اور کئی زخمی ہوئے۔ جبکہ وزیر طالبان نے خرڑپل پر محسود مجاہدین کے راستے کو بند کرنے اور انکو گرفتار کرنے کیلئے وہاں پہنچے جبکہ محسود مجاہدین کو پتہ تھا۔ کہ ہم وانہ پر میزائل کا حملہ کرینگے تو فوراً وزیر طالبان کا لشکر خرڑپل پر ہمارا راستہ روکنے کیلئے آئینگے اس لیے محسود مجاہدین نے پہلے سے ہی خرڑپل کے مین سٹاپ پر ریموٹ کنٹرول بم نصب کئے اور وہاں ایف سی کے مورچوں میں بھی مائن نصب کئے۔ کیونکہ کاروائی کیلئے وزیر طالبان اور ایف سی مشترکہ خرڑپل پہنچے۔ جب یہ لوگ مین ریموٹ کنٹرول کے سیدھ میں آئے۔ تو اس پر دھماکے کئے گئے۔ جن میں 5 سے 8 تک وزیر طالبان ہلاک ہوئے اور کئی زخمی بھی ہوئے۔ جبکہ ایف سی والوں پر ریموٹ مس ہوئے۔ اور بچ نکلے۔ یہ بات یاد رکھنے کی قابل ہے۔ کہ اس جنگ کو جاری رکھنے کیلئے محسود مجاہدین میر انشاء سے براستہ خیسورہ بوبڑ، سروغر بیٹنی خرگئی براستہ گومل اپنے علاقے آتے تھے جبکہ یہ سارا سفر پیدل طے کیا جاتا تھا۔ جو شکتوئی بوبڑ سے کنڈے غر تک تھا۔ یہ سفر کئی دنوں میں طے کیا جاتا تھا۔ جبکہ خوارک کی سامان گومل سے براستہ زیارت ژئی اونٹوں اور گدھوں سے لاد کر لایا جاتا تھا۔ ان سب مشکلات کے باجود وزیر قوم کو چیخنے پر مجبور کیا۔ اور اخر کار پولٹیکل ایجنٹ وانہ نے چند دوتانی مشران مذکرات کے لیے بھیجے لیکن انہیں جواب نہیں دیا۔ اسی دوران کئی محسود عوام کے افراد وزیر قوم نے گرفتار کئے تھے اور حکومت کے حوالے کئے تھے اور کئی ان کے پاس تھے۔ جسکے بدلے محسود مجاہدین نے بھی جاکر سپین سے کئی وزیر افراد کو گرفتار کرکے کنڈے غر لے گئے۔ جبکہ یہ سلسلہ ابھی جاری تھا۔ کہ وزیر طالبان نے امارت اسلامی سے آہوزاری کی۔ امارت اسلامی نے فوراً آواز سنی اور حافظ محب اللہ کی سرکردگی میں وفد میر انشاہ پہنچا۔ جبکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ مولوی ولی الرحمن صاحب شہید ہو چکے تھے۔ اور حکیم اللہ محسود بھی ان دنوں میں شہید ہوا تھا۔ وفد والوں نے اطلاع کی جب ہم حاضر ہوئے۔ تو وہاں حافظ گل بہادر اور وانہ کے امیر بہاول خان عرف ایوبی وغیرہ بیٹھے نظر آئے۔ مصافحہ ہوا۔ جانبین نے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کی اور مجلس کا آغاز ہوا۔ پہلے پہل حافظ محب اللہ نے تقریر کی کہ یہ خون خرابہ جو محسود اور وزیر قوم میں شروع ہے۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ لہذا اسکا بند ہونا ضروری ہے۔ (جبکہ اس وقت ملا نزیر ڈرون میں مارے جاچکے تھے اور ایوبی وانہ کے امیر تھے) بعد از تقریر فریقین سے واک اختیار امر کی صورت میں لیا گیا۔ یہاں افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ جب یہ جنگ وزیر قوم نے شروع کی تو محسود مجاہدین نے جس صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا۔ وہ رہتی دنیا تک ایک مثالی نمونہ ہے۔ اور امارت اسلامی اور القاعدہ حافظ گل بہادر اور دیگر مجموعات کے دروازے کھٹائے۔ لیکن اس وقت انکی آواز نہ سنی گئی۔ لیکن جب محسود مجاہدین تنگ آمد بجنگ آمد آئے۔ اور وزیر قوم

اور انکے بہادروں کو چیخنے پر مجبور کیا تو امارت اسلامی انکی چیخ وپکار پر میر انشاہ پہنچی۔ اور فریقین کے درمیان صلح اور ایک دوسرے کی قیدیوں کو امر کی صورت میں نتیجہ خیز قرار دیا۔۔ ایک بات یہاں قابل ذکر ہے کہ امارت اسلامی کا بس وزیر طالبان پر نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ پاکستانی اداروں کے طالبان ہیں۔ اور محسود پر بس چلتا ہے کیونکہ وہ امارت اسلامی کے طالبان ہیں۔ اسلیے جب وزیر راضی ہوئے۔ تو محسود مجاہدین کو امر کی صورت میں صلح پر امارت اسلامی نے مجبور کر دیا۔ چھ مہینوں کے لیے فیصلہ ہوا۔ لیکن فیصلہ بھی یک طرفہ ہوا۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) فوراً قیدیوں کو رہا کیا جائے (۲) جو مالی جانی نقصانات ہوئے ہے اسکا تخمینہ لگا کر اسکا فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔

(۳) محسود مجاہدین کے جنوبی محاذ پر جو مجاہدین رہ رہے ہیں۔ انکی ضرورت پورا کرنے کیلئے صرف 2 بندے وانہ بازار جایا کریں گے اور وہاں سے ضروریات زندگی پوری کریں گے۔ یاد رہے کہ وہاں پر مقیم مجاہدین اس وقت 200 سے لیکر 300 کے درمیان تھے انکی ضروریات زندگی صرف دو بندوں سے پوری کرنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن تھی۔ کیونکہ پیدل وانہ 14 گھنٹے کا سفر تھا اور سامان اونٹوں اور گدھوں سے لاد کر لایا جاتا تھا۔ گویا یہ دو مخصوص افراد اگر رات دن چلتے رہے تو بھی ممکن نہ تھا کہ وہ اکمالات کر سکے۔ لیکن امر تھا۔ اور بس

(۴) محسود مجاہدین کا علاج معالجہ کے لیے بھی صرف دو محسود مجاہدین وانہ جایا کرینگے۔ یہ مذکورہ شق کی مانند ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ

(۵) باقی مجاہدین پر وانہ وزیر قبیلے کے حدود میں داخلے پر پابندی لگا دی گئی۔ (6) یہ معاہدہ چھ ماہ کیلئے ہے۔ (7) دو بندے حافظ گل بہادر کے دو ایوبی کے اور دو بندے خالد محسود کے ہمیشہ رابطے میں رہیں گے جب کوئی مسئلہ پیش آئے تو چھ بندے حل کریں گے۔ تمام تر مشکلات سہ کر محسود مجاہدین پر چھ ماہ بھی گزرے۔

جب دوبارہ امارت اسلامی کے وفد سے رابطہ کیا گیا، کہ آپ لوگوں نے جو فائر بندی کی تھی وہ میعاد ختم ہوا ہے لہذا آپ آیئے اور مسئلہ کو حل کیجیے چنانچہ وفد دوبارہ آ پہنچا اور فریقین کے کچھ گفتگو سننے کیبعد صرف سابقہ معاہدہ فائر بندی کی توثیق کی۔ چونکہ میں بندہ عاصم حلقہ محسود کی جانب سے نمائندہ تھا میں نے وفد والوں سے التجاء کی کہ اس معاہدہ فائر بندی سے تو آپ حضرات نے صرف دوبارہ بھی وزیر قوم کو آزادی دی اور ہمارے ہاتھ باندھ دیئے لیکن وفد والے اپنے فیصلے پر مصر رہے۔ آفسوس کہ اس وقت بھی حلقہ محسود کے مجاہدین کو مشکلات سے نہیں نکالا، البتہ اتنی بات ضرور ہوئی کہ وزیر قوم کے مشکلات ختم ہوئی۔ اللہ جانے کہ امارت اسلامی کے وفد اور جرگے والوں کی اس یکطرفہ فیصلے میں کیا راز مضمر تھی۔ خیر زندگی برف کی طرح پگھلتی ہوئی جارہی تھی کہ اسی اثنا میں چھ مہینے بھی گزرے۔ جب میں (مفتی عاصم) نے امارت اسلامی کے وفد سے رابطہ کیا تو انہوں نے ٹائم دیا، کہ ہم مشورہ کرتے ہے اور ہمیں صبر سے کام لینے کی تلقین کی یوں سال سے زیادہ عرصہ گزرا لیکن وفد والوں سے کوئی جواب نہ ملا اسی اثنا میں ہم محسود مجاہدین نے وانا بازار آنا جانا زیادہ کیا اور ضروریات بلا کسی خوف کے پوری کرتے رہے۔ لیکن اپریل 2015 سے وانا کے حکومت نواز طالبان نے کئی دفعہ محسود مجاہدین کو الٹی میٹم دیا کہ وانا کے علاقہ میں آنا جانا بند کر دیں لیکن محسود مجاہدین نے اسکو خاطر میں نہ لایا اور وانہ بازار سے اپنی ضروریات پوری کرتے رہے اور ساتھ ہی امارت اسلامی کے وفد کو ان حالات سے مطلع کیا لیکن انہوں نے کہا کہ وزیر طالبان قوم اور فوج سے مجبور ہیں وہ سابقہ معاہدہ فائر بندی سے اگے قدم نہیں اٹھا سکتے۔ بس ہمارے دل ٹھکانے لگ گئے، کیونکہ پہلے سے ہی ہمیں اس سے اچھے جواب کی امید نہ تھی۔ چنانچہ محسود مجاہدین نے مولوی عظمت اللہ محسود کو یہ ذمہ داری سونپی کہ ذاتی لحاظ سے آپکے تعلقات وانا امیر ایوبی سے اچھے ہیں آپ صاحب خود ہی کوشش کریں انہوں نے ایوبی سے ملاقات کی جو بارآور ثابت نہ ہوئی کچھ عرصہ بعد مولوی صاحب نے دوبارہ کوشش کی لیکن ایوبی کی جانب سے جواب نہ ملا۔ جب مولانا عظمت اللہ سے مذاکرات بارے میں سوال ہوا تو مایوسی کا اظہار کیا، اور فرمایا کہ وزیر طالبان اور فوج میں صرف وردی نہ پہننے کا فرق ہے۔ اکتوبر

2015 میں پھر مولانا رفیع الدین اور کشید خان ماما کے سر براہی میں ایک وفد سپین دفتر کے طالبان امیر سیف الرحمن سے ملا اس بار انہوں نے ہر ممکن امداد کی یقین دہانی کرادی تھی لیکن 17 دسمبر 2015 کو جب فوج نے محسود ایریا کنڈے غر پر حملہ کیا تو اس موقع پر زخمیوں کی علاج معالجہ سے وانا طالبان اور بالخصوص سپین کے طالبان نے انکار کیا جسکی وجہ سے وحید اللہ زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوئے۔ بالاخر یکم جنوری 2016 کو بندہ مفتی عاصم نے بھی آخری بار ایک کوشش کی، وزیر طالبان کے امراء سے ملنے کیلئے سپین دفتر حاضری کی دو دن بعد بمشکل سپین دفتر کے امیر سیف الرحمن سے ملاقات ہوئی اور انکے ذریعے وانا کے امراء تک یہ بات پہنچائی کہ ہمیں وانا کے علاقے سے صرف ضروریات پوری کرنے کی اجازت دیدے لیکن دس دن تک انتظار کے باوجود بھی جواب نہ ملا مجبوراًامارت اسلامی کے مقامی کمانڈروں عبد الحق حقانی اور کمانڈر فریادی (شہید) سے ہم نے اپیل کی۔ جب انہوں نے وانا طالبان کے امیر ایوبی سے بات کی تو ایوبی صاحب نے جواب دیا کہ سرکاری مین سڑک پر بمع اسلحہ آنے کی اجازت ہے اس سے ضروریات پوری کر لیا کرے، دوسرے راستوں سے آنے کی اجازت نہیں۔ یہ اخری فیصلہ کن جواب تھا کہوانا آنے کی بلکل اجازت نہیں۔ کیونکہ مین سڑک سے جانا ناممکن تھا جس پر فوج کے کئی قلعے موجود تھے۔ اس کے بعد سے ہم نے وانہ بازار سے ضروریات زندگی پوری کرنے کا سلسلہ ختم کیا۔ اور امارت اسلامی والوں کو گلہ شکوہ کیا۔ لیکن ان سے جواب نہ ملا۔ اسی اثناءمارچ 2016 میں توئی خولہ سے آٹھ سرکاری افراد بمع 2 آفیسروں کے اغواء ہوئے۔ اسکی تلاش میں حکومت نے چھاپے شروع کئے جبکہ ساتھ ہی وزیر طالبان نے بھی چھاپے شروع کئے، باوجود اس کے کہ یہ علاقہ وزیر قوم کا نہیں۔ جن لوگوں نے محسود مجاہدین کی خدمت کی تھی انکے گھروں کو مسمار کیا اور ان سے دس لاکھ نقدی جرمانے وصول کئے۔ اور انہی دنوں میں علاقہ ٹاٹائی میں کمانڈر محمد حسین عرف حاجی پر حملہ کیا۔ جس میں وہ بال بال بچ گئے صرف ایک مجاہد زخمی ہوا۔ جبکہ حلقہ محسود کے مجاہدین کی گاڑیاں بھی پہلے کی طرح دوبارہ ضبط کرنا شروع کر دیئے۔ کیونکہ ان سے پوچھنے والا نہیں۔ جبکہ مجاہدین محسود ابھی تک جوابی کاروائی سے ہاتھ روکے ہوئے ہیں۔ کہ اسی اثناء میں امارت اسلامی کا وفد آیا۔ وفد والوں کو پہلے ہی وزیر طالبان نے شکایت کی کہ ہم پر محسود طالبان نے ٹاٹائی نامی علاقے میں حملہ کیا۔ وفد والوں نے پہلے سے ہی اس واقعے کی تحقیق کی تھی۔ جب وہاں توئی خولہ میں محسود مجاہدین کے نمائندے سے ملے۔ اور تمام حالات کے بارے میں ان سے بات چیت ہوئی۔ تو اس وقت وزیر طالبان کے شکایت کے بارے میں بھی ان سے سوال ہوا۔ تو جواب میں حاجی حسین نے کہا۔ کہ آپ وفد والے انصاف کرے اور جائے وقوعہ دیکھے اور تحقیق کرے کہ ہم نے وہاں جاکر ان پر حملہ کیا ہے۔ یا انہوں نے ہم پر حملہ کیا ہے۔ حاجی حسین کا کہنا تھا۔ کہ وفد والے ہنسے اور کہا کہ بات آپکی صحیح ہے ہم نے جائے وقوعہ بھی دیکھی ہے اور تحقیق بھی کی ہے۔ حملہ انہوں نے کیا ہے۔ و، خواہ مخواہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ساتھ ہی محسود مجاہدین کے نمائندے کو صبر کی وصیت کی کہ وہ تو طالبان نہیں بلکہ پاکستانی فوجیوں سے بھی بدتر ہیں۔ لیکن ایک عظیم مصلحت کی وجہ سے ان سے لڑنا ہمارے مفاد میں نہیں۔ آپ محسود مجاہدین ان سے لڑنے جھگڑنے سے حتی المقدور پرہیز کریں۔ کیونکہ یہ حکومتی کارندے ہیں وہ ہر جگہ حکومت کے کہنے پر مجاہدین کے لیے رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ جبکہ ساتھ ہی وزیر طالبان کو حکم کیا کہ وہ ضبط شدہ گاڑیوں کو واپس کرے۔ اور اسکے لیے مسمی۔۔۔۔ کا انتخاب کیا۔ کہ گاڑیاں انکو حوالے کرو جب وہ شخص تعمیل حکم کے طور پر ایوبی وغیرہ سے ملا۔ اور گاڑیوں وغیرہ کے حوالے کرنے کا کہا۔ تو ایوبی وغیرہ نے جواب دیا۔ کہ آپ ضمان دیدے۔ کہ محسود مجاہدین ماضی قریب کے واقعات کی بناء پر ہم سے نہ لڑے گے۔ تو اس شخص نے جواب دیا۔ کہ مجھے امارت اسلامی نے صرف گاڑیوں کی وصولی کا حکم کیا ہے۔ باقی ذمہ داریوں کا مجھے حکم نہیں ملا ہے۔ الغرض امارت اسلامی کے نمائندے کو خالی ہاتھ واپس کیا۔ اور تعمیل حکم پھر بھی نہیں کی۔ مستقبل میں اللہ تعالی کو معلوم ہے۔ کہ اس تنازعہ کا حل کیا نکلے گا۔ البتہ اتنا پھر بھی ہے کہ ان تمام زیاتیوں کے با

جو د محسود مجاہدین جوابی کاروائی سے اب تک روکے ہوئے ہیں اور امارت اسلامی کے مشران سے فریاد کی ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اس مسئلے کا حل تلاش کریں کیونکہ ہم نے اگر دوبارہ جنگ شروع کی تو اسکے نتائج بڑے سنگین ہوں گے۔ لیکن اب تک ان سے جواب نہیں ملا ہے۔فالی اللہ المشتکیٰ لیکن ستمبر 2016 میں جب محسود مجاہدین عید الاضحیٰ کے لیے جارہے تھے تو وزیر طالبان نے پھر ان پر بمقام چینی خولہ حملہ کیا جس میں حمید محسود زخمی ہوا اور اس حملے کے چند دن بعد دوبارہ اس علاقے میں دوتانی قوم کے باپ بیٹے کو محسود مجاہدین سے تعلق کے جرم میں گولیوں سے بوند ڈالا۔بس اب کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ اکتوبر 2016 میں واناڈی آئی خان مین سڑک پر وزیر قوم کے گاڑیوں کو نذر آتش کیا گیا۔اور چند مسافروں کو ساتھ لے گئے۔اس کاروائی کے چند دن بعد شوئی کائی نرائی میں وزیر طالبان میں سے ایک کو ہلاک کیا جبکہ ایک اور کاروائی میں محسود مجاہدین کی نصب شدہ ریموٹ بموں کو وزیر نام نہاد طالبان نکال رہے تھے کہ اچانک وہ دھماکے سے پھٹ گئے جس کے نتیجے انکے دو افراد ہلاک ہوئے۔ان کاروائیوں کے بعد فوج نے زرمیلنہ اور گل کاچ اور توئی خولہ میں آپریشن شروع کیا جو تاحال 28 نومبر 2016 جاری ہے۔بیسیوں کی تعداد میں دوتانی اور سلیمان خیل افراد گرفتار کئے گئے۔تنازعہ جاری ہے۔

میرادین گروپ کی حقیقت

میرادین کا تعلق علاقہ مانتوئی سے تھا مجاہدین کو جاسوسی کے الزام میں مطلوب تھا چونکہ آپ اور آپ کے قبیلہ کا پاکستانی فوج کیلئے خدمات کسی سے مخفی نہیں چنانچہ جون یا جولائی 2009 میں وہ علاقہ محسود مومی کڑم میں گاڑی میں سفر کر رہے تھے کہ گھات لگائے نامعلوم افراد نے ان پر فائر کھولدی جسمیں تقریباً6 بندے مارے گئے میرادین قبیلہ نے ردعمل میں چندماہ بعد خیر اللہ خیر خواہ کو شہید کیا۔

خیر اللہ ولد سید بادشاہ کی شہادت

دسمبر 2009 میں خیر اللہ ولد سید بادشاہ اشنگی آف مانتوئی میرادین قبیلہ وزیر آف شکئی کے دعوت پر انکے گھر گیا تھا جب وہاں پر انہوں نے کھانا کھایا اوران سے رخصت ہوئے توراستہ میں اس قبیلہ کے افراد نے ان پر فائرنگ کی جسکے نتیجے میں وہ شہید ہوئے۔یادرہے کہ وزیر احمدزائی قبیلے کا یہ خاص شیوہ اوروطیرہ ہے کہ (امیند) میں یعنی کسی کوامن دیکر بعد میں دھوکہ سے قتل کرنا یا نقصان دینا انکو باپ دادا سے وراثت میں ملا ہے۔خیر اللہ سے یہ سلوک انہوں نے میرادین نامی شخص کے بدلہ لینے میں کیا جسکو کسی نے مومی کڑم علاقہ محسود میں قتل کیا تھا۔

عبداللہ گروپ (المعروف قاری زین الدین گروپ) کیوں اور کیسے بنا

24 جولائی 2007 کو عبد اللہ محسود دہلمند سے واپسی پر ضلع ژوب میں محمد آیوب نامی شخص کے ہاں مقیم تھے کہ اس پر سیکورٹی فورسز نے چھاپہ مارا جس میں آپ صاحب نے اپنی گرنیڈ سے فدائی حملہ کرکے اپنے آپ کو اڑادیا جبکہ آپ کا دوسرا ساتھی ماسٹر محمد رحمن گرفتار ہوا۔عبد اللہ محسود کی لاش جنوبی وزیرستان پہنچائی گئی اور اپنے علاقے نانو میں سپرد خاک کی گئی۔عبد اللہ محسود کی فاتحہ خوانی ختم ہوتے ہی انکے جانشین مولوی مسعود الرحمٰن مقرر کئے گئے۔مولوی صاحب چالاک وہوشیار بندہ نہیں تھا۔بیت اللہ محسود کی خفیہ مخالفت کرنے والے افراد کی خوش آمد سے مولوی صاحب ورغلائے۔انہوں نے بھر ملا اختلاف شروع کیا۔کئی مرتبہ امیر صاحب نے انہیں سمجھایا، لیکن وہ نہ سمجھے۔ آخر کار انہوں نے علی الاعلان علاقہ برونڈ میں مولانا نورسید صاحب وغیرہ کے قتل کے منصوبے بنائے۔انکی یہی پاگل پن انکی ہلاکت کا سبب بنا۔انکو 2007 کی عید الاضحیٰ سے دو یا تین دن قبل ایک ریموٹ کنٹرول حملے سے ہلاک کیا گیا۔کچھ ہی دن بعد انکے مراکز بھی ختم کرائے

گئے۔اور انکے ساتھی گرفتار کئے گئے۔چند دن سراروغہ میں گزارنے کے بعد سب کے سب رہا کئے گئے۔ان سب میں قاری زین الدین انکے بھائی مصباح، حاجی بنوت خان، اور مولوی شیر محمد ملک والی جان، وغیرہ نے سر عام بیت اللہ محسود کے ساتھیوں کے خلاف حکومت کا ساتھ دیا۔ ان لوگوں میں ملک والی جان کو امیر صاحب نے ایک بار معاف کیا، لیکن چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک شخص نے رپورٹ درج کی، کہ ان کے بھائی نے مجھ سے دوبئی میں لاکھوں روپیہ کاروبار کے نام سے لی ہے، جس پر وہ بھاگ کر اپنے علاقے آئے، جب ان سے اس بارے میں بازپرس ہوئی، تو اس کے بارے میں مستقبل قریب میں تاریخ مقرر کی گئی تاکہ اس مسئلے کا تصفیہ کی جائے۔تاریخ آنے سے قبل ولی جان بمع بھائیوں کے بھاگا، اور شکئی میں کمانڈر حانان وزیر کے ہاں پناہ لی۔اور اس کے بعد سر عام مخالفت شروع کی۔ جبکہ حاجی بنوت کا مولے خان سرائے میں بنایا گیا سکول مسمار کیا گیا، کیونکہ امیر صاحب کا کہنا تھا کہ یہ سکول این،جی اوز کا ہے۔اس پر وہ مخالفت پر اتر آئے ۔کیونکہ ٹھیکا حاجی بنوت کا تھا۔یہ واقعہ 2008 کے مارچ یا اپریل میں پیش آیا۔بعد ازاں قاری زین الدین کے سربراہی میں عبد اللہ گروپ کے نام سے حکومت نے مسلح امن کمیٹی بنائی جس نے خصوصاً ٹانک، گومل اور ڈی، آئی، خان میں بیت اللہ محسود کی حمایتیوں اور ساتھیوں کے خلاف کاروائیاں تیز کر دیے۔بعض کو قتل کرتے تھے، اور بعض سے مالی تاوان لیا جاتا تھا۔(جس سے معلوم ہوا کہ یہی لوگ عبد اللہ محسود کو بھی حکومت کے اشارے پر ابھار رہے تھے لیکن جب عبد اللہ محسود کو حقیقت حال کا پتہ چلا تو انہوں امارت اسلامی کے تحت بیت اللہ محسود کی امارت قبول کی اور ماموریت ہی میں اپنی جوانی اللہ تعالی کی راہ میں قربان کر دی) اس زمانے میں ترکستان اور شاہین بھٹنی کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا۔اس تنازعہ کو بیت اللہ امیر صاحب کے حکم سے محسود طالبان نے حل کیا۔کیونکہ اس وقت ترکستان بیت اللہ محسود کے حمایتی تھے ۔اور شاہین تو پہلے سے مخالفین میں سے تھا۔باوجود مخالفت کے امیر صاحب نے انکا تنازعہ حل کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا ۔فیصلے کے بعد شاہین بھٹنی کے ساتھی جنڈولہ بازار گئے تھے۔ترکستان نے انہیں گرفتار کرنا چاہا، لیکن انہوں نے گرفتاری نہیں دی۔جس پر ترکستان اور انکے ساتھیوں نے انہیں گولیاں مار کر انہیں شہید کروائے ۔امیر صاحب کو جب یہ اطلاع ملی، تو بہت خفاء ہوئے۔ترکستان سے اس کی بازپرس کی گئی، جس پر ترکستان ناراض ہوا۔امیر صاحب نے انہیں جواب بھیجا۔کہ دوستی اپنی جگہ اور شاہین کی مخالفت اپنی جگہ، لیکن آپ نے فیصلے کی خلاف ورزی کیوں کی؟ اور یہ ظلم کیوں کیا؟ ترکستان کے پاس جواب نہ تھا۔اسلئے انہوں نے بیت اللہ محسود کی مخالفت شروع کی، اور قاری زین الدین سے دوستی رچالی۔اور محسود قوم کے عوام کو ستانا شروع کیا۔امیر صاحب کے ساتھیوں کے خلاف کاروائیاں تیز کئے ۔اور جنوری 2008 کے سردی والے جنگ میں فوج کا خوب ساتھ دیا جس کی مدد سے علاقہ سپنکئی راغزائی میں خوب لوٹ مار کی جس پر بیت اللہ محسود نے ان کے خلاف بقاعدہ جنگ کا آغاز کیا۔غالباً 2008 کے مئی یا جون میں جھنڈولہ ایف، آر پر تین اطراف سے مضبوط حملہ کیا ۔جس میں ترکستان خود بال بال بچ گئے۔جبکہ ان کے بھائی سمیت 24 افراد مارے گئے۔اس کے بعد ترکستان کو حکومت نے اور زیادہ توجہ دی ۔اور 2009 کی راہ نجات نامی فوجی آپریشن میں اس کو محسود قوم کے خلاف خوب استعمال کیا۔اسی دوران قاری زین الدین عبد اللہ گروپ اور ترکستان گروپ نے محسود قوم پر وہ مظالم ڈھائے، جس کی انتہاء نہ تھی۔بیسیوں کی تعداد میں لوگوں کو قتل کیا، اور بیشمار لوگوں سے مالی تاوان لیا گیا۔ان سب کاروائیوں میں فوج بھی ان کے شانہ بشانہ ہوتی تھی۔ مثلاً ڈبرہ شیخ گارہ میں مولانا محمد شفیع کو شہید کیا (2) گومل مرتضیٰ میں حضرت مولانا معراج الدین قریشی سابق ایم، این، اے قومی اسمبلی کو شہید کرایا۔جبکہ ڈبرہ کے نزدیک شیخ اتار میں حاجی گل پیر کو بمع بیٹے اور دو بھتیجو کے بے دردی سے شہید کیا۔جس سے انہوں نے پتھر نما دل ہلا کر رکھ دیئے۔ علاقہ گومل کے مضافات رغزائی میں ملک خوشحال نظر خیل کو شہید کروایا۔اور ٹانک میں ملک رابستان شابی خیل زانگاڑہ کو شہید کیا۔20 ستمبر 2014ء کو علاقہ بٹیرائی کاوڑ میں حاجی بختیار کو شہید

کیا، مدیجان درگئی میں 10 اگست 2008 کو ملک خیر محمد کو شہید کیا27 اکتوبر 2008 کو ایف آر بنوں کے علاقہ ڈومیل میں بیت اللہ محسود کے بھائی یحیٰ خان کو شہید کیا گیا۔ یہ تو صرف نام ور شخصیات کے نام لکھے گئے جبکہ اور بیسیوں لوگوں کو انہی گروپوں نے شہید کروائے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ حکومت کی اس جنگ میں ان لوگوں کی شمولیت ان کے لئے بھی سود مند ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ جب ان لوگوں نے بیت اللہ محسود کی حمایتی اور ساتھیوں کے خلاف کاروائیوں کا آغاز کیا، تو اس کے رد عمل میں ان پر بھی حملے تیز کر دیئے گئے۔ جس میں حاجی بنوت خان کے بھائی محمد یوسف کو 29 اکتوبر 2008 کو ٹانک میں قتل کیا گیا۔ جبکہ اس کے بعد اس کا دوسرا چچازاد بھائی مولے خان سرائے میں قتل ہوا۔ اور 23 جون 2009ء کو قاری زین الدین ڈیرہ میں ہلاک کیا گیا۔ اس پر بس نہ ہوا، بلکہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں 2012ء میں حاجی بنوت کے بیٹے کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ ان کے علاوہ ان کے بہت سارے ساتھی مارے گئے، مثلاً شیر پاو، اور اس طرح ترکستان کے بھی بہت سارے ساتھی مارے گئے۔ اور اب تک مر رہے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ حکومت نے جب ان سے اپنے مقاصد پورے کئے، تو ترکستان بیٹنی کو 2010 کے اواخر میں جیل میں گرفتار کر کے 2015 میں رہا کیا اور اسے نا اہل قرار دیا۔ جبکہ آپکے باقی ساتھیوں کو محدود کر دیا۔ یہاں اگر حنان شکئی والے کا مختصر خاکہ پیش نہ کروں، تو تاریخ ادھوری رہے گی۔ عبد الحنان شکئی میں حکومت نواز طالبان کمانڈر تھا۔ انہوں نے بھی ان گروپوں کا ساتھ دیا۔ کیونکہ اس کو حکومت کی طرف سے حکم تھا۔ ان لوگوں سے یہ دوستی ان کے لئے بہت بھاری ثابت ہوئی، اور اپنے کئے کی سزاء بھگتنے میں ڈیرا اسماعیل خان میں ایک حملے میں مارے گئے۔ ملا نزیر اور اور انکے کمانڈروں نے بھی ان گروپوں کا ساتھ دیا تھا، جس کو دوسرے موقع پر تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔ تمام تفصیل کے بعد ایک بات لکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ 2003ء میں غالباً مولانا معرج الدین صاحب نے بیت اللہ محسود کو متنبہ کیا تھا، کہ حکومت نے ایک پالسی بنائی ہے۔ وہ پالیسی یہ ہے کہ حکومت آپ لوگوں سے پڑوسی اقوام مختلف بہانوں سے لڑانا چاہتی ہے۔ اس لئے آپ لوگ زیرک رہیں، اور اس پالیسی کو کامیاب نہ ہونے دینا، پڑوسیوں کے پریشان کن اقدامات کو صبر واستقامت سے برداشت کرتے رہنا، اور ان سے الجھنے سے بچتے رہنا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ امیر صاحب اور انکے مشران ساتھیوں نے یہ بات سنجیدگی سے نہیں سنی اور اسکوڈرانے دھمکانے کے الفاظ سمجھے جبکہ بعد میں وہی ہوا، جو مولانا صاحب نے کئی سال پہلے پیشن گوئی کی تھی۔ اور ہمیں مطلع کیا تھا۔ انقلابات برپاء کرنے والے حضرات ان سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔ جبکہ قابل ستائش بات یہ ہے، کہ بیت اللہ محسود اور ان کے بعد مولانا ولی الرحمٰن اور اس کے بعد خان سعید عرف سجنا المعروف خالد محسود نے ان گروپوں کے خلاف وہ پالیسی اپنائی، جو خاص شرعی تھی، اور انسانیت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنائی۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم کیا تھا کہ ان گروپوں کے مشران اور مشہور رضاکار اور کارکنان کو صرف ہدف بنایا جائے۔ تاکہ ہم ظلم سے بچ جائے۔ جس سے انہوں نے عوام کے دل جیت لئے۔ جبکہ ان گروپوں نے اس کے برعکس پالیسی اپنائی۔ جو انکو فرنگی سے وراثت میں ملی تھی۔ جن لوگوں نے برائے نام طالبان کا ساتھ دیا تھا، انہیں ہدف بنانا، طالبان کے رشتہ داروں اور خود طالبان کو ہدف بنانا۔ جن لوگوں نے طالبان کو صرف روٹی چائے دی تھی، اسے بھی نشانہ کیا گیا۔ یہ انکا شیوہ تھا، جس کے سبب وہ عوام میں مبغوض ہوئے۔

زین الدین گروپ یا مصباح گروپ کے ہاتھوں شہید ہونے والے محسود قبائلی

محسود قبیلہ کے وہ افراد جو مختلف حکومت نواز امن کمیٹیوں (گروپوں) نے شہید کئے۔ انکی تفصیلات حتی الوسع جمع کی گئی ہیں۔ کسی بھی لحاظ سے اسکے تاریخ شہادت یا مقام شہادت یا کوائف میں اگر غلطی واقع ہوئی ہو تو وہ نامساعد حالات کی وجہ سے ہو گی کیونکہ شہداء کے اقرباء تک رسائی ناممکن تھی۔ (۱) نزیر اللہ ولد اصل داد لنگر خیل حلقہ سراروغہ کو گومل میں مصباح گروپ کے مقامی شیر پاو یونٹ نے 2013 میں شہید

کیا۔(۲)حضرت مولانان معراج الدین قریشی ولد مولوی سراج الدین (سابق ایم این اے) مچی خیل حلقہ تنگئی کو گومل مرتضیٰ میں مصباح گروپ کے مسمی پہلوان ولد خم لالا اور نور سلام نظر خیل نے حکومتی ایماء پر شہید کیا کیونکہ مولانا صاحب محسود قوم کو امن لشکر بنانے سے روکتے رہے۔ جسکی وجہ سے انہیں شہید کروایا گیا۔ لیکن پھر بھی حکومت کی یہ مراد پوری نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد محسود طالبان نے مولانا صاحب کے دونوں قاتلوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔(۳)ابدال ولد امین اللہ لنگر خیل حلقہ لدھا کو گومل نواز کوٹ میں مصباح گروپ کے مقامی عطاءاللہ بیٹھنی یونٹ نے اکتوبر 2014 میں شہید کیا۔(۴)سیدین ولد قادر خان شابی خیل حلقہ دواتوئی کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مصباح گروپ نے 20اپریل 2014 کو انکے گھر پر چھاپہ مارا اور انکو گرفتار کرکے شہید کیا۔(۵)فضل دین ولد گلادین(۶)اورانکے بیٹے محمد نواز عرف شاہد انور ولد فضل دین کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں 16 مئی 2014 کو پاسپورٹ بناتے وقت مصباح گروپ کے اہلکاروں نے سڑک پر انہیں فائرنگ کرکے دونوں کو شہید کیا۔(۷)ملک خیر محمد ولد ماشودین درامن خیل سپنکئی کلی حلقہ بروند کو عبداللہ محسود گروپ المعروف قاری زین الدین گروپ نے 10اگست 2008 کو مدیجان میں گاڑی سے اتار کر گولی ماردی۔(۸)احسان اللہ عرف احسان داداولد گلاپ خان گیگا خیل حلقہ بروند کو بمقام گومل کاوڑ مصباح گروپ نے اپنے دوسرے ساتھی(9) امداداللہ ولد مولوی شاہ حسین سلیمی خیل حلقہ خیسورہ کے ہمراہ3 جون2012 شہید کیا۔یعنی دونوں کو شہید کروا گئے۔(۱۰) محمد ظفران ولد عبدالقیوم شمن خیل حلقہ بروند کو ڈیرا اسمٰعیل میں زین الدین گروپ نے اکتوبر2008 میں شہید کیا۔(۱۱)عبدالمالک ولد مادرے شمن خیل کو جنوبی وزیرستان کے علاقہ تنگہ میں زین الدین گروپ کے ایک اہلکار مسمی اکبر عباس خیل نے ریموٹ کنٹرول بم دھماکے سے شہید کیا جبکہ مولوی نور سید بال بال بچ گئے۔(۱۲) پیر غلام ترے فریدائی کو مئی 2012 میں مصباح گروپ کے مقامی یونٹ عطاءاللہ گروپ نے گومل میں شہید کیا۔ (۱۳)نقیب ولد عجم خان فریدائی حلقہ سام کو 28مئی 2014 کو کوٹ خادک گومل میں مصباح گروپ کے مقامی یونٹ شیرپاو گروپ نے شہید کیا۔(۱۴)ساجد ولد عباس خان اشنگئی حلقہ سام کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں زین الدین گروپ نے شہید کیا۔ (۱۵)سیف الرحمن ولد سیف الملوک برکی حلقہ سام کو2 ستمبر2010 کو ٹانک میں عبداللہ گروپ المعروف مصباح یازین الدین گروپ نے شہید کیا (۱۶) محمد نسیم گنڈاپور اور (۱۷)مولوی عطاءاللہ عرف شاہ صاحب ولد آبوت خان پڑے خیل حلقہ جاٹرائے کو2اپریل 2015 کو مصباح گروپ کے مقامی شیرپاو یونٹ نے شہید کئے۔(۱۸) محمود ولد محمد آیوب جلال خیل حلقہ چگملائی کو گومل میں مصباح گروپ کے مقامی یونٹ عطاءاللہ یونٹ نے 15 مئی 2014 کو شہید کیا۔ جبکہ حملہ طالبان نے گروپ والوں پر کیا تھا انکی جوابی فائرنگ سے شہید ہوا۔(۱۹) ثوفان ولد شاہ جہان ملک شائی حلقہ مکین کو ٹانک میں قاری زین الدین گروپ نے 2009 میں شہید کیا۔(۲۰) محمد اکبر ولد مدار جان غوزیکائی حلقہ مکین کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں عبداللہ گروپ نے اس وقت گرفتار کیا جب جون یا جولائی 2009 میں گلبدین نے قاری زین الدین کو ہلاک کیا۔ تو گروپ والوں نے محمد اکبر کو گلبدین سے تعاون کے الزام میں گرفتار کیا اور بے دردی سے شہید کروایا۔(۲۱)اعجاز ولد محمد نور بودر خیل حلقہ مکین کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں عبداللہ محسود گروپ نے 2009 میں شہید کیا۔ (۲۲)مجاہد نزیر اللہ کا گومل ٹانک میں قتل 2013 میں بقول مولانا ابوذ کوان نزیر اللہ ولد اصل داد لنگر خیل کو گومل ضلع ٹانک میں حکومتی امن کمیٹی مصباح گروپ کی ذیلی یونٹ شیرپاو گروپ نے شہید کیا۔ (۲۳) عقل خان ولد وارث وزیر گائی حلقہ مومی گڑم کو ٹانک میں عبداللہ محسود گروپ نے جنوری یا فروری 2010 میں شہید کیا۔(۲۴) شریعت اللہ ولد ارسلاخان گوڑی خیل حلقہ مومی کڑم کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مصباح گروپ نے 2012 موسم گرمہ کے ایام میں شہید کیا۔(۲۵) غوث الدین ولد محمد اشرف کوکٹ خیل لالڑئے مچی خیل حلقہ جاٹرائے کو ضلع

ٹانک میں فوج اور عبداللہ گروپ نے 2009 میں مشترکہ کاروائی کے دوران گرفتار کیا اور بعد ازاں بے دردی سے انہیں مار مار کر قتل کیا ۔جب انکی لاش ورثاء کو ملی تو انکا حال یہ تھا کہ اس کا ہر جوڑ ٹوٹا ہوا تھا۔

(۲۶)حاجی بختیار خان ولد حاجی شیر جان ظفر خیل گور گورے حلقہ جاٹرائے کو ضلع ٹانک سے جنوب مغرب میں واقع بٹیرائی نامی علاقے میں مصباح گروپ کے مقامی شیر پا یونٹ نے شہید کیا۔ حاجی بختیار مفتی نورولی محسود کا رشتہ دار تھا 2013 میں عید الفطر کی رات انہیں پہلے پہل ژوب سے گرفتار کیا تین ماہ تک کوئٹہ میں زیر حراست رکھا گیا اور جیل میں انہیں سخت سزائیں ملی بعد ازاں چند دوستوں کی وساطت سے انہیں رہائی ملی چند ماہ بعد آپکو ان دوستوں نے پیشکش کی کہ محسود طالبان کو مذاکرات کیلئے راضی کرے چنانچہ 2014 کی عید الفطر کے بعد آپکا رابطہ مفتی نورولی سے ہوا اور اسکے ذریعے آپ نے محسود طالبان سے مذاکرات کا آغاز اپنے چند دوسرے ساتھیوں اور ملکان کے بشمول کیا لیکن حکومت کی منفی رویہ کے باعث یہ مذاکرات آگے نہ جاسکے۔ چنانچہ اس دوران مصباح گروپ کے خصوصاً ملک ولی جان اور ملک فیض اللہ ظفر خیل نے انہیں دھمکی دی کہ مذاکرات سے باز رہو ورنہ تمہیں گولی ماردینگے۔ آپ صاحب کا جواب یہ تھا کہ میرے چھ فٹ جسم سے اگر محسود قوم اور ملک کو فائدہ ہو تو اس پر قربان ہے۔مولانا معراج الدین سے بڑا شخصیت میں بھی نہیں وہ بھی اس پر قربان ہوئے۔ چنانچہ حکومتی ایماء پر گومل میں مصباح گروپ کے مقامی یونٹ نے آپکو ٹانک سے آتے ہوئے راستے میں 20 ستمبر 2014 کو بٹیرائی کے علاقے میں گھات لگا کر شہید کیا۔ (۲۷)شاہ نور جان نظر خیل حلقہ بدر کو جنوری 2013 میں مصباح گروپ نے ضلع ٹانک میں شہید کیا۔ بادشاہ ولد محمد عظیم کیگا خیل حلقہ بدر کو شکائی میں قاری زین الدین گروپ نے جولائی 2008 میں شہید کیا۔یاد رہے ان دنوں عبداللہ گروپ کو کمانڈر خنان شکائی والے نے پناہ دی تھی اور وہاں سے بیت اللہ محسود گروپ کے خلاف کاروائیاں کرتے تھیں ۔ (۲۸)ملک رابستان ولد پیر الرحمن شابی خیل حلقہ زانگاڑہ کو ضلع ٹانک سے جنوب مغرب میں واقع پھتر کے علاقے میں 2011ء 8 رمضان المبارک کو فوج اور عبداللہ گروپ والوں نے آپ کے گھر پر مشترکہ چھاپہ مارا آپ صاحب کو گھر سے نکالا گیا اور وہاں پر شہید کیا گیا۔(۲۸) معتبر خان سلیمی خیل مچی خیل حلقہ خیسورہ کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مصباح گروپ نے گرفتار کرکے ستمبر یا اکتوبر 2013 میں شہید کیا۔(۲۹)نزیر احمد ولد غلام حیدر عرف ڈیپ ماما کیکاڑائی حلقہ خیسورہ کو ضلع ٹانک اور گومل کے درمیان بمقام کاوڑ عبداللہ گروپ والوں نے اکتوبر 2008 میں شہید کیا۔انکا جرم یہ تھا کہ آپکا والد غلام حیدر عرف ڈیپ ماما طالبان میں رکنیت رکھتا تھا۔(۳۰)نزیر مامیت خیل اوسپاس حلقہ تنگئی کو 2012 میں مصباح گروپ نے ڈیرہ اسمٰعیل میں اس وجہ سے قتل کیا کہ انکے چچازاد بھائی عمر جو مصباح گروپ کارکن تھا وفاداری تبدیل کرکے شہاب الدین برکی کو قتل کرکے بیت اللہ محسود گروپ میں شامل ہوئے۔

ضلع ٹانک میں بیت اللہ حلقہ جنتہ کی شہادت بقول مجاہدین حلقہ جنتہ، بیت اللہ ولد گل دار خان گلیشائی ضلع ٹانک میں اس نیت سے رہائش پزیر تھا، کہ وہ ترکستان گروپ سے اپنے دوست عارف عرف گرنیٹ کا انتقام لے۔ لیکن بد قسمتی سے وہ خود فوج اور امن کمیٹی کے ہاتھوں چڑا۔ اور اگست 2009 میں جام شہادت نوش کیا۔

سید کمال کی شہادت19 مئی 2009 میں جب حکومت اور محسود طالبان میں جنگ شروع ہوئی تو اہل علاقہ نے حکومتی بمبار اور مظالم سے ہجرت کی جن میں سید کمال ولد اکبر خان نسری خیل حلقہ مکین والا بھی شامل تھا، انہوں نے ٹانک ہجرت کی، سید کمال کمانڈر بادشاہ گل شہید کے والد ہے جو افغانستان میں شہید ہوئے اس جرم کے پاداش میں فوج اور قاری زین الدین گروپ جو عبداللہ محسود گروپ سے مشہور ہے ملکر سید کمال کو پکڑ کر انہیں سخت سزائیں دے کر شہید کر دیا۔ انہی مہینوں میں ثوفان ولد رب شاہ جان کو بھی طالبان سے تعلق کے الزام میں پکڑ کر شہید کیا،

ڈی آئی خان میں سیدین ولد قادر شابی خیل کی شہادت20 اپریل2014 کو سیدین ولد قادر خان شابی خیل حلقہ دواتوئی کو ڈی آئی خان سے حکومت نواز مصباح گروپ نے گرفتار کیا اور گرفتاری کے بعد اسے بے دردی سے شہید کیا گیا۔

ساجد اشنگی شہادت2010 میں ساجد اشنگی ولد عباس خان ڈیرہ اسماعیل میں رہ رہا تھا کہ حکومت نواز امن کمیٹی قاری زین الدین گروپ نے اسے گرفتار کر کے شہید کیا یاد رہے کہ ساجد محسود طالبان کے ساتھ تھے لیکن اپنے علاقے طالبان سے چپقلش کی وجہ سے انکا ساتھ چھوڑ دیا لیکن سابقہ طالبان دوستی انکے لیے مہلک ثابت ہوئی۔

سیف الرحمن برکی کی شہادت عبداللہ محسود کے نام قاری زین الدین شمن خیل نے حکومت نوازی کے سلسلے میں گروہ بنایا اور انکو حکومتی خفیہ اداروں اور فوج کی بھرپور حمایت حاصل تھی جنہوں نے محسود مجاہدین اور انکے حمایت یافتہ لوگوں کو اور انکے رشتہ داروں کو نشانہ بنانا شروع کیا، اسی سلسلہ میں 2 ستمبر 2010 کو سیف الرحمن ولد سیف الملوک برکی کو بھی شہید کر کے اسلام دشمنی کا ثبوت پیش کیا۔

مولانا معرالدین قریشی کی شہادت

2010 میں مولانا معراج الدین قریشی کو حکومت پاکستان کی خفیہ اداروں نے اس جرم کے پاداش میں کہ وہ محسود قوم میں امن لشکر بنانے

کے مخالف تھے اور برملا کہہ چکے تھے کہ میری زندگی میں محسود قوم کا امن لشکر نہیں بنے گا حکومت نواز امن کمیٹی مصباح گروپ نے اس اثنا میں شہید کروایا کہ آپ نماز فجر کے بعد مسجد سے گھر آرہے تھے

ترکستان گروپ اور اسکی حقیقت

ترکستان بیٹنی شاخ نعمت خیل کا ایف آر جنڈولہ سے تعلق ہے۔ ترکستان اصلاً سمگلر تھے ایک بار مجاہدین نے ان سے سمگلنگ کرتے وقت اسلحہ پکڑا تھا جسکی وجہ سے مجاہدین کیساتھ تعلقات بنے اور بالاخر بیت اللہ محسود سے آشنائی ہوئی 2008 میں بیت اللہ امیر صاحب نے جنڈولہ ایف آر میں ترکستان بیٹنی کو اپنے تحریک میں شامل کیا؛ جبکہ شاہین بیٹنی شروع ہی سے محسود مجاہدین کے مخالف تھے۔ کیونکہ اسکا تعلق کشمیر ی تنظیموں سے تھا اس مخالفت کی وجہ سے شاہین بیٹنی نے ترکستان بیٹنی سے بھی مخالفت مول لی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں شاہین نے نعمت خیل قوم کے گاؤں کڑی وام کے قریب فرنگی دور کے بنے پل کو گرانا شروع کیا جبکہ نعمت خیل قوم کا راستہ اس پل پر تھا قوم والوں نے شاہین کو منع کیا لیکن وہ نہ مانے بالاخر تنازعہ لڑائی تک جا پہنچا اور شاہین کے بندوں کو قتل کیا۔ چونکہ ترکستان بھی نعمت خیل قوم سے تعلق رکھتا تھا اس لیے انہوں نے بھی اس لڑائی میں حصہ لیا۔ اور شاہین بیٹنی کو بمع ساتھیوں کے جنڈولہ سے نکلنے پر مجبور کیا۔ جب وہ مجبوراً نکلا تو انہوں سپنکئی رغزائی آکر امیر صاحب سے فریاد کی۔ بیت اللہ امیر صاحب نے جواب میں کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپکو بذریعہ مولوی خواجہ صاحب اطلاع دی تھی کہ ترکستان کو نہ چھیڑنا وہ ہمارا ساتھی ہے لیکن اس وقت آپ نے نازیبہ جواب دیا تھا۔ خیر اسکے باجود میں تمہیں پناہ دوں گا اور ترکستان سے آپ کا صلح کراونگا۔ چنانچہ اس کے بعد مولوی نور سید صاحب مولوی ولی الرحمن شہید وغیرہ کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ اس لڑائی جھگڑے کو ختم کرے فریقین میں صلح کرے ان دونوں حضرات نے صلح کی کوشش شروع کی بالاخر وہ اپنے کوشش میں کامیاب ہوئے۔ اور فریقین میں صلح وآشتی قائم کرلی۔ جبکہ شاہین بیٹنی کو بمع ساتھیوں کے اس بات کا پابند بنایا کہ وہ کچھ عرصہ تک جنڈولہ ایریا میں نہ جائینگے، جبکہ ان کے ساتھیوں میں ایک دو مجاہدین کو بوجہ ضرورت کبھی کبھار جانے کی اجازت دی گئی جن میں ایک حافظ قران تھا۔ صلح اور فیصلہ کے چند دن بعد یہ حافظ قران اپنے دوسرے ساتھی کے ہمراہ جنڈولہ گیا، وہاں پر موجود نعمت خیل قوم کے افراد نے انکو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے گرفتاری نہیں دی اور انہیں سمجھایا لیکن بالاخر نعمت خیل قوم کے افراد نے ان پر فائرینگ کی اور انہیں قتل کرڈالا۔ اس واقعے کی اطلاع جب امیر صاحب کو پہنچی تو وہ بہت مغموم ہوئے اور فوراً ترکستان کو بلایا۔ لیکن ترکستان نہ آیا کیونکہ ترکستان کو پتہ تھا کہ میرے لوگوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے امیر صاحب انکو گرفتار کرنے کا مطالبہ کرے گا جسکے لیے ذہناً وہ تیار نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے انکار کیا اس زمانے میں جب ترکستان اور شاہین کے درمیان جنگ ہوئی۔ ترکستان حکومت کے زیرے اثر تھا بیت اللہ امیر صاحب نے بڑی منت سماجت کی لیکن ترکستان نہ مانے۔ جسکی وجہ سے امیر صاحب نے انہیں اس جرم کے پاداش میں سنگین نتائج سے آگاہ کیا۔ جب ترکستان سمجھا کہ بیت اللہ امیر صاحب اب میرے خلاف کاروائی کرے گا تو انہوں نے محسود عوام کو لوٹنا شروع کیا خصوصاً 2007 کے اواخر میں سخت سردی کے دوران فوجی آپریشن سے نقل مکانی کرنے والے محسود عوام کی بحرمتی اور بے عزتی کرتے رہے اور اسکو لوٹتے رہے اور ساتھ ہی قاری زین الدین گروپ کو بیت اللہ محسود کے خلاف جنڈولہ میں پناہ دی انہوں نے بھی ترکستان کے بشمول محسود قوم کے خلاف عموماً اور محسود مجاہدین کے خلاف خصوصاً کاروائیاں شروع کی جسکی وجہ سے بیت اللہ محسود کے صبر کا پیمانہ لب ریز ہوا۔ اور اس جنگ کے خاتمے پر چند ماہ بعد 2008 کے موسم گرمہ میں بیٹنی کے علاقے سروغر کے علاقے میں ترکستان امن کمیٹی کے افراد پر حملہ کیا جس میں کمیٹی کے کئی افراد مارے گئے اس حملے سے مقصد یہ تھا کہ اپنے ساتھیوں کی مدد کیلئے ترکستان جائے وقوعہ پہنچنے کی کوشش کرے گا، اور مجاہدین راستہ میں گھات لگاکر ان پر حملہ کریں گے اور انکو کیفر کردار تک پہچاینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن گھات میں بیٹھے مجاہدین نے احتیاط نہ برتا وہ کمیٹی والوں کو پہلے ہی سے نظر آئے۔ اور دونوں میں قبل از وقت جنگ شروع ہوئی، یہ لڑائی کافی دیر تک جاری رہی جس میں مسمیٰ بلال احمد ولد موبین خان عباس خیل مچی خیل حلقہ تنگئی اور ایک بیٹنی مجاہد شہید ہوئے جبکہ کئی کمیٹی کے ارکان کو بھی مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ بس ہوا کی طرح

پورے حلقہ محسود میں بیت اللہ محسود امیر صاحب کا حکم چلا اور سب مجاہدین کو جنڈولہ پر یلغار کا حکم ملا۔ چنانچہ پورے علاقہ محسود سے سینکڑوں کی تعداد میں مجاہدین نے جنڈولہ میں امن کمیٹی کے افراد کے خلاف آپریشن شروع کیا۔ یہ آپریشن دو دن ایک رات جاری رہا، جس میں جنگ کے دوران ۲۴ امن کمیٹی کے رضاکاروں کو قتل کیا۔ اور انکے گھروں کو جلایا، جبکہ 21 کو زندہ گرفتار کرکے سپینکئی رغزائی منتقل کر گئے۔ جبکہ 2 اور ارکان کو گرفتار کرکے گور گورے منتقل کر گئے، ان دو میں سے ایک نوجوان لڑکا جو ترکستان کا بھانجا بھی تھا۔ 21 میں سے ترکستان کا بھائی ہندوستان بھی شامل تھا تیسرے روز ان قیدیوں میں سے 22 کو قتل کیا جبکہ ترکستان کے بانجے کو امیر صاحب نے بیٹنی جرگہ کے منت سماجت سے رہا کیا لیکن وہ بدبخت پھر بھی نہ سدھر سکا اور ترکستان سے جاملا۔ یوں ترکستان سے لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا

کڑی وام میں ترکستان کے دفتر پر حملہ

کڑی وام جنڈولہ میں ترکستان کے دفتر پر حملے کی تیاری اچانک فوج کی آمد اور طالبان سے گمسان کی لڑائی۔ لالے اور ابوذکوان کی زبانی۔
2008 کے موسم گرمہ کے اواخر میں ایک بار پھر مجاہدین محسود نے نعمت خیل امن کمیٹی کے سربراہ ترکستان پر تعارض کا پلان بنایا چنانچہ اس سلسلہ میں 150 افراد پر مشتمل دستہ جنڈولہ کڑی وام روانہ ہوا۔ جب یہ دستہ وہاں پر پہنچا۔ تو ان میں سے بعض کڑی وام کے دوکانوں اور پرش پر پہنچے لالے نے کہا کہ ہم 32 مجاہدین اکٹھے پرش پہنچے، اور ہم سے آگے چار مجاہدین بیٹھے تھے۔ کہ اچانک فوج آیا اور پوزیشن سنبھال لی اور ان چار مجاہدین کو گھیرے میں لیا، جب ہم نے دیکھا کہ مجاہدین کو سلنڈر کرنے والے ہیں لالے نے کہا کہ میں نے اور شاہین محسود نے فوج پر فائرنگ شروع کی جسکے نتیجے میں وہ چار مجاہدین (۱) سیب دواتوئی والا (۲) سلیمان (۳) علی مانشاہ (۴) محمد علی کو موقعہ ملا اور وہاں سے بھاگ نکلے ہمارے فائرینگ سے کئی فوجی گرے اور باقی ماندہ فوج اِدھر اُدھر بھاگی اور منتشر ہوئی۔ جبکہ چاروں طرف سے فائرینگ کا تبادلہ مجاہدین اور فوج میں شروع ہوا۔ اسی اثناء میں ایک فوجی لاشوں کو اٹھانے کیلئے اور ہمیں دیکھنے کیلئے ہمارے قریب پہنچا جس پر شاہین محسود نے تین گولیاں چلائی جس سے وہ وہاں پر ڈھیر ہوا۔ یہ مقابلہ عصر تک جاری رہا۔ فوج کی کمک کے لیے جنڈولہ سے فوج کا نیا دستہ گاڑیوں میں آپہنچا جس پر حاجی گل سوپ خان بابا کے گروپ نے حملہ کیا اور رسول غنی شہید نے آگے آگے آنے والی گاڑی کو راکٹ لانچر سے نشانہ بنایا جس سے گاڑی تباہ ہوئی۔ اور قافلہ وہیں پر روکا آگے جائے وقوعہ پر نہ پہنچ سکا اس جنگ میں دو طالبان شہید ہوئے جن میں ایک کا تعلق مومی کڑم کانیگرم سے تھا۔ جسکا نام حبیب الرحمن ولد محمد جان وزیر گائی تھا اس موقعہ پر محسود جرگہ بھی جنڈولہ میں موجود تھا جسکی وساطت سے شہداء کی لاشیں سپینکئی رغزائی پہنچی جرگے والوں کا کہنا تھا کہ ایک فوجی آفیسر نے کہا کہ اس کاروائی میں صرف ایک فوجی مارا گیا۔ اور 3 زخمی ہوئے۔ حالانکہ یہ رپورٹ غلط تھی کیونکہ کئی فوجیوں کے علاوہ اس لڑائی میں ایک گاڑی پر راکٹ گولہ لگا جسکی وجہ سے اس میں سوار فوجی معلوم نہ ہو سکا کہ کیسے محفوظ بچ نکلے۔ یوں ترکستان امن دفتر پر حملہ ناکام ہوا۔

ترکستان گروپ کے ہاتھوں محسود قبیلے کے شہداء

(۱) مولانا نیاز علی ولد اصل جان فریدائی حلقہ ڈیلے کو ترکستان گروپ نے اگست یا ستمبر 2009 میں گومل میں فوج کے ہمراہ انکے گھر پر چھاپہ مارا اور آپکو شہید کیا جبکہ آپکے ساتھ اس کاروائی میں آپکی بھابی زخمی ہوئی۔ (۲) گل پیر خان ولد گل غنی نیکزان خیل حلقہ بروند اور آپکے بیٹے مسمی (۳) ادریس خان ولد گل پیر خان اور آپکے دوسرے (۴) رشتہ دار محمد شعیب ولد میر باچ نیکزان خیل حلقہ بروند (۵) محمد یونس ولد میر

باچ یہ دونوں بھائی تھے ان چارو کو ترکستان گروپ اور پاکستانی فوج نے گھر سے گرفتار کرکے ذرہ دور لے جاکر چاروں کو گولیوں سے بوند ڈالا۔(٦)حاجی نعیم درامن خیل حلقہ بروند کوڈبرہ میں ترکستان گروپ نے اگست یا ستمبر 2009 میں شہید کیا۔(٧)بیت اللہ ولد گل دار خان گلیشائی حلقہ جنتہ کو ٹانک میں ترکستان گروپ نے جولائی 2009 میں شہید کیا۔(٨)ملک محمد یوسف ولد عامل زار درامن خیل حلقہ بروند کو ٹانک میں ترکستان گروپ نے بھتہ نہ دینے کی جرم میں 2010 میں شہید کیا۔(٩)شیر عالم ولد محمد عالم بنوچی کو ترکستان گروپ نے 12 فروری 2014 کو محسود طالبان سے دوستی کے الزام میں ٹانک میں شہید کیا گیا۔(١٠)عارف عرف گرنیٹ ولد میر یعقوب گلیشائی حلقہ جنتہ کو ٹانک میں ترکستان گروپ نے شہید کیا۔(١١)محمد نور ولد خان گنا خیل حلقہ مکین 10 اگست 2009 کو جب محسود مجاہدین نے عمر آڈہ میں کاوتر بیٹھنی کے گھر اور ترکستان کے مرکز پر حملہ کیا تو اس حملے میں دشمن کے جوابی فائرنگ سے شہید ہوئے۔(١٢)شیخ حسن ولد عامل خان کیکاڑائی حلقہ شکتوئی کو ٹانک میں ترکستان گروپ نے 2008 موسم گرمہ میں شہید کیا۔(١٣)سیف اللہ ولد اکبر جان عرف ماگا میر خونائی حلقہ شکتوئی ٹانک ڈبرہ سڑک پر ترکستان پر ستمبر یا اکتوبر 2008 میں حملے کے دوران دشمن کے جوابی فائرنگ سے شہید ہوا۔(١٤)رفعت اللہ عرف چائنہ اشنگی ٹانک میں ترکستان گروپ پر 18 فروری 2008 کو حملہ کرنے کے وقت جوابی فائرینگ سے شہید ہوا۔

کاوتر بیٹنی عمر اڈہ کے گھر پر حملہ؛حافظ فداء کی زبانی

5 آگست 2009 کو ڈرون حملے میں بیت اللہ محسود کی شہادت ہوئی،اس واقعے کے دودن بعد 7 آگست 2009 کو مجاہدین محسود نے عمر آڈہ ٹانک کے قریب کاوتر بیٹنی کے گھر میں ترکستان بیٹنی کے موجودگی کی اطلاع پر وہاں چھاپہ مارا،اس حملہ میں میڈیا رپورٹ کے مطابق 19 امن کمیٹی کے ارکان ہلاک ہوئے۔ جبکہ دو مجاہدین اس میں شہید ہوئے جن میں، محمد نور ولد محمد خان شمک خیل حلقہ مکین، اور ایک بیٹنی مجاہد شامل تھا،اس کاروائی میں امن کمیٹی کے اہلکاروں سے ایک گاڑی چند موٹر سائیکل اور کئی عدد کلاشنکوف بھی اپنے قبضے میں لیے گئے۔

عطاء اللہ بیٹنی سربراہ امن کمیٹی گومل کے مرکز پر حملہ

5 مئی 2014 کی رات کو مجاہدین حلقہ بروند وچگملائی وغیرہ نے علاقہ گومل میں حکومت نواز امن کمیٹی کے سربراہ عطاء اللہ بیٹنی کے مرکز پر تعارض کیا اور مجاہدین گیٹ تک پہنچ گئے جس میں امن کمیٹی کے ارکان کی جانب سے جوابی فائرنگ ہوا جس میں محمود خان ولد محمد ایوب جلال خیل گولی لگنے سے شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے۔ جبکہ امن کمیٹی کا مرکز فتح نہ ہوسکا اور نہ اس میں کسی جانی نقصان کا آزاد ذرائع سے تصدیق ہوسکی۔

حکیم اللہ محسود گروپ نے کیا کھویا کیا پایا

حکیم اللہ محسود اگست 2009 میں امیر محترم بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد تحریک طالبان پاکستان کے امیر بنے جبکہ مولانا ولی الرحمن امیر محترم بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد حلقہ محسود کے امیر مقرر ہوئے جب حکیم اللہ محسود امیر تحریک طالبان پاکستان بنے تو انکی دلی خواہش تھی کہ وہ حلقہ محسود کے بھی امیر بن جائے لیکن انکو پہلے سے معلوم تھا کہ حلقہ محسود کے سنجیدہ اور صاحب حیثیت لوگ انکے اس ارادے اور منصوبے میں رکاوٹ بنے گے کیونکہ حکیم اللہ محسود کی پرورش سے وہ باخبر تھے چنانچہ انہوں نے مختلف بہانوں سے اپنا منصوبہ کامیاب کرانا چاہا لیکن انکی کوئی محنت بار آور ثابت نہ ہوئی بلکہ تمام تر محنت ستمبر 2009 سے نومبر 2013 ءتک ان سالوں میں جو حکیم اللہ محسود نے صرف اس منصوبہ کے لیے کی وہ ناکام رہی اور بالاخر اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ حلقہ محسود کے مجاہدین دو ٹکڑے ہوئے تفصیل کچھ یوں ہے چونکہ

جہاد پاکستان ابتدائی مراحل میں تھا جسکی وجہ سے امیر محترم بیت اللہ محسود مجاہدین کا زیادہ خیال رکھتے ہوئے ان سے نرمی کا برتاو کرتے تھے تا کہ وہ جہاد پاکستان میں معین ثابت ہو لیکن بعض ناعاقبت اندیشوں نے امیر محترم کی اس نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھایا حتی کہ امیر صاحب کی شہادت کے بعد اس مقدس عمل میں مخل ثابت ہوئے یہ وہ لوگ تھے جو بیت اللہ امیر صاحب کے دور میں اکثر کماندان کے نام سے یاد کئے جاتے تھے اور اس وقت سے وہ اپنے حلقوں میں اپنے امراء سے اختلاف کرتے تھے اور وہ عیش وعشرت کی زندگی گذارنے کے عادی ہو چکے تھے کیونکہ بیت اللہ امیر صاحب ان لوگوں کا زیادہ خیال رکھا کرتے تھے تاکہ جنگوں کا سلسلہ تیز ہو جب ان سے کوئی غلطی سرزد ہوتی تو اس پر امیر صاحب چشم پوشی کرتے تھے جسکی وجہ سے وہ بے لگام مجاہد بنے۔ اس نرم پالیسی اپنانے پر حلقہ محسود کے ذمہ دار اور باصلاحیت افراد اور صف کے علماء نے امیر محترم بیت اللہ محسود صاحب کو سمجھایا اور اس نرم پالیسی کے بیانک نتائج سے بھی انہیں آگاہ کیا حتی کہ اس وقت امیر صاحب کو ان ذمہ دار ساتھیوں نے پیشن گوئی کی تھی کہ آپکی اس نرمی کے نتیجے میں حلقہ محسود ٹکڑے ہوگا لیکن آپ نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی آپ کی شہادت کے ایک ماہ بعد حکیم اللہ محسود نے بھی اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ان ہی کماندان طبقہ کو ساتھ لیکر عملی محنت شروع کی جبکہ حلقہ محسود کے وہ مشران سنجیدہ اور باصلاحیت افراد جو بیت اللہ محسود کو بھی غلطیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے انہوں نے حکیم اللہ محسود کو بھی منع کیا اور انکی اصلاح کی بہت کوشش کی لیکن مثمر ثابت نہ ہوئی اور بالاخر ان لوگوں نے جہاد چھوڑنے کی بجائے مولوی ولی الرحمن شہیدؒ کی حمایت کا فیصلہ کیا اور حکیم اللہ محسود گروپ جو بدمعاشی، قطاع الطریق ، بھتہ خوری، ناحق قتلوں میں مشہور ہوا جب کہ ساتھ ساتھ حلقہ محسود کے نظم میں بدنظمی بھی کرتے رہے ان کے خلاف عملی قدم اٹھایا جسکے نتیجے میں فریقین میں کئی ماہ تک مسلسل جنگ ہوتی رہی بالاخر مولانا فضل اللہ صاحب سواتی امیر تحریک طالبان کی کوششوں سے فریقین میں صلح ہوئی صلح کے بعد اس گروپ کے چند کماندان عادل محسود، جیلانی محسود، امین محسود، محمود ماما، نیک بات عرف البتار، انور شاہ، وغیرہ نے جب حق کو پہنچانا تو انہوں نے سابقہ کردار سے باز رہنے کا عہد کرتے ہوئے حلقہ محسود کے نظم میں داخل ہو کر خالد محسود سے بیعت ہوئے۔ جبکہ اس گروپ کے دیگر افراد نے افغانستان صوبہ پکتیکا ہجرت کرنے کے بعد پھر بھی سابقہ کردار اپنایا اور مختلف وارادت کرتے رہے جو تمام تر غلطیاں حلقہ محسود کے نام سے کرتے تھے تاکہ وہ حلقہ کے مجاہدین کو بدنام کروائیں کافی سمجھانے کے باجود نہ سمجھے۔ بالاخر جنوری 2016 میں امارت اسلامی نے فیصلہ کیا کہ ان قطاع الطریق اور فسادی لوگوں سے علاقے کا تصفیہ کرنا ضروری ہے چنانچہ تمام اہل علاقہ پکتیکا اور وہاں بسے مہاجرین مجاہدین کو مطلع کیا کہ پکتیکا میں صرف ان لوگوں کو رہنے کی اجازت ہے جو تحریک طالبان پاکستان یا مجاہدین محسود یا حافظ گل بہادر سے مربوط ہو، دیگر ناموں سے رہنے کی اجازت نہیں۔ ورنہ ہم ان کے خلاف کاروائی کرینگے اس اعلان سے حکیم اللہ محسود کے نام موسوم قطاع الطریق گروپ جو اس زمانے میں شہریار گروپ سے بھی جانا جاتا تھا مشکل کا شکار ہوا بہت سارے لوگوں سے مربوط ہونے کی کوشش کی لیکن منتج ثابت نہ ہوئی۔ تحریک طالبان سے روابط تو پہلے سے تھے ان پر جادو نے اثر کیا اور تحریک طالبان پاکستان کے امیر مولانا فضل اللہ صاحب کا خصوصی وفد پکتیکا علاقہ برمل لامن آیا جسکا ذمہ دار استاذ ذاکر تھا جنہوں نے برمل ولسوالی کے ذمہ دار ملا فاروق سے ملاقات کرکے شہریار گروپ کو اپنا رسمی گروپ ثابت کیا اور امارت اسلامی کے شکنجہ سے نکالا یہی تحریک پر ان کا حق تھا کیونکہ حکیم اللہ محسود کے بعد ان کی پرورش تحریک نے کی۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ جگری وحید اللہ اپنے ساتھ 15 ساتھیوں کو لیکر براستہ وانہ ڈیرہ اسماعیل خان پہنچا اور پاکستانی فوج کو سرنڈر ہوا۔ جبکہ چند دن بعد ڈیوہ رڈیو پر اعلان ہوا کہ گل جنت خان عرف زابل امارت اسلامی سے مربوط ہوا جبکہ چند دن بعد اسلم مشتہ والے کے بارے معلوم ہوا کہ وہ ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ کر سرنڈر ہوا۔ جبکہ برمل لامن مہاجرین کیمپ میں چند محسود ملکان نے بھی

آئے روز آنگور آڈہ میں فوجی کیمپ کو آنا جانا شروع کیا۔ جب حلقہ محسود کے مجاہدین نے ان سے باز پرس کی تو انہوں نے بتایا کہ جو بھی مجاہد فوج کو سرنڈر ہو گا وہ قوم وملک کا خدمت کرے گا اور طالبان دہشت گردوں کے خلاف حکومت کا ساتھ دے گا ان ملکان کو متنبہ کیا کہ فوج سے آنا جانا بند کردو لیکن وہ نہ مانے اور آتے جاتے رہے۔ جبکہ دوسری طرف گل جنت خان عرف زابل جو دراصل حکیم اللہ محسود گروپ کا درپردہ امیر تھا وہ سرعام پاکستان جانے اور وہاں خدمت کرنے کی دعوت چلاتا رہا اور اپنے سرنڈر ہونے کو وہ معاہدہ کے نام سے تشہیر کرتا رہا جب حلقہ محسود کے استخباراتی ادارے کو ثبوت ملے کہ 30اپریل2016تک گل جنت خان عرف زابل حکیم اللہ محسود گروپ کا قافلہ لیکر پاکستانی فوج کو سرنڈر ہونے اور وہاں انکے شانہ بشانہ لڑنے کیلئے جارہاہے تو مجاہدین حلقہ محسود کے شوری نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اس دشمن کی بیخ کنی ضروری ہے۔ چنانچہ 25اپریل2016کو ظہر کے بعد علاقہ برمل لامن کے بھرے بازار میں گل جنت خان کو سرعام قتل کیا گیا۔ جبکہ انکا باڈی گارڈ بھی انکے ساتھ قتل ہوا،اہل علاقہ نے انکی میت انکے گھر پہنچائی جب یہ اطلاع مولوی اسلم اور جگری وحید اللہ اور حکومت پاکستان کو ملی تو انکے میت کو اپنے آبائی علاقے مکین میں سپرد خاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ لہذا اسی رات کو ان دونوں کی میتیں براستہ رخہ انگورآڈہ وانہ مکین پہنچائے اور وہاں دونوں کی لاشیں اپنے آبائی قبرستانوں میں سپرد خاک کئے گئے۔ اس کے بعد شہریار گروپ نے دھمکیاں دینی شروع کردیئے اور گل جنت خان کے انتقام کی باتیں شروع کیں۔ اس زمانے میں یہ گروپ 3 حصوں میں تقسیم تھا بعض کے روابط حکومت افغانستان سے تھے اور بعض کے پاکستان سے اور بعض کے طالبان سے لیکن علامات اور شواہد سے معلوم یہ ہورہا تھا کہ پاکستانی اداروں کی ایک پالیسی کے تحت یہ تقسیم تھی کہ بعض کو پاکستان واپس لے جایا گیا جبکہ بعض کو خوست اور ورگین میں بسایا گیا جبکہ بعض کو برمل لامن وغیرہ میں رہنے دیا تاکہ اندرونِ افغانستان سے چاہے حکومتی ایریا ہو یا طالبان ایریا ہردو مقام سے حال احوال دیتے جائیں۔ چنانچہ جب شہریار گروپ کی یہ پالیسی اور دین دشمنی واضح ہوئی اور مجاہدین محسود کے خلاف ہر دوملکوں میں دشمن کا ساتھ دیا تو پہلے پہل ان تمام حالات سے تحریک طالبان پاکستان کے ہر آنے والے وفد کو آگاہ کرتے رہے۔ کیونکہ انکی اصل پشتی بان تحریک طالبان ہی تھی اور امارت اسلامی کے وفد کو بھی آگاہ کیا۔ بعد ازاں مجبوراً اس گروپ کے سرغنہ افراد کے خلاف کاروائیوں کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں شہریار کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ کئی گاڑیوں کے قافلہ میں چوری چھپے خوست روانہ ہوا ہے چنانچہ 31اپریل2016 کو ڈنگر الگڈ پکتیکا میں اس قافلے کے 2 گاڑی مجاہدین محسود کے ہاتھوں لگے جن میں تقریباً14 افراد سوار تھے جن پر فائرنگ کرکے سب کو ہلاک کیا۔ جبکہ ایک گاڑی میں خودکش جیکٹ بھی تھے جسکی وجہ سے دھماکہ ہوا اور گاڑی مکمل تباہ ہوئی اور گاڑی میں آگ لگی چند دن بعد معلوم ہوا کہ شہریار اس میں نہ تھا وہ کسی دوسری گاڑی میں نکلا تھا اور اس کے بعد اس گروپ کے خلاف عمومی کاروائی اس وقت شروع کی گئی جب وہ افراد جو اس نام سے طالبان ایریا میں رہ رہے تھے کہ ہم نہ پاکستان کو تسلیم ہوتے ہیں اور نہ افغانستان کے حکومت سے ملتے ہیں۔ دن دھاڑے 3 مئی2016 کو علاقہ لامن اوزبرائگی وغیرہ علاقوں سے چوری چھپکے نکلے اور براستہ منگڑیتے رخہ کے مشہور پہاڑی سلسلہ خواجہ خدر کے چوٹی پر قابض پاکستانی فوج سے جاملے۔ جبکہ وہاں پر کمانڈر لوانگین طوری خیل وزیر انکے استقبال اور رہنمائی کیلئے موجود تھا شہریار گروپ کا جتھہ جب فوج سے جاملا تو پہلے پہل ان سے اسلحہ جمع کیا گیا، جس پر لوانگین نے انہیں تسلی دی کہ اسلحہ جمع ہونے دو اور اس وقت کی لوانگین سے گلے شکوے کی آڈیوں ریکارڈ شدہ کلیپ موجود ہے بعد ازاں انہیں وہاں سے منتقل کرکے نامعلوم مقام لے جایا گیا جبکہ شہریار گروپ میں حکیم اللہ محسود کے محسود حمائتیوں کے علاوہ دوسری اقوام مثلاً بنوچی ،،داوڑ اور وزیر قوم کے مشہور کماندان مولوی غلام الرسول بھی اپنے ساتھیوں سمیت

انہی دنوں میں افغان سرحدی پٹی لامن سے براستہ منگڑیتے شوال پہنچے اور وہاں پر فوج کو سرنڈر ہوئے۔ حکیم اللہ محسود کے بھائی اعجاز محسود 18جون2016 کو حکومت پاکستان کو سرنڈر ہوا اور خوست سے ڈی آئی خان بمع اہل خانہ پہنچا۔

یہ سرنڈر شدہ لوگ ان عوام کو کیا جواب دینگے جن کے اعزاء واقارب کو انہوں نے پاکستانی فوج سے دوستی رچانے یا انکو جاسوسی کے الزام میں قتل کیا تھا؟ یہ سوال انکے ذمے باقی رہے گا۔ کیونکہ چند سال بعد ثابت ہوا کہ وہ خود پاکستانی فوج کے دوست نکلے اور انکے خفیہ اداروں کے آلہ کار ہوئے۔ لیکن سچ بات یہ ہے کہ یہ لوگ پہلے سے ہی پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کے لوگ تھے مجاہدین کے صفوں میں شامل تھے جہاد اور مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے انکے صفوں میں داخل ہوئے اور ایسے نارواء کام کئے جس سے پاکستانی عوام مجاہدین سے بدظن ہوگئے ۔کیونکہ حکیم اللہ محسود کے دور اقتدار میں علماء کا قتل شروع ہوا عوامی مقامات پر دھماکے شروع ہوئے۔ مزرات کو دھماکوں سے اڑانا شروع کیا اور بھتہ خوری کا عام رواج ہوا مختلف ناموں سے رقم بٹورنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ حتیٰ کہ کراچی میں اہل مدارس اور علماء سے بھی بھتے لیے گئے اور نہ دینے کی صورت میں سینکڑوں لوگ قتل کئے گئے جبکہ ان جیسے کچھ لوگ ہماری صفوں میں بھی تھے جنکا صفایا اللہ تعالیٰ نے خود کیا اور کچھ کو ہم نے خود ٹھکانے لگایا۔ بالاخر جب اپنا منصوبہ پورا کیا، مجاہدین سے عوام کو دور کیا، تحریک طالبان پاکستان جو مجاہدین کی بڑی قوت تھی انکے ٹکڑے کئے ان میں اتنا نفرت بویا کہ اب ان میں جو مخلصین ہیں اُنکا قریب آنا مشکل سے مشکل تر ہوا۔ تو اب ان لوگوں نے آہستہ آہستہ پاکستان جانا شروع کیا ہے جن میں 18 اگست 2016 کو حکیم اللہ محسود کے خاندان والے وغیرہ خوست سے براستہ کرم ایجنسی ڈی آئی خان پہنچے اور اپنے کو فوج کے حوالے کیا۔ یادرہے حکیم اللہ محسود اور انکے حمائتی اپنے دور اقتدار میں مولوی ولی الرحمن صاحب کے اہم اور ذمہ دار شخصیات پر پاکستانی خفیہ اداروں آئی ایس آئی کے آلہ کار ہونے کا الزام لگاتے رہتے تھے خصوصاً مفتی عاصم محسود اور خان سعید عرف سجنا یا خالد محسود کو آئی ایس آئی والے کہتے تھے۔ ان کے ان پراپیگنڈا سے مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ مجاہدین میں بدنام ہوں اور مستقبل میں ان سے مجاہدین بدظن ہو کر اس جہادی قافلے کو آگے نہ لے جاسکے۔ لیکن وہ خود ہی مار آستین نکلے اور آئی ایس آئی کے آلہ کار ثابت ہوئے۔ جبکہ ساتھ ساتھ پراپیگنڈہ بھی کرتے تھے کہ مجاہدین محسود پاکستان میں جہاد نہیں کرتے افغانستان جاتے ہیں وہاں جہاد کرتے ہیں لیکن اگر کوئی منصف انصاف کرے اور انصاف کے ترازو سے صرف حکیم اللہ محسود کے دور اقتدار میں کاروائیوں کا موازنہ کرے تو معلوم ہو جائیگا کہ کس نے کتنی کاروائیاں کی ہیں جبکہ حکیم اللہ محسود کے بعد تو انہوں کاروائیاں کی ہی نہیں البتہ میڈیاء پر جو ذمہ داریاں قبول کی ہے وہ افغان حکومت سے اور انڈیا سے رقم بٹورنے کے لیے دوسروں کے محنت سے فائدہ اٹھا کر اپنے نام ذمہ داریاں قبول کی ہے خود انکی یہ پوزیشن ہے ہی نہیں کہ وہ اتنی بڑی کاروائیاں کرے جبکہ منصف تحقیق کے بعد ہی اسکا فیصلہ کرسکتا ہے کہ حق کس جانب ہے ۔فالی اللہ المشتکیٰ

تحریک طالبان پاکستان اور اسکے عروج وزوال کے ایام

تحریک طالبان پاکستان کے بارے میں کئی سوالات ذہن میں اُبھرتے ہیں۔

تحریک طالبان پاکستان بننے کی کیا وجوہات تھیں، جس کی وجہ سے تحریک طالبان پاکستان وجود میں آئی اور کس نے اس بارے میں سوچا وغیرہ۔

اس کا جواب بہت سیدھا سادہ ہے، کہ افغانستان سے جب مہاجرین نے قبائل کا رخ کیا اور قبائل میں انہیں پناہ ملی۔ کیونکہ قبائل میں پہلے سے ہی مجاہدین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ انہوں نے مہاجرین کی خوب نصرت کی لیکن جب فاٹا میں مہاجرین کے خلاف فوج نے جنگ شروع کی، تو اس کا ردعمل بھی لازم تھا، رفتہ رفتہ پوری قبائلی پٹی میں مہاجرین کے ساتھ امداد کیلئے لوگ اُٹھتے رہے۔ اور پاکستانی افواج بھی جنگ کو باری

باری ایجنسیوں میں طول دیتے رہے، کیونکہ پاکستانی معیشت اور اقتصاد کا دارومدار اسی جنگ کے بدلے امداد پر تھا جو امریکہ سے انہیں مل رہا تھا، کہ کئی ہزار قبائل کا خون گرانے سے کچھ نہیں ہوگا لیکن سولہ/16 کروڑ عوام اور ان کے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں اور ملکی دفاع کیلئے جس چیز کی ضرورت تھی، اور ساتھ ہی پیٹ بھرنے کا اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔ کیونکہ پاکستانیوں کی روزی اور پاکستان کی دفاعی پوزیشن مضبوط کرنے کا راز ہی پشتون قوم کے خون گرانے میں مضمر ہے۔ چاہے خون پاکستانی قبائلی پشتونوں کا گرے یا ڈیورڈ لائن کے اس پار افغانستان کے پشتون قبائل کا گرے، سرخ ریچھ (روس) کا افغانستان پر یلغار سے لیکر امریکہ کا افغانستان پر قبضے تک پاکستان نے پشتون قوم کے خون گرانے میں جتنا کمایا شائد تاریخ میں کسی اور نے اتنا کمایا ہو، پاکستان کے اس جنگ نے قبائل کو متحد کرنے پر مجبور کیا۔ اس سلسلہ میں جنوبی وزیرستان کے علاقہ محسود کے ایک فرزند بیت اللہ محسودؒ نے جہاد پاکستان وافغانستان کے ساتھ ساتھ یہ محنت بھی جاری رکھی۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کی مختلف علاقوں کی طرف تشکیلات بھیجیں اور انہوں وہاں پر دعوت جہاد جاری رکھا، اس سلسلے میں مولانا عظمت اللہ عرف لالا، حکیم اللہ محسود ، ابویاسر مسئول حلقہ ڈیلہ ، ہدایت اللہ شہیدؒ، مولوی بشیر افغانی، شمیم اللہ عرف ذاکر شہیدؒ لدھا کو مہمند، خیبر، باڑہ، اورکزئی، کرم درہ آدم خیل، باجوڑ بھیجے گئے، وہاں پر مجاہدین کو منظم کر کے ان کیلئے امراء کا انتخاب کیا اور لوگوں کو جہاد پاکستان میں شمولیت پر آمادہ کیا جبکہ یہ سلسلہ بڑی کامیابی سے چلتا رہا، کہ اسی اثنا میں مولوی فقیر محمد باجوڑی فک اللہ اسرہ اور مولوی محمد عمر شہید کے امیر صاحب سے رابطے شروع ہوے اور قبائل کو یکجا کرنے کے بارے میں فکر لاحق ہوا پھر مولوی عمر کا وزیرستان آنا ہوا اور امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ سے ملاقات ہوئی اور اسی ملاقات میں قبائل کو متحد کرنے پر تبادلہ خیال ہوا اس نقطے پر دونوں حضرات متفق ہوے کہ اتفاق واتحاد کے بغیر پاکستان کو شکست نہیں دی جاسکتی اور اس کے بغیر جنگ کو طول بھی نہیں دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے پوری قبائلی پٹی میں بشمول سوات کے یہ ترغیب چلائی اور مجاہدین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کیلئے آمادہ کیا۔ اس سلسلہ میں مولانا فضل اللہ سواتی اور مولانا فقیر محمد صاحب باجوڑی اور دوسرے نامور شخصیات کا وزیرستان آنا ہوا، اور مجاہدین کو متحد کرنے پر سب کا اتفاق ہوا۔ بالاخر (2007) میں علاقہ محسود کے صدر مقام مکین میں تحریک طالبان پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا۔ تحریک کے امیر ملا بیت اللہ مسعو مقرر ہوے جبکہ نائب امیر مولانا فقیر محمد مقرر ہوے، تحریک کے ترجمان مولوی عمر منتخب ہوے اور یہ فیصلہ ہوا کہ تحریک سے منسلک تمام حلقہ جات کا صلح اور جنگ ایک ہی ہوگا۔ ایک سال بعد 25 آگست 2008 کو تحریک طالبان پر پابندی لگی اور اس کے تمام ایکا ونٹس منجمد کئے جانے کا اعلان ہوا۔ اگر چہ فی الحقیقت پوری دنیا میں تحریک طالبان کے اکاونٹس نہ تھے معلوم نہ ہو سکا کہ کیا چیز منجمد کی۔ یہاں پر ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ تحریک طالبان میں وانا اور شمالی وزیرستان کے مجاہدین کو کیوں شمولیت نہیں دی گئی یا انہوں نے خود شمولیت سے انکار کیا، تو اس کا جواب یہ کہ جب پہلے پہل مولوی عمر اور بیت اللہ محسود کے درمیان میر انشاہ میں ملاقات ہوئی اور قبائل کو منظم کرنے پر اتفاق ہوا تو اس وقت یہ فیصلہ ہوا کہ ابتداء شمالی وزیرستان اور وانا سے کرینگے اور ان مجاہدین کو اعتماد میں لینگے۔ اور اس سلسلے میں میر انشاہ سے جنوبی وزیرستان کے علاقہ خیسورہ کا سفر کیا جبکہ خیسورہ کی سرحدیں وانا سے جاکر ملتی ہیں، ملا نذیر اور ان کے ساتھیوں کو خیسورہ آنے کی دعوت دی، جس پر ملا نذیر اور انکے ساتھیوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ ازبکوں سے تنازعہ جاری ہے ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں نقصان دے، بقول مولوی نور سید صاحب (جو اس وقت حلقہ محسود کے نائب امیر تھے) کہ ہم نے ان کی ذمہ داری لی جس پر وہ راضی ہوئے اور خیسورہ آئے۔ جب ان سے قبائلی سطح پر تنظیم اور تحریک بنانے کی بات شریک کی گئی تو اس نے شرط رکھی کہ پہلے ازبکوں سے ہماری صلح کرادو بعد میں ہم شمولیت کرینگے، لہذا اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ازبکوں سے اس بارے میں بات چیت کرینگے اس سلسلے میں سراروغہ

جاناہوا۔ اوروہاں ازبکوں سے یہ بات کہی گئی، لیکن ازبکوں نے نہ مانی اور یہ الفاظ کہے کہ ملانذیر اوراس کے ساتھی لشکری ہیں وہ پاکستانی افواج سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے مضرہیں بالاخر جب بات نہ بنی تو واپسی کی اور ملانذیر سے دوبارہ ملاقات ہوئی اورانہیں بتایا کہ فی الحال ازبک صلح کیلئے آمادہ نہیں ہورہے ۔لہذاآپ لوگ تحریک میں شمولیت اختیار کرلواس سے بھی آپ لوگوں کامشکل ازبکوں سے خود بخود کم ہوتاجائیگا، ملانذیر نے کہا کہ میں اس بارے میں حافظ گل بہادر صاحب سے مشورہ کرونگااس کے بعد جواب دونگا، اس وقت بیت اللہ امیر صاحب نے کہا کہ جب بات حافظ گل بہادر کے مشورے کی طرف گئی۔ تو اب ان کی شمولیت مشکل بات ہے۔ کیونکہ امیر صاحب کاان لوگوں سے تجربہ ہوچکا تھا اوریوں حافظ گل بہادر اور ملانذیر دونوں نے تحریک میں شمولیت سے انکار کیا۔ جس کے چند وجوہات تھیں مثلاً حافظ گل بہادر صاحب اور ملانزیر کی زیادہ تر توجہ جہاد افغانستان پر ہونا۔ دوسرے ایجنسز کے مجاہدین میں سلفیت اور پنج پیریت کی کثرت کی وجہ سے الیرجیک ہونا۔ زمام تحریک طالبان پاکستان کا بیت اللہ محسود کے ہاتھوں میں ہوناوغیرہ۔(مولاناصدر حیات صاحب کا اس بارے میں کہنا ہے کہ جب تحریک طالبان بنااور شروع میں وانااور شمالی وزیرستان کے مجاہدین شامل نہ ہوئے تو بعد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب اور دیگر علماءومشران القاعدہ نے ایک اجلاس منعقد کی تاکہ تحریک طالبان میں وانااور شمالی وزیرستان کے مجاہدین شامل ہو اس اجلاس میں حافظ گل بہادر صاحب نے یہ کہا کہ تحریک طالبان کا امیر میرے اور بیت اللہ محسود کے علاوہ ہوگا اس بات پر شیخ الحدیث حضرت مولاناڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب حافظ صاحب پر بہت غصے ہوئے درمیان میں بیت اللہ امیر صاحب نے حافظ صاحب سے کہا کہ میرے بارے میں آپکی شرط ٹھیک ہے لیکن اپنے بارے میں یہ شرط نہ رکھنا بالاخر اس اجلاس میں فیصلہ یہ ہوا کہ تحریک طالبان کا امیر بیت اللہ محسود کی جگہ مولانافقیر محمد ہونگے لیکن یہ بات آگے نہ چلی)(بقول خالد محسود صاحب امیر کی بلاوجہ تبدیلی مولوی عمراور خود بیت اللہ محسود وغیرہ کو پسند نہ آئی، وانااور شمالی وزیرستان کے مجاہدین کو شامل کئے بغیر تحریک طالبان کو آگے بڑھانے کو ترجیح دی) اگرچہ بیت اللہ محسود شہیدؒ کی قیادت میں تحریک اتنی منظم نہ ہوئی بلکہ صرف مجموعات ایجنسیاں اور ضلعوں کے مجاہدین نے شمولیت کی امیر صاحب کی ساری توجہ جنگ پر رہی، تاکہ پاکستان میں جنگ تیز ہو جسکی وجہ سے پاکستان کے تمام تنظیموں مجموعات اور قبائل واضلاع کے مجاہدین کی اکمالات کرتے رہے، امیر صاحب کو صرف ایک ہی فکر لاحق تھی کہ پاکستان میں جہاد کیلئے لوگوں کو آمادہ کردیاجائے جبکہ تحریک کوایک لائحہ عمل کے تحت چلانے کی طرف توجہ مبذول نہ ہوئی، امیر صاحب کا مقصد وحید لوگوں کو جہاد پر اکسانا تھاجبکہ دن رات ہی اسی میں مصروف رہے امیر صاحب کے ساتھ اسی محنت میں مولاناولی الرحمن شہیدؒ بھی مدومعاون رہے جبکہ حکیم اللہ محسود کوکرم ایجنسی میں مقرر کیاکہ وہ وہاں سے صوبہ سرحد حال خیبر پختونخواہ میں مجاہدین کے اکمالات کرے جس کی وجہ سے انہیں قبائل میں شہرت حاصل ہوئی اوریہی تقرری مستقبل میں تحریک طالبان پاکستان کے امارت کا سبب بنا۔ حکیم اللہ محسود کے امارت کے شروع کے ایام میں تحریک بہت عروج پر پہنچی اور تمام قبائل اضلاع اور مجموعات کے مجاہدین کو ایک لائحہ عمل کے تحت جمع کیاتحریک کیلئے لائحہ عمل اکتوبر 2010 میں بمقام شوال تیار کیا گیا۔ جب حکیم اللہ محسود نے مولاناولی الرحمن سے مخالفت شروع کی تو پہلے پہل تمام قبائل نے ان کاساتھ دیالیکن رفتہ رفتہ جب قبائل پر حقیقت کھولتی گئی توان کی وقعت مجاہدین کے دلوں سے نکلتی گئی چونکہ حکیم اللہ محسود حجاج کی طرح تندمزاج تھے جو کوئی ان کی پالیسی سے مخالفت کرتا انہیں موت کے گھاٹ اُتارتارہا۔ مثال کے طور پر کرم ایجنسی کے مجاہدین کو درجنوں کے حساب سے قتل کرکے صرف نام کاکرم رہ گیااور بالاخر دولت حافظ (اورکزئی) کرم کاامیر بنا، خود کرم ایجنسی کے نام قریشی نام کاایک بندہ باقی رہا۔ جبکہ خیبر ایجنسی کا بھی یہی حشر کیاعدنان جن کے سینکڑوں مجاہدین ساتھی تھے پہلے عدنان کو پشاور کے مضافات میں قتل کیابعد میں ان کے ساتھیوں کو چن چن

کرمارتے گئے۔ اسی پر بس نہیں ہوا طارق منصور درہ آدم خیل کا امیر تھا ان کو بھی صفحہ ہستی سے معدوم کیا اور ان کو آپس میں لڑوایا جب ان کی طاقت ختم ہوئی تو یہی کوشش حلقہ محسود کے بارے میں بھی کی گئی لیکن دوسروں کی طرح ان پر کامیاب نہیں ہوا کیونکہ یہ ان کے مزاج اور پالیسیوں سے باخبر تھے، لیکن انکی قوت ٹکڑے ضرور کر دی اور انہیں آپس میں لڑوایا بھی، یہ سب کچھ اپنی امارت کے منوانے کی غرض سے کرتا رہا۔ لیکن جب حکیم اللہ محسود ڈرون میں شہید ہوئے تو شوریٰ میں اختلاف رائے کی وجہ سے قرعہ اندازی کے ذریعے تحریک کیلئے امیر کے انتخاب کا فیصلہ ہوا ، جس کے نتیجے میں مولانا فضل اللہ صاحب تحریک کے امیر بنے چند مہینے گزرے تھے کہ وہ بھی حکیم اللہ محسود کے قریب ساتھیوں کے جادو میں آگئے بس اس کا ہر آنے والا وفد حکیم اللہ محسود کے نام موسوم محسود مجاہدین کے اس گروہ کا حامی بن جاتا تھا جبکہ حکیم اللہ محسود کی شہادت کے بعد شہریار اس گروہ کا امیر مقرر ہوا جو اس سے پہلے تحریک کے باغیوں میں شمار کئے گئے تھے۔ لیکن حکیم اللہ محسود نے اپنی گروپ کو مضبوط کرنے کی غرض سے انہیں معاف کیا اور اپنے بغل میں انہیں اہمیت دی۔ مولوی فضل اللہ صاحب کی زیر قیادت تحریک نے بھی انکو وہی حیثیت دی بلکہ حلقہ محسود کے ساتھ چند مہینوں میں بدسلوکی کا وہ کردار اداء کیا جو حکیم اللہ محسود نے پانچ 5 سالہ امارت میں اداء نہ کیا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ تحریک والوں نے شہریار گروہ کی ایسی پشت پناہی کی کہ جس سے وہ سمجھ گئے تھے کہ تحریک ہر غمی اور خوشی میں اس کا ساتھ دیگا، اس ناسمجھی میں اس گروہ نے دتہ خیل شمالی وزیرستان میں محمد اللہ عرف دولا اور اس کے ساتھ گاڑی میں سوار مجاہدین کو سر عام شہید کر کے جلاڈالے، جس سے محسود مجاہدین غصے کی آگ سے بھڑک اُٹھے لیکن حتی الوسع غصے کو قابو میں رکھا۔ لیکن جب اس گروپ نے زانگاڑا اور شکتوئی میں مراکز کھولے تو بھی جنگ سے بھاگنے کی غرض سے تین دفعہ تحریک طالبان پاکستان کے آغوش میں جاکر اپیل کی کہ یہ گروہ آپ لوگوں کے کہنے پر واپس آنا چاہتا ہے ان کو واپس کر و لیکن انہوں نے اس بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ بالاخر شکتوئی میں 4 اپریل 2014 کو جب ان پر حملہ شروع ہوا تو چند ہی دن میں سب کو کیفر کردار تک پہنچایا اب تحریک طالبان پاکستان کو ہوش آیا اور بھاگتے بھاگتے شکتوئی آئے اور امن کے نام سے فریقین سے ٹائم مانگا ان تمام زیادتیوں کے باوجود پھر بھی حلقہ محسود کے مشران نے تحریک والوں کو ٹائم بھی دیا اور قیدی بھی ان کے حوالے کئے، اور ساتھ یہ شرط بھی رکھدی کہ فی الحال وچہ درہ تو ندہ درہ اطلاع کرنی ہو گی کہ وہاں جنگ شروع نہ ہو جائے، لیکن تحریک کی عالی شوریٰ اور اجرائی شوریٰ کی مہربانی تھی کہ انہوں نے شہریار کو اطلاع نہ کی جس کی وجہ سے حلقہ محسود کے مجاہدین کا جانی نقصان ہوا۔ تحریک کی دوسری زیادتی، جب معاملے کو سلجھانے کیلئے امارت اسلامی کے وفد نے آکر مداخلت کی تو اس وفد نے تحریک طالبان اور شہریار گروہ وغیرہ سے اختیار لیا اور فریقین میں فیصلہ کیا، جس میں شہریار کو تحریک کے حوالہ کیا اور باقی حکیم اللہ محسود کے نام جو ساتھی تھے ان کو حلقہ محسود کے حوالہ کیا اور نظم کے تحت رہنے کا حکم صادر کیا۔ یہ فیصلہ جب تقسیم ہوا تو اس کے برعکس دوسرا فیصلہ بھی ساتھ تقسیم ہوا۔ اس موقع پر جب تحریک کے نائب امیر اور شوریٰ سے کہا گیا کہ اب حقیقت سے جی نہ چراؤ اور حق کا ساتھ دو تو انہوں نے کہا کہ پہلے ہم فیصلے کے بارے میں معلومات کرتے ہیں کہ کونسا فیصلہ امارت کے وفد نے کیا ہے اپنے کو ایسا لاعلم دیکھایا گویا کہ ابھی تازہ نورستان سے مولوی فضل اللہ کا وفد آیا ہے۔ خیر چند دن بعد ضمیر نے انہیں ملامت کیا تو انہوں نے امارت اسلامی کے فیصلے کی کاغذی صورت میں تائید کی لیکن لڑائی فریقین کے درمیان جوں کی توں جاری تھی تحریک طالبان پاکستان کے نئے امیر مولانا فضل اللہ صاحب شمالی وزیرستان دور تھے آپ نے رابطہ کاروں کے اقوال اور معلومات فراہم کرنے پر عمل کرتے ہوئے مئی 2014 کو خالد محسود کی معزولی کا حکم نامہ جاری کیا اور آپ کی جگہ شیخ خالد حقانی نائب امیر تحریک طالبان پاکستان کو حلقہ محسود کا امیر مقرر کیا جبکہ ساتھ ہی یہ امر بھی صادر کیا کہ حالات عبد الولی امیر مہمند ایجنسی والا کنٹرول کرے۔ نامعلوم کہ مولانا فضل اللہ صاحب کو کس نے خوش فہمی میں مبتلا کیا جسکی

وجہ سے آپ نے یہ امر صادر کیا۔ اب حلقہ محسود کے مشران کو ہوش آیا کہ تحریک طالبان پاکستان کے بعض عناصر بلکہ اکثریت اصل دشمن ہے حکیم اللہ محسود وغیرہ کی غلطی نہیں تھی یہی تحریک کے بعض عناصر ان کو بھی ہمارے خلاف استعمال کر رہے تھے۔ اصل میں تحریک کے ڈھانچے میں مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والا صرف ایک ہی حلقہ محسود مضبوط حلقہ تھا اس کی قوت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور وہ اسی میں کامیاب ہوئے ، جسکی وجہ سے تحریک میں آئندہ کیلئے رکنیت باقی رکھنے پر کافی غور وفکر ہوا اور تحریک کی تمام اچھائیوں اور برائیوں کو بھانپا گیا جب برائیاں زیادہ ہوئیں اور اچھائیاں کم پڑ گئیں تو ان وجوہات کی بناء پر تحریک سے علیحد گی کے فیصلے **اور اعلان برات پر مجبور ہوئے۔** جبکہ حلقہ محسود کی تحریک سے علیحد گی کے ایام ہی تھے کہ جون 2014 میں آپریشن ضرب عضب کا آغاز ہوا اور تمام مجاہدین میر علی میر انشاہ سے دتہ خیل ،لٹکہ ،لواڑہ اور علاقہ محسود کے شوال وچہ درہ تونددرہ منتقل ہوئے ۔ مجاہدین حلقہ محسود نے زیادہ تر توجہ اپنے مخالفین سے جنگ جاری رکھنے پر دی جن کو ایک علاقے تک محدود کیا۔ کہ اسی اثناء میں مولوی فضل اللہ صاحب نے مداخلت کی اور صلح کیلئے فریقین سے اپیل کی اور تحریک میں شمولیت کی دعوت دی لیکن حلقہ محسود کے مشران نے انہیں کہا کہ پہلے آپ ایک ایسی مجلس قائم کر لیں جس میں تحریک کے شوریٰ کے تمام ارکان موجود ہوں۔ تاکہ ہمارے اوپر کئے گئے مظالم کا آپ بنفس نفیس ادراک کرے، چنانچہ ایسی مجلس لٹکہ میں قائم کی گئی ، جس میں تحریک طالبان پاکستان کے شوریٰ کی جانب سے حلقہ محسود سے زیادتیوں کی مکمل تفصیلات مولوی فضل اللہ صاحب کے سامنے رکھے گئے۔ جب سے وہ امیر بنے ہیں اس وقت سے لیکر حلقہ محسود کی تحریک سے علیحد گی تک کے تمام زیادتیوں سے انہیں آگاہ کیا اور تحریک کے سابقہ اور حال کے شوریٰ کو ان کے سامنے لاجواب کیا اس وقت مولوی فضل اللہ صاحب نے ایک جملہ کہا کہ حلقہ محسود کو تحریک سے نکالا گیا ہے وہ خود علیحدہ نہیں ہوئے ہیں۔ اس کے چند دن بعد مولوی فضل اللہ نے صلح کی کوشش شروع کی اور ایک مہینے کی کاوش کے بعد وہ صلح کرنے میں کامیاب ہوئے۔ فریقین میں صلح کا خلاصہ یہ تھا، کہ حکیم اللہ محسود کے نام سے موسوم گروہ کے سب افراد کو حلقہ محسود کے نظم میں ضم کر دیئے اور مختلف شعبوں میں انہیں رکنیت دی گئی جبکہ شہریار کو کچھ مدت کے لیے اپنے ماتحت رہنے کا فیصلہ کیا اور حلقہ محسود کے نائب امیر کو کچھ مدت کیلئے ختم کیا اور شوریٰ کو نائب کی حیثیت دی ،اور فریقین کے مقتولین کے خون بہا اداء کرنے کا فیصلہ بھی کیا ۔ مولوی فضل اللہ صاحب نے سنجید گی کا مظاہرہ کیا، ضد نہیں کی، مسلمان کی شان یہ ہوتی ہے ورنہ پشتو روایات کی بناء پر اس کو حق تھا کہ حلقہ محسود سے علیحد گی پر مختلف طریقوں سے بدلہ لے لیتے، حلقہ محسود کی تحریک سے جدائی تحریک میں ایک زوردار دھما کہ تھا جس سے تحریک کے پرخچے اُڑ گئے ، مہمند ایجنسی نے بھی تحریک سے علیحد گی اختیار کی، اور کرئی ، کرم اور خیبر جس کے امراء اور کرئی طالبان تھے بشمول مفتی حسن کے تحریک سے علیحد گی اختیار کر کے داعش کے ساتھ بیعت کا اعلان کیا جبکہ باجوڑ کا آدھا حلقہ بھی تحریک سے علیحدہ ہو کر داعش میں ضم ہوا۔ حلقہ محسود تحریک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا لیکن تحریک والوں نے انہیں ناقص نظروں سے دیکھا تھا اور اغیار کے مشوروں کے نتیجہ میں انہیں علیحد گی پر مجبور کیا۔ مولانا فضل اللہ صاحب جب صلح سے فارغ ہوئے تو پھر حلقہ محسود کی تحریک میں شمولیت کی بھرپور محنت شروع کی جس سے حلقہ کے مشران نے بارہا معذرت ظاہر کی لیکن مولانا ناامید نہ ہو رہے تھے اور اسی محنت کو جاری رکھا کہ اچانک ایک دن انتقامی کے گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی اور تحریک والوں نے آصف چھوٹو کے مرکز کا محاصرہ کیا۔ یوں مجا ہدین محسود اور تحریک طالبان کے درمیان حالات گمبھیر ہوئے عین اسی موقع پر حلقہ محسود کے امیر خالد محسود پہنچے حالات کو کنٹرول کیا اور مولانا فضل اللہ صاحب کو تسلی دی کہ انتقامی کا مسئلہ شریعت مطہرہ کے تحت حل کرنے کیلئے ہم تیار ہیں ۔ انتقامی نے چونکہ قاری منصور اور ان کے ساتھیوں کو شہید کروایا تھا۔ جبکہ قاری منصور حلقہ محسود سے بیعت تھے اس کی وجہ سے حلقہ محسود کے مجاہدین نے انتقامی کو

ٹھکانے لگایا، لیکن جب یہ مسئلہ قضاء میں پیش ہوا تو قضاۃ نے فیصلہ کیا کہ مقتولین کے ورثاء حاضری کریں مولوی فضل اللہ اور خالد محسود مقتولین کے ورثاء نہیں ہیں۔ لیکن ورثاء مقدمے کیلئے حاضر نہیں ہوئے اس لئے مقدمے کو عدالت عالیہ سے خارج کیا گیا۔ جب یہ مسئلہ ختم ہوا تو پھر مولانا فضل اللہ صاحب نے خالد محسود کو تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو جواباً حلقہ محسود کے مجاہدین کے مشران نے ایک سال ٹائم مانگا اس کے بعد مولانا فضل اللہ بمع تمام تحریک کے لواڑہ سے کنڑ چلا گیا اور شہریار کو بھی ساتھ لے گئے سال گزرنے کے بعد پھر تحریک کا وفد آیا اور وہی پُرانا مطالبہ دھرایا۔ جواب میں حلقہ محسود کے مشران نے کہا کہ آپ ابھی تک ہمارے مخالفین کی پشت پناہی کرتے رہے ہو۔ اور ہمیں بھی تحریک میں آنے کی دعوت دیتے ہو لیکن وہ نہ مانے آخر کار محسود مجاہدین کے شوریٰ نے جواب دیا کہ ہم تحریک میں ایک شرط کیساتھ شمولیت اختیار کرینگے کہ جو پیش کش مولوی فضل اللہ صاحب نے ایک سال پہلے ہمیں کیا تھا اس وقت ہم نے انکار کیا لیکن اب مجبوراً اس بوجھ کو اٹھانے کیلئے تیار ہیں اور وہ یہ تھا کہ تحریک کی مسئولیت ہمیں دیدیں تاکہ ہم تحریک کو حلقہ محسود کی طرح منظم کریں وفد والوں نے یہ رپورٹ تحریک کے شوریٰ کو پیش کی دس ماہ بعد حلقہ محسود کو جواب دیا کہ اس مطالبے سے دستبردار ہو جاؤ باقی تحریک کو اتفاق سے منظم کرینگے اس کے جواب میں حلقہ محسود کے شوریٰ نے چند سوالات کے جوابات تحریک والوں سے مانگے کہ اس کا جواب ہمیں مل جائے تو پھر ہم شمولیت کے بارے فیصلہ کرینگے۔ جب کہ اس وفد سے قبل استاد ذاکر والا وفد آیا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ برمل ولسوالی میں امن وامان برقرار رکھنے اور داعش کے خلاف آپریشن کے نام سے قطعہ (یعنی امارت اسلامی کے مجاہدین کا ہراول مسلح دستہ) آنے کی آوازیں گرما گرم تھی بدمعاش، ڈاکو اور چور مجاہدین پریشانی کے عالم میں تھے اور برمل سے حالت فرار میں تھے کہ استاد ذاکر کا وفد آیا اور برمل کے ولسوال عصمت اللہ عرف فاروق سے ملا، اس ملاقات میں اور بھی بہت کچھ مسائل پر بات چیت کی ہوگی لیکن شہریار اوران کے ساتھیوں کے بارے میں یقین دلایا کہ یہ تحریک طالبان پاکستان کے لوگ ہے ان سے تعرض نہ کرنا جسکی وجہ سے یہ ٹھگ چور اور ڈاکو لوگ برمل میں ٹھہرنے لگے اوران لوگوں کیلئے امیر مولوی عبداللہ مقرر کیا جبکہ اسی موقع پر وحید عرف جگری اور مولوی اسلم پاکستان جاکر فوج سے جاملے اور دوسروں کو بھی دعوت دے رہے تھے، اوراسی کو گل جنت خان عرف زابل معاہدہ کا نام دے رہا تھا اور دیگر محسود مجاہدین اور عوام کو دعوت دے رہا تھا اسی غلطی اور گناہ کی پاداش میں انہیں 25اپریل2016 کولمن بازار میں بمع ایک باڈی گارڈ کے کھلے عام قتل کیا گیا۔ جبکہ شہریار گروپ جس کو حکیم اللہ گروپ بھی کہا جاتا تھا انہوں نے انتقام لینے کی باتیں شروع کی، چندہی دن بعد 31اپریل 2016 کو اس گروہ کے افراد 2 گاڑیوں میں سوار تھے کسی نے نشاندہی کی کہ اس میں شہریا وغیرہ سرکردہ افراد ہیں اس لئے ان پر بمقام ڈنگر الگڈ میں گھات لگا کر حملہ کیا گیا جسمیں چودہ/14 افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ جبکہ اس گاڑی میں خودکش جیکٹ تھے جو پھٹ گئے جس سے بعض لاشیں جل گئیں اور ایک گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوا، جب کہ چند دن بعد پتہ چلا کہ یہ گروپ کے عام لوگ تھے اسمیں کوئی سرکردہ فرد شہریار وغیرہ نہیں تھا جبکہ ہلال مجموعے کا ایک بندہ اور دو وزیر طالبان بھی شہید ہوئے۔ جب ان واقعات سے مولانا فضل اللہ صاحب اور تحریک والوں کو خبر ہوئی تو ایکیس 21/ صفحات پر مشتمل ایک خط لکھا جس میں کئی گلوں شکوؤں کے ساتھ ساتھ ہمارے سوالات کے جوابات بھی لکھے تھے، اور بالاخر عالم مجبوری میں حکیم اللہ کے نام موسوم گروہ سے بشمول شہریار خان کے دست شفقت اُٹھانے کا فیصلہ لکھا تھا ، اور فریقین کے حق میں دعاء خیر لکھے تھے۔ یہ تھی تحریک طالبان پاکستان کی قیام آج مورخہ 10مارچ2017 تک عروج وزوال کے ایام کی مختصر کارگزاری اور خدمت جہاد۔ تفصیل بمع ثبوت آگے آرہا ہے

تحریک طالبان کے زوال کے کچھ دیگر وجوہات نشاندہی ۔

حکیم اللہ محسود اشنگی شاخ سے تعلق رکھتا تھااور آپ کا آبائی علاقہ کوٹکئی ہے، آپ کے والد کا نام عبد الہادین ہے آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی اسلامی مدرسے میں حاصل کی لیکن ابتداء ہی میں علوم دینیہ کو چھوڑ کر جہادی میدان میں کھود پڑے اور بیت اللہ محسود سے بیعت ہوے اور مہاجرین مجاہدین کی خدمت میں مصروف ہوے اسی اثناء میں بیت اللہ امیر صاحب کیساتھ گاڑی چلانا شروع کیا 2007 میں ذوالفقار کے نام سے بیت اللہ محسود کے ترجمان بنے اور یہ سلسلہ بیت اللہ محسودؒ کے شہادت تک جاری رہا۔ 2007 میں آپ کی تشکیل عبد اللہؒ محسود کے ساتھ ہلمند کی گئی وہاں سے واپسی پر 2008 میں آپکو خیبر وغیرہ ایجنسیوں کے تشکیل پر بھیجا اور بالاخر اور کرزئی اور کرم ایجنسی کا امیر مقرر ہوے اور وہاں سے تمام قبائل اور اضلاع میں بھی کام کرتے رہے جسکی وجہ سے آپ کو کافی شہرت ملی اور یہی تقرری مستقبل میں تحریک کے امارت کا سبب بنی اسی اثناء میں امارت اسلامی افغانستان کے چند مشران کیساتھ تلخ کلامی ہوئی تھی اور خصوصاً کرم ایجنسی میں علماء کرام ،مشران، عوام، اور مجاہدین آپ سے تنگ پڑ گئے تھے جسکی وجہ سے امارت اسلامی افغانستان کے وفد کی بیت اللہ امیر صاحب سے ملاقات ہوئی اور حکیم اللہ کے بارے میں شکایات سے آپ کو آگاہ کیا، بعد ازاں بیت اللہ امیر صاحب نے حکیم اللہ کو کرم ایجنسی کے ذمہ داری سے معزول کیا اور آپ کی جگہ مولوی ولی الرحمن صاحب کو وہاں کی ذمہ داری سونپی گئی اور ساتھ ہی حلقہ محسود کے علماء ومفتیان اور جنگی کمانڈانان کا ایک مضبوط ٹیم آپ کے ساتھ وہاں تعینات کیا گیا تاکہ وہ حالات پر کنٹرول حاصل کریں۔ چنانچہ اس سے حکیم اللہ محسود ناراض ہوئے اور کرم ایجنسی میں بے جامداخلت کرتے رہے جس کی کئی بار شکایت بیت اللہ امیر صاحبؒ کو کی گئی یوں حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن میں بُعد پیدا ہوتا گیا۔ اِن دِنوں افواج پاکستان کی جانب سے علاقہ محسود پر حملہ کی تیاری شروع تھی اور علاقہ محسود کے ارد گرد افواج کی تعیناتی ہوتی رہی اور بالاخر 19 مئی 2009 کو جنگ کا آغاز پاکستانی فوج نے توپ شیلنگ سے کیا اور فریقین میں باقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔ چناچہ یہ سلسلہ ماہ اگست 2009 میں داخل ہوا اور اس آپریشن میں امریکی تعاون ڈرون حملوں کی صورت میں پاکستانی افواج کے ساتھ شروع تھی علاقہ محسود میں کئی ڈرون حملے ہوئے جن میں ایک ڈرون حملہ 5 اگست 2009 کو ہوا جس میں بیت اللہ محسود اور اس کی اہلیہ کی شہادت واقع ہوئی۔ اسی دوران حکیم اللہ محسود اورکزئی میں تھے اور مولوی ولی الرحمن صاحب کرم ایجنسی سے چھٹی پر آئے تھے چنانچہ حلقہ محسود اور تحریک طالبان پاکستان کیلئے نئے امیر مقرر کرنے کی ضرورت تھی اسی سلسلہ میں جنوبی وزیرستان کے علاقہ میں محسود مجاہدین کے مشران کا اجلاس ہوا جس میں مولوی سنگین، مولوی احمد جان وغیرہ نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں کافی غور وفکر کے بعد حلقہ محسود کیلئے مولوی ولی الرحمن صاحب امیر مقرر ہوئے اور اختلاف سے بچنے کیلئے حکیم اللہ محسود آپ کے نائب مقرر ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ امیر صاحب کی شہادت کا واقعہ کچھ مدت کیلئے چھپانا ضروری ہے تاکہ مجاہدین انتشار سے بچ سکیں اور یہ فیصلہ بھی ہوا کہ تحریک کے باقی ماندہ ایجنسیوں کے امراء کو خفیہ اطلاع کی جائیگی اور ان سے تحریک طالبان پاکستان کے لئے آئندہ امیر مقرر کرنے کے بارے میں صلاح ومشورہ کیا جائیگا، لیکن اس سے پہلے خلیفہ صاحب ایجنسیوں میں ترغیبی محنت کرینگے۔ قبل اس محنت سے معلوم نہ ہوسکا کہ مولوی ولی الرحمن صاحب کیسے مکڑی کے جال میں پھنسے انہوں نے حکیم اللہ کے مشورہ سے ایک وفد مولوی عظیم اللہ عرف خاطر کی قیادت میں قبائل سے رابطے کیلئے اور کزئی ایجنسی بھیجا اور اس وفد کو اختیار دیا کہ اگر آپ لوگ مناسب سمجھے تو وہاں پر ہی تحریک طالبان کیلئے امیر کا انتخاب کرلیں ورنہ واپس آکر ہمیں رپورٹ دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مولوی صاحب کو واپسی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد حلقہ محسود کی سطح پر مومی کڑم میں اجلاس ہوا اور اور کزئی میں اجلاس مقرر ہوا کہ وہاں پر تحریک کیلئے امیر کا انتخاب ہوگا۔ چنانچہ اگست 2009 میں وہاں کے اجلاس کیلئے قاری مظلوم شہیدؒ، مولوی نور سید، مولوی خیر محمد، مولانا عظمت اللہ، مولوی ولی الرحمن، حکیم اللہ محسود، مفتی نور ولی عرف عاصم کا انتخاب ہوا۔ یہ سب

حضرات (ماسوائے مفتی نورولی کے) وہاں پہنچ گئے، اور کرزئی کے مشہور کمانڈر طوفان نے انہیں ارغنیجو میں ایک گھر مہمان نوازی کیلئے لے گئے، مولوی نورسید کے بقول ہم دودن تک اس گھر میں انتظار میں تھے کیونکہ اجلاس کے منتظم اعلی حکیم اللہ محسود تھے کیونکہ وہ اس علاقے میں جانے پہچانے تھے اور مقامی افریدی قبائل کے دماد تھے مولوی نورسید صاحب کے بقول سلیم اللہ عرف سلیمولی خیسورہ والا آیا کہ آپ لوگ تو گرفتار ہے، ویسے بیٹھے ہو باہر دنیا میں تحریک کی امارت کے بارے میں کنوینسنگ ہورہی ہے اور تقریباً امیر کا انتخاب ہوا ہے، مولوی نورسید کے بقول ہم وہاں سے نکلے اور حکیم اللہ کا پتہ کیا وہ ایک گھر میں ملے جب ہم ان سے ملے اور ان سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے عذر پیش کیا کہ میں تھکا تھا اسلئے اجلاس میں تاخیر ہوئی معذرت اور معافی کی درخواست کی، چنانچہ آنے والی دوسری رات کو اجلاس مقرر ہوا ۔ مولوی نورسید کے بقول جب ہم نے جائزہ لیا تو یوں محسوس ہوا کہ حکیم اللہ محسود خودبخود تحریک طالبان کے امیر ہیں۔ چنانچہ تحریک طالبان کے اجلاس سے قبل ہم محسود مجاہدین کے مشران بشمول حکیم اللہ محسود کے ایک جگہ بیٹھے اور اس موضوع پر بات شروع کی اور حکیم اللہ محسود کو اس سے آگاہ کیا کہ یہاں جو صورتحال ہم دیکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تحریک والے آپ کو امیر بنانے پر زور دے رہے ہیں اور کنوینسنگ ہورہی ہے۔ لہذا آپ صاحب تحریک کا عہدہ قبول نہ کرے اس سے انکار کرلینا، کیونکہ اس سے حلقہ محسود میں مشکلات کا دروازہ کھولے گا ایک گروہ آپ کے نام سے بنے گا ایک گروہ مولوی ولی الرحمن کے نام سے بنے گا اور یہ بھی ناممکن ہے کہ تمام محسود ذمہ داران آپ سے اتفاق کرلیں کیونکہ مولوی ولی الرحمن صاحب امارت اور حلقہ محسود شوریٰ کے اتفاق سے امیر مقرر ہوا ہے۔ لہذا آپ صاحب مجاہدین پر رحم فرما کر اس عہدے سے انکار کرلینا، مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ حکیم اللہ نے کہا کہ جب تمام تحریک والے مجھے امیر بنانے کیلئے تیار ہیں تو آپ محسود لوگ ضد نہ کرو اگر میں تحریک کا امیر بنا تو میں عہد کرتا ہوں کہ حلقہ محسود میں مداخلت نہیں کرونگا، اس کا جواب ہم نے یہ دیا کہ یہ ناممکن ہے کہ آپ مداخلت نہیں کروگے کیونکہ آپ اسی علاقے کے باشندے ہے خواہ مخواہ ضرورت آپ محسوس کرینگے اور اُنہیں اختلاف اور اس کے بھیانک نتائج سے آگاہ کیا۔ لیکن وہ نہ مانے اور اس پر بضد رہے کہ اگر تحریک والوں نے مجھے امیر بنایا تو میں کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا، البتہ حلقہ محسود میں مداخلت نہیں کرونگا، چنانچہ اس اجلاس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بالاخر تحریک کا اجلاس شروع ہوا جسمیں حکیم اللہ محسود نے سب حاضرین کا تعارف ایک دوسرے سے کروایا اور اس اجلاس کے صدر مسلم دوست مقرر ہوے تلاوت کلام پاک اور کچھ تمہیدی کلمات کے بعد باقاعدہ اجلاس شروع ہوا اور امیر کے انتخاب پر رائے شماری شروع ہوئی ہر ایک کی منہ سے حکیم اللہ نکلتا رہا صرف محسود مجاہدین نے مولانا فضل اللہ صاحب کا نام پیش کیا۔ لہذا مسلم دوست نے حکیم اللہ محسود کو آئندہ کیلئے تحریک کا امیر مقرر کیا۔ اجلاس برخاست ہوا اور ہر ایک نے اپنے علاقے کی طرف واپسی شروع کی۔ چند دن بعد حکیم اللہ محسود بھی واپس جنوبی وزیرستان کے علاقہ جنتہ پہنچے اور کمانڈر ملنگ عرف ذبیح اللہ کے گھر مہمان ہوے اور انہیں بشیر افغانی نے یہ ترغیب دی کہ حلقہ محسود میں ایک امیر ہونا چاہئے چونکہ حکیم اللہ محسود تحریک کے امیر ہے وہ حلقہ محسود کا بھی امیر ہونا چاہئے تاکہ وہ مضبوط امیر ہو، چنانچہ یہی دعوت پورے علاقہ محسود میں شروع ہوئی۔ اور ساتھ ہی امیر محترم بیت اللہ محسود کے شہادت کے بارے میں جن لوگوں پر جاسوسی کا شک تھا ان کے گرفتاری کے بارے میں حکیم اللہ محسود کے حمائتیوں نے اقدام کی کوشش شروع کی چنانچہ مولوی ولی الرحمن صاحب نے بدنامی سے بچنے کیلئے ان کی بات مان لی اور جن لوگوں پر انہیں شک تھا جس میں حاجی اکرام الدین شابی خیل اس کے بھائی اسد اللہ اس کے بیٹے مولوی ضیاؤالدین اس کے بھتیجے محمد اقبال اور حاجی اسد اللہ کے ایک بیٹے اور ایک شابی خیل مزدور جو حاجی اکرم الدین کے ساتھ مزدوری کرتا تھا ان سب کو گرفتار کیا گیا۔ بعد ازاں غیر جانبدار تحقیق کیلئے مجموعہ استاد اسلم کے مجاہدین کے حوالے کئے تاکہ تحقیق غیر جانبدار ہوجائے اسی تحقیق

کے دوران سخت سزا اور تشدد کی وجہ سے محمد اقبال شابی خیل اور مزدور کی موت واقع ہوئی۔ اس اقدام سے حکیم اللہ محسود کا مقصد یہ تھا، کہ میرے کہنے سے مولوی صاحب بضد ہو جائینگے اور وہ ان کی گرفتاری سے انکار کرینگے لیکن یہ پلاننگ ناکام رہی۔ بالاخر اگست 2009 رمضان المبارک میں حکیم اللہ محسود نے علاقہ بدر میں ایک اجلاس بلایا جس میں صرف آپ کے حمایتی کمانڈنان نے شرکت کرنی تھی اور حلقہ محسود کے ان مشران کو بھی دعوت دی گئی جن کے بارے میں وہ خوش فہمی میں تھے یا ان سے امید تھی کہ وہ بھی آپ کی حمایت کرینگے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں مجھے (مفتی عاصم) کو بھی دعوت دی گئی جب میں وہاں پہنچا، میں نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے کس مقصد کیلئے بلایا ہے تو آپ نے صورت حال بیان کی، کہ محسود مجاہدین کے اکثر کمانڈروں کا یہ مطالبہ ہے کہ حلقہ محسود میں امیر ایک ہونا چاہئے یہ غلط بات ہے کہ حلقہ کے الگ امیر ہو اور تحریک کا الگ ہو اور دونوں کا تعلق بھی حلقہ محسود سے ہو تو میں نے ان سے کہا کہ آپ صاحب ان لوگوں کو سمجھادے، کیونکہ آپ دونوں امراء کے دائرہ اختیار جدا جدا ہے، حکیم اللہ نے جواب دیا کہ کماندانان یہ بات نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ دو امراء کے تحت جہاد ہمارے لئے مشکل ہے، لیکن میں اپنے ناوقفیت کی وجہ سے اس راز سے بے خبر تھا کہ ان کمانڈروں کو آپ نے ہی اکسایا تھا، عصر کے وقت جوق در جوق کماندانان آتے رہے اسی اثنامیں محترم اعظم طارق شہیدؒ بھی آپہنچے اور مولوی ولی الرحمن شہیدؒ اور غالباً قاری مظلوم یار شہیدؒ بھی آپ کے ساتھ آپہنچے ان حضرات کو راستے میں پتہ چلا تھا کہ کماندانان اس بنیاد پر بدر جارہے ہیں۔ بعد از مغرب اجلاس شروع ہوا ان تمام کمانڈروں کی جانب سے کمانڈر تاج گل نے بات کی کہ ہمیں ایک امیر چاہئے لہذا ان دونوں امراء میں سے ایک مستعفیٰ ہو جائے، ظاہر میں یہ بات بڑی مفید لگ رہی تھی لیکن اس کے پیچھے جو عوامل کارفرما تھے وہ کچھ اور تھے جس کے بارے میں محسود مجاہدین کے مشران نے اور کزئی میں حکیم اللہ کو آگاہ کیا تھا، چونکہ اس مطالبے سے حکیم اللہ اور اسکے حمائتی کمانڈروں کو یقین تھا کہ حکیم اللہ کو معزول کرنا مشکل کام ہے جسکا تعلق تحریک سے وابستہ حلقوں سے ہے البتہ مولوی صاحب کو معزول کرنا آسان ہے کیونکہ اس کا تعلق حلقہ محسود سے ہے، لیکن اسکے لئے حلقہ محسود کا عالی شوریٰ اور آدھے سے زیادہ مجاہدین تیار نہ تھے اور اس موقعہ پر حکیم اللہ اور آپ کے حمایتی حضرات کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس سے اختلاف شدت اختیار کر جائیگا۔ چنانچہ یہ کمانڈر اپنے مطالبے پر بضد رہے اس لیے چند دن بعد ہی رمضان المبارک میں بمقام ڈیلہ پورے حلقہ محسود کے امراء اور کمانڈنان کا اجلاس بلایا گیا جسمیں مولوی احمد جان اور ملاسنگین وغیرہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ جب اجلاس شروع ہوا۔ اور تمام حاضرین کو صورت حال سے اگاہ کیا۔ تو حاضرین میں سے کوئی بھی مولوی ولی الرحمن شہیدؒ کے معزولی پر راضی نہ ہوا بالاخر اسی اجلاس میں دو/2 اہم فیصلے ہوے (1) ایک شوریٰ مقرر ہوا جو تمام معاملات پر نظر رکھے گا اور دونوں امراء کے غلطیوں پر نظر رکھے گا خلاف ورزی کرنے والے کا نشاندہی کر کے محسود مجاہدین کو اس سے باخبر رکھے گا (2) اس اجلاس میں فریقین کے مابین چند اصول مقرر ہوے کہ ہر ایک اس کا پابند ہو گا۔

(1) شوریٰ میں فریقین کے حمائتی افراد کا تعین ہوا۔

(2) حکیم اللہ کو پابند کیا کہ وہ حلقہ محسود میں مداخلت نہیں کریگا۔

(3) حلقہ محسود میں جو کام کرنا ہو وہ مولانا ولی لرحمن کی اجازت سے کریگا۔

(4) اگر حکیم اللہ کو افراد کی ضرورت پیش ہوئی، تو مولوی ولی الرحمن صاحب سے اجازت لینگے، ماسوائے باڈی گارڈ کے کہ وہ ان کو مخصوص دیا گیا۔ وغیرہ۔ 15 اکتوبر 2009 کو چاروں طرف سے فوج نے علاقہ محسود پر حملہ کر کے پیش قدمی شروع کی چند دن تک مجاہدین نے بہادری سے مقابلہ کیا لیکن جب مولانا ولی الرحمن صاحب کو معلوم ہوا کہ فوج ہر ممکن طریقے سے علاقہ محسود پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے مجاہدین

کو محاذ چھوڑنے کا حکم دیا اور انہیں گوریلہ جنگ لڑنے کا حکم کیا چنانچہ اسی امر کو ترتیب دینے کیلئے بمقام پڑتیگے اجلاس ہوا جس میں حکیم اللہ محسود، مولانا ولی الرحمن، مولوی عظمت اللہ، اعظم طارق، اور مفتی نور ولی عاصم نے شرکت کی اس اجلاس میں باقاعدہ گوریلہ جنگ لڑنے کا فیصلہ ہوا اور علاقہ محسود کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک کیلئے الگ الگ مسئول مقرر ہوئے

(1)حلقہ سپین کئی رغزائی، حلقہ وچہ خوڑہ، حلقہ سراروغہ، حلقہ سرکائی ماسکائی کا ذمہ دار شیر اعظم آغا مقرر ہوا۔

(2)حلقہ شکتوئی، حلقہ زانگاڑہ، حلقہ دواتوئی کا ذمہ دار مولوی نصر اللہ منصور مقرر ہوا۔

(3)حلقہ مکین، حلقہ قلندر، حلقہ سپین کمر، حلقہ لواڑہ، حلقہ لدھا کا ذمہ دار قاری مظلوم یار شہیدؒ مقرر ہوا جب کہ ذاکر شمیم شہیدؒ کو اس کا نائب مقرر کیا۔

(4)حلقہ بدر، حلقہ مومی کڑم، حلقہ سام حلقہ مشتہ کا ذمہ دار خان سعید عرف سجنا مقرر ہوا۔

(5)حلقہ خیسورہ، حلقہ تنگئ، حلقہ بروند، حلقہ جاٹیرائے، حلقہ چگملائی کا ذمہ دار مفتی نور ولی عاصم مقرر ہوا۔

تمام حلقوں کے امراء کو امر ہوا کہ وہ چہار یا پانچ پانچ مجاہدین اپنے اپنے علاقوں میں داخل کریں جو صرف فوج پر نظر رکھیں اور صورت حال کا جائزہ لیا کریں اگر مختصر کاروائی کا موقعہ ملے تو کاروائی کیا کریں۔ باقی مجاہدین کو شمالی وزیرستان منتقلی کا حکم ہوا اور وہاں مقامی مجاہدین سے رابطے کیلئے پہلے مفتی ابوہشام اور مولوی عزیز اللہ شہیدؒ مقرر ہوئے بعد میں مولوی صابر صاحب کا بھی انتخاب ہوا، تمام محسود مجاہدین نے وہاں پر مراکز کھولے اور بال بچوں کی رہائش کیلئے گھروں کا انتظام کیا۔

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ حکیم اللہ نے مولوی عظمت اللہ مولوی ولی الرحمن مفتی نور ولی عاصم اور اعظم طارق کو میر علی کے گاؤں حیدر خیل بلائے، وہاں پر ہم تینوں مفتی نور ولی، مولوی عظمت اللہ اور اعظم طارق سے حکیم اللہ نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ مولوی ولی الرحمن میری اطاعت نہیں کرتے ہیں اور نہ کرنے کا ارادہ ہے لہذا میرا یہ خدشہ ہو سکتا ہے کہ غلط ہو اس بارے میں آپ تینوں حضرات مولوی صاحب سے بات کر لیں اور میری تسلی کر لیں ہم نے ان سے شواہد کا مطالبہ کیا لیکن آپ نے کہا کہ مجھے ویسے ہی ان سے ڈر ہے، جب مولانا صاحب سے یہ بات ہم نے کہی تو بہت غصے ہوئے اور صاف انکار کیا کہ آئندہ میں کسی قیمت پر حکیم اللہ کی اطاعت کے لیے تیار نہیں ہوں کچھ دیر بعد جب آپ ٹھنڈے ہوا اور بحث و مباحثہ ہوا تو آپ سمجھ گئے کہ اس وجہ سے مجھے تحریک طالبان پاکستان میں بدنام کرنا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ خواہ مخواہ ہماری غیرت کو چیلنج نہ کیا جائے میں دوسرے تحریک کے ذمہ داروں کی بنسبت حکیم اللہ کی اطاعت کیلئے پہلے سے زیادہ تیار ہوں۔ جب یہ جواب حکیم اللہ محسود کو ملا تو آپ نے بظاہر خوشی کا اظہار کیا لیکن جس مقصد کیلئے انہوں نے یہ بات اٹھار کھی تھی وہ حاصل نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ گزرا کہ حلقہ لدھا کے مجاہدین حضرت اللہ عرف تورہ شپہ اور ان کے ساتھی جو عرصہ سے شمیم ذاکر کے ساتھ اختلاف میں تھے ان کو حکیم اللہ نے اشارہ کر کے انہوں نے حلقہ لدھا میں مداخلت شروع کی ان کو بار بار سمجھایا گیا اور مولانا ولی الرحمنؒ (شہید) خود ان کو منع کرتے رہے لیکن وہ نہ مانے اور کئی بار خلاف ورزی کی اس سے حکیم اللہ کا مقصد یہ تھا کہ اخرکار شمیم ذاکر مجبور ہو جائے گا اور ان افراد کے خلاف کاروائی کرے گا جس کی وجہ سے شمیم ذاکر پر ہم گرفت کرینگے اور اس کو سامنے سے ہٹائنگے، اخرکار ایسا ہی ہوا کہ ان افراد اور حلقہ لدھا کے مجاہدین کے درمیان جھڑپ ہوئی اور اسمیں تورہ شپہ کے دو2 ساتھی مارے گئے دو2 یا تین 3 بندے گرفتار ہوئے جن کو اسی دن سجنا کی مداخلت پر رہا کئے واقعہ پر حکیم اللہ نے اجلاس بلایا اور شمیم ذاکر کے ظلم کو بیان کیا کہ انہوں نے چھوٹے مجاہدین کو شہید کیا ہے اخرکار فیصلہ ہوا کہ مسئلہ شریعت کو راجع کیا جائیگا اور یہ مسئلہ شریعت کی روشنی حل کیا جائیگا اس جھڑپ میں جو افراد مارے گئے ان کے نام یہ

ہے شعیب ولد بخمل خان شمیرائی عمر فاروق ولد محمد ہاشم شمیرائی حبیب ولد میرپچ لنگرخیل یہ واقعہ 2010 جنوری یا فروری میں پیش آیا بعد میں حکیم اللہ گروپ نے اسکے انتقام میں ذاکر کے ایک ساتھی مائبل کے ایک بھائی اور اس کی بیوی اور بیٹی کو قتل کیا جن کی ہڈیاں کئی ماہ بعد ملی اور کپڑوں سے پہچانے گئے بہادروں نے ان بے گناہوں سے انتقام لیا اور وہ بھی خفیہ طریقے سے۔ الغرض تحقیق کیلئے علاقہ دیگان میں اجلاس مقرر ہوا تاکہ یہ معلوم کرلیں کہ غلطی کس فریق کی ہے اور عینی شاہدین سے تحقیق کیا جائے اور اس بارے میں معلومات حاصل کی جائے اس تحقیق کیلئے مفتی نورولی، مولوی ولی الرحمن، اعظم طارق اور قاری حسین مقرر ہوے، صبح نو/9 بجے سے تحقیق شروع ہوئی اور موقع کے عینی شاہدین سے بیانات قلم بند کئے گئے جب دن کے بارہ بجے اجلاس ختم ہوا تو اس دوران شمیم ذاکر بمع چند تھیوں کے آئے اور مولانا ولی الرحمن شہیدؒ سے علیحدگی میں بات ہوئی کچھ دیر بعد انہوں نے اعظم طارق کو بلایا اس سے مختصر بات ہوئی پھر مجھے (مفتی نورولی) کو بلایا اور بتایا کہ شمیم ذاکر کہہ رہا ہے کہ آپ لوگوں نے میرے مسئلے کو حل کرنے کیلئے تحقیق شروع کی ہے اور مسئلے کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن حکیم اللہ نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا ہے، آج رات مجھے ایک ساتھی نے کھانے کی دعوت دی ہے اور اس ساتھی کا حکیم اللہ سے رابطہ ہے یعنی کھانے میں نشہ آور مادہ استعمال کرکے مجھے بے ہوش کرینگے اور بعد میں مجھے قتل کرینگے یا راستے میں گھات لگاکر ہمیں قتل کرنے کا پروگرام بنایا ہے، جب کہ اس ساتھی غالب نے مجھے اطلاع دی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ میرے ساتھی تھے ہو سکتا ہے کہ اس نمک کا اثر اب تک اس اسمیں باقی ہو جو اس نے میرے ساتھ کھایا ہے اور مجھ پر رحم آیا ہو اس لیے مجھے بتایا ہو، تحقیق کیلئے انہوں نے ہمیں مخابرہ کا نمبر بھی دیا ہے کہ بعد از مغرب غالب میرے ساتھ ان نمبروں پر رابطہ کرے گا اور کھانے کیلئے دعوت دے گا میں دعوت قبول کرنے سے عذر پیش کرونگا جبکہ وہ بہت گلے شکوے کرے گا لیکن میں مجبوری ظاہر کرونگا تاکہ یہ راز حکیم اللہ کو معلوم نہ ہوسکے کہ غالب نے شمیم کو راز بتایا ہے اور اس پروگرام سے شمیم باخبر ہے۔ لہذا تحقیق کیلئے مولانا ولی الرحمن شہیدؒ اعظم طارق شہیدؒ اور میں (مفتی نورولی) ان کے ساتھ عیدک سے ذرا آگے مغرب کے بعد پہنچے جب پہاڑی پر چھوڑے اور غالب نے شمیم ذاکر شہیدؒ سے رابطہ کیا تو اس نے کہا کہ امیر صاحب آپ نے بہت دیر کیا جلدی کرو کھانا تیار ہے شمیم ذاکر نے کہا کہ غالب بھائی میں تو معذور ہوں کہیں دور گیا ہوں کام ہے اسلئے میں نہیں آسکتا اس بات پر غالب نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور شمیم ذاکر سے کہا کہ آئندہ کیلئے میں آپ سے بات نہیں کرونگا اگر آپ دعوت کیلئے نہ آئے لیکن ذاکر انکار کرتے رہے، جب کہ یہ باتیں ہم بھی سن رہے تھے جب یقین ہوا کہ حکیم اللہ نے شمیم ذاکر کے قتل کا پروگرام بنایا ہے اور بات واضح ہوئی، صبح کو حکیم اللہ سے حسوخیل میر علی میں ملاقات ہوئی، اور اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہی تو وہ صاف انکار کر گیا اور بہت غصے ہوے کہ آپ لوگ خواہ مخواہ میرے اوپر الزام لگا رہے ہو لیکن جب ان کو شواہد بتادیئے تو اس کا چہرہ متغیر ہوا اور کہا اچھا اب صاف بتادیتا ہوں کہ حقیقت میں میں نے اس کے قتل کا پروگرام بنایا تھا بلکہ تین یا چار گروپ بھی تشکیل دیئے تھے کہ اگر راستے میں موقع ملا تو اس پر حملہ کرنا ہے اور اس کو قتل کرنا ہے، تو سب شرکاء نے کہا کہ پھر مسئلے کو شریعت کی طرف راجع کرنے کا کیا مقصد، مجلس میں گرماگرمی شروع ہوئی اور وہ نارض ہو کر بھاگ گئے، بھاگنے کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ میں ناراض ہو جاؤنگا تو میری غلطی کو حاضرین مجلس چھپائینگے اور میری پردہ پوشی کرینگے۔ اس کاروائی سے حکیم اللہ کا مقصد یہ تھا کہ شمیم ذاکر حلقہ محسود میں مضبوط شخص ہے اس کو مولوی صاحب سے دور کیا جائے اور اس طرح مختلف بہانوں سے مولوی صاحب کے قریبی ساتھیوں کو ختم کرنا چاہتے تھے لیکن کامیاب نہ ہوئے اسی اثناء میں 2010 میں اکرم الدین لالا کا مسئلہ بھی حکیم اللہ نے اٹھایا اور کہا کہ اکرم الدین مجھے حوالہ کیا جائے انہوں نے امیر صاحب بیت اللہ محسود شہید رحمۃ اللہ علیہ پر جاسوسی کی ہے میں اس پر مطمئن ہوں کہ انہوں نے جاسوسی کی ہے لہذا میں انہیں قتل

کرتاہوں لیکن مولوی صاحب نے انکار کیااور کہاکہ اکرم الدین حلقہ محسود سے تعلق رکھتاہے اورزیر تحقیق ہے اسمیں آپ کو حق نہیں ہے کہ بغیر جرم کے آپ اسے قتل کریں بعدازان حکیم اللہ مولوی صاحب اور اس کے مشران ساتھیوں کے خلاف پروپیگنڈہ چلاتے رہے کہ یہی لوگ امیر صاحب کے قتل میں ملوث ہیں اس مسئلے کو بھی حکیم اللہ نے اسلیے اٹھایاتاکہ مولوی صاحب کی وقعت مجاہدین میں کم ہواور حلقہ محسود کے مجاہدین میری حمایت کریں لیکن مولوی صاحب اور اس کے مشران ساتھی عالی دماغ تھے انہوں نے ان مسائل کوشریعت مطہرہ کے تحت حل کرنے کا کہااوراخرکار قضاۃ مقرر ہوے جبکہ قضاۃ امارت اسلامیہ کے مقرر کردہ قضاۃ تھے انہوں دعویٰ اور جواب دعویٰ سنااور لکھااور فیصلہ کیا۔ اکرم الدین لالاپر الزامات ثابت نہ ہوے اسلئے انہوں نے رہائی کا حکم صادر کیا۔ جب کہ شمیم پر دومجاہدین کے قتل کا دعویٰ صادر کیاانہوں جواب میں کہاکہ میں نے ان پر اقدام نہیں کیاہے بلکہ اقدام ان لڑکوں نے میرے ساتھیوں پر کیاتھاجس کی وجہ دفاعاًوہ قتل ہوے جن مجاہدین پر دعویٰ کیاوہ حقیقت میں اس واقعہ کے وقت موجود ہی نہیں تھے ان پر قسم آئی اورانہوں نے قسم اٹھائی۔ جب یہ موقعہ حکیم اللہ کے ہاتھ سے نکلاتودوسرے حربے شروع کئے جن میں ان جاسوسوں کارہاکراناشامل ہے جورنگے ہاتھوں شمیم ذاکرنے گرفتار کئے تھے لیکن حکیم اللہ نے اختیارات استعمال کرتے ہوے ان جواسیس کو تحریک کے اجرائی شوریٰ کے حوالہ کرنے کاکہااور تحقیق کی اور فیصلہ کیاکہ چونکہ ان لوگوں پر شمیم ذاکرنے سحر کیاہے یہ مجرم نہیں ہیں جواسیس کوتورہاہی کردیاگیابلکہ الٹاشمیم پر ساحر ہونے کادعویٰ کیااور مجاہدین میں خوب پروپیگنڈہ کیاجس کابالاخر نتیجہ یہ نکلاکہ شمیم ذاکرسے حلفیہ بیان لیاگیاکہ وہ نہ توخودساحر ہے اورنہ ہی انہوں ان جواسیس پر سحر کیاہے، جبکہ جاسوسوں نے سینکڑوں افراد کے مجمعے میں خوداقرار کیاتھالیکن وہ اقرار مبنی برجبر وسحر قرار دیاگیا۔ بعدازان اکتوبر 2010 میں حکیم اللہ محسود نے تمام تحریک کے ذمہ داران یاان کے نمائندوں کوبلایاجب کہ اس سے قبل تحریک کیلئے ایک لائحہ عمل تیار کیاتھاجس پرایجنسیوں اوراضلاع کے امراءسے تائید حاصل کی تھی لیکن جب مولاناولی الرحمنؒ کے پاس بھیجا تومولانانے جواب میں کہاکہ اسپر میرے کچھ تحفظات ہیں اس پر بحث کرناضروری ہے تواس وقت پھر حکیم اللہ کومولوی صاحب کے بدنام کرنے کاموقع ہاتھ آیااور یہی ان کامقصد وحید تھااور تحریک کے لوگوں کو کہناشروع کیاکہ پوری تحریک لائحہ عمل سے متفق ہے صرف مولانا ولی الرحمن نہیں مانتے ،لہذااخرکار شوال اجلاس منعقد ہوااوراس اجلاس میں لائحہ پر بحث شروع ہوا۔(1)مولوی صاحب کاپہلاخدشہ یہ تھاکہ اس لائحہ میں جواختیارات تحریک کے امیر کیلئے لکھے گئے ہیں وہ توخلیفہ وقت کے ہیں نہ کہ امیر تحریک کے،لہذااس دور میں تواتنی کھلی چھٹ علماءنے خلیفہ کو بھی نہیں دی ہے حکیم اللہ کوایسے اختیارات دینادور کی بات ہے۔(2)اس لائحہ سے مقصد صرف حلقہ محسود کے نظم کیلئے مشکلات پیداکرناہے اوردوسرامقصد نہیں ہوسکتاہے کیونکہ جواختیارات حکیم اللہ کوملے ہیں وہ استعمال کرکے حلقہ محسود میں مداخلت کریگااور یہ مداخلت خواہ مخواہ حلقہ محسود کے نظم کوخراب کریگاکیونکہ ایک حلقے کے دوامیر ہونگے ایک میں ہونگااورایک حکیم اللہ ہوگاتونظام میں خواہ مخواہ بگاڑپیداہوگا،لہذاایسے اختیارات ملنے چاہیں جومناسب ہونہ یہ کہ ان کوکھلی چھوٹی ملے۔ تقریباایک ہفتہ تک یہ اجلاس جاری رہااورلائحہ کے ایک ایک نقطے پر بحث ہوتارہااس دوران مولانانے حکیم اللہ کومشورہ دیاکہ اگر آپ چاہتے ہوکہ جہاد کوفائدہ پہنچے اور مجاہدین متفق ہوجائے تواگر ہم دونوں اپنے عہدوں سے مستعفی ہوجائیں تواچھاہوگاتاکہ مسئلہ ہی ختم ہووہ بڑاچالاک تھافوراًبولاکہ بلکل صحیح ہے اوراجلاس میں دونوں نے استعفیٰ پیش کرکے مستعفی ہوئے، اجلاس میں اس پر بحث شروع ہوئی کہ اب کیاکریں توتحریک کے شوریٰ نے مشورہ شروع کیاسب نے کہاکہ اسوقت حکیم اللہ کااستعفیٰ منظور کرناتحریک کیلئے نقصان دہ ہے اورکافی دلائل اس پر پیش کئے، جبکہ ایک دلیل یہ تھی کہ پاکستان کی جنگ پراس کااثر منفی ہوگا۔ جوکام تیزی سے ہورہاہے وہ معطل ہوجائیگاکیونکہ نیاامیر پہلے توتعارف اور ملاقاتوں میں کافی

وقت لگائیگا اور اپنے سوچ کے مطابق نیا طریقہ کار بنائیگا آخر کار فیصلہ ہوا کہ تحریک کا امیر حکیم اللہ ہی ہو گا اس کو دوبارہ بحال کیا۔ تحریک کے بعض لوگوں نے کہا کہ اب تو مولانا برخاست ہو چکے ہیں اسلئے حکیم اللہ محسود ہی حلقہ محسود کا امیر بنانا چاہیے تاکہ اختلاف ختم ہو، اب تو ان لوگوں کو زبردست موقع ہاتھ آیا لیکن اس موقع پر میں (مفتی نورولی) اجلاس میں حلقہ محسود کی طرف سے رکن تھا میں نے اس پر دلائل پیش کئے کہ اگر ایسا کروگے تو حلقہ محسود دو گروپوں میں تقسیم ہو جائیگا اور فوراً ان میں جنگ شروع ہو گی کیونکہ اکثریت مجاہدین حلقہ محسود اور ان کے بڑے مشران ساتھی حکیم اللہ سے مطمئن نہیں ہیں اس بات میں مولانا عصمت اللہ پنجابی (عرف معاویہ) نے بھی میری حمایت کی بالاخر مجبوراً تحریک والوں نے فیصلہ کیا کہ بس یہ فیصلہ حلقہ محسود کے مجاہدین خود کریں حلقہ محسود کے مجاہدین میں فخر عالم، مولوی اسلم، مولوی خیر محمد جو حکیم اللہ کے ساتھی تھے انہیں بھی مشوریٰ کیلئے بلایا حلقہ محسود سے مولوی عظمت اللہ اعظم طارق اور مفتی نورولی جو حلقہ محسود کے مشران اور ذمہ داروں میں شمار ہوتے ہیں ان کو شوریٰ کیلئے منتخب کیا۔ اس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر مولوی صاحب کی جگہ دوسرے کو لایا جائے تو فوراً لڑائی شروع ہونے کا خطرہ ہے لہذا فیصلہ یہ ہوا کہ بس حلقہ محسود کیلئے مولانا ولی الرحمن صاحب ہی امیر ہونگے، اور یہ فیصلہ تحریک کے شوریٰ میں پیش ہوا انہوں نے بھی تائید کی۔ بعد ازان تحریک کے لائحہ پر بحث شروع ہوئی اور ایک ہفتہ اجلاس جاری رہا اور لائحہ عمل تیار ہوا کچھ عرصہ بعد جب لائحہ عمل منظر عام پر آیا تو اس لائحہ میں کئی شق ایسے ملے جن میں ردوبدل ہوا تھا اور وہی متنازع بھی تھے۔ مثلاً (1) تحریک جب کسی حلقے کے امیر کو معزول کرے گا تو پہلے حلقے کا شوریٰ اعتماد میں لے گا تاکہ کوئی اختلاف نہ کرے اور یہ معزولیاں کوئی مبنی بر عناد نہ سمجھے۔ جب کہ تحریف یوں ہوا تھا، کہ امیر کو اختیار ہے کہ وہ بلا سبب بھی معزولیاں کر سکتا ہے (2) معاملات کا حل فقہ حنفی کے مطابق ہو گا۔ جب کہ الفاظ میں تحریف یوں ہوا، کہ معاملات شریعت محمدی کے مطابق حل کئے جائنگے۔ چونکہ یہ الفاظ عام ہے قرآن وحدیث اور چاروں فقہ وغیرہ کو شامل ہے اس سے ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان میں فقہ حنفی کی مقبولیت کم ہو سلفیت اور پنج پیریت کا رواج ہو کیونکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس، جبکہ راز اکتوبر 2011 کو اس وقت کھل گیا۔ جب بمقابلہ مولوی ولی الرحمن کے اس وقت ایک شوریٰ حلقہ محسود کے ان مجاہدین نے اپنی طرف سے تشکیل دیا جن کا تعلق حکیم اللہ سے تھا۔ جب ان لوگوں سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں نے نیا نظم کیوں تشکیل دیا ہے تو وہ انکار کر گئے لیکن یہ انکار انہیں کار آمد ثابت نہ ہوا کیونکہ ان میں ایک بندہ مولوی صاحب کا تھا جس نے راز فاش کی، اس سے حکیم اللہ کا مقصد مولوی صاحب کیلئے مشکلات پیدا کرنے تھے اور تحریک کے لوگوں پر واضح کرنا تھا کہ مولوی صاحب سے مجاہدین بے زار ہے، اس وقت حکیم اللہ کے بارے مشہور کیا گیا کہ وہ اور کزئی گیا ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوئی کہ انہوں الگ نظم حلقہ محسود میں تشکیل دیا ہے تو اس وقت وہ انکار کے بجائے اقرار کر گئے، جب وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کر رہے ہیں جو مجاہدین اس کے حمایتی ہیں مولوی صاحب ان کا ہر قسم کے اکمالات کر رہا ہے جب کہ ہمارے ضروریات بھی پورا نہیں کرتا، جب کہ یہ اعتراض شوال اجلاس میں بھی ہوا تھا لیکن حکیم اللہ وران کے ساتھی ثابت نہ کر سکے۔ اس موضوع پر مولانا صاحب نے حلقہ محسود کا اجلاس بلایا اور اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ اس کی تفتیش تحریک کے اجرائی شوریٰ کے ذریعے کرائی جائے، جب اجرائی شوریٰ میں رپورٹ درج کی گئی تو مندرجہ بالا خلاصہ نکل آیا۔ جب امتیازی سلوک کے بارے میں اجرائی شوریٰ نے مولانا صاحب سے حساب معلوم کیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ امتیازی سلوک مولانا نے اپنے ساتھیوں سے کیا تھا اپنے ساتھیوں کو اتنا خرچہ دیا تھا کہ نہ ہونے کے برابر تھا یعنی ذمہ دار ساتھیوں کو جو خرچہ مولانا صاحب نے دیا تھا اس سے زیادہ خرچہ حکیم اللہ کے حمائتی افراد کو دیا گیا تھا جس کی حیثیت ایک عام مجاہد کی تھی، مثلاً صرف تاج گل شہید کو جو کہ حکیم اللہ کا حمائتی بندہ تھا حلقہ محسود میں ان کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی

خودانہوں نے بوبڑ میں مرکز کھولا تھااوردس /10 سے پندرہ /15 تک ساتھی اس کے ساتھ رہتے تھے وہ پاکستانی فوج سے خوب لڑتے تھے جسکی وجہ سے مولانا صاحب اس کی بہت عزت کرتے تھے اورانہیں خرچہ دیتے تھے حالانکہ وہ مولانا صاحب کے بڑے مخالف بھی تھے لیکن مولانا صاحب نے کبھی بھی اس بناء پر اس کیساتھ ضد نہیں کی اور ہر موقعہ پر اس کا خیال رکھتے تھے۔ تاج گل بہت زیادہ بوبڑ سے میر علی میرانشاہ آتے تھے جب صرف اسکے ڈیزل کا تخمینہ لگا گیاتواس کے ڈیزل خرچہ کا محاذ کے اس گاڑی سے زیادہ تھاجو کئی سو مجاہدین کے ضروریات اورا کمالات پورا کرنے کیلئے میر علی میرانشاہ کا چکر لگا تا تھاموازنہ کیا گیاتوایک فرد کے ڈیزل کا خرچہ پورے محاذ کے ڈیزل کے خرچہ سے بڑھ گیا۔ یہ حربہ بھی ناکام ہواکچھ عرصہ بعد حکیم اللہ ظاہر ہوااوران افراد کوڈانٹااوران سے کہا کہ آپ لوگوں نے غلطی کی ہے اور مولانا صاحب پر غلط الزام لگایاہے مولانا صاحب سے معافی مانگو آئندہ ایسانہیں کرو وہ نظم جوان لوگوں نے تشکیل دیاتھااس کاخاکہ اصلی صورت میں مندرجہ ذیل ہے۔

(1) فی الحال شوریٰ کے ممبر

(1) عبداللہ شاہ (2) شاہ فیصل (3) طوفانی امیر صاحب (4) مولوی دفتر محمد (5) مولوی عبداللہ (6) مولوی محمد اسلم (7) عصمت اللہ

(2) - ربط -

ربط - واسطہ کیلئے خصوصی افراد (1) عبداللہ شاہ (2) شاہ فیصل -

نیز ہر 2 مہینے بعد عمومی اجلاس ضروری ہوگا جبکہ ہر حلقے سے تین معتمد افراد پر مشتمل ہوگا -

(3) زیادتی کی صورت میں دفاع

ساتھیوں کے ساتھ زیادتی کی صورت میں ایکشن کیلئے 2 افراد منتخب کئے گئے ہیں

(1) طوفانی امیر صاحب اور مولوی دفتر محمد صاحب نیز دلائل کی صورت میں حلقہ مسعود کی شوریٰ کے ساتھ بات چیت کیلئے عبداللہ شاہ، شاہ فیصل اور مولوی محمد اسلم ہوں گے -

(4) شوریٰ خاص کی اجلاس بعد ایجنڈے

ساتھیوں کی عالی شوریٰ کا اجلاس ہر مہینے کی 3 تاریخ کو ہوگی اگر ضرورت پڑی یا کسی مجبوری کی وجہ سے ساتھی حاضر نہ ہو سکے تو 5 تاریخ کو ہوگی -

مذکورہ اجلاس میں وقت کے مطابق ضروری مسائل پر بحث کی جائیگی۔ جیسا کہ اگر کوئی فرد غلط پروپیگنڈہ یا مرکز سے واسطہ کیسے قائم کیا جائے یا کسی سے راز فاش ہو جائے۔ باہم اپنے استخبارات کیسے تشکیل کریں -

(5) اطاعت نہ کرنے کی الزام کی صورت میں -

ہر ایک مخلص ساتھی اپنی برداشت اور امراء کی طرف سے نظر اندازی کا لائحہ کی شکل میں جمع کریں بوقت ضرورت پیش کریں - اگر ضرورت پڑی تو اجتماعی صورت میں پیش کرنا پڑے گا -

(6) دعوت اور ذہن سازی

(7) وقت کے مطابق ترتیب بنایا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا -

(1) عبداللہ شاہ (3) ولی محمد عرف محمد خانی (4) مولوی دفتر محمد [illegible]

[illegible]

شاہ فیصل، ولی محمد طوفانی وغیرہ کے ساتھ اس عمل سے قبل حلقہ محسود کے سطح پر 19 مئی 2011 کو مجاہدین محسود کا ایک اجلاس ہوا جس میں کئی اہم فیصلے ہوئے جس سے اہم مقصد یہ تھا کہ حلقہ محسود کا نظم مشترکہ ہو۔ اس میں ہر دو فریق کے لوگ شامل ہوں۔ اور کسی کو گلے شکوے کا موقع نہ ملے لیکن ان تمام تر کوششوں کے باوجود یہ ٹولہ نہ سدھر سکا جس نے جس کسی کو جس مشن پر ڈالا تھا وہ اسی پر کاربند رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حلقہ محسود کے مقابلے میں نیا نظم تشکیل دیا جسکی تفصیل لکھی گئی حلقہ محسود کے سطح پر جو مشترکہ اجلاس ہوا تھا اس کا اصل متن مندرجہ ذیل ہے۔

امیر المومنین
ملا محمد عمر مجاہد
حفظ اللہ

تحریک
طالبان پاکستان

بانی تحریک طالبان پاکستان
بیت اللہ محسود شہید
رحمہ اللہ

نائب امیر خان سید عرف سجنا تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے۔ حکمراں ہے ایک وہی باقی بتانِ آزری

تاریخ 19-4-011 تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان کے نمبر ______

تمام اہم ذمہ داروں کا ایک اجلاس بتاریخ 19-4-011 کو ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل فیصلے متفقہ طور پر ہوئے

1۔ شعبہ امر بالمعروف [illegible] جسکے ارکان درج ذیل ہیں۔

1۔ مفتی محمد طارق 2۔ مفتی نعمت اللہ 3۔ مولانا محمد [illegible] 4۔ مولانا محمد عظیم خاطر،

اصلاحی شعبہ بیت سے تمام حضرات امور سیاسیہ شعبہ خود مختیار ہوگا۔

شعبہ احتساب ... 1۔ مولانا عبد الرحمن 2۔ مولانا خیر محمد۔

شعبہ برائے نااتفاقی ختم کرنے باہمی رابطہ و اصلاح

1۔ مخلص 2۔ شاہ فیصل 3۔ [illegible] 4۔ [illegible]

اسمائے گرامی اراکین شوریٰ۔

1۔ [illegible] مفتی نور ولی [illegible] مولانا اسلم [illegible] خان [illegible]
[illegible] عبد الحمید مفتی طارق۔ [illegible] حافظ [illegible] عبد اللہ۔
اور [illegible]

[illegible]

نائب امیر خان سید عرف سجنا
تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان

شاہ فیصل وغیرہ کی اس حرکت سے حکیم اللہ کے وہ تمام حمائتی جوان کے سر کردہ کمانداران تھے انہوں نے اپنے اس عمل کی وجہ ان سے امتیازی سلوک قرار دے دیا۔ جس کی نسبت وہ مولوی ولی الرحمن اوراس کے شوریٰ کی طرف کرتے تھے اور شکایات کے تفصیلات جمع کرنا شروع کئے۔ جب کہ اس دوران حکیم اللہ بمع ساتھیوں کے خان سعید عرف سجنا اور مفتی نورولی پر الزام عائد کرتے تھے اوران کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے تھے کہ یہ دونوں آئی ایس آئی کے اہلکارہیں اس سے ان لوگوں کا مقصد یہ تھا تاکہ مستقبل میں یہ دونوں حضرات محسود مجاہدین کے درمیان غیر معتمد بن جائے (لیکن بالاخر اپریل 2016 کو ثابت ہوا کہ حکیم اللہ کا ٹولہ خود آئی ایس آئی کا گروپ نکلا جسکی پہلی کیپ عبدالوحید عرف جگری کی سربراہی میں برمل افغانستان سے پاکستان گیا اور اپنے کو فوج کے حوالے کیا جبکہ دوسرا گروہ گل جنت خان وغیرہ کی ہلاکت کے بعد 2016/5/3 کو لمن برمل افغانستان سے سیدھا مولوی عبداللہ نظر خیل کی قیادت میں براستہ ظوئے رخہ خواجہ خدر غر کے فوجی کیمپ پہنچا اور وہاں پر اپنے کو فوج کے حوالے کیا) تحریک طالبان پاکستان کے اجرائی شوری نے 2011/9/23 کو ان لوگوں سے شکایات سننے کا سلسلہ شروع کیا جسکی تفصیل خود انکے ہاتھوں لکھا ملا، لیکن طوالت کی خوف سے صرف مہم اعتراضات لکھے جاتے ہیں

☆ یہ اقدام ہم نے مجبوراً کیا ہے ہمارا مطالبہ (الف) کامل شریعت محمدی ﷺ پر عمل نہ کرنا (ب) تحریک طالبان پاکستان کے امیر کی اطاعت نہ کرنا (ج) حکیم اللہ محسود کے ساتھیوں سے امتیازی سلوک کی بندش (د) تحریک طالبان پاکستان کے لائحہ عمل پر عمل نہ کرنا۔ مولاناولی الرحمن صاحب اور ان کے مشران ساتھی ان غلطیون کے شکار ہیں لہذا اسکا تدارک فوری طور پر لازمی ہے۔

جواب از طرف مولاناولی الرحمن صاحب شہید

☆ نفاذ شریعت ہمارے بس سے بالاتر ہے جبکہ عبادات و معاملات میں ہم حسب اسطاعت ایک مسلمان کی حیثیت سے خود مکلف ہے اور عاقل بالغ ہیں۔

☆ تحریک طالبان پاکستان کے امیر کی اطاعت نہ کرنے کا جو اعتراض ہے تو اسکا حق تحریک کے امیر کو ہے نہ کہ عام مجاہدین کو۔

☆ حکیم اللہ محسود کے ساتھیوں سے امتیازی سلوک کی بندش۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آپ اراکین اجرائی شوری ہمارا احتساب کرے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے اپنے ساتھیوں کا زیادہ خیال رکھا ہے یا ان معترضین کا زیادہ خیال رکھا ہے (نوٹ جب اجرائی شوری نے احتساب کیا تو معترضین کو جو خرچہ ملا تھا وہ بنسبت دوسرے مجاہدین کے زیادہ نکلا جس پر حکیم اللہ محسود نے اپنے ساتھیوں کو بظاہر بہت برا بھلا کہا

☆ تحریک طالبان پاکستان کے لائحہ عمل پر عمل نہ کرنا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ تحریک طالبان کا امیر بھی ہے اور اجرائی شوری بھی فعال ہے وہ اس اعتراض کے مجاز ہے نہ کہ عام مجاہدین۔ جن حضرات کو ہم پر اعتراض ہو اور اسکے مجاز بھی ہو تو وہ خود اعتراض کرے دوسروں کے کندوں پر بندوق نہ رکھے۔ یہ بات یاد رہے

کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا تھا اسکی سرپرستی حکیم اللہ محسود اور کزائی ایجنسی سے کر رہا تھا کیونکہ اس زمانے میں حکیم اللہ محسود اور کزائی ایجنسی میں مقیم تھیں بالاخر دسمبر کے اواخر میں حلقہ محسود کے مسئول مولوی ولی الرحمن اور انکے دیگر ذمہ دار ساتھیوں اور اجرائی شوری وغیرہ کے توسط سے مولوی عبدالحمید عرف حذیفہ (شہید) کی تشکیل اور کزائی ایجنسی کی گئی تاکہ حکیم اللہ محسود سے اس معمے کے حل کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جائے، اس محنت کے کچھ عرصہ بعد حکیم اللہ محسود اور کزائی ایجنسی سے واپس میرانشاہ آپہنچے اور مولاناولی الرحمن سے اس بابت ملاقات کی اور تمام صورت حال سے اپنے کو آگاہ کیا اگرچہ یہ سب کچھ آپکے اشاروں سے ہو رہا تھا کیونکہ مولوی اسلم وغیرہ اپنی

نظم کو تشکیل دینے سے پہلے اور کزائی گئے تھے ان سے ملاقات ہوئی تھی لیکن اپنے آپکو ان تمام حالات سے بے خبر ظاہر کیا۔ چنانچہ بعد ازاں ان بغاوت کرنے والے افراد کو بلایا اور انکو اس عمل پر ڈانٹا اور بظاہر مولوی ولی الرحمن سے معذرت اور معافی چاہی کیونکہ جس مقصد کے لیے یہ عمل شروع کرچکے تھے اس میں وہ ناکام ہوئے یعنی تحریک طالبان کے درمیان انکی ساخت خراب کرنی مقصود تھی جو نہ ہوئی اسی پر اجرائی شوری تحریک طالبان نے بھی اکتفاء کیا اور اپنے وعدے کے مطابق مجلس فیصلہ منعقد نہ کی تاکہ کسی فریق کو ظالم اور ناحق قرار دیکر انکی سرزنش کرے اگرچہ عمل شروع کیا لیکن قوت فیصلہ ان کے پاس نہ تھا جسکی وجہ سے ان سے گلہ نہیں۔ کیونکہ حکیم اللہ محسود کے مشورے اور حکم کے بغیر اگر کچھ کرتے بھی تو پھر انکی خیر نہ تھی ،اسی اثناء میں تحریک طالبان پاکستان کو منظم کرنے کی غرض سے حکیم اللہ محسود نے تحریک کیلئے مختلف ناموں سے الگ شوری تشکیل دیئے (1) عالی شوری (2) اجرائی شوری (3) سیاسی شوری اور قضاء بھی تشکیل د یدی گئی جبکہ عالی شوری کے ارکان کے بارے میں حکم صادر کیا۔ کہ وہ خود امراء ایجنسی ہونگے یا انکے نائبین ہونگے ہر کوئی اسکا رکن نہیں ہوسکتا، جبکہ اسی طرح ہوا۔ اور عالی شوری کا رائیس شیخ خالد حقانی مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ ترتیب چلی جب حکیم اللہ محسود کو پتہ چلا کہ شیخ خالد کی مولوی ولی الرحمن سے نشت برخاست کا سلسلہ ہے تو انکو معزول کرکے گھر پر بیٹھنے کا کہا اور عالی شوری کا رائیس قاری شکیل مقرر ہوا۔ چونکہ روزبروز حکیم اللہ محسود اور مولوی صاحب کے درمیان تلخیاں زیادہ ہوتی رہی اور ہر روز عالی شوری اس میں مصروف رہتی تھی۔ اخر کار عالی شوری نے ان دونوں سے کھلم کھلا واک اختیار لیا اور انکے درمیان اصول وضع کئے کیونکہ حکیم اللہ محسود حلقہ محسود میں اپنے نام سے متوازی نظم چلاتے تھے جو مولوی صاحب کیلئے راہ جہاد میں رکاوٹ تھی اور باربار عالی شوری کو رپورٹ دینے سے عالی شوری نے آخری کوشش یوں کی لیکن کارآمد ثابت نہ ہوئی جبکہ حکیم اللہ محسود نے تحریک کو منظم کرنے کا اختیار عالی شوری کو دیا جسکی کاپی یہ ہے۔

تحریک طالبان کو منظم کرنے کیلئے مختلف ناموں سے شوری بنانے کے بعد حکیم اللہ محسود نے عالی شوری کو مکمل اختیار دیا کہ عالی شوری تمام اداروں کیلئے اصول وضوابط وضع کرے اور حلقوں کے امراء کو حکم صادر کیا کہ وہ ان وضع شدہ اصول وضوابط کو اپنے حلقوں میں نافذ کرے

تحریک کیلئے اصول وضوابط مرتب کرنے کا اجازت نامہ
عالی شوری کو ۔

امیر المومنین
ملا محمد عمر
مجاہد حفظہ اللہ تعالی

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ــــــــ　　تاریخ ۱ مئی ۲۰۱۲ء

د تحریک د ټولو حلقو، مجموعاتو مذکرو! ۔
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
امید لرم چه صحت به یې او مصروف به یې او دین په کار به بوخت یې ۔
غرض مې دا دې چې عالي شورٰی ته زما د طرفه د ادارو د اصولو مکمل اجازت او تائید دې ۔
او د نظم او شریعت مطابق د ټولو پالیسو تائید وکړو ۔
لو لهذا د دوی د طرفه وضع شوي اصول وضوابط په خپلو حلقو کښې اجراء کړئ ۔
والسلام ۔
اخوکم فی الاسلام ۔
حکیم الله محسود ۔

خط کے **متن** کا ترجمہ یہ ہے۔ **تاریخ:۔** 1 مئی 2012ء بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ:۔ تحریک کے تمام حلقوں اور مجموعات کے ساتھیو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مجھے امید ہے کہ آپ صحت مند ہونگے اور دین کے کاموں میں مصروف ہونگے میرا غرض یہ ہے کہ عالی شوری کو میری طرف سے تحریک کے تمام اداروں کیلئے وصول وضوابط تیار کرنے کی مکمل اجازت ہے اور اس نظم کے شریعت کے مطابق تمام پالیسیوں کی حمایت کرتاہوں تو لہٰذا انکی طرف سے وضع کردہ اصول کو اپنے حلقوں میں نافذ کرو۔ والسلام آپکا دینی بھائی حکیم اللہ محسود

اس اجازت نامہ کے بعد تحریک کے عالی شوری نے تمام اداروں کے لیے اصول وضوابط مرتب کئے جبکہ تحریک کامیابی کی راہ پر گامزن ہوئی۔ اور عالی شوری نے ان تمام غلطیوں کی روک تھام کی کوشش کی جس سے تحریک عوام میں بدنام ہوا، مثلاً

بے جا قتل، ناروا اختطاف، معمولی غلطیوں پر مجاہدین کا آپس مین لڑنا، اور ایک دوسرے کو قتل کرنا، اور عوامی مقامات پر دھماکے کرنا وغیرہ،

جبکہ اس دوران مجاہدین کو کنٹرول کرنے کیلئے امارت اسلامی نے ایک شوری مراقبہ تشکیل دیا اور شوری مراقبہ کے ذمہ کچھ امور لگا گئے۔ جس سے مقصد مجاہدین کا آپس میں ربط رکھنا بھی تھا، جبکہ 1433/8/12 کو شوری مرقبہ تشکیل پا گیا۔ یہ عہد نامہ پشتو میں لکھا گیا جسکا اردو ترجمہ یہ ہے۔ ایک مشترکہ شوری شمالی وزیرستان جنوبی وزیرستان، محسود، بنوں، لکی مروت اور ٹانک کے سطح پر بنایا جائے گا جبکہ یہ شوری حافظ گل بہادر، مفتی ولی الرحمن، امیر صاحب حکیم اللہ، ملانزیر اور خلیفہ صاحب کے نمائندوں پر مشتمل ہو گا، شوری کا ہر عضو (رکن) اور نمائندہ متدین اور تجربہ کار اور جراءت مند اور اسی علاقے کا باشندہ ہو گا

(1) ناروا قتل روکنے کے متعلق پالیسی مطلقاً ان کے ذمہ ہو گی اگر کسی کو جاسوسی یا قصاص یا کسی اور وجہ سے قتل کرنا ہو تو پہلے پہل اسکو شوری مراقبہ کے حوالے کیا جائے گا اور شوری تحقیق کرے گا اور بعد ازاں یہ موضوع قضاء کے سپرد کرے گا اور قضاء شریعت کے مطابق فیصلہ کرے گی

(2) اختطاف کے متعلق موضوع بھی شوری کے سپرد ہے تاکہ اسکا روک تھام ہو سکے اور اگر اختطاف کا واقعہ پیش ہو جائے تو اسکی تحقیق و تفتیش اور اسکے بدلے فدیہ لینا اور محاکمہ شوری ہی کرے گا (3) مجاہدین کے درمیان روز مرہ کے تنازعات بھی یہ شوری حل کرے گا (4) انصار مجاہدین اگر افغانستان جاتے ہو تو یہی شوری افغانستان کے ولایتوں کے مسئولین سے رابطہ کرے گا اور جانے کیلئے راستے اور زینہ ہموار کرے گا (5) جس موضوع کیلئے قضاء کی ضرورت پڑے تو یہی شوری موضوع اور وقت کی مناسبت سے اسی علاقے کا قاضی اسکے لیے مقرر کرے گا شوری مراقبہ کے اعضاء ارکان مندرذیل ہیں:۔ حافظ گل بہادر صاحب کی طرف سے مولوی صدر حیات صاحب، مفتی ولی الرحمن کی طرف سے مولوی عظمت اللہ صاحب، امیر صاحب حکیم اللہ کی طرف سے مولوی نور سید صاحب، ملانزیر صاحب کی طرف سے حافظ امیر حمزہ صاحب، خلیفہ صاحب کی طرف سے مولوی سعید اللہ صاحب، جبکہ اس پر انہیں نمائندوں کے مشران کی دستخطیں بھی ہیں عہد نامے کا اصل متن یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

د افغانستان اسلامي امارت

امیر المؤمنین ملامحمد عمر مجاهد

Da Afghanistan is

Amir ul Momnin Mula

Muhammad Umar Mujahid

الجهاد ماض الی یوم القیامة

نیټه ۱۳/۱/۱۴۳۳ — ۱۲/۱۸/۲۰۱۱

یوه مشترکه شوری به دشمالي وزیرستان ، جنوبي وزیرستان ، محسود ، بنو ، لکي مروت اوټانک په سطحه جوړیږي چې دحافظ ګل بهادر ، مفتي ولي الرحمن ،امیرصاحب حکیم الله ، ملا نذیر اوخلیفه صاحب له نمایندګانو به تشکیل وي.

هر یو نماینده اود شوری عضوه به ښه متدین ، مجرب ، جرئت مند اود غوسیمو اوسیدونکی شخص وي .

۱ دقتلونو د مخنیوي موضوع به مطلقاً دغې شوری مربوط وي .که څوک د جاسوس یا قصاص یا په بل عنوان وژل کیږي نواولاً به موضوع شوری ته سپارل کیږي شوری به دموضوع تحقیق کوي وروسته به موضوع قضاته سپاري قضابه دشریعت مطابق فیصله کوي.

۲ داختطاف دمخنیوي موضوع به هم دشوری مربوط وي اوکه اختطاف وشي نوتحقیق اوتفتیش همدا رنګه مجازات ورکول به دمحکمې له لارې شوری کوي .

۳ دمجاهدینو ترمنځ ورځني منازعات به دغه شوری حل کوي .

۴ انصار مجاهدین چې افغانستان ته ځي نودغه شوری به دولایتونو له مسئولینوسره رابطه کوي دتګ طریقه اوزمینه به ورته برابروي.

۵ هرې موضوع ته چې دقاضیانو ضرورت وي نو شوری به له موضوع او وخت سره مناسب دهغې منطقې قاضیان ټاکي .

دمراقبة شوری اعضاء په لاندې ډول دي .

دحافظ صاحب ګل بهادر له طرفه مولوي صاحب صدر حیات

د مفتي ولي الرحمن له طرفه مولوي صاحب عظمت الله

دامیر صاحب حکیم الله له طرفه مولوي صاحب نور سید

دملا نذیر صاحب له طرفه حافظ صاحب امیر حمزه

دخلیفه صاحب له طرفه مولوي صاحب سعید الله

عالی شوری نے تحریک طالبان کی اصلاح سے پہلے مولوی ولی الرحمن اور حکیم اللہ محسود کے درمیان اختلافات ختم کرنے کی کوشش شروع کی اور ان سے کھلم کھلا واک اختیار لینے کے بعد اصول وضع کئے جسکا پہلے اشارہ کیا تھا جسکی اصل کاپی موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک طالبان پاکستان ایک اصولی جماعت ہے، اور ہر حلقہ وادارے کے لئے مناسب وصول وضع کیے گئے ہیں، اسی طرح حلقوں اور مرکز کے درمیان پیش آنے والے معاملات کے لئے بھی ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے، تا کہ تمام حلقوں کے ذمہ داران اور مسئولین حضرات شریعت کے مقررہ حدود کے اندر مرکزی امیر کی اطاعت کریں اور حلقوں کے ذمہ داران کی بھی حق تلفی نہ ہو جائے۔

تحریک کے موجودہ مرکزی امیر صاحب کا تعلق حلقہ محسود ہے، اسلئے عالی شوریٰ کے اراکین نے مرکز اور حلقہ محسود کے لئے کچھ اصول وضع کئے ہیں تا کہ مرکز اور حلقہ محسود کے ساتھیوں میں باہمی اتحاد ہو، اور اختلاف کا عنصر پیدا نہ ہو۔ اصول کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) مرکزی امیر صاحب جس طرح تمام حلقوں کے مسئولین کے امیر ہیں، اسی طرح حلقہ محسود کے مقررہ مسئول کے بھی امیر ہیں، امیر محترم حلقہ محسود میں براہ راست مداخلت نہیں کرینگے اور جب بھی امیر صاحب کو افراد یا کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو امیر صاحب حلقہ محسود کے مسئول مولانا ولی الرحمن صاحب کو امر کریگا اور مولوی صاحب مکمل اطاعت کیساتھ امر کی تعمیل کریگا۔

(۲) امیر محترم کو جب بھی مرکز کے لئے افراد کی ضرورت ہو تو تمام حلقوں سے مناسب تعداد میں افراد طلب کر سکتے ہیں، افراد کو طلب کرنے کے لئے امیر محترم حلقے کے مسئول کو امر کریگا کہ فلاں کام کے لئے اسکی صلاحیت رکھنے والے افراد مہیا کریں۔ ہنگامی حالات میں امیر صاحب ایک حلقے سے زیادہ افراد بھی طلب کر سکتے ہیں بغیر تناسب کا لحاظ کئے۔

(۳) تحریک کے ہر حلقہ کے لئے ایک نظم وضع کیا گیا ہے، جس کا نگران حلقے کا مسئول ہوتا ہے، حلقے کے تمام امور اس نظم کے مطابق چلائے جائینگے، حلقہ کے کسی بھی فرد کو اس نظم کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں ہوگی، اور کسی متوازی نظم کو چلانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔

(۴) حلقہ محسود کے تمام مجاہدین پر مولانا ولی الرحمن صاحب کی اطاعت واجب ہے، جو بھی امر کی مخالفت کریگا اسے شرعی سزا دی جائیگی۔

(۵) حلقہ محسود کے عوام کی جتنے بھی تنازعات ہیں انکے مسئول مولانا ولی الرحمن صاحب ہونگے، تمام تنازعات حلقہ محسود کے لئے بنائے گئے نظم کے مطابق حل ہونگے اور انہیں شرعی محاکم میں حل کیا جائے گا، محسود عوام کے تنازعات حلقہ کے اندر ہو یا حلقہ سے باہر ملک کے دوسرے حصوں میں، اس وقت تک حلقہ محسود کی نگرانی میں ہونگے جب تک کہ ملک کے ہر حصہ کے لئے مسئول مقرر نہ ہو۔ اگر حلقے کا کوئی شخص اپنا تنازعہ مرکز میں لائے تو مرکز اسے امر کریگا کہ اسے اپنے حلقے میں لے جائے۔

(۶) حلقہ محسود سے مربوط تمام لوگوں سے عشر وزکوۃ اور چندہ کے حصول کا حق صرف حلقہ محسود کو حاصل ہے یعنی محسود قوم کے لوگ جہاں کہیں بھی ہوں انکا چندہ وغیرہ حلقہ محسود کے مسئول کے ہاں جمع ہوگا۔ اور حلقے کا مسئول اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ مرکز میں مقرر شدہ حصہ جمع کرائے۔

(۷) خدانا خواستہ اگر کسی حلقے کے مسئول کا مرکزی امیر سے اختلاف ہو جائے تو اسے عالی شوریٰ میں پیش کیا جائیگا اور عالی شوریٰ اسے حل کریگا۔

(۸) مرکز کی طرف سے اگر کسی حلقے میں کوئی کام کرنا ہو تو مرکز اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ حلقے کے مسئول کو اعتماد میں لے تا کہ مجاہدین میں اختلاف پیدا نہ ہو اور کام بھی صحیح طریقے سے انجام پائے۔

ان اصولوں پر عمل درآمد میں ان سے تعاون کے بارے میں تحریک کے عالی شوری نے ایک خط لکھا جسکی کاپی یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم جناب مولوی ولی الرحمن محسود السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیریت وعافیت ہوگی اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہونگے۔ عرض خدمت یہ ہے کہ آپکے علم میں ہوگا کہ الحمد للہ تحریک کی عالی شوری نے امیر محترم کے مشورہ وتائید سے تحریک کو بہتر اور منظم انداز میں چلانے کے لئے کچھ اصول وضوابط وضع کئے ہیں، تاکہ ہم نے شریعت اسلامیہ کی عملی تنفیذ کی غرض سے جو سفر شروع کیا ہے، جو کہ انتہائی کٹھن مراحل سے ہو کر گزرتا ہے، کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوسکے، اور ہمارے ہزاروں ساتھیوں نے جو اپنا قیمتی خون اس مقصد کی خاطر بہایا ہے، وہ ضائع نہ ہو۔

تمام تحریکات میں اطاعت امیر ایک لازمی امر تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ اگر امیر کی اطاعت مکمل طور پر تمام ساتھی کر رہے ہوں تو پھر پوری تحریک ایک منظم انداز میں اپنے ہدف کی طرف بڑھ سکتی ہے اور تمام ساتھی ایک سوچ اور نظریہ کے حامل ہوتے ہیں۔

ان اصول کو وضع کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ تحریک کے عمومی مفاد کو مدنظر رکھا جائے۔ اور اس دوران ہر اصول کے منفی ومثبت پہلوؤں پر کافی بحث وتمحیص کی گئی ہے۔ اور عالی شوری کے ہر رکن نے آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کچھ اصول ایسے ہوں جن کے بارے میں آپکی رائے مختلف ہو یا وہ آپکے مقامی حالات کے مطابق نہ ہوں، لیکن تحریک کے وسیع تر مفاد میں ہماری آپ سے توقع یہ ہے کہ ان اصول کی عملی تنفیذ میں آپ ہمارے ساتھ پوری تعاون کرینگے، کیونکہ یہ اصول آپکے معتمد اور بااختیار نمائندے کی موجودگی میں وضع کئے گئے ہیں، تو گویا کہ یہ اصول ایک طرح آپ ہی کے بنائے ہوئے اصول ہیں۔ لہذا ان کی عملی تنفیذ میں آپکے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

باقی اللہ تعالی کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالی آپکو صحیح وسالم رکھے اور ہر قسم کے شر سے آپکو محفوظ رکھے، اور ملت اسلامیہ کی بھلائی اور تحریک طالبان پاکستان کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے اللہ تعالی آپکے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ آمین

وفقکم اللہ تعالی وایانا

منجانب:۔ عالی شوری تحریک طالبان پاکستان

دستخط اراکین شوری

(۱) مولانا شکیل محمد حقانی ـــــ [دستخط] ـــ (مہمند ایجنسی) (۲) مولوی صلاح الدین یوسفزئی ـــ [دستخط] ـــ (ملاکنڈ)

(۳) مولوی عبد الحنان ارباب ـــ [دستخط] ـــ (اورکزئی ایجنسی) (۴) مولوی محمد اسلام جوہری ـــ [دستخط] ـــ (باجوڑ ایجنسی)

(۵) مولوی سراج الدین قریشی ـــ [دستخط] ـــ (کرم ایجنسی) (۶) مفتی محمد الیاس ـــ [دستخط] ـــ (درہ آدم خیل)

(۷) بھائی خان سعید عرف سجنا ـــ [دستخط] ـــ (جنوبی وزیرستان)

تحریک کے عالی شوری کے اس خط کے جواب میں مولانا ولی الرحمن صاحب نے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی لیکن حکیم اللہ محسود نے ان اصولوں کو مسترد کیا، بعد ازاں تحریک طالبان کے عالی شوری نے بہت محنت کی لیکن مسئلہ جوں کا توں رہا خصوصاً حلقہ محسود کے اندرونی اختلافات کے ختم کرنے میں دن رات ایک کر دی لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ اختلاف ختم ہو جائے۔ بعد ازاں تحریک طالبان پاکستان کے عالی شوری اور تمام حلقے اس پر متفق ہوئے کہ ایک اجلاس بلایا جائے جس میں تحریک طالبان پاکستان کے مستقبل کے بارے میں سوچا جائے۔ چنانچہ جب عالی شوری تحریک طالبان پاکستان کو چار سو مایوسی ہوئی تو بالآخر خیبر ایجنسی میں اجلاس بلایا تا کہ تحریک کے مستقبل پر غور وفکر کیا جائے اور حکیم اللہ محسود کو معزول کیا جائے، لیکن کچھ اپنوں کی دغازی کی وجہ سے مستقبل کیلئے امیر کے انتخاب پر متفق نہ ہونے کی وجہ سے یہ اجلاس بے معنی ختم ہوا، جسکے نتیجے میں تحریک طالبان پاکستان عالی شوری کے رئیس قاری شکیل احمد (شہید) نے عالی شوری کے مسئولیت سے استعفی دیدیا جن وجوہات کی وجہ سے استعفی دیا اسکی اصل کاپی درجہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب ______________ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ الحمد اللہ تحریک طالبان پاکستان گزشتہ چھ سالوں سے کفر کے خلاف نبرد آزما ہے۔ تمام مجاہدین بہت ہی اخلاص کے ساتھ قربانیاں دے رہے ہیں اور ان تمام مجاہدین کا عزم یہ ہے کہ ایک نہ ایک دن ہم اپنے منزل نفاذ شریعت تک پہنچ جائیں گے۔

عزیز من! بہت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ان قربانیوں کے باوجود ہم آگے جانے کے بجائے پیچھے کی طرف جارہے ہیں۔ ہم سے اپنا منزل مسلسل دور ہوتا جارہا ہے اور تحریک ترقی کے بجائے تنزل کی طرف بڑھ رہا ہے اور ہمارے مسائل نظم وضبط کا فقدان، اختلافات اور مختلف قسم کے مشکلات بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ ان سارے مسائل کے کچھ وجوہات ہیں جیسے ہم نے بحیثیت رکن اور رئیس عالی شوری دور کرنے کی کوشش کی مگر سات مہینے تک اسلئے دور نہ کرسکے کہ اپنے ہی مجاہدین آڑے آتے رہے اور اپنے ہی تحریک کے لوگ ہمارے راستے میں رکاوٹ بنتے رہے اسلئے میں تحریک کے مرکزی امیر محترم، عالی شوری کے اراکین اور تمام حلقہ جات ومجموعات کے مسئولین کے خدمت میں عالی شوری کی مسئولیت سے استعفی دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی وہی وجوہات بھی آپکے خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں اس لئے کہ آپ اور تمام مسئولین صاحبان اس پر غور کرے اور آئندہ کیلئے ان سارے مشکلات کیلئے پیش بندی کرے تا کہ مجاہدین وفدائین کا پاکیزہ خون ضائع نہ ہو اور عالم الغیب کے محکمہ عالیہ میں ہم ان کا جواب دے سکیں۔

(۱) عالی شوری تحریک کا ایک اہم، ذمہ دار اور پالیسی ساز ادارہ ہے۔ ان پر کسی کا اعتماد نہیں ہے اور یہ اہم ادارہ ناکامی کی طرف گامزن ہے۔

(۲) عالی شوری کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ عالی شوری کو مرکزی امیر محترم کے طرف سے تحریری طور پر کہا گیا کہ عالی شوری کو تحریک کے مفاد میں فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ جس کا یہ تحریری اجازت نامہ موجود ہے۔ مگر جب عالی شوری نے متفقہ طور پر اختیار کو استعمال کیا تو مرکزی امیر کے طرف سے تحریری طور پر حصار نامہ آیا کہ عالی شوری کو صرف تین باتوں کا اختیار ہوگا۔ اسکے علاوہ ان کو قطعاً کام کرنے کی اجازت نہیں ہیں۔

(۳) عالی شوری کے تاسیسی اجلاس میں امیر محترم نے اجرائی شوری کی موجودگی میں فرمان جاری کیا کہ عالی شوری ادارے بنائے جب عالی شوری نے مرکزی اداروں کو فعال کرنا شروع کیا اور سیاسی شوری نے کام بھی شروع کر دیا تھا تو مرکزی امیر محترم کے طرف سے کہا گیا کہ سیاسی شوری میں سب آئی ایس آئی والے ہیں۔ میں اسکو نہیں مانتا۔ اور اس میں مجھ سے پوچھا بھی نہیں گیا حالانکہ امیر محترم کے طرف سے ہمیں اختیار دیا گیا تھا۔ اور اس میں ان سے پوچھنا شرط بھی نہیں تھا۔ اور حالات کے وجہ سے دو مہینے میں ان سے ملاقات بھی مشکل تھی۔

(۴) جب اجرائی شوری کی موجودگی میں امیر محترم نے عالی شوری کو اس کے حلقہ محسود کیساتھ اختلاف ختم کرنے کیلئے اصول بنانے کا اختیار دے دیا۔ اور جب عالی شوری نے امیر محترم کے امر اور اجازت سے اسکے لئے آٹھ نکات پر مشتمل اصول بنائے تو امیر محترم کے طرف سے یہ اصول نہ ماننے کا تحریری فرمان آیا۔

(۵) امیر محترم شوری کے اراکین سے دو دو مہینوں تک ملاقات نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ اس انتظار کے دوران عام لوگوں سے ان کے ملاقات کا بار بار مشاہدہ کیا گیا ہے۔

(۶) کرم ایجنسی کے مذاکرات سیاسی شوری کے حوالے نہیں کیے گئے۔

(۷) امیر محترم شوری پر اعتماد نہیں کرتے۔ اور تقریباً ہر رکن سے انکا یہ مطالبہ رہا ہے۔ کہ آپ میرے لئے جاسوسی کریں۔ اور جو ان سے انکار کرتے ہے انہیں معزول کیا جاتا ہے۔

(۸) امیر محترم نے بغیر کوئی وجہ بتائے عالی شوری کے رئیس کو معزول کیا اور اسکے لئے کسی کیساتھ بھی مشورہ نہیں ہوا۔

(۹) مولانا محمد اسلام صاحب باجوڑ ایجنسی، مولانا عبدالحنان ارہابی صاحب اورکزئی ایجنسی اور مولانا صلاح الدین صاحب ملاکنڈ ڈویژن کو بغیر وجہ بتائے اور بغیر مشورہ کے عالی شوری کے رکنیت سے معزول کر دیا۔

(۱۰) تحریک کے تمام مرکزی ادارے جو حال ہی میں بنائے گئے ہیں۔ مرکز اور تمام حلقے کوئی تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ حتی کہ اداروں میں کام کرنے والی ساتھیوں کو مرکز میں فنڈ کافی ہونے کے باوجود رہائش اور خوراک کیلئے خرچہ نہیں دیا جاتا ہے۔

(۱۱) عالی شوری نے متفقہ طور پر نشریاتی ادارہ تشکیل دے دیا۔ اور اس کیلئے اصول وضوابط بنائے مگر حلقوں نے یہ اصول نہیں مانے۔

(۱۲) شوری نے پوری تحریک کیلئے ایک ترجمان مقرر کیا۔ مگر بعض حلقوں نے یہ فیصلہ عملی نہیں کیا۔

(۱۳) شوریٰ نے خیبر ایجنسی کے اندر اور کرزئی ایجنسی کے مجاہدین کیلئے ایک محفوظ اور خود مختار جگہ حاصل کرنے اور یہاں پر مشترکہ عملیات کرنیکا متفقہ فیصلہ کیا جو نہیں مانا گیا۔

(۱۴) کوکی خیل خیبر ایجنسی کیلئے عالی شوریٰ نے ہر حلقہ اور مجموعہ سے پانچ پانچ بندے طلب کیے مگر کسی نے نہیں دیئے۔

(۱۵) شوریٰ نے مرکزی اداروں، سیاسی شوریٰ، اجرائی شوریٰ، دار القضاء اور نشریاتی ادارہ کیلئے تمام حلقوں سے بندے طلب کئے۔ مگر آج تک یہ بندے پورے نہیں ہوئے۔

(۱۶) عالی شوریٰ نے اورکزئی ایجنسی کے مہاجرین کیلئے زڑہ مینہ (کرم ایجنسی) میں رہنے کا فیصلہ کیا مگر وہاں کے مقامی مسئول نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کردیا۔

(۱۷) تحریک کے جن حلقوں کا امارت اسلامی کے چند زمداروں سے اختلاف ہے اس کو حل کرنے کیلئے حلقے اور مرکز کوئی کوشش نہیں کررہے۔ البتہ بعض حلقے امارت کے ان زمداروں سے اپنے حمایت کا اظہار کررہے ہیں۔

(۱۸) تحریک کے اندر چونکہ ہر حلقہ کا اپنا جدا جدا نظم ہے اس کیلئے ایک حلقہ کے جانب سے پورے پاکستان کیلئے ایک نظم بنانے کی رائے دی گئی۔ امیر محترم نے اسے شوریٰ میں پیش کرنے کی بجائے ایک فتنہ قرار دیا۔

(۱۹) تحریک کے اندر ہر حلقہ کیلئے الگ الگ اصول ہے مرکز بعض حلقوں کیساتھ امتیازی سلوک روا رکھتا ہے اس کی واضح مثال جنوبی وزیرستان میں مرکز کے طرف سے دوسرا متوازی نظم تشکیل دینا ہے۔

(۲۰) سب سے اہم اور سب سے بڑا مسئلہ یہ کہ تمام حلقہ جات و مجموعات کے مسئولین صرف اپنے اپنے دائرہ کار تک محدود ہے اور ان مسائل پر کسی طرف سے بھی کوئی غور نہیں ہورہا۔

محترم و مکرم جناب ______ صاحب! ان حالات میں ہم صرف اتنا کرسکتے تھے۔ کہ تمام حلقوں کو خبردار کیا گیا وفود بھیجے گئے اور ان تمام مسائل کے اصلاح کیلئے تعاون مانگ لیا مگر افسوس کہ اس پر کوئی غور نہیں ہوا۔ بلکہ بعض لوگ اسے میری ذاتی مفاد سمجھے۔

جناب والا! ایک ایسے وقت۔ میں کہ تحریک مسلسل تنزل کی طرف جارہا ہو۔ حلقہ جات و مجموعات مسلسل ایک دوسرے سے جدا ہورہے ہو۔ مجاہدین آپس میں مسلسل اختلاف کا شکار ہو۔ پاکستان میں جنگ کیلئے کوئی جامع جنگی منصوبہ بندی نہ ہو۔ مجاہدین کا مرکز کے طرف سے کوئی احتساب نہ ہو اور مرکز کا کوئی امر اور فیصلہ نہیں مانا جارہا ہو تو ایسے حالات میں ضرور ہمیں فکر کرنا چاہئے۔ ہم نے جو کیا اور ہمارے ساتھ جو کیا گیا اسکی کوئی فکر نہیں ہے۔ مگر ہم آئندہ کیلئے اس صورت میں عالی شوریٰ میں کام نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اور سارے مجاہدین و شہداء کے نیک مقاصد کے حصول میں مدد فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

راہ حق کا راہی

شکیل احمد حقانی

سابقہ مسئول عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

قاری شکیل احمد (شہید کے) استعفی کے بعد تحریک طالبان پاکستان تقریباً اکتوبر 2012 سے 12 اپریل 2013 تک تمام تر اداروں کے بغیر چل رہی تھی۔ صرف تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود ہی برقرار تھے چنانچہ نومبر 2012 میں مولانا ولی الرحمن صاحب نے حلقہ محسود کی سطح پر اجلاس بلایا جسکی تفصیل آگے آرہی ہے یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر حکیم اللہ محسود کا مقصد کیا تھا کہ وہ نہ تحریک طالبان کو منظم کرنے دیتے تھے اور نہ دوسرے ایجنسیوں کو۔

جواب:۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حکیم اللہ محسود آزاد خیال نوجوان تھا اسکی تربیت واصلاح نہ ہوئی تھی اس لئے اسکو بد نظمی کی صورت میں بڑے اختیارات حاصل تھے وہ ایک ڈیکٹیٹر مزاج انسان تھا ہر کسی کو اپنے زیرے امارت لانا چاہتے تھے۔ آپ صاحب کے زندگی کے آخری ایام میں مشہور تھا کہ وہ اپنے کو خلیفہ وقت کے نام سے اعلان کرنے والے تھے۔ لیکن زندگی نے ان سے وفا نہ کی، 2012 میں مولوی اشرف مروت کو علاقہ شکتوئی میں ہلاک کیا گیا اسکا الزام حکیم اللہ محسود نے درپردہ مولوی ولی الرحمن پر لگاتے تھے اور انتقام

لینے کیلئے حکیم اللہ محسود نے مروت مجاہدین کو اکسایا کہ آپکا امیر مولوی ولی الرحمن اور انکے ساتھیوں نے شہید کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مولوی ولی الرحمن صاحب اور اسکے نائب خان سعید عرف سجنا حال امیر حلقہ محسود و نائب امیر تحریک طالبان پاکستان پر کئی بار انہوں نے کوشش بھی کی تھی لیکن وہ ناکام ہوئے یہ راز مولوی ولی الرحمن صاحب کو تحریک والوں میں سے کسی نے دیا تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے مولوی نور سید مولوی حذیفہ مولوی نصر اللہ کو اس وقت یہ بات بتادی جب یہ تینوں حضرات حکیم اللہ محسود کی جانب سے مولوی ولی الرحمن سے ملے کہ کسی طرح اختلاف ختم ہو جائے اس دوران مولوی ولی الرحمن نے ان تینوں علماء سے فرمایا کہ آپ حضرات مذاکرات کے نام سے آئے ہیں ایک طرف حکیم اللہ میرے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں، اور دوسری طرف میرے اور میرے اہم ساتھیوں کے قتل کے منصوبے تیار کر رہے ہوں ان تینوں کو مکمل حالات سے آگاہ کیا جب ان تینوں نے حکیم اللہ محسود کو یہ بات بتادی تو انہوں نے کہا کہ خدا نہ کرے میں ایسا شنیع اقدام کیسے کر سکتا ہوں آپ حضرات مولوی صاحب سے کہے کہ وہ ثبوت پیش کریں جس نے یہ بات آپ تک پہنچائی ہے وہ بندہ تمہیں بتادے چنانچہ جب یہ تینوں حضرات مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں حکیم اللہ محسود کے جواب سے آگاکیا اور ان سے ثبوت اور گواہ طلب کئے اور انہیں کہا کہ یہ راز جس نے آپکو دیا ہے یہ جھوٹا ہے، فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے یہ بتادے مولوی صاحب نے انہیں جواب دیا کہ ثبوت میں نے تمہیں مکمل دی ہے۔ البتہ جس نے مجھے راز دی ہے وہ قطعاً نہیں بتا سکتا مجھے سو فیصد اس بندے کے بارے میں یقین ہے کہ وہ جھوٹا نہیں اس نے مجھے جو راز دی ہے اور میرے قتل کے پروگرام اور خان سعید عرف سجنا کے قتل کے پروگرام کے بارے میں جو شواید بتائے ہیں وہ بعینہ اسی جیسے تھے جو انہوں نے مجھے بتائے، چنانچہ ان تینوں حضرات کا بس نہ چلا کہ وہ مولوی صاحب سے یہ راز افشاں کرے اور مذاکرات اگے لے جائے یہ واقعہ اس وقت پیش ہوا جس وقت قاری شکیل تحریک طالبان پاکستان کے عالی شوری کے صدر (امیر) تھے، شیخ خالد کو معزول کیا تھا۔

آنار جان ولد میدل بندی خیل کا قتل

2012 موسم گرمہ کے ایام میں حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن صاحب کے درمیان کش مکش شروع تھی جرگے ہو رہے تھے عالی شوری بھی کوششیں کر رہا تھا، کہ اس دوران کراچی میں بھی حکیم اللہ گروہ نے حلقہ محسود کے مقابلہ میں متوازی نظم شروع کی۔ چنانچہ مولوی خان زمان امیر حلقہ کراچی کے حکم پر آنار جان بند خیل حلقہ مکین والا اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ وزیر گل درآمن خیل کو گرفتار کرنے کیلئے جنجال گوٹھ پہنچے ادھر سے وزیر گل کے رشتہ داروں نے وزیر گل سے ملکر ان تین طالبان پر فائر کھول دیا جسمیں آنار جان ولد میدل بند خیل موقعہ پر شہید ہوئے۔

نومبر 2012 میں مولانا ولی الرحمن صاحب نے حلقہ محسود کے تمام ذمہ داران کا اجلاس شمالی وزیرستان میر انشاء بلایا چنانچہ اس سلسلہ میں (مفتی عاصم اور ابو یاسر نے 18 جنوری 2012 گور گورے سے میر انشاہ کا سفر شروع کیا جب کڑے رغزائی پہنچے وہاں پر شیر الرحمن بابا شہید اور میر نواز کاکا شہید کی فاتحہ خوانی کی اور انکے رشتہ داروں سے تعزیت کی بعد ازاں مغرب کے وقت وہاں سنزلہ کا سفر شروع کیا عشاء کو سنزلہ میں منیب کے گھر پہنچے وہاں عشاء کی نماز پڑھی اور کھانا کھایا جبکہ حاجی احمد حسین عرف حاجی اور وہاں موجود ساتھیوں نے ہمارے ساتھ عبد الخالق عرف صوفی کی تعزیت کی اور انکے لیے دعائے مغفرت مانگی رات کو وہاں پر ہی لیٹ گئے۔ بعض ساتھیوں نے کہا کہ پہرہ دینا ضروری ہے لیکن ہم تینوں ذمہ داران نے کہا کہ انشاء اللہ دشمن کا خوف نہیں ہے اس لیے پہرے کی ضرورت نہیں۔ لیکن شاوریز عرف

سپنڑ کئی نے اصرار کیا کہ توئی قلعہ پر ہمارے حملے کی وجہ سے حکومت بہت غصے میں ہے اور فوج چاروں طرف چھاپے لگاتے رہیں صرف سنزلہ پر فوج نے چھاپہ نہیں مارا ہے۔ اس لیے پہرہ ضروری ہے اگر دوسرے ساتھی تھکے ہوں تو میں اکیلا بھی پہرہ کرونگا۔ چنانچہ پہرہ داروں کی لسٹ بنائی اور سب ساتھی بے فکر لیٹ گئے جب رات 12 بجے سے 1 بجے کا ٹائم ہوا تو پہرہ دار آیا اور ہمیں جگایا اور کہا کہ وانہ کی طرف سے گاڑیوں کا قافلہ خڑپل پہنچا جبکہ گاڑیوں نے لوڑ گئی بھی کراس کیا تھا۔ یاد رہے کہ لوڑ گئی نارائی ہم سے 4 یا 5 سو میٹر کے فاصلے پر تھا ہم نے سب مجاہدین کو جگایا اور واقعے سے مطلع کیا کہ بھائی اٹھو ہمارے اوپر چھاپہ ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں بعض ساتھی کہتے تھے کہ کچھ بھی نہیں اتنے قریب فوج گاڑیوں میں نہیں آتی ہے۔ کہ اچانک لوڑ گئی نارائی میں اور گاڑی سب ساتھیوں نے دیکھے اب سب کو یقین ہوا کہ فوج چھاپے کیلئے آئی ہے اور آرہا ہے لہٰذا ہم نے گاوں والوں کو بھی اطلاع کی اور خود بھی محفوظ مقام کی طرف منتقل ہوئے اور چند ساتھیوں کو فوج کی طرف بھیجا اور انکو کو کہا گیا کہ بغیر فوج دیکھے فوج پر فائرنگ کرو۔ تاکہ اسکا منصوبہ ناکام ہو جائے اور سب اہل علاقہ کو پتہ چلے صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ تین اطراف سے فوج حملہ آور ہوئی ہے خیسورہ، لوڑ گئی، لونگئی، فوج صبح آٹھ بجے پہاڑوں سے اترتی ہوئی دیکھی گئی ۔پہلے پہل فوج اس مہمان خانے میں داخل ہوئی جس میں ہم رات کو ٹھہرے تھے اور اسکو آگ لگادی جبکہ یوں فوج نے پورے گاؤں کے مکانات کو آگ لگانا شروع کیا اور پورے گاؤں کو خاکستر کر کے رکھدیا اور ساتھ ہی گن شپ ہیلی کاپٹر مشکوک مقامات پر شیلنگ کر تا رہا اور ساتھ ساتھ توپوں کی شیلنگ بھی صبح سے عصر تک جاری تھی اسی اثناء میں 11 بجے مولوی نصر الدین کے چند ساتھیوں نے ثقیلہ اور آر پی جی سے ایک پہاڑی پر بیٹھے فوجیوں پر حملہ کیا لیکن سب فوجی بھاگ نکلے پورا دن سنزلہ گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور توپوں کی شیلنگ سے گونجتا رہا اور فوج عوام کے مکامات جلاتے رہی۔ بالاخر عصر کو فوج نے واپسی شروع کی اور مغرب سے پہلے ہی ساری فوج وانا منتقل ہوئی اور قصہ ختم ہوا، ہم نے بھی چونکہ میر انشاء جانا تھا۔ اسلیے فوج کے پیچھے پیچھے ہم بھی براستہ خڑپل کے وانا داخل ہوئے وانا میں رات گذاری صبح کو وہاں سے میر انشاء کا سفر شروع کیا براستہ انگور آڈہ وشوال میر انشاہ پہنچے وہاں مولانا ولی الرحمن صاحب سے ملاقات ہوئی چند دن بعد اجلاس ہوا اور اجلاس میں حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب نے بیت اللہ امیر صاحب کی شہادت کے بعد سے وہ تمام کار گذاری دھرائی۔ اور ان سالوں میں حکیم اللہ محسود نے جتنے خلاف ورزیاں حلقہ محسود کے ساتھ کی تھیں وہ ایک ایک کر کے بیان کی اور مولانا صاحب نے جو محنت کی تھی تاکہ حکیم اللہ محسود سے چھڑپ نہ ہو جائے ان کے بارے میں تمام مشران محسود کو مطلع کیا۔ اور آخر میں کہا کہ میرے پاس اب کوئی علاج نہیں سوائے جنگ کے کیونکہ حکیم اللہ محسود نے تہیہ کیا ہے کہ محسود مجاہدین کے درمیان توڑ ضرور پیدا کرنا ہے۔ یا حلقہ محسود کی نظم کو انکے حوالے کرنا ہے تاکہ وہ اپنی مرضی سے تحریک کی طرح اسے بھی چلائے۔ اس پر مشورہ ہوا اکثر ساتھیوں نے کہا کہ ان سے جنگ کر کے جان چھڑانے کے علاوہ ہمارے پاس دوسرا راستہ نہیں رہا ہے، لیکن میں (مفتی عاصم) نے مشورہ دیا کہ مولانا صاحب حلقہ محسود کی نظم کا جوڑھانچہ موجود ہے۔ لہٰذا پہلے اس کے لیے لائحہ عمل تیار کر کے بعد ازاں حلقہ محسود کے مجاہدین پر پیش کرنا بس جو نہ مانے وہ اکیلے رہ جائینگے تو ان کے بارے میں اس وقت فیصلہ کرنا چاہیے۔ میرے مشورہ کو فیصلہ قرار دیا اور لائحہ عمل کے لیے ایک کمیسون تشکیل دی جس میں مولانا عظمت اللہ صاحب، مولانا خاطر صاحب، مفتی عاصم صاحب، مفتی طارق محمود، اس وقت کے نائب امیر خان سعید عرف سجنا شامل تھیں۔ اس کیمسون پر لازم قرار دیا کہ وہ چند ہی دنوں میں لائحہ عمل تیار کریں چنانچہ کیمسون والوں نے دو دن بعد اجلاس مقرر کیا کہ اس سے قبل پانچوں بندے سابقہ حالات اور آئندہ آنے والے حالات کو مد نظر رکھ کر اس دو دن کی مہلت میں اصول اور لائحہ عمل تیار

کرکے اجلاس میں پیش کرنے کے پابند ہوں گے، چنانچہ میں نے (مفتی عاصم) اس فرصت میں لائحہ عمل کا ایک ڈانچہ تیار کیا اجلاس کے دن حاضری ہوئی توسب ارکان مجلس حاضر ہوئے اور تمام ارکان مجلس نے جو کچھ لکھا تھا وہ پیش کئے ۔ میں نے چونکہ تفصیلی لائحہ عمل لکھا تھا اس لیے میرے لکھے ہوئے مواد کی چھان بین شروع ہوئی جس میں کچھ جملوں کی تبدیلی کی گئی اور بقایا کو صحیح قرار دیا اور بعد ازاں مولانا ولی الرحمن پر پیش کرکے انہوں نے بھی تمام تر مواد کو صحیح قرار دیا۔ اور اسی سلسلہ میں مولوی نور سید صاحب، حذیفہ صاحب (شہیدؒ) مولوی نصر اللہ صاحب، مولوی فرہاد صاحب بھی حکیم اللہ محسود کی طرف سے آئے اور ہم سے ملاقات کی اور یہ بات کہی کہ ہمیں حکیم اللہ محسود نے اختیار دیا ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو بہر قیمت میرے اور حلقہ محسود کے درمیان اختلاف سلجھا دینا۔ لہٰذا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ نے بھی کوشش شروع کی ہے دونوں گروہ مل کر متفقہ حل تلاش کرتے ہیں چنانچہ ہم نے ان پر لائحہ عمل پیش کیا کہ اس لائحہ عمل کے تحت ہم نے حلقہ محسود کو چلانا ہے اگر آپ اور حکیم اللہ اس کو ماننے کیلئے تیار ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ تین سال تجربہ ہمیں ایک اور نتیجہ دیکھا رہا ہے چنانچہ انہوں نے حکیم اللہ محسود سے یہ بات شریک کی تھی انہوں نے بھی ہاں میں جواب دیا تھا اور ایک جگہ بیٹھنے اور اعتماد بحال کرنے کا ان سے کہا تھا چنانچہ ان چار مولوی صاحب نے یہ بات ہمارے ساتھ شریک کی اور ہم نے مولوی ولی الرحمن صاحب سے شریک کی اور انکو آمادہ کیا کہ ایک بار پھر بھی قسمت آزمائی کرتے ہیں کہ حکیم اللہ محسود کے ساتھ جنگ سے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم محفوظ رہے چنانچہ میر علی حیدر خیل گاؤں میں حکیم اللہ محسود سے ملاقات ہوئی اور کافی لمبی تفصیلی بات چیت کے بعد حکیم اللہ محسود نے آٹھ رکنی کمیسون (جو علماء ومفتیان پر مشتمل تھا) کو اختیار دیا جبکہ ساتھ تحریر بھی لکھدی تحریر یہ ہے

تحریر انہوں نے اپنے پیڈ پر لکھ کر دیدی:۔23/2/2012 اگرچہ پہلے موقعہ پر تاریخ نہیں لکھدی تھی دوسرے اجلاس میں تاریخ بھی وہی رقم کی گئی، محترم مجاہدین بھائیو، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ مولانا نور سید مفتی نور ولی مفتی طارق مولانا عظمت اللہ، مولانا عبد الحمید، مولانا نصر اللہ ، مولانا عظیم عرف خاطر ، مولانا فرہاد پر مشتمل ان علماء کی مشترکہ، ایک کمیسون کو حلقہ محسود کے اندورونی اصول وضوابط تیار کرنے کیلئے بنایا گیا ان آٹھ افراد کی مشترکہ کمیسون کو میں نے مکمل اختیار دیا ہے بشرطیکہ ان کا کوئی فیصلہ تحریک طالبان پاکستان کے لائحہ عمل سے ٹکرنہ کھائے یعنی آٹھ افراد پر مشتمل کمیسون حلقہ محسود کے اندورونی مسائل کو حل کرنے کے لیے اصول وضوابط تیار کرے گا لیکن اس بنیاد پر میں نے انہیں پورا اختیار دیا ہے کہ ان کا کوئی اصول تحریک طالبان پاکستان کے لائحہ عمل کے خلاف نہیں ہوگا،،،،،، دستخط،،،، حکیم اللہ محسود،،،،،،،،،، مولوی ولی الرحمن۔ اس تحریر کا اصل متن ملاوہ یہ ہے۔

بانی تحریک امام المجاہد
ملا بیت اللہ محسود شہید
رحمۃ اللہ علیہ

تحریک طالبان پاکستان

امیر تحریک محترم
حکیم اللہ محسود
حفظہ اللہ تعالیٰ

تاریخ 23/12/2012 نمبر

محترم مجاہدین بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ مولانا نور سعید، مفتی نور ولی، مفتی طارق،
مولانا عظمت اللہ، مولانا عبدالحمید، مولانا نصر اللہ، مولانا عظیم عرف خاطر،
مولانا فرہاد، پر مشتمل ان علماء کی مشترکہ ایک کمیسون کو حلقہ محسود کے اندرونی
اصول وضوابط تیار کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ ان آٹھ افراد کی مشترکہ کمیسون کو
میں نے مکمل اختیار دیا ہے، بشرطیکہ ان کا کوئی فیصلہ تحریک طالبان پاکستان کے
لائحہ عمل سے ٹکر نہ کھائے۔ یعنی ان آٹھ افراد پر مشتمل کمیسون حلقہ محسود کے اندرونی
مسائل کو حل کرنے کے لئے اصول وضوابط تیار کرے گی، لیکن اس بنیاد پر میں
نے انہیں پورا اختیار دیا ہے کہ ان کا کوئی اصول تحریک طالبان پاکستان
کے لائحہ عمل کے خلاف نہیں ہوگا۔

دستخط امیر

مولوی ولی الرحمان محسود

اس تحریر کے بعد ہم آٹھ رکنی کمیسون نے حلقہ محسود کے لیے بنائے گئے لائحہ عمل کا بغور جائزہ لیا تا کہ کوئی جملہ تحریک کے لائحہ عمل سے متصادم نہ ہو جب چھان بین مکمل کرلی بعد ازاں لائحہ عمل حکیم اللہ محسود پر پیش کیا انہوں نے 2 دن مہلت مانگی کہ میں دو دن میں اسکا مطالعہ کرونگا دو دن کے بجائے تقریباً ہفتہ گذرا لیکن حکیم اللہ محسود سے جواب نہ ملا بالاخر ہم آٹھ رکنی کمیسون نے ان سے ملاقات کی درخواست کی لیکن نہ ہوئی۔ بعد مین مولوی نور سید اور انکے دوسرے رفقاء کی منت سماجت سے وہ ملاقات کے لیے راضی ہوا اور ہم آٹھ

رکنی کمیسون نے ان سے ملاقات کی اور ان سے لائحہ عمل پر بحث مباحثہ اور دستخط کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے بیماری کی غذر کی اور کہا کہ اب تک تو میں نے مطالعہ بھی نہیں کیا ہے کافی لمبی گفتگو کے بعد انہوں نے ہمیں توئی وڑائی واک اختیار دیا یعنی مکمل اختیار دیا اور لائحہ عمل پر اعتماد ظاہر کیا۔

لائحہ عمل کی کاپی یہ ہے۔
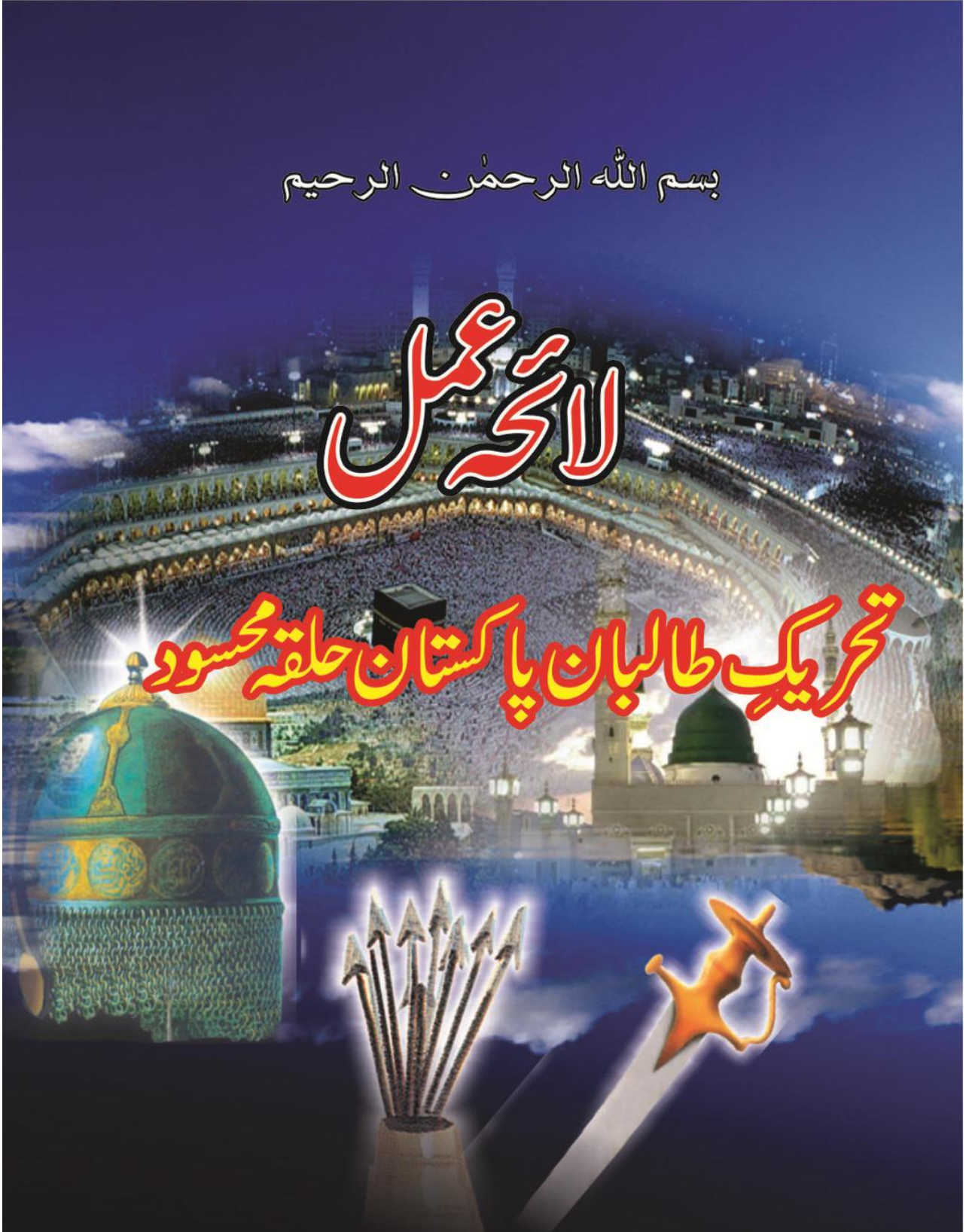
قابلِ توجہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محض اپنے ہی فضل وکرم سے جہاد کے لئے منتخب فرمایا پھر اس طرح آپ جہاد کے عالی شان فضائل اور اجر کے مستحق بن گئے۔ لیکن یوں ذمہ داریوں میں بھرپور اضافہ بھی ہو گیا۔ نیکی کرنا آسان مگر محفوظ بنانا نہایت مشکل ہے۔ شیطان جو ہمارا ازلی دشمن ہے ہماری جنگ کیوں کہ شیطان کے حواریوں سے بھی ہے وہ ہمارے انفرادی اعمال کو برباد کر کے اجتماعیت کو برباد کر دیتا ہے شیطان سب سے پہلے انسان کو خواہش پرست بناتا ہے شیطان کا سب سے مؤثر ہتھیار ''آزادی'' کا نام نہاد تصور ہے۔ جب کے مومن کی زندگی تو حدود وقیود اور اصول وضوابط سے ہی محفوظ ومزین ہوتی ہے۔ مومن مسلمان بیت اللہ سے بیت الخلاء تک کے امور میں طریقہ کار (سنت نبوی) کا پابند ہے۔ یہی پابندیاں اسے جہنم کی قید سے آزادی دلا کر جنت کی فرحت بخش زندگی کا مستحق بناتی ہیں۔ ہمیں شریعت سمجھاتی ہے یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا اسے دیکھنا سننا سونگھنا کھانا پینا حلال وجائز ہے۔ ان چیزوں کو کھانا پینا دیکھنا سننا حرام وناجائز ہے۔ بس یہی سنت؛ غیر سنت؛ مکروہ؛ مباح؛ حلال حرام ہی مومن کی زندگی کے اصول وضوابط حدود وقیود کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی اصول وضابطہ انسانی زندگی کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

اسی طرح کوئی بھی تحریک جو اصولوں پر عمل پیرا نہ ہو سمجھنا چاہئے کہ اس تحریک کے افراد ذاتی مفاد اور خواہشات کی تکمیل کے لئے جمع ہیں۔ بس خالص اسلامی تحریکیں شریعت کی رہنمائی میں اپنی ترتیب وطریقہ کار بناتی ہیں جنہیں اصولوں کا نام دیا جاتا ہے۔ پس شریعت کی روشنی میں وضع کردہ اصولوں پر عمل کرنے والے ہی کامیابی کے مستحق بن سکتے ہیں۔ اس لائحہ عمل کی ایک ایک شق کو دل کی آنکھوں سے پڑھئے۔ پڑھ کر سرمہ بصیرت بنا لیجئے۔ شیطان اس مرحلہ پر بھی حملہ آور ہوگا۔ آپ کی ''آزادیاں'' تباہ ہوتی دکھائے گا مگر خدارا چاہت کی اتباع کی بجائے شریعت کی اطاعت ہی آپ کی آزادی کا اصل سبب ہے۔ یاد رکھیے! ہمارے بھائی، بیٹے، خالص اللہ کی محبت میں فدائی بن کے آگے بڑھ گئے وہ ربّ کی محبتوں کے حقدار اور جنت کے مستحق بن گئے کئی ہمارے بھائی بیٹے ہم پر اعتماد کرتے ہوئے میدان میں کود گئے۔ آج وہ دشمن کی دل دہلا دینے والی اذیتوں اور تکلیفوں کو سہہ رہے ہیں۔ اگر ہم نے اپنے شہداء اور اسیروں کی قربانیوں کا خیال نہ رکھا تو روزِ محشر ہمارا گریبان ہوگا۔ ہمارے ہی بھائیوں کا ہاتھ ہوگا ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ بس ابھی بھی وقت ہے ہم اپنے ہاتھ، زبان، قدم، دل ودماغ جہاد کی قوت بڑھانے کے لئے استعمال کریں نہ کہ اپنی قوت اور شان وشوکت بڑھانے کے لئے جہاد کو استعمال کریں۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ سب کچھ شریعت کے لئے قربان کر دیا اور اب شریعت اپنی ذات کے لئے قربان ہو جائے۔

برادران محترم۔ بس عزم وحوصلہ کے ساتھ لائحہ پر عمل پیرا ہو کر تحریک کی کامیابی کے آپ ضامن بن جائیں آپ کی کامیابی کا ضامن اللہ تعالیٰ بن جائے گا۔ (آمین)

بانی تحریک امام المجاہد ملا بیت اللہ محسود شہید رحمۃ اللہ علیہ

تحریک طالبان پاکستان

امیر تحریک محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ تعالیٰ

تاریخ 23/12/2012

نمبر

محترم مجاہدین بھائیو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ مولانا نور سعید، مفتی نور ولی، مفتی طارق، مولانا عظمت اللہ، مولانا عبد الحمید، مولانا نصر اللہ، مولانا عظیم عرف خاطر، مولانا فرہاد، پر مشتمل ان علماء کی مشترکہ ایک کمیشن کو حلقہ محسود کے اندرونی اصول وضوابط تیار کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ ان آٹھ افراد کی مشترکہ کمیشن کو میں نے مکمل اختیار دیا ہے، بشرطیکہ ان کا کوئی فیصلہ تحریک طالبان پاکستان کے لائحہ عمل سے ٹکر نہ کھائے۔ یعنی ان آٹھ افراد پر مشتمل کمیشن حلقہ محسود کے اندرونی مسائل کو حل کرنے کے لئے اصول وضوابط تیار کرے گی، لیکن اس بنیاد پر میں نے انہیں پورا اختیار دیا ہے کہ ان کا کوئی اصول تحریک طالبان پاکستان کے لائحہ عمل کے خلاف نہیں ہوگا۔

دستخط امیر

مولوی ولی الرحمن محسود

تحریکِ طالبان پاکستان حلقہ محسود کے لیے لائحہ عمل

(ا) مرکزی شوریٰ اور اس کے اختیارات

(ا) مرکزی امیر نہ ہونے کی صورت میں نیا امیر مقرر کرنا۔

(ب) اگر امیر میں عزل کی صفات پائی جائیں تو امیر کو معزول کرنا۔

(ج) امیر کو انتظامی امور میں مشورہ دینا جبکہ فیصلہ کرتے وقت امیر شریعت کے دائرے میں خود مختار ہوگا۔ اور فیصلہ کرتے وقت مرکزی شوریٰ کو اعتماد میں لینا ضروری ہوگا۔

(د) خدانخواستہ اگر کسی حلقے کے مسئول کا مرکزی امیر سے اختلاف ہو جائے یا حلقے کا کسی دوسرے حلقے سے اختلاف ہو جائے تو مرکزی شوریٰ میں پیش کیا جائے گا۔ مرکزی شوریٰ اسے حل کرے گی۔

(ر) امیر کی عدم موجودگی میں نائب امیر اور شوریٰ اہم امور میں فیصلے صادر کریں گے۔

(س) ناگزیر حالات میں امیر محترم بموجودگی ثلث ارکان مرکزی شوریٰ کے فیصلے کر سکتے ہیں کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہوگا۔

(ص) ناگزیر حالات کے علاوہ امیر محترم مرکزی شوریٰ کو اعتماد میں لے گا۔

(ط) اگر کسی امر میں امیر محترم اور مرکزی شوریٰ میں اختلافِ رائے پیدا ہو جائے تو کثرت رائے پر فیصلہ صادر کیا جائے گا جبکہ خلاف شریعت نہ ہو۔
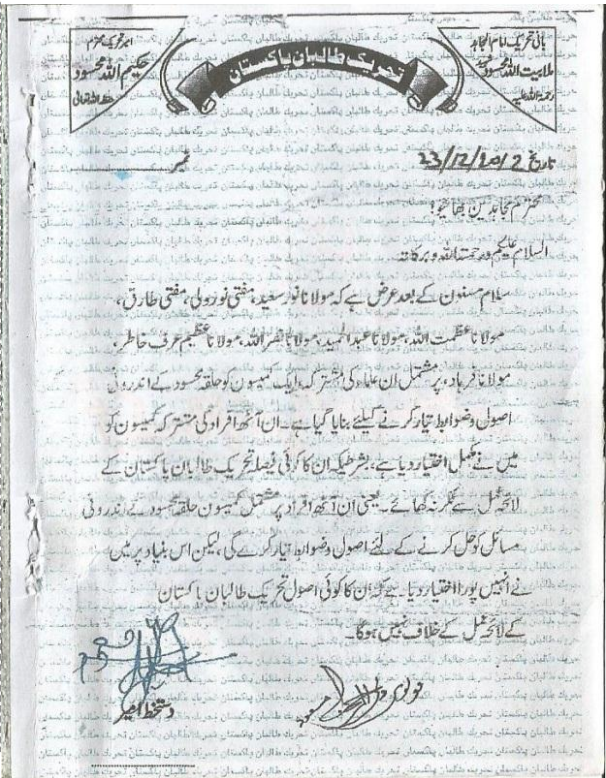
(۲) امیر کے اختیارات

چونکہ شریعت مطہرہ میں امارت ایک اعلیٰ وارفع مرتبہ ہے جو احکام الٰہی کو نافذ کرنے کا ذریعہ ہے لہذا۔

(ا) امیر محترم شریعت کے دائرے میں رہ کر امر کریں گے اور تمام مامورین پر بقدر استطاعت اطاعت لازم ہوگا۔

(ب) حلقہ محسود میں جتنے ادارے ہیں ان کے ارکان اور مسئولین اور حلقہ کے ذمہ داران کو کسی بھی وقت معزول کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ مرکزی شوریٰ کو اعتماد میں لیں۔ چاہے بلاوجہ کیوں نہ ہو۔

(ج) مرکزی امیر اپنے لئے مرکزیت کے نام سے مخصوص گروپ نہیں بنائیگا۔ کیوں کہ اس سے حلقوں میں اختلاف کا دروازہ کھلے گا۔

(د) امیر صاحب مخصوص کمانڈانوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے۔ بلکہ ہر صاحب استعداد سے کام لیں گے تاکہ رجال کار کا فقدان ختم ہوجائے۔

(ر) حلقہ محسود کا فنڈ حلقہ محسود کے مجاہدین کے ساتھ ساتھ جہادی امور اور معاونین کے ساتھ تعاون میں خرچ کیا جائے گا۔

(س) حکومت پاکستان یا کسی گروہ سے جنگ چھڑنے کے اسباب پیدا ہوجانے کے بعد امیر مرکزی شوریٰ کو اعتماد میں لے گا اور فیصلہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کریں گے

(ص) معاہدات کی صورت میں امیر اور مرکزی شوریٰ تحریک کے اصولوں کے مطابق بااختیار ہوں گے۔

(ط) امیر کسی ضرورت کی بناء پر حلقے کے امیر کے مشورہ سے افراد لے سکتا ہے حلقہ کے ذمہ دار حضرات مطلوبہ افراد کو منع کرنے کے مجاز نہ ہونگے۔

(ع) مرکز کی طرف سے اگر کسی حلقے میں کام کرنے کی ضرورت پڑھ جائے تو مرکز اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ حلقے کے مسئول کو اعتماد میں لیں تاکہ مجاہدین میں اختلاف پیدا نہ ہو اور کام بھی صحیح طریقے سے انجام پائے۔

(ف) اگر امیر کی طرف سے کسی ادارے یا فرد کو شریعت کے تحت کسی کے خلاف مواخذہ اور احتساب کا حق مل جائے تو باقی تمام ادارے اور حلقے اس ادارے اور فرد کے ساتھ تعاون کریں گے۔

(ق) اگر کسی مسئول کا کسی بناء پر مرکزی شوریٰ سے اختلاف پیدا ہوجائے تو امیر صاحب اسے حل کریں گے۔

(ک) اگر امیر صاحب نے کسی جرم کی پاداش میں کسی مجاہد کو قتل یا گرفتار کرنا ہو
تو مسئول حلقہ کو اعتماد میں لے کر شعبہ قضاء کے سپرد کرے گا

(ل) امیر صاحب مختلف عہدوں پر فائز افراد کی وقت بروقت تبدیلی کرلیا کریں گے۔

(م) حلقہ محسود کے پڑوس میں آباد اقوام سے اچھے تعلقات استوار کرنا جنگ وجدل سے پرہیز کرنا جبکہ محسود قوم سے حسن سلوک سے پیش آنا۔

(ن) امیر محترم تمام اداروں کے لئے اہل افراد کا چناؤ کیا کریں تاکہ ادارے کی حق تلفی لازم نہ آئے۔

(و) امیر محترم تمام حلقوں کے جملہ حالات سے خود کو باخبر رکھیں۔

(۳) حلقہ جات کے لئے اصول

(ا) جب کسی امیر کی طرف سے تقسیم کار ہوجائے تو افراد یا کوئی حلقہ یا کوئی شعبہ ایک دوسرے کے کام میں مداخلت نہیں کرے گا۔ شدید ضرورت کی صورت میں مسئول کو اعتماد میں لینا ضروری ہوگا۔

(ب) تمام مجاہدین اپنے اپنے حلقے میں امیر کے تحت جہاد کریں گے کسی دوسرے حلقے میں جانے کی اجازت نہیں ہوگی، ضرورت پڑ جانے کی صورت میں مسئول سے اجازت لینی ہوگی۔

(ج) حلقہ محسود کے عوام کے جتنے تنازعات ہونگے ان کو اپنے حلقے ہی میں حل کئے جائیں گے۔ بصورتِ دیگر مرکزی شعبہ مصلحین یا قضاء کے سپرد کئے جائیں گے۔

(د) عوام اظہار مظلومیت کے لئے کسی بھی حلقے کے مسئول سے رجوع کرسکتے ہیں جب کہ مسئول ان کو اس شعبے کی طرف بھیجے گا جس کے متعلق یہ مسئلہ ہوگا۔

(ر) حلقہ محسود میں جو فیصلے قومی مفاد کے لئے کئے گئے ہیں وہ برقرار ہیں اور آئندہ بھی ضرورت پڑ جانے کی صورت میں مرکزی امیر اور شوریٰ (مرکزی) اپنی صوابدید پر فیصلے کریں گے۔ کسی دوسرے مسئول کو اجازت نہیں کہ قومی مفاد میں انفرادی فیصلے کریں۔ (یہ تمام فیصلے شریعت کے دائرے میں ہونگے)

(س) ہر مسئول اپنے حلقے میں شریعت کے دائرے میں خود مختار ہوگا اور تنظیمی اصول کے تحت کام کرے گا۔

(ص) مسئول حلقہ سے شکایت کی صورت میں امیر محترم یا بااختیار ادارہ اس کی سرزنش کریگا وہ شکایت علماء کو ہو، مجاہدین یا عوام کو ہو۔ اصلاح نہ ہونے کی صورت میں اسے معزول کیا جائے گا۔

(ط) مسئول حلقہ سے اگر مجاہدین کا اختلاف ہوجائے تو براہ راست مجاہدین ان کے خلاف کاروائی کے مجاز نہیں ہونگے۔

(ع) کسی بھی حلقے میں دوسرے مذہب (مسلک) کے پرچار پر سخت پابندی ہوگی۔

(ف) تمام اداروں اور حلقوں کے ذمہ دار افراد اپنی ذمہ داری کے متعلق شریعت کی روشنی میں معلومات حاصل کرنے کا پابند ہوگا۔

(ق) کسی بھی حلقے یا مرکز میں متوازی نظام چلانے یا اس کی طرف دعوت دینے پر سخت پابندی ہوگی ایسا شخص تنظیم کا باغی اور غدار سمجھا جائے گا۔

(ل) حلقہ محسود کے تمام مجاہدین پر حکومت سے رابطے پر پابندی ہوگی۔

(م) حلقے کا ذمہ دار حلقہ میں مخصوص کمانداں نہیں رکھے گا۔

(۴) شعبہ مالیات

(ا) اس شعبہ کا ایک ہی ذمہ دار ہوگا ان کے علاوہ کسی کو بھی چندہ یا فدیہ وصول کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(ب) مالیاتی ادارے کی طرف سے مقرر شدہ افراد کے علاوہ چندہ وفدیہ وصول کرنے والا مجرم قرار دیا جائے گا۔

(ج) مرکزی مالیاتی ادارہ غیر شرعی فدیہ و چندہ نہیں لے گا۔

(د) مرکزی مالیاتی ادارے کی طرف سے مقرر کردہ محتسبین اپنی صوابدید پر آمدن اور خرچ کی تفصیلات وصول کرے گا۔

(ر) مرکزی مالیاتی محتسبین آمدن اور خرچ کی پوری تفصیلات امیر محترم کے طلب پر پیش کرے گا۔

(س) امیر محترم مالی اعتبار سے کمزور حلقوں کا بقدر ضرورت دوسروں کی بنسبت زیادہ مالی امداد کرے گا۔

(ص) مالیاتی ادارے میں اگر فنڈ زیادہ ہو تو عوام الناس کے اجتماعی کاموں میں اگر جائز ہو تو صرف کیا جائے گا اور یہ خرچ امیر محترم کی صوابدید پر ہوگا۔

(ط) فنڈ سے شہداء کے لواحقین اور قیدیوں کے لئے ایک حصہ مختص کیا جائے گا جبکہ دیگر عسکری کاموں کے لئے بھی ایک حصہ مختص کیا جائے گا۔

(ع) آمدن کو دیکھ کر اپنے ہی مصارف پر خرچ کیا جائے گا جبکہ تقسیم امیر محترم کی صوابدید وہدایات کے مطابق ہوگی۔ اس میں علماء، طلباء، مدارس کا خصوصی خیال رکھا جائے گا۔

(ف) مالیاتی ادارے کے ذمہ دار اور امیر محترم نادر وفقیر مجاہدین کا خصوصی خیال رکھیں گے۔

(ق) اختلاف سے بچنے کے لئے تمام ذمہ دار حضرات اپنی رائے امیر محترم کو پیش کر لیا کریں تاکہ گناہ سے بچا جا سکے۔

(۵) شعبہ نشر واشاعت اور دعوت وارشاد

اس ادارے کا مقصد یہ ہے کہ وہ تحریک اور حلقہ محسود کے مؤقف کو واضح کرے۔ دشمن کے مظالم اور پروپیگنڈے کو بے نقاب کرنا تحریک اور حلقے کی کاروائیاں اور دیگر خدمات کو عوام الناس کے سامنے پیش کرنا اس ادارے کے مقاصد میں ہیں۔ یہ ادارہ مختلف طریقوں سے جہادی خدمات سرانجام دے گا۔

(ا) علماء حق، مفکرین اور تجزیہ نگاروں سے بیانات ریکارڈ کر کے انہیں پھیلانا، اور دیگر مختلف آڈیو، ویڈیو کے ذریعے حکومتی مظالم اور مجاہدین کے کارنامے پیش کرنا۔

(ب) تحریری سطح پر علماء حق کی کتابوں کی اشاعت کرنا اور مرکزی سطح پر ایک رسالہ شائع کرنا ان کی ذمہ داری ہوگی۔

(ج) یہ ادارہ جہاد اور جہادی مفاد کے علاوہ ذاتی مفادات اور اختلافات نشر واشاعت نہیں کرے گا، ہر اس امر سے اجتناب اس کے لئے لازمی ہوگا جس کی وجہ سے کسی کی ہتک (بے حرمتی) یا امت مسلمہ میں اختلاف پیدا ہو سکتا ہو۔ یا جہاد اور مجاہدین سے نفرت کا باعث بنتا ہو۔

(د) اس شعبہ کے ذمہ دار حضرات خصوصی طور پر مجاہدین کے سامنے تحریک اور حلقہ محسود کے مؤقف جو کہ جہاد کے بارے میں ہے خوب واضح کرے گا۔

(ر) یہ ادارہ مجاہدین کو دینداری، نظریاتی اور شریعت کے پابند بننے کی تربیت دے گا۔ اور روز مرہ پیش آنے والے ضروری مسائل سے آگاہ کریں گے۔

(س) جہاد اور مجاہدین کے متعلق وارد ہونے والے اعتراضات اور شبہات کا دفاع کرے گا۔ دشمن کی پالیسیوں اور سیاست شرعیہ سے مجاہدین کو واقف کرے گا۔

(ص) علماء حق سے راہنمائی حاصل کرنا اور ان تک پیغامات پہنچانا تاکہ ان حضرات کے شکوک وشبہات دور ہوں اور اس جہادی سفر میں ہمارے معاون اور مددگار ثابت ہوں۔

(ط) حلقہ محسود کا ایک ہی ترجمان ہوگا۔

(۶) شعبہ تعلیم وتربیت

تعلیم وتربیت لازم وملزوم چیزیں ہیں جبکہ زمانہ حال میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم ایک حد تک ضروری ہے تاکہ خلافت کے قیام اور جہاد کو صحیح سمت کی طرف روانہ کیا جا سکے اور امت مرحومہ کو جگایا جائے۔ لہذا

(ا) ایسے مدارس قائم کرنا جس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا بھی بندوبست ہو۔

(ب) اس بارے میں علماء حق اور دیگر ماہرین سے نصاب کے بارے میں استفادہ کرنا ہوگا۔

(۷) عسکری شعبہ

(ا) یہ شعبہ حلقہ محسود کی سطح پر ہوگا۔ اس کے افراد جنگی مہارت رکھنے والے ہوں گے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ ادارہ بہادر اور شجاع جنگی مہارت رکھنے والے علماء کی نگرانی میں ہو۔

(ب) یہ شعبہ عسکری تعلیم کے لئے معسکرات قائم کرے گا جس میں اسلامی عقائد احکام جہاد اور حتی الوسع ہر قسم کی عسکری تعلیم دی جاتی ہو۔

(ج) یہ شعبہ جنگی پالیسی وضع کر کے امیر کے سامنے پیش کرے گا۔

(د) صحیح اہداف کا تعین کرنا اور اس کے متعلق امیر محترم اور علماء کرام سے رجوع کر کے امر اور فتوی لینا تاکہ مجاہدین کا ضیاع لازم نہ آئے۔

(ر) محاذوں کی دیکھ بھال اور انکے لیے جنگی اسباب وضروریات مہیا کرنا۔

(س) ہر محاذ پر ایک قلعہ منتظرہ مقرر کرنا تاکہ بوقت ضرورت اس کو کام میں لایا جائے۔

(ص) مجاہدین کو کاروائیوں پر بھیجنے سے پہلے انکے کوائف جمع کرنا۔

(ط) اسلحہ ساز فیکٹری وجود میں لانا اور ایمونیشن اور راشن کا جمع کرنا اور رہبروں کو مہیا کرنا۔

(۸) فدائین اسلام کے لئے نظم وترتیب

(ا) فدائین اسلام کے لئے ایک مستقل امیر کا تعین کرنا
(ب) ان کے لئے عسکری اور روحانی تربیت کا اہتمام کرنا
(ج) ان کے کھانے پینے اور مراکز کا اہتمام کرنا
(د) انکے صحیح اہداف کا تعین کرنا اور استشہادی حملے کے بعد کاروائی کی تفصیل معلوم کر کے محفوظ کرنا
(ر) تمام استشہادیوں کے کوائف جمع کرنا
(س) متعین فرد کے علاوہ کسی اور شخص کو مرکز کھولنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(۹) شعبہ استخبارات

(ا) یہ ادارہ صرف حلقہ محسود کی مرکزی سطح پر ہوگا کسی چھوٹے حلقے کے مسئول یا فرد کو استخبارات کی اجازت نہیں ہوگی۔
(ب) ان کا تعلق امیر محترم سے ہوگا۔ بصورت دیگر نائب امیر سے رابطہ رکھے گا۔
(ج) یہ ادارہ حلقہ میں اندرونی اور بیرونی معاملات پر نگاہ رکھے گا اور ان افراد اور گروہوں پر نظر رکھے گا جو مجاہدین میں فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔
(د) مجاہدین کی صفوں میں دشمن کی مداخلت پر کڑی نظر رکھے گا اور اس کی روک تھام کرے گا۔
(ر) امیر محترم اور دیگر ذمہ دار حضرات کی حفاظت کرنا
(س) جاسوسوں کو گرفتار کر کے ان کو امیر محترم اور شعبہ قضاء کے سامنے پیش کرنا
(ص) یہ ادارہ دشمن کے خفیہ راز معلوم کرے گا اور دشمن کی حرکات وسکنات کی نگرانی کرے گا۔ انکی صفوں میں اپنے ساتھی داخل کر کے ان کے اندر اپنے آلہ کار پیدا کرنے ہوں گے اور صحیح استخباراتی معلومات حاصل کرنے کے لئے خفیہ جاسوسی آلات مہیا کرنا اس ادارہ کی ذمہ داری ہوگی۔
(ط) اس ادارے کے ارکان امانت دار اور حساس ہوں گے۔
(ع) ان کے ارکان کسی کی پرواہ کیے بغیر دین اسلام اور مجاہدین کو نقصان پہنچانے والوں کا تجسس کریں گے اور مجاہدین کے اقوال وافعال وکردار کا بھی تجسس کریں گے تاکہ اپنے ہاتھوں جہاد کا نقصان نہ ہوجائے۔

(۱۰) شعبہ قضاء ومصلحین

(ا) شعبہ قضاء حلقہ محسود کی مرکزی سطح پر ہوگا۔
(ب) قضاء ومصلحین ہر معاملہ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں حل کریں گے۔
(ج) مجلس قضاء ہر معاملے کو لکھے گی اور پھر مدعی، مدعا علیہ کے عدم اطمینان کی صورت میں چار مراحل میں تقسیم کرے گی۔ ۱۔ ابتدائیہ۔ ۲۔ رافعہ۔ ۳۔ تمیز۔ ۴۔ استئناف تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔
(د) ہر قسم کی اداری بدعنوانیوں کی روک تھام بھی اسی ادارے کی ذمہ داری ہے۔
(ر) مرکز قضاء حضرات کے لئے دوروں کا انعقاد کرے گا تاکہ قضاء اور قضاء کے آداب واحکام سے واقف ہوجائے۔
(س) امیر محترم اور مرکزی شوریٰ میں کسی اختلاف کی بناء پر اختلاف پیدا ہوجائے تو یہ شعبہ قضا کے حوالے کیا جائے گا۔ جبکہ حلقہ محسود کے دیگر پیچیدہ معاملات کے فیصلے بھی قضاء کے سپرد کیے جائیں گے، کسی فریق یا فرد کی اصلاح سے مایوسی کی صورت میں ان سے اسلحہ جمع کر کے گھر بھیج دیا جائے گا۔
(ط) یہ ادارہ شریعت اسلامیہ کی رو سے بااختیار ہے لہذا یہ ادارہ ہر کسی کو شکایت کی بنا پر طلب کرسکتا ہے۔
(ع) کسی بھی قیدی کو قضاء کے بغیر سزا نہیں دی جائے گی۔
(ف) قتل کے تمام معاملات شعبہ قضاء کے سپرد ہوں گے الا یہ کہ معتذر رہوں۔
(ق) قضاء سے قبل فریقین میں صلح کی کوشش کی جائے گی جبکہ مصلحین کے فیصلے کی تصویب شعبہ قضاء کرے گا۔
(ک) شعبہ قضاء کے سامنے پیشی سے انکار کرنے والے کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی۔

(۱۱) شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

(ا) یہ شعبہ حلقہ محسود کی سطح پر نیک کاموں کا حکم کرے گا اور برے کاموں سے منع کرے گا۔
(ب) تمام مجاہدین اور عوام کو شریعت کے تابع بنانا
(ج) یہ ادارہ مجاہدین کے اقوال، افعال اور کردار کی نگرانی کرے گا۔
(د) یہ ادارہ لوگوں کو باجماعت نماز پڑھنے کی تلقین کرے گا بصورت دیگر مناسب سزا بھی دے گا۔
(ر) ادارے کے ارکان پر لازم ہے کہ امر اور نہی معروف طریقے سے کرلیا کریں۔
(س) مجاہدین کے زیر اثر علاقوں میں لوگوں کو معروف طریقے سے منکرات سے منع کرے گا۔
(ص) مجاہدین کو عوام کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کرے گا بصورت دیگر سزا دے گا۔
(ط) شعبہ ہذا مجاہدین کے اندر شکایتوں کا نوٹس لے گا فیصلہ نہ ہونے کی صورت میں شعبہ مصلحین کے سپرد کرے گا۔ تصفیہ نہ ہونے کی صورت میں قضاء کے حوالے کرے گا۔
(ع) مجاہدین کو امیر کی جائز اطاعت پر راضی کرے گا بصورت دیگر معاملے مرکزی شوری اور امیر محترم کے سپرد کرے گا۔
(ف) قیدیوں کو شرعی حقوق دینا انکی ذمہ داری ہوگی۔
(ق) کوئی فرد یا ذمہ دار ذاتی جیل میں قیدی کو رکھنے کا مجاز نہیں ہوگا البتہ چھوٹے مجرموں کو

اس شعبے کے زیر نظر جیل میں رکھ سکتے ہیں باقی قیدیوں کو ادارے کے حوالے کرنا لازمی ہوگا

(ک) قیدیوں کو شرعی سہولیات فراہم کرنا اور ہفتہ کے اندر اندر قضاء کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔

(ل) قیدیوں کے کوائف جمع کریں گے۔

(م) مجاہدین اور عوام میں نشہ آور چیزوں کی نگرانی کرے گا اور اس کی روک تھام کرے گا۔

(۱۲) شعبہ معذورین، قیدی مجاہدین و یتامی و بیوگان

(ا) یہ ادارہ حلقہ محسود کی سطح پر ہوگا۔ اس کا مقصد قیدیوں شہداء کے پسماندگان اور جہاد کی وجہ سے معذور ہونے والوں کی امداد کرنا ہے۔

(ب) یہ ادارہ شہداء کے ورثاء اور معیوبین کی پوری فہرست بنائے گا تاکہ موجودہ جہاد میں شہید ہونے والوں کے ورثاء اور معیوبین کی منظم طریقے سے امداد کی جاسکے۔

(ج) مجاہدین قیدیوں کی فہرست بنائے گا اور انکی رہائی کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔

(د) ان کی جملہ ضروریات کا انتظام کرے گا۔

(ر) مرکزی مالیاتی ادارے کے تعاون سے قیدیوں بیواؤں یتیموں اور معذورین کی ضروریات پوری کرے گا۔

(س) تقسیم کے بعد مکمل تفصیل امیر محترم مرکزی مالیاتی ادارے کے محتسبین کے حوالے کرے گا تاکہ غبن کا دروازہ بند رہے گا۔

(ص) حلقہ محسود کی سطح پر حسب استداد چند شفاء خانے قائم کرنا بھی اس ادارے کی ذمہ داری ہوگی۔

(ط) بیواؤں کے لئے مناسب رشتوں کا انتظام کرنا اور ان کو کسی رشتہ دار کے ذریعے تیار کرنا ہوگا۔ یا کسی بھی جائز طریقے سے

نوٹ: اصول ھذا میں حالات کے تغیر و تبدل کی نسبت سے کمی وبیشی کی جاسکتی ہے۔

(۱۳) ہدایات

(ا) تحریک طالبان حلقہ محسود کے تمام مجاہدین امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ پر اعتماد رکھتے ہیں اور انہیں اپنا امیر مانتے ہیں اور ان کے ہر امر شرعی کے لئے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور بالواسطہ ان سے بیعت کر چکے ہیں اور ان سے انکار کرنے والا باغی تصور کرتے ہیں۔

(ب) حلقے کے مرکزی امیر یا کسی دوسرے مسئول وغیرہ کا مخالف اور سفر جہاد میں رکاوٹ پیدا کرنے والا فرد یا گروہ پورے حلقہ محسود کا دشمن سمجھا جائے گا اور ان سے تعاون کرنے والا حلقہ محسود کا مجرم تصور کیا جائے گا چاہے یہ معاملہ اندرونی حلقہ میں پیش آجائے یا بیرونی حلقہ میں بہرصورت اسکی سرکوبی کی جائے گی۔

(ج) وہ مال جو دشمن سے بغیر جنگ کے حاصل ہو مال فئے ہے اس مرکز کے بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

(د) وہ مال جو بذور جنگ لیا گیا ہو مال غنیمت ہے اور اسے مجاہدین میں تقسیم کیا جائے گا جو مجاہدین جنگ میں شریک ہوں اس مال میں سے صرف خمس یعنی پانچواں حصہ بیت المال کے لئے مختص کیا جائے گا۔

(ر) حلقہ محسود کے تمام مجاہدین ان تمام مباحث سے اجتناب کریں گے جس سے اختلاف پیدا ہوسکتا ہو ورنہ سخت سزا دی جائے گی۔

(س) حلقہ محسود کے تمام مجاہدین سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں اور پارٹیوں سے اجتناب کریں گے اپنی تمام تر توجہ صرف جہاد پر مرکوز رکھیں گے۔

(ص) حلقہ محسود میں کسی دوسرے مذہب (مسلک) کی طرف سے دعوت دینے والے کو فتنہ پرور تصور کیا جائے گا۔ اسی طرح دوسرے تحریکات اور مجموعات کی دعوت دینا بھی سخت ممنوع ہوگا۔ بصورت دیگر امر بالمعروف والے کاروائی کے مجاز ہوں گے کہ ایسے افراد سے اسلحہ جمع کر کے گھر بھیج دیں۔

(ط) حلقہ محسود کی حدود میں رہنے والے تمام مجاہدین بھی مقامی مجاہدین کی طرح ان اصولوں کے پابند ہوں گے جب کہ حلقہ محسود کے مجاہدین دوسری ایجنسیوں میں ان ہی کے اصولوں کی پابندی کریں گے۔

نوٹ: اصول ہذا میں حالات کے تغیر و تبدل کی نسبت سے کمی وبیشی کی جاسکتی ہے۔

چنانچہ حلقہ محسود کے بارے نظم بنانے اور اس لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے مولوی نور سید مولوی حذیفہ (شہید) مولوی نصر اللہ منصور، مولوی فرہاد نے کہا کہ پہلے مولوی ولی الرحمن صاحب اور حکیم اللہ امیر صاحب کے درمیان اعتماد کی فضاء قائم کرنا ضروری ہے۔ دلیل یہ پیش کی کہ ہم نے چند ماہ قبل ان دونون امراء حضرات کے درمیان اختلافات دور کرنے کی کوشش شروع کی تھی لیکن مولوی صاحب نے ہمیں طعنہ دیا کہ آپ لوگ ہمارے درمیان مذاکرات کی کوششیں کر رہے ہیں اُدھر ساتھ ساتھ حکیم اللہ محسود میرے قتل کے منصوبے

تیار کر رہا ہے یہ کیسے ممکن ہے۔ اسکی تفصیل پہلے گذری ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں اسلیے سب سے پہلے مولوی ولی الرحمن صاحب والی بات حل کرنا ضروری ہے کیونکہ آگے کا سارا سفر اسی پر موقوف ہے، ان حضرات نے کہا کہ امیر صاحب کا بھی یہی اصرار تھا کہ پہلے یہ مسئلہ حل ہو جائے تاکہ اعتماد قائم ہو۔ مولوی صاحب سے ثبوت کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنا واسطہ بتانے کے لیے تیار نہیں ہوں اور فعل الحال ثبوت پیش کرنا میرے لیے مشکل ہے، پھر ہم آٹھ رکنی کمیسون نے سوچا کہ اس مسئلہ کے چھڑنے میں فعل الحال خیر نہیں کیونکہ آگے کا مرحلہ بھی ہاتھ سے نکل رہا تھا تو دونوں امراء حضرات کو اس پر مطمئن کیا کہ اس مسئلہ کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ دیا جائے۔ لہذا آگے نظم کا کام شروع کیا ابھی چند دن گذرے ہی تھے کہ پہلی والی بات واضح ہوئی کہ مفتی حسن نے مولوی ولی الرحمن، سجنا اور خود امیر محترم حکیم اللہ محسود صاحب کے قتل کا پرگرام بنایا تھا یہ انکشاف مروت ساتھیوں منور، درویش لالا، اور مولوی نثار صاحب نے کیا ہے۔ وہ مروت ساتھی جس نے خود انکے قتل میں کوشش کی تھی ساری کارگذاری سنائی اور ان سے وڈیو، آڈیو ریکارڈ کیا اس پروگرام سے ہم نے امیر صاحب حکیم اللہ محسود کو حیدر خیل میں نقیب شہیدؒ کے گھر میں خبر دار کیا اور خود مولوی ولی الرحمن صاحب کا دعوی بھی مفتی حسن پر تھا جو کہ اس انکشاف کے بعد بتایا (یادرہے کہ مفتی حسن تحریک طالبان پاکستان کے اہم ارکان میں سے تھا) حکیم اللہ محسود نے مولوی نور سید صاحب کو وظیفہ دیا کہ مفتی حسن کو گرفتار کرے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس پروگرام میں بشیر افغانی بھی ملوث ہو گا اسکو بھی گرفتار کیا جائے (یادرہے بشیر افغانی ان دنوں حکیم اللہ سے ناراض تھا اور مولوی ولی الرحمن صاحب سے انکے قریبی تعلقات تھے چنانچہ حکیم اللہ محسود نے کہا کہ ان دونوں کو قتل کیا جائے چونکہ اس پروگرام میں بشیر افغانی ملوث نہ تھا اسلیے ہم نے انکو نظر انداز کیا (کیونکہ اس نام سے حکیم اللہ محسود ان سے انتقام لینا چاہتے تھے) اور ہم نے مفتی حسن کے پیچھے مولوی نور سید کی تشکیل کی مختصر یہ کہ جب مفتی حسن کو امیر صاحب کے سامنے لایا گیا اور وہ مروت ساتھی بھی حاضر ہوئے انہوں نے ساری بات امیر صاحب حکیم اللہ محسود کے سامنے رکھی سارا پروگرام بتایا جو بیان آٹھ رکنی کمیسون کے سامنے کیا تھا جسکی وڈیوں کی گئی تھی وہ مکمل بیان مفتی حسن کے سامنے روبرو کیا، مگر بعد میں شاہ فیصل شہید غالب دواتوئی اور لطیف وغیرہ مفتی حسن کی حمایت میں کھڑے ہوئے جب ہم آٹھ رکنی کمیسون نے حکیم اللہ محسود سے اصرار کیساتھ مطالبہ کیا کہ حلقہ محسود اور تحریک طالبان پاکستان کو برباد کرنے کا ذریعہ یہی شخص مفتی حسن ہے تو حکیم اللہ محسود نے کہا کہ یہ میرا کام ہے میں خود اسکی ترتیب بناوں گا فعل حال اسکی سزاء یہ ہے کہ اس کو کسی بھی مشورہ میں شامل نہیں کروں گا اور اس ایجنسی سے یعنی میر انشاہ سے اسکو بگادوں گا مگر بد قسمتی سے مفتی حسن عالی شوری کا رکن بنایا گیا۔ لیکن اس موقع پر حکیم اللہ محسود نے اسلیے چھیڑا تا کہ بشیر افغانی کو اس حیلے سے قتل کرے جو مولوی صاحب کے قریبی دوست اور ساتھی تھیں اور حکیم اللہ محسود کے مضبوط مخالفین میں سے تھیں، مولوی ولی الرحمن نے کہا کہ آپ آٹھ رکنی کمیسون بھر کوشش کرے لیکن تجربہ اس پر شاہد ہے کہ یہ محنت مثمر نہ ہوگی۔ اس سے حکیم اللہ محسود اپنی کھوئی ہوئی حیثیت دوبارہ بحال کرنا چاہتی ہے۔ جبکہ بعد میں ایسا ہی ہوا جو آئندہ کی صورت سے قارئین پر ثابت ہو گا کیونکہ حکیم اللہ کے جب حلقہ محسود سے اختلافات کم ہوئے تو تحریک والوں نے پھر حکیم اللہ سے رابطے تیز کئے کیونکہ ہر ایک مفادات کی جنگ لڑ تا تھا باجود اس کے کہ حکیم اللہ محسود نے ہم آٹھ رکنی کمیسون وغیرہ سے مذاق کیا لیکن ہم نے بڑے مقصد کی خاطر آپکی یہ مذاق اور مضحکہ خیز رویہ اور طریقہ کار کی باوجود اپنی محنت اگے جاری رکھی تاکہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہو کہ محسود طالبان آپس میں نہ لڑیں ہمارے کھاتے ہی میں لکھی جائے۔ بعد ازاں ہم نے اجلاس مقرر کیا:۔ 23 دسمبر 2012 کو یہ اجلاس میر علی حسو خیل گاؤں میں منعقد ہوا جسمیں آٹھ رکنی

کمیسون کے علاوہ حکیم اللہ محسود مولاناولی الرحمن صاحب حلقہ محسود کے نائب امیر خان سعید عرف سجنا اور اعظم طارق نے بھی شرکت کی
اس اجلاس میں مندرجہ ذیل فیصلے ہوئے، ہر ایک کی اصل کاپی موجود ہیں دوبارہ لکھنا ضیاع وقت سمجھا۔

بانی تحریک امام المجاہد ملا بیت اللہ محسود شہید رحمۃ اللہ علیہ

تحریک طالبان پاکستان

امیر تحریک محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ تعالیٰ

تاریخ 23/12/2012 نمبر ....

تحریک طالبان پاکستان کو عموماً اور حلقہ محسود کے مجاہدین
کو خصوصی پیغام دیا جاتا ہے، کہ امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ
اور امیر محترم مولوی ولی الرحمن کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے،
امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ کی جانب سے تمام محسود مجاہدین کو
خصوصی ہدایت جاری کی جاتی ہے، کہ وہ امیر محترم مولوی
ولی الرحمن کی اطاعت کے لئے اپنے آپ کو حلقہ محسود کے نظم
کی مکمل پاسداری کرنے کا پابند بنائے حکیم اللہ محسود

مولوی نور سعید

مولوی ولی الرحمن محسود

23/12/012

دستخط امیر مسعود

امیر المومنین
ملا محمد عمر
مجاہد حفظہ اللہ تعالیٰ

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ 27-12-2012 نمبر ____

متفقہ قرارداد

(1) حلقہ کراچی کے ساتھیوں پر معاملات۔ بھتہ خوری وغیرہ پر مکمل پابندی ہوگی نیز کراچی کے سطح پر چندہ سابقہ طرز کے مطابق کی جا سکتی ہے۔ جو کہ سابقہ حلقہ بندیوں کے مطابق ہوگا۔ ہاں انتظامی امور کے متعلق سے مزید ھدایات سرکردہ ساتھیوں کو بلا کر دی جائیگی

۲۔ حلقہ محسود کے سطح پر مکمل نظم کی بحالی کو یقینی بنایا جائیگا۔ جن حلقوں میں تنازعات ہیں ان کو سلجھانے کیلئے منتخب شدہ آٹھ افراد بہتر دل سے کام کریں گے۔ بحیثیت صورت حال میں دونوں اطراف امراء [illegible] معاف کریں گے

۳۔ تمام اغواء کار حلقہ محسود کے نظم کے حوالے کئے جائیں گے۔ امراء حضرات اس بارے میں خود ایک خاص طریقہ کار پر اتفاق کریں گے

۴۔ فدائین اسلام [illegible] کیلئے مرکزی لیول حلقہ محسود دونوں سطح پر آپ ہی امیر مولوی عبدالحمید صاحب کو مقرر کیا ہے۔

۵) مرکزی امیر محترم کو جب بھی افراد کی ضرورت ہو وہ حلقہ کے امیر محترم کو [illegible] تعداد میں لیگا۔ نیز باڈی گارڈ لینے پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوگا۔

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان

مولوی ولی الرحمن محسود

بانی تحریک امام المجاہد
ملا بیت اللہ محسود شہید
رحمۃ اللہ علیہ

تحریک طالبان پاکستان

امیر تحریک محترم
حکیم اللہ محسود
حفظہ اللہ تعالیٰ

تاریخ ۱۵/۲/۱۴۳۴ھ امیر محترم تحریک طالبان پاکستان حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ اور امیر محترم مولوی ولی الرحمن حفظہ اللہ کی جانب سے

حلقہ محسود کے ان مجاہدین حضرات کو جن کے پاس امیر محترم حکیم اللہ محسود کی عطا کردہ گاڑی ہے۔ اس کو مولوی نور سید صاحب کے پاس جمع کریں۔ وہ حضرات جن کے مولوی ولی الرحمن صاحب کی طرف سے عطا کردہ گاڑی ہے۔ اس کو نائب امیر محترم سجنا کے پاس جمع کریں۔ اور وہ حضرات جن کے پاس شہید امیر محترم بیت اللہ محسود کی عنایت کردہ گاڑی ہے۔ اس کو بھی سجنا کے پاس جمع کریں۔ اس امر سے وہ گاڑیاں مستثنیٰ ہیں، جو حلقہ کے نام ہیں۔ یعنی حلقہ کے نام پر دیئے گئے گاڑیاں بدستور حلقہ کے خدمت میں رہینگے۔

شکریہ۔

دستخط امیر محسود

مولوی ولی الرحمن محسود
۱۶۔ صفر ۱۴۳۴ھ

23 دسمبر 2012 کو فیصلے ہوئے اسکو عملی جامہ پہنانے کیلئے آٹھ رکنی کمیسون نے دن رات محنت کی پہلے پہل مجاہدین کے درمیان تنازعات حل کرنے کی کوشش شروع کی، اس سلسلہ میں بعض حلقوں کے امراء کو تبدیل کر کے نئے امراء کا انتخاب ہوا جسمیں حلقہ سپین کئی رعزائی کے لیے مولوی خواجہ عرف مدنی امیر مقرر ہوا حلقہ لواڑہ شوال کے لیے شیر دل عرف عادل امیر مقرر ہوا حلقہ بدر کے لیے مولوی عبد اللہ مقرر ہوا اور حلقہ وچ وام بی بی زائی کے لیے محمد صدیق کا انتخاب ہوا اور بعض چھوٹے حلقوں کو دوسرے بڑے حلقوں میں ضم کیا گیا مثلاً حلقہ سینی تیژہ کو حلقہ بدر میں ضم کیا اور حلقہ سلے روغہ کو حلقہ سام میں ضم کیا اور حلقہ کچھ لنگر خیل کو بھی حلقہ سام میں ضم کیا حلقہ گانڑہ مفتی صدیق کو حلقہ سپین کئی رعزائی میں ضم کیا اور فیصلے کے مطابق تمام گاڑیاں جمع کی گئی صرف کمانڈر گل جنت خان اور انور شاہ نے اس حکم کی تعمیل میں دیر کی، یوں یہ سلسلہ 2013ء میں داخل ہوا، 2013 کا ابتداہی حلقہ محسود کے اندورونی اختلاف کے حل کرنے کی سعی اور کوششوں سے ہوا، جب حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن اور آٹھ رکنی کمیسون کی طرف سے 2012 کے اواخر میں چند فرامین حلقہ محسود کے مجاہدین کے نام جاری ہوئے جن میں ایک گاڑیوں کے جمع کرنے کا حکم تھا دوسرا حکم حکیم اللہ محسود کی جانب سے مجاہدین محسود کو حلقہ محسود کے نظم کی پاسداری کے بارے میں تھا، ان احکامات سے حکیم اللہ محسود سے جوڑے بعض کماندانوں نے سرکشی شروع کی جن میں گل جنت خان عرف زابل سر فہرست تھا آٹھ رکنی کمیسون کی چند ماہ داخلی محنت پر لگے بالاخر 5 ربیع الاول 1434 کو ایک اور اجلاس ہوا اور اس میں سرکشی کرنے والے افراد کے نام ایک فرمان لکھ کر جاری کیا جسکی اصل کاپی موجود ہے۔

امیر المومنین
ملا محمد عمر
مجاہد حفظ اللہ تعالیٰ

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ۵ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ — نمبر

حلقہ محسود کے تمام مجاہدین بھائیوں کو ہدایت دی جاتی ہے۔ کہ اصلاحی کمیسون جو کہ آٹھ رکنی علماء ومفتیان پر مشتمل ہے۔ انکے تمام فیصلوں پر عمل کریں یہ تمام فیصلے من وعن ماننا لازمی ہے

خلاف ورزی کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائیگی

تاکہ نظم وضبط برقرار رہے اور جہادی امور احسن طریقے سے نبھایا جاسکے۔

تمام ساتھیوں سے یہی امید رکھتے ہیں کہ بھرپور اطاعت کرینگے۔

شکریہ

آپ سب کا مخلص

مولوی ولی اللہ محسود

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

بعد ازاں ان شرپسند کماندانوں نے حلقہ محسود کے لیے بنائے گئے لائحہ عمل پر بھی اعتراض کیا، کیونکہ لائحہ عمل میں یہ شق موجود تھا کہ حلقہ محسود میں مستقل کماندان نہیں ہو گا، جسکی وجہ سے من مانی کی زندگی گذارنے والے کماندانوں کی راہ بند ہوئی اور وہ من چاہی زندگی گذارنے سے رک گئے چنانچہ انہوں نے اپنی مخالفت جاری رکھی۔ اور آٹھ رکنی کمیسون سے تعاون یکسر مسترد کر دیا تقریباً اس وقت حلقہ

محسود میں دیگر اندورونی معاملات آٹھ رکنی کمیسون نے حل کئے تھے صرف چند مسائل باقی تھے اور اِن دِنوں حکیم اللہ محسود کے اصرار پر برائے نام کماندانی باقی رہنے کی آٹھ رکنی کمیسون نے تائید کی لیکن اس سے کماندانوں نے غلط اور ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کیا لہٰذا باقی ماندہ مسائل کے حل کے لیے 5 فروری 2013 کو گل پہ خیل مسجد میر انشاہ بازار میں اجلاس منعقد ہوا جس میں یہ فیصلے ہوئے،(1) جن کماندانوں نے سرکشی شروع کی تھی انکی آرزو کو خاک میں ملانے طمع اور لالچ کو دور کرنے کے لیے یہ فرمان صادر ہوا، جسکی اصل کاپی موجود ہے اس پر اکتفاء کیا جاتا ہے تاکہ ضیاع وقت نہ ہو۔

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

امیر المومنین
ملا محمد عمر
مجاہد حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ______ تاریخ 5-2-013

حلقہ محسود سے تعلق رکھنے والے مجاہدین بھائیوں کی
خدمت میں اطلاعاً عرض ہے
کہ آپ لوگوں کی قربانیوں پر ہمیں فخر ہے۔ خداوند قدوس
جملہ قربانیوں کو قبول فرمائیں۔ اسلام اور شریعت
نظام کا نام ہے جس کے لیے آٹھ رکنی اصلاحی کمیسون نے دن رات
ایک کر کے حلقہ محسود کیلئے [illegible] متفقہ طور پر لائحہ ترتیب دیا
جسکی رو سے کوئی حلقوں میں مستقل کماندان نہیں رہیگا
وہ فیصلہ برقرار ہے اور ہر کسی کے لیے ہے
جبکہ اس سے پہلے ہم احتراماً اور اعزازاً برائے نام کماندانی
[illegible] کا بھی عندیہ دیا تھا۔ لیکن چونکہ اس سے ناجائز
فائدہ اٹھانے کا اندیشہ تھا اس لیئے لائحہ کے مطابق کماندانی تمام
حلقوں میں مستقل ختم کیا گیا ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے آپ لوگ طیب خاطر
اس امر کو قبول کرینگے
شکریہ

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان
مولوی [illegible] محسود

دوسرا فیصلہ جنگلات کے بارے میں ہوا چونکہ علاقہ شوال کے مجاہدین اور عوام جنگلات کاٹنے کے عادی تھیں اسلیے اسکو روکنے اور سابقہ امیر محترم بیت اللہ محسود کے دور کے فیصلے کی تائید و تصویب کرنی تھی فیصلہ یوں ہوا جسکی اصل کاپی موجود ہے تیسرا فیصلہ، تمام اختطاف کرنے والے گروہوں کا ذمہ دار حاجی احمد حسین مقرر ہوا ۔ اور مولوی حذیفہ (شہیدؒ) اور مولوی منصور چگملائی (شہیدؒ) اس شعبے کے نگران مقرر ہوئے تاکہ ناجائز طور طریقے سے مال غنیمت حاصل نہ ہو، چوتھا فیصلہ تورہ شپہ اور شمیم کے مابین فیصلہ اور تورشپہ سے بات کرنے کی ذمہ داری مولوی حذیفہ (شہیدؒ) اور محترم حکیم اللہ محسود کو دی گئی، پانچواں، فیصلہ کراچی مسئلے کے بارے میں غور کیا گیا مگر فیصلہ نہ ہوسکا ۔ ان فیصلوں کی اصل کاپیاں درجہ ذیل ہے

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

امیر المومنین
ملا محمد عمر
مجاہد حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ______ تاریخ 5.2.013

حلقہ مسعود کے عوام اور مجاہدین کے نام اطلاعاً عرض ہے
کہ جنگلات پر مکمل پابندی برقرار رہے
یہ بھی وضاحتاً عرض ہے کہ جلانے اور دیگر گھریلو ضرورت کے
علاوہ خشک لکڑی اور تر لکڑی بیچنے پر سخت پابندی ہے
جو بھی خلاف ورزی کا ارتکاب کریں
اسکو سزا دی جائیگی

شکریہ

مولوی [illegible] محسود

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان

چھٹافیصلہ منکرات کو حتم کرنے اور نظم میں خلل ڈالنے والوں کی اصلاح کے لیے امر بالامعروف ونہی عن المنکر کا شبہ تشکیل دیا، فیصلہ یہ ہے جسکی اصل کاپی موجود ہے۔

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

امیر المومنین
ملا محمد عمر
مجاہد حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ______ تاریخ 5.2.013

حلقہ مسعود کے جملے مجاہدین کے نام اطلاعاً عرض ہے
کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا شعبہ تشکیل پا چکا ہے
اس شعبے کا مسئول مولانا رفیع الدین صاحب ہونگے
مذکورہ شعبے کا دائرہ اختیار میں ہر امیر و مامور شامل ہے
کوئی بھی انکے حوالے سے مستثنیٰ نہیں ہونگے
اس حوالہ سے ادارہ ھذا کو اختیار دیا گیا ہے
انکے جملے اصول و قواعد کی پاسداری کرنا ہر مجاہد
بھائی کا شرعی اور تنظیمی فریضہ ہے
پورا پورا اطاعت کی امید ہے

شکریہ

مولوی [illegible] محسود

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان

اس اجلاس کے بعد بھی حکیم اللہ کے ان شر پسند کماندانون نے بھی بات نہیں مانی اور ملاسنگین سے بیعت جہادی کی اس بارے میں آٹھ رکنی کمیسون نے ملاسنگین سے اس بارے میں تفصیلات معلوم کیں، چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں نے اسلیے اپنے پاس جگہ دی تاکہ وہ ایسے لوگوں سے نہ ملے جس سے آپ فوراً لڑائی میں پھنس جائیں۔

(2)اس اجلاس کے بعد حلقہ محسود کی سطح پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا شعبہ تشکیل دیا جسمیں دونوں گروہوں کے افراد شامل تھے پہلے پہل ان افراد کی تربیت اور شعبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اصول وضوابط اور لائحہ عمل سے آشنا ہونے پر زور دیا گیا جسمیں ایک مہینہ تک عرصہ لگا اور ساتھ ہی دوسرے مسائل پر کام شروع تھا کہ اچانک 2 مارچ 2013 کی نماز فجر بجماعت اداء کرنے کیلئے جانے والے اسی شعبہ کے ایک اہم سابق رکن امیر حلقہ شوال لواڑہ سید الرحمن محسود عرف سید راگیلا من کو میر انشاہ بازار قاری مسجد کیساتھ

فائرنگ کرکے شہید کیا گیا، قاتل فرار ہونے میں کامیاب ہوا دو دن بعد یہ شواہد ملتے رہے کہ سید الرحمن کو حکیم اللہ محسود گروہ نے شہید کیا ہے، مولوی ولی الرحمن صاحب کو اطلاع ملتے ہی وہ شوال پہنچے تا کہ وہاں پر حالات کنٹرول میں رکھیں جب چند دن بعد مارچ 2013 میں ہم سب حکیم اللہ محسود سے ملے تو انہوں نے ہمارے ساتھ تعزیتی کلمات تک کہنا گوارہ نہ کئے اپنے کو ایسے ڈالا کہ گویا وہ اس واقعے سے مطلع بھی نہیں۔ حلقہ محسود کے مشران اپنے مجاہدین کنٹرول کرنے میں مصروف ہوئے یوں حالات قابو میں رہے۔ یوں ایک بڑی جنگ سے بچنے کی غرض سے مشران مجاہدین حلقہ محسود نے صبر سے کام لیا اور سید الرحمن محسود کی شہادت کو پس پشت ڈالا، مارچ 2013 کو ڈانڈے میں اجلاس ہوا، اس اجلاس میں خصوصاً کراچی کے مسئلے پر غور ہوا بہت سے نام پیش ہوئے لیکن کسی پر فریقین میں اتفاق نہ ہوا، بالاخر تین نکتوں پر بحث کرنے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلہ ہوا۔

(1)حلقہ محسود کی سطح پر کراچی کے لیے ایسے امیر کا انتخاب کریں گے جو غیر متنازعہ ہو، (2)اگر تحریک کی سطح پر حلقہ محسود ہی میں سے امیر مقرر کرنا ہو تو ایسا شخص ہو۔ جو دونو سطح پر امارت کی قابلیت رکھتا ہو (2) تحریک کی سطح پر کراچی کیلئے امیر مقرر کرنا ہو تو ایجنسیوں والوں کو بلا کر ان کے مشورہ سے امیر منتخب کریں گے اور یہ امیر حلقہ محسود میں سے نہیں باقی ایجنسیوں میں سے ہو گا، ان تین نکات کو سامنے رکھکر ہم آٹھ رکنی کمیسون نے بشمول حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن صاحب نے یہ فیصلہ کیا

(1) حاجی یعقوب کو کراچی کے لیے حلقہ محسود کی سطح پر ذمہ دار منتخب کیا چند دن بعد جب کراچی کے مجاہدین کا اجلاس بلایا تو اجلاس سے قبل وحید عرف جگری نے حکیم اللہ محسود کا خط پہنچایا کہ کراچی کے بارے میں کچھ بحث کرنا چاہتا ہوں، ہم نے فوراً ملاقات کا مطالبہ کیا لیکن کئی دن تک ملاقات نہ ہو سکی کہ اس دوران حکیم اللہ محسود نے مولوی نور سید کے نام اور ضمناً آٹھ رکنی کمیسون کو خط بھیجا کہ میں نے کافی سوچ بیچار استخارہ کے بعد حاجی داود کو کراچی کا مرکزی امیر منتخب کیا، یہ فیصلہ چونکہ سابقہ طے شدہ شرائط اور سابقہ فیصلے کے خلاف تھا اس بناء پر ہمیں یہ فیصلہ پسند نہ آیا اور مولوی ولی الرحمن صاحب کو بھی یہ فیصلہ ناگوار گذرا کافی بحث و تکرار نفع اور نقصان کی تلقین کے بعد ہم نے مولوی صاحب کو اس فیصلے پر آمادہ کیا۔ اور آپ نے یہ خط لکھدی

مولانا ولی الرحمن
امیر تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان

باسمہ تعالیٰ

حوالہ ______ تاریخ ______

قابل قدر معزز اراکین اتحاد کمیٹی کمیشن سلمکم اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ سب خیریت سے ہونگے
عرض داشت ہے کہ کراچی کیلئے تحریک کے مرکزی سطح پر حاجی
داؤد صاحب کا جو فیصلہ ہوا تھا
وہ ہمارے ساتھیوں کو بسر وچشم قبول ہوگا بشرطیکہ کراچی
کیلئے مرکزی امیر اور حلقوں کے سطح پر امراء کے
درمیان وہ اصول تحریری طور پر واضح کیے جائیں
جو کہ مشترکہ مجلس میں طے ہوئی تھی۔
تاکہ پھر سے ہم بدنظمی کا شکار نہ ہو جائیں۔
شکریہ۔ آپ سب کا مخلص چوہدری ولی الرحمن محسود

مولانا ولی الرحمن
امیر تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان

جب حکیم اللہ محسود سے ملاقات کا مطالبہ کیا تو بہت دنوں بعد 21 مارچ 2013 کو بمقام میر انشاہ ڈنڈے میں ان سے ملاقات ہوئی اور اجلاس ہوا غالباً یہ اخری ملاقات ثابت ہوئی، اجلاس شروع ہونے کے بعد جب آپ صاحب سے کراچی کے مسئلے پر سوال ہوا کہ آپ نے سابقہ طے شدہ شرائط اور فیصلے کے خلاف حاجی داود کے تقرری کا فیصلہ کیوں کیا تو آپ کا جواب یہ تھا کہ میں نے کافی سوچ بچار اور استخارہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا اسکے علاوہ آپکے پاس کوئی جواب نہ تھا ان سے جب اس فیصلے کی واپس لینے کے بارے میں بحث ہوئی تو وہ انکاری ہوا اور اپنی بات پر مصر رہا کہ میرے فیصلے میں خیر ہے بالاخر ہم سب نے ٹکراو سے بچنے کی غرض سے انکا یہ فیصلہ تسلیم کیا اور اس اجلاس میں متفقہ یہ فیصلے ہوئے۔ جسکی اصل کاپی موجو ہے۔

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

امیر تحریک طالبان پاکستان

حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ

امیر المؤمنین
ملا محمد عمر مجاہد
حفظہ اللہ تعالی

اللہ اکبر
الجہاد
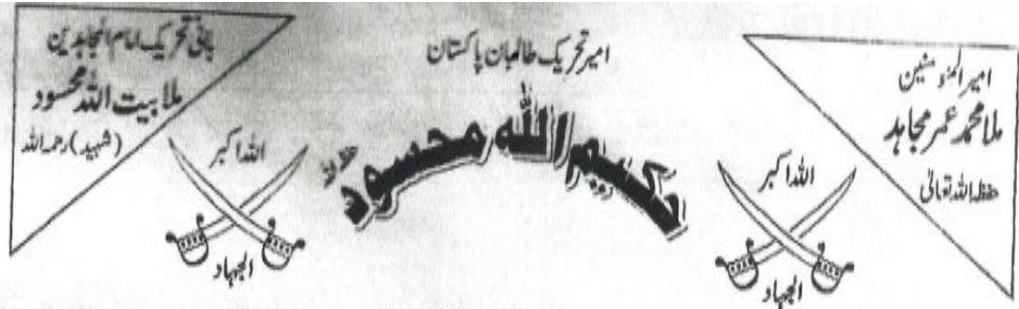
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ________

تاریخ 21 مارچ 2013ء

کراچی میں بسنے والے تحریک طالبان کے کارکنان کے لئے اطلاع

عرض ہے۔ کہ حاجی داؤد تحریک طالبان کراچی کا مرکزی امیر ہوگا

جبکہ حاجی یعقوب حلقہ محسود کے سطح پر کراچی کیلئے

ذمہ دار ہونگے۔ واضح رہے کہ مذکورہ تقرری تین 3 ماہ کیلئے ہوگی۔ نیز مرکزی سطح پر نگران مولوی نور سید ہونگے۔

اصول و قواعد۔

(1) تمام معاملات پر مکمل پابندی ہوگی البتہ اگر ضروری حل طلب مسئلہ ہو تو مرکزی قضا یا مصلحین کے پاس بھیجدیں۔

(2) کسی سے رقم کا مطالبہ چاہے چندہ کے نام پر ہو یا بھتہ وغیرہ کی صورت میں ہو سخت منع ہے۔

(3) حاجی داؤد کو جب بھی افراد کی ضرورت ہوگی تو دیگر حلقوں کی طرح حلقہ محسود کے افراد حاجی یعقوب کے اجازت کے بغیر نہیں لے سکتے

متوازی تنظیم حلقوں میں قائم نہیں کرینگے بلکہ باہمی محبت و اخوت سے کام چلائینگے۔

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان حکیم اللہ محسود

مولوی ولی الرحمن محسود

اس اجلاس میں یہ فیصلہ بھی دھرایا گیا کہ غنیمت کے لیے تمام امور کا مسئول حاجی احمد حسین صاحب ہے اسکے علاوہ کسی کو بھی غنیمت کے نام پر کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی سابقہ تمام گروپ حاجی کے تحت بحیثیت عام مامور کام کرسکتے ہیں یہ فیصلہ اسلیے دھرایا کہ حکیم اللہ محسود کے دست راست لطیف محسود اس فیصلے میں رکاوٹ تھیں اور مداخلت کررہے تھے،، اس فیصلے کی اصل کاپی یہ ہے۔

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید رحمہ اللہ)

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود

امیر المومنین
ملا محمد عمر مجاہد
حفظہ اللہ تعالی

اللہ اکبر — الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ______ تاریخ [illegible]

مجاہدین تحریک طالبان کو ہدایت کیجاتی ہے۔ کہ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ غنیمت کیلئے تمام امور کا مسئول حاجی احمد حسین صاحب ہے اسکے علاوہ کسی کو بھی غنیمت کے نام پر کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی سابقہ تمام گروپ حاجی کے تحت بحیثیت عام مامور کام کرسکتے ہیں ~~یہ متفقہ فیصلہ ہے~~۔ جو بھی خلاف ورزی کا مرتکب ہو اسکو سخت ترین سزا دیجائیگی

مولوی ... محسود

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان

اس اجلاس میں کمانداانوں کے بارے میں فیصلہ ہوا، تو حکیم اللہ مسعونے کہا کہ میں خود ان کماندانان کو بلاوں گا شائد وہ میری بات مان جائے

اسی اجلاس میں توراشپہ اور شمیم ذاکر کے مابین جو مسئلہ تھا اسکے بارے میں خفیہ بات چیت تورشپہ سے کرنا اور اسکو اختلاف سے باز رہنے پر

قائل کرنے کی ذمہ داری بھی مولوی حذیفہ (شہیدؒ) اور حکیم اللہ محسود کے ذمے لگائی، اس اجلاس کے بعد ہم آٹھ رکنی کمیسون نے کراچی کے لیے اصول وضوابط وضع کئے اور حاجی داؤد اور حاجی یعقوب کو ان سے آگاہ کیا۔ ان کے درمیان کچھ باتوں میں اختلاف تھا لیکن وہ بھی ختم ہوا۔ انہی دنوں میں مولوی سنگین سے جب حالات معلوم کئے تو انہوں نے بتایا کہ یہ کماندنان کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنی بات اس وقت واضح کریں گے جب آٹھ رکنی کمیسون بشمول خلیفہ صاحب وحکیم اللہ محسود ومولوی ولی الرحمن صاحب ایک جگہ بیٹھ جائے تو ان سے کھول کر ہم بات کریں گے، اس بات سے سب کو آگاہ کیا اور ایک اجلاس مقرر ہوا تاکہ اس فتنہ کو ختم کیا جائے لیکن حکیم اللہ محسود نے بات ٹال دی کہ اجلاس کے لیے تاریخ مقرر نہ کرنا میں خود اِن کماندنان سے بات کرتا ہوں، ملا سنگین سے جب یہ بات کہی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ کماندنان میرے پاس آئے نہیں بلکہ بھیجے گئے ہیں۔ لیکن جب سکرین لگ جائے گی تو اس وقت میں کچھ انکشفات کروں گا، ملا سنگین سے کماندنان کا جاملنا اس مقصد سے تھا تاکہ مولوی ولی الرحمن اور مولوی سنگین کے درمیان اس سے اختلاف پیدا ہو جائے لیکن یہ منصوبہ ناکام ہوا کیونکہ دونوں حضرات حکیم اللہ محسود کے چالاکیوں سے خوب واقف تھے وہ سمجھتے تھے کہ کماندنان کا یہ فعل حکیم اللہ کے مشورہ سے ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کماندنان حکیم اللہ محسود کے مشورہ کے بغیر ایسا کرے۔ حکیم اللہ محسود اس مسئلہ کو حل نہیں کرنے دیتا تھا ساتھ ساتھ اغواء کاری کے مسئلہ میں لطیف بھی روڑے آٹکا رہا تھا اور توراشپہ وشمیم ذاکر کا مسئلہ بھی حکیم اللہ محسود ہی کی وجہ سے تاخیر کا شکار تھا کیونکہ وہ بھی آپکے ذمہ تھا کہ اسی اثناء میں آٹھ رکنی کمیسون کے نام 12 اپریل 2013 کو حکیم اللہ محسود کی طرف سے معزولی کا یہ خط آیا جسکی وجہ سے سابقہ تمام کئی مہینوں کی محنت ضائع ہوئی اور مجاہدین محسود میں مشہور ہوا کہ حکیم اللہ محسود نے آٹھ رکنی کمیسون ختم کر دی، جسکی اصل کاپی یہ ہے۔

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

امیر تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ

امیر المومنین
ملا محمد عمر مجاہد
حفظہ اللہ تعالیٰ

اللہ اکبر
الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ____ تاریخ 12.4.013

قابلِ قدر واحترام جناب 8 رکنی کمیسون صاحبان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ جہادی کاموں میں برکت عطا فرماوے آمین
جناب صاحبان! جیسا کہ آپ صاحبان کو پتہ ہے کہ ہم نے تحریک طالبان پاکستان
کمیٹی عالی اور اجرائی دونوں شوریٰ کو بحال کیا ہے۔ لہذا اب 8 رکنی کمیسون
کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اسلئے اگر آپ حلقہ محسود میں کوئی خدمت کرتے ہیں
تو اجازت ہے۔ میری طرف سے 8 رکنی کمیسون ختم تصور کریں۔ اور امر بالمعروف
کا جو شعبہ حلقہ محسود میں فعال ہے، وہ صرف حلقے تک محدود ہے، کیونکہ
دا مُحرم میں جو ادارے ہیں، وہ میں نے سب کے سب فعال کردیا ہوں،
آپ صاحبان نے جس طرح محنت واخلاص کیساتھ کام کیا ہے اللہ
ذریعہ نجات بنادیں، آمین۔
والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حکیم اللہ محسود
دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان

ابھی ہمارے لیئے کمانڈنان اغواء کاری اور تورشپہ شمیم ذاکر کا مسئلہ باقی تھا کہ حکیم اللہ محسود کی طرف سے خط آیا کہ میں نے تحریک کی سطح پر عالی شوری اور اجرائی شوری بنائی ہے لہٰذا آٹھ رکنی کمیسون میری طرف سے ختم تصور کریں اب اصل بات یہ ہے کہ تحریک کی سطح پر تو ہم نے پہلے بھی کام نہیں کیا تھا آٹھ رکنی کمیسون کی تقرری ہی حلقہ محسود کی سطح پر تھی تو ختم تصور کرنے کا کیا مطلب لہٰذا اس نکتے کو مد نظر رکھ کر تمام مجاہدین نے یہی کہا کہ آٹھ رکنی کمیسون ختم ہے اور اس کا سابقہ تمام محنت ضائع ہوئی کیونکہ ابھی کام مکمل نہ تھا کہ آٹھ رکنی کمیسون کو معزول کیا گیا۔ جو تین مسائل ادھورے رہے وہ اصل تھے اسکے بغیر حلقہ محسود کا نظم نہیں چل سکتا تھا۔

سوال۔ ؟یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے سارے محنت اور اجلاسوں اور وقت ضائع کرنے سے حکیم اللہ محسود کے مقاصد کیا تھیں کہ وہ پہلے منت وزاری کرتے تھے کہ کوئی اختلاف ختم کرے جب وقت آگیا اب انہوں نے تمام محنت ضائع کر دی اور خواہ مخواہ لڑائی جھگڑے کو دعوت دے رہا تھا۔

جواب:۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ حلقہ محسود سے اختلاف اور اپنی مرضی کے مطابق تحریک کو چلانے جیسے جرائم کی وجہ سے اکتوبر 2012 میں آپکے خلاف پورے تحریک والوں نے اجلاس کیا اور اپکو معزول کرنے کی کوشش کی گئی لیکن نئے امیر بننے پر اتفاق نہ ہوا جسکی وجہ سے عالی شوری کے صدر نے استعفی پیش کیا اور ساتھ ساتھ اسباب بھی پیش کئے اور سب ایجنسوں کے نمائندے اپنے حلقوں میں واپس چلے گئے یوں تحریک صرف حکیم اللہ محسود سے عبارت رہ گئی اب حکیم اللہ نے سوچا کہ پھر اپنی کھوئی ہوئی حیثیت کیسے بحال کی جائے اُدھر مولوی ولی الرحمن صاحب نے بھی حلقہ محسود کا اجلاس بلایا اور اگست 2009 سے نومبر 2012 تک حکیم اللہ محسود سے جتنے جرگے ہوئے اور معاملات کو حل کرنے کیلیئے جو کوششیں کی گئی ان سب سے حلقہ محسود کے تمام ذمہ داروں کو آگاہ کیا اور مستقبل میں حکیم اللہ محسود کی حلقہ محسود میں مداخلت بغیر لڑائی وجنگ کے روکنا ناممکن بتایا اور انہیں سخت الفاظ میں بتایا کہ میرے لیے حکیم اللہ محسود کیساتھ چلنا ناممکن ہے یا تو انہیں مستقبل میں بندوق کے ذریعے مداخلت سے منع کرنا ہے ورنہ کوئی اور آگے آئے اور ان سے مصالحت کرنے پر کوشش کرے سب ذمہ داران نے ایک آواز میں کہا کہ اب صبر کا پیمانہ لبریز ہے حکیم اللہ محسود کی اس سے زیادہ مداخلت ہم برداشت نہیں کرسکتے ہم انکے خلاف ہر ممکن قربانی کے لیے تیار ہیں اس اجلاس میں حکیم اللہ کے حمایت یافتہ لوگ بھی موجود تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ ذرہ محنت اور بھی کرلینا جب اس اجلاس کی حتمی رپورٹ حکیم اللہ محسود کو ملی تو انہوں نے صلح کی محنت شروع کی، حکیم اللہ محسود بڑے چالاک تھیں وہ یہ سمجھ چکے تھے۔ کہ حلقہ محسود کے مجاہدین کو اعتماد میں لیے بغیر تحریک والے ساتھ نہیں دیتے ہیں اسلیے انہوں نے حلقہ محسود سے پہلے پہل صلح کی محنت شروع کی کیونکہ حلقہ محسود کو اعتماد میں لینے سے باقی تحریک خود بخود اسکے ہاتھ آسکتی تھی، جب جنوری 2013 میں ایک وڈیو پیغام ہم ایک ہیں کے نام سے نشر ہوئی تو تحریک کے دوسرے حلقوں نے پھر حکیم اللہ محسود سے رابطے بحال کرنے شروع کئے یوں حکیم اللہ محسود نے حلقہ محسود کو منظم ہونے میں اتنے ٹال مٹول سے کام لیا کہ دسمبر 2012 سے اپریل 2013 تک کئی مہینے لگے جب انہیں تحریک دوبارہ ہاتھ آئی تو انہوں نے حلقہ محسود کو پھر لات ماری اور انہیں تسلی ہوئی کہ اب اگر مجاہدین حلقہ محسود میری مداخلت پر جنگ شروع کرینگے تو تحریک کے بل بوتے انہیں دبا کے رکھدوں گا، چنانچہ آپ نے پہلا اقدام یہ کیا کہ آٹھ رکنی کمیسوں کو ختم کرنے کا فرمان جاری کیا اور ساتھ ہی سابقہ مار دھاڑ والی پالیسی پر جو عمل شروع کیا تھا اسے دوام بخشا، چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلا خطرناک اقدام یہ تھا کہ 25 اپریل کو عبد الصمد داوڑ کے ہاتھوں کمانڈر مولانا شیر محمد محسود کو شہید کیا

یادرہے مولانا شیر محمد محسود عرف ضرار شعبہ اسیر ان کے ذمہ دار تھے عبد الصمد داوڑ نے بغیر کسی گناہ کے عصر کے وقت انکے گھر جا کر اسکو گھر سے بلایا اور انہیں فائرنگ کرکے شہید کیا۔ حلقہ محسود کا یہ دوسرا بڑا نقصان ہوا مولانا ولی الرحمن نے تمام محسود مجاہدین کے مشران سے صلاح مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ اب بغیر جنگ کے ہمارے پاس حکیم اللہ سے جان چھڑانے کا کوئی وسیلہ نہیں جب حکیم اللہ کو رد عمل کا خوف لاحق ہوا تو انہوں نے تحریک کے عالی شوری کو رپورٹ دی کہ میں عبد الصمد کو قضاء میں پیش کرونگا کیونکہ انہوں نے دفاعاً یہ کاروائی کی ہے لیکن حلقہ محسود نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا اور نہ مولوی شیر محمد کے ورثاء نے کوئی دعوی دائر کیا۔ اس اثناء میں مولوی ولی الرحمن صاحب موقعے کی تلاش میں تھے کہ مولوی شیر محمد کے شہادت کے صرف ایک ماہ بعد 29 مئی 2013 کو ڈرون کے شکار ہوئے اور دوسرے اہم کمانڈروں فخر عالم ،مولوی نصر االدین، اور علی محمد عرف عادل کے ہمراہ رتبہ شہادت پر فائز ہوئے، مولوی صاحب کی شہادت حکیم اللہ محسود اور اسکے گروہ کیلئے ایک خوشخبری تھی، لیکن مولوی صاحب کے باہمت جوانمرد ساتھیوں نے حالات کو بھانپتے ہوئے 15 سے 20 گھنٹے بعد بہت سوچ سمجھ کے بعد خان سعید عرف سجنا جو مولوی صاحب کا نائب بھی تھا حلقہ محسود کے لیے امیر مقرر کیا اور اس بارے میں اپنے قریبی دوستوں سے بھی مشورہ کیا، اس پر حکیم اللہ محسود نے چند دن بعد شکوے کا اظہار تحریک کے شوری میں کیا کہ حلقہ محسود کے مشران نے مجھ سے مشورہ تک نہ کیا بیچارے کو اب تک یہ بھی پتہ نہ تھا کہ میں نے حلقہ محسود سے غیر اعلانیہ جنگ شروع کی ہے انکے دواہم کمانڈروں کو قتل کیا ہے محترم حکیم اللہ محسود اپنی امارت کے دائرہ اختیار بڑھانے کی لالچ اور سوچ میں تھا اور سورج کو انگلی سے چھپانے کی کوشش میں تھا، لیکن فریق مخالف کے مشران چونکہ آپ سے کئی گُنا زیادہ تجربہ کار تھے انہوں نے آپ کو اطلاع بھیجی کہ جنگ میں خیر نہیں آئے ایک میز پر بیٹھ کر صحیح سمت کی طرف سفر شروع کرتے ہیں لیکن انہوں نے یہ شرط رکھی کہ سجنا میرے حکم کے بغیر امیر بنا ہے میں مذاکرات نہیں کر سکتا یہ جواب عام محفلوں میں لوگوں کو دیتا رہا، حلقہ محسود کے شوری یا امیر کو کوئی رسمی جواب نہیں دیا آپ صاحب نے اپنی سیکورٹی بڑھادی۔ اسے خوف تھا کہ اب سب سے پہلا اقدام حلقہ محسود کے مجاہدین مجھ پر ہی کرینگے کیونکہ انہیں اپنے فریق مخالف کے مزاج کا پتہ تھا، فریقین میں یہ کشمکش جولائی 2013 میں داخل ہوئی رمضان المبارک میں حکیم اللہ محسود کا غرور عروج تک پہنچا کیونکہ انہیں تحریک ہاتھ آئی اور مجاہدین محسود کو نیچا دیکھانے کیلئے عبد الصمد داوڑ جو مولوی شیر محمد عرف ضرار کے مبینہ قاتل تھیں انہوں نے حکیم اللہ محسود کے ساتھیوں کے ہمراہ میرانشاہ بازار میں سرعام چلنا پھرنا شروع کیا، چنانچہ بالاخر خان سعید عرف سجنا المعروف خالد محسود اور انکے مامورین سے برداشت نہ ہو سکا رمضان ہی میں عصر سے کچھ وقت پہلے میرانشاہ کے بھرے بازار میں عبد الصمد اپنے باڈی گارڈ کے عین وسط میں ایسا تارگٹ کیا کہ آس پاس کھڑے لوگوں میں سے کسی کو گزند نہیں پہنچی آپکے باڈی گارڈ والے انکی حفاظت کئے بغیر بھاگ نکلے، حکیم اللہ کا مقصد بھی یہ تھا کہ اسکو قتل کیا جائے تو قصاص ختم ہو جائے گا لیکن عبد الصمد بیچارہ اپنے امیر کے چالاکیوں سے بے خبر تھا، اس کے ساتھ ساتھ حکیم اللہ محسود نے ہر وہ شخص جو کسی نا کسی لحاظ سے مجاہدین حلقہ محسود سے مخالفت رکھتا تھا اسے اپنا دوست بنائے رکھا چنانچہ انہی دنوں شہریار محسود جو بیت اللہ امیر صاحب کے زمانے سے مخالف تھا اور اس وقت سے علاقہ محسود میں ایک معاہدے کے تحت علاقہ محسود میں عدم مداخلت کے پابند تھیں لیکن ضد اور حسد اور اپنے فریق مخالف کو زیر کرنے کی غرض سے حکیم اللہ محسود نے بیت اللہ امیر صاحب شہید کے معاہدہ کو سبوتاژ کیا اور

شہریار نے بھی بدعہدی کر کے حلقہ محسود میں مداخلت کی ٹھان لی، لہٰذ 24 جولائی 2013 کو بذریعہ شاہین بیٹنی شہریار اور حکیم اللہ محسود اور انکے اہم ارکان گل جنت خان عرف زابل، اختری عرف جہادیار، انورشاہ، مولوی اسلم کے درمیان باقاعدہ معاہدہ ہوا۔ شہریار اور اسکے معاون مفتی علاوالدین نے ایک ماہ تک سوچ بیچار کے بعد 21 اگست 2013 کو اس معاہدے پر دستخط کیا

یادرہے کہ 2012 میں تحریک طالبان پاکستان نے ایک اجلاس کیا کہ تحریک کے دشمنوں کو واضح کیا جائے پہلے پہل ان سے صلح کی کوشش کی جائے گی اقدام پر پابندی ہوگی کیونکہ ہر ایجنسی میں ایسے تنظیمات موجود تھے جو تحریک میں شامل لوگوں سے برسرجنگ تھیں ان میں شہریار محسود بھی شامل تھا۔ اگرچہ وہ ان دنوں جنگ نہ کر رہا تھا لیکن محسود مجاہدین کو خفیہ دعوت دے رہا تھا اور سابقہ معاہدے کی خلاف ورزی کر رہا تھا جسکی وجہ سے وہ حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن کے ہٹ لسٹ پر تھے اگرچہ حکیم اللہ محسود نے شوری کے اس فیصلے کی وقعت نہ رکھی اور یہ ساتوں تنظیمات تحریک سے برسرجنگ رہے اور تاحال 15 ستمبر 2017 تک ہے لیکن حکیم اللہ محسونے تحریک طالبان پاکستان کے شوری کو بائی پاس کرتے ہوئے اور ان سے صلاح ومشورہ کئے بغیر شہریار سے دوستی رچالی اور انکے درمیان ان نکات پر معاہدہ ہوا۔ جسکی تفصیل یہ ہے اصل کاپی موجود ہے 1) پہلی کاپی تحریک کے عالی شوری کے فیصلے کی ہے
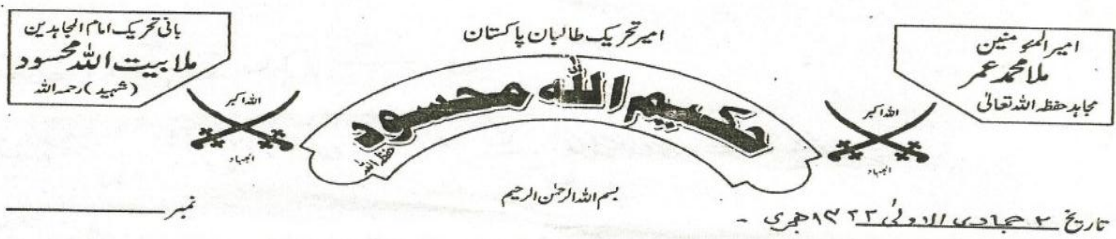
امیر تحریک طالبان پاکستان

حکیم اللہ محسود

بانی تحریک امام المجاہدین ملا بیت اللہ محسود (شہید) رحمہ اللہ

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تعالی

اللہ اکبر — الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ۲ جمادی الاولی ۱۴۳۳ ہجری - نمبر ______

الحمد للہ - والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ - وعلی آلہ واصحابہ ومن والاہ -

آج بتاریخ ۲ جمادی الاولی ۱۴۳۳ ہجری بروز جمعہ تحریک طالبان پاکستان کے عالی شوریٰ کے اراکین نے متفقہ طور پر فیصلہ صادر کیا - کہ آج کے بعد جتنے بھی اسلام کے نام پر بنائے گئے تمام تنظیمات سے اقدامی جنگ پر پابندی ہے اور تحریک کے کسی بھی حلقہ کو یہ اجازت نہیں ہے - کہ وہ اپنے کسی ایسے دشمن پر اقدام کرے جو اسلام کے نام پر بنایا گیا کوئی تنظیم رکھتا ہو - اسلام کے نام پر بنائے گئے تنظیمات سے مراد درجہ ذیل تنظیمات ہیں - ۱- لشکر اسلام ۲- انصار الاسلام ۳- توحید الاسلام ۴- فضل سعید ۵- مولوی نبی ۶- منظور ۷- شہریار — ان تمام تنظیمات سے اس وقت تک اقدامی جنگ بند ہوگا جب تک سیاسی شوریٰ اس بارے میں عالی شوریٰ کو ان کے ساتھ صلح سے مایوس ہو کر جنگ کا تجویز پیش نہ کرے - اور سیاسی اور عالی شوریٰ کے فیصلے کے بعد جنگ عمومی تحریک کا ہوگا - البتہ ہر کوئی ~~اپنا دفاع کر سکتا ہے~~ اس صورت میں اپنا دفاع کرسکتا ہے -

دستخط امیر تحریک طالبان پاکستان ______

باقی دستخط اس طرف ہیں۔

① جہاد یار ۔

② الحمیرشاہ ۔

③ مولوی اسلم ۔

④ یشا چھپ جبڑھ

مفتی علاوالدین

انہی دنوں اگست 2013 میں کراچی میں حکیم اللہ محسود کا اہم کمانڈر شیر خان سلطان آباد کے علاقے میں قتل ہوا۔ پولیس نے ذمہ داری قبول کی، ان دنوں لطیف گرفتار نہ تھا وہ یہ پراپیگنڈہ کر رہا تھا کہ شیر خان کو سجنا کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے، جسکی وجہ سے حکیم اللہ محسود گروپ کے افراد نے کواری کالونی گھوپیر میں پہلا حملہ خالد محسود کے ایک مجاہد حیدر عرف خنجری پر کیا جسمیں وہ شدید زخمی ہوئے ۔ رد عمل میں خالد گروپ کے مجاہدین نے حکیم اللہ گروپ کے 2افراد کو کواری کالونی منگھوپیر میں قتل کئے۔ یوں کراچی کی سطح پر فریقین میں جنگ شروع ہوئی جسکے نتیجے میں کراچی سے حکیم اللہ محسود گروپ کے افراد کا صفایا ہوا کراچی میں حکیم اللہ محسود گروپ کے کل 12افراد مارے گئے۔ یوں یہ کش مکش جاری تھی کہ انہی دنوں میں مشہور ہوا کہ لطیف محسود افغانستان گئے ہیں ۔ تاکہ وہ افغان حکومت سے مالی امداد لے لیں۔ اس دوران میران شاہ میں کرفیوں کے دوران کچھ بمفلٹ بھی لطیف محسود کے خلاف تقسیم ہوئے۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ لطیف محسود کا افغانستان آنا جانا ہے کہ اسی دوران انہیں امریکیوں نے گرفتار کیا۔ لہذا میرانشاہ میں جو پمفلٹ گرائے گئے وہ حقیقت پر مبنی ثابت ہوئے اور تقریباً ایک سال بعد انہیں پاکستان کے حوالہ کیا گیا۔

کراچی میں خان سعید سجنا المعروف خالد محسود گروپ کے مقتولین کی فہرست:۔ (1) آنار جان ولد میدل خان بندی خیل حلقہ مکین کو حکیم اللہ محسود گروپ کے مسمیٰ وزیر گل درامن خیل اور انکے رشتہ داروں نے شہید کیا وزیر گل وہاں پر حلقہ محسود کی جانب سے تشکیل شدہ نظم میں مداخلت کرتا تھا جس پر انہیں کئی بار تنبیہ کی گئی لیکن وہ نہ مانے اس آخری بار انہیں گرفتار کرنے کیلئے آنار جان اپنے دوساتھیوں کے ہمراہ مولوی ابوعثمان کے حکم پر وہاں پہنچے اور وزیر گل سے بات ہوئی تو اس اثناء میں انکے درمیان تلخ کلامی اور ہاتھا پائی ہوئی وزیر گل اور انکے رشتہ داروں نے فائرنگ کرکے آنار جان کو شہید کیا کراچی میں حکیم اللہ محسود گروپ کا یہ پہلا اقدام 2012 کے موسم گرمہ میں ہوا :۔ (1) لیکن حلقہ محسود کی جانب سے اسکے رد عمل میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا صرف حکیم اللہ محسود کے غلطیوں کے کھاتے میں جمع کیا (2) سمیٰ جسکو شیر ولد میر زالی نے فائرنگ کرکے زخمی کیا اور سمیٰ نے جوابی فائرنگ کرکے اسے بھی زخمی کیا دونوں زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسے۔

کراچی میں خالد محسود گروپ کے وہ مقتولین جو مختلف جرائم کی وجہ سے انہوں نے خود قتل کئے:۔ یاد رہے ان مقتولین کا جہاد کے نام سے تعلق حلقہ محسود کے نظم سے تھا لیکن جہاد کے لبادے میں وہ مختلف جرائم میں ملوث تھے، مثلاً چوری، ڈاکہ، بھتہ خوری، اغواء برائے تاوان

وغیرہ،،،(1)شامل خان ولد زارم دین ملک دینائی ایڈے کا چکائی کا تعلق حلقہ جاٹرائے سے تھا وہ مذکورہ جرائم کا مرتکب تھا کئی بار فہمائش کے باجود وہ نہ مانے بالاخر سہر اب گوٹھ سبزی منڈی میں انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا

(2)خورشید(3)اور چنگاری دونوں کا تعلق حلقہ تنگئی سے تھا یہ دونوں 20یا22 سالہ نوجوان تھیں مذکورہ جرائم میں ملوث تھے انہیں بھی نہ ماننے کی صورت میں ہلاک کیا گیا(3)یوسف خان فحاشی اور عریانی اور لڑکیوں کو اغواء کرکے یا مرضی سے اٹھا کر ان سے ناجائز جنسی خواہشات پوری کرکے چھوڑ دیتا اور دوسرے مجاہدین کو اسکی طرف دعوت دیتا تھا وغیرہ جرائم کے ارتکاب میں ہلاک کیا گیا۔

کراچی میں فریقین کے درمیان یہ سلسلہ عیدالاضحیٰ 2013 تک جاری تھا۔ بالاخر حکیم اللہ محسود کے حمائتی افراد کراچی چھوڑنے پر مجبور ہوئے اسی اثناء میں حکومتی اداروں نے محسود مجاہدین کے خلاف آپریشن تیز کی بہت سارے مجاہدین گرفتار اور شہید کئے اسکی تفصیل مستقل باب کی صورت میں لکھی جارہی ہے ان دنوں میر انشاہ اور دیگر علاقوں میں فریقین کے درمیان باقاعدہ جنگ کا آغاز نہ ہوا تھا، اپریل 2013 میں حکیم اللہ محسود نے تحریک طالبان پاکستان کے لیے جو نظم تشکیل دیا اور ان کے لیے تمام ایسے افراد جو میر انشاہ میں مقیم تھے اور انکے ہاں میں ہاں ملاتے تھے انکو مختلف شوراؤں کے ذمہ داریاں اور اسکے ارکان منتخب کئے جو قدم قدم پر مجاہدین محسود کے لیے رکاوٹیں پیدا کرتے تھے۔ جن میں سے مجاہدین اور کزائی میں سے خصوصاً شیخ مقبول اور حافظ دولت پیش پیش تھے اور سواتی مجاہدین میں سے شیخ عبدالرحیم وغیرہ اور مفتی حسن کا نمایاں کردار تھا اور یہ حضرات مسلکی لحاظ سے مجاہدین محسود کے خلاف تھے اور حکیم اللہ محسود کا ساتھ اسلیے دیتے تھے۔ کیونکہ اپنی اقتدار کو بچانے اور مسلک کو عام کرنے کا اسکے علاوہ دوسرا اچھا حربہ نہیں تھا۔ اور تحریک طالبان پاکستان میں حلقہ محسود ہی وہ واحد حلقہ تھا جو تحریک کو صحیح سمت لے جانے کی کوشش کررہا تھا اور ان کے راہ میں رکاوٹ تھا12 اپریل 2013 کو آٹھ رکنی کمیسون ختم کرنے کے بعد تحریک کے عالی شوری کو فعال کیا اور انہیں حکم کیا کہ کراچی کا مسئلہ حل کریں تحریک کے عالی شوری نے ہمیں آٹھ رکنی کمیسون کو بلایا اور ہمیں کہا کہ اس مسئلے پر آپ لوگوں نے بہت محنت کی ہے ہماری رہنمائی کرے ہم نے مسئلے کی نوعیت کے بارے میں جب ان سے معلومات حاصل کیں تو انہوں نے بتایا کہ حلقہ محسود اور حکیم اللہ گروپ کے درمیان مسائل حل کرنے کے بارے میں ہمیں امیر صاحب کا حکم ہیں، ہم نے بالاتفاق شوری والوں سے عرض کیا اور ہم نے مختصر جواب دیا۔ کہ ہم کراچی کا مسئلہ حل کرچکے ہیں اگر امیر محترم یا کسی اور کو کچھ مشکل پیش آیا ہو تو بتادیں، کئی شرائط کو توڑنے کے بعد امیر محترم (حکیم اللہ محسود) نے خود ہی یہ فیصلہ کیا تھا۔ جواب سننے کے بعد دوبارہ جواب نہ ملا)30 مئی 2013 کو جب خالد محسود حلقہ محسود کے ذمہ دار بنے تو اسکے بعد سے ہمیشہ ہی صلح وصفائی کی کوشش کی اس سلسلے میں مولوی خواجہ عرف مدنی نے جرگہ کیا مولوی زاھد وغیرہ نے جرگے کئے اسکے علاوہ کئی لوگوں نے جرگے کئے لیکن حکیم اللہ محسود کا جواب یہ ہوتا تھا کہ سجنا غیر رسمی امیر ہے میں نے نہیں بنایا ہے ان سے بات چیت کیسے ممکن ہے۔ بالاخر نومبر 2013 میں مولانا فضل اللہ سواتی کی طرف سے تین افراد مفتی غوری، محترم مبارز، اور محترم غزوان میر انشاء آپہنچے اور مذاکرات فریقین کے درمیان شروع کئے پہلا مجلس حکیم اللہ محسود سے ہوا دوسرا مجلس ڈانڈے میں حلقہ محسود کے امیر خالد محسود اور انکے دیگر ارکان شوری سے منعقد ہوا، بعد از مغرب جب گفتگو شروع ہوئی تو کچھ دیر کھانے کیلئے چھٹی ہوئی اور پھر بعد از نماز عشاء دوبارہ مجلس شروع ہوا حلقہ محسود کی جانب سے اعظم طارق متکلم تھا انہوں نے کئی سالوں پر مبنی سرگذشت انہیں سنانی شروع کی ابھی آدھی سے کم مجلس باقی تھی فضاء ڈرون طیاروں سے بھری تھی اور بمبار کے خوف سے ہر ایک پریشان تھا کہ اچانک بمبار شروع ہوا کچھ ہی دیر بعد میڈیا اور مقامی ذرائع سے پتہ چلا

کہ حکیم اللہ محسود ڈرون حملے میں شہید ہوئے باوجود اسکے ہم نے اپنی سرگذشت انہیں سنائی اور حکیم اللہ محسود اور انکے ساتھی جو متوازی نظم حلقہ محسود میں چلاتے رہے ان سے انہیں آگاہ کیا۔اس سے آگے کا سفر معطل ہو کر رہ گیا کیونکہ تنازعہ جن سے تھا وہ چل بسا اور مجلس ادھورا ہو کر رہ گیا، حکیم اللہ محسود کے کفن دفن کے بعد تحریک کے عالی شوری نے کئی دن تک صلاح مشورے کئے لیکن شوریٰ میں اختلاف رائے کی وجہ سے قرعہ اندازی کے ذریعے تحریک کیلئے امیر کے انتخاب کا فیصلہ ہوا ، جس کے نتیجے میں مولانا فضل اللہ صاحب تحریک کے امیر بنے۔ حکیم اللہ محسود کے گروپ نے اپنے لیے شہریار محسود کو امیر منتخب کیا تعجب کی بات یہ ہے کہ 2 ماہ پہلے تک وہ انکے دشمن تھے اب 2 ماہ بعد امیر بن گئے، شہریار محسود بھی موقعہ غنیمت سمجھے کیونکہ انکے دشمن اب انکے مامور بن گئے اور انہیں استعمال کرنے کی کوششیں شروع کر دیئے، شہریار اور انکے نئے مامورین نے تحریک والوں سے دوستی تیز کر دی اور انکے ہر ہاں میں ہاں ملاتے رہے کیونکہ حکیم اللہ محسود سے قربت کی وجہ سے یہ محسود مجاہدین اکثر پنج پیریت یاسلفیت کی طرف مائل تھیں اگرچہ عقیدۃً ان سے ملنے کا اعلان تو نہ کیا تھا لیکن تمام مسائل اور معاملات میں ان کے اقوال وافعال پر عمل پیراہ تھے۔ جسکی وجہ سے تحریک والوں نے انہیں توجہ دی، ادھر خالد محسود نے مولوی فضل اللہ صاحب سے بیعت جہاد کیا، اب یہاں پر ایک نئی جنگ کا آغاز ہوا۔ وہ اسطرح کہ اس سے پہلے تو حکیم اللہ محسود حلقہ محسود میں مداخلت کرتے تھے۔ اب تحریک کے ان لوگون نے مفتی حسن سواتی، شیخ مقبول اور کزائی دولت حافظ ، موسیٰ سواتی اور دیگر ارکان و ذمہ داران تحریک نے حکیم اللہ محسود گروپ کی حمایت شروع کی کیونکہ حکیم اللہ محسود کا ساتھ بھی ان لوگوں نے دیا تھا اور اب بھی اس پر قائم رہے،، حتیٰ الان مسئلہ یہاں پہنچا کہ حکیم اللہ محسود گروپ المعروف شہریار گروپ نے عالی شوری کو درخواست دی کہ ہم تحریک کے اصل کارکن ہیں خالد محسود اور انکے مامورین اصل نہیں کیونکہ خالد محسود حکیم اللہ کے حکم اور اجازت کے بغیر امیر بنے ہیں یہ لوگ تحریک میں رسمی حیثیت سے اصل نہیں ہیں تحریک کے ان لوگوں نے اِس بات کو ہوا دی ہم نے مختصر جواب دیا کہ اگر ہم تحریک میں نہیں ہیں تو حکیم اللہ محسود نے تحریک کے شعبوں سے ہمیں نکالا کیوں نہیں قول سے نہیں فعل سے حکیم اللہ محسود نے ثابت کیا ہے کہ ہم تحریک میں ہے، چنانچہ جو مداخلت حکیم اللہ محسود کے دورامارت میں حلقہ محسود میں جاری تھی اس سے زیادہ اب مداخلت شروع ہوئی انہی دنوں جنوبی وزیرستان درہ میں حکیم اللہ محسود کے گروپ نے جنگلات کاٹنے شروع کئے، تو مولوی فضل اللہ صاحب امیر تحریک طالبان پاکستان کے سابقہ وفد سے اس بارے میں بات کی گئی کہ اب تو گیند آپ لوگوں کی گود میں گری ہے اور یہ لوگ اپنی نسبت تحریک کی طرف کرتے ہیں۔ ان کو مداخلت سے باز رکھیں اور جو تحریک والے اسکی پشت پناہی کرتے ہیں انہیں بھی سمجھائیں چنانچہ وفد کے شراکاء مفتی غوری، مبارز، غزوان نے چند دن بعد یک طرفہ فیصلہ لکھ کر مجاہدین حلقہ محسود کے رابطہ کار عبدالرحمن لالا کو دے کر خود کنٹر کی طرف چل پڑے، جب حلقہ محسود کے ذمہ داروں نے وہ یک طرف فیصلہ دیکھا اور اس پر غور کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ وفد والوں کی رہنمائی کسی اور نے کی ہے موسیٰ سواتی کیونکہ وفد میں شامل نہ تھے معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کیسے وفد میں شامل ہوئے(2) وفد والوں کو فریقین نے محکم مقرر نہ کیا تھا(3) اگر بالفعل مقرر ہو تو انہیں واضح الفاظ میں سمجھایا گیا تھا کہ ہر مسئلے کا حل خبر واک سے تلاش کرنا ہو گا غائبانہ فیصلہ تو پنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔(شیخ مقبول اور حافظ دولت شیخ عبدالرحیم مفتی حسن داعش والوں سے ملے جبکہ مفتی غوری اور شیخ عبدالرحیم بعد میں پاکستانی فوج کو سرنڈر ہوئے)وفد والوں کے فیصلے کی اصل کاپی یہ ہے۔

بسم الله الرحمان الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسول الله قائد المجاهدین وعلی اله واصحابه اجمعین
وبعد

محترمین ومکرمین جنابان عالی هر یو مجاهدین تحریک طالبان پاکستان حلقه محسود السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

د تحریک طالبان پاکستان حلقه ملاکنډډویژن سره تعلق لرونکی کوم وفد چه د تحریک طالبان پاکستان امیر محترم مولانا فضل الله صاحب حفظه الله تعالی له طرف نه راغلی وو نو هغوی چه دمحسودو مجاهدینو داتفاق راوستلو په حقله کوم کوشش شروع کړے دے تر دیره حده تری مطمئن دی الله تعالی دی وکړی چه دا سعی کارآمد ثابت شی او د مجاهدینو ورونړو ترمینځ د یو والی ذریعه وګرځی ... آمین ثم آمین

د وفد دعمل د کامیابولو لپاره دجانبین نه دتعاون کولو درخواست کیدیشی اوهیله لرو چه په دی معامله کښ د اخلاص دعملی دظاهرے کولو نه ډډه ونکړی پدی پرهاؤ کښ د وفد له خوا خوشخبرے جانبینو ته وراندی کوو چه عمل کول به پری ضروری او لازمی وی

اولاً : جانبین په سختی سره منع کولے شی چه د صلح د عمل دجریان پرمحال د هرهغه حرکت نه ډډه وکړی چه دجانب آخر د زړه د بد والی سبب جوړ یږی

اس سلسلے میں فیصلے پر اعظم طارق کے حضرات دستخط ہیں۔
نوٹ: ۱۔ آپ دیکھئے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ کہ آیا ہماری موقف کے ساتھ متضاد تو نہیں
۲۔ کراچی۔ محاذ اور جنگلات کے فقروں کو بار بار پڑھ لیجئے۔
۳۔ تنظیم کے حوالے سے تو فقرہ یا فیصلہ نہیں ہے۔

ثانیا : دځنګلاتو په باره کښ به د فیصلے نه مخکښ هم هغه فیصله عملی وی کومه چه امیر محترم حکیم الله شهید رحمه الله په خپل حیات کښ کړے وه

ثالثا : فریق جهاد یار صاحب ته خواست کیدیشی چه خپل عملیات دی دهغه ځایونو پوری محدود وساتی چه د امیرمحترم حکیم الله شهید رحمه الله په حیات کښ یې پکښ فعالیت درلود او د نوی محاذ او مرکز کولاوهلونه دی ډډه وکړی او فریق ثانی ماستر صاحب ته خواست کیدیشی چه د مخکښ نه فعال محاذونو او مرکزونو ته په تګ راتګ دی فریق اول ته هیڅ قسم رکاوټ نه جوړوی چه کومه بده پیښه رامینځ ته نه شی

رابعاً : د کراچی د مسئلے په حقله هم تر فیصلے کولو مخکښ به د مرکز له طرفه مسؤلیت د محترم حاجی داؤد صاحب وی او د یونین (لیاری نیټ ورک) په مسئله کښ دی محترم خان زمان صاحب د ګوتو وهلو نه ډډه وکړی او محترم حاجی داؤد صاحب به د محترم خان زمان صاحب په ترتیب کښ مداخلت نه کوی

امیر ومرکزی قاضی حلقہ ملاکنډ ډویژن
مفتی عزیزی
رکن وفد مسئول عسکری حلقه سوات
دستخط مبارز صاحب

مبارز
۳۰ محرم ۱۴۳۵ھ

مرکزی وفد تحریک طالبان پاکستان

تاریخ : ۱ . ۲۹ . ۱۴۳۵

رکن وفد
غزنوی
رکن وفد نائب امیر حلقه ملاکنډ ډویژن
شاه محمد سیت عمری حوالی سوات
۳۰ محرم ۱۴۳۵ھ

اس وفد کی جانب سے 2 باتیں ایسی صادر ہوئی ہیں جسمیں انہوں نے یکطرفہ فیصلہ کر کے ایک ہی فریق کو نفع بخشا ہے (1) جنگلات کے بارے میں آٹھ رکنی کمیسون بشمول حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن صاحب وغیرہ کا متفقہ فیصلہ پہلے گذرا ہے جسمیں جنگلات کے کاٹنے پر پابندی تھی، فیصلہ میں وفد والوں نے لکھا ہے کہ جنگلات کے بارے میں وہی فیصلہ عملی ہوگا جو حکیم اللہ محسود نے اپنی حیات میں کیا تھا چونکہ حکیم اللہ محسود نے 12 اپریل 2013 کے بعد ان تمام فیصلوں سے روگردانی کی جو متفقہ کئے گئے تھے، لہٰذا یہ کیونکر ممکن ہے کہ جنگلات پر بیت اللہ امیر صاحب شہید کے دور سے پابندی تھی اسکی اجازت حکیم اللہ محسود خود کسی سے مشورہ کئے بغیر دیدے۔ جبکہ حکیم اللہ محسود نے جنگلات کاٹنے کی اجازت دی تھی (2) کراچی میں حاجی داؤد کو وفد والوں نے برقرار رکھا اور وہاں پر یونیں کی ذمہ داری انہیں دی صرف پورے کراچی میں یونین کو حاجی داؤد کے ذمہ کرنے سے چند خدشات پیدا ہوئے کیونکہ یونین سے ماہانہ دس لاکھ روپیہ ملتا تھا وہ انہوں نے تحریک کیلئے مختص کر دیا جو ایک دنیاوی لالچ تھا جو بعد میں ثابت بھی ہوا یاد رہے کہ یونین جن لوگوں کی تھی وہ قومی سطح پر حلقہ محسود سے جوڑ گئے تھے کیونکہ حکیم اللہ محسود کے کراچی میں موجود حمائتوں کے ظلم وجبر سے یونین والے پریشان تھے تو میر انشاہ آکر قومی سطح پر یونین کو حلقہ محسود کے حوالے کیا اور ان سے یونین کی حفاظت کا مطالبہ کیا چنانچہ فریقین میں باقاعدہ ایک معاہدہ ہوا اور یونین کی تمامتر ذمہ داری حلقہ محسود کے مجاہدین کے حوالے کی۔ جب اس فیصلے کا خط حکیم اللہ محسود گروپ المعروف شہریار گروپ کو ملا تو انہوں نے فوراً جنگلات کاٹنے کا سلسلہ شروع کیا جسکی وجہ سے فریقین میں ایک جنگ جیسی صورت پیدا ہوئی مجاہدین حلقہ محسود کے مرکزی شوری نے تحریک کے عالی شوری کو اس یکطرفہ فیصلے سے مطلع کیا اور ساتھ ساتھ ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے مثلاً جنگلات کاٹنے کے متعلق انہیں مطلع کیا، چنانچہ انہوں نے مداخلت کر کے فریق مخالف کو جنگلات کاٹنے سے منع کیا اور ساتھ ہی وفد والوں سے بات کی اور انکو اس یکطرفہ عمل سے مطلع کیا اور انکے غلط فیصلے سے پیدا ہونے والی صورت حال سے انہیں آگاہ کیا، چنانچہ وفد والوں نے اپنا فیصلہ کالعدم قرار دیا اور غیر معین وقت تک اس تنازعے کے فیصلے کو مؤخر کیا۔ لہٰذا تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر شیخ خالد حقانی نے وفد والوں کی طرف یہ خط پشتو زبان میں فریقین کے لیے لکھدی،، جسکی اصل کاپی یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد

امیر محترم تحریک طالبان پاکستان
حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ

بانی تحریک امام المجاہدین
ملا بیت اللہ محسود
(شہید) رحمہ اللہ

عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

اللہ اکبر — الجہاد

تاریخ ۱۲ دسمبر ۲۰۱۳ء — نمبر ۳۱۳۰۰۳ھ

ځکه څرنګه چې تاسو ته معلومه ده چې کوم وخت کې
د ملا کنیز له خوا د حلقه محسود د مجاهدینو تر منځه شخړې
ختمولو لپاره راغلي وو همغوی یوه موقتي فیصله جاري
کړې وه چې په څلورو ماه وو مشتمله وه، خو وروسته
څه عوارضو نه همغوی دغه فیصله خط کالعدم اوګرځولو
او دا خبره ئې تر دوه هفته وروستو کړه، لهذا د وفد
د دوئی فیصلې نه وروستو هیڅوک دغه خط د ذیل
لوګا د د پاره د دلیل په طور نه شي پیش کولی۔

والسلام

از طرف، ابو محمد خالد [illegible]

دستخط آراکین عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

یوں فیصلے کو واپس لینے کی وجہ سے اور شیخ خالد اور مولانا قاری شعیب وغیرہ کی مداخلت کیوجہ سے حلقہ محسود کے دو دھڑوں کے درمیان جنگلات کے نام سے چھیڑ جانے والی لڑائی تھم گئی۔ جسکا سبب حالات وواقعات سے بے خبر سواتی وفد کا فیصلہ پیش خیمہ ہو سکتا تھا۔ وفد والوں کو محسود دشمن لوگوں نے دھوکہ دیکر بے آبرو کیا۔ چنانچہ فریقین میں اطمینان کا ماحول تھا ان دنوں مولانا فضل اللہ صاحب کی جانب سے ہر مہینے نئے وفود آتے رہے اور تحریک کے شعبوں میں گھستے رہے ہر شعبے میں نمائندوں کے علاوہ ایک دو نگران بھی ہوا کرتے تھے یوں نت نیے آنے والے مولوی فضل اللہ صاحب کے نمائندوں کو حلقہ محسود کا مرکزی شوری اور خود خالد محسود انہیں سابقہ پانچ سالوں کی گذرے ہوئے حالات سناتے گئے، لیکن کسی بھی وفد کا آنا حلقہ محسود کے لیے نتیجہ خیز ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ میرانشاہ میں بیٹھے ہوئے موسیٰ سواتی ،مفتی حسن، شیخ مقبول، دولت حافظ وغیرہ لوگ ہر آنے والے کی ذہن سازی کرتے تھے اور حکیم اللہ محسود اورانکے گروپ کو مظلوم ثابت کرکے انکی مدد پر آمادہ کرتے تھے، یہ سلسلہ جاری تھا ہر روز کسی نا کسی بات پر تحریک کے عالی شوری سے ملاقات ہوتی تھی کہ اس دوران 12 فروری 2014 کو حکیم اللہ گروپ المعروف شہریار گروپ نے شوال کے علاقے غیمبکائے میں گھات لگا کر محمد اللہ حلقہ لواڑہ کو

اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت مسمیٰ عید والی ولد بیر ملائی(2)سید رسول ولد حاجی قیوم (3) فضل خان ولد بٹیر خان چاروں کا تعلق حلقہ شوال لواڑہ سے تھا اور بالک خان ولد مسلمین خاوز خیل حلقہ تونده دره کو شہید کر وا گئے اور انکے گاڑی پر پٹرول ڈال کر آگ لگادی جسکی وجہ سے شہداء کی لاشیں جھلس گئیں اور انکا اسلحہ بھی ساتھ لے گئے۔ یوں مولانا فضل اللہ صاحب کی امارت میں حکیم اللہ محسود گروپ المعروف

شہریار گروپ کا یہ پہلا اقدام تھا جنہوں نے انسانیت کے حدود بھی کراس کئے۔ لیکن تحریک طالبان کی جانب سے مجاہدین حلقہ محسود اور انکے مشران کو صرف صبر سے کام لینے کی ترغیب ملتی رہی کسی ممکنہ جوابی کاروائی سے باز رہنے کی ترغیب بھی دیتے رہے یوں یہ سلسلہ چلتارہا اور فریقین میں سے اب ہر ایک نے دوسرے کے خلاف کاروائی کا عزم کر لیا ادھر تحریک طالبان کے اہم کمانڈر انتقامی نے غالباً مارچ کے ابتداء میں حلقہ محسود سے مربوط قاری منصور اور انکے بھائی کو گھر سے بلا کر انہیں گولیوں سے بونڈ ڈالا یوں تحریک والوں نے بھی حلقہ محسود سے مربوط لوگوں کو نشانہ بنانا شروع کیا۔ باقی تحریک والوں نے معافی تک بھی نہیں مانگی ۔ادھر حکیم اللہ محسود گروپ المعروف شہریار گروپ کا غرور سابقہ کاروائی کی وجہ سے آسمان کراس کر گیا اور اپنے فریق مخالف کو ڈر پھوک سمجھا اور یہ کہتے رہے کہ خالد محسود گروپ والے جمعیتی ملا ہے وہ خون سے ڈرتے ہیں ان پر ہمارا رعب پڑ گیا ہے وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے سواتی وفد کے فیصلے کی بھی خلاف ورزی سرعام شروع کی اور علاقہ زنگاڑہ میں نئے مراکز اپریل 2014 میں کھولنے لگے حلقہ محسود کے مرکزی شوری نے تحریک طالبان کے عالی شوری اور تحریک طالبان کے نائب امیر کو مطلع کیا کہ یہ لوگ آپ لوگوں کے کہنے پر منع ہو سکتے ہیں انکو نئے مراکز کھولنے سے منع کرے کئی بار تحریک والوں سے منت سماجت کی لیکن انہوں نے اس پر کوئی عملی اقدام نہیں اٹھایا، بالاخر شہریار گروپ اتنا جری ہوا کہ شکتوئی کے علاقے میں بھی نئے مراکز کھولنے لگے۔ جبکہ جو پہلے سے موجود تھے وہ اسکے علاوہ تھے جب تحریک طالبان نے کچھ نہ کیا تو اب مجاہدین محسود اور انکے مشران کا صبر ختم ہوا اور باقاعدہ جنوبی اور شمالی وزیرستان میں جنگ شروع کرنے کی ٹھان لی اور شکتوئی میں شہریار گروپ کو ٹارگٹ کرنے کا حکم نامہ جاری ہوا۔ چنانچہ 4اپریل 2014 کو علاقہ شکتوئی میں شہریار گروپ کے اہم کمانڈر(1)کاشید خان ولد پالم خان گلیشائی کو اپنے دوسرے ساتھیوں (2)موسیٰ زانگاڑہ(3) محمد یسین ولد ابراھیم گلیشائی حلقہ جنتہ (4)مائنل زانگاڑہ سمیت ہلاک کیا اور انکے بقایا ساتھی ان مراکز سے بھاگنے میں کامیاب ہوئے اور علاقہ زانگاڑہ سے بھی فرار ہوئے چند دن بعد شکتوئی کے علاقے بوبڑ میں شہریار گروپ کے پرانے مراکز پر 7اپریل 2014 کو ہلہ بول دیا جسمیں کمانڈر مطیع الرحمن کو مرکز کے قریب راستے میں ہلاک کیا اور اسکے بعد مراکز پر حملے کئے گئے جسمیں اسلام الدین ولد ولی جان باند خیل حلقہ شوال (3)ایک وزیر قوم کا لڑکا تھا

اور ابو ناصر کو محاصرہ کئے رکھا۔اس لڑائی میں خالد محسود گروپ کے دو مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا (1) اشرف علی ولد امر محمد حلقہ چگملائی(2)محمد شفیق ولد محمد شعیب قریشی حلقہ تنگئی اور تین شدید زخمی ہوئے۔

اب تحریک طالبان پاکستان کو ہوش آیا اور علاقہ شکتوئی شیخ خالد کی سربراہی میں پہنچ گئے اور فائر بندی کی منتیں کرنے لگے اور گرفتار شدہ گان کی رہائی کا مطالبہ کرنے لگے کئی گھنٹوں تک طویل گفتگوں کے بعد سمجھوتہ ہوا گرفتار شدگان انہیں حوالے کئے گئے اور انہیں یہ بات سمجھادی کہ تمام محاذوں کو جلدی ہی اطلاع دینا آپ لوگوں کی ذمہ داری ہوگی تا کہ فریقین فائر بندی سے مطلع ہو،ادھر حلقہ محسود کے مجاہدین کو فائر بندی سے مطلع کیا گیا، فائر بندی فیصلے کی اصل کاپی یہ ہے:۔
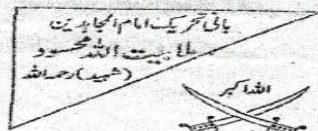
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد

بانی تحریک امام المجاہدین ملا بیت اللہ محسود (شہید) رحمہ اللہ

امیر محترم تحریک طالبان پاکستان حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ

عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

اللہ اکبر — الجہاد

نمبر ________

تاریخ 11 اپریل 2013
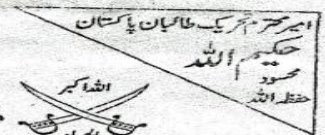
آج بتاریخ 11 اپریل 2013ء تحریک طالبان پاکستان عالی شوریٰ
کی طرف سے یہ اعلان ہے کہ آج سے حلقہ محسود مجاہدین کے درمیان خانہ جنگی
کے مناقشہ میں تمام کمین گاہیں اور محاذ سے ختم کیے جائیں۔ جنوبی وزیرستان
میں مجاہدین کی ہر قسم نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں ہے۔
اور دونوں جانبین کے سابقہ قائم شدہ مراکز بحال کیے جائیں گے
اور مقبوضہ مراکز چھوڑے جائیں گے۔ سابقہ صورت حال بحال کی جائے
گی۔ اور نئے مراکز خانہ جنگی کے دوران مکمل پابندی ہوگی۔ اتحاد
اتحاد

دستخط اراکین عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

تحریک طالبان پاکستان کے عالی شوریٰ کی جانب سے دوسرا تفصیلی فائر بندی کا فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد

بانی تحریک امام المجاہدین ملا بیت اللہ محسود (شہید) رحمہ اللہ

امیر محترم تحریک طالبان پاکستان حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ

اللہ اکبر — الجہاد

عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

تاریخ ۱۱ اپریل ۲۰۱۴ — نمبر

حلقہ محسود کے مجاہدین کے درمیان فائر بندی کا فیصلہ:

(۱) یہ فائر بندی تحریک طالبان پاکستان عالی شوریٰ کی طرف سے طرفین پر اکراہاً اور جبراً ہے اور اس کی میعاد ایک مہینہ (تیس دن ہے) اور فائر بندی کے مطلقاً ہونے کی کسی شرط کے مطابق مشروط نہیں ہوگا۔

(۲) طرفین کی طرف سے مقید شدہ افراد اور غصب شدہ سامان عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان کے حوالے کی جائے گی۔

(۳) آپس میں منافی سرگرمیاں بند ہوں گی اور اس کے لیے وقتاً فوقتاً شوریٰ بعض پابندیاں لگا رہی ہے۔ اس طرح تمام اشتعال انگیز امور کی شکایات کی تحقیق کے لیے [illegible] درج کی جائے گی [illegible] عالی شوریٰ کی طرف سے اس مسئلے کے حل کے لیے تشکیل کی گئی ہے۔ جو کہ محترم میر عین الزمان اور محترم احمد صاحب ہے۔

(۴) فائر بندی کی خلاف ورزی کی صورت میں تحریک طالبان پاکستان ہر صورت میں [illegible] (کاتب قاری شعیب)

دستخط اراکین عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

لیکن فریق مخالف نے اپنے سابق امیر حکیم اللہ محسود کے نقش پر چلتے ہوئے دھوکہ دہی سے فائدہ اٹھاکر علاقہ تونده دره میں ذوالقرنین اور کچکول وسیف الدین کو وحید عرف جگری نے اطلاع دی کہ آپ آجائے تاکہ ہم سب ملکر اعتماد بحال کریں چنانچہ جب یہ تینوں وہاں پہنچے تو انہیں گرفتار کرگئے یوفائر بندی کا جو معاہدہ تحریک طالبان نے کیا تھا انہوں نے توڑا ادھر اس بدعہدی کا جب خالد گروپ کے مجاہدین اور مشران کو اطلاع ملی تو بہت پریشان ہوئے ساتھ ہی 9 اپریل کو علاقہ شوال میں خالد گروپ کے مجاہدین حلقہ لواڑہ شوال پر حملہ ہوا لیکن جوابی فائرنگ میں بلال نامی بندہ حملہ آوروں میں سے ہلاک کیا خالد گروپ کا جانی نقصان نہ ہوا، شہریار گروپ نے ان علاقوں میں ریموٹ بم نصب کئے تھے 10 اپریل کو جب خالد محسود گروپ کے چند گاڑی وہاں سے گذرنے لگے تو ان پر دھماکہ کرکے ایک گاڑی کو تباہ کیا اور باقی گاڑیوں پر بھی فائرنگ کرکے حملہ کیا ادھر سے بلال کا جنازہ جو کل کی کاروائی میں مارے گئے تھے آپہنچا چنانچہ فریقین میں فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ اس حملے میں خالد محسود گروپ کا جانی نقصان بہت ہوا(1) کیونکہ گاڑی میں سوار افراد سب شہید ہوئے جن میں مولانا محمد یو سف ولد عبدالروف فریدائی حلقہ مومی کڑم(2) نظام الدین کا کا ولد مشل خان برکی(3) نیک بادشاہ ولد میر گل برکی حلقہ سام(4) رضوان ولد شاہ محمود برومی خیل حلقہ ڈیلے،

حکیم اللہ محسود گروپ المعروف شہریار گروپ کے بم دھماکے کیساتھ گھات حملہ میں (1) علی محمد عرف ابرار ولد پاریس خان ہیبت خیل (2)عمر خان ولد آمیر حمزه ہیبت خیل بھی شہید ہوئے جبکہ عالی دوس خان ولد ذیکے خان ہیبت خیل شدید زخمی ہوئے اور میر انشاء میں علاج کے دوران 13 اپریل 2014 کو زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسے، یوں اس بدعہدی کے نتیجے میں خالد محسود گروپ کا جانی نقصان ہوا اسی روز

10 اپریل کو شہریار گروپ کا ایک بندہ محمد رئیس خان ولد بام گل بند خیل جوابی فائرنگ سے ہلاک ہوا اس بد عہدی پر جب خالد محسود گروپ نے تحریک والوں سے احتجاج کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے شہریار گروپ سے پتہ کیا ہے ان تک فائر بندی کی اطلاع نہیں پہنچی تھی جسکی وجہ سے نقصان ہوا۔ ہاں اتنا کیا کہ ذوالقرنین، کچکول، سیف الدین کو ان سے رہا کروایا اور بس اس خلاف ورزی پر تحریک والوں نے کوئی عملی اقدام نہیں اٹھایا اور خط میں جو کچھ لکھا تھا ان پر عمل کرنے میں معلوم نہ ہو سکا کونسے عوارض رکاوٹ آگئے یا کون سے افراد رکاوٹ بنے انہی دنوں امارت اسلامی افغانستان کا وفد میر انشاہ آیا تھا انہوں نے بھی مداخلت کی اور فریقین کے درمیان دوبارہ فائر بندی کی، جسکی اصل کاپی یہ ہے جو پشتو میں لکھی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Da Afghanistan Islami Emarat
Amir-ul-Mominin Mula
Muhammad Umar Mujahid

د افغانستان اسلامی امارت
امیر المؤمنین مُلا محمد عُمر مجاهد

نیته ۲۳

الجهاد ماض الی یوم القیامه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہریار محسود کے بارے میں امارت اسلامی کا فیصلہ :۔ جب امارت اسلامی کے وفد نے اس معاملے میں مداخلت کی تو محسود طالبان کے دونوں دھڑوں کے درمیان 23 جماد الثانی 1435 سے 15 شوال المکرم تک فائر بندی کا فیصلہ کیا، اور ساتھ ہی شہریار کے متعلق ایک فیصلہ

کیا جو تحریک کے نام بھیجا اور تحریک والوں کو متنبہ کیا کہ آج 23 جمادالثانی 1435 سے شہریار محسود حلقہ محسود سے بے دخل ہے اسکے نظم میں مداخلت نہیں کرے گا اگر وہاں پر جانا چاہے اور وہاں پر شخصاً زندگی گذارنا ہو تو ملا حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن کے متفقہ فیصلے اور لائحہ کے مطابق وہاں پر فرد واحد کی حیثیت سے زندگی گذارے گا حلقہ محسود سے باہر کے معاملات میں شہریار کے متعلق تحریک والوں کو اختیار ہے اس فیصلے کی اصل کاپی پشتون میں لکھی ہے جسکی اصل موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Da Afghanistan Islami Emarat
Amir-ul-Mominin Mula
Muhammad Umar Mujahid

د افغانستان اسلامی امارت
امیر المؤمنین مُلا محمد عُمر مجاهد

الجهاد ماض الی یوم القیامه

نیټه ______

بسم الله الرحمن الرحیم

د تحریک طالبان پاکستان عالی شوری ته
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

لبعد محترمو ستاسی د جمادالاولی د ۲ ۱۴۳۴ هـ د فیصلې په لړ کې
د شهریار موضوع ستاسی سره تعلق لري د ذکر شوی فیصلې
په اساس تاسی چې د ده په هکله څه فیصله وکړه اسلامی
امارت ته د قبول وړ ده. بل دا چې شهریار د نن ورځ نه (۲۳)
جمادالثانی ۱۴۳۵ هـ
وروسته د محسود په حلقې کې په هیڅ قسم مداخلې حق نلري
او که منطقې ته تلل غواړي نو د هغې لوایحې مطابق به په محسودو کې
شخصي ژوند لري کومه چې د مولوي حکیم الله شهید او مولوي ولي الرحمن
شهید ترمنځ په اتفاق منظور شوی او له تاسی و دې ته کوم کار
سپارئ د محسودو د حلقې نه بهر ستاسی اختیار دی

امارت اسلامی کے فیصلے کے خلاف حکیم اللہ محسود گروپ کی خلاف ورزی:۔ جب امارت اسلامی کے وفد نے یہ فیصلہ کیا اور بدست مولوی حماس افغانی فریقین اور تحریک والوں کو اسکی کاپیاں بھیجی گئی۔ تو حکیم اللہ محسود گروپ نے اسکے مقابلے میں ایک جعلی فیصلہ میر انشاہ

بازار میں تقسیم کیا جسمیں لکھا تھا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے لہٰذا ہم امارت اسلامی کی تشکیل شدہ وفد اپنے فیصلے کو واپس لیتے ہیں، جب خالد گروپ کے ذمہ دار افراد نے تحریک طالبان پاکستان کے عالی شوری اور اسکے نائب امیر شیخ خالد حقانی وغیرہ سے اسکے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے عذر پیش کر کے کہا کہ ہم اس بارے میں تحقیق کرتے ہیں کہ ان خطوط میں کونسا خط جعلی ہے اگرچہ حقیقت میں انہیں معلوم تھا کیونکہ مولوی حماس نے امارت اسلامی کے وفد کا لکھا ہوا فیصلہ خود ہی تحریک کے شوری کو دیا تھا لیکن تحریک والے ٹال مٹول کرتے رہے، لیکن بالاخر یہ تائید صرف کاغذ کی حد محدود تھی ظالم فریق کے خلاف اقدام نہیں کیا۔ بلکہ الٹا اسکی پشت پناہی کرتے رہے، تائیدی خط کا اصل موجود ہے دوبار لکھنا مناسب نہیں۔

بانی تحریک امام المجاہدین ملا بیت اللہ محسود (شہید) رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد

امیر محترم تحریک طالبان پاکستان حکیم اللہ حفظہ اللہ

عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

اللہ اکبر — الجہاد

نمبر ______

تاریخ ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

د تحریک طالبان پاکستان د عالي شورئ غړي هغه مختصره فیصله چې د امارت اسلامي لخوا د محترم شهریار په باره کښې شوې ده چې هغه محترم به نکښې د تحریک مرکز ته سپارلی دی، او د محسودو د اوسنیو شخړو ته د نجر کړي دي په کلکه تائید وي او د دې فیصلې نه دفاع کوي.

خلاصه چې:-

- د تحریک طالبان پاکستان لخوا د امارت حیثیت ته د فیصلې د تائید او د حتمي نه د دفاع کولو مکمل یقین دهاني ورکړی شوی ده، او طرفینو هم امارت ته بلا قیده او شرطه اختیار ورکړی شوی دی ته تحکیم ومنلی شی او تحکیم لره تقضاء لازم دی.

بله دا چې:-

- د امارت اسلامي لخوا چې د بکلي او تفصیلي فیصلې د اعلان کوم وخت ورکړی شوی دی هغه هم تائیدوو۔ اه

والسلام

دستخط اراکین عالی شوری تحریک طالبان پاکستان

۲۶/جمادی الثانی ۱۴۳۵

امارت اسلامی افغانستان کے تشکیل شدہ وفد کے فیصلے سے روگردانی :۔ حکیم اللہ محسود گروپ نے امارت اسلامی کے وفد کے فیصلے سے انکار کیا اور تحریک طالبان پاکستان کے تائید سے بھی ان پر کچھ اثر نہ پڑا، اور دونوں کے فائر بندی کے فیصلے کو چیلنج کیا اور ساتھ ہی موقعہ سے فائدہ اٹھائے ہوئے علاقہ زنگاڑہ میں ایک ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے مولانا امیر حمزہ اور انکے ہمسفر ساتھیوں کے گاڑی کو نشانہ بنا کر دھماکے سے تباہ کیا جسمیں سوار تمام افراد شہید ہوئے

جن کے نام یہ ہے:۔ (1) مولوی آمیر حمزہ ولد نواز شابی خیل امیر حلقہ زانگاڑہ (2) آمر ود خان ولد جنگی خان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ (3) محمد واللہ ولد لاگڑ شابی خیل حلقہ ژانگاڑہ (4) شاہ عالم خان ولد محمد آمیر خان شابی خیل حلقہ زانگاڑہ (5) ساجد ولد حسین گل شابی خیل حلقہ زانگاڑہ (6) محمد الیاس ولد محمد نواز شابی خیل حلقہ زانگاڑہ

یہ واقعہ اپریل 2014 کے اخری دنوں میں 26 یا 27 اپریل کو ہوا۔ ابھی چند ہی دن گذرے کہ شہریار کے نائب مفتی علاوالدین کو میر انشاء کے بھرے بازار میں خالد محسود گروپ کے مجاہدین نے گولیاں مار کر ہلاک کیا اور شہریار سے مولوی آمیر حمزہ کا انتقام تین ہی دن بعد لیا گیا یوں فریقین میں با قاعدہ جنگ کا دوبارہ آغاز ہوا تحریک طالبان پاکستان کے شوری کے بعض عناصر کی حمایت حکیم اللہ گروپ کو مکمل حاصل تھی، **جب فریقین میں جنگ تیز ہوئی تو تحریک طالبان کے نئے امیر مولوی فضل اللہ صاحب سواتی نے** بغیر کسی سے مشورہ کئے **خالد محسود کے معزولی کا حکم صادر کیا** اور ساتھ ہی حلقہ محسود کے لیے شیخ خالد حقانی (جو تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر بھی تھے) کو امیر منتخب کیا اور ساتھ ہی یہ حکم صادر کیا کہ حالات عبد الوالی امیر حلقہ مہمند کنٹرول کریں گے، مجاہدین حلقہ محسود پر یہ حکم گران گذرا کیونکہ وہ ویسے بھی تحریک والوں سے بیزار تھے اس حکم نامے نے اور بھی انکی ناراضگی میں اضافہ کیا۔ کیونکہ انکا گلہ تحریک والوں سے تھا کہ وہ حکیم اللہ محسود گروپ کی پشت پناہی کررہے ہیں خصوصاً تحریک کے بعض افراد نے ذمہ داریاں سنبھالتے ہی مجاہدین حلقہ محسود سے مخالفت کی حد کرلی اور اس جنگ کو تیز کرنے میں بڑا کردار اداء کرلیا، حکیم اللہ محسود اور تحریک والے مجاہدین حلقہ محسود سے اسلیے بضد تھے کہ وہ انکے هاں میں هاں نہیں ملاتے تھے اور انکے اکثر جہادی کاموں کو حرام اور ناجائز کہتے تھے۔ جبکہ حکیم اللہ محسود اور انکے پیروکار تحریک طالبان کے سازشی ٹولہ کے مزاج کے مطابق چلتے تھے اور انکے ساتھ عملی خوارجیت میں شامل تھے، مولوی فضل اللہ صاحب سواتی کا حکم پہنچتے ہی تحریک میں ایک ہنگامہ پیدا ہوا۔ اس وقت سب سے زیادہ عبد الوالی امیر حلقہ مہمند نے بڑی کوشش کی لیکن بار آور ثابت نہ ہوئی اور انہوں نے اس حکم کو بجالانے سے ان الفاظ میں معذرت کرلی۔ اصل متن موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ومکرم جناب رئیس صاحب عالی شوریٰ و جملہ اراکین عالی شوریٰ تحریک طالبان پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت یہ ہے کہ حلقہ محسود کے معاملے میں جب ہم نے اسے حل کرنے کے ارادے سے مداخلہ کیا اور جب ہم نے فریقین سے اس کا اختیار مانگا تو اس دوران دونوں فریق اختیار دینے کیلئے امادہ ہوئے تھے تو اسی دوران عالی شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ چونکہ معاملہ کا اختیار امارت اسلامی کے ایک کمیسون کے پاس ہے، لہٰذا آپ صرف سیز فائر کر سکتے ہیں اور با قاعدہ فیصلہ نہیں کر سکتے حالانکہ امارت اسلامی کے اختیار کے باوجود امیر محترم مولانا فضل اللہ صاحب نے اس معاملہ سے متعلق ایک بھاری اور مہنگا فیصلہ صادر فرمادیا۔

پھر جب تیز جنگ چھڑ جانے کے بعد ہم نے امیر محترم سے اس معاملہ کو حل کرنے کا اختیار لینے کا مطالبہ کیا جس کیلئے ہم نے فریقین کو راضی کیا تھا تو امیر محترم نے بجائے اس کے کہ ہمیں اس مسئلہ کا اختیار دیدیں اپنے طور پر شوریٰ کو بھی اعتماد میں لئے بغیر خالد محسود کے معزولیت کا فیصلہ کیا جس میں امارت اسلامی کا اختیار بھی بائی پاس ہوا اور اسی فیصلہ کی وجہ سے حالات مزید خراب ہوئے اور اسی فیصلہ کے ساتھ مجھ سے بھی یہ مطالبہ کیا کہ جو بھی فریق میرا یہ فیصلہ نہ مانے مجھے (امیر محترم کو) اس فریق کی نشاندہی کرے تاکہ میں اس کو باغی اعلان کروں اس معاملہ میں ساتھ ساتھ کرفیو بھی آڑے آتی رہی مگر تا حال ہمیں خالد محسود گروپ نے رسمی جواب نہیں دیا۔

ان حالات میں ہم نے عالی اور اجرائی شوریٰ سے ایک بار پھر مطالبہ کیا کہ اگر مجھے مکمل اختیارات مل جائے تو میں یہ مسئلہ حل کر سکتا ہوں جواباً شوریٰ نے کہا کہ امیر محترم آپ کو مکمل اختیار دے سکتے ہیں تاہم شوریٰ کے طرف سے اختیار آپ کے ساتھ ہیں اور ہم بھر پور تعاون کریں گے تین دن پورے ہونے کے باوجود امیر محترم نے ہمیں کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی شوریٰ نے تعاون کیا کیونکہ شوریٰ کے کچھ اراکین نے امیر محترم کو اس کے برعکس رپورٹ دئے ہیں۔

خالد محسود گروپ جو پہلے ہمیں اختیار دینے پر امادہ تھے اب امیر محترم کے معزولیت کے امر اور اس کے واپس نہ لینے کیوجہ سے یہ گروپ ہمیں کوئی اختیار دینے کیلئے تیار نہیں ہیں اور اس میں کرفیو بھی ایک رکاوٹ ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اس معاملہ میں ہمیں ابھی تک ایک فیصد اختیار بھی نہیں ملا ہے جبکہ دوسرے جانب کچھ لوگ ہم سے جنگ بندی کا مطالبہ کررہے ہیں حالانکہ جنگ بندی اور صلح کیلئے ہمارے پاس کسی بھی طرف سے کسی بھی قسم کا اختیار کوئی نہیں ہیں لہٰذا عالی شوریٰ اور تحریک کے دیگر عمائدین یہ مسئلہ خود حل کریں اور آئندہ مجھے اس مسئلہ میں معذور سمجھیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

اخوکم فی سبیل اللہ

عمر خالد خراسانی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

مجاہدین حلقہ محسود کے تحریک طالبان پاکستان سے علحیدگی کا اعلان اور وجوہات:

۔جب مئی 2014 میں مولوی فضل اللہ صاحب سواتی نے خالد محسود کے معزولیت کا حکم نامہ جاری کردیا تو حلقہ محسود کے شوری نے اب فیصلہ کیا، کہ اب تحریک والوں کی دشمنی واضح ہوئی آئندہ کیلئے ان کے ساتھ چلنا ایک ناگریز عمل ہے، چنانچہ 2010 سے مئی 2014 تک جن معاملات پر تحریک والوں سے مخالفت جاری تھی بالاخر مجبوراً ان کو بے نقاب کرکے انکی وجہ سے تحریک سے علیحدگی کا اعلان کھل کر کیا،، جسکی تفصیل یہ ہے۔

اعلان برأت

جیسا کہ اپ لوگوں کو بخوبی علم ہے، کہ حلقہ محسود کے مجاہدین نے امارت اسلامی افغانستان کے سقوط کے فوراًبعد امیر محترم شہید بیت اللہ محسود کے قیادت میں امریکہ اور اتحادیوں کے خلاف منظم جہاد شروع کیا تاکہ ان باطل الحادی قوتوں سے اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکے ،اس مقصد عظیم کے حصول کیلئے تحریک طالبان پاکستان کووجود بخشا گیا۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کو اس عظیم مقدس فریضے کو سرانجام دینے اور نظم وضبط میں لانے کیلئے اپنا قائد ورہبر تسلیم کیا گیا امیر محترم شہید بیت اللہ محسود کے دور قیادت وامارت میں پاکستان وافغانستان کی سطح پر منظم جہاد ہوتا رہا، تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین حضرات مختلف محاذوں پر دادِ شجاعت حاصل کرتے رہے، اور جامِ شہادت نوش فرماتے رہے، امارت اسلامی کے قائدین کے فرامین وہدایات کا احترام وپاسداری کیا جاتا رہا۔ مگر امیر محترم شہید بیت اللہ محسود کے شہادت کے بعد امارت اسلامی کے پالیسیوں وہدایات سے انحراف ہونے لگا اور ساتھ ساتھ امارت اسلامی کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈوں کا ایک منظم انداز بھی شروع ہونے لگا اِس کے علاوہ دوسری برادر جہادی تنظیمیں مثلاً القاعدہ وپنجابی مجموعوں کو غیر ضروری طور پر ستانا اوران کے نظم وطریقہ کار میں بے جامداخلت شروع ہونے لگا۔ تحریک طالبان پاکستان جو کہ ایک منظم جہادی قوت کے طور پر ابھرا تھا لیکن بد قسمتی سے اِدھر بعض حلقوں کی طرف سے اپنے مسلکی عقائد ونظریات کا پرچار شروع ہوا، جس نے دوسرے حلقوں کو یقیناً بدظن کردیا، ہم یہ سارے حالات وواقعات تنقیدی نظر سے دیکھتے رہے اور تحریک کے اجتماعی مفاد کیخاطر سب کچھ برداشت کرتے رہے اور ساتھ ساتھ مختلف زاویوں اور طریقوں سے اِصلاح، اتحاد وعقیدت کی فضأ قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے، تاکہ تحریک طالبان پاکستان عسکری پالیسیوں میں اپنی صحیح منہج پر آجائے، مگر بار بار مشاہدات وعملی واقعات وتجربات کی وجہ سے ہم پر روزروشن کیطرح عیاں ہوا کہ تحریک طالبان پاکستان کی صف میں ایک منظم سازشی ٹولہ درآیا ہے۔ جو تحریک میں صحیح العقیدہ منظم قوتوں کو فعال وبحال نہیں ہونے دیتا، یہ ٹولہ اپنے مذموم مقاصد میں یہاں تک کامیاب رہا کہ انہوں نے محسود مجاہدین کے اندر بھی چند افراد کا ایک گروپ اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے پیدا کیا، یہ گروپ حلقہ محسود میں متوازی نظم بنانا چاہتے تھے ہم نے اس گروپ کے عزائم کو بھانپتے ہوئے حلقہ محسود کی وحدت فکر کو برقرار رکھنے کیلئے تحریک کے شوریٰ عالی کے پلیٹ فارم سے باقاعدہ احتجاج وشکایات کا سلسلہ شروع کیا اس گروپ کو چونکہ تحریک کے اندر سے سازشی عناصر کی پشت پناہی حاصل تھی، لہٰذا یہ مسئلہ روزبروز پیچیدہ ہوتا رہا ہم ایک طویل عرصے تک تحمل وتدبر کا مظاہرہ کرتے رہے تاکہ اس مسئلے کو افہام وتفہیم کے ذریعے حل کیا جائے مگر ہماری برداشت وصبر کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے کئی کمانڈرز اور علمأ کرام تک کو شہید کیا گیا، یہ سازشی ٹولہ یہاں تک آگے چلا، کہ ہمارے خلاف تحریک کے معتوب کردہ موٹھی بھر عناصر کو بطور فریق کھڑا کیا، تحریک تو قضیے کو حل کرنے کی جرأت نہ کرسکی، مگر امارت اسلامی کے نمائندہ وفد نے اس مسئلے کو اصولی طور پر حل کرکے شوریٰ عالیہ پر مخالفین کی اصل پوزیشن واضح کردی، امارت اسلامی کے اس اصولی فیصلے کا عملی طور پر انکار کرتے ہوئے فریق مخالف نے بمقام زنگاڑہ ہمارے چھ /٦ ساتھیوں کو شہید کیا تحریک اس گھناؤنے جرم پر خاموش رہی اس پراسرار خاموشی کا تحقیق اور تفتیش کرکے معلوم ہوا کہ تحریک طالبان پاکستان کا موجودہ نظم ایک منظم سازشی ٹولے کے وساطت سے غیر مرئی نادیدہ ہاتھوں میں چلا گیا ہے یہ مذکورہ ٹولہ تحریک ہی کے چھتری سائے تلے ڈاکہ زنی ،بتھہ خوری، اجرتی قتل، علمأ کی شہادت، اسلامی مدارس وخانقاہوں سے بھاری بھاری رقوم کا مطالبہ اور باہر سے پیسے لیکر عوامی مقامات پر دھماکے کرنا، مختلف فرضی ناموں سے دھماکوں کی ذمہ داری لینا، برادر جہادی تنظیموں کے مابین بے اعتمادی پیدا کرنا، خاص کر امارت اسلامی افغانستان کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنے اور معاشرے ومجاہدین میں باطل عقائد ونظریات کا پرچار کرنے، جیسے گھناؤنے جرائم میں

ملوث ہے۔اور یہ بھی یقین کی حد تک ثابت ہے ، کہ یہ لوگ اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے تحریک طالبان پاکستان کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ اصل میں یہ لوگ خفیہ تنظیموں کے الہ کار ہیں، جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آئے ہیں، شاید کہ مستقبل قریب میں جلد بے نقاب ہو جائنگے لہذا کافی صبر و تحمل اور بار بار اخلاصی کاؤشوں کے ناکامی کے بعد اب ہم یہ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ تحریک طالبان پاکستان کا موجودہ شکل وصورت کو عوام کے سامنے واضح کیاجاوے وہ یہ کہ تحریک طالبان پاکستان کا موجودہ نظم جرائم پیشہ افراد کا پناہ گاہ اور عقائد باطلہ کے پہلاؤ کا اماجگاہ ہے ؛لہذا آج 5 مئی 2014 کو ہم حکم باری تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان پر عمل کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں / کہ (۱) ہم حلقہ محسود کے مجاہدین اپنے امیر محترم خالد محسود کی قیادت میں تحریک طالبان پاکستان کے موجودہ بے سروپاء راہ گم کردہ نظم سے مکمل برأت کا اعلان کرتے ہیں۔(۲) یہ کہ ہم اپنے شہید امیر محترم بیت اللہ محسود کے باوقار صاف وشفاف جہادی وتنظیمی پالیسیوں کو برقرار رکھنے کا عزم رکھتے ہیں۔(۳) یہ کہ ہم امیر المؤمنین کی قیادت وامارت پر مکمل اعتماد ویقین رکھتے ہیں اورامارت اسلامی کے قائدین کے فرامین وھدایات کو قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (۴) یہ کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں ہر باطل اِزم ونظم کے خلاف جہاد مقدس کو جاری رکھنے وقیام خلافت پر یقین رکھتے ہیں۔(۵) یہ کہ ہم ہر ظالم کے ظلم کو روکنے اور مظلوم کی حمایت کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔(۶) یہ کہ ہم اسلامی مدارس شیوخ عظام خانقاہوں کی عزت واحترام اوران حضرات سے استفادہ حاصل کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔(۷) یہ کہ ہم بتھہ خوری عوامی املاک کو نقصان پہنچانے یاقبضہ جمانے، عوامی مقامات پر دھماکے کرنے جبر وتشدد سے رقم بٹورنے اور عقائد باطلہ کے پرچار کرنے کو حرام سمجھتے ہیں۔(۸) یہ کہ ہم طاغوتی قوتوں کے خلاف برسرپیکار تمام صحیح العقیدہ جہادی تنظیموں کا دل وجان سے اِحترام اور معاون رہنے کا عزم صمیم رکھتے ہیں۔ (۹) یہ کہ اس موقف کی پاسداری ووفاداری کو تائید جان سپاری وجان نثاری حاصل ہے۔ (۱۰) یہ کہ مسلمانان عالم کو دین اسلام کی سربلندی کیلئے ساتھ دے کر برسر جہاد آنے کی دعوت دیتے ہیں۔انہی دنوں حکیم اللہ محسود گروپ نے ٹانک ، گومل ،ڈی آئی خان کے علاقوں میں بھتہ خوری کا سلسلہ خان سعید عرف سجنا المعروف خالد محسود گروپ کے نام سے تیز کیا۔ان علاقوں کے عوام پر زندگی اجیرن کردی، چنانچہ عوام اور خصوصاً علماء اور قومی مشران نے خالد محسود سے رابطے کئے، توجواباً خالد محسود نے انہیں ان الفاظ میں تسلی دی جسکی اصل کاپی موجود ہے۔

حوالہ ________ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تاریخ ________

خصوصاً گومل، ٹانک، ڈی آئی خان اور عموماً تمام پاکستان کے قابل صد احترام عوام

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکتہ

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائیں اور اس مبارک دین کو پوری دنیا میں عام کرنے اور اہل باطل کے سر کچلنے کیلئے قبول فرمائیں۔

محترم عوام! ہم آپ تمام حضرات کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہمارے جہادی اعراض و مقاصد اللہ تعالیٰ کے رضا کی خاطر اللہ کے مبارک دین کو پوری دنیا میں عام کرنا ہے، ہماری جدوجہد لوگوں کے ایمان، اعمال، جان مال، عزت و آبرو کے حفاظت کی خاطر ہے مساجد، مدارس، خانقاہیں، مذہبی شخصیات، لوگوں کے املاک کا تحفظ اولین ترجیح ہے۔

عوام کو پریشان کرنا، ان کی عزت و آبرو کو لٹنا ان کے اموال پر ہاتھ ڈالنا ہرگز مقصود نہیں ہے، ان خیموں میں پڑے یتیموں، بیواؤں، بوڑھوں، غریبوں کی آہ و پکار، ان گرم آنسوں اور سسکیوں سے ہمارے دل برف کی طرح پگل رہے ہیں، ان کو سکھ دینا ہماری آرزو ہے، ہماری غیر تمند بہنوں ماؤں کا ان خیموں کے اندر ہجرت کے ان کٹھن مراحل کو طے کرنا ہماری غیرت ایمانی کیلئے ایک چیلنج ہے ہمارا یہ عزم ہے کہ یا توان کے سروں سے گرے ہوئے دوپٹے کو دوبارہ ان کے سروں پر رکھ دینگے یا پھر اپنے جیون سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

ہمارے اس اظہار احساس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے عوام کے عزت و آبرو کے سوداگر نہیں بلکہ محافظ ہیں۔

لہذا ہمارا نام استعمال کر کے بھتہ خوری کرنے والے نام نہاد مجاہد حقیقی مجاہد نہیں بلکہ عوام کی عزت آبرو کے لٹیرے ہیں یہ بھتہ خور مجاہد کے کپڑوں میں ملبوس شیطان ہیں ہمارا نام استعمال کر کے ہمارا جہادی تشخص کو بدنام کرنا چاہتے ہیں لہذا اس غیور عوام سے ہمارا یہ التماس ہے کہ جرأت کا مظاہرہ کر کے سختی سے ان بھتہ خوروں کی راہ روک لیں ان ظالموں سے عوام کو نجات دلائیں، جہاں بھی ہماری ضرورت پڑے ہم صف اول کے سپاہی ہونگے، ہم اپنے دردمند عوام کے زخموں پر مزید نمک پاشی ہرگز برداشت نہیں کر سکتے ہیں، ہم تاکیداً یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھی نہیں ہیں بلکہ سرے سے مجاہد ہی نہیں ہیں، لہذا عوام اس انسانیت کے دشمن لوگوں کیساتھ جو بھی برتاؤ کریگی ہم انہیں اس سے بھی زیادہ برے سلوک کے حقدار سمجھیں گے۔

محترم خالد مسعود
امیر تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان

[signature]

ان دنوں فریقین میں شدید لڑائی جاری تھی جہاں کہیں کوئی ملا اسے موت کے گھاٹ اتارتے رہے، خصوصاً علاقہ شوال وچہ درہ، تونده درہ فریقین کے مابین میدان کارزار بنا رہا اور وہاں پر ایک دوسرے کے خلاف نبرآزما ہوتے رہے۔ اور ایک دوسرے کے خلاف کئی بڑے حملے کیئں جس میں فریقین کے بہت سارے افراد لقمہ اجل بنے۔ اس لڑائی میں حکیم اللہ گروپ المعروف شہریار گروپ کے 39 افراد مارے گئیں جبکہ حلقہ محسود کے 28 مجاہدین نے بھی اس لڑائی کے نتیجہ میں جام شہادت نوش کیا۔

فریقین میں صلح کی محنت:۔ شمالی وزیرستان میں آپریشن ضرب شروع ہونے کے وقت تحریک طالبان کے امیر مولانا فضل اللہ صاحب سواتی بھی شمالی وزیرستان پہنچے چنانچہ انہوں نے فریقین کے درمیان صلح اور رشتی کی محنت شروع کی اس سلسلہ میں انہوں نے جب خالد محسود سے ملاقات کا مطالبہ کیا تو انہوں نے جواباً کہا کہ ملاقات کے لیے ہم تیار ہے البتہ ہمارے مسئلہ پر بات نہ ہو گی اور نہ تحریک طالبان میں ہماری شمولیت پر بات ہو گی چنانچہ مولانا فضل اللہ صاحب نے یہ شرائط منظور کئے اور دونوں امراء میں ملاقات منعقد ہوئی، اس ملاقات میں ان مسائل کے علاوہ اور موضوعات پر بات ہوئی اور اخیر مجلس میں مولوی فضل اللہ صاحب نے ضمناً کہا کہ میں فریقین میں صلح کرنے کے لیے تیار ہوں اور تمام ضروریات سے اس کو مقدم سمجھتا ہو، جواب میں خالد محسود نے کہا کہ ہم مشورہ کرینگے بعد میں جواب دینگے کئی دن گذرنے کے بعد جب صلاح مشورہ ہوا تو اس شرط پر تحریک کے نمائندوں اور امیر کو صلح کی اجازت دی گئی کہ ایک ایسی مجلس منعقد کی جائے جسمیں تحریک طالبان پاکستان کے تمام اداروں کے ارکان موجود ہوں جسکے سامنے سابقہ کارگذاری ہم سنادے اور مولانا فضل اللہ صاحب اس سے آگاہ ہو جائے کہ ہم تحریک سے نکلے ہیں یا ہمیں تحریک سے نکلنے پر مجبور کیا ہے(2) اور ہمارے درمیان خانہ جنگی میں تحریک کا کتنا کردار ہے چنانچہ تحریک والوں نے یہ بات منظور کی اور یہ مجلس منعقد ہوئی جسمیں محسود مجاہدین کی طرف سے اعظم طارق اور دیگر مشران نے تمام تر کارگذاری سب کے سامنے بیان کی اور مولانا فضل اللہ صاحب کے روبرو تمام تحریک کے اداروں کے ذمہ داروں کو لاجواب کیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مجلس کے اخیر میں مولانا فضل اللہ صاحب کے الفاظ یہ تھے کہ محسود مجاہدین کو تحریک سے نکالا گیا ہے۔ وہ خود تحریک سے نہیں نکلے ہیں۔ انہیں مجبور کیا گیا ہے کہ وہ تحریک سے برات کر گئے، چنانچہ بعد ازاں خالد محسود گروپ نے مولانا فضل اللہ صاحب کو ثالثی کی اجازت دی انہوں نے اپنی محنت شروع کی جب باقاعدہ خالد گروپ سے پہلی مجلس منعقد ہوئی تو اس وقت خالد گروپ نے یہ شرائط سامنے پیش کئے (1) کہ جو بھی فیصلہ کرنا ہو گا وہ خبرواک سے ہو گا(2) شہریار گروپ کو اجتماعی طور پر فریق کی حیثیت باعتبار نظم نہیں دی جائیگی بلکہ فریق افراد کے لحاظ سے شمار ہو گی(3) شہریار ہمارا فریق نہیں وہ لشکری ہے وہ اس میں شامل نہیں ہو گا

یہ اجلاس 30 شعبان المعظم 1435ھ بمطابق جولائی 2014ء کو منعقد ہوا، جبکہ دوسرا اجلاس رمضان المبارک کے ابتدائی عشرہ میں منعقد ہوا جسمیں افطاری خالد محسود نے تیار کی تھی اسمیں وہ تمام قیدی جو خالد گروپ کے پاس تھے وہ بطور خیر سگالی مولانا فضل اللہ صاحب کے حوالے کئے گئیں۔ اور باقاعدہ فریقین میں فائر بندی ہوئی رمضا المبارک میں مولانا فضل اللہ صاحب نے یہ محنت جاری رکھی اور بالاخر عید الفطر کے بعد اگست 2014 بمطابق 6 شوال 1435ء کو فریقین میں مندرجہ ذیل فیصلہ مولانا فضل اللہ صاحب نے کیا جس میں حکیم اللہ گروپ کے افراد محسود نظم میں شامل کئے اور انہیں کوئی انفرادی حیثیت نہیں دی اور شہریار کے بارے میں فیصلہ صادر کیا کہ شہریار حلقہ محسود میں مداخلت نہیں کرے گا بلکہ وہ تحریک میں ہمارے ساتھ ہو گا اور اپنے ساتھ کنٹرلے گئے فیصلے کی اصل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد: ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔

تحریک طالبان پاکستان جو اس خطے میں طاغوتی نظام کے خاتمے اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے مجتمع مسلمانوں سے عبارت ہے، ولاء وبراء کے مبارک عقیدے کے مطابق تمام مسلمانوں اور خصوصاً خلافت اسلامیہ کے قیام کے لئے جدوجہد کرنے اور ہر باطل کے خلاف لڑنے والے مسلمانوں سے دوستی اور اخوت پر یقین رکھتی ہے، اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ تحریک کی اپنی صف منظم اور مجتمع ہو اور یہ صف بنیان مرصوص کا مصداق ہو اس لئے کہ اتفاق برکت ہے اور فرقت عذاب ہے۔ آج پورا عالم کفر اور خصوصاً پاکستانی شیطانی نیٹ ورک آئی ایس آئی کی مکمل توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ تحریک کی وحدت کو توڑ کر اس کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرے۔

تحریک طالبان پاکستان نے اس صف کو مجتمع کرنے کی خاطر اور دشمن کی چالبازیوں اور مکاریوں سے بچنے کے لئے امیر محترم حکیم اللہ محسود شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد ایک عرصہ سے اپنی پوری توجہ اس صف کی وحدت اور مسلمانوں کے درمیان ہم آہنگی لانے پر دی ہے، معمولی نوع کے اختلافات جورائے اور ترجیحات کی بنیاد پر آج تحریک کے تمام حلقوں میں موجود ہے اس کو ختم کرنا تحریک کی قیادت کا اولین ہدف ہے۔

حلقہ محسود جس کو تحریک طالبان پاکستان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے اور ان کے درمیان اختلافات عرصہ دراز سے جاری ہے جس نے تحریک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے، جس کا حل ہر وقت تحریک کے قیادت کے سامنے ایک عظیم چیلنج رہا ہے، اور بار ہا حل ہونے کے بعد بھی آج تک یہ موضوع حل نہیں ہوا ہے، اسی مرتبہ تحریک طالبان پاکستان کے عمومی مسئول اور خادم ہونے کے حیثیت سے میں (امیر محترم مولوی فضل اللہ صاحب) نے از خود اس مسئلے کا نوٹس لیا اور ارادہ کیا کہ اس مسئلے کو ٹھوس بنیادوں پر حل کیا جاوے۔

بالآخر اس مسئلے کے پائیدار حل کا فارمولا مشترکہ نظم تشکیل دینے میں نظر آیا تو اللہ تعالی پر توکل کر کے مندرجہ ذیل شکل میں اس نظم کو تشکیل دیا، دونوں طرفین کو تحریک طالبان پاکستان کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے اختلافات کو چھوڑنے اور خونِ مسلم کو بند کرنے کی خاطر اس نظم پر راضی اور اس میں شامل ہونے کی بتاکید امر کرتا ہوں، کہ جو بھی ساتھی جس نے اپنا گھر بار اسلامی نظام کے قیام اور طاغوتی نظام کے خاتمے کے لئے چھوڑا ہے وہ اختلافات کو بھلا کر اس نظم کا حصہ بن جائے اور اس خطرناک معاملے (خون ناحق بہنے) میں کسی طرح کا حصہ دار نہ بنے۔ بصورتِ دیگر جو بھی تحریک کے ذمہ دار کے امر اور تحریک کے عمومی پالیسی کے لئے تیار نہ ہو وہ کسی صورت تحریک کا حصہ نہیں بن سکتا اور آج کے بعد تحریک میں کسی قسم کے اختلافات لانے والے کے خلاف کاروائی کا حق، تحریک طالبان پاکستان کے پاس محفوظ ہے۔

طریقہ کار: میں (امیر محترم مولوی فضل اللہ صاحب حفظہ اللہ) نے طرفین سے نظم کے نقشے اور اس نظم میں کام کرنے والے ساتھیوں کے نام طلب کئے، اس کے بعد تمام شعبہ جات کا باریکی سے جائزہ لیا، اس کے بعد دونوں نظموں کو ایک کر کے ایک مشترکہ نظم بنایا اور تمام شعبوں میں اپنی معلومات کی حد تک صلاحیت اور زیادہ تر وحدت کی خاطر ساتھیوں کے نام دیے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

مشترکہ بنائے گئے نظم کا ڈھانچہ

تحریک طالبان پاکستان حلقہ ~~محسود کا مرکزی~~ امیر خالد سجنا ہو گا اور حلقہ محسود کا مرکزی شوریٰ حلقہ محسود کے مرکزی امیر کا نائب ہو گا۔

مرکزی شوری حلقہ محسود: ۱۔ مفتی نور ولی ۲۔ مولوی عظمت اللہ ۳۔ گل جنت خان ۴۔ اعظم طارق ۵۔ مولوی اسلم ۶۔ جہاد یار ۷۔ حافظ حق نواز ۸۔ عبد اللہ شاہ ۹۔ شمیم ۱۰۔ مولوی مدنی ۱۱۔ مولوی ابوزکوان ۱۲۔ مفتی نعمت اللہ ۱۳۔ مفتی طارق ۱۴۔ مولوی عبدالحمید ۱۵۔ مولوی خاطر

شوری عمومی حلقہ محسود: ۱۔ ۲۲ حلقہ جات کے امراء حضرات ۲۔ مفتی طارق ۳۔ مولوی رفیع الدین ۴۔ فاتح صاحب ۵۔ ابراہیم ۶۔ حاجی محمد حسین ۷۔ حاجی خالد ۸۔ مولوی ذاکر ۹۔ مولوی ضیاء الدین ۱۰۔ مولوی نور اللہ صاحب ۱۱۔ مولوی ابدالی صاحب ۱۲۔ مولوی خیر خواہ ۱۳۔ مولوی خاطر ۱۴۔ خادم ۱۵۔ عادل خان ۱۶۔ اسماعیل خان ۱۷۔ گل زادہ حاجی ۱۸۔ عاجز بدر ۲۰۔ اعجاز خان۔

دار القضاء: ۱۔ مولوی طارق صاحب ۲۔ مولوی عبد اللہ صاحب ۳۔ مولوی شیر عالم صاحب ۴۔ مولوی ابوذکوان عرفان صاحب ۵۔ مولوی محمد امیر صاحب ۶۔ مفتی نعمت اللہ صاحب ۷۔ مفتی عبدالرحمن صاحب ۸۔ مولوی ثاقب صاحب ۹۔ مفتی صدیق صاحب ۱۰۔ مولوی شیر افغان صاحب۔

ادارہ امر بالمعروف: مولوی رفیع الدین صاحب ۲۔ مولوی ابوبکر صاحب ۳۔ مولوی مصباح الدین صاحب ۴۔ حاجی گل سوپ خان صاحب ۵۔ پیر عبد اللہ صاحب ۶۔ افغان صاحب ۷۔ عبدالمنان صاحب۔

شعبہ عسکری: فاتح صاحب ۲۔ مولوی حق یار ۳۔ مولوی نصر اللہ صاحب ۴۔ مولوی مدنی صاحب ۵۔ مولوی اخلاص یار صاحب ۶۔ ذبیح اللہ صاحب ۷۔ خطاب صاحب ۸۔ شمیم ۹۔ جگری ۱۰۔ ابوناصر ۱۱۔ انور شاہ ثمین اللہ خاوری ۱۲۔ حضرت اللہ ۱۳۔ مخلص یار صاحب ۱۴۔ مخلص ۱۵۔ حافظ حق نواز صاحب ۱۶۔ اچانک صاحب ۱۷۔ شاہین صاحب ۱۸۔ ایوبی مکین ۱۹۔ سیلاب خان محسود صاحب ۲۰۔ جہاد یار جنتہ۔

شعبہ اسیران: ابراہیم صاحب ۲۔ صدیق صاحب ۳۔ قاری حکمتیار۔

شعبہ اقتصاد: حاجی محمد حسین ۲۔ عبداللہ بہار ۳۔ محمود ماما ۴۔ شیر عالم صاحب ۵۔ ڈاکٹر صاحب ۷۔ امیر نواز صاحب ۸۔ قاری نظام صاحب ۹۔ منور خان ۱۰۔ چوہدری ۱۱۔ عمری۔

شعبہ اسلحہ ایمونیشن: حاجی خالد صاحب ۲۔ قاری یعقوب ۳۔ عمر خان ۴۔ طوفان صاحب ۵۔ صادق یار ۶۔ نور جانان۔

شعبہ احتساب: ذاکر صاحب بدر ۲۔ البتار ۳۔ مولوی شاکر صاحب

شعبہ یتامیٰ: مولوی ضیاء الدین صاحب ۲۔ مولوی ابویحیی ۳۔ غالب صاحب

شعبہ صحت: مولوی نور اللہ صاحب ۲۔ لالا ۳۔ عصمت اللہ صاحب ۴۔ قاری صاحب

شعبہ دعوت وارشاد: مولوی ابدالی صاحب ۲۔ قاری یار محمد صاحب ۳۔ مولوی صدام صاحب

شعبہ نشر واشاعت: مولوی خیر خواہ صاحب ۲۔ حافظ فضل اکبر صاحب ۳۔ مسئول خان صاحب ۴۔ علی استاد ۵۔ ہارون ۶۔ طاہر خان

شعبہ ارتباط: مولوی خاطر صاحب ۲۔ گلاب خان ۳۔ امین ۴۔ عبد الرحمن لالا ۵۔ نصیب اللہ ۵۔ حمزہ ۶۔ آصف خان ۷۔ عمر خان ڈیلہ۔

شعبہ تقسیم راشن: خادم ۲۔ ذبیح اللہ ۳۔ ماما ۴۔ بادشاہ ۵۔ مولوی شاکر صاحب ۶۔ عابد ۷۔ عظیم اللہ ۸۔ سفیر خان ۹۔ بہادر خان

شہداء کا مسئلہ آج سے تحریک طالبان پاکستان کے سیاسی شوریٰ کے حوالے کیا گیا اور سیاسی شوریٰ کو یہ امر ہے کہ اس مسئلے کو دو ہفتوں کے اندر اندر حل کریگا۔

مقتولین کے ورثاء کو شریعت محمدی ﷺ کے موافق دیت ادا کرنا ہوگی۔

آج ہم اس مجلس میں اعلان کرتے ہیں کہ تمام مسائل شریعت محمدی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے روشنی میں حل ہوں گے۔

نوٹ: حلقہ محسود کے نظم میں شعبہ مصلحین جو دار القضاء سے الگ حلقہ محسود کے مسلمانوں کے درمیان صلح کے لئے کمیشن تشکیل دی گئی تھی فقہاء کے عبارات کے روشنی میں ہم اس شعبے کو آج سے کالعدم بلکہ معدوم اعلان کرتے ہیں اور تمام حلقہ جات کو یہ امر کرتے ہیں کہ شعبہ مصلحین جدھر بھی جس نظم میں موجود ہو آج سے ختم کیا جائے اور صلح اور فیصلے دونوں کا کام شرعی دار القضاء بینچ جو مرکزی دار القضاء کے نیچے اور اس کی نگرانی میں ہوگا اس کا کام ہوگا وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ ختم شد۔

دستخط اراکین شوریٰ مرکزی تحریک طالبان پاکستان [illegible signatures]

فیصلہ سنانے کے بعد فریقن ایک دوسرے کے مراکز گئے۔اور ایک دوسرے کی مہمانوازی کی اور یوں ایک خوشگوار فضاء قائم ہوئی لیکن اس موقعہ پر بھی کئی افراد نے سرکشی اختیار کی جن میں تورہ شپہ ،گل جنت خان وغیرہ شامل تھے لیکن بعد میں دوسری بڑی دعوت جولواڑہ میں خالد محسود نے کی اس میں شامل ہوئے اور توراشپہ باقاعدہ لدھامرکز گیا اور شمیم ذاکر سے ملے۔(ان دنوں انتقامی مارا گیا کیونکہ انہوں نے غالباً مارچ 2014 کے ابتداء میں حلقہ محسود سے مربوط قاری منصور اور انکے بھائی کو گھر سے بلا کر انہیں گولیوں سے بونڈ ڈالا تھا۔ جس پر تحریک والوں نے معافی تک بھی نہیں مانگی تھی۔لیکن اب تحریک والوں کو انتقامی کے قتل پر شدید غصہ آیا۔اور انہوں نے آصف چھٹو کے گھر کا محاصرہ کیا۔جب محسود طالبان کو پتہ چلا تو انہوں نے تحریک والوں کا محاصرہ کیا۔اللہ تعالی کا فضل تھا کہ فریقین میں گولی نہ چلی اسی اثناء میں خالد محسود موقعہ پر آپہنچے اور مولانا فضل اللہ سے یہ بات کی کہ ہم انتقامی کے مسئلے کو شریعت کے تحت حل کرنے کیلئے تیار ہیں۔یوں آپ کے آنے کی وجہ سے یہ مسئلہ ٹھنڈا ہوا۔کچھ دنوں بعد اس مسئلے کے حل کیلئے امارت اسلامی کے قضاۃ مقرر ہوئے اور یہ فیصلہ کیا۔

انتقامی کا ... [illegible]

حل مولانا قاضی محمد امیر ... [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوال ۱۴۳۵ھ د شمالی وزیرستان د لواړه په سیمه

کښې د تحریک طالبان پاکستان د بندو چې غړو د سیمول [illegible]

ندیم عباس انتقامی رحمه الله د قتل واقعه مخې ته راغله

د واقعې د تحقیق لپاره د تحریک طالبان پاکستان او تحریک

طالبان حلقه محسود له طرفه یوه غیر جانبداره لجنه

جوړه شوه دغه لجنه پدې کسانو باندې مشتمله وه

(۱) قاضی ارشد (۲) مولانا عظمت الله (۳) قاری شعیب دوی ته

دا ذمه داری حواله شوه چې متعین قاضی صاحبان قاضی نور الله

او قاضی ضیاء الرحمن سره به رابطه کوی او هغوی ته د قضیې په حوالې

سره خبر ورکوی. بالآخر د قاضی نور الله صاحب سره رابطه شوه او هغه

په واقعه خبر شوه هغه قضیه واخیسته او [illegible] د مقتول د ورو

سره رابطه اوشوه او هغه قاضی ارشد صاحب وکیل مقرر کړو

لیکن کله چې د قضیې د عملی روانیدو فیصله اوشوه او وکیل

قاضی ارشد صاحب د ورثه وو د حاضریدو لپاره د هغوی سره

رابطه وکړه نو د کافی انتظار نه پس ورثه حاضر نشو البته

د مدعا علیه آصف چهولټ (۱) حاجی مصطفی (۲) شیر علی (۳) محمود (۴) ترابی (۵) عمری (۶)

او کبیری (۷) وکیل په توګه [illegible] حاضر شو

نو لهذا قضیه د ورثه د حضور نه پورې موقوف شوه

ګواهان

محمد اسرار عفا الله

(۱) محمد شعیب الباجوړی

(۲) صلاح الدین

یہ سلسلہ چلتا رہا اور خالد محسود نے انکے ضروریات پوری کرنے کی حتی الوسع کوشش کی، کئی کروڑ لاگت ان پر خرچ کی لیکن یہ سلسلہ جب 2015 میں داخل ہوا تو ان لوگوں نے پھر کچھ غلطیاں شروع کئے خالد محسود انکی اصلاح کی کوششوں میں مصروف تھے اسی اثناء میں گل

جنت خان عرف زابل اور توراشپہ نے افغان حکومت سے رابطے قائم کئے اور پاکستان سے رابطے کرتے رہے چنانچہ خالد محسود نے مولانا نور سید کے گھر تنگئی برمل میں انکی دعوت کی اور انہیں باقاعدہ سمجھایا کہ آپ حضرات کے تمام حالات سے ہم باخبر ہیں دوبارہ فتنہ بھرپانہ کر نا، دودن مسلسل ان سے ملاقات جاری رکھی انہوں نے وفاداری کا دوبارہ عہد کیا، لیکن مجلس ختم ہونے کے بعد اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا چنانچہ ان لوگوں نے دوبارہ متوازی نظم چلانا شروع کیا اور برمل اولسوالی خصوصاً لمن مرغہ وغیرہ علاقوں میں چوری ڈکیتی شروع کی مقامی طالبان انتظامیہ نے خالد محسود کو بار بار اس کی شکایت کی خالد محسود نے انکی فہمائش کی بڑی کوشش کی لیکن یہ لوگ انکار کرتے رہے ۔ کیونکہ جب مولانا فضل اللہ صاحب نے فریقین کے درمیان صلح کی تو اسکے بعد خالد محسود کو تحریک طالبان میں شمولیت کی دعوت دی لیکن انہوں نے ان سے میعاد (ٹائم) مانگی چنانچہ اپریل 2015 میں مولانا فضل اللہ صاحب کا وفد دوبارہ شمالی وزیرستان لواڑہ حاضر ہوا۔ جس نے تحریک طالبان میں شمولیت کی دعوت دی لیکن حلقہ محسود کے مرکزی شوری نے انہیں 2 تجاویز دیئے (1) کہ ہم پاکستان کی سطح پر اتحاد کیلئے تیار ہیں (2) اگر خواہ مخواہ ہمیں تحریک میں شامل کرنے کی آپ کو خواہش ہے تو مولانا فضل اللہ صاحب نے ہمارے درمیان صلح کے وقت جو تجویز پیش کی تھی کہ میں تحریک کی امارت محسود مجاہدین کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہو اگر تحریک والے اور مولانا فضل اللہ صاحب اس قول پر اب تک کاربند ہیں تو ہم حلقہ محسود تحریک کی قیادت سنبھالنے کیلئے تیار ہیں ورنہ تیسری صورت میں ہم صرف تحریک میں شمولیت کے لیے تیار نہیں ہے ۔ کیونکہ تحریک میں وہی خامیاں موجود ہیں جس کی وجہ سے ہم تحریک سے اعلان برات کر گئے۔ یہ وفد بمشکل ایک سال بعد مولوی فضل اللہ صاحب کی جانب سے وہ خط بھی لایا ، جن میں انہوں نے صرف کاغذ کی حد تک یہ لکھا تھا کہ تحریک طالبان حلقہ محسود کے نظم میں مداخلت نہیں کرے گا اور کسی دوسرے متوازی نظم کا ساتھ نہیں دے گا کیونکہ انہوں نے فریقین کے درمیان صلح کے وقت یہ اقرار کیا تھا، مگر اسی دوران تحریک کے بعض عناصر نے حلقہ محسود کے نظم میں مداخلت جاری رکھی اور شہریار گروپ سے تعاون بھی جاری رکھا، مگر ایک سال کے دوران کاغذ کی حد تک عہد پوار کیا۔ جسکی اصل یہ ہے۔

مولانا فضل اللہ صاحب کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد!

د حلقہ محسود د بارہ چہ ستاسو موجودگئ رہبری شوری

کبنی کوم نظم اعلان کړے شوے وو، چہ امیر بہ

محترم خالد محسود صاحب وی، دغہ نظم ستا د طرفہ

ہم تائید کړے شوے وو او دس ہم دے

او ہیڅ قسم متوازی نظم بہ حلقہ محسود کبنی

نشی جوړولے۔

طالب حق فضل اللہ خراسانی۔

۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۶

یہ وفد واپس مولوی فضل اللہ صاحب کے پاس گیا۔ جبکہ ساتھ ساتھ درپردہ شہریار گروپ کی پشت پناہی بھی کرتے رہے، پکتیکا برمل اولسوالی میں اس گروپ نے چوری، ڈکیتی اور غنڈہ گردی کا بازار گرم رکھا تھا اور ساتھ ساتھ داعش کی طرف دعوت بھی دیتے رہے اس گروپ کے ان کاروائیوں کی وجہ سے امارت اسلامی کے ذمہ دار خالد محسود سے گلے شکوے کرتے رہے، چنانچہ خالد محسود اور اسکے شوری نے ایک فیصلہ کن اجلاس اکتوبر 2015 میں بلایا جسمیں حکیم اللہ گروپ المعروف شہریار گروپ کو تمام تر خلاف ورزیوں سے آگاہ کیا اور اسکی وجہ سے جو مشکلات حلقہ محسود کی نظم کو پیش آرہی تھیں ان سے بھی انہیں آگاہ کیا اور انہیں واضح الفاظ میں آخری وعظ و نصیحت کی اور بالاخر انہیں دس دن مہلت دی کہ جو کوئی حلقہ محسود کی نظم میں شامل ہو کر جہاد کرنا چاہے تو وہ دس دن کے اندر اندر ہمیں جواب دے اور جو شمولیت نہ چاہے تو اس سے ہم بری ہے آئندہ کیلئے ہم اس سے دفاع نہیں کرسکتے، چنانچہ اس موقع پر عادل حلقہ درہ اور انکے ساتھیوں نے اور محمود ماما نیک بات عرف البتار اور محمد آمین، دلاور، اعجاز حلقہ سپین کئی رغزائی نے کھلم کھلا اس اجلاس میں اعلان کیا کہ آئندہ کیلئے ہم حلقہ محسود کے نظم میں رہیں گے، جبکہ بقایا لوگوں سے دس دن گذرنے کے بعد بھی جواب نہ ملا ۔ بلکہ امارت اسلامی کے خوف سے ادھر اُدھر بھاگنا شروع کیا کیونکہ ان لوگوں کے ناطے داعش سے بھی تھے، اور اسی اثناء میں ان لوگوں نے اجلاس کیا اور اس میں وہ دو دھڑوں میں تقسیم ہوئے اور فیصلہ یہ کیا کہ بعض پاکستانی حکومت سے مذاکرات کرکے تسلیم ہوں گے اور بعض افغان حکومت سے جاملیں گے۔ یہی بگدھڑ ان میں جاری تھی کہ تحریک طالبان کا وفد استاذ ذاکر سواتی کی سربراہی میں برمل لمن پہنچا اور انہوں طالبان اولسوال مولوی عصمت اللہ فاروق سے ملاقات کی اور انہیں کہا کہ حکیم اللہ محسود گروپ کے نام سے لوگ تحریک کے لوگ ہیں ان سے اچھا سلوک کرنا چنانچہ اب سرعام تحریک طالبان نے دوبارہ انکا ساتھ دیا باجود کہ انکے تمام تر غلطیوں سے واقف ہوتے ہوئے اپنی صف ان سے مضبوط کرنا چاہا، اب ان لوگوں نے باقاعدہ اپنے پروگرام پر توجہ دی اور اس گروپ نے باقاعدہ برمل میں پاکستان سے مذاکرات کے نام پر محسود قبیلہ اور وزیر قبیلہ ایتمان زائی میں دعوت شروع کی کہ ہم نے پاکستان سے خلیفہ سراج الدین حقانی کے زیر قیادت کامیاب مذاکرات شروع کئے ہیں۔

کئی محسود ملکان ڈی آئی خان اور انگور آڈہ اس سلسلہ میں جاتے رہے۔ یہ لوگ حکیم اللہ محسود کے دور سے یہ پراپیگنڈہ کرتے تھے کہ خالد محسود کے ساتھ مربوط لوگ آئی ایس آئی کے لوگ ہے لیکن انہوں نے خود کو ظاہر کرنا شروع کیا کہ دراصل وہ خود آئی ایس آئی کے ایجنٹ نکلے، کیونکہ مارچ 2016 میں اچانک میڈیاء پر اعلان ہوا کہ حکیم اللہ محسود گروپ کے 15 اہلکار عبدالوحید عرف جگری گیگا خیل کے سربراہی میں ڈیرا اسمعیل پہنچے اور سرنڈر ہوئے، چنانچہ روزمرہ کے حساب سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور روز کوئی نا کوئی حکومت پاکستان کو تسلیم ہوتا رہا۔ ان دنوں گل جنت خان عرف زابل نے بھی میڈیاء پر امارت اسلامی افغانستان سے مربوط ہونے کا اعلان کیا اور اس کے بعد با قاعدہ منظم دعوت شروع کی۔ (ان دنوں پھر تحریک طالبان کا وفد قاری شعیب کی سربراہی میں برمل آپہنچا۔ اور انہوں نے خالد محسود گروپ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی چنانچہ ملاقات کے دوران اپریل 2015 والی اجلاس کا جواب تقریباً 11 ماہ بعد یوں دیا۔ کہ جولائی 2014 میں مولانا فضل اللہ صاحب نے جو پیشکش آپ لوگوں کو کی تھی **(کہ وہ اپنی امارت حلقہ محسود کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہے اگر حلقہ محسود تحریک میں شمولیت کیلئے تیار ہو جائے)** اس وقت حلقہ محسود والے تیار نہ ہوئے لہذا اب حلقہ محسود ہم سے یہ مطالبہ نہ کرے۔ البتہ ہم تحریک والے اس کیلئے تیار ہیں کہ ہم سب ملکر از سرنو تحریک طالبان کو منظم کرے کافی لمبی بحث مباحثے کے بعد شوری مجاہدین محسود نے یہ جواب دیا کہ آپ تحریک والے آج تک شہریار گروپ کی پشت پناہی کرتے ہو حالانکہ وہ پاکستانی فوج کو تسلیم ہوئے ہیں اور باقی بچے کچے بھی تسلیم ہونے والے ہیں۔ لہذا جہاد پاکستان کو آگے بڑھانے کی خاطر ہم حلقہ محسود ایک اتحاد قائم کرنے کیلئے تیار ہیں (2) ہم ایک وفد تحریک کی پڑتال کیلئے بھیجیں گے (3) آپ تحریک والے ہمیں شہریار گروپ کے بارے میں تحریک کی واضح پالیسی سے ہمیں مطلع کریں۔)

چنانچہ مجاہدین حلقہ محسود جو خالد محسود گروپ سے جانے جاتے تھے، انہوں نے ان لوگوں کو منع کیا کہ پاکستان اسلام دشمن ہے ان کے صف میں شامل ہونا مجاہدین کو جنگ کی دعوت دینا ہے اور پاکستانی فوج کو سرنڈر ہونے کو مذاکرات کا نام دینا مجاہدین کی تاریخ مجروح کرنا ہے۔ لیکن وہ چونکہ خفیہ اداروں کے اہلکار تھے اسلیے یہ بات ان پر اثر کیسے کر سکتی تھی۔

لہذا بالاخر شوری محسود مجاہدین نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ جو لوگ سرعام پاکستانی فوج کو سرنڈر ہونے کی دعوت چلائے انہیں ٹارگٹ کیا جائے گا۔ اس لیے پہلے پہل شہریار گروپ یا حکیم اللہ محسود گروپ کے بڑے سرغنہ گل جنت خان عرف زابل حلقہ مکین کو اپنے باڈی گارڈ نور عالم کے سمیت برمل لمن کے بھرے بازار میں 25 اپریل 2016 کو گولیاں مار کر ہلاک کیا۔ شہریار گروپ یا حکیم اللہ محسود گروپ نے اسی رات ان دونوں کی لاشیں براستہ رخہ خواجہ خدرغر انگور آڈہ وانہ خیسورہ مکین پہنچائے اور انہیں فوج کے نگرانی میں اپنے آبائی قبرستانوں میں سپرد خاک کئے، حکیم اللہ گروپ نے بھی دھمکیاں شروع کیں کہ ہم ان دونوں افراد کا انتقام لیں گے، چنانچہ دونوں گروپوں میں چپقلش زیادہ ہوئی اِن دنوں 15 سے 20 افراد پر مشتمل دستہ براستہ خوست پاکستان داخل ہونے کے لیے برمل لمن کے علاقے سے روانہ ہوا، خالد محسود گروپ کو اطلاع ملی کہ اس دستے میں شہریار اور تورہ شپہ بھی موجود ہیں، چنانچہ شمالی وزیرستان کے ڈیورنڈ لائن لواڑہ کے قریب افغانستان پکتیکا کے علاقے ڈنگر الگڈ میں 31 اپریل 2016 کو ان پر حملہ ہوا جن میں 14 افراد ہلاک ہوئے لیکن بدقسمتی سے ان میں شہریار اور تورہ شپہ موجود نہ تھے، یوں ان میں تین بے گناہ افراد جن میں ایک مسمیٰ معاذ مجموعہ ہلال لال مسجد سے منسلک تھا جبکہ دو افراد کا تعلق وزیر قوم سے تھا جن میں ایک کا نام شاکیم تھا جبکہ دوسرے کا نام حافظ تھا، ان تینوں کا ان سے تعلق نہیں تھا لیکن چونکہ انہوں نے خوست جانا تھا وہ اسوجہ سے ان کے ساتھ شامل ہوئے، بقایا دس افراد کا تعلق حکیم اللہ محسود گروپ شہریار گروپ سے تھا

جنکے نام یہ ہے:۔ (1) عثمان ولد موسم (2) معاویہ (3) سمران برکی (4) اسدین ولد بشیر خان (5) شیر افغان (6) مابولیل (7) خطاب (8) مودین (9) احمد داوڑ (10) ٹن بابا (11) معاذ (12) شاکیم وزیر (13) حافظ وزیر۔

اس حملے سے علاقے میں ہل چل مچ گئی اور شہریار گروپ بے چینی کا شکار ہوا۔ اور اپنے گھروں اور مرکزوں میں محصور ہوئے اور رات کے اندھیرے میں یہ سب لوگ برمل کے علاقے اوزبرائگی میں جمع ہوئے اور وہاں سے لوانگین طوری خیل جو ضرب عضب آپریشن کے دوران طالبان سے منحرف ہوکر فوج سے جاملے تھے رابطہ کرکے سب کے سب 3 مئی 2016 کو براستہ ظویئے پیدل سفر کرکے خواجہ خدر غر پر پاکستانی فوج کے ڈیورنڈلائن کے پوسٹوں کو پہنچے اور وہاں پر پاکستانی فوج کو سرنڈر ہوکر اسلحہ جمع کیا، جبکہ اس گروپ کا دوسرا حصہ انکے پالیسی کے مطابق افغان حکومت سے جاملا جو تاحال 9مارچ 2017 خوست، ورگین، سروبی میں مقیم ہے افغان حکومت کے ناقص انٹیلی جنس اداروں کو اب تک پتہ نہیں کہ یہ لوگ پاکستانی اداروں کے لوگ ہے جو ایک منصوبے کے تحت افغان حکومت سے جاملے ہیں۔

جب یہ اطلاع تحریک طالبان پاکستان تک جاپہنچی تو وہ بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے حلقہ محسود پر الزامات کے انبار جمع کرنا شروع کئے اور اسکو تحریری شکل دی۔ انہی دنوں میں مولانا نور سید صاحب کی قیادت میں حلقہ محسود نے وفد تیار کی تاکہ وہ مجموعہ ہلال سے وابستہ معاذ نامی شہید مجاہد کے بارے میں تحریک والوں سے بات کریں اور انہیں اس بات پر اطمینان دیدے کہ اگر تحریک والوں کے حلقہ محسود سے کوئی گلہ شکوہ ہو تو مجاہدین حلقہ محسود ایک ثالث یعنی امارت اسلامی کے امراء کے تحت فیصلے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن جب اس بارے میں تحریک طالبان سے رابطہ کیا۔ تو انہوں نے بواسطہ قاری شعیب یہ جواب دیا کہ فی الحال وفد ہمارے ہاں نہ آئے ہم نے ایکیس صفحات پر مشتمل خط لکھا ہے۔ وہ جلد ہی آپ لوگوں کو ملے گا جب وہ آپ تسلی سے پڑھ لے تو بعد ازاں وفد بھیجدے۔ چنانچہ حلقہ محسود کا وفد لوگر سے واپس ہوا کچھ ہی دنوں بعد خط آپہنچا۔ جب پڑھا گیا تو اس میں بیسیوں گلے شکوے لکھے گئے تھے۔ اور بیسیوں غلطیوں کی نسبت حلقہ محسود کی طرف کی گئی تھی۔ اور ساتھ ساتھ دھیمی الفاظ میں کچھ دھمکیاں بھی دیئے تھے۔ اور ساتھ ہی احسانات بھی جتلائے تھے۔ خط کے آخر میں یہ وضاحت بھی کی تھی کہ حلقہ محسود اگرچہ پہلے سے ہی تحریک طالبان سے لاتعلقی کا اظہار کرچکے ہے جو تاحال برقرار ہے۔ البتہ شہریار فرد واحد کی حیثیت سے تحریک میں شامل تھا تاکہ اس دوران اسکی نگرانی اور انکی تفتیش کی جائے۔ لہذا اسکی رکنیت بھی انکی غلطیوں کی بنیاد پر ختم کی گئی۔ لہذا آج یکم شعبان 1437 ھ سے شہریار اور انکی طرف منسوب گروپ کا تحریک طالبان پاکستان سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ حلقہ محسود میں تحریک کا کوئی نظم ہے بطور وضاحت یہ بات ہم دوبارہ لکھتے ہیں کہ ہم طرفین سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں اور فی الحال اس موضوع کو چھٹی دیتے ہیں۔ اس کے بعد فریقین کیلئے دعائیں لکھی ہیں اور آخر میں یہ لکھا ہے۔ البتہ تحریک طالبان، پاکستان میں جہاد کی ایک نمائندہ جماعت ہے۔ جو کوئی بھی اس طاغوتی نظام کے خلاف تحریک کی صف میں اہل سنت والجماعت کی منہج اور شرعی لائحہ عمل کے تحت جہاد کرنا چاہے تو ان کیلئے دروازہ کھلا ہے بشرطیکہ تحریک کی شرعی پالیسی کی اطاعت کرے اور تحریک کا پلیٹ فارم کسی فتنے کیلئے استعمال نہ کرے۔ حلقہ محسود کے شوری نے اس خط کا مختصر جواب لکھا۔ اور ساتھ ایک وفد تیار کیا، اس خط کا خلاصہ یہ ہے، کہ مجموعہ ہلال کا مجاہد مسمی معاذ شہید چونکہ گاڑی میں شہریار گروپ کے بندوں کیساتھ سفر کررہا تھا ہمیں انکا علم نہ تھا۔ لہذا اس بارے میں ہم شرعی قضاء کے تحت جوابدہ ہیں۔ اور خط میں بیسیوں گلے شکوؤں۔ اور بیسیوں غلطیوں کی نسبت جو حلقہ محسود کی طرف کی گئی ہیں۔ اس کا جواب دینے کیلئے ہم امارت اسلامی افغانستان کے تحت تیار ہیں لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے بہت ٹائم لگا۔

تحریک طالبان دوبارہ کامیابی کی راہ پر گامزن

اسی اثناء اکتوبر 2016 میں حلقہ محسود کے شوری نے فیصلہ کیا کہ جہاد پاکستان کمزور ہو رہا ہے، لہذا مجاہدین کو متفق کرنے کیلئے ایک منظم کوشش کی ضرورت ہے چنانچہ پہل مجاہدین شمالی وزیرستان سے کیا اور اسکے مشران سے بات کہی گئی بالاخر 25 نومبر 2016 کو حافظ گل بہادر اور انکے شوری سے ایک کامیاب اجلاس ہوا۔ اجلاس میں حلقہ محسود کی جانب سے حافظ گل بہادر کو پیش کش کی گئی کہ آپ ہمارے آمیر ہم مامور صحیح اگر یہ تجویز نامنظور تو ہم آمیر اور آپ مامور لیکن حافظ صاحب نے یہ دونوں تجویز مسترد کئے اور اتحاد پر زور دیا۔ بالاخر تین باتوں پر موافقت ہوئی (1) افغانستان میں ہر پیش آنے والی مشکل کا متفقہ مقابلہ کریں گے چاہے جس کسی کی جانب سے ہو۔ (2) جہاد پاکستان کے حوالے سے تمام تر عسکری کاروائیاں مشترکہ ہونگے اور ایک دوسرے سے ہر ممکن تعاون کریں گے (3) اتحاد بین الفریقین کے بارے قواعد اور ضوابط اور اعلان کیلئے 25 دسمبر 2016 کی تاریخ مقرر کی گئی۔ لیکن بد قسمتی سے حافظ گل بہادر نے تاریخ مقررہ سے چند دن پہلے اطلاع کیا کہ ہم فی الحال تیار نہیں ہیں اگر آپ لوگوں نے آگے کسی سے بات کرنی ہو تو اجازت ہے ان سے ایسے اصول کے تحت شمولیت کر لینا کہ اگر کل ہم آنا چاہے تو ہمارے لیے بھی راستہ کھلا ہو۔ چنانچہ یوں یہ اتحاد ایک مہینے کے اندر اندر اتحاد المجاہدین کی طرح حافظ صاحب کی جانب سے ناکام ہوا۔ انہی دنوں میں ایک وفد سابقہ خط کو تحریک والوں تک پہنچانے کیلئے کنڑ روانہ ہوا جب یہ وفد وہاں پہنچا اور تحریک طالبان کے امیر مولانا فضل اللہ صاحب اور تحریک کے مرکزی شوری سے انکی ملاقات ہوئی تو اپنے آنے کی وجہ بتائی اور خط انکے حوالے کیا۔ اس خط کے پڑھنے سے قبل تحریک والوں نے محسود وفد سے کہا کہ ہم نے اپنی سابقہ خط کو کالعدم قرار دیا ہے۔ لہذا حلقہ محسود کے شوری نے جو جواب لکھا ہے اسکے دیکھنے اور سننے کی ضرورت نہیں۔ تحریک والوں کا نہ حلقہ محسود سے گلہ ہے اور نہ شکوہ اور نہ کوئی تنازعہ البتہ تحریک طالبان پاکستان کو منظم کرنا جہاد پاکستان کیلئے ضروری ہے۔ لہذا اس موضوع پر بات ہونی چاہیے۔ حلقہ محسود کے وفد نے اسکا جواب یہ دیا کہ ہماری تشکیل جس مقصد کیلئے ہوئی تھی وہ تو حل ہوا۔ البتہ غیر رسمی طور پر آپ لوگوں کی بات ہم اپنے مشران تک پہنچائینگے۔ کچھ دنوں بعد جب یہ وفد آ پہنچا اور تفصیلی کارگذاری سنائی تو اس پر خالد محسود نے اپنے شوری کا اجلاس بلایا اور یہ تمام کارگذاری انہیں بتادی۔ اس اجلاس میں خالد محسود نے تین باتیں بطور ایجنڈا پیش کئے (1) کہ شمالی وزیرستان کے آمیر گل بہادر نے تو واضح الفاظ میں انکار کیا (2) اب یا خود تنظیم بنانا ہے اور مجاہدین پاکستان کو اس میں شمولیت کی دعوت دینی ہے (3) یا تحریک میں ضم ہونا ہے۔ اگر جہاد پاکستان آگے بڑھانا ہو تو ان دو میں سے ایک کام ضرور کرنا ہے۔ چنانچہ دونوں کے نفع نقصان تولنے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ تحریک طالبان کا وفد بلائینگے ان پر اپنا موقوف پیش کرینگے اگر انہوں نے تسلیم کیا۔ اور تحریک کو از سر نو منظم کرنا پسند کیا اور سابقہ غلطیوں کو نہ دھرانے کا عہد کیا، تو پھر تحریک طالبان پاکستان میں ضم ہونا جہاد پاکستان کی مفاد میں ہے۔ لہذا تحریک والوں کو اطلاع دی گئی کہ وہ ایک بااختیار وفد بھیج دے تاکہ آپ لوگوں نے جو دعوت ہمیں دی تھی اس پر بحث کی جائے۔ چنانچہ 15 یا 20 دن کے اندر اندر تحریک کا وفد آ پہنچا۔ یوں تحریک کے وفد اور حلقہ محسود کے شوری کے درمیان مذاکرات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تین دن تک یہ اجلاس جاری رہا تحریک کا وفد حلقہ محسود کے سوالات کے جوابات دیتے

رہے اور حلقہ محسود کے شوری نے جو موقف ان پر پیش کیا، وہ تحریک کے با اختیار وفد نے تسلیم کیا۔ یوں تین سال بعد حلقہ محسود تحریک طالبا ن میں شامل ہوا۔ جن باتوں پر موافقت فریقین میں ہوئی اسکی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ:۔3/5/1438 بمطابق-31/1/017

تحریک طالبان پاکستان اور تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود کے درمیان موافقت نامہ۔

موقف تحریک طالبان پاکستان:۔(1)امارت اسلامی کی قیادت میں شریعت کی روشنی میں شریعت کی نفاذ کے لیے جِدوجہد کرنا (2) تحریک طالبان پاکستان کے جہاد کی نوعیّت دفاعی ہے

تحریک طالبان پاکستان کے اساسی اصول:۔(1)ہمارے نزدیک جمہوریت کفر ہے البتہ ہم اس میں شریک مذہبی سیاسی جماعتوں کی تکفیر نہیں کرتے ہیں اور ہم نے اسلامی انقلاب کے لیے منہج جہاد و قتال اختیار کیا ہے(2) تحریک کے پلیٹ فارم سے نہ کوئی فرد اور نہ ہی کوئی جماعت مسلکی پرچار کرے گا اور نہ ہی مسلکی تعصب پہلائے گا جو بھی اس کا مرتکب ہوا اس کا شرعی محاکمہ کیا جائے گا(3) تحریک کے پلیٹ فارم سے مذہبی جماعتوں کے کارکنان اور ان کے قائدین کو ٹارگٹ نہیں کیا جائے گا(4) مقنّنہ،عدلیہ اور تمام عسکری ادارے ہمارے اہداف ہیں(5)اہداف میں توسیع اور تحدید رہبری شوری کیساتھ مشاورت سے ہوگی(6)حلقہ کے امیر کے عزل ونصب حلقے کے شوریٰ کے صوابدید پر ہوگا(7)جو گروپ جس حلقے کیساتھ مربوط ہونا چاہے اس کو اختیار ہے، البتہ قرب وجوار میں جو بڑا حلقہ ہو مربوط کرنے والے حلقے کا اس حلقے کیساتھ مشاورت ضروری ہے(8)مرکزی امیر امور عظام اور اصول سازی میں شوریٰ کے ساتھ مشورہ کرنے کا پابندی ہوگا (9) مرکزی امیر براہ راست کسی بھی حلقے میں اس حلقے کے امیر کے صوابدید کے بغیر مداخلت نہیں کرے گا(10) تحریک اور امارت اسلامی کے دشمن کے لیے تحریک کی صفوں میں کوئی گنجائش نہیں ہے(11) تحریک کے اقتصادی ذرائع شریعت کے تحت ہوں گے(12) کسی بھی حکومت کیساتھ رابطہ پر پابندی ہوگی، ہاں بوقت ضرورت امیر اور مرکزی شوریٰ کے صوابدید پر شریعت کی روشنی میں رابطے کی اجازت ہوگی (13) مصالح کی بناء پر کسی بھی جگہ کو تحریک کے مرکز کے لیے منتخب کیا جاسکتا ہے(14) تحریک کے اندر ماورائے عدالت قتل پر پابندی ہوگی۔

تحریک کی جانب سے حلقہ محسود کا اعزاز:۔(1) تحریک طالبان پاکستان میں حلقہ محسود اور حلقہ ملاکنڈ ڈاویژن کی مساوی حیثیت ہوگی (2) تحریک کی طرف سے محترم خالد محسود حفظہ اللہ تحریک کے نائب امیر ہوں گے۔

مخالفین:۔(1) تحریک طالبان پاکستان نے حاجی داؤد کو حلقہ محسود سے فرد واحد کی حیثیت سے لیا تھا، حلقہ محسود کے مطالبہ پر تحریک حاجی داؤد کو امر جاری کرے گا کہ حاجی داؤد واپس اپنے حلقے میں چلا جائے (2) باقی تمام مخالفین کے لیے ان کی نوعیّت کے مطابق رہبری شوریٰ پالیسی مرتب کرے گا۔

بانی تحریک
امیر محترم بیت اللہ مسعود
شہیدؒ

امیر محترم
مولانا ولی الرحمٰن مسعود
شہیدؒ

تحریک طالبان پاکستان حلقہ جنوبی وزیرستان ایجنسی

امیر محترم خالد مسعود

میری زندگی کا مقصد تیری دین کی سرفرازی — میں اسلئے مجاہد ہوں میں اسلئے نمازی

حوالہ ______ تاریخ ~~3/5/1438~~ھ
31/1/017ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک طالبان پاکستان اور تحریک طالبان پاکستان حلقہ مسعود کے درمیان
موافقت نامہ

موقف تحریک طالبان پاکستان

(۱) امارت اسلامی کی قیادت میں شریعت کی روشنی میں شریعت کی نفاذ کے لیئے جدو جہد کرنا۔
(۲) تحریک طالبان پاکستان کے جہاد کی نوعیّت دفاعی ہے۔

تحریک طالبان پاکستان کے اساسی اصول

(۱) ہمارے نزدیک جمہوریت کفر ہے۔ البتہ ہم اس میں شریک مذھبی سیاسی جماعتوں کی تکفیر نہیں کرتے ھیں۔ اور ہم نے اسلامی انقلاب کے لیئے منہج جہاد و قتال اختیار کیا ھے۔
(۲) تحریک کے پلیٹ فارم سے نہ کوئی فرد اور نہ ہی کوئی جماعت مسلکی پرچار کرے گا اور نہ ہی مسلکی تعصب پھیلائے گا، جو بھی اس کا مرتکب ھوا اس کا شرعی محاکمہ کیا جائے گا۔
(۳) تحریک کے پلیٹ فارم سے مذھبی جماعتوں کے کارکنان اور ان کے قائدین کو ٹارگٹ نہیں کیا جائے گا۔
(۴) مقننہ، عدلیہ اور تمام عسکری ادارے ہمارے اھداف ھیں
(۵) ان اھداف میں توسیع اور تحدید رھبری شوریٰ کیساتھ مشاورت سے ھوگی
(۶) حلقہ کے امیر کی عزل و نصب حلقے کے شوریٰ کے صوابدید پہ ھوگا
(۷) جو گروپ جس حلقے کیساتھ مربوط ہونا چاھتا ہے اس کو اختیار ہے البتہ قرب و جوار میں جو بڑا حلقہ ہو، مربوط کرنے والے حلقے کا اس حلقے

محترم خالد مسعود
امیر تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان

کیساتھ مشاورت ضروری ہے۔

(۸) مرکزی امیر امور عظام اور اصول سازی میں شوریٰ کے ساتھ مشورہ کرنے کا پابند ہوگا۔

(۹) مرکزی امیر براہ راست کسی بھی حلقے میں اس حلقے کے امیر کے صوابدید کے بغیر مداخلت نہیں کرے گا۔

(۱۰) تحریک اور امارت کے دشمن کے لیئے تحریک کی صفوں میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۱) تحریک کے اقتصادی ذرائع شریعت کے تحت ہوں گے۔

(۱۲) کسی بھی حکومت کیساتھ رابطہ پر پابندی ہوگی، ہاں بوقت ضرورت امیر اور مرکزی شوریٰ کے صوابدید پر شریعت کی روشنی میں رابطے کی اجازت ہوگی۔

(۱۳) مصالح کی بناء پر کسی بھی جگہ کو تحریک کے مرکز کے لیۓ منتخب کیا جاسکتا ہے۔

(۱۴) تحریک کے اندر ماورائے عدالت قتل پر پابندی ہوگی

حلقہ محسود کی حیثیت

(۱) تحریک طالبان پاکستان میں حلقہ محسود اور حلقہ ملاکنڈ کی مساوی حیثیت ہوگی۔

(۲) تحریک کی طرف سے محترم خالد محسود حفظہ اللہ تحریک کے نائب امیر ہوں گے۔

باسمِ ربّ الشہداء والمجاہدین
امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

بانی تحریک
امیر محترم بیت اللہ مسعود
شہیدؒ

امیر محترم
مولانا ولی الرحمٰن مسعود
شہیدؒ

تحریک طالبان پاکستان حلقہ جنوبی وزیرستان ایجنسی

امیر محترم خالد مسعود

میری زندگی کا مقصد تیری دین کی سرفرازی — میں اسلیئے مجاہد ہوں میں اسلیئے نمازی

حوالہ ______

تاریخ 3/5/1438ھ
31-1-2017ء

(۸)

مخالفین

(۱) تحریک طالبان پاکستان نے حاجی داؤد کو حلقہ مسعود سے فرد واحد کی حیثیت سے لیا تھا، حلقہ مسعود کے مطالبہ پر تحریک حاجی داؤد کو امر جاری کرے گا کہ حاجی داؤد واپس اپنے حلقے میں چلا جائے۔

(۲) باقی تمام مخالفین کے لیئے ان کی نوعیت کے مطابق رھبری شوریٰ پالیسی مرتب کرے گا۔

محترم خالد مسعود
امیر تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان

اتحاد المجاہدین کا قیام

2009 میں القاعدہ کے اہم رکن حافظ سلطان اور بیت اللہ محسود کی کوشش سے اتحاد المجاہدین کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا۔ اس اتحاد کی رکنیت ان تنظیموں کو حاصل تھی القاعدہ، تحریک طالبان حلقہ محسود اور شمالی وزیرستان کے حافظ گل بہادر اور وانہ کے ملانزیر۔ ان کے مشران نے کئی اجلاس کئے اور یہ فارمولہ طے پایا۔(1) کہ اگر شمالی وزیرستان یا جنوبی وزیرستان علاقہ محسود یا وانہ کے خلاف حکومت نے حملہ کرنا چاہا تو ہم ملکر دفاع کریں گے۔ (۲) حکومت سے ڈرون طیاروں کے بند کرنے کا مطالبہ کریں گے (۳) جن جگہوں پر فوج نے قبضہ کیا ہے جو معاہدات کے اندر شامل نہیں انکے انخلاء کا حکومت سے مطالبہ کریں گے۔ اگر حکومت نے بات نہ مانی تو پھر حکومت کے خلاف مشترکہ جنگ شروع کریں گے۔

یہ کارگذاری مجھے (مفتی عاصم) کو بیت اللہ امیر صاحب نے سنائی تھی۔ خیر بالاخر اتحاد المجاہدین قائم ہوا۔ اور انہوں نے ایک عسکری شوری تشکیل دی۔ جبکہ عسکری شوری کا رکن حلقہ محسود سے مولوی محمد عظیم صاحب عرف مولوی خاطر تھے۔ اسکے بعد حالات مولوی خاطر صاحب کی زبانی لکھی جاتی ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ عسکری شوری کے ارکان یہ تھے۔ القاعدہ سے استاد احسان جبکہ بعد میں اسکی جگہ منصور عرف توریالائی رکن بنا۔ جبکہ ڈاکٹر ابو خالد بھی مجموعہ استاد فاروق کی طرف سے رکن تھا۔ اور شمالی ن وزیرستان سے حافظ گل بہادر کی جانب سے مولانا محمد رفیق صاحب رکن تھے۔ جو ابھی افغانستان میں قید ہے۔ اور وانہ ملانزیر صاحب کی طرف سے قاری ضیاء الرحمن رکن تھے۔ اس کے علاوہ الیاس کشمیری بھی رکن تھے۔ ان حضرات کے علاوہ دو بندے اور بھی تھے۔ عسکری شوری کا پہلا تعارفی اجلاس مکین میں ہوا۔ جسکے پانچ دن بعد مکین ہی میں دوسرا اجلاس ہوا۔ جس میں ڈاکٹر ابو خالد وزیرستان کا نقشہ بھی ساتھ لائے تھے۔ اس اجلاس میں یہ فیصلے ہوئے۔ (چونکہ حکومت نے مجاہدین کا کوئی مطالبہ نہیں مانا اسلیئے عسکری شوری نے جنگ کی حکمت عملی بنانا شروع کی۔

(1) جنگ شمالی وزیرستان اور وانا کے علاقوں میں شروع کی جائے گی۔ اور علاقہ محسود کو بطور ہسپتال استعمال کریں گے۔ تاکہ دونوں طرف سے زخمیوں کو لانے میں آسانی ہو۔ اس علاقے کا انتخاب بوجہ وسط ہونے کے کیا اور جبکہ یہ علاقہ جنگلات پر مشتمل تھا۔ اس اجلاس کے بعد پھر تین ہی دن بعد اجلاس مقرر ہوا۔ جب ان اجلاسوں کی کارگذاری امیر محترم بیت اللہ محسود کو سنائی اور ساتھ آئندہ کی اجلاسوں میں شرکت کے لیے آنے جانے کیلئے خرچے کا مطالبہ کیا تو امیر صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب آپ زیادہ تکلیف نہ کرے۔ یہ لوگ جنگ نہیں کرتے دوسرے اتحادیوں کی طرف اشارہ کیا۔ حکومت نے ہمارے اوپر جنگ مسلط کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ مولوی خاطر صاحب نے کہا۔ کہ میں ابھی محسوس کر رہا ہوں کہ شاید امیر صاحب کو پہلے سے معلومات تھیں۔ لیکن میں نے اصرار کیا۔ کہ امیر صاحب جنگ ہوتا ہے۔ اسکے بعد ایک کاروائی میچین بابا اور تنائی کے درمیان کی گئی جس میں فوجی قافلے کو ریموٹ کنٹرول بموں سے نشانہ بنایا گیا جبکہ فوج نے جوابی کاروائی میں اسکول کے بچوں کو شہید کرکے دم لیا اور ساتھ ہی سپین میں ایوبی مرکز پر چھاپہ مارا جس میں کچھ جنگ بھی ہوئی۔ جبکہ دوسری کاروائی شمالی وزیرستان پیر کلئے کے مقام پر کی گئی۔ اس کاروائی میں تین فدایان نے بھی حصہ لیا جس میں عبد السلام ولد سردار بٹے کائی بھی شامل تھا فوجی قافلے کو نشانے پر لیا۔ جبکہ یہ کاروائی خاصی کامیاب نہ رہی۔ کیونکہ ان کاروائیوں سے حافظ گل بہادر اور ملانزیر خوش نہ تھے اور ان میں مقامی مجاہدین نے حصہ نہ لیا۔ دوبارہ امیر صاحب نے مجھے کہا کہ اجلاس میں شرکت کی اہمیت کا خیال نہ رکھنا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے امیر صاحب کو مشورہ دیا کہ اگر آپ لوگوں نے اتحاد المجاہدین شوری ختم کیا ہو۔ تو اب تک عسکری شوری قائم ہے

200 ساتھی بمع اسلحہ کے وانا بھیجیں گے اور 200 ساتھی بمع اسلحہ شمالی وزیرستان بھیجیں گے وہاں پر جنگ تیز کریں گے الحمد اللہ ساتھی بھی ہیں اور وسائل بھی ہیں۔ کسی چیز کی کمی نہیں لیکن امیر صاحب نے یہ بات نہیں مانی معلوم نہ ہوا کہ امیر صاحب کس مصلحت کی وجہ سے انکار کر گئے ۔ عسکری شوری کی اجلاسیں بھی اسی جگہ نتیجے کو پہنچی ۔ (مولانا صدر حیات جانی خیل عرف سفیان کا کہنا ہے کہ حافظ گل بہادر اور ملانزیر گروپوں کی تحریک طالبان میں شامل نہ ہونے کے بعد وقت گزرنے کیساتھ ساتھ حافظ سلطان وغیرہ نے پھر محنت شروع کی کہ شمالی اور جنوبی وزیرستان کے مجاہدین کا کوئی اتحاد بن جائے چنانچہ وہ اس محنت میں کچھ حد تک کامیاب بھی ہوئے اور اتحاد المجاہدین کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا اس کے کئی اجلاس منعقد ہوئے لیکن اجلاسوں میں اس بات پر اختلاف رہا کہ اتحاد المجاہدین کے اکثر ارکان بالخصوص حافظ سلطان اس بات کا اصرار کرتے رہے کہ جنگ دونوں ایجنسیوں میں شروع کی جائے جبکہ حافظ گل بہادر صاحب کا اصرار تھا کہ شمالی وزیرستان میں جنگ نہ کی جائے اسکو زخمیوں اور مہاجرین کی نصرت کیلئے چھوڑا جائے جبکہ الیاس کشمیری بھی اس کی تائید کر رہے تھے کئی اجلاسوں میں اس پر اتفاق نہ ہوا اس بارے میں ایک اجلاس دوسلی کے مضافات میں مقرر ہوا جس میں تمام ارکان نے شرکت کی سوائے حافظ گل بہادر اور ملانزیر کے انہوں نے کرفیو وغیرہ کی وجہ سے غیر حاضری کا عذر کیا یوں یہ اجلاس بھی بغیر کسی نتیجہ کے ملتوی ہوا اور آئندہ میں ان دونوں حضرات کو اطلاع دینے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی لیکن اس اجلاس سے واپسی پر بیت اللہ محسود پر ڈرون حملہ ہوا جس میں آپ شہید ہوئے اور اتحاد المجاہدین بغیر کسی نتیجے کے رہ گیا) ملانزیر اور حافظ گل بہادر نے بغیر کسی سے پوچھے حکومت سے سابقہ معاہدات کی توثیق کی اور بغیر کسی اعلان کئے اتحاد المجاہدین ختم ہوا۔ جنگ راہ نجات کے نام سے علاقہ محسود پر مسلط کی گئی۔ مولوی خاطر صاحب کا بیان ہے کہ چند سال بعد میر علی میں اس کی وجہ مجھے معلوم ہوئی۔ وہ اسطرح کہ مولانا دیندار صاحب کے خواص (جو بدری فرشتوں سے مشہور تھے) نے یہ بات بتائی کہ مولانا دیندار صاحب بمع علماء و قومی مشران کے حافظ گل بہادر کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ نے خواہ مخواہ ہم پر جنگ مسلط کی ہے لہذا اس پرائی جنگ سے ہماری جان چھڑاؤ، حافظ صاحب نے جواب میں کہا کہ میں مجبور ہوں میں نے بیت اللہ امیر صاحب اور القاعدہ وغیرہ سے وعدہ کیا ہے کہ جنگ مشترکہ لڑیں گے۔ کمیٹی والوں نے کہا کہ حافظ صاحب آپ اتحاد المجاہدین کے مشران سے کہدے کہ مجھے علماء اور مشران قوم نے مجبور کیا ہے یہ ہمارے خلاف کھڑے ہیں کہ تو اس اتحاد سے ایک طرف ہو جا۔ یوں ان پر کمیٹی والوں کا سحر کامیاب رہا اور بغیر کسی اعلان کئے ایک طرف ہوا۔ جب حافظ گل بہادر اتحاد سے ایک طرف ہوا۔ تو ملانزیر کا اتحاد سے نکلنا بعید نہ تھا۔ کیونکہ وہ حافظ صاحب کا دست راست تھا اور وہ حافظ صاحب کو اپنا امیر مانتے تھے۔ باالاخر اتحاد المجاہدین بغیر کسی اعلان کے ختم ہوا اور جنگ علاقہ محسود پر مسلط ہوئی۔ 19 اپریل 2009 سے آج 27 نومبر 2017 تک شد و مد سے فریقین میں جاری ہے۔ اگرچہ علاقہ محسود پر اس اتحاد سے جنگ مسلط ہوئی۔ لیکن شمالی وزیرستان کو اسی موقع پر جنگ سے حافظ صاحب نے بچایا۔ حکومت پاکستان کو فی الحال شمالی وزیرستان میں جنگ کرنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ اسکو راہ نجات کے نام سے جاری آپریشن کے ذریعے امریکہ سے ڈالر وصول ہونے کا چشمہ جاری تھا۔ لیکن چند سال بعد جب ڈالروں کا یہ سلسلہ بند ہوا۔ تو بغیر اعلان کئے شمالی وزیرستان میں جون 2014 میں ضرب عضب کے نام سے آپریشن شروع ہوا۔ جسکی وجہ سے اہلیان شمالی وزیرستان نے وہ جانی ومالی نقصانات و تلافات اٹھائے۔ جو سات سالوں کے دوران محسود قبیلہ کے عوام اور طالبان نے نہیں اٹھائے ۔ میں مفتی عاصم کہتا ہو۔ کہ اتحاد المجاہدین کے بارے میں چونکہ امیر صاحب نے حلقہ محسود کے شوری سے بقاعدہ مشورہ نہ کیا تھا۔ جسکی وجہ سے انکو سرخ روئی نہ ہوئی۔ اور اکثر مشران ساتھی ان پر نقطہ چینی کرتے تھے

۔ان ساتھیوں میں ایک مولانا نوراللہ صاحب بھی ہے انکا کہنا ہے۔ کہ جب اتحاد المجاہدین شوری بنا اور اس نے ایک آواز میں حکومت پاکستان سے کہا کہ سابقہ معاہدات کی پاسداری کرو۔ ورنہ ہم اعلان جنگ کرتے ہیں۔ حکومت نے جواب کے بجائے ٹال مٹول سے کام لیا ۔اور اتحاد المجاہدین میں توڑ پیدا کرنے کیلئے کوششیں تیز کی۔ مولوی نوراللہ صاحب چونکہ اکثر شمالی وزیرستان میں رہا کرتے تھے۔اور وہاں پر زخمیوں کے علاج معالجہ کی ذمہ داری تھی جسکی وجہ سے شمالی وزیرستان کے اکثر مجاہدین سے میل میلاپ تھا۔ مولوی نوراللہ صاحب نے کہا ۔کہ اسی دوران شمالی وزیرستان کے شوری کے ایک رکن نے مجھے کہا۔ کہ امیر صاحب کو فوراً جاکر کہدو۔ کہ وہ جنگ کا آغاز نہ کرے۔ شمالی وزیرستان والے جنگ نہیں کرتے مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں نے یہ بات امیر صاحب کو پہنچائی۔ لیکن امیر صاحب اپنی بات پر آڑے رہے۔ کہ نہیں شمالی وزیرستان والے جنگ کیلئے تیار ہیں مومن بندے کی ایک بات ہوتی ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ اسی اثنا میں عظمت علی شمالی وزیرستان والا بھی آپہنچا۔ اس نے امیر صاحب کو ایک خط دی۔ یہ خط حافظ گل بہادر صاحب کی طرف سے لکھی گئی تھی۔ اس خط میں لکھا تھا۔ کہ امیر صاحب ہم اپکے شانہ بشانہ اس جنگ کو لڑیں گے آپ فکر نہ کرے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ امیر صاحب نے فوراً خط مجھے دی اور کہا کہ اسکو دیکھو اس میں کیا لکھا ہے۔ اور امیر صاحب نے مجھے طعنہ بھی دیا۔ کہ آپ کیا کہتے ہیں اور اس خط میں حافظ صاحب نے کیا لکھا ہے۔ مولوی نوراللہ صاحب نے کہا کہ میں نے قسم کھا کر امیر صاحب سے کہا کہ یہ خط حافظ گل بہادر صاحب کی نہیں بلکہ یہ خط عظمت علی نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔ اگر ایسا ثابت نہیں ہوا۔ تو میں چوڑیاں پہنوں گا۔ لیکن امیر صاحب نہیں مانے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں اتنا پر امید اسلیے تھا کہ مجھے تو انکے شوری کے خاص رکن نے رپورٹ دی تھی جسکا جھوٹ پر مبنی ہونا مشکل تھا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ مجھے امیر صاحب نے کسی کام پر دور بھیجا جب میں تین دن بعد آیا۔ اور امیر صاحب سے مکین میں ملاقات ہوئی۔ تو امیر صاحب کو پریشان پایا۔ جب ان سے پریشانی کی وجہ دریافت کی۔ امیر صاحب نے کہا بالقائی آپکی بات سچی ثابت ہوئی۔ حافظ صاحب نے تو صاف جنگ میں شمولیت سے انکار کیا۔ حافظ صاحب کا انکار ملانزیر کے لیے دلیل بنا اور وہ بھی انکاری ہوا۔ کیونکہ ملانزیر ایک حد تک حافظ صاحب کا مامور تھا۔ انہوں نے خواہ مخواہ ہی جدا ہونا تھا۔ اس لیے کہ ملانزیر حافظ گل بہادر کا دست راست تھا۔ بالاخر چونکہ جنگ باقاعدہ سب اتحاد المجاہدین کے اراکین نے متفقہ شروع کی تھی۔ اسلیے حافظ صاحب اور ملانزیر کی جانب سے حکومت سے سابقہ معاہدات برقرار رکھنے کا میڈیا پر اعلان جاری ہوا۔ جبکہ حکومت نے اس اتحاد کی سزاء محسود قوم کو دی جو 19 ستمبر 2009 سے جاری ہوا۔ اور تاحال 27 نومبر 2017 تک جاری وساری ہیں۔ لیکن جب پاکستان کے مفادات شمالی وزیرستان کے آپریشن سے جوڑ گئے تو بلا کسی بڑی تیاری کے جون 2014 کو ضرب عضب کے نام سے آپریشن شروع کیا۔ جو تاحال 27 نومبر 2017 تک جاری ہے اور مستقبل کا علم اللہ تعالی کو ہے۔

اتحاد المجاہدین کی طرح ایک اور اتحاد ناکامی سے دوچار

اکتوبر 2016 میں حلقہ محسود کے شوری نے فیصلہ کیا کہ جہاد پاکستان کمزور ہو رہا ہے، لہذا مجاہدین کو متفق کرنے کیلئے ایک منظم کوشش کی ضرورت ہے، چنانچہ پہل مجاہدین شمالی وزیرستان سے کیا اور اسکے مشران سے بات کہی گئی، بالاخر 25 نومبر 2016 کو حافظ گل بہادر اور انکی شوری سے ایک کامیاب اجلاس ہوا۔ اجلاس میں حلقہ محسود کی جانب سے حافظ گل بہادر کو پیش کش کی گئی کہ آپ ہمارے آمیر ہم مامور صحیح اگر یہ تجویز نامنظور ہو تو ہم آمیر اور آپ مامور لیکن حافظ صاحب نے یہ دونوں تجویز مسترد کئے اور اتحاد پر زور دیا۔ بالاخر تین باتوں پر موافقت ہوئی (1) افغانستان میں ہر پیش آنے والی مشکل کا متفقہ مقابلہ کریں گے چاہے جس کسی کی جانب سے ہو۔ (2) جہاد پاکستان کے

حوالے سے تمام تر عسکری کاروائیاں مشترکہ ہونگے اور ایک دوسرے سے ہر ممکن تعاون کریں گے (3) اتحاد بین الفریقین کے بارے قواعد اور ضوابط اور اعلان کیلئے 25 دسمبر 2016 کی تاریخ مقرر کی گئی۔ لیکن بد قسمتی سے حافظ گل بہادر نے تاریخ مقررہ سے چند دن پہلے اطلاع کیا کہ ہم فی الحال تیار نہیں ہے اگر آپ لوگوں نے آگے کسی سے بات کرنی ہو تو اجازت ہے ان سے ایسے اصول کے تحت شمولیت کر لینا کہ اگر کل ہم آنا چاہے تو ہمارے لیے بھی راستہ کھلا ہو۔ چنانچہ یوں یہ اتحاد ایک مہینے کے اندر اندر اتحاد المجاہدین کی طرح حافظ صاحب نے ناکامی سے دوچار کیا۔

کرم ایجنسی میں شیعوں سے جنگ اور اسکے اسباب

کرم ایجنسی کی جنگ بھی ان غیر ضروری جنگوں میں شمار ہوتی ہے جسمیں طالبان پھنس گئے اور اپنی افرادی ومالی قوت اس میں صرف کیا ، کیونکہ ہمیشہ ہی دشمن نے یہی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کی قوت تقسیم ہو۔ چنانچہ نائن الیون کے بعد جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو پہلے پہل مجاہدین کے خلاف مقامی افغانوں کو ڈالروں کے عوض اعتماد میں لیکر طالبان کے خلاف میدان میں لڑوائے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ جب قبائل میں مہاجرین کے خلاف پاکستانی فوج نے آپریشن شروع کی تو مقامی قبائل کو غیر ملکیوں کے نام سے امن لشکر بنانے کا وظیفہ سونپا گیا اور بعد میں یہ سلسلہ مقامی مجاہدین کے خلاف بھی چلا ، جسکے نتیجے میں ہزاروں قبائلوں کا خون بہہ گیا۔ جبکہ بالاخر پاکستانی خفیہ اداروں نے مجاہدین کو آپس میں لڑوایا جسکے مختلف اسباب ہیں۔ اور ہر علاقے کے مجاہدین کو اپنے مقامی لوگوں سے جنگ میں ایسے پھنسائے کہ پاکستان سے لڑنا دور ہو کر رہ گیا۔ یہی سلسلہ کُرم ایجنسی میں بھی چلا جس میں مقامی شیعہ آبادی سے تحریک طالبان پاکستان کی 2 دو دفعہ جنگ ہوئی اس جنگ کے اسباب پر پہلے روشنی ڈالنا ضروری ہے ، کہ وہ کونسے اسباب اور وجوہات تھے جسکی وجہ سے یہ جنگ ہوئی۔ یہ اسباب اور وجوہات

مختلف اور بہت سے ہے ، خود بیت اللہ محسود شہید سے جس کسی نے اس جنگ کا سبب پوچھا ہے تو انہوں نے مختلف لوگوں کو اس جنگ کے مختلف وجوہات بتائے ہیں۔ پہلے اسی کو نقل کرتے ہیں بعد میں دوسروں کے اقوال نقل کئے جائینگے۔ (1) جب بیت اللہ امیر صاحب سے میں (مفتی عاصم محسود) نے کرم ایجنسی میں شیعوں سے جنگ کے بارے میں سوال کیا کہ امیر صاحب یہ کیسی غیر ضروری جنگ شروع کی جس میں خواہ مخواہ اپنی مالی وافرادی قوت صرف کر رہے ہو۔ (جواب) امیر صاحب نے کہا کہ یہ لوگ افغانستان تشکیلات کی راہ میں رکاوٹ بنے ہیں مجاہدین کو افغانستان جانے نہیں دیتے اور پاکستانی سیکورٹی اداروں کو طالبان کی نشاندہی کر کے جاسوسی کرتے ہیں جسکی وجہ سے شیعوں کو اپنے کیئے کی سزاء دے رہے ہیں ، تاکہ آئندہ رکاوٹ نہ بنیں (2) جناب مفتی طارق محمود محسود نے کہا کہ یہی سوال میں نے امیر صاحب سے پوچھا تو ان کی طرف سے یہ جواب ملا ، کہ کرم ایجنسی کے شیعوں نے سنیوں کے عزت وناموس تک معاف نہیں کیا اور سنیوں کے عزت سے کھیل کھیلنے لگے اس لئے ان سے جنگ کر رہا ہوں۔ مفتی طارق محمود محسود کے بقول حضرت مولنا معراج الدین قریشی (شہید) صاحب نے امیر صاحب سے ملاقات کی دیگر موضوعات کے علاوہ اس موضوع پر بھی امیر صاحب سے لمبی گفتگو کی اور انہیں تنبیہ کی کہ اس جنگ میں حصہ نہیں لینا کیونکہ یہ خفیہ اداروں کا مشن ہے وہ پاکستان میں ایران کے مضبوط اڈے کو بذریعہ طالبان ختم کرنا چاہتے ہیں۔ (3) ضیاء الرحمن عرف فاروقی کے بقول شیعوں نے ایک سنی خاتون کو گرفتار کی تھی اور اُسے جبرًا وائرلیس سیٹ میں بولنے پر مجبور کی جاتی تھی (مخابرہ سیٹ میں) سنیوں کو عار دلاتے تھے جسکی وجہ سے طالبان کی غیرت وحمیت سے یہ برداشت نہ ہو سکا اور شیعوں کے خلاف جنگ

شروع کی۔(4) مولوی ثاقب یا مولوی ابوزکوان یا مولوی خیر خواہ کے بقول کرم ایجنسی میں شیعوں اور حقانی نیٹ ورک کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے شیعہ لوگ کرم ایجنسی سے افغانستان میں جہاد کے لیئے جانے والے مجاہدین کے راہ میں رکاوٹ بنے جسکی وجہ سے بیت اللہ محسود نے حقانی نیٹ ورک کا ساتھ دیا اور اس جنگ کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔

(5) مولوی ثاقب یا مولوی ابوزکوان یا مولوی خیر خواہ کے بقول انہی مہینوں میں ایرانی وفد بیت اللہ محسود سے ملاقات کی تھی اور پاکستان کو پتہ چلا تو انہوں نے کسی بہانے سے شیعہ سنی جنگ کو ہوا دی اور ایسے اسباب پیدا کئے جسکی وجہ سے مجاہدین بھی اس جنگ میں کود پڑے۔(6) میں بندہ مفتی عاصم محسود یہ کہتا ہوں کہ سابقہ وجوہات کے ہوتے ہوئے بیت اللہ محسود نے یہ جنگ کسی سے مشورہ کئے بغیر اس لئے شروع کی کہ وہ تنظیمیں جو پاکستان میں خصوصاً شیعوں کے خلاف بر سر پیکار تھیں یا وہ جہادی گروپ جو جہادی مشاغل کے ساتھ ساتھ شیعوں کے خلاف بھی پاکستان میں سر گرم عمل تھے اسکو اعتماد میں لینا تھا، کہ ہم سب کا مقصد ایک ہے کچھ لو اور کچھ دو کے فارمولہ کے تحت انہی تنظیموں اور گروپوں کو اپنے قریب کرکے پاکستان میں اپنے ساتھ ملا کے جنگ کو آگے بڑھایا، چنانچہ یہ فارمولہ بہت حد تک کامیاب بھی ہوا۔کرم ایجنسی کے علاوہ بھی پورے پاکستان میں شیعوں کے خلاف کاروائیوں میں حصہ لیا۔ قاری حسین احمد صاحب شہید) تو اسی ہی میں مگن رہے۔اس فارمولے پر عمل کے نتیجہ میں ان تنظیموں اور گروپوں نے بھی بیت اللہ محسود وغیرہ کا جہاد پاکستان میں بڑا ہی ساتھ دیا۔ یہ تھے وہ اسباب اور وجوہات جسکی وجہ سے کرم ایجنسی میں شیعہ سنی جنگ میں طالبان نے بھی حصہ لیا۔ ہر جنگ کے مختلف اسباب ہوسکتے ہے یہ ممکن ہے کہ مختلف مواقع پر مذکورہ بالا اسباب پیش ہوئے ہو جس کی وجہ سے بیت اللہ محسود نے مجبوراً جنگ کا فیصلہ کیا ہو۔ اگر چہ کرم ایجنسی میں شیعہ سنی جنگیں انکے آباء واجداد کے زمانے سے چلی آرہی تھیں کہ،، یہ انکی معمول کی جنگیں تھیں جو پشتون قوموں سے ہوتی رہتی ہیں یہ جنگ بھی تقریباً اسی کی کڑی تھی۔ البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جنگ میں طالبان نے کیا کھویا کیا پایا؟ تو اسکا سادہ سے جواب یہ ہے کہ عالمی جہادی سیاست کی روء سے طالبان نے نقصان اُٹھایا۔ کیونکہ امریکہ مخالف ایران اور پاکستان میں آباد شیعہ اور پاکستانی اداروں خصوصاً سیکورٹی اداروں میں شیعہ ملازمین مسلکی لحاظ سے طالبان کے دشمن بنے۔ جیسا کہ افغانستان میں مشاہدہ ہے کہ افغان طالبان نے افغانستان میں آباد شیعوں اور دیگر اقلیتوں سے جو نرم رویہ اختیار کیا ہے اسکی وجہ سے انہیں افغانستان میں مقامی سطح پر بھی بہت فائدہ ہوا جو روز روشن کی طرح ہر کسی پر عیاں ہے۔ اور بین الاقوامی سطح پر بھی انہیں بہت فائدہ ہوا،

(2) اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جن وجوہات کی بناء پر جنگ شروع تھی وہ مقاصد کچھ حد تک حاصل ہوئے خصوصاً جہاد پاکستان کے حوالے سے اور اسی طرح جہاد افغانستان کے حوالے سے بھی۔ البتہ اس میں طالبان کا افرادی اور مالی نقصان کچھ زیادہ ہوا، جسمیں اس جنگ میں شامل ہونے والے مجاہدین کے بقول 90 سے 120 تک طالبان جام شہادت نوش کرگئے اور 6 کروڑ کا اسلحہ بیت اللہ محسود نے اس کے لیئے مہیا کیا جو صرف ہوا۔ اگر یہ جنگ پاکستانی اداروں نے چھیڑی ہو تو پھر سو فیصد تحریک طالبان پاکستان کا نقصان ہوا چاہیے وہ افرادی لحاظ سے ہو یا مالی لحاظ سے۔ کیونکہ پاکستانی اداروں کا مقصد طالبان کی قوت ضائع کرنا انکو غیر ضروری جنگوں میں پھنسانا اور ان سے عوام میں نفرت پیدا کرنا سب مقاصد پورے ہوئے اور طالبان نے کچھ بھی نہ پایا۔۔ اب اس جنگ کا کچھ مختصر خاکہ پیش کرنا ضروری ہے،

کرم ایجنسی میں شیعوں سے محسود طالبان کی پہلی جنگ،

کمانڈر عاجز بی بی زائی امیر حلقہ وچ ووم شوال کے بقول 25 اکتوبر 2007ء کو پہلی بار بیت اللہ امیر صاحب کے حکم پر کمانڈر فخر عالم محسود عرف جرار کے زیر کمان کرم ایجنسی میں شیعوں کے خلاف جنگ شروع ہوئی اس جنگ میں طالبان نے شیعوں سے کئی قصبے قبضہ کئے جن میں سیدان گاوں قابل ذکر ہے شیعوں پر طالبان کا پلہ بھاری رہا۔ اس میں سینکڑوں شیعہ اہلکار مارے گئے اور انکے پورے پورے گاوں فتح کئے اور بطورِ مال غنیمت کے لاکھوں کی مالیت طالبان کے ہاتھ لگئی۔ اس جنگ میں محسود طالبان کا بھی کچھ حد تک جانی نقصان ہوا جن میں چند اہم کمانڈر مثلاً کمانڈر نیوز خان حلقہ شکتوئی، اور کمانڈر گل شریف حلقہ زانگاڑہ نے جام شہادت نوش کی اور اس کے علاوہ چند دوسرے مجاہدین کی شہادت بھی ہوئی۔ مثلاً عبد المالک ولد ماخود مر سنزائی (2) فیض اللہ خان ولد بیت اللہ

حلقہ شکتوئی دودپے خیل، (3) خاندان ولد شاہ ولی خان کیکاڑئی، (4) قاری محمد نواز نیک زان خیل خیسور، (5) جاماز خان ولد راعستان برکی حلقہ سام، وغیرہ نے اس جنگ میں رتبہ شہادت پر سرفراز ہوئے ان کے علاوہ مقامی سنی آبادی کے جوانوں کے بارے میں تفصیل ہاتھ نہ آسکی۔ یہ تمام شہادتیں خصوصاً دسمبر 2007ء کے اواخر میں ہوئے، بالخصوص کمانڈر نیوز خان محسود وغیرہ کی شہادت 27 دسمبر 2007 کو بھی وقوع پزیر ہوئی بالاخر جرگوں کی وساطت سے یہ جنگ تھم گئی اور ایک صلح کے تحت مجاہدین محسود نے شیعوں کے قبضہ شدہ علاقوں کو واپس کرکے اپنے وطن لوٹے۔ جن دنوں پاکستانی فوج 2008ء کے ابتداء میں جنوبی وزیرستان علاقہ محسود میں شدید لڑائی جاری تھی۔ کچھ مہینوں بعد جب پاکستانی فوج سے محسود طالبان نے معاہدہ کیا۔ توان دنوں میں شیعہ کے بعض خلاف ورزیوں کی بناء پر دوبارہ جولائی یا اگست 2008ء میں حکیم اللہ محسود کے زیر قیادت ان سے جنگ شروع ہوئی۔ کمانڈر عاجز بی بی زائی کے بقول یہ لڑائی 7 جولائی 2008ء کو شروع ہوئی۔ انکے بقول ہم نے پہلی بار شیعوں کے مشہور گاوں چار دیوار کے دفاعی مورچوں پر حملہ کیا جسکو فتح کرکے دم لیا۔ ان ہی کے بقول اسی روز اُوپر دوسرے دفاعی مورچوں پر اور چار دیوار گاوں پر ہم نے تعارض کیا لیکن شدید لڑائی کے باوجود چار دیوار گاوں فتح نہ ہو سکا، اس لڑائی میں قاری حضرت اللہ ولد محمد مرجان نظر خیلٰ محسود حلقہ بدر اور ایک بھٹنی مجاہد حضرت علی بمع تین ساتھیوں کے شہید ہوئے۔ اسی طرح 11 جولائی 2008ء کو بالترتیب ہم نے سہ پارہ گاوں چار دیوار پر تعارض کا پروگرام بنایا دفاعی مورچے میرے ذمہ لگائے گئے جبکہ گاوں پر تعارض کی ذمہ داری انقلابی محسود (جسکا تعلق حلقہ ڈیلے سے تھا) کو دی گئی۔ یوں ہم نے یکبارگی مورچوں اور گاوں پر حملہ کیا جس میں ہلکے اور بھاری اسلحہ کا بے دریغ استعمال ہوا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مورچے اور گاوں فتح ہوئے اور چند دن پہلے حملے میں جو شہداء کی لاشیں وہاں رہ گئیں تھیں وہ بھی ہاتھ آگئے اور اسکو وہاں سے منتقل کرگئے اور ساتھ ساتھ کافی سارا مال غنیمت ہاتھ میں آگیا۔

اینزیرائی سر اور اینزیرائی گاوں پر حملہ

15 ستمبر 2008ء کو کمانڈر مولانا نصر اللہ عرف منصور کے زیر کمان مجاہدین محسود اور مجاہدین اور کزائی نے اینزیرائی سر مورچوں پر اور اینزیرائی گاوں پر تعارض کیا جس میں بفضلہ تعالیٰ پانچوں دفاعی مورچے فتح ہوئے۔ اس تعارض میں 8 شیعہ ہلاک ہوئے اور مال غنیمت کافی ملا جس میں تین یا چار عدد کلاشنکوف ایک سکیلہ (گرینوف) ایک عدد آرپی جی بمع گولیاں بھی شامل تھے۔ جبکہ شیعوں کے جوابی فائرینگ سے دلاور خان ولد میر صاحب خان فقیر سپینہ میلا حلقہ وچہ خوڑہ شہید ہوئے، اور اس کے علاوہ تین یا چار دوسرے مجاہدین شدید زخمی ہوئے جبکہ جلال خان ولد اجمل خان ظریف خیل حلقہ مکین بھی شہید ہوئے۔ ایک دن کے بعد شیعوں نے تعارض کرکے دوبارہ اپنے مورچوں پر قبضہ کیا۔ 26 ستمبر 2008ء کو دوبارہ انہی مورچوں اور گاوں پر کمانڈر ملا منصور کے زیر کمان میں تعارض ہوا دونوں طرف سے شدید لڑائی

ہوئی اس لڑائی کے نتیجہ میں تمام مورچوں کو مجاہدین نے فتح کیا اور اینزیرائی کلی کو نذر آتش کیا لیکن مجاہدین کا اس لڑائی میں مارٹر گولوں اور بارودی سرنگوں کے پھٹنے سے کافی نقصان ہوا۔ تقریباً 18 مجاہدین کی شہادتیں واقع ہوئی۔ جن میں سے شانواز ولد میر شان ملک دینائی حلقہ ڈیلے جو کمانڈر انقلابی سے مشہور تھے۔ بارودی سرنگ سے ٹکرا گئے اور شہید ہوئے۔ اور جمیل محسود ولد لاپڑ خان کیتوڑی حلقہ سپنکی رغزائی والے شامل تھے باقی شہداء کا تعلق کرم ایجنسی اور کزائی ایجنسی گنڈاپور طالبان اور داوڑ قبیلے سے تھا۔

اینزیرائی اور بوتل سر مورچوں پر حملہ

یکم ستمبر 2008ء کو کمانڈر ملا سنگین کے زیر کمان اینزیرائی سر مورچوں پر تعارض ہوا اور مکمل مورچے فتح ہوئے اس لڑائی میں ملا سنگین کے بھائی وارچ خان زخمی ہوئے، جبکہ اسی روز بوتل سر کے اونچے پہاڑی فیچر پر واقع شیعہ پیکٹ پر کمانڈر شیر اعظم آقاء کے زیر کمان تعاض ہوا لیکن یہ تعارض ناکام ہوا اور اس میں طالبان کا جانی نقصان ہوا شہداء میں مولانا موسیٰ ولی محسود ولد رشید خان مال خیل کڑمہ حلقہ ڈیلے (2) سفیر اللہ عرف پتنگ ولد لقمر جان نیک زان خیل حلقہ بروند (3) عابد حسین ولد اکبر جان شمیرائی حلقہ بروند (4) محمد اسماعیل ولد مائنل خان عباس خیل ٹوٹکیے حلقہ بروند شامل تھے۔ انہی دنوں کمانڈر مولانا عزیز اللہ شابی خیل عرف خرہ گائی ماسید حلقہ بروند اپنے گاڑی میں غلطی سے شیعوں کے علاقے میں داخل ہوئے جس پر شیعوں نے حملہ کیا جسکے نتیجہ میں رحمن اللہ ولد رحمت شاہ دار کئی حلقہ جاٹرائی۔ (2) احمد ولد پسمر جان درامن خیل (3) شیر کلام ولد مقار خان نیک زان خیل عرف مجنون حلقہ بروند نے جام شہادت نوش کی۔ خود مولوی عزیز اللہ اور اسکے ڈرائیور محمد فاروق زخمی ہوئے، لیکن ڈرائیور نے زخمی حالت میں گاڑی اور شہداء کو واپس نکالا انہی دنوں دوبارہ شیعوں نے حملہ کر کے اینزیرائی گاؤں کو دوبارہ قبضہ کیا چند دن بعد شیعوں نے پر زور حملہ کر کے تمام مقبوضات کو طالبان سے واپس قبضہ کے لیے اس لڑائی میں خانزادہ ولد رشید خان نظر خیل حلقہ بروند شہید ہوئے۔

شیعہ علاقوں پر دوبارہ بڑا حملہ

ستمبر 2008ء طالبان اپنے امراء اور بڑے بڑے کمانڈروں کے شانہ بشانہ شیعہ علاقوں پر دوبارہ حکیم اللہ محسود اور کماندر شیر اعظم آقاء محسود کے زیر کمان جو بنفس نفیس جنگ میں شریک تھے تعارض شروع کیا سابقہ تمام گاؤں اور قصبوں کو دوبارہ قبضہ کر کے شیعہ تسلط ان سے ختم کر دیا۔ اس تعارض میں حکیم اللہ محسود معمولی زخمی بھی ہوئے۔ جبکہ ایک شیعہ زخمی حالت میں گرفتار ہوا اور دو کی لاشیں بھی طالبان نے اپنے قبضہ میں لی۔ یوں طالبان کے زیر تسلط شیعہ علاقوں میں سے یہ علاقے اور گاؤں قابل ذکر ہیں (1) چار دیوار ٹیٹ اور چگ (2) بوتل گاؤں (3) اینخترائی گاؤں (4) سیدان گاؤں وغیرہ دوسرے قریبی علاقے اور قصبات شامل تھے۔ یہ ناکافی تفصیلات بہت مشکل سے ہاتھ آئے، خصوصاً لڑائی کے بارے میں تفصیلات اور ان میں جانبین کے نقصانات جولائی سے ستمبر تک بہت سارے لڑایاں لڑی گئیں لیکن سب کی تفصیل اکٹھا کر کے جمع کرنا ناممکن ہوا البتہ باوثوق ذرائع سے یہ بات اور طالبان سے مجھے ملی کہ اس لڑائی میں 90 سے 120 تک طالبان شہید ہوئے اور کروڑوں کی مالیت کے حساب سے اس میں اسلحہ صرف ہوا۔ جبکہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے مقامی آبادی کے سینکروں باشندے اور مسلح اہلکار مارے گئے۔ اس جنگ میں پاکستان کے دوسرے علاقے کے شیعوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور ساتھ افغانستان کے ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے شیعوں اور ایران کے پاسداران انقلاب نے بھی بھرپور طریقے سے تعاون ان سے کیا۔ جانی

ومالی لحاظ سے ان کی مدد کی۔ اس لڑائی میں محسود طالبان کے وہ شہداء جن کے صرف نام ملے لیکن لڑائی کی جگہ اور تاریخ کے بارے میں تفصیلات ہاتھ نہ آئے ان شہدائی کے نام مندرجہ ذیل ہیں اور باقی ایجنسیوں کے شہداء کے تفصیل جمع کرنا ناممکن رہا۔(1) کمانڈر انقلابی کے ساتھ 15 ستمبر 2008ء کو اینزیرائی گاوں پر تعارض میں بادشاہ دین عرف طوطی ولد میرزعلی خان وزیر گائے مال خیل حلقہ ڈیلے نے جام شہادت نوش کی۔

(2) سلمان عرف مجروح ولد لال منیر مچی خیل دیڑلنڈائی رغزائی حلقہ بروند نے اگست 2008ء کے اواخر میں اس لڑائی کے نذر ہوئے اور رتبہ شہادت پر فائز ہوئے (3) محمد ہاشم ولد حاکمین برکی حلقہ سام جب شیعوں نے اپنے مقبوضات واپس لینے کیلئے تعارض کیا تو اس دوران شیعوں کے فائرینگ سے شہید ہوئے۔

(4) محسن ولد مامک سلم کائی عبدلائی حلقہ مکین ستمبر 2008ء میں اس لڑائی میں شہید ہوئے،

(5) الطاف ولد جان داتی، بہادر خیل عبدلائی حلقہ قلندر بھی ستمبر 2008ء میں شہید ہوئے،

(6) عثمان ولد داود خان، نظر خیل حلقہ سپنکئی رغزائی بھی اگست 2008ء میں شہید ہوئے،

(7) انعام اللہ ولد داود جان، ہیبت خیل حلقہ سپنکئی رغزائی بھی اگست 2008ء میں اپنے ساتھی کے گولی سے شہید ہوئے جو بغیر پوچھے مورچے سے باہر گیا تھا ساتھی نے اسے دشمن سمجھ کر فائرینگ کر کے شہید کیا۔

(8) فیروز خان، نظر خیل حلقہ سپنکئی رغزائی بھی اس لڑائی میں ستمبر 2008ء میں شہید ہوئے۔

(9) خانزادہ ولد رشید خان، نظر خیل حلقہ بدر اگست 2008ء میں طالبان نے جب شیعوں پر تعارض کیا اسی دوران دشمن کے جوابی فائرینگ سے شہید ہوئے،(10) شاہ قیاز ولد لاوٹ خان، میر خونائی حلقہ شکتوئی اگست 2008ء میں ان دشمنان صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

طالبان پر وارد ہونے والے اعتراضات کا مختصر جائزہ

طالبان کو فنڈز اور اسلحہ کہاں سے ملتا ہے

پاکستانی حکومت اور خفیہ ادارے اور طالبان سے دور عوام کے ذہنوں میں یہ سوال ہمشہ رہا ہے کہ طالبان کو فنڈ اور اسلحہ دوسرے ممالک خصوصاً انڈیا سے مل رہا ہے اور طالبان سے عوام کو بدظن کرنے اور اُنہیں انڈیا کے ایجنٹ قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پاکستانی اداروں کی کوشش رہی ہے کہ کسی تنظیم یا کسی پارٹی کو عوام میں بدنام کرنا ہو تو اس پر انڈیا سے تعلقات اور انڈیا سے فنڈز لینے جیسے الزمات لگائے جاتے ہیں۔ کیونکہ پاکستانی عوام میں انڈیا سے نفرت زیادہ ہے اور اسے وہ اپنا ازلی دشمن سمجھتے ہیں، کسی کو بدنام کرنے میں یہ فارمولہ پاکستان میں بڑا کامیاب رہا ہے۔ میرے علم اور مشاہدے کے مطابق 2003ء سے تاحال 2016ء تک تحریک طالبان پاکستان اور خصوصاً مجاہدین محسود نے کسی بھی ملک سے چاہے مسلم ممالک ہو یا غیر مسلم ممالک ہو ان سے کسی بھی قسم کی مدد نہیں لی ہے ہاں 2015ء کے اواخر سے چند چھوٹی نام نہاد جہادی گروہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے جن میں شہریار گروپ گیگل گروپ مشہور ہے۔ اور بعض گروپوں اور تنظیموں سے حکومت افغانستان نے وہ رویہ اپنایا ہے جسطرح پاکستان نے افغان طالبان کیساتھ اپنایا ہے۔ رہی لطیف محسود کی بات تو وہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور حکیم اللہ محسود کا ذاتی فعل تھا تحریک طالبان کے شوریٰ سے منظوری نہیں لی تھی۔ رہی یہ بات جو عقیل یوسفزائی نے اپنی کتاب

طالبانائزیشن میں لکھ چکے ہیں کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں لڑنے والوں کے پاس جدید ترین اسلحہ اور دولت کے استعمال کو بھی سامنے رکھیں تو کچھ اور ملکوں کی مداخلت بھی ناگزیر سطح پر سامنے آتی ہے تحریک طالبان کے پاس بقاعدہ تنخواہ دار جنگجوں ہے اور خود کش حملہ آوروں کو نقدر قوم کیساتھ ان کے خاندانوں کو مالی اور جانی تحفظ بھی فرہم کیا جاتا ہے اس سے آگے یہ بات یوں ثابت کرتے ہیں کہ بیت اللہ محسود ایک مسجد کے پیش امام کے بیٹھے ہیں وہ اپنے ذاتی وسائل سے نہیں کرسکتے یا پھر جو ازبک تاجک اور عرب کمانڈرز ہیں آخرانہیں بھی توکہیں سے اسلحہ اور دولت حاصل ہوتی ہے جسے وہ استعمال کرتے ہیں۔لگتا یوں ہے کہ عقیل یوسف زائی صاحب طالبان کے کمانڈر یا خفیہ اداروں کا اہلکار ہے جس نے یہ بات لکھی ہے۔انصاف کے نظروں سے اگر دیکھا جائے تو سویت یونین کا افغانستان میں شکست کے بعد جو اسلحہ جیٹ طیارے، ہیلی کاپٹر، بے شمار ٹینک، بے شمار گاڑیاں اور ہر قسم کے ہلکے اور بھاری ہتھیار گولہ بارود افغانستان میں چھوڑ کر رخصت ہو ئے اس میں سے جو اسلحہ روس کے شکست کے بعد افغانستان کے اندرونِ خانہ کے کئی سالوں اور طالبان حکومت کے دوران جنگوں میں صرف ہوا اور بعد میں امریکی جارحیت کے رد عمل میں تاحال استعمال ہوا اور پاکستانی فوج کے مقابلے میں صرف ہوا یہ سارا روس کا چھوڑا ہوا اسلحہ اور گولہ بارود تھا۔صرف شدہ کے علاوہ پاکستان اور افغانستان میں اس سے کئی گناہ زیادہ موجود ہے روس نے اگرچہ بظاہر شکست کھائی لیکن اس علاقے کو صدیوں تک جنگوں میں مشغول رکھنے اور ایشیاء میں بدامنی بر قرار رکھنے وسطی ایشیائی ممالک کو اپنے کیئے کی سزاء اس شکل میں دی۔بالا آخر سرد جنگ لڑنے والا امریکہ اور اسکا پارٹنر پاکستان بھی پھنس گئے، روس نے اگرچہ ان ممالک سے براہ راست جنگ نہیں لڑی جنہوں نے مجاہدین کی بھرپور امداد کی اور روس کو افغانستان میں شکست سے دوچار کیا لیکن ایسی سیاست کھیلی جسکا نتیجہ اسکے شکست سے بدتر نکلتا جارہا ہے۔طالبان کے پاس جدید اسلحے کی حقیقت یہ ہے، ہاں قبائلی علاقوں میں لوگوں کے پاس بعض ہلکے اور بھاری ہتھیار امریکہ ، چین، مصر، وغیرہ کے ساخت کے بھی ہے جو اسی جنگ میں مجاہدین کے مدد کیلئے وہ تقسیم کرگئے تھے۔کراچی بندر گاہ کے راستے امریکی اسلحہ اور سازوسامان جو پاکستان میں ہزاروں کی تعداد میں کنٹینر ز خفیہ اداروں کے ہاتھوں غائب ہوئے اب وہ قبائلی بازاروں میں اسلحہ ڈیلروں کے ہاں مختلف ممالک کے سٹام لگاکر فروخت ہونا شروع ہوا ہے۔

اسلحہ ڈیلر اُسے لائسن کے ذریعے لانے والا اسلحہ قرار دیتے ہیں، رہی بے دریغ دولت جو اس جنگ میں 15 پندرہ سال سے طالبان استعمال کرتے ہیں اور دوسرے غیر ملکی جنگجو استعمال کرتے ہیں۔اسکی حقیقت یہ ہے۔کہ مجاہدین چاہے ملکی ہو یا غیر ملکی اُنکے ذرائع آمدنی کئی ہیں ،(1)جن میں سب سے زیادہ آمدنی مال غنیمت کے ذریعے انہیں ہاتھ آتی ہے، مثلاً 24 اگست 2007ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقہ محسود میں 325/ سیکورٹی اہلکار بمع تمام تر مال واسباب جن میں ہر قسم کا اسلحہ اور گاڑیاں وغیرہ شامل تھیں۔جس کو 6 کروڑ مالیت کی لاکت کے بدلے پاکستانی حکومت کو واپس ایک معاہدے کے تحت فروخت کی۔(2) مسلمانوں کے چندے چاہے صدقات واجبہ ہو یا نافلہ۔(3) بعض طالبان گروہ اور تنظیمیں اور تحریک طالبان کے اندر وہ سازشی ٹولہ (جو ابھی داعش وغیرہ تنظیموں سے جاملے) تحریک ہی کے چھتری سائے تلے ڈاکہ زنی، بتھ خوری، اجرتی قتل، اسلامی مدارس وخانقاہوں سے بھاری بھاری رقوم کا مطالبہ اور باہر سے پیسے لیکر عوامی مقامات پر دھماکے کرنا، جسکی وجہ سے تحریک طالبان انتشار کا شکار ہوا۔تحریک طالبان کے ٹوٹنے کے بعد بھی کچھ تنظیمیں اب بھی انہی ذرائع سے رقم بٹورتے ہیں، لیکن جب مجاہدین محسود نے تحریک طالبان سے علیحدگی کا اعلان کیا اسی وقت سے اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے کیونکہ بھتہ خوری حرام ہے اور اسی طرح جعل عام گروہوں کیلئے لینا شرعاً حرام ہے۔اسلئے اسکے لینے پر سخت پابندی عائد کی گئی۔(4) اختطاف مجاہدین، این جی اوز

اور غیر ملکی اہلکاروں اور دشمن کے مختلف اداروں کے اہلکاروں کو اغواء کرتے ہیں، اوراسکے بدلے اپنے قیدی دشمن سے رہا کرواتے ہیں یا اسکے بدلے فدیہ وصول کرتے ہیں۔ البتہ اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیاجاسکتاہے کہ اختطاف (اغواکاری) کے باب میں پاکستانی طالبان غلو اور ظلم کے شکار ہوئے ہیں، مختلف بہانوں سے عام مالدار عوام کو بھی اغواء کیاگیاہے یہ سلسلہ پاکستان میں سلفیت کے پیرکاروں اوراسکے ہم مشرب مجاہدین میں زیادہ رہاہے -کیونکہ اُن کے ہاں جب فریضہ جہاد کمزور ہورہاہو تو حالت مجبوری میں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے۔ لہٰذااس سے اسلحہ خریداجاتاہے اور مجاہدین کے اکمالات کئے جاتے ہیں۔ اور یتمیٰ ومساکین کا خرچہ بھی برداشت کیاجاتاہے لیکن اسے بھی بمشکل کئی ماہ بعد یہ خرچہ ملتاہے جوناکافی بھی ہوتاہے باقی خرچہ مزدوری کرکے پورا کیاجاتاہے۔ کسی جنگجو کی مقررہ تنخواہ تاحال مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ اور نہ یہ طالبان امراءسے ممکن ہے کیونکہ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں، صرف جماعۃ الاحرار کے بارے میں سناہے کہ اس نے یہ نظام بنایاہے جو ایک مستحسن فعل ہے۔ انصاف قارئین کے حوالہ کیاجاتاہے۔ یہ بات دنیامیں مسلم ہے، کہ مجاہدین بالخصوص مجاہدین امارت اسلامی افغانستان، تحریک طالبان پاکستان، القاعدہ، داعش، جوپوری دنیامیں مسلمانوں کی جہادی قوتیں ہیں اور دشمن پر اپنالوہامنوا چکے ہیں، اور یہ پوری دنیا میں ایک فریق ہے اور کوئی بھی فریق اپنے دشمن کو زیر کرنے اوراپنے مقصد کے حصول کیلئے تمام ترذرائع بروئے کار لانے میں شرم محسوس نہیں کرتاپوری دنیاکے کفار متفق ہوکر مجاہدین کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرنے میں مصروف ہے باجوداس کے کہ پوری دنیاکے مجاہدین کے مقابلے کیلئے امریکہ تو درکنار صرف پاکستان ہی کافی ہے۔ پوری دنیاکے مجاہدین کی طاقت ہر لحاظ سے نہ ہونے کے برابر ہے لیکن بغیر کسی شرط کے عالمی دنیاسوائے ایران کے مجاہدین کے خلاف متحد ہے اور مجاہدین سے جنگ میں مصروف ہیں ،اب تو ایران نے بھی شام میں مداخلت شروع کی ہے۔ اس تناظر میں اگر انصاف کیاجائے، تومجاہدین چاہے جس ملک کے بھی ہوں وہ اپنے دشمن کے خلاف اگر کسی سے اتحاد قائم کرلیں تواسکایہ فعل کیوں بُرا سمجھاجاتاہے۔(5) شرعاً بھی مجاہدین کو اجازت ہے کہ ایسے حالات میں کہ کفار مجاہدین کی قوت کوتباہ کررہے ہوں تو مجاہدین اگر کسی غیر مسلم طاقت سے اشتراک عمل کرکے اپنے آپکوبچاسکتے ہو۔ توایسے وقت میں یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو ہلاک وبرباد ہوجانے دے۔ مگر غیر مسلم سے اشتراک عمل کرکے اپنی جان نہ بچائے بلکہ ایسے اضطراری حالت میں بدوں شرط غلبہ اسلام بھی کفار سے استعانت واستمداد لے سکتے ہیں۔ تواگر مجاہدین بالفرض کسی غیر مسلم ملک سے امدادلیتے بھی ہیں تویہ عین عقل اور شریعت کا تقاضہ ہے۔ پاکستان کاواویلہ بے بنیاد ہے۔

افغانی اور پاکستانی طالبان کا تقابلی جائزہ

عقیل یوسف زائی کی تلبیس، تمام مکاتب فکراس بات پر متفق ہیں کہ اسلام امن وآشتگی کا مذہب ہے لیکن وہ کفر کے خلاف جہاد کا حکم بھی دیتاہے۔ اس سے آگے عقیل صاحب علامہ جاوید غامدی کے حوالے سے جہاد کے کچھ تقاضے لکھتے ہیں (1) اسلامی ریاست کا قیام، اور یہی ریاست جہاد کرسکتی ہے کسی کو انفرادی حیثیت میں اسکی اجازت نہیں (2) جہاد اس وقت ہوسکتاہے جب آپ کو فتح کا مکمل یقین ہو، بے مقصد لوگوں کا مارنا اور مروانا کسی بھی طرح جائز نہیں، اسکی ذمہ داری اس شخص پر ہوگی جو جہاد کی ترغیب دے گا یہ جہاد کا بنیادی فلسفہ ہے۔ اب ذرہ سنت رسول ﷺ ملاحظہ فرمائیں حضور نبی کریمؐ نے ایک لشکر کو روانہ کرتے ہوئے ہدایات جاری کیں اور سختی سے حکم فرمایا کہ عورتوں، بچوں، اور بوڑھوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا۔ قیدیوں کیساتھ نرم سلوک کرنااوران پر ظلم نہ کرنا، اور پھر اگلے مرحلے میں فرمایاکہ فصلیں نہ اجاڑنا درخت بھی نہ کاٹنا یہ جنگ کے لیے متعین کردہ اصول ہیں جو رحمت اللعالمین ﷺ نے دیئے ہیں۔ اورآج اقوامتحدہ کے چارٹر

کا بھی حصہ ہے، لیکن یہ الگ بات ہے کہ نئے جنگی ہتھیاروں نے ان اصولوں کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ حضورؐ نے تو یہ کہا تھا کہ فصل تباہ نہ کرنا کہ یہ انسانوں کیلئے خوراک اور درخت مسافروں کیلئے سایہ کا باعث ہوتے ہیں لیکن ہمارے یہ طالبان کیا کرتے ہیں۔ یہ کیسا اسلام ہے ،اور کیسی سنت رسولؐ؟ مجاہدین اور طالبان کس مذہب اور اصول کے غلبہ کیلئے کام کر رہے ہیں؟ اور اس کے لیئے جو مظالم روا رکھے ہوئے ہیں وہ کون سے اسلام کا حصہ ہیں۔ یہ وحشت، یہ بربریت، یہ سفاکی؟ طالبانائزیشن صفہ 139 آگے جانے سے پہلے عقیل صاحب کی تلبیس پر کچھ لکھنا ضروری ہے۔(1) اسلام امن وآشتی کا مذہب ہے لیکن اس کے باوجود کفر کے خلاف جہاد کا حکم بھی دیتا ہے۔ اس پر تمام مکاتب فکر متفق ہے لیکن اس سے آگے غامدی کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے اس میں دونوں نے تلبیس سے کام لیا ہے۔ جہاد ہی کے ذریعے اسلامی ریاست وجود میں آتی ہے (2) جب اسلامی ریاست وجود میں آجائے اور اسے اتنی قوت حاصل ہو کہ وہ کفار سے جہاد کرے تو اس پر اقدامی جہاد فرض ہے اسی صورت میں خلیفہ کے اجازت سے جہاد کرنا ضروری ہے اور اسی ہی کیساتھ دوسری شرط فقہاء نے لگائی کہ فتح کا یقین ہو۔ یہ شرائط فقہاء امت نے اقدامی جہاد کیلئے رکھیں ہیں، دفاعی جہاد کیلئے کوئی شرط نہیں۔ طالبان اور دیگر مجاہدینِ عالم اسلام دنیا کے جن ملکوں میں کفار سے جہاد کر رہے ہیں یہ دفاعی جہاد لڑ رہے ہیں۔(3) عقیل یوسف زائی صاحب نے حضور ﷺ کے ارشادات کے روشنی میں جن جنگی اصولوں کی طرف اشارہ کیا ہے اسکے بارے میں بھی تفصیل ہے۔ نمبر (1) عورتوں، بچوں، اور بوڑھوں پر ہاتھ نہیں اُٹھانا۔ قیدیوں سے نرم سلوک کرنا اور ان پر ظلم نہ کرنا، یہ امتِ مسلمہ کا متفق مسلئہ ہے۔ البتہ شریعت مطہرہ نے اسکی تفصیل بیان کی ہے کہ عورتیں اور بچے اور بوڑھے اگر جنگ میں دشمن کیساتھ تعاون کرتے ہو یا انہیں جنگ پر اُبھارتے ہو یا کوئی بوڑھا عقلمند اور ذی رائی ہو تو اس کا قتل جائز ہے قیدیوں پر ظلم ناجائز ہے البتہ اگر کوئی قیدی ایسا ہو جن کے پاس راز کی بات ہو تو شرعاً اسکا مارنا اور دھمکانا جائز ہے۔ نمبر 2) فصل اور درخت تباہ کرنا اس حال میں صحیح نہیں جب اس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو ورنہ اُسے تباہ کرنا ضروری ہے تا کہ کفار پر مسلمانوں کا غیض وغضب ظاہر ہو، اس سے کفار کی شان وشوکت توڑنا مقصود ہے یہ عین اسلام ہے اور مذاہب اربعہ میں عین حنفی مذہب ہے اور یہ جہاد کا بنیادی فلسفہ ہے مجاہدین اور طالبان عین مذہبِ اسلام اور حنفیت کے غلبہ کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اسی آئینہ میں طالبان اپنا چہرہ دیکھتے ہیں۔ عقیل صاحب کو چاہیے کہ وہ اسلامی احکامات میں علماء حق کی طرف رجوع کریں نہ کہ غامدیوں کی طرف۔ رہی یہ بات کہ پاکستانی طالبان افغانی طالبان کے مقابلے میں زیادہ سخت گیر اور متشدد کیوں ہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ پاکستانی طالبان نے بہت زیادہ تشدد سے کام لیا، جن میں سے بعض کاروائیاں شریعت اور انسانی اخلاق کے بھی منافی ہیں، مثلاً لاشوں کی بحرمتی۔ چونکہ پاکستانی طالبان اور مجاہدین مختلف گروہوں میں بھٹے ہوئے ہیں اور ان گروہوں کا مختلف مسلکوں سے تعلق ہے اور پاکستانی سیکورٹی فورسز کی مظالم بھی ان پر تشدد کاروائیوں کے مرتکب ہونے کی ایک سبب بنی ہے اور افغان طالبان کی اکثریت کا تعلق حنفی مسلک سے ہے اور ایک امیر اور منظم شوریٰ کے ماتحت جہاد کر رہے ہیں جسکی وجہ وہ ایک پالیسی کے تحت جہاد کرتے ہیں اور افغان طالبان کے امراء ومشران تجربہ کار ہیں بنسبت پاکستانی طالبان کے۔ کہ وہ جہادی سیاست سے اتنے باخبر نہیں مثلاً کسی کافر اور مرتد کا قتل۔ گولی مار کر ہلاک کرنا۔ چھری سے اسکا گلہ کاٹ کے اسکو ہلاک کرنا۔ تلوار سے اسکی گردن اڑانا یہ سب جائز ہے لیکن فرض نہیں، اس میں سیاست یوں ہے کہ جس طریقے سے اس قتل کو عوام الناس بُرا نہ سمجھے اس طریقے سے قتل عین جہادی سیاست ہیں۔ افغان طالبان اسکا خیال کرتے ہیں۔ پاکستانی طالبان اس میں کوتاہی کرتے ہیں۔ دشمن اس سے فائدہ اُٹھا کر انکو عوام میں بدنام کرنے کی کوشش میں لگا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی طالبان پُرتشدد کاروائیوں اور بعض غلطیوں کی وجہ سے عوام میں بدنام

ہو رہے ہے اور اسکے ساتھ ہی جائز کاروائیوں کو بھی غامدیوں کے چشمے لگا کر غیر مذہب اور غیر اسلام کہتے اور لکھتے ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے۔ کہ پاکستانی طالبان کی تشدد پر مبنی پالیسی پاکستان کے خفیہ ادارے آئی ایس آئی اور فوج کے ترتیب شدہ تنظیموں کے اہلکاروں سے سیکھی ہیں۔ کیونکہ یہ رجسٹرڈ تنظمیں کشمیر میں ہندوافواج اور انکے مسلم معاونین سے یہی رویہ اختیار کر گئے ہیں جسکی طرف عقیل یوسف زائی نے اپنی کتاب طالبانائزیشن میں بھی صفحہ 142 پر اشارہ کر چکے ہے۔، پاکستانی فوج اور اسکے خفیہ ادروں سے یہ سبق طالبان نے سیکھی اور ان کے خلاف یہی عمل اپنایا۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہر انقلاب کا ابتداء پر تشدد کاروائیوں سے ہوتا ہے لیکن جوں جوں آگے بڑھتا ہے تو مشر ان کی تجربے میں اضافہ ہوتا ہے اور بعد میں وہ ایک مثبت پالیسی کے تحت دشمن کے خلاف کاروائیاں کر کے اپنے منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے وہ ایسے اقدامات کرتے ہیں جس سے عوام میں اپنی حیثیت و قوت بر قرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اسکی واضح مثال افغان طالبان کی مثبت پالیسی کے تحت جہاد ہے، جسکی بدولت 45 یورپی ممالک بشمول امریکہ افغانستان میں شکست سے دوچار ہوئے۔ اب کچھ تجربہ پاکستانی طالبان کا بھی ہوا ہے اور جہادی سیاست سے آشناء ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ جسکی واضح مثال، جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے مجاہدین کی ایک منظم تنظیم ہے اور مولانا فضل اللہ سواتی صاحب جب سے تحریک طالبان پاکستان کے امیر بنے ہیں تو 2015 سے تحریک طالبان میں کچھ اصلاحات اور تبدیلیاں کی ہیں۔

مجاہدین کیساتھ اللہ تعالیٰ کے مدد کے چند واقعات

شکئی میں مجاہدین کی مدد

غالبًا 2003ء کے اواخر کا قصہ ہے عمر خالد کے بقول، کہ معراج برکی شہید نے ہمیں شکئی جنگ میں مجاہدین کیساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ایک واقعہ سنایا۔ کہ خونی خیل سرائے کے قریب مجاہدین نے فوج سے شدید لڑائی لڑی۔ لڑائی کے بعد جب ہم نے وہاں سے واپسی کی، تو ذرہ دور جا کر ایک درخت کے نیچے آرام کے لئے بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں پرندوں کا غول آیا۔ درخت پر بیٹھ کر بہت شور کیا۔ اور چلے گئے۔ پھر واپس آئے، درخت پر بیٹھ کر شور شرابہ کر کے چلے۔ یوں یہ سلسلہ کئی دفعہ آتے جاتے جاری رہا۔ عمر خالد کے بقول کمانڈر معراج نے کہا، کہ میں نے مجاہدین ساتھیوں کو کہا، بھائیوں! یہاں سے اٹھو، اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی راز ہے۔ کمانڈر معراج نے کہا کہ جب ہم وہاں سے اٹھے۔ اور منتشر ہوئے تو ایک توپ کا گولہ آیا، اور سیدھا درخت پر جا لگا۔

اولسوالی برمل اوزبر اگئی میں کمین حملہ

2004 موسم گرمہ کے تشکیلات کے دوران ہم محسود مجاہدین اور وزیر مجاہدین نے کمانڈر مولانا کلام صاحب (شہید) کے زیر قیادت برمل کے علاقے اوزبر اگئی میں نیٹو فورسز کے 7 گاڑیوں پر مشتمل قافلے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جسمیں 2 گاڑی نذر آتش ہوئی اور باقی کو جزوی نقصان پہنچا اسی دوران ایک وزیر مجاہد کے کلاشنکوف کا بیرل ٹوٹا وہ ایک بڑے پھتر کے پاس آڑ لیکر بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں ایک نیٹو فوجی سامنے سے آتا ہوا دیکھا، جب وہ انکے قریب پہنچا تو مجاہد نے اس ٹوٹے ہوئے بندوق کو اس پر تان کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے حملہ کیا نعرہ تکبیر سنتے ہی فوجی گر گیا، مجاہد نے پھرتی سے اسی کا بندوق اٹھا کر انکو اپنے بندوق سے ہی جہنم رسید کیا اس واقعے کی تفصیل کمانڈر شاہ محمود عرف کوچ حاجی برکی کی زبانی تحریر کی گئی۔

برمل رخہ میں مجاہدین کا محاصرہ اوراللہ تعالی کی مدد

2006 میں موسم گرمہ کی تشکیلات کے دوران کمانڈر شاہ محمود عرف کوچ حاجی برکی کے بقول ہم اولسوالی برمل کے علاقے رخہ میں نیٹو فوسزز پر حملے کے انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے کہ اچانک چاروں طرف سے نیٹو اور افغان فورسز نے ہمیں محاصرے میں لیا، وہاں سے نکلنے کا امکان نہ تھا چنانچہ میں نے اپنے مجاہدین کو وظائف پڑھنے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کو کہا اس دوران کمانڈر شیر اعظم آقا نے حکم کیا کہ جنگ شروع کرو، میں نے معذرت کرکے انہیں جواب دیا، کہ بے جا مجاہدین کی قوت ضائع کرنا ہے، جنگ میں فائدہ نہیں۔ اس اثناء میں دشمن نے فائرنگ شروع کی تاکہ مجاہدین جوابی فائرنگ کرکے اسکا ٹھکانہ معلوم کیا جائے، لیکن میں نے مجاہدین کو منع کیا کہ یہ دشمن کی جنگی چال ہے جوابی کاروائی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کی آنکھوں سے ہمیں غائب کرر کھا ہے چنانچہ وظائف مکمل کرنے کے بعد میں نے مجاہدین کو محاصرے سے نکل جانے کا کہا جب ہم چل پڑے تو نیٹو فوجیوں کے پاس سے 5 میٹر کے فاصلے پر گذرتے تھے، وہ ہمیں دیکھتے ہی دیکھتے بیٹھے تھیں اس دوران خیر اللہ خیر خواہ حلقہ بدر والے نے کہا کہ اس پر فائر کرتا ہوں یا اسکا گلہ گھونٹتا ہوں لیکن میں نے اسے منع کیا یوں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم بحفاظت نکلے۔

دواتوئی پٹونڑائی کلی میں مجاہدین کی خدائی مدد

اپریل یا مئی 2010 میں لدھا میں سخت سیکورٹی کے باعث کاروئیاں ناممکن ہوئے اسلیے مجاہدین لدھا کا ایک گروہ دواتوئی گیا تاکہ اس طرف سے لدھا میں فوج کے خلاف کاروائیوں کا آغاز کرلے، چنانچہ وہاں سے ایک تشکیل چند دن بعد لدھا گیا لیکن وہاں سے کاروائی کیئے بغیر واپس دواتوئی پٹونڑی کلی واپسی کی وہاں مسجد میں نماز ظہر پڑھنے کیلئے ٹھہرے اور اپنے اسلحہ کو مسجد کے چاردیواری کے ساتھ رکھا، انہی دنوں وہاں پر ایک بوڑھا شخص بھی رہ رہا تھا وہ ہمیں چائے پکانے کیلئے ساتھ بیٹھا تھا اس دوران مسجد کے باہر اردو زبان میں باتیں کرنے کی آواز اور گالیا دینے کی آواز ہم نے سنی ہم سمجھے کہ ہمارے مجاہدین میں سے کوئی ہے ہمارے ساتھ ایک ترکمن تھا وہ اردو سیکھ رہا تھا ہم نے سمجھا اسکو کسی نے غلط الفاظ سکھائے ہیں وہ بول رہا ہے اسی اثناء میں ہمارے ساتھ جو بوڑھا تھا وہ باہر نکلا تو وہ بھاگا مسجد کے کونے میں کانپتا ہوا کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا کہ فوج نے ہمیں گھیر رکھا ہے چنانچہ میں (ترابی) فوراً اٹھا جب مسجد کے دروازے سے باہر دیکھا تو فوجی راکٹ تھامے کھڑا تھا اور کانپ رہا تھا جب میں نے فوجی کو دیکھا تو میں ہنسا اور واپس ہوا ساتھیوں سے کہا کہ باہر فوج نے اسلحہ پر قبضہ کیا ہے پہلے پہل میں مسجد کے کھڑکی سے چھلانگ لگاتا ہوں اگر مجھے گولی لگی تو آپ لوگ اپنے لیے دوسرا طریقہ اختیار کرے اور اگر میں بھاگنے میں کامیاب ہوا تو آپ بھی میرے پیچھے بھاگے اسی اثناء میں شیر فان خدمتی نے کہا کہ میرے پاس پستول ہے اور چھ کارتوس ہے اور 2 گرنیڈ ہے اس سے میں فائر کرتا ہو اسکے بعد مسجد سے باہر نکلتے ہیں چنانچہ پستول لوڈ کی جسکی آواز باہر کھڑے فوجی نے سن لی تو وہ بھاگا اور بھاگتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ بڑوں کے پاس پستول ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری خصوصی مدد کی ہم نے مسجد سے باہر چھلانگیں لگادی اور پہاڑی نالے کے ذریعے گاؤں سے باہر نکلے سیدھا اس پہاڑی نالے سے ہوتے ہوئے پہاڑ پر چھڑ دوڑے یوں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایک پستول کے ذریعے ہمیں سینکڑوں فوج کے عین وسط سے نکالا، ہمارا جو اسلحہ مسجد سے باہر رکھا ہوا تھا اسکے بارے میں پتہ نہ چلا کہ وہ فوج قبضہ کرکے لے گیا یا وہاں چھوڑا۔ لیکن چندماہ بعد اس بوڑھے نے کسی کو کہا تھا کہ وہ میں نے سنبھالا ہے دوسرے روز فوج نے پورے علاقے کو محاصرہ کیا اور سرچ آپریشن شروع کی جسکی وجہ سے

ہم دوبارہ وہاں اسلحہ دیکھنے کے لیے نہ جاسکے اسی فوج پر اسی گاؤں میں ہم نے حملہ کیا جسمیں فوج کے چار اہلکار ہلاک ہوئے۔ اس حملے کے پانچویں روز بعد تابے میں فوج سرچ آپریشن کرنے میں مصروف تھی جس پر ہم نے حملہ کیا جسکے نتیجے میں 2 فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔اس واقعے کو اسکے عینی شاہد کمانڈر ترابی کے زبانی تحریر کی گئی۔

بدر چنار منزہ کیمپ کے قریب ریکی مورچوں میں طالبان اور فوج کا آمنا سامنا

جون 2013 میں عمر خالد کی تحریر کے مطابق مجاہدین حلقہ سام نے بدر کے علاقے چنار منزہ فوجی کیمپ کے قریب مورچوں کی کئی دن تک ریکی مکمل کی بالاخر معلوم ہوا کہ رات دیر سے فوج مورچے خالی کرکے صبح 4.30 بجے فوجی جوان اندھیرے ہی میں آتے ہیں۔ مجاہدین نے کوشش کی کہ پہلے پہل مورچوں میں چھپ کر بیٹھ جائے لیکن مجاہدین اور فوجی جوان ایک ہی موقعہ پر مورچوں میں پہنچے مجاہدین کیساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد تھی جس سے فوج کو سنبھلنے کا موقعہ نہ ملا تین فوجیوں کو ہلاک کیا اور مجاہدین بحفاظت مرکز لوٹے۔

حلقہ ڈیلے، حلقہ جاڑائی، حلقہ تنگئی، حلقہ بروند پر فوج کشی

اکتوبر 2013 میں عید الاضحیٰ سے ایک یا دو دن قبل پاکستانی فوج نے علاقہ تنگہ، علاقہ تنگئی، علاقہ نانو، غُر غورائی گٹر گنڑیے، پاکئی شمکائی، گور گورے، جاڑائی لس کلی، کڑمہ، ڈیلے، ایمار عزائی، مُزارے، ترے فریدائی، کچہرہ، وغیرہ علاقوں سے باہر جانے والے تمام راستوں کو بند کیا گیا۔ مجاہدین کو جب پتہ چلا تو وہاں پر ان حلقوں کے موجود 60 سے 70 تک طالبان بمقام کتالی فریدائی جمع ہوئے اور وہاں مشورہ کیا سب مجاہدین نے فیصلہ کیا کہ فوج ہزاروں کے حساب سے آئی ہے۔اس لیے ان سے لڑنا اپنی قوت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔لہذا فیصلہ یہ ہوا کہ ہر ممکن طریقہ کو اپناتے ہوئے علاقے سے نکلنا ہے۔ چنانچہ براستہ غرغورائی سریلہ روانہ ہوئے۔ ابویحی کا کہنا تھا کہ جب ہم غرغورائی گاؤں پہنچے تو وہاں گاؤں میں فوج کی موجودگی کا پتہ چلا لیکن ہم نے آگے جانا ہی پسند کیا جب ذرہ ہی آگے پہنچے تو راستے میں فوج موجود تھی اور فائرنگ شروع کی جسکی وجہ سے ہم نے راستہ تبدیل کرکے براستہ درے چلی ٹوٹکیے گاؤں پہنچے بس اسی گاؤں میں ہم صبح صادق کے بعد پہنچے آس پاس پہاڑوں پر فوج نے پوزیشن سنبھالی تھی۔ مقامی طالبان نے جب علاقے پر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ تمام داخلی اور خارجی راستے فوج نے بند کئے تھے چنانچہ 3 دن اور 2 راتیں وہاں پر بھوکے پیاسے گذارے جن ساتھیوں کے ساتھ جتنا توشہ تھا وہ پہلے دن ختم ہوا۔ شدت بھوک کی وجہ سے بعض مجاہدین نے گھاس کھانا شروع کیا چنانچہ 60 سے 70 تک یہ مجاہدین ایک چھوٹے سے نالے میں محصور ہو کر رہ گئے۔ اس دوران مشورہ کیا کہ کچھ ساتھی واپس مراکز لوٹا دیتے ہیں تاکہ فوج کے بارے میں جائزہ لیں اس اثناء میں حاجی نے ریپٹر لگایا جسمیں مولانا حقانی حاحب کی آواز آئی جو حاجی حسین کو چند مقامات سے فوج کے واپسی کا کہہ رہا تھا چنانچہ ہم نے چند ساتھی صورت حال معلوم کرنے کیلیے بھیجے۔ اس دوران چند ساتھیوں نے خفیہ جاکر وہاں ایک گھر میں انکو تلاشی کے دوران چند سال پہلے کے رکھے ہوئے مکئی (جوار) ملے جو کہ اندر سے خالی تھے صرف جوار کے خول باقی تھے (جو کیخیوں سے بھرے ہوئے تھے) انہوں نے ہمیں اطلاع کی کہ جوار ملے ہیں۔ چنانچہ ہم نے رات کے اندھیرے میں گھر کے ایک تاریک بند کمرے میں آگ جلائی اور جوار پکا کر مجاہدین کے مجمع میں پیش کئے۔ شدت بھوک سے بڑے ہی شوق سے ہر ایک نے پانی میں ابھلے ہوئے جوار (گینگڑے) کھا لیے۔اس دوران ایک بہت بڑا بیل آکر گھر میں داخل ہوا۔ بھوک سے ناتوانی کے باعث کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اسے پکڑ کر ذبح کرلیں۔ گھر میں گھومنے پھرنے کے بعد واپس

نکلا۔ چنانچہ عید الاضحیٰ کے دوسرے روز ہمیں ساتھیوں نے اطلاع دی کہ بعض علاقے فوج سے خالی ہے اس دوران ہم نے واپسی شروع کی جب ہم غُرغورائی گاؤں پہنچے تو انہوں نے ہمارے لیے مٹائی وغیرہ کا بندوبست کیا تھا جسے کھانے کے بعد ہم چلنے کے قابل ہوئے۔
شمکائی گاؤں پہنچے وہاں پر گاؤں والوں نے فوج کے خوف سے اسلامی رواداری اور پشتون روایات کے مطابق ہماری خاطر داری نہیں کی چنانچہ سابقہ پارٹی نے وہاں پر بکرے خرید کر ذبح کئے تھے وہاں پہنچ کر کھانا کھا کر رات گذارنے کے بعد ہم سب اپنے مراکز واپس ہوئے ابھی فوج کا محاصرہ برقرار اور سرچ آپریشن جاری تھا غالباً دوہی دن بعد سید بادشاہ عرف سجنا حلقہ بروند نے ہمیں اطلاع کی کہ راستہ کھولا ہے چنانچہ ہم نے اکثر ساتھیوں کو اس راستے سے فوج کے محاصرے سے نکالا۔ اور بعض ساتھی براستہ اوسپاس عابد اللہ عرف انصار کے ہمراہ نکلے ہر حلقے کے چند مخصوص مجاہدین وہاں رہ گئے تیسرے یا چوتھے روز دوبارہ فوج ان علاقوں میں آگھسی کیونکہ انہیں مجاہدین کے دوبارہ آمد کا کسی ذریعے سے پتہ چلا۔ یوں یہ محاصرہ 23 دن تک جاری رہا فوج گھر گھر اور نالے نالے سرچ آپریشن کرتی رہی۔ ان دِنوں جنرل کیانی ریٹائر ہو رہا تھا وہ اپنی تاریخ رقم کرنے کی غرض سے یہ کاروائی کر رہا تھا۔ مولانا کرڑائی کے بقول ایک میجر آفیسر نے مجھے بتایا کہ جنرل کیانی خود ہیلی کاپٹر ز سے علاقے میں معائنہ کے لیے آئے تھے جب شمکائی گاؤں پہنچے تو ہمیں آڈر ملا کہ اس گاوں میں دہشت گھر د موجود ہیں اسکو ملیامیٹ کر دینا اور تمام کو گولی مار دینا ہمارے کرنل صاحب نے انہیں جواب دیا کہ یہ تو مال مویشی والے عام لوگ ہیں ہم نے آپریشن کیا ہے، کیانی سے جواب ملا کہ جو بھی ہو اسکو ہلاک کر دینا اور انکے مال مویشی کو بھی ہلاک کرنا؛ اس پر کرنل صاحب نے اپنی فوج سے مشورہ کیا
اور واقعے سے انہیں آگاہ کیا اور بتایا کہ وزیرستان ہمارا آنا دہشت گردوں کے خلاف ہے۔ عوام کے قتل کرنے کیلئے ہم نہیں آئے ہیں۔ اگر ہم سے عام پاکستانی مسلمانوں کو قتل کروانا ہو۔ تو یہ مقصد پنجاب میں بطریق اولیٰ پورا ہو سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے یونٹ والوں نے اس آڈر سے انکار کیا چنانچہ ہمیں فوراً آرڈر ملا کہ تم لوگوں نے تیارزہ قلعہ پہنچنا ہے۔ ہم کئی روز سے جنگ سے تھکے درماندے تھیں اسی حالت میں تیارزہ قلعہ پہنچے وہاں پہنچتے ہی فوراً آڈر ملا کہ تم نے تنگئی عباس خیل پہنچنا ہے۔ وہاں سے ہم نے دوبارہ پیدل سفر شروع کیا وہاں پہنچے تو وہاں پر ہمیں کرنل نے بتایا کہ بیٹو خفانہ ہونا یہ آرڈر نہ ماننے کی سزاء ہمیں مل رہی ہے۔ ورنہ اگر ہم عام محسود قبائیلوں کو سپوتاژ کرتے تو یہ سزاء نہ ملتی۔ یہ پاکستانی جرنلوں کی انسانیت سوز مظالم کے احکامات میں سے ایک ہی حکم ہے اسی طرح ہزاروں احکام انہوں نے جاری کئے ہوں گے مثلاً سوات میں ہیلی کاپٹروں سے طالبان یا انکے حمایت یافتہ لوگوں کا گرانا، ٹولیوں کی شکل میں مسلمانوں کا قتل عام وغیرہ جو میڈیا پر دنیا نے دیکھیں ہیں۔ یوں 23 دن تک محاصرے اور سرچ آپریشن کے بعد فوج نے علاقے سے انخلاء کیا لیکن مین راستوں پر کئی ماہ تک ناکہ بندی کی تھی شمکائی گاؤں والوں کا کہنا تھا۔ کہ جب فوج ہمارے گاؤں آئی تو ان میں چند سپاہیوں نے کہا کہ ہم نے طالبان گٹر گنڑیے گاؤں میں دیکھے لیکن بہت زیادہ تعداد میں تھیں ہم نے خوف کے مارے ان پر حملہ نہ کیا حقیقت میں بھی ایسا تھا کیونکہ پہلی رات کو ساتھیوں نے فوج کو غرغورائی گاؤں میں دیکھا تھا۔ لیکن اللہ تعالی نے انکے دلوں میں رعب ڈالا جسکی وجہ سے وہ ہمت نہ کر سکے۔ اس واقعے کی تفصیلات ابو یحیٰ کی زبانی تحریر کی گئی۔

شہداء کے کرامات

خیسورہ نانوخیل علاقے میں لڑائی

جنوری 2008 میں فوج نے غٹ سر کم سرو غیرہ علاقوں پر شکئی کی طرف سے حملہ کیا اور اس پر قبضہ کیا چند ہی دن بعد نانو خیل قوم کے گاوں پر حملہ کیا۔ اس دوران فوج کو طالبان کے سخت مزاحمت کا سامنا ہوا اور پورا دن لڑائی ہوتی رہی عمر خالد کی تحریر کے مطابق فوج کا جانی نقصان بہت ہوا لیکن تعداد معلوم نہیں جبکہ طالبان میں فضل کریم ولد نیک آواز لنگر خیل بھی رتبہ شہادت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے جسکی لاش سترہ دن بعد وہاں سے اٹھالی گئی ان کی جسم سے یوں محسوس ہورہا تھا گویا کہ سویا ہوا ہے جسم کے تمام اعضاء ڈھیلے نرم ملائم تھے انہیں اپنے آبائی قبرستان ٹپر غائی میں سپرد خاک کیا گیا۔

17 اکتوبر 2009 میں کوٹکئی وغیرہ علاقوں پر فوج کشی اور طالبان کی مزاحمت؛ مولوی مدنی کی زبانی۔

جنوبی وزیرستان علاقہ محسود پر پانچ مہینے تک محاصرے کے بعد 14 اکتوبر 2009 کو چاروں طرف سے فوج نے حملہ کیا تو اس پیش قدمی کے دوران فوج کو سخت مزاحمت کا سامنا سپنکئی رغزائی کے مضافات میں ہوا، چنانچہ اس سلسلہ میں 19 اکتوبر 2009 کو سپینہ ویڑے پر کمانڈر حاجی گل سوپ خان کی سربراہی میں فوج سے سخت مقابلہ ہوا۔ یہ لڑائی بلکل دست بدست ہوئی جس میں ایک ازبک مجاہد شہید ہوا جبکہ فوج کے جانی نقصان کے بارے میں تصدیق نہ ہو سکی۔ اسی روز کفار لیٹہ کوٹکئی پر کمانڈر مخلص کے سربراہی میں طالبان نے فوج کیساتھ زبردست مقابلہ کیا، جبکہ اس جنگ میں فوج کو بہت زیادہ جانی ومالی نقصان اُٹھانا پڑا، جس میں 9 سے زیادہ فوجی اہلکار مارے گئے اور مجاہدین نے ان سے سرکاٹ کر اپنے ساتھ لے گئے، جبکہ تین دن تک انکی لاشیں پڑی رہے اوران سے بدبو آرہی تھی، کئی بار فوج نے لاشوں کو اُٹھانے کی کوشش کی لیکن انکا ہر حملہ مجاہدین پسپا کرتے رہے اس جنگ میں بطورِ مال غنیمت مجاہدین کو 9 یا 8 عدد جھتری بندوق (رائفل) ملے، ایک عدد راکٹ لانچر (آرپی جی) جی پی ایس، وائرلیس (مخابرہ) اوراسکے علاوہ اور بھی بہت سامان ہاتھ آیا، پھر ایک دفعہ لاشوں کے اُٹھانے کیلئے فوج نے بڑا حملہ کیا جس میں فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی، اس لڑائی میں کئی مجاہدین بھی شہید ہوئے جن کے نام یہ ہے۔ صوبیدار میر صاحب خان حلقہ سراروغہ (2) گل زادین عرف انقلابی حلقہ سراروغہ (3) عبدالرزاق ولد داود خان سرکائی ماسکائی (4) محمد خان ولد شیروز خان سرکائی ماسکائی یہ دونوں کمانڈر مخلص کے ساتھی تھے۔ (5) معاذ لنگر خیل حلقہ سراروغہ یہ مجاہدین فوج کیساتھ دوبدو یعنی دست بدست لڑائی میں شہید ہوئے، فوج اور مجاہدین کی لاشیں ایک ساتھ پڑی تھیں خان محمد سے بعد از شہادت کلاشنکوف مولوی مدنی لے رہا تھا لیکن وہ دینے کیلئے تیار نہ تھا نہیں دے رہا تھا کیونکہ مدنی اس کو امن کمیٹی کا رکن سمجھتا تھا جب مخلص کے ساتھی نے بتایا کہ یہ تو ہمارا ساتھی ہے تو بعد ازاں کلاشنکوف حوالہ کی۔

علاقے زیڑی وام میں مقابلہ

20 اکتوبر 2009 کو فوج نے پیش قدمی کرتے وقت زیڑی وام کے پہاڑوں میں طالبان کے ساتھ سخت مزاحمت کا سامنا کیا جس میں فریقین کا جانی نقصان ہوا اس لڑائی میں مجاہدین کے دو ساتھیوں نے جام شہادت نوش کی۔ (1) شجاع عالم ولد کالو خان فقیر حلقہ جنتہ (2) اکرام اللہ داوڑ میر انشاہ شنہ خوڑا۔

شجاع عالم ولد کالو خان فقیر کی بعد از شہادت کرامات کا ظہور 27 اکتوبر 2009

شجاع عالم زیڑوام سپینہ ویڑئے کے مقام پر شہید ہوا، فوج کے پیش قدمی کے دوران شاہ بوزائی گاوں کے ایک گلیشائی قوم کے چرواہا گرفتار ہوا دو ماہ تک زیر حراست رہنے کے بعد ضلع ٹانک میں انہیں رہا کیا گیا، اس شخص نے کہا کہ ایک فوجی اہلکار نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب ہم نے

کوٹکئی غورلامہ پر پیش قدمی کی تو اس وقت طالبان شہداء کے لاشیں ہاتھ آئی جس میں ایک لاش گدے پر لادھی، تو اس دوران اچانک ہم سے وہ لاش فوراً غائب ہوئی، جب یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اس وقت گل شار دوکان پر کئی افراد موجود تھے گاؤں تنگئی جنتہ میں اس پر گواہان گل شار جبکہ دیگر کئی افراد موجود تھے، واقعہ کی تفصیل رحمن والی عرف جعفر کی زبانی تحریر کی ہے۔

کوٹکئی میں متاثرین کی واپسی اور شجاع عالم شہید کی دوسری کرامت

جب فوج نے محسود قوم کے عوام کی واپسی کا عمل اپنے علاقوں کو شروع کی تو مرغی بند کے علاقے حاجی زارم خان گاؤں کے ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ خواب میں ایک مجاہد اُسے کہہ رہاہے کہ میں آپ کے گاؤں کے قریب پڑا ہوں مجھے دفن کرو۔ جب اسکی تحقیق کی گئی تو بعینہ خواب کے مطابق پہاڑی میں لاش ملی، جو بلکل صحیح سلامت تھی اسکو وہاں سے اُٹھا کر گاؤں لایا گیا اور وہاں دفن کیا، جو تقریباً ڈیڑھ سال بعد ملا تھا، تحقیق کے بعد جو نشانات ان لوگوں نے بتائے وہ شجاع عالم شہید کے تھے اور اسی جگہ شجاع عالم شہید ہوا تھا،

ناصر گرڑائی کرامت

جنوری 2008 میں مجاہدین لدھا نے 4 فرنٹیر کور کے اہلکاروں کو اس وقت گرفتار کیا جب وہ پانی لینے کیلئے ایداری نالے آئے تھے انکے پاس بندوق نہیں تھے۔ اسکے ردعمل میں نادرہ دفتر میں موجود عوام میں 13 عام شہریوں کو حکومت گرفتار کر گئے جن میں ایک مسمی ناصر گرڑائی کو تشدد کرکے شہید کیا گیا۔ بعض اہل علاقہ کا کہنا تھا کہ وہ طالبان کے گولی لگنے سے شہید ہوئے ناصر کی لاش ایک ماہ بعد اسکے رشتہ داروں نے قبر سے نکالی جو صحیح سالم تھی اور اسکو اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

سراروغہ میں جاسوس کے ہاتھوں کمانڈر یعقوب کی شہادت

جنوبی وزیرستان حلقہ محسود میں فروری 2005ء میں سراروغہ معاہدے کے بعد مجاہدین حلقہ محسود نے تمام تر توجہ افغانستان میں قابض صلیبیوں کے خلاف جنگ پر دی۔ اور ساتھ ساتھ کفار کے آلہ کار مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عمل شمالی و جنوبی وزیرستان میں شروع کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں علاقہ مکین کے ایک مشہور جاسوس جو کہ عالم دین بھی تھے، یعنی دینی علوم حاصل کی تھی۔ انکی گرفتاری کی ذمہ داری بیت اللہ امیر صاحب نے کمانڈر یعقوب کے ذمہ لگائی تھی۔ یہ جاسوس مکین سے ٹانک جارہا تھا کہ ان کو سراروغہ کے مقام پر مجاہدین نے آڑے لیا۔ جاسوس کے پاس پستول تھی جس سے انہوں نے فائرنگ کی اور ایک گولی کمانڈر یعقوب کی ران میں لگی۔ جس سے وہ موقع ہی پر دم توڑ کر شہید ہوا۔

یعقوب شہید کی کرامت

شہادت سے قبل یعقوب ہر وقت یہ کہتا تھا، کہ مجھے اللہ تعالیٰ پاکستانی فوج یا دوسرے مسلمان جو کفار کے آلہ کار ہو، کے گولی سے شہادت دے ۔ کیونکہ مجاہدین انکی گولی سے شہادت سے کتراتے ہیں۔ تاکہ میری وجہ سے ان مجاہدین کی وہم ختم ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا بعینہ قبول کی۔ یعقوب کے ساتھ موجود مجاہدین نے جاسوس پر قابو حاصل کی۔ اور گرفتار کرکے وہاں سے لے جاکر علاقہ کڑمہ کے نزدیک ایک پہاڑی نالے میں سڑک کے کنارے قتل کیا۔ پورے علاقہ محسود کے عوام وخواص شہید اور جاسوس کے لاشوں کو دیکھتے تھے۔ اور یعقوب شہید کی حقانیت کی گواہی دیتے تھے۔

فدائی عبدالحمید خوستی کی شہادت۔ فدائی عبدالحمید کا تعلق افغانستان خوست سے تھا آپ مئی 2008ء میں افغانستان کے علاقے برمل

نیو آڈہ میں کاروائی کے لیے داخل ہوئے۔کاروائی سے قبل کسی نے جاسوسی کرکے اپکے موجودگی کی اطلاع افغان نیشنل آرمی کو دی افغان نشنل آرمی نے ان چھاپہ مارا جسمیں آپ صاحب مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے(کرامت) بعد از شہادت آپ صاحب کا لاش شکئی ملک شائی کلی میں دفن کیا گیا۔ایک ماہ بعد وہاں سے لاش خوست منتقل کی گئی جو بلکل صحیح سالم تھی۔

ماتے غر پر تعارض میں شہید ہونے والے مجاہد کی نعش

جنوری 2010 میں ماتے غر پر کمانڈر تاج گل کے سربراہی میں فوج کے کیمپ پر تعارض کے لیے مجاہدین جب کیمپ کے قریب پہنچے تو طالبان کے حملہ شروع ہونے سے پہلے فوج نے انکی راہ روک لی اور کیمپ سے ان پر سخت فائرنگ شروع کی جسکی وجہ تعارض ناکام ہوا اور انکے ہمراہ حلقہ سرکائی ماسکائی کا ایک مجاہد مسمیٰ ارشاد شہید ہوا، چھ مہینے بعد جب شہید کے گھر والے آئے تو انہوں نے اپنے شہید کے قبر پر حاضری کی جبکہ ساتھ ایک یا دو مجاہد بھی تھے گھر والوں نے مجاہدین سے اصرار کیا کہ ہم قبر کھولتے ہیں اور شہید دیکھنا چاہتے ہیں کافی اصرار کے بعد جب انہوں نے شہید کی قبر کھولی تو اپنے شہید کو صحیح سالم پایا جبکہ اسکے سر اور داڑھی کے بال لمبے ہو چکے تھے۔مجاہدین سرکائی ماسکائی کے بقول یہ قصہ جولائی 2010 میں پیش ہوا۔

یار محمد عرف یارو اور محمد اللہ کی میران شاہ سے گرفتاری

2010/2/10 جنوری یا فروری 2010 میں جب میران شاہ ماچس کلئی [گاؤں] پر فوج نے چھاپے کے دوران یار محمدؐ عرف یارو اور محمد اللہ کو گرفتار کیا۔تو اس کے بعد دبدر محاذ پر جیٹ طیاروں نے 31 بم گرائے۔جس میں دو محسود مجاہدین شہید ہوئے۔جس کے نام یہ ہیں [۱] حافظ اللہ ولد نیک ولی نظر خیل حلقہ سپین کئی رغزائی [۲] حافظ محمد رفیق عرف طوفان ولد اردعلی خان کئی خیل حلقہ مومی کڑم۔ یادرہے کہ محمد رفیق حلقہ مومی کڑم کے نائب امیر بھی تھے۔جبکہ رائے خان حلقہ بدر والا زخمی ہوا۔ ان شہداء کی کرامت بقول مولوی اخلاصیار اور شیر اعظم آقا عرف فاتح، دو سال بعد ان دونوں شہداء کی قبریں گری۔جب اس کو مرمت کرنے کی غرض سے اس سے مٹی باہر نکالی تو دونوں شہداء کی لاشیں صحیح سالم نظر آئی۔بعد ازاں انکو دوبارہ وہی پر دفن کیا۔

جمال الدین شہید کرامت

اکتوبر 2004 رمضان المبارک میں فوج نے علاقہ کڑمہ پر قبضہ کیا،اور سوڑہ ژاور نامی پہاڑی پر فوج اور مجاہدین حلقہ محسود کے درمیان جھڑپ ہوئی۔جبکہ فوج کی تعداد سینکڑوں میں تھی، مجاہدین کی تعداد دس سے کم تھی جسکی کی کمانڈ ینگ غالب نامی مجاہد کررہے تھے۔صبح سے ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔البتہ صبح مجاہدین کو جب پتہ چلا تو بیت اللہ امیر صاحب نے ان کی کمک کے لئے خطاب نامی کمانڈر کو بمع ساتھیوں کے وہاں جانے کا حکم دیا۔جو موقعہ پر پہنچ کر ظہر تک جنگ کو جاری رکھا، مجاہدین کی شدید مقابلے کی وجہ سے فوج نے پیش قدمی روک دی۔اس جنگ میں آٹھ فوجی مارے گئے، جبکہ ایک مجاہد جمال الدین ولد گل سوپ خان جلال خیل چگملائی بھی شہید ہوا۔عصر سے پہلے فوج شکست پر مجبور ہو کر کاروان منزہ واپسی کی۔یادرہے کہ سوڑہ ژاور کڑمہ کی اسلامی مدرسہ سے جنوب مشرق میں واقع پہاڑی کا نام ہے۔
خطاب کا کہنا تھا کہ جمال الدین کو مغرب کے بعد چارپائی پر رکھا تو انکی کرامت بعد از شہادت میں نے یہ دیکھی کہ جمال الدین نے چارپائی مضبوطی سے پکڑی۔جمال الدین نے شہادت سے قبل کہا کہ " یہ میرا پہلا جنگ ہے اور یہ میرا آخری جنگ ہے۔اور یوں ہی ہوا۔خطاب نے

کہا کہ اس وقت مفتی نورولی نے کہا کہ میں نے فوج کو دیکھا کہ وہ ایک لاش کو سلوٹ کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ فوج کا ایک بڑا آفیسر اس جنگ میں مارا جا چکا ہے۔

رحمن اللہ اور ناوریز خان عرف نصیب اللہ کی کرامت

2005ء موسم سرمہ دسمبر یا جنوری 2006ء بقول نیک بات مارچ میں محسود اور کچھ پڑوسی اقوام کے مجاہدین کے بشمول، لواڑہ سُر سَر پر ملاسنگین کے سربراہی میں تعارض کا پروگرام بنایا گیا، اس تعارض میں تقریباً 78 مجاہدین نے حصہ لیا، جب تعارض شروع ہوا تو ایک مورچے پر مجاہدین چڑ دوڑے جبکہ دوسرے مورچوں پر مجاہدین خطا ہوئے۔ کمانڈر سیلاب نے کہا کہ جس وقت ہم خاردار تاروں کو کاٹ رہے تھے، تو اس اثناء میں ہمارے اُوپر دشمن نے فائر شروع کیا جس کی وجہ سے، سید راعظم زخمی ہوا۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑی اور مورچے کے مین دروازے پر پہنچے اور دشمن کا راستہ روکا، یوں یہ لڑائی پونا گھنٹہ جاری رہی، بظاہر مورچے فتح نہ ہوئے اور 2 مجاہدین نے بھی جام شہادت نوش کی (1) رحمن اللہ محسود ولد زکیم خان ملک شائی حلقہ مکین (2) ناوریز خان عرف نصیب اللہ ولد رباز خان ہیبت خیل حلقہ شوال لواڑہ۔ لیکن صبح ہوتے ہی افغان نیشنل آرمی نے بسترے گول کر کے اس جگہ کو خالی کر دیا اور شہداء کے لاشوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ اہل علاقے کے بقول یہ شہداء تلاوت کرتے رہتے تھے، جبکہ اس پارٹی کے آفسر نے سپاہیوں سے کہا کہ اس کو گہرے کھائی میں پھینک دو جب سپاہی ہاتھ لگاتے تو شہداء ان کو پکڑ لیتے۔ بالاخر اس ملعون افسر نے اُنہیں طعنہ دیا اور خود کوشش کی لیکن وہ بھی اس مشاہدے کا آمنا سامنا کر گئے۔ آخر کار 18 دن بعد شہداء کے لاشیں مجاہدین کو بذریعہ اہل علاقہ واپس کئے گئے، اور انہیں اپنے آبائی علاقہ مکین میں سپرد خاک کئے گئے۔ جبکہ 18 دن بعد انکی لاشیں صحیح وسالم اور تروتازہ تھے۔ اسی دن زمبیلہ پر تعارض ہوا جو ناکام ہوا،، واقعے کی تفصیل کمانڈر سیلاب اور مولوی خاطر صاحب سے روایت کی گئی ہے۔

کفری ادارے اعتراف کر گئے

طالبان کی لاشیں خراب نہیں ہوتیں، امریکن ریڈ کراس

لاشوں سے خوشبو آتی ہے جبکہ مخالفین کی لاشیں سڑ جاتی ہیں، رپورٹ میں اعتراف

واشنگٹن (مانیٹرنگ ڈیسک) امریکی ادارے ریڈ کراس کی ویب سائٹ نے غیر ملکی فوجیوں کے مقابلے میں طالبان کے شہداء کے بارے میں ایک رپورٹ نشر کی ہے۔ مذکورہ ادارہ مزار شریف میں مردوں کو جمع کرنے اور انہیں دفنانے کے فرائض سرانجام دے رہا ہے اس ادارے نے اپنی رپورٹ میں اس بات پر (باقی صفحہ 7 نمبر 8)

دوران ہجرت افغانستان میں محسود مجاہدین پر امریکی چھاپوں کی روئداد

شمالی وزیرستان لواڑہ کے ساتھ ڈیورنڈلائن پر امریکی چھاپہ

6دسمبر 2015کو شمالی وزیرستان کے علاقے کے ساتھ پاک افغان سرحد پر مجاہدین حلقہ محسود کے اسلحہ ساز فیکٹری کے ماسٹر مائن استاذ امیر محمد عرف احمد کے مرکز پر افغان فورسز اور امریکی فورسز نے رات کے اخری حصے میں مشترکہ چھاپہ مارا جس میں کمانڈوفورسز کو ڈرون طیاروں، جیٹ طیاروں، ہیلی کاپٹرز وغیرہ کی مدد حاصل تھی(۱) جس میں امیر محمد عرف احمد ولد ماسٹر حمید اللہ بالیچ خیل حلقہ وچہ خواڑہ (۲) شیخ زاہد عرف فرمان ولد میرزا علی خان نظر خیل حلقہ سپنکئی رغزائی (۳) آیت اللہ ولد غلام لنگر خیل حلقہ وچہ خواڑہ (۴)عبدالرحمن ولد شاگل وزیر خوشحالی رزمک کے بشمول کل 15 مجاہدین شہید ہوئے جس میں کمانڈوفورسز سے مجاہدین کی دوبدو لڑائی ہوئی تھی جبکہ اس لڑائی میں کمانڈر آریانہ داوڑ بھی شہید ہوا جو شمالی وزیرستان حیدرخیل قبیلہ تحصیل میر علی سے تعلق رکھتے تھے یادرہے کہ احمد ولد ماسٹر حمید اللہ جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے شاخ بالچ خیل وچہ خواڑہ سے تعلق رکھتے تھے ابتدائی تعلیم وچہ خواڑہ مڈل سکول سے حاصل کی باقی تعلیم وینسم کالج اور ڈگری کالج ڈی آئی خان میں بی اے تک حاصل کرنے کے بعد اپنے علاقے کے مجاہدین سے جاملے بڑے ہی بااخلاق اور باادب انسان تھے کچھ عرصہ بعد انہوں نے اسلحہ ساز لیباٹری میں داخلہ لیا اور اس میں مہارت حاصل کرکے بالاخر اپنے شعبے کے استاد قرار پائے احمد کی شادی شہادت سے تقریباً3 سال پہلے ہوئی تھی شہادت کے بعد ہی آپکا بیٹا پیدا ہوا۔ ان مجاہدین پر جاسوسی کرنے والا صلاح الدین داوڑ تھا جنہوں نے اس کار وائی کی جاسوسی کے علاوہ اور بھی کئی ڈرون حملوں کے جاسوسی کا اقرار کیا صلاح الدین داوڑ عرب مجاہدین کی نصرت کررہا تھا جو مشہور ومعروف تھا القاعدہ کے کئی معروف ومشہور شیوخ پر جاسوسی کرکے ڈرون حملوں سے شہید کروایا صلاح الدین نے کل 18 ڈرون حملوں کی ذمہ داری لی کہ اسکی جاسوسی اور پلاننگ میں نے کی ہے جو سب کامیاب بھی ہوئے اسکی ویڈیو فلم ضرب مومن الشہاب میڈیا پر موجود ہے

کرم ایجنسی کے ڈیورنڈلائن پر واقع خانائی میں چھاپہ

18 جنوری 2016 کو کرم خانائی جو پاک افغان ڈیورنڈلائن پر واقع علاقہ ہے وہاں حلقہ محسود کے مجاہدین کا مرکز تھا جس پر امریکی اور افغانی کمانڈوز نے چھاپہ مارا جبکہ انکو ڈرون طیاروں جیٹ طیاروں گن شیپ ہیلی کاپٹروں کی مدد حاصل تھی اس چھاپے میں کئی محسود طالبان نے جام شہادت نوش کی؛ جن میں (۱) زار محمد ولد محمد خان آزدی خیل مکین (۲) شیر محمد ولد خواژ محمد عمر خیل مکین (۳) میر سلام ولد میربت خان حلقہ سرکائی ماسکائی شامل تھے۔

ڈنگر الگڈ افغانستان پکتیکا میں چھاپہ

پاکستانی مجاہدین نے جب افغانستان کے سرحدی علاقوں میں پناہ لی تو افغان اور امریکی فورسز نے ان پر چھاپے شروع کیئے خصوصاً جن لوگوں نے مہاجرین کی خدمت کی تھی انکو نشانے پر لیا اور ان پر چھاپے شروع کیئے انکو گرفتار کرنے کی کوشش کرتے تھے ورنہ ڈرون سے انکو مارنا ان کے لیے مشکل نہ تھا لیکن گرفتاری کی زیادہ کوشش کی جاتی تھی تاکہ ان سے راز معلوم کیا جاسکے۔ان چھاپوں میں **9 مئی 2016** بروز پیر ایک چھاپہ ڈنگر الگڈ پکتیکا جو پاکستانی سرحد لواڑہ سے متصل ہے محسود مجاہدین کے ایک فرد ضیاء محسود عرف لالا پر لگایا گیا۔ جبکہ عشاء کے

وقت انکو ذرائع سے معلوم ہوا تو وہ اور عبد الرحمن لالا دونوں گھر سے نکلے اور لواڑہ کی طرف چلے جب امریکیوں کو پتہ چلا کہ جو کمانڈو فورسز گرفتاری کیلئے ان کے گھر سے قریب میں اتارا تھا وہ اب کاروائی نہیں کر سکتا تو خوست کی طرف سے دوسرے ہیلی کاپٹروں میں کمانڈو لیکر بلکل انکے سامنے اتارا۔ یاد رہے کہ جاسوس طیارے انکے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ ان دونوں نے فوراً جنگ شروع کی کیونکہ محسود مجاہدین کا شیوہ یہ نہیں ہے کہ وہ دشمن کو گرفتاری دیدے ہمیشہ ہی اسی قوم کے مجاہدین نے گرفتاری کے بجائے شہادت کی موت کو لبیک کہا ہے سیکورٹی فورسز کے پاس رات کو دیکھنے والے آلات بھی تھے اور جاسوس طیاروں کی مدد بھی انہیں حاصل تھی جسکی وجہ سے وہ چھپ نہیں سکتے تھے پہلے پہل ضیاء محسود کو ٹانگ سے زخمی کیا لیکن جب انہوں نے برابر مزاحمت جاری رکھی تو بالآخر یہوی امریکی فورسز نے ان دونوں کو شہید کروایا جبکہ انکے ساتھ پاکستان کے سابق وزیر اعظم یوسف رضاء گیلانی کا مغوی بیٹا حیدر گیلانی بھی تھا جسکو زندہ گرفتار کیا اور ساتھ لے گئے اور انکو پہلے زابل میں کاروائی کے دوران رہائی

کا اعلان کیا جبکہ بعد میں گیاں ولسوالی میں کاروائی کے دوران رہائی کا اعلان کیا جبکہ ضیاء محسود عرف ضیاء لالا اور عبد الرحمن لالا محسود نے گرفتاری نہ دے کر جنگ کو طول دی اور مزاحمت کرتے کرتے جام شہادت نوش کیا۔

پکتیکا برمل محسود طالبان کے ترجمان اعظم طارق کی شہادت

افغانستان کے صوبہ پکتیکا کے اولسوالی برمل کے علاقے اوزبراگائی نامی علاقے میں ایک پنجابی یا کشمیری مجاہد جسکا تعلق القاعدہ سے بتایا جاتا تھا۔ جس کے خلاف افغان کمانڈوز اور امریکی کمانڈوز نے 24 اور 25 ستمبر کی درمیانی رات ایک مشترکہ آپریشن کیا۔ اس کاروائی میں کمانڈو فورسز کو ڈرون اور جیٹ طیاروں گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور دوسرے بختیار نامی طیاروں کی مدد حاصل تھی۔ ہوا کچھ یوں کہ گھات لگائے کمانڈوز اہلکاروں سے محسود طالبان کے ترجمان محمد رائیس خان ولد میر عالم خان (المعروف اعظم طارق) کا آمنا سامنا ہوا فریقین کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا اعظم طارق اور انکے بیٹے صفی اللہ اور آپکے دوسرے ساتھی خیر اللہ تینوں نے کمانڈو فورسز سے شدید مقابلہ کیا لیکن بالآخر فضائی بمبار کے ذریعے انہیں نشانہ بنایا گیا جسمیں تینوں حضرات کی شہادت واقع ہوئی؛ محمد رائیس خان عرف اعظم طارق ولد میر عالم خان گیگا خیل محسود کا تعلق جنوبی وزیرستان حلقہ بروند سے تھا جبکہ صفی اللہ آپکا فرزند ارجمند تھا خیر اللہ ولد سید الرحمن (عرف سدرک لالا) کا تعلق مال خیل قبیلے حلقہ لدھا سے تھا خیر اللہ کو برمل کے علاقے ولے واس خولہ میں سپرد خاک کیا جبکہ اعظم طارق اور انکے بیٹے صفی اللہ کو برمل کے علاقے اوزبراگائی محسود قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے اس کاروائی میں دومداخیل وزیر طالبان کی گاڑی کو نشانہ بنا کر تباہ کیا اور ان میں دونوں کی شہادت واقع ہوئی؛ جس کشمیری مجاہد کے گھر پر چھاپہ مارا گیا تھا اسکے گھر میں موجود ایک مجاہد کو بھی شہید کیا گیا اولسوالی برمل کے نیو آڈہ فوجی کیمپ کے ایک اہلکار کے بقول اس لڑائی میں 8 کمانڈوز مارے گئے تھے۔

پکتیکا برمل میں چھاپہ اور جوھر محسود کی شہادت

سابقہ چھاپہ کے بعد تیسری رات کو یعنی 26 اور 27 ستمبر کی درمیان شب دوبارہ برمل کے علاقے لمن میں نجیب اللہ محسود کے ہاں مقیم ایک پنجابی مجاہد پر افغان اور امریکی کمانڈوز نے چھاپہ مارا لیکن وہ اس کاروائی میں ناکام رہے کیونکہ گھر میں موجود مہمان اور انکے میزبان حضرات نے شدید مزاحمت کی، بالاخر جب کمانڈو فورس انکے گرفتاری میں ناکام ہوئی تو مہمان خانہ کی عقبی دیوار کے قریب دھماکہ کرکے اس کو گرا دیا اور اس میں موجود دونوں مجاہدین شہید ہوئے جن میں مسمیٰ جوھر محسود اور اسکے ہاں ٹھہرا ہوا پنجابی مہمان مجاہد بھی شامل تھا جبکہ کمانڈر نجیب اللہ محسود عرف انقلابی کو گھر کے ایک کمرے میں فورسز نے گھیرے رکھا اسکے ہاں اپکی اہلیہ اور ایک بچہ بھی کمرے میں موجود تھیں رات ایک بجے سے 4 بجے تک انکے خلاف کمانڈو فورسز نے ہر قسم کا حربہ آزمایا کی لیکن انکے گرفتاری یا انکے ہلاک کرنے میں ناکام رہے کمانڈر نجیب اللہ نے دشمن کے ہر فائر کا مضبوط جواب دیتے رہے اور انہیں قریب نہیں آنے دیا، بالاخر دشمن نامراد واپس لوٹا شائد انکے ساتھ انکی اہلیہ اور بچے کی موجودگی کی وجہ سے ان پر بمبار نہ ہوا۔ اس لڑائی میں آپ صاحب زخمی ہوئے اور بالاخر خون جاری رہنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوگئے تھے لیکن انہوں نے گھر والی سے وصیت کی تھی اور انہیں دستی بم دیدیا تھا کہ اگر امریکی وغیرہ مجھے گرفتاری کے لیے کمرے میں داخل ہوتے دیکھے تو دستی بم سے حملہ کرنا تاکہ ہم سب شہید ہوجائے اور دشمن کے ہاتھ زندہ نہ آلگے لیکن امریکی اور افغان کمانڈوز نے کمرے میں داخل ہونے کی باربار ناکام کوششوں کے بعد واپسی کی،اس چھاپے کے دوران فضائی بمبار کے نتیجے میں دوسرے پاکستانی مہاجرین بھی شہید ہوئے جنکا تعلق داوڑ اور وزیر قبیلے سے تھا جبکہ کئی کو گرفتار کرکے لے گئے۔ یاد رہے یہ دونوں چھاپہ لمن مہاجر کیمپ کے احاطے میں لگائے گئے جن میں پاکستانی مہاجرین رہ رہے ہیں جس میں عوام کے علاوہ مجاہدین بھی مقیم ہیں لیکن یہ مجاہدین افغان حکومت کے خلاف نہیں لڑتے بلکہ پاکستانی سیکورٹی اداروں کے خلاف لڑتے رہے ہیں۔

پکتیکا برمل لمن میں امریکی چھاپہ

نومبر 2016 میں پکتیکا اولسوالی برمل کے علاقے لمن پر کئی روز ڈرون طیاروں کی پروازوں نے وہاں کے باشندوں کی زندگی اجیرن کردی تھی چنانچہ کئی روز تک ریکی کرنے کے بعد بالاخر 16 اور 17 نومبر کی رات امریکی اور افغان کمانڈوز نے برمل کے علاقے لمن ژور کاڑائی میں پاکستانی مہاجرین کے گھروں پر چھاپہ مارا جبکہ انہیں ڈرون طیاروں، جیٹ طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور دوسرے بمبار طیاروں کی مدد حاصل تھی چنانچہ اس کاروائی میں یعنی بمبار اور لڑائی میں کل چار افراد کی موت واقع ہوئی جبکہ ایک سواتی مجاہد کو زندہ گرفتار کیا گیا، شہداء میں (۱) محمد عمر ولد حاجی نذیر سپنکئی رغزائی (۲) زیب اللہ ولد عجب نور اشنگی حلقہ مکین (۳) شیر حسن ولد شیر الرحمن ملک شائی حلقہ مکین (۴) شاکیم وزیر شمالی وزیرستان۔

پکتیکا برمل لمن میں امریکی چھاپہ

5 دسمبر 2016 کو پکتیکا اولسوالی برمل کے علاقے لمن میں محسود اور بنوچی مجاہدین کے مراکز پر امریکی اور افغان کمانڈوز نے ڈرون اور جیٹ طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں کی مدد سے چھاپہ مارا 4 اور 5 دسمبر کی درمیانی شب رات تین بجے مجاہدین اور امریکی اور افغان کمانڈوز میں فائرنگ شروع ہوئی جو صبح تقریباً ساڑے 5 بجے تک جاری رہی جسکے نتیجے میں تین محسود مجاہدین مسمیٰ صدام حسین عرف ڈاکٹر ولد علم دین بہادر خیل اوسپاس حلقہ تنگئی (۲) ظہور الرحمن عرف ظہور ولد گل رحمن حلقہ تنگئی (۳) ملنگ یار ولد غازی مرجان عبدلائی حلقہ مکین، جبکہ دو دیگر مہمان گنڈاپور مجاہدین حافظ اکرام اللہ گنڈاپور (۲) سلیم الرحمن گنڈاپور اور وقاص بنوچی اور رضوان

بنوچی قافلہ شہداء میں جاملے ،جبکہ افغان ریڈیو رپورٹ کے مطابق اس چھاپے میں 6 کمانڈوز بھی ہلاک ہوئے جبکہ بعض دیگر مقامی ذرائع کے مطابق اس حملے میں 10 کمانڈوز مارے گئے اور 11 کے لگ بگ زخمی ہوئے۔ اس حملے میں جاسوسی کرنے والے شخص احمدی افغانی کو گرفتار کیا گیا انہوں نے اعتراف جرم کے ساتھ ساتھ یہ انکشاف بھی کیا کہ مجاہدین کے جوابی فائرنگ سے 18 کمانڈوز ہلاک ہوئے جن میں ایک امریکی کمانڈوز خاتون اور مرد بھی شامل تھیں۔

پکتیکا برمل لمن میں امریکی چھاپہ

25 اور 26 جولائی 2017 کی رات پکتیکا اولسوالی برمل کے علاقے لمن مہاجر کیمپ میں واقع محسود مجاہدین کے گھروں پر امریکی اور افغان کمانڈوز نے ڈرون اور جیٹ طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں کی مدد سے چھاپہ مارا 25 اور 26 جولائی 2017 کی درمیانی شب رات دو بجے مجاہدین اور امریکی اور افغان کمانڈوز میں فائرنگ شروع ہوئی جو صبح تقریباً 4 بجے تک جاری رہی جسکے نتیجے میں دو محسود مجاہدین مسمیٰ حبیب عرف اسد محسود حلقہ سراروغہ (۲) گل والی محسود حلقہ وچہ درہ شہید ہوئے اور جمال محسود حلقہ وچہ درہ زخمی حالت میں گرفتار ہوئے۔ صبح کے وقت جب اہل علاقہ سے معلومات حاصل کئے گئے تو پتہ چلا کہ فریقین میں دو گھنٹوں تک شدید فائرینگ کا تبادلہ ہوتا رہا اس علاقہ میں کافی سارا خون گرا ہوا تھا افغانستان کی مقامی رڈیو تلواسہ کے مطابق اس کاروائی میں دو دہشت گرد مارے گئے اور ایک زخمی حالت میں گرفتار ہوا جبکہ دو کمانڈوز ہلاک اور 7 زخمی ہوئے۔ اسد محسود کی والدہ کا کہنا تھا کہ میرے بیٹے اور گل والی نے شدید جنگ لڑی میں انہیں میگزین فل کرا کے دیتا تھا اور وہ آگے لڑتے تھے۔ کافر فوجیوں میں جو زخمی ہوئے تھے وہ بہت زور زور سے چیختے تھے بالاخر گل والی نے اپنی بیوی سے اور مجھے کہا کہ تمہیں اگر شہادت مطلوب ہے تو پھر میرے ساتھ رہو ورنہ باہر نکلو کیونکہ امریکیوں اور افغان کمانڈوز کی جب مجھ پے بس نہ چلے تو وہ ضرور ہمارے اوپر کمرہ گرائے گے میں نے تو موت کو اسارت پر ترجیح دی ہے۔ چنانچہ ہم کمرے سے نکلے اور خواتین اور مرد کمانڈوز نے ہمیں گرفتار کیا میں چونکہ زخمی تھا اس لیے وہ مجھے پٹی کرانا چاہتے تھے میں اسے لات ماری کہ مجھ سے دور رہو تم نجس ہو تو ایک فوجی کہنے لگا امی ہمارے بھی مائیں اور بہنیں ہیں ،میں نے اسے جواب دیا کہ نہیں تم حرامی ہو اگر آپ لوگوں کی مائیں اور بہنیں ہوتے تو آپ لوگ ہمارے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے اس تکرار کے دوران ایک فوجی نے کہا کہ اسے شوٹ کرلو تو میں نے کہا کہ میں یہی چاہتا ہوں چنانچہ زیادہ خون بہنے کی وجہ سے میں بے ہوش ہوگئی اس دوران مرداروں نے میری مرہم پٹی کی تھی۔

پکتیکا برمل مرغہ میں امریکی چھاپہ

11 دسمبر 2017 کو پکتیکا اولسوالی برمل کے علاقے مرغہ میں محسود مجاہدین کے گھروں اور افغانی مجاہدین کے مراکز پر امریکی اور افغان کمانڈوز نے ڈرون اور جیٹ طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں کی مدد سے چھاپہ مارا 10 اور 11 دسمبر کی درمیانی شب رات ساڑے 10 بجے محسود مجاہدین اور امریکی اور افغان کمانڈوز میں فائرنگ شروع ہوئی محسود مجاہدین کی شدید مزاحمت کی بناپر ڈرون اور

جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں سے شدید بمباران پر ہوتا رہا لیکن اللہ تعالی کی خصوصی مدد و نصرت سے انکے اہل خانہ محفوظ رہیں جبکہ تین مجاہدین ملبے تلے دبے بھی بچ گئے یہ آپریشن صبح تقریباً ساڑے 6 بجے تک جاری رہی جسکے نتیجے میں پانچ محسود مجاہدین مسمیٰ ابابیل عرف عابد حلقہ دواتوئی محمد ظاہر حلقہ دواتوئی اسد حلقہ سراروغہ صدام حلقہ سراروغہ احمد حلقہ بدر قافلہ شہداء میں جاملے ،جبکہ مقامی باشندوں کے بقول اس چھاپے میں 6 یا 7 کمانڈوز بھی ہلاک ہوئے۔

پکتیکا برمل مرغہ میں امریکی چھاپہ

15 دسمبر 2017 کو بروز جمعہ پکتیکا اولسوالی برمل کے علاقے مرغہ بازار پر امریکی اور افغان کمانڈوز نے ڈرون اور جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں کی مدد سے 15 دسمبر کی رات ساڑے 4 بجے چھاپہ مارا صبح ہوتے ہی مجاہدین نے بازار کا محاصرہ کیا یوں مجاہدین اور امریکی اور افغان کمانڈوز میں مقابلہ شروع ہوا اس دوران وہاں پر محصور محسود مجاہدین کو موقع ملا اور بازار سے نکلنے میں کامیاب ہوئے البتہ محصور محسود مجاہدین میں سے کمانڈو نامی ایک مجاہد شہید ہوا مجاہدین کی مزاحمت کی بنا پر ڈرون اور جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں سے شدید بمباران پر ہوتا رہا جس کے نتیجے میں 5 مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا جن میں محمد یسین گیگا خیل بر وند، محمد علی عرف مدالی یا احمد درامن خیل سریلہ بروند، ساجد بنوچی، انقلابی سیپالائی برمل، ایک قندھار مجاہد، یہ آپریشن صبح سے دن بھر جاری رہ کر رات 10 بجے تک جاری رہا جسکے نتیجے میں بشمول تین محسود مجاہدین کے کل 6 مجاہدین قافلہ شہداء میں جاملے ،اس لڑائی کے دوران دشمن کے جانی نقصان کا اندازہ معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ امن کے عالمبر دار امریکی اور افغان کمانڈو فورسز نے لوٹ مار کے علاوہ کئی دکانوں کو جلا کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کیا۔ بازار سے اکثر قیمتی اشیاء لوٹ کر لے گئے۔

من المؤمنين رجال صدقوما عا هدوالله عليه
فمنهم من قضى نحبہ ومنهم من ينتظر

دوچندسے دنیاواقف ہےگم نام نہ جانے کتنے ہے

(۱)فرنگیوں کے آخری سپاہی تک مسلح جہدوجہدجاری رہیگااورانکے ناپاک قدموں سے وزیرستان کوپاک کرناہوگا: ملاپاوندہ

(۲)وزیرستان پرفوجی یلغار کرناآسان ہے لیکن یہاں سے نیکلنا بہت مشکل ہے :امیر محترم بیت اللہ مسعود

(۳)فدائی حملے جدید ٹیکنالوجی کے بہترین توڑہے اس لئے فدائی حملوں سے دشمن کوشکست دو:کمانڈر عبداللہ مسعود

(۴)کسی علاقہ پرقبضہ کرنااوربستیوں کوصفحہ ہستی سے مٹانا شکست نہیں بلکہ اپنے موقف سے ہٹنے کوشکست کہتے ہیں ؛حکیم اللہ مسعود

(۵)پاکستان میں جمہوری نظام کاخاتمہ اور شریعت کاقیام ہمارا مقصدہے اور شریعت کے بالادستی کیلئے ہم سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیارہیں :مولاناولی الرحمن مسعود

(۶)پاکستان میں امن اوراستحکام اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک فوج اپنے مظالم سے بازنہ آجائیں اورامریکی غلامی نہ چھوڑے : ــــ محترم خالد مسعود

(مجاہدین مسعود جنوبی وزیرستان)

آج عالمِ کفر کو سب سے زیادہ خطرہ اس بات کا ہے کہ کہیں امت مسلمہ کو کوئی قیادت میسر نہ آجائے، اور امت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ عالمِ کفر کی ریشہ دوانیوں اور شرعی تعلیمات سے دوری کے سبب مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آج اپنی قیادت کو پہچاننے سے قاصر ہے نہ صرف قیادت کو پہچاننے سے قاصر ہے بلکہ کفار کے پھیلائے ہوئے دجل کا شکار ہو کر اکثر اپنی قیادت کو ہی اپنا دشمن قرار دینے لگتی ہیں ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ،، حق کو پہنچانو! حق والوں کو خود پہنچان جاؤ گے "۔ گویا اہلِ حق کیلئے قیادت کو پہچاننے کے لئے پہلے خود حق کو پہچاناضروری ہے۔ اب جبکہ حق قرآن و سنت، اسوہ صحابہ اور سیرت اسلافؒ کی روشنی میں سمجھنے کی بجائے باطل کے آلہ کار ذرائع ابلاغ کے ذریعے ڈھونڈا جائے گا،،، تو اہل حق کو پہچاننا بھلا کیونکر ممکن ہو سکے گا؟ ذرائع ابلاغ کی آنکھ سے دیکھا جائے تو ہر وہ شخص ہی اپنا دشمن محسوس ہوتا ہے جس کا چہرا داڑھی سے آراستہ ہو، جو رکوع و سجود اور تلاوتِ قرآن میں مصروف ہو، جس کے کندھے پر بندوق ہو، جن کی بات اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ ہی کے نام پر ختم ہوتی ہو، جو منکرات و معاصی اور کفر و شرک سے کسی قیمت سمجھوتہ کرنے پر تیار نہ ہو اور حاکمیتِ باری تعالیٰ کے قیام اور شریعت کے نفاذ کی خاطر جاں تک سے گزر جانے کے لئے تیار ہو۔ بلاشبہ ذرائع ابلاغ کی خبروں،، پر ایمان بالغیب،، لانے والوں کو ہر ایسا فرد اپنا دشمن یا دشمنوں کا آلہ کار ہی نظر آئے گا۔ تعجب اس بات پر ہے ایک طرف مسلمان کسی ایسے مسیحا کے منتظر نظر آتے ہیں جو امت کو مغلوب و محکومیت سے نکال کر عروج و غلبے کی راہ پر گامزن کرے، لیکن دوسری جانب جب کبھی کوئی بندہ مومن اپنی شرعی ذمہ داریوں کے احساس اور امت کے درد کے ہاتھوں مجبور ہو کر میدان عمل کا رخ کرتا ہے، اپنی دنیا بھیج کر امت کی دنیا و آخرت سنوارنے میں لگ جاتا ہے، امت کی جانب آنے والے تیروں کو اپنے سینے پر روکتا ہے، ہجرت و جہاد، دعوت و قتال ،امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اسیری و شہادت کی کٹھن گھاٹیاں طے کرتا ہے، تو اس کو اپنا،، قائد،، و،، رہنما،، سمجھنا تو دور کی بات، کتنے

ہی مسلمان کفریہ ذرائع ابلاغ کے کرشمے ہیں کہ بیت اللہ محسود اور ابو مصعب زرقاوی رحمہا اللہ جیسے ابطال امت اس دین پر اپنی جانیں تک نچھاور کرنے کے بعد بھی بہت سے سادہ لوحوں کی نگاہ میں بھارت یا امریکہ کے ،،ایجنٹ،، قرار پاتے ہیں، یہ اسی دجالی میڈیا پر ایمان لانے کا نتیجہ ہے کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر اور شیخ اسامہ بن لادن رحمہا اللہ جیسے محسنینِ امت کے بارے میں ابھی تک ایسے بچگانہ وسفیہانہ سوالات کئے جاتے ہیں کہ ،، کیا یہ حضرات حقیقت ہیں یا محض کوئی افسانوی کردار ؟،،،،،، ولا حو ولا قوۃ الا باللہ !،، بلاشبہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ، بلکہ سینوں میں موجود دل اندھے ہو جاتے ہیں،،! اس کے برعکس عوام الناس کا ایک جمِ غفیر کبھی زرداری ، نواز شریف ، گیلانی ، الطاف حسین اور اسفندیار جیسے چور ، لٹیرے سیاسی لیڈروں اور کبھی پرویز مشرف اور پرویز کیانی اور رحیل شریف اور قمر باجوہ جیسے متکبر فوجی جرنیلوں کے پیچھے بھاگتا اور ان کو اپنا قائد ور ہنما کہتا نظر آتا ہے،،،، حالانکہ نہ تو یہ ہمارے ،، اپنے ،،ہیں نہ ہی ہمارے ،، قائد ،،یا،، رہنما،، کہلانے کے اہل ! یہ سب تو اپنی صورت وسیرت ، اپنے کردار واطوار ، غرض اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کے ہر پہلوں میں شرعی تعلیمات سے بیزار اور کفار کی نقالی کا مجسم نمونہ ہیں۔ نہ جانے کتنے اہل دین کا خون ان کی گردنوں پر ہے ، امت کی وسائل کا کتنا عظیم حصہ یہ ناحق ہڑپ کر چکے ہیں اور نہ جانے ہمیں غلام بنائے رکھنے کے کتنے اور کیسے کیسے مزید منصوبے ان کے شیطانی ذہنوں میں گردش کر رہے ہیں ؟ امت کی پستی اور کفار کا غلبہ انہی عبادِ درہم ودینار ، بندگان شہوت وہوس ، غلامانِ فرنگ اور چاکرانِ یہود وہنود کے سبب برقرار ہے ۔ اللہ انہیں اپنی گرفت میں لے !

الغرض آج مسئلہ یہ نہیں کہ اس امت کے پاس قیادت موجود ہی نہیں۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ امت اپنی قیادت کو پہنچان نہیں پارہی،،، حالانکہ ہمارے دین نے جہاں زندگی کے دوسرے شعبے میں ہمیں تفصیلی رہنمائی فراہم کی ہے وہیں یہ بھی کھول کھول کر بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کن اوصاف کی حامل قیادت محبوب ہے ، امانت ، تقویٰ ، پابندی شریعت ، علم دین شجاعت ، فہم وفراست ، اصابتِ رائے اور قوت فیصلہ جیسے اوصاف سے متصف افرادی ہی اس عظیم امت کی قیادت سنبھالنے کے اہل ہوسکتے ہیں۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ شریعت نے امت کی قیادت کے لئے جو اوصاف اور معیار بیان کئے ہیں ان کو ذہن نشین رکھا جائے تاکہ یہ سمجھنا آسان ہو جائے کہ ہماری اصل قیادت ہم پر جبراً مسلط خائن دین وملت فوجی وسیاسی لیڈر نہیں ، بلکہ ہمارے رہنما تو علمائے دین اور امرائے مجاہدین ہیں۔ جنگ کے میدانوں میں کفر سے پنجہ آزمائی اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی رہنمائی کا بھاری فریضہ سنبھالنے والے انہی عظیم قائدین امت میں سے ایک امیر ملا بیت اللہ محسود شہید رحمہ اللہ اور آپ کے دیگر ساتھی تھیں اور ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان حضرات کی تمام ترسعی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ان کو جنت الفردوس میں آنحضرت ﷺ کی رفاقت عطاء فرمائیں ، آمین ! ذیل میں ان حضرات کے حالاتِ زندگی کے مختصر تذکرے پیش کئے جارہے ہیں۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے

جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

امیر المجاہدین بیت اللہ محسود شہید رحمۃ اللہ علیہ

محترم بیت اللہ محسودؒ 1975ء میں پیدا ہوئے۔ والدین نے ابتدائی نام عبید اللہ ، رکھا ، لیکن دینی مدرسے میں داخلہ لیتے وقت عبید اللہ سے تبدیل کر کے بیت اللہ رکھا گیا اور پھر انھیں آخر تک اسی نام سے پکارا جاتا رہا۔ آپؒ کا تعلق محسود قبیلے کے ذیلی شاخ شابی خیل زارئے خیل

سے تھا۔ آپؒ کے والد مولوی ہارونؒ ایک پرہیز گار اور عالمِ باعمل شخصیت تھے۔ مولوی محمد ہارون اپنے تمام اہلِ خانہ کے ہمراہ کوٹکہ نورباز داؤد شاہ بنوں میں رہائش پذیر تھے اور امیر محترم کی پیدائش بھی یہیں ہوئی تھی۔ تاہم آپؒ کا آبائی علاقہ محسود زدواتوئی نرگوساہیؒ ہے امیر محترم شہید بیت اللہ محسودؒ کے چار بھائی اور ہیں، جن کے نام یہ ہے:(1)ظاہر شاہ (2)یحییٰ (3)اسحاق (4)یعقوب خان

آپؒ کے علاوہ بھائی یحییٰ بھی شہید ہو چکے ہیں جبکہ باقی تین میں سے اسحاق نے یعقوب خان کو قتل کیا۔ ظاہر شاہ اور اسحاق تاحال زندہ ہیں۔ آپؒ نے اپنی زندگی میں دوشادیاں کی تھیں۔ پہلی شادی 2003ء میں ہوئی ۔آپ کی پہلی زوجہ محترمہ کا تعلق آفریدی قوم سے ہے دوسری شادی 2008ء کے آخر میں حاجی اکرام الدین شابی خیل کی بیٹی سے ہوئی محترمہ دینی علوم سے فارغ التحصیل تھیں، اور آپ کے حصے میں یہ سعادت بھی آئی کہ آپ اپنے عظیم شوہر کے ہمراہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئیں۔ امیر محترم کی سیرت کے تذکرے کے ساتھ ساتھ آپ کی صورت کا تذکرہ بھی کرتے چلیں۔ آپؒ قد کے لحاظ سے نہ پست قد تھے اور نہ ہی زیادہ لمبے۔ رنگ گندمی، کھلا ہنس مکھ چہرہ، سیاہ لمبی داڑھی، گھنے بال اور موٹی موٹی سیاہ آنکھیں۔ آپ مضبوط صحت واعصاب کے مالک تھے نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجیب اوصافِ حمیدہ سے نوازا تھا آپ خاکسار انہ طبیعت، مہم جویانہ مزاج، جہادی ذوق وشوق، عزمِ بلند فصاحتِ لسان اور اوصافِ قائدانہ سے متصف تھے۔ امیر محترم کے والد مولوی ہارون صاحب چونکہ دینی مزاج کے حامل تھے لہذا انہوں نے آپؒ کی تعلیم کا آغاز دینی تعلیم ہی سے کیا۔ آپؒ نے قاعدہ بغدادی گھر پر اپنے والد محترم ہی سے پڑھا۔ پھر ناظرہ قرآن پیپل مدرسہ بنوں سے پڑھا۔ اس کے بعد ابتدائی دینی کتب کے لئے اسد خیل مدرسے چلے گئے۔ آپؒ کچھ مدت کے لئے اکوڑ خٹک کے دینی مدرسے میں اکابر علمائے کرام سے بھی مستفید ہوئے۔ تاہم آپ نے اپنی بیشتر تعلیم مدرسہ نظامیہ میر علی شمالی وزیرستان ہی سے حاصل کی۔ آپؒ دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری تعلم بھی حاصل کرتے رہے۔ آپ نے پرائمری سے مڈل تک آیاز مڈل سکول میں پڑھی اور میٹرک تک تعلیم بنوں سٹی سکول میں حاصل کیا، میٹرک کے بعد آپؒ نے عصری تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیا اور تمام تر توجہ دینی علوم کے حصول پر مرکوز کر دی، جبکہ اس سلسلے کے آخری مراحل بھی جہادی سرگرمیوں کی نظر ہو گئے۔

جہاد کا آغاز

آپؒ 1993 سے حصول علم کے ساتھ ساتھ جہادِ افغانستان میں باقاعدہ حصہ لیتے رہے۔ تاہم ابتداء میں آپؒ یہ سرگرمیاں اپنے والد مولوی محمد ہارون سے خفیہ رکھتے تھے، کیونکہ والدِ محترم اس وقت حصولِ علم پر زور دیا کرتے تھے مگر خوش قسمتی سے مولوی محمد ہارون کو ایک رات خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی حضور اقدس ﷺ نے اشاد فرمایا کہ اپنے بیٹے بیت اللہ کو جہاد کے لئے آزاد کر دو اور کوئی قدغن نہ لگاؤ۔ چنانچہ اس خواب کے فوراً بعد مولوی محمد ہارون نے اپنے فرزندِ ارجمند کو جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی مکمل اجازت دے دی، نیز آپؒ نے خود بھی اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کر دیا اور دنیوی آلائش وآسائش کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔ سقوطِ امارت اسلامیہ افغانستان کے دنوں میں آپؒ القاعدہ کے مجاہدین کو محفوظ مقامات پر منتقل کرتے رہے اور ایک عرصے تک مسلسل اسی خدمت میں

لگے رہے، جب سقوط کے بعد امریکی یلغار کے بعد مجاہدین افغانستان میں دوبارہ منظم ہونے لگے تو امیر محترم شہید بیت اللہ محسودؒ نے اکابرین امارت اسلامیہ افغانستان کی اجازت سے تنظیم طالبان حلقہ محسود قائم کی۔ تنظیم کا پہلا اجلاس بمقام ،برووند علاقہ محسود منعقد ہوا، اسی اجلاس میں آپؒ کو مجاہدین ساتھیوں نے امیر منتخب کیا۔ پھر دوسرا اجلاس آپؒ ہی کی سربراہی میں علاقہ مکین میں منعقد ہوا جس میں مجاہدین ساتھیوں کی تعداد میں پہلے کی نسبت تھوڑا اضافہ دیکھنے میں آیا اس اجلاس میں دعوت جہاد پر خاص زور دیا گیا، کچھ عرصے بعد تیسرے اجلاس میں جہادی مقاصد کے حصول کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت چندہ جمع کیا گیا، اور یہاں سے اندرونِ افغانستان پہلے گروہ کی تشکیل کی گئی، جس نے وہاں کامیاب کاروائی کی۔ آپؒ چونکہ فطری طور پر قائدانہ اور سپاہیانہ اوصاف سے متصف تھے لہٰذا جہادِ افغانستان کے سلسلے میں کاروانِ بیت اللہ کے نام سے ایک نئے اور روشن باب کا اضافہ ہو گیا۔ ابتداء میں آپ نے اپنی جہادی سرگرمیوں کے لئے مدرسہ نظامیہ سے متصل دفتر کھولا، کاروانِ بیت اللہ میں جوانانِ اسلام جوق درجوق شامل ہوتے رہے اور یوں مجاہدین کی تعداد بڑھتی گئی۔ میر انشاء اور دیگان میں نئے نئے مراکز قائم کئے گئے، اندرونِ افغانستان طاغوتی قوتوں پر مجاہدین کے حملوں کا دباؤ بڑھتا گیا، ناقابلِ تسخیر فوجی کیمپ تہیس نہس کر دیئے گئے، افغانستان کے بڑے بڑے اضلاع مجاہدین کے قبضے میں آگئے، اس طرح امریکی یلغار کے خلاف افغان جہاد میں کاروانِ کی بدولت ایک انقلاب برپا ہوا۔ امیر محترم نے اپنی عسکری قوت میں، فدائی دستے کا قیام عمل میں لاکر کفر والحاد کے ایوانوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا، افغانستان میں طاغوتی قوتوں کے اپنے اسلحے، ٹینک، توپوں، ہیلی کاپٹر اور جیٹ طیاروں پر بڑا ناز وغرور تھا اور اپنی فوجی برتر کا بہت زعم تھا، ڈرون حملوں اور دور مار میزائلوں کو مجاہدین کا توڑ سمجھتے تھے،،، لیکن فدائی دستوں نے اپنی قربانیوں کا نیا انداز پیش کرتے ہوئے طاغوتی قوتوں کا تمام تر غرور خاک میں ملا کر انہیں انگشت بدنداں کر دیا اور کفر والحاد کے خلاف برسرپیکار مجاہد قوتوں کو ایک نیا ولولہ وحوصلہ بخشا۔ ایثار وقربانی کے اس اندازے نے کفر کے ایوانوں میں کہرام مچادیا، اور یوں شہید امیر محترم بیت اللہ محسودؒ امریکہ ویورپی اتحاد کی آنکھوں کا کانٹا بن گئے اور دوسری جانب دنیا بھر مجاہدین کی آنکھوں کا تارا بھی۔ کاروان بیت اللہ کے خلاف کفری طاقتیں منصوبہ سازی میں دن رات مشغول ہو گئیں، چنانچہ انھوں نے اپنے آلہ کار اور صلیبی غلام پاکستانی حکومت اور فوج کو تیار کیا کہ وہ کاروانِ بیت اللہ سے ٹکرلیں۔ امیر محترم نے ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے شمالی وزیرستان سے اپنے مراکز منتقل کرکے اپنے آبائی علاقے محسود میں لے آئے، اور پھر اسی سرزمین کو اپنے جہادی سرگرمیوں کا مسکن بنالیا۔

حکومت پاکستان اور فوج سے پنجہ آزمائی

حکومت پاکستان نے امریکہ سے اپنی وفاداری نبھاتی ہوئی اور اس کے کھائے ہوئے نمک کو حلال کرتے ہوئے 9 ستمبر 2004 کو "بداوزہ ڈیلہ" کے مقام پر ڈرون طیاروں اور ہیلی کاپٹروں سے بمباری کرکے بیسیوں معصوم اور بے گناہ طالبان کو شہید کر دیا اور پھر اس دن "کاروان منزہ" اور آسمان منزہ کے مقامات پر یلغار کرکے انھیں قبضے میں لے لیا۔ مجاہدین نے شہداء کی لاشوں کی تکفین کے بعد امیر محترم کی قیادت میں منصوبہ بندی کی اور مختلف مقامات پر پاکستانی فوج کے ساتھ ٹکرانے کا فیصلہ کیا، اس تازہ واقعے سے چند ہی ماہ قبل علاقہ مدیجان کے قریب مجاہدین کی پاکستانی فوج کے ساتھ ایک جھڑپ ہو چکی تھی، جسمیں 40 فوجی ہلاک اور ان کی بارہ (12) گاڑیاں ناکارہ ہوئی تھیں، اس ایک جھڑپ سے مجاہدین کو پاکستانی فوج کی مہارت اور اس کی بزدلی کا خاصا اندازہ ہو چکا تھا لہٰذا امیر محترم نے توفیق الٰہی سے اپنی جہادی فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے علاقے کا تفصیلی دورہ کیا حکمت عملی کے مطابق پاکستانی فوج کے اردگرد گھیرا تنگ کرنا شروع کیا اور

آہستہ آہستہ باقاعدہ کاروائی کا آغاز کردیا۔ الحمد اللہ، مجاہدین کے ایک ایک دھاوے میں پاکستانی فوج کو بھاری جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑرہا تھا۔ آخر کار حکومت نے فوج کے بڑھتے ہوئے نقصان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مذاکرات کی راہ اپنائی، مذاکرات شروع ہوئے جس میں علاقہ درے محسود کے قومی مشران نے حصہ لیا۔ بالآخر 5 فروری 2005ء کو بمقام سراروغہ حکومتِ پاکستان اور کاروانِ بیت اللہ کے مابین باقاعدہ جنگ بندی کا معاہدہ ہوا، اس معاہدے کی شرائط آج تک محفوظ حالت میں موجود ہیں جو امیر محترم نے قومی مشران کی موجوگی میں حکومتِ پاکستان سے منوائی تھیں۔

2007 میں فوجی کانوائے کی گرفتاری

28 اگست 2007ء کو پاکستانی فوج نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک بار پھر محسود علاقے کو اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کی، اس مقصد کے لئے کئی درجن گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلہ کرنل ظفر کی قیادت میں شکئی کیمپ سے بھاری ہتھیار اور فوجی سازوسامان کے ہمراہ لدھا سب ڈویژن کی جانب روانہ ہوا، مجاہدین کو جب اس نقل وحرکت کی اطلاع ہوئی تو امیر محترم نے علاقہ خیسورہ، شولام اور مومی کڑم پر فوجی قافلے کو روکنے اور گرفتار کرنے کا انوکھا اور منظّم منصوبہ بنایا۔ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ فوجی سازوسامان سے لیس اتنی بھاری نفری گرفتار بھی کی جاسکتی ہے، لیکن بفضلہ تعالیٰ اور پھر امیر محترم بیت اللہؒ کی جنگی حکمت عملی اور فہم وفراست کی بدولت 325 مسلح فوجی اپنی چھوٹی بڑی گاڑیوں اور مکمل ساز سامان سمیت گرفتار ہوئے۔ اس واقعے پر پاکستان میں ایک کہرام مچ گیا، چنانچہ فوج نے خود کو بدنامی سے بچانے کے لئے درے محسود قومی مشران سے مذاکرات کئے جس کے نتیجے میں دو مہینے بعد ان فوجیوں کی رہائی عمل میں آئی، امیر محترم نے معاہدے کے مطابق تمام فوجیوں کو رہائی دے کر حکومت کو واپس لوٹا دیئے۔ یاد رہے کہ مذکورہ فوجی مسلسل دو مہینوں تک کاروانِ بیت اللہ کے یہاں مقید رہے۔

تحریک طالبان پاکستان کا قیام

مئی تا جولائی 2007 میں پاکستان کے گرفتار شدہ فوجیوں کے قضیہ سے پہلے امیر محترم نے مختلف قبائلی علاقوں میں برسرِ پیکار جہادی تنظیموں کو متحد کرنے اور ایک منظّم وفعال قوت میں تبدیل کرنے پر خاص توجہ دی، اس اہم مہم کو سر کرنے کے لئے دیگر کئی قبائلی علاقوں کا دورہ کیا گیا، مختلف تنظیموں کے ذمہ داران سے ملاقاتیں ہوئیں اور ان سب پر تحریک طالبان کی اہمیت وافادیت واضح کی گئی۔ صرف قبائلی ہی نہیں بلکہ بندوبستی علاقوں مثلاً سوات اور دیگر شہری علاقوں کے مجاہدین کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔ بفضلِہ تعالیٰ تاریخ مقررہ پر ان تمام تنظیموں کا اجلاس ہوا جس میں تحریک طالبان پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا اور امیر محترم بیت اللہ مسعودؒ کو باضابطہ امیر مقرر کیا گیا، سوات سے تعلق رکھنے والے مولوی فضل اللہ سلّمۂ اللہ اور باجوڑ سے تعلق رکھنے والے مولوی فقیر محمد فکّ اللہ اسرہ آپ کے نائبین مقرر ہوئے، مولوی محمد عمر کو مرکزی ترجمان کا عہدہ تفویض کیا گیا، یوں امیر محترم کی کامیاب کاوشوں نے کئی منتشر جہادی قوتوں کو تحریکِ طالبان پاکستان کے نام تلے اکٹھا کردیا۔

ستمبر اور دسمبر 2007ء کی فوجی یلغار

امیر محترم کی پے درپے کامیابیوں سے طاغوتی قوتوں کا خوف بڑھتا رہا، تحریک کی قیام سے جہاں پاکستانی حکومت اور فوج کو ایک نیا چیلنج درپیش ہوا، وہاں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو بھی اس پیش رفت سے دھچکہ لگا، اس لئے وہ ہر لحاظ سے امیر محترم کو اپنے لئے ایک مستقل

خطرہ سمجھنے لگے۔ اسلئے جولائی 2007 میں لال مسجد کے انہدام کے بعد علاقہ محسود پر فوج کشی کی تیاری کرنے لگے لیکن قبل از وقت امیر محترم نے علاقہ محسود میں موجود تمام فوجی کیمپوں اور قلعوں کا محاسرہ کیا اس سلسلہ میں شوال سیر نرائی کیمپ پر حملہ اور اسکی فتح چند دن بعد فوج اور کمانڈوز کا اس کیمپ پر حملہ اور اسکی ہزیمت آپؒ کی کرامت سمجھی جاتی ہے تفصیل 2007 کی کاروائیوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

دسمبر 2007ء کو پاکستانی فوج نے امریکی احکامات کو بجالاتے ہوئے طالبان کے خلاف علاقہ درے محسود پر چاراطراف ،،،،یعنی سپنکئی رغزائی، بروند، مکین اور خیسورہ کے محاذوں،،،،،سے فوجی یلغار کی۔ امیر محترم کی قیادت میں مجاہدین نے ہر محاذ پر یلغار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور پاکستانی فوج کو بے پناہ جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا، اگرچہ فوج نے ٹینک، توپ، اور ہیلی کاپٹروں کا بے دریغ استعمال کیا اور سپنکئی رغزائی ،چگملائی اور خیسورہ میں مقامی آبادیوں کو مسمار کیا، لیکن پھر بھی مجاہدین کے حوصلے بلند رہے اور امیر محترم نے حکومت پاکستان پر یہ واضح کردیا کہ یہاں سے صرف اور صرف جلے ہوئے ٹینک اور فوجیوں کی لاشوں کو ہی لے جانا پڑے گا پھر اسی بات نے حقیقت کا روپ دھارا ،دوماہ تک مسلسل جنگ ہوتی رہی بالآخر فروری 2008ء میں جنگ بندی ہوگئی خود کو مزید نقصان سے بچانے کے لئے فوج نے ایک بار پھر امن معاہدہ اپریل 2008ء میں کرلیا۔

کفریہ طاقتوں کا ایک بار پھر حرکت میں آنا

امیر محترم بیت اللہ محسودؒ پاکستانی فوج کے ساتھ کاروائیوں میں مشغول ہونے کے باجود اندرونِ افغانستان امریکی واتحادی فوجیوں کے خلاف کاروائیاں کرنے میں بھی برابر سرگرم رہتے تھے، اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 80 فیصد حملوں کا ذمہ دار بیت اللہ محسود قرار دیئے گئے۔ 28جون 2009 کو حکومت پاکستان نے بیت اللہ محسود کے خلاف 50 کروڑ کا اعلان کیا اسکے بعد امریکہ نے بھی اعلان کیا۔ نیز اس سلسلے میں اکابرین امارت اسلامیہ کے ساتھ ہمیشہ رابطے میں رہتے ہوئے ان کی ہدایات پر سختی سے عمل پیرا رہتے تھے۔

اپریل 2008ء کے امن معاہدے کے بعد حلقہ محسود کے طالبان اور وزیر قبائل سے تعلق رکھنے والے طالبان مجاہدین نے،، شوریٰ اتحاد المجاہدین کے نام سے ایک نیا اتحاد تشکیل دیا، اس اتحاد کا قیام ہر مخلص مجاہد کی دلی تمناء تھی کیونکہ اس کے نتیجے میں مرکز جہاد وزیرستان میں موجود مجاہدین ایک نام تلے اکھٹے ہوگئے اور ہر قسم کے بیرونی حملوں کے خلاف ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا عزم کیا، یہ اتحاد امریکہ اور اس کے اتحادیوں خصوصاً پاکستان کے حق میں ایک اور کاری ضرب ثابت ہوسکتی تھی، دنیا بھر میں کئی کفری طاقتیں ایک بار پھر چیخ اٹھیں اور اس اتحاد کے خلاف سازشوں کے جال بنانے لگیں اس وقت امیر محترم بیت اللہ محسودؒ ان کے لئے اہم ترین ہدف بن گئے، چنانچہ آپؒ کے خلاف پاکستان کے خفیہ اداروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ 19 مئی 2009ء کو پاکستانی خفیہ ادارے ایک بار پھر امریکی وفاداری کو یقینی بناتے ہوئے امیر محترم کی شہادت اور مجاہدین کی عسکری قوت ختم کرنے کی غرض سے حرکت میں آئے۔ 9ڈرون طیارے مسلسل محسود علاقے کی فضاؤں میں گھومتے رہے، تمام جاسوسی ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ڈرون حملوں کا سلسلہ بھرپور انداز سے شروع کیا گیا ساتھ ہی ساتھ جیٹ طیاروں نے بھی وحشیانہ بمباری کا آغاز کردیا، چندماہ یہ سلسلہ جاری رہنے کے بعد 15 اکتوبر 2009 کو مجاہدین کے خلاف زمینی کاروائی کا آغاز بھی کردیا گیا اور فوج تین سمتوں سے آگے بڑھنے لگی (محسود قبیلہ کی زمین پر کفرواسلام کا یہ معرکہ تاحال 7نومبر 2017 تک جاری ہے) مگر اس کے باجود امیر محترم عزم مصمم کے ساتھ دن رات مجاہدین کی عسکری قوت منظّم کرنے میں مصروف رہے، جیٹ طیاروں کی بمباری اور ڈرون طیاروں کے میزائل حملے آپ کے حوصلے کو پست نہ کرسکے، دریں اثناء آپؒ نے تمام محاذوں کو عسکری مہارت

سے منظّم کیا، ہر ہر محاذ کا بذاتِ خود جائزہ لیتے رہے اور بفضلہِ تعالیٰ ہر کمی کو مقدور بھر پھر پورا کرتے رہے۔ اسی جہدِ مسلسل کے دوران آپؒ کو ایک رات خواب میں نبی اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، خواب میں حضوراقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیت اللہ بس کافی ہو چکا ،اب آنا چاہیۓ! امیر محترم نے اس خواب کا اپنی ماں اور اپنے بھائیوں سے تذکرہ کیا، نیز تنظیم میں اپنے اپنے رازدار ساتھیوں کو بھی بتایا، چھوٹے بھائی اسحاق کو صدقہ کرنے کو کہا، تنظیم سے وابستہ بعض دوستوں کو بھی کچھ رقم دے کر صدقہ کرنے کی ہدایت کی، آپؒ سمجھ گئے تھے کہ شہادت کا وقت اب قریب آچکا ہے۔

تاریخ شہادت

آپؒ 5اگست 2009 کی رات کو اپنے سسر اکرام الدین شابی خیل کے گھر بمقام زانگاڑہ آرام فرمارہے تھے کہ ایسے میں جاسوس طیارے سے داغے گئے دو(2)میزائل گھر پر آکر لگے، جو بالآخر آپؒ کی شہادت کا سبب بن گئے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن۔۔۔۔ نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی

23 اگست 2009 کو حکیم اللہ اور مولوی ولی الرحمن صاحبان نے بی بی سی کو فون کر کے بیت اللہ محسود کی شہادت کی تصدیق کی۔30 ستمبر 2009 کو بی بی سی نے بیت اللہ محسود کی شہادت کی وڈیو فلم جاری کی۔ یقیناً امیر بیت اللہؒ کی زندہ گی امتِ مسلمہ کے لئے اسوہ وقدوہ اور تاریخ اسلام میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہے، پوری امتِ مسلمہ بالخصوص نوجوانانِ اسلام امیر بیت اللہؒ کے نقوشِ پا کو اپنے لئے مشعلِ راہ بناتے ہوئے اسلام کا دفاع کرنے اور کفار کے خلاف جہاد کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

امیر المجاہدین بیت اللہ محسود کے کرامات

تنویر ولد جلالی کئی خیل ڈیلہ کے بارے میں کلام الدین عرف ابو یحیٰ کا کہنا ہے، کہ تنویر مرکز میں خدمت کرتا تھا۔شہادت سے تقریباً ایک دو دن پہلے امیر صاحب نے پیشن گوئی کی اور فرمایا کہ تنویر کے چہرے سے لگ رہا ہے کہ وہ شہید ہونے والا ہے۔شہادت کی رات سے قبل والے عصر کو جب فخر عالم نے انہیں ساتھ گاڑی میں بیٹھایا اور محاذ پر چکر لگانے کی غرض سے روانہ ہوا۔تو ابو یحیٰ کا کہنا ہے کہ میں نے فخر عالم سے کہا، کہ تنویر کو ساتھ نہ لے جانا۔امیر صاحب نے ان کے بارے میں پیشن گوئی کی ہے۔ایسا نہ ہو کہ وہ شہید ہو جائے۔ابو یحیٰ کا کہنا ہے کہ فخر عالم نے مذاق میں کہا کہ امیر صاحب کب سے بزرگ بنا اور چل پڑے، تنویر بھی ساتھ گیا۔جب محاذ پہنچے، تو تنویر نے فخر عالم سے کہا کہ میں یہاں بورجان کے ساتھ محاذ پر کچھ دن ٹھہرنا چاہتا ہوں ۔ فخر عالم نے اجازت دی۔اور وہ وہاں ٹھہرا۔غالباً اسی رات کو یا آنے والی دوسری رات کو اپنے دوسرے پانچ ساتھیوں سمیت اس لڑائی میں شہید ہو کر خالق حقیقی سے جاملے۔آپ صاحب کے دیگر کرمات کی تفصیل عنوان شہداء کے کرمات کے تحت لکھی گئی ہے۔

مولانامعراج الدین کی سوانح عمری

مولانا معراج الدین بن مولانا سراج الدین قریشی سکنہ حلقہ تنگی تحصیل تیارزہ سے تعلق رکھتے تھے آپ صاحب علوم دینیہ سے سند فراغت جامعہ خیر المدارس ملتان سے حاصل کر چکے تھے۔ مدرسہ محمودیہ مرتضیٰ میں ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے مقرر ہوئے جس میں صدر مدرس بھی

مولانا معراج الدین قریشی شہیدؒ

آپ تھے، جنوبی وزیرستان حلقہ محسود جمعیت علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ بھی تاشہادت رہے جنوبی وزیرستان کے راسخ العلم والعمل علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا اکتوبر 2001 میں جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو محسود قبیلے کا 313 افراد پر مشتمل دستہ آپ کی قیادت میں براستہ میر انشاہ افغانستان داخل ہوا اور کئی ٹرکوں پر مشتمل امدادی سامان (بسترے کپڑے، کمبل وغیرہ ضروریات زندگی) بمع لاکھوں نقدی اور زیورات کے افغانستان میں طالبان رہنماء ملاحسن کے حوالے کی سقوط امارت اسلامی کے بعد آپ جب وزیرستان آپہنچے تو بڑے ہی پریشان اور مغموم تھے لیکن 2003 میں جب چند مجاہدین نے حلقہ محسود کی سطح پر جہادی تنظیم کا سوچا اور آپ سے مشورہ کیا تو آپ نے انکی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں راہ راست پر ڈالا لیکن ان دنوں جمعیت علماء اسلام کی پلیٹ فارم سے آپ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ لیکن اسکے باوجود آپ مجاہدین کی رہنمائی کرتے رہے اور مفید مشوروں سے انکی دستگری کرتے رہے۔ مارچ 2004 میں جب پاکستانی فوج نے وزیرستان پر حملہ کیا تو آپ نے اس جنگ کو لگام دینے کیلئے انتھک کوشش کی جس کے نتیجے میں 24 اپریل 2004 کو شکائی معاہدہ کے نام سے کامیاب ہوئے۔ اور ساتھ اگست 2004 میں معاہدہ سپنکئی راغزائی میں بھی کامیاب ہوئے لیکن حکومت پاکستان (مشرف کی فوجی حکومت) اس میں مخلص نہیں تھی جس کی وجہ سے دوبارہ دونوں معاہدات کو سبوتاژ کیا لیکن پھر معاہدہ سراروغہ معاہدہ کانیگرم معاہدہ تیارزہ معاہدہ کو ٹکئی کر گئے آپ کی یہ خواہش تھی کسی بھی ممکن طریقے سے یہ جنگ تھم جائے لیکن چونکہ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے امریکہ کے صف اول کے اتحادی بننے کا فیصلہ کیا تھا اور ڈالر کمانے کی لالچ میں معاہدات کی خلاف ورزی کرتا ہوا آپریشن راہ نجات شروع کی اس دوران پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی یہ پالیسی تھی کہ قبائل میں مقامی لشکر اور کمیٹیاں بنادی جائیں اور اس ذریعہ سے قبائل مجاہدین کے خلاف اس صلیبی جنگ کا حصہ بنے باقی قبائلی پٹی میں یہ پالیسی کامیاب رہی لیکن جنوبی وزیرستان حلقہ محسود میں آپ نے لشکر نہ بننے دیا اور ہر موقعہ پر چند دیگر مشران قوم کی حمایت سے محسود قوم کو اس سے باز رکھا باالاخر اس جرم کی پاداش میں آپ ایک صبح نماز فجر کے بعد مسجد سے گھر آرہے تھے کہ حکومت نواز عبداللہ محسود گروپ المعروف قاری زین الدین یا مصباح گروپ کے کارندوں نے آپ پر فائرنگ کر کے آپ کو شہید کیا۔ یوں عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان اور اہلیان وزیرستان ایک خداترس عالم ربانی خادم الملک و قوم سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

عبداللہ محسود کی سوانح عمری

عبد اللہ ایک جانے پہچانے شخصیت تھے آپ کا اصل نام محمد عالم محسود تھا طالبان صف میں عبد اللہ سے مشہور ہوئے امارت اسلامی افغانستان کے دور حکومت میں طلحہ پکارے جاتے تھے آپکی پیدائش 1974 بمقام نانو گاؤں سلیمی خیل میں ہوئی آپ نے عصری تعلیم اپنے آبائی گاوں نانو ہائی اسکول میں حاصل کی جب افغانستان میں طالبان تحریک اٹھی تو آپ ایک مسلمان کی حیث سے جذبہ جہاد سے سر شار ہو کر افغان طالبان کی صف میں شامل ہوئے اور شمالی اتحاد کے خلاف لڑتے رہے چنانچہ اسی سلسلہ میں1996 میں لیڈ مائن میں پاؤں کٹ گئی جب علاج ہوا تو اسکے بعد بھی یہی سلسلہ جہاد جاری رکھا اور شمالی علاقہ جات میں کمانڈر ملا عبد الرؤف کے معاون (نائب) رہے اکتوبر 2001 میں جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اس دوران قندوز میں رشید دوستم ملیشیا کے ہاتھوں گرفتار ہوئے انہوں نے آپکو امریکیوں کے حوالے کیا بعد ازاں آپکو گونتاناموبے منتقل کیا گیا تقریباً دو سال بعد 2004 کے ابتداء میں گونتاناموبے سے رہائی ملی وہاں سے رہائی پانے والے تین طالبان میں سے ایک آپ بھی تھے جنہوں نے واپس میدان جنگ کا روخ کیا چنانچہ اسی سلسلہ میں جب پاکستانی افواج نے غیر ملکیوں کے نام سے وزیرستان میں آپریشن شروع کیا تو آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسی سلسلہ میں اکتوبر2004 میں گومل زام سے دو چائنہ انجنیر اغوا کرنے کی ذمہ داری آپ نے قبول کی ساتھ ساتھ وزیرستان میں ایک جہادی گروپ منظم کرنے میں مصروف رہے جسکی وجہ سے آپ اور بیت اللہ محسود میں اختلافات بھی ابھر آئے لیکن 2006 میں امارت اسلامی کے ایک نمائندہ وفد نے انکے اختلافات ختم کئے اور آپکو بیت اللہ محسود کے تحت جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسی سلسلہ میں آپکی تشکیل افغانستان ہلمند کی گئی اور وہاں پر کئی ماہ تک امریکی اور نیٹو فورسز کے خلاف لڑتے رہے اس تشکیل میں ہونے والے کاروائیوں کی تفصیل عبد اللہ ہلمند تشکیل کے نام عنوان میں لکھی جارہی ہے ۔ آپ صاحب فدائین کے شعبہ کو بحال کرنے پر زیادہ زور دے رہے تھے آپ کہا کرتے تھے کہ عراقی مائیں فدائین جن سکتے ہیں تو پشتون مائیں جبراً بھی فدائین جن کر لائینگے

عبد اللہ محسود کی شہادت

عبد اللہ محسود افغانستان ہلمند سے آرہے تھے جب آپ ژوب پہنچے وہاں حاجی ایوب کے پاس مہمان تھے کہ 24 جولائی 2007 سیکورٹی فورسز نے آپ پر چھاپہ مارا اس دوران زخمی بھی ہوئے اور آپ نے لڑتے لڑتے بالاخر اپنے ہینڈ گرنیڈ سے دھماکہ کر کے اپنے آپ کو اڑادیا۔ اور آپکا دوسرا ساتھی محمد رحمن گرفتار ہوا، جو بعد میں 28 آگست 2007 کو گرفتار فوجی کانوائی کے بدلے رہا کر الیا گیا۔

حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب کی سوانح عمری

مولانا ولی الرحمن صاحب قوم محسود شاخ مل خیل مانزائی سے تعلق رکھتے تھے جبکہ آپکی پیدائیش 1974ء کو بمقام شمکائی حلقہ جاٹرائی جنوبی وزیرستان میں ہوئی مولوی صاحب کا آبائی علاقہ تحصیل لدھا ہے لیکن انکے داد اکی دشمنی تھی جس میں وہ مارے بھی گئے۔ اسوجہ سے آپ کی دادی نے شمکائی میں نکاح کی تھی اور مولوی صاحب کے والد عصمت اللہ ساتھ وہاں لے گئے تھے۔ اور وہ وہاں بڑے ہو کر وہاں ہی شادی کی اور انکے بال بچے بھی وہاں پیدا ہوئے۔ مولوی ولی الرحمن کی پیدائیش بھی وہاں ہوئی۔ مولانا صاحب نے عصری تعلیم کا ابتداء 1982 میں نانوہائی سکول سے کیا کئی سال تک وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعد ازاں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے 1989 میں حضرت مولانا صالح شاہ صاحب کے مدرسہ محمودیہ میں داخلہ لیا اور وہاں کئی سال تک علم حاصل کرتے رہے بعد ازاں کچھ عرصہ 1991 میں جامعہ حلیمہ درہ پیزو میں بھی علم دین حاصل کرتے رہے۔ اور 1994 میں فیصل آباد کے مشہور دینی درس گاہ جامعہ امدادیہ میں داخلہ لیا اور وہاں سے آپ فارغ التحصیل بھی ہوئے۔ فراغت علم کے بعد کڑمہ جنوبی وزیرستان میں مدرس کی حیثیت سے انکی تقرری ہوئی۔ جس میں اپنی قابلیت کی بناء پر تمام مدرسین پر آپکو فوقیت حاصل تھی۔ کئی سال تک وہاں پر درس تدریس دیتے رہے۔ بعد ازاں وہ درس کیلئے غڑ ندی بیچے علاقہ برووند میں چلے گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تھا۔ اور مہاجرین افغانستان سے فاٹا آئے تھیں۔ اسی اثناء میں مولانا صاحب کو اپنی قابلیت کی بنا پر حکومت سے سرکاری نوکری بھی ملی یعنی اسکول ٹیچر دِنیات ماسٹر مقرر ہوئے۔ آپ کڑمہ ہائی اسکول اور کانیگرم ہائی اسکول یکے بعد دیگرے تعینات ہوئے۔ اسی اثناء میں آپ صاحب ساتھ ساتھ مہاجرین کی نصرت بھی کرتے رہے آپکے بارے میں مولانا عظمت اللہ صاحب نے ایک عجیب انکشاف کیا مولانا عظمت اللہ صاحب نے کہا کہ فاروق نامی عرب مجاہد میرے پاس آیا پھر ہم دونوں وہاں سے مولوی ولی الرحمن کے پاس غرنڈی بیچے پہنچ گئے۔ وہاں مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی تو اس دوران فاروق نے مجھے کہا، کہ میں مولوی صاحب کے چہرے میں ایک نور دیکھتا ہوں، کہ اس بندے سے مستقبل میں اللہ تعالی جہاد کا بڑا کام لے گا، جبکہ اس وقت ہمارے تنظیم کا وجود بھی نہ تھا، لوگ فرداً فرداً مہاجرین کی نصرت کرتے رہے۔ (جبکہ مولوی ولی الرحمن صاحب اس وقت وہاں مدرس تھے۔) فاروق نے کہا کہ اس بندے سے ہم دوستی رکھ لیتے ہیں۔ اس وقت مولوی صاحب خفیہ مہاجرین کے انصار تھے علاقہ محسود میں جہاد ی تنظیم بنانے میں انکا واضح کردار تھا جسکی تفصیل پہلے لکھ چکا ہوں۔ اور تحریک طالبان کے قیام میں بھی مولانا صاحب کا اہم کردار تھا۔ غیر اعلانیہ مولوی صاحب بیت اللہ امیر صاحب کے نائب کی حیثیت سے کئی سال رہے۔ جبکہ 2008 کے اواخر میں اپکو کرم ایجنسی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ جو بیت اللہ امیر صاحب کی شہادت تک آپ نے سنبھالی، بیت اللہ امیر صاحب کی شہادت کے بعد آپکو امارت اسلامی کے رہنماوں کے زیر سرپرستی اور حلقہ محسود کے شوریٰ کی کثرت رائے کے نتیجہ میں حلقہ محسود کے مجاہدین کا امیر بنایا گیا۔ 2 نومبر 2009 کو حکو مت پاکستان نے مولانا صاحب کے خلاف 6 لاکھ ڈالر کا اعلان کیا۔ تقریباً چار سال تک آپ یہ ذمہ داری بڑی خوش اسلوبی سے نبھاتے رہے، ان چار سالوں میں آپ پر بہت ہی زیادہ آزمائشیں آئیں، لیکن آپ نے ہمت اور جوان مردی سے انکا مقابلہ کیا۔ بلکہ اگر یوں کہا

جائے، کہ یہ چار سال آپکے زندگی کے بدترین آزمائشی اور مشکل ایام ثابت ہوئے تو غلط نہ ہوگا اللہ تعالی کی مدد اور عالی دماغ ہونے کے سبب سے تمام امتحانات سے پار ہو کر 29 مئی 2013 کو چشمہ کلئی میر انشاء میں ڈرون حملے میں قضاء الہی سے شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے ۔ ان للہ وان الیہ راجعون

حکیم اللہ محسود کی سوانح عمری

حکیم اللہ محسود جانے پہچانے شخصیت تھے، دسمبر 2004 کے بعد آپ بیت اللہ محسود کے ڈرائیور مقرر ہوئے 2006 کے اوخر میں آپکی تشکیل عبد اللہ محسود کے ہمراہ ہلمند کی گئی جولائی 2007 میں آپ ہلمند سے واپس ہوئے اسکے علاوہ بھی افغانستان کئی تشکیلات میں شریک ہوئے کچھ مدت کے بعد آپکی تشکیل اورکزائی، خیبر، اور کرم ایجنسی کی گئی جو آگست 2009 میں بیت اللہ محسود کی شہادت تک جاری رہی اسی دوران بیت اللہ محسود اہل علاقہ اور امارت اسلامی کی شکایات کی بنا پر آپ سے ناراض ہوئے اور آپ کو صرف اورکزائی ایجنسی تک محدود کیا۔ اس دوران آپ نے تحریک طالبان میں زبردست کنوسینگ کی آگست 2009 میں بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد آپ اس محنت کی برکت سے تحریک طالبان کے آمیر منتخب ہوئے بعد ازاں آپ بالخوص 30 دسمبر 2009 کو خوست میں سی آئی اے کیمپ پر ڈاکٹر ابو دجانہ کے حملے سے بہت ہی مشہور ہوئے۔ آپ صاحب کو کیم ستمبر 2010 کو بلیک لسٹ میں اور اسی تاریخ کو تحریک طالبان بین الاقوامی دہشت گرد تنظیموں میں شامل کیا گیا۔ آپ صاحب کی میڈیا سے بڑی دلچسپی تھی جس کی وجہ سے آپ کی بڑی شہرت ہوئی۔ آپکے دور اقتدار میں تحریک طالبان بڑی عروج پر پہنچی ، لیکن اپنے اقتدار اور سلطنت کو طول دینے اور بڑھانے کی خواہش کی وجہ سے تحریک طالبان میں رکنیت حاصل کرنے کیلئے ہر کسی کو بغیر کسی شرط کے شامل کرتے رہے یوں ہر ایک اپنے مفادات کی خاطر انکے ہاں میں ہاں ملاتے رہے جس کی وجہ سے آپ بھی انکے غلطیوں پر چشم پوشی کرتے رہے چنانچہ تحریک طالبان عروج کی جگہ زوال پذیر ہونا شروع ہوئی، لہذا آپ صاحب کی کیم نومبر 2013 کو بمع ولی بر کی ولد حنان وصمید اللہ وایمل کھانسی اور چچا سمیت ڈرون حملے میں شہید ہونے کیساتھ ہی تحریک طالبان ٹولیوں میں تقسیم ہوئی۔ میڈیا رپورٹ میں آپ اور دیگر پانچ افراد کی تصدیق کی گئی جس میں عبد اللہ بہار کا نام بھی شامل تھا۔ اگرچہ عبد اللہ اس حملے میں موجود نہ تھے۔

مولانا نصر الدین صاحب کی مختصر سوانح

مولانا نصر الدین صاحب کا تعلق عبد لائی قوم سے تھا آپکے آباءواجداد خیسورہ جنوبی وزیرستان میں آباد تھے۔ آپکے والد کا نام خرپڑو تھا، مولوی صاحب نے دینی تعلیم مولانا صالح شاہ کے مدرسے اور کراچی احسن العلوم وغیرہ مدارس میں حاصل کی، فراغت کے بعد طالبان سے جاملے۔ اور عرصہ دارز تک علاقہ خیسورہ کے امیر بھی رہے، ساتھیوں کی مخالفت کی وجہ سے کئی بار معزول بھی ہوئے اور پھر امیر ہوئے۔ بڑے دلیر شجاع انسان تھے۔؛ آپ صاحب کے یہ ایام آپکے زندگی کے کٹھن ایام تھے، امتحانات سے پیچھے

ہٹنے والے نہ تھے بلکہ امتحانات کو لبیک کہتے ہوئے اسکا مقابلہ بڑی دلیری سے کرتے رہے۔29 مئی 2013 کو مولوی ولی الرحمن صاحب کیساتھ آپ بھی ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔ان للہ وان الیہ راجعون

قاری حسین احمد

قاری حسین احمد ولد محمد یٰسین کا تعلق محسود قوم کے اشنگئی قبیلے سے تھا اور علاقہ کوٹکئی کے باشندے تھے قاری حسین احمد نے دینی تعلیم کی ابتدائی کتب کراچی میں ہی پڑھی تھیں ،طالب علمی کے زمانہ میں آپ صاحب نے سپاہ صحابہ نامی تنظیم میں شمولیت اختیار کی تھی جسکی وجہ سے دینی تعلیم مکمل نہ کرسکے جب 2003 میں علاقہ محسود میں بیت اللہ محسود نے جہادی گروپ تشکیل دی، تو آپ صاحب بھی اس میں شامل ہوئے خصوصاً 9 ستمبر 2004 کو جب پاکستانی فوج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا تو آپ صاحب بھی سپینکئی رغزائی، کوٹکئی وغیرہ علاقوں میں فوج سے نبرد آزما ہوتے رہے ،اگرچہ قاری حسین نے زیادہ جنگیں نہیں لڑی لیکن اپنی صلاحیتوں کی بناء پر ایک کمانڈر کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ خصوصاً آپ علاقہ محسود میں فدائین کے ماسٹر مائن رہے۔ بیسیوں فدائین نے آپکی حکم سے اپنی جانوں کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کردیا، پاکستان میں سیکورٹی فورسز کے علاوہ شیعوں کے خلاف بھی آپ نے بیسیوں کاروائیاں کیئیں ، بعض دفعہ آپ صاحب اجتماعی امور کے بجائے انفرادی امور کو ترجیح دیتے رہے جس کی وجہ سے آپ سے کئی غلطیاں صادر ہوئے جسکی وجہ سے آپ کو حلقہ سپینکئی رغزائی کی ذمہ داری اور فدائین کی ذمہ داری سے بیت اللہ محسود نے معزول کیا، جب بیت اللہ محسود آپریشن راہ نجات کے دوران 5 اگست 2009 کو ایک ڈرون حملے میں شہید ہوئے اور حکیم اللہ محسود تحریک طالبان پاکستان کے امیر منتخب ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے حکیم اللہ محسود کا ساتھ دیا یوں ستمبر 2009 سے اکتوبر 2010 تک عرصہ میں آپ نے جہادی خدمات کے کیساتھ ساتھ حلقہ محسود کے نظم میں بھی مخل اور سرگرم رہے۔30 دسمبر 2009 کو خوست میں سی آئی اے کیمپ پر ڈاکٹر ابودجانہ کے حملے میں تعاون کی وجہ سے دشمن کو مطلوب ہوئے بالا خر آپ صاحب 17 اکتوبر 2010 کو میر علی کے مضافات میں ڈرون حملے کے شکار ہوئے۔ آپ صاحب پر ڈرون حملوں کی تفصیل درجہ ذیل ہے

قاری حسین پر ڈرون حملے

بالاخر حکومت پاکستان کے مطالبے پر امریکہ نے آپکے خلاف ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کیا، آپ پر کل چار ڈرون حملے ہوئے جن میں چوتھے حملے میں آپ صاحب شہید ہوئے (۱) پہلا ڈرون حملہ میر علی میں آپ صاحب پر ہوا جبکہ اسی وقت آپ کسی دوسرے مہمان کے ہمراہ کمرے میں بیٹھے تھے مہمان خانے کے صحن میں گل یار شفیع اللہ گوڑی خیل حلقہ مومی کرم (۲) سیف اللہ یہ اصلاً عیسائی تھے سراروغہ قلعہ میں بھنگی کے فرائض انجام دے رہے تھے اسی دوران مجاہدین سے مل جل ہوتا رہا خصوصاً ڈاکٹر لوئی خان (شہید) کی محنت اپکے بارے میں بار آور ثابت ہوئی اور آپ نے اسلام قبول کی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپکا نام سیف اللہ رکھا گیا اسی ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔

دوسرا ڈرون حملہ۔ دوسرے دن شام کے وقت میر علی کے مضافات میں اپکے باڈی گارڈ پر دوسرا حملہ ہوا لیکن آپ صاحب موقعہ پر موجود نہ تھے اس ڈرون حملے میں (۱) رسول محمد عرف ملنگ ولد ملل خان شیخ زیارت حلقہ سپنکئی رغزائی (۲) شیر افضل ولد والک خان شیخ زیارت حلقہ سپنکئی رغزائی نے جام شہادت نوش کی، جبکہ ایوب نامی مجاہد شدید زخمی ہوا۔

تیسرا ڈرون حملہ۔ میر انشاء میں آپ صاحب پر تیسرا حملہ ہوا لیکن اس وقت حملے سے چند منٹ پہلے آپ اس گھر سے نکلے تھے جسمیں کوئی جانی نقصان نہ ہوا صرف کمرہ گرا اور تباہ ہوا

چوتھا ڈرون حملہ۔ بالآخر 17 اکتوبر 2010 کو قاری حسین بیجو کار گاڑی میں شمالی وزیرستان سے براستہ میر علی خیسورہ شکتوئی جارہے تھے جب آپکی گاڑی سڑک کے کنارے جنگل پہنچی اس اثناء میں آپ پر چوتھا ڈرون حملہ ہوا، جسمیں آپ بشمول باڈی گارڈ کے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس ڈرون حملے میں آپ کیساتھ مندرجہ ذیل ناموں سے موسوم مجاہدین کی شہادت واقع ہوئی، (۱) قاری حسین ولد محمد یٰسین اشنگی حلقہ سپنکئی رغزائی (۲) نصیر اللہ ولد فتح جنگ جلال خیل حلقہ چگملائی (۳) جاوید ولد گل ریحان جلال خیل چگملائی (۴) خورشید عرف وحید اللہ ولد خزان گل جلال خیل چگملائی۔

حضرت مولانا عبد الحمید عرف خذیفہ شہید

عبد الحمید عرف خذیفہ ولد غوشہ خان محسود، شاخ لنگر خیل گاؤں تابے وچہ خوڑہ سے تعلق رکھتے تھے، بچپن ہی میں وچہ خوڑہ گورنمنٹ مڈل سکول میں چوتھی جماعت تک عصری تعلیم حاصل کی بعد ازاں مدرسہ اسلامیہ سپنکئی رغزائی اور مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم ضلع ٹانک اور جامعہ حلیمہ درہ پیزو لکی مروت میں دینی تعلیم حاصل کی تین سال مسلسل درہ پیزو میں گذارے۔ بعد ازاں جامعہ نصرۃ العلوم گوجرنوالہ اور مرکز الاسلامی بنوں کارخ کیا، 2006 میں دوبارہ جڑانوالہ پنجاب میں داخلہ لیا دورہ حدیث کیلئے 2007 میں دار العلوم حقانیہ اکوڑ خٹک میں داخلہ لیا اور وہاں پر آپکی دستار بندی کی گئی بعد ازاں جہادی میدان میں اپنی زندگی صرف کی، یاد رہے کہ 2004 سے ہی وہ طالب علمی کے زمانہ میں چھٹیوں کے دوران جہاد پاکستان وافغانستان میں شامل ہوتے رہتے تھے، 2008 میں آپکی تشکیل اور کزائی ایجنسی بیت اللہ محسود نے کی اور وہاں پر آپ اور مولانا نصر اللہ محترم حکیم اللہ محسود کے ساتھ کام کرتے رہے 15 اگست 2009 کو بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد یہ دونوں حضرات حکیم اللہ محسود کے ساتھ رہے تا کہ حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن کے درمیان اختلاف کا سدباب کرسکے، لیکن 2013 میں جب ان دونوں حضرات پر حقیقت واضح ہوئی تو دونوں نے حکیم اللہ محسود کا ساتھ چھوڑا اور مولوی ولی الرحمن اور خالد محسود کے زیر نگرانی حلقہ محسود کے جہادی نظم کو دوام بخشا، 29 دسمبر 2012 کو حکیم اللہ محسود اور مولوی ولی الرحمن اور انکے دیگر مشران ساتھی اور آٹھ رکنی کمیسون نے متفقہ طور پر مولانا عبد الحمید عرف خذیفہ کو مرکزی اور حلقہ محسود کی سطح پر فدائین اسلام کے شعبے کا ذمہ دار مقرر کیا۔ آپ نے

بڑے بے سروسامانی کے ایام میں اس شعبے کو آگے بڑھایااور اسے استشھادی فورس کے نام سے دنیاء کے سامنے پیش کیا،جون 2014 میں آپریشن ضرب عضب کی وجہ سے میر انشاء سے ہجرت کرکے لواڑہ اور بعد میں خالد محسود کے حکم سے افغانستان علاقہ گومل ژورہ میں فدائین کا مرکز کھولا تاکہ وہاں سے بلوچستان اور پاکستان کے دیگر علاقوں میں استشہادی حملوں کی منصوبہ بندی کرسکے، آپ صاحب نے اپنے دوسالہ ذمہ داری کے دوران پاکستان میں کئی اہداف حاصل کیئے جن میں بنوں چھاونی پر فدائی حملہ خالد ایربیس کوئٹہ پر حملہ کلاچی قلعہ وغیرہ حملے آپکی مرہون منت ہے لیکن پاکستان کے مطالبے پر افغانستان پر قابض امریکیوں نے بالاخر10 ستمبر 2015 کو گومل ژورہ کے علاقہ پر چھاپہ مارا جو تین دن تک جاری رہا جسمیں کئی سارے کمانڈر استاد علی سرائیکی اور اسکے ایک دوسرے ساتھی کو ڈرون حملے میں شہید کیااسی طرح 13 دسمبر 2015 کو محسود استشہادی فورس کے امیر مولاناعبدالحمید عرف خذیفہ پر دن 10 بجے ڈرون حملہ ہوا جسمیں آپ بمع 4 فدائین کے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے انہیں وہاں ہی گومل ژورہ میں سپرد خاک کئے گئے آپ کے پسمندگان میں سے والدہ اور 2 بھائی اور ایک بیوہ اور بیٹی ہیں۔

مولوی امیر حمزہ

نام امیر حمزہ عرف مہند والد کا نام حقنواز آپ تقریباً37 سالہ نوجوان تھے، آپ کا تعلق محسود قوم شابی خیل حلقہ زانگاڑہ سے تھا، آپ بقاعدہ دینی علوم کی سند فراعت حاصل کرچکے ہے۔آپ راہ نجات کے دوران 2010 میں حلقہ زانگاڑہ کے ذمہ دار مقرر ہوئے اسی دوران آپ تحریک طالبان کے شوریٰ کے ممبر بھی رہے اپریل 2014 میں حکیم اللہ محسود گروپ (المعروف شہریار گروپ) کے ریموٹ حملہ میں بمقام زانگاڑہ اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت شہید ہوئے۔حلقہ زانگاڑہ کے مشران مجاہدین میں قہرامان شہید۔فانی شہید،فاروق شہید، عمر فاروق شہید، کامران، قادر، افغان، مخلص یار، ذرقاجان، زندانی، ایوبی، بلال شہید سابق امیر حلقہ زانگاڑہ، کمانڈر خواڑولی شہید، کمانڈر ہارون شہید وغیرہ، شامل ہیں۔

مولانا نازار جان

مولانا نازار جان ولد سینے خیل کیکاڑائی علاقہ شکتوئی کے گاون منڈا خیل سے تعلق رکھتے تھے 30اور 40 سال کے درمیانی عمر کے جوان تھے آپ صاحب دینی علوم سے فارغ التحصیل عالم دین تھے اور اسی میں بڑے ہی ماہر سمجھے جاتے تھے۔معاہد سراروغہ کے بعد جب عبداللہ شاہ حلقہ شکتوئی کا امیر منتخب ہوا تو آپ نے جہادی خدمات کے لیے اپنے کو وقف کیا یوں جون یا جولائی 2009 میں آپ صاحب میر خونی گاوں میں کمانڈر عبداللہ شاہ کے ہمراہ ایک گھر میں ڈرون حملے کے شکار ہوئے اور جام شہادت نوش کی۔

کمانڈر فخر عالم کی سوانح زندگی

فخر عالم تقریباً 35 سالہ جوان تھے۔ کئی خیل شاخ سے تعلق رکھتے تھے آپکے والد کا نام خان بہادر ہے۔ آپ صاحب کا پہلے سے ہی مجاہدین سے اٹھنا بیٹھنا تھا۔ جسکے سبب آپ تحریک طالبان افغانستان میں شامل ہوئے اور بہت سارے جنگوں میں ان کے ساتھ حصہ لیا اس جہادی لگن اور طالبان کیساتھ جوڑ کی وجہ سے ایک بار والد نے فخر عالم کو دوبئی مزدوری کے سلسلہ میں بھیجا، کچھ عرصہ وہاں پر رہنے کے بعد جہادی محبت نے اپکو مجبور کر دیا اور والد سے بغیر پوچھے دوبئی سے پاکستان پہنچے۔ اور طالبان سے جاملے سقوط امارت اسلامی کے بعد وہ مہاجرین کی خدمت میں مصروف رہے اور علاقہ محسود میں جہادی تنظیم کے بانیوں میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے جب علاقہ محسود میں جہادی تنظیم بنا، تو آپ صاحب نے ان کیلئے اپنی زندگی وقف کی کئی سال تک بیت اللہ امیر صاحب کے ساتھ باڈی گارڈ رہے۔ بعد ازاں 2004/9/9 کی جنگ میں بھی بدستور امیر صاحب کے ساتھ ہی رہے، جبکہ معاہدہ سراروغہ کے بعد امیر صاحب نے آپکو تارگٹ کلنگ کی ذمہ داری سونپی کچھ عرصہ بعد آپ افغانستان میں زخمی ہوئے اور آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے آپ صاحب فراش بنے جبکہ 2007 کے اواخر میں آپکو کرم ایجنسی کا ذمہ دار بنایا گیا بکہ 2008 میں وہاں سے اپکو معزول کیا اور آپ صاحب کی کوئی خاص ذمہ داری نہ تھی امیر صاحب کی 2009 میں شہادت کے بعد آپ نے حکیم اللہ محسود کا ساتھ دیا 2012 کے اواخر میں حکیم اللہ محسود اور اپکے درمیان چپقلش پیداء ہوئی۔ کیونکہ آپ بڑے حق گو انسان تھیں جسکی وجہ سے آپ مولوی ولی الرحمن صاحب سے بیعت ہوئے، بہت شجاع دلیر اور جری انسان تھے جسکی وجہ سے آپکا تخلص جرار رکھا گیا اور بالاخر 29 مئی 2013 کو مولوی ولی الرحمن صاحب کے ساتھ ڈرون حملے کے شکار ہوئے اور دار فانی سے دار بقاء کوچ کر گئے۔

ترجمان مجاہدین حلقہ محسود اعظم طارق کی سوانح عمری

آپکا اصل نام محمد رائیس خان تھا جبکہ اعظم طارق سے مشہور تھے آپکے والد ماجد کا نام میر عالم خان مرحوم تھا قوم محسود بہلول زائی شاخ

نانو خیل گیگا خیل سے تعلق رکھتے تھے، آپکی پیدائش تقریباً 1964ء میں بمقام جنوبی وزیرستان بدر میں ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاوں بدر سکول میں حاصل کی میٹرک کا امتحان آپ نے کانیگرم ہائی سکول سے پاس کیا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے آپ ٹانک ڈگری کالج میں داخل ہوئے زمانہ طالب علمی میں آپ سیاست میں دلچسپی لیتے رہے اس وجہ سے آپ مضمون بھی پولٹیکل سائنس تھا اپنے اساتذہ سے بڑے محبت اوراکرام کے ساتھ پیش آتے تھے اور اساتذہ بھی آپ کے ساتھ ان کے اچھے اخلاق اور قابلیت کی بناء پر آپ سے محبت کرتے تھے کالج سے فارغ ہونے پر مالی مشکلات کی وجہ سے آگے تعلیم حاصل نہ کر سکے اسلیے آپ نے ٹیچر شپ کیلئے درخواست دائر کی اور گورنمنٹ ہائی سکول سپین پر ٹیچر مقرر ہوئے سپین ہائی سکول پر 10 سال تک ٹیچر کی حیثیت سے ڈیوٹی دیتے رہے اسکے کچھ عرصہ بعد جنوبی وزیرستان میں علاقہ ڈیلے خونخیلہ ہائی سکول تقرری ہوئی اور وہاں پر ڈیوٹی میں مصروف رہے کمانڈر غالب کا کہنا تھا کہ اعظم طارق ہمارے خونخیلہ ہائی سکول میں جب مقرر ہوئے آپ صاحب اپنی اخلاق اور وقار کی وجہ سے ایسے حال پر پہنچے کہ سکول کے دیگر اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر وغیرہ آپ سے حیاء کرتے تھے ہر ایک ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، لیکن 2001 میں جب افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا اور افغانستان سے مہاجرین اور مجاہدین قبائلی علاقہ جات میں پناہ کی خاطر آنے

لگے تو اس وقت مہاجرین کو پناہ دینے والے باایمان لوگوں میں آپ صاحب بھی شامل تھے جنہوں نے مہاجرین کی ہر ممکن نصرت کی، مہاجرین کی اسی نصرت کے سلسلے میں جب 2002 میں علاقہ محسود میں جہادی تنظیم کی بنیاد قائم کی گئی تو اس میں شروع دن سے آپ کے مساعی جمیلہ شریک رہے اور آپ اس تنظیم کے شوری کے رکن بنے اور باقاعدہ مہاجرین کی خدمت ونصرت میں مصروف رہے، معاہدہ سراروغہ کے بعد آپ صاحب کی تعیناتی مفتی نورولی کے ہمراہ قوم محسود کے تنازعات کے حل کے لیے کی گئی اور 2008 کے اواخر میں مفتی نورولی کے اس خدمت سے مستعفی ہونے کے بعد صلح صفائی کی ذمہ داری مکمل آپ صاحب کے ذمہ لگائی گئی جو آپ صاحب اکتوبر 2014 تک بخوبی نبھاتے رہے، چنانچہ اسی جہادی سفر کے دوران دسمبر 2007 میں آپ کو ڈی آئی خان سے گرفتار بھی کیا گیا تین یا چار ماہ عقوبت خانوں میں حکومتی مظالم کا سامنا کرتے رہے لیکن 2008 کی جنگ کے بعد معاہدے کی پاداش میں آپ کو رہائی ملی، آپ صاحب سے میں نے (مفتی عاصم نے) کئی بار حکومتی مظالم کے بارے میں استفسار کیا۔ تو آپ نے بیان کرنے سے معذرت کرلی البتہ اتنا کہتے تھے کہ پاکستانی خفیہ اداروں کے عقوبت خانوں میں رہنے سے موت ہزار درجہ بہتر ہے قیدیوں سے ہر وہ ممکن سلوک کیا جاتا ہے جو انسان تصور بھی نہیں کر سکتا، جیل سے رہائی کے بعد آپ پھر بھی جہادی سرگرمیوں میں باقاعدہ مصروف عمل رہے۔ آپریشن راہ نجات کے دوران آپ نے چند دن برونڈ محاذ پر ڈیوٹی دی اور اگست 2009 میں بیت اللہ امیر صاحب کی شہادت کے بعد جب حکیم اللہ محسود تحریک کے امیر مقرر ہوئے تو آپ صاحب کی تحریک طالبان پاکستان کے لیے مرکزی ترجمان اعظم طارق کے نام سے تقرر ہوئی۔ لیکن جب حکیم اللہ محسود نے حلقہ محسود کے نظم میں مداخلت شروع کی تو اس وجہ سے آپ دونوں میں اختلافات پیدا ہوئے اور آپ کو معزل کیا گیا بعد ازاں آپ حلقہ محسود کے سطح پر اسی نام سے ترجمان مقرر ہوئے اور مرتے دم تک اس ذمہ داری کو بخوبی نبھاتے رہے، ساتھ ساتھ دیگر تنظیمی ذمہ داریوں کو بھی نبھانے میں مصروف رہے آپ صاحب پورے تحریک طالبان اور جہادی گروپوں میں جانے پہچانے مشہور و معروف شخصیت تھے، جب آپ اپنی مدعا پر دلائل پیش کرتے تھے تو فریق مخالف اسکا معقول جواب دینے کیلئے بہت دیر تک سوچتا تھا ذہانت اور عقل مندی اور عالی دماغ جیسے صفات سے متصف تھے، آپ صاحب اکثر بیمار ہوتے تھے دو دفعہ آپ کی آپریشن کی گئی لیکن دونوں دفعہ بغیر نشہ دیئے آپریشن ہوا، آپریشن کے دوران وہی ڈاکٹر آپکو بریفینگ بھی دیتے رہے اسی اثناء میں سرجن ابو خالد نے انہیں کہا کہ آپ نے ایسا ڈاکٹر نہیں دیکھا ہوگا کہ وہ آپریشن میں مصروف ہو کر بھی بریفینگ دے تو آپ نے جواب دیا کہ آپ نے ایسا مریض بھی نہ دیکھا ہوگا کہ اسکا آپریشن شروع ہو اور آپ سے سبق بھی سیکھتا ہو آپکے بارے میں آپکے خادم خاص معراج گیگا خیل کا کہنا ہے کہ آپ صاحب ہمیشہ باوضوء رہا کرتے تھے

بہت شاذ نادر ایسا ہوا ہوگا کہ آپ باضوء نہ ہو بیماری کی وجہ سے جب درد زیادہ ہو تا تو بغیر اظہار کئے آپکا رنگ متغیر ہو جاتا تھا، بالاخر 28 فروری 2016 کو پاکستان علاقے لواڑہ سے افغانستان کے علاقے پکتیکا برمل اولسوالی لمن ہجرت کی اور وہاں پر جہادی خدمات سرانجام دیتے رہے جب پاکستانی مجاہدین اس علاقے میں آئے تو ان پر امریکی اور اتحادی افواج کے چھاپے شروع ہوئے، چنانچہ اسی سلسلہ میں 24 ستمبر 2016 بمطابق 22 ذی الحجہ 1437 بروز ہفتہ امریکی اور اتحادی افواج کے ایک چھاپے میں آپ صاحب اپنے فرزند ارجمند صفی اللہ ساجد اور دوسرے گارڈ خیر اللہ محسود سکنہ لدھا سمیت شہید ہوئے جبکہ اسی چھاپے میں 2

مداخیل وزیر طالبان اور ایک پنجابی مجاہد بھی شہید ہوئے

مولانا پیر محمد عرف مولوی منصور صاحب کی سوانح زندگی

جب جنوبی وزیرستان علاقہ محسود کو مہاجرین کے واپسی کا سلسلہ حکومت نے شروع کیا تو علاقے میں بڑے زور وشور سے فوجی کاروائیاں کئے یہ آپریشن دسمبر 2014 سے حلقہ جاٹرائے گور گورے ڈیلے وغیرہ میں شروع کی جو ایک سال تک مکمل جاری رہی جسکا اخری مرحلہ 18 دسمبر 2015 کو کنڈے غر پر فوج کشی تھی۔ جبکہ متصل ایک ماہ بعد 18 جنوری 2016 کو علاقہ زیارت ثرئے سَوَئے گومل ٹانک وغیرہ میں آپریشن کا آغاز ہوا جسکی وجہ سے مجاہدین نے مجبوراً مراکز افغانستان منتقل کئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں امریکی مدد بھی ان سے شامل حال تھی اور مجاہدین پاکستان خصوصاً مجاہدین محسود کو ڈرون حملوں سے نشانہ بناتے رہے۔ جن میں ایک ڈرون حملہ 30 جنوری 2016 کو شکین پکتیکا (نزد گومل) میں مجاہدین محسود کے ایک قافلے پر ہوا جو پاکستان سے آرہے تھے جن میں 18 کے لگ بگ مجاہدین شہید ہوئے جن میں کمانڈر حضرت مولانا پیر محمد عرف منصور امیر حلقہ چگملائی بھی شہید ہوا، جو سب کے سب محسود قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ انکے چند قریبی ساتھی عبدالواحد ولد حقنواز وغیرہ بھی ساتھ تھے۔

اس ڈرون حملے کے شکار ہونے والے شہداء کے نام یہ ہے۔

(۱) مولانا منصور صاحب ولد شائستہ خان جلال خیل چگملائی (۲) عبدالواحد ولد حقنواز جلال خیل چگملائی (۳) حسن خان ولد شاہ جہان عزت خیل سرویکئی بروند (۴) شرین ملا ولد نیاب خون درامن خیل (۵) عظیم خان ولد پاگل اشنگئی حلقہ مانتوئی (۶) خالد ولد میرزا علی اشنگئی حلقہ مانتوئی (۷) عابد ولد میر ذل اشنگئی حلقہ مانتوئی (۸) توکل خان وزیر ملک شائی شوال مجموعہ گُڈ خالد

جبکہ بقایا افراد کا تعلق حلقہ مشتہ سے تھا جو پہلے پہل حکیم اللہ محسود اور شہریار گروپ سے تعلق رکھتے تھے جنکے نام یہ ہیں۔

(۱) زاہد خان منظر خیل حلقہ مشتہ (۲) شرام گل ولد پاکستان منظر خیل مشتہ عرف ہاشمی (۳) عبدالرحیم عرف رائیم خان ولد خان بوز منظر خیل مشتہ عرف انقلابی (۴) مارخان ولد داراز خان خال خیل مشتہ عرف صوفی (۵) زیر محمد ولد گلا محمد منظر خیل عرف انتظار۔

آپ کا پورا نام پیر محمد عرف منصور (شہید ہے) آپکا تعلق محسود کے ذیلی شاخ جلال خیل سے تھا

پیدائش۔ آپ صاحب کا پیدائش 1982ء کو بمقام غنڈائی جنوبی وزیرستان ہوئی

تعلیم۔ تیرہ سال کی عمر میں آپکا داخلہ مدرسہ اسلامیہ احسن العلوم چگملائی میں ہوا اپنے ذہانت کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل سے توڑے عرصے میں ناظرہ قرآن مجید کے بعد حفظ قرآن بھی کیا۔ بعد ازاں حصول علم کے سلسلے میں شمالی وزیرستان کے مشہور اسلامی مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا اور وہاں پر کئی سالوں تک علم دین حاصل کرنے کےبعد کراچی میں علم دین حاصل کرتے رہے موقوف علیہ تک سبق پڑھا لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا کہ آپ مقررہ نصاب کے اخری درجہ دورہ حدیث نہ پڑسکے اور میدان جہاد میں آئے یہ تقریباً 2007 کا زمانہ تھا بیت اللہ امیر صاحب نے پہلے ہی پہل اپکو حلقہ چگملائی کی ذمہ داری سونپی جو آپ نے مرتے دم تک خوش اسلوبی سے نبھائی آپ صاحب

اپنے حسن اخلاق کی بدولت پورے حلقہ محسود میں ہر کسی کو دل عزیز تھے بڑے باوقار بااخلاق شخصیت 2016ء تک جہادی میدان میں ثابت قدم رہے اور ہر موڑ پر دشمن کے لیے خطرناک ثابت ہوئے چگملائی میں ہونے والے کاروائیوں کے ذمہ دار تھے؛
بالاخر امیر محترم خالد محسود کے حکم پر وہ اپنے علاقے سے روانہ ہوئے جب اپنے دوسرے مجاہدین ساتھیوں کے ہمراہ ڈیورنڈلائن پار کر کے افغانستان میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک افغانستان کے والسوالی شکین میں 31 جنوری 2016 کو آپ اور اپکے ساتھیوں پر ڈرون حملہ ہوا جس میں آپ صاحب بمع 17 مجاہدین سمیت سعادت مندی کے اعلی ترین رتبہ شہادت پر فائز ہوئے -{ان للہ و ان الیہ راجعون}
وادی شکین کے سنگریزوں کو اپنی گرم خون سے رنگین کر کے نظم محسود کے شہداء قافلے میں جاملے۔ آپ کے دیرینہ ساتھیوں میں مولوی متقی صاحب، نجیب، وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا خیر محمد

نام خیر محمد عرف مولوی ذاکر والد کا نام لایور خان گیگا خیل بدر تقریباً 35 سالہ جوان تھے اور علوم دینیہ سے سند فراعت حاصل کر چکے تھے۔ زمانہ طالب علمی سے جہادی فریضہ سے منسلک تھے افغانستان میں طالبان دور میں شمالی اتحاد کے خلاف لڑ چکے تھے لیکن جب افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو آپ بیت اللہ محسود کے کاروان میں شامل ہوئے بالخصوص پاکستانی فوج کے خلاف ستمبر 2004 سے تمام تر توجہ جہاد پر مرکوز رکھی اور ساتھ ہی مہاجرین کی خدمت کرتے رہے۔ علاقہ محسود میں جب بیت اللہ محسود نے حلقہ بندیاں کی تو آپ کو حلقہ بدر کی ذمہ داری سونپی گئی۔ مارچ 2010 میں چند ساتھیوں کی گلے شکوؤں کی بناء پر آپ ذمہ داری سے معزول کئے گئے لیکن حلقہ بدر کے مجاہدین میں بہتری نہ دیکھی گئی تو دوبارہ جون 2013 کے بعد آپ کو حلقہ بدر کی ذمہ داری سونپی گئی اور 2010 سے تامرگ شہادت آپ شعبہ احتساب کے ذمہ دار بھی رہ چکے، حسن اخلاق کے مالک تھے بادب مطیع باوفا عالی دماغ انسان تھے بالاخر خالد محسود کے حکم سے افغانستان کے علاقے گومل گئے تھے وہاں سے واپسی پر افغانستان کے علاقے اولسوالی شکین بمقام راڈون اڈہ کے قریب 19 ستمبر 2015 کو ڈرون حملے کے شکار ہوئے اور دو ساتھیوں کے ہمراہ جام شہادت نوش کر گئے۔ حلقہ بدر کے اہم مجاہدین میں مولوی ابدالی مسئول شعبہ دعوت وارشاد، عدنان حال امیر حلقہ بدر وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ اسکے اکثر مجاہدین منحرف ہو کر پاکستانی فوج کو سرنڈر ہو گئے جن میں وحید اللہ عرف جگری، بابار عاجز، قاری نوید، مولوی عبداللہ، قاری منیر، فردوس، وغیرہ سرفہرست ہیں

شمیم اللہ عرف ذاکر محسود

نام شمیم اللہ عرف ذاکر والد کا نام محمد آیاز محسود شمن خیل لدھا بمقام درے ڈکائی لدھا 1982ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول تنگائی میں ساتویں جماعت تک حاصل کی بعض دینی کتب کو مختلف علماء سے تکمیل تک پہنچائے، جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور افغانستان میں طالبان حکومت ختم ہوئی اور اتحادی افواج افغانستان میں داخل ہوئے تو محسود طالبان نے بھی

افغان طالبان کا بھرپور ساتھ دیا اور افغانستان میں جہاد میں بھرپور حصہ لیا اسی جہاد میں شمیم عرف ذاکر نے بھی بھرپور حصہ لیا اور ساتھ ہی بیت اللہ محسود نے آپ کو حلقہ لدھا کی ذمہ داری سونپی اور تا مرگ شہادت حلقہ لدھا کے زمادار کے طور پر قائم رہے، ہر موقع پر اپنے زماداری کے دوران مختلف کارنامے شمیم عرف ذاکر نے سرانجام دئے جس میں مثال کے طور پر لدھا قلعہ کو فتح کرنا ایک ناقابل فراموش واقعے کے طور پر ہمیشہ یاد رہے گا شمیم عرف ذاکر ایک بہادر کمانڈر تھا آپ نے ہر محاذ پر دُشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ان محاذوں میں مہمند ایجنسی کا محاذ جس میں شمیم خیبر کے علاقے جمروز میں لیویز سے بندوق چھیننے کے وقت شدید زخمی ہوئے تھے جو کہ تادم حیات اس زخم کے اثرات اُس میں موجود تھے، مہمند اور باجوڑ کے طالبان کو پاکستانی فوج سے لڑانا اور میدان کارزار میں اتارنے میں آپ کا کافی کردار ہے۔ اور آپ کی وجہ سے وہ طالبان فوج پر دلیر ہوئے۔ یوں آپ نے لدھا میں 2007 اور جنوری 2008 کی جنگوں میں اور مئی 2009 میں جاری آپریشن راہ نجات کے دوران پاکستانی فوج اور ملیشاء کو نا کو چنے چبوائے۔ بالخصوص مئی 2009 سے جاری آپریشن راہ نجات شروع دن سے 7 جون 2015ء کو آپ کی ایک توپ گولے سے مع پانچ ساتھیوں سمیت شہادت تک کے درمیانی عرصہ میں تحصیل لدھا میں اپنے جانباز ساتھیوں کی مدد سنکڑوں ایسی کاروائیاں سرانجام دیئے جسکی مثال ماضی قریب میں ملنا مشکل ہے۔

حضرت مولانا خواجہ محمد صاحبؒ عرف مدنی

نام حضرت مولانا خواجہ محمد صاحبؒ عرف مدنی نام و نسب مولوی خواجہ محمد بن بتین کاکا قوم عبدلائی علاقہ سپین کائی رغزائی و سپین کمر قلندر پیدائیش تقریباً 1973ء حصول علم، عصری تعلیم پرائمری تک علاقہ سپین کائی رغزائی میں حاصل کی بعد میں کچھ عرصہ تک سپین کائی رغزائی کے بازار میں دکانداری کی اس کے بعد تبلیغ میں وقت لگا کر واپسی پر دینی تعلیم کے حصول کیلئے دارالعلوم اسلامیہ سپین کئی رغزائی میں داخلہ لیا ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا کچھ عرصہ کے بعد جامعہ حلمیہ درہ پیزو لکی مروت میں موقوف علیہ تک علم حاصل کی دورہ حدیث کیلئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا، سند فراغت: 2002ء کے آخر میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے حاصل کی، (درس و تدریس) دینی علوم سے فراغت کے بعد 2003ء میں دارالعلوم سپین کئی رغزائی میں منصب تدریس پر فائز ہوئے، چار 4 سال تقریباً درس و تدریس کے شعبے سے منسلک رہے، (سلسلہ بیعت) آپ اپنی طالب علمی کے اوائل ہی سے متقی حضرات سے تعلق رکھتے تھے اس سلسلے میں آپ نے مشہور بزورگ استاد العلماء والاولیاء حضرات مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب سے بیعت ہوئے، طالب علمی کے زمانے میں اس نے تنظیم فکر شاہ ولی اللہ کیساتھ علاقہ محسود میں زبردست مقابلہ کر کے اسکی اصل حقیقت بے نقاب کر دی اور علاقہ محسود کے علماء اور طلباء اور عوام الناس اس کی جدوجہد اور برکت سے اس تنظیم کے عقائد باطلہ سے باخبر ہوئے

(**جہادی و تنظیمی خدمات**) امارت اسلامی افغانستان جب شمالی اتحاد کے خلاف جنگ میں مصروف تھی اس وقت طالب علمی کے دوران جہاد میں حصہ لیا کرتے تھے، سقوط امارت اسلامی کے بعد آمیر بیت اللہ محسودؒ کی اطاعت میں افغانستان کے تشکیلات میں شامل ہو رہے تھے، جبکہ ایک بار زخمی بھی ہوئے، تنظیم بننے سے پہلے مولوی معراج الدینؒ کے ساتھ امریکی یلغار کے خلاف تشکیل میں شامل ہوئے، کچھ عرصہ بعد

جب تنظیم وجود میں آئی، تومہاجرین افغانستان کی پورے خلوص سے خدمت کی یہاں تک کہ حکومت پاکستان نے بہانے ڈھونڈ کر قبائل پر حملہ کیا، تومولوی موصوف نے ایک جراتمند وخاکسار مخلص کمانڈر اور حلقہ سپین کئی رغزائی کے امیر اور مجلس شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے پاکستان اور افغانستان کی حکومتوں کے خلاف جہادی سرگرمیاں سرانجام دے رہے تھے افغانستان کئے متعدد جہادی کاروائیوں میں بذات خود شامل ہوئے اور پاکستان کے خلاف آپریشن راہ نجات کے وقت ہجرت کر کے گھر والوں کو شمالی وزیرستان میں مقیم کر کے خود فوراً لوٹ کر بمقام بوبڑ پاکستانی فوج کے خلاف مسلسل کاروائیاں کرتے رہیں، جب (2016) میں مجاہدین نے افغانستان ہجرت کی تواس دوران آپ نے دوسری شادی کی، تودوسری شادی کے ہمراہ تقریباً کئی ماہ گزار دینے کے بعد اس نے گومل کے راستے مسلسل پیدل سفر کر کے پھر علاقہ سمل میں اپنامرکز کھولا اس عرصہ کے علاوہ آپ نے جنوبی وزیرستان کے محاذوں کے علاوہ کہیں اور سکونت پسند نہیں کرتے تھے مولوی موصوف بروز جمعہ 2رجب 1438ھ بمطابق 31مارچ 2016ء کو بمقام لی لندہ سمل میں، ہمراہ دوساتھی شہید ہوئے (1) روز محمد عرف فدائی شہیدؒ (2) مشفق شہیدؒ سراروغہ۔ بقلم، مفتی عبدالرحمن نظامی مفتی نعمت اللہ عرف کاشف

مولاناغوث الدین صاحب کی سوانح زندگی

مولاناغوث الدین ولد ناول خان عرف حقانی ملا ۴۰ سالہ صحت مند نوجوان مجاہد تھا۔ مولاناصاحب نے پہلے پہل بچپن ہی سے دینی تعلیم مولاناعصام الدین مکین والے کے مدرسہ میں حاصل کرنی شروع کی ۔وہاں ہی حافظ قرآن بنے۔ بعد ازاں چند سال وہاں پر دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بعد بقایا تعلیم ٹل پشاور میں حاصل کرتے رہے آپ صاحب کو علوم دینیہ سے فراعت کی سند دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ملی فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں دینی مدرسہ بنایا۔ اور اہل علاقہ کے بچوں کو دینی اور عصری تعلیم سے آراستہ کیا جبکہ ساتھ ساتھ مجاہدین سے بھی تعلقات رہے اگرچہ جنگوں میں حصہ تو نہ لیا کیونکہ آپ صاحب پر گھریلو ذمہ داریاں بھی تھیں اور مدرسے کا بوجھ بھی تھا لیکن لوکل سطح پر مجاہدین کے ساتھ ہاتھ بٹھایا؛ جب آپریشن راہ نجات محسود ایریا میں شروع ہوا تو انہوں نے سرویکی تشکیل کی اور وہاں پر کئی دن تک محاذ جنگ پر رہے جب مجاہدین محسود نے اکتوبر 2009 میں گوریلہ جنگ کا فیصلہ کیا اور محاذوں پر فوج کے آمنے سامنے جنگ کی پالیسی ختم کی اور اپنی عمومی قوت شمالی وزیرستان منتقل کی تو آپ صاحب اپنے گاؤں پر ٹھہرے رہے جب مارچ 2010 میں مجاہدین نے پھر علاقے میں مراکز کھولیں تو آپ کو راشن مہیا کرنے کی ڈیوٹی دی گئی جو آپ صاحب نے مرتے دم تک سنبھالی کبھی بھی اپکی ذمہ داری میں راشن کم ہونے کی شکایت کسی نے نہیں کی۔ مئی 2012 میں وانہ سے راشن لاتے ہوئے ایک دفعہ آپ پر ایف سی والوں نے حملہ کیا جس میں آپ صاحب بال بال بچ گئے جبکہ آپکا دوسرا ساتھی بمع گاڑی گرفتار ہوا اسکے باجود کہ آپ صاحب بہت مشہور جانے پہچانے تھے لیکن پھر وانہ جاتے تھے اور مجاہدین کی ضروریات پوری کرتے تھے اسی سلسلہ میں بالاخر فوج نے آپکو 17رمضان المبارک 23جون 2016 کو مولاناصاحب ایک دوسرے ساتھی کے ہمراہ موٹر سائیکل پر وانہ جارہے تھے ۔ کہ ٹاٹی نامی علاقے میں گشت پر مامور فوج نے ان پر حملہ کیا جسکے نتیجے میں مولاناغوث الدین عرف حقانی ملاعباس خیل زاند وحلقہ جاٹراۓ نے جام شہادت نوش کیا۔ جبکہ اسکا دوسرا ساتھی زخمی حالت میں فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ یادرہے کہ مولوی صاحب کی لاش فوج ساتھ

وانہ لے گئی جنوبی محاذ کے گوریلہ گروپ کا یہ تیسرا بڑا نقصان 2016 میں ہوا۔ میڈیاء پر حکومتی رپورٹ کے مطابق 2 شدت پسندوں کو ہلاک کرنے اور دو کو گرفتار کرنے کا دعوی فوج نے کیا۔ ان للہ وان الیہ راجعون

کمانڈر صالح دین کی شہادت

کمانڈر صالح دین عرف خالد ولد حاکمین شمک خیل حلقہ قلندر کا باشندہ تھا بیت اللہ امیر صاحب کے دور سے جہاد میں مصروف تھا جب 19 مئی 2009 کو آپریشن راہ نجات پاکستانی فوج نے علاقہ محسود میں شروع کی تو کمانڈر صالح دین عرف خالد ہر محاذ پر پیش پیش ہوا کرتے تھے جب مولانا ولی الرحمن صاحب نے اکتوبر 2009 میں گوریلہ جنگ کا حکم فرمایا تو اسکے بعد مکین محاذ پر سینکڑوں مجاہدین میں سے صالح دین عرف خالد نے فوج کے خلاف کاروائیوں کا آغاز کیا اپنی دلیرانہ کاروایوں کی بدولت تھوڑے ہی عرصے میں فوج اور طالبان حلقوں میں مشہور ہوئے 2012 میں وہ جب زخمی ہوئے۔ تو ایک پٹھان فوجی طالبان کو مخابرہ سیٹ پر کہہ رہا تھا کہ خالد کی علاج جلدی کریں انہونے پنجابیوں (پنجابی فوجیوں) پر نیند حرام کی تھی انکی کاروائیوں سے ہمارے سر فخر سے بلند ہوئے ہیں۔ مجاہد نشتر حلقہ قلندر والے کے بقول کمانڈر خالد ہمیں ترغیب دیتے ہوئے پشتو مقولہ بار بار دھرایا کرتے تھے۔ (پروت زمرائے خہ وی کہ شوراند گیداڑ) اس مقولے کا مقصد یہ ہے کہ لیٹے ہوئے شیر سے چلنے پھرنے والا گیدڑ اچھا ہوتا ہے۔ یعنی مجاہدین کو کہتے تھے کہ لیٹنے میں فائدہ نہیں ہمیشہ فوج کے خلاف کاروائیوں کے لیے گھومتے رہو خواہ مخواہ کوئی شکار ملے گا۔ کمانڈر صالح دین عرف خالد نے 15 مئی 2013 سے قبل چند سالوں کے دوران سینکڑوں کاروائیاں فوج کے خلاف کئے جن میں کئی کاروائیوں کا ذکر تاریخ پڑھتے پڑھتے قارئین کو ملے گا جبکہ بہت سارے ناکافی تفصیلات کے باعث نہ لکھی گئی۔ بالاخر 15 مئی 2013 کو شوال موڑے کوٹ میں میں ریکی کرنے کیلئے جارہا تھا کہ راستے میں گھات لگائے فوج نے ان پر حملہ کیا جسکے نتیجے میں آپ نے جام شہادت نوش کی اور انکی لاش فوج نے رزمک کیمپ منتقل کی۔ تین دن بعد فوج نے انکی لاش بواسطہ جرگہ مجاہدین کے حوالے کی

قاری روح محمد عرف مظلوم یار

روح محمد ولد میاجان محسود عبدلائی، شاخ تورنگ خیل جنوبی وزیرستان علاقہ محسود مکین سے تعلق رکھتے تھے، بچپن ہی میں عصری اور دینی تعلیم یکجا شروع کی اور بعد میں دینی تعلیم کو ترجیح دیتے ہوئے آپ حافظ قرآن اور قاری قرآن بنے بعد ازاں دینی تعلیم میں مصروف رہے، جب افغانستان میں طالبان کی حکومت آئی تو آپ صاحب بھی اپنے دوسرے دوست قاری انقلابی مروت کے ہمراہ افغانستان قندوز پہنچے، وہاں پر آپ صاحب شدید زخمی ہوئے جسکی وجہ آپ ایک ٹانگ سے معذور ہوئے لیکن جب نائن الیون کے واقعات کے بعد امریکہ نے افغانستان اسلامی امارت پر حملہ کیا اور اسکے رد عمل میں علاقہ محسود کے مجاہدین بیت اللہ محسود کے سربراہی میں میدان میں کھود پڑے، تو اس میں قاری صاحب نے بھی حصہ لیا، مکین میں ثناء اللہ شہید کی شہادت کے بعد آپکو بیت اللہ محسود نے حلقہ مکین کا امیر مقرر کیا اس وقت سے

شہادت تک بڑے ہی خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داری نبھائی آپ صاحب قاری مظلوم یار سے مشہور تھے، آپ صاحب امیر محترم بیت اللہ محسود کے اہم رازداروں میں سے تھے اور آپ پر بہت ہی اعتماد کرتے تھے، بڑے دلیر شجاع اور باہمت انسان تھے 2008 میں جب محسود طالبان اور حکومت پاکستان کے درمیان جنگ شروع ہوئی تو شروع دن سے محاذ پر رہے مجاہدین نے بہت ہی اصرار کیا کہ آپ صاحب معذور ہیں محاذ پر مشکلات ہیں اور آپ کو واپسی پر مجبور کیا لیکن آپ نے نہ مانے 40 دن تک مسلسل محاذ مکین پر فوج کی گولہ بارود کا دلجمعی سے مقابلہ کیا، 40 دن بعد جب معاہدہ ہوا تو آپ نے محاذ خالی کی اور مکین میں نمودار ہوئے مجاہدین نے آپکا قطاروں کی شکل میں استقبال کیا، آپ صاحب کے امارت کے دوران علاقہ مکین میں ایک چھوٹے بچے کا قتل واقع ہوا، چنانچہ آپ بہت پریشان ہوئے لیکن چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ذہین اور عالی دماغ انسان پیدا کیا تھا تجس کرکے آپ اس بچے کے قاتلین کو معلوم کرگئے اور گرفتار کرکے ان سے تحقیق شروع کی تحقیق کے دوران انہوں نے اقرار جرم کرلیا۔ لہٰذا تحقیق مکمل کرنے کے بعد ان تینوں ڈاکوں کو سرعام مکین میں قصاص کیا جسکی وجہ سے علاقہ مکین امن آمان کا گہوارہ بنا اور عوام میں آپ صاحب بہت مقبول ہوئے اور عوام طالبان کے امن وآمان اورانصاف سے مطمئن ہوئے، 19 مئی 2009 کو جب پاکستانی افواج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا اور پانچ ماہ علاقہ محسود کی ناکہ بندی کردی تو اس دوران آپ نے مکین محاذ کو سنبھالا بالاخر 17 اکتوبر سب سے آخر میں علاقہ سے آپ نے ہجرت کی اور بعد ازاں مکین سے مغرب میں واقع درہ سے گوریلہ عملیات کے ذمہ دار بنائے گئے، نومبر 2009 سے جولائی 2010 تک بحیثیت گوریلہ کمانڈر آپ صاحب نے مجاہدین کی سربراہی کی، جولائی 2010 سے قبل آپ کے ٹانک میں تکلیف پیدا ہوئی اسکے علاج کیلئے میرانشاء گئے، چنانچہ 3 جولائی 2010 کو آپ صاحب کرفیوں کے دوران میرانشاء بازار سے ڈنڈے جارہے تھے اور آپ سے ذرہ آگے خواتین اور بچے بھی تھے راستے میں ملیشاء اہلکاروں نے آپ کو روکا اس وقت آپ نے سیکیورٹی اہلکاروں سے درخواست کی کہ خواتین اور بچوں کو آگے جانے دو اسکے بعد میرے ساتھ بات چیت کرلینا۔ کیونکہ انہیں محسوس ہوا کہ سیکیورٹی اہلکار انہیں گرفتاری کے موڑ میں ہیں بات چیت ناکام ہونے کے بعد آپ نے گرفتاری کے بجائے شہادت کو لبیک کہہ کر سیکیورٹی اہلکاروں پر پہلے پہل فائرنگ کی جسمیں ایک ملیشاء صوبیدار اور ایک سپاہی کو موت کے بھینٹ چھڑادیا قریب ہی واقع ایک پیکٹ سے دیگر ملیشاء اہلکاروں نے آپ پر فائرنگ کی جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی اور آپکی لاش کو قبضے میں لے لیا لیکن فوج اور دیگر سیکیورٹی اداروں کو یہ پتہ نہ چلا کہ یہ قاری مظلوم یار محسود ہے، چنانچہ جرگہ افراد کے وساطت سے اسکی لاش ملی اور انہیں جنوبی وزیرستان علاقہ محسود درہ میں سپردخاک کیا آپ صاحب 35 سالہ نوجوان تھے آپ صاحب نے پسماندگان میں اپکے والدین بہن بھائی اور دو بیوہ اور چار بچے چھوڑے ہیں

کمانڈر کلام شاہ کاکا

کلام شاہ عرف کاکا ولد مِثل خان (مرحوم) محسود عبدلائی، شاخ سلیم کائی مکین سے تعلق رکھتے تھے، بچپن ہی میں کچھ عصری اور دینی تعلیم حاصل کی جو نہ ہونے کی برابر تھی جب آپ جوان ہوئے تو آپ گاڑی ڈرائیور بنے اور اسکے ذریعے اپنے بھائیوں اور بال بچوں کی پیٹ پالتے تھے اس سلسلہ میں کچھ عرصہ متحدہ عرب امارات چلے گئے کچھ عرصہ بعد واپس پاکستان آئے اور ڈرائیونگ کرتے رہے 1992ء 1993ء میں جب علاقہ محسود میں ڈاکوں چوروں اور بدمعاشوں کا راج ہوا جسمیں حبیب

اور گل یوسف خان عرف گوخان مشہور ڈاکوں تھے، کلام شاہ کاکا نے بھی انہی کا ساتھ دیا، تقریباً 1993ء میں وانہ بازار میں موجود بینک دن دھاڑے گوخان اور کلام شاہ کاکا کے سربراہی میں لوٹا گیا، لیکن جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اسکے رد عمل میں کلام شاہ کاکا نے بیت اللہ محسود کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور مرتے دم تک پر اس پر قائم رہے اسی عرصہ میں افغانستان اور پاکستان میں بہت ساری لڑائیوں میں شرکت کی اور کئی جنگوں کے ذمہ دار بھی رہے چنانچہ اس سلسلہ میں 19 ستمبر 2009ء کو خڑ غنڈائی تعارض میں آپ صاحب شدید زخمی ہوئے، کسی کو آپکے بچنے کی امید نہ تھی لیکن اللہ تعالی کا کرنا تھا کہ اسباب نہ ہونے کے باجود آپ صحت یاب ہوئے اسکے بعد بنوں جیل حملے میں آپکا نمایاں کردار تھا، جس دن سے آپ نے جہاد شروع کیا آپ میں نمایاں تبدیلی آئی بڑے خوش اخلاق خدمت گذار اور باوقار بنتے جارہے تھے، زمانہ جہالیت میں جیسے بہادری سے مشہور تھے اسطرح جب جہادی میدان میں آئے تو آپ نے اس میدان میں داد شجاعت حاصل کی، اور بالاخر مولوی ولی الرحمن صاحب کی اجازت سے افغانستان سیروضہ مرزک کیمپ پر 15 اکتوبر 2012 کو تعارض میں شامل ہوئے آپ صاحب کو وہاں اسکول میں فوجی کیمپ پر تعارض کی ذمہ داری سونپی گئی کیمپ کو فتح کر کے اس میں داخل ہوئے، اسی اثناء میں وہاں دشمن کی جوابی فائرنگ سے جام شہادت نوش کر گئے، وہاں سے آپکی لاش پاکستان میر انشاء منتقل کی گئی اور مکین میں اپنے آبائی قبرستان میں جرگہ والوں کے وساطت سے سپرد خاک کیا گیا، اپنے پیچھے پسماندگان میں بھائی اور بہن بیوہ اور بیٹے بٹیاں چھوڑے۔

ثناء اللہ عرف صدف شہید

ثناء اللہ عرف صدف ولد حبیب اللہ محسود عبدلائی، شاخ آباخیل قریشی مکین سے تعلق رکھتے تھے، آپ صاحب نے عصری تعلیم میٹرک تک مکمل کی بعد میں گھر کے نامساعد حالات کی وجہ سے کاروبار پر توجہ دی اور کپڑے کی دوکان مکین بازار میں کھول دی بعد ازاں آپ تحصیل لدھا ڈاکخانہ میں کلرک مقرر ہوئے، افغانستان پر امریکی حملے کے بعد آپ نے بیت اللہ محسود کے زیر قیادت جہاد شروع کی اور اپکے ذمہ زخمیوں کی دیکھ بال کی ذمہ داری لگائی گئی، لیکن جب جنوری یا فروری 2005 میں حلقہ مکین کے امیر کمانڈر محمد حنیف شہید ہوئے، تو بیت اللہ محسود نے آپکو حلقہ مکین کا امیر منتخب کیا، یوں سراروغہ معاہدے کبعد رفتہ رفتہ علاقہ محسود میں مجاہدین کی کثرت ہوئی اسی زمانے میں علاقہ محسود میں ڈاکوں چوروں اور بدمعاشوں کی راج تھی اور علاقہ مکین جنوبی و شمالی وزیرستان کے ڈاکوں کی آماج گاہ تھی، جب طالبان نے اسکے خلاف قدم اُٹھایا تو حلقہ مکین کے سطح پر ثناء اللہ شہید نے ان پر محنت کی جبکہ ان کے خلاف بعض کاروئیوں میں مجاہدین بھی شہید ہوئے اور جو نہ سدھر سکے تو انکو پھر بڑی دلیری سے ٹھکانے لگایا، آپ صاحب بیت اللہ محسود کے بہت قریبی ساتھیوں میں سمجھے جاتے تھے خوش اخلاق سنجیدہ انسان تھے اور قابل اعتماد شخصیت تھے آپ صاحب صدف کے نام سے بھی جانے جاتے تھے، جون 2007 میں لال مسجد کا واقعہ پیش آیا تو پورے پاکستان میں سیکیورٹی اداروں کے خلاف جنگ شروع ہوئی، یوں علاقہ محسود میں اسی وجہ سے اور معاہدہ سراروغہ پر حکومت کی عمل نہ کرنے کی وجہ سے طالبان اور حکومت میں چپقلش پیدا ہوئی اور علاقہ محسود میں جہاں کہیں فوج اور ملیشیاء موجود تھی اسکو حتی المقدور محاصرے میں رکھا لیکن اس موقعہ پر ثناءاللہ (شہید) نے مکین محمد نواز کوٹ ملیشیاء والوں سے خفیہ معاہدہ کر رکھا تھا، رات کے وقت

انکی ضرورت پورا کرتا تھا، بالاخر 2007 میں رمضان المبارک سے 3 یا 4 دن قبل جب سرنرائی ملیشیاء کیمپ فتح کی گئی تو وہاں سے ایک گاڑی

چوھدری نامی مجاہد لیکر جب محمد نواز کوٹ ملیشیاء کیمپ سے گذر رہا تھا تو ملیشیاء کیمپ والوں نے اس پر فائرنگ شروع کی لیکن ڈرائیور نے گاڑی وہاں سے نکال لی یہ خبر سنتے ہی ثناء اللہ اپنے باڈی گارڈ سمیت محمد نواز کوٹ پہنچا تاکہ صورت حال معلوم کرلیں کیونکہ آپکا کیمپ والو سے خفیہ معاہدہ تھا لیکن پہنچتے ہی ملیشیاء فورسز نے ان پر فائرنگ شروع کی آپ کو بمع 2 ساتھیوں کے شہید کرڈالا آپ سے وفا اور معاہدہ کی پاسداری کے بجائے بے وفائی اور غداری کی گئی اس پر ان سے گلہ نہیں کیونکہ پاکستانی اداروں کا یہی شیوا ہے کہ وہ ہمیشہ ہی معاہدے کے نام سے اپنے دشمنوں کو دھوکہ دیتا ہے خان قلات سے لیکر مسلم خان سواتی کے ساتھ دھوکہ تک اور اسکے بعد مقامی سطح پر ثناء اللہ سے دھوکہ تک قصے عالمی دنیاء سے چھپے نہیں۔ جبکہ کلمہ کفر پڑھنے والے بھی حتی الوسع معاہدے کی پاسداری کرتے ہیں۔ لیکن پاکستانی سیکورٹی اداروں کے نامور مسلمانوں نے پتہ نہیں یہ انسانیت کہاں سے سیکھی ہے، البتہ ثناء اللہ شہید کا یہ فعل غیر مستحسن تھا کہ انہوں نے اپنے امیر اور اپنے شوری کی اجازت کے بغیر علاقائی یا ذاتی مفادات کی خاطر خفیہ الگ مقامی معاہدہ کرر کھا تھا شہادت سے چند ماہ قبل ہی آپ صاحب ہلمند تشکیل سے واپس آئے تھے، آپ صاحب کی اس مظلومانہ شہادت سے پورے علاقہ محسود میں غم کا سماں تھا۔ جبکہ پورے علاقہ محسود سے بیت اللہ محسود نے چن چن کر مجاہدین کو مکین بلایا اور اس کیمپ پر ایسا خوف ناک حملہ کیا کہ ملیشیاء والوں نے مزاحمت کے بجائے ہزیمت اختیار کرکے راہ فرار اختیار کی اوران میں بہت ساروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ یوں یہ کیمپ مجاہدین محسود کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے فتح کی اور راستے سے اس کانٹے کو ہٹایا تفصیل جنگی کاروائیوں کے عنوان میں لکھا گیا ہے، آپ کے پسماند گان اور ورثاء میں بیٹے بیٹیاں ایک بھائی شامل ہیں۔

صوفی عرف نافذ صوفی عرف نافذ ولد دوستی گل محسود عبدلائی، شاخ عباس خیل مکین سے تعلق رکھتے تھے صوفی نافذ، ان پڑھ مجاہد تھے 25 سے 30 سال کے جوان تھے جب بیت اللہ محسود نے علاقہ محسود میں جہاد کے لیے نوجوانوں کو میدان میں آنے کی دعوت دی تو آپ بھی اس کاروان بیت اللہ میں شامل ہوئے رفتہ رفتہ افغانستان کی جنگوں میں حصہ لیتے رہے بالاخر اپنی جرات وبہادری اور جنگی چالوں میں مہارت کے بدولت آپ صاحب جنگی کمانڈر بنے آمیر محترم بیت اللہ محسود ہی کے دور سے آپ صاحب جنگی کماندان مقرر ہوئے امیر صاحب کی شہادت کے بعد آپ صاحب حضرت مولانا ولی الرحمن کے ساتھ منسلک رہے خصوصاً آپریشن راہ نجات کے دوران پاکستانی افواج کے خلاف کاروائیوں کے لیے ہمیشہ ہی مکین محاذ پر رہے، آپ صاحب میں یہ ایک عجیب خوبی تھی کہ لڑائی کے دوران کوشش کرتے تھے کہ سب سے پہلے دشمن کے کیمپ اور مورچوں میں داخل ہو جائے اور فتح یا شکست کے بعد مجاہدین کو وہاں سے نکالنے کے بعد ہی خود نکل جاتے تھے، اپنے ساتھیوں کی خدمت کرتے تھے رمضان المبارک میں افطار کے وقت دستر خوان پر کھانا اور دوسرے افطاری سامان خود لگاتے تھے، بیعت جہاد کے روز اول سے تا وقت شہادت کئی سالوں پر محیط زندگی جہادی خدمات اور جنگوں میں مصروف کردی بالاخر 27 جولائی 2013 کو ٹل قلعہ پر تعارض کے دوران تمام موچوں کو فتح کرکے فاتح بنے لیکن وہاں پر چھپے ایک فوجی نے آپ پر فائرنگ کرکے آپ کو ایک گولی لگی جس سے

آپ شہید ہوئے، مجاہدین نے اس فوجی کو زندہ گرفتار کرکے بعد میں ہلاک کرکے جہنم واصل کیا، آپ نے پسماندگان اور ورثاء میں بھائی بہنیں والدین اور ایک بیٹا بیٹی اور بیوہ چھوڑے۔

بادشاہ گل عرف تورہ شپہ

کمانڈر بادشاہ گل عرف تورہ شپہ ولد سیدکمال محسود عبدلائی، شاخ نسری خیل مکین سے تعلق رکھتے تھے 25 سے 30 سال کے نوجوان تھے آپ غیر تعلیم یافتہ تھے اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے آپ صاحب اکثریت اپنے ماموں کے پاس رہتے تھے جب جوان ہوئے تو چونکہ علاقہ محسود میں چوروں ڈاکوں کا راج تھا آپ بھی اس ماحول کے شکار ہوئے۔ لیکن جب امریکی جارحیت کے خلاف افغانستان پاکستان میں جزبہ جہاد ابھرا تو آپ صاحب بھی کاروان بیت اللہ محسود میں شامل ہوئے بہت ہی کم عرصہ میں آپ اپنے جرات وبہادری کی وجہ سے حلقہ مکین میں کمانڈر کی حیثیت سے مشہور ہوئے آپ صاحب اور کمانڈر عبدالحلیم دونوں ایک جوڑے کی شکل اختیار کر گئے۔ 2006 میں جب شمالی وزیرستان میں پاکستانی فوج نے جب جنگ شروع کی تو آپ صاحبان دشمن پر قہر بن کر حملے کرتے رہے آپ صاحب بیت اللہ محسود اور ملاسنگین کے قریبی کمانڈروں میں سے تھے دونوں حضرات آپ سے بڑی محبت رکھتے تھے، منافقین سے چلنج پر مقابلے کے لیے میدان میں اترتے تھے، پاکستان افغانستان میں کئی جنگوں کے لڑنے کے بعد جون 2006 میں افغانستان کی تشکیل پر علاقہ زیڑک گئے اس دستے میں علاقہ محسود کے بہت اہم کمانڈر موجود تھے لیکن جب اولسوالی زیڑک علاقہ درہ یہ دستہ پہنچا تو کسی ظالم جاسوس نے ان پر جاسوسی کی جسکے نتیجے میں ان مجاہدین پر 14 جون 2006 کو رات کے تاریکی میں بمبار شروع ہوا جسمیں کمانڈر بادشاہ گل دیگر کئی کمانڈروں سمیت کل 42 مجاہدین جام شہادت نوش فرماگئے جبکہ مکمل دستہ 72 افراد پر مشتمل تھا، تفصیل جنگی واقعات میں موجود ہے، ان تمام شہداء کو درہ کنڈاو، اولسوالی زیڑک افغانستان ہی میں سپرد خاک کئے اب درہ کنڈاو کا نام شہداء کنڈاو پڑ گیا ہے، کمانڈر بادشاہ گل بھی اپنے دوسرے شہداء کے ہمراہ اسی اخری خواب گاہ میں سپرد خاک کئے گئے، کمانڈر بادشاہ گل نے پسمندہ گان اور ورثاء میں والدین 2 بیٹے بیٹاں اور ایک بیوہ چھوڑے ہیں۔

کمانڈر عبدالحکیم عرف حلیم

عبدالحکیم ولد میر قدم خان محسود عبدلائی، شاخ گنا خیل مکین سے تعلق رکھتے تھے 1981 میں آپکی پیدائش ہوئی 1991 میں آپ صاحب کو مدرسہ اسلامیہ مکین میں ناظرہ قرآن شریف پڑھنے کیلئے داخل کیا گیا لیکن بعد میں ناظرہ قرآن اپنے والد محترم سے پڑھا باقی تعلیم حاصل نہیں کی جوان ہوتے ہی اپنے چچازاد بھائی سے خیاطی کا کام سیکھنا شروع کیا افغانستان پر امریکی حملے کے بعد جب مجاہدین محسود نے علَم جہاد بلند کیا تو آپ صاحب ثناء اللہ شہید سابق امیر حلقہ مکین کی دعوت پر میدان جہاد میں کھود پڑے اور امیر محترم بیت اللہ محسود کے ہاتھ بیعت جہاد کر گئے۔ کم عرصے میں اپنی جرات وبہادری اور جنگی چالوں میں مہارت کی بناء پر ایک مضبوط کمانڈر کی حیثیت سے ابھرے اور آپ صاحب اور کمانڈر بادشاہ گل نے ایک جوڑے کی شکل اختیار کی ہمیشہ ہی ہر تعارض اور کمین میں اکھٹے جاتے تھے اور دشمن پر قہر بن کر ٹوٹ پڑتے تھے، آپ جیسے بہادر مجاہدین محسود میں کم ہی ہونگے دشمن

کے فائرنگ سے آپ خوف محسوس نہیں کرتے تھے گولیوں کی بارش میں مورچوں میں کھود پڑتے تھے، آپ کی بہادری کے کارناموں میں صرف ایک ہی کا ذکر کرتا ہو کہ جون2006 میں شادغالی کیمپ(شمالی وزیرستان) پر تعارض کیا سارے مورچے فتح ہوئے صرف ایک مورچے سے ایک فوجی فائر کرتا رہا جس سے مجاہدین پریشان ہوئے کمانڈر حلیم نے عقبی جانب سے اس فوجی پر حملہ کیا اور ان سے ایم جی ون چھینا اور اسے زندہ گرفتار کیا آپ صاحب دشمن کے مورچوں میں فاتح ہو کر داخل ہوتے تھے شمالی وزیرستان میں اس جنگ کے دوران آپ دونوں کمانڈروں نے بہت ساری جنگیں لڑیں ۔ آپ دونوں نے پاکستان افغانستان میں بیسیوں جنگوں میں حصہ لیا آپ دونوں حضرات اپنی دلیرانہ کردار کے باعث بیت اللہ محسود کو بڑے عزیز تھے بیت اللہ امیر صاحب ہمیشہ ہی انکو خوش رکھا کرتے تھے صرف ایک موقعہ پر ایک جنگی چال میں غلطی پر انہیں 2دن جیل بھیج دیا گیا لیکن اس میں بھی امیر صاحب نے مفتی نور ولی کو خط لکھا کہ حلیم سے نرمی کرے۔ البتہ میں کمانڈر حلیم کو کوئی سزاء بتائے اور انہیں اختیار دیا کہ اس میں آپ خود سزاء کا انتخاب کرے، جس میں آپ نے ایک خوشی سے قبول کرکے کاٹنے کے بعد رہائی حاصل کی چنانچہ 2006 موسم گرمہ کے افغانستان تشکیلات پر آپ صاحب ملاسنگین فاتح کے ہمراہ 72 افراد پر مشتمل دستہ میں والسوالی زیڑک درہ پہنچے۔ تو14 جون 2006 کو رات کے تاریکی میں ان پر بمبار شروع ہوا جس میں بشمول کمانڈروں کے 42 مجاہدین نے رتبہ شہادت حاصل کیا، آپ صاحب بمع دوسرے شہداء کے درہ ہی میں سپرد خاک کئے گئے۔

کمانڈر علی باشاہ عرف صادق یار

علی بادشاہ عرف صادق یار المعروف علی بابا ولد گل بادشاہ محسود عبدلائی، شاخ ظفریف خیل تنگہ درہ مکین سے تعلق رکھتے تھے، علی بادشاہ تقریباً30 سالہ آن پڑ جوان تھے، بچپن ہی سے بااخلاق حیادار تھے جوانی بھی حیا تقوی اور صداقت میں گذاری افغانستان پر امریکی جارحیت کے رد عمل میں آپ بھی کاروان بیت اللہ کے ایک سپاہی بنے امیر صاحب کے ہر امر پر لبیک کہتے گئے اور جہاد پاکستان کے ساتھ جہاد افغانستان میں سرگرم عمل رہے آپ صاحب کا شمار بھی مکین کے نامور کمانڈروں میں کیا جاتا ہے اسی عرصہ میں آپکو گردوں کی بڑی تکلیف ہوتی تھی جسکے علاج معالجہ کیلئے کراچی پشاور کا سفر بھی کرتے رہے لیکن اسکے باجود ہمیشہ ہی ہر محاذ پر وہ حاضر باش رہتے تھے بالاخر 2009 میں آپریشن راہ نجات کے دوران مکین درہ میں تشکیل مکمل کرکے جب شمالی وزیرستان کے علاقے لانڈے محمد خیل طارق نامی داوڑ کے پاس ٹھہرے تو وہاں پر اپریل2010 میں آپ پر ڈرون حملہ ہوا جسمیں آپ صاحب بمع دیگر چار مجاہد ساتھیوں کے رتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے کمانڈر علی بابا کی صرف منگنی ہوئی تھی ورثاء میں والدین بھائی چھوڑے امیر محترم بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد آپ نے حضرت مولانا ولی الرحمن کا ساتھ دیا اور مرتے دم تک انکے حکم کو لبیک کہتے رہے۔

کمانڈر امجد یار عرف امجد

امجد یار عرف امجد ولد بادشیر خان محسود عبدلائی، شاخ بند خیل مکین سے تعلق رکھتے تھے آپ نے نویں جماعت تک عصری تعلیم حاصل کی تھی افغانستان پر امریکی جارحیت کے رد عمل میں کاروان بیت اللہ محسود میں شامل ہوئے معاہدہ سراروغہ کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان میں بارودی مواد لیکر پولیس نے گرفتار کیا دوڈھائی سال کے بعد رہا ہوئے بعد ازاں جہاد پاکستان وافغانستان میں مصروف رہے اور مکین کی سطح پر ایک

کمانڈر کی حیثیت اختیار کر گئے بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد آپ نے حکیم اللہ محسود کا ساتھ دیا لیکن قلیل ہی عرصہ بعد اورکزائی میں پاکستانی فوج پر تعارض کر کے کئی مورچوں کو فتح کر کے بالاخر 26 جون 2010 کو فوج کی جوابی فائرنگ سے شہادت کو گلے لگا کر رتبہ شہادت پر فائز ہوئے ورثاء میں دوسرے رشتہ داروں کے علاوہ بیوہ اور بچے چھوڑ گئے ہیں۔

محمد حنیف

محمد حنیف ولد محمد علی محسود عبدلائی، شاخ ظریف خیل تنگہ درہ مکین سے تعلق رکھتے تھے تقریباً 30 سالہ جوان تھے، افغانستان پر امریکی حملے کے بعد آپ بھی جزبہ جہاد سے سرشار ہو کر بیت اللہ محسود سے بیعت ہوئے حلقہ محسود کے ابتدائی چند مجاہدین میں سے آپ بھی تھے چنانچہ امیر محترم بیت اللہ محسود شہید نے آپکو پہلے پہل علاقہ مکین کی ذمہ داری سونپی، آپ صاحب آن پڑھ تھے لیکن بہت ہی متقی پرہیز گار تھے اپنے ذاتی رقم سے مجاہدین پر خرچہ کرتے تھے وزیرستان میں جب فوج نے آپریشن شروع کیا تو آپ صاحب نے بیت اللہ محسود کے نگرانی میں کئی جنگیں لڑی بالاخر جب علاقہ محسود پر فوج نے 9 ستمبر 2004 کو حملہ کیا تو مکین محاذ پر آپ نے فوج اور امن کمیٹیوں کے خلاف ہر ممکن کوشش کی، غالباً جنوری 2005 میں عثمان رغزائی مکین میں امن کمیٹی کے سربراہ کے راستے میں ریموٹ بم نصب کر رہے تھے جو اچانک دھماکے سے پھٹ گیا جسمیں کمانڈر محمد حنیف اپنے دوسرے ساتھی صلاح الدین کیساتھ اس دھماکے میں شہید ہوئے اور انکی لاشوں کو امن کمیٹی کے سربراہان نے فوج کے حوالے کیا۔ بعض ذرائع کے مطابق انکے لاشوں کو پشاور گورا قبرستان میں سپرد خاک کی گئی ہے، آپ پسماندگان اور ورثاء میں والدین بہن بھائی بیوہ اور ایک بیٹا چھوڑے ہیں۔

قاری حبیب الرحمن عرف خدمتی

قاری حبیب الرحمن عرف خدمتی ولد عصمت اللہ محسود شاخ مال خیل سکنہ مال خیل رغزائی سے تعلق رکھتے تھے، قاری صاحب 1978ء میں بمقام شمکائی تحصیل تیارزہ پیدا ہوئے، آپ نے حفظ قرآن اور تجوید وغیرہ مکمل کر کے بعد میں کچھ عرصہ درس بھی دیا لیکن گھریلو حالات کے نامساعد ہونے کے پیش نظر ہنڈ پمپ لگانے کنویں کھودنے کا کاروبار شروع کیا آپ شروع میں امارت اسلامی کے دوراقتدار میں شمالی اتحاد کے خلاف بھی لڑے ہیں لیکن افغانستان پر امریکی حملے کے بعد آپ نے بیت اللہ محسود کے ساتھ جہاد کا آغاز کیا معاہدہ سراروغہ کے بعد حلقہ وچہ خوڑہ میں آپ ٹرینگ استاد متعین ہوئے اور سینکڑوں نوجوانوں کو جہادی تربیت دیتے رہے اسی اثناء میں افغانستان بھی کئی تشکیلات کئے 2007 کے آواخر میں پاکستانی فوج سے جنگ کے دوران حلقہ وچہ خوڑہ کے مجاہدین کے کماندان بھی رہے، بالاخر جب 19 مئی 2009 کو علاقہ محسود پر فوج نے حملہ کیا تو سپلاتوئی قلعہ پر 7 جون 2009 کی رات مجاہدین محسود نے حملہ کیا اور پوری رات لڑائی جاری رہی دشمن کو طالبان حملے کی پیشگی اطلاع تھی جسکی وجہ سے طالبان کا جانی نقصان زیادہ ہوا اور تعارض ناکامی سے دوچار ہوا، اس تعارض میں قاری صاحب نے بھی جام شہادت نوش کی آپ کے فراق اور جدائی کے غم میں آپکے والد بھی چند ہی دن بعد قضائے الہی سے چل بسے۔ آپ مولانا ولی الرحمن کے سگے بھائی تھے۔

آمیر محمد عرف بورجان شہید

آمیر محمد عرف بور جان ولد علاجان محسود شمن خیل، شاخ حید ارائی وچہ خوڑہ سے تعلق رکھتے تھے 22 سے 25 سالہ نوجوان تھے بڑے بہادر جرات منداور خدمت گذار خوش مزاج انسان تھے ناخواندہ تھے افغانستان پر امریکی یلغار سے ایمانی جزبہ نے آپکو جہاد کرنے پر مجبور کر کے بیت اللہ محسود سے جاملے زندگی نے وفاءنہ کی، جب 9 ستمبر 2004 کو بداوزہ پر بمبار ہوا تو شروع دن سے آپ صاحب پاکستانی فوج سے محاذ پر لڑتے رہے کاروان منزہ مانگور سر کے فوجی کیمپوں پر 2 تعارضوں میں بھی ایک چھوٹے کمانڈر کی حیثیت سے شریک ہوئے بالاخر اکتوبر رمضان المبارک 2004 میں آپکو سابی نرائی ژائی پر طالبان مورچے کی کمانڈینگ بیت اللہ محسود نے دی اوراپکے ساتھ 6 یا 5 طالبان اور بھی تھے، 28 اکتوبر 2004 رمضان المبارک میں سحری کے وقت فوج نے اپکے مورچے حملہ کر کے انکو سرنڈر ہونے کا کہا لیکن انہوں نے سامنے ایک فوجی پر دست بدست حملہ کیا اور ان سے ہاتھاپائی شروع ہوئی دور دیگر فوجیوں نے ان پر فائرنگ کر کے آپکو دیگر 4 مجاہدین سمیت شہید کرڈالا اور انکی لاشیں فوج نے قبضے میں لی 10 دن بعد جرگے کے حوالے کی کیمکل اور دوسرے زہریلی داواؤں کے ذریعے انہیں مسخ کئے تھے، آپ صاحب اور آپکے ساتھ دوسرے شہداء سب ایک ہی عمر کے تھے اور غیر شادی شدہ تھے۔

حلقہ شکتوئی کے سرفروشان

(1) کمانڈر نیوز خان ولد براء خان اشنگی کا تعلق شکتوئی کے تریخ تالائی سے تھا آپکی پیدائش 1982 میں ہوئی، علاقہ محسود میں جب مجاہدین پاکستانی فوج کے خلاف نبرد آزماء ہوئے تو آپ صاحب بھی اس قافلہ میں شریک ہوئے کم عرصے میں آپ کماندان کی حیثیت سے حلقہ شکتوئی میں ابھرے مجاہدین نے آپکی سرکردگی میں پاکستان افغانستان میں لڑائیاں لڑتے رہیں، بالاخر دسمبر 2007 میں کرم ایجنسی میں شیعوں کے لڑائی میں آپ نے جام شہادت نوش کی (2) کمانڈر ممتاز عرف خاورے ولد جلندر خان کیکاڑائی کا تعلق شکتوئی کے علاقے تریخ تالائی سے تھا 25 سالہ جوان تھے کمانڈر نیاز خان کے ساتھ اکثر بیشتر جنگوں میں حصہ لیا بالاخر شمالی وزیرستان کے علاقے خیسورہ زیڑنی میں فروری 2010 میں ایک ڈرون حملے میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ شہید ہوئے۔(3) کمانڈر میر سلام عرف حیدر ولد بختی جان بی بی زائی کا تعلق حلقہ شکتوئی کے علاقے گاؤں مرسنزائی سے تھا، آپ صاحب 25 سے 30 سالہ نوجوان تھے حلقہ شکتوئی کے مشہور و معروف کماندان تھے بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد آپ نے حکیم اللہ کا ساتھ دیا اور حلقہ شکتوئی میں محسود مجاہدین کے نظم میں بہت زیادہ مخل رہے لیکن بالاخر سدھر گئے آپ نے بہت سارے جنگوں میں حصہ لیا لیکن بالاخر کرم ایجنسی میں ملیشاء کیمپ پر 12 اپریل 2012 کو تعارض کر کے اپنے دوسرے دوساتھیوں مولوی عبد اللہ کیکاڑائی اور صفت اللہ شابی خیل سمیت جام شہادت نوش کی۔ (4) کمانڈر اعظم خان عرف عابد ولد عمر جان کیکاڑائی کا تعلق بھی شکتوئی کے علاقے تریخ تالائی سے تھا، آپ صاحب 30 سے 35 سالہ جوان تھے اور حلقہ شکتوئی کے مشہور کمانڈروں میں آپکا شمار ہوتا ہے کرم ایجنسی میں شیعوں کے خلاف لڑتے ہوئے آپ زخمی ہوئے۔ یوں آپریشن راہ نجات کے دوران کئی جنگوں میں حصہ لیا اور میرا گاؤں دواتوئی کے تعارض میں شدید زخمی ہوئے، بالاخر جون 2014 میں بمقام تریخ تالائی مسمی گل بدین نامی شخص سے پہرہ نہ دینے کی جرم پر تلخ کلامی ہوئی جس پر گل بدین نے ان پر فائرنگ کر کے آپکو بمع ایک دوسرے مجاہد غام الدین کے شہید کئے اور قاتل فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔(5) کمانڈر کفایت اللہ اور کمانڈر نقیب اللہ دونوں بھائی تھے خیر وز خان شابی خیل کے بیٹے تھے دونوں بیت اللہ محسود کے خالہ زاد تھے اور بیت اللہ محسود کے بہت ہی قریب رہ چکے تھے بالخصوص نقیب اللہ بیت اللہ محسود اور حکیم اللہ محسود کے ساتھ بطور ڈاکٹر کام کرتے رہے اور کفایت اللہ جنگی کمانڈر تھے افغانستان اور پاکستان میں بہت ساری جنگوں میں حصہ لیا، بالاخر

جون 2011 کو بنوں سے ایک این جی اوز اہلکار کے اغواء کی کاروائی کے دوران فائرنگ سے شدید زخمی ہوئے۔ چند دن بعد زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسے اور نقیب اللہ ایک سال بعد افغانستان کے علاقے سہ روضہ مرزک گاؤں کیمپ پر تعارض کے دوران 15 اکتوبر 2012 کو جام شہادت نوش کرکے رتبہ شہادت پر فائز ہوئے، ان کے علاوہ حلقہ شکتوئی کے سر فروشان میں مولوی محبوب الرحمن کیکاڑائی کمانڈر سید الرحمن عرف سنگری ولد عمر جان کیکاڑائی اور کمانڈر احسان اللہ المعروف چنڑے احسان ولد لاوٹ خان کیکاڑائی اور کمانڈر رشید اللہ عرف اتل ولد عباس خان شابی خیل اور کمانڈر میر سلام خان عرف آنس ولد حاجی میر باز خان کیکاڑائی و کمانڈر یار محمد عرف یارو اور حضرت اللہ عرف ملنگ ولد حاجی سلام خان شابی خیل وغیرہ شامل ہیں جو تاحال 27 فروری 2017 تک میدان جہاد میں سرگرم عمل ہیں۔

گلاب خان عرف خطاب

نام گلاب خان عرف خطاب آپ صاحب 35 سالہ نوجوان تھے آپ کا تعلق محسود قوم اشنگی سکنہ خیسورہ سے تعلق رکھتے تھے آپ صاحب ناخواندہ تھے علاقہ محسود میں جب مجاہدین کا زور ہوا تو اس دوران آپ اپنے بھائی ڈاکٹر کے ہمراہ کاروان بیت اللہ میں شریک ہوئے بالاخر آپ 2014 میں حلقہ خیسورہ کے ذمہ دار مقرر ہوئے آپ بڑے ہی جنگجوں انسان تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں مارچ 2016 میں سنزلہ کے قریب اپنے دیگر آٹھ مجاہدین کے ہمراہ فوج سے لڑتے ہوئے مقام شہادت پر فائز ہوئے۔ حلقہ خیسورہ کے سرکردہ مجاہدین میں مولوی محمد حسین شابی خیل جو طالبان دور حکومت سے جہادی خدمات میں مصروف عمل ہے اور ایک بار نصف خیسورہ کے آمیر بھی رہ چکے ہے اور مہاجرین کی خدمت میں پیش پیش تھے بیت اللہ محسود کی قریبی ساتھی تھے بڑے مہمانواز اور خوش طبع انسان ہے۔ یسین حال امیر حلقہ خیسورہ آپ اپریل 2017 میں حلقہ خیسورہ کے امیر مقرر ہوئے۔ مولوی نصر الدین شہید، ڈاکٹر نصر اللہ سقوط امارت اسلامی کے وقت آپ نے مہاجرین کی خدمت شروع کی لیکن جب بیت اللہ محسود نے تنظیم بنائی تو آپ بھی اس میں شامل ہوئے اور مہاجرین کی خدمت میں تامرگ شہادت مصروف رہے بالاخر جون 2009 میں جب فوج نے خیسورہ پر حملہ کیا تو اس دوران آپ بھی اپنے دوسرے کئی مجاہدین کے ہمراہ جام شہادت نوش کر گئے، حلقہ خیسورہ کے سر فرشان میں سے چند کے نام یہ ہیں ، رومان خان عرف منیب ولد سرداعلی مامیت خیل جون 2006 میں طالبان سے آملے بڑے ہی مہمانواز شروع دن سے اپنی مدد آپ کے تحت آپ مجاہدین کی مدد میں مصروف ہوئے، بالخصوص آپریشن کے دوران آپ نے بمقام سنزلہ اپنے گھر پر اپنے ہی رقم سے مرکز کھولی جون 2010 سے اکتوبر 2015 تک مجاہدین کی خدمت کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے آپ حکومت پاکستان کو زیادہ مطلوب ہے الھم زد فزد۔ ، تاج عرف شمشیر شہید۔ قاری محمد نواز شہید، محمد راحیم شہید۔ میر نواز کاکا شہید۔ نورانشاہ شہید۔ مولانا محمد حسین عرف چنڑے ملا۔ محمد یسین وغیرہ شامل ہیں

کمانڈر محمد اللہ عرف دولا

نام محمد اللہ عرف دولا والد کا نام رشید خان ہیبت خیل شوال لواڑہ آپ صاحب ناخواندہ تھے معاہدہ سراروغہ کے بعد جب علاقہ محسود میں دعوت جہاد شروع ہوئی تو حلقہ لواڑہ سے جہاد میں نکلنے والوں میں سے آپ سرفہرست تھے کچھ عرصہ بعد جب علاقہ محسود میں بیت اللہ محسود نے حلقہ بندی شروع کی تو آپ کو لواڑہ شوال کی ذمہ داری دی گئی اس قبیلے میں شر وفساد کا مادہ چونکہ زیادہ ہے اس لیے قبیلے کے ملکان کی وساطت سے بعض لوگوں نے اختلاف شروع کی البتہ آپ میں بھی کچھ کمیاں تھی۔ جس کی وجہ آپ ذمہ داری سے معزول کئے گئے اور آپ اس کے بعد ایک جنگی کمانڈر کی حیثیت سے ابھرے بالا خر آپ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ شمالی وزیر ستان کے علاقے غیمبکائے میں حکیم اللہ محسود گروپ (المعروف شہریار گروپ) کے ہاتھوں 12 فروری 2014 کو شہید ہوئے۔ لیکن کئی سال بعد اللہ کے فضل سے آپ کے قاتل حضرت اللہ عرف تورہ شپہ کو لمن برمل میں 19 مارچ 2017 کو گرفتار کر کے چند دن تفتیش کے بعد فساد فی الارض اور دیگر جرائم مثلاً ڈکیتی قتل وغارت بھتہ خوری پاکستان اور افغان حکومتوں سے خفیہ رابطوں اور مجاہدین کے خلاف سازشوں جیسے جرائم میں ملوث ہونے کے پاداش میں اپنے دوسرے ساتھی پیر عبداللہ کے بشمول محاکمہ کے بعد قتل کئے گئے۔

خان سعید عرف سجنا المعروف خالد محسود

نام خان سعید والد کا نام حاجی محمد خان شابی خیل حلقہ دواتوئی پیدائیش 1979 بچپن ہی میں گومل ٹانک میں عصری تعلیم شروع کی تقریباً گیارویں جماعت تک عصری تعلیم حاصل کی بعد ازاں ڈی آئی خان میں حلوے کی دوکان کھولی اور اسی اثناء میں تبلیغی جماعت سے بھی منسلک رہے نائن الیون کے واقعات کے بعد جب امریکہ نے امارت اسلامی افغانستان پر حملہ کیا تو تقریباً آپ بھی 2003 میں کاروان بیت اللہ محسود میں شامل ہوئے شروع ہی سے اپنی صلاحیتوں کی وجہ اور ہنس مکھ مزاج کی وجہ سے طالبان میں مشہور ہوئے۔ جلد ہی آپ ایک جنگی کمانڈر کی حیثیت ابھرے پاکستان اور افغانستان کی جنگوں میں آپ ہمیشہ ایک جرات مند اور باصلاحیت کمانڈر کی حیثیت سے شریک رہے۔ بیت اللہ محسود اور مولانا ولی الرحمن صاحب مشکل ایام میں اہم محاذوں پر آپ کو بھیجتے رہتے تھے۔ اکثر وبیشتر آپ فاتح اور کامران واپس آتے تھے۔ بالاخر 2010 کے آواخر میں اپنی اچھی کارکردگی اور صلاحیتوں کی وجہ سے محسود مجاہدین میں معتمد ثابت ہو کر تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود کے نائب امیر مقرر ہوئے۔ مولانا ولی الرحمن اور حکیم اللہ محسود کے درمیان اختلافات کے یہ مشکل ایام تھے اور تمام تحریک والے حکیم اللہ محسود کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ لیکن آپ کی محنت سے 2012 میں تحریک طالبان پاکستان شوری پر حکیم اللہ محسود کی اصل حقیقت کھول گئی بالاخر سب کو حکیم اللہ محسود کے معزولی کے بارے میں اعتماد میں لیا۔ لیکن بد قسمتی سے کچھ ایسے لوگ جو اپنے کو مولوی ولی الرحمن صاحب کے قریبی ظاہر کر کے مار آستین بنے اور راز فاش کی جس کی وجہ سے خیبر کا

اجلاس ناکام ہوا، اور تحریک والے اپنے اپنے علاقوں میں چلے گئے جس کی تفصیل لکھ چکی ہے بعد ازاں جب آٹھ رکنی کمیسون کی تشکیل ہو ئی تو اس وقت خالد محسود نے پیشن گوئی کی کہ اس سے حکیم اللہ محسود اپنی کھوئی ہوئی ساکھ بحال کرنا چاہتا ہے اتفاق کے خواہش مند نہیں ہے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا 29 مئی 2013 کو مولانا ولی الرحمن صاحب کی شہادت کے بعد آپ کے زیر اثر مجاہدین نے بالاتفاق خالد محسود سے بیعت جہاد کی اس کے بعد کی تفصیل تحریک طالبان کے عروج وزوال کے ایام میں موجود ہیں۔ آپ بڑے ہی وسیع النظر مستقل مزاج اور بڑے حوصلے کے مالک ہیں۔ تمام تر مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ حالات سے گھبراتے نہیں ہیں میں نے جتنا ہی مطالعہ آپ صاحب کا کیا ہے اس میں آپ اگر ولی نہیں تو ولایت سے خالی بھی نہیں ثابت ہوئے۔ جب کسی مہم امر پر شوریٰ والے مشورہ کرتے ہیں جس میں میری نظر کئی دفعہ آپ پر رہی ہے کہ اس امر کے متعلق آپ سے صحیح فیصلہ صادر نہ ہو گا لیکن قادر مطلق کی مدد کئی مواقع پر آپ کے شامل حال دیکھی اور آپ سے ایسے فیصلے صادر فرماتے ہیں کہ مجھے آپ سے اسکی توقع بھی نہیں ہوتی تھی۔ علماء کا بڑا ہی تابع ہے اور ساتھ ہی مسائل کے علاوہ انتظامی امور میں بھی اکثر وبیشتر بغیر شوریٰ کے فیصلوں سے کتراتے ہیں۔ نظم وضبط کے پابند اور جہادی سیاست سے باخبر ہیں ۔

مولانا محمد عظیم عرف مولوی خاطر

نام محمد عظیم بن علی مانشاہ بن مبارک شاہ عرف عبید اللہ شمن خیل محسود تحصیل سراروغہ پیدائش آگست 1982 بچپن ہی میں عصری تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں شروع کی بعد میں دینی اور عصری تعلیم حاصل کرنے کیلئے دار العلوم وانا میں داخلہ لیا بعد ازاں شمالی وزیرستان عیدک مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیکر دینی علوم اور فنون حاصل کرتے رہے دورہ حدیث دار العلوم حقانیہ میں پڑھ کر 2006 میں سند فراغت حاصل کی اور آپ حضرت مولانا مفتی فرید صاحب سے تصوف وسلوک میں بیعت کر چکے ہیں، اور اپنے آبائی علاقے میں اسلامی مدرسہ کھولا کچھ عرصہ بعد بیت اللہ محسود کے ساتھ بیعت جہاد کی اور آپ کو ایمونیشن کی ذمہ داری سونپی گئی جو آپ 2013 تک بخوبی انجام دیتے رہیں اور ساتھ ہی موقع بموقع بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد دوسرے ایجنسیوں کے کئی اہم سفر کئے جس میں بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد تحریک کیلئے امیر کے انتخاب کے بارے میں لوگوں کی رائے معلوم کرنا اور 2012 میں حکیم اللہ محسود کی معزولی کے بارے میں خیبر میں تحریک کے اجلاس میں حلقہ محسود کی نمائندگی آپ کر رہے تھے اور 2013 میں جب تحریک دوبارہ فعال ہوئی تو حلقہ محسود کی طرف سے آپ عالی شوری کے ممبر تھے 29 مئی 2013 کو مولوی ولی الرحمن کی شہادت کے بعد جب خالد محسود حلقہ محسود کے آمیر منتخب ہوئے تو کچھ عرصہ بعد آپ حلقہ محسود کے نائب آمیر مقرر کئے گئے آپ بڑے ہی نرم مزاج اور بااخلاق انسان ہیں اور تاحال 6 مئی 2017 تک اپنی ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھارہے ہیں۔

قاضی محمد آمیر

محمد آمیر بن مزل خان بن مولوی کمال الدین مرحوم گلیشائی شمن خیل پیدائش 1965ء مرکی خیل گاؤں کے اصلی خیل شاخ کے جگون خان خاندان سے تعلق ہے چونکہ جگون گھرانے میں ابتداء ہی سے علم کا چرچہ تھا اسلئے میں خاندانی ماحول سے متاثر ہوکر 1979 کوٹانک کے مشہور عالم حضرت مولانا فتح خانؒ کے سپین مسجد (سپین جماعت) میں داخلہ لیاجو کہ اسوقت بہت شہرت رکھتا تھا مولانا فتح خانؒ کے مدرسہ میں میرے والد صاحب کے چچازاد بھائی حضرت مولانازارم دینؒ مدرس تھے حضرت مولانازارم دین رحمہ اللہ بہت ہی سادہ مزاج کے والی کامل تھے احسبہ کذلک ولاازکی علی اللہ احداً مولانا صاحب فارسی کے مایاناز استاذ سمجھے جاتے تھے اور صرف میں ماہر سمجھے جاتے تھے تقریباً ساٹھ سال تک اسی مدرسہ میں درس دیتے رہے میں ان سے پڑھنے لگا، لیکن مختصر مدت کے بعد کوہاٹ کے مدرسہ قاضیان میں نصف صدی تک درس دینے والے میرے خالہ زاد بھائی حضرت مولانا اشرف الدین صاحب مدظلہ العالیہ کے خدمت میں حاضر ہوا مولانا صاحب بہت ہی قابل ترین شخصیت ہے اور سخاوت میں ہمارے علاقہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں چنانچہ ان سے شرف تلمذ ہی حاصل کی یہ 1979 کی بات ہے جب سرخ ریچ روس نے افغانستان پر حملہ کیا اور قبضہ جمانا شروع کیا قدرت کا فیصلہ تھا کہ دوسال بعد میں نے پڑھنا چھوڑ دیا اللہ کی دستگیری شامل حال تھی اس لئے دوبارہ پڑھنے کی طرف متوجہ ہوا چونکہ میرے والد صاحب جانی ومالی دونوں لحاظ سے ناتواں وضعیف تھے اسلئے مجھے اپنے دوبڑے بھائیوں کی سرپرستی حاصل تھی لہٰذا انکے تعاون نے کام دیا اور اللہ پاک نے دوبارہ قبول فرماکر پڑھنے کی توفیق عطاء کی اس دفعہ میں نے کتابوں کی بجائے حفظ قرآن کا انتخاب کیا۔ چنانچہ صادق آباد میں حفظ کے مشہور مدرسے خدام القرآن میں داخلہ کی توفیق ملی چونکہ اس دفعہ یہ عاجز اللہ کے فضل سے بہت ہی شوق وتوجہ سے مدرسہ سے منسلک رہا اسلئے تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ مدرسہ میں محترم جناب حافظ گل صاحب نہایت محنتی وتجربہ کار استاذ ہے اسلئے میں نے مدرسہ کے مہتمم ولی کامل شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنیؒ نوراللہ مرقدہ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا عثمانؒ صاحب کے خدمت میں جاکر عرض کیا کہ مجھے حافظ گل صاحب کے کلاس میں داخلہ دیاجائے انہوں نے فرمایا کہ حافظ گل صاحب اصول وضوابط کے سخت پکے ہیں اور آپ مزاج کے کچے ہے اسلئے انکے اصولوں پر عمل کرنا مشکل ہوگا لیکن میرے اصرار پر انہوں نے شفقت کا اظہار کرکے میری درخواست کو قبول کیا، چنانچہ میں نے محترم حافظ گل صاحب سے شروع حفظ کیا اللہ نے دستگیری کی اور استاذ صاحب کے شفقت واخلاص نے کام نکلوایا، اللہ کے فضل سے آٹھ مہینے میں 20 پارے یاد کئے بقایا دس پارے چار مہینے میں یاد کئے اور اللہ پاک نے اسی سال رمضان میں ختم قرآن کی نعمت سے نوازا، 1984ء کو تحصیل علم کیلئے کراچی میں مدرسہ حمادیۃ میں داخلہ لیا وہاں درجہ اعدادیہ پڑھنے کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاوں میں داخلہ لیا مدرسہ کے اہتمام کے منصب پر اس وقت عالم باعملی نمونہ اسلاف حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن نور اللہ مرقدہ فائز تھے میں نیوٹاؤن میں تین سال تک پڑھتا رہا پھر دوبارہ میں کوہاٹ آیا اور کوہاٹ کے دونوں مدارس پراچگان اور قاضیان کے جید علماء کرام سے استفادہ کرتا رہا، موقوف علیہ کے بعد دورہ حدیث کے لئے پشاور جاکر درویش مسجد میں داخلہ لیا اس وقت جامع المنقول والمعقول شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان شہید نوراللہ مرقدہ باحیات تھے اور تشنگان حدیث ان سے استفادہ کرکے اپنا پیاس بجھاتے رہے نائب شیخ الحدیث عالم باعمل حضرت مولانا امان اللہ صاحب دامت برکاتہم تھے فراغت کے بعد دوسال تک سپین کئی رغزائی کے مدرسہ میں درس دیتا رہا، 1996 کو اللہ کی مدد سے اپنے علاقے جنتہ میں مدرسے کی بنیاد رکھی جو روضۃ العلوم کے نام سے مشہور ہوا قصہ مختصر طالبان نے جب کابل پر قبضہ کیا، تو

1998 کو میں بھی کابل گیا اسوقت عالم باعمل مجاہد کبیر شہید اعظم حضرت مولانا معراج الدین نور اللہ مرقدہ ہمارے مسئول تھے جو بعد میں میدان سیاست کے شہسوار بھی ثابت ہوئے فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء بعد میں محترم امیر مولوی بیت اللہ رحمہ اللہ نے جب جنوبی وزیرستان میں منظم انداز میں جہادی سرگرمیاں شروع کی تو بندہ کو میرے چاہنے کے بغیر جنتہ کی مسئولیت دی گئی اس دوران میں حلقہ جنتہ جمیعت علمائے اسلام کا نائب امیر بھی رہا تقریباً 2006ء کو میں نے مسئولیت سے استعفیٰ دیا 2009ء کو جب ہم شمالی وزیرستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے اور مرد کامل عالم باعمل شہید مولوی ولی الرحمن نے شریعت کے اصولوں کے موافق تنظیم کو چلانے کا ارادہ کیا اور مختلف ادارے بنائے تو انہوں نے عوامی مسائل کو شریعت کے موافق حل کرنے کیلئے ایک شوریٰ بنام مجلس قضاء بنایا، تو بندہ کو بھی انہوں نے امر فرمایا چنانچہ اس شوریٰ کا میں بھی ایک رکن بنا جس میں تاحال مصروف عمل ہوں۔ و اللہ اعلم

مولوی حافظ عظمت اللہ بروند تحصیل سرویکئی

نام **مولوی عظمت اللہ** تاریخ پیدائیش 1974 ہے ابتدائی عصری تعلیم ساتویں جماعت تک گورمنٹ ہائی سکول سپینکئی میں حاصل کی

، ابتداء سے علماء کرام اور دیندار طبقے سے محبت تھی، ساتویں جماعت تک عصری تعلیم کے حصول کے بعد دینی علوم حاصل کرنے کیلئے جامعہ یوسفیہ شاہو وام ھنگو ضلع کوہاٹ جانا ہوا جامعہ یوسفیہ میں مسلسل پانچ سال 5 دینی علوم حاصل کئے اور ولی کامل مولانا محمد آمین شہید کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہا اسکے بعد پشاور چلا گیا جہاں شیخ الاسلام مولٰنا حسین احمد مدنیؒ کے دو خصوصی شاگرد مولوی عنایت اللہ مرحوم اور مولوی مطیع الانوار سے درجات عالیہ کے کتب بھی پڑھے اور اکابر کی صحبت سے بھی مستفید ہوتا رہا، اسکے بعد مشکواۃ المصابیح موقوف علیہ کیلئے صوبہ پنجاب گوجرنوالہ چلا گیا جہاں قاضی حمید اللہ مرحوم کی صحبت میں رہا، گوجرنوالہ میں موقوف علیہ مکمل کرکے دورہ حدیث کیلئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا اور اکابرین دارالعلوم حقانیہ بالحصوص مفتی فرید صاحبؒ مغفور اللہ بابا اور دیگر اکابرین حقانیہ کا شرف تلمذ حاصل رہا، اور درمیان تعلیم دو دفعہ دورہ تفسیر القرآن الکریم کا شرف بھی حاصل ہوا، ایک دفعہ صوبہ پنجاب گوجرنوالہ میں مشہور علمی شخصیت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر اور دوسری دفعہ صوبہ سرحد میں شیخ القرآن مولٰنا امان اللہ صاحب سے۔ دینی علوم کے حصول میں تقریباً آٹھ سال صرف کئے دورہ حدیث سے فراغت کے بعد دو سال جنوبی وزیرستان کے علاقہ اوسپاس میں جامعہ صدیقیہ میں تدریسی خدمت انجام دیتا رہا 2005 میں اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف کیا

دوران تدریس اللہ تعالیٰ کا خصوصی رحم: چونکہ پہلے تحریر کرچکا تھا، کہ ولی کامل مولانا محمد آمین شہیدؒ کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے ہیں، جامعہ یوسفیہ میں طالب علمی کے دوران روزانہ تلاوت قرآن پاک لازمی تھا حافظ کے ذمہ دو پارے اور غیر حافظ کیلئے ایک پارہ تلاوت لازمی تھا، جسکی وجہ سے مجھے تلاوت قرآن سے ایک خصوصی شغف اور تعلق رہا، دوران تعلیم کثرت تلاوت بھی معمولات یومیہ میں شامل ہوگیا، اوسپاس جامعہ صدیقیہ میں اچانک حفظ قرآن کی طرف توجہ دی، 27 دِنوں میں پورا قرآن شریف حفظ کرکے حافظ الیاس صاحب کو سنا دیا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشأ

آاین سعادت بزور بازو نیست ،، تانہ بخشند خدائے بخشندہ

ایک سال تزکیہ نفس کیلئے تبلیغی جماعت میں بھی لگایا جو مختلف علوم کھولنے کا ذریعہ بنا

جہادی سفر: طالب علمی کے زمانے سے القاعدہ اور امارت اسلامی افغانستان کے اکابرین کے حالات سنتے تھے ،زمانہ طالب علمی میں مولوی صالح شاہ کی قیادت میں افغانستان جانا ہوا کابل فتح ہوا تھا، ہمارا مرکز باغ داؤد میں تھا چاریکار کے محاذ پر دو دفعہ جانا ہوا، کئی ساتھی شہید ہوئے جس میں درویش نامی ساتھی کا نام یاد ہے مولوی خیر اللہ خیر خواہ جو اُسوقت تحریک طالبان افغانستان کے وزیر داخلہ تھے، کبھی کبھار باغ داؤد تشریف لاتے تھے جب امریکہ اور اسکے اتحادیوں نے امارت اسلامی پر حملہ کیا اور افغانستان سے جنوبی وزیرستان غیر ملکی عرب ازبک اور چیچن مہمانوں کا سلسلہ شروع ہوا اللہ تعالیٰ نے مولوی رفیع الدین صاحب اور ولی الرحمن برکی شہید کے ذریعہ مجھے اسی خدمت میں منسلک کردیا گیا وانہ میں غیر ملکی چیچن مہمانوں سے پہلی ملاقات ہوئی پہلی ملاقات سے رفتہ رفتہ غیر ملکی مہمانوں سے تعلق بڑھتا رہا اور کئی دیگر غیر ملکیوں سے بھی رابطے بڑھ گئے۔ تحریک طالبان پاکستان کے ابتدائی اجلاس میں شریک ہوا ہوں اور تحریک کے تمام نشیب و فراز میرے سامنے ہے جسکی تفصیل مفتی عاصم نے خود تحریر کی ہیں گذر چکے ہیں۔ تحریک طالبان حلقہ محسود کے مختلف مسئولیتیں بھی میرے ذمہ رہی ہیں، جس میں مرکز فدایان حلقہ بروند کی مسئولیت خصوصی طور پر قابل ذکر ہے،اور حلقہ بروند کی مسئولیت ابھی بھی میرے ذمہ ہے،،، انشاءاللہ خون کے آخری قطرے تک اپنے دین کا دفاع کریں گے۔۔وماذلک علی اللہ بعزیز

دیگر ذمہ داران ساتھیوں میں اعظم طارق شہیدؒ، مولوی عزیز اللہ شہیدؒ، مولوی رفیع الدین عرف ابوحمزہ بن میر ولی درامن خیل آپ کی پیدا ئیش 1979 میں ہوئی میٹرک تک عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی علوم حاصل کرکے سند فراغت اکوڑہ خٹک سے حاصل کی آپ کا علاقہ محسود کی سطح پر جہادی تنظیم بنانے میں اہم کردار ہے 2013 میں آپ کو شعبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری سونپی گئی اور آپ کئی بار حلقہ بروند کے نائب امیر مقرر ہو چکے ہیں)نور علی نانا، عامر، رحمت اللہ ،حمید نانا،سید بادشاہ، خیرو، امیر محمد، برجان، مؤمن، یسین، عابد، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مفتی طارق محمود (عرف ابوہشام)

مفتی طارق محمود 1972ء کو ضلع لاہور میں بمقام "بڈیا" میں پیدا ہوا وطن اصلی جنوبی وزیرستان علاقہ شنکئی گاؤں منزئی ہے، بعد میں اپنے آبائی گاؤں میں منتقل ہوئے ،ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے پرائمری سکول میں حاصل کی پھر علاقے کے مڈل سکول میں داخلہ لیا، اس دوران ہر سال سکول میں ممتاز رہا پھر چھٹی جماعت میں داخلہ لینے کیلئے زام پبلک سکول ٹانک میں چلا گیا جو کہ کچہری ایریا میں واقع ہے وہاں سے دسویں کا امتحان دے کر پہلی پوزیشن حاصل کی، اس کے بعد گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی پشاور میں الیکٹرانکس ڈیپارٹمنٹ (Eleetronic Dipartment) میں داخلہ لیا، یہاں فائنل کے دوران زندگی نے پلٹا کھایا اور ایک نئی روحانی زندگی کا آغاز ہوا اور یہ تبدیلی کالج کے دوران ایک سہ روزہ تبلیغی سفر کے دوران واقع ہوئی اس کے بعد رائیونڈ کے اسلامی مدرسہ میں داخلے کا شوق پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدرسہ رائیونڈ میں داخلہ مل گیا اور دینی تعلیم کے حصول کا سلسلہ شروع ہوا، اور ساتھ ساتھ تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہا، اور اس دوران میں چند استادوں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ ان کا ذکر میرے لئے قابل

افتخار ہے، مولانا جمشید صاحب جو کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگر اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے گھر کے خادم رہے تھے ، مولانا نذیر الرحمن صاحب جو مولانا کشمیریؒ کے ایک یادو واسطے سے شاگر دتھے حیاۃ الصحابہ کے ترجمان مولانا احسان الحق صاحب اور یہ سب رائیونڈ کے سر فہرست بزرگ تھے رائیونڈ سے فراغت کے بعد گجرانوالہ میں قاضی حمید اللہ صاحب کی صحبت میں 6-7 مہینے رہا وہاں سے تکمیل کی پھر تخصص فی الفقہ تعلیم الاسلام کراچی میں مفتی ہارون صاحب کے مدرسہ میں مکمل کیا اس دوران امارت اسلامی افغانستان کا سقوط ہو چکا تھا، وانہ وزیرستان میں حالات کشیدہ تھے شکئی میں پاکستانی فوج اور مجاہدین اسلام کے مابین جھڑپیں جاری تھیں تخصص سے فراغت پر تبلیغی سال کا آغاز کیا سال کے دوران امیر المجاہدین محترم بیت اللہ محسود کیساتھ جہاد کے سلسلے میں ملاقات ہوئی جس کے بعد رابطہ قائم رہا اور ساتھ ساتھ مدرسے میں دوسال تک تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا، یہاں تک کہ وزیرستان میں بقاعدہ آپریشنز کا سلسلہ شروع ہوا، اور میں نے بھی تدریسی مصروفیات کو خیر باد کہہ کر مکمل طور پر جہادی سرگرمیوں میں مصروف رہا جو اللہ کے فضل وکرم سے تاحال جاری ہے اور اللہ کریں کہ میرا آخری سفر مقبول شہادت پر ختم ہو۔(آمین) مفتی طارق (ابوہشام) بقلم خود

مفتی ابو منصور عاصم

نام نور ولی عرف ابو منصور عاصم بن حاجی گل شاہ خان شہید محسود مچی خیل ظفر خیل گور گورے تحصیل تیارزہ پیدائیش 26 جون 1978 بمقام گور گورے ، بچپن ہی میں محترم چچا مولوی ملت خان نے مجھے مدرسہ صدیقیہ او سپاس میں داخل کیا، وہاں ہی سے ابتدائی دینی تعلیم کا آغاز ہوا، درجہ اولیٰ تک کتابیں وہاں ہی پڑھی بعد ازاں درجہ ثانیہ و ثالثہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد، درجہ رابعہ جامعہ حلیمیہ درہ پیزو درجہ خامسہ جامعہ فاروق اعظم فیصل آباد درجہ سادسہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ موقوف علیہ مظاہر العلوم گوجرانوالہ میں پڑھے 1999 میں دورہ حدیث جامعہ احسن العلوم کراچی میں پڑھ کر سند فراعت حاصل کی اور بعد ازاں تخصص فی الفقہ الاسلامی کیلئے جامعہ یٰسین القرآن کراچی میں داخلہ لیا، تخصص سے فراغت کے بعد مدرسہ امداد العلوم گور گورے میں دوسال تک درس دیتا رہا۔ زمانہ طالب علمی ہی میں جہاد کا شوق پیدا ہوا، ان دنوں جبل السراج اور مزار شریف میں شمالی اتحاد کی بدعہدی اور بغاوت سے طالبان کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا، لہذا میں اپنے دوسرے دوست محمد حنیف کوئٹہ والے کے ہمراہ براستہ پشاور جلال آباد کابل پہنچا دوماہ تک وہاں اسلام دشمن شمالی اتحاد کے خلاف جنگوں میں حصہ لیا، ان دنوں بے نظیر کی حکومت صدر غلام اسحاق نے ختم کی کہ میں واپس پاکستان آیا، والد محترم کی اصرار پر بقایا دینی نصاب مکمل کی لیکن نائن الیون کے مبارک حملوں کے بعد جب امریکہ نے امارت اسلامی پر حملہ کیا تو میں بھی مولانا معراالدین شہید کے قافلے کیساتھ کابل پہنچا سقوط امارت اسلامی کے صدمہ سے زندگی اجیرن ہوئی ، کہ بس اب جہاد اور مجاہدین کا نام ونشان ختم ہوا، لیکن ایک رات خواب میں دیکھا کہ امریکی ہیلی کاپٹر زہوا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر رہے ہیں جس سے کچھ تسلی ہوئی 2003 میں جن دنوں امریکہ عراق پر حملے کی تیاریاں کر رہا تھا ایک روز بعد از ظہر مولوی کلام الدین شہید میرے پاس آیا اور مجھے حلقہ محسود کی سطح پر مقررہ مجاہدین کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی، آپ صاحب کی اس خوشخبری سے گویا مجھے ایک نئی زندگی نصیب ہوئی، اور اجلاس میں شرکت کیلئے مکین حاضری کی یہ حلقہ محسود کی سطح پر جہادی تنظیم بنانے

کا با قاعدہ پہلا اجلاس تھا جس میں بیت اللہ محسود کو امیر منتخب کیا، اس کے بعد چند جنگوں میں حصہ لیا۔ اس دوران حافظ عبد اللہ کی شہادت کے بعد مجھے حلقہ محسود کے مرکزی شوریٰ نے امیر محترم بیت اللہ محسود کا نائب مقرر کیا اس طرح وزیرستان پر پاکستانی فوج کی یلغار کے دورانیہ میں مارچ 2004 کاروان منزہ محاذ پر مسئولیت میرے ذمہ تھی اور 9 ستمبر 2004 کو علاقہ محسود پر دوبارہ فوجی یلغار کے دوران بھی مجھے آمیر صاحب نے لالشئے محاذ کی ذمہ داری دی، معاہدہ سراروغہ کے بعد میں نے نیابت سے استعفیٰ دیا لیکن امیر صاحب کی اصرار پر حلقہ جاٹرائے کی ذمہ داری گلے کا پھندا تاحال مئی 2017 ثابت رہی اور ساتھ ہی جنوبی محاذ کی مسئولیت فروری 2016 تک ذمے رہی، اور ساتھ ساتھ جون 2013 سے مئی 2015 تک کراچی کی مسئولیت نبھاتا رہا، شروع دن سے حلقہ محسود کی مرکزی شوریٰ کی رکنیت اور 24 ستمبر 2017 کو اعظم طارق کی شہادت کے بعد خالد محسود اور دیگر مشران ساتھیوں کے اصرار پر شعبہ نشرواشاعت کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانا پڑ رہا ہے اسی جہادی سفر میں اللہ تعالی کی مدد سے 2001 اور 2002 کے دوران دو کتابیں کتاب السخاء اور تبلیغی جماعت پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات علماء دیوبند کی عبارات کی روشنی میں لکھی گئی لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے آپریشن راہ نجات کی نذر ہوئے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالی کی مدد سے مئی 2015 سے 6 اکتوبر 2015 تک مجموعۃ المسائل من فقہ الجہاد کی تالیف اور مئی 2016 سے 20 مئی 2017 تک انقلاب محسود کے نام سے مسعو قوم کی برطانوی راج سے امریکی سامراج تک تاریخ یکجا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اکتوبر 2005 سے حلقہ جاٹرائے کے جن مجاہدین نے میرا ساتھ دیا ان میں سے چند جانبازوں اور جانثاروں کے نام یہ ہیں۔ مولوی غوث الدین عرف حقانی شہید، اقبال عرف ظاہر شہید، ہیبت خان شہید عرف پہ وطن کلہ کلہ، کشید خان عرف ماما شہید، عبد الخالق عرف صوفی شہید، حبیب شہید مولوی عزیز الرحمن عرف شاکر، مولوی رحمن گل عرف کاکا، مولوی ضیاء اللہ عرف ریحان، مولوی صدام، مولوی زکیم اللہ عرف سعید، مولوی گل آنور عرف مالیار، عبد الرحمن عرف سلمان، ڈاکٹر کمال حسین، نور ولی عرف لالا، شاوریز عرف سپنڑ کائے، نور محمد عرف عاجز، حضرت علی عرف زاہد، قاری قاص، عظیم خان عرف خاک مل، وارث، حافظ میر بادشاہ،، حمید۔ محسود، سفیر، موسیٰ، شیر یاز اللہ، حسن، شریف، زارم دین عرف باتے وغیرہ قابل ذکر ہیں،

مولوی نور سید

نام نور سید عرف ابو عمر بن شادام خان سکنہ چیر گلائی پیدائیش 1976۔ آپ صاحب نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے گاؤں میں مولانا عزیز اللہ صاحب سے شروع کی بعد ازاں ضلع ٹانک میں مدرسہ احیاء العلوم میں داخلہ لیا تقریباً تین سال بعد کوہاٹ میں پراچہ ٹاون میں داخلہ لیا مسلسل چار سال تک وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد گوجرنوالہ میں موقوف علیہ مکمل کیا اور دورہ حدیث دارالعلوم اکوڑہ خٹک میں مکمل کرکے باقاعدہ دینی علوم سے سند فراغت حاصل کی زمانہ طالب علمی ہی میں طالبان دور حکومت میں شمالی اتحاد کے خلاف لڑ چکے ہے، علوم دینیہ سے فراغت کے بعد چند سال درس وتدریس میں مشغول رہے بعد ازاں اپنے گاؤں میں پیش امام مقرر ہوئے افغانستان پر امریکی حملے کے وقت مولانا معراج الدین کی قیادت میں افغانستان گئے سقوط امارت اسلامی کے بعد 2004 میں مہاجرین کی خدمت کرتے رہے 2005 میں معاہدہ سراروغہ کے بعد مفتی عاصم کی نیابت سے استعفیٰ منظور ہونے کے بعد آپ صاحب کو مرکزی شوریٰ نے بیت اللہ محسود کا نائب مقرر کیا اور اپنی ذمہ داری 5 آگست 2009 کو بیت اللہ محسود

کی شہادت تک خوش اسلوبی سے نبھاتے رہے بعد ازاں آپ کی جگہ حلقہ محسود کی نیابت حکیم اللہ محسود کو دی گئی اور آپ کی مرکزی شوریٰ کی رکنیت تاحال برقرار ہے، آپ صاحب کو اکثر وبیشتر خارجہ امور میں مہارت کی بناء پر دوسری قوموں اور تنظیموں سے تعلقات استوار کرنے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے، اور ایک قابل سفیر ثابت ہو چکے ہے۔

مفتی نعمت اللہ عرف کاشف

نام مولوی نعمت اللہ عرف کاشف بن حاجی پاؤخان بن مولوی مولاجان مرحوم پیدائیش 1979ء میں مکین کے مضافات بستی سپین کمر میں

پیدا ہوئے، آپ قوم محسود عبدالائی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں، ابتدائی تعلیم سکول وناظرہ اپنے علاقہ زیڑ سر میں حاصل کی اور دینی علم حاصل کرنے کی عرض سے والد محترم نے مدرسہ نجم المدارس کلاچی میں حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ العالی کے ہاں داخل کیا، ایک سال مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان میں پڑھ کر گزارا۔ ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد شمالی وزیرستان مدرسہ سفینۃ العلوم خلیفہ مجاز مولوی محمد یعقوب دام ظلہ میں بقاعدہ پڑھنا شروع کیا مدرسہ انوار العلوم بنوں میں مدرسہ مفتاح العلوم ھنگو اور پراچہ ٹاون کوھاٹ میں پڑھنے کے بعد درجہ سادسہ جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھا، درجہ تکمیل مردان میں مکمل کیا، درجہ موقوف علیہ اور دورہ حدیث مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں پڑھ کر سند فراغت وہاں سے حاصل کی، فراغت کے بعد جامعہ فاروقیہ کراچی میں تخصص فی الفقہ مکمل کیا

(درس وتدریس) فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ محسودیہ ٹانک مکین اور بروند شہور بعد ازاں دارالعلوم اسلامیہ سپین کائی رغزائی میں درس دیتا رہا، وہاں سات 7 سال تک درس وتدریس میں مشغول رہا، اس دوران مدرسہ میں مجاہدین کا آنا جانا بہت تھا۔ حضرت مولانا خواجہ محمد عرف مدنی شہیدؒ کی وساطت سے ہم نے بھی خدمت جہاد شروع کی اور باقاعدہ پاکستانی فوج کے خلاف اپنے محاذ پر ڈیوٹی دیتے رہے۔

اصلاحی خدمات:۔ فراغت کے بعد علاقہ مکین کے تمام علماء کو مدعو کیا، مشائخ اور نوجوان فضلاء سب نے دعوت قبول کر کے علاقے میں اصلاح کی کوششیں شروع کی، مولوی حفیظ اللہؒ مولوی عبدالوھابؒ مولوی شیر علی خان مولوی فیض اللہ خان وغیرہ نے علاقہ میں منشیات ناچ گانے ٹی وی وی سی آر اور دیگر رسومات وبدعات اور دیگر جرائم کے سدّباب کیلئے جرأتمندانہ جدوجہد کی، مشائخ نے اپنی مسلمہ حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سارے اصلاحات کئے۔

جہادی وتنظیمی خدمات:۔ امارت اسلامی افغانستان کے قیام کے وقت افغانستان میں محاذوں پر غزاوات میں شرکت کی، سقوط امارت کے وقت حلقہ محسود سے جانے والا قافلہ میں اپنے والد محترم کے ہمراہ شریک ہوا تھا۔ سقوط امارت کے بعد امیر بیت اللہ شہیدؒ کی اطاعت میں تقریباً پانچ بار داخل افغانستان میں غازیوں کے ہمراہ کاروائیوں میں شریک ہوا ہوں، پاکستان کی ناپاک فوج کے خلاف قبائل پر حملہ کرنے کے وقت سے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ جہاد کا سلسلہ جاری رکھا مجاہدین کے پروگراموں اور اجلاسوں میں شرکت کرتا رہا ہوں جب تحریک طالبان پاکستان کی سطح پر دارالقضاء کا ادارہ میرانشاہ میں فعال کیا گیا تو اس میں رکنیت کی خدمت مجھے سپرد کی گئی۔

(بیعت):۔ دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیتے وقت فقیہ العصر شیخ الحدیث پیر طریقت حضرت مولانا مفتی فرید نقشبدیؒ سے بیعت سلوک کی اور دو سال حضرت کے ہاں مراقبہ ووظائف میں گزارے۔
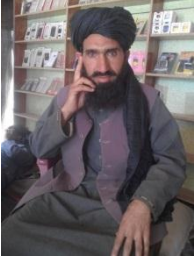
مفتی عبدالرحمن عرف نظامی

نام عبدالرحمن عرف نظامی بن حاجی محمد یعقوب عبدلائی کا تعلق علاقہ مکین سکنہ زیڑسر وحلقہ سپین کائی رغزائی سے ہے پیدائیش تقریباً1978ء میں ہوئی پرائمری تک سکول اور ناظرہ اپنے گاوٗں میں پڑھا بعد ازاں ابتدائی دینی تعلیم اپنے علاقے مکین اور ضلع ٹانک مدرسہ اسلامیہ محسودیہ حضرت مولانا عصام الدین کے ہاں حاصل کی ،فنون کی کتابیں بنوں ہنگوں اور کوہاٹ میں پڑھیں اساتذہ میں حضرت مولانا شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول شیخ نصیب خان شہیدؒ شامل ہیں۔ بقایا اسباق کراچی میں دارالعلوم بنوری ٹاوٗن اور موقوف علیہ اور دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ میں پڑھا اور وفاق المدارس سے سند فراغت حاصل کی اور تخصص فی الفقہ جامعۃ فاروقیہ سے مکمل کی۔

(درس وتدریس):ابتدائی درس ضلع ٹانک ومکین ایجنسی جنوبی وزیرستان دارالعلوم اسلامیہ محسودیہ میں شروع کیا۔ بعد ازاں علاقہ بروند شہور میں ایک سال درس دیا اس کے بعد دارالعلوم اسلامیہ سپین کئی رغزائی میں درس دینا شروع کیا وہاں پر سات سال تک درس وتدریس دیتا رہاہوں

اصلاحی خدمات

فراغت کے بعد تنظیم فکر شاہ ولی اللہ کے خلاف علاقہ محسود میں دیگر ساتھیوں سمیت بشمول مولوی خواجہ محمدؒ ومولوی محمد حسین خیسورہ اس تنظیم کے بے نقاب کرانے اور ان کے عقائد باطلہ سے عوام وخواص کو باخبر کرنے اور جمعیت علماء اسلام وجمعیت طلباء اسلام کی صف سے خارج کرنے کے سلسلہ میں جدوجہد کی گئی

(2)علاقہ مکین میں مقامی علماء وطلباء کی مدد سے منکرات کے مٹانے مثلاً منشیات ،ٹی وی ،ڈیش ،ویس آر ، گانے بجانے وغیرہ کے خلاف جلسے میں منکرات کے خلاف اعلان کیا گیا ، بعد ازاں لوگ منکرات ترک کرنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے منکرات کے الات علماء کے ہاں جلانے کیلئے جمع کئے۔

جہادی خدمات

امارت اسلامی افغانستان کے قیام کے بعد جب انہوں نے کابل پر قبضہ کیا تو شمالی اتحاد کے خلاف بامیان کے محاذوں پر تشکیلات میں گیا ہوں اس وقت دارالعلوم حقانیہ کے امتحانی چھوٹیاں تھیں (سقوط امارت اسلامی کے بعد) امیر بیت اللہ محسود شہیدؒ کی اطاعت میں کئی بار تشکیلات میں حصہ لیا جب حکومت پاکستان نے مجاہدین ومہاجرین کے خلاف قبائل پر حملہ کیا تو درس وتدریس کے ساتھ ساتھ حتی الوسع جہادی محنت جاری رکھا

اور پاکستانی فوج نے جب علاقہ محسود پر حملہ کیا تو مولوی خواجہ محمد مدنی شہیدؒ کی امارت کے تحت جہادی سلسلہ جاری رکھا اور اپنے امیر مدنی صاحبؒ کے ساتھ دوستانہ رویہ جام شہادت نوش کرنے تک جاری رکھا ۔ آپریشن راہ نجات شروع ہونے کے بعد جب تحریک کی سطح پر دار القضاء فعال ہوا تو مجھے ناچیز کو بھی دارالقضاء کا رکن بنایا اور مولانا ولی الرحمن کی شہادت کے بعد جب امیر محترم خالد محسود نے مجلس

شوریٰ بنایا تو مجھ ناچیز کو بھی رکن مقرر کیا امیر محترم خالد محسود کی اطاعت میں شمالی وزیرستان سے افغانستان علاقہ برمل کو ثانیا ہجرت کی جو تا حال جاری وساری ہے۔ بقلم مفتی نظامی محسود۔

مولانا رضوان عرف ثاقب ولد مولوی صالح الدین

مولانا رضوان عرف ثاقب ولد مولوی صالح الدین سکنہ ارنی تنگی تحصیل سراروغہ سے تعلق رکھتاہے، آپکی پیدائش 28 فروری 1979ء ہے، ابتدائی تعلیم پرائمری سکول ٹیٹ سرویک سراروغہ میں حاصل کی ہے میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول سراروغہ میں حاصل کی ہے ابتدائی دینی تعلیم ناظرہ قرآن پاک سے لیکر متوسطہ تک دارالعلوم اسلامیہ سپین کئی رغزائی میں حاصل کی ہے درجہ اولیٰ جامعہ غزالیہ لاہور درجہ ثانیہ جامعہ مدنیہ گلشن اقبال بلاک نمبر 7 کراچی درجہ ثالثہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ نیو ٹاون کی شاخ گلشن عمر سہراب گوٹھ کراچی اور درجہ رابعہ خامسہ وسادسہ جامعہ حلیمہ درہ پیزو میں پڑھاہے، درجہ سابعہ (موقوف علیہ) جامعہ سراج الاسلام کاہی ضلع ھنگو میں پڑھاہے درجہ ثامنہ (دورہ حدیث) جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی میں پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ہے، آپ صاحب وفاق المدارس کے اصولوں کے مطابق تمام سالانہ امتحانات میں جید اُجدا پوزیشن لیتے رہے، دینی علوم سے فراغت کے بعد آپ ایک سال تک مدرسہ ضیاء العلوم سراروغہ میں درس دیا کرتے تھے ایک سال بعد آپکو حکومت پاکستان کی طرف سے عربی ٹیچر کی حیثیت سے گورنمنٹ مڈل سکول سینہ تیژہ بدر میں تعینائی ہوئی، لیکن جب حکومت پاکستان نے وزیرستان آپریشن کا آغاز کیا تو اس دوران مولانا صاحب نے مہاجر مجاہدین کی دل کھول کر خدمت شروع کی سراروغہ معاہدے کے بعد آپ صاحب حلقہ سراروغہ کے مقامی شوری کے رکن بھی بنے، فروری 2009 میں آپ صاحب کو بیت اللہ امیر صاحب نے حلقہ جنتہ کی ذمہ داری سونپی اسی دوران آپریشن راہ نجات کے ردعمل میں آپ نے بھرپور محنت کی، 2010 میں آپ نے اپنے عہدے سے استعفی پیش کی جو مولوی ولی الرحمن صاحب نے منظور کی اور حاجی خالد کو حلقہ جنتہ کا ذمہ دار مقرر کیا نومبر 2010 میں تحریک طالبان پاکستان کے اجرائی شوری کے آپ صاحب ممبر بنے ایک سال تک مسلسل محنت کرنے کبعد حکیم اللہ محسود نے اجرائی شوری معطل کیا بعد ازاں آپ صاحب کو مولوی ولی الرحمن صاحب نے ادارہ مصلحین میں رکنیت دی کچھ عرصہ بعد آپکو دارالقضاء حلقہ محسود میں دوسرے قضاۃ کیساتھ خدمت پر مامور کیا جو تاحال نومبر 2017 تک جاری ہے۔

حضرت مولانا عرفان اللہ عرف ابوذکوان محسود شمن خیل

مولانا عرفان اللہ عرف ابوذکوان ولد حاجی عالم شیر (مرحوم) سکنہ سراروغہ شمن خیل قوم سے تعلق رکھتاہے، آپکی پیدائش 30 جون 1970 کو بمقام گل گئی کوٹ ضلع ٹانک میں ہوئی ہے بچپن ہی میں آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول ٹانک کینٹ میں حاصل کی مڈل تک عصری تعلیم وہاں پر حاصل کرنے کے بعد 1985 میں آپ نے یونیورسٹی وینسم کالج گومل یونیورسٹی میں داخلہ

لیا دو سال تک وہاں پر تعلیم حاصل کی 1987 میں وہاں سے میٹرک پاس کر کے مزید تعلیم کیلئے ڈگری کالج ٹانک میں داخلہ لیا وہاں پر دو سال زیر تعلیم رہے 1989 میں سکینڈ ائیر کا امتحان دینے کے بعد آپ نے تبلیغی جماعت کے ساتھ چار مہینے لگوائے جسکی وجہ سے بقول آپکے مذہبی تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا جسکے لیے 1990 میں آپ نے مدرسہ عربیہ رائیونڈ مرکز لاہور میں داخلہ لیا وہاں پر 8 سال تک دینی علوم حاصل کرتے رہے بعد ازاں دورہ حدیث خیر المدارس ملتان میں 1998 میں مکمل کر کے دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے دینی علوم کے حصول کے دوران بھی چھٹیوں میں آپ صاحب سالانہ چلہ لگاتے رہے اور دینی علوم حاصل کرنے کے بعد فوری طور پر ایک سال تبلیغ میں لگوایا اور اس سے فراغت کے بعد مقام پر ایک سال مسلسل تبلیغ کا کام کرتے رہے آپ صاحب نے مدرسہ عربیہ مسجد نور گرہ حیات ٹانک کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور وہاں آپ صاحب 6 سال تک پڑھاتے رہے اس کے بعد آپ مدرسہ عربیہ رائیونڈ کے اساتذہ کے حکم سے ایک سال رائیونڈ مرکز میں طلباء کو دینی علوم پڑھائے، بعد ازاں دوبارہ مدرسہ عربیہ مسجد نور ٹانک واپسی ہوئی اور وہاں پر درس و تدریس شروع کی، 2007 میں آپ نے مدرسہ کے منتظمین کو استعفٰی دے کر سفر جہاد کا آغاز کیا، جون 2007 میں بمقام منڈانہ سکول بیت اللہ محسود سے آپکی پہلی ملاقات ہوئی اور وہاں سے آپکی تشکیل افغانستان میں برسرپیکار مجاہدین کی اصلاح کے لیے کی گئی وہاں سے واپسی کے بعد سراروغہ میں لوکل خدمت جہاد کرتے رہے اکتوبر 2007 میں آپکو حلقہ سراروغہ کا مسئول مقرر کیا گیا جو تاحال 27 فروری 2017 تک برقرار رہے آپکی مسئولیت کے دوران آپکے مشورہ سے سراروغہ قلعہ پر جنوری 2008 میں حملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قلعہ فتح ہوا اور بہت سارا غنیمت مجاہدین کو ملا اور 27 ملیشاء فورسز کے جوان بھی ہاتھ آئے آپریشن راہ نجات کے دوران جب محسود مجاہدین نے مراکز شمالی وزیرستان منتقل کئے تو کچھ عرصہ بعد مولانا ولی الرحمن صاحب نے آپکو دارالقضاء کا ممبر بنایا جو تاحال برقرار ہے، اللہ تعالیٰ آپکی حفاظت فرمائے۔ حلقہ سراروغہ کے جانبازوں میں مولوی خیر خواہ، مولوی خاطر، مولوی ثاقب، مولوی عبد اللہ مسئول شعبہ یتمٰی و شہداء، مولوی حقیار، مولوی کاشف، کمانڈر نور عالم شہید، شاہ فیصل شہید، کمانڈر نور محمد شہید، مشفق شہید، یار محمد عرف یارو، محمد، لالے، آریانہ، قمرزمان، وغیرہ شامل ہیں

مفتی محمد صدیق

نام محمد صدیق عرف احسان ولد نم گل خان شابی خیل حلقہ سپین کئی رغزائی، زیڑیوام، پیدائش اکتوبر 1981، ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں پرائمری تک عصری تعلیم کے ساتھ علاقے کے مشہور عالم مولنٰا سید عبد الرحمن شاہ صاحب سے دینی تعلیم کی کچھ چھوٹی کتب جیسا کہ خلاصہ کیدانی، شروط الصلوٰۃ وغیرہ شروع کئے۔ اسی سلسلہ کو جاری رکھا دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے وہاں کے قریب جامع مسجد مرغی بند میں مولنٰا محمد روشان صاحب سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ کوٹکئی میں عصری تعلیم کو بھی جاری رکھا، جماعت ہفتم تک پڑھنے کے بعد صرف دینی تعلیم کو توجہ دی اسکے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے درہ پیزو چلا گیا وہاں پر درجہ اولیٰ پڑھنے کے بعد ثانیہ کڑمہ جنوبی وزیرستان میں پڑھا اسکے بعد ثالثہ فیصل آباد کے علاقہ جڑانوالہ میں پڑھا رابعہ خامسہ ڈیرہ غازی خان میں اسکے بعد درجہ سادسہ، سابعہ، ددورہ حدیث کراچی جامع احسن العلوم گلشن اقبال مفتی زرولی صاحب کے ہاں پرھے ہیں، 2003 میں دورہ حدیث سے فراغت کے بعد 2004ء میں تخصص فی الفقہ کیلئے کراچی میں مفتی محمد ہارون میانوالی کراچی نزد نصرت بھٹو کالونی کے پاس چلا گیا، جو کہ اس وقت تخصص فی الفقہ کیلئے مشہور درسگاہ

تھی،ایک سال تخصص فی الفقہ سے فراغت کے بعد جنوبی وزیرستان آیا۔ جبکہ اس وقت مجاہدین حکومت پاکستان کے درمیان حالات کشیدہ تھے،اسی دن سے آج تک مصروف جہاد ہے۔ جبکہ ساتھ ہی دارالافتاء تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود کارکن بھی ہے۔

خیر اللہ خیر خواہ

نام خیر اللہ خیر خواہ ولد محمد عالم خان، قوم ہیبت خیل شاخ رستم خیل سکنہ ڈم کچکائی تحصیل سراروغہ جنوبی وزیرستان۔ تاریخ پیدائش اکتوبر 1980ء ابتدائی عصری تعلیم سراروغہ ہائی اسکول میں پانچوی جماعت تک حاصل کی، آپ نے 1995ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمر سہراب گوٹھ کراچی میں نورانی قاعدہ سے آغاز کیا ناظرہ قرآن مجید ختم ہونے کے بعد 1996ء میں مدرسہ یعقوبیہ گلشن اقبال کراچی میں حفظ کیلے داخلہ لیا، تین سال میں حفظ بمع تجوید و قراۃ کے مکمل کرلیا، **دینی تعلیم کا باقاعدہ آغاز،** 1999ء میں جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی میں درجہ متوسطہ میں داخلہ لے کر پڑھائی کا آغاز کیا،نو سال کے طویل نشیب و فراز کے بعد 2007ء میں سند فراغت حاصل کرکے آپکی دستار بندی حضرت اقدس شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولنا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمائی، پورا تعلیمی سند فراغت تک جامعہ احسن العلوم ہی میں رہا،، گرانِ قدر اساتذہ میں شیخ الحدیث مفتی محمد زرولی خان صاحب، مولانا محمد زبیر صاحب، مولانا عنایت اللہ صاحب، مولانا صفی اللہ، مولانا سہیل احمد، مولانا لعل مرجان صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید شامل ہیں۔

جہادی سرگرمیاں، 2001ء میں امارت اسلامی افغانستان پر اتحادی افواج کے یلغار کے دوران آپ صاحب ایک بار قندہار بھی گئے، وہاں سے واپس ہونے کے بعد مانسہرہ بمقام بٹگرام معسکر سید احمد شہید میں حرکت المجاہدین کیساتھ بائیس دن ٹریننگ حاصل کی۔ 2004ء میں دوران تعلیم مولوی فیض محمد عرف معاویہ شہید نے دعوت دی اور محترم بیت اللہ محسود کے واقعات اور حالات سے انہیں آگا کیا، تو جہادی جزبہ پیدا ہوا، اگرچہ یہ جزبہ امارت اسلامی کے سقوط سے ہی دل میں تو موجود تھا بس اور ہی بھڑک اُٹھا۔ 2005ء میں جب سراروغہ آپ آئے اور امیر صاحب سے ملاقات ہوئی، تو اسی سال کمانڈر شاہ فیصل جو حلقہ سراروغہ کے ذمہ دار تھے آپکو پہلی تشکیل دیگر ساتھیوں کیساتھ افغانستان بھیج دیا جس میں بمقام مرغہ ایک کمین میں شامل ہونے کی سعادت بھی حاصل کی۔ جب مدرسہ سے 2007ء میں پڑھائی سے فارغ ہوئے، تو اس سال کے آخر میں شاہ فیصل کے بعد مولوی ابوزکوان کو سراروغہ کا نیا ذمہ دار آمیر محترم بیت اللہ نے مقرر کیا اُنہی کے ساتھ آپکو مولوی ابوذکوان کے نائب کی حیثیت سے مقرر کیا، اسی معاونت میں حلقہ سراروغہ کے مجاہدین کی خدمت میں مصروف رہے۔ 2009ء میں جب آپریشن راہ نجات شروع ہو اتو اس دوران آمیر صاحب نے آپکو حلقہ زنگاڑہ کا آمیر منتخب کیا چھ (6) ماہ تک یہ خدمت وہاں پر سر انجام دی، سقوط وزیرستان کے بعد میرانشاہ میں امیر محترم مولوی ولی الرحمن صاحب کو بہت زیادہ اسرار کرنے کے بعد آپکو زانگاڑہ کی امارت سے معزول کیا اور واپس حلقہ سراروغہ میں بھیج دیا۔ پھر آپکو حلقہ سراروغہ میں معاونت کیساتھ ساتھ جلال خیل سارینہ اور پھر بوبڑ مرکز کے ذمہ داری سونپی گئی، اس کے بعد 2015ء کے ابتدا میں امیر محترم خالد محسود صاحب نے آپکی تعیناتی ادارہ شہاب میڈیا کے عاملہ میں کردی اور اب تک اسی میں مصروف ہے۔ اور آپ اعظم طارق کی شہادت کے بعد حلقہ محسود کے ترجمان بھی مقرر ہوئے۔

مولوی خان زمان عرف ابو عثمان محسود

نام مولوی خان زمان عرف ابو عثمان محسود شمن خیل والد کا نام

پیدائش۔1980ء میں جنوبی وزیرستان تحصیل سراروغہ کی علاقہ گاؤں شگئی میں پیدا ہوئے

ابتدائی تعلیم تو وہی مڈل اسکول کٹراکچ میں پانچویں جماعت تک پڑھی پھر والدین کے اصرار پر 1991 میں تقریباً گیارہ سال کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے کراچی جاکر دارالعلوم حنفیہ اورنگی ٹاون میں داخلہ لیا ناظرہ پڑھنے کے بعد پھر حفظ کیلئے دار العلوم الصفہ بلدیہ ٹاون میں داخلہ لیا تین سے چار سال کے وقفہ میں حفظ قرآن مکمل کیا حفظ قرآن مکمل کرنے کے بعد اپنے گاؤں جنوبی وزیرستان آیا، تو قرآن مجید کا دوّر مکمل کرنے کیلئے ضلع ٹانک میں قاری نصر اللہ کے ہاں داخلہ لیا پھر ابتدائی کتب ضلع ٹانک میں حضرت مولنٰا پیر گل حلیم شاہؒ سے پڑھی چونکہ اس مدرسے میں وفاق کے درجات نہیں تھے تو پھر متوسطہ پڑھنے کے لئے 1997ء میں ضلع ٹانک میں مدرسہ احیاء العلوم وزیر آباد میں داخلہ لیکر متوسطہ کا امتحان وہی دیا۔1998 میں پھر قرآن مجید کی تجوید اور خوشخطی سیکھنے کی غرض سے قاری احمد احسن شہیدؒ کے ہاں داخلہ لیا۔ پھر 1999ء میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے کراچی گیا داخلہ نہ ملنے کی وجہ سے ایک سال ضائع ہوا 2000ء میں درجہ اولی میں مدرسہ تعلیم القرآن بلدیہ ٹاؤن سیکٹر 9 میں داخلہ لیا درجہ ثانیہ بھی وہاں پر پڑھا، بعد ازاں مدرسہ احیاء العلوم بلدیہ ٹاؤن کراچی میں داخلہ لیکر درجہ ثالثہ سے لیکر درجہ سابعہ تک پڑھائی مکمل کی 2007ء میں دورہ حدیث مکمل کرنے کے لئے مدرسہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی میں داخلہ لیکر دورہ حدیث مفتی زرولی خان حفظہ اللہ سے پڑھ کر مکمل کیا۔2009ء اور 2010 یعنی دو سال تک مدرسہ تعلیم القرآن میں درس دیتا رہا درجہ ثانیہ تک کتب پڑھانے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی۔

سیاست اور جہاد میں قدم رکھنا

جب میں نے درجہ اولیٰ میں داخلہ لیا تو جمعیت طلباء اسلام (ف) سے وابسطہ رہا۔ درجہ اولیٰ کے سال ہی میں مجھ کو کراچی کے علاقہ اتحاد ٹاؤن یونٹ حسین احمد مدنیؒ کا صدر نامزد کیا۔ پھر چونکہ جہاد کے ساتھ بے حد شوق تھا درجہ اولیٰ کے امتحان کے بعد تقریباً 2000ء کے آخر میں افغانستان چلا گیا وہاں پر امارت اسلامی کی حکومت تھی ہم شروع میں بلوچستان سے کمانڈر ملا محمود بلوچ کے گروپ والوں کے ساتھ گئے پہلے کوئٹہ گئے پھر کوئٹہ سے قندھار گئے قندھار میں چند دن گزارنے کے بعد ہم کابل گئے کابل میں 20 یا 25 دن ٹھہرے چونکہ سردی کا زمانہ تھا جنگ نہیں تھی پھر ہم نے واپسی کی۔ کراچی واپس ہونے کے بعد درجہ ثانیہ میں داخلہ لیا (J.T.I) والوں نے مجھ کو پھر ضلع غربی کا عہدہ دیا۔ درجہ ثانیہ کے امتحان دینے کے بعد ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے حرکت المجاہدین والوں کے ساتھ مانسہرہ میں بڑا سی معسکر میں ٹریننگ حاصل کی تربیت مکمل کرنے کے بعد واپس آیا درجہ ثالثہ شروع کیا پھر جی ٹی آئی والوں نے کراچی ڈویژن میں خزانچی کا عہدہ دیا لیکن گھریلو مصروفیات کی بنا پر میں نے انکار کیا اس کے بعد جب درجہ خامسہ کے سال جنوبی وزیرے جستان کے علاقہ ڈیلہ پر بمبار ہوا تو معلوم ہوا کہ ہمارے اپنی ہی علاقے میں مجاہدین ملا بیت اللہ شہیدؒ کی قیادت میں جہادی نظم چلا رہے ہیں

پھر اس کی پوری تفصیل برادرم مکرم مولوی فیض محمد عرف معاویہ شہیدؒ نے مجھ کو بتائی کراچی میں حافظ عبد الوھاب کو ذمہ داری سونپی گئی جب 2007ء میں احسن العلوم میں دورہ حدیث کے لئے داخلہ لیا تو پھر ساتھیوں کے بے حد اصرار پر J.T.I حلقہ محسود یونٹ کا صدر نامزد کیا دورہ حدیث کے بعد تخصص فی الفقہ کے لئے مدرسہ حنفیہ اورنگی ٹاؤن میں داخلہ لیا لیکن وزیزستان میں سردی والا جنگ شروع ہوا، تو ہم

اکثر مدارس کے طلباء نے اسباق چھوڑ کر وزیرستان آپہنچے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو پھر ہم کراچی گئے 2008ء کے آخر میں مجھ کو تحریک طالبان پاکستان حلقہ اتحاد ٹاون کی ذمہ داری دی گئی۔

2009ء کو جب برادر مکرم ذمہ دار کراچی عبد الحمید شہیدؒ گرفتار ہوا تو مجھے کراچی کی ذمہ داری سونپی گئی 2009ء سے لیکر تقریباً 2012ء کے آخر تک یہ ذمہ داری نبھائی جب 2013ء میں کراچی کی ذمہ داری مفتی ابو منصور عاصم حفظہ اللہ کو دی گئی۔ تو اس دوران تنظیم والوں نے مجھ کو چند ذمہ داریاں دی (1) ٹارگیٹ کلنگ (2) خزانچی (3) مدارس کے علماء اور طلباء سے رابطہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کافی اچھا کام ہوا 2014ء میں جب آپریشن ضرب غضب شروع ہوا تو دشمن نے کراچی میں بھی کافی آپریشن اور چھاپے تیز کئے جس میں کافی ساتھی گرفتار اور شہید ہوئے پھر ہم کوئٹہ منتقل ہوئے وہی سے کام چلاتے رہے جب ہم 30 جون 2014ء کو کوئٹہ آپہنچے۔ تو چند مہینے بعد کوئٹہ میں بھی آپریشن اور چھاپوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ امیر محترم خالد محسود حفظہ اللہ کے حکم پر کوئٹہ سے شمالی وزیرستان کے علاقہ لواڑہ پہنچے۔ بعد ازاں مجھے 10 اکتوبر 2016ء کو شعبہ اسیران کی ذمہ داری تنظیم کی طرف سے دی گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے مزید خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔

لیکن آخر میں میرے ساتھ جن ساتھیوں نے دن رات ایک کر کے میری آواز پر لبیک کہا جنہوں نے اس دس[10] یا بارہ[12] سال میں میری ہر قسم کی مدد کی، میرے وہ رفقاء جنہوں نے میرے صرف تعمیل حکم نہیں کی بلکہ اُن میں اکثر نے تو اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیئے اور بعض تو اُن میں ابھی پابند سلاسل ہیں۔ اور بعض رفقاء میرے ساتھ ہجرت کی زندگی گذار رہے ہیں یعنی جہاد کے میدان میں سرگرم عمل ہیں اُن رفقاء کا یہاں پر بھولنا اُن کا ذکر خیر نہ کرنا اُن کے ساتھ خیانت ہوگی میری یہ بارہ سال کی جہادی زندگی اور یہ تمام کام جو میرے سے ہو سکے یقیناً اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان اور خصوصی کرم ہے اور والدین واساتذہ کی دعاؤں کا اسمیں دخل ضرور ہے لیکن میری تمام خدمت کا ثمرا ان ساتھیوں کی طرف جاتا ہے جو ہر میدان میں میرے ساتھ رہے سب ساتھیوں میں سے جنہوں نے میرے ساتھ بہت محنت کی ان کا نام لینا یہاں پر بے حد ضروری سمجھتا ہوں مثلاً اُن میں (1) شیر محمد شہیدؒ عرف شیر (2) میرزا علی عرف کاکا شہیدؒ (3) محمد طاہر شہیدؒ (4) مفتی جاوید شہیدؒ (5) زکریا شہیدؒ (6) نعمت اللہ عرف نعمت شہیدؒ (7) شاہ حسین شہیدؒ (8) محمد اسلم شہیدؒ (9) نیک ولی خان شہیدؒ عرف پیارہ (10) خانزادہ عرف طور شہیدؒ (11) محمد زاہد شہیدؒ (12) محمد جاوید عرف عمر لانڈی والا (13) شیر زادہ شہیدؒ (14) قاری معراج الدین شہیدؒ (15) غنے شہیدؒ (16) نصر اللہ شہیدؒ (17) آمیر عبد اللہ شہیدؒ (18) ذاکر شہیدؒ (19) آمان اللہ عرف منّو شہیدؒ (20) محمد اکبر عرف مقاتل شہیدؒ (21) عرفان اللہ عرف عرفان شہیدؒ (22) خزان گل (23) چھوٹا عابد (24) آخر میں محمد عابد عرف موچڑ شہیدؒ اور بھی بہت سے ساتھی ہیں۔ اور رفقاء اب بھی جیل کے سلاخوں میں بند ہے ان کا نام ذکر کرنا بنا بر مصلحت مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انکا حامی وناصر ہو۔

مولانا محمد اسحاق عرف مسرور

محمد اسحاق عرف مسرور بن مولوی میر قدم خان محسود عبدلائی، شاخ گناخیل کا مکین زیڑ سر سے تعلق ہے، 1978ء میں اپکی پیدائش ہوئی ہے، بچپن ہی میں انہوں نے اپنے والد محترم سے قرآن شریف ناظرہ سے پڑھا، 1988 میں آپ نے مڈل سکول چلیرائی مکین میں تعلیم کا آغاز کیا یہ سلسلہ 1990ء تک چلتا رہا 1990ء میں حفظ قرآن کے

سلسلے میں مدرسہ اسلامیہ محسودیہ مکین میں داخلہ لیاوہاں پر حفظ قرآن کیساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کرتے رہے چہارم جماعت پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم چار سال تک وہاں پر حاصل کرنے کے بعد مدرسہ معارف ڈیرہ اسماعیل خان (جو مولانا فضل الرحمن صاحب کے مدرسہ سے مشہور ہے) میں داخلہ لیا، 1999 میں مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں داخلہ لیکر درجہ سادسہ تک پڑھا بعد ازاں باقی فنون مدرسہ نظامیہ عیدک میر علی میں پڑھے موقوف علیہ بھی اسی مدرسہ میں پڑھا اور دورہ حدیث دارالعلوم اکوڑہ خٹک میں مکمل کیا، دستار بندی کے بعد ایک سال علاقہ قلندر میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا، لیکن کمانڈر عبدالحلیم کی شہادت کی وجہ سے گھر کے نامساعد حالات نے انہیں مجبور کیا اور گھریلو مصروفیات نے انہیں گھیر لیا۔ ساتھ ساتھ مجاہدین کی خدمت کرتے رہے اور انہیں غالباً جی ٹی آئی کی صدارت بھی سونپی گئی، آپریشن راہ نجات سے ہجرت کی وجہ سے شمالی وزیرستان میں ملا سنگین فاتح کے ساتھ جہادی خدمات انجام دینے میں جون 2014 تک مصروف رہے جو تاحال جاری ہے اور افغانستان میں ہجرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں

مولانا اکرام اللہ عرف صابر

مولانا اکرام اللہ عرف صابر ولد رسول خان محسود شمیرائی کا حلقہ وچہ خوڑہ گور گورہ شمیرائی سے تعلق ہے، 35یا36 سالہ جوان ہے آپ نے ابتدائی عصری تعلیم پرائمری تک گور گورہ شمیرائی کلی میں حاصل کی بعد ازاں 1991 میں ناظرہ قرآن اور حفظ کیلئے جامعہ حلیمہ درہ پیزو میں داخلہ لیا ایک سال بعد مدرسہ احیاء العلوم ضلع ٹانک میں داخلہ لیا وہاں پر رہتے ہوئے 1994 تک حفظ قرآن بھی مکمل کی بعد ازاں 1995 میں جامعہ فاروق اعظم جنگ روڈ فیصل آباد میں داخلہ لیا متوسطہ سال اول سال دوم وہاں مکمل کرکے متوسطہ سال سوم کے لیے جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا متوسطہ سال سوم اور درجہ اولیٰ اور درجہ ثانیہ ثالثہ تک پڑھائی وہاں پر مکمل کی، آپ صاحب نے درجہ رابعہ کیلئے منظور الاسلام لاہور میں داخلہ لیا اور درجہ خامسہ جامعہ معارف الشرعیہ ڈیرہ اسمعیل میں پڑھا، اسی اثنا میں 2001 میں 40 دن کیلئے افغانستان تشکیل کی اور وہاں طالبان کے شانہ بشانہ شمالی اتحاد سے لڑنے کی غرض گیا تھا دوبارہ جب امریکہ نے افغانستان اسلامی امارت پر حملہ کیا تو آپ صاحب نے مولانا معراج الدین کی قیادت میں کابل اور بگرام محاذ پر لڑائی میں شرکت کی افغانستان سے امارت اسلامی کے سقوط کے بعد 2002 میں جامعہ قادریہ میں داخلہ لیا۔ درجہ سابعہ اور سادسہ مکمل کی، 2004 میں دورہ حدیث پڑھنے کیلئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا اور وہاں سے فارغ التحصیل ہوئے، سراروغہ معاہدے کے بعد ایک سال تک درس مولوی عبدالحمید کے مدرسے میں دیتے رہے چنانچہ اسی دوران امیر محترم بیت اللہ محسود نے آپکو حلقہ وچہ خوڑہ کا امیر مقرر کیا 2006 سے اگست 2016 تک آپ ہی اس علاقے کے مجاہدین اور عوام کے امیر ہیں اسی عرصہ میں آپ صاحب 2011 سے دسمبر 2012 تک اختطاف کے بھی ذمہ دار رہے ہیں، دسمبر 2012 کے اواخر یا جنوری 2013 کے ابتداء میں آپ صاحب اختطاف کے عہدے سے معزول کئے گئے اور فی الحال آپ شوریٰ کے رکن بھی ہے۔

حضرت مولانا نصر اللہ منصور

مولانا نصر اللہ عرف منصور ولد میر عالم خان محسود، شاخ بالیچ خیل حلقہ وچہ خوڑہ سے تعلق رکھتا ہے، آپکی پیدائش 27 نومبر 1982 میں ہوئی ہے بچپن ہی میں لنگر خیل پرائمری سکول میں دوسری جماعت تک عصری تعلیم حاصل کی تیسری اور چوتھی جماعت اپنے گاؤں بالیچ خیل میں ہی مکمل کی، حفظ قرآن تین سال میں مدرسہ معدن العلوم کڑمہ میں مکمل کیا۔ جبکہ قرات اور تجوید کورس جامعہ تجوید القرآن موتی محل لاہور میں 2 سال کے عرصہ میں مکمل کی بعد ازاں دینی علوم حاصل کرنے کی عرض سے جامعہ حلیمیہ درہ پیزو اور جامعہ معارف الشرعیہ ڈی آئی خان اور پنجاب کے علاقے صادق آباد رحیم یار خان وغیرہ مدارس میں داخلہ لیا ابتدائی درس نظامی کے مطابق درجات وہاں پڑھے فنون کے لیے جامعہ سراج الاسلام کاہی اور دارالعلوم خوشحالی شمالی وزیرستان کا رخ کیا 2006 میں درجہ سابعہ موقوف علیہ جامعہ المرکز الاسلامی بنوں میں پڑھا دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑخٹک میں 2007 میں مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوئے درس نظامی سے فراغت کے چند ہی دن بعد دینی مدارس کے 40 طلبہ پر مشتمل دستہ جسمیں مولوی صاحب بھی شامل تھا جسکی سربراہی محترم مولوی بلال اور مولوی حذیفہ شہید کر رہے تھے جسکی تشکیل شوال کی گئی تا کہ افغانستان کے علاقے والسوالی برمل میں افغان اور نیٹو اتحادی افواج پر حملے کر سکے، یاد رہے کہ مولوی نصر اللہ منصور اور اسکا دوسرا جوڑا مولوی حذیفہ شہید دونوں جمعیت طلباء اسلام حلقہ محسود کی سطح پر بہت مشہور و معروف تھے اسی سلسلہ میں مولوی منصور 2 سال تک جمعیت طلباء اسلام حلقہ محسود کی سطح پر صدر بھی رہ چکے ہیں، 2008 میں آپ دونوں کی تشکیل اور کزئی کی گئی تا کہ وہاں پر علماء طلبہ اور عوام میں جہادی دعوت عام کریں خصوصاً جمعیت علماء اسلام پاکستان سے منسلک لوگوں میں لیکن بد قسمتی سے آپ دونوں اسمیں ناکام ہوئے اور کزئی ایجنسی کرم ایجنسی کے جمعیت علماء سے وابستہ علماء طلبہ اور عوام نے انکا ساتھ نہ دیا جسکی وجہ وہاں پر سلفی اور اسکے دوسرے ہمنوا لوگوں کا زور ہوا جسکا نتیجہ مقامی سطح پر یہ نکلا کہ وہاں پر جمعیت علماء سے وابسہ علماء و مشران کو قتل کیا گیا اور انکے شہر در شہر پر قابض مجاہد طبقے کی مظالم کی وجہ سے خالی ہوئے اور انکے باشندے ہجرت پر مجبور ہوئے اور اسی طبقہ نے پاکستان کے سطح پر تحریک طالبان میں ایسی محنت کی کہ وہ بالاخر ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی، اس پر بھی بس نہ ہوا بالاخر یہی لوگ داعش سے بیعت ہوئے اور افغانستان میں بھی امارت اسلامی کے مجاہدین سے جنگ لڑنے لگے، حال یہ ہے کہ پاکستانی فوج اسکی پشت پناہی کر رہی ہے اور در پردہ امریکہ بھی ان سے تعاون کر رہا ہے تا کہ امارت اسلامی کی مسلم قوت کو اسی کے ذریعے ٹکڑے کر دے جیسا کہ پاکستان میں تحریک طالبان انہی کے وساطت سے ٹکڑے کیا بلکہ ساتھ ہی مجاہدین میں ایسی نفرت کی فضاء چلی کہ مستقبل قریب میں انکا دوبارہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا ناممکن ہوتا جا رہا ہے، مئی 2009 میں جب پاکستانی افواج نے علاقہ محسود پر حملہ کیا تو مولوی منصور سپنکئی رغزائی پر لڑتے رہے بالاخر اکتوبر 2009 میں آپکو حلقہ شکتوئی حلقہ زنگاڑہ حلقہ دواتوئی کیلے مرکزی کماندان مقرر کیا گیا آپکی زیر قیادت ان حلقو میں کئی بڑے تعارض اور کمین اور ریموٹ حملے فوج پر ہوئے یہ سلسلہ اپریل 2014 تک رہا نومبر 2015 میں آپکی تشکیل کرم ایجنسی پاکستان افغان بونڈری لائن کے علاقے کرم خانائی کی گئی تا کہ وہاں پر بعض نام نہاد طالبان ٹولوں کی تصفیہ کر سکے جو محسود طالبان کے نام سے وہاں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر چکے تھے چند ماہ وہاں پر رہنے کے بعد 18 جنوری 2016 کو وہاں پر ان پر افغان اور امریکی کمانڈوز نے ڈرون طیاروں اور جیٹ طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چھاپہ مارا جسمیں اپکے کئی ساتھی شہید ہوئے

جبکہ وہاں پر موجود شہریار گروپ کے نام نہاد طالبان بھی اس مرچ کے تال میں آپھنسے۔اس حملے میں آپ محفوظ رہے کیونکہ آپ موقع پر موجود نہ تھے وہاں سے واپسی کے بعد شوال محاذ پر ڈیوٹی دینی شروع کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آئندہ بھی ان سے جہادی خدمت لے لیں۔

مولوی فرہاد احمد

نام فرہاد احمد عرف حیدر بن حاجی نواب خان اشنگی 43 سالہ نوجوان ہے مولوی فرہاد صاحب نے جب علوم دینیہ سے سند فراغت حاصل کی تو اپنی زندگی جہاد کے لئے وقف کی زمانہ طالب علمی میں بھی آپ جہاد میں حصہ لیا کرتے تھے۔یوں افغانستان میں امارت اسلامی کی قیادت میں شمالی اتحاد کے خلاف بھی لڑ چکے ہیں اور نائن الیون کو امریکہ میں حملوں کے بعد افغانستان پر امریکی حملے کے دوران بھی مولانا معراج الدین شہید کے قافلے میں شریک ہوئے، اور بعد ازاں جب پاکستانی فوج نے وزیرستان پر حملہ کیا تو آپ بھی کاروان بیت اللہ محسود کے ایک مجاہد کی حیثیت سے ان کے خلاف لڑے ہیں اور تاحال اسکا حصہ ہے۔ امارت اسلامی کے سقوط کے بعد شروع دن سے غیر ملکی مجاہدین کی آپ مدد کرتے رہے اور اسکو محفوظ مقامات تک پہنچاتے رہے جب آپ نے علوم دنیہ سے سند فراغت حاصل کی تو آپ کو بیت اللہ محسود شہید نے اپنے تنظیم کے لیے بطور سفیر مقرر کیا۔ یہ خدمت آپ 2010 تک بخوابی انجام دیتے رہے۔

مولانا نور اللہ

نوراللہ ولد حاجی ربنواز محسود شاخ گرڑائی مارِسائی گاوں شراونگئی سے تعلق رکھتا ہے،
پیدائش۔ دسمبر 1976 میں بمقام خوصدار بلوچستان پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے آبائی گاؤں شراونگئی میں تیسری جماعت تک حاصل کی اسکے بعد دینی علوم حاصل کرنے کیلئے مدرسہ احیاء العلوم ضلع ٹانک میں داخلہ لیا درجہ اولی تک اسباق وہاں پڑھے اور ساتھ ساتھ وہاں پر عصری علوم مڈل تک اسی مدرسے میں پڑھے بعد ازاں دو سال تک جامعہ حلیمہ درہ پیزو میں پڑھتے رہے اسکے بعد دو سال تک جامعہ احسن العلوم میں گذارنے کے بعد ایک سال یعنی درجہ خامسہ گوجرانوالہ میں پڑھا درجہ سادسہ میں داخلے کیلئے دوبارہ جامعہ حلیمہ درہ پیزو میں داخلہ لیا موقوف علیہ دارالعلوم سرحد پشاور اور دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے، تعلیمی دوران بھی کئی دفعہ شمالی اتحاد کے خلاف لڑنے کیلئے افغانستان گئے 2000ء میں درس نظامی سے فراغت کے بعد اپنے گاؤں کے مدرسے میں درس دینا شروع کیا 2003 میں ایک سال تبلیغی جماعت کیساتھ لگانے کیلئے گیا اسکے بعد اپنے گاؤں میں درس دیتا رہا لیکن جب وزیرستان میں طالبان کی کثرت ہوئی تو مولوی صاحب بھی 2005 میں طالبان سے جاملے کچھ ہی عرصہ بعد امیر محترم بیت اللہ محسود نے اپکے ذمے شعبہ ہیلتھ (یعنی زخمیوں کی دیکھ بھال کی ڈیوٹی لگائی جو تاحال جاری ہے آپ نے تمام مجاہدین کی بلا تفریق ایسی خدمت کی جسکی مثال ماضی قریب میں ملنا مشکل ہے، اللہ اور بھی توفیق بخشے۔ آپ کیساتھ شعبہ طب میں دیگر مجاہدین میں سے ڈاکٹر عبداللہ محسود، ڈاکٹر ظاہر محسود، وغیرہ نے بھی یہ خدمت بخوبی سرانجام دی۔

مولوی حفیظ اللہ عرف مولوی شہاب

مولوی حفیظ اللہ عرف مولوی شہاب بن عبد اللہ شابی خیل حلقہ زانگاڑہ 26یا27 سالہ نوجوان عالم دین ہے بقاعدہ دینی علوم سے سند فراغت حاصل کر چکے ہے۔زمانہ طالب علمی سے مجاہدین سے وابستہ تھے علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد اپنے آبائی علاقے میں ایک مدرسہ میں بچوں کو پڑھانے میں مصروف ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین کیساتھ تعلقات بھی رہے اپریل2014 میں مولوی امیر حمزہ کی شہادت کے بعد مجاہدین حلقہ زانگاڑہ کے اتفاق اور اصرار سے آپ حلقہ زنگاڑہ کے آمیر منتخب ہوئے۔

مولوی محمد اللہ

نام محمد اللہ عرف احمد یار بن ازل میر مکین حلقہ قلندر26 یا27 سالہ نوجوان عالم دین ہے بقاعدہ دینی علوم کی سند فراغت حاصل کر چکے ہیں ۔زمانہ طالب علمی سے مجاہدین وابستہ سے تھے علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد مجاہدین سے آملے اور مجاہدین کیساتھ خدمت جہاد کر رہے ہیں 2015 کے آواخر میں آپ صاحب کو حلقہ قلندر کی ذمہ داری سونپی گئی آپ کے اہم ساتھیوں میں عالم خان سابق ممبر شعبہ مصلحین وسابق آمیر حلقہ قلندر، کمانڈر خان رسول سابق آمیر حلقہ قلندر، چوھدری سابق آمیر حلقہ قلندر، مولوی شیر عالم، قاری مسعود، جنان، نشتر، قاری گل محمد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

کمانڈر مولوی سمیع اللہ عرف حقیار

نام سمیع اللہ عرف حقیار والد کا نام عبد الغفار پیدائیش 1978 قوم محسود شمن خیل تحصیل سراروغہ دینی علوم حاصل کرنے کے بعد علاقہ بروند میں تدریس شروع کی لیکن جب افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو اس دوران آپ بھی کاروان بیت اللہ محسود میں شریک ہوئے۔ آپ بیت اللہ محسود کے قریبی اور گارڈ بھی رہ چکے ہیں افغانستان اور پاکستان کے تشکیلات میں آپ کمانڈر کی حیثیت سے شریک ہوتے رہتے ہیں پاکستان کی جانب محسود قوم پر مسلط کی گئی جنگوں میں آپ محاذ کے سپریم کمانڈر کی حیثیت سے فرائض انجام دے چکے ہیں

مولوی اخلاص یار

نام شیر نواز عرف مولانا اخلاص یار پیدائیش قوم محسود حلقہ بدر تحصیل تیارزہ سے تعلق رکھتے ہیں دینی علوم حاصل کرنے کے بعد مجاہدین سے آملے اور کاروان بیت اللہ محسود میں شریک ہوئے۔ آپ بیت اللہ محسود کے قریبی اور گارڈ بھی رہ چکے ہیں افغانستان اور پاکستان کے تشکیلات میں شریک ہوتے رہے پاکستان کی جانب محسود قوم پر مسلط کی گئی جنگوں میں آپ محاذ بدر کے نائب سپریم کمانڈر کی حیثیت سے فرائض انجام دے چکے ہیں۔

مولوی دفتر محمد

نام دفتر محمد عرف رہبر ملا حلقہ مومی کرم 34 سالہ نوجوان عالم دین ہے بقاعدہ دینی علوم کی سند فراغت حاصل کر چکے ہے۔زمانہ طالب علمی سے مجاہدین سے وابستہ تھے علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد مجاہدین سے آملے اور مجاہدین کیساتھ خدمت جہاد کر رہے تھے 2005 میں جب علاقہ محسود میں حلقہ بندیاں ہوئے تو علوم دینیہ

سے فراغت کے بعد بیت اللہ محسود نے 2006 میں آپ کو حلقہ مومی کڑم کا ذمہ دار مقرر کیا 2017 کے ابتداء میں آپ کو اپنے عہدے سے معزول کیا گیا۔ مولوی بدری کو آپکی جگہ ذمہ داری سونپی گئی

مولانا شیر افغان

آپ کا نام شیر افغان عرف بدری بن حاجی داؤد جان فریدائی مومی کڑم۔ بداوزہ پر بمبار کے بعد مجاہدین سے آملے سند فراغت کے بعد مکمل زندگی جہاد کیلئے وقف کی، حلقہ مومی کڑم کے ذمہ دار اور مہم مجاہدین میں سے دو چند جن سے ہم واقف ہے یہ ہے حافظ عبد الوہاب جو 2004 سے اکتوبر 2007 تک کراچی کے آمیر بھی رہ چکے ہیں اور شعبہ مصلحین کے رکن بھی تھے۔ مولوی صندانی، ابوسیف، کجکول، مولوی یوسف شہید، وقاص، جہانزیب کاکا، وغیرہ قابل ذکر ہیں،

ابویاسر

نام نورالدین عرف ابویاسر والد خالات خان قوم کئی خیل سکنہ خادے تحصیل سراروغہ پیدائیش 1974ء بچپن ہی میں عصری تعلیم آٹھویں جماعت تک ملک میلہ سکول سے حاصل کیا بعد میں 1992 میں کراچی مزدوری کے لئے گیا وہاں منی بس چلا رہا تھا اُسکے بعد خیر محمد نے تبلیغ میں جانے کے لئے دعوت دی۔ میں نے اس سے کہا کہ نہیں بھائی میں تبلیغ کو نہیں جاتا میں جہاد کے لئے جاتا ہوں کیونکہ اُسی ٹائم میں محسود اظہر کے بیانات سن رہا تھا اس لئے میرا شوق بہت زیادہ جہاد کے ساتھ ہوا۔ خیر محمد شہیدؒ نے میرے ساتھ یہ بات قبول کی لہذا ہم لوگ کراچی سے مانسہرہ گئے وہاں پر ہم نے 40 دن تربیت مکمل کی۔ ٹرینگ کے فوراً بعد افغانستان کو تشکیل کیا وہاں پر نیک محمد اور حافظ عبد اللہ صادق کے ساتھ ایک مہینہ گزارہ پھر وہاں سے گھر آیا اسکے بعد پھر مزدوری کیلئے کراچی گیا۔ جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو ہم لوگ وہاں گئے سقوط افغانستان کے بعد پھر ہم لوگوں نے کراچی واپسی کی وہاں جامعہ الرشید میں علماء کے ساتھ خدمت کرتے رہے اسکے بعد جب حلقہ محسود کی سطح پر مجاہدین بیت اللہ محسود زیرے سایہ جمع ہونے لگے تو میں بھی مجاہدین ڈیلے کے ہمراہ تنظیم کا ایک رکن بنا اور تاحال مجاہدین حلقہ ڈیلے کی ذمہ دار کی حیثیت سے خدمت جہاد میں مصروف ہوں اسی اثناء میں حلقہ ڈیلے کے جن ساتھیوں نے میرا ساتھ دیا ان میں چند مشہور و معروف ساتھیوں کے نام یہ ہے، کمانڈر شیر آعظم آقا، کمانڈر فخر عالم شہید ، مولوی رفیع الدین شہید مولوی بلال شہید، حافظ حمزہ، کلام الدین عرف ابویحی، لعل محمد عرف عارف، غالب جو شعبہ فدایان کے ذمہ دار رہ چکے ہے، مفتی ابوہشام، مولانا فیض محمد شہید، خزان گل، عابد موچڑ، خطاب وغیرہ شامل ہیں۔

حافظ حق نواز عرف فدا

نام حق نواز عرف فدا ولد فولاد خان عبدلائی شمک خیل مکین پیدائیش 1976 آپ حافظ قرآن مجید بھی ہے اور میڈل تک عصری تعلیم بھی حاصل کی، لیکن جہاد کی محبت نے 2004 میں آپ کو بھی کاروان بیت اللہ محسود

کاسپاہی بنادیا پاکستان افغانستان کی جنگوں میں پیش پیش رہے بالخصوص آپریشن راہ نجات کے دوران آپ ہمیشہ مکین پر حاضر باش رہے 2010 میں قاری مظلوم یار کی شہادت کے بعد آپ کو حلقہ مکین کی ذمہ داری سونپی گئی اور ساتھ ہی آپ حلقہ محسود کے مرکزی شوریٰ کے ممبر بھی مقرر ہوئے اور تاحال مئی 2017 تک ان ذمہ داریوں کو بخوبی نبھارہے ہیں۔ حلقہ مکین کے جانثاروں میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ مولوی مسرور، فرید عرف خادم، رحمن اللہ، چوھدری، ایوبی، مجنون، ملنگ عرف مکین وال، انور شاہ، حاجی رجانشاہ ، آختو جان، حاجی مصطفی عرف قاری نظام، اجمال، میر کا جان، عمر، عقابی، سرداعلی، موسی دین، محمود ماما، وغیرہ

حافظ شیر زمان عرف مخلص

شیر زمان عرف مخلص کا، محسود قبیلے علاقہ سرکائی ماسکائی سے تعلق ہے، آپکی پیدائش 1982 بمقام وشانی بیری خیل کلے ہوئی ہے بچپن ہی میں اپنے گاؤں میں دینی تعلیم قرآن مجید سیکھنا شروع کیا بعد ازاں تحصیل علم کیلئے حاجی عزیز اللہ کے مدرسے مدرسہ عربیہ سراروغہ میں داخلہ لیا 1996 میں قاری محبوب عالم سے حفظ قرآن شروع کیا تقریباً اکتوبر 1998 تک حفظ قرآن مکمل کیا بعد ازاں علاقہ جنتہ میں قاضی محمد امیر صاحب کے مدرسے میں قاری دلاور سے تجوید مکمل کرنے کے بعد ضلع ٹانک میں محلہ محسود ان برکی آباد کے مدرسہ انورالعلوم میں دینی کتب پڑھنے کا آغاز کیا نائن الیون کے بعد امریکی حملے کی وجہ سے جزبہ جہاد بھڑک اٹھا اور 2002 میں جمعیت المجاہدین میں رکنیت حاصل کرکے جہاد کا آعاز کیا لیکن جب پاکستانی افواج نے 9 ستمبر 2004 کو جنوبی وزیرستان علاقہ محسود پر حملہ کیا تو میں نے بھی پاکستانی افواج کے مظالم کے خلاف کاروان منزہ، لاڑئے، جلندر، سلے روغہ، مومی کڑم وغیرہ علاقوں میں مفتی نورولی کی سربراہی میں لڑائی لڑی۔ معاہدہ سراروغہ کے بعد پڑھائی کے ساتھ ساتھ جہاد کا سلسلہ بھی جاری رکھا 2005 کے آواخر میں امیر محترم بیت اللہ محسود شہید کے حکم پر پڑھائی آدھوری رہ گئی اور حلقہ سرکائی ماسکائی کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی چنانچہ تمام تر توجہ جہاد پر مرکوز ہوئی اسلئے اپنے علاقے میں جہادی سرگرمیاں اور ساتھ ساتھ جہاد افغانستان وپاکستان کے سلسلے میں تشکیلات 2009 تک ہوتی رہی 19 مئی 2009 کو علاقہ محسود پر افواج پاکستان نے آپریشن راہ نجات کے نام سے جنگ مسلط کی جو تاحال 12 نومبر 2017 تک جاری ہے اس سلسلہ میں کئی سالوں تک مزاحمت کا میں بھی حصہ بنا رہا بالاخر آپریشن ضرب عضب جون 2014 کو شروع ہوا اور ہم نے جنوبی وشمالی وزیرستان سے ہجرت کرکے لواڑہ سنزلے، اور گومل ژورہ میں رہائش اختیار کی اور 2015 میں مولوی خذیفہ شہیدؒ کیساتھ خدمت شروع کی ستمبر 2015 میں مولوی حذیفہ کی شہادت کے بعد امیر محترم خالد محسود کے حکم پر میں نے مولوی خذیفہ شہید کی جگہ استشہادی فورس کی مسئولیت قبول کی جو تاحال 12 نومبر 2017 تک جاری ہے، یہ تحریر خود انکی لکھی گئی ہے۔

محمد شفیع کاکا

محمد شفیع کاکا عرف خطاب کاکا ولد عبد الغفور محسود شابی خیل، شاخ سلطونی جنگی خیل حلقہ دواتوئی سے تعلق رکھتا ہے، 20اگست 1974 کو آپکی پیدائش ہے، ابتدائی تعلیم تیسری جماعت تک صوبہ پنجاب ضلع مظفر گڑھ میں حاصل کی بعد ازاں چھٹی جماعت تک عصری تعلیم دواتوئی مڈل سکول میں حاصل کی جوانی کے دنوں میں جنوبی وزیرستان مکین کے بازار میں تاج علی اشنگی کے مڈیسن دوکان پر 2 سال تک منشی رہے، 1990 میں ڈرائیونگ سیکھنے کا آغاز کیا کچھ ہی عرصہ میں یہ شوق پوار ہوا اور اسی شغل میں مصروف رہے، کمانڈر خطاب کاکا کے مطابق ستمبر 2004 میں گاڑی چلارہاتھا پنجاب ضلع جنگ اٹھارہ ہزاری پل پر اخبار لیا دیکھتے ہی اخبار کی بڑی سرخی نظر آئی جنوبی وزیرستان تربیتی سنٹر پر بمبار ہوا جسکی وجہ سے مرے جذبات بھڑک اُٹھے اور میں نے اپنے گاڑی مالک سے اپنا حساب کتاب لیا اور اپنے آبائی گاؤں دواتوئی آپہنچا خان سعید عرف سجنا سے ملاقات ہوئی کچھ دنوں بعد انکے ساتھ کوٹکئی محاذ پر گیا اور وہاں پر فوج سے زبردست لڑائی ہوئی ،معاہدہ سراروغہ کے بعد جب علاقہ محسود میں حلقہ بندیاں ہوئی تو مجھے حلقہ دواتوئی میں خزانچی مقرر کیا اسکے بعد حلقہ دواتوئی کا نائب مقرر ہوا کچھ ہی دنوں بعد مجھے حلقہ دواتوئی کا امیر مقرر کیا یہ سلسلہ 2012 تک چلتا رہا 2012 میں مجھے شعبہ قضاء کے تحت شعبہ اسیر ان کی ذمہ داری سونپی گئی جو تاحال 24اگست 2016 تک جاری ہے۔

ریاض الدین عرف تبسم

نام ریاض الدین عرف تبسم آپ 1972ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول ٹھٹائی میں آٹھویں جماعت تک پڑھا بعد میں گورنمنٹ ہائی سکول لدھا سے میٹرک کیا، کچھ دینی کتب بھی مختلف علماء سے پڑھ لیے 1998 سے 2007 تک مدرسہ امداد العلوم گور گورے اور مدرسہ محمدیہ لالثرئے میں بچوں کو عصری تعلیم پڑھاتے رہے بعد ازاں درس وتدریس کو خیر باد کہہ کر مجاہدین لدھا سے جاملے 2008ء میں محترم شمیم ذاکر نے آپ کو مقامی سطح پر شعبہ فدایان کی ذمہ داری دیدی 2013 کے ابتداء میں شعبہ مصلحین کے رکن مقرر ہوئے بالاخر آپ شمیم عرف ذاکر کی شہادت کے بعد 2015 میں حلقہ لدھا کے ذمہ دار مقرر ہوئے۔ اور ساتھ ہی حلقہ محسود کے مرکزی شوریٰ کے رکن بھی مقرر ہوئے حلقہ لدھا کے سربازان میں محترم کمانڈر شمیم عرف ذاکر، مجیب شہید، طیب شہید، دین محمد شہید، سیف اللہ عرف خادم، سدرک لالا، نشتر، اکبر، کمانڈر ترابی، ماما، سیف اللہ، استاد علی رکن شعبہ نشرواشاعہ، حافظ اللہ عرف حافظ، قابل ذکر ہیں،

انور شاہ عرف خالد ولد مولوی محمد شفیق ملکشئی مکین

انور شاہ ولد مولوی محمد شفیق ولد حاجی مولانا محمد سلیم ملک شائی کا تعلق مکین گاوں درہ پل ملک شائی سے ہے، 23مارچ 1984 کو اسی گاؤں میں آپکی پیدائش ہوئی ہے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں اپنے والد سے حاصل کی ہے اور ناظرہ قرآن پاک مدرسہ قاری گل حسین میں پڑھا اور پرائمری تعلیم میر باز کوٹ مکین میں حاصل کی بعد ازاں بقایا عصری تعلیم میٹرک تک ہائی سکول شکر کوٹ مکین میں حاصل کی بعد ازاں دینی علوم کے لیے اسلامی مدارس کا رخ کیا اور اسی اثناء میں جہادی جزبہ بھی پیدا ہوا، آپ صاحب نے پہلی تشکیل مولانا معراج الدین کے لشکر کیساتھ افغانستان کی وہاں سے واپسی آپکو پاکستانی سیکورٹی فورسز نے بونڈری پر گرفتار کیا ایک ماہ جیل کاٹنے کے بعد آپکو رہائی ملی اسکے بعد وانا میں مولانا نور محمد صاحب کے مدرسے میں دینی علوم کیساتھ ساتھ 12 بارویں جماعت بھی پاس کی 13 ویں جماعت کے لیے میر انشاء کالج میں داخلہ لیا اور دینی علوم کے لیے مدرسہ نظامیہ عیدک میں داخلہ لیا اسی کے ساتھ آپ

حقانی نیٹ ورک کے مجاہدین کے ہمراہ افغانستان جاتے رہے بالاخر حلقہ محسود کے سطح پر جب مجاہدین کی تنظیم کی ابتدا ہوئی تو آپ باقاعدہ اجلاس میں شریک ہوئے، اسکے بعد آپ نے مکمل توجہ جہاد پر دی اور بیت اللہ محسود کے زیر قیادت بیسیوں جنگیں لڑی اور حلقہ مکین میں ایک کمانڈر کی حیثیت سے ابھرے۔

حاجی احمد حسین

نام احمد حسین عرف حاجی والد کا نام عباس خیل عصری تعلیم پانچوی تک اپنے ابائی گاؤں میں حاصل کی اور 2004 میں پہلی بار عبد اللہ محسود کے تر بیتی ٹرینگ اسکول میں عسکری تربیت حاصل کی معاہدہ سراروغہ کے بعد آپ کمانڈر فخرے عالم کیساتھ ہوئے۔ پاکستان اور افغانستان میں بہت ساری تشکیلات میں شریک ہوئے 2007 میں آپ شعبہ اختطاف سے منسلک ہوئے بالخصوص 2010 میں آپ نے اس شعبے پر زیادہ توجہ دی اور آپ دسمبر 2012 میں بقاعدہ اسی شعبے کے ذمہ دار بنے اور اپنی تنظیم کیلئے اقتصاد کے لئے اہم کردار آداء کیا۔ حسن اخلاق کے مالک اور جنگی امور سے واقف ہیں اور حسن تدبیر، مطیع، باادب اور بہت سے اوصاف کے مالک ہیں۔ آپکے اہم قریبی ساتھیوں میں کمانڈر شیر عالم ،مولوی شفیع اللہ عرف حامد، محمد عارف، عکرمہ، سردراز خان عرف کمال بابا، یار محمد شہید عرف مسلم یار شہید، عابد اللہ عرف انصار شہید ،صدام حسین عرف ڈاکٹر شہید حبیب اللہ عرف حبیب شہید وغیرہ شامل ہیں۔

کمانڈر آمان الدین عرف ذبیح اللہ

نام آمان الدین عرف ذبیح اللہ ملنگ والد کا نام مولوی معراج الدین پیدائیش 1984 قوم محسود گلیشائی حلقہ جنتہ تحصیل سرارغہ سے تعلق رکھتے ہیں دینی تعلیم مکمل کرنے سے پہلے مجاہدین سے آملے اور کاروان بیت اللہ محسود میں شریک ہوئے۔ آپ مولانا ولی الرحمن محسود کے مشہور کماندانان میں بھی جانے پہچانے شخصیت تھے اور تاحال ہیں۔ پاکستان اور بالخصوص افغانستان کی تشکیلات میں کمانڈر کی حیثیت سے شریک ہوتے تھیں پاکستان کی جانب سے محسود قوم پر مسلط کی گئی جنگوں میں آپ محاذ سپنکئی راغزائی اور بوبڑ محاذوں پر فرائض انجام دے چکے ہیں۔

کمانڈر شیر اعظم عرف آقا یا فاتح

شیر اعظم عرف فاتح یا آقا کا تعلق محسود قوم کئی خیل حلقہ ڈیلے تحصیل سراروغہ سے ہے۔ عصری اور دینی علوم سے ناخواندہ ہیں۔ افغانستان پر طالبان دور حکومت میں شمالی اتحاد کے خلاف جنگوں میں ملا نذیر احمد وانہ والے کی قیادت میں حصہ لیتے رہے نائن الیون کے موقعہ پر افغانستان میں سقوط امارت اسلامی تک جنگ میں حصہ دار رہے ۔لیکن جب علاقہ محسود میں تنظم المجاہدین وجود میں آئی اس دوران آپ بھی کاروان بیت اللہ محسود کے بانیوں میں سے ہو کر شامل ہوئے۔ آپ بیت اللہ محسود کے قریبی

ساتھیوں میں شمار کئے جاتے تھے افغانستان اور پاکستان کے تشکیلات میں آپ کمانڈر کی حیثیت سے شریک ہوتے تھے پاکستان کی جانب سے محسود قوم پر مسلط کی گئی جنگوں میں آپ سپنکئی راغزائی محاذ اور بدر محاذ کے سپریم کمانڈر کی حیثیت سے فرائض انجام دے چکے ہیں۔

نائب حاجی

نام نائب عرف خالد حاجی والد کا نام عبد الحمید قوم محسود گلیشائی حلقہ جنتہ تحصیل سرارغہ سے تعلق رکھتے ہیں علاقہ محسود میں آپریشنوں سے قبل وانہ میں ٹرانسپورٹ ورکشاپ میں مستری تھے۔ لیکن جب علاقہ محسود میں مجاہدین کی تنظیم بنی تو وانہ میں آپ نے انکی بے لوث خدمت کی چند سال بعد آپ نے کاروبار کو خیر باد کہہ کر بیت اللہ محسود کے کاروان میں شریک ہوئے۔ آپریشن ضرب عضب کے دوران 2010 میں آپ کو حلقہ جنتہ کی ذمہ داری سونپی گئی جو تا حال مئی 2017 تک آپ بخوبی سر انجام دے رہے ہیں اسی کیساتھ آپ کو ایمونیشن کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ بادب باخلاق خوش مزاج اوصاف حمیدہ کے مالک ہیں حلقہ جنتہ کے چند سربازوں کے نام یہ ہے۔ مولانا محمد آمیر، مولانا خان زمان، مولانا سید آیوب عرف متوکل، مولانا مصطفیٰ، مولانا عبد اللہ، اسماعیل، آمان الدین عرف ذابیح اللہ، طوفان، عبد اللہ، ترابی، حافظ عصمت اللہ شہید، وغیرہ

حاجی عبد الباقی

نام حاجی نور باقی جان عرف مسلم والد کا نام عبد الرحمن جان عبدلائی گلاخیل سکنہ سپین کمر منڈی پیدائیش 1970 آپ صاحب ناخواندہ ہے، جہاد شروع کرنے سے پہلے دوبئ میں مزدوری کر رہے تھے آپ صاحب کا کہنا ہے کہ دوبئ سے واپسی کے بعد میں نے پشاور میں دکان کھولا جب بھی جنوبی وزیرستان میں طالبان کا دور شروع ہوا، تو میں نے دکان کو چھوڑ کر طالبان کی خدمت شروع کی، خدمت کے بعد میں نے افغانستان نکہ تشکیل کی اور پاکستان میں بھی تشکیلات کئے اور جب محسود مجاہدین شمالی وزیرستان منتقل ہوئے تو مولوی ولی الرحمن کی امر پر میں نے حلقہ منڈی میں کماندان کی حیثیت سے جہادی کام شروع کیا اور جب محسود مجاہدین کیلئے 8 رکنی کمیٹی بنی تو اس وقت میں حلقہ منڈی سپین کمر کا آمیر مقرر ہوا، اور ابھی تک اسی مسئولیت پر قائم ہوں۔ حلقہ سپین کمر کے چند سربازان کے نام یہ ہیں۔ نیک بات عرف البتار، موسیٰ، نصیب اللہ، پائے محمد، جمال خان عرف جمالائی، عبد الحمید وغیرہ۔

کمانڈر نور حسن

نام نور حسن عرف احترام بن حضوار خان ہیبت خیل سکنہ شوال پیدائیش 18 اپریل 1965 آپ صاحب ناخواندہ ہے کئی بچوں کی کفالت کی خاطر بحرین میں مزدوری کرتے

رہے لیکن 2007 میں اس کو خیر باد کہہ کر 2008 سے طالبان کی خدمت میں مشغول ہوئے 2 مارچ 2013 کو بھائی کی شہادت کے بعد جولائی 2013 میں آپکو حلقہ شوال کی ذمہ داری سونپی گئی اس حلقے کے ذمہ دار مجاہدین میں سید الرحمن شہید،، ابرار شہید، حافظ ریاض شہید، محمد اللہ شہید، سرباز، خڑچم، کمانڈر عادل، نورادین آقا، مولوی آتش، جمال الدین، حافظ فضل اکبر وغیرہ شامل ہیں۔

کمانڈر جیلانی

نام جیلانی محسود اشنگی آپ صاحب تقریباً 45 سالہ جوان ہے کچھ دینی علم بھی حاصل کر چکے ہیں طالبان دور حکومت سے جہاد سے منسلک ہے دسمبر 2009 میں خیر اللہ خیر خواہ کی شہادت کے بعد آپ حلقہ مانتوئی کے امیر منتخب ہوئے اور تا حال اسی عہدے پر بر قرار ہے حلقہ مانتوئی کے مشہور مجاہدین میں سے چند یہ ہیں۔ خیر اللہ خیر خواہ شہید سابق امیر حلقہ مانتوئی، دلاور عرف باندی وان، عابد شہید، خالد شہید، آمین اللہ

کمانڈر اسد

نام اسد قوم شمن خیل حلقہ دواتوئی، 4 رتمعاہدہ سراروغہ کے بعد جب علاقہ محسود میں مجاہدین نے دعوت جہاد شروع کی تو آپ بھی بیت اللہ محسود کے کاروان میں شامل ہوئے اور آہستہ آہستہ اپنی جوانمردی اور صلاحیتوں کی بدولت ایک جنگی کمانڈر کی حیثیت سے اپنے حلقے میں مجاہدین میں مقبول ہوئے افغانستان اور پاکستان کی جنگوں میں شامل ہوتے رہے اور بالخصوص آپریشن راہ نجات شروع ہونے کے بعد آپ اکثر و بیشتر محاذ پر ہی رہے ہیں۔ آگست 2013 میں آپ کو حاجی زاھد کی معزولی کے بعد حلقہ دواتوئی کی ذمہ داری سونپی گئی اور تا حال مئی 2017 تک اسی ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ مارچ 2017 میں آپ کی تشکیل علاقہ محسود کی گئی حالانکہ علاقہ محسود اب فوج کی کنٹرول میں ہے اس کے باوجود آپ نے اپنے دیگر ساتھیوں کی مدد سے کئی کاروائیاں کئے جن میں چند دن پہلے 6 مئی 2017 کو دودھما کے بازئے میں کر کے کیپٹن سمیت چھ 6 فوجیوں کو ہلاک کرنے کی سعادت حاصل کی اور دشمن کیلئے زہر قاتل بن کر ثابت ہوئے اللہ مزید توفیق بخشے حلقہ دواتوئی کے چند جانبازوں کے نام یہ ہیں۔ امیر محترم بیت اللہ محسود شہید، امیر محترم خالد محسود حفظہ اللہ حال امیر حلقہ محسود و نائب امیر تحریک طالبان پاکستان، حاجی زاہد شابی خیل سابق امیر حلقہ دواتوئی، محمد شفیع کاکا سابق امیر حلقہ دواتوئی در حال حاضر رائیس شعبہ اسیر ان، بادشاہ رائیس شعبہ خوراک وغیرہ، زارین شاہ عرف خدابخش، کمانڈر شیر فان شہید وغیرہ شامل ہیں۔

عبداللہ شاہ کیکاڑائی امیر حلقہ شکتوئی

کمانڈر عبداللہ شاہ ولد لاوٹ خان کیکاڑائی کا تعلق شکتوئی کے علاقے میر خونی گاوں سے ہے، آپکی پیدائش 1987 میں ہوئی ہے افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد جب مہاجرین مجاہدین نے قبائل کا رخ کیا تو ان کیخلاف پہلے پہل پاکستانی فوج نے جنوبی وزیرستان میں آپریشن کا آغاز کیا جسکے رد عمل بیت اللہ محسود اور نیک محمد احمد زائی وزیر نے عَلم جہاد بلند کیا چنانچہ اس سلسلہ میں مجاہدین علاقہ محسود نے انکا ساتھ دیا علاقہ

شکتوئی سے عبد اللہ شاہ ولد لاوٹ خان اور اسکے بھائی احسان اللہ المعروف چنڑے احسان نے مکمل بیت اللہ محسود کا ساتھ دیا ستمبر 2004 کی جنگ میں جب نومبر 2004 میں محسود مجاہدین نے شکتوئی ہجرت کی تو دونوں نے مجاہدین کی خوب خاطر داری کی معاہدہ سراروغہ کے بعد جب علاقہ محسود میں حلقہ بندیاں ہوئی تو حلقہ شکتوئی کی ذمہ داری کیلئے بیت اللہ محسود نے عبد اللہ شاہ کو منتخب کیا جو تاحال 27 فروری 2017 تک بحال ہے آپ صاحب پر جون یا جولائی 2009 میں شکتوئی کے علاقے میں ڈرون حملہ ہوا جسمیں آپ صاحب زخمی ہوئے اور آپکا دوسرا ساتھی اور حلقہ شکتوئی کا نائب امیر مولوی زار جان شہید ہوا کمانڈر عبد اللہ شاہ بظاہر بڑے سیدھے سادھے انسان لگتے ہیں لیکن حقیقت میں بڑے عالی دماغ اور شاہانہ مزاج کے مالک ہیں، آپ صاحب مختلف پرندوں چرندوں کے پالنے کے شائق انسان ہیں آپ کے گھر کے پاس ہمیشہ ہی ایک چھوٹا چڑیا گھر موجود ہوتا ہے حکومت پاکستان کو مطلوب ہے لیکن تاحال کئی دفعہ ان پر حملے کرکے ناکام رہا ہے۔

کمانڈر ممتاز

نام ممتاز عرف عثمانی تقریباً 40 سالہ نوجوان ہے آپ کا تعلق برکی قوم کانیگرم سے ہے معاہدہ سراروغہ کے بعد بیت اللہ محسود کے ایک کارکن بنے اور پاکستان افغانستان کی تشکیلات کرتے رہے 2008 میں حلقہ سام کے امیر منتخب ہوئے اور 2017 کے ابتداء تک خوش اسلوبی سے ذمہ داری انجام دیتے رہے آپ کے معزولی کے بعد شاہ محمود عرف کوچ حاجی حلقہ سام کانیگرم کے امیر مقرر ہوئے کوچ حاجی افغان طالبان دور حکومت سے جہادی خدمت میں تاحال مئی 2017 تک مصروف عمل ہے۔ حلقہ سام کانیگرم کے سرفروشان میں چند یہ ہیں مولوی عمران جو بیت اللہ محسود کے دور میں فدائین کے رہبر تھے اور بہت سارے کامیاب عملیات سرانجام دیئے۔ شاہ محمود عرف کوچ حاجی، مولانا شیر محمد شہید، عمر خالد، رشید کاکا شہید، کمانڈر معراج عرف خالد شہید سابق امیر حلقہ سام کانیگرم، ابرہیم عرف حنفی، کفایت اللہ، زاہد وغیرہ

ڈاکٹر فقیر اللہ جان داوڑ

نام فقیر اللہ جان عرف ڈاکٹر والد کا نام غازی گل خان داوڑ ہمزونی خٹی کلئی شمالی وزیرستان۔ پیدائیش 2 فروری 1973 ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں پرائمری اسکول میں حاصل کی چھٹی اور ساتوی جماعت بلوچستان کوئٹہ چھاونی سر سید احمد خان پبلک اسکول میں پڑھی آٹھویں جماعت گورنمٹ ہائی سکول عیدک میں پڑھی نوی اور دسوی گورنمنٹ ہائی سکول علی خیل ہمزونی سے پاس کی گیارویں اور بارویں جماعت کامرس کالج میرانشاہ سے پاس کی۔ بعد ازاں میرانشاہ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ٹرینگ شروع کی 2001 میں افغانستان پر جب امریکہ نے حملہ کیا تو افغانستان سے مہاجرین کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ ہمارے گاؤں کے مفتی صادق نور صاحب اس کی خدمت میں پیش پیش تھے اور لوگوں کو مہاجرین کی خدمت اور امریکہ کے خلاف جہاد کی دعوت دیتے رہے، جس کی بدولت میں بھی اس خدمت میں شامل ہوا اور ایک سال تک آپ کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتا رہا۔ 2003 میں جب افغانستان میں طالبان جب دوبارہ منظم ہوئے تو اس وقت میں خلیفہ صاحب کیساتھ ہوا چنانچہ وہاں پر بیت

اللہ محسود اور ملا سنگین سے دوستی ہو گئی جب بیت اللہ محسود نے اپنی تنظیم بنالی تو پہلے پہل میں نے اپنے دیگر چار ساتھیوں کے بشمول محسود مجاہدین کے ہمراہ ترخوبی کیمپ پر حملہ کیا۔اس کے بعد جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا،اسی سلسلہ میں ایک اور بڑا حملہ کمانڈر سیف اللہ زاھد سیپالی کے ہمراہ کیا اس دستہ میں ہم 24 مجاہدین نے افغانستان کے علاقہ برمل منگڑیتے میں اتحادی افواج کے 85 گاڑیوں پر مشتمل قافلے پر حملہ کیا جس میں 35 گاڑی ناکارہ ہوئے ہفتہ وار اخبار ضرب مومن کی رپورٹ کے مطابق اس حملے میں 275 اتحادی فوجی مارے گئے۔جب بیت اللہ محسود کی تنظیم منظم ہوئی تو میں نے آپ سے بیعت کی اور ہمارا گروپ باقاعدہ حلقہ محسود کا ایک حلقہ شمار ہونے لگا ساتھ ہی امیر صاحب نے مجھے فسٹ ہیڈر (یعنی ایمرجنسی طبی امداد) کی ذمہ داری سونپی،اور سات سال تک ولایت پکتیکا افغانستان میں رسمی طور پر صحت عامہ کا رائیس رہ چکا ہوں، جن غزاوات میں بندہ نے حصہ لیا ان میں سے چند یہ ہے ترخوبی، سپلگین،ڈاب گئی،بٹی وغیرہ کیمپوں پر تعاروضات میں شامل ہوا ہوں اس کے علاوہ ایمرجنسی طبی امداد کی ذمہ داری کی وجہ سے جنگوں میں حصہ لینے سے محروم ہوا۔اور تاحال 13 مئی 2017 تک حلقہ محسود کیساتھ جہادی خدمت میں اپنے گروپ کے مجاہدین کی کمک سے خدمت جہاد میں مصروف ہوں۔

ذوالقرنین

ذوالقرنین نظر خیل حلقہ مشتہ تقریباً 40 سالہ جوان ہے پہلے تبلیغی جماعت سے منسلک تھے لیکن 2006 کے بعد بیت اللہ محسود کے کاروان میں شامل ہوئے 2013 میں آپ کو حلقہ مشتہ کی ذمہ داری سونپی گئی جو آپ صاحب تاحال 2017 تک خوش اسلوبی سے انجام پارہے ہے،مارچ 2015 سے اپریل 2016 تک وچہ درہ توندہ درہ،کوہ پریغل اور اس کے ڈھلوانوں میں اور شوال وغیرہ میں آپ نے پاکستانی فوج کے خلاف شدید لڑایاں لڑ تارہا جس کی سبب آپ ایک کمانڈر کی حیثیت سے محسود مجاہدین میں مشہور ہوئے حلقہ مشتہ کے جانبازوں میں سے چند کے نام یہ ہے خانزادہ عرف تور شہید، شیر ابات شہید، میر زالی کاکا شہید، براق، آمین خان۔ مسعود، میر نواز جبکہ حلقہ مشتہ کے اکثر بڑے نامور حکومت پاکستان کو سرنڈر ہوئے جن میں چند کے نام یہ ہیں۔ مولوی اسلم ،ترباز،انگار،وغیرہ

نور محمد صادق

نام نور محمد عرف صادق سکنہ توندہ درہ علاقہ محسود میں جب مجاہدین کی کثرت ہوئی تو آپ بھی طالبان کیساتھ ہوئے کچھ عرصہ بعد جب علاقہ مکین کو چند حلقوں میں تقسیم کیا تو آپ کو بھی علاقہ توندہ درہ کی مسئولیت دی گئی جو تاحال مئی 2017 تک آپ کے اوپر بارِ گران کی طرح گلے کا پھندا بنا ہوا ہے، بڑے ہی امن پسند سیاسی ذہن کے مالک انسان ہے لیکن ساتھ ہی زندہ دل بھی ہے صاف ستھر الباس اور میڈیا کے شائق ہے آپ کے اہم ساتھیوں میں چند یہ ہے۔رسول محمد بن شوال خان خال خیل عرف خاکسار شہید، جانبڑ بابا شہید، خمیس بن نواز شہید ،حضرت علی،بلال،وغیرہ۔

پاکستانی فوج اقرار کر گیا

آج بتاریخ 28 دسمبر 2017 کو پاکستانی فوج کے ترجمان آصف غفور باجوہ نے 14 سال تک لڑی جانے والی جنگ کو کو پرائی جنگ قرار دیا جبکہ اس سے قبل پاکستانی فوج اور سول حکومتیں اس جنگ کو اپنی جنگ قرار دے رہے تھے، جبکہ تحریک طالبان پاکستان کے مقتدر حضرات امیر محترم بیت اللہ محسود شہید، حکیم اللہ محسود شہید، حضرت مولانا ولی الرحمن محسود شہید ، خالد محسود مدظلہ، وغیرہ بار بار کہتے چلے آئے کہ پاکستان خارجہ پالیسی تبدیل کرے اور امریکہ کی خوشنودی کیلئے قبائل کا خون بہانا بند کرے ورنہ پاکستان کے خلاف ہماری جنگ خون کے اخری قطرے تک جاری رہے گی آج بتاریخ 28 دسمبر 2017 کو اللہ کی مدد و نصرت سے پاکستانی فوج کے ترجمان آصف غفور باجوہ نے 14 سال تک لڑی جانے والی جنگ کو کو پرائی جنگ قرار دیا اعتراف جرم کے بعد مجرمین کیا ہوگا؟

اس کا فیصلہ مذہبی اور سیکولر سیاسی پارٹیوں اور پاکستانی عوام کے ذمہ ہے کہ اب وہ معترفین مجرمین کے خلاف تعزیرات پاکستان کے کس دفعہ کے تحت کس عدالت میں مقدمہ درج کرتے ہے (سول عدالتوں میں یا فوجی عدالتوں میں) اگر اس سے قاصر ہے، تو اس تعاون اور منصارت کے بارے میں جو انہوں نے اس جنگ میں پاکستانی فوج سے کیا اور خود فوج نے لڑی جانے والی جنگ کو پرائی جنگ قرار دیا تو اب یہ مذہبی اور سیکولر سیاسی پارٹیاں اور پاکستانی عوام اپنے جرائم کا کس عدالت میں اپنے خلاف مقدمات دائر کریں گے، اگر اس کا بھی بس نہیں تو کم از کم اتنا انصاف تو کرے کہ دیدہ دانستہ تو ہر کسی کے کہنے میں نہ آئے اور آئندہ بے گناہ قبائل اور مجاہدین کے خون گرانے اور انکے املاک تباہ کرنے میں ان ظالموں کا ہاتھ نہ بٹھائے، انصاف اور حق کا تقاضہ تو اب یہ ہے کہ مذہبی اور سیکولر سیاسی پارٹیاں اور پاکستانی عوام پاکستانی فوج کے ان مظالم کے خلاف مجاہدین اور قبائل کا ساتھ دے اور ہر ممکن تعاون فوج کے بجائے اب ان سے کرے۔

جہاد پاکستان کے عروج وزوال کے اسباب،

تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ حقیقت ہے

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ کوئی بھی تحریک اتفاق واتحاد کے بغیر کامیابی اور کامرانی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس قاعدہ کلیہ کے تحت اگر ہم جہاد پاکستان کے بارے میں غور کرے تو اس کے عروج وزوال کے اسباب بآسانی ہمیں سمجھ میں آئیں گے۔ مارچ 2004 میں جب مختلف مقاصد کے حصول کی خاطر پاکستانی فوج نے فاٹا میں آپریشن کا آغاز کیا تو مقامی قبائل اور مجاہدین اپنی دفاع پر مجبور ہوئے۔ اچانک مسلط کی گئی جنگ کی وجہ سے انہیں ایک منظم طور طریقے سے جنگ لڑنے کا موقعہ نہیں ملا۔ لیکن مختلف معاہدات ہونے کے بعد ایک زبر دست موقعہ پاکستانی مجاہدین کو ہاتھ آیا جس میں انہیں ہر قسم کی تنظیموں پر قدرت حاصل تھی لیکن اس پر بیت اللہ محسود شہید، مولوی عمر شہید اور مولوی فقیر محمد فک اللہ اسرہ کے بغیر کسی نے توجہ نہیں دی ان حضرات کی محنت تو ایک حد تک کامیاب بھی ہوئی لیکن منظم نہ ہونے کی باعث انتشار کا شکار ہوئی جس کیلئے پھر مولانا فضل اللہ صاحب سواتی نے بھرپور کوشش کی جو کچھ حد تک کامیاب بھی ہوئی لیکن زیادہ مثمر نہیں۔ جہاد پاکستان 15 سال تک لڑی گئی جس کی سبب پاکستان عراق وافغانستان جیسا جنگ زدہ ملک ثابت ہوا پاکستان کا چپہ چپہ محفوظ نہ رہا لیکن اخیر میں (کہ امریکہ بمع نیٹو افغانستان میں شکست سے دوچار ہوا تمام فوجیں واپس کر کے صرف چند ہزار فوج چھوڑی ہے وہ بھی

اس نام سے کہ افغان فوج کو تربیت دے گی اور طالبان کے خلاف افغان فوج کی فضائی مدد کرے گی)اب جہاد پاکستان کمزور ہوتا جارہا ہے ۔جس کے کئی وجوہات ہیں۔

(1)فرصت کے ہوتے ہوئے غیر منظم انداز میں ایک منظم ملک کے منظم فوج اور دیگر منظم سیکیورٹی اداروں سے جنگ لڑی گئی،جو مجاہدین کی سب سے بڑی کوتاہی تھی کیونکہ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ کوئی بھی تحریک اتفاق واتحاد کے بغیر کامیابی اور کامرانی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔اس لیے تو شریعت غرا نے بھی ایک ہی امیر کے تحت جہاد کرنے پر زور دیا ہے۔مجاہدین پاکستان نے غیر منظم انداز میں جو جنگ لڑی اگر وہ منظم انداز میں ایک امیر کے تحت لڑی جاتی تو اب ایک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوتی۔

(2)پاکستانی مجاہدین کا جہاد پاکستان کے حوالے سے موقف میں تغیر و تبدل کا ہونا نقطہ وحدت پر جمع نہ ہونا ایک سبب ہے۔لہذا مجاہدین کو ایک نظریہ جنگ پر اکٹھا کرنا فتح کیلئے لازمی امر ہے۔

(3)فوج اور دیگر سیکیورٹی اداروں کے علاوہ کئی مجاہدین گروہوں اور تنظیموں نے جس کو اپنا دشمن پہلے سے متعین کیا ہوا تھا انہیں ہدف بنانا شروع کر دیا۔مثلاً جس نے شیعہ یا قادیانی یا اہل بدعت وغیرہ کو دشمن سمجھا تو اسے ہدف بنایا مگر اصل باصلاحیت دشمن فوج کو بھول گئے اور اسے ہدف بنانے کی کوشش بہت کم کی گئی ورنہ اسکی کمزور ہو جانے سے باقی سب دشمن کمزور ہوتے بلکہ اسکا الٹا فائدہ فوج کو ملا کہ ان لوگوں نے ہر میدان میں فوج کی حمایت شروع کی۔

(4)قبائلی مجاہدین کو افرادی قوت ملتے ہی عوام پر حکمران بننا جہاد پاکستان کے لئے مخل ثابت ہوا۔

(5)مجاہدین کا قبائلی لشکروں کے خلاف صرف حملے کرنا اور اس کا متبادل تلاش نہ کرنا مثلاً قوم میں اپنے حامی علماء،ملکان اور مشران کا ایک گروہ تیار کرنا جو قوم کے اندر ہی مخالفت کرنے والوں کا خود ہی اپنی زبان میں مقابلہ کرتے۔

(6)قبائلی مجاہدین اور اسکی قیادت،جہاد پاکستان اور اسکی اہمیت،حکومت پاکستان اور اسکی فوج کی سازشوں اور اس کے قبائل پر اثرات کی اہمیت سے قطعی بے پرواہ ہیں،اور اس بارے قبائل پر محنت نہ کی گئی،کہ پاکستانی فوج کی جانب سے ہونے والے آپریشنز سے مقاصد ہمارے دین ہماری عزت اور خود اختیاری اور آزادی کا چھیننا ہے اگر قبائل کو یہ سمجھاتے تو اسکی اکثریت مجاہدین کا ساتھ دیتی جیسا فرنگی راج اور افغانستان میں روس اور امریکہ کے خلاف انہوں ساتھ دیا کیونکہ وہ مسلمانوں پر حملہ اپنے اوپر حملہ سمجھتا ہے،اور جب یہ سمجھ میں انہیں آجائے کہ اب ان کفار سے دین کو خطرہ لاحق ہوا ہے اور اسکا دفاع لازمی ہے تو اس وقت یہ قبائل بالخصوص وزیرستان کے قبائل کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹتے ہیں۔(مؤرخین بلخصوص انگریز مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ قبائل بلخصوص وزیرستان کے قبائل کبھی بھی قبائلی عصبیت کی بنیاد پر یا وطن کی بنیاد پر اکٹھے نہیں ہوئے ہیں۔قبائل نے صرف دو باتوں کی بنا پر اسلحہ اٹھایا ہے،ایک یہ کہ انہیں یہ سمجھ میں آجائے کہ کفار نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے یا یہ کہ ہمارے اپنے دین کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے اور اسکا دفاع لازمی ہے۔مستفاد پاکستان میں دس سالہ جہاد کیا ہونا چاہئے تھا ص60)

بلکہ الٹا ہی مجاہدین حاکم اور قبائل محکوم کی سی کیفیت پیدا ہوئی،جس سے قبائلی عوام میں حکومت پاکستان اور اسکی فوج کی سازشوں کے بارے میں شعور پیدا نہ کیا گیا جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عام قبائل نے پاکستانی فوج کی جانب سے حملہ دین و اسلام اور مسلمانوں پر حملہ نہ سمجھا

اس لئے بھرپور ساتھ نہ دیا اور اس جنگ کو طالبان اور حکومت کا اختلاف اور یا حکومت کی ریٹ نافذ کرنے کی جنگ قرار دیا لیکن اگر سمجھاتے کہ پاکستانی حکومت اور امریکہ کے ان آپریشنز سے مقاصد انکی خود مختاری وآزادی، قبائلی معاشرہ کو جمہوری معاشرہ میں تبدیل کرنا ہے جس سے مقصد ان سے ایمانی غیرت وحمیت کا ختم کرنا ہے تو وہ ضرور ساتھ دیتے۔

ایک طرف قبائل مجاہدین کی مدد تو ثواب کی نیت سے کرتے رہے دوسری طرف پاکستانی حکومت اور فوج سے تعاون اور سیکورٹی اداروں میں بھرتیاں اور قبائل میں جمہوری نظام نافذ کرنے اور قبائلی نظام کو ختم کرنے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے اور نہ اپنے لیے عار سمجھتے تھے۔

(7) قبائل کے داخلی لڑائی اور جھگڑے اور انکے آپس کے تنازعات میں مجاہدین کی الجھنے کی وجہ سے جہاد سے توجہ ہٹنا اور پھر آپس میں لڑنا۔ جس سے فوری طور پر دشمن نے فائدہ اٹھایا اور ان میں کوئی نا کوئی اعتماد میں لیا اور انکو آپس لڑوایا۔

(8) مجاہدین گروپوں کے مابین باہمی تصادمات اور لڑائیاں۔

(9) مجاہدین کا لاعلمی سے شریعت کے احکامات کی تشریح کرنا بھی ایک سبب ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی اتباع اور اسکی تشریحات میں مجاہدین کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین میں اس امر میں تو واقعی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ شریعت ہی کی اتباع کرنی چاہئے مگر اس کی تطبیق میں بہت زیادہ اختلاف موجود ہے یہ اختلاف دو طرح کا ہے ایک علمی اور دوسرا لاعلمی کا اختلاف ،، علمی اختلاف تو وہ ہے جو کسی خاص معاملے میں کسی مسلک کے علماء کی رائے کے اختلاف سے پیدا ہو، یہ وجہ جہاد کے میدان میں عدم توازن کی بنیاد نہیں ہے۔ بلکہ جہاد کے میدان میں عدم توازن کی وجہ مجاہدین کا لاعلمی سے شریعت کے احکامات کی تشریح کرنا ہے، ہم اس کو مثال سے واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر مجاہدین کے کسی گروہ میں اپنے کسی پچھلے تجربات میں کسی خاص وجہ سے کسی آدمی کو جاسوس قرار دے کر قتل کرنے کا جواز اور اسکی روایت موجود تھی، مگر یہ جواز اور وجہ غیر شرعی ہو تو بہت سے مسائل پیدا کر سکتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص کو مارنا مقصود ہو تو وہ ایک گولی کی بجائے بم دھماکے سے مار دیا جائے اور اس کے ساتھ دس بے گناہ آدمی بھی مارے جائیں اس جیسے عملیات کو مجاہدین شرعی سمجھیں اور اس کا دفاع بھی کریں تو اس کو سوائے شریعت سے لاعلمی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے، یہ تو ایک قتل حق اور ناحق کا مسئلہ ہے اسی طرح بیت المال کے استعمال، زکوۃ کے پیسے کے استعمال، مال غنیمت کے معاملات، حربی، اور غیر حربی کی تقسیم موالات کا مسئلہ جس میں غلو سے کام لیا جاتا ہے اس جیسے امور میں مجاہدین بھی لاعلمی کا شکار ہیں اور اسکی تطبیق بے جا کرتے رہتے ہیں مگر یاد رہے کہ یہ ہلاک کر دینے والے امور ہیں جن سے جہاد میں برکت کے ختم ہو جانے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ دوسری طرف ایسے معاملات بھی موجود ہیں جن میں سے بعض میں شائد کوئی شرعی جواز بھی نکلتا ہو مثال کے طور پر مساجد میں دشمن پر کاروائی، جنازوں پر حملہ وغیرہ شامل ہیں (یہاں ہم یہ یاد دلاتے چلیں کہ ہم نے لفظ شائد جو استعمال کیا ہے، وہ ہمارے کم علمی ہو اور جواز سرے سے موجود ہی نہ ہو) ہمارا نقطہ یہ ہے کہ جہاد الحمدللہ گذشتہ کئی سالوں سے جاری ہے ہمارے اسلاف نے جو بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں اور انہوں نے جنگ میں اخلاقیات کا وہ معیار قائم کیا ہے کہ دشمن آج بھی اس کا معترف ہے عبادت گاہوں پر حملے، لاشوں کا احترام، جنازوں کا احترام اور ان علماء وزعماء کا خیال رکھنا جو مخالف صف میں شریک تھے اس معیار نے دعوت دین اور مقصد جہاد کو حاصل کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے، ان تمام چیزوں سے مجاہدین کی صفوں میں انتشار فکر پیدا ہوتا ہے کیونکہ مجاہدین کے اکثر گروہ اس کو غیر شرعی سمجھتے ہیں یہ ہمارے دشمن کو ایک

کمزوری فراہم کرنے کے مترادف بھی ہے تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہاد سے برکت کے خاتمے کے خطرے سے دوچار ہو جائیں گے اس سلسلے میں مجاہدین سے درخواست ہے کہ وہ یہ بات سمجھیں کہ عسکری کام شریعت کے تابع ہو نہ کہ شریعت عسکریت کا تابع ہو۔) سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ مجاہدین کے تمام ادوار میں معاملات اور امور کو صرف شریعت کی روشنی میں ادا کرنے چاہیے جو نہ کر سکیں کیونکہ اس کمزوری سے مجاہدین کی تمام کوششوں کو کوئی بھی نام دیا جاسکتا ہے مگر یہ جہاد نہیں ہو سکتا اس وجہ سے ان کے تمام اعمال خطرے میں پڑ سکتے ہیں مجاہدین کو اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ شریعت نے کس کو مارنے اور کس کو نہ مارنے کا حکم دیا ہے مجاہدین کو اس بات کا خیال کرنا ہے کہ کسی دشمن کے ساتھ معاہدہ کرنے کیلئے شریعت نے کیا حکم دے رکھا ہے اور اس کا خیال رکھنا ہو گا کہ کہیں وہ جہاد میں فساد کے باعث تو نہیں بن رہے کہ ان کے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور یہ بھی خیال رکھنا ہو گا کہ مقبوضہ علاقوں میں شریعت کیسے نافذ کرنی ہے عوام کے حقوق کیسے اداء کرنے ہیں الغرض مجاہدین کی زندگی کا کوئی ہی ایسا لمحہ نہ ہو جو شرعی حکم سے خالی ہو۔

(10) مہاجرین مجاہدین کے اندر انصار (مقامی مجاہدین اور قبائل) کے بارے میں موجود غلط نظریات اور انکی کئی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں کی وجہ سے مہاجرین مجاہدین اور مقامی مجاہدین اور قبائل میں جو رشتہ پہلے قائم تھا وہ کمزور ہوا، ان غلط نظریات میں ہر مقامی کو جاسوس سمجھنا، انکو مہاجرین سے کم تر سمجھنا، مقامی قبائل کے معاہدات کی پرواہ کئے بغیر ہر جگہ عملیات کرنا، قبائل میں مسلکی دعوت چلانا اور انکو حنفیت اور دیوبندیت سے سلفیت وغیرہ کی طرف راغب کرنا، پاکستان میں مذہبی سیاسی جماعتوں کے خلاف بولنا اور انکے خلاف عملیات کرنا۔

(11) مجاہدین اپنے آپ کو جہاد میں درپیش تمام ضروری مسائل کے شرعی علم سے آراستہ کریں ہر مسئلہ میں علماء جہاد سے رجوع کرے (یعنی وہ علماء جسکا مجاہدین سے گہرا تعلق اور انکی علمی ثقاہت مضبوط ہو) ہر نام کے مولوی ومفتی سے فتویٰ نہ پوچھے کیونکہ نام کے مولویوں ومفتیوں کے فتویٰ جات سے تحریک طالبان پاکستان کا حشر ہمارے سامنے ہے، کہ اسکی وجہ سے تحریک طالبان عوام وخواص میں اپنا اثر ورسوخ کھو بیٹھی۔

(12) مجاہدین اور بالخصوص ذمہ دار طبقہ نے بغیر علمی ثقاہت اور مسلمان فاتحین کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کئے بغیر اور ان کا قائم کردہ عسکری اخلاقی ڈھانچہ نہ اپنانے کی کوشش بھی ایک سبب ہے

(13) جہاد پاکستان میں ایک غلطی جو مجاہدین سے ہوئی وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دشمن کم نہ کئے بلکہ زیادہ کئے کوئی صرف قادیانیوں کے خلاف کوئی مزاروں پر دھماکوں میں مصروف ہے جبکہ قبائلی مجاہدین قبائلی لشکروں اور جواسیس کے قتل اور دوسرے قبائل کے ساتھ جنگوں میں اپنے دشمنوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔

(14) کوئی بھی تحریک اور جدوجہد اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک تحریک اور جدوجہد کرنے والے اپنے آپکو یہ ثابت نہ کرلیں کہ اس جگہ پر ان کا حق ہے اور جو جدوجہد وہ کر رہے ہیں وہ جائز ہیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کسی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اسی قوم میں سے ہوتے تھے۔ ان کا وقت اسی قوم میں گذرا تھا۔ جب بھی انبیاء کرام نے دعوت دی تو پہلے اپنا یہ حق ثابت کیا اور یہ ثابت کیا کہ ہم اس قوم کے ہمدرد ہیں اس لیے مجاہدین کو اپنا حق مانگنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپکو قوم کا ہمدرد بھی بنا کر پیش کرنا ہو گا قوم کو مغرب کی غلامی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی غلامی میں لانا بھی تو ثابت کرنا ہو گا قبائلی مجاہدین نے اس کے برعکس اپنے کو حاکم اور عوام کو محکوم بنایا، اور معمو لی باتوں پر انکی مارپیٹ اور قید وبند کے سزائے دیتے رہے جو کہ نفرت کا باعث بنا۔

(15) حکومت کی سستی یا کمزوری تھی یا قصداً مجاہدین کو پورے ملک میں کھلے عام چھوڑا اور انہوں اپنے اکثریتی والے علاقوں میں اپنا ریٹ قائم کیا جس سے مجاہدین کا نقصان یہ ہوا کہ انکے کوائف اور شکل صورت تعداد اور ٹھکانے دشمن کیلئے روز روشن کی طرح واضح ہوئے۔ پھر جب بھی دشمن نے جس کے خلاف چاہا باآسانی کاروائی مکمل کی مجاہدین کی اس غفلت اور لاپرواہی کی بنا پر آدھی سے زیادہ جانی اور مالی قوت سے ہاتھ دھو بیٹھے

(16) پاکستانی مجاہدین بالخصوص قبائلی مجاہدین اور مہاجر مجاہدین (غیر ملکی مجاہدین) نے پاکستانی فوج کی قبائلی علاقوں میں دراندازی کے وقت جب جنگ کا آغاز کیا تو قبائلی پٹی سے دفاع کیساتھ ساتھ پورے ملک میں جنگ کو طول دیکر بڑی بڑی کاروائیوں پر توجہ مرکوز رکھی لیکن گوریلہ جنگ کے اصولوں کے مطابق چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے اپنے علاقوں کو دشمن سے صاف کرنے پر توجہ دیتے اور پھر وہاں سے دیہاتی علاقوں سے جنگ کا باقاعدہ آغاز کرتے جس سے دشمن اپنی دفاع پر مجبور ہوتا لیکن ایسا نہ ہوا اور اس غلطی سے دشمن نے فائدہ اٹھا کر تمام قبائلی علاقوں پر اقدام کر کے مجاہدین کو اپنے علاقوں سے بے دخل کیا۔ جس کا لازمی نتیجہ جنگ کا سرد پڑنا ہے جسے دشمن طالبان کی شکست پر محمول کرتا ہے اور اس بہانہ سے عوام کو اعتماد میں لینے کی کوشش کر رہا ہے

مشکل الفاظ کے معانی

(1) تعارض کا معنی ہے کسی پر اقدامی حملہ کرنا،(2) فوجی جیپ یہ فوج کی ٹویٹا قسم گاڑی ہے جن میں بعض چھوٹے ہوتے ہیں اور بعض بڑے جنہیں پشتو میں جیپ کہا جاتا ہے(3) جن ناموں کے ساتھ شہید لکھا ہے وہ ان کاروائیوں کے بعد شہید ہو چکے ہیں(4) کمین مارا کمین کا معنی ہے کہ مجاہدین گھات لگا کر دشمن پر حملہ کریں اسکو پشتو میں کمین کہا جاتا ہے(5) عملیات کاروائی کو کہا جاتا ہے عربی اردو پشتو کا مشترکہ لفظ ہے(6) حلقہ محسود کے کل 23 حلقے ہیں اور کئی ادارے ہیں اسکے بارے میں وضاحت طلب امر یہ ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ ہر حلقہ کے ذمہ دار مجاہدین کو جمع کر کے ان سے اجتماعی لحاظ سے ایک ایک کاروائی کی تفصیل معلوم کی جائے۔ البتہ کاروائی کی تفصیل جس نے زبانی بیان کی وہ انکے نام لکھی گئی ورنہ ہر ایک واقعے کی رواۃ تقریباً 2 سے 5 اور 10 تک ہوتے تھے یہ اسلیے تاکہ تمام تاریخ دروغ گوئی سے صاف وشفاف ہو (7) محاذ جہاں پر دشمن سے لڑنے کیلئے پہرہ دیا جاتا ہے جسکو سرحد بھی کہتے ہے عربی میں ثغر ثغور بھی کہتے ہے(8) ولسوالی افغانی زبان میں ضلع کے مانند ہوتا ہے(9) پوستہ بڑے مورچے کو کہتے ہیں(10) کمین گاہ اس جگہ کو کہتے ہیں جسمیں گھات لگا کر دشمن پر حملہ کرنا ہوتا ہے(11) بار بار یہ الفاظ واقعات میں آتے ہیں کہ فلاں سر پہ یہ ہوا، فلاں سر پر یہ ہوا، سر کا معنی ہے پہاڑی فیچر پہاڑی چوٹی(12) منزہ یا ژائی کے الفاظ بار بار واقعات کے بیان میں آتے ہیں یہ پہاڑوں کے نیچے چھوٹے چھوٹے ڈھلوانوں کو کہا جاتا ہے یا میدان اور ہموار زمین میں جو اونچیاں ہوتی ہیں اسے بھی منزہ یا ژئی کہتے ہیں(13) میلہ یا کوٹ، قلعہ نما گھر کو کہا جاتا ہے(14) راکٹ لانچر آر پی جی کو کہتے ہے(15) دوشکہ اینٹی ائر گرافٹ گن کو کہا جاتا ہے [16] تسلیم پشتو زبان میں سرنڈر ہونے کو کہا جاتا ہے کہ دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالے [17] چیغہ کرنا، یعنی ھلا بولنا

ماخذ و مصادر

تفسیر عثمانی علامہ ظفر احمد عثمانیؒ (2) تفسیر ماجدی علامہ عبد الماجد دریا آبادیؒ (3) معالم العرفان لمولانا صوفی عبد الحمید سواتی صاحبؒ (4) التاریخ الاسلام (5) تاریخ ابن خلدون (6) فرنگی راج اور غیرت مند مسلمان ڈاکٹر محمد نواز (5) طالبانائزیشن

عقیل یوسف زئی (3) فقیر اپی عبد الحمید ترین ملتانی (4) وزیرستان آپریشن انور ہاشمی (5) کتاب کیا کھویا کیا پایا تالیف ڈاکٹر ابو خالد شہیدؒ (6) شہاب میڈیا اور عمر میڈیا (7) پاکستانی میڈیا (8) طالبان ذرائع (9) طالبان اور کمانڈروں بالمشافہ معلومات (10) 1995 سے 2001 تک اور 2001 سے 17 نومبر 2017 تک اکثر حالات وواقعات کے راقم الحروف خود چشم دید گواہ ہے۔

سوال: 11 ستمبر 2011 کے بعد پاکستان امریکہ کا اتحادی بنا اور مشرف نے پاکستانی عوام کو اعتماد میں لینے کیلئے یہ اعلان کیا، کہ اس صلیبی جنگ میں پاکستان کا امریکہ کا اتحادی بننا دو[2] وجوہات کی بناء پر تھا[1] پاکستان کی عوام کو جنگ سے محفوظ رکھنا[2] اور انہیں معاشی طور پر مضبوط رکھنا آیا اس جنگ کا حصہ بنے سے پاکستانی عوام جنگ سے محفوظ ہوئیں اور مملک خداداد پاکستان محفوظ رہا[3] اور پاکستان معاشی لحاظ سے مستحکم ہوا یا کمزور؟

ان دونوں سوالوں کا جواب سب سے پہلے پاکستان کے دونوں حکمران طبقوں اور پھر پاکستانی عوام سے مطلوب ہے؟

اورآج 28 دسمبر 2017 کو اللہ کی مدد و نصرت سے پاکستانی فوج نے اس جنگ کو پرائی جنگ قرار دیا اعتراف جرم کے بعد مجرمین کیا ہوگا؟ اس کا فیصلہ مذہبی اور سیکولر سیاسی پارٹیوں اور پاکستانی عوام کے ذمہ ہے

ناشر

شعبہ نشرواشاعہ الشہاب جنوبی وزیرستان